منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ مدراس وجوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل متعلق اپیل از عدالت مذکور

اسمائے ججان ہائی کورٹ مدراس

آنریبل سر چارلس آرنلڈ وائیٹ صاحب چیف جسٹس۔

آنریبل۔ ایچ۔ ایچ شفرڈ صاحب جسٹس (۳۰ جولائی سے ملازمت سے سبکدوش ہوگئے)

آنریبل جے جارج ڈیوس صاحب جسٹس (۲۵ نومبر سے ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء پر رخصت پر رہے)

آنریبل۔ ایچ۔ ٹی۔ بارڈ صاحب جسٹس۔

آنریبل سر سبرامنیا ایار کے سی۔ آئی ای ۱۱ فروری سنہ ۱۹۰۱ء سے ۲ مئی اور جولائی سے رخصت پر ہیں۔ . . . . .

آنریبل آر۔ ایس۔ بنسن صاحب جسٹس۔

آنریبل سر وی بھاشیام آئنگر صاحب جسٹس سی۔ آئی۔ ای قائمقام جج ۱۸ مارچ تا ۲ مئی سنہ ۱۹۰۱ء رہے اور بطور مستقل جج کے یکم اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو اہتمام لیا

آنریبل۔ ایل۔ مور صاحب جسٹس (قائمقام ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء سے)

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی تالیف ہوکر

[illegible]

مطبع رازگفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

[illegible]

میں

کارپردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار

اسمائے متخاصمین مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴

بابت سنہ ۱۹۰۱ء

تمام شد

مطبوعہ ساگفتا سمپاد
جنرل ایجنسی پریس مدراس

انڈکس دلفوائد

انڈین لارپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۸۳۴ع سے پہلے ایکٹہائے قوانین کو ریگولیشن یا آئین کہتے ہیں۔

دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ
ریگولیشن نمبر ۳ سنہ ۱۸۰۲ مدراس		۱۶ (ضمن ۲)	۹۵	ریگولیشن نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۱۶ع		۱۰	۲۷۱

دفعہ	صفحہ
ایکٹ ۴۴ سنہ ۱۸۳۹ء	
۰	۴۴۵
ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء	
۲ و ۵ و ۸	۳۶۴
ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء	
۲ و ۳	۵۰۴
ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء عہد شکنی پیشہ وران	
۱ و ۲	۶۶۰
ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء تعزیرات ہند	
۱۰۹	۵۲۳
۱۴۴	۱۲۴
۱۸۸	۷۰
۳۱۷	۶۶۲
۳۶۱، ۳۶۳، ۳۰۶	۲۸۴
۳۷۹	۸۱
ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء اوقاف مذہبی	
۱۴	۲۴۳
۱۸	۲۱۹
"	۴۱۹
"	۶۰۸
ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء وصولیابی مدراس	
۴۳	۳۰۷
۶۹	۵۵۰
۷۸	۳۳۹

دفعہ	صفحہ
ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء وراثت	
۹۲، ۹۶	۲۹۹
۲۴۰	۱۲۰
ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء رسوم عدالت	
ضمن ۴ (د)	۳۴
۲۸	۳۳۱
۳۱	۳۰۵
۳۴	۳۱۶
ضمیمہ اول مد ۱۱	۲۴۱
ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۱ء مداخلت بیجا مویشی	
۲۴	۳۰۸
۲۳۰	۱۳۰
ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۳ء عدالتہائے دیوانی مدراس	
۱۶	۵۱۳
ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۳ء حلف	
۰	۴۴۴
ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء دادرسی خاص	
۴۲	۲۰

دفعہ	صفحہ
۴۲	۲۷۵
ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء رجسٹری	
۱۸ (ز)	۴۲۱
ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میعاد	
۵	۴۴۰
۷	۳۸۰
۱۴	۳۶۱
۱۸	۳۸۰
۱۹	۲۰۰
۲۰	۲۴۹
۲۸	۳۱۷
۹۷	۲۷
۱۱۱	۲۳۳
۱۱۴	۲۳۳
۱۱۹	۴۰۵
۱۳۴	۴۷۱
۱۳۹	۲۴۶
۱۴۲، ۱۴۴	۳۸۷
۱۷۳ (الف)	۴۱۲
۱۷۹	۱
"	۱۸۸
"	۶۶۹
"	۶۷۲

دفعہ	صفحہ
۱۷۹	۶۹۵
۱۷۹ (۳)	۲۵
ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء اسٹامپ	
۱۶	۲۵۶
ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء قانون پیشہ	
۱۳، ۱۴	۱۷، ۴۳
۴۰	۸۴
ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۸۱ء دستاویزات قابل بیع و شرائے	
۵۱	۶۵۴
ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء انتقال جائداد	
۰	۹۶
۵۴	۴۴۹
۵۷	۴۱۲
۶۰	۴۰۸
"	۴۴۹
۸۲	۸۵
۸۸ و ۸۹	۶۹۵
۱۰۰	۳۹۷
۱۰۷	۴۲۱
۱۰۸ (ج) و (س) ۱۱۴	۴۷

تمام شد

[illegible]

مطبوعہ جنرل لا ایجنسی امرتسر

لاء آف ایزمنٹ

یعنی

ایکٹ نمبر (۵) سنہ ۱۸۸۲ء

قانون حق آسائش مشرح

مع نظائر و قواعد

قانون حق آسائش قانون ملکیت کی ایک شاخ ہے اس کتاب میں ملکیت و اقسام ملکیت بیان کرکے مضمون حق آسائش کو بہت ہی عام فہم اور آسان کر دیا ہے اور اس مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حق آسائش کس قسم کے حقوق ملکیت سے ہے اور دیگر حقوق ملکیت اور حقوق ملکیت میں کیا فرق ہے انکی تیاری میں لاء آف ایزمنٹ ڈائجسٹ گوڈ صاحب گیل صاحب بیگور لا لکچر سنہ ۱۸۸۲ء قانون ہاشیہ ڈیرل صاحب کالٹ صاحب غیر مستند کتابوں سے کام لیا گیا ہے اور نظائر متعلقہ حق آسائش کو جو اعلیٰ عدالتہائے انگلستان و ہندوستان میں نہایت سنہ ۱۹۰۲ء میں درج کر دیئے ہیں قیمت بلا جلد ہے مجلد ہے علاوہ محصولڈاک۔

ترجمہ مفصل و یکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۰ء ہے

سنہ ۱۹۰۱ء للعہ

قانون لگان ممالک مغربی و شمالی و اودہ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ء ۸ر

اردو ڈائی جسٹ

یعنی

خلاصہ ویکلی نوٹس صیغہ دیوانی فوجداری

از سنہ ۱۸۸۱ء تا سنہ ۱۹۰۰ء

مندرجہ عنوان ڈائجسٹ بڑی محنت اور صرف کثیر سے تیار ہوئے ہیں اسمیں جملہ فیصلجات ویکلی نوٹس از ابتدائی اشاعت تا سنہ ۱۹۰۰ء صیغہ وار وسالوار و صفحہ وار درج کئے گئے ہیں ہر ایک صیغہ کا جداجدا ڈائجسٹ ہوگا یعنی دیوانی فوجداری کا علیحدہ نمبر صفحہ کتاب انگریزی نام متخاصمین درج ہے متن میں ہیڈ نوٹ اور واقعات اور نیز وجوہ تجویز اور ایسے قابل حصے تجویز میں اقتباس کیا گیا ہے کہ مفصل اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے انڈکس ایسی عمدہ طرز اور ترتیب سے لکھا گیا ہے کہ فوراً ناسخ و منسوخ شدہ اور بحث اور متناقض مقدمات کا بخوبی پتہ ملتا ہے انڈکس دیفوار بحساب ابجد لکھا گیا ہے جو فیصلہ دوسرے فیصلے نے منسوخ کر دیا ہے اور سکونستان دیگر تمیز کیا گیا ہے اور یہ بھی دکھلایا گیا ہے کہ ویکلی نوٹس کا فلاں مقدمہ انڈین لا رپورٹ کی کس جلد میں و صفحہ درج شدہ ہے جو عنقریب تیار ہو جائیں گے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں قیمت حسب ذیل ہے ڈائجسٹ بلا جلد صیغہ دیوانی از سنہ ۱۸۸۱ء تا سنہ ۱۹۰۰ء للعہ - ایضاً صیغہ فوجداری ہے علاوہ محصولڈاک

قانون مالگذاری ممالک مغربی و شمالی و اودہ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۱ء ۸ر

المشتہر

شیخ غلام رسول مالک و مہتمم مطبع راست گفتار امرتسر

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

متضمن مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ بمبئی و جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل مطابق اپیل از عدالت ہائیکورٹ مذکور

اسمائے ججان ہائیکورٹ بمبئی

سر لارنس - ایچ - جنکنس صاحب نائٹ چیف جسٹس

آنریبل - ای - ٹی - کینڈی صاحب جسٹس ...
آنریبل - ایم - جی - رانا ڈے صاحب جسٹس (۱۶ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو فوت ہو گئے)

آنریبل - بی - طیب جی صاحب جسٹس ...
آنریبل - ای - ایم - ایچ فلٹن صاحب جسٹس ...

آنریبل - ایل - پی - رسل صاحب جسٹس ...
آنریبل - ڈبلیو - ایچ - کرو صاحب جسٹس -

آنریبل - این - جی - چنداورکر صاحب جسٹس ...
آنریبل - جی - سی - وائٹ ورتھ صاحب جسٹس (قائم مقام)

آنریبل - ایم - ایچ - سٹارلنگ صاحب جسٹس (قائم مقام)

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر الحسنی

[illegible] تالیف ہو کر [illegible]

گفتار

مطبع امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

میں کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

اصول قانون رٹیگن ایگن

چھکو

از سیل ڈاکٹر مسٹر ڈبلیو ایچ رٹیگن صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا
گلگس کونسل نے تیار کیا ہے اور جو پنجاب یونیورسٹی کی امتحانات
قانونی اور دیگر امتحانات قانونی وغیرہ میں شامل ہے اور جو کتب
اصول قانون میں سب سے مستند اور جامع ہے جسکو منشی
گردھاری لعل صاحب ممتحن عدالت در جلوس چیف کورٹ پنجاب لاہور نے
بامداد صرف زرکثیر نہایت عمدہ اور صاف کاغذ پر چھپایا ہے یہ نوع
تیار ہوکر فروخت ہوتی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے جملہ ممالک کے علم
اصول قانون مثلاً روم انگلستان فرانس اٹلی جرمنی آسٹریا روس ایشیا
ہندوستان پنجاب وغیرہ سے واقفیت ہو جاتی ہے جس شخص نے اس کتاب کو
نہیں پڑھا وہ ہرگز قانون کے جاننے اور سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتا چونکہ
رسالہ مذکور انگریزی میں تھا اس لئے اردو خوانوں کو اس مفید کتاب کا
کچھ فائدہ نہیں پہنچتا تھا بلکہ امتحان کے موقعہ پر نہایت دقت پیش آتی
تھی طالب علم نہایت خطرہ میں پڑ جاتا تھا اسلئے مترجم صاحب نے
اسکا ترجمہ زبان انگریزی سے اردو میں بامداد دوستوں کے کرکے چھپوایا ہے
مترجم صاحب نے بہی بنا کر شامل کر دی ہے جس سے کتاب کی قدر و
منزلت جو ہے وہ ناظرین کو معلوم ہو سکتی ہے باوجود اس قدر محنت و کوشش
کے اسکی قیمت مبلغ صہ ہے محصول ڈاک مبلغ صہ علاوہ رکھی گئی ہے جن
صاحب کو اسکی خریداری منظور ہو بذریعہ ویلیو پی ایبل بالتفصیل قیمت پر
بتفصیل ذیل طلب فرماویں۔

ترجمہ مفصل انڈین لا رپورٹ

جنوری ۱۸۹۳ء سے منظوری گورنمنٹ ہند انڈین لا رپورٹ
مرتبہ ہائی کورٹ کلکتہ الہ آباد بمبئی مدراس معہ فیصلہ جات
پریوی کونسل کا ترجمہ لفظ بلفظ صفحہ بصفحہ مطابق انگریزی نسخہ
لا رپورٹ کے ہمارے مطبع سے نکلتا شروع ہو جاتی ہے اور دیگر ہاتھ کی ترتیب
میں بھی مطابق انگریزی کے ہے اور بہت سی انگریزی سے اس کا
نکلتا ہے ترجمہ اعلیٰ درجہ کا صحیح اور خوشخط دو قسم کا ہر مہینہ
سال کے بعد چاروں ہائی کورٹوں کے جاری اندکس مطابق حروف تہجی طبع ہوتا
ہے نیز ہر سو نمبر فہرست ساتھ لگائی جاتی ہیں ہر ایک ہائی کورٹ کے
دیئے جاتے ہیں علاوہ ازیں ہر ایک نمبر کا اسکا اندکس بھی شامل ہوتا ہے
تاکہ جو فیصلہ آپ دیکھنا چاہیں باسانی نکال سکیں غرضیکہ ہر
طرح کی سہولیت واسطے خریداروں کے ملحوظ رکھی گئی ہے۔

قیمت بھی اسقدر کم کہ جو اسکی خریداری گوارا نہوگی یعنی سالانہ
قیمت بمعہ پیشگی ولائتی کاغذ پر مع محصول ڈاک ۱۲ روپیہ

معمولی کاغذ پر ۱۰ روپیہ

الراقم

العبد المضاعف

مشتہر [illegible] مالک مطبع [illegible]

انڈکس ڈیفوارہ

اسمائے متخاصمین مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ٢٥

بابت سنہ ١٩٠١ء

تمام شد

مطبوعہ راست گفتار پریس امرتسر
جنرل لاایکس ایجنسی

انڈکس بلفظ اسم

انڈین لاء رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۸۳۴ء سے پہلے ایکٹہائے کو ریگولیشن یا آئین کہتے ہیں۔

دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ
ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۴۶ء		۰	۶۳۶	۴۹۹ تشریح اول	۱۵۱	۴	۷۱۲
۰	۶۶۷	۳۹۵	۷۱۲	ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۶۴ء		ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۶۵ء	
ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مجموعہ تعزیرات ہند		۳۹۶	۳۵	تازیانہ		ازدواج و طلاق پارسیاں	

صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ
ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء		۶۷۵	۳۳۹	۱۰۸	ضمیمہ بند ۳	۲۱۵	۲۵۷ (الف)
اسٹامپ		۱۵۱	۳۳۵	ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۸ء		۲۹۲	۲۹۵
۳۷۳	ضمیمہ اول دفعہ ۱	۶۸۰	۴۰۸	میونسپلٹی شہر بمبئی		۱۰۶	۳۱۰ (الف)
۶۹۶	" دفعہ ب	۳۳۲	۴۹۳	۱۰۷	۲۰۰	۲۱۸	"
۳۷۰	ضمیمہ اول	۵۰۲	۵۱۰	۳۰۷	۵۲۰	۲۲۱	
	دفعہ ۳۳ و ۳۴	۶۹۴	۳۳۶	ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۰ء		۳۳۷	۳۱۰
۳	" ۴۰	۱۶۹	۴۲۶	شرکت خانہ جات شیونی		۲۵۸	۳۳۱
				۵۲۳	۹ و ۲۷	۳۲۰	۳۳۹
				ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء		۳۳۳	۳۴۵ و ۳۴۶
				مجموعہ ضابطہ فوجداری		۲۰۹	"

صفحہ	مضمون
	ب
	ثبوت دیکھو [illegible]
۱	بیع مشتری [illegible]
۱۳۰	[illegible] میعاد
	ثبوت [illegible]
	[illegible]
	[illegible]
۳۲۰	[illegible]
	بنا سے دعوے ۔ نالش بابت وصول منسوخی ایک
۷۸	دستاویز کے .. ..
	بنک ۔ ساہوکار اور گاہک ۔ پاس بک ۔
	چک جو کہ گاہک نے وصولی کے واسطے داخل کیا ہو ۔
	گاہک کی پاس بک میں ایسے چک کا اندراج بطور
	وصول شدہ چک کے کئے جانے کا اثر ۔ امر واقع
۴۹۹	تقریر مخالف .. ..
	بیع اراضی منجانب گورنمنٹ بدست مشتری

صفحہ	دفعہ	صفحہ	دفعہ
۱۵۱	۲ (ج)	۵۱۳	"
۱۶۹	۱۴۵	۶۵۹	۳۸۵
۵۲۳	۱۹ (۳)	۶۲۵	۴۰۶
۱۵۱	۱۹۰	۳۳۲	۴۰۰
۱۵۱	۱۹۵	۳۳۸	۴۱۷
۹۰	۱۹۶	۶۳۱	۴۲۲
۱۵۱	"	۳۳۷	۴۲۷
۱۵۱	۱۹۸ (۲)، ۱۹۹	ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۱ء	
۹۰	۲۳۵	میونسپلٹی ضلع بمبئی	
۴۸	۲۵۰	۱۴۲	۴۸
۶۸۰	۲۶۹	ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء	
۶۹۴	۲۸۴، ۲۸۵	مطالبہ خفیفہ مفصلات	
۴۲۲	۳۳۷	۵۲۸	۱۸
۲۲۵	"	۲۲۵	۲۳

ڈ

ر

ز

س

ش

تمام شد

مطبوعہ راست گفتار امرتسر
جنرل الیکٹرک پریس

شرح قانون رسوم عدالت

یعنی

ایکٹ (رسوم عدالت) باست ۱۸۷۰ء

مع ترمیمات شدہ بروئے ایکٹ ۱۸۹۹ء

یہ شرح انگریزی کتاب قانون رسوم عدالت مولفہ مسٹر بہا شاچاری بی اے ایل ایل وکیل ہائیکورٹ و مسٹر ایس کلفورڈ رجسٹرار پنجاب چیفکورٹ و مسٹر الیکوتہہ صاحب سے ترجمہ کی گئی ہے جسکی موجودہ وقت میں ہکو لاثانی کہہ سکتے ہیں ہر دفعہ کے معانی اور نظائر فیصلجات اعلیٰ عدالتہائے انگلستان و ہندوستان یعنی کلکتہ۔ الہ آباد و بمبئی و مدراس چیفکورٹ پنجاب وغیرہ نہایت ۱۸۹۹ء درج کر دیئے گئے ہیں علاوہ وضعان قانون کی رائیں انگریزی سے اردو میں ترجمہ کر کے قابل درج ہے ایسی بہاں کتب گئی ہیں ہائی کورٹ سے لیکر ماتحت عدالتوں تک رسوم عدالت اور جابجا متعلقہ سرکلرات کو مکمل طور پر درج کر دیا ہے خیر میں ایکٹ تعین المیعاد ثالثات معہ فہرست شامل کر دیا گیا ہے

قیمت بلا جلد عہ } علاوہ محصولڈاک
مجلد عا

شرح قانون اسٹامپ

یعنی

ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء

ایکٹ ہذا بجائے ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء منسوخ شدہ کے صادر ہوا ہے اسکو انگریزی سے بہت عمدگی کیساتھ ترجمہ کیا گیا ہے سنہ ۱۸۹۹ء تک فیصلجات انڈین لا رپورٹ ہر چہار ہائیکورٹ و پنجاب ریکارڈ اضافہ کر کے جدید طبع کیا گیا ہے اور جملہ مستند شرح کتب انگریزی یعنی لفہ ٹسر الرڈ ولوصات بیر سٹرایٹ لا و سٹیمپ مینول پنجاب وغیرہ سے مدد لیگئی ہے جسقدر سرکلرات و احکام بمد ایکٹ ہذا ظہور میں آئے ہیں نہایت حسن وفا کیساتھ درج کر دیئے گئے ہیں سابقہ ایکٹ کی دفعات کیساتھ مقابلہ کر کے دکھایا گیا ہے اور وضعان قانون کی آراء در بارہ تغیر و تبدل کو درج کر دیا گیا ہے

قیمت بلا جلد عہ } علاوہ محصولڈاک
مجلد عا

اصول قانون

قبل اس کے کہ قانون کے کسی شق کی اطاعت کو یا دیکھا جائے یہ ضروری ہے کہ قانون کی اصلیت و ماہیت سے واقفیت حاصل کیجائے کیونکہ کوئی شخص بغیر قانون کے اصل کے واقفیت کے ہرگز قانون کا واقف تصور نہیں کیا جا سکتا اور نہ کوئی شخص قانون کو صحیح طور پر سمجھ سکتا ہے کتاب جناب مولوی محمد حسین صاحب ایم اے بیرسٹر ایٹ لا کی انگریزی کتاب اصول قانون ہالینڈ صاحب سے ترجمہ کی ہے اور معزز حکام کی رائے ہے کہ اس کتاب کے مختلف حصوں میں یہ کتاب مستحق ہے ہر ایک کے پاس رہنے کی

قیمت بلا جلد عہ
مجلد عا

علاوہ محصولڈاک

المشتہر منشی غلام رسول مالک مطبع رفاہ عام

اردو ڈائجسٹ

خلاصہ نظائر فیصلجات دیوانی و فوجداری و مال چیف کورٹ پنجاب و صاحب فنانشل کمشنر پنجاب از سنہ ۱۸۶۶ء تا سنہ ۱۹۰۱ء

جس میں دیوانی فوجداری و مال کی نظائر الگ الگ جلدوں میں بترتیب سلسلہ شامل ہیں

ترتیب } ہر ایک سال کی بلحاظ نمبر سلسلہ کے الگ الگ رکھی گئی ہے - ایک جلد کا نمبر شمار علیحدہ علیحدہ دیا گیا ہے - حاشیہ پر نمبر مقدمہ و ہمارے متعلقہ [illegible] ہیڈ نوٹ [illegible] درج ہے تاریخ فیصلہ اور نام صیغہ کو فیصلے کے نمبر پر درج کیا گیا ہے اور اگر کسی بعد مقدمہ [illegible] حوالہ دیا گیا [illegible] اس سے اختلاف کیا گیا ہے یا بعد کے مقدمہ نے مقدمہ مذکور کو منسوخ کر دیا ہے [illegible] کا نمبر [illegible] صفحہ آخر پر درج کر دیا گیا ہے جس سے ناظرین کو اپنے مطلب کے ایک فیصلہ کرنے میں [illegible] ہو جاتا کہ [illegible] اور مقدمات کس کس سال میں ہوئے ہیں اور وہ اس کے موید یا برخلاف ہیں [illegible] ماقبل یا مابعد کے مقدمات ایک ہی قسم کے کس کس جلد میں ملینگے جو کہ بڑی محنت کا کام ہے -

انڈکس } ڈائجسٹ کے شروع میں فیصلجات مندرجہ کا ایک نہایت عمدہ انڈکس یعنی فہرست مطالب لکھا گیا ہے جس میں ہر ایک مقدمہ کے ہیڈ نوٹ پورے پورے درج کئے گئے ہیں اور بلحاظ حروف تہجی ردیف وار اور بلحاظ قسم مقدمہ مد وار [illegible] دفعہ وار تیار کیا گیا ہے جو مقدمہ فیصلجات منسوخ شدہ ایک ہی [illegible] ہوں ان کو بلحاظ دفعہ کے [illegible] ایک جگہ [illegible] درج کیا گیا ہے - رواج [illegible] شرع محمدی شفع وغیرہ کے متعلق جو مقدمہ فیصل ہوئے ہیں ان کو بلحاظ حروف تہجی مد وار درج کیا گیا ہے چنانچہ رواج کی مد بلحاظ انتقال ہبہ وصیت تبنیت وراثت کے جدا جدا ضمنی طور پر تقسیم کی گئی ہے ڈائجسٹ بالکل جدید طرز پر بڑی محنت سے تیار کئے گئے ہیں ہر ایک ڈائجسٹ ضمنی طور پر [illegible] ڈائجسٹ میں بلحاظ انڈکس بطرز [illegible] اور خلاصہ فیصلجات کے منقسم ہے اور ہمارے اردو خوان صاحبان انگریزی دان احباب سے بہتر کیفیت ترجیح حاصل کرینگے قیمت علاوہ محصولڈاک حسب ذیل ہے - ڈائجسٹ صیغہ دیوانی بلا جلد از سنہ ۱۸۶۶ء لغایت سنہ ۱۹۰۱ء لعہ - ڈائجسٹ صیغہ فوجداری بلا جلد للعہ - ڈائجسٹ صیغہ مال بلا جلد عہ [illegible] مجلد [illegible] علاوہ چارج ہونگے اگر کسی صاحب کو سنہ وار ہر صیغہ کے ڈائجسٹ مطلوب ہوں تو وہ بھی سنہ ۱۸۹۱ء سے سنہ ۱۹۰۱ء تک فی کتاب [illegible] علاوہ محصولڈاک مل سکتے ہیں

المشتہر شیخ غلام رسول مالک و مہتمم مطبع راست گفتار امرتسر

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

جمہتر

انڈین لارپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

حصہ (۹) کل

(۱) جز

از صفحہ اول لغایتہ ۷۲

متضمن

مقدمات منفصلہ احکام عالی مقام پریوی کونسل وہائیکورٹ

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول تاجر رفیق عام ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں

مین

کارپردازان مطبع کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

[illegible] وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

نام فریقین مقدمہ	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
[illegible] بنام [illegible]	اپیل دیوانی	۴ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء	ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء دفعہ ۴ - دو قرضہ [illegible] - الخ	۲۲
[illegible] بنام [illegible]	〃	+	مالک اراضی و مزارعہ - مقبوضہ جات زراعتی - الخ	۶۵
[illegible] بنام [illegible] صاحب	〃	۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۳ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء - ۱۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۳ - جائداد بقبضہ مدیون ڈگری - الخ	۲۰
[illegible]	〃	۱۳ و ۱۴ - ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء	ایکٹ اشخاص قانون پیشہ - الخ	۷
[illegible]	〃	+	غفلت - [illegible] فعل منجانب عہدہ دار سرکاری کے - الخ	۳۶
[illegible]	اپیل فوجداری	۱۴۴ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۱۴۴ - الخ	۴۵
[illegible] بنام [illegible]	اپیل دیوانی	۸ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۱ء ۵۴۰ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ عمارات عامہ (مدراس) - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۱ء دفعہ ۸ - الخ	۳۹
[illegible] بنام [illegible]	〃	۵۲۵ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۲۵ - درخواست داخل فیصلہ ثالثی - الخ	۳۱
[illegible] بنام [illegible]	پریوی کونسل	۲۰۶ و ۲۵۸ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	[illegible] نامہ بعد صدور ڈگری - الخ	۱
[illegible]	اپیل دیوانی	۷ ضمن ۴ (د) ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء	ایکٹ رسوم عدالت - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء دفعہ ۷ ضمن ۴ (د) - الخ	۳۴
[illegible] بنام [illegible]	〃	۱۱ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۷ء	ایکٹ تعیین مالیت نالشات - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۱۱ - نالش کا تعیین مالیت کمتر کیا جانا - الخ	۴۳
[illegible]	اپیل فوجداری	۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۹ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۶ء	ایکٹ تادیب [illegible] - ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۶ء دفعات ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۹ - [illegible] - الخ	۱۳
[illegible] بنام [illegible]	〃	۱۹۵ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء [illegible] ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء [illegible]	مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۱۹۵ - مجموعہ تعزیرات ہند - الخ	۷۰
[illegible] بنام [illegible]	اپیل دیوانی	۳۹۱ و ۵۸۸ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۳۹۱ و ۵۸۸ - [illegible] قبل فیصلہ - الخ	۶۲
[illegible] بنام [illegible]	〃	+	عدالتی استغاثہ - مدعی کی بے جرمی کا ثبوت - الخ	۵۹
[illegible] بنام [illegible]	پریوی کونسل	[illegible] ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۷ء [illegible] ایکٹ [illegible] ۲۸ (ج) [illegible] ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ معاوضہ ترمیمات مزارعان ملابار (مدراس) - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۷ء دفعات ۲ و ۳ و ۴ و ۶ - الخ	۴۷
[illegible] بنام [illegible]	اپیل دیوانی	۲۰۶ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ۱۷۹ (۳) ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۰۶ - ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ (۳) -	۲۵
[illegible] بنام [illegible]	〃	۴۳ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ۹۷ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۳ - ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مد ۹۷ - نالش واسطے تعمیل خاص کے - الخ	۲۷

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

حصہ ثانی

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۹۰۱

(۹) (از صفحہ ۳۰۷ لغایت صفحہ ۳۴۶) نمبر (۲)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر
جنرل لا بکس ایجنسی

میں

بکار پردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شایع ہوا

انڈکس دلیف و ترجمہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳۴ بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

نام مقدمہ	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے متعلقہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
معاملہ ایک وکیل درجہ دوم کے	اپیل دیوانی	۱۳ و ۱۴ و ۳۴ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء	ایکٹ اشخاص قانون پیشہ - ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء دفعات ۱۳ و ۱۴ - معطلی از پیشہ بلا موقع جوابدہی دیئے جانے کے - الخ	۸۳
معاملہ روزلیر سوتھ	ابتدائی دیوانی	۳۴ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء و ۳ ٹرسٹ سنہ ۱۸۶۲ء	پروبیٹ یا چٹھیات انتظام ترکہ - ہائیکورٹ کا اختیار سماعت بہ بارہ رسید کے عطا کرنے کے - الخ	۱۲۰
رامن مینن بنام امو امین	پریوی کونسل		قانون مالابار - قانون رواجی - تبعیت مابین قوم نیاران مالابار جنوبی کے - الخ	۷۳
[illegible] بنام مرشواس انگیر	اپیل دیوانی	۸۲ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ انتقال جائداد - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۸۲ - الخ	۸۵
[illegible] بنام سیتا رامیا	رر	۵۸۶ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء و ۳۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۸۶ نالش از قسم قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ - الخ	۱۱۹
[illegible] بنام [illegible]	-	۲۳۰ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء	مالک و ایجنٹ - ایکٹ معاہدہ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۳۰ نیابت جس کے ساتھ ایک استحقاق شامل ہو - الخ	۱۳۱
[illegible] بنام مشہوری صاحب	اپیل فوجداری	۳۷۹ - ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء	مجموعہ تعزیرات ہند - ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۳۷۹ - الخ	۸۱
[illegible] بنام کرشنا انگیر	اپیل دیوانی	۸۲ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ انتقال جائداد - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء حصہ رسدی زمینداران - [illegible] اس اراضی کی جو شخص ثالث [illegible]	۹۶
کرشنا ریڈی بنام [illegible]	اپیل فوجداری	۲۰۹ و ۳۳۶ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعات ۲۰۹ و ۳۳۶ - اختیار مجسٹریٹ کے ملزم پر الزام کے لگانے کا جو قطعی طور پر عدالت سشن کی تجویز کے قابل ہو - الخ	۱۳۶
[illegible] بنام [illegible]	رر	۱۴۴ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء	مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۱۴۴ - مجمع خلاف قانون - الخ	۱۲۴
[illegible] بنام [illegible]	رر	۱۹۵ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۱۹۵ - الخ	۱۲۱
[illegible] بنام کلکٹر [illegible]	اپیل دیوانی	دفعہ ۱۶ ضمن ۲ ریگولیشن ۳ سنہ ۱۸۰۲ء مدراس	ریگولیشن ۳ سنہ ۱۸۰۲ء مدراس دفعہ ۱۷ ضمن ۲ - دعوی دربارہ جائداد ایک باوصیت شخص کے - الخ	۹۵
[illegible] بنام پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ [illegible]	رر	۵۷ و ۶۴ و ۱۴۹ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۴ء مدراس	ایکٹ لوکل بورڈ ہائے (مدراس) - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۴ء دفعات ۵۷ و ۶۴ و ۱۴۹ - ناجائز طور پر محصول [illegible] الخ	۱۱۴

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ۱۹۰۱ع

جز (۳) | جلد (۹)

(از صفحہ ۱۴۷ لغایت ۲۱۲)

متضمن

مقدمات منفصلہ عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ع

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار جنرل لا ایجنسی امرتسر

مین

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈ[illegible]رٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹ[illegible]	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
ابراہیم کریم بنام عیسے ابا سیٹھ	ابتدائی دیوانی	.	نشان سوداگری۔ قابل کا استعمال سمجھا جانا اسکے سکاٹلینڈ مین۔ باشندے مالک کے کسی اور شخص کیطرف سے تنہا طور پر برٹش انڈیا مین اسکی استعمال کر سکنا	۱۶۳
ایاراذ بنام سہاندی راؤ	اپیل دیوانی	.	اختیار سماعت۔ بیان مندرجہ عرضی دعوے کا جو درست طور پر عدالت سمال کاز خفیفہ کے اختیار سماعت سے محفوظ ہونیکے واسطے کیا جانا یقین کیا گیا ہے ضابطہ کی بہ نسبت عدالت	۱۵۸
استصواب زیر ایکٹ اسٹامپ دفعہ ۵۷	"	دفعہ ۵۔ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء	ایکٹ اسٹامپ سا ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء دفعہ ۵۔ اقرار نامہ چند مالکان اراضی کے ساتھ واسطے حقوق کان کھودنے کے۔ استحقاق کا اجتماع۔ اسٹامپ	۱۷۶
راجہ پیاگلہ پرشدا نیا یدو بنام جوبیلا گدادرگا پرشدا یلدو	پریوی کونسل	.	دہرم شاستر تقسیم ایک جزو جائداد خاندان مشترکہ اہل ہنود کی غیر منقسمہ جائداد کا جاری رکھنا۔ جائداد ناقابل تقسیم کا بقبضہ اعلیٰ رکن خاندان ہونا۔ الخ	۱۸۷
سہارایودو بنام چیرانیا	اپیل دیوانی	۶۲۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۶۲۔ نمونہ جات ضمن نمبر ۱۲۵ الخ	۲۰۰
لکشمن چیٹیار بنام کنا مل	"	۲۳۵ و ۲۷۳ و ۲۸۷ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۳۵ و ۲۷۳ و ۲۸۷ کارروائی بعد اجرا۔ خریدار کی طرف سے اس جائداد کا قبضہ حاصل کرنیسے قاصر رہنا الخ	۱۸۵
نیلادری داس بنام افیشل اسائنی مدراس	"	۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۲۱	رسوم عدالت۔ رسوم واجب الادا بر اپیل زیر ایکٹ دیوالیان سنہ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۲۱۔ " " " " " " "	۱۷۰
محمد حسن بیتن بنام عبد اللہ	"	.	رہن۔ استحقاق قبضہ دربارہ اراضیات مرہونہ مابین مرتہن اول و دوم کے الخ	۱۷۱
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام امین	اپیل فوجداری	۶۳ (۲) و (۳) ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء	ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع (مدراس)، ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء دفعہ ۶۳ (۲) و (۳) ٹیکس کا لگانا۔ جواز۔ " " " " " "	۱۹۵
ملکہ معظمہ بنام سبرامنیا ایا	"	.	ضمانت۔ اس شخص کا ضمانت پر رہا کیا جانا جسپر کہ عدالت سشن سے سزا [illegible] الخ	۱۶۱
میونسپل کونسل کوکاناڈا بنام سٹینڈرڈ لائف انشورنس کمپنی	اپیل دیوانی	۵۳ و ۶۲ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء	ایکٹ میونسپلٹی ہائے اضلاع مدراس، ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء دفعات ۵۳، ۶۲۔ میونسپلٹی کے حدود کے اندر کاروبار کرنا۔ کاروبار کا ایک لوکل ایجنٹ سے کیا جانا الخ	۲۰۵
نرائنیا ریدی بنام وینکٹا چیٹیار	"	۱۷۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ حق آسائش۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۱۷۔ استحقاق دربارہ [illegible]	۲۰۲
وینکٹا راما تما بنام پرشوتم	"	مد ۱۷۹، ضمیمہ دویم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد سا ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۹۔ درخواست اجرا۔ درخواست واسطے کئے جانے کسی کارروائی بعد اجرا کے۔ امتیاز۔	۱۸۹

بنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

جسٹرڈ

انڈین لارپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ۱۹۰۱ء

از صفحہ ۲۱۳ لغایت ۲۵۲

جلد (۵) نمبر (۴)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع اسگفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

میں

کارپردازان مطبع کی اہتمام سی طبع ہوکر شایع ہوا

انڈکس ڈیفوار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعلہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
اناسامی پلائی بنام راماکرشنا مدالیار	اپیل دیوانی	۱۸۔ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء	ایکٹ اوقاف مذہبی۔ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء دفعہ ۱۸۔ اجازت ارجاع نالش بہائیکورٹ بصورت امین کیطرف سے غفلت کئے جانیکے۔ الخ	۲۱۹
رو تہیلا بنام دایوما	″	مدات ۱۱۱ و ۱۱۶ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مدات ۱۱۱ و ۱۱۶۔ نالش واسطے دلاپانے غیر مودیٰ زرثمن کے اور واسطے موثر کرلینے بارئع کے مواخذہ کے۔	۲۳۴
سبارایار بنام سبالی	پریوی کونسل	•	دہرم شاستر۔ وصیت۔ تعبیر۔ ہبہ بحق پسر متبنی موصی کے۔ ہبہ کا بروئے وصیت مذکور کے تبنیت کے عمل میں آنے پر مشروط ہونا۔	۲۱۴
سرنیواسا ایار بنام موتہوسامی پلائی	اپیل دیوانی	مد ۱۳۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	مالک اراضی و اسامی۔ آسامی کی طرف سے مالک اراضی کے استحقاق سے انکار کیا جانا۔ مالک اراضی کا اختیار مزارعت کو ختم کرنے کا۔ ایکٹ میعاد۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۳۹۔ الخ	۲۴۶
نسلدانا بنام سکرٹری سٹیٹ ہند	″	ضمن ۱۱ ضمیمہ اول ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء	ایکٹ رسوم عدالت۔ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ضمیمہ اول ضمن ۱۱ انفکاک مالیت اُس جائداد کی جسکا اہم جزو ایک ستہ مدعا بہا نالش ہو۔	۲۴۱
کمرشل بنک آف انڈیا بنام سبجو صاحب	″	۳۷۲۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۵ فرمان شاہی	فرمان شاہی ۱۵۔ مدعی کے منتقل الیہ کے شامل مسل کئے جانیکا حکم دینے سے انکار کرنا۔ اپیل۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳۷۲۔ الخ	۲۵۲
محمد جعفر بنام محمد ابراہیم	″	۱۴۔ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء	ایکٹ اوقاف مذہبی۔ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء دفعہ ۱۴۔ نالش استقرار حق۔ ایسی نالش کا قابل قیام ہونا دعوی بنابر معزولی مہتمم کا کب مد ہوتا ہے۔ وجہ معزولی۔	۲۴۳
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جنجی ریڈی	اپیل فوجداری	۵۵۶۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۵۵۶ مجسٹریٹ کا ایک مقدمہ کی تجویز کرنیکے ناقابل ہونا۔ ملزم کے نام استغاثہ کئے جانیکی ہدایت کرنا۔ بعد میں اُسی مجسٹریٹ کی طرف سے تجویز مقدمہ کیا جانا۔ جواز تجویز مذکور۔	۲۳۸

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

جسٹرڈ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۹۰۱ع

(از صفحہ ۲۵۵ لغایت ۲۹۴)

(۵) (۶)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ع

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول ۲ یج ایج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع رفاہ گفتار امرتسر

جنرل لاکس ایجنسی

مین

کاپرداز ان مطبع کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

انڈکس دیفوار ترجمہ انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
ادہلوکامدالی بنام بیراگہاوامدالی	اپیل دیوانی		دہرم شاستر زن وشوہر حقوق شوہر بحیثیت قانونی ولی زوجہ کے ... بابت دوبارہ رخصتی زوجہ کے قبل حصول سن بلوغ۔	۲۵۵
پنگابنام ا ...	؍؍	۱۳- ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ۳۲- ایکٹ ... سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳ امر تصفیہ شدہ الخ	۲۷۵
بنگارو نارائن بنام کمارا ...	صیغہ اپیل فوجداری	۳۶۱ و ۳۶۳ و ۳۶۶ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ تعزیرات ہند- ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۳۶۱، ۳۶۳ و ۳۶۶ متخالف جائز سے لے بہاگنا "ولی جائز" الخ	۲۸۴
رنگادوبنام کوندا ریدی	؍؍	۱۰- رگیولیشن ۱۲ سنہ ۱۸۱۶ء	رگیولیشن ۱۲ سنہ ۱۸۱۶ء دفعہ ۱۰- ایک دیہی عہدہ دار کا ... میں بند کیا جانا حکم مذکور کا جواز۔	۲۷۱
سبہاپتی گرو کل بنام کلشحوالی وغیرہ	صیغہ اپیل دیوانی	۱۹۶ و ۱۹۶ الف و ۱۷۰ و ۳۷۳- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۱۹۶ و ۱۹۶ الف و ۱۷۰ و ۳۷۳ - نالش رجوعہ باجازت ... تجدید ... بنا دعوی پر ارجاع نالش کی اجازت سے اس کا واپس لیا جانا- بعد ازاں ایسی نالش کے رجوع کئے جانے کی اجازت سے انکار کیا جانا- الخ	۲۹۳
سکریٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل بنام پیرول پلائی	صیغہ اپیل دیوانی	۴۲۴- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۲۴ - نوٹس قبل از ارجاع نالش بخلاف سکریٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل ... عہدہ دار سرکاری کے- الخ	۲۷۹
سورج مل بنام ... سن	؍؍	دفعہ ۱۶- ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء	فوراً بعد دستخط کئے جانے کے اسٹامپ کا لگایا جا کر منسوخ کیا جانا فرمان شاہی مدر ۱۲- جز و بنائے دعوی- پرامیسری نوٹ جو مدراس یا سکندرآباد میں واجب الادا ہو- ادائگی ... سود مدراس میں اختیار ...	۲۵۹
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام عبداللہ صاحب	صیغہ اپیل فوجداری	۱۴۴ و ۴۸۴- ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری- ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء- ۱۴۴ و ۴۸۴ حکم ... دربارہ رہنے ایک خاص فعل سے الخ	۲۶۲
لگایا بنام ونکٹ راؤ	صیغہ اپیل دیوانی	۲۴۴- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مالک اراضی و مزارعہ- دادرسی بخلاف ضبطی بروجہ عدم ادائگی لگان گو شرط ادائگی ڈگری میں درج ہو- مجموعہ ضابطہ دیوانی- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۴۴- الخ	۲۶۵

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ - بابت سنہ ۱۹۰۱ء

از صفحہ ۲۹۵ لغایت صفحہ ۳۳۲

حصہ (۹) کلاں

نمبر (۶) سب

متضمن

مقدمات منفصلہ عدالت عالیہ معزز پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج افیسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

کارپردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ولیف وار ترجمہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۹ بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۶

نام فریقین	نام صیغہ	دفعات و ایکٹہائے مستعمل	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
چکراینی چیٹیار بنام داسی سیٹھ	اپیل دیوانی	۳۱۱ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	[illegible]	۳۱۱
راما سوامی بنام رنگا ماتین	"	۹۲ و ۹۵ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء	[illegible] ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء صفحات ۹۲ و ۹۲	۲۹۹
سبرامنیا ایار بنام رنگا [illegible]	"	۲۳ - ایکٹ [illegible] سنہ ۱۸۹۵ء مدراس	[illegible]	۳۰۷
سوندری [illegible] بنام [illegible]	"	"	[illegible]	۲۹۴
لکشمنا چٹیا بنام چنا [illegible] چیٹی	"	۳۶۵-۶۲ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	[illegible]	۳۲۴
شاہنشاہ قیصر ہند بنام [illegible]	اپیل فوجداری	۳۳۶ و ۹۹ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	[illegible]	۳۲۱
شاہنشاہ قیصر ہند بنام [illegible]	"	۵۲۳ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	[illegible] نوٹس -	۳۱۴
شاہنشاہ قیصر ہند بنام [illegible]	"	۱۰ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۸ء	[illegible]	۳۱۸
شاہنشاہ قیصر ہند بنام [illegible]	"	۹۹ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۹ء ۳۳ - ایکٹ [illegible]	[illegible] کو فروخت کرنا جرم -	۳۱۹
[illegible]	"	۵۴۵ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء ۳۱ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء	[illegible]	۳۵۰
[illegible]	اپیل دیوانی	۲۵ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء	[illegible] نالش [illegible] کیا جانا [illegible]	۳۳۱

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ۱۹۰۱ء

جلد (۹)

(از صفحہ ۳۳۵ لغایت ۳۷۶)

متضمن

مقامات منفصلہ جنکا م عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفس ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع گفتار اسلام امرتسر

عبدالاحد ایجنسی

مین

کاتب آزاد مطبع کے اہتمام سی شایع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
یلاچی گوندن بنام کپاناگوندن	اپیل دیوانی	۴۳-ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء (مدراس)	ایکٹ عدالتہائے دیہہ (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۹ء) دفعہ ۴۳ - منصف ضلع کیطرف سے کابد چلایا بابت عدالت دیہہ کی نگرانی۔ الخ	۳۳۵
سیر منتو راجہ بیاگتہ ادرگا بنام منو تہنبکی لا کاملک راجنا	"	دفعہ ۱۵ - فرمان شاہی	فرمان شاہی مد ۱۵ - ایک جج کمرہ واحد کا حکم شعر انکار التوا نسبت استماع تجویز یا اپیل -	۳۵۸
کرشنا سامی پنی کوندار بنام موتہو کرشنا پنی کوندار	"	۳ و ۵ و ۸ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء ۶۲۲ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ ورثہ (حفاظت جائداد) ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء دفعات ۳ و ۵ و ۸ تقرر کیوریٹر قبل صدور حکم کے شہادت نہ لینا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۶۲۲ - عدم موجودگی اختیار سماعت - اہم بعینہٖ نگی	۳۶۴
کروناکارا کروپ بنام کنی پراتن	"	دفعہ ۵ و مد ۸ ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء	ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۵ ضمیمہ دوم مد ۸ - نالش لگان جس مین بالمقابل مطالبہ قیمت ترقیات کا کیا گیا ہو - عدالت مطالبہ خفیفہ کا اختیار سماعت	۳۵۶
گورور اجماہ بنام وینکٹا کرشنا ماچی	"	۱۳ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳ - امر فیصل شدہ نالش منجانب الف بخلاف ب عدالت سٹی سول کورٹ مابعد کی نالش منجانب ب کے بخلاف الف ہائیکورٹ مین الخ	۳۶۰
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کنیل راؤ	اپیل فوجداری	۲۰۳ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۲۰۳ - استغاثہ کا خارج کیا جانا۔ مجسٹریٹ کا مقدمہ کی سماعت سے انکار کرنا الخ	۳۳۷
مہاراجہ جے پور بنام جیماناو ہورا	اپیل دیوانی	ایکٹ ۲۴ سنہ ۱۸۳۹ء	ایکٹ عدالتہائے ایجنسی گنجام و وزاگاپٹم - ایکٹ ۲۴ سنہ ۱۸۳۹ء جواز قواعد ایجنسی نمبر ۲ و نمبر ۱۳ وضع کردہ زیر ایکٹ مذکور - الخ	۳۲۵
واسودیوا ادیوی نمبودرین بنام نرائینا پیتر	"	۲۳۵ و ۲۷۳ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۳۵ و ۲۷۳ - اجرائے ڈگری زر نقد - قرقی استحقاق وصولی واصلات بطور باز یافت -	۳۴۱
وینکٹا رتنام بنام راماراجو	"	۱۴ و ۱۹ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۱۴ و ۱۹ - اس عرصہ کا منہا کیا جانا جس مین کہ مدعی ایک اور کارروائی کی پیروی کر رہا ہو -	۳۶۱
بیمونا بائی رانی صاحبہ بنام سوبیا کوندن	"	۸ - ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء (مدراس)	ایکٹ ایصال لگان (مدراس) ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۸ - بنا ہے مجوزہ کے پیش کرنے سے پہلے کی میعاد - مالک اراضی کی طرف سے خلاف قانون الخ	۳۳۹

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلۂ مدراس جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

(از صفحہ ۳۴۷ لغایت ۴۲۶)

متضمن

مقدمات منفصلۂ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار جنرل بکسا ایجنسی امرتسر

میں

بکار پرداز مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
اموری چم تہر گنا مکوندا بنام پریاڈوراسامی	ہندو لا	.	دہرم شاستر۔ ناقابل تقسیم زمینداری۔ مبینہ انتقال۔ انتقال مذکور کا اس طریق کے مطابق ہونا جو کہ ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کے رو سے مقرر کیا گیا ہے۔ اُن افعال کو جو کئے گئے ہوں اور اُس انتظام کا جو کیا گیا ہو الخ	۳۷۷
ایاٹھورائی پلائی بنام سولائی امال	اپیل دیوانی	دفعہ ۳ مد ۱۱۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۳ ضمیمہ دوم مد ۱۱۸۔ مدعی کا نالش واسطے منسوخی تبنیت کے۔ امتناع میعاد کا اثر وارث بازگشت قریب تر پر۔	۴۰۵
بوچیا بنام ورابلو	”	۶۰۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ انتقال جائداد۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۶۰۔ نالش انفکاک۔ دعوے واسطے سبیل البدل۔ نالش کا اثر جبکہ پہلی کوئی ایجاب یا ادائگی زر رہن کی نہ کی گئی ہو۔	۴۰۸
گوروسامی چیٹی بنام کرشنا سامی ایکار	”	۱۸۔ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۷، ۴۱۳ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ اوقاف مذہبی۔ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء دفعہ ۱۸۔ نالش معزولی امناء کی اجازت دیا جانا۔ اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۴۰۲ و ۴۰۷ و ۴۱۳	۴۱۹
ستیمبلام پہاٹ بنام سوانا تہا ایکار	”	۱۰۰۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایکٹ انتقال جائداد۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۰۰۔ رہن۔ نالش منجانب پسران بخلاف پدر واسطے تقسیم کے۔ مابعد کا رہن جائداد متنازعہ منجانب پدر۔ الخ	۳۹۷
سورو گیسا چیٹی بنام چینا تمبی گوندن	”	۱۰۷، ۱۱۷۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ۱۷ (د) ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ انتقال جائداد۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۱۰۷ و ۱۱۷۔ پٹہ واسطے اغراض زراعتی کے۔ ایکٹ رجسٹری۔ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۷ ضمن (د) الخ	۴۲۱
مرداموتہو پلائی بنام رنگا سامی مپین	”	ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۶ء (مدراس)	ایکٹ ابکاری (مدراس) ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۶ء۔ امتناع جسکے رو سے ایک لیسنس دار بایع تاڑی کا عرق کی بیع میں حق رکھنے سے باز رکھا گیا ہو۔ اقرارنامہ شراکت الخ	۴۰۱
ملک ارجونا ستری بنام نرسمبارائو	”	۲۵۰۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء۔ ۱۵ ایکٹ ۱۸۷۷ء، ۱۱ ضمیمہ ۱ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۵۰۔ اقرارنامہ منجانب ڈگریدار جائداد مرہونہ کے واسطے ادا کرنے ایک مقرر کردہ رقم کے بحق مرتہن جسنے ایک ڈگری الخ	۴۱۲
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام دوراسامی ایار	فوجداری	۲۸۸۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۸۸۔ بیان گواہ روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کا بطور شہادت کے بوقت تجویز روبرو عدالت سشن کے الخ	۴۴۴
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام گنگیا	”	۵۵ (ز) ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۶ء (مدراس)	ایکٹ ابکاری (مدراس) ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۶ء دفعہ ۵۵ ضمن (ز) شئے قابل کشید ہونا الخ	۴۱۸
دہم دیلا پا دیہی کہد نگا گوندنام گھنوی پیون بخشیش پسر ہیا دکو رو	ہندو لا	دفعات ۱۲۳ و ۱۴۴ ضمیمہ دوم۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	دہرم شاستر۔ حقوق نسبت اضافات عطا کنندہ بحق ایک رکن خاندان مشترکہ اہل ہنود کے۔ امتناع میعاد بعد منقضی ہونے عرصہ تین سال کے الخ	۳۸۷

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

جلد (۹) سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۹۰۱ء نمبر (۹)

(از صفحہ ۴۲۲ تا غایت ۴۹۰)

متضمن

مقدمات منفصلہ محکمہ عالیمقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجینسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار جنرل لا بکس ایجنسی امرتسر

مین

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴۲ بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء

نام تخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
احمد بنام محی الدین	اپیل دیوانی	۱۳- ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳- ایک نالش نگران مین مدعی کے استحقاق سے انکار کیا جانا ڈگری بحق مدعاعلیہم- نالش مابعد منجانب اسی مدعی کے الخ	۴۴۴
راماسامی پتھر بنام چینن اسلامی	״	۵۴ و ۶۰- ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ۲۷- ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ انتقال جائداد ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۵۴ و ۶۰- رہن باستحقاق شفعہ بحق مرتہن- انتقال استحقاق ملکیت استحقاق شفعہ کا زائد از عرصہ بیس سال تک استعمال نہ کیا جانا	۴۴۹
رامس بنام سکریٹری آف سٹیٹ ہند	״	۱۱- ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۷ء	ایکٹ تعین مالیت نالشات- ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۱۱- نامناسب تعین مالیت واسطے اغراض اختیار سماعت کے- مقدمہ کا آخری فیصلہ عدالت اپیل تحت سے نہ کیا جانا الخ	۴۲۷
سیلم بنام چنا تل	״	۱۲۷ ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۹۰۸ء	ایکٹ میعاد- ایکٹ ۹ سنہ ۱۹۰۸ء ضمیمہ دوم دفعہ ۱۲۷ ثبوت جائداد خاندانی میں سے خارج ہونیکی نسبت محض حصہ نہ لینا یا مشترکہ جائداد پر رہنے سے انکار کرنا کافی نہیں ہے بشرطیکہ الخ	۴۴۱
کانن بنام پیرا مینڈسی	״		قانون مالابار- کرناون کی طرف سے غیر اشخاص کے تاروَد کا امین مقرر کیا جانا- جواز تقرر-	۴۳۸
ساکراس اتہمودن بنام اتو	اجناس کامل	۱۳۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۹۰۸ء	ایکٹ میعاد ایکٹ ۹ سنہ ۱۹۰۸ء ضمیمہ دوم دفعہ ۱۳۴- خرید کردہ از رہن کی منجانب مرتہن کے گویا کہ وہ کامل مالک جائداد تھا- شکمی مرتہن کا قبضہ زائد از بارہ سالہ- الخ	۴۷۱
نگا لنگام پلائی بنام راجنہ تولر	اپیل دیوانی		دہرم شاستر- ہبہ جائداد بحصہ خود منجانب ہومی کے بحق اپنے پسران کے اس نیت کا وصیت میں ظاہر کیا جانا کہ جائداد جداگانہ طور پر حاصل کیجانی چاہئے مگر اسکی شرائط الخ	۴۲۹
وینکٹا پتی نیدو بنام ترملائی چٹی	״	۴۹۳ و ۵۰۰ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۴۹۳ و ۵۰۰ حکم منجانب منصف کے مشتہر کسی درخواست زیر دفعہ ۴۹۳ واسطے سپردگی بوجہ عدم تعمیل حکم امتناعی کے- الخ	۴۴۷

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لاء رپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

(از صفحہ ۱۹۴ لغایت ۲۴۰)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہو کر

رگفنسٹر

مطبع ———— امرتسر

جنرل لاء بکس ایجنسی

میں

بکار پردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ردیفوار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹ ہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
الابی کویا بنام موسیٰ کوٹیا	اپیل دیوانی	۱۲ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء	[illegible]	۵۱۲
رنگیا گوندن بنام منجاپا راؤ	پریوی کونسل	دفعہ ۱۳ تشریح ۳ و دفعہ ۴۳ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	ایک جزو دعویٰ کی نالش کر دینے سے ترک کیا جانا [illegible]	۴۹۱
کدالا ریہ سی بنام [illegible]	اپیل دیوانی	۲ و ۳ - ایکٹ [illegible] سنہ ۱۸۸۵ء	[illegible]	۵۰۳
کپوسامی چیٹی بنام [illegible] چیٹی	ایضاً	فرمان شاہی	فرمان شاہی [illegible]	۵۱
ملک معظم قیصر ہند بنام تیرومل ریڈی	اپیل فوجداری	۱۰ - ایکٹ [illegible]	[illegible]	۵۲۴
ہریش چندریو بنام نارائن	اپیل دیوانی	۵۹۶ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	[illegible]	۵۰۹

منظور ی گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلۂ مدراس جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۹۰۱ع

جلد (۹)

(۱۱)

(از صفحہ ۵۹۹ لغایت ۶۳۶)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ع

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر الحبیبی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل انچارج الحبیبی

مین

کارپردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام سینہ	دفعات کتبہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
امبی چنی نیار بنام لالجی رامداس سیٹھ	اپیلیٹ سینہ	۲۳۶ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۳۴ - ضامن کا ۔ ذمہ اٹھانا کہ مدیون ڈگری کا ایک درخواست واسطے دیوالیہ قرار دیئے جانیکے کرنی چاہئے - مدیون ڈگری کی ڈگری اِلخ	۵۶۰
بہوجنگا راؤ بنام وینکٹا	”	۶۹ - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۵ء (مدراس)	ایکٹ محصولیابی لگان (مدراس) ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۶۹ - اپیل کے پیش کرنیمیں درنگ کرنا - عدالت کا اختیار رد . . . معافی کے رمیعاد -	۵۵۸
راجچندر پیدا پاجی بنام کوندا پاچی	”	”	دہرمشاستر - معاہدہ و سمجھانا - منقسم کرنا خاندان مشترکہ کے جسکے اراکین . . . ایک اپسر منقسم ہوگیا ہو اِلخ	۵۵۵
رامیا بنام سوتیا	”	”	عذرداری استغاثہ - قرارداد متعلق - مناسب . . . انقلب وجہ کی موجودگی کے -	۵۴۹
کاچی پیدا نگپا کلکا تہولا وادایا ـ بنام کاچی کلا یا نارنگپا کلکا بہولا وادایار	”	”	دہرمشاستر - ناقابل تقسیم جائیداد کا انتقال - استحقاق نزدیک ترین شریک اعلیٰ شاخ کا - ناقابل تقسیم جائیداد ابتدائی ۔ ۔ ۔ ناقابل تقسیم ہونیکے دخیلکاری کا بیدخل کیا جانا - باز گیالی ۔ حکومت برطانیہ بعد انقضائے اس میعاد کے جبتک کہ تعرف ملتوی رہا تہا اِلخ	۵۰۲

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لارپورٹ

سلسلہ مدراس جلد ۲۴ بابت ۱۹۰۱ء

(از صفحہ ۳۳۷ لغایت ۵۰۲)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر الحسینی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

خیر الانجمن الحسینی

مین

کار پردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳۴ بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہای متعلقہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
اپوراؤ بنام راماکرشنا	اپیل دیوانی	مد ۱۷۱ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ سکاربردائی حصہ اجرائے الخ	۶۷۲
مد دنیا بنام محمد داؤد خان	”	دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۰ ۱۸۶۳ء، ۳۲، ۹۲۷، ۱۰۹ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء	ایکٹ اوقاف مذہبی سایکٹ ۲۰ ۱۸۶۳ء دفعہ ۱۸ اجازت الخ	۶۸۵
حکیم محمد شریف حسین بنام سید محمد علی		دفعہ ۳ ایکٹ ۳ ۱۸۷۳ء، ۱۹ (ق) ایکٹ ۵ ۱۸۸۲ء	ایکٹ عدالتہائے دیوانی مدراس ایکٹ ۳ ۱۸۷۳ء دفعہ [illegible]	۶۵۲
سبارامادیار بنام لنگامل	”	۔	ڈگری [illegible]	۶۰۰
کرشنن نیار بنام اتینن نیار	”	۳۳۶ و ۳۴۹ (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء)	مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۳۳۶ و ۳۴۹ [illegible]	۶۴۳
کمال کٹی بنام ابراہیم	”	۲۴۴ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء	قانون ملابار نالش بخلاف کرنون بحیثیت مہتمم [illegible]	۶۰۸
قادر بچا صاحب بنام عبدالرحمن صاحب	”	دفعہ ۴ ایکٹ ۴ ۱۸۹۳ء	ایکٹ بٹوارہ - ایکٹ ۴ ۱۸۹۳ء دفعہ ۴ بحکم بٹوارہ [illegible]	۶۳۴
لکشمانن چیٹی بنام کتایان چیٹی	”	مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ [illegible]	۶۷۹
محمد رضا علی بنام رانگاراؤ	”	۵۱ - ایکٹ ۱۹ ۱۸۸۱ء	ایکٹ دستاویزات قابل بیع [illegible]	۶۵۴
ملک معظم بنام انتاکی	اپیل فوجداری	۱۳۰ - ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء	مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء دفعہ ۱۳۰ [illegible]	۶۶۳
” بنام امان	”	۵۳۰ - ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء، ۱۹۳ و ۱۹۴ ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء دفعہ ۳۵ تجویز ملزم الخ	۶۷۵
” بنام لکاسی کونکیا	”	۱ و ۲ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء، ۳۴ (س) ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء	ایکٹ عہدشکنی پیشہ وران - ایکٹ ۱۳ ۱۸۵۹ء دفعات ۱ و ۲ الخ	۶۹۰
” بنام کرشنا ایار	”	۴۰۳ (۳) ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء دفعہ ۴۰۳ (۳) الخ	۶۴۱
میلاتھی اتی بنام ستبارا یاندلیکا	اپیل دیوانی	۔	دہرم شاستر - ایکٹ فرنیم انڈیا کی بیوہ کا ٹرسٹ انڈیا الخ	۶۵۰
مناکشی اچی بنام چناپاداڈایان	”	۲۴۴ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء	دہرم شاستر - ڈگری بخلاف قائمقام خاندان کے جسکے الخ	۶۸۹
پریسیل کرنل چدامبرم بنام ونیکٹا نرائینا پلائی	”	۵۳ ضمیمہ الف شرط نمبر ۴ ایکٹ ۴ ۱۸۸۴ء	ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع (مدراس) ایکٹ ۴ ۱۸۸۴ء دفعہ ۵۳ ضمیمہ (الف) شرط نمبر ۴ وہ شخص جو بطور بیا پار کوئی کام کرتا ہو الخ	۶۴۴
نلیاننداگنتایت بنام گجاپتی داسو دیا دیلد	”	۱۳ - تشریح سوم ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳ تشریح سوم [illegible] درخواست بعیجنے اجراء واسطے دادرسی ہائے کے الخ	۶۸۱
ونیکٹاچالاریڈی بنام ونیکٹارامار یڈی	”	۲۴۴ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۴۴ [illegible] منجانب اپیلانٹ بطور قائم مقامان متوفی [illegible] الخ	۶۶۵
وسلاماتین چیٹی بنام راماتین چیٹی	”	۲۰۶ و ۶۲۲ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء، ۵ - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۰۶ و ۶۲۲ - الخ	۶۴۶
ونیکٹاسامی بنام چناامیا	”	[illegible] - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء، ضمیمہ دوم - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء	ایکٹ انتقال جائیداد ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء دفعات [illegible] الخ	

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

حصہ نمبر ۸

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

ازصفحہ اول لغایت ۸۴

متضمن

مقدمات منفصلہ محکمہ عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیس ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار جنرل لا بکس ایجنسی امرتسر

میں

بکار پردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شایع ہوا

انڈکس ڈیفوار ترجمہ انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
بروت نرائن بنام بروت بجے سنگھ	اپیل دیوانی	دفعہ ۱۱۸ و ۱۴۱ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	تبنیت - وارث بازگشت - ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۱۱۸ و ۱۴۱ - نالش منجانب وارث بازگشت کے واسطے دلاپانے قبضہ جائداد غیر منقولہ کے -	۲۶
بمعاملہ گوبند بھٹ	متفرقہ فوجداری	۲۵۰ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعہ ۲۵۰ - درخواست واسطے حصول اس حکم کے کہ ایک شخص دفعہ کو ضمانت	۴۸
سرکار بنام رودرا	اپیل فوجداری	۳۹۶ - ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء	شہادت - اظہار مرتے وقت کا - مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ ۳۹۶ -	[illegible]
شامراؤ پانڈورنگ بنام سکرٹری آف اسٹیٹ	اپیل دیوانی	-	مالگزاری - مزارعہ - پٹہ - مستمرہ - شرائط کی رو سے مزارعہ ارضی کے آباد کرنے پر مجبور ہو - معنی لفظ "آباد کرنے" کے - تعبیر -	۳۰
عجب سنگھ بنام نتاباہو	پریوی کونسل	+	دستاویزی شہادت - پورانی پوتھی - پنچایت - دعوی دربارہ اس وطن کے جو مرہٹوں کے زمانے سے موجود تھا -	۱
ولی محمد بنام دتو بھائی	ابتدائی دیوانی	۳۹ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء	فیصلہ ثالثی - وجوہات منسوخی فیصلہ ثالثی - ایکٹ داد رسی خاص (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء) باب ۵ دفعہ ۳۹ - استعمال اختیار تمیزی عدالت - مدعیان کا طریق عمل - الخ	۱۰

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

جلد ۲

انڈین لارپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

جلد (۹) از صفحہ ۹۴ لغایت ۱۰۴ نمبر (۲)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل وھائیکورٹ

بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ھوکر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

مین

کارپردازان مطبع کی اھتمام سی طبع ھوکر شایع ھوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
اشتولی بنام مہادیو	اپیل دیوانی	ضمن ۱۳ - ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء	نالش واصلات - نوعیت نالش - اختیار سماعت اپیل ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) ضمیمہ ۲ د ۱۳	۸۵
بلبھابٹ بنام نرائن بھابٹ	″		امر فیصلشدہ - شریک مدعا علیہم - فیصلہ بانالش مابین متخاصمین کہ فریقین شریک مدعا علیہم ہوں کہ قابل پابندی ہوتا ہے - الخ	۷۴
پرشوتم بنام چیتر کیسر	″	۱۳ - ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء د ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ عدالتہائے سالمتداران دکھن ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۱۳ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ دوم د ۱۴۴ - نالش قبضہ - عدالت معاملتدار -	۸۲
ٹرنر بنام بینک آف بمبئی	ابتدائی دیوانی	۳۶ و ۳۷ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۷۶ء بمبئی	بنک آف بمبئی - ایکٹ متعلق بنک ہائے پریزیڈنسی (۱۱ سنہ ۱۸۷۶ء) دفعات ۳۶، ۳۷ - اختیارات ڈائرکٹران واسطے قرضہ دینے روپیہ کے عادلانہ رہن پر -	۵۲
کرشناجی بنام مہادیو	اپیل دیوانی	۳۱۰ (الف) ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ۸۹ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ الف مرمہ بروئے ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۴ء - نیلام باجرائے ڈگری رہن - ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۸۹ -	۱۱۴
گوپال ارت بنام اناجی بابٹ	″	۳۳ و ۴۸ و ۶۴ و ۶۵ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ رجسٹری (۳ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۳۳ و ۴۸ و ۶۴ و ۶۵ - رجسٹری - دستاویز متعلق بہ جائداد کے جو قبضہ برٹش انڈیا باہر ہو	۵۰
عبدالحمید بنام پرشرام	″	۹۲ و ۹۳ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء	رہن - انفکاک - ڈگری انفکاک - راہن کا اس رقم کے ادا کرنے سے قاصر رہنا جس کا حکم ڈگری میں دیا گیا ہو - الخ	۱۰۱
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام اننت پرانک	اپیل فوجداری	۱۹۳ و ۲۳۵ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) دفعات ۱۹۶ و ۲۳۵ - منظوری استغاثہ - اشتمال الزامات - تجویز بابت ایک سے زیادہ جرائم کے - الخ	۹۰
دتہاتی بنام ہری	اپیل دیوانی	۹۱ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) د ۹۱ - نالش واسطے منسوخی ایک دستاویز کے - بنائے دعویٰ -	۴۸

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

جنتاہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

جلد (۵) نمبر (۳)

(از صفحہ ۱۰۵ لغایت ۱۷۳)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیس ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرتسر
جنرل لا بکس ایجنسی

مین

کارپردازان مطبع کی اہتمام سی طبع ہوکر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
بھیم بھاٹ بنام یشونت راؤ	اپیل دیوانی	۱۰ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء	سوال [illegible] معاہدہ قابل ابطال ۔ ایکٹ معاہدہ (۹ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۹ [illegible]	۱۲۶
چھوٹالال بنام نتھابھائی	اپیل فوجداری [illegible]	[illegible] ایکٹ [illegible] ۹۸ [illegible]	مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) [illegible] ۱۹۵ [illegible]	۱۵۱
عیسے یعقوب بنام میونسپل کمشنر بمبئی	اپیل دیوانی	۲۹۷ ایکٹ [illegible] بمبئی	[illegible] دفعہ ۲۹۷ [illegible]	۱۰۷
[illegible] بنام لکشمن سنگھ	اپیل دیوانی	[illegible] ایکٹ [illegible]	[illegible]	۱۱۵
گووند بنام پرستدام	〃	۳۳ ۔ ایکٹ [illegible] ۵۳ ۔ ایکٹ [illegible]	[illegible] ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) [illegible] محفوظ کرنے [illegible]	۱۶۱
ملکہ معظمہ قیصرِ ہند بنام اچوتا	اپیل فوجداری	۲۴ ۔ [illegible] ایکٹ سنہ ۱۸۷۲ء	[illegible] ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعات ۲۴ [illegible]	۱۶۸
میونسپلٹی پنڈھرپور بنام لکشمن داس	اپیل دیوانی	۴۸ ۔ ایکٹ [illegible]	میونسپلٹی ایکٹ [illegible] دفعہ ۴۸ ۔ نالش بخلاف میونسپلٹی [illegible] نوٹس دربارہ نالش کے ۔	۱۴۲
ونایک بنام گووند	〃		دھرم شاستر [illegible] سے وراثت [illegible] وارث بازگشت [illegible] وارث بازگشت کی رضامندی دربارہ انتقال کے [illegible] رضامندی وارث بازگشت کے واسطے منسوخی انتقال مذکور کے ۔	۱۲۹

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

[illegible]

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

(۴) (۹)

از صفحہ ۱۷۳ لغایت ۲۲۸ -

متضمن

مقدمات منفصلۂ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

میں

بہ کار پردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ردیف واو ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعلمہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
بمعاملہ پنڈورن گوبند	اپیل فوجداری	۱۴۵ و ۵۲۶ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعات ۱۴۵ و ۵۲۶۔ انتقال مقدمہ۔ مقدمہ فوجداری۔ الخ۔	۱۷۹
بھاگونت بنام کداری	اپیل دیوانی	۵۳ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء	فریبانہ انتقال۔ بیع منجانب مدیون کے بہ غرض کہ اجراء کو بیپا کرے۔ ڈائینان کو بیپا کرنے یا التواء میں ڈالنے کی نیت۔ ایکٹ انتقال جائداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۵۳۔ الخ	۲۰۲
بھیوا بنام دتھیا	؍؍	۱۸۔ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء	وطن۔ بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء دفعہ ۱۸۔ نالش واسطے استقرار حق دربارہ ایک حصہ وطن کے یا دوبارہ حصہ یعنی منافعجات وطن میں۔ اختیار عدالت دیوانی کا دربارہ سماعت ایسی نالش کے۔ الخ	۱۸۶
فرنسنڈیز بنام رسے	ابتدائی دیوانی	فرمان شاہی سنہ ۱۸۶۵ء ضمن ۱۲	اختیار سماعت۔ فرمان شاہی سنہ ۱۸۶۵ء ضمن ۱۲۔ مقیم ہونا۔ عارضی رہائش کب اختیار سماعت عطا کرنیکے واسطے کافی ہوتی ہے۔	۱۷۶
گودایا بنام نرکیا	اپیل دیوانی	۱۳ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	امر فیصل شدہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۳ تشریح دوم۔ مختلف نالشات ایک ہی اراضی کیواسطے جنمیں مختلف استحقاقات بیان کئے گئے ہوں۔	۱۸۹

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

جتمالہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

(از صفحہ ۲۲۹ لغایت ۲۸۰)

جلد (۹) عدد (۵)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

مین

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

انڈکس ریفرنس وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ع

اسمائے متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
بائی پاربتی بنام تولوجی دولت رام	اپیل دیوانی	•	دہرم شاستر۔ نان ونفقہ۔ بیوہ اسکا دعویٰ در بارہ نان ونفقہ کے بمقابلہ اس جائداد محصلۂ خود کے جو کہ اسکے خسر نے ہبہ کردی ہے۔	۲۶۳
ٹمپلٹن بنام لارس		•	جہاں کہ جھوٹی شہادت کا قابل سزا نالش ہونا۔ جھوٹی شہادت دینے کی سازش بذریعہ خرچہ مقدمہ کے منع جبکہ اسکا حکم ایک سپاہی کا سند آئی میں دیا گیا ہو۔	۲۳۱
ٹوڑا رام بنام اننت بھٹ	اپیل دیوانی	۲۵۷ الف ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع	مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعہ ۲۵۷ الف ڈگری۔ رہن مقدمہ نزد ڈگری کا رہن میں شامل کیا جانا۔ اقرارنامہ دربارہ مہلت دینے کے ادائے	۲۵۲
تباوا بنام گورشیدایا	"	۱۰۸ ضمن ۲ ایکٹ [illegible]	ایک اراضی مزارعہ پٹہ مزارعہ کا مالک اعلیٰ کی طرف سے بیدخل کیا جانا۔ مزارعہ نے بجز خلاف پٹہ وہندہ کے واسطے معاوضہ بیدخل مذکور کے الخ	۲۶۹
شیخ غلام جیلانی بنام کاشی ناتھ بابا جی	"	۴ ضمن ۲ ایکٹ ۱۸۷۹ع	ایکٹ دکھنی اسکالرل کمشن (۱۰ سنہ ۱۸۷۹ع) دفعہ ۴ ضمن ۲ مالگذاری اراضی۔ نالش مالگذاری ایک نالش لگان نہیں ہے۔	۲۴۴
گوپال بنام کرشنا راؤ	"	دفعات [illegible] ضمیمہ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع	ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) ضمیمہ دوم ترات ۱۴۴ و ۱۳۲ استحقاقی قبضہ خریدار نیلام۔ نالش واسطے دلاپانے قبضہ کے مدیون ڈگری سے۔ میعاد	۲۷۵
ساکھرچند نیم چند بنام اسحاق بھائی ناجی	"		مزارعان مشترک اور انکے حقوق ایک دوسرے کے مقابلہ میں۔ مداخلت بیجا۔ مشترک جائداد سے بیدخل کیا جانا۔	۲۴۸
ہز ہائنس سرکار گائکواڑ بنام گھندی بکاراجانی	"	۵۴۵-۵۴۶ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع	طریق عمل۔ ڈگری اپیل۔ التوائے اجرائے ڈگری۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) دفعات ۵۴۵ و ۵۴۶۔	۲۴۳

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد (۲۵) بابت ۱۹۰۱ء

(از صفحہ ۲۸۱ لغایت ۳۲۸)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج فیس ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع گفتار راست امرتسر
جنرل لا ایجنسی

مین

کار پردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ردیفوار ترجمہ انڈین لا رپورٹس سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ جون ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
دیو راؤ بنام نرائن داس	اپیل دیوانی	۴ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء ۴۔ ایکٹ ۳ ۱۸۷۶ء (بمبئی)	مجموعہ مالگذاری اراضی (بمبئی) ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء دفعات ۴ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰۔ ایکٹ عدالتہائے معاملتداران (بمبئی) ایکٹ ۳ ۱۸۷۶ء دفعہ ۴ معاملتدار۔ قائم مقام مقرر کردہ زیر مجموعہ مالگذاری اراضی استعمال اختیارات معاملتدار۔	۳۱۸
لکشمن بنام انتاجی	"	۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء (بمبئی)	مجموعہ مالگذاری اراضی (بمبئی) ایکٹ ۵ ۱۸۷۹ء دفعات ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱۔ تنازعہ حدود۔ ایسے تنازعہ کا تصفیہ کلکٹر سے کیا جانا۔ اختیار سماعت عدالت دیوانی۔ اختیار سماعت۔	۳۱۲
محمد حاجی بنام احمد بھائی	"	۵۳۹ و ۶۱۷ و ۶۴۷ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء	طریق عمل۔ ضابطہ۔ استدعائے ہائیکورٹ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۳۹ و ۶۱۷ و ۶۴۷۔	۳۲۷
میونسپلٹی انکلیسور بنام رگھناتھ کپور چند	"	۱۷ و ۴۸ و ۶۳ ایکٹ ۶ ۱۸۷۳ء	میونسپلٹی۔ ایکٹ میونسپلٹی ضلع بمبئی (۶ ۱۸۷۳ء) دفعات ۱۷ و ۴۸ و ۶۳۔ کوچہ۔ سرکاری کوچہ۔ وہ کوچہ جسکی روشنی اور صفائی میونسپلٹی سے کیجاتی ہو۔	۱۲۵
دلبھ داس بنام سکر بائی	ابتدائی دیوانی		دہرم شاستر۔ وراثت۔ بھائی کے پوتے کو نواسے کی بیوہ پر فوقیت دیا جانا۔	۲۸۱
ڈنکپا بنام جیو اجی	اپیل دیوانی		تبنیت۔ تبنیت بجانب ایک ماں کے جو اپنے شادی شدہ پسر کی وارث ہو۔ لڑکے کی قابلیت دائمی رسوم کا مانع تبنیت نہ ہونا۔ صرف ایک ہی صنف کے استحقاق تبنیت پر دھرم شاستر	۳۰۶
بسنت راؤ بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند		دفعہ ۱۱۰۔ ایکٹ ۱ ۱۸۷۲ء	قبضہ۔ استقرار حق۔ نالش بجانب شخص قابض کے واسطے استقرار حق کے۔ بار ثبوت۔ شہادت۔ مدعی کے قبضہ کا اثر قیاس استحقاق۔ ایکٹ شہادت (۱ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۱۱۰۔	۲۸۷

بمنظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

(از صفحہ ۳۲۹ لغایت ۳۷۶)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا ایجنسی

مین

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

انڈکس ولیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہا ئے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
بعب ملہ منی لال ہرگوون	[illegible]	•	نابالغ۔ گارڈین مقرر کردہ جائداد نابالغ جو ایک کن خاندان مشترکہ اہل ہنود کا تہا اور جسکی جائداد مشترکہ جائداد تہی منظوری عطا کردہ دربارہ بیع جائداد خاندان کے جسمین نابالغ کا حصہ ہو۔ ہائیکورٹ کا اختیار سماعت۔	۳۵۳
مہا ملہ ہیگہا	اپیل دیوانی	۳۲ و ۴۷ ضمیمہ اول ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء	ایکٹ اسٹامپ ہند (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) ضمیمہ اول مدات ۳۲ و ۴۷۔ رہن۔ مو خذہ زیر اسٹامپ۔	۳۷۰
سجاملہ ہت پراڈینٹ سوسائٹی لیمیٹیڈ	″	مد ۴۷ (د) ضمیمۂ اول ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء	ایکٹ اسٹامپ ہند (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) ضمیمۂ اول مد ۴۷ (د) سرٹیفکیٹ ممبری۔ پالسی بیمۂ زندگی۔ - - - - - -	۳۷۶
لپستہ تکی منجر جی بنام دہی کوئین انشورنس کمپنی	پریوی کونسل	۶۰۰ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	پریوی کونسل۔ عملدرآمد مجموعۂ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۶۰۰۔ سرٹیفکیٹ اس امر کا کہ اپیل بحضور پریوی کونسل مین ایک سوال قانونی شامل ہے۔ عدالتی استغاثہ۔ سوال عداوت و مناسب و غلب وجہ متفق قرارداد ہائے عدالت ہائے ماتحت۔ - - -	۳۳۲
جیجیونداس بنام بائی امبا	اپیل دیوانی	•	قبضہ مخالفانہ۔ خاندان مشترکہ۔ قبضہ مخالفانہ ایک حصہ دار کا بمقابلہ دوسرے حصہ دار کے۔ بار ثبوت میعاد۔ - - -	۳۶۲
کلیانداس بنام لوٹو	″	۱۹ تشریح اول (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء)	ایکٹ میعاد۔ (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعہ ۱۹ تشریح اول۔ اقرار کرنا حساب کتاب	۳۳۰
لکشمی بائی بنام گنیش رگہونات	″	مد ۱ ضمیمہ اول ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء	ایکٹ اسٹامپ (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) مد ۱ ضمیمہ اول۔ اقرار۔ اسٹامپ۔ اقرارنامہ۔	۳۷۳
ملک ارجن بنام نرہری	پریوی کونسل	۲۳۴ و ۲۴۸ و ۳۱۱ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مد ۱۲ - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۳۴ و ۲۴۸ و ۳۱۱۔ اجرائے ڈگری۔ مدیون ڈگری کی وفات بعد صدور ڈگری مگر قبل اجراء کے۔ نیلام بصیغہ اجراء کا بغیر دیئے جانے نوٹس بنام قائم مقامان قانونی کے۔ گلمین آنا نوٹس کا نادرست شخص کے نام جاری کیا جانا۔ استحقاق نیلام مذکور الخ	۳۳۶
مہادیو بنام پرشرام	اپیل دیوانی	۱۴۴ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	میعاد۔ ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ دوم مد ۱۴۴۔ علانیہ قبضہ۔ علانیہ قبضہ کا اثر مابین ڈگری داران یا انکے منتقل الیہم اور مدیون یا انکے ورثاء کے۔ نالش بجانب خریدار از طرف ڈگری دار کے واسطے دلائے پانے قبضہ کے بمقابلہ ورثائے مدیون کے	۳۵۸
ونائیک نرسنگہ بنام دتو گووند	″	•	دہرم شاستر۔ خاندان مشترکہ۔ جائداد مشترکہ۔ خود تقسیم۔ بار ثبوت۔ قرار داد امور واقعہ۔ قرارداد ہائے مبنی برمحض قیاسات۔ اپیل دوم۔ عملدرآمد۔	۳۴۳

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لاء رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ۱۹۰۱ء

(از صفحہ ۳۰۰ لغایت ۴۳۲)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ اگست ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا ایجنسی

مین

گا پرنٹنگ مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
جمشید جی بنام باوا بھائی	اپیل دیوانی	۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء	ضامن ـ ذمہ داری ضامن کے موثر کرنیکا طریق ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعات ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ ـ	۴۰۹
ڈیک بنام دھنبجی جیٹھا	ابتدائی دیوانی	۱۵۳ ـ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء ۴۳ ـ ایکٹ ۱ ۱۸۷۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۵۳ ـ سدیونان مشترکہ نالش بخلاف چند مشترک یونان کے فیصلہ بخلاف ایک مشترک یونان کے جو اقبال دعوے کرے ـ دیگر یونان کے برخلاف نالش کا مانع نہیں ہے الخ	۳۷۸
رادھین بنام منی بائی	اپیل دیوانی	•	وصیت ـ تعبیر ـ وصی ـ نالش منجانب موہوب لہ کے بخلاف وصی واسطے بقایائے لگان کے ـ میعاد ـ - - - - -	۴۲۹
ریچرڈ بہس بنام میونسپل کمشنر شہر بمبئی	ابتدائی دیوانی	۵۲۷ ـ ایکٹ ۳ ۱۸۸۸ء مد ۲ ضمیمہ ۱ ـ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء	میونسپل ایکٹ شہر بمبئی (بمبئی ایکٹ ۳ ۱۸۸۸ء) دفعہ ۵۲۷ نوٹس رجوع نالش کسصورت میں ضروری ہے ـ واپسی محصولات بلدہ ـ میعاد ـ ایکٹ میعاد (۱۵ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ اول مد ۲ ـ	۳۸۷
سوم گوپال بنام دنایک بھیکم	اپیل دیوانی	۴ ـ ایکٹ ۳ ۱۸۷۶ء	معاملتدار ـ ایکٹ عدالتہائے معاملتداران (بمبئی ایکٹ ۳ ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴ ـ قدرتی ندی ـ مالکان سواحل ـ پانی کی رو میں مزاحمت پیدا کرنا ـ حکم امتناعی ـ اختیار سماعت ـ	۳۹۵
شنکر بھائی بنام سوما بھائی	”	•	اختیار سماعت ـ نالش مطالبہ خفیفہ بسبار ڈینیٹ جج جس کو اختیارات مطالبہ خفیفہ مفوض ہوں ـ نالش مطالبہ خفیفہ کا ایک سبارڈینیٹ جج کی رو سے اپنے معمولی اختیار سماعت کے تجویز کیا جانا ـ اپیل ـ - - -	۴۱۷
مرلی دہر بنام اتمد راؤ	”	۳۱۰ ـ الف و ۲۴۴ (ج) ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء	اجراء ڈگری ـ نیلام بصیغہ اجراء مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ (الف) و ۲۴۴ (ج) حکم مشعر نامنظوری استرداد نیلام ـ اپیل بنا رضی حکم مذکور ـ - - - - - - - -	۴۱۸
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام حسین حاجی	اپیل فوجداری	۴۳۷ ، ۴۹۴ ـ ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری ـ (ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء) دفعات ۴۳۷ و ۴۹۴ ـ واپسی استغاثہ ـ بریت ـ رہائی ـ شہادت ـ رہا کردہ شخص کا بطور گواہ ان کے طلب کیا جانا ـ مجاز گواہ ـ جملہ آمدہ ـ	۴۲۲

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد (۲۵) بابت ۱۹۰۱ء

جلد (۵) نمبر (۹)

(از صفحہ ۳۴۳ لغایتہ ۶۷۹)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ھائیکورٹ

بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار جنرل لا ایجنسی امرتسر

مین

کارپردازان مطبع کے اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ریویو وار ترجمہ انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

نام مستغاثین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
بائی جادرو بنام نرسی لال	اپیل دیوانی	۵۔ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء	وطن۔ وطن واقع گجرات۔ بندوبست داخلخارج حق القدمت ورثہ۔ وراثت وطن۔ وراثت بوساطت عورت کے۔ بمبئی ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۴ء دفعہ ۵ مرممہ بر دفعات ۱ و ۲ بمبئی ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۶ء۔ انتقال وطن۔	۴۷۰
گووند بنام موہنی راج	رر	۲۹۵۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۲۹۵۔ تقسیم بحصہ رسدی بروئے چند ڈگریات کے۔ ڈگریات ایک ہی مدیون کے برخلاف ہونی چاہئیں۔ ڈگری بخلاف مدیون ڈگری۔ ڈگری بابت بخلاف اسکے قائم مقام قانونی اور متکہ ترکہ	۴۹۲
نیچا رام بنام فقیر چند	رر	۳۳۱۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳۳۱۔ قبضہ تعمیری قبضہ۔ مزاحمت بہ قبضہ بصیغہ اجرائے ڈگری۔ تعمیر	۴۷۸
ہنیچمن بنام ڈروز	اپیل ابتدائی دیوانی	۴۲ ضمن ۴ و ۴۴ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء ۲۷ و ۳۱ و ۳۲ و ۴۳ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	نشان سوداگری۔ استحقاق اس اسباب کے منگوانے والے کا جس پر کہ بنانیوالے کا نشان سوداگری لگا ہو۔ معاہدہ منجانب منگوانے والے کے واسطے لینے اسباب کے بلا شرکت غیری۔ نشان سوداگری میں جھوٹا بیان ہونا۔ فریب دہی۔ شہادت۔ فیصلہ عدالت ریاست غیر کا قابل پذیرائی ہونا۔ ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ء) دفعہ ۴۲ ضمن ۴ و دفعہ ۴۴۔ فریقین۔ اشتمال فریقہائے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ (۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعات ۲۷ و ۳۱ و ۳۲ و ۴۳۔ عملدرآمد	۴۳۳

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

(۱۰/۱) (۹)

(از صفحہ ۴۹ لغایت ۵۷)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر الحسینی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا بکس ایجنسی

میں

کارپردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

انڈکس ولفوار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲۵ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

منظوری گورنمنٹ آف انڈیا

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلۂ بمبئی جلد ۲۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

حصہ (۹) (۱۱)

(از صفحہ ۵۰۳ لغایت ۶۶۴)

متضمن

مقدمات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شیخ غلام رسول انچارج آفیسر ایجنسی

تالیف ہو کر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا ایجنسی

مین

کارپردازان مطبع کی اہتمام سی طبع ہو کر شائع ہوا

[illegible]

اطلاع

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد (۲۵) بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

نام متخاصمین	نام صیغہ	دفعات ایکٹہائے مستعملہ	عنوان مقدمہ	نمبر صفحہ
اتمارام بنام امید رام	اپیل دیوانی	.	دستاویز۔ تبدیلی دستاویز۔ اہم تبدیلی یک طرفہ۔ اقبال تحریر میں اہم ہو۔ الخ	۹۰۶
اردشیر بنام ولبھ سنگھ	"	۶۲ و ۹۷ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) مدات ۶۲ و ۹۷۔ بابت ڈگری نالش بجانب بائع کے واسطے والپسی زرثمن کے بیعا د۔	۵۰۳
پیٹماری ناتھ بنام شنکر نراین جوشی	"	۵ و ۱۲۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۵ و ۱۲۔ اپیل مدت گزرنے کا بہانہ کیا جاتا ہو حصول نقول فیصلہ و ڈگری میں اپیل میں صرف ہوا ہو۔	۵۸۶
تکارام بنام پانڈورنگ	"	۵ و ۱۲۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) دفعات ۵ و ۱۲۔ اپیل بعد میعاد متعلق اپیل۔ الخ	۵۰۳
جناردن بنام نیلکنٹھ	"	۲۴۵ و ۲۴۶ و ۵۰۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	عملدرآمد ڈگری۔ اجراء۔ التوائے اجراء۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) الخ	۵۸۳
دھنجی بھائی بنام ہیرا بائی	"	دفعہ ۲۳ و ۳۵ ضمیمہ دوم۔ ایکٹ (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۶۵ء	زن و شوہر پارسیان۔ نالش واسطے اعادہ حقوق زناشوئی کے۔ میعاد۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۳ ضمیمہ دوم و ۳۵ ایکٹ ازدواج و طلاق پارسیان (۱۵ سنہ ۱۸۶۵ء)	۹۸۸
راماسوامی بنام وزیر صاحب	"	۳ تشریح دوم۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	امر فیصلشدہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۳ تشریح دوم۔ الخ	۵۰۹
رستم جی بنام سیٹھ پرشوتم داس	"	۲۶۴۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء	شراکت جداگانہ دوکانات مشترک شریک۔ روپیہ جو ایک شریک نے خود اپنی دوکان کو قرض دیا ہو۔ طریق عمل فریقین۔ ایک ہی فریق ایک نالش میں بھی الخ	۹۰۶
شریفہ بنام منی خان	"	.	نابالغ۔ نالش واسطے دلایا نے حفاظت نابالغ کے۔ نالش بجانب باپ کے واسطے دلایانے الخ	۵۷۳
این سی سیکلیا ڈ بنام گنگا بھائی	ابتدائی دیوانی	۱۷۔ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۰۹ء	دیوالہ۔ جائداد تابع رہن کا دیوالیہ کے قبضہ میں تاریخ دیوالیہ پر ہونا۔ ایکٹ دیوالیہ ہند۔ اسٹیچوٹ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱ دفعہ ۲۳۔ مشہور ملکیت الخ	۹۶۹
مگن لال بنام دوشی مولجی	اپیل دیوانی	۳۱۰ (الف) و ۲۴۴ و ۲۲۳۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۳۱۰ الف و دفعہ ۲۴۴ جائداد جو نیلام کے طور پر قبل نیلام عدالت کے مطابق فروخت کر دی ہو۔ درخواست بجانب الخ	۹۳۱
ملک چند بنام بیجا ناتھ	"	۱۷۹ (۴) ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء	ایکٹ میعاد (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ (۴) اجراء۔ و ڈگری جیسا کسی جدید میعاد کا عمل میں آنا۔	۹۳۹
ملک منظم بنام قیصر ہند بنام سیف تصرلی الیں بیا پشاوری	استصواب بعد آ	ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	اختیار سماعت بیرون ملک جرم کا ارتکاب یکجا کیا جانا۔ ضابطہ مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء اسٹیچوٹ ۳۲ و ۳۳ وکٹوریہ باب ۶ دفعہ ۳۔	۹۳۶
ونانک بنام کرشنا راؤ	اپیل دیوانی	۲۴۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء / ۵۸۶۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء	عدالت مطالبات خفیفہ۔ اختیار سماعت سوال متعلق۔ مجموعہ التباس کے مطالبات خفیفہ عدالت (۹ سنہ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۲۴۔ دعوے نسبت قبضہ اراضی کے الخ	۹۲۵

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

سلسلہ بمبئی جلد (۲۵) بابت ۱۹۰۱ء

جلد (۹) (۱۲)

(از صفحہ ۶۶۶ تا غایت ۷۶۳)

متضمن

نقولات منفصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل و ہائیکورٹ

بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۱ء

زیر نگرانی

شائع کردہ [illegible] آفیسر ایجنسی

تالیف ہوکر

مطبع راست گفتار امرتسر

جنرل لا ایجنسی

سن

[illegible] کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا

انڈکس ردیف وار ترجمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد [illegible]

نام مقدمہ	نام صیغہ	دفعات ایکٹہا کے متعلق	مضمون مقدمہ
سماۃ [illegible] لال بہائی بنام [illegible]	[illegible]	۵۱۰ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) [illegible]
جیٹھا بہائی بنام کلکٹر بمبئی	اپیل [illegible]	۳ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء (بمبئی)	مالگذاری اراضی بمقام بمبئی۔ [illegible] ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۷۶ء [illegible]
دادو بابا [illegible] بنام کلکٹر بمبئی	"	۱۱۵ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۵ء ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۶ء (بمبئی)	مالگذاری اراضی بمبئی [illegible] اراضی بجانب گورنمنٹ [illegible] [illegible]
سمرت مل بنام گووند	"	ضمیمہ اول [illegible] ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء	اسٹامپ۔ ایکٹ اسٹامپ ہند [illegible] اقرار نامہ [illegible]
ملک معظم قیصر ہند بنام بابا بھیا	[illegible]	۳ - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۵ء ۳۹۵ - ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء	ایکٹ تازیانہ (۳ سنہ ۱۸۹۵ء) دفعہ ۳ - تازیانہ [illegible] مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء) دفعہ [illegible] تجویز ثبوت جرم سابق [illegible]
ملک معظم قیصر ہند بنام بالا ونارائن	"	۲۳۰ و ۲۳۹ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) [illegible] کیا شہادت [illegible]
ملک معظم قیصر ہند بنام جیسیرام	"	۲۸۴، ۲۸۵ و ۵۳۶ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری [illegible]
ملک معظم قیصر ہند بنام پربہو شنکر	"	۲۹۹ و ۵۱۳ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء) [illegible] اجازت [illegible]
ملک معظم بنام رتنیا	"	ایکٹ [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

انڈین لا رپورٹ

جلد (۲۴) بابت ۱۹۰۰ عیسوی

سلسلہ مدراس

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ ماکناٹن صاحب و لارڈ لنڈلی صاحب و سر رچرڈ کاؤچ صاحب (?)

ڈیوی صاحب و لارڈ ایبرسٹن صاحب و سر آر کوچ صاحب

۱۱-نومبر ۱۸۹۹ء
۲۸-جون ۱۹۰۰ء

گوتاگری وینکٹا سبا راؤ (سائل) اپیلانٹ بنام وینکٹا راما راؤ (فریق مخالف) رسپانڈنٹ ۔

{ بر طبق اپیل بنارضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس }

راضینامہ بعد صدور ڈگری ۔ کوئی ترمیم ڈگری مین نہیں ہو سکتی الا جبکہ اُسکا اختیار بروے دفعہ ۲۰۶ یا دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی دیاگیا ہو ۔ کارروائیا اجراء کا زائد المیعاد ہونا ایکٹ میعاد ۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ ۔

ہائیکورٹ کو کوئی اختیار خود اپنی ڈگری کے تبدیل کرنیکا حاصل نہیں ہے الا جبکہ بروے احکام دفعہ ۲۰۶ یا دفعہ ۶۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ۔ درجہ نظرثانی کا بروقت صدور ڈگری کے جو کہ صحیح ہو موجود ہونا ضرور ہے کیونکہ دفعہ ۶۲۳ کے رو سے ڈگری کی نظرثانی کرنیکا اختیار بر طبق دفعات آینہ کسی مابعد کے وقوعہ کے نہیں دیا گیا ۔

جبکہ ایک ڈگری قبضہ اراضی بخلاف مدعاعلیہم صادر کئے جانیکے ایک راضینامہ مابین مدعی و مدعاعلیہ نمبر ۳ کے کیا گیا تہا مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے مدعی کے استحقاق کو تسلیم کیا تہا ۔ مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے نالش کی جوابدہی کی تھی اور ڈگری صادر کیگئی تھی اور بر طبق اپیل بحضور ہائیکورٹ منسوخ کا دفعہ ۳ بخلاف چاروں مدعاعلیہم کے اور مشروط بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۴ کے بحال رکھی گئی تھی ۔

ایک درخواست منجانب مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ بغرض حصول اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا واپس لیگئی تھی فریقین باہمی نے ایک حکم واسطے ترمیم شرائط ڈگری کے حاصل کیا تہا ۔

تا بتعلق اجراء ڈگری بخلاف دیگر تین مدعاعلیہم باستثنائے مدعاعلیہ نمبر ۳ کے در بارہ علی التناسب حصہ جائداد متدعویہ نہ کہ اُس جائداد کے

۱۹۰۰ء
کرناگری وینکما
بنام
وینکٹا راماراؤ

جسکے واسطے راضی نامہ کیا گیا تہا۔ ڈگریدار نے بعد مین ایک حکم حاصل کیا تہا حکم مذکور کو ہائیکورٹ نے منسوخ کیا تہا اسی وجہ سے اپیل حال کیا گیا ہے۔

تجویز ہوئی کہ حکم شہرہ بابت ترمیم ڈگری مطابق شرائط راضی نامہ ہائیکورٹ کے اختیار سے باہر تہا اور وہ نہ تو بحق اور نہ بخلاف ان معاملیہم کے موثر تہا جو درخواست ترمیم مین فریق نہ تھے۔

نیز تجویز ہوئی کہ ڈگریدار کی درخواست اجرائے ڈگری پر میعاد تاریخ صدور ابتدائی ڈگری ہائیکورٹ سے نہ کہ ترمیم کردہ ڈگری سے گذرنی شروع ہوئی تھی۔ اسلئے اجراء زائد المیعاد تھا۔

جج ڈگری میں تبدیلی کرنیکی کوشش کرنیکے ہائیکورٹ مناسب طور سے راضی نامہ کو ایک قاعدہ عدالت مین تبدیل کرسکتا تہا۔ اور جملہ کارروائیاں بخلاف اُس مدعاعلیہ کے ملتوی کرسکتا تہا جو اسمین فریق تہا بغرض اسکے کہ اُسکے مقابلہ مین موثر کرے۔

اپیل بنا راضی حکم (یکم دسمبر ۱۸۹۶ء) مصدرہ ہائیکورٹ بعینہ اپیل شہر تنسیخ ڈگری (۲۰۔ اگست ۱۸۹۹ء) بکمرہ واحد ہائیکورٹ مشہر کالی حکم (۱۲ مارچ ۱۸۹۴ء) مصدرہ سب آرڈینیٹ جج ایلور۔ اس تجویز و حکم ہائیکورٹ کے رو سے جسکی کہ نارضی سے اپیل حال رجوع کیا گیا ہے۔ زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی ایک جج کمرۂ واحد کا وہ حکم منسوخ کیا گیا تہا جسکے رو سے ایک حکم اجرائے ڈگری مصدرہ صاحب جج ضلع کستنا بنالش ابتدائی نمبر ۱۰ ۱۸۸۱ء مصدرہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء بحال کیا گیا تہا جسکو ہائیکورٹ نے ایک نمبری اپیل نمبر ۴ ۱۸۸۵ء مین ۱۲ جولائی ۱۸۸۶ء کو بحال رکہا تہا۔ نالش مابین اراکین خاندان ولانکی کے تھی جو ضلع کستنا مین ایک وراثت کے متعلق تنازعہ کر رہے تھی۔ مدعی مستحق قرار دیا جا کر اسکے حق مین ڈگری قبضہ صادر کیگئی تھی۔ اسکا قائم مقام سائل اجراء تہا جو اپیلانٹ حال ہے۔ ریسپانڈنٹ فریق مخالف مدعاعلیہ نمبر ا کا قائم مقام ہے۔ ڈگری اپیل کو ہائیکورٹ نے مطابق شرائط اُس راضی نامہ کے ترمیم کیا تہا جو بیوہ قائم مقام مدعی اور مدعاعلیہ نمبر ۲ کے مابین تحریر کیا گیا تہا۔ اس کارروائی سے وہ سوالات پیدا ہوئے ہین جو اپیل حال مین بغرض تجویز پیش ہین یعنے اولاً یہہ کہ آیا قائم مقام مدعی جسنے اجراء کی درخواست کی تھی۔ ڈگری کا اجراء بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۲ کے کرا سکتا تھا۔ بعد اسکے کہ ڈگری ترمیم کیگئی تھی۔ اور ثانیاً یہہ کہ آیا عرصۂ میعاد تاریخ ڈگری ابتدائی سے یا کہ تاریخ ترمیم کردہ ڈگری سے گذرنا شروع ہوا تہا۔

جائداد کا سب سے آخری مالک سدرسانا راؤ تھا جس کے لاولد فوت ہونے پر اسکی قابض اسکی ماں چلّایاما ہوئی تھی۔ جو ۱۸۸۰ء مین فوت ہوئی تھی۔ اسکی وفات پر وراثت بکجدیان کو یعنے گوپال راؤ جد امجد کی اولاد کو پہونچتی تھی جسکے تین پسران تھے۔ جن کی اولاد فریقین حال مین۔ سب سے بڑے پسر گوپال راؤ کا سلسلہ سدرسانا راؤ پر ختم ہوگیا تہا۔ اُسکے دوسرے پسر پیدا راؤ کے

سنہ ۱۸۹۰ء
گوناگری ونیکٹا
نام
ونیکٹا راما راؤ

سلسلہ کے قائم مقامان مدعاعلیہم حال ہین اور اُسکے تیسرے پسر ونیکٹا راؤ کے سلسلہ کا قائم مقام مدعی نالش حال ہے۔ مدعاعلیہ نمبر ا جسپر کہ بشمولیت دیگر تین مدعاعلیہم کے نالش کیگئی تھی اُسکا باپ تہا منجملہ چہار مدعاعلیہم کے مدعاعلیہم نمبر ا و نمبر ۴ نے مدعی کے استحقاق کو تسلیم کیا تہا اور مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے اُس سے انکار کرکے خود اپنی طرف سے دعوے کیا تہا۔ مدعاعلیہ نمبر ۴ نے جو نابالغ تہا اور جس کی طرف سے اُسکا ولی حاضر تہا نالش کی جوابدہی بدین دعوے کی تھی۔ کہ وہ ایک متوفی وارث کا متبنے ہے جسکی کہ بیوہ مدعاعلیہا نمبر ۵ ہے۔ اگر تبنیت جسکے متعلق ایک اور نالش رجوع کیگئی تہی جائز ہو تو وہ سلسلہ ورثا مین شامل ہے۔ لیکن اگر وہ ناجائز قرار دیجائے تو بیوہ متوفی کی قائمقام ہونی چاہیئے۔ وہ ڈگری نالش جو صاحب جج ضلع کستنا نے مسلی ہٰذا مین صادر کی تھی یہہ تہی کہ بر طبق ثابت کرنے تبنیت کے وہ بطور ایک شریک مدعاعلیہ کے ذمہ دار اُس ڈگری کا ہونا چاہیئے۔ جو بخلاف تین مدعاعلیہم کے مشترکاً و منفرداً صادر ہوئی تہی اور متعلقہ مدعاعلیہ نمبر ۴ مذکور کے مشروط طور پر۔ اِس ڈگری کی نارضی سے مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا تہا۔ اپیل مذکور ۱۲- جولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو خارج کیا گیا تہا۔

مدعی ویلانکی ونیکٹا کرشنا راؤ ۱۰- اگست سنہ ۱۸۸۶ء کو فوت ہوگیا تہا۔ مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے ماہ ستمبر مین ایک درخواست زیر دفعہ ۵۹۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے حصول اجازت اپیل بحضور پریوی کونسل کے کی تہی۔ اسکے بعد روچاما اور مدعاعلیہ نمبر ۵ نے ایک راضینامہ کرلیا تہا۔ اور ۲۳ نومبر سنہ ۱۸۸۶ء کو فریقین مذکور نے ایک درخواست راضی نامہ مین استدعا کی تھی۔ کہ ڈگری صدرہ ۱۲- جولائی سنہ ۱۸۸۶ء اُسکے مطابق ترمیم کیجائے۔ اسپر ہائیکورٹ نے یکم فروری سنہ ۱۸۸۸ء کو حکم صادر کیا تہا جسکے بروسے درخواست مذکور منظور کیگئی تھی۔ اور ایک ترمیم مطابق شرائط راضی نامہ کئے جانے کا حکم دیا گیا تہا۔ ڈگری مذکور کی ترمیم باضابطہ طور پر ۸- مارچ سنہ ۱۸۸۹ء تک کیگئی تہی اور اسکی تاریخ صدور ۱۲- جولائی سنہ ۱۸۸۶ء بحال رکہی گئی تھی۔ حکم ترمیم و ترمیم کردہ ڈگری تجویز اپیل حال مین درج ہین۔

۲۰- جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کو روچاما نے ایک درخواست اجراء ڈگری ترمیم کردہ یکم فروری سنہ ۱۸۸۸ء بدین استدعا کی تھی۔ کہ اُسکو دو ثلث جائداد کا قبضہ مع واصلات کے دلایا جاوے۔ ہر چہار مدعاعلیہم ابتدائی اس درخواست مین فریق بنائے گئے تھے۔ اور اُن سب نے ماسوائے مدعاعلیہ نمبر ۲ کے اجراء کے عطا کئے جانے مین مخالفت کی تہی۔ مدعاعلیہم نمبر ا و نمبر ۴ نے یہہ عذر کیا تہا کہ اُنکے برخلاف کوئی اجراء نہین ہوسکتا۔ کیونکہ وہ بروئے ابتدائی ڈگری مصدرہ ۱۲- جولائی سنہ ۱۸۸۶ء کے بری الذمہ کئے گئے ہین اور کہ اجراء نائد المیعاد ہے۔ مدعاعلیہ نمبر ۳ نے درخواست راضی نامہ کی شرائط اور ترمیم ڈگری پر اعتراض کیا تہا

۱۹۰۰ء کوناگری رنگیا بنام وینکٹا راماراؤ

۳۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو درخواستِ اجراء کو سبارڈنیٹ جج نے میعاد کی وجہہ پر خارج کیا تہا۔ اس فیصلہ کو ہائیکورٹ نے ۴ ستمبر ۱۸۹۳ء کو منسوخ کیا تہا اور سبارڈنیٹ جج کو یہہ اطلاع دیگئی تھی کہ ڈگری اپیل مصدرہ سنہ ۱۸۸۶ء کی ترمیم ۳۔ مارچ ۱۸۹۱ء کو کیگئی ہے اسکے بعد اُسنے ۱۳ مارچ ۱۸۹۴ء کو اجراء کی منظوری دی تہی۔ نسبت میعاد کے اُسنے اُسوقت یہہ بیان کیا تہا کہ ”وہ وقت جس سے کہ تین سال کی میعاد زیر ضمن ۲ دفعہ ۱۷۹ گذرنی شروع ہوئی تہی۔ تاریخ صدور ڈگری آخری ہے یا تاریخ صدور حکم عدالتِ اپیل اور وہ تاریخ صورت حال مین یکم فروری سنہ ۱۸۸۶ء ہے۔

اس حکم کی ناراضی سے قایم مقام متوفی مدعاعلیہ نمبر ا نے لبشمولیت مدعاعلیہ نمبر ۲ کے اپیل کیا۔ دوران اپیل مین بوجیا فوت ہوگئی تھی اور اوسکی نابالغ دختر سبامّا ایپلانٹ حال شامل مسل کیگئی تھی۔

۲۔ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کو وہ حکم جسکی کہ ناراضی سے اپیل کیا گیا تہا۔ پارکر صاحب جسٹس نے بحال رکہا تہا جس کی رائے متعلق بہ میعاد بالفاظ ذیل ظاہر کیگئی تھی ”معیار ایسی صورت مین یہہ ہے کہ آیا کل ڈگری ایک شخص کے اپیل سے معرض خطر مین آئی ہے اور اگر ایسا ہے تو میعاد سب کے مقابلہ مین زیر دفعہ ۱۷۹۔ ایکٹ میعاد تاریخ فیصلہ اپیل سے گذرنی شروع ہوگی۔ (ملاحظہ ہو موتہو نام چیاتایا (۱) نندن لال نام رائے جے کشن (۲) وکرسنٹو چرن داس نام راد ہاچرن کر (۳)) صورت حال مین ڈگری اُسوقت تک معرض خطر مین تہی جب تک کہ پریوی کونسل مین اپیل کرنے کی اجازت کے واسطے جو تحریک کیگئی تہی یکم فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو واپس نہ لیگئی تھی۔ درخواست حال اُس تاریخ سے تین سال کے اندر کیگئی ہے اور مین المیعاد ہے۔

بطبق اپیل منجانب مدعاعلیہ نمبر ۲ ہائیکورٹ (کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس) نے بطور ایک عدالت زیر دفعہ ۱۵۔ فرمان شاہی کے صاحب جج فرد واحد کے حکم کو بدرستے اپنے حکم مصدرہ یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء کے مسترد کیا تہا۔ اُنھون نے یہہ بیان کیا تہا کہ ”پارکر صاحب جسٹس کے حکم سے جسکی کہ ناراضی سے اپیل حال کیا گیا ہے سبارڈینٹ جج ایلور کا حکم مشعر ہدایت اجراء ڈگری ہائیکورٹ مصدرہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۸۴ء مرحمہ بعد حکم مصدرہ یکم فروری سنہ ۱۸۸۶ء و حکم مصدرہ ۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء بحال رکہا گیا تہا سبارڈینٹ جج کا حکم

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۴۷۹۔

(۲) ” ” کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۰۔

(۳) ” ” ” جلد ۱۹ صفحہ ۷۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
گوتاگری وینکیا
بنام
وینکیاساماراؤ

یہہ تہا کہ ریاستِ اناگدا پا تین مساوی حصص مین منقسم کیجائے اور ڈگریدار حصص مذکور پر قابض کیاجائے اور اوسکو زرِ واصلات دلایا جائے۔ بحوالہ ڈگری زیر اجراء کے ہمکو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ اسمین کوئی ایسی ہدایت درج ہے جسکا کہ قیاس حکم اجراء سے کیاجاسکے یا دراصل کوئی ایسی ہدایت درج ہے جو مدعا علیہ نمبر ۱ کے متعلق ہو جو اپیلانٹ حال ہے۔ وہ ڈگری مین کوئی فریق نہین ہے۔ کوئی دادرسی اُسکے برخلاف عطا نہین کیگئی۔ اور دراصل ڈگری مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکا کہ اجراء اُسکے خلاف کرایا جاسکے۔ ظاہر یہہ کیا گیا ہے کہ ڈگری موجودہ صورت مین مطابق فیصلہ عدالت کے نہین ہے اور اُسکی ترمیم اسطرحپر کیجانی چاہئیے۔ کہ وہ مطابق تجویز عدالت کے ہوجائے۔ مگر ہم اس عذر کو تسلیم کرنے کے ناقابل ہین۔ ڈگری موجودہ صورت مین صحیح طورپر اُن حجان نے پسند کی تہی جنہون نے کہ اسکو ترمیم کیاتہا۔ وہ جوابدعوے جسکا کہ اب ذکر کیاگیا ہے مدعی نے درخواست متفرق دیوانی نمبر ۷۱۸ سنہ ۱۸۹۱ء مورخہ ۱۴۔ اگست سنہ ۱۸۹۱ء مین پیش کیا تہا لیکن عدالت ہذا نے اپنے حکم مورخہ ۳۱۔ اگست سنہ ۱۸۹۱ء مین مزید ترمیم ڈگری سے بظاہر اسوجہہ سے انکار کیا تہا۔ کہ ترمیم مورخہ یکم فروری سنہ ۱۸۹۰ء و مورخہ ۳۔ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء مطابق اس راضی نامہ کے کیگئی ہے۔ جو مابین مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۲ کے کیاگیا تہا اور بشرائط راضینامہ کیگئی تہی ہم یہہ کہنے کے قابل ہین کہ درخواست مشعر استدعا ترمیم سے بحث مذکور پیدا نہین ہوتا اور ہماری یہہ رائے ہے کہ ہمکو اب اُس پیچیدہ بحث کو یہہ خیال نہ کرنا چاہئیے۔ کہ آیا فریقین کا منشا درحقیقت ۱۲۔ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو جنگمہ کو بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے غیر مبدل رہنے دینے کا نہ تہا جیسا کہ مدعی نے اب عذر کیا ہے۔ پس بوجہہ اسکے کہ ڈگری کے رو سے کوئی دادرسی بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے عطا نہین کیگئی ہمکو احکام پارکر صاحب جج و سبارڈینیٹ جج کو منسوخ کرکے درخواست اجراء کو بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے معہ کل خرچہ کے خارج کرنا چاہئیے "

۲۔ فروری سنہ ۱۸۹۵ء کو ستاما اپیلانٹ حال نے ایک درخواست ہائیکورٹ مین بغرض حصول اس حکم کے کی تہی کہ ڈگری کی ترمیم کیجائے۔ تاکہ وہ مطابق اُس نیت فریقین کے ہوجاے جو یہہ تہی کہ علی التناسب حصہ جائداد جسکی سنہ ۱۸۶۶ء مین ڈگری دیگئی تہی اور جسکے متعلق راضی نامہ مین کارروائی نہین کیگئی۔ مدعی کے قائم مقام کے حوالہ کیا جانا چاہئیے۔ اس امر کو ہائیکورٹ نے ۹ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کو نامنظور کیا تہا۔

برطبق اپیل ہذا مسٹر جے ڈی مین منجانب اپیلانٹ نے یہہ بحث کی تہی کہ احکام مصدرہ ہائیکورٹ مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء و ۹۔ اگست سنہ ۱۸۹۵ء مسترد کئے جانے چاہئین۔ پارکر صاحب جج کا حکم مورخہ ۲۹ اگست سنہ ۱۸۹۵ء بحال کیاجانا چاہئیے اور اجراء کا حکم بخلاف رسپانڈنٹ کے دیاجانا چاہئیے ڈگری

۱۹۰۶ء
گو پال گری ونکٹا چاریہ
بنام
ونکٹا راما راؤ

ہائیکورٹ مورخہ ۱۱ - جولائی ۱۹۰۱ء کے روسے مدعی اور اُسکے قائم مقامان کے حق مین اسکے جملہ حقوق بروے ڈگری ابتدائی مورخہ یکم فروری ۱۸۹۸ء محفوظ کئے گئے تھے ۔ اُس ترمیم کے روسے جسکا کہ حکم یکم فروری ۱۸۹۸ء کو دیا گیا تھا اور جو ڈگری مین ۲۰ - مارچ ۱۹۰۱ء کو درج کیگئی تہی حقوق مذکورہ تعمیل راضی نامہ کے صرف واسطے فائدہ مدعا علیہ نمبر ۳ کے اور صرف اُسکے استحقاق واقعہ جائداد کے متعلق تبدیل کئے گئے تھے ۔ منشا یہہ نہ تہا کہ مدعی کے حقوق بخلاف کسی مدعا علیہ مین ماسوائے مدعا علیہ نمبر ۳ کے خلل انداز کیجانے صرف جسنے کہ راضی نامہ پر رضامندی ظاہر کی تہی - اور صرف جو مدعا علیہم مین سے بوجہ اُس ترمیم مین شامل ہوا تہا اور نہ ہائیکورٹ کو اُن حقوق کے تبدیل کرنے کا حق حاصل تہا جو بروے ڈگری کے عطا کئے گئے تھے ۔ الّا اُس حد تک جہانتک کہ فریقین نے رضامندی ظاہر کی تہی اور کوئی تبدیلی بمقابلہ اُن اشخاص کے جایز نہ تہی جو درخواست راضی نامہ مین فریقین نہ تھے ۔ بنسبت اشخاص موصوف الذکر کے یہہ متصور کیا جانا چاہیئے کہ ترمیم کردہ ڈگری کے روسے ابتدائی ڈگری بحال رکہی گئی تھی - جو کہ مدعا علیہم کے مقابلہ مین موثر رہی تھی اور دربارہ دو ثلث جائداد ڈگری دادہ کے ۔ اُسنے اُن اختیارات کا حوالہ دیا تہا جو مجموعہ ضابطہ دیوانی مین دربارہ ترمیم ڈگریہائے کے عطا کئے گئے تھے ۔ دفعات ۲۰۶ و ۶۲۳ ملاحظہ طلب - اُن دفعات مین سے کوئی صورت حال مین سند نہ تھی خواہ تبدیلی مذکور کا کچھہ ہی اثر ہو ۔ مدعا علیہ نمبر ۲ جسنے کہ دراصل ابتدائی ڈگری کی بنسبت رضامندی ظاہر کی تہی - کیونکہ اُسنے اپنے جواب دعوے تحریری مین مدعی کے استحقاق کو تسلیم کیا تہا کوئی سبکدوشی تبدیلی ڈگری سے حاصل نکر سکتا تہا - کیونکہ تبدیلی مذکور صرف مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۳ کے حقوق تک محدود تہی - ایک درخواست ہائیکورٹ مین بدین مضمون کیگئی تہی کہ ہر دو ڈگریہائے مذکور کی درست تعبیر کیجائے جس مین فریقین کی نیت ملحوظ رکہی جاسکے مگر وہ درخواست منظور نہوئی تہی - مگر اب بھی اپیلانٹ کی درست حیثیت بروے اُس تعبیر کے معلوم کیجاسکتی ہے - جسکا کہ اب عذر کیا گیا ہے یعنے یہہ کہ ڈگری ۱۸۹۸ء لوجملہ مدعا علیہم کے مقابلہ مین غیر مبدل رہی تہی ماسوائے مدعا علیہ نمبر ۳ کے کیونکہ اُسکے حقوق اب ذمہ دار اجرا نرہے تھے ۔ بنسبت میعاد کے یہہ کہ اجرا بروے مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم کے زائد المیعاد نہین ہے ۔ تین سال کا عرصہ "تاریخ ترمیم ڈگری اول" سے گذرنا شروع ہوا تہا ۔ ورنہ موصوف الذکر ڈگری ایک ناطق ڈگری مابین فریقین کے تہی ۔ ترمیم کی تاریخ تک اپیل بحضور حکام عالیمقام پریوی کونسل ہوسکتا تہا ۔ ترمیم کی تاریخ ۲۰ - فروری ۱۸۹۸ء تہی جب سے کہ میعاد گذرنی شروع ہوتی ہے اور اجرا کی درخواست ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کو کیگئی تھی ۔

سنہ ۱۹۱۰ع
گوتا گری ونکیا
بنام
ونکیٹا راماراؤ

مسٹر جے ایچ اے برنین منجانب ریسپانڈنٹ نے یہ عذر کیا کہ درخواست اجراء زائد المیعاد تھی کوئی التواء اجراء عطا نہ کیا گیا تھا اور التواء نہ تو ابتدائی ڈگری ۱۷ آگسٹ سنہ [illegible] کے متعلق اور نہ ہائیکورٹ کی ڈگری ۱۲ جولائی سنہ [illegible] کے متعلق کیا گیا تھا۔ باوجود اسکے کہ مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے زیر دفعہ ۵۹۸ درخواست حصول اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی تھی ڈگریدار کسی وقت اجراء کرا سکتا تھا۔ ۱۲ جولائی سنہ [illegible] کی ڈگری کے موثر کرانے مین اُس درخواست کے کئے جانیسے خلل اندازی نکیجا سکتی تھی۔ اور نہ اسکے خارج کئے جانیسے کوئی جدید میعاد عطا ہوئی تھی۔ مدعا علیہ نمبر ۱ ترمیم شدہ ڈگری مین فریق نہ تھا اور ترمیم اگرچہ وہ موثر تھی اسکے حقوق پر بلاواسطہ طور سے یا بالوساطت موثر نہ تھی صرف ایک ہی ڈگری جسکے ساتھ اُسکا تعلق تھا ۱۲ جولائی سنہ [illegible] کی ڈگری تھی اور اُس ڈگری کا اجراء اسکے مقابلہ مین زائد المیعاد تھا۔ مدعا علیہم یا اُن مین سے کسی ایک کیطرف سے کوئی ایسا کام نہین کیا گیا جسکی وجہ سے جدید میعاد عطا ہوتی ہو۔ نہ تو درخواستِ حصولِ اجازت اپیل اور نہ درخواستِ ترمیم ڈگری دربارہ حقوق ایک مدعا علیہ کے کیونکہ دیگر مدعا علیہم مین سے کوئی کارروائیاتِ مذکور مین فریق نہ بنایا گیا تھا اور نہ خود ترمیم مذکور کا کوئی ایسا اثر ہو سکتا ہے۔

مسٹر جے ڈی مین نے اسکا جواب دیا۔

اسکے بعد ۲۸ جون کو حکام عالیمقام کا فیصلہ لارڈ ڈیوی صاحب نے حسب ذیل صادر فرمایا۔

تجویز۔ صدور تجویز اپیل ہذا مین ریسپانڈنٹان کے سالسٹران کی استدعا سے حسب ذیل واقعہ ہوا ہے۔ اولاً ریسپانڈنٹ کا وکیل بعض مدات مجموعہ ضابطہ دیوانی کیطرف حکام عالیمقام کی توجہ راغب کرنا چاہتا تھا جنکا کہ ذکر بروقت سماعت اپیل کے نکیا گیا تھا اور بعد مین ایک درخواست جدید شہادت کے داخل کرنے کی اجازت لینے کے واسطے کیگئی تھی جبکا کہ فیصلہ کل صبح کو کیا گیا تھا۔

وہ واقعات جنسے کہ اپیل حال پیدا ہوا ہے مختصراً حسب ذیل ہین۔ ایک نالش واسطے دلا پانے جائداد سدرسا ناراؤ کے رجوع کیگئی تھی جسکی کہ وراثت برطبق وفات اسکی مان ہو تو مہ سنہ ۱۸۷۲ع کے پیدا ہوئی تھی۔ نالش مذکور مین چار مدعا علیہم تھے۔ مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۴ بیوہ اور متبنیٰ ایک شخص سریا پراکسا راؤ متوفی کے تھے۔ مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۴ نے بذریعہ اپنے جوابدعوے تحریری کے مدعی کے دعوے کو تسلیم کیا تھا۔ مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے اسکی تردید کی تھی۔ مگر مدعا علیہم نمبر ۲ کا استحقاق

سنہ ۹۰ء
گوپالری وینکیام
بنام
وینکٹا راما راؤ

مبینہ تبنیت مدعا علیہ نمبر ۴ بجانب سرپا پراکسا راؤ پہ منحصر تھا۔ جو نا جائز ثابت ہوئی تھی۔ رسپانڈنٹ مدعا علیہ نمبر ۱ متوفی کا قائم مقام ہے۔ مدعا علیہ مذکور ابتدائی مدعی کا اصلی باپ تہا جسنے ایک خاص حد تک اُس ورنگ کی تشریح کی ہے جو کہ ڈگری کا اجراء اُسکے برخلاف کئے جانے مین مانع ہوئی تھی۔

صاحب جج ضلع نے فیصلہ بحق مدعی کے کیا تہا۔ اور بروئے اُسکی ڈگری مورخہ ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۵ء کے یہہ حکم دیا گیا تہا کہ مدعی کا دعوے مع واصلات منظور کیا جائے اور کہ خرچہ مدعی و مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۴ مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کیطرف سے ادا کیا جائے۔ اور کہ مدعا علیہ نمبر ۴ ذاتی طور پر سبکدوش کیا جائے لیکن اگر وہ اپنی تبنیت کے ثابت کرنے مین کامیاب ہو اور مدعا علیہ نمبر ۲ کی جائداد کا قبضہ حاصل کرے تو جائداد مذکور ڈگری ہذا کی ذمہ دار ہوگی۔ اور تابع اُس حد کے مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ مشترکاً و منفرداً ڈگری ہذا کے ذمہ دار ہین۔

مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۲۔ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء کو عدالت مذکور نے عدالت ابتدائی کی ڈگری کو بحال رکھکر اپیل کو معہ خرچہ خارج کیا۔

مدعی ۱۸۔ اگست سنہ ۱۸۸۶ء کو فوت ہوگیا اور اُسکی بیوہ بوچمّا مسل مین بطور اُسکی قائم مقام قانونی کے ایزاد کیگئی تھی۔ بعد مین بوچمّا فوت ہوگئی اور اُسکی نابالغ دختر سوبمّا (اپیلانٹ حال) بجائے اُسکے شامل مسل کی گئی تھی۔

ماہ ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء مین مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے ایک درخواست ہائیکورٹ مین واسطے حصول اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا باجلاس کونسل کے بنا ہنی ڈگری ہائیکورٹ کے ہتی دوران کارروائیات درخواست مذکور مین بوچمّا اور مدعا علیہ نمبر ۳ نے نالش کا راضی نامہ آپسمین کر لیا تہا۔ اور ۲۳۔ نومبر سنہ ۱۸۸۶ء کو اُنہون نے ہائیکورٹ مین ایک درخواست راضی نامہ بالفاظ ذیل گذرانی تھی۔

رسپانڈنٹ کی بیوہ راجا دلانکی بوچمّا راؤ زمیندار گرو حسب ذیل عرض پرداز ہے۔

چونکہ اپیلانٹ نے ایک درخواست واسطے حصول اجازت اپیل بحضور پریوی کونسل کے کی ہے اور چونکہ مین عورت ہون اور نالش کی جوابدہی کے کرنے کے واسطے کافی دولت نہین رکہتی۔ اسلئے مینے یہ اقرار کیا ہے کہ مین اپیلانٹ سے مبلغ لعـــہ ماسوائے اُس ایکہزار روپیہ کے اور وصول کر کے دعوے سے دست بردار ہون۔ اور کہ اپیلانٹ کو ½ حصہ شمالی جز جائداد متنازعہ وینکاداپہ قابض رہنا چاہئے

سنہ ۱۹۱۱ء
گوناگری وینکیا
بنام
وینکیا راما راؤ

اور نیز ½ حصہ مکانات اور دوہرا کرتا دیوستانم پر حسب معمول کے قابض رہے اور کہ مجھے اپنے دعوے کو بخلاف اپیلانٹ سے دست بردار ہونا چاہئے ؛؛

اپیلانٹ حسب ذیل عرض کرتا ہے :۔

چونکہ میں نے شرائط مذکورہ بالا کو منظور کر لیا ہے اسلئے میں نہایت ادب سے یہہ استدعا کرتا ہون کہ وہ درخواست جو میں نے واسطے حصول اجازت اپیل بحضور پریوی کونسل کے کی ہے خارج کیجائے اور کہ درخواست راضی نامہ شامل مسل عدالت ہذا کیجا کر ڈگری کی ترمیم مطابق شرائط درخواست ہذا کے کیجائے ؛؛

یکم فروری ۱۹۰۸ء کو ہائیکورٹ نے ذیل کا حکم درخواست ہذا پر صادر کیا تھا :۔

ہم راضی نامہ مذکورہ درخواست متفرق دیوانی نمبر ۱۹۰۸ء کو ایک قاعدہ عدالت قرار دیتے ہیں۔ اور یہہ ہدایت کرتے ہیں کہ ڈگری مقدمہ اپیل نمبر ۴۸ ۱۸۹۵ء صادرہ ۱۲ جولائی ۱۸۹۶ء کی ترمیم اسطرح پر کیجائے کہ اسمین سے یہہ الفاظ خارج کئے ہیں ؛ یہہ عدالت ہذا حکم دیتی ہے اور ڈگری صادر کرتی ہے کہ عدالت ماتحت کی ڈگری بحال رکھی جائے اور اپیل ہذا خارج کیا جائے اور عدالت ہذا یہہ بھی حکم دیتی ہے اور ڈگری صادر کرتی ہے کہ اپیلانٹ ریسپانڈنٹ کو مبلغ ؏ روپیہ بطور اسکے خرچہ جوابدہی اپیل ہذا کے ادا کرے ؛؛ اور اونکی بجائے یہہ الفاظ تبدیل کئے جائیں ؛؛ معلوم ہوتا ہے کہ مبلغ ؏ ماسوائے اس ایکہزار روپیہ کے جو قبل ازین بطور خرچہ کے ادا کیا گیا ہے۔ ریسپانڈنٹ کو بطور مناسب ادا کیا گیا ہے عدالت ہذا یہہ حکم دیتی ہے اور ڈگری صادر کرتی ہے کہ اپیلانٹ ½ حصہ زمین جائداد مکاڈپاکا اور ½ حصہ مکانات دوہرا کرتا دیوستانم کا حسب معمول استعمال میں لاے اور ریسپانڈنٹ کے قایم مقام کو چاہئے کہ اپنا دعوے بخلاف اپیلانٹ دوم کے ترک کر دے ؛؛

درخواست حصول اجازت اپیل بحضور پریوی کونسل خارج کیگئی تہی۔

واقعی ترمیم ڈگری بہ تعمیل حکم ہذا ۳۔ مارچ ۱۹۰۸ء تک نکیگئی تہی ترمیم کردہ ڈگری پر ۱۲ جولائی ۱۸۹۶ء کی تاریخ درج تہی (یعنے اُس دن کی تاریخ جبکہ حکم متذکرہ اپیل بحضور ہائیکورٹ صادر کیا گیا تہا) اور وہ بالفاظ ذیل تہی :۔

یہہ ڈگری اپیل ہذا کے بغرض سماعت پیر کے دن ۲۲ مارچ ۱۸۹۶ء کو پیش ہونے پر اور اُسپر آج کے دن تک غور کیا جاکر اور وجوہات اپیل اور فیصلہ و ڈگری عدالت ماتحت اور ضروری کاغذات مقدمہ ہذا پر غور کر کے اور مسٹر آر شداگو پاچیریر وکیل اپیلانٹان و مسٹر جے ایچ برمنین وکیل ریسپانڈنٹ کی بحث کو سماعت کر کے معلوم ہوتا ہے کہ مبلغ ؏ ماسوائے اس ایکہزار روپیہ کے جو قبل ازین بطور خرچہ کے ادا کیا گیا ہے

سنہ ۱۸۹۱ء
ہوناگری داس دینکا
بنام
ٹینکا مارا اماؤ

رسپانڈنٹ نے بطور مناسب زر بدل کے ادا کر دیا ہے۔ عدالت ہذا یہہ حکم دیتی ہے اور ڈگری صادر کرتی ہے کہ اپیلانٹ نمبر ۲ ½ حصہ زمین شمالی حصہ جائداد انا گدا پا متنازعہ حال کا اور ½ حصہ مکانات و دہر ماکر تا دیوستانم کا حسب معمول استعمال کرتا ہے اور کہ رسپانڈنٹ کا قائم مقام اپنا دعوے بخلاف اپیلانٹ نمبر ۲ کے ترک کر دے ''

یہہ سمجھنا آسان نہین ہے کہ کونسا اختیار ہائیکورٹ نے اپنے آپکو دربارہ ترمیم اپنی ڈگری کے مطابق اس طریق کے حاصل سمجھا تھا جہانتک حکام عالیمقام کو معلوم ہے ہائیکورٹ کو کوئی اختیار دربارہ تبدیل کرنے خود اپنی ڈگری کے حاصل نہین ہے بالابردے احکام دفعہ ۲۰۶ یا دفعہ ۶۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اور اُن دفعات مین سے کسی کے بموجب ایسی ترمیم کا اختیار نہین دیا گیا جیسی کہ عدالت نے کی تہی دفعہ ۲۰۶ کی رو سے عدالت کو ڈگری کے ترمیم کا اختیار دیا گیا ہے اگر وہ فیصلے کے نامطابق معلوم ہو یا اگر کوئی منشیانہ یا حسابی غلطی اسمین پائی جاے۔ دفعہ ۶۲۳ کے رو سے فریقین مین سے کسی کو اختیار دیا گیا ہے کہ کسی ڈگری کی نظرثانی کی درخواست بر طبق معلوم کرنے کسی جدید اور اہم معاملہ شہادت کے کرے جبکہ کہ اسکو علم نہو یا جسکو وہ بوقت صدور ڈگری کے پیش نکر سکتا ہو یا بباعث کسی غلطی کے جو صریح طور پر مسل سے معلوم ہوتی ہو یا کسی وجہہ کافی پر۔ صورت حال مین یہہ فیصل کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا موخرالذکر الفاظ اُن وجوہات تک محدود رکہے جانے چاہئین جو عین مطابق اُن وجوہات کے ہون جنکا کہ ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ مقدمہ راے میگہراج بنام بیجانی گو بند بول (۱) مین قرار دیا گیا تہا۔ حکام عالیمقام کی راے مین ترمیم کیوجہہ بہر حال کوئی ایسی ہونی چاہئے جو تاریخ صدور ڈگری پر موجود ہو۔ اور دفعہ مذکور کے رو سے اُس ڈگری کی نظرثانی کرنے کا اختیار عطا نہین کیا گیا جو بروقت صادر کئے جانے کے درست ہو بوجہہ وقوع مین آنے کسی مابعد کے وقوعہ کے۔ مگر ڈگری ترمیم کردہ کی نادرستیہا کو ظاہر کرنا نادرست ہے۔ اُسکے رو سے مدعا علیہ نمبر ۲ کے اپیل کا فیصلہ نہین کیا گیا اور اسمین ایسے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ عدالت کو ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء پر معلوم ہوے ہون حالانکہ وہ اُس تاریخ پر وقوع مین نہ آئے تھے۔ ایک عائتی نتیجہ اس تعجب انگیز حکم کی جو کہ ہائیکورٹ نے صادر کیا ہے یہہ ہے کہ وہ اصل اس اقرارنامہ پر مبنی تہا جو جملہ فریقہاے متنازعہ کے مابین کیا گیا تہا بشمولیت مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۴ اور نیز مدعا علیہ نمبر ۳ کے جسنے کہ وہ راضی نامہ کیا تہا جو بروے حکم مذکور کے موثر کیا گیا تہا مگر کوئی ایسا اقرارنامہ ان کارروائیات کے کسی مرحلہ مین ثابت بلکہ ظاہر بہی نہین کیا گیا۔ جو کہ بعد ترمیم ڈگری کے کیگئی تہین۔ اور نہ تو حکم مورخہ یکم فروری سنہ ۱۸۸۸ء اور نہ ترمیم کردہ ڈگری

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۷۔

سنہ ۱۹۰۰ء
گوتا گری ...
بنام
... الا ...

کسی فریق کی رضامندی سے ماسوائے مدعاعلیہ نمبر ۳ کے صادر کردہ ظاہر کئے گئے ہین مسل یا کارروائیات روبروئے حکام عالیمقام پریوی کونسل مین کوئی بات اس قسم کی درج ہے اور نہ کوئی ایسا اظہار بروقت سماعت اپیل کے کیا گیا تہا۔ اب حکام عالیمقام کے روبرو ایسا اظہار اقرارنامہ مذکور کا کرنا بعد از وقت ہے خواہ وہ باضابطہ طور پر کارروائیات اجراء مین بطور شہادت کے پیش کیا جاوے اور مقدمہ کی نسبت اس بنا پر کارروائی کیجانی چاہیئے۔ کہ کوئی ایسا اقرارنامہ موجود نہ تہا۔

بوچیا نے ۴ اگست سنہ ۱۸۹۱ء کو ہائیکورٹ مین یہہ درخواست کی تہی کہ مزید ترمیم ڈگری کی اسطرحپر کیجاوے کہ راضی نامہ موثر کیا جاوے اور ڈگری مین اور کوئی غلط اندازی واقعہ نہو۔ درخواست مذکورہ اس وجہ پر نامنظور کیگئی تہی کہ ترمیم مطابق راضی نامہ کے اور مطابق اسکی شرائط کے کیگئی تہی۔ حکام عالیمقام اس راے کے ساتہ اتفاق کرنیکے ناقابل ہین۔ درخواست مذکور کے بموجب صرف یہہ استدعا کیگئی تہی کہ راضی نامہ شامل کاغذات عدالت کیا جاوے اور ڈگری کی ترمیم اسی کے مطابق یعنے اسطرحپر کیجاوے کہ راضی نامہ مابین صرف اپیلانٹ اور مدعاعلیہ نمبر ۳ کے موثر ہو۔ اسمین شبہ نہین کہ کسی ترمیم ڈگری کی استدعا کا کرنا غلط تہا۔ اور کہ صرف ایک ہی حکم جو اسپر صادر کیا جانا چاہیئے تہا یہہ تہا۔ کہ راضی نامہ قاعدہ عدالت بنایا جاوے اور جملہ دیگر کارروائیات بربنائے ڈگری مذکور بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۳ کے ملتوی کیجائین۔ الا واسطے امور کے ضمناً ...

اس اثناء مین ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء کو بوچیا نے ایک درخواست اجراء ڈگری ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۸۵ء کی بابت کی تہی۔ اس عنوان کی تحت مین کہ "آیا کوئی اپیل بنارضی ڈگری مذکور کے کیا گیا تہا" یہہ بیان کیا گیا کہ ایک اپیل رجوع کیا گیا تہا اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت بحال رکہی گئی تہی" اسپر ایک درخواست نظرثانی گذرنے پر حکم نظرثانی یکم فروری سنہ ۱۸۸۸ء کو صادر کیا گیا تہا" درخواست کے بموجب حصہ جائیداد معہ واصلات کے دلاپانے کی استدعا کیگئی تہی۔ ہرچہار ابتدائی مدعاعلیہم یا انکے قائممقام درخواست مذکور مین فریق بنائے گئے تہے۔ ریسپانڈنٹ حال نے یہہ دعوٰے کیا تہا کہ درخواست زائدالمیعاد ہے مدعاعلیہ نمبر ۳ نے راضی نامہ پر انحصار کیا تہا۔ مدعاعلیہ نمبر ۴ نے علاوہ جواب عذر میعاد کے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ اس حکم نظرثانی مین فریق نہ تہا۔ جسکا کہ ذکر مدعیان نے کیا ہے اور کہ وہ اسپر قابل پابندی نہین۔ مدعاعلیہ نمبر ۲ نے کوئی مزاحمت نہ کی تہی۔

درخواست متنازعہ التہا کے روبرو کم از کم پانچ دفعہ پیش ہوئی اور اسکے متعلق مختلف جوڈیشل آراے ظاہر کیگئی ہین۔ جبکہ مقدمہ اولاً صاحب جج ضلع کے روبرو پیش ہوا تہا تو اسکے

سنہ ۱۹۰۱ء
گوپال کرشنا دیکشا
بنام
دینکار راماراو

روبرو ترمیم کردہ ڈگری موجود نہ تہی اور اُسنے قرار دیا تہا کہ درخواست زائد المیعاد تھی کیونکہ تاریخ صدور ڈگری اپیل مصدرہ ۶ سنہ ۱۸۸۶ء سے تین سال کا عرصہ منقضی ہوچکا ہے برطبق اپیل کے ترمیم کردہ ڈگری پیش کیگئی تھی۔ اور مقدمہ واپس بہیجا گیا تہا۔ اُسکے صاحب جج ضلع کے روبرو دوبارہ پیش ہونے پر اُسنے قرار دیا تہا کہ میعاد تاریخ صدور حکم مورخہ یکم فروری سنہ ۱۸۹۱ء سے گذرنی شروع ہوئی تھی اور اُسنے دو ثلث جائداد اور اصلات کی ڈگری عطا کی تہی۔ برطبق اپیل حضور صاحب جج کلمرہ واحد کے باکر صاحب جج نے عدالت ماتحت سے اتفاق کرکے اپیل کو خارج کیا تہا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ فاضل جج مذکور نے یہ خیال کیا تہا کہ درخواست حصول اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا باجلاس کونسل کے رو سے ڈگری کی کارروائیات ملتوی ہوگئی تہین جو کہ صریحاً غلط خیال تہا۔ برطبق اپیل دوم منجانب ریسپانڈنٹ حال کے ہائیکورٹ نے اسوجہ سے کہ ترمیم کردہ ڈگری کے رو سے کوئی دادرسی بخلاف مدعاعلیہ مذکور کے عطا نہین کیگئی یا کہ صاحب جج کے حکم کو منسوخ کیا تہا اور درخواست اجراء کو خارج کیا تہا۔ انہون نے قرار دیا تہا کہ دراصل ڈگری مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکا کہ اجرا بخلاف مدعاعلیہ مذکور کے کیا جا سکے۔

اب اپیل حال بحضور لارڈ شپ کے کیا گیا ہے۔ حکام عالیمقام کو بہت ہی مشکل ان کارروائیات کی پیچیدہ نوعیت کو معلوم کرنے مین پیش آئی ہے کل مشکل باعث ان شرائط کے پیش آئی ہے جن کے مطابق یکم فروری سنہ ۱۸۹۱ء کا حکم اور ترمیم کردہ ڈگری مرتب کئے گئے ہین۔ مین صاحب نے یہ حجت کی ہے کہ کوئی آخری ڈگری یا حکم موجود نہ تہا جبتک کہ حکم مذکور صادر نہ کیا گیا تہا اور صرف اُسی وقت سے میعاد اُسکے موکل کے برخلاف گذرنی شروع ہوئی تھی اسکو فوراً یہ مشکل پیش آئی ہے کہ اس ترمیم کردہ ڈگری کے رو سے جسکا وہ اجرا کرانا چاہتا ہے کوئی دادرسی بخلاف ریسپانڈنٹ کے عطا نہین کیگئی۔ بلحوظ شرائط ترمیم کردہ ڈگری کے اُسکے اس اظہار کو تسلیم کرنا مشکل ہے کہ وہ بلکہ آخری ڈگری بناتی ہین۔ ترمیم کردہ ڈگری کا منشا صحیح طور پر یہ سمجہا جائیگا کہ وہ ڈگری اپیل کے صادر کئے جانیکا ہے، مگر دراصل ڈگری برطبق اپیل مصدرہ سنہ ۱۸۸۶ء کی تکمیل کیواسطے کسی شئے کی ضرورت نہین ہے۔ اور جب درست طور پر اسکا امتحان کیا جاوے تو مین صاحب کی حجت اس غلط قیاس پر مبنی معلوم ہوتی ہے کہ درخواست حصول اجازت اپیل بحضور پریوی کونسل منجانب مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ بطور التوا اُسکے اجرا بخلاف دیگر مدعاعلیہم کے عامل ہوتی تہی۔ اور ڈگری اپیل کی تکمیل یا اُسکے موثر کرنیکے واسطے اُس ہی نجات حاصل کرنا ضروری تہا۔ دراصل اُسنے درخواست اجازت اپیل کو بطور اپیل کے سمجہا ہے۔

حکام عالی مقام نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حکم مصدرہ یکم فروری سنہ ۱۸۹۱ء جہانتک کہ اُسکے رو سے ڈگری کی ترمیم کی ہدایت کی گئی تھی خلاف اختیار تہا اور اوسکا کوئی اطلاق نہ تو ہبق اور نہ برخلاف

سنہ ۹۶ع گو ڈگری [illegible] بابت

ان مدعا علیہم کے تہا جو درخواست مذکور مین فریق نہ بنے یا (بالفاظ دیگر) انکو چاہیے کہ اُسے بطور ایک ایسے حکم کے متصور کرین جو صرف واسطے موثر کرنے نہیں نام کے صادر کیا گیا ہے نہ کہ بطور اضافہ کنندہ ڈگری کے ملکہ کلیتاً یا بقاعدہ اسکے کے۔ اسلئے ابتدائی ڈگری (جو بمطابق اپیل کے بحال رکھی گئی تھی) بخلاف دیگر مدعا علیہم کے موثر رہی تھی۔ اور اسکا اجرا [illegible] بخلاف انکے ہو سکتا تہا۔ اور نیز از روئے تاریخ صدور ڈگری اپیل سے میعاد ختم کرنے کے مستفادہ کے مستحق ہین۔

اسلئے مقدم عالیمقام نہایت عجز سے حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو یہ مشورہ دیتے ہین کہ اپیل بحال رکھا جائے۔ وہ نہایت خوشی سے اپیلانٹ کو خرچہ سے سبکدوش کرتے ہین کیونکہ انکا متشکل ہونا ہونے کی وجہ وہ نمونہ ہے جسکے مطابق قلم فردی شدہ کے حکم کو افسران ڈنیک کے مرتب کیا تہا مگر نہایت رعایتی رائے بحق اپیلانٹ کے رو سے وہ خود اور اسکا جانشین ابتک قائل رہے ہین اور انہون نے اپنی ڈگری کو موثر نہین کرایا حالانکہ میعاد گذرتی جاتی تہی۔ اور حکام عالیمقام ریسپانڈنٹ کو اسکے خرچہ سے محروم نہین کرسکتے۔ اپیلانٹ کو خرچہ اپیل ادا کرنا چاہیئے۔ مگر وہ مجاز ہے کہ خرچہ درخواست ریسپانڈنٹ واسطے پذیرائی جدید شہادت کے مجرا لے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹر منجانب اپیلانٹ: مسٹر آر لی لنکر۔

سالسٹران منجانب ریسپانڈنٹ: میسرز ریڈن بیٹس اینڈ ہارٹ۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

سنہ ۹۶ع ۸ و ۱۳ - فروری

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام راما *

ایکٹ تادیب گاہان - ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۶ع دفعات ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ - نو عمر مجرمان - عرصہ تادیب گاہ مین رکہے جانیکا جسکی کہ اجازت زیر ایکٹ مذکور دیجا سکتی ہے - قرارداد دربارہ عمر کے منجانب مجسٹریٹ بمنزلہ حکم - درست عرصہ رکہے جانے کا -

ایک مجسٹریٹ ضلع نے جسکے روبرو ایک نو عمر مجرم کا مقدمہ آیا تہا زیر احکام دفعہ ۹ - ایکٹ تادیب گاہان سنہ ۱۸۹۶ع یہ قرار دیا تہا کہ ملزم کی عمر ۱۳ سال کی ہے اور اسنے اسکو چھ ماہ کی قید سخت کا حکم دیا تہا اور اسنے یہ ہدایت

* نگرانی فوجداری نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۶ع متعلقہ مقدمہ نمبر ۹۹ سنہ ۱۸۹۵ع بعدالت مجسٹریٹ ضلع [illegible]۔

۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام

کی تھی کہ بجائے سزائے مذکور برداشت کرنیکے وہ عرصہ پانچ سال کے واسطے تادیب گاہ مین رکھا جانا چاہیئے الا جبکہ وہ اس سے پہلے اٹھارہ سال کی عمر حاصل کرے۔

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور غلط تھا کیونکہ اسمین درست میعاد تادیب گاہ مین رکھے جانے کی خاص نکیگئی تھی۔

تجویز ضمنی: کہ بعض صورتون مین درست عمر مجرم کا معلوم کرنا ضروری نہین ہوتا۔ اگر اسکی عمر پندرہ سال سے زیادہ ہو تو تین سال کی میعاد درست طور پر مقرر کیجا سکتی ہے۔ اگر اسکی عمر گیارہ سال سے زیادہ ہو تو بلا مزید تحقیقات کے سات سال کی میعاد مقرر کیجا سکتی ہے مگر جن صورتون مین کہ تحقیقات کرنا میعاد کے مقرر کرنے کے واسطے ضروری ہو مثلاً جبکہ مجرم کی عمر گیارہ سال سے زیادہ ہو اور مجسٹریٹ عرصہ مذکور کو جتنے الامکان زیادہ کرنا چاہتا ہے۔ تو اسکو درست عمر مجرم کی معلوم کرنی چاہیئے اور وہ مجاز نہین ہے کہ اس سوال کا فیصلہ عہدہ داران تادیب گاہ پر چھوڑ دے۔

اشتہار شایع کردہ گورنمنٹ جسکے رو سے وہ عرصہ محدود کیا گیا ہے جسکے واسطے نو عمر مجرمان پریزیڈنسی مدراس مین تادیب گاہون مین بھیجے جا سکتے ہین یہہ ہے کہ ان جملہ صورتون کے واسطے کم از کم پانچ سال کی میعاد مقرر کیجانی چاہیئے جن مین کہ یہہ عرصہ قانوناً ممکن ہو سکے یعنے ان جملہ صورتون مین جنمین کہ مجرم کی عمر تاریخ تجویز ثبوت جرم پر ۱۳ سال سے زیادہ ہو۔ یہ منشا نہ تھا کہ مجسٹریٹ پانچ سال سے کم میعاد مقرر کرنے سے باز رکھا جاوے۔ مگر ۱۲ سال کے لڑکے کی صورت مین عرصہ مذکور ۳ سال سے کم نہونا چاہیئے۔

مجسٹریٹ ضلع بلاری نے ذیل کا حکم سزا صادر کیا تھا: "راما المعروف ہنورا کالا کی تجویز تالوقہ سب مجسٹریٹ نے بعلت جرم زیر دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے کی ہے اور وہ اب عدالت ہذا مین زیر دفعہ ۹ ایکٹ ۸ ۱۸۹۷ء بھیجا گیا ہے کیونکہ سب مجسٹریٹ مذکور کی یہہ رائے ہے کہ ملزم ایک مناسب شخص تادیب گاہ مین بھیجے جانے کے واسطے ہے۔ ملزم ایک لڑکا ۱۳ سال کی عمر کا ہے۔ واقعات ثابت شدہ روبروے سب مجسٹریٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ روز روشن مین اور کھلے بازار مین ملزم نے چند دیگر لڑکون کے ساتھ ملکر گانٹھ کتری کا ہے جو بازار سے سبزی خرید رہا تھا۔ لڑکے فوراً پکڑے گئے تھے۔ اور روپیہ (تین روپے) جو انہون نے چرایا تھا برآمد ہوا تھا۔ ملزم پر قبل ازین دو دفعہ سرقہ کی تجویز کیجا چکی ہے۔ بمقدمہ قلندرہ نمبر ۵۰ ۱۸۹۶ء بعدالت تالوقہ سب مجسٹریٹ مین اسپر جرم زیر دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کی تجویز کیگئی تھی اور اسکو بیس تازیانہ کا حکم دیا گیا تھا۔ مقدمہ قلندرہ نمبر ۔۔۔ ۱۸۹۶ء مین اسپر جرم زیر دفعہ ۳۸۰ مجموعہ تعزیرات ہند کی تجویز کیگئی تھی اور بتیس تازیانہ کا حکم دیا گیا تھا۔ جرم اول کا ارتکاب ۲۸ فروری کو کیا گیا تھا اور دوسرے جرم کا ۳۰ دسمبر ۱۸۹۶ء کو جرم سرقہ حال کا ارتکاب ۱۵-۱۰ حال کو کیا گیا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
راما

سزاؤن کا کچھہ اثر اس نوعمر مجرم پر نہین ہوا۔ مین اس خیال کے کرنے مین مجسٹریٹ کے ساتھہ اتفاق کرتا ہون کہ وہ مناسب شخص تادیبگاہ مین بھیجے جانے کے واسطے ہے ملزم میرے حکم سے افسر طبی ضلع ہذا کے روبرو ارسال کیا گیا تھا جسنے تصدیق کی ہے کہ اُسکی عمر قریبًا ۱۴ سال کی ہے چنگل پٹ کے تادیبگاہ کے سپرنٹنڈنٹ سے معلوم کیا ہے کہ وہان اس لڑکے کے واسطے جگہ خالی ہے۔ مین ملزم کو جرم زیر دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا مجرم قرار دیکر اُسکو چھہ ماہ کی قید سخت کا حکم دیتا ہون۔ بجائے اس سزا کے برداشت کرنے کے مین زیر دفعات ۸ و ۹۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۷ء یہہ ہدایت کرتا ہون کہ ملزم چنگل پٹ کے تادیبگاہ مین عرصہ پانچ سال تک رکھا جائے اِلّا جبکہ وہ اِس سے پہلے کسی تاریخ پر ۱۸ سال کی عمر حاصل کرے"

مقدمہ کی مسل ہائیکورٹ نے طلب کی۔

ایکٹنگ پبلک پراسیکوٹر (سی سنکرن نیار) منجانب سرکار۔

شفرڈ صاحب جسٹس:۔ سوال یہہ ہے کہ آیا یہہ ہدایت کہ نوعمر مجرم "عرصہ پانچ سال کیواسطے تادیبگاہ مین رکھا جانا چاہیئے اِلّا جبکہ وہ اس سے پہلے کسی تاریخ پر ۱۸ سال کی عمر حاصل کرے" ایک ایسی ہدایت ہے جوکہ مناسب طور سے بنا احکام ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۷ء کیجا سکتی ہے۔ بلحاظ میعاد کے ایکٹ مذکور مین تین قواعد بیان کئے گئے ہین:۔ اولاً نوعمر مجرم کی عمر اُسکی تجویز جرم کی تاریخ پر ۱۵ سال کی ہونی چاہیئے صورت حال مین مجسٹریٹ نے یہہ قرار دیا ہے کہ لڑکے کی عمر ۱۴ سال کی ہے۔ ثانیًا بعد ایکٹ مذکور مین بیان کیا گیا ہے کہ تادیبگاہ مین رکھے جانیکا عرصہ تین سال سے کم نہونا چاہیئے۔ اور بالآخر یہہ کہ عرصہ مذکور سات سال سے زیادہ نہونا چاہیئے۔ ان قواعد کو موثر کرنے کے واسطے مجسٹریٹ کو بروئے دفعہ ۱۱۔ ایکٹ مذکور کے ہدایت کیگئی ہے کہ سوال عمر متعلق تحقیقات کرے۔ اور بعد لینے ایسی شہادت کے جیسی کہ وہ ضروری سمجھے ایک قرارداد مشعر بیان عمر مجرم قلمبند کرے۔ اور جیسا کہ دفعہ ۱۳ سے معلوم ہوتا ہے مجسٹریٹ پر لازم ہے کہ عمر کا بیان اپنے حکم مین کرے۔ قرارداد مذکور اِن معنون مین ناطق ہے کہ وہ برطبق اپیل یا نگرانی کے تبدیل نہین کیجا سکتی (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۶) مگر جب مجسٹریٹ نے غلطی کرکے اپنے حکم مین مجرم کی عمر کمتر بیان کی ہو۔ تو لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ برطبق تحریک انسپکٹر یا بورڈ منتظمان کے مجرم کو سکول سے خارج کئے جانیکا حکم دے۔ جبکہ وہ اٹھارہ سال کی عمر حاصل کرے۔ عمومًا مجسٹریٹ کا فرض ہے کہ بوقت صادر کرنے حکم سزا کے درست طور پر حکم سزا کی نوعیت ظاہر کرے۔ عمومًا حکم سزا مطابق ڈگری مقدمہ دیوانی کے ہر حال مین بذاتہٖ مکمل ہونا چاہیئے تاکہ اُس عہدہ دار کو جسنے حکم مذکور کی تعمیل کرنی ہو ماسوائے

سنہ ۱۸۹۷ء ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ...

اُن ہدایات کی تابعداری کرنے کے اور کچھ کرنا نہ پڑے جو لکھی گئی ہوں۔ اور خود اپنی طرف سے کوئی تحقیقات ضروری نہ کرے۔ ایکٹ مذکور میں کوئی ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں جن سے یہ ظاہر ہو کہ مجسٹریٹ کو زیر دفعہ ۸ ایکٹ مذکور عمل کرتے وقت مطابق اس اصول کے عمل کرنا چاہیئے۔ بعض صورتوں میں لڑکے کی درست عمر کا معلوم کرنا ضروری نہیں ہوتا جبکہ تاریخ عمر ۱۵ سال سے زیادہ ہو تو مجسٹریٹ درست طور پر تین سال کی میعاد مقرر کر سکتا ہے۔ اگر لڑکے کی عمر گیارہ سال سے زیادہ ہو۔ تو وہ محفوظ طور پر سات سال کی میعاد بلا مزید تحقیقات کے مقرر کر سکتا ہے۔ لیکن اگر تحقیقات کیا جانا عرصہ مذکور کے مقرر کرنے کے واسطے ضروری ہو۔ مثلاً جبکہ لڑکے کی عمر گیارہ سال سے زیادہ ہو اور مجسٹریٹ میعاد حتی الامکان زیادہ کیا جانا پسند کرتا ہو تو مجسٹریٹ پر لازم ہے کہ درست عمر لڑکے کی معلوم کرے۔ اور وہ مجاز نہیں ہے کہ اس سوال کا فیصلہ عہدہ داران تادیب گاہ پر چھوڑے۔ اگر زیر ایکٹ مذکور مجسٹریٹ کا یہ فرض ہے تو میری رائے میں گورنمنٹ کے اشتہار سے اسمیں کچھ فرق نہیں آتا۔ اشتہار مذکور کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نیت یہ تھی کہ کم از کم پانچ سال کی میعاد اُن جملہ صورتوں کے واسطے مقرر کیجائے جن میں کہ قانوناً ایسا کرنا ممکن ہو یعنے اُن جملہ صورتوں میں جنمیں کہ لڑکے کی عمر تجویز جرم کے وقت تیرہ سال سے زیادہ نہو۔ اور میری رائے میں اُسکا منشا مجسٹریٹ کو پانچ سال سے کمتر میعاد کے مقرر کرنے کے ناقابل بنانے کا نہیں ہے۔ مگر وہ تین سال سے کم نہونا چاہیئے جبکہ مجرم کی عمر ۱۳ سال کی ہو اگر اشتہار مذکور کا منشا کم از کم پانچ سال کی میعاد مقرر کرنے کا ہے۔ تو مجسٹریٹ کی ہدایت اُسکے خلاف ہے کیونکہ اُسنے یہ قرار نہیں دیا کہ لڑکے کی عمر ۱۳ سال سے کم ہے۔ میری رائے میں وہ اس ہدایت کے کرنے میں درستی پر تھا کہ لڑکا تادیب گاہ میں رکھا جائے مگر درست میعاد کے مقرر کرنے میں وہ غلطی پر تھا مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کیجاتی ہے کہ اپنے حکم کی ترمیم مطابق تجویز ہذا کے کرے۔

ڈیویس صاحب جسٹس۔ میں اتفاق کرتا ہوں۔

اشتہار گورنمنٹ آف انڈیا نمبری ۱۰۹۰ مورخہ ۳۰ جون ۱۸۹۳ء بہ تعمیل اختیارات مفوضہ بذریعہ دفعہ ۲۲ ایکٹ تادیب گاہان ۱۸۹۷ء ۸ جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے ذیل کا قاعدہ اُس عرصہ کو مقرر کرنیکے واسطے نافذ فرمایا ہے جسکے واسطے عدالتہائے و مجسٹریٹان مدراس پریزیڈنسی نوعمر مجرمان کو تادیب گاہ میں ارسال کر سکتے ہیں یہ کوئی لڑکا تادیب گاہ میں اگر اُسکی عمر دس سال سے کم ہو سات سال سے کم عرصہ کے واسطے اگر دس سال سے زیادہ ہو تو پانچ سال سے کم عرصہ کے واسطے نہ بھیجا جانا چاہیئے۔ الا جبکہ وہ اُس سے جلد تر ۱۸ سال کی عمر حاصل کرلے۔

۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایر صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

بمعاملہ ایک وکیل درجہ اول کے *

ایکٹ اشخاص قانون پیشہ - ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء دفعات ۱۳ و ۱۴ - درخواست جسمین بے ادبانہ الفاظ درج ہون جو ایک شریک مدعی نے پیش کی ہو جو نیز ایک وکیل عدالت تھا - وہ فعل جسکا ارتکاب ایک فریق نالش نے کیا ہو۔

دو اشخاص نے ایک نالش بطور شریک مدعیان کے عدالت ضلع مین رجوع کی تھی جن مین سے ایک اسی عدالت کا وکیل درجہ اول تھا - صاحب جج ضلع نے دعوے کی نیک نیتی کی نسبت اشتباہ کر کے مدعیان وغیرہ سے شہادت لی تھی اور کارروائیات صادر کی تھین اور اُسنے مفصل طور پر اپنے اشتباہ کی وجوہات بیان کر کے یہہ حکم دیا تھا کہ انتقیل اسائنی بطور مدعاعلیہ کے نالش مین شامل کیا جاوے - اسپر وکیل مذکور اور اُسکے شریک مدعی نے ایک درخواست مین اعتراض داخل کی تھی کہ بادی النظر ہی مین اُسکی توہین ہوئی ہے اور بیانات امور واقعہ اور اُنکے نتائج کی تردید کی تھی - بعض فقرات اُس درخواست مین بے ادبانہ الفاظ مین تحریر کئے گئے تھے - اور بعد کسیقدر توقف اور دیگر کارروائیات کے ایک استغاثہ وکیل مذکور کے برخلاف زیر ایکٹ اشخاص قانون پیشہ سنہ ۱۸۷۹ء رجوع کیا گیا تھا وکیل مذکور نے کسی بے حرمتی کی نیت سے انکار کر کے یہہ عذر کیا تھا کہ کسی جرم کا ارتکاب زیر ایکٹ اشخاص قانون پیشہ نکیا گیا تھا۔ کیونکہ اُسنے درخواست مذکور کے تحریر کرنے مین بطور ایک فریق کے عمل کیا تھا نہ کہ بطور وکیل کے - مقدمہ کا استصواب ہائیکورٹ سے کئے جانے پر :-

تجویز ہوئی کہ کارروائیات وکیل مذکور کے برخلاف زیر ایکٹ اشخاص قانون پیشہ اُسوقت تک نکیجانی چاہئیے تھین۔ جبتک کہ اُسکے طریق عمل کے متعلق کسی اور طرح پر بطور طریق عمل ارتکاب کردہ ایک فریق مقدمہ کے کارروائی کرنی ممکن تھی معاملہ ویلیس (لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۱ صفحہ ۲۴۳) کا حوالہ دیا گیا۔

استغاثہ زیر دفعہ ۱۴ - ایکٹ اشخاص قانون پیشہ سنہ ۱۸۷۹ء بخلاف ایک وکیل درجہ اول کے اسوجہہ پر کہ اُسنے بے ادبانہ الفاظ کا استعمال ایک ڈسٹرکٹ جج کے حق مین کیا ہے - وہ افعال جنکی کہ شکایت کیگئی ہے حسب ذیل طریق پر اور واقعات ذیل کی موجودگی مین کئے گئے تھے :- وکیل مذکور نے ایک اور شخص کے ساتھہ شامل ہو کر ایک رہن بعض جائداد کا حاصل کیا تھا جسکا کہ راہن کچھہ عرصہ بعد بہت سا مقروض ہو کر دیوالیہ ہو گیا تھا - قرضہ واجب الادا جن دیوالیہ مرتہنان کے حق مین بطور ایک جز و کفالت رہن کے منتقل ہوا تھا اور اُنہون نے ایک نالش اُسکے وصولیابی کے واسطے رجوع کی تھی

سنہ ۱۹۱۱ معاملہ ایک وکیل درجہ اول

صاحب جج ضلع نے یہہ باور کرکے کہ وہ رہن جسپر نالش مبنی ہے ایک سازشی معاملہ ہے اور دیوالیہ کیجہ نیک نیت دائنیان پر فریب کیاگیا ہے اسکے متعلق شہادت مدعیان و دیگر اشخاص لی تہی۔ اسپر مدعیان نے ایک درخواست عدالت مین واسطے شامل کرنے آفیشل اسائینی کے بطور مدعا علیہ کے اسوجہہ پیش کی تہی کہ اونکی اور راہن کی نیک نیتی پر اشتباہ کیا گیا تہا۔ اور یہہ کام بعد مین اُن کارروائیات کیوجہ سے کیا گیا تہا جن مین صاحب جج ضلع نے مفصل طور پر اپنی وجوہات یہہ خیال کرنے کی بیان کی تہین کہ راہن کا دیوالیہ ہونا اور رہن کا تحریر کیا جانا فریبانہ ہے۔ اُسی دن تنقیحات نالش قایم کیگئی تہین۔ اسکے قریباً پندرہ یوم بعد مدعیان نے ایک با مقابل درخواست صاحب جج کی کارروائیات کیخلاف کی تہی جس مین اُنہون نے یہہ اعتراض کیا تہا کہ بادی النظر مین اُنکی توہین کیگئی ہے اور اُنہون نے کامل طور پر جملہ بیانات امور واقعہ اور اُن نتایج کی تردید کی تہی جو کہ اُنکے برخلاف اخذ کئے گئے تھے۔ اس درخواست مین ایسے فقرات درج تھے جو استغاثہ حال کی بنا ہین دوسرے دن صاحب جج ضلع نے درخواست مذکور اسحکم پر ظہری کرنیکے بعد واپس کی تہی :—

"درخواست ہذا میم کیواسطے واپس کیجاتی ہے کیونکہ اسکی عبارت تہتک آمیز ہے اور اسمین بہت سا غیر متعلقہ مضمون درج ہے، وہ مطابق دفعہ ۱۴۳ کے مرتب کیجانی چاہئے"۔ آفیشل اسائینی نے ایک درخواست عدالت مین بدین بیان کی تہی کہ وہ مدعیان کے دعوے کی تردید نہین کرسکتا اور اُسنے استدعا کی تہی کہ وہ تنقیحات جنکا کہ تعلق جواز رہن کیساتہہ ہے خارج کیجانی چاہئیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تہا وہ صاحب جج ضلع جسنے کہ کارروائیات مذکورہ بالا صادر کی تہین اس اثنا مین دوسرے ضلع مین تبدیل ہوگیا تہا اور نالش کا فیصلہ اسکے جانشین نے بحق مدعیان کے صرف تنقیح متعلق بہ اُس قرضہ پر کیا تہا جسکی کہ بنا پر نالش کیگئی تہی۔ اُس جج نے جسنے کہ کارروائیات صادر کی تہین بہہ اپنے فرائض کا اہتمام لیا تہا اور واپسی درخواست کی تاریخ کو قریباً چار ماہ کا عرصہ منقضی ہونیکے بعد وکیل مذکور کو بغرض اظہار وجہہ اس امر کے طلب کیا کہ کیون اسکی رپورٹ اُس ہتک آمیز عبارت کیوجہہ سے نکیجانی چاہئے جو کہ درخواست مذکور مین درج ہے۔ اسکے بعد ایک اور تبدیلی وقوع مین آئی تہی یعنے عدالت کا اہتمام اُس جج نے ہاتہہ مین لیا تہا جسنے کہ استصواب ہذا ہائیکورٹ سے کیا ہے۔ اِس جج نے مقدمہ پر بحوالہ ایکٹ اشخاص قانون پیشہ کے غور کیا تہا۔

جوابدعوے مین وکیل مذکور نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ اُسکی نیت صاحب جج ضلع پر اتہام لگانیکی تہی اور اُسنے یہہ بیان کیا تہا کہ درخواست مذکور صرف اِس غرض سے لکہی گئی تہی کہ اُس اہم الزام کو دفع کرے جو کہ اُسکے برخلاف اور دیوالیہ کے برخلاف صاحب جج نے لگایا تہا۔ اُسنے یہہ بہی عذر کیا تہا کہ اگر پرزور عبارت کا استعمال کیا گیا ہے تو وہ اُس خاص طریق کے مطابق جایز ہے جسکے کہ مطابق صاحب جج نے نالش کی تجویز کی تہی اور نیز بلحاظ اس اہم الزام کے

ست ۱۹۱۶ء
بمعاملہ
ایک وکیل
درجہ اول

جو کہ اُسکے برخلاف لگایا گیا تہا۔ اُسنے اس امر واقعہ پر زور دیا تہا کہ اُسکی درخواست اوّلاً اُسکو صرف ترمیم کے واسطے واپس دیگئی تھی کیونکہ اُسکی عبارت ہتک آمیز اور غیر متعلق تھی اور وہ ہرگز پیش نکیگئی تھی کیونکہ صاحب جج نے اس ضلع کو چھوڑ دیا تہا اور کہ معاملہ تین ماہ بعد شروع کیا گیا ہے جبکہ وہ جج واپس آیا ہے اور جبکہ دیگر الزامات اسکے برخلاف جمع ہوئے ہین اُسنے غیر مؤدب ہونیکی نیت سے انکار کیا تہا۔ اور یہہ کہتا تہا کہ اُسکا منشا صرف ناجائز الزامات کے رفع کرنیکا تہا اور اُسنے یہہ عذر کیا تہا کہ بہرحال کسی جرم کا ارتکاب زیر ایکٹ اشخاص قانون پیشہ نہین کیا گیا کیونکہ درخواست مذکور کے تحریر کرنے مین وہ صرف بطور ایک فریق[1] کے عمل کر رہا تہا نہ کہ بطور ایک وکیل کے۔

صاحب جج ضلع نے کامل غور کر کے یہہ نتیجہ اخذ کیا تہا کہ جوابدعوے مین کوئی اصلی معافی نہین مانگی گئی۔ اور اُسنے یہہ سفارش کی تھی کہ وکیل مذکور ایک یوم کے واسطے معطل کیا جانا چاہیئے یا بجائے اسکے وہ اس امر پر مجبور کیا جانا چاہیئے کہ اُسکے جانشین ماسبق سے کامل طور پر معافی مانگے اُسنے یہہ بہی ایزاد کیا تہا۔ کہ چونکہ وکیل مذکور بہت مشہور شخص ہے اسلئے سزائے مذکور واقعات مقدمہ کے لحاظ سے کامل طور پر کافی ہوگی

سوا سامی ایاہر ازطرف بورڈ امتحان وکالت۔

مسٹر کے براؤن و مسٹر آر الیف گرانٹ وایا ایار منجانب مدعا علیہ۔

تجویز۔ اسمین کچہہ شبہ نہین کہ وہ عبارت جسکا استعمال درخواست مذکور مین کیا گیا تہا بالکل نامناسب تھی۔ اور درخواست مذکور کے بغرض ترمیم واپس دینے مین صاحب جج نے مناسب طریق کا استعمال کیا تہا۔ چونکہ کوئی مزید کارروائی نکیگئی تھی اور درخواست پہر پیش نکیگئی تھی اسلئے معاملہ مذکور چند ماہ کے منقضی ہونے کے بعد کالعدم سمجہا جانا چاہیئے تہا۔

نیز ہماری یہہ رائے ہے کہ کارروائیات بخلاف سائل کے زیر ایکٹ اشخاص قانون پیشہ اُسوقت تک نکیجانی چاہئین تہین جبتک کہ فعل مذکور کے متعلق کسی اور طرح پر بطور ایک فعل ارتکاب دہ نالشی کے کارروائی کا کیا جانا ممکن تہا ملاحظہ ہو معاملہ دلیس[1]) یہہ بہی ایزاد کیا جاسکتا ہے کہ سائل کا فعل بذات خود اُسکو بطور وکیل کے کام کرنے کے ناقابل نہ بناتا تہا۔

اسلئے ہم استغاثہ کو خارج کرتے ہین۔

(۱) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۱ صفحہ ۲۸۳۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر امنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

۱۲- فروری سنہ ۱۹۰۱ء

تسبا دیّا (مدعی) اپیلانٹ بنام سید عباس صاحب ویک کس دیگر (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان بمقدمہ

مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۳ - جائیداد بقبضہ مدیون ڈگری - قرقی استحقاق حصول قبضہ - ایکٹ دادرسی خاص - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۴۲ - دادرسی مستلزمہ -

مدعا علیہ نمبر ۱ نے ایک ڈگری بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے حاصل کی تھی جسکے اجرا مین اُسنے مدعا علیہ نمبر ۲ کے استحقاق وصولی لگان واجب الادا دربارہ بعض جائیداد ہائے منجانب مزارعان متعلق بہ کسی خاص سال کو قرق کرایا تھا۔ ایک دعویٰ مدعی نے متضمن اعتراض متعلق بہ قرقی مذکور ان وجوہات پر زیر دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیا تھا مگر وہ نامنظور کیا گیا تھا۔

اب مدعی نے اس امر کے استقرار کا دعویٰ کیا تھا کہ قرقی و نیلام ناجائز ہین ان وجوہات پر کہ جائیداد ہائے مذکورہ ایک خاص مٹ کی ملکیت ہین نہ کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کی اور کہ مدعا علیہ نمبر ۲ مٹ مذکور کا مہتمم تھا مگر معزول کیا گیا تھا۔ اور اوسکی بجائے مدعی مہتمم مقرر ہوا ہے۔ اور کہ لگان ہائے متنازعہ مدعا علیہ نمبر ۲ کے قرضجات کے ذمہ دار نہ تھے۔ مدعی نے استقرار مذکور کے متعلق کسی دادرسی مستلزمہ کی استدعا نہ کی تھی۔

بتجویز ہوئی کہ قرقی ایک ایسی قرضہ کے متعلق کیگئی تھی جسکے متعلق احکام امتناعی زیر دفعہ ۲۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر ہوچکے ہوں۔ اور کہ قرقی استحقاق وصولی قرضہ ایک جائیداد قابل حصول قبضہ منشاء دفعات ۲۸۰ و ۲۸۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہین ہے اسلئے نالش ایک نالش مرجوعہ زیر دفعہ ۲۸۳ واسطے قائم کرانے ایک استحقاق متعلق بہ جائیداد مقروقہ کے نہ تھی اور کہ وہ مناسب طور سے خارج کیگئی ہے۔

مسمات رام بی کور بنام کمشنر پرشاد (ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۳۶) کا حوالہ دیا گیا۔

نالش واسطے استقرار حق کے۔ مدعا علیہ نمبر ۱ نے ایک ڈگری بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے حاصل کی تھی جسکے اجرا مین اُسنے استحقاق وصولی لگان واجب الادا بحق مدعا علیہ نمبر ۲ دربارہ بعض جائیداد ہائے منجانب مزارعان بابت سنہ ۱۸۹۶-۹۷ء کو قرق کرایا تھا۔ مدعی نے یہہ بیان کرکے کہ دہ ور اکثامت واقعہ کرانکل کا مہتمم ہے ایک استقرار بدین مضمون کی نالش کی تھی کہ قرقی و نیلام مذکور اوسکے مقابلہ مین ناجائز ہین اور کہ وہ خود لگان مذکور کے وصول کرنیکا مستحق ہے۔ اُسنے یہہ بیان کیا تھا کہ مدعا علیہ نمبر ۲ مٹ کا مہتمم تھا مگر بباعث

بلا۔ اپیل دوم نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۹ء منجانب ڈگری ایف ایچ ہمینٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج کنارا جنوبی بمقدمہ اپیل نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۹۸ء مشعر بحالی ڈگری وی سی دیس کرپاس منصف ضلع کرانکل بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۷ء۔

سنہ ۱۹۰۶ء
لب وتیا
بنام
سید عباس

بدعملی کے وہ معزول کیا گیا ہے اور اوسکی بجائے مدعی مقرر کیا گیا ہے اور کہ لگانِ متنازعہ خیراتی اغراضِ مت مین صرف کیا جاتا ہے اور وہ مدعاعلیہ نمبر ۲ کے خرچجات کا ذمہ دار نہین۔ ایک دعوے مدعی نے متعرِ اعتراض متعلق بہ قرقی مذکور ان وجہات پر زیر دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیا تہا۔ مگر وہ نامنظور کیا گیا تہا۔ مدعاعلیہ نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ مدعی مت کا مہتمم ہے یا کہ مت کو کوئی حق لگان متنازعہ کی وصولی کا حاصل ہے یا کہ اسکو کوئی حق دربارہ اُس جائداد کے حاصل ہے جسکا کہ لگان واجب الوصول ہے۔ اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ نالش زیر دفعہ ۱۳ و دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی چل نہین سکتی قرقی محولۂ بالا (جو بطور دستاویز نمبر ۹ کے داخل کیگئی ہے) حسب ذیل الفاظ مین تہی:۔

"بنام مدعاعلیہ مذکور اور اوسکے مزارعان متذکرۂ ذیل کے یہہ حکم دیا جاتا ہے کہ مدعاعلیہ بذریعہ حکم ہذا کے تاصدورِ حکم ثانی عدالت ہذا کے اِس امر سے ممتنع ہے کہ کوئی لگان مزارعانِ مذکور سے وصول کرے یا کوئی اور رقوم یا قرضہ واجب الادا بجانب مزارعان مذکور۔ اور مدعاعلیہ مذکور کے مزارعان مذکور کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ کوئی ادائیگی لگان مذکور یا اسکے کسی جزو کی کسی شخص کے حق مین نہ کرین" منصف ضلع نے یہہ قرار دیا تہا کہ استحقاقِ وصولی لگان مت کی ملکیت نہ تہا۔ اور کہ مدعی حسب ضابطہ مقرر کردہ مہتمم مت کا نہ تہا اور کہ مدعی استقرارِ مستدعیہ کا مستحق نہ تہا اُسنے نالش کو خارج کیا تہا۔ بر طبق اپیل مدعی کے صاحب جج ضلع نے بیان کیا تہا۔ کہ "بلا تنقیحاتِ واقعات پر غور کرنیکے مین یہہ قرار دیتا ہون کہ مدعی کی نالش بطور ایک نالش استقراریہ زیر دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کے چل نہین سکتی۔ کیونکہ اُسنے مزید دادرسی مستلزمہ کی استدعا نہین کی جیسی کہ اُسے کرنی چاہئے تھی۔ شہادت سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اراضی متدعویہ ومت مابین سنہ ۱۸۳۱ء و سنہ ۱۸۴۲ء کے امنار نے ایسے اشخاص کے نام منتقل کردیا تہا جو امنار نہین ہین۔ مدعاعلیہ نمبر ۲ نے بالآخر قبضہ واستحقاق بطور ایک شخص اجنبی کے حاصل کیا تہا نہ کہ بطور امین کے۔ زان بعد اُسنے اراضی کا انتقال مدعاعلیہ نمبر ۱ کے حق مین کرکے اسکو تعمیری قبضہ عطا کیا تہا گو اُسنے ایک پٹہ ملگنی حاصل کیا تہا۔ پس جائداد امنارِ مت کے قبضہ مین بروقت تقررِ مدعی کے نہتی اسلئے وہ مدعی کے قبضہ مین نہ آئی تھی جبکہ وہ امین مقرر کیا گیا تہا اگر وہ مقرر کیا گیا ہو اُسنے اس امر کے استقرار کی نالش کی ہے کہ نیلام استحقاق وصولی لگان اراضیات اسپر قابل پابندی نہین ہے کیونکہ وہ اراضی کا مستحق بطور امین کے ہی۔ نالش حال صریح طور پر ایک نالش استقرار حق مدعی دربارہ ایسی اراضی کے ہے۔ جو اُسکے قبضہ مین نہین اور اسپر لازم ہے کہ بروے احکام دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کے قبضہ کی نالش بھی کرے" اُسنے اپیل کو خارج کیا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
اباد تیا
بنام
سید عباس

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

رامچند راؤ صاحب و ماد ہو راؤ منجانب اپیلانٹ۔

نرائن راؤ منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱۔

تجویز ۔ دستاویز نمبر ۳۹ (حکم قرقی) سے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ قرق کیا گیا تھا وہ ایک ایسا قبضہ تھا جسکے متعلق احکام امتناعی زیر دفعہ ۲۶۸ مجموعۂ ضابطہ دیوانی جاری کئے گئے تھے۔ قرقی استحقاق وصولی قرضہ ہماری رائے مین جائداد قابل قبضہ حسب منشاء دفعہ ۲۰۰ و ۲۸۱ مجموعۂ مذکور نہین ہے ایک مشابہ رائے بروئے مجموعہ ۱۸۵۹ء کے ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ مسماۃ رام پتی کور بنام کیسری پرشاد (۱) مین اختیار کی تہی۔ فیر صاحب جسٹس کی یہ رائے کہ دفعہ ۲۴۶ مجموعۂ مذکور مین صریح طور پر ایسی جائداد کا ذکر ہے جسکے کہ بابت قبضہ کا مستحق مدیون ڈگری ہو۔ اور وہ مطابق ہم مضمون احکام مجموعۂ حال کے ہے اسلئے نالش حال ایک نالش مرجوعہ زیر دفعہ ۲۸۳ مجموعۂ مذکور نہ تہی۔ چنانچہ اپیل ناکامیاب رہتا ہے اور مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایّر صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

اروموگم پلّائی (مدعی) اپیلانٹ **بنام** ولورا کوندن وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان * ۲۰ اگست ۱۸۹۹ء و ۴ فروری ۱۹۰۰ء

ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی۔ ایکٹ ۷ ۱۸۸۹ء دفعہ ۴ ۔ "قرضہ"۔ نالش منجانب پسر ایک متوفی مرتہن کے واسطے دلا پانے زر واجب الادا بر رہن انتفاعی کے۔ سرٹیفکیٹ وراثت کا پیش نکرنا۔ استحقاق وصولی۔

ایک ہندو جو بعض اراضیات کا مرتہن انتفاعی تہا ایک متبنٰے اور دو بیوگان چہوڑ کر فوت ہوا تہا۔ بیوگان مذکور نے رہن مذکور کا بلا بدل انتقال کر دیا تہا۔ راہن نے استحقاق انفکاک ایک خریدار کے پاس فروخت کر دیا تہا جسنے زر رہن بیوگان کے منتقل الیہم کو ادا کر دیا تہا۔ اسکے بعد پسر متبنٰے نے راہن اور بیوگان اور

(۱) دیکہو کلکتہ لا رپورٹس جلد ۲۲ صفحہ ۳۹ (مقدمہ دیوانی)

* اپیل دوم نمبر ۷۱ سنہ ۱۸۹۸ء بنارضی ڈگری کے رامچندر ایار ایکٹنگ سب آرڈینیٹ جج تنجور بمقدمہ اپیل نمبر ۸۹۶ سنہ ۱۸۹۶ء مشعر تنسیخ ڈگری سید تاج الدین صاحب منصف ضلع ناگل بمقدمہ ابتدائی نمبر ۶۰۲ سنہ ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۹۰۰ع
اروموگم پلائی
بنام
ولوراکونڈن

اونکو منتقل کیا اور خریدار استحقاق انفکاک پر ایک نالش واسطے دلاپانے زر رہن کے رجوع کی تھی۔ یا واسطے دلاپانے قبضۂ اراضیات کے جبتک کہ زر مذکور ادا نکیا جاوے مگر اُسنے سرٹیفکیٹ وراثت پیش نکیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ وہ جائداد مرہونہ کے مقابلہ مین دلاپانے کا مستحق تھا۔ رقم متدعویہ بروے کسی معاہدہ کے واجب الادا نہتی بلکہ وہ دراصل مدعی کے استحقاقِ رہن کی قیمت تھی۔ فی الواقع مدعی ایک ڈگری قبضۂ اراضی کا مستحق تہا اور صرف اوسکی رضامندی سے روپیہ کی ڈگری بعوض اراضی کے عطا کیگئی ہے اسلئے رقم مذکور درست طور پر حسب منشاء ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی قرضہ نہین کہلا سکتی اور مدعی کیطرف سے سرٹیفکیٹ کا پیش نکیا جانا ڈگری کے اُسکے حق مین صادر کئے جانے کا مانع نہ تہا۔

نالش واسطے دلاپانے زر واجب الادا بروے دستاویز رہنیہ انتفاعی تحریر کردہ مدعا علیہ نمبر ا بحق تہنیت گیرندہ پدرِ مدعی کے یا واسطے دلاپانے قبضۂ اراضیات کے جبتک کہ زر رہن ادا نکیا جاوے۔ جائداد مرہونہ مدعا علیہ نمبر ۵ کے قبضہ مین بوساطت مدعا علیہ نمبر ۴ کے تہین جسنے کہ رہنیہ مذکور کا انتقال مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ بیوگان تہنیت گیرندہ پدر مدعی (مرتہن) سے حاصل کیا تہا۔ مدعی نے کوئی سرٹیفکیٹ وراثت پیش نکیا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ۵ نے جسنے کہ دراصل نالش کی جوابدہی کی تہی مدعی کی تہنیت سے انکار کیا تہا اور بیان کیا تہا کہ مدعی کے باپ کے لاولد فوت ہونے پر مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ اُسکی ورثاء ہوئی تہین۔ اور کہ اُنہوں نے ایک سرٹیفکیٹ وراثت عدالتِ ضلع سے واسطے وصولی قرضجات اپنے متوفی شوہر کے حاصل کیا تہا۔ سب اردینیٹ جج نے برطبق اپیل کے اس سرٹیفکیٹ کو منجانب بیوگان حاصل کردہ متصور کیا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ۵ نے یہہ عذر کیا تہا کہ تا دوران نفاذ سرٹیفکیٹ مذکور مدعی ارجاع نالش کا مستحق نہین ہے۔ نیز اُسنے دعوے کیا تہا کہ اُسنے اراضیات متنازعہ کا استحقاقِ انفکاک راہن سے خرید کیا ہے اور اُسنے زر رہن مدعا علیہ نمبر ۴ کو ادا کر دیا ہے۔ واقعات قرار دادہ (ہائیکورٹ نے مزید قرار دادے کے قلمبند کئے جانے کا حکم صادر کیا تہا) یہہ تھے۔ مدعی جائز طور پر متبنے کردہ پسر مرتہن کا ہے۔ مدعی یہ ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے کہ زر رہن متدعویہ بطور مشترکہ جائدادِ خاندان کے واجب الادا تہا۔ اور کہ انتقال رہنیہ بحق مدعا علیہ نمبر ۴ کے باطل کیا گیا ہے اور کہ ایسا انتقال مدعی پر قابل پابندی نہین ہے اور کہ بیع جائداد مرہونہ بحق مدعا علیہ نمبر ۵ کے درست اور جائز ہے اور کہ مدعا علیہ نمبر ۵ نے رہنیہ کا ایفاء بذریعہ ادائیگی بحق مدعا علیہ نمبر ۴ کے کر دیا ہے مگر وہ ایفاء مدعی پر قابل پابندی نہین منصف ضلع نے

سنہ ۱۹۰۰ء
ارونوگم پلائی
بنام
دیوراکونڈی

ایک ڈگری بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۵ کے رقم مندعویہ کی نسبت صادر کی تھی جو بذریعہ نیلام اراضی مرہونہ کے بصورت عدم ادائیگی وصول کیجانی تھی۔ سبارڈینیٹ جج نے ڈگری کو منسوخ کرکے نالش کو خارج کیا تھا۔ مقدمہ کے بعد ازاں ایسی قرارداد کے مذکورہ بالا بغرض سماعت آخری پیش ہونے پر۔

سندرا ایار و رگھاوا ایانگر منجانب اپیلانٹ۔

سواسامی ایار منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز: ہم صاحب جج ضلع کے ساتھ اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ وہ ادائیگی جس پر مدعاعلیہ نمبر ۵ نے انحصار کیا ہے مدعی پر قابل پابندی نہین ہے کیونکہ انتقال بحق مدعاعلیہ نمبر ۴ منجانب مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ بھی مدعی پر قابل پابندی نہ تھا۔ یہہ عذر اب اوّلاً اوٹھایا گیا ہے کہ مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے بطور اولیاء کے نابالغ مدعی کیطرف سے عمل کیا تھا۔ اور وہ جملہ واقعات مقدمہ کے خلاف ہے۔

صرف ایک ہی اور سوال یہہ ہے کہ آیا مدعی اُس ڈگری کا مستحق نہین ہے۔ جو کہ اُسنے عدالت اوّل مین حاصل کی تھی اس وجہہ سے کہ اُسنے سرٹیفکیٹ وراثت پیش نکیا تھا۔ ڈگری مذکور بابت کسی زر واجب الادا بروے معاہدہ کے نہین ہے۔ بلکہ وہ دراصل ایک تشخیص زر نقد مین منصف ضلع نے مدعی کے استحقاق رہن کی قیمت کے متعلق کی ہے۔ دراصل مدعی خود اراضی کی ڈگری کا مستحق تھا اور صرف اوسکی رضامندی کے باعث بجائے اراضی کے روپیہ کی ڈگری دیگئی ہے اسلئے رقم مذکور درست طور پر حسب منشاء ایکٹ سرٹیفکیٹ جانشینی قرضہ نہین کہلا سکتی۔ اسلئے مدعی کیطرف سے سرٹیفکیٹ کا پیش نکیا جانا اس ڈگری کا مانع نہ تھا۔ جو کہ اُسنے حاصل کی ہے۔ چنانچہ ہم سبارڈینیٹ جج کی ڈگری کو منسوخ کرکے منصف ضلع کی ڈگری کو اس ترمیم کے ساتھہ بحال کرتے ہین کہ مدعاعلیہ نمبر ۵ ذاتی طور پر ذمہ وار نہین ہے۔ اور نہ اُسکی کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مرہونہ کے ڈگری کی ذمہ وار ہے۔ مدعاعلیہ نمبر ۵ کو مدعی کا خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت ادا کرنا چاہئے۔

یادداشت عذرات خارج کیجاتی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر امنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۹ مارچ ۱۹۰۱ء

وینکٹا جوگیا (مدعی) اپیلانٹ بنام وینکٹا سبھادری جگاپتی راؤ (مدعا علیہ نمبر ۲) رسپانڈنٹ*

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۰۶ - ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ (۳)-

ایک ڈگری ۳۱ دسمبر ۱۸۹۰ء کو صادر ہوئی تھی اور اُسکی نا راضی سے کسی فریق نے کوئی اپیل نکیا تھا مگر مدعا علیہ نمبر ۲ نے ایک درخواست ترمیم ڈگری متعلق بہ خرچہ کی تھی جو ۹ اکتوبر ۱۸۹۳ء کو منظور کیگئی تھی - ۶ جولائی ۱۸۹۶ء کو مدعا علیہ نمبر ۲ نے اجرائے ڈگری کی درخواست کی تہی - اور اُسنے پھر ۲۹ اپریل ۱۸۹۹ء کو درخواست کی تھی - اس عذر کے کئے جانے پر کہ درخواست زائد المیعاد ہے:-

تجویز ہوئی کہ وہ زائد المیعاد نہیں - وہ حکم جو عدالت نے دربارہ خرچہ کے صادر کیا تہا بالتسلسل یا بتکمیل فیصلہ کے سمجہا جانا چاہئے علاوہ ترمیم جو کیگئی تہی درست طور پر بطریق نظر ثانی فیصلہ کے کیگئی تہی اور مد ۱۷۹ (۳) ایکٹ میعاد متعلق ہوتی ہے -

درخواست اجراء داخل کردہ زیر دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب مدعا علیہ نمبر ۲ مدعی - مدعی نے ایک بالمقابل درخواست میں بیان داخل کی تھی کہ درخواست زائد المیعاد ہے - واقعات ذیل کے حکم سے معلوم ہوتے ہیں جو کہ منصف ضلع نے درخواست مذکور پر صادر کیا تہا: "صورت حال میں ابتدائی ڈگری ۳۱ دسمبر ۱۸۹۰ء کو صادر کیگئی تہی اور کوئی اپیل اُسکی ناراضی سے کسی فریق نے نکیا تھا - مگر مدعا علیہ نمبر ۲ نے ایک درخواست ترمیم ڈگری مذکور دربارہ خرچہ کے کی تھی اور وہ درخواست خارج ہوئی تھی - بناراضی اُس حکم کے اُس نے سبارڈینیٹ جج کے پاس اپیل کیا تہا اور اپیل خارج کیا گیا تہا اُس حکم کی ناراضی سے اُسنے ہائیکورٹ میں اپیل کیا تھا اور وہ بھی خارج ہوا تھا - مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپنی درخواست صریح طور پر تاریخ صدور ابتدائی ڈگری سے تین سال کے بعد کی تھی اور اُسنے یہ عذر کیا ہے کہ وہ زائد المیعاد نہیں ہے کیونکہ اُس نے اپیل ہائے کئے تہے اور اُنکی وجہ سے میعاد محفوظ ہوتی ہے مگر میں اُسکے ساتھ اتفاق نہیں کرسکتا وہ اپیل ہائے جو اُس نے کئے تہے بناراضی ابتدائی ڈگری کے نہ تہے بلکہ

* اپیل دوم متفرق دیوانی نمبر ۴ ۱۸۹۹ء بناراضی ڈگری مسٹر جی کپتو سامی ایار سبارڈینیٹ جج کوکانیڈا المقدمہ اپیل نمبر ۴ ۱۸۹۹ء مشتر بحکم مسٹر جی سبایا منصف ضلع پیدا پور المقدمہ درخواست اجراء نمبر ۶۱۵ ۱۸۹۶ء (ابتدائی نالش نمبر ۲۸۰ ۱۸۹۱ء) -

سنہ ۱۹۰۱ء
۱ وینکٹا جوگیا
بنام
وینکٹا سوبادی
جگاپتی راز د

بناراضی حکم برطبق درخواست کے تہے اور میری رائے میں اپیل ہائے مذکورہ میعاد محفوظ نہیں ہوتی ان وجوہات پر میں یہ قرار دیتا ہوں کہ درخواست ہذا زائد المیعاد ہے چنانچہ میں اُسکو خارج کرتا ہوں ۔ ہر ایک فریق اپنا اپنا خرچہ خود برداشت کرے " اُس حکم کی ناراضی سے سائل نے سبارڈینیٹ جج کے پاس اپیل کیا جس نے فیصلہ ذیل صادر کیا تہا: "اصلی امر فیصلہ طلب اپیل ہذا میں یہ ہے کہ آیا درخواست اجراء ڈگری زائد المیعاد ہے ۔ ڈگری مذکور ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء کو صادر ہوئی تہی ۔ اپیلانٹ نے ترمیم ڈگری کی درخواست کی تہی جو ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء کو منظور کیگئی تہی ۔ ۶ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کو ایک درخواست اجراء ڈگری کیگئی تہی ۔ اپیلانٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ درخواست ترمیم کی نوعیت ایک درخواست نظر ثانی کی ہے بموجب ضمن نمبر ۳ مد ۱۷۹ ایکٹ میعاد کے تہی اور کہ میعاد کے گذرنیکا وقت ۶ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء سے شمار ہونا چاہیے ۔ ریلا حظ ہو کالی پرسنو باسو رائے بنام لال موہن گوہا رائے (۱)) وہ رائے جو اپیلانٹ نے ظاہر کی ہے درست ہے ۔ ترمیم ڈگری اُسکی نظر ثانی کی حد تک پہونچتی تہی میں قرار دیتا ہوں کہ فیصلہ مقدمہ دیا کشن بنام ننہی بیگم (۲) مقدمہ ہذا سے متعلق نہیں ہے "

مدعی نے اپیل حال رجوع کیا

سندرا نانا راؤ منجانب اپیلانٹ ۔

ایا دورائی ایار منجانب رسپانڈنٹ ۔

تجویز :- ترمیم ڈگری کا تعلق واقعی مقدار خرچہ سے ساتہہ تہا جسکا کہ فیصلہ تجویز میں نکیا گیا تہا بلکہ جو بروئے فقرہ دوم دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حسب معمول بعد صدور فیصلہ کے ڈگریوں میں درج کئے جانیکے واسطے معلوم کیجاتی ہی ۔ وہ حکم جو عدالت نے رقم مذکور کے تجویز کرنیکے متعلق صادر کیا ہے بسلسل اور بہ تکمیل فیصلہ کے متصور کیا جانا چاہیئے ۔ اسلئے وہ ترمیم جو کیگئی تہی اہم طور پر ایک ترمیم برطبق نظر ثانی فیصلہ تہی اور مد ۱۷۹ (۳) ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد درست طور پر متعلق ہوتی ہے مقدمہ کالی پرسنو باسو رائے بنام لال موہن گوہا رائے (۱) و مقدمہ دیا کشن بنام ننہی بیگم (۲) ایسے مقدمات ہے جنمیں کہ ڈگری فیصلہ سے مختلف تہی ۔ چونکہ مقدمہ حال اُن کے مشابہ نہیں اسلئے ہمارے لئے اُن فیصلجات پر غور کرنا ضروری نہیں ہے ۔ ہم اپیل دوم حال کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں ۔۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۲۵۸

(۲) " " الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۳۴۰

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

یکم دسمبر ۱۸۹۹ء
۱۲ مارچ ۱۹۰۰ء

وینکٹا رامایا - وغیرہ (مدعاعلیہم) اپیلانٹان بنام وینکٹا سبرامنیان (مدعی) ریسپانڈنٹ *

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۳ - ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء مد ۹۷ - نالش واسطے تعمیل مخصوص کے - نالش مابعد واسطے زر موڈے بربنائے اس بدل کے جو قاصر رہا تہا -

مدعاعلیہ حسب اقرار بعض جائداد مملوکہ خود و پسر خود کے بحق مدعی منتقل کردینے سے قاصر رہا تہا - مدعی نے ایک ڈگری تعمیل مخصوص حاصل کی تھی جسکی کہ تعمیل میں قیمت ادا کیگئی تھی اور انتقالنامہ تحریر کیا گیا تہا - زاں بعد مدعی نالش قبضہ کرنے پر مجبور ہوا تہا جبکہ یہ قرار دیا گیا تہا کہ بیع مذکور بیٹے کے حقوق پر موثر نہیں ہے اور وجوہات سہولیت پر ڈگری بجائے ڈگری تقسیم کے مدعاعلیہ کے حصہ کی بابت عطا کیگئی تہی اب بقایا قیمت ادا کردہ کے دلاپانیکی نالش کی تہی اور عذر یہ کیا گیا تہا کہ نالش دراصل ایک نالش ہرجانہ فسخ معاہدہ انتقال ہے اور بلحاظ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ممنوع السماعت ہے کیونکہ ہرجانہ متدعویہ حال کی نالش علی سبیل البدل پہلی نالش تعمیل مخصوص میں کیجا سکتی تہی تجویز ہوئی کہ نالش ممنوع السماعت نہ تہی کیونکہ وہ دراصل واسطے دلاپانے زر موڈے بر طبق قاصر رہنے بدل سے تہی اور بنائے دعوے نالش تعمیل مخصوص کے بنائے دعوے سے مختلف تہا -

نیز تجویز ہوئی کہ نالش زائد المیعاد نہ تہی کیونکہ بدل کا قاصر رہنا اسوقت سمجہا جانا چاہیئے جبکہ نالش قبضہ میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ مدعی بیٹے کے حقوق کے دلاپانیکا مستحق نہیں ہے جو تاریخ کہ تاریخ ارجاع نالش حال سے تین سال کے اندر تہی اور مد ۹۷ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء متعلق ہوتی ہے -

نالش واسطے دلاپانے اس زر نقد کے تہی جو مدعی نے مدعاعلیہ کو بطور بدل ایک مکان کی خرید کے ادا کیا تہا جس مکان کا کہ قبضہ مدعی کو عطا کرنے سے مدعاعلیہ قاصر رہا تہا - مدعی نے یہ بیان کیا تہا کہ مدعاعلیہ اور اسکے پسر نے ایک مکان کے بعوض مبلغ اسا رصے روپیہ فروخت کردینے کا وعدہ کیا تہا اور مبلغ صے پیشگی وصول کر لئے تہے اور ایک رقعہ بمنشاء مذکور تحریر کر دیا تہا اور یہ ذمہ اٹہایا تہا کہ بصورت بیعنامہ کے ایک ماہ کے اندر تحریر نکئے جانیکے مدعاعلیہ اور اسکا پسر مبلغ صے کا بیعانہ واپس کردینگے اور مبلغ صے اور بطور ہرجانہ کے ادا کرینگے اور کہ مدعاعلیہ بیعنامہ کے تحریر کر دینے سے قاصر رہا تہا جسپر مدعی نے مبلغ اسا عدالت میں داخل کرکے ایک نالش

* اپیل دوم نمبر ۱۲۰۴ ۱۸۹۸ء بنا راضی ڈگری پی نرائنیا سامی ایار ڈسٹرکٹ جج ویزاگاپٹم منعقدہ مرافعہ نمبر ۲۱۹ ۱۸۹۸ء مشعر تنسیخ ڈگری آر راما سامی ایار ایکٹنگ منصف ضلع ترددوی مقدمہ ابتدائی نمبر ۲۶۹ ۱۸۹۷ء -

سنہ ۱۹۰۰
وینکٹا راما ایار
بنام
وینکٹا سبرامنیان

(نالش ابتدائی نمبر ۶۸ سنہ ۱۸۹۴ء) مدعاعلیہ کے برخلاف رجوع کی تھی جسمیں ایک ڈگری برضامندی مدعاعلیہ
کے صادر ہوئی تھی جس کے رو سے اُسکو حکم دیا گیا تھا کہ ایک بیعنامہ تحریر کردے اور اُسنے ایسا ہی کیا تھا مگر
مدعاعلیہ نے مدعی کو مکان پر قابض نکیا تھا اور اسطرحپر نالش ابتدائی نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۹۴ء مدعاعلیہ اور اُس کے لیسی
مذکور کے برخلاف رجوع کیگئی تھی جسمیں یہ ڈگری دیگئی تھی کہ مدعی مکان کا قبضہ حاصل نہیں کرسکتا مگر
مدعاعلیہم کو چاہیے کہ اُس کو مبلغ ۶۰۰ روپیہ ادا کریں چونکہ مدعی مکان مذکور اور نیز روپیہ سے محروم
ہوگیا تھا اس لئے اُس نے ایک نالش واسطے دلا پانے مبلغ ۶۰۰ روپیہ بیعانہ کے اور نیز مبلغ اسام
بمنہائی ۱۰۰ روپیہ کے جس کی کہ ڈگری نالش مذکور میں دیگئی تھی رجوع کی تھی اور اُسنے بنائے دعوی کے
پیدا ہونیکی تاریخ یکم فروری سنہ ۱۸۹۵ء بیان کی تھی جبکہ یہ ڈگری صادر کیگئی تھی کہ وہ مکان حاصل نہیں کرسکتا۔
عرضیدعوے صورت حال میں ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء کو پیش کیا گیا تھا۔ مدعاعلیہ نے یہ عذر کیا تھا کہ نالش
بروئے دفعات ۱۳ و ۴۳ و ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے باعث صدور فیصلہ نالش اول (نالش ابتدائی
نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۹۴ء) کے ممنوع السماعت ہے اور نیز وہ زائد المیعاد ہے منصف ضلع نے یہ قرار دیا تھا
کہ نالش امر فیصل شدہ ہے اور بحوالہ دفعات ۴۳ و ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اُسنے بیان کیا تھا کہ
"میں یہ معلوم نہیں کرسکتا کہ وہ کیونکر ممنوع السماعت ہے بالخصوص جبکہ مدعی نے اپنی استدعائی دادرسی
بخلاف اُس روپیہ کے واپس لی ہے جو کہ نالش اول نمبر ۶۸ سنہ ۱۸۹۴ء میں داخل تھا۔ مدعی نے بسبیل اپیل
معاوضہ کی استدعا کی تھی جبکہ اُسنے نالش ابتدائی نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۹۴ء واسطے دلا پانے قبضہ مکان کے
رجوع کی تھی۔ مقدمہ معنونہ کمرن بنام معنونہ سندر (۱) جس کا کہ حوالہ مدعی کے وکیل نے دیا ہے
ایک صریح سند بخلاف مدعاعلیہ کے عذر کے ہے۔ بالآخر میں یہ قرار دیتا ہوں کہ نالش بروئے دفعہ ۱۳
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے اور وہ بروئے دفعہ ۴۳ یا دفعہ ۴۴ کے ممنوع السماعت
نہیں ہے" سوال میعاد کے متعلق اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ مدعی کو کوئی مواخذہ جائیداد بائع پر حاصل تھا
اور کہ نالش بروئے مد ۶۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد ہے۔ اس امر کے متعلق اُسنے بیان کیا
تھا کہ: "نالش صریح طور پر زیر مد ۶۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زائد المیعاد ہے (اُس نے مقدمہ معنونہ کمرن
بنام معنونہ سندر (۱) کا حوالہ دیا تھا) زمین یکم مارچ سنہ ۱۸۹۴ء کو مدعاعلیہ کی ملکیت بروئے ڈگری نالش
ابتدائی نمبر ۶۸ سنہ ۱۸۹۴ء کے قرار دیا گیا تھا اور بیعنامہ (دستاویز الف) ۲ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کو تحریر کیا گیا
تھا۔ میعاد کم از کم ۲ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء سے گذرنی شروع ہوئی تھی اگرچہ وہ اُس سے پہلے نہ بھی ہو

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۲ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۹ صفحہ ۱۸۵ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
وینکٹا راما ایار
بنام
وینکٹا سبرامنیان

نالش حال ۱۹ جولائی ۱۸۹۷ء کو رجوع کیگئی تھی یعنی زاید از عرصہ تین سال بعد - اگرچہ یہ بھی فرض کیا جاے کہ مدعی کو ایک مواخذہ حاصل ہے تاہم مجھے اس امر میں بہت شبہ ہے کہ آیا مد ۱۳۲ - اس حد تک متعلق ہوتی ہے جہانتک کہ عوض بیع استحقاق مدعا علیہ واقعہ مکان متنازعہ کا تعلق ہے - برعکس صورت بابت جایداد غیر منقولہ میں جو ایک نالش واسطے موثر کرانے اپنے مواخذہ غیر مودے زرثمن کے رجوع کرے میعاد مقرر کردہ صرف تین سال اس عرصہ کے بعد سے ہے جو واسطے تکمیل بیع کے مقرر کیا گیا ہو میں یہ معلوم نہیں کرسکتا کہ کسطرح میں ایک دراز تر میعاد برعکس صورت مشتری جایداد غیر منقولہ کے واسطے مقرر کیجا سکتی تھی جو ایک نالش واسطے موثر کرانے اپنے مواخذہ واپسی زرثمن اداکردہ کے رجوع کرے - جیسا کہ حکام ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ ہنومان کمت بنام ہنومان مندر (۱) محولہ بالا میں قرار دیا ہے مد ۶۲ حال جیسی نالشات سے متعلق ہونی چاہیئے جہانکہ زرثمن داخل کردہ کیواسطے مواخذہ کے موثر کرانے کی استدعا کیگئی ہو - اسلئے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ اگرچہ یہ بھی فرض کیا جائے کہ مدعی کو ایک مواخذہ مدعا علیہ کے استحقاق واقعہ مکان متنازعہ میں حاصل ہے تاہم نالش زائد المیعاد ہے -

مدعی نے سبارڈینٹ جج کے پاس اپیل کیا جسنے یہ بیان کیا کہ :" مدعا علیہ کا عذر یہ ہے کہ نالش بروئے ڈگریات بنالشات ابتدائی نمبر ۲۲ ۱۸۹۴ء و نالش نمبر ۲۰۶ ۱۸۹۵ء کے امر فیصلشدہ ہے اور موخرالذکر نالش کے فیصلہ کی ایک نقل صورت حال میں بطور دستاویز ہ کے داخل کیگئی ہے - اس نالش میں دادرسی مستدعیہ مکان بیع کردہ کا قبضہ دلا پانیکی تھی - مدعی نے ہرجانہ کی استدعا نہ کی تھی اور نہ کسی اور دادرسی کی استدعا علی سبیل البدل کی تھی - عدالت نے اس نالش میں نصف مکان کی قیمت کی ڈگری صادر کی تھی کیونکہ اسنے یہ خیال کیا تھا کہ واقعی تقسیم دقت آمیز ہے - وہ دادرسی جسکی کہ استدعا نالش حال میں کیگئی ہے زرثمن کے دلا پانیکے واسطے ہے جو صرف اسصورت میں حاصل ہوسکتی ہے جبکہ بیع زایل ہوجائے - سوال امر فیصل شدہ کے فیصل کرنیکے واسطے ہمکو یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا وہ امر جو دراصل اور صریحاً نالش ہذا میں زیر تنقیح ہے پہلی نالش میں بھی دراصل اور صریحاً زیر تنقیح تھا اور کہ آیا وہ پہلی نالش میں عدالت نے قطعاً طے کردیا تھا - وہ دادرسی جسکی کہ استدعا صورت حال میں کیگئی ہے پہلی نالش میں اسکی استدعا نہ کیگئی تھی کوئی تنقیح نالش سابق میں اس سوال کے متعلق موجود نتھی اور وہ مسموع اور فیصل ہوئی تھی فیصلہ اپیل (دستاویز ہ) کے رو سے مدعیکو ایک اور نالش کی اجازت دیگئی ہے اور جملہ واقعات مقدمہ اسمیں حسب ضابطہ غور کیا گیا ہے - سندات متعلق بایں امر یہ ہیں - اتماہتا بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۳ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۸ -

۱۹۰۱ء
وینکٹارامایار
بنام
وینکٹاسبرامنیان

چریاکنہامد (۱) شیورام بنام نرائن (۲) وکونیر ڈراؤ بنام گوررأو (۳) مزید براں دفعہ ۴۳ مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہے کیونکہ بنائے دعوائے مختلف ہے۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ زیر دفعہ مذکور دعوائے حال علی سبیل البدل نالش ماسبق میں کیا جا سکتا تہا اور کیا جانا چاہئے تہا۔ دعوئے حال ایک بالکل مختلف بنائے دعوئے پر بہ نسبت پہلی نالش کے بنائے دعوائے کے مبنی ہے۔ نالش مذکور واسطے دلا پانے قبضہ مکان کے بربنائے بیعنامہ کے تہی۔ نالش حال اس امر واقعہ پر مبنی ہے کہ بیع زائل ہو گئی ہے اور مدعی اپنے زرثمن کی واپسی کا مستحق ہے۔ اس لئے دفعہ ۴۳ نالش حال کی مانع نہیں ہے (ملاحظہ ہو ہنومان کمت بنام ہنومان منڈر (۴) دنارو بلونت بنام رامچندر ٹمکدیو (۵) منصف ضلع نے یہ قرار دیا ہے کہ نالشحال بروئے دفعات ۴۳ و ۴۴ کے ممنوع السماعت نہیں ہے مگر وہ بروئے دفعہ ۱۳ کے امر فیصلشدہ ہے میں منصف ضلع کی اُس رائے سے خلاف کرتا ہوں اور قرار دیتا ہوں کہ وہ امر فیصل شدہ نہیں ہے اور نہ وہ بروئے دفعات مذکور کے ممنوع السماعت ہے"
اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ نالش زائد المیعاد نہیں ہے کیونکہ مد ۹۷ ایکٹ میعاد متعلق ہوتی ہے اور اُسنے رقم مدعویہ کی ڈگری بحق مدعی کے صادر کی تہی۔

مدعاعلیہ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

دی کرشناسامی ایار بجانب اپیلانٹان نمبر ۲ و نمبر ۳

رامچندر راؤ صاحب منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز:۔ سبارڈینٹ جج کی ڈگری درست ہے وہ سوالات جنپر کہ ہمارے روبرو اپیلانٹ کیطرف سے بحث کیگئی ہے یہ ہیں:۔ (۱) نالش بروئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے اور (۲) کہ وہ زائد المیعاد ہے۔
مدعاعلیہ نے بعض جائیداد مملوکہ خود دلپسر خود کے بحق مدعی منتقل کر دینے کا اقرار کیا تہا قبل تحریر کئے جانے بیعنامہ کے تنازعہ ہو جانے پر مدعی نے تعمیل مختص کی نالش کر کے ایک ڈگری حاصل کی تہی جسکی تعمیل میں قیمت کلیتاً ادا کیگئی تہی اور بیعنامہ تحریر کر دیا گیا تہا مدعیکو قبضہ نہ دیئے جانے پر اسنے قبضہ کی نالش کی تھی۔ اسپر یہ معلوم ہوا تہا کہ بیع مذکور بیٹے کے استحقاق واقعہ جائیداد پر قابل پابندی نہیں ہے اور کہ گو مدعی باپ کے حصہ کے قبضہ کا مستحق تہا تاہم مکان کے تقسیم کرنیسے دقت پیدا ہونے کی وجہ سے تقسیم نہیں کیجا سکتی۔ مدعی کو مدعاعلیہ کے حصہ کی قیمت دلائی گئی تہی اور نالشحال واسطے دلا پانے بقایا قیمت ادا کردہ کے بباعث قاصر رہنے بدل تا بحد حصہ پسر کے رجوع کیگئی ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۰ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۴ (۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۵۸۹ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۳ (دلا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۰) (۵) ,, ,, جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۲

سنہ ۱۹۰۲
وینکٹاراما یار
بنام
وینکٹا سبّا ینیان

اپیلانٹ نے یہ عذر کیا ہے کہ نالش بطور ایک نالش ہرجانہ فسخ معاہدہ انتقال کے متصور کیجانی چاہیے اور اگر ایسا کیا جائے تو مدعی پر لازم تھا کہ بطور دادرسی علی سبیل البدل کے ہرجانہ کی استدعا نالش تعمیل مختص میں کرتا اور اسلئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی نالش حال کی مانع ہے جب معاہدہ بیع خصوصیت کے ساتھ موثر کیا جا چکا ہے تو کوئی سوال در بارہ اسکی خلاف ورزی کے پیدا نہیں ہوتا اور نالش در اصل ایک نالش واسطے دلا پانے زر نقد کے ہے جسکا کہ بدل قاصر رہا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے نالش ہذا کا بنائے دعوے نالش تعمیل مختص کے بنائے دعوی سے بالکل مختلف ہے اور دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کوئی تعلق نہیں رکھتی۔

نسبت سوال میعاد کے مقدمہ پریوی کونسل ہنومان کمت بنام ہنومان مندر (۱) ایک صریح سند بخلاف اپیلانٹ کے ہے۔ بدل کے قاصر رہنے کی تاریخ اسوقت سمجھی جانی چاہیے جبکہ نالش قبضہ میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ مدعی بٹوارہ حصہ کے دلا پانے کا مستحق نہ تھا۔ نالش حال اُس تاریخ سے تین سال کے اندر ہے اسلئے وہ زیر مد ۹۷ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد بین المیعاد ہے۔

ہم اپیل دوم حال کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۱

سیتا لیچیار (مدعا علیہ نمبر ۱) اپیلانٹ بنام چنگیا چیٹیارہ ایک و دیگر (مدعی و مدعا علیہ نمبر ۲) ریسپانڈنٹان

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۲۵۔ درخواست ادخال فیصلہ ثالثی۔ فیصلہ ثالثی کا تقسیم جائداد کے متعلق ہونا جسمیں ایسی جائداد غیر منقولہ شامل ہو جو جزوًا اختیار سماعت سے باہر ہو۔ اختیار سماعت در بارہ ادخال فیصلہ ثالثی و صدور ڈگری کے۔

امور متنازعہ مابین بعض فریقین پیر تا الشان ہائیکورٹ کے اختیار سماعت کے اندر کئی گئی تھے اور ایک فیصلہ ثالثی حسب ضابطہ صادر کیا گیا تھا۔ وہ معاملہ جس سے کہ فیصلہ ثالثی کا تعلق تھا تقسیم جائداد کا معاملہ تھا جسمیں جائداد غیر منقولہ بھی شامل تھی جسکا ایک جزو ہائیکورٹ کے اختیار سماعت سے باہر واقعہ تھا۔ ازاں بعد یہ درخواست کی گئی تھی کہ فیصلہ ثالثی داخل کیا جائے اور ایک ڈگری مطابق اُس کے احکام کے صادر کیجائے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۳ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۸

اپیل بصیغہ ابتدائی نمبر ۲۳ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی ڈگری سر امینیا ایار صاحب جسٹس مقدمہ نالش دیوانی نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۹ء

سنہ ۱۹۰۰ء
سیتیا چیار
بنام
چنگیا چیار

جسپر یہ عذر کیا گیا تہا کہ عدالتکو کوئی اختیار درخواست مذکور کی سماعت کا حاصل نہیں ہے - اجازت ارجاع نالش زیر دفعہ ۱۲ فرمانشاہی حاصل نکیگئی تہی -

تجویز ہوئی کہ عدالت کو اختیار سماعت حاصل تہا کیونکہ استحقاق ادخال فیصلہ ثالثی حدود اختیار سماعت کے اندر پیدا ہوا تہا - کیلی بنام فریزر (انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۵) کا حوالہ دیا گیا -

درخواست زیر دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی دربارہ اس امر کے کہ فیصلہ ثالثی عدالت میں داخل کیا جاے اور ایک ڈگری مطابق اسکی شرائط کے صادر کیجاے - وہ معاملہ جسکی کہ ساتہہ فیصلہ ثالثی کا تعلق تہا تقسیم جائداد کا معاملہ تہا جسمیں ایسی جائداد غیر منقولہ شامل تہی جسکا ایک جزو عدالت کی صیغہ ابتدائی کے حدود اختیارات سے باہر واقعہ تہا - سپردگی بہ ثالثان اور نیز فیصلہ ثالثی مدراس ہائیکورٹ کے صیغہ ابتدائی کے حدود اختیارات کے اندر کیگئی تہے - اجازت ارجاع نالش زیر دفعہ ۱۲ فرمانشاہی حاصل نکیگئی تہی - تنقیح سوم میں جو بعد داخل کیجانے تحریری جواب دعوے مدعا علیہم کے قایم کیگئی تہی - یہ سوال اٹہایا گیا تہا کہ آیا عدالت کو فیصلہ ثالثی کے داخل کرنے اور ایک ڈگری حسب استدعا کے صادر کرنیکا اختیار حاصل تہا - اس تنقیح پر عدالت کا فیصلہ حسب ذیل تہا : "بجواب تنقیح سوم کے یہ امر صریح ہے کہ عدالت ہذا کو اختیار سماعت حاصل ہے خواہ کارروائی حال جائداد غیر منقولہ کے متعلق سمجہی جاے یا نہ - اگر اول الذکر راے اختیار کیجاے تو چونکہ ایک جزو جائداد غیر منقولہ عدالت ہذا کے عام اختیارات کے اندر اور ایک جزو اُن کے باہر واقعہ ہے اس لئے کارروائی مذکور عدالت ہذا کی سماعت کے قابل سمجہی جانی چاہیئے کیونکہ ایک عام نالش مشابہ دعوی حال کی موجودگی میں بعد حصول اجازت کے عدالت ہذا میں رجوع کیجاسکتی ہے - یہ کہنی کی شکل سے ضرورت ہے کہ وہ اجازت جو ایسی صورتوں میں حاصل کیجانی چاہیئے صرف ایک شرط دربارہ استعمال اوس اختیار سماعت کے ہے جو عدالت کو مفوض ہے - اگر بخلاف ازیں کارروائی حال بطور ایک ایسی کارروائی کے سمجہی جاے جسکا کوئی تعلق جائداد متنازعہ کے ساتہہ نہو تو چونکہ سپردگی بہ ثالثان اور نیز فیصلہ ثالثی کا صادر کیا جانا مدراس میں واقعہ ہوے ہیں اسلئے بناے دعوے وہیں پیدا ہوا تہا اور عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے - مقدمہ کیلی بنام فریزر (۱) جسکا کہ حوالہ مدعی کی طرف سے دیا گیا ہے ایک صریح سند بحق نتیجہ مذکور کے ہے اور وہ عام آراے مندرجہ فیصلہ مقدمہ گنگیا بنام کپی پتا (۲) جنپر کہ وکیل مدعا علیہ نمبر ۲ نے انحصار کیا ہے متعلق نہیں ہیں "

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۵
(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۲۰

فیصلۂ ثالثی کے داخل کئے جانیکی ہدایت کیگئی تھی اور وہ تابع بعض ترمیمات کے مؤثر کیا گیا تھا۔

مدعا علیہ نمبر ۱ نے اپیل حال رجوع کیا۔

آفیشیٹنگ ایڈووکیٹ جنرل (مسٹر وی بھاشیام اینگر) و نرائینا راؤ منجانب اپیلانٹ۔

سوا سامی اییار و سیلا سنی پلائی منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز :- صرف ایک ہی سوال جسپر کہ بڑے زور سے بحث کیگئی ہے کہ آیا نالش کی تجویز کرنیکا اختیار عدالتکو حاصل ہے یا بالفاظ دیگر یہ کہ آیا وہ معاملہ جسکی کہ بابت فیصلۂ ثالثی کا تعلق ہے ایک ایسا معاملہ تھا جس سے کہ متعلق عدالت ہذا کو اختیار سماعت حاصل تھا۔

اسمیں شبہ نہیں کہ وہ معاملہ جس سے کہ فیصلۂ ثالثی متعلق ہے تقسیم جائیداد کا معاملہ تھا جسمیں ایسی جائیداد غیر منقولہ شامل تھی جسکا کہ ایک جزو عدالت ہذا کے اختیارات بصیغہ ابتدائی سے باہر واقعہ تھا بغیر پہلے سے اجازت حاصل کئے جانیکے ایک نالش تقسیم جائیداد مذکور مسموع ہو سکتی تھی اسلئے عذر یہ کیا گیا ہے کہ چونکہ صورت حال میں کوئی اجازت عطا نہیں کیگئی تھی اسلئے بلحاظ دفعہ ۱۲ فرمان شاہی کے کوئی اختیار سماعت موجود نہ تھا ایسا ہی عذر مقدمہ کیلی جام فریزر (۱) میں بھی کیا گیا تھا مگر نامنظور کیا گیا تھا اور ہم مقدمہ مذکور کی پیروی نہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ عدالت پر اجازت کا دینا لازم نہ تھا اسلئے اسکو کوئی اختیار اُس معاملہ کی نسبت حاصل نہ تھا جسکے کہ متعلق اُس کو اجازت دینے کا اختیار حاصل تھا۔

مقدمہ محولہ میں اجازت ارجاع نالش ضروری ہوتی اگر نالش ایک عام نالش ہوتی کیونکہ ایک جزو بنائے دعوے مسلمہ طور پر حدود اختیارات کے اندر پیدا نہ ہوا تھا۔ اگر اُس مقدمہ میں یہ قرار دینا درست تھا کہ اجازت ضروری نہتی تو صورت حال میں بھی ویسا ہی ہونا چاہئے جہانکہ ایک جزو اراضی حدود اختیارات سے باہر واقعہ ہے۔ اجازت کی ضرورت اسوجہ پر نہیں ہو سکتی کہ جائیداد جزواً حدود اختیارات سے باہر واقعہ ہے کیونکہ یہ صریح طور پر ایک نالش قبضہ اراضی نہیں ہے اور نہ اجازت کی ضرورت اسوجہ پر ہو سکتی ہے کہ بنائے دعوےٰ جزواً حدود اختیارات سے باہر پیدا ہوا ہے کیونکہ یہ درست نہیں ہے۔ استحقاق ادخال فیصلۂ ثالثی ایک ایسا استحقاق ہے جو حدود اختیارات کے اندر پیدا ہوا تھا۔

عذر یہ کیا گیا ہے کہ اس تعبیر قانون سے بہت سی دقت ہائے پیش آئینگی اور یہی درخواستہائے عدالت ضلع میں بھی کیجا سکتی ہیں جو کہ دیگر عدالتہائے میں کیجاتی ہوں۔ ہماری رائے میں ایک اہم تمیز مابین درخواست ادخال فیصلۂ ثالثی جسکی رو سے سوال متنازعہ مابین فریقین کا فیصلہ کیا گیا ہو اور ایک عام نالش کے موجود ہے

---

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۵

سنہ ۱۹۰۰ء
سیتیا چیٹار
بنام
چنگیا چیٹار

اور مزید براں زیر دفعہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی یہ امر ہمیشہ مدعا علیہ کے اختیار میں ہے کہ التوائی کارروائیات کی تحریک بغرض واپسی عرضیدعویٰ کے کرے۔

ان وجوہات پر ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

گرو وجاتا (مدعیہ) اپیلانٹ بنام وینکٹا کرشنا ماچتی وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

ایکٹ رسوم عدالت - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء دفعہ ۷ ضمن ۴ (د) تعین مالیت مجانب مدعی درباره دادرسی مستدعیہ کے - عدالت کی طرف سے مالیت کے تعین میں اضافہ کیا جانا اور عدم اختیار سماعت کیوجہ سے عرضیدعویٰ کا واپس دیا جانا - عدم جواز حکم -

ایک عرضیدعویٰ ایک خاص عدالت میں بہ استدعاء حکم امتناعی داخل کیا گیا تہا۔ دادرسی مستدعویہ کی مالیت مبلغ ص متعین کیگئی تھی جس مالیت کی بنا پر عدالت کو نالش کی تجویز کا اختیار حاصل تہا۔ مدعا علیہ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا کہ مدعیہ کا تعین مالیت نادرست ہے اور کہ اصل مالیت نالش عدالت کی حدود اختیارات مالی سے تجاوز کرتی تہی ایک تنقیح متعلق اس امر قائم کیجا کر فیصل کیگئی تہی کہ آیا نالش دراصل عدالت کی اختیار مالی کے اندر تہی جسکا نتیجہ یہ ہوا تہا کہ ضلع جج نے یہ قرار دیا تہا کہ اصل مالیت دادرسی مستدعویہ کی مبلغ المعہ ... ہے جو عدالت کی حدود اختیارات مالی سے متجاوز ہے۔ چنانچہ اسنے عرضیدعویٰ عدالت مناسب میں رجوع کرنیکے واسطے واپس دیا۔

تجویز ہوئی کہ عدالت کو کوئی اختیار نالش کی مالیت میں اضافہ کرنیکا حاصل نتھا۔ دفعہ ۷ ضمن ۴ (د) ایکٹ رسوم عدالت کی رو سے ضروری ہے کہ ایک نالش حکم امتناعی میں مدعی کو وہ رقم بیان کرنی چاہئیے جسکے مطابق اسنے دادرسی مستدعیہ کی مالیت معین کی ہے مدعی نے دادرسی مذکور کی مالیت مبلغ ص قرار دی تہی اسلئے عدالت کو اختیار سماعت حاصل تہا -

نالش واسطے ایک ڈگری حکم امتناعی کے جسکی رو سے مدعا علیہم بعض دریچہ ہائے واقعہ مکان خود کے کہولنے سے باز رکہے جائیں جو مدعیہ کے مکان کے متصل تہا اور اس امر سے کہ وہ مدعیہ کو دریچہ گان مذکور کے مقابل میں ایک دیوار بنانیسے نہ روکیں جبکہ مدعیہ اپنے مکان کی اوپر کی منزل بنانی چاہتی - مدعیہ نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ حق استفادہ جو مدعا علیہم کو دربارہ استعمال دریچہ ہائے مذکور کے حاصل ہے صرف اجازتی ہے اسنے دادرسی مستدعویہ کی مالیت کا تخمینہ مبلغ ص روپیہ لگایا تہا اور اسی مقدار کے مطابق اسٹامپ ادا کرکے نالش سٹی سول کورٹ میں رجوع کی تہی مدعا علیہم نے

---

* اپیل متفرق دیوانی نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۹ء بر خلاف حکم مسٹر آر سیتا بہی رام ایا صاحب سٹی سول جج مدراس مقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۵۳ سنہ ۱۸۹۸ء متضمن واپسی عرضیدعوے برائے داخل بعدالت مناسب -

سنہ ۱۹۰۲ء
گوپمد و جیاتا
بنام
ونیکٹا کرشناماچی

منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا تہا کہ مالیت حق آسائش مبلغ ؏ روپیہ نہیں ہی جیسا کہ عرضیدعوی میں بیان کیا گیا ہے اور کہ اس امر کے فیصلہ کرنے میں کہ آیا سٹی سول کورٹ کو نالش کی سماعت کا اختیار حاصل ہی اوپر کی منزل کی مالیت جو مدعیہ بنانا چاہتی ہے ملحوظ رکہی جانی چاہیئے نہ کہ مالیت حق استفادہ چنانچہ ایک تنقیح اس امر کے متعلق قایم کیگئی تہی کہ آیا نالش سٹی سول کورٹ کے اختیارات مالی کے اندر ہے۔ اسکے متعلق سٹی سول جج نے بیان کیا تہا کہ: "جب نالش میرے روبرو پیش ہوئی تہی تو وکیل مدعاعلیہم نے یہ عذر کیا تہا کہ مالیت نالش عدالت ہذا کے حدود مالی سے متجاوز ہے۔ اُنہی یہ عذر کیا تہا کہ اصلی مالیت مبلغ ؏ ہی جو مالیت کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ اور اُسکی لیسر نے اُس نالشمیں معین کی تہی جو کہ اُنہوں نے ہائیکورٹ کے صیغہ ابتدائی میں رجوع کی تہی۔ اثرنیان مدعی نے یہ بیان کیا تہا کہ مالیت صرف مبلغ ؏ روپیہ ہے اور چونکہ معاملہ مذکور عدالت ہذا کے اختیار سماعت سے علاقہ رکہتا ہے اسلئے مینے ایک ابتدائی تنقیح بدین مضمون قایم کی تہی کہ آیا نالش عدالت ہذا کے حدود اختیارات مالی کے اندر ہے اور مینے فریقین کو اجازت دی تہی کہ تفصیل مالیت پیش کریں اور اُنکو شہادت پیش کرنیکے واسطے مہلت دی تہی فریقین نے تفصیل مالیت پیش کی تہی اور اپنے اپنے عذرات کی تائید میں شہادت پیش کی تہی"۔ اُسنے ازاں بعد شہادت متعلق بہ مالیت کی نسبت کارروائی کر کے اُس نقصان کی مقدار معلوم کی تہی جو کہ مدعیہ کو اُسصورت میں پہونچیگا اگر اُسی دادرسی مستدعیہ عطا نکیجائے جو اُسنے مبلغ ؏ قرار دیا تہا۔ ازاں بعد اُسنے بیان کیا تہا "چونکہ مینے نالش کی مالیت مبلغ ؏ سے زیادہ قرار دی تہی اسلئے مجہے اُسکی سماعت و فیصلہ کرنیکا کوئی اختیار حاصل نہیں۔ نیز میری یہ رائے ہے کہ وہ مالیت جو مدعیہ نے صورت حال میں بیان کی ہے نیک نیت نہیں ہے اور اسکو اُس عدالت کے منتخب کرنیکی اجازت دیجانی چاہیئے جسمیں کہ اُسی نالش رجوع کرنی چاہیئے۔ ملاحظہ ہو آرائے چیف جسٹس صاحب و مسٹر جی صاحب جسٹس بمقدمہ بیدیاناتہ ادیا بنام مکہن لال اودیا (۱) جسطرح مدعی مجاز نہیں ہے کہ نالش کی مالیت اصل سے زیادہ بیان کرے تاکہ اُسی عدالت اعلےٰ میں داخل کرے ملاحظہ ہو کرشنا ما بنام پیرول (۲) ویسا ہی وہ مجاز نہیں کہ اپنے دعوے کی برائے نام مالیت قرار دے اور عدالت اعلےٰ کا اختیار سماعت زایل کر دے"۔ اُسنے عرضیدعوی عدالت مناسب میں رجوع کئے جانیکے واسطے واپس دیا تہا۔

مدعیہ نے اپیل حال رجوع کیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۶۸۰ بصفحہ ۶۸۳

(۲) ” ” مدراس جلد ۸ صفحہ ۳۰۸

سنہ ۱۹۰۰ء
گروجاما
بنام
دینکاکرشناماچی

تجویز :- ہماری صریح طور پر یہ رائے ہے کہ فاضل جج اس امر کے قرار دینے میں غلطی پر ہے کہ اس تعین مالیت کی نسبت جو غرضیہ عوض حکم امتناعی میں بیان کیا گیا ہو اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۷ ضمن ۴ (د) ایکٹ سوم عدالت ۱۸۷۳ء کے رو سے ضروری ہے کہ ایک نالش حکم امتناعی میں مدعی کو چاہیئے کہ اس رقم کی مقدار بیان کرے جو کہ اُسنے دادرسی مدعویہ کی مالیت قرار دی ہو۔ مدعیہ نے صورت حالیہ میں دادرسی مذکور کی مالیت مبلغ پچاس روپیہ قرار دی ہے اور اس لئے سٹی سول کورٹ کو اختیار سماعت حاصل تھا۔

کوئی سند یہ قرار دینے کی موجود نہیں ہے کہ عدالت کو مالیت میں اضافہ کرنیکا اختیار حاصل ہے۔

اپیل منظور کیا جاتا ہے۔ مدعاعلیہ کو خرچہ اپیل ہذا ادا کرنا چاہیئے۔

میسرز برینس اینڈ برینس اٹرنیان اپیلانٹ۔

میسرز شارٹ اینڈ بدل اٹرنیان رسپانڈنٹان۔

اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۲۳ و ۲۹ مارچ ۱۹۰۰ء

چناپا مدالیار (مدعاعلیہ) اپیلانٹ بنام سکا نائیکن (مدعی) رسپانڈنٹ*

غفلت - غافلانہ فعل منجانب عہدہ دار سرکاری کے - حاسدانہ نیت کا موجود نہونا - عہدہ دار مال کی غلطی سے پانی کا قبل از وقت بند کرنا - استحقاق ارجاع نالش - فریقین -

مدعی جو ایک گورنمنٹ رعیت تھا بعض اراضیات کا قابض تھا جنکی کہ کاشت کا انحصار سرکاری ندی کے پانی پر تھا جو بالعموم ایک خاص تاریخ تک کھلی رہتی تھی اور پھر بند کیجاتی تھی۔ مدعاعلیہ جو ایک عہدہ دار مال ملازم سرکار تھا غفلت سے مگر بلا کسی حاسدانہ نیت کے اور بغیر مدعی کو نقصان پہونچانے کے منشا کے ندی مذکور کو معمولی وقت سے پہلے بند کر دی تھی جس سے مدعی کی زراعت کو نقصان پہونچا تھا۔ یہ معلوم کر نا مدعاعلیہ کا فرض کا ایک جزو تھا کہ ندی فلاں تاریخ پر بند کیجائیگی مگر اُس نے اس موقع پر ندی کو غلطی سے قبل از وقت بند کرا دیا تھا۔ مدعی نے مدعاعلیہ پر اُس ہرجانہ کی نالش کی تھی جو اسطرح پہونچا تھا۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعی کا استحقاق دربارہ پانی کے معاہدہ پر مبنی تھا اسلئے پانی کو نامناسب طور پر بند کئے جانیکی صورت میں استحقاق ارجاع نالش بمقابلہ سرکار کے پیدا ہو سکتا تھا نہ کہ مدعاعلیہ کے مقابلہ میں جس کو کہ قانونی نقصان مذکور پہونچایا گیا تھا۔

* اپیل دوم نمبر ۲۰۴ سنہ ۱۸۹۹ء بر نارضی ڈگری جی۔ ٹی میکنزی صاحب ڈسٹرکٹ جج کوسباٹور مقدمہ اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مشعر بحالی ڈگری ٹی۔ اے۔ راماکرشنایا منصف ضلع اودمالپیٹ بمقدمہ ابتدائی نمبر ۹۷ سنہ ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۹۰۰ء
چناپا مالیار
بنام
سکٹا نکین

تجویز ضمنی: ۔ اگر عاصدانہ نیت مدعا علیہ کی ثابت کیجاتی تو مدعی کو اُسکے مقابلہ میں بنائے دعویٰ حاصل ہو سکتا تھا۔
گرشنا ایان بنام وینکٹا چیلا مدالی (مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۶۰) و رامچندر بنام نرائنا سامی (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۴) کا حوالہ دیا گیا۔

نالش واسطے دلا پانے اُس ہرجانہ کے جو کہ مدعی کو بباعث غفلت مدعا علیہ کے جو ایک سرکاری عہدہ دار تھا پہونچا تھا کیونکہ اُسنے ایک آبپاشی کی ندی کو معمولی وقت سے پہلے بند کرادیا تھا۔ مدعی ایک رعیت سرکاری تھا اور اُن اراضیات پر قابض تھا جنکی کہ آبپاشی ایک سرکاری ندی سے ہوتی تھی۔ معمول یہ تھا کہ یہ ندی ہر سال یکم مئی کو واسطے صاف کرنے اُسکی تہ کے بند کیجاتی تھی۔ اسموقعہ پر جسکی کہ شکایت کیگئی ہے وہ ندی ۱۵ اپریل کو یعنی پندرہ یوم پہلے بند کر دیگئی تھی۔ مدعی نے یہ عذر کیا تھا کہ یہ قبل از وقت بندش خلاف اختیار تھی اور کہ ندی بغیر اطلاع بحق عوام الناس دینے جانیکے بند کیگئی تھی اور کہ اُسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اُسکی زراعت پانی نہ پہونچنے کیوجہ سے تلف ہو گئی تھی۔ اسپر مدعی نے مدعا علیہ تحصیلدار سے ندی کے کہولنے کیواسطے کہا تھا مگر اُس نے اُس سے انکار کیا تھا۔ ناں بعد عہدہ داران پبلک ورکس سے اجازت حاصل کیگئی تھی مگر مدعا علیہ نے پہر دخل دیکر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے عہدہ داران کے اختیار سے انکار کیا تھا اور ندی کے بند کئے جانے کا حکم دیا تھا۔ مدعی نے یہ الزام لگایا تھا کہ مدعا علیہ کا فعل خلاف اختیار اور نامناسب ہے اور تحصیلدار نے اپنے فرض بمقابلہ رعیتان کی تعمیل میں سخت غفلت کی ہے اور مدعا علیہ اُس نقصان کے پورا کرنیکا ذمہ وار ہے جو کہ اُسکو اسطرح پہونچا ہے جواب دعوے یہ تھا کہ نالش بخلاف مدعا علیہ کے چل نہ سکتی تھی جو بحیثیت تحصیلدار کے گورنمنٹ کا قائم مقام تھا کیونکہ نوٹس حسب منشاء دفعہ ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری نکیا گیا تھا۔ مدعا علیہ نے اس امر سے بہی انکار کیا تھا کہ اُسنے تقسیم آب میں کوئی مزاحمت بذریعہ بند کرنے ندی کے بحیثیت سرکاری کی ہے اور یہ عذر کیا تھا کہ اُسنے اُس کے معمولی وقت پر بند کئے جانیکا حکم دیا تھا تاکہ اُسکی مرمت کیجائے اور اُسکی کوئی اور غرض نتھی۔ اُسنے یہ بیان کیا تھا کہ نالش اُسکے برخلاف حسد سے رجوع کیگئی ہے مگر اُسنے تسلیم کیا تھا کہ ندی غلطی سے ۱۵ اپریل کو بند کیگئی تھی۔ منصف ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ مدعی کو پانی کی سخت ضرورت تھی اور کہ مدعا علیہ کی نیت ۱۵ اپریل کو ندی کے بند کرنیسے کسی کو نقصان پہونچانیکی نتھی مگر مدعا علیہ نے پہلے قواعد کا حوالہ دینے میں غفلت کا ارتکاب کیا ہے اُسنے یہ بہی قرار دیا تھا کہ مدعی کو نقصان پہونچا ہے اور کہ وہ نقصان بلا واسطہ نتیجہ مدعا علیہ کے اس فعل کا تھا کہ اُسنے نامناسب وقت پر ندی بند کردی تھی اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ مدعی کیواسطے سکرٹری آف سٹیٹ پر نالش کرنا غیر ضروری تھا اور مدعا علیہ

سن ۱۹۰۱ء
چاپا مدالیار
بنام
سکاٹ ہکین

ذاتی طور پر ذمہ دار تہا اور اُسنے ایک ڈگری اُسکے برخلاف رقم ہرجانہ ثابت کردہ کی صادر کی تہی۔ مدعاعلیہ نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جسنے ڈگری مذکور کو بحال رکھا۔

مدعاعلیہ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

سروی بہشیام ایانگر وسوا سامی ایار بجانب اپیلانٹ۔

دی سی دیسکاچیریر و سیتاچیریر بجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز:۔ قرار یہ دیا گیا ہے کہ مدعی کو جو ایک رعیت سرکاری ہے مدعاعلیہ کی غفلت سے نقصان پہونچا ہے جسنے اُس سرکاری ندی کو جس سے کہ مدعی کی اراضی کی آبپاشی ہوتی تہی اُس تاریخ سے پہلے بند کرادیا تہا جسپر کہ وہ بند کیجانی چاہیے تہی۔

واقعات مذکور منصف ضلع نے قرار دیئے ہیں اور صاحب جج ضلع نے اُنسے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ متصور یہ کیا جانا چاہیے کہ کوئی حسد مدعاعلیہ کیطرف سے موجود نہ تھا اور نہ اُسکی کوئی نیت مدعی کو نقصان پہونچانیکی تھی۔ مدعاعلیہ کا فرض تہا کہ بحیثیت تحصیلدار کے یہ معلوم کرے کہ ندی مناسب وقت پر بند کیگئی ہے مگر اُسنے اُسکے پندرہ یوم پہلے بند کرانے میں غلطی کی ہے۔

ان واقعات پر سوال یہ ہے کہ آیا مدعی ایک نالش ہرجانہ مدعاعلیہ کے برخلاف چلا سکتا ہے۔ بتائید فیصلہ عدالت ماتحت مسٹر ولیسکاچیریر نے یہ حجت کی ہے کہ مدعی کے استحقاق آب کی نوعیت حق آسائش کی ہے اور مدعی کو استحقاق ارجاع نالش بخلاف کسی ایسے شخص کے حاصل ہے جو اُسمیں خلل اندازی کرے اُسنے مقدمہ کرشنا ایار بنام وینکٹا چیلا مدالی (۱) کا حوالہ دیا ہے۔ اُس مقدمہ میں معلوم ہوتا ہے کہ وہی مسئلہ اختیار کیا گیا ہے جس سے کہ مدعی کی طرف سے انکار کیا گیا ہے اور جسکو مدعاعلیہ نے منظور کیا ہے۔ اُن صاحب جج نے دوران فیصلہ میں یہ ظاہر کیا ہے کہ کسطرح پر ملحوظی رشتہ مابین گورنمنٹ اور رعیتان کے کوئی سوال حق آسائش پیدا نہیں ہوسکتا اور اُنہوں نے استحقاق آب کو معاہدہ پر مبنی رکہا ہے مقدمہ راجچندر بنام نراینا سامی (۲) میں جہانکہ مقدمہ مذکور کی پیروی کیگئی تہی ہرجانہ بخلاف اُن رعیتان کے عطا کیا گیا تہا جنکی کہ درخواست پر وہ رو تبدیل کیگئی تہی جسکی کہ شکایت کیگئی تہی مگر مدعاعلیہ کی ذمہ داری کی وجہ کی تشریح نہیں کیگئی۔ مدعی کا استحقاق معاہدہ پر مبنی رکہکر نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ بصورت نامناسب رکاوٹ پانی کے وہ سرکار کے برخلاف دعوی کرسکتا ہے مگر اُسکو کوئی دعوی بخلاف مدعاعلیہ کے حاصل نہیں جسکی کہ طرف سے کسی قانونی ضرر کا ارتکاب نہ کیا گیا تہا۔ اُسکی حالت عین مطابق اُس ہکاندار کی حالت کے ہے

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۶۰ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۳۲

سنہ ۱۹۰۱ء
چناپا مدالیار
بنام
سکا نامیکن

جسکے کہ مکان کی گیس یا اُسکا پانی کسی ملازم کمپنی کی غفلت سے بند ہوگیا ہو جس کمپنی نے کہ اُسکی ساتھ گیس یا پانی کے مہیا کرنیکا معاہدہ کیا ہو۔ اُسکی چارہ جوئی بخلاف کمپنی کے ہے نہ کہ بخلاف ملازم مذکور کے مدعی یہ ثابت کرنیسے قاصر رہا ہے کہ کسی استحقاق جایداد کی خلاف ورزی مدعا علیہ نے کی ہے اور نہ اُسنے مدعا علیہ کی طرف سے کسی حاسدانہ نیت کا ظاہر کرنا ثابت کیا ہے جو بصورت موجود ہونیکے ممکن طور پر استحقاق نالش عطا کرتی ہے۔ اپیل منظور کیا جانا چاہیئے اور نالش معہ کل خرچہ کے خارج کیجانی چاہیئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۲۸ و ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

سدا شیوپلائی و یکس دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام کالیا مدالیار و یکس دیگر (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

ایکٹ عبارات عامہ (مدراس)۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۱ء دفعہ ۸۔ ہائیکورٹ کا اختیار سماعت اپیل اُن مقدمات میں جو بروئے انائمنٹ ہائے نافذ الوقت کی رجوع کیگئی ہوں مگر جو قبل سماعت اپیل کے منسوخ ہوگئی ہوں۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۴۰ - اپیل۔

ایک نالش عدالت ضلع میں ۵ اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو رجوع کیگئی تہی جسمیں ایک عہدہ کرنام کے متعلق دعوی کیا گیا تہا۔ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء میں ایک اشتہار زیر دفعہ ۲ بحیث علاقہ جات مالکانہ و منفعہ حق الخدمت مدراس (۲ سنہ ۱۸۹۴ء) جاری کیا گیا تہا جسکا اثر یہ تہا کہ تاریخ اشتہار سے دفعہ ۱۱ ریگولیشن ۵ سنہ ۱۸۰۴ء و ریگولیشن ۲۹ سنہ ۱۸۰۲ء عہدہ کرنام سے متعلق نہ رہی تہی صاحب جج نے نالش کی سماعت کی تہی جو قبل اجرائے اشتہار مذکور کے رجوع کیگئی تہی اور اُسے خارج کیا تہا ایک اپیل کے کئے جانے پر یہ عذر کیا گیا تہا کہ ہائیکورٹ کو اُسکی سماعت کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے:۔

تجویز ہوئی کہ عدالت کو اختیار سماعت حاصل تہا۔ اپیل بنا راضی اُس عدالت کے فیصلہ کیا گیا تہا جو اختیار سماعت ابتدائی کا استعمال کرتی تہی۔ اور ہائیکورٹ کو بصیغہ صادر ہونیکے بانی ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۴ء کے اختیار سماعت اپیل بروئے دفعہ ۵۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اُن نالشات میں حاصل تہا جو زیر ریگولیشن ہائے مذکور رجوع کیگئی ہوں۔ اُن مقدمات میں جنمیں کہ عدالت اول کو ایک نالش کی سماعت کا اختیار بروقت اُسکی رجوع کیجانے کے حاصل تہا اور فریقین کو استحقاق اپیل بروقت رجوع نالش کے حاصل تہا تو ہائیکورٹ کا اختیار سماعت بروئے دفعہ ۸ بحیث عبارات عامہ مدراس سنہ ۱۸۹۱ء کے محفوظ ہوجاتا ہے الا جبکہ استحقاق اپیل صریح طور پر زائل کیا گیا ہو۔

---

* اپیل نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری ایچ ایچ او فیرل صاحب ڈسٹرکٹ جج چنگلی پٹ بمقدمہ ابتدائی نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۹۰۱ء
سداشیو پلائی
بنام
کابا ما لیار

دو اشخاص ایک نالش کے رجوع کرنیمیں شامل ہوئے تہے اور وہ عہدہ کرنام و عہدہ صراف کا دعوی بطور موروثی عہدہ جات کے کرتی تھے۔ عہدہ جات مذکور ایک جزو مستقل بندوبست کردہ جائداد کا بناتے تھے جسکا کہ مالک مدعا علیہ نمبر ا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ۲ کی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ عہدہ جات مذکور کا قابض ہے۔ اور مدعی نمبر ۲ جسکو کہ انکا استحقاق حاصل تہا بطور ضر ناجایز طور سے محروم کیا گیا ہے

تجویز ہوئی کہ یہ ضروری نہتا کہ نالش واسطے استقرار حق کے رجوع کیجائے کیونکہ مدعی نمبر ۲ کے استحقاق کے متعلق کوئی شبہ موجود نہتا اور کہ وہ مناسب طور سے واسطے قبضہ کے رجوع کی گئی ہتی۔

نالش متعلق دعوی لعہدہ جات کرنام وصراف اور ملحقات عہدہ جات مذکور کے۔ مدعیان چچا اور بہتیجا تہے اور انہوں نے یہ دعوی کیا تہا کہ عہدہ جات مذکور انکے خاندان میں موروثی تہے۔ وہ عہدہ جات جنکی کہ نالش کیگئی ہتی ایک مستقل بندوبست کردہ جائداد کا ایک جزو بناتے تہے جسکا کہ مالک مدعا علیہ نمبر ا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ۲ کی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ عہدہ جات مذکور کا قابض ہے اور مدعیان بطور ضر نامناسب طور سے محروم کئے گئے تہے۔ عرضیدعوے ابتداً عدالت منصف ضلع میں رجوع کیا گیا تہا انہوں نے یہ قرار دیا تہا کہ اُسکو کوئی اختیار سماعت حاصل نہیں ہے اور انہوں نے عرضیدعوے مناسب عدالت میں پیش کئے جانیکے واسطے واپس بہیجا تہا چنانچہ وہ ۵ اگست سنہ ۱۸۹۷ء کو عدالت جج ضلع میں رجوع کیا گیا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ا نے دعوے سے عام طور پر انکار کرکے یہ عذر کیا تہا کہ نالش زاید المیعاد ہے اور کہ عدالت کا اختیار سماعت بلحاظ اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء سے بعد ختم ہوگیا تہا جبکہ مدراس ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۴ء نافذ کیا گیا تہا۔ صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیان کے خاندان کو موروثی استحقاق عہدہ جات مذکور کی نسبت حاصل ہے اور کہ مدعی نمبر ا کو کوئی دعوے عہدہ کرنام کی نسبت نہیں ہے جسپر کہ مدعی نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۴ء میں مامور کیا گیا تہا۔ انہوں نے یہ بہی قرار دیا تہا کہ مدعیان استقرار حق کی نالش کرسکتے تہے نہ کہ قبضہ دلا پانے کی اور کہ اگر نالش بطور ایک نالش استقرار حق کے سمجھی جائے تو وہ زاید المیعاد ہے اور کہ نالش چل نہیں سکتی اور کہ مدعیان کو کوئی مشترک بنائے دعوے بخلاف مدعا علیہم کے حاصل نہیں ہے جیسا کہ عرضیدعوی میں بیان کیا گیا ہے۔ موخر الذکر کے متعلق انہوں نے بیان کیا تہا کہ "ایک مزید مشکل پیش آتی ہے جو کہ مدعا علیہ نے اپنے جوابدعوے تحریری میں نہیں اُٹھائی مگر جسپر غور کرنا مجہے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ نالش صرف مدعی نمبر ۲ نے رجوع نہیں کی بلکہ مشترک طور پر مدعیان نمبر ا و نمبر ۲ نے رجوع کی ہے۔ انہوں نے علی سبیل البدل یہ استدعا نہیں کی کہ ڈگری بھی اُس شخص کے صادر کیجائے جو کہ انہیں سے مستحق معلوم ہو بلکہ مشترک قبضہ عہدہ جات وملحقات کا دعوے کیا ہے۔ یہ امر صریح ہے کہ مدعی نمبر ا کو کوئی استحقاق مشترکاً یا منفرداً مدعی نمبر ۲ کے ساتہہ حاصل نہیں ہے گو یہ امر مدعیان کی وکیل پر ظاہر کیا گیا تہا تاہم مدعی نمبر ا نے نالش سے دست بردار ہونیکی آمادگی ظاہر نہیں کی

سنہ ۱۹۰۰ء
سراشیہ پلائی
بنام
کالیا مدالسیار

اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ اُسکا بعد مین نالش حال ہذین بیان رجوع کرنا کہ اُسکو مشترک استحقاق مدعی ملا کے ساتھ حاصل ہے ایک ایسا فعل ہے جسکا ارتکاب بدنیتی سے کیا گیا ہے اور نالش کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ وہ ناکامیاب رہتی ہے کیونکہ مشترک استحقاق ثابت نہین کیا گیا۔

اُسنے یہہ بھی قرار دیا تہا کہ عدالت کو اختیار سماعت حاصل تہا کیونکہ عرضیدعوی قبل تاریخ اجرار اشتہار مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء کے داخل کیا گیا تہا اور اُسنے نالش کو خارج کیا تہا۔

مدعیان نے اپیل حال رجوع کیا۔

دیسیکا چیریر منجانب رسپانڈنٹ ملا نے یہ ابتدائی عذر کیا کہ کوئی اپیل ہو نہین سکتا۔ اسنے یہ عذر کیا تہا کہ ریگولیشن ۹ سنہ ۱۸۲۲ء کے روسے جسکو کتابع نالش رجوع کیگئی تہی اپیل کا حکم نہین دیا گیا اور کہ بصورت عدم موجودگی ایسے خاص حکم کے اپیل رجوع نہین کیا جاسکتا۔ مزید برآن تاریخ ارجاع اپیل حال پر مدراس ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۴ء نافذ تہا اور اپیل کی سماعت عدالت دیوانی نہین کرسکتی کیونکہ اپیل مذکور متعلق نالش کے تہا۔ عذر مذکور نامنظور کیا گیا تہا۔

اتیراجامد الیار منجانب اپیلانٹان نے یہ عذر کیا کہ نالش چل سکتی ہے اور کہ وہ زائد المیعاد نہین اور کہ اگرچہ مدعی ملا ناجائز طور سے بطور مدعی کے شامل کیا گیا ہو تاہم وہ کوئی وجہ دشمنی کی بخلاف مدعی ملا کے نہین ہے جسکو کہ استحقاق حاصل ہے۔

وی سی دیسیکا چیریر منجانب رسپانڈنٹ ملا نے یہ عذر کیا کہ مدراس ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۴ء عہدہ کرنام سے ایک مستقل بندوبست کردہ زمینداری یا ریاست مین متعلق ہے جن سے کہ مدراس ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۵ء (ایکٹ علاقہ جات، املاکان و موضعات حق الخدمت مدراس) متعلق کیا گیا ہے۔ اسلئے نالشات واسطے عہدہ کرنام کے عدالت دیوانی کی سماعت کے قابل نہین ہین۔

تجویز:۔ ایک ابتدائی عذر کیا گیا ہے کہ کوئی اپیل نہین ہو سکتا۔

نالش عدالت ضلع چنگل پٹ مین ۵ اگست سنہ ۱۸۹۷ء کو رجوع کیگئی تہی۔ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء مین ایک اشتہار زیر دفعہ ۲ مدراس ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۴ء جاری کیا گیا تہا۔ اس اشتہار کا اثر یہ تہا کہ اُسکے اجرار کی تاریخ سے دفعہ ۱۱ ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء و ریگولیشن ۹ سنہ ۱۸۲۲ء عہدہ کرنام سے متعلق نہ رہے تہے۔ صاحب جج ضلع نے بالکل درست طور سے یہ قرار دیا تہا کہ باوجود اشتہار مذکور کے اُسکو نالش کی سماعت کرنیکا اختیار حاصل تہا کہ وہ قبل نفاذ اشتہار مذکور کے رجوع کیگئی تہی۔ سوال عدالت ہذا مین یہ ہے کہ آیا ہمکو اپیل بنا بر اپیل ڈگری صاحب جج ضلع مشمولہ مسئی نالش کی سماعت کا اختیار حاصل ہے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ ہمکو اختیار حاصل ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
سدا شیو پلائی
بنام
کالیا مدالیار

اپیل بارھنی فیصلہ اُس عدالت کے کیا گیا ہی جو کہ ابتدائی اختیار سماعت کا استعمال کرتی رہی تھی اور عدالت ہذا کو بصورت صادر کئے جانے ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۲ء کے اختیار سماعت اپیل بروئے دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اُن نالشات مین حاصل ہوتا جو بروئے ریگولیشن ہائے محولہ بالا رجوع کیگئی ہوتین - ہماری رائے مین عدالت ہذا کا اختیار سماعت اپیل اُن صورتون مین جمین کہ عدالت اول کو نالش کی سماعت کا اختیار حاصل ہو جبکہ نالش رجوع کیگئی ہو اور فریقین کو بروقت ارجاع نالش کے استحقاق اپیل حاصل ہو بروئے دفعہ ۸ ایکٹ عدالت عامہ مدراس سنہ ۱۸۹۱ء کے محفوظ کیا گیا ہے الا جبکہ استحقاق اپیل بروئے صریح الفاظ کے زایل کیا گیا ہو - یہہ استحقاق اپیل صریح طور پر بروئے ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۶ء کے بصورت نالشات زیر ریگولیشن ۶ سنہ ۱۸۳۱ء کے زایل کیا گیا ہے - کوئی ایسا ایکٹ موجود نہین ہے جسکے رو سے صریح الفاظ مین استحقاق اپیل نالشات مرجوعہ زیر ریگولیشن ہائے ۲۵ و ۲۹ سنہ ۱۸۰۲ء مین زایل کیا گیا ہو -

ابتدائی عذر نامنظور کیا جاتا ہے -

اب ہم واقعات کیطرف عود کرتے ہین - مدعی ۱ بلا شبہ طور پر عہدہ کرنام کا مستحق ہے اور نالش واسطے قبضہ عہدہ مذکور کے ہی اور واسطے معزولی مدعا علیہ ۲ اور واسطے وصولی رسوم واجب الادا بحق مدعی ۲ بطور جزو ملحقات عہدہ مذکور کے صاحب جج نے نالش کو ان وجوہات پر خارج کیا ہے (۱) کہ وہ ایک نالش استقرار حق ہونی چاہئے تہی اور اس حیثیت سے وہ زائد المیعاد تہی اور (۲) کہ مدعی ۱ بیجا طور پر شامل کیا گیا ہے جو مدعی ۲ کا چچا ہے کیونکہ صرف مدعی ۲ کو عہدہ مذکور کا حق حاصل تہا اور مدعی ۱ کو کوئی مشترک استحقاق حاصل نہ تہا جیسا کہ اُسنے دعوی کیا ہے - نسبت موخر الذکر وجہ کے یہ کہنا کافی ہے کہ صاحب جج کو نالش کلیتاً خارج نکرنی چاہئے تہی بلکہ صرف مدعی ۱ کے دعوی کو خارج کرنا چاہئے تھا اور نسبت وجہ اول کے ہماری صریح طور پر یہ رائے ہے کہ صاحب جج کی یہ رائے غلط تہی کہ نالش واسطے استقرار حق کے ہونی چاہئے تہی کیونکہ مدعی ۲ کے استحقاق کے متعلق کوئی شبہ موجود نہ تہا - وہ صرف قبضہ عہدہ حاصل کرنا چاہتا تہا جسکا وہ بلحاظ ملکیت بروئے استحقاق کے تہا اور اُسکی نالش اسلئے مناسب طور پر سے واسطے قبضہ کے رجوع کیگئی تہی بحیثیت ایسی نالش کے وہ مد ۱۴۲ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کی ذیل مین آتی تہی اور وہ مین المیعاد تہی - واقعات ثابت شدہ یہ ہین کہ مدعا علیہ ۲ عہدہ پر قابض ہے اور اسکو کوئی حق اوسکی نسبت حاصل نہین اور نیز رسوم ہیرا جو بحق مدعی ۲ کے واجب الادا تہین مبلغ ۱۰۰ روپیہ سالانہ کی حد تک پہونچتی تہین - اسلئے ایک ڈگری مشعر منسوخی ڈگری عدالت ماتحت مین ہدایت صادر کیجانی چاہئے کہ مدعا علیہ ۱ مدعا علیہ ۲ کو عہدہ کرنام سے معزول کرے - عہدہ نو تام اگر عہدہ مذکور سے علیحدہ ہو

سنہ ۱۹۰۰ء
سداشیو پلائی
بنام
کالیا مدالیار

تو ہماری اختیار سماعت کے تابع نہیں ہے اور اسکی بجائے مدعی نمبر ۱ عہدہ مذکور پر مامور کیا جائے اور مدعی نمبر ۱ مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ سے مبلغ ۔۔۔ کے مبلغ ۔۔۔ قبل از ارجاع نالش کے اور مبلغ سالانہ بتاریخ ارجاع نالش سے تاریخ حال تک بشرح مبلغ ۔۔۔ سالانہ کے وصول کرے۔ مدعی نمبر ۱ کو اسکا خرچہ کلیتاً مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ سے دلایا جائے۔

نالش بمقابلہ مدعی علیہ کے خارج کیجاتی ہے مگر بلا خرچہ کیونکہ انکو عرضی دعویٰ مین شامل ہونے مین غلطی کی ہے کیونکہ وہ ہمیشہ بطور یکے از ہم داران کے یعنی بطور ایک رکن اُس خاندان کے تسلیم کیا جاتا رہا ہے جبکہ کہ موروثی عہدہ کرنام کا استحقاق مفوض تھا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنسن صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

۲ اپریل ۱۹۰۰ء

گووندا امینن (مدعا علیہ نمبر ۱) اپیلانٹ بنام کرونا کارامینن وغیرہ (مدعیان و مدعا علیہم نمبر ۲ لغایتہ نمبر ۶) رسپانڈنٹان[*]

ایکٹ تعیین بیت النالشات - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۱۱ - نالش کا تعیین مالیت کمتر کیا جانا - تصفیہ نالش جس سے کسی کو نقصان نہ پہونچا ہو - عذر مذکور کا برطبق اپیل دوم کے قابل پذیرائی ہونا۔

مدعا علیہ نالش نے یہ عذر اٹھایا تھا کہ نالش کی تعیین مالیت نادرست ہے اور اگر مالیت درست طور پر معین کیجاتی تو وہ عدالت منصف کے اختیار سے باہر ہوگی عذر مذکور عدالت منصفی مین بھی اور نیز عدالت جج ضلع مین نامنظور کیا گیا تھا مگر وہ برطبق اپیل دوم کے پھر اٹھایا گیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ عذر مذکور ایسا تھا جو برطبق اپیل دوم کے اٹھایا جا سکتا تھا۔

نیز تجویز ہوئی کہ گو نالش کی مالیت کمتر معین کیگئی تھی تاہم اعتراض متعلق بہ کمی مذکور ایسا نہ تھا جسکو کہ عدالت بموجب دفعہ ۱۱ ایکٹ تعیین مالیت نالشات (سنہ ۱۸۸۷ء) مسموع کرے کیونکہ یہ ظاہر نہ کیا گیا تھا کہ نالش کے اسطرح پر تصفیہ کئے جانے سے کسی کو نقصان پہونچا تھا۔

نالش واسطے معزولی ایک کرناون کے اور اسکی بجائے دوسرے کرناون کے مقرر کرنیکے مدعا علیہ نمبر ۱ کے جوابدعوی تحریری مین یہ عذر کیا گیا تھا کہ نالش کی تعیین مالیت نادرست ہے اور کہ اگر اسکی مالیت درست طور سے معین کیجائے تو نالش عدالت منصف کی حدود اختیارات مالی سے تجاوز ہوگی

[*] اپیل دوم نمبر ۱۱۴۴ سنہ ۱۸۹۹ء منافی ڈگری ڈبلیو ایچ ویلش صاحب ڈسٹرکٹ جج ملابار جو بمقدمہ اپیل نمبر ۲۲۵ سنہ ۱۸۹۸ء مشعر بحالی ڈگری ٹی وی انتن نیار منصف ضلع کتنا د بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۱۲۸ سنہ ۱۸۹۷ء صادر ہوئی تھی۔

سنہ ۱۹۱۹ع
گووندا امینن
بنام
گروناکا امینن

منصف ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ اسکو نالش کی سماعت کا اختیار حاصل تہا اور اسنے بعد سماعت شہادت کے یہ حکم دیا تہا کہ مدعا علیہ ملا کرنام سے معزول کیا جائے اور اسکی بجائے مدعی ۲ مقرر کیا جائے ۔ مدعا علیہ ۱ نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جسنے اس جزو مقدمہ کے متعلق یہ بیان کیا کہ: "تنقیح اول یہ ہے کہ آیا نالش ہذا منصف کی سماعت کے قابل ہے ۔ مدعیان نے دادرسی مستدعیہ کی مالیت مبلغ [illegible] قرار دی تہی مدعا علیہ ۱ نے یہ عذر کیا تہا کہ مالیت جائداد تارود کی مبلغ [illegible] روپیہ ہے مگر استحقاق اہتمام کی مالیت وہی نہیں جو کہ جائداد کی ہے اور نہ وہ مالیت جو کہ سالانہ آمدنی کی ہے اور کوئی ثبوت منصف کا اطمینان اس امر کی نسبت کرنیکو واسطے پیش نہ کیا گیا تہا کہ وہ مالیت جو مدعی نے معین کی تہی نیک نیت نہ تہی ۔ مدعا علیہ ۱ نے کبہی کوئی اور مالیت ماسوائے اسکے بیان نکی تہی جو کہ مدعی نے بیان کی تہی اور نہ اسنے کوئی اور طریق تعین مالیت کا بیان کیا تہا جسکے رو سے عدالت یہ فیصل کر سکے کہ دادرسی کی کونسی مالیت معین کیجانی چاہئے اور نہ اسنے کوئی وجہ مدعی کی تعین مالیت کے نیک نیت ہونے میں اشتباہ کرنیکی ظاہر کی تہی ۔

میری یہ رائے ہے کہ منصف کا فیصلہ اس امر کے متعلق درست ہے ۔"

اسنے اپیل کے متعلق بربنائے واقعات کارروائی کر کے اسکو خارج کیا تہا ۔

مدعا علیہ ۱ نے اپیل دوم حال رجوع کیا ۔

مسٹر ی۔ ہبشیام ایانگر و گووند امینن منجانب اپیلانٹ :- منصف ضلع کو کوئی اختیار نالش کی سماعت کا حاصل نہ تہا منصف ضلع کی قرارداد یہ ہے کہ نالش قابل سماعت اسکی عدالت کے ہے مگر ساتہہ ہی اسنے یہ بہی قرار دیا ہے کہ سالانہ آمدنی تارود کی در اصل [illegible] بعد وضع کرنے جملہ ضروری اخراجات کے ہے ۔ اسلئے نالش کی تعین مالیت مبلغ [illegible] سے زیادہ کیجانی چاہئے تہی اسمین شبہ نہیں کہ ایک نالش معزولی کرنادن ناقابل تعین مالیت قرار دیگئی ہے مگر مدعی کی تعین مالیت صورت حال میں نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے دفعہ ۱۱ ایکٹ تعین مالیت نالشات ۷ بابت ۱۸۸۷ء مقدمہ سے کوئی علاقہ نہیں رکہتی ۔ ہائیکورٹ بر طبق اپیل دوم زیر ضمن (۲) دفعہ ۱۱ مستحق نہیں ہے کہ بوجوہ دیگر وجوہات اپیل کا فیصلہ کرے " وہ صرف عدالت ہائے ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کر کے عرضی دعوی عدالت مناسب میں رجوع کئے جانے کیواسطے واپس کر سکتی ہے ۔ دفعہ مذکور کا تعلق ان اعتراضات کے ساتہہ ہے جو عدالت اول کے عذرات متعلق بہ سماعت نالش کی نسبت کئے گئے ہوں ۔ بہر صورت عدالت اپیل بعض شرائط کی موجودگی میں اپیل کا فیصلہ بنا بر اسکے کر سکتی ہے صورت حال میں منصف ضلع نے بباعث کمتر مالیت نالش منجانب مدعیان معین کئے جانیکے اختیار سماعت حاصل کیا تہا ۔ صاحب جج ضلع بر طبق اپیل کے

سنہ ۱۹۰۰ء
گووندا مینن
بنام
کرونا کار مینن

زیر دفعہ ۵ ضمن (۱) دست اندازی کر سکتا تھا۔ مگر ہائیکورٹ بر طبق اپیل دوم ایسا نہین کر سکتا۔

مسٹر کرشنن نیار مدراس وکیل بجانب سیاہ سٹان راؤ بہادر نے مقدمہ رگھوا چیر بنام رنگاچیر (۱) کا حوالہ دیا جہانکہ ہائیکورٹ نے ایک مشابہ مقدمہ مین دست اندازی کی تھی۔

تجویز:۔ صرف ایک ہی سوال جو ہمارے روبرو اٹھایا گیا ہے دربارہ اختیار سماعت عدالت منصف بلحاظ سماعت نالش حال کے ہے کیونکہ بحث یہ کیگئی ہے کہ مناسب تعین مالیت نالش عدالت مذکور کے حدود اختیارات سے باہر ہے ہماری یہ رائے ہے کہ گو نالش کی مالیت کمتر متعین کیگئی ہے جیسا کہ مدعا علیہ کیطرف سے ظاہر کیا گیا ہے مگر جس سے ہمارا کسیطرح پر اطمینان نہیں ہوا۔ عذر مذکور ایسا نہین ہے جو کہ ہمکو بموجب دفعہ ۱۱ ایکٹ تعین مالیت نالشات (۷ سنہ ۱۸۸۷ء) سماعت کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ نالش کے فیصلہ مین اسطرح پر کسیکو نقصان پہونچا ہے۔

بحث یہ کیگئی تھی کہ یہ عذر صرف عدالت اپیل اول مین کیا جاسکتا تھا اور بر طبق اپیل دوم نہین کیا جاسکتا مگر ہماری یہ رائے ہے کہ عذر مذکور بر طبق اپیل دوم کے اٹھایا جاسکتا ہے (ملاحظہ ہو رگھوا چیر بنام رنگاچیر (۱)) چونکہ کسی اور وجوہات اپیل پر ہمارے روبرو بحث نہین کیگئی اسلئے ہم اپیل دوم حال کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرنالڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و موڑ صاحب جسٹس

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

رامانندن چیٹی (سائل) بنام مورو گیا چیٹی (فریق مخالف) *

مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۱۴۴۔ حکم واسطے باز رکھے جانے دست اندازی باہتمام مندر کے جبتک کہ دوسرا شخص بیدخل نکیا جائے۔ حکم مذکور کا جواز۔

ایک حکم صادرہ زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین یہ حکم کیا گیا تھا کہ ایک شخص کو (۱) ایک مندر کے اہتمام مین دست اندازی نکرنی چاہئے (۲) جبتک کہ دوسرا شخص حسب ضابطہ طور پر انتظام سے بذریعہ قانونی طریق کے بیدخل نکیا جائے۔

(۱) اپیل دوم نمبر ۸۴۰ سنہ ۱۸۹۲ء (غیر رپورٹ شدہ)

* نگرانی فوجداری نمبر ۳۰۵ سنہ ۱۸۹۹ء زیر دفعات ۴۳۵ و ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری جسکے رو سے ہائیکورٹ سے استدعا کیگئی تھی کہ حکم صادرہ مسٹر ہے۔ بی۔ جی صاحب ایکٹنگ ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ مدورا کی نگرانی کیجاوے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
راماندان چیٹی
بنام
مورو گپا چیٹی

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور کا جزو اول ایک ہدایت "ایک خاص فعل سے باز رکہنے کو ہے" یہ منشاء الفاظ مذکور مستعملہ دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری تہا مگر موخر الذکر جزو خلاف احکام ضمن (۵) دفعہ مذکور کے تہا اور اُس حد تک حکم مذکور بلا اختیار صادر کیا گیا تہا۔

درخواست نگرانی حکم مصدرہ ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ مصدرہ زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری حکم مذکور حسب ذیل الفاظ مین تہا "نوٹس زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری - ہرگاہ مجہے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم این کے راماندن چیٹی ساکن دیوی کوٹا ہتمام کوول واقعہ موضع کتور مین دست اندازی کرتے ہو جو ایک شخص مورو گپا چیٹی ساکن دیوی کوٹہ کیطرف سے کیا جاتا ہے اور تم جبراً اسکو مندر سے بامداد ایک بلوہ آمیز جماعت کے خارج کرنا چاہتے ہو اور اسطرح پر امن عامہ خلایق مین نقص ڈالنا چاہتے ہو جسکا نتیجہ اغلباً بلوہ مین ہوگا لہٰذا مین بذریعہ حکم ہذا کے تمکو ہدایت کرتا ہون کہ مندر کتور کے اہتمام میں جانب مورو گپا چیٹی مین خلل اندازی نکرو جسکی نسبت رپورٹ کیگئی ہے کہ وہ اُسکا اہتمام کرتا ہے اور مین تمکو ہدایت کرتا ہون کہ تم کوئی کارروائی اسوقت تک نکرو جبتک کہ مورو گپا چیٹی مذکور حسب ضابطہ طریق قانون کے رو سے اہتمام مندر مذکور سے معزول نکیا جائے میرے دستخط اور مہر عدالت سے آج ۲۲ ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء کو جاری کیا گیا"۔

سائل نے یہ عذر کیا تہا کہ مجسٹریٹ کو کوئی اختیار زیر دفعہ ۱۴۴ ایسا حکم صادر کرنیکا حاصل نہ تہا۔

وینکٹا راما کستری از طرف سوامی ایار جانب سائل۔

فریق مخالف کی طرف سے کوئی وکیل نہ تہا۔

تجویز۔ صورت حال مین سائل کو ہدایت کیگئی تہی کہ "ایک خاص مندر کے اہتمام مین دست اندازی نکرے" ہماری رائے مین یہ ایک ہدایت کسی خاص فعل سے باز رکہنے کیلئے "بہ منشاء الفاظ مذکور مستعملہ دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہے" اسلئے حکم مذکور جہانتک کہ اس امر کا تعلق ہے بلا اختیار صادر نکیا گیا تہا۔ مقدمہ ہذا بلحاظ واقعات کے مقدمہ اننداچرن بہٹاچارجی بنام کارنیشن (۱) سے تمیز کئے جانے کے قابل ہے۔

حکم مذکور کے رو سے سائل کو ہدایت کیگئی تہی کہ اسوقت تک اہتمام مین کوئی حصہ لینے سے باز رہے جبتک کہ فریق مخالف حسب ضابطہ طریق قانون کے مطابق اہتمام سے بیدخل کیا جائے۔ یہ امر خلاف احکام ضمن (۵) دفعہ ۱۴۴ کے ہے اور اس حد تک حکم مذکور خلاف اختیار صادر کیا گیا تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۷۔

سنہ ۱۹۰۰ع
رامانندان چیٹی
بنام
سوبروگھیاچیٹی
سنہ ۱۸۹۹ع
۱۳ جولائی و ۱۴ نومبر
۹ و ۱۰ و ۳۰ جنوری
دیکم مئی سنہ ۱۹۰۱ع

اسلئے ہم حکم مذکور کا اسقدر جزو منسوخ کرتے ہین جسکی روسے یہ ہدایت کیگئی ہے کہ حکم مذکور اسوقت تک موثر رہیگا جبتک کہ فریق مخالف اہتمام سے معزول کیا جاوے۔

صیغہ اپیلیوانی۔ اجلاس کامل

باجلاس ڈیویس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

داسو دیون نمبوردی پد (مدعی) اپیلانٹ بنام دلیا چیہوا چپن وغیرہ (مدعاعلیہم) ریسپانڈنٹان*

ایکٹ معاوضہ ترقیات مزارعان مالابار (مدراس)۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۷ع دفعات ۲ و ۳ و ۴ و ۶۔ ایکٹ معاوضہ ترقیات مزارعان مالابار (مدراس) ایکٹ ۱ سنہ ۱۹۰۰ع دفعات ۳ و ۴ و ۷ و ۱۰۔ ایکٹ انتقال جائیداد۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع دفعات ۱۰۸ (ح) و (س)، و ۱۱۷۔ استحقاق کاشتکار دربارہ کاٹ لیجانے اور استعمال ان درختان کے جو اُسنے خود لگائے ہون۔

ایک کاشتکار دوران قبضہ خود مین مستحق ہے کہ اُن درختان کو کاٹ کر اپنے استعمال مین لائے جو اُسنے خود لگائے ہون مگر شرط یہ ہے کہ وہ جائداد کو اُسی حالت مین چھوڑے جسمین کہ اُسنے اُسکو حاصل کیا ہو۔

نالش واسطے دوامی حکم امتناعی کے جسکی روسے مدعاعلیہم لکڑیون کے کاٹنے اور واسطے دلاپانے قیمت خاص لکڑی کے جو کاٹکر لیجائی گئی ہو باز رکھے جائین۔ مدعی اُن اراضیات کا جنمی تھا جو کہ مدعاعلیہم کے قبضہ مین بروئے کانم عطا کردہ سنہ ۱۸۸۰ع کے تھین اور اُسنے یہ شکایت کی تہی کہ مدعاعلیہم نے سنہ ۱۸۹۴ع مین جنگل واقعہ جائداد مذکور سے درختان کاٹ لئے ہین اُسنے ہرجانہ اور ایک حکم امتناعی کا دعوی کیا تھا جسکے روسے مدعاعلیہم اور درختان کے جنگل مذکور مین سے کاٹنے سے باز رکھے جائین۔ مدعاعلیہم ۱ لغایت ۳ نے مدعیان کے دعوی کی تردید کرکے یہ عذر کیا تھا کہ جنگل مذکور خود انہون نے لگایا ہے اور کہ جنمی مدعیان کو کوئی حق درختان مذکور اور ان دیگر ترقیات کی نسبت حاصل نہین ہے جو کہ انہون نے کی ہین اور کہ مدعاعلیہم کو اختیار ہے کہ درختان جنگل کو مطابق اپنے اختیار تمیزی کے کاٹ لیجائین منصف ضلع نے حکم امتناعی عطا کیا تھا اور ان درختان کی نسبت ہرجانہ دلایا تھا جو کاٹے گئے تھے۔

---

*اپیل دوم نمبر ۳۸۷ سنہ ۱۸۹۷ع بر ڈگری اے وینکٹا رامنا پائی سب ارڈینیٹ جج مالابار جنوبی واقعہ پالگھاٹ مقدمہ اپیل نمبر ۸۱۹ سنہ ۱۸۹۵ع مشعر تنسیخ ڈگری اے اناسامی ایار منصف ضلع تیچور مقدمہ ابتدائی نمبر ۷۰۰ سنہ ۱۸۹۴ع

سنہ ۱۹۰۰ء
واسودیوا بہو ویدیہ
بنام
ویاچیتھو ایمن

مدعا علیہم نے فیصلہ مذکور سے ڈسٹرکٹ جج کے پاس اپیل کیا جنہون نے یہ بیان کیا کہ بہ مدعا علیہم اراضی پر بروئے کانم کے عرصہ دراز سے قابض ہین پہلے کانم کی تجدید سنہ ۱۸۶۱ء مین اور پہر سنہ ۱۸۷۴ء مین کیگئی تہی - ان دستاویزات تجدید مین یہ صحیح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ پٹہ دار کو بعض ترقیات کا معاوضہ عطا کیا گیا ہے اور بعض دیگر ترقیات کا معاوضہ بروقت بیدخلی کے ادا کیا جائیگا بکر از موخر الذکر رقوم ترقیات یہ والاتہوکدو ہے ایک قسم کا جنگل متنازعہ حال ہے اس سے کامل طور پر مدعی کے اس بیان کی تردید ہوتی ہے کہ جنگل مذکور خودرو ہی - والاتہوکدو کا جنگل کاشت اور پرورش کیا گیا ہی اور فریقین نے اتفاق کیا ہے کہ پٹہ دہندہ کو چاہئے کہ پٹہ دار کو اسکا معاوضہ ادا کرے - ازان بعد یہ حجت کیگئی ہے کہ مرتہن مستحق نہین ہے کہ اُن درختان کو کاٹ کر لیجائے جو جنگل مین ہین گو وہ خودرو ہون - میری رائے مین عذر مذکور درست نہین ہے - مزارعہ مستحق ہے کہ خود اپنی ترقیات واقعہ جائداد زیر پٹہ کو صرف کر دے اور صرف اسصورت مین جبکہ وہ اپنی ترقیات اراضی کو تاریخ بیدخلی تک محفوظ رکہے اور مالک اراضی سے اسکا معاوضہ لینا پسند کرے پٹہ دہندہ ترقیات مذکور کو انکی قیمت ادا کرکے حاصل کرسکتا ہے - میرے روبرو اس عذر کی کوئی سند بیان نہین کیگئی کہ مزارعہ پر اُن ترقیات کا محفوظ کرنا لازم ہے جبتک کہ پٹہ کی میعاد ختم نہو - مزارعہ پر لازم ہے کہ اراضی کی وہ حیثیت بحال رکہے جسمین کہ وہ بروقت شروع ہونے پٹہ کے تہی - مدعا علیہ کے دعوی کی تقویت بروئے شرائط معاہدہ مابین فریقین کے بہی ہوتی ہے - تجدید دستاویزات کانم مورخہ سنہ ۱۸۶۱ء و سنہ ۱۸۷۴ء مین وہ اراضی جسپر جنگل روئیدہ ہے پرامبا یعنی صحلی طور پر بنجر اراضی ظاہر کیگئی ہے جسپر کہ بعض عارضی زراعت کیجاسکتی ہے اور اسکی بابت خفیف مقدار زمین بطور لگان کے قابل ادائگی بیان کیگئی ہے - گو یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ جنگل زمین مذکور پر لگایا گیا تہا اس سے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ فریقین کو اسامر کا خیال تہا کہ مدعی کو کوئی استحقاق جنگل مذکور یا اسکی آمدنی مین پٹہ کی میعاد ختم ہونے تک حاصل ہوگا - مدعا علیہم کامل طور پر لکڑی کے درختان لگانے اور اُنکے استعمال کرنیکے مستحق ہین - موسمی لکڑیون کے کاٹنے سے مزارعہ صرف ممکن لکڑیونکا استعمال جنگل مین سے کرتا ہے - مزارعہ کو اس جنگل کے بحال رکہنے پر مجبور کرنا جو کہ خود اُسنے لگایا ہو جبتک کہ مالک اراضی کانم کا انفکاک کرنا پسند نکرے - نامناسب معلوم ہوتا ہے -

سنہ ۱۹۲۴ع
درسونڈیوں مہورید
بنام
دلیا چیہوا چہن

اُسنے یہہ قرار دیا کہ جنگل زیر بحث مدعا علیہم کی ملکیت تہا اور مدعی اُن درختان کے واسطے کسی ہرجانہ کے پانیکا مستحق نہ تہا جو کہ مدعا علیہم کاٹ کرلیگئے ہین اُسنے یہہ بہی قرار دیا تہا کہ مدعی حکم امتناعی کا مستحق نہ تہا اور اُسنے منصف کی ڈگری کو منسوخ کرکے نالش کو خارج کیا تہا۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

مقدمہ اولاً بغرض سماعت سر امینا ایار صاحب مور صاحب ججان کے روبرو پیش ہوا جنہون نے بعد سماعت کرنے بحاث کے حکم ذیل صادر کیا:۔

حکم:۔ اپیل ہذا بعدالت ہذا مین زیادہ تر بحوالہ ایکٹ سنہ ۱۹۰۸ع (مدراس) دفعہ ۱۰ ضمنہائے (ح) و (س) ایکٹ انتقال جائیداد کے بحث کیگئی ہے سوال درباره اس امر کے کہ آیا مالک اراضی اُن درختان کے معاوضہ کا دعوے کرسکتا ہے جو مزارعہ نے کاٹ لئے ہین صرف بحوالہ ایکٹ ترقیات مزارعان طے نہین کیا جاسکتا۔ اور ایکٹ انتقال جائیداد اُسوقت نافذ نہ تہا جبکہ وہ کانم عطا کیا گیا تہا جسکے کہ رو سے مزارعہ حال قابض ہے۔ اسلئے ہم فیصلہ اپیل ہذا کے واسطے یہہ ضروری سمجہتے ہین کہ سب آرڈینیٹ جج سے تنقیحات ذیل کے متعلق قرار داد طلب کرین:۔

ا۔ آیا کانمدار اُس مقام کا جہان سے کہ اپیل ہذا آیا ہے رواجاً ایسے درختان کے کاٹنے کا مستحق ہے جیسے کہ صورت حال مین کاٹے گئے ہین ۹۔ ۲۔ اس مقام مین جس سے کہ نالش ہذا آئی ہے کس غرض کیواسطے ایسے درختان عموماً استعمال کئے جاتے ہین جیسے کہ صورت حال مین کاٹے گئے ہین۔

بتعمیل حکم مذکور کے سب آرڈینیٹ جج نے قرارداد آرسال کین جنکو کہ بعد اُس شہادت کے ساتہہ کارروائی کرنے کے جس سے کہ اُنکی تائید ہوتی تہی اُسنے حسب ذیل مرتب کیا ہے:۔

(۱)۔ بہر حال مین یہہ قرار دیتا ہون کہ گو کئی تمثیلات ایسی موجود ہین جن مین کہ درختان از قسم متنازعہ حال مزارعان کانم نے بلا رضامندی جنمی کے کاٹ لئے ہین تاہم تمثیلات مذکور اسقدر کافی اور قدیم نہین ہین جنسے کہ عدالت ایک قرارداد بحق اُس رواج کے قلمبند کرنے کے قابل ہو جسکے کہ ثابت کرنے کی کوشش مدعا علیہم نے کی ہے۔ اور مدعی کیطرف سے کافی شہادت بتائید اُس رواج کے پیش کیگئی ہے جو کہ اُسنے بیان کیا ہے اصل بات یہہ ہے کہ گذشتہ چند سالون مین بعد ریلوے کے اُس رواج کے اس ضلع مین جاری کئے جانے کے درختان کے ولاتہو کدہ مین سے کاٹنے کا رواج متروک ہوگیا ہے اور جنمی اور مزارعہ دونو کو تحقیق طور پر مبینہ استحقاق درباره کاٹنے درختان کا علم حاصل نہین ہے۔ پس میری

سنہ ۱۹۱۶ع
موسویان محمد یہ
بنام
ملیا چیتو ہین

رائے مین شہادت مندرجہ مسل ایک قرارداد متعلق بہ موجودگی کسی ایسے رواج کے قلمبند کئے جانیکے حق مین موجود نہین ہے جو بحق ایک یا دوسرے فریق کے ہو۔ (۲) درختان متنازعہ حسب ذیل پندرہ اقسام کے ہین۔ (۱) تیک (۲) ارصال (۳) کردمارو (۴) پلا مرادو (۵) دمبا (۶) اداول (۷) آناکارا (۸) نلی (۹) اودگا (۱۰) اکنا کیدا (۱۱) یوتا کلام (۱۲) باردکو (۱۳) پونکانی (۱۴) اتمبو اور (۱۵) نادار۔ ذیل کی اغراض مین بعض درختانِ مذکور استعمال کئے جاتے ہین: پہلی چار اقسام اور قسم نمبر ۱۵ (نادار) اغراض عمارت کے واسطے استعمال کیجاتی ہین۔ دمبا (قسم نمبر ۵) داوال (قسم نمبر ۶)، دروازے بنانے کے واسطے مستعمل ہوتے ہین۔ آناکارا (قسم نمبر ۷) اگر اچھی ہو اغراضِ عمارت کے واسطے استعمال کیجاتی ہے۔ آناکارا ادنے قسم کا اور نلی (قسم نمبر ۸) یوتا کلام (نمبر ۱۱) باردکو (نمبر ۱۲) پونکانی (نمبر ۱۳) اور اتمبو (نمبر ۱۴) جلانے کے قابل ہین۔ اودگا (قسم نمبر ۹) عموماً جلانے کے کام آتی ہے۔ اور شاذ صورتون مین عمارت کے کام آتی ہے۔ قسم نمبر ۱۰ جلانے کے کام آتی ہے اور اُسکے تبر مین اور تھوڑون کے دستے بنتے ہین۔

مقدمہ پھر بغرض سماعت سر اینیا ایار صاحب و ڈیویس صاحب جسٹسان کے روبرو پیش ہوا جنھون نے ذیل کا حکم صادر کیا:۔

حکم استصواب از اجلاس کامل: یہ قرار دیا گیا ہے اور ہم قرارداد مذکور کو تسلیم کرتے ہین کہ وہ درختان جو کا نمداران (مدعا علیہم) کاٹ لیگئے ہین ایسے درختان تھے جو خود انہون نے لگائے تھے۔ ہم اس قرارداد کو بھی تسلیم کرتے ہین کہ نہ تو جنمی (مدعی) اور نہ کانمداران نے کوئی رواج بحق یا بخلاف ایسے کاٹنے درختان کے ثابت کیا ہے۔

سوال یہہ ہے کہ آیا کانمداران درختان کو کاٹکر لیجانے کا مستحق ہے جو خود اُسنے لگائے ہون یا کہ امر لازم ہے کہ انکو اراضی پر قایم رہنے دے اور وہ صرف انکے معاوضہ کا بروقت چھوٹنے کانم کے مستحق ہے۔ اگر بروئے ایکٹ معاوضہ مزارعان ملابار سنہ ۱۸۸۷ع کے مزارعہ درختان کی قیمتِ بازاری کا مستحق ہے تو اُس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ درختان کو کاٹ کر لیجانے کا مستحق ہوگا بجائے اسکے کہ انکے معاوضہ کے حاصل کرنے کا انتظار کرے۔ اگر بخلاف ازین اُسکا استحقاق معاوضہ کل مالیت درختان کی حد تک وسیع نہین ہے تو معلوم یہہ ہوتا ہے کہ وہ اُن درختان کو کاٹ نہین سکتا جو کہ کامل طور پر اُسکی ملکیت نہین ہین۔ بروئے عام قانون مندرجہ ایکٹ انتقالِ جائداد دفعہ ۱۰۸ ضمن (ح)، کے جبکہ وہ ضمن تعبیری کے ساتھہ ملاکر پڑھی جائے کوئی پٹہ دار اُن درختان کو کاٹ سکتا ہے جو خود اُسنے لگائے ہون۔ الا جبکہ ضمن مذکور تابع ضمن (س)، کے بحوالہ اُن درختان کے بھی جائے۔

سنہ ۱۹۱۶ء
واسودیو بھٹ وید
بنام
دلیا چیتھا مین

جو کہ پٹہ دار نے لگائے ہوں سوال مذکور چنداں اہم نہیں ہے اور اسلئے ہم اجلاس کامل کے فیصلہ کے واسطے امور ذیل کا استصواب کرتے ہیں :-

(۱) آیا ایک کاشتکار رعیت وار بقبضہ خود میں مستحق اس امر کا ہے کہ اُن درختان کو کاٹ کر اپنے استعمال میں لائے جو خود اسنے لگائے ہوں اور اگر کل درختان کا نہیں تو کن درختان کے کاٹنے اور استعمال کرنیکا مستحق ہے اور-

(۲) آیا ہرجانہ کے بحث جنمی عطا کرنے میں جبکہ درختان ناجائز طور پر کاٹ لئے گئے ہوں کاشتکار کو بطور معاوضہ درختان لگانے کے مجرائی دیجانی چاہئے؟-

مقدمہ بغرض سماعت اجلاس کامل کے روبرو پیش ہوا۔

ایکٹنگ ایڈووکیٹ جنرل (مسٹر وی بھشیام اینگر) وسندا ایاروپی کے سبرامنیا ایار منجانب اپیلانٹان۔

سنکرن نیار وجے ایل رنزیر یو وریر وثمیبر منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۳-

سندرا ایار منجانب اپیلانٹ :- نالش ہذا جنمی نے کی ہے جو اس وجہ سے ہرجانہ کا دعوےٰ کرتا ہے کہ مدعاعلیہم کاشتکاران درختان کاٹ کر لیگئے ہیں۔ سوالات یہ ہیں (۱) کہ عام قانون کیا ہے اور (۲) آیا وہ عام قانون ملابار سے بروئے ایکٹ معاوضہ سنہ ۱۹۰۰ء متعلق ہے۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ ایکٹ انتقال جائیداد دفعہ ۸ ضمن (ح) مقدمہ پر حاوی نہیں۔ الفاظ "ملحق بہ اراضی" کی تعریف جسکا کہ استعمال ضمن مذکور میں کیا گیا ہے دفعہ ۳ (الف) (ب) (ج) میں کیگئی ہے۔ بروئے دفعہ مذکور کے ایک پٹہ دار اُن جملہ درختان کے کاٹ لینے کا مستحق ہے جو خود اسنے لگائے ہوں تابع چند محفوظیت ہائے کے بروئے ضمن (س) دفعہ ۱۰۸ کے ایک پٹہ دار لکڑی کاٹ نہیں سکتا نتیجہ یہ ہے کہ درصورتیکہ ضمن (ح) میں عام الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جن میں لکڑی شامل ہو سکتی ہے ضمن (س) کے روسے خصوصیت کے ساتھ لکڑی کے کاٹنے سے منع کیا گیا ہے اور بروئے عام قاعدہ تعبیر کے خاص حکم مقدمہ پر حاوی ہونا چاہئے اور مدعی اُس دادرسی کا مستحق قرار دیا جانا چاہئے جس کی کہ استدعا وہ مدعاعلیہم کے برخلاف کرتا ہے مزید برآں لفظ "لکڑی" کے ایک مشہور قانونی معنے ہیں۔ ملاحظہ ہو ڈلیش وڈ بنام مگنیاک (۱) [بشیر احمد صاحب جسٹس] ضمن (س) کے روسے عمارات اسی فریل میں لائی گئی ہیں جس میں کہ لکڑی ہے۔ اگر ضمن (س) اور ضمن (ح) ملاکر پڑھی جائیں تو نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک پٹہ داران درختان یا عمارات کو گرا سکتا ہے جو خود اسنے بنائی یا لگائے ہوں تابع شرط مندرجہ ضمن (ح) کے لکڑی کی تعریف لفظ "لکڑی" کی کسی ایکٹ ہندوستان میں نہیں کیگئی۔ [ڈیویس صاحب جسٹس :- لفظ مذکور کے عام معنے لئے جانے چاہئیں نہ کہ مطابق فیصلہ جات مقدمات انگلستان کے] اگر "لکڑی" سے مراد "درختان" ہوتی

(۱) سلسلہ ہی چانسری رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۶۰۹ بصفحہ ۳۲۱-

سنہ ۱۹۰۱ء
مارسیولین نمبودری پید
بنام
مودلیا چیتو واچیہن

تو واضعان قانون نے مخوالذکر لفظ کا استعمال کیا ہوتا۔ زان بعد بروئے دفعہ ۱۱۷ ایکٹ انتقال جائداد کے صاحبان جبین کو دفعہ ۱۰۰ درج ہے پٹہ جات زراعتی سے متعلق نہین ہے۔ شرائط پٹہ متنازعہ سال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اغراض زراعتی کے واسطے ہے کیونکہ اسکا تعلق زراعت کے ساتھ ہے گو درختان لگانیکا حکم دیا گیا ہے (بنسبت صاحب جج کے)۔ ایک مزارعہ بروئے رواجی قانون ملابار کے درختان لگانے کا مجاز ہے گو پٹہ مین کوئی ایسا حکم نہ دیا گیا ہو۔ امین شبہ نہین کہ مشرقی ساحل کے رواج مین جہان ایک مزارعہ درختان نہین لگا سکتا۔ اور مغربی ساحل کے رواج مین فرق ہے جہان وہ نہ صرف درختان لگا سکتا ہے بلکہ انکے معاوضہ کے دلاپانے کا مستحق بھی ہوتا ہے کیونکہ اس ترقی سے مالک اراضی کو فائدہ پہونچتا ہے۔ مگر مزارعہ صرف اپنی محنت کے معاوضہ کا مستحق ہے نہ کہ کل قیمت درختان کا۔ تعریف لفظ "ترقی" مندرجہ دفعہ ۳ ایکٹ معاوضہ ترقیات مزارعان ملابار سنہ ۱۸۸۷ء بعد یہ ایکٹ سنہ ۱۹۰۰ء مین تبدیل کیگئی ہے۔ انہی مقدمات ذیل کا حوالہ دیا: شنانگنی سینیس بنام دیراپن تپاشی (۱) کہنی چند ونمبیار بنام کنکن نمبیار (۲) چیکارن بنام چرونتھار (۳) ہین کہ مقدمات نند چند رپال چودہری بنام رام لال پال (۴) ورتس جی پیٹرجی سیٹھ بنام کلکٹر تناردہ (۵) کی پیروی کیگئی تھی۔ داولی کٹی بنام چاتھو (۶) گوندا مینن بنام ومودرن نمبودری پید (۷) دیپا تمبوراتی بنام پاروتی (۸) آپاراؤ بنام نراسنا (۹) آپاراؤ بنام رتنام (۱۰) بہوپتہی بنام راجہ رنگیا اپاراؤ (۱۱) سیتا پیرائی بنام تاتا سمبند اپنڈارا سنادہی (۱۲) کوسلیا بنام گلاب کوار (۱۳) قاسم میان بنام بندہ حسین (۱۴) امداد علی بنام جگیر تیہاری (۱۵) بہادر خان بنام کورہل (۱۶) شیخ عبدالرحمان بنام دتارام باشی (۱۷) گووند پرشوتم کو لنکار بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۸۷۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۸
(۳) درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۳۴۵ سنہ ۱۸۹۵ء (غیر رپورٹ شدہ) (۴) " " کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۰ لغایت ۷۵۰۔
(۵) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۵ لغایت صفحہ ۳۱۳۔ (۶) اپیل دوم نمبر ۱۰۰۵ سنہ ۱۸۹۱ء (غیر رپورٹ شدہ)۔
(۷) اپیل دوم نمبر ۱۹۴ سنہ ۱۸۸۹ء (غیر رپورٹ شدہ)۔ (۸) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۴۵۴۔
(۹) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۴ لغایت صفحہ ۴۹۔ (۱۰) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۹۔
(۱۱) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۵۴۔ (۱۲) اپیل دوم نمبر ۱۵۵۹ سنہ ۱۸۹۶ء (غیر رپورٹ شدہ)
(۱۳) " " الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۰۔ (۱۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۶۱۶۔
(۱۵) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۹۔ (۱۶) آگرہ ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۸۱۔
(۱۷) (سنہ ۱۸۶۳ء) ویکلی رپورٹر سنہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۲۴۷ (مقدمہ دیوانی)

سنہ ۱۹ء
دامودرین نمبودریہ
بنام
ولیا چیتو نہین

سب کلکٹر و ڈپٹی کمشنر ویسٹرن جنگلات کولابار (۱) نوبڑی بنام لکمن لال پربہوداس (۲) مقدمات محولہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکام بائیکورٹ بمبئی نے یہہ قرار دیا ہے کہ مزارعہ کو کوئی استحقاق درختان کے کاٹ کر لیجانیکا حاصل نہین ہے خواہ وہ خود انہوں نے لگائے ہون ۔ قاعدہ انگلستان متعلق بہ لکڑی کے یہہ ہے کہ وہ مالک اراضی کی ملکیت ہے ، ملاحظہ ہو ڈلیش وڈ بنام لگنیا کر (۳) اگر یم صاحب کی کلاسری سے ظاہر ہوتا ہے کہ مزارعہ کیطرف سے درختان کا کاٹا جانا ایک جنبہ تنسیخ ہے ۔ یہی قاعدہ برد گردمن لاء کے حادی تہا (نیز اسنے قانون ملابار مولفہ وگرم صاحب کا حوالہ دیا تہا) ۔

جے ایل روزاریو بجانب سپانڈنٹ نے دفعہ ۱۰۸ ایکٹ انتقال جائیداد پر بطور ایک نظیر جاری بمقدمہ کے انحصار نہ کیا بلکہ اسنے یہہ عذر کیا کہ اسمین وہ قانون درج ہے جو قبل نفاذ ایکٹ مذکور کے مروج تہا ۔ یہہ ایک زرعی پٹہ نہ تہا ۔ اور دفعہ ۱۱۷ ایکٹ انتقال جائیداد متعلق نہین ہوتی ۔ اسنے سندات ذیل کا حوالہ دیا : معاملہ درخواست ٹہاکر چند پنہ نک (۴) رسک لال ہالک خانم کو کنا تہہ کرموکار (۵) دینا لال سیل بنام گوپی ناتہہ کہتری (۶) بینی رام بنام کندن لال (۷) بیشودا بائی بنام رچہند رنگا رام (۸) شیخ حسین بنام گوردھن داس پرمانند داس (۹) بیرم راج جیون بہائی بنام حاجی قاسم جمعہ احمد (۱۰) اسنے یہہ بحث کی کہ مقدمہ قاسم میاں بنام نبد خان حسین (۱۱) وامادخاتون بنام بنکیر بتہہ (۱۲) دکوسلیا بنام گلاب کوار (۱۳) ونفرچند رپال چودہری بنام رام لال پال (۱۴) کا فیصلہ بحوالہ خاص مزارعان کے کیا گیا تہا مقدمہ جوتن پیار بنام نراسمہام پتر (۱۵) مین فیصلہ مقدمہ گوو ندامینن بنام دامودرن منبودریہ (۱۶) سے اختلاف کیا گیا تہا اسنے یہہ استدعا کی تھی کہ درختان اسی ضمن مین آتی ہین جس مین کہ عمارات ہین اور کنوان ۔

تجویز :۔ سوال ہمارے فیصلہ کے واسطے یہہ ہے کہ آیا ایک کاشتکار دوران قبضہ خود مین اُن جملہ درختان کو یا اُن مین سے بعض کو کاٹ کر استعمال کرنے کا مستحق ہے جو کہ خود اُسنے اُس اراضی پر لگائی ہون جو کہ اُسکے پاس بروئے کانم کے رہن ہون ۔ معلوم یہہ ہوتا ہے کہ مدعی جنمی نے کوئی ایسا رواج ثابت نہین کیا جسکی رو سے (مدعا علیہ

(مارجن:) دوران اجارہ مزارعہ زمین پر درختان کو کاٹ کر ...

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۸۰ (ضمیمہ اپیلیٹ دیوانی) ۔ (۲) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۷۴ ۔
(۳) (سنہ ۱۸۵۱ء) چانسری رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۶ بصفحہ ۳۵۱ ۔ (۴) بنگال لاء رپورٹ جلد ضمیمہ ۵ صفحہ ۵۹۸ ۔
(۵) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۶۰۰ ۔ (۶) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۸۲۰ بصفحہ ۸۲۲ ۔
(۷) " " الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۴ ۔ (۸) " " بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۶۶ ۔
(۹) " " بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۱ ۔ (۱۰) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۲۹۸ ۔
(۱۱) " " الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۶۱۶ ۔ (۱۲) " " الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۵۹ ۔
(۱۳) " " جلد ۱ صفحہ ۲۹۷ ۔ (۱۴) " " کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۷ بصفحہ ۵۰ ۔
(۱۵) " مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ ۔ (۱۶) اپیل دوم نمبر ۱۹۴ سنہ ۱۸۸۶ء (غیر رپورٹ شدہ)

سنہ ۱۹۱۸ء
مسمّاۃ داسودیون نمبودریپد
بنام
دلیا چیتو اچہن

کا نمدار ایسے درختان کو کاٹ کر استعمال کرنیسے ممتنع ہو۔ اور نہ کا نمداران نے کوئی ایسا رواج ثابت کیا ہے جسکے روسے انکو ایسا کرنے کی اجازت ہو۔ مدعی کیطرف سے یہہ حجت کیگئی ہے کہ بصورت عدم موجودگی رواج یا معاہدہ خلاف کے عام قانون مزارعہ کو اس امر سے منع کرتا ہے کہ اُن درختان کو کاٹ لیجائے جو اُس اراضی پر روئیدہ ہوں۔ جو کہ اسکے قبضہ مین تابع مالک اراضی کے ہو اور کئی مقدمات منفیصل کردہ دیگر حصص ہندوستان کا حوالہ بتائید اس مسئلہ کے دیا گیا ہے۔ مگر ہم مقدماتِ مذکور کا حوالہ مفصل طور پر دینا ضروری نہین سمجہتے۔ اُن مین سے بہت سے مقدمات کا تعلق ایسے درختان کے ساتھہ ہے جو مزارعہ نے نہ لگائے تھے۔ جو بلاشبہ طور پر اُن درختان سے مختلف بنا پر مبنی ہین جو کہ خود مزارعہ نے لگائی ہون۔ دیگر مقدمات کا تعلق خاص حقیقت ہائے بنگال و ممالک مغربی و شمالی کی شرائط کے ساتھہ ہے اور ایکٹ مزارعان ممالکِ مذکور کی شرائط کے ساتھہ۔ نیز مدعی نے فیصلجات عدالتِ ہٰذا بمقدماتِ آیاراؤ بنام رتنام (۱) و بہوپتی بنام راجہ رنگیا ایاراؤ (۲) پر انحصار کیا ہے مگر مقدماتِ مذکور کا تعلق مزارعان قطعاتِ زمینداری کے حقوق کے ساتھہ ہے اور انکا کوئی تعلق حقیت ہائے کانم واقعہ ملابار کے ساتھہ نہین ہے۔ جہانتک کہ ہمکو معلوم ہے سوال متعلق باستحقاق کانمدار کے کہ وہ اُن درختان کو کاٹ لے جو خود اُسنے لگائے ہون عدالتِ ہٰذا نے کسی مقدمہ درج رپورٹ شدہ مین منفیصل نہین کیا۔ مگر اسکے متعلق دو غیر رپورٹ شدہ مقدمات مین کارروائی کیگئی تھی۔ جنپر کہ ذی علم وکیل مدعی نے انحصار کیا ہے۔

مقدمہ چینگاسن بنام چرو تہا (۳) مین ایک تنہا جج نے بہ پیروی فیصلہ مقدمہ نفرچند رپال چودہری بنام رام لال پال (۴) کے یہہ قرار دیا تہا کہ گو ایک کانمدار بظاہر اُن درختان کو کاٹ سکتا ہے جو خود اُسنے لگائے ہون تاہم وہ انکا استعمال خود اپنے فائدہ کے واسطے نہین کر سکتا۔ مقدمہ کلکتہ شرائط ایکٹ مزارعان بنگال پر مبنی تہا اور وہ ہماری رائے مین بطور ایک ایسی سند کے متصور نہین کیا جا سکتا جو کانمداران ملابار سے متعلق ہو۔ دوسرے مقدمہ (اتی کٹی بنام چاہتو (۵)) مین ایک بنچ عدالتِ ہٰذا نے قرار دیا تہا کہ "بادی النظر مین درختان وغیرہ ایک جزو معقوضہ کا بناتے ہین اور مزارعہ عموماً انکے کاٹنے کا مستحق نہوگا۔ کیونکہ وہ اُس غرض کے مطابق نہین ہے جسکے واسطے معقوضہ عطا کیا گیا ہے"۔

یہہ فیصلہ اس قیاس پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ درختان مالکِ اراضی کی ملکیت ہین اور کہ مزارعہ کا صرف ایک ہی استحقاق یہہ ہے کہ بروقت چہوڑنے معقوضہ کے انکا معاوضہ حاصل کرے۔ مگر قیاس مذکور ایک جدید تر مقدمہ

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۹۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۵۴۔
(۳) درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۴۴۴ سنہ ۱۹۱۲ء (غیر رپورٹ شدہ) (۴) ؍؍ ؍؍ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۷۴ بصفحہ ۲۷۵۔
(۵) اپیل دوم نمبر ۱۷۷ سنہ ۱۹۱۱ء (غیر رپورٹ شدہ)۔

سنہ ۱۹۰۱ع
وسودیون نمبودرید
بنام
ولیا چیتھو اچین

کرشنا بھٹر بنام سرینو اسا بھٹر (۱) مین بے بنیاد قرار دیا گیا تھا۔ اُس مقدمہ مین یہہ راے ظاہر کیگئی تھی کہ وہ بیہ قیاس دربارہ جایداد کے بحق راہن معوض ہونیکے خواہ ابھی معاوضہ ادا نکیا گیا ہو۔ نہ صرف بلا تائید سندات ہے بلکہ اوسکی تردید بلاواسطہ طور پر رپورٹ پنجم سے ہوتی ہے" جسکا کہ اُسوقت حوالہ دیا گیا ہے اگر مالکیت کا مدار کو حاصل ہے جسنے کہ انکو لگایا ہو تو ہماری راے مین نتیجہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ انکو کاٹنے اور استعمال کرنیکا مجاز ہونا چاہئے درصورتیکہ کوئی رواج یا معاہدہ خلاف موجود نہو۔ ہمکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اصول متعلق بہ مقدمہ حال وہ ہے جو کہ دفعہ ۱۰۸۔ ایکٹ انتقال جایداد ضمنہائے (ح) و (س) مین درج ہے۔ ضمنہائے مذکور حسب ذیل ہین:۔

"(ح) پٹہ گیرندہ کو اختیار ہے کہ دوران میعاد پٹہ مین جسوقت چاہے وہ تمام اشیاء دور کر دے جو اُسنے زمین سے ملحق کی ہون بشرطیکہ وہ جایداد کو اُسی حالت مین چھوڑے جس حالت مین کہ وہ جایداد اُسکو ملی تھی (س) پٹہ دار کو اختیار ہے کہ جایداد اور اوسکی پیداوار پر (اگر کوئی ہو) اُس طور سے متصرف رہے جسطرح کوئی اوسط احتیاط والا شخص اپنی ملکیت ہونیکی صورت مین اُنکو اپنے استعمال مین لاتا مگر یہہ اختیار نہین ہے کہ بجز اُس غرض کے جسکے لئے جایداد پٹہ پر دیگئی تھی۔ اوسکو کسی اور صرف مین لائے۔ یا آنے دے یا اوسکی لکڑی کاٹے یا اوسکی تعمیرات اور کارخانجات کو منہدم یا ضایع کرے یا کیان یا معدن کو جو پٹہ کیوقت نہ کھودی گئی تھین کھود کر نکالے یا کوئی اور فعل ایسا کرے جو جایداد کے حق مین موجب زوال یا ضرر دائمی ہو"۔

یہہ ہر دو ضمنہائے ملاکر پڑہی جانی چاہئین اور نیز تعریف الفاظ "ملصق بہ ارضی" مندرجہ دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کے ساتھہ۔ الفاظ مذکور سے دفعہ مذکور مین یہہ مراد لیگئی ہے "(الف) وہ شئے جو زمین گڑہی ہو مثلاً درخت اور جھاڑی (ب) وہ شئے جسکی بناء زمین مین ڈالی گئی ہو مثلاً دیوار یا مکان یا (ج) وہ شئے جو اُس شئے کیساتھہ وصل ہو جسکی بناء زمین مین ڈالی گئی ہے اور جو واسطے استفادہ اور تصرف دایمی شئے مذکور کے اُس سے وصل ہوئی ہو"۔

پس بموجب ایکٹ انتقال جایداد کے ایک پٹہ دار مجاز ہے کہ دوران میعاد پٹہ خود مین اُن درختان کو کاٹ لے جو خود اُسنے لگائے ہون علاوہ اُن عمارات کو منہدم کرے جو خود اُسنے تعمیر کی ہون مگر شرط یہہ ہے کہ وہ جایداد کو اُسی حالت مین چھوڑے کہ اُسنے وہ حاصل کی ہو۔ امتناع دربارہ کاٹنے لکڑی کے اور منہدم کرنے عمارات وغیرہ کے جو ضمن (س) مین ہے اُن حقوق کو محدود نہین کرتا جو کہ ضمن (ح) مین قرار دیئے گئے ہین۔ تابع حقوق مذکور کے پٹہ دار کو لکڑی نکاٹنی چاہیئے اور عمارت گرانی چاہئے الا جبکہ درختان خود اُسنے لگائے ہون اور عمارات خود اُسنے تعمیر کی ہون۔ اور اُسپر لازم ہے کہ جایداد کو اُسی حالت مین چھوڑ کر جس حالت مین کہ وہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۲۴

اُنسے حاصل کی ہو۔ حجت یہہ کیگئی ہے کہ کانم ہو بت حال میں ۱۸۶۲ء میں عطا کیا گیا تہا۔ ایکٹ انتقال جائداد جو ۱۸۸۲ء میں نافذ ہوا تہا اُس سے متعلق نہیں ہو سکتا اور نیز یہہ کہ دفعہ ۱۱۷ کے رو سے پٹہ جات زراعتی دفعہ ۱۰ کے اطلاق سے مستثنےٰ کیے گئے ہیں۔ | ۱۸۹۸ء
وسودیون نمبودرید
بنام
ولیاچیتو پٹن

اسمین شبہ نہین کہ یہہ بر دو بیانات درست ہین گر اُنسے کچہہ علاقہ نہین ہے۔ یہہ امر مشتبہ ہو سکتا ہے کہ آیا کانم صرف بطور پٹہ زراعتی کے متصور ہو سکتا ہے۔ ہمکو یقین ہے کہ اسمین ہمیشہ بصورت عدم موجودگی معاہدہ خلاف کے استحقاق تعمیر مکان و ملحقات ارضی شامل ہوتا ہے اور نیز ناریل و دیگر اقسام کے درختان لگانیکا حق اُس ارضی مین جس مین اُس سے پہلے کاشت ہوتی ہو۔ مگر ہم یہہ رائے ظاہر کرنا نہین چاہتے کہ ایکٹ انتقال جائداد بذاتہ اور بلا واسطہ طور پر مقدمہ حال سے متعلق ہوتا ہے۔ مگر وہ قواعد ایکٹ مذکور جنکا کہ ہمنے حوالہ دیا ہے ہماری رائے مین انصاف اور نیک نیتی پر مبنی ہین اور وہ مناسب طور پر بطور ایسے بیانات قانون کے اختیار کیئے جاسکتے ہین جو کہ ہمکو مقدمہ حال سے متعلق کرنے چاہئین۔ یہہ امر یاد رکہنے کے قابل ہے کہ استحقاق مزارع کانم کا ملابار مین ہمیشہ عام پٹہ دار کے استحقاق سے بہت اعلےٰ سمجہا گیا ہے۔ وہ منجملہ دیگر امور کے بجائز طور پر مستحق ترقیات کے کرنیکا ہے۔ اور اونکا معاوضہ بروقت چہوڑنے مقبوضہ کے حاصل کرنے کا۔ اور وہ مجاز نہین ہے کہ اپنے استحقاق مذکور کو بجز معاہدہ کے ترک کرے۔

جہانتک کہ ہمکو معلوم ہے اس امر کی بابت کبہی بہی شبہ نہین کیا گیا کہ وہ دوران پٹہ خود مین کسی عمارت کو گرا سکتا ہے جو خود اُسنے تعمیر کی ہو۔ اسمین شبہ نہین کہ قاعدہ جو کچہہ زمین سے ملحق ہو وہ زمین کی متعلق ہے دیگر حصص ہندوستان مین بہی قبل نفاذ ایکٹ انتقال جائداد کے عمارات سے غیر متعلق سمجہا گیا تہا۔ معاملہ درخواست ٹہاکر چندر پرامنک (۱) مین ہائیکورٹ کلکتہ کے اجلاس کامل نے یہہ بیان کیا تہا کہ "ہماری رائے مین یہہ امر مطابق رسم و رواج کے صحیح ہے کہ عمارات اور دیگر ترقیات محض ملحق بہ ارضی ہونیکی وجہ سے مالک زمین کی ملکیت نہین ہوجاتین اور ہماری رائے مین عام قاعدہ یہہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ وہ مزارع جو کوئی ترقی کرے یا تو ملبہ کے اٹہا لینے کا مستحق ہے اور ارضی کو اپنی اصلی حالت مین چہوڑنے کا یا عمارت کا معاوضہ حاصل کرنیکا اگر وہ مالک زمین کے فائدہ کے واسطے رہنے دیجائے۔" ہماری رائے مین کوئی جائز تمیز اصولاً مابین عمارات تعمیر کردہ مزارع اور اُن درختان کے نہین کیجاسکتی جو کہ اُسنے لگائی ہون

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ضمیمہ صفحہ ۹۰۵۔

سنہ ۱۹۰۰ء
دسودیون نمبودریپد
بنام
دلیا چیتھا ہین

اور یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ ایکٹ انتقال جائیداد کے رو سے سر دو اشیاء مذکور ایک ہی ذیل مین دربارہ مزارعہ کے استحقاق انہدام کے لائے گئے ہین ظاہر یہہ کیا گیا ہے کہ درختان زمین کی طاقت کو زائل کرتے ہین مگر ہمکو یہہ معلوم نہین ہے کہ اسکا کوئی ثبوت موجود ہے بہت سی زمینہائے کو اغلباً درختان کے لگانیسے فائدہ پہونچتا ہے۔ اس امر مین بہت زیادہ تکلیف ہوگی کہ اُس زمین کو جس مین درختان لگائے گئے ہون اصلی حالت پر لایا جائے بہ نسبت اسکے جو کہ عمارات کو گرانے سے ہو سکتی ہے مگر یہہ امر مزارعہ کے اختیار مین ہے جبکہ وہ درختان کو کاٹے۔ اگر وہ ایسا ہی کرے جیسا کہ قانوناً اسکے واسطے لازمی ہے تو مالک اراضی کو نقصان نہ پہونچیگا۔ اور یہہ معلوم کرنا کافی ہے کہ کس اصول پر مزارعہ کے استحقاق کاٹ لیجانے درختان سے انکار کیا جا

اگر ہم اس معاملہ پر بحوالہ استحقاق حصول معاوضہ ترقیات از طرف مزارعہ کے غور کرین تو ہمکو یہی نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے۔ استحقاق مذکور ہمیشہ دربارہ درختان کے اور نیز عمارات کے ملابار مین تسلیم کیا گیا ہے۔ مقدار معاوضہ اور وہ اصول بابت جنپر کہ وہ عطا کیا جانا چاہئے بلا شبہ طور پر تلخ بہت سی بحث کے رہے ہین اور انکے متعلق کثیر اختلاف آمیز فیصلجات صادر نہین ہوئے۔ سنہ ۱۸۸۷ء مین واضعان قانون مقامی نے ایکٹ معاوضہ ترقیات مزارعان ملابار (ایکٹ ۱۸۸۷ء) صادر کیا تھا جیسا کہ عدالت ہذا نے مقدمہ دلیا تمبورتی بنام پاروتی (۱) مین رائے ظاہر کی ہے "وہ غرض جو کہ واضعان قانون نے ملحوظ رکھی تھی یہہ تھی کہ مزارعہ کے حق مین کامل قیمت اوسکی ترقیات کی محفوظ کیجائے"۔ اس امر کے فیصل کرنے مین بہت مشکل معلوم ہوئی تھی کہ اس ترقی کی قیمت کیا ہے جو ناریل اور دیگر ثمردار درختان کے لگانیسے کیگئی ہے کیونکہ درخت کی قیمت قطع نظر زمین کے بہت خفیف ہوتی ہے حالانکہ اُسکی قیمت بطور ایک ایسا وہ درخت کے بحوالہ اسکی قابلیت پیداوار کے لگائی گئی ہے۔ مگر یہہ امر ملحوظ رکھا جانا چاہئے۔ کہ اسکی پیداوار کا انحصار اُس زمین پر ہے جسپر کہ وہ روئیدہ ہے جس استعمال کا مستحق بعد انقضائے میعاد پٹہ کے مزارعہ نہین ہو سکتا۔ مگر یہہ مشکل اُن درختان کی صورت مین پیدا نہین ہوتی جنکو کہ مزارعہ اپنے پٹہ کے دوران مین کاٹنا چاہے مقدمہ اچوتن نیار بنام نراسمہام بیتر (۲) مین بنچ حال کے دو ججان نے قرار دیا تھا کہ زیر ایکٹ ۱۸۸۷ء مزارعان درختان کی کل قیمت کا مستحق ہے جو اُسنے لگائے ہون اس فیصلہ سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ درختان کو کاٹ لینے کا مستحق ہے اگر وہ ایسا کرنا پسند کرے اُس ایکٹ مین جسکا ابھی مقامی واضعان قانون نے صادر کیا ہے۔ یعنی لا ایکٹ ۱ سنہ ۱۹۰۰ء مین جو بجائے ایکٹ ۱۸۸۷ء مدراس کے

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۴۵۴۔

(۲) ،، ،، ،، جلد ۲۱ صفحہ ۱۴۱۔

سنہ ۱۹۲۱ء
دامودرن نمبودریپد بنام ولیاچیتو احمین

صادر ہوئی ہے دفعہ ۵ کے رو سے یہہ حکم دیا گیا ہے کہ "جب ترقیات بذریعہ لگانے درختان چوب کے یا دیگر مفید درختان یا پودون بوئے ہوئے یا لگائے ہوئے بجانب خود مزارعہ کے کیجائین تو وہ معاوضہ جو عطا کیا جانا چاہئیے اُس رقم کا ۳/۴ حصہ ہونا چاہئیے جو کہ مناسب طور پر درختان کی قیمت وصول ہو سکے اگر وہ نیلام کے ذریعہ سے فروخت کئے جائین"۔ اس سے یہہ حجت اخذ کیگئی ہے کہ واضعان قانون نے مالک اراضی کا استحقاق ایسے درختان کے متعلق ۱/۴ حصہ قیمت کی حد تک تسلیم کیا ہے۔ مگر ہماری رائے مین ضابطۂ مذکور بباعث ضروری نوعیت اُس قانون کے کیگئی ہے جسکے رو سے مالک اراضی معاوضہ ترقیات کے ادا کرنے پر مجبور کیا گیا ہے خواہ وہ اُسکا خواہان ہو یا نہ۔ یہہ امر صحیح طور پر اس امر واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی ایکٹ کی دفعہ ۶ مین یہہ حکم ہے کہ جب وہ مزارعہ بیدخل کرایا جائے جسنے کوئی عمارت بنائی ہو یا کوئی درخت لگایا ہو جس کی نسبت عدالت یہہ قرار دے کہ وہ ترقی قابل دعوے معاوضہ نہین ہے (مثلاً اسوجہ سے کہ وہ مقبوضہ کے واسطے ضروری نہو) مگر جو بلا کسی اہم نقصان مقبوضہ کے گرائی یا کاٹ لیا جا سکتا ہو۔ تو وہ عمارت یا درخت مذکور کو اُس عرصہ کے اندر گرا یا لیجا سکتا ہے جو کہ عدالت کیطرف سے مقرر کیا جائے۔ پس اگر مزارعہ کو بعد انقضائے میعاد پٹہ کے ہی درخت یا عمارت کے گرانے کی اجازت دیجا سکتی ہے تو یہہ امر نامناسب معلوم ہوتا ہے اسکو دوران مزارعت مین لیجانے سے روکا جائے۔ فالواقع درخت یا عمارت مذکور بطور ملکیت مزارعہ کے متصور کیگئی ہے کیونکہ اسکی نوعیت ایسی ہے کہ وہ مالک اراضی سے بروقت چھوڑنے مقبوضہ کے اُسکا معاوضہ طلب کر سکتا ہے۔ یہہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ درخت جو مزارعہ نے لگایا ہو قبل ختم ہونے مزارعت کا نم کے پختہ اور قابل فروخت ہو جائے۔ ایسی صورت مین یہہ قرار دیا جانا بہ طور پر نامناسب ہوگا کہ مزارعہ اپنے درخت کے استعمال سے باز رکہا جانا چاہئیے اور اس امر پر مجبور کیا جانا چاہئیے کہ اُسکو مزارعت کے ختم ہونے تک سڑنے دے اور اُسوقت مالک اراضی سے اُسکا معاوضہ طلب کرے پس خواہ ہم آرائے مقامی واضعان قانون متعلق بہ مزارعان ملابار کو ملحوظ رکہین یا ہم اس معاملہ پر وسیع اصول کے رو سے غور کرین ہماری یہہ رائے ہے کہ سوال متصوبۂ اول کا جواب اثبات مین دیا جانا چاہئیے۔ اور کا نمدار دوران قبضۂ خود مین مستحق ہے کہ ان درختان کو کاٹ کر استعمال مین لائے جو اُسنے خود لگائے ہون مگر شرط یہہ ہے کہ وہ جائداد کو عین اُسی حالت مین چھوڑے جس مین اُسنے وہ حاصل کی ہو۔ اس تعبیر کے لحاظ سے دوسرے سوال کا جواب دینا ضروری نہین ہے۔

اپیل کے دوبارہ بعد فیصلۂ اجلاس کامل بغرض سماعت پیش ہو نے پر عدالت (سر آرنلڈ وائٹ صاحب چیف جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس) نے تجویز ذیل صادر کی۔

تجویز۔ فیصلہ اجلاس کامل اپیلانٹ کے برخلاف ہے، چنانچہ اپیل دوم ہذا معہ خرچہ خارج کیا جانا چاہئے

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

نلیتا گوندن (مدعی) اپیلانٹ بنام کیلا پاگوندن (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ* ۲۔ مئی سنہ ۱۸۹۹

عداوتی استغاثہ۔ مدعی کی بیجرمی کا ثبوت۔ اس ثبوت کا ناکافی ہونا کہ الزام بخلاف مدعی خارج کیا گیا ہے۔

ایک نالش ہرجانہ عداوتی استغاثہ میں مدعی نے واسطے ثابت کرنے اُس الزام کے جھوٹا ہونیکے جو کہ مدعا علیہ نے اُسکے برخلاف لگایا تھا مجسٹریٹ کا حکم متعلقہ استغاثہ زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری داخل کیا تھا۔ اور زبانی شہادت پیش کی تھی جو صدر الذکر شہادت قابل اعتبار نہ سمجھی گئی تھی۔ الزام کے جھوٹا ہونیکا ثبوت صرف حکم متعلقہ مذکور پر مبنی رکھا گیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ وہ ناکافی تھا اس امر کے ثابت کرنیکا ثبوت مدعی کے ذمہ تھا کہ وہ بے جرم تھا۔ اور کہ اسکی بیجرمی کی لئے اُس عدالت نے قرار دی تھی جسکے کہ روبرو اُسکے برخلاف الزام لگایا گیا تھا۔

ابراہیم بنام مارتھہ ایسٹرن ریلوی کمپنی (لا رپورٹ کوئنز بنچ ڈویژن جلد ۱۹ صفحہ ۴۴۰ و لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۷) کا حوالہ دیا گیا۔

نالش واسطے دلاپانے ہرجانہ عداوتی استغاثہ کے مدعی نے یہہ بیان کیا تھا کہ مدعا علیہ نے عداوت سے اور بلا کسی وجہہ مناسب اور معقول کے اور نیک نیتی سے مقدمہ کو سچا باور کرکے پولیس کے پاس یہہ شکایت کی تھی کہ مدعی اور دیگر اشخاص نے بعض جرائم کا ارتکاب کیا ہے جسپر مدعی وغیرہ کی تجویز ایک مجسٹریٹ کے روبرو کیگئی تھی۔ مگر وہ بری کئے گئے تھے۔ اُسنے ہرجانہ اور خرچہ جوابدہی کا دعوے کیا تھا۔ جوابدعوے یہہ تھا کہ فوجداری مقدمہ سچا تھا۔ اور اُسکو مدعا علیہ نے نیک نیتی سے سچا باور کیا تھا۔ اور اُسنے اُس اطلاع پر عمل کیا تھا جو اُسے ملی تھی۔ شہادت تائید دعوے مدعی کے طلب کی گئی تھی۔

---

* اپیل دوم نمبر ۱۱۲۰ سنہ ۱۸۹۹ء بناراضی ڈگری ڈبلیو جے ٹیٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج سالم متعلقہ اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مشعر تنسیخ ڈگری وی کے دیسکا چیر منصف ضلع ناکل متعلقہ استغاثہ ابتدائی نمبر ۵۹ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
نلیپا گونڈن
بنام
گیلا پا گونڈن

اور حکم بریت صادر کردہ مجسٹریٹ زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری بطور دستاویز الف کے داخل کیا گیا تہا
منصف نے یہہ بیان کیا تہا کہ دستاویز الف سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی کی بیجرمی کی رائے اوس
عدالت نے ظاہر کی ہے جسکے کہ روبرو الزام لگایا گیا تہا۔ اور اُسنے یہہ رائے ظاہر کی تھی کہ مقدمہ بالکل
سازشی مقدمہ ہے۔ پس اہم امر تنقیح طلب دعوے کے یعنے یہہ کہ استغاثہ بخلاف مدعی کا انجام اُسکی
بریت مین ہوا تہا مدعی نے ثابت کر دیا ہے۔ دوسرا سوال یہہ ہے کہ بطور امر واقعہ کے مدعی اُن جرائم
سے بالکل بے جرم تہا جنکا کہ علی الترتیب اسپر الزام لگایا گیا تھا۔ اُسنے مدعی کی شہادت کے متعلق کارروائی
کرکے اُسکو مشعر طرفداری اور نا قابل اعتبار سمجہا تہا۔ اُسنے یہہ بہی بیان کیا تہا کہ زبانی شہادت مدعا علیہ
کے گواہان کی ویسی ہی ناقص ہے جیسی کہ مدعی کے گواہان کی ہے۔ اسلئے اُسنے غالب امور مقدمہ پر غور
کیا تہا اور بالآخر یہہ قرار دیا تہا کہ مدعی نے اپنی بیجرمی ثابت کی ہے جسکی نسبت اُسنے یہہ خیال کیا تہا کہ وہ درست
طور پر مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ دستاویز الف مین قرار دی ہے۔ اُسنے یہہ بہی قرار دیا تہا کہ مدعا علیہ نے
کوئی نیک نیت تحقیقات نکی تھی اور اُسنے بالکل مناسب اغلب وجہہ پر عمل نکیا تہا اور اُسکو مقدمہ کے بے بنیاد
ہونے کا علم تہا۔ اور نیز یہہ کہ اُسنے عداوت مدعی کی وجہہ سے یہہ کام کیا تہا اسلئے ڈگری بحق مدعی صادر
کی تھی۔ اور ہرجانہ متدعویہ عطا کیا تہا۔ مدعا علیہ نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جسنے بعد یہہ قرار
دینے کے کہ مدعا علیہ استغاثہ کے کئے جانیکا ذمہ دار تہا کیونکہ اُسکی وجہہ یہہ تہی۔ کہ اسنے پولیس کے پاس
شکائیت کی تھی۔ یہہ بیان کیا تہا کہ دوسرا سوال یہہ ہے کہ آیا مدعی ان تین سوالات کے ثابت کرنے مین
کامیاب ہوا ہے۔ اور اُنکا بار ثبوت اُسیکے ذمہ ہے (الف) کہ استغاثہ جہوٹا تہا (ب) مناسب اور اغلب وجہہ
موجود نہ تہی اور (ج) استغاثہ کی سچائی کے واسطے نیک نیت یقین موجود نہ تہا اور نہ نیک نیت یقین
پولیس کے روبرو شکائیت کرنے مین موجود تہا۔ ملاحظہ ہو ہال بنام وینکٹا کرشنا (۱) و ابرتہہ بنام نارتہہ اسٹرن ریلوی
کمپنی (۲) جیسا کہ منصف ضلع نے ظاہر کیا ہے اُسکی شہادت نہائیت کمزور ہے اس امر کا کوئی ثبوت موجود
نہین ہے کہ مدعی اُسوقت کہین اور تہا اور دراصل کوئی ثبوت کسی ایسے امر واقعہ کا موجود نہین جسکی باعث
جرم ناممکن ہو جاتا ہو۔ اسمین شبہ نہین کہ بار ثبوت اُسیکے ذمہ ہے۔ وہ بحث جسکا کہ استعمال مجسٹریٹ کے
فیصلہ (دستاویز الف) مین کیا گیا ہے عدالت ہذا مین شہادت نہین ہو سکتی۔ اسلئے صاحب منصف
ضلع نے اغلب امور مقدمہ پر غور کیا ہے۔ میری رائے مین ایسی نالشات مین ڈگری صرف اغلب امور پر بلا واسطہ

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۴۔

(۲) لا رپورٹ کوینز بنچ ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۰ و لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۷۔

سنہ ۱۹ء
نیلیپا گونڈن
بنام
کیلا پاگونڈن

شہادت کے مبنی نہیں رکھی جاسکتی۔ اسمین شبہ نہین کہ امور مذکور مقدمۂ فوجداری کے فیصل کرنے مین مفید ہو سکتے ہین۔ مگر اُنکی وقعت نالشات از قسم حال مین صرف بطور معیارِ شہادتِ مدعی کے ہے۔ یعنے اسغرض کیواسطے کہ عدالت یہہ معلوم کرسکے کہ آیا وہ مدعی کے کامل اور بصورتِ دیگر بلا تائید انکار ہائے کو معتبر سمجہہ سکتی ہے اسمین شبہ نہین کہ دیگر امور بحق دنخلاف مقدمۂ ہذا کے موجود ہین۔ مگر معاملۂ حال مدعی کی تجویز جرم سے تعلق نہیں ہے بلکہ صورتِ حال مین یہہ معلوم کرنا ہے کہ آیا اُسنے اُس استغاثہ کو جو مدعا علیہ نے اُسکے برخلاف کیا تہا کامل طور پر جہوٹا ثابت کیا ہے ۔ اور مین بروئے شہادتِ موجودہ کے یہہ نہین کہہ سکتا کہ اُسنے ایسا ہی کیا ہے اور مین بلحوظی خیالات فریقین کے یہہ قرار دیتا ہون کہ مدعا علیہ کو بہتر طور پر اس مقدمہ کا باور ہوا ہوگا جوکہ اُسنے پولیس کے روبرو پیش کیا تہا اور اُسکی یہہ خواہش نیک نیتی سے ہوگی کہ مجرم کی بابت انصاف کرایا جائے ،، اُسنے ڈگری کو منسوخ کرکے نالش کو خارج کیا۔

مدعی نے اپیلِ دوم حال رجوع کیا۔

سیشا گری ایار منجانب اپیلانٹ :۔ صاحب جج ضلع کا فیصلہ دربارہ بارِ ثبوت کے اُس حد سے متجاوز ہے جس کی اجازت بروئے مقدمات فیصل شدہ کے دیگئی ہے۔ اُنہنے یہہ قرار دیا ہے کہ مدعی کو یہہ ثابت کرنا چاہئے تہا کہ وہ دعوے جو مدعا علیہ نے اُسکے برخلاف کیا تہا بالکل دروغ تہا۔ مین یہہ استدعا کرتا ہون کہ مدعی کے واسطے صرف یہہ ثابت کرنا لازم ہے کہ اُن الزامات سے بری کیا گیا تہا جو اُسکے برخلاف لگائے گئے تھے۔ اور کہ کوئی مناسب اور غالب وجہہ نالش کی مدعا علیہ کے پاس موجود نہ تہی۔ مقدمہ ابرتہہ بنام نارتھ ایسٹرن ریلوے کمپنی (۱) بہی جو ایک قوی تر مقدمہ ہے اُس حد تک نہین پہونچتا جسکا کہ عذر کیا گیا ہے۔ آرائے فاضل ججان بمقدمۂ ہال بنام وینکٹا کرشنا (۲) سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ مدعی کو یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ کوئی جائز اُس دعوے کا موجود نہ تہا جوکہ مدعا علیہ نے کیا تہا۔ استدعا یہہ کیگئی ہے کہ مجسٹریٹ کا فیصلہ ایک بادی النظری شہادت مدعی کے بیجرم ہونیکی ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمات ہیرا چند مینرجی بنام بینی مادہب چیٹرجی (۳) و گجاپتی راؤ بنام نرسنگراؤ گرو (۴) دجادو برسنگہ بنام شیو سرن سنگہ (۵)

رامراؤ منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز:۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ صاحب جج ضلع اس امر کے قرار دینے مین درستی پر تہا کہ مدعی اس الزام کا دروغ

(۱) لا رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۰ و لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۷۔
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۴ (۳) ویکلی رپورٹر جلد ۶ صفحہ ۲۹۔
(۴) مدراس ہائیکورٹ لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۵۰۔ (۵) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۔

نیلیما گوندن بنام کیلا پاگوندن

ہونا ثابت کرنیسے قاصر رہا ہے جو اُسکے برخلاف لگایا گیا تہا۔ وہ شہادت جو مدعی نے الزام مذکور کے دروغ ہونے کو ثابت کرنیکے واسطے پیش کی ہے یہہ ہے (الف) مجسٹریٹ کے حکم کہ رو سے الزام مذکور زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری خارج کیا گیا ہے (ب) زبانی شہادت مدعی و گواہان مدعی سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ منصف ضلع نے کوئی انحصار مدعی کے گواہان کی شہادت پر نہین کیا۔ اور اُسنے کامل طور پر حکم ڈسمسی پر بطور ثبوت جہوٹا ہونے استغاثہ کے انحصار کیا ہے۔ ایسا کرنے مین اُسنے غلطی کی ہے۔ ملاحظہ ہو فیصلہ جوڈیشل کمیٹی مقدمہ بابو گنیش دت سنگہ بنام مگنیرام چودہری (۱) بنسبت ثابت کرنے دروغ استغاثہ کے لارڈ بوون صاحب نے مقدمہ ابرہتہ بنام نارتہہ الیسٹرن ریلوے کمپنی (۲) مین قانون بدین الفاظ بیان کیا ہے۔ یہہ ایک نالش عداوتی استغاثہ مین مدعی کو اوّلاً یہہ ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ بے جرم تہا اور اُسکی بے جرمی اُس عدالت نے قرار دی ہے جسکی کہ رو برو اُسپر الزام لگایا تہا۔

بجز شہادت کے ہماری یہہ رائے نہین ہے کہ مدعی نے اپنا بے جرم ہونا ثابت کیا ہے۔ نیز ہماری یہہ رائے ہے کہ کوئی شہادت بتائید اس قرارداد کے موجود نہین ہے کہ مدعا علیہ نے بغیر مناسب یا اغلب وجہ کے عمل کیا تہا یا کہ اُسکی کارروائیات بخلاف مدعی کے کسی نامناسب غرض کیواسطے نہ کہ بجا آوری انصاف کے رجوع کیگئی تہین۔

اپیل دوم موخرجہ خارج کیا جانا چاہیئے۔

ضیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیوس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۷ اور ۱۸ جولائی ۱۸۹۰ء

نرسنگا بہا کشی و یک کس دیگر (مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۳) اپیلانٹان بنام گوندلہا کشی و یک کس دیگر (مدعیان) رسپانڈنٹان[*]

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعات ۱۹۴ و ۵۸۸۔ قرقی قبل فیصلہ۔ معاوضہ۔ اپیل۔

اوس حکم کی ناراضی سے کوئی اپیل نہین ہوسکتا جسکے رو سے زیر دفعہ ۴۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی معاوضہ دلایا گیا ہو۔

---

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۱

(۲) لا رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۰ و لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۷

[*] اپیل دوم نمبر ۴۲۲ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری ایف مرے صاحب ڈسٹرکٹ جج برہاموربمقدمہ اپیل نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۹۸ء بمعہ بحالی ڈگری دی کرشنا مورتی پنٹولو منصف ضلع سومپیٹا بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۵۰۶ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۹۰۰ع
نرسنگا بہاکشی
بنام
گووندا بہاکشی

ایک درخواست داخل کردہ زیر دفعہ ۴۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے قرقی جائداد مدعا علیہم قبل بفیصلہ مین یہہ بیان کیا گیا تہا کہ ایک نالش واسطے رقم واجب الادا منجانب مدعا علیہم بحق مدعیان بربناے واصلات درعرصہ فصلی سنہ ۱۳۰۸ کے رجوع کیگئی ہے اور کہ مدعا علیہم ہمیشہ بغیر بند و بست کرنیکے تکلیف دیتے رہتے ہین اور کہ مدعیان نے بعض دہان بقبضہ مدعا علیہم قرضہ مذکور کے واسطے قرق کرائے ہین۔ مگر اس دہان کا ایک حصہ جو اسطرح پر قرق کیا گیا تہا واگذار کرایا گیا تہا۔ مدعیان نے یہہ استدعا کی تہی کہ وہ قرق کیا جانا چاہئے۔ ایک حکم قرقی حسب استدعا صادر کیا گیا تہا مدعا علیہم بمبر الغائیتہ نمبر ۳ نے ایک درخواست کی تہی جس مین اُنہون نے مدعیان کے بیانات سے انکار کیا تہا اور یہہ استدعا کی تہی کہ قرقی رفع کیجانی چاہئے اور مدعیان کو ہدایت کیجانی چاہئے کہ مدعا علیہم کو مبلغ الـ ۔۔۔ روپیہ یا اس سے کوئی کمتر رقم بطور معاوضہ کے زیر دفعہ ۴۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی ادا کرین۔ کیونکہ مدعیان نے عداوت سے مدعا علیہم کی جائداد قرق کرائی ہے۔ منصف ضلع نے یہہ قرار دیا تہا کہ قرقی قبل فیصلہ کی درخواست ناکافی وجوہات پر کیجا کر حاصل کیگئی ہے مدعا علیہم کی شہادت مین وہ نقصان جو کہ انکو بباعث قرقی مذکور کے پہونچا تہا مبلغ الـ ۔۔ سے زیادہ بیان کیا گیا تہا اور منصف ضلع نے مدعا علیہم کو مبلغ ۲۰۰ روپیہ بطور معاوضہ کے دلایا تہا۔ اس حکم کی ناراضی سے مدعا علیہم نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تہا جنہون نے یہہ قرار دیا تہا کہ حکم مذکور قابل اپیل نہین ہے۔ اسنے اپیل کو خارج کیا تہا

مدعا علیہم بمبر الغائیتہ نمبر ۳ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

مسٹر سیواساامیانگر (از طرف سندرا ایار) منجانب اپیلانٹان ۔ مین یہہ استدعا کرتا ہون کہ منصف کے حکم کی ناراضی سے اپیل ہوسکتا ہے معاوضہ زیر دفعہ ۴۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی خود ڈگری کے روسے عطا کیا گیا ہے اور وہ ایک جزو ڈگری بناتا ہے۔ اسلئے مطابق عام طریق کے اپیل اور اپیل دوم ہوسکتا ہے زیر دفعہ ۴۹۱ کوئی جداگانہ حکم موجود نہین ہے بلکہ حکم متضمن عطاے معاوضہ ڈگری مین شامل ہے۔ آخری فقرہ کے روسے نالش سے امتناع کیا گیا ہے جبکہ ایک فیصلہ نالشی صادر کیا گیا ہو۔ فیصلہ مذکور ایک نہائیت خفیف رقم کے واسطے ہوسکتا ہے یا اسکے بیشے سے کوئی معاوضہ نہین دیا جاسکتا تاہم یہہ عذر کیا گیا ہے کہ فریق ضرر رسیدہ کو کوئی چارہ جوئی حاصل نہین ہے مین یہہ استدعا کرتا ہون کہ یہہ امر نامناسب ہے اگر عدالت نے سوال مذکور پر غور کرنے سے انکار کیا ہو یا فیصلہ صادر نکیا ہو۔ تو کوئی اپیل نہو سکیگا۔ مگر ایسی صورت مین نمبری نالش رجوع ہوسکیگی۔ دفعہ ۵۴۰ کے روسے جملہ ڈگریات کی ناراضی سے اپیل کی اجازت دیگئی ہے اور کوئی امتناع بخلاف اپیل بناراضی حکم مصدرہ زیر دفعہ ۴۹۱ کے موجود نہین ہے۔

رنگاچیریر منجانب رسپانڈنٹان ۔ ڈگری بمقدمہ حال کے روسے ایک خاص رقم بطور معاوضہ بخلاف مدعیان

سنہ ۱۹۰۱ء
نرسنگا بہاکشی
بنام
گودنڈا بہاکسی

دلائی گئی ہے سدعیان ایسے حکم کی نارضی سے اپیل کرسکتے ہیں اور ایسا ہی کیا گیا ہے مگر مدعا علیہم کا اپیل اس رقم کے متعلق ہے جسکی نسبت انہوں نے یہہ شکایت کی ہے کہ انکو دلائی نہیں گئی۔ وہ ایک جزو ڈگری نہیں ہے اگر ایسے حکم کی نارضی سے اپیل ہوسکتا ہے تو وہ زیر دفعہ ۵۸۸ کیا جانا چاہئیے مگر دفعہ مذکور میں کسی ایسی اپیل کا حکم نہیں دیا گیا۔ زیر دفعہ ۴۹۷ جسکے کہ الفاظ متشابہ ہیں ایک اپیل کی اجازت زیر دفعہ ۵۸۸ ضمن ۴۲ دیگئی ہے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ احکام زیر دفعات ۴۹۱ و ۴۹۷ ڈگریات نہیں ہیں بلکہ محض احکام ہیں۔ اگر اپیلانٹان کا عذر درست ہے تو کوئی ضرورت احکام زیر دفعہ ۴۹۷ کی نارضی سے اپیل کا حکم دینے کی موجود نہ تھی۔

کے سرینواسا اایانگر جواب:۔ جہانتک ڈگری کے روسے ایک خاص قسم عطا کیگئی ہو تو اسکا اثر یہہ ہے کہ انکی روسے باقی رقم متدعویہ نامنظور کیگئی ہے اسلئے جزو نامنظور کردہ کی نسبت اپیل ہوسکتا ہے مشابہت دفعہ ۴۹۷ بحق ممکن ہونے ایک اپیل کے ہے ضمن ۴۲ دفعہ ۵۸۸ جسکے روسے احکام زیر دفعہ ۴۹۷ کی نارضی سے اپیل کی اجازت دیگئی ہے واسطے محدود کرنے استحقاق اپیل کے منع کیگئی ہے۔ بروئے دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے احکام شامل کردہ بدفعہ ۵۸۸ احکام کی ذیل سے خارج کئے گئے ہیں۔ دفعہ ۵۸۸ ضمن ۴۲ کا اثر یہہ ہے کہ صرف ایک اپیل بنارضی احکام صادر کردہ زیر دفعہ ۴۹۷ کے ہوسکتا ہے اور اپیل دوم نہیں ہوسکتا اگر ضمن ۴۲ موجود نہوتی تو اپیل اور اپیل دوم ہوسکتا تھا۔ کیونکہ عطائے معاوضہ زیر دفعہ ۴۹۷ خود ڈگری میں شامل کیا گیا ہے بطور صورتہائے عطائے معاوضہ زیر دفعہ ۴۹۱ کے ایک اپیل اور اپیل دوم ہوسکتا تھا مگر صورتہائے زیر دفعہ ۴۹۷ میں بباعث ضمن ۴۲ دفعہ ۵۸۸ کے صرف ایک ہی اپیل ہوسکتا ہے نہ کہ اپیل دوم۔ اس تمیز کی وجہہ موجود ہے۔ دفعہ ۴۹۷ میں صورتہائے حکم امتناعی دربارہ اُس جائیداد کا قیاس کیا گیا ہے جو امر مابہ النزاع ہو جہاں فریقین جائیداد کا دعوے کرتے ہوں اور صرف فیصلہ کے روسے یہہ فیصل کیا گیا ہو کہ وہ کس فریق کی ملکیت ہے، مگر مقدمات زیر دفعہ ۴۹۱ میں جائیداد متفرقہ جائیداد متنازعہ نہیں ہوتی بلکہ ایسی جائیداد ہوتی ہے جو مسلمہ طور پر مدعا علیہ کی ملکیت ہوتی ہے اور مدعا علیہ خود اپنی جائیداد کے متعلق کارروائی کرنے سے روکا جاتا ہے اسمیں ذاتی گرفتاری کی صورتہا بھی شامل ہیں۔

تجویز:۔ سوال یہہ ہے کہ آیا اُس حکم کی نارضی سے اپیل ہوسکتا ہے جو دربارہ معاوضہ کے زیر دفعہ ۴۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا گیا ہو۔ اوّلاً یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم مذکور بطور ایک ڈگری کے قابل اپیل ہے کیونکہ عطائے معاوضہ ایک جزو ڈگری بروئے صریح ہدایت مندرجہ دفعہ مذکور کے بناتا ہے۔ اور حکم مذکور ان احکام میں سے ایک نہیں،

۱۹۰۰ء
نرا سنگا بہاکشی
بنام
گووندا بہاکشی

جنکی کہ تفصیل دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کیگئی ہے - مگر ہم یہ رائے ظاہر کرتے ہین کہ الفاظ ہم مضمون دفعہ ۴۹۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین مطابق الفاظ دفعہ ۴۹۱ کے ہین اور دفعہ ۵۸۸ (ضمن ۲۴) مین ایک اپیل بنارضی حکم زیر دفعہ ۴۹۷ کی اجازت دیگئی ہے نتیجہ یہ ہے کہ کوئی اپیل نہین ہوسکتا الا بصورت موجود ہونے ایسی شرط کے اور کوئی شرط بہ شرط دفعہ ۴۹۱ مین موجود نہین ہے - اسلئے ہمکو یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے کہ واضعان قانون کا منشاء ایک اپیل کی اجازت بنارضی حکم صادرہ زیر دفعہ ہذا دینے کا نتہا - اسلئے اپیل دوم حال معہ خرچہ خارج کیاجانا چاہئے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنسن صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس

۱۹۰۰ء ۲۴ جولائی

آر وغیرہ (مدعیان) اپیلانٹان بنام مری تہیبی یاگورو کل و یک کس دیگر (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان بلا مالکان اراضی و مزارعہ - مقبوضہ جات زراعتی - تبدیل کیا جانا نوعیت مقبوضہ جات کا منجانب ان اشخاص کے جو دوامی استحقاق دخیلکاری کے مستحق ہون - چارہ جوئی -

دخیلکاران بعض اراضیات نے درخت زار جو ایک جزو ایک زمینداری کا بناتی تہین ایک تعداد کہپریلدار مکانات کی اراضی مذکور پر بنائی تہی جو مسلمہ طور پر زراعتی اغراض کیلئے نہ تہے - بروئی شرائط ان پٹہ جات کے جنکو کہ تابع اراضیات کا قبضہ رکہاگیا تہا لگان واجب الادا مطابق اس استعمال کے کم و بیش ہونیکو قابل تہا جس مین کہ اراضی مذکور لائی جائے - پٹہ داران زمینداری کیطرف سے ایک نالش بغرض حصول قبضہ اراضیات بعد ان مکانات کے منہدم کرنیکے جو کہ اوپر بنائے گئے تہے - رجوع کیئے جانے پر -

تجویز ہوئی کہ عمارات محولہ بالا سے مقبوضہ جات کی نوعیت تبدیل ہوگئی تہی اور یہ کوئی جواب نہ تہا کہ اراضی پر ابتک اسیقدر درختان موجود ہین جسقدر کہ ابتدا تہے -

نیز تجویز ہوئی کہ وہ فعل جسکی شکایت کیگئی تہی اس شرط کی خلاف ورزی کی حد تک پہونچتا تہا جسپر کہ اراضی کا قبضہ رکہاگیا تہا تاکہ اس حقیت کی ضبطی کا باعث ہو جسمین مزارعان نے مسلمہ طور پر دوامی استحقاق دخیلکاری حاصل کیا تہا مناسب چارہ جوئی یہ تہی کہ مکانات کے گرائے جانے اور اراضی کو اپنی اصلی حیثیت مین لائے جانے کی استدعا کیجاتی -

نالش واسطے قبضہ اراضی کے بعد گرانے ان عمارات کے جو کہ اسپر بنائی گئی تہین یا علی سبیل البدل واسطے دلاپانے قیمت اراضیات کے مدعیان نے بحیثیت پٹہ داران زمینداری سواگنگ کے ہر دو مقدمات مین یہ دعوی کیا تہا کہ

* اپیلہائے دوم نمبر ۱۲۷۰ و نمبر ۱۲۷۱ ۱۸۹۹ء بنارضی ڈگریات ایس رسل صاحب ڈسٹرکٹ جج مدورا بمقدمات اپیل نمبر ۳۴ و نمبر ۱۳۴ ۱۸۹۸ء مشعر بحالی ڈگریات سی ہی دسرانا تہاسستری اکٹنگ منصف ضلع سواگنگ بمقدمات ابتدائی نمبر ۳۲۶ و نمبر ۲۵۸ ۱۸۹۷ء -

سنہ ۱۹۰۱ع
۲ ۔
بنام
ی تہینی باگورو کل

مدعاعلیہ نمبر ۲ نے ناجائز طور پر اُس اراضی درخت زار پر مکان یا مکانات بنائے ہین جو زمینداری مذکور مین واقعہ ہے ۔ جوابدعوی یہ تہا کہ اراضیات مدعاعلیہم کی ملکیت ہین اور مدعیان کو صرف اُنکے متعلق ٹیکس پانے کے وصول کرنیکا حق حاصل ہے ۔ بروئے شرائط اُس پٹہ کے جو ہر دو صورتہائے مین عطا کیا گیا تہا لگان واجب الادا منجانب مدعاعلیہم بحق مدعیان مطابق استعمال اراضی کے کم و بیش ہونیکے قابل تہا ۔ منصف ضلع نے نالشات کو خارج کیا تہا ۔ مدعیان نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تہا جنہنے یہ بیان کیا تہا کہ ؛ "ان ہر دو مقدمات مین ۔ مدعاعلیہ نمبر ۲ نے اراضی درخت زار پر مکانات تعمیر کئے ہین ۔ نالش اپیل نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۹ع خفیف امور مین نالش اپیل نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۸ع سے مختلف ہے ۔ نالش اپیل نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۸ع مین یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ درخت زار مذکور قلعہ کی چار دیواری کے اندر واقعہ ہے اور اسکے چارون طرف مکانات ہین ۔ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ اراضی مذکور کی جماعت بندی بطور اراضی خشک یا تر کے نہین کیگئی اور صرف ٹیکس درختان اُسمین سے وصول کیا جاتا ہے ۔ مدعاعلیہ نمبر ۲ نے یہ بہی عذر کیا ہے کہ وہ اراضیات جنپر کہ عمارات بنائی گئی ہین اسلئے عرصہ سے لگی ہین اگر غرض مذکور کے واسطے اُنکی ضرورت معلوم ہو ۔ نالش اپیل نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۸ع مین یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ اراضی مذکور درخت زار ہے اور ہمیشہ سے درخت زار رہی ہے اور اُسکے واسطے سوائے ٹیکس درختان کے اور کچہہ ادا نہین کیا جاتا ۔ مگر مدعی کی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ اراضی مذکور محاسبہ جات مین بطور اراضی خشک کے درج ہے ۔ اسلئے بروئے سکن واقعات کے اُسکا استعمال خشک زراعت کے واسطے کیا جاسکتا ہے ۔ پٹہ مین یہ اندراج درج ہے کہ اگر "ایلو وغیرہ" کی کاشت کیجائے تو مالک اراضی اُسکے لگان کا مستحق ہے ۔ عام اندراجات پٹہ مین موجود ہین ۔ بطور امر واقعہ کے یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ کبہی کوئی خشک زراعت اس اراضی پر کیگئی ہے یا آئیندہ کیجائیگی ۔ یہ امر ہر ایک مقدمہ مین تسلیم کیا گیا ہے کہ عمارات بنائی گئی ہین ۔ یہ امر بہی تسلیم کیا گیا ہے کہ کوئی درختان کاٹے نہین گئے اور نہ کوئی نقصان پہونچایا گیا ہے ۔ مدعیان اب بہی وہی ٹیکس حاصل کرتے ہین جو کہ وہ ہمیشہ حاصل کرتے رہے ہین ۔ مکانات خالی قطعات زمین مابین درختان پر بنائے ہین ۔ قانون متعلق بایں امر وہ ہے جو کہ مقدمہ راما ناد ہن بنام زمیندار رامندرا[1] مین درج ہے ۔ مدعاعلیہ مطابق مدعاعلیہ مقدمہ مذکور کے مزارعہ دخیلکار ہے ۔ اسمسل مین کوئی شہادت باظہار اس امر کے موجود نہین کہ مدعیان کو عمارات کے بنانے سے نقصان پہونچا ہے یا کہ انکو اغلباً نقصان پہونچیگا اور نہ مین یہ معلوم کرسکتا ہون کہ کن امور مین نوعیت اراضی تبدیل کیگئی ہے وہ اب بہی اسیطرح درخت زار ہے دوران بحث مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ درخت زار ایک مقبوضہ زرعتی نہین ہے ،

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱٦ صفحہ ۳۴۷ ۔

سنہ ۱۹۰۰ع

آر
بنام
مری تھینی یاگورنا

مین عذر مذکور کو تسلیم نہین کرسکتا۔ مگر میری یہ رائے ہے کہ یہ امر یقینی طور سے بیان کیا جا سکتا ہے کہ درخت زار کی نوعیت مذکور مین تبدیلی نہین کیگئی۔ یہ بیان نہین کیا گیا کہ عمارات مذکور اغراض درخت زاران کیواسطے بنائی گئی ہیں۔ مین یہ قرار نہین دیسکتا کہ ان مکانات کا بنایا جانا نامطابق اُن اغراض کے ہی جنکے واسطے درخت زار موجود ہے۔ ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ مدعیان کو اسقدر نقصان پہونچ سکتا ہے جسقدر کہ خالی قطعات زمین مابین درختان پر کاشت ہوسکتی تہی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ کبہی درخت زار مذکور پر کوئی کاشت نہین کیگئی اور مین کوئی سند اس مسئلہ کی معلوم نہین کرسکتا کہ مالک اراضی مزارعہ کو کاشت پر مجبور کرسکتا ہے۔ مدعیان کے کامیاب ہونیکے واسطے میری یہ رائے ہے کہ انکو کم از کم ممکن نقصان ثابت کرنا چاہئے اور انہوں نے ایسا نہین کیا۔ اُنہوں نے یہ قرار دیا تہا کہ نالشات درست طور سے خارج کیگئی ہین۔

مدعیان سے اپیلہائے دوم حال رجوع کئے۔

سرسوی بہشیام ایانگر منجانب اپیلانٹ۔ اپیلانٹ نے اُن عمارات کے گرائے جانیکا دعوی کیا تہا جو کہ مدعا علیہم نے اُنکی زمین پر بنائی تہین اور نیز یہ کہ وہ بیدخل کئے جائین۔ ہر دو عدالتہائے ماتحت نے غلطی کی ہے۔ صورت حال کا تعلق ایک ایسے مزارعہ دخیلکار کے ساتھہ ہی جو اپنے مقبوضہ پر جو زرعتی ہی رہایشی اغراض کیواسطے مکانات بنائے۔ اہم مقدمہ متعلق باین امر مقدمہ راما نادہن بنام زمیندار رامند (۱) ہے نیز ملاحظہ ہو وہ مقدمات جنکا کہ اسمین حوالہ دیا گیا ہے کسی خاص نقصان کا بیان یا ثابت کرنا ضروری نہین ہے۔ اس امر کا فیصلہ مقدمہ راما نادہن بنام زمیندار رامند (۱) مین کیا گیا ہے۔ مزارعہ ایسی عمارات نہین بنا سکتا جو نامطابق اغراض اسکی مقبوضہ کے ہون۔ عمارات حال اغراض زرعتی کے واسطے نہین ہین۔ اُنکے بحال رکہی جانیسے مالک اراضی کو بہت نقصان پہونچیگا۔ اسمین شبہ نہین کہ مزارعہ پر لازم نہین ہے کہ ایک خاص طریق کے مطابق کاشت کرے۔ مگر مالک اراضی کل امید توسیع کاشت یا ترقیات کی زائل کردیتا ہے مطابق شرائط پٹہ کے شرح لگان مین مطابق نوعیت زراعت کے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ایسے طریق عمل سے اراضی ہمیشہ کے واسطے توسیع کاشت کے ناقابل ہوجاتی ہے۔ ایسا کرنا گویا نوعیت مقبوضہ کو تبدیل کرنا ہے۔ بنسبت دادرسی کے مدعی کم از کم ایک حکم امتناعی دربارہ گرانے مکانات کا مستحق ہے۔ مین یہ استدعا کرتا ہون کہ وہ بیدخل بہی کرا سکتا ہے گو اُس عذر کی تائید مین کوئی سند موجود نہین ہے۔ مقدمہ بہولائی بنام راجہ منسی (۲) مین درختان کا لگانا یا عمارات کا بنانا ایک ایسا فعل قرار دیا گیا تہا جو مقبوضہ کے حقمین مضر ہے اور مزارعہ کو مستوجب بیدخلی بناتا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۴۰۷ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۷۴۔

سنہ ۱۹۰۰ء
آیر
بنام
مری تہینی
یانگورو کل

مگر معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ مذکور ایک خاص ایکٹ کی بنا پر فیصل کیا گیا تہا قطع نظر اسکی روئے اصول کے مزارعہ بیدخل کیا جا سکتا ہے یہ ایک مفہوم شرط حقیت کی ہے کہ مزارعہ کو مقبوضہ کی نوعیت تبدیل نکرنی چاہئے ورنہ اوسکو تلف کرنا چاہئے اگر وہ ایسا کرے تو اسکی مزارعت ضبط ہو سکتی ہے کسی استحقاق دوبارہ دخلیابی کے محفوظ کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ وہ ایک مفہوم شرط خود حقیت کی ہے (ملاحظہ ہو کتاب وڈفال صاحب دربارہ مالک اراضی و مزارعہ صفحہ ۳۲۵ و ۳۲۶) ایک شرط پٹہ یا حقیت کی خلاف ورزی کیگئی ہے محض شرط کی بنا پر یہ ضروری نہین ہے کہ ایک فقرہ دوبارہ دخلیابی کے متعلق موجود ہو یا شرط مذکور اوس سے ملحق ہو۔

وی کرشناسامی ایار و کے سرینواسا اینگر منجانب سانڈرشن:- عرضی دعویٰ مین صرف بیدخلی کی استدعا بعد گرائے جانے عمارات کیگئی ہے اور بطور اسم دادرسی کے مکانات کے گرائے جانیکی استدعا نہین کیگئی- مزارعہ بیدخل نہین کیا جا سکتا بنسبت حکم امتناعی مندرجہ عنوان کے یہ استدعا کیگئی ہے کہ جبتک مالک اراضی نقصان ثابت نکرے وہ ایسی دادرسی کا مستحق نہین ہے مسلمہ طور پر کوئی نقصان پہونچایا نہین گیا- درخت زاران مین کوئی خلل اندازی نہین کیگئی- قرارداد اسطرح پر قلمبند کیگئی ہے مالک اراضی مزارعہ کو کاشت کے کرنے یا اپنی زراعت کے وسیع کرنے پر مجبور نہین کر سکتا- وہ صرف لگان کا مستحق ہے اور جبتک وہ لگان وصول کرتا ہے اسکو نقصان نہین پہونچتا- مزارعہ اراضی کا استعمال حسب منشاء خود کر سکتا ہے اسکے حقوق مالک اراضی کے حقوق کے مساوی ہین اگرچہ اعلیٰ تر نہون- وہ مالک زمین ہے (ملاحظہ ہو نظیر نرسمہا نیدو بنام دنداندی کوتیا (۱)) مزارعہ مجاز ہے کہ اراضی نجا کو ایک درخت زار ناریل مین تبدیل کرے (ملاحظہ ہو نظیر وینکیا بنام راماسامی (۲)) اراضی یکواز نالثات مین زمین زیر مکان ہے مصنف نے ایسا ہی قرار دیا ہے مزارعہ مناسب معاوضہ کا مستحق ہے- مزید برآن مکانات کے بنائے جانے مین رضامندی ظاہر کیگئی تہی-

سروی بہشیام اینگر نے جواباً مقدمہ لالہ بیجی رام بنام کندن لال (۳) کا حوالہ باظہار اس امر کے دیا کہ مزارعہ معاوضہ کا مستحق نہین ہے-

تجویز:- ذیعلم جج ضلع نے درست طور پر مقدمہ راماڈین بنام زمیندار امندر (۱) کا حوالہ بطور قانون حاوی بر مقدمہ حال کے دیا ہے مگر ہم اسکے ساتہہ اس امر مین اتفاق نہین کر سکتے کہ چند کمیر بلدار مکانات مع پشتی کا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۹ سند (۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۴ مع مالا بیدشا انڈین اپیلز جلد ۴ صفحہ ۵۸ (۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۴۰۰-

سنہ ۱۹۰۰ء
آر
بنام
مری تہینی یاگوردکل

بنانا جو مسلمہ طور پر بغراض زراعتی کے واسطے نہین ہین مقبوضہ کی نوعیت کو تبدیل نہین کرتا - پٹہ جات کا حوالہ دینے سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ہر دو مقدمات حال مین لگان واجب الادا منجانب مدعاعلیہم بحق مدعیان مطابق استعمال اراضی کے کم و بیش ہونیکے قابل ہے خواہ اُسکا استعمال ثمردار درختان کے لگانے یا اجناس کی کاشت کرنے مین کیا جائے - اگر اراضی یا اُسکا ایک جزو مستقل مکانات کے نیچے رکھا جائے تو یہ امر صریح ہے کہ وہ اُس حد تک درختان کے لگانے یا دیگر کاشت کرنیکو ناقابل ہو جاتی ہے اور مدعی کی امید مزید لگان کے حاصل کرنیکی زائل ہو جاتی ہے - یہ کہنا کوئی جواب نہین ہے کہ ابتک اراضی پر اسقدر درختان موجود ہین جسقدر کہ پہلے تھے - اسکی یہ وجہ ہے کہ اراضی کا آجتک کامل استعمال بطور درخت زار کے نہین کیا گیا مگر مدعاعلیہم مجاز نہین ہین کہ اُسکا آئیندہ ایسا استعمال ناممکن بنا دین - ایسا کرنا ہماری رائے مین صریح طور پر نوعیت مقبوضہ کو تبدیل کرنا ہے -

دوسرا سوال دربارہ مدعیان کی مناسب چارہ جوئی کے ہے - وہ یہ دعویٰ کرتے ہین کہ مدعاعلیہم کا فعل اُس شرط کی خلاف ورزی ہے جسپر کہ اراضی کا قبضہ رکھا گیا ہے اور اس سے مدعاعلیہم کی حقیت ضبط ہو جاتی ہے - اسمین شبہ نہین کہ مدعاعلیہم کو دوامی استحقاق دخیلکاری حاصل ہے - مدعیان کا وکیل کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ دینے کے قابل نہین جو تائید عذر بہ بینہ ضبطی کے ہو اور ہمکو بلا شبہ طور پر یہ قرار دینے مین تامل کرنا چاہئے کہ بروئے واقعات مقدمہ ہذا کے مدعاعلیہم کا فعل ضبطی کا باعث ہے ہماری رائے مین مدعیان کی مناسب چارہ جوئی مکانات کے گرائے جانیکی ہے اور اراضی کے اصلی حالت پر لائے جانیکی -

ہم اس بنا پر ڈگری دیتے ہین مگر مدعاعلیہم کو یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ کسی عدالت نے تنقیح چہارم قایم کردہ مدعاعلیہم کا فیصلہ نہین کیا جو بدین مضمون ہے کہ معاملہ کا فیصلہ درصل بروئے راضی نامہ کے قبل از ارجاع نالش ہو چکا ہے -

اسلئے ہمکو چاہئے کہ صاحب جج ضلع سے ایک قرارداد متعلق بہ تنقیح مذکور طلب کرین جو بلحاظ شہادت مندرجہ مسل کے قلمبند کیجاکر آج سے چھ ہفتہ کے اندر عدالت ہذا مین ارسال کیجانی چاہئے - سات یوم کی میعاد داخل عذرات کے واسطے بعد موصول ہونے قرارداد کے عدالت ہذا مین عطا کیجائیگی -

سپیشل اپیل فوجداری

باجلاس بنسن صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس

۲۵ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ساوتہہ وغیرہ ٭

مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۱۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۱۸۸۔ ایکٹ امراض وبائی۔ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۷ء حکم مجریہ گورنمنٹ کی عدم متابعت۔ منظوری استغاثہ۔

بعض اشخاص پر یہ الزام لگایا گیا تہا کہ انہوں نے اس حکم کی عدم متابعت کی ہے جو گورنمنٹ نے زیر ایکٹ امراض وبائی (۳ سنہ ۱۸۹۷ء) جاری کیا تہا اور وہ اسوجہ بری کئے گئے تہے کہ استغاثہ کیواسطے زیر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری پہلے سے اس عہدہ دار سرکاری کی منظوری حاصل کرنا ضروری تہا جسنے کہ حکم مذکور جاری کیا تہا۔ منظوری مذکور دراصل پریسیڈنٹ مجلس میونسپلٹی نے عطا کی تہی جسمین احکم مذکور کی عدم متابعت کیگئی تہی۔ مگر مجسٹریٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ پریسیڈنٹ مجلس مذکور ایسا ملازم سرکاری نہ تہا جسنے کہ حکم مذکور جاری کیا تہا اور نہ یہ ثابت کیا گیا تہا کہ اسکو خاص طور پر ایسی منظوری کے عطا کرنیکا اختیار دیا گیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ حکم بریت غلط تہا۔ کیونکہ حکم زیر بحث گورنمنٹ نے جاری کیا تہا نہ کہ کسی ملازم سرکاری نے اسلئے کسی منظوری کی ضرورت نہ تہی۔

اپیل بجانب پیروکار سرکاری بنا راضی ایک حکم بریت کے۔ واقعات مقدمہ ہذا اکٹنگ جائنٹ مجسٹریٹ کستنا کے فیصلے سے ظاہر ہوتے ہین جو حسب ذیل تہا:۔ ملزم مسٹر جی ساوتہہ ڈسٹرکٹ ٹرافک سپرنٹنڈنٹ سدرن مرہٹہ ریلوے گنتور پر جرم قابل سزا زیر دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کا الزام اسوجہ سے لگایا گیا ہی کہ اسنے ایک ایسے حکم کی خلاف ورزی کی تہی جو کہ جائز طور پر بدین مضمون جاری کیا گیا تہا کہ وہ اپنے آپکو بروئے قواعد پلیگ کے معائنہ کیواسطے پیش کرے۔ مسٹر ساوتہہ کا مقدمہ میرے پاس ارسال کیا گیا ہے کیونکہ اسنے بطور یوروپین برٹش رعیت کے تجویز ہونے جانیکا دعوی کیا ہے۔ اسکے ملازمان پر بہی الزام لگایا گیا ہے۔ مگر میرا اطمینان ہو گیا ہے کہ انپر قبل ازین تجویز کیجا کر انکو سب مجسٹریٹ نے ایک ایسے ہی الزام سے بری کیا ہے اور وہ مزید تجویز کے ذمہ وار نہین ہین۔ وہ فوراً زیر دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کئے گئے ہین۔ انپر یہان بہی الزام لگایا گیا تہا کیونکہ مسل ارسال کردہ سب مجسٹریٹ سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ انکے مقدمات کا فیصلہ اسکی عدالت مین کیا جا چکا ہے ملزم نے یہ ابتدائی عذر اٹہایا ہے کہ

٭ اپیل فوجداری نمبر ۴۹ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی فیصلہ بریت صادر کردہ بر ملزم بمقدمہ قلمبندہ ۲۳ سنہ ۱۸۹۹ء مسٹر اے ایف ڈی پی ادلڈ مینڈ صاحب اکٹنگ جائنٹ مجسٹریٹ کستنا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
ساوتہہ

اُس ملازم سرکاری کی منظوری جسنے کہ وہ حکم جاری کیا تہا حاصل نہین کیگئی جسکی کہ خلاف ورزی کا اُسپر الزام لگایا گیا ہے جو قبل اسپر استغاثہ کئے جانیکے ضروری ہے اور کہ وہ منظوری جو میر مجلس میونسپل کونسل نے دی ہے بیفائدہ ہے کیونکہ میر مجلس سے نے قواعد مذکور جاری نکئے تہے۔ وہ قاعدہ جسکی کہ خلاف ورزی کا الزام ملزم پر لگایا گیا ہے قاعدہ ۱۷(۱) ابتدائی ریگولیشن ہائے مفصلات زیر ایکٹ امراض وبائی ہے۔ اُسکا عنوان نمبر ۲۸۳۰ مورخہ ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء ہے اور اشتہار نمبر ۹۸ گزٹ فورٹ سینٹ جارج مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۷ء مین شائع کیا گیا ہے۔ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے جاری کیا گیا ہے نہ کہ میر مجلس کیطرف سے۔ اس شخص نے جسکو کہ میر مجلس نے مقدمہ کی پیروی کرنیکے واسطے مقرر کیا ہے اِس امر کو تسلیم کرکے ایک مطبوعہ سرکلر بادستخطی کلکٹر پیش کرکے یہ حجت کی ہے کہ فقرہ چہارم کے روسے میر مجلس کو اِس قسم کے مقدمات مین منظوری عطا کرنیکی اجازت دیگئی ہے۔ فقرہ چہارم مین صرف یہ بیان کیا گیا ہے کہ "وہ ریگولیشن ہائے جو زیر ایکٹ امراض وبائی شائع کئے گئے ہین جا بجا عہدہ داران مقامی کو اور جملہ عہدہ داران سرکاری کو اُن افعال اور ترک افعال کے متعلق کارروائی کرنیکا اختیار دیتے ہین جسنے وبا کے پہیلنے کا احتمال ہو" یہ امر نہ تو خاص اور نہ عام اختیار بحق میر مجلس عطا کئے جانے کی حد تک پہونچتا ہے۔ حجت مزید ایک چٹھی ازطرف کلکٹر بنام میر مجلس پر بہی مبنی رکہی گئی ہے جسمین یہ الفاظ درج ہین:۔ "اگر تمہارے خیال مین واقعات اِس امر کے مقتضی ہون تو تم اُن اشخاص کے استغاثہ کی منظوری دیسکتے ہو جو ابتک گنہگار ہین اور جو اُسکے برخلاف جاری احکام کی خلاف ورزی کے واسطے استغاثہ کر سکتے ہو" یہ بذاتہ ایسی منظوری نہین ہے جیسی کہ قانوناً ضروری ہے کیونکہ اوسمین کسی کا نام درج نہین اور نہ اسمین کوئی بتفصیل کسی خاص جرم مرتکبہ کی کیگئی ہے۔ اور نہ مین اسکو ایک اختیار منظوری بحق میر مجلس متصور کر سکتا ہون درصورتیکہ کوئی شہادت تائید اسکی موجود نہین (۱) کہ کلکٹر کو بذاتہ منظوری دینے کا اختیار حاصل ہے (۲) وہ نیابتاً عطا کیا جا سکتا ہے۔ کوئی ایسی شہادت موجود نہین۔ اِن واقعات کی موجودگی مین ملزم زیر دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کیا جاتا ہے۔

حکم مذکور کی ناراضی سے اپیل حال رجوع کیا گیا تہا۔

پبلک پراسیکیوٹر (مسٹر ای بی پاول) منجانب سرکار۔

ملزم کی طرف سے کوئی وکیل نہ تہا۔

تجویز:۔ پیروکار سرکاری نے اپیل کو بمقابلہ جی ساوتہہ اور سالومن کے واپس لیا ہے دیگر دو اشخاص مسماۃ ملاری اور راجندرام کو سٹیشنری سب مجسٹریٹ نے اُس جرم سے بری کیا تہا جو اُنکے برخلاف بیان کیا گیا تہا

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
سادتہہ

یعنی یہ کہ انہون نے اُس حکم کی خلاف ورزی کی ہے جو گورنمنٹ نے زیر ایکٹ امراض وبائی (۳ سنہ ۱۸۹۷ء) جاری کیا تھا۔ وہ وجہ جو کہ سب مجسٹریٹ نے بیان کی تھی یہ ہے کہ استغاثہ کیواسطے ضروری تھا کہ پہلے سے اُس ملازم سرکاری کی منظوری حاصل کیجائے جیسی کہ زیر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری حکم کیا تھا۔

صرف ایک ہی منظوری جو استغاثہ کیواسطے حاصل کیگئی تھی میر مجلس میونسپلٹی کی تھی جسمین کہ حکم کی خلاف ورزی کیگئی تھی سب مجسٹریٹ نے یہ قرار دیا تھا کہ میر مجلس وہ ملازم سرکار نہتھا جسنے کہ حکم مذکور جاری کیا تھا اور اُسنے یہ ثابت نکیا تھا کہ اسکو خاص طور پر منظوری دینے کا اختیار عطا کیا گیا ہے۔ جائنٹ مجسٹریٹ نے بعدمین اشخاص مذکور کو اسوجہ پر بری کیا تھا کہ انکو پہلے سے سب مجسٹریٹ نے بری کیا ہے۔

گورنمنٹ نے حکم بریت مذکور کی ناراضی سے اپیل کیا ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ سب مجسٹریٹ کا حکم قایم نہین رہ سکتا۔ دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری جبکہ وہ دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے بلاشبہ طور پر اس امر کی خواہاں ہے کہ کسی عدالت کو کسی ایسے جرم کی سماعت نکرنی چاہئے جسکا ارتکاب بذریعہ خلاف ورزی حکم جاری کردہ ملازم سرکاری کے کیا گیا ہو الا جبکہ ملازم سرکاری مذکور سے منظوری استغاثہ حاصل کیگئی ہو۔

صورت حال مین وہ حکم جسکی کہ خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا ہے کسی ملازم سرکاری نے جاری نکیا تھا بلکہ گورنمنٹ نے جاری کیا تھا میر مجلس کی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا کہ اُسنے حکم مذکور جاری کیا ہے اُس نے صرف اپنی میونسپلٹی مین حکم جاری کردہ کو دوبارہ شائع کیا تھا جو کہ اولاً گورنمنٹ نے زیر ایکٹ امراض وبائی جاری کیا تھا چونکہ حکم مذکور کسی ملازم سرکاری نے جاری نہین کیا اسلئے کسی منظوری کی ضرورت بطور شرط ماتقدم استغاثہ خلاف ورزی حکم مذکور کے موجود نہین ہے۔ اسلئے ہمکو احکام بریت منسوخ کرنے چاہئین اور سٹیشنری سب مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کرنی چاہئے کہ مقدمہ پھر شامل کاغذات بمقابلہ میلا ریدی اور راجندرام کے کرکے اُسے مطابق قانون کے فیصل کرے۔

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ جیمس آف ہیرفورڈ صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ لنڈلے صاحب و سر آرتھر ولسن صاحب و سر ہنری ڈی ویلیرس صاحب

۲۲ جون و ۷ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء

تھروتھی پلی اسان مینن وغیرہ مدعا علیہم اپیلانٹان **بنام** وریاگی ترلپیری اسان مینن

[برطبق اپیل بنارضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس]

قانون ملابار ۔ قانون رواجی تبنیت ۔ بین قوم نیاران ملابار جنوبی کے ۔ اختیار تبنیت ایک تارود کے کرناون کا اندراون کی رضامندی کا ضروری ہونا ۔

تنازعہ حال بین نیاران ملابار جنوبی کا فیصلہ مطابق اُنکے قوانین و رواجہائے کے کیا گیا تہا جنمین سے بعض جنکا کہ تعلق جائداد کی وراثت بوساطت اناث کے ساتہہ تہا اسقدر مسلمہ ہین کہ جوڈیشل طور پر وہ بغیر ثبوت کے پذیرائی جاتے ہین حالانکہ دیگران کی نسبت ثبوت کا موجود ہونا ضروری ہے ۔

وسیع اختیار کرناون تارود کا ۔ جس واسطے کہ تمام اُسکی جائداد ہے مُسکا اختیار انتقال محدود ہے جسکو تبنیت کا اختیار دیا گیا ہو جس سے وہ اشخاص و رانکی ورثاء کو تارود کے آمین صرف برضامندی اُسکے دیگر اراکین کے بنا سکتا ہے ۔ جہانتک اراکین تارود کی تعداد اسقدر کم ہو گئی ہو کہ وہ خود کرناون اور ایک اندراون رہ گئے ہین :۔

تجویز ہوئی کہ کرناون خود اپنی اختیار تمیزی سے بارہ ہمدی شخص مذکور کو تبنیت نہ لے سکتا تہا الا جبکہ ایک ثابت کردہ رواج بین اختیار موجود ہو کہ صرف کرناون تبنیت لے سکتا ہے ۔

سب سے آخری ممکن کرناون کے زمانہ مین ایسا اختیار صرف اُسکو حق بین واسطے محفوظ کرنے تارود کے ضروری ہو سکتا ہے مگر صورت حال مین سب سے آخری کرناون کی باری نہ آئی تہی ۔ اور اُسکی تبنیت منجانب اُس کی کرناون کے جو بلا رضامندی پسماندہ اندراون کے عمل کرتا تہا ناجائز تہی ۔

اپیل از ڈگری (مصدرہ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء) مصدرہ ہائیکورٹ (۱) مشعر تنسیخ ڈگری (۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء) مصدرہ سبارڈینیٹ جج ملابار واقعہ کلیکٹ ۔

فریقین نالش حال جنوبی ملابار کے نیاران تہے جنمین کہ وراثت تابع قانون متاکشرلکے ہے جسکے روسے جائداد خاندانی سلسلہ اناث مین منتقل ہوتی ہے چنانچہ اولاد زوجہ کے شوہر کے ورثا نہین ہوتے بلکہ وہ بوساطت اپنی ماں کے وراثت پاتے ہین ۔

وہ سوال جو بر تجویز اپیل ہذا کے اٹہایا گیا تہا یہ تہا کہ آیا دوبرادران مین سے بڑا جو صرف دو ہی پسماندہ اراکین تارود تہے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۱۵ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
نرو ہتی پی ان مینن
بنام
وریا لنگا تل پیری
رامن مینن

تبنیت لینیکا مستحق تہا کہ ان اشخاص کو جنکو ا سے مستثنی کیا ہو شرکت اکثین خاندان بلا رضامندی چہوٹے بہائی سے متبنی جو صرف ایک ہی پسماندہ اندر دانی تارود ہا تہا۔

اپیلانٹان مدعا علیہم نالش حال تہے جو ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ع کو بہی نالو مینن سے جو گووندن نیار کا چہوٹا بہائی تہا اور گووندن نیر متہم رکن پکرادن تارود تہا دایر کی تہی۔ نالو دوران اپیل ہذا مین فوت ہوگیا تہا اور رسپانڈنٹ جو اسکی جائداد کا متہتم تہا شامل اپیل کیا گیا تہا۔ کرنا دن گووندن نے ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۹۱ع کو چار مدعا علیہم کو جنمین سے مدعا علیہا ۱ وہ عورت ہو اسکے ہمراہ دو دختر تہے اور باقی دو مدعا علیہ ۲ کے دختر اور پسر تہے متبنی کیا تہا۔

عدالت ماتحت مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ بادرا نکے بین اتفاق تہا اور یہ امر تسلیم کیا گیا تہا کہ نالو کی رضامندی کی نہ تو استدعا کیگئی تہی اور نہ وہ عطا کیگئی تہی۔ بطور آخری رکن تارود کے اُسنے تبنیت کو غیر موثر قرار دینے کی اسوجہ پر نالش کی تہی کہ اُسکے کبھی جانے مین کبھی رضامندی ظاہر کیگئی تہی اور اُسنے یہ دعوی کیا تہا کہ مدعا علیہم کو حکم دیا جائے کہ اُس کل جائداد کا قبضہ جو گووندن کی وفات کے وقت اُسکے قبضہ مین لطور جائداد تارود کیا بطور حاصل کردہ خود کے تہی حوالہ کردین۔

مدعا علیہم نے تبنیت پر بطور جائز تبنیت کے انحصار کیا تہا کوئی واقعات متعلق بہ تبنیت متنازعہ نہی اور کوئی قابل فیصلہ بات ہائیکورٹ دربارہ درست امر متنازعہ کے موجود نہی۔ اہم اثر شہادت متعلق بہ رواج اس امر کے کہ کرنادون کو بہ مقامین کسقدر اختیار حاصل ہے حکام عالیمقام کے فیصلہ مین بیان کیا گیا ہے۔

سب آرڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا تہا کہ تارود کی تعداد اسقدر کم ہوگئی تہی کہ کرنادن کی طرف سے تبنیت کا کیا جانا ایک ضروری امر ہوگیا تہا۔ اُسکی رائے مین گو چہوٹا پسماندہ رکن ایک ناجایز تبنیت کے عمل مین آنیکو اپنی رضامندی نہ دینے سے روک سکتا تہا تاہم اُسکی طرف سے رضامندی کا نہ دیا جانا اُس تبنیت کو ناجائز نہ بنا تا تہا جو جملہ امور مین بذاتہ مناسب تبنیت تہی۔ ساتہہ ہی یہ فیصل کیا گیا تہا کہ مدعی بطور بڑے رکن کے اُس خاندان کے جو بذریعہ تبنیت کے بنایا گیا تہا تارود کا کرناون تہا اور اس حیثیت سے قبضہ و اہتمام جائداد کا مستحق تہا۔ بر طبق اپیل مدعی کے ہائیکورٹ کے فیصلہ مصدرہ سبرامنیا ایار صاحب جسٹس مین ڈیویس صاحب جسٹس نے اتفاق کیا تہا ملاحظہ ہو

سنہ ۱۹۰۰ء
تہروتہی پلی رامن مینن
بنام
دریانگاٹل ایسری
رامن مینن

پایاتہ سومینن بنام تہروتہی پلی رامن مینن (۱) انکی یہ رائے تہی کہ وہ تبنیت جسکے کہ بحق تاروڈ کے بنانیکی کوشش کیگئی تہی کرناون کے اختیارات سے باہر تہی جو خود اپنے اختیار تمیزی کے مطابق عمل کررہا تہا۔ تبنیت جسطرح کہ وہ عمل مین لائی گئی ہے ناجائز ہے۔ انہون نے اس امر کے تسلیم کرنیسے انکار کیا کہ کرناون جو اعلی رکن خاندان ہے بلا رضامندی صرف ایک ہی پسماندہ رکن خاندان (اندراون) کے تبنیت لے سکتا ہے کوئی رواج اس تبنیت کا اختیار دینے والا ثابت نہین کیا گیا۔ انہون نے شہادت کو بہت کم وقعت عطا کی تہی۔ اس عام اصول کو ملحوظ رکھکر کہ وہ تبنیت جو ضروری رضامندی پسماندہ اندراون کے ساتہہ نکیگئی ہو کرناون کے حدود اختیارات سے باہر ہے اور اس اصول کی وجوہات کی تشریح کرکے انہون نے یہ فیصل کیا تہا کہ وہ تبنیت ملے جو کہ اندراون نے کی تہین کالعدم اور غیر موثر ہین۔

بر طبق اپیل ہذا مسٹر جے ڈی مین و مسٹر سی ڈبلیو اراتہون بجانب اپیلانٹ نے یہہ بحث کی تہی کہ فیصلہ ہائیکورٹ مین غلطی ہے تبنیت بجانب کرناون تاروڈ کے ہرچہار مدعاعلیہم کی نسبت جو خود اسکا پسر اور اسکی دختر اور دختر مذکور کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے جائز قرار دیجانی چاہیئے تہی۔ کرناون کے اختیار کی وسعت بلاواسطہ دیگر ارکین تاروڈ کے بابین ارکین اپنا ذکر نیکے واسطے تبنیت لئے کے کرنے مین اولاً ہائیکورٹ کے روبرو بغرض فیصلہ پیش ہوئی تہی۔ فیصلہ مذکور کے بسبب حسب ضابطہ موازنہ اس شہادت کو عطا نہین کیا گیا جو بتائید رواج بیان کردہ مدعاعلیہم کے تہی جو بدین مضمون تہا کہ کرناون ایک حال جیسے مقدمہ مین اختیار تبنیت کا استعمال بلا رضامندی تہا پسماندہ اندراون کے کر سکتا تہا۔ شہادت از طرف مدعاعلیہم اس شہادت سے زیادہ تر باوقعت تہی جو کہ مدعی نے اس امر کے متعلق پیش کی تہی۔ مزید بران ہائیکورٹ نے اس اختلاف کو بحال رکہنے مین درست طور پر عمل نہین کیا جو مابین کرناون ایک نیا تاروڈ کے اور ہید مشترکہ خاندان اہل ہنود کے دربارہ عمل کرنے حسب اختیار خود کے موجود ہے۔ وہ اختیارات جنکا کہ استعمال ہر دو مذکورہ بالا اقسام کے اعلیٰ ارکین کیطرف سے کیا جاتا ہے مشابہ ہین۔ مقدمہ ایراونی ریویو مین بنام اتاچوری ریویومن (۲) کا حوالہ دیا گیا تہا جہانکہ فیصلہ مین یہہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ شخص جسکا کرناون کے ساتہہ نزدیک تر رشتہ ہے خاندان اہل ہنود کا باپ تہا۔ ہائیکورٹ نے کافی شہادت بحق کرناون کے تہا اختیار کے پایا جیسا کہ انہون نے بیان کیا ہے بتائید عذر مدعی بخلاف اختیار مذکور کے قرار نہین دی اور انہون نے یہ معلوم کیا تہا کہ صرف یہی اصول منطبق متنازعہ پر جاری ہوسکتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۵۔

(۲) (سنہ ۱۸۷۶ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۵۳۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کروتھی ملی امرو مینن
بنام
دیانگا تل لپیری
رامن مینن

اور انہون نے اپنی رائے دربارہ اصول مذکورہ کے قایم کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا تہا کہ رضامندی مذکورہ ضروری نہی سب سے بہتر وسایل قانون مرو مکتیایم یا وراثت بشرو زادگان (جو کہ لفظ مذکورہ سے مراد ہے) معلوم کرنیکے واسطے مدراس گورنمنٹ کی رپورٹ دربارہ کمیشن ازدواج ملابار ۱۸۹۱ء سے ہو سکتے ہیں۔ متوفی سر ٹی موتوسامی ایار صاحب جسٹس کمیشن مذکورہ کے پریسیڈنٹ تہے اور انہون نے رپورٹ مذکورہ مین ایک یادداشت ایزاد کی تہی جسمین صحیح اور کامل تشریح قانون مذکورہ کی گئی تہی۔ اُسنے وہ مرحلہ طے کر لیا تہا جہانتک رواجی قانون کے واسطے شہادت کا ثبوت و نکار ہو تو ثابت الادرہا۔ و لیکن اتفاق متفق با قوم غیب ۔ رواج مکتیایم سے جو مغربی ساحل کی طرف مروج تہا صحیح طور پر ظاہر ہوتا تہا کہ سلسلہ وراثت پسران کی اولاد مین قایم رہتا ہے ۔ کوئی ایک کتب پرانی قانون ملابار کی موجود نہین ۔ مختصر بیان جہان حوالہ دیا گیا تہا حسب ذیل تہا: اسکی سادہ صورت مین تاروو یا خاندان مرومکتیایم جسکے اراکین ایک ماں اور اسکی اولاد ہوتے ہین جو یکجا رہتے ہون و ماموں انکا کرنادن ہوتا ہے۔ اسکی مخلوط صورت مین کئے اراکین چند والدہ اور انکی اولاد یا اولاد کی اولاد بہ سلسلہ اناث ہوتے ہین جن سب کی نسبت مشترکہ ماں اناث سے شروع ہوتی ہے جو بطور خاندان مشترکہ کے یکجا رہتے ہون ۔ تابع اختیار و انتظام ایک اعلیٰ رکن مذکورہ کے جو اسوقت بطور اعلیٰ رکن یا قائم مقام کے مہتمم ہو سلسلہ رشتہ مشترک مورث اناث کی نسل سے ہوتا ہے اور اتحاد خاندان کا سلسلہ متعلق ایک عہد نامہ ابتدائی عام کرنادن کا ہے۔ جائداد تاروو کا مقصد یہ ہے کہ کل خاندان اسکا مالک ہے یعنی وہ ناقابل تقسیم ہے الا بذریعہ عام رضامندی کے اور کہ ہر ایک رکن مستحق اس امر کا ہے کہ تاروو سے گذارہ حاصل کرے اور مشترکہ مستفیدی استعمال جائداد کا ثمرہ حاصل کرے ۔ خاندان مشترکہ تاروو کے نام سے موسوم ہے اور ہر ایک ماں اور اسکی اولاد بہ سلسلہ اناث جو تاروو کے اراکین ہون تاوالی کے نام سے موسوم ہوتا ہے یعنی ایک ہی ماں کے سلسلہ سے ۔ اسکے ضمنی معنو نمین لفظ مذکورہ سے مراد ایک شاخ خاندان ہے جسکو جداگانہ قبضہ ایک جزو جائداد خاندان کا حاصل ہو تاکہ استعمال جائداد مین سہولیت ہو بلا کسی قسم کے نقصان حق اتحاد تاروو کے یا حق عام اختیار کرنادن کے نیز لفظ مذکورہ مین ایک شاخ مقبوضہ جائداد حاصل کردہ خود شامل ہے جو ساتہہ ہی اپنے مشترکہ استحقاق جائداد تاروو کو بحال رکہے ۔ اگر تاروو بذریعہ اُس تقسیم کے توڑا جائے جو عام رضامندی سے کیگئی ہو تو ہر ایک شاخ ایک جدید تاروو یا شاخ تاروو کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور منقسمہ رشتہ داران اتالادکن یا وارثانِ بازگشت کے نام سے موسوم ہوتے ہین۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ رشتہ زن و شوہر یا پدر و اولاد

سنہ ۱۹۰۰ع
تیروتہی پلی رامن مینن
بنام
وریانگاٹل ایپی
رامن مینن

ماروکمتیام خاندان مین ایک ذاتی رشتہ نہین ہے۔ اُن صورتہائے مین جنمین ایک نیار عورت اپنے شوہر کے ساتہہ رہتی ہو تو اسکو خود اپنے تارود مین عین بعد یا عین قبل اُسکی وفات کے بہیجدینا بہی ایک قدیمی رواج ہے اور اُسکی لاش کی اُسوقت تک تجہیز و تکفین نہین کیجاتی جبتک کہ وہ اُسطرح ارسال نکیجائے۔ وہ شخص جو مرومکتیام خاندان مین کسی کو متبنیٰ کرے بطور ایک عارضی رکن کے مقصود کیا جاتا ہے اور باہمی رضامندی ایک ضروری شرط اُسکے رشتہ کے قائم رکہنے کی ہے"۔ قانون ملابار جو نسب بوساطت اناث سے متعلق ہے جسکے رو سے ایک لڑکا بوساطت اپنی ماں کے وارث ہوتا ہے نہ کہ بوساطت باپ کے اِس امر کا مقتضی ہے کہ تارود مین تبنیت کا کیا جانا منجانب ایک عورت کے ہونا چاہئے۔ مطابق انہی رواجہائے خاندان کے ایک ذکور رکن جانداد تارود کا مہتمم بنایا جانا ضروری ہے۔ مطابق دیگر رواجہائے کے متبنیٰ کردہ اناث رکن کو اہتمام کرنا چاہئے۔ ملاحظہ ہو قانون ملابار مولفہ وگرم صاحب صفحہ ۱۱ و ۱۲ وٹی ایل سٹرینج صاحب کا مینول دہرمشاستر مدراس سنہ ۱۸۵۶ع باب ۱۳ بالخصوص متعلق بہ قانون ملابار کا حوالہ باظہار اس امر کے دیا گیا تہا ایک ذکور رکن کی تبنیت جائز ہے اور کہ اختیار تبنیت صرف کرناون کو مفوض ہے۔ سٹرینج صاحب کا بیان متعلق بہ قانون مذکور یہ تہا کہ "ہمشیرہ کی نسل کے ساقط ہونے پر اعلیٰ رکن خاندان تبنیت لینے کا مجاز ہے۔ چونکہ نسب سلسلہ اناث مین قائم رہتی ہے اسلئے اناث رکن ہی متبنیٰ کیا جانا چاہئے"۔ سٹرینج صاحب نے یہ ایزاد کیا ہے کہ ایک ذکور رکن جو منشا براد ہوئس عورت کے ساتہہ ہی متبنیٰ کیا جا سکتا ہے تاکہ وہ کاروبار خاندان کا اہتمام کرے اور مذہبی رسوم کو خاندان مذکور مین ادا کرے اس سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ اُن اشخاص کی تبنیت جو متبنیٰ کئے جانیکے واسطے منتخب کئے گئے تہے مطابق قانون ملابار کے ہی جیسا کہ وہ بہتر سندات مین بیان کیا گیا ہے۔ اسکے بعد کتاب مسٹر ولیم لوگن صاحب دربارہ قانون ملابار مدراس سنہ ۱۸۸۷ع صفحات ۱۳۰ لغایتہ ۱۳۵ و ۱۵۲ کا حوالہ دیا گیا تہا۔ نیاران کی رسوم مذہبی اس امر کے متعلق موجود ہین۔ اصل غرض تبنیت کی بظاہر یہ تہی کہ خاندان بذریعہ ساقط ہونے نسل کے زائل نہو جائے جسصورت مین کہ اغلب جائداد بحق سرکار کے ضبط ہو جائیگی۔ یہی حالت خاندان حال کی بہی اُسوقت ہو گئی تہی جبکہ سنہ ۱۸۹۱ع مین دو اراکین بالغ متبنیٰ کئے گئے تہے جو خطرہ زوال ایک اہم وجہ جوابدعوی مدعاعلیہم بمقدمہ حال کی تہا۔ انہون نے یہہ بیان کیا تہا کہ مدعی کئی سال تک بطور رکن تارود کے نہین سمجہا گیا۔ پس صرف کرناون ہی جو سن رسیدہ ہو گیا تہا اور جسکے ورثاء باقی نرہے تہے ایک ایسا رکن تہا جسنے بباعث ضرورت کے تبنیت لی تہی اور اُسنے مناسب تبنیت ہائے کی تہین کیونکہ استدعا کیگئی ہے کہ اسکو ایسا کرنیکا حق حاصل تہا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
تہروہنی بی بی امن منیزہ
بنام
دریا لگاثل نمبیری
راس میلین

مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تھا نسبت قانون نیاران دربارہ وراثت و تارود معہ کرنا دن کے منڈ اپٹی بنام تامی ہنبو (۱) سیر امنیان بنام پرپاسوارن (۲) نسبت ساقط ہونے ورثا اور اسکے نتایج کے واسودیون بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند (۳) الامی بنام کومو (۴)۔ نسبت تارود اور اسکے فرائض و اختیارات کرنا دن سکے درانا کوٹ منبودری بنام درانا کوٹ نرائن ہنبودری (۵) نسبت عدم موجودگی ضرورت دربارہ رضامندی ہر ایک رکن تارود کے واسطے جایز بنانے بیع جائداد تارود کے کلیانی بنام نرائنا (۶)۔

مسٹر جے ایچ اے برمینہ بجانب رسپانڈنٹ نے یہ بحث کی کہ ہائیکورٹ نے درست طور پر یہ فیصل کیا تھا کہ مدعا علیہم جنپر بار ثبوت عائد تھا اس امر کے ثابت کرنیسے قاصر رہے ہیں کہ رواجاً تارودکی کرنادن کو تبنیت لینے کا اختیار حاصل تھا جبکہ اگر ارکین تارود نے رضامندی ظاہر کی ہو اور کسنے تبنیت خود اپنے اختیار سے کی ہے اور خاندان میں جدید رکن ایزاد کیا ہو۔ نیاران ملابار میں کوئی قانون یا رواج ایسا موجود نہیں ہے جسکی رو سے کرنادن کو ایسا اختیار تبنیت خود اپنے اختیار سے عطا کیا گیا ہو الا جبکہ اسکو ایسا کرنیکی اجازت دیگئی ہو اور جہان وہ صرف ایک ہی پسماندہ رکن خاندان کا باقی رہا ہو اور اناث رکن خاندان کی اولاد ہونیکا امکان بالکل زائل ہوگیا ہو۔ ایسی صورت مین ضرورت موقعہ واسطے روکنے زوال تارود کے اس امر کی مقتضی ہو سکتی ہے کہ کرنادن جائز طور سے اختیار مذکور کا استعمال کرے۔ صورت حالمین کوئی ایسا موقعہ پیدا نہوا تھا جبکہ گووندا نیار نے چار مدعا علیہم کو متبنی کرنیکی کوشش کی تہی اوسکا چھوٹا بھائی سنومینن ایک ایسا اندرادن تھا جو اسوقت زندہ تھا جو بعد وفات بڑے بھائی کے بطور کرنادن کے مقرر ہوا تھا اور وہ جیسا کہ ہر دو عدالتہائے ماتحت نے درست طور پر قرار دیا ہے قبضہ و اہتمام جائداد ہائے تارود کا مستحق ہوگیا تھا۔ کوئی مشابہت مابین اختیار تبنیت بصورت کرنادن زیر قانون مرومکتیام اور اس اختیار کے موجود نہتی جو ایک مشترکہ خاندان اہل ہنود کے باپ کو حاصل ہو کنکے باہمی رشتہ کی ابتدا ایک صورت مین تارود کے ساتھہ اور دوسری صورت مین خاندان مشترکہ کے ساتھہ ہرگز یکسان نہین ہے۔ اگرچہ بنسبت اہتمام زیادہ تر مکمل بھی ہو بہ نسبت کسکے

(۱) سنہ ۱۸۹۰ء مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۸۰ (۲) سنہ ۱۸۹۷ء انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۹
(۳) سنہ ۱۸۹۰ء انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۷۵ (۴) سنہ ۱۸۹۹ء " " " جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۶
(۵) سنہ ۱۸۸۹ء " " " جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۲ ۳۴۳ (۶) سنہ ۱۸۸۵ء " " " جلد ۹ صفحہ ۲۶۶

سنہ ۱۹۰۰ع
ہتروتہی پلی ساماتین
بنام
دریانگا تل پیری
رامن مینن

کہ وہ واقعی طور پر ہے اور اگر مشابہت مذکور موجود بہی ہوتا ہم کرناون کا استحقاق تبنیت صرف اس صورت مین مکمل ہوسکتی تنہا مرضی بہ استعمال کئیجانیکے قابل ہوتا ہی جبکہ صرف ہی ایک پسماندہ رکن تارود کا ہو۔ فیصلہ ہائیکورٹ بروئے اس اصول کے جسکا کہ انہون نے حوالہ دیا تہا اور نیز بطور نتیجہ اس امر کے درست تہا کہ مدعاعلیہم اس امر کے ثابت کرنیسے قاصر رہے تہے کہ رواجاً ایکی حال جیسی تبنیت کیجاسکتی ہتی۔

مسٹر جے ڈی مین نے اسکا جواب دیا۔

اسکے بعد حکام عالیمقام کا فیصلہ لارڈ لنڈلے صاحب نے ۲ جولائی کو حسب ذیل صادر فرمایا۔

تجویز۔ وہ سوال جو بذریعہ اپیل ہذا کے اٹہایا گیا ہے یہ ہے کہ آیا اُن دو برادران مین سے بڑا جو اپنے تارود کے دو پسماندہ ارکین تہے جنمین سے بڑا کرناون تہا مستحق اس امر کا تہا کہ چار اشخاص کو متبنی کرکے اُنکو تارود مذکور کے ارکین بلا رضامندی چہوٹے بہائی کے بنائے۔ چہوٹے برادر نے بعد وفات بڑے کے تبنیت مذکور کے منسوخ کرانیکی نالش کی تہی تبنیت مذکور کو عدالت اول نے جائز قرار دیا تہا۔ مگر اسکا فیصلہ ہائیکورٹ مدراس نے منسوخ کیا تہا۔ اشخاص متبنی کردہ نے اس فیصلہ کی نارضی سی حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا باجلاس کونسل کے پاس کیا ہے۔

چہوٹا بہائی بعد رجوع نالش کے فوت ہوگیا ہے اور ایکے صیت گر گیا ہے اور اصلی تنازعہ مابین فریقین کے یہ ہے کہ جائداد تارود کسکی ملکیت ہے۔ مگر تنازعہ مذکور حکام عالیمقام کے روبرو فیصل کرنیکے واسطے پیش نہین ہی۔ اُنکے روبرو سوال صرف یہ ہے کہ آیا ہائیکورٹ مدراس نے تبنیت کو ناجائز قرار دینے مین درست طور پر عمل کیا ہے۔

تنازعہ مذکور مابین نیاران ملابار جنوبی کے ہی اور اسکا فیصلہ مطابق قوانین ورواجہائے اشخاص مذکور کے کیا جانا چاہئے۔ قوانین ورواجہائے مذکور خاص نوعیت رکہتے ہین۔ اُنمین سے بعض اسقدر مسلمہ ہین جو بلا ثبوت جوڈیشل طور پر ملحوظ رکہے جاتے ہین۔ مگر دیگر اُنمین سے ایسے مرحلہ مین ہین کہ انکا ثبوت قبل جوڈیشل طور پر ملحوظ رکہے جانیکی ضروری ہے نیاران ایسے اشخاص ہین جنکی کہ مابین کثیر الازدواجی بالعموم مروج ہے اور نسبت بوساطت عورتونکے قائم ہوتی ہے استحقاق دربارہ متبنی کرنے عورتونکے اُنکے خاندان مین بروقت ضرورت کے مطابق اُنکے قانون کے ہی۔ عام طور پر یہ کہنا محفوظ ہوگا کہ یہ استحقاق کرناون یعنی اعلی رکن خاندان کو حاصل ہوتا ہے۔ مسٹر مین صاحب کے قانون ہندو دہرم شاستر دفعہ ۱۴۳ مین ایسا ہی بیان کیا گیا ہی جہانتک کہ حکام عالیمقام اُس قانون کو

سنہ ۱۹۰۰ء
تیروونیپی پلی رامن سلیر
بنام
دریاگاتل جیپری
رامن میں

معلوم کرسکتے ہیں جو خاص نیاران سے متعلق ہے وہ مسلمہ ہے اور اُسکے واسطے ثبوت کی ضرورت نہیں مگر وہ اس سے تجاوز نہیں کرسکتے۔ فقرہ مندرجہ بلا مسٹر بیج صاحب کا منشاء دراصل اس سے زیادہ نہیں ہے۔ کوئی پاک کتاب یا ایسی تحریر موجود نہیں ہے جو قانون کا اثر رکھتی ہو اور نہ کوئی ایسا سلسلہ فیصلجات موجود ہے جسکا کہ جو الغرض نصیل کرنے اُن واقعات کے دیا جا کہ جنکی کہ موجودگی میں کرنادن موجود الوقت اشخاص اجنب کو خاندان میں متبنیٰ کرسکتا ہے اور بطور صبر انکو اپنی اولاد اور وارث کے جائداد دیا سکتا ہے۔ حکام عالیمقام کی صریح طور پر یہ رائے ہے کہ اِن واقعات کی موجودگی میں بار ثبوت جواز متبنیٰ کے ثابت کرنیکا جو صورت حال میں کیگئی ہے اُن اشخاص پر ہے جو کہ اُسکے جواز کو بیان کرتے ہیں اور صرف ایک ہی سوال جسپر حکام عالیمقام نے غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا اپیلانٹان نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ تبنیت جو کارروائیات حال میں متنازعہ ہے مطابق رسم و رواج نیاران کے ہوئی۔

مسٹر مین نے اپنی قابل بحث میں اُن چار سندات کی طرف توجہ راغب کرائی ہے جو امر مذکور سے متعلق ہیں اور نیز بعض پہلے تبنیت ناموجات اور زبانی شہادت پیش کردہ فریقین مقدمہ ہذا کی طرف۔ سندات و تبنیت ناموجات دراصل حسب منشاء نہیں ہیں۔ اُنمیں سے کسی سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کرنادن نے کبھی ایک شخص اجنب کو خاندان میں بلا رضامندی دیگر اراکین کے متبنیٰ کیا ہو۔

وہ گواہان جو بروقت تجویز کے طلب کئے گئے ہیں کسی ایسے رواج کو ثابت نہیں کرتے جسکے سندات تبنیت مذکور جائز ہو۔ گواہان پیش کردہ مدعیان نے صریح طور پر اسکی تردید کی ہے۔ گواہان مدعاعلیہم نے بیان کیا ہے کہ رواج مذکور تا بحد مذکورہ ہے۔ مگر اُنمیں سے ایک ہی کوئی ایسی مثال نہیں دلیسکا ہے جس میں کہ ایسا کیا گیا ہو۔ گواہان مذکور ع۹ و ع۱۰ و ع۱۱ ہیں۔ مگر گواہ ع۹ راجہ کلکیٹ نے صحیح طور پر سوالات جرح میں بیان کیا ہے کہ کرنادن ایک حال جیسی صورت میں بلا رضامندی اپنے برادر کے تبنیت نہ لیسکتا تھا۔ الا جبکہ وہ خارج از قوم یا فاتر العقل ہو۔ بربنائے اس شہادت کے حکام عالیمقام کو معلوم ہوتا ہے کہ موازنہ بخلاف نہ کہ بحق جواز تبنیت کے ہے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ اُسکا جواز ثابت نہیں کیا گیا۔

گو اختیارات کرنادن وسیع ہیں تاہم وہ اختیارات اہتمام ہیں۔ وہ بظاہر جائداد خاندان کو بلا رضامندی دیگر اراکین خاندان (اندرون ایہام) کے منتقل نہیں کرسکتا۔ گو ایک نامناسب مخالفت اغلباً نامنظور کی جاسکتی ہے

سنہ ۱۹۰۰ء

ہتروتیچی پلی ملاین نیز
بنام
دریانگامل پیسری رامن بین

اُسکا محدود اختیار انتقال اس امر کو غیر اغلب بنا دیتا ہے کہ اُسکو وسیع اختیار تبنیت حاصل ہونا چاہئے جیسے کہ ایپلانٹان نے عذر کیا ہی یعنی بغیر مشورہ لینے دیگر ارکین خاندان درباره اس امر کے کہ اشخاص جب کو تارود مین شامل کیا جائے اور اُنکو جائداد تارود کے ورثہ بنایا جائے۔ ایسا اختیار محفوظیت تارود کے واسطے ضروری ہوسکتا ہے جبکہ صرف ایک ہی آخری کرناون باقی رہا ہو۔ مگر ایسے اختیار کا اُس کرناون کو حاصل ہونا جو آخری پسماندہ اعلیٰ رکن تارود نہو حکام عالیمقام کی رائے مین غیر ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ قرین انصاف بحق اُن ارکین خاندان کے نہین ہے جو باقی ہون اور اپنی باری سے کرناون ہوسکتے ہون بصورت عدم موجودگی ثبوت کے یہ امر خلاف درست ہونے کے ہوگا اگر یہ قرار دیا جائے کہ کوئی ایسا اختیار بروے کسی مبینہ رواج کے عطا کیا گیا تہا۔

حکام عالیمقام کی یہ رائے ہی کہ فیصلہ ہائیکورٹ درست ہے اور وہ نہایت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہہ مشورہ دیتے ہین کہ اپیل ہذا خارج کیا جانا چاہئے۔ ایپلانٹان کو خرچہ ادا کرنا چاہئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹران منجانب ایپلانٹان۔ میسرز ٹی ایل ولسن اینڈ کمپنی۔

سالسٹر منجانب رسپانڈنٹ۔ مسٹر آسالی ٹسکر۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس بنسن صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس

۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

سبا ریدی (ملزم نمبر ۱) سائل بنام منور علی صاحب (مستغیث) رسپانڈنٹ۔*

مجموعہ تعزیرات ہند۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۳۷۹۔ ایک عام آبپاشی کے تالاب سے مچھلیان پکڑ لینا۔ الزام سرقہ۔ الزام مذکور کا قابل قیام ہونا۔

مچھلیان ایک عام تالاب آبپاشی مین کسی خاص شخص کے قبضہ مین نہین ہوتین جسکہ جرم سرقہ کا مال مابہ السرقہ بنا سکتی ہون اور نہ ایسی مچھلیون کا پکڑ لیجانا کوئی اور جرم بنتا ہے۔

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۲۵۸ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعات ۴۳۵ و ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری جسکی رو سے ہائیکورٹ مین یہ استدعا کیگئی تھی کہ کارروائیات ایچ سی ڈی ہارڈنگ صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کڈاپہ کی بر طبق درخواست متفرق نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۹ء مین واسطے نگرانی بھیجے کہ مقدمہ فیصلہ شدہ نمبر ۲۵۳ سنہ ۱۸۹۹ء عدالت ڈپٹی مجسٹریٹ پیپرشال کو منسوخ کیا جا کر ملزم کی تجویز کیجاوے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سبارایری
بنام
منشور علی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ریو ویو تہادو (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۹۱ نوٹ) وبہگیرم دومی بنام اباریدی (انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۸۰۳) کا حوالہ دیا گیا۔

درخواست ہذا بغرض کیگئی تہی کہ ایک حکم مصدرہ مجسٹریٹ ضلع کداپاہ کی نگرانی کیجائے جسکے روسے سائل کے مقدمہ مین یہ ہدایت کیگئی تہی کہ وہ کاغذات سٹیشنری مجسٹریٹ درجہ دوم کداپاہ مین شامل کیا جاکر سائل کی تجویز از سر نو کیجاوے۔ الزام زیر دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند جرم سرقہ کا لگایا گیا تہا۔ مستغیث نے یہ بیان تہا کہ اُسنے تالاب پہتا کداپاہ مین سے مچہلیان پکڑنے کو ٹہیکہ لیا تہا اور وہ تنہا تالاب مذکور مین سے کہ جنیل واقعہ بلام منڈی سے مچہلیان پکڑنے کا مستحق تہا۔ مگر اُسنے ملزم اور دیگر اشخاص کو ایک جگہہ پر پانیکو روکتے اور جال ڈالکر مچہلیان پکڑتے دیکہا ہے۔ سٹیشنری مجسٹریٹ درجہ دوم نے ذیل کا حکم صادر کیا تہا:۔ "مستغیث نے یہ بیان کیا ہے کہ اُسنے تالاب پہتا کداپاہ مین استحقاق ماہی گیری حاصل کیا ہوا ہے اور کہ ملزمان نے بغیر اُسکی اجازت کے وہان سے مچہلیان پکڑی ہین اور اسطرح جرم سرقہ کا ارتکاب کیا ہے۔ ہائیکورٹ عدالت مدراس وکلکتہ نے یہ قرار دیا ہے کہ ایسا فعل کوئی ایسا جرم نہین بنتا جسکی کہ سماعت عدالت فوجداری کرسکے اسلئے درخواست زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری خارج کیجاتی ہے" تب مجسٹریٹ ضلع کداپاہ نے ذیل کا حکم صادر کیا تہا۔ "تالاب کی مچہلیان مالکان تالاب کی ملکیت ہوتی ہین اور بالعموم اُنکا ٹہیکہ سرکار سے عوام الناس کو عطا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص جو ٹہیکہ دار نہو مچہلیان پکڑ لیجاوے تو جرم صریح طور پر سرقہ ہے۔ مقدمہ شامل کاغذات کیا جاکر مطابق قانون کے فیصل کیا جانا چاہئے"

اس حکم کی ناراضی سے سائل نے درخواست نگرانی حال کی ہے۔

مسٹر سی کرشنن (از طرف مسٹر این سبرامنیام) بجانب سائل۔

کے سی دیسکا چیریر (از طرف وینکٹا سبارامیا) بجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز:۔ مجسٹریٹ ضلع نے فیصلجات عدالت ہذا مصدرہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۷۸ء ۱۲۵۹ درج رپورٹ شدہ بصفحہ ۲۳۲ کتاب قانون متعلق جرائم مرتبہ وایر صاحب طبع سوم ونوٹ مندرجہ ملکہ معظمہ بنام پیریتہادو (۱) کو نظرانداز کیا ہے۔

ہمین یہہ قرار دیا گیا تہا کہ مچہلیان جو ایک ایسے عام تالاب مین ہون جو آبپاشی کے واسطے استعمال کیا جاتا ہو کسی شخص کی ملکیت نہین ہین جو کہ شئے نا بہ انسرقہ بنا سکین

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۹۰

سنہ ۱۹۰۰ء
سبا سیدی
بنام
منشور علی

اس سوال پر کہ آیا ایسی مچھلیون کا پکڑنا کوئی جرم بناتا ہے، کامل طور پر مقدمہ مہگیرم دوسی بنام ابار دوسے (۱) مین بحث کیگئی ہے اور اُسکا جواب نفی مین دیا گیا ہے۔ ان فیصلجات کا حوالہ صریح طور پر سب مجسٹریٹ نے دیا ہے گو اُسنے اُنکو درستی کے ساتھہ ملحوظ نہین رکھا۔

مجسٹریٹ ضلع کو چاہیئے تھا کہ قبل منسوخ کرنے حکم سب مجسٹریٹ کے اُنکا حوالہ دیتا۔ بہ پیروی فیصلجات مذکور کے ہمکو حکم مجسٹریٹ ضلع منسوخ کر کے سب مجسٹریٹ کا حکم مشعر ڈسمس مقدمہ بحال کرنا چاہیئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ارنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

بمعاملہ ایک وکیل درجہ دوم کے *

ایکٹ اشخاص قانون پیشہ ۔ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء دفعات ۱۳ و ۱۴ و ۴۰ ۔ معطلی از پیشہ بلا موقعہ جوابدہی دئے جانیکے۔

۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو دو الزامات ایک جج ضلع نے برخلاف ایک وکیل کے زیر دفعہ ۱۳ ایکٹ اشخاص قانون پیشہ لگائے تھے اور ہدایت کیگئی تھی کہ اُنکی سماعت ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو کیجائے گی۔ اُس تاریخ پر جسپر کہ الزامات مذکور مرتب کئے گئے تھے یعنی ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو صاحب جج ضلع نے ایک حکم صادر کیا تھا جسکی رو سے وکیل مذکور یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تا فیصلہ الزامات مذکور معطل کیا گیا تھا۔ نسبت کسی از الزامات مذکور کے کوئی موقعہ وکیل مذکور کو اپنی جوابدہی کے واسطے قبل از معطل کئے جانیکے نہ دیا گیا تھا۔ نسبت الزام دوم کے صاحب جج نے قبل اُس تاریخ کے جسپر کہ الزامات مرتب کئے گئے تھے ایک اظہار رائے دوران فیصلہ مین کیا تھا جسکی رو سے عام الفاظ مین وکیل مذکور کے طریق عمل کی نسبت نکتہ چینی کیگئی تھی جسکی وجہ سے اُسنے ایک چٹھی تحریر کی تھی اور ایک بیان حلفی بطور تشریح کے داخل کیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ حکم مشعر معطلی وکیل مذکور بے ضابطہ تھا اور منسوخ کیا جانا چاہیئے۔

درخواست بنا راضی حکم صاحب جج ضلع جسکی رو سے سائل تا فیصلہ الزامات کے معطل کیا گیا تھا جو کہ اُسکے برخلاف زیر ایکٹ اشخاص قانون پیشہ لگائے گئے تھے۔ درخواست مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ سائل بطور وکیل درجہ دوم کے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۸۸۳۔

* درخواست متفرق دیوانی نمبر ۷۱ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی حکم صاحب جج ضلع کرنول جسکی رو سے سائل تا فیصلہ اُن الزامات کے معطل کیا گیا تھا جو سائل کے برخلاف زیر ایکٹ اشخاص قانون پیشہ لگائے گئے تھے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بمعاملہ ایکٹ کیل
درجہ دوم

منصف ضلع کی عدالت واقعہ ضلع مذکور مین کام کرتا رہا ہے جس دوران مین اُسنے حسب اطمینان تین منصفان کے کام کیا ہے جن سب نے اُسکی نیک چلنی اور اچھے برتاؤ کی تصدیق کی ہے۔ اور کہ صاحب جج ضلع نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۹ء کو دو الزامات بخلاف سائل کے زیر ایکٹ اشخاص قانون پیشہ مرتب کئے تھے اور الزامات مذکور کے مرتب کرنیکے ساتھ ہی سائل کو کام کرنے سے زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ مذکور یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء سے معطل کر دیا تھا جبتک کہ الزامات مذکور کا فیصلہ نہو۔ ازان بعد درخواست مین واقعات مقدمہ کا ذکر کرکے یہ استدعا کیگئی تھی کہ حکم معطلی منسوخ کیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ وہ سائل کو جوابدہی کا موقعہ دیئے جانیسے پہلے صادر کیا گیا تھا۔

مز ائیا راؤ بجانب سائل۔

تجویز۔ صورت حال یہ ہے صاحب جج ضلع نے بذریعہ کارروائیات مورخہ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کے دو الزامات بخلاف سائل کے زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ اشخاص قانون پیشہ مرتب کئے تھے۔ الزامات مذکور کا تعلق دو صریح معاملات کے ساتھ تھا۔ کارروائیات مذکور کے رو سے یہ ہدایت کیگئی تھی کہ الزامات کی سماعت ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو کیجائیگی۔ تاریخ ترتیب الزامات (۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء) پر صاحب جج نے ایک حکم مشعر معطلی سائل از یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تا دوران فیصلہ الزامات مذکور صادر کیا تھا۔

اس حکم کے صادر کرنے مین صاحب جج ضلع نے احکام دفعہ ۱۴ ایکٹ مذکور کو نظر انداز کیا تھا۔ دفعہ مذکور مین حسب ذیل حکم ہے "باوصف کسی حکم مندرجہ صدر کے کوئی پلیڈر یا مختار یا ریونیو ایجنٹ اس ایکٹ کے مطابق معطل یا موقوف نکیا جائیگا تاوقتیکہ اُسکو اپنی صفائی کے عذرات روبرو اُس حاکم کے جو اُسکو معطل یا موقوف کرے پیش کرنیکا موقعہ ندیا گیا ہو" یہ دفعہ احکام دفعہ ۱۴ پر حاوی ہے جسکی رو سے صاحب جج کو اختیار معطلی تا دوران تحقیقات و صدور احکام ہائیکورٹ عطا کیا گیا ہے معاملہ سوہکل کرشنا راؤ (۱) مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے دفعہ ۱۴ ایکٹ مذکور کے اثر پر غور کیا تھا اور انہون نے ظاہر کیا تھا (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵۸) کہ ہر کارروائیات مرجوعہ زیر ایکٹ مذکور تابع احکام دفعہ ۱۴ کے ہین۔

نسبت الزام اول کے جو بخلاف سائل کے مرتب کیا گیا ہے یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ اسکو کوئی موقعہ اپنی صفائی مین جوابدہی کرنیکا دیا گیا تھا قبل اسکے کہ اُسکی معطلی تا تصفیہ مقدمہ کا حکم صادر کیا گیا تھا۔ نسبت الزام دوم کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۷ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو مقدمہ اپیل نمبر ۲۸ سنہ ۱۸۹۹ء مین صاحب جج ضلع نے

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۴ صفحہ ۱۵۴ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۵۲۔

سنہ ۱۹۰۰ء
بمعاملہ ایک وکیل
درجہ دوم

مقدمہ کو مصنف ضلع کے پاس مزید شہادت لینے کیواسطے واپس بہیجتے وقت اظہار رائے ذیل کیا تہا: "اُنکے وکیل (رسائل) کا طریق عمل نہایت احتیاط کے ساتھہ عدالت سے ملحوظ رکہا جانا چاہیئے"

۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء کو سائل نے ایک تشریحی چٹھی مصنف ضلع کے نام بحوالہ اظہار رائے مذکور کے تحریر کی تہی اور اُسنے اپنی تشریح کی تائید بذریعہ ایک بیان حلفی کے کی تہی۔

تشریح و بیان حلفی مذکور صاحب جج ضلع کے پاس ارسال کئے گئے تہے۔

ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ وہ اظہار رائے جو صاحب جج نے دوران فیصلہ میں عام الفاظ میں دربارہ طریق عمل وکیل کے کیا ہے وہ ایک موقعہ کا بغرض جوابدہی وکیل مذکور کو عطا کیا جانا حسب منشار دفعہ ۱۴ کہا جا سکتا ہے۔ مگر خواہ یہ امر کسیطرح پر ہو یہ بالکل صریح ہے کہ کوئی موقعہ جوابدہی کریکا بحوالہ الزام اول کے عطا نکیا گیا تہا۔

حکم مصدرہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء متعلق سائل بیضابطہ تہا اور منسوخ کیا جانا چاہیئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنالڈ وہایٹ صاحب چیف جسٹس و سبنر صاحب جسٹس

۱۶ و ۱۹ فروری
۲۶ مارچ ومائی
سنہ ۱۹۰۰ء

راما بہدراچار (مدعی) اپیلانٹ بنام سرینواسا اینگر وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*

ایکٹ انتقال جائیداد۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۸۲۔ ذمہ داری جائیداد رہن کے کی دربارہ حصہ رسدی ادا کرنے کی "بصورت عدم موجودگی معاہدہ خلاف کے"

بعض اراضیات کے مالک نے انکو رہن کر دیا تہا اور بعدہ میں جائداد خاندانی مابین اپنے اور تین پسران خود کے منقسم کرلی تہی۔ بروئے شرائط تقسیم کے باپ اور اُسکے پسران میں سے ہر ایک نے جائداد خاندانی میں سے چہارم حصہ لیا تہا اور انمیں سے ہر ایک مزر رہن کا اسی تناسب سے ذمہ دار ہوا تہا۔ زان بعد ایک از پسران نے اپنے حصہ جائداد مرہونہ میں سے بہت سا جزو مدعی کے پاس بیع کر دیا تہا اور اُسنے بحق مدعی کے ایک کفالت نامہ ایک قسم کا تحریر کر دیا تہا اور نیز دیگر اراضیات مدعی کے اُس نقصان کو پورا کرنیکے واسطے مکفول کر دی تہیں جو کہ اسکو اصورتیں پہنچ سکتا تہا اگر مرتہن ابتدائی اراضیات مرہونہ کو نیلام کرالے

---

*اپیل نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۹۹ء نمبر اضی ڈگری جی ٹی میکنزی صاحب ڈسٹرکٹ جج کومباکونم بمقدمہ ابتدائی نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
... بہدرا چار
بنام
سرینواسا ایانگر

مرتہن نے ایک ڈگری بربنائے اپنی رہن کے حاصل کی تہی جسکو کہ اجرا مین ایک جزو اراضی مرہونہ کا بشمولیت اُس جزو کے نیلام کیا گیا تہا جو کہ مدعی نے خرید کیا تہا ۔ زر ثمن جزو مذکور مرتہن کی ڈگری کے ایفا کیواسطے کافی تہا لیکن بعد مدعی نے بربنائے اپنے کفالت نامہ کے نالش کی تہی اور وہ اراضی جو اسکو پاس مکفول کیگئی تہی نیلام کیگئی تہی اور مدعی نے رقم محفوظ کردہ بروے کفالت نامہ مذکور وصول کر لی تہی ۔ اب اُسنے زیر دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جائداد نالش حال رجوع کی ہے اور اُسنے اُن دیگر جزوہای جائداد مرہونہ سے حصہ رسدی دلا پانیکا دعوی کیا ہے جو مرتہن کی ڈگری کے ایفا مین نیلام نکئے گئے تہے ۔

تجویز ہوئی کہ وہ دلا پانیکا حق تہا اور کہ اسکو استحقاق وصولی حصہ رسدی منجملہ زر کفالت نامہ کے سمجہہ کیجانے یا اُس ادایگی کے کیجانے سے فرق نہ آیا تہا جو بابت کفالت نامہ مذکور کے کیگئی تہی ۔

نیز تجویز ہوئی کہ الفاظ ... بعدم موجودگی ... خلاف ... دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جائداد معاہدات مابین راہن و مرتہن سے متعلق ہین اور کہ وہ اقرار نامہ جو صرف مابین راہنان کے قابل پابندی ہو بطور ایک معاہدہ خلاف ... حسب منشاء دفعہ مذکور نہین ہے ۔

نالش واسطے دلا پانے حصہ رسدی کے زیر دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جائداد ۔ ایک شخص سرینواسا ایانگر نے بعض اراضیات رنگیا گوندن کے پاس بعوض مبلغ ... روپیہ رہن کی تہین ۔ ایک تقسیم ابعد ازان مابین سرینواسا ایانگر و وارثان اسکے تین پسران کے کیگئی تہی ۔ ہر ایک نے چہارم حصہ جائداد کا حاصل کیا تہا اور قرار پایا تہا کہ ہر ایک کو مبلغ ... روپیہ یعنی چہارم حصہ قرضہ واجب الادا بحق رنگیا گوندن کا برداشت کرنا چاہئے ۔ ازان بعد یکے از پسران رنگیا گوندن نے اُن اراضیات کا ایک جزو مدعی کے پاس فروخت کر دیا تہا جو کہ تقسیم مین کرشنا گوندن کے حصہ مین آئی تہین ۔ اور مدعی نے اسکو مبلغ ... روپیہ بطور اسکے زرثمن کے ادا کیا تہا ۔ بطور کفالت اُس نقصان کے جو کہ مدعی کو اُس صورت مین پہونچ سکتا تہا اگر اراضی مذکور بروے رہن بحق رنگیا گوندن نیلام کیجاوے مدعی نے کرشنیا ایانگر سے ایک کفالت نامہ مبلغ ... روپیہ کا تحریر کرا لیا تہا اور بروے اس کفالت نامہ کے بعض دیگر اراضیات مملوکہ کرشنیا ایانگر مدعی کے پاس زر مذکور کی کفالت کے طور پر مکفول کیگئی تہین ۔ رنگیا گوندن نے ایک ڈگری بربنائے رہن خود بخلاف کل خاندان کے حاصل کی تہی کیونکہ اُسنے اُس انتظام کو منظور نکیا تہا جو اراکین خاندان نے آپسمین دربارہ ادا کرنے چہارم حصے کے ہر ایک کیطرف سے کیا تہا ۔ بعلت اجراء ڈگری مذکورہ کے بعض اراضی بشمولیت اراضی خرید کردہ مدعی از کرشنیا ایانگر کے نیلام کیگئی تہی ۔ ازان بعد مدعی نے بربنائے اپنے کفالت نامہ کے نالش کی تہی ۔ وہ اراضی جو اسکو پاس مکفول کیگئی تہی بعوض مبلغ ... روپیہ کے نیلام ہوئی تہی اور اُس رقم مین سے مدعی نے

سنہ ۱۹۱۶ء
راما بہدرنجیہ
بنام
سری نواس ایانگر

مبلغ ... بطور ایفاء اپنی کفالت نامہ کے حاصل کیا تہا۔ مدعی نے اب نالش حال واسطے دلاپانے حصہ رسدی کے رجوع کی ہے۔ بعلت اجراء ڈگری زنگیا گوندن کے صرف ایک جزو جائداد مرہونہ بحق مدعی کا نیلام کیا گیا تہا اور اُسکا زرثمن واسطے ایفاء اُسکی ڈگری کے کافی تہا۔ وہ اراضی جو کہ مدعی نے کرشنیا ایانگر سے خریدکی تہی اُس اراضی کا قریباً ایک ثلث بناتی تہی جو کہ نیلام کیگئی تہی۔ مدعی نے اُن اجزاء سے حصہ رسدی دلاپانیکا دعوی کیا تہا جو کہ نیلام نہکئے گئے تہے تفصیل عرضیدعوی مین بیان کیگئی تہی جو حسب ذیل تہی: نمبر ا۔ نالش ابتدائی نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۹۰۴ء مین ایک شخص زنگیا گوندن نے فریقین نالش حال پر اور چند دیگر اشخاص پر ایک نالش واسطے دلاپانے ایک خاص رقم زرنقد کے بذریعہ نیلام اُن جائدادہائے کے کی تہی جنکا ذکر فہرست منسلکہ عرضیدعوی حال مین کیا گیا ہے۔ جائدادہائے مذکور زنگیا گوندن مذکور کے پاس مدعاعلیہم نے رہن کی تہین جبکی کہ ملکیت وہ ابتداءً تہے بعد رہن مذکور کے فریقین نالش حال نے چند جزو ہائے جائدادہائے مذکور مین بطور خریداران بالعموم حق حاصل کیا تہا۔ ۲۔ مدعی نالش ابتدائی نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۹۰۴ء نے جائدادہائے مذکور کا ذکر بطور چار جداگانہ جائدادہائے کے کیا تہا جیسا کہ فہرست منسلکہ عرضیدعوی مین ظاہر کیا گیا ہے۔ اُسنے ایک ڈگری مشعر ہدایت نیلام ہر چہار جائدادہائے کے بعوض اپنے قرضہ ڈگری کے حاصل کی تہی جو مبلغ ... کی حد تک پہونچتا تہا۔ جملہ مدعاعلیہم نالش مذکور نے قرضہ کو تسلیم کیا تہا اور اُن مین سے بعض نے استدعا کی تہی کہ عدالت مہربانی کر کے حصہ رسدی کا حکم دے اور اُنمین سے ہر ایک کو اُسقدر حصہ زر رہن کے ادا کرنیکی ہدایت کرے جسقدر جزو جائداد کہ اُسنے حاصل کیا ہو مگر یہ عذر نامنظور کیا گیا تہا اور ایک ڈگری کل قرضہ کی کل جائداد پر بلا تخصیص حصہ رسدی کے صادر کیگئی تہی۔ ۳۔ کہ زنگیا گوندن مذکور نے ڈگری مذکور کا اجراء کرا کے کل جائدادہائے کو ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کو نیلام کرایا تہا۔ بذریعہ نیلام صرف جائدادہائے ڈگری کا ایفاء ہوگیا تہا اور باقی تین جائدادہائے نیلام نہونے پائی تہین۔ ۴۔ پیمایش نمبر ۵۰ و ۵۰ جائدادہائے مذکورہ بالا مین سے کامل طور پر مدعی حال کی ملکیت مین ہین۔ اُسنے اسبات پر آمادگی ظاہر کی تہی کہ وہ اپنا حصہ زر ڈگری ادا کریگا تاکہ اُسکی جائداد بسبب اخیر بصورت ضرورت نیلام کیجاوے۔ اُسنے یہ بہی استدعا کی تہی کہ اُسکو تہوڑی مہلت کل زر ڈگری کے ادا کرنیکی واسطے دیجانی چاہئے۔ اُسکی یہ استدعا منظور نکیگئی تہی۔ اُسکی جائدادہائے بہت کم قیمت پر نیلام کردیگئی تہین۔ اسطرح پر اُسکو بوجہ اسکے نقصان اُٹہانا پڑا تہا کہ دیگر تین جائدادہائے کے مالکان نے اپنا حصہ زر رہن ادا نکیا تہا۔ ۵۔ جائدادہائے بعوض مبلغ ... کے نیلام کیگئی ہتی۔ تاہمی ایک رقم مبلغ ... کی زر ڈگری مین ادا کیگئی تہی۔ وہ جملہ جائدادہائے جنکا ذکر فہرست منسلکہ عرضیدعوی ہذا مین کیا گیا ہے اِس موخر الذکر رقم کے بحصہ رسدی ادا کرنیکی ذمہ دار رہین۔

سنہ ۱۹۰۰ء
راما بہدرا عیار
بنام
سرینو اسا ایانگر

جائداد ۱ کی قیمت از روئی نیلام کے مبلغ [illegible] روپیہ تہی۔ دیگر تین جائداد ہائی کی قیمت کم از کم [illegible] روپیہ ہے جائداد ۱ صرف مبلغ [illegible] روپیہ کے ادا کرنیکی ذمہ دار ہے۔ باقی رقم مبلغ [illegible] روپیہ کی بحصہ رسدی باقی تین جائداد ہائی پر تقسیم کیجانی چاہیئے۔ ۶۔ جائداد ۲ مدعا علیہم ۱ لغایۃ ۳ کی ملکیت ہے۔ وہ ایک کامل درخت زار بنانی ہی۔ اسکی مالیت کم از کم مبلغ [illegible] روپیہ ہے مدعا علیہم ۱ لغایۃ ۳ اس جائداد مین حق رکہتے ہین کیونکہ وہ اسکے مرتہنان اور ڈگریداران ہین۔ جائداد ہائے ۳ و ۴ اراضیات ننجا ہین۔ انکی مالیت کم از کم مبلغ [illegible] فی ایکڑ ہے۔ مدعا علیہم ۸ لغایۃ ۱۰ مالکان ۴ ۳ ۱۲ ایکڑ کے جائداد ۳ مین ہین اور مدعا علیہ ۱۱ اسمین ۲ ایکڑ کا مالک ہے۔ مدعا علیہ ۱۲ ۹ ۴ ۷ ایکڑ کا مالک جائداد ۳ مین ہے۔ مدعا علیہم ۱۳ لغایۃ ۱۶ ۱۴ ۵ ایکڑ کا دعوی جائداد ۴ مین بطور خریداران کے کرتے ہین۔ مدعا علیہ ۱۷ ۱۴ ۵ ایکڑ کا مالک جائداد ۴ مین ہے۔ اسیوجہ سے وہ نالش مین فریق بنائے گئے ہین۔ مدعا علیہ ۱۸ اسوجہ سے فریق بنایا گیا ہے کہ اسنے جائداد ۴ کو نیلام عدالتین بعد رجوع نالش حال کے خرید کیا ہے۔ نالش بمقابلہ مدعا علیہم ۱۹ لغایۃ ۲۱ کے واپس لیگئی ہے۔ ۷۔ مالیت رہن کے حصہ جائداد کی کل رقم مذکور کا $\frac{۱۰۵}{۳۰۶}$ حصہ ہے اسلئے مدعا مالکان جائداد ہائے ۱ لغایۃ ۳ سے اور انکی جائداد ہائے سے مبلغ [illegible] روپیہ کے دلا پانیکا مستحق ہے یعنی $\frac{۱۰۵}{۳۰۶}$ حصہ اُس رقم کا جو کہ جائداد ہائے مذکور کی بابت زر رہن کیواسطے واجب الادا ہے۔ نیز مدعی رقم مذکور پر سود بشرح ۶ فیصدی فی سال کا مستحق ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء تاریخ نیلام جائداد ۱ سے ہے۔

۸۔ مدعا علیہم ۱ لغایۃ ۳ و ۱۸ اور جائداد ۲ سے مدعی مبلغ . . . . [illegible] روپیہ کا دعوی کرتا ہے

مدعا علیہم ۸ لغایۃ ۱۰ اور انکی جزو جائداد ۳ سے مدعی مبلغ . . . . [illegible] روپیہ کا دعوی کرتا ہے

مدعا علیہ ۱۱ اور اسکے حصہ جائداد ۳ سے مدعی مبلغ . . . . [illegible] روپیہ کا دعوی کرتا ہے

مدعا علیہ ۱۲ اور اسکے حصہ جائداد ۳ سے مدعی مبلغ . . . . [illegible] کا دعوی کرتا ہے

مدعا علیہم ۱۳ لغایۃ ۱۶ اور انکے حصہ جائداد ۴ سے مدعی مبلغ . . . . [illegible] روپیہ کا دعوی کرتا ہے

اور بالآخر مدعا علیہ ۱۷ اور اسکے حصہ جائداد ۴ سے مدعی مبلغ . . . . [illegible] روپیہ کا دعوی کرتا ہے

کل مبلغ [illegible] روپیہ

۹۔ اس رقم کی تصریح ایک علیحدہ کاغذ منسلکہ عرضی دعوی مین کیگئی ہے۔ ۹۔ مدعی نے جائداد ۱ لغایۃ ۴ کی مالیت تخمیناً لگائی ہے اگر بوقت امتحان کے عدالت کو یہ معلوم ہو کہ جائداد ہائے مذکور کی مالیت زیادہ ہے تو وہ استدعا کرتا ہے کہ ایک ایسی رقم کی ڈگری ہو جو کہ اسکے حق مین واجب الادا معلوم ہو عطا کیجانی چاہیئے

سنہ ۱۹۰۰ء
راما بہدراچار
بنام
سرینواسا ایانگر

اُسنے یہ بہی استدعا کی ہے کہ اُسکو نیلام عدالت جائداد کے نیلام ہوجانیسے سخت نقصان پہونچا ہی اور کہ وہ حصہ رسدی جسکا کہ اُسنے دعویٰ کیا ہی اُسکے نقصان مذکور کو پورا کرنیکے واسطے کافی نہوگا - ۱۰۔ بنا دعویٰ کو مبالوڑ مین ۸ ۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو پیدا ہوا تہا یعنی جبکہ جائداد نمبر ۱ نیلام ہوگئی تہی - اسلئے مدعی یہ استدعا کرتا ہے کہ عدالت مہربانی کرکے ایک ڈگری ذاتی طور پر اور نیز بخلاف جائداد ہائے مملوکہ مدعا علیہم کے رقوم متدعویہ بخلاف مدعا علیہم مذکور کی نسبت صادر کرے اور انکا حصہ جائداد ہائے متنازعہ معہ ما بعد کے استحقاق اور خرچہ نالش کے ذمہ وار ڈگری قرار دیا جائے اور نیز مدعی کو ایسی مزید دادرسی عطا کیجائے جیسی کہ عدالت بلحاظ نوعیت مقدمہ کے ضروری سمجہے"

صاحب جج ضلع نے بیان کیا تہا کہ "بطور مالک ایک جزو جائداد مرہونہ کے مدعی کو حصہ رسدی کا دعویٰ اُن حصص سے حاصل ہی جو نیلام نکئے گئے تہے اگر کوئی امور پیچیدہ خلل انداز موجود نہون - پہلا امر پیچیدہ یہ ہی کہ مدعی نے ایک کفالت نامہ پہلے مالک سے حاصل کیا تہا اور اُسنے پوری کفالت وصول کرلی ہے - مدعی کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ یہ امر اُسکے حصول حصہ رسدی کا مانع نہین ہے اور کہ معیار حصہ رسدی وہ نقصان نہین ہے جو کہ مدعی کو پہونچا ہے بلکہ وہ ایک عوض مبنی بر تعین مالیت جملہ جائداد ہائے ذمہ وار رہن ہی - اس عذر کا جواب میری رائے مین یہ ہے کہ مدعی کو اسطرح دو دفعہ رقم مذکور حاصل ہوگی اور کہ کرشنا ایانگر سے ایک کفالت منظور کرنیسے اُسنے کرشنا ایانگر کو وہی حیثیت عطا کی تہی جو ایک ایسے شخص کی ہو جسکو کہ نالش حصہ رسدی کرنی چاہئے - مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کرشنا ایانگر جسکو کہ کفالت مذکور بحق مدعی کے ادا کرنی پڑی ہے وہ شخص ہے جسکو کہ اس اراضی کے نیلام سے نقصان پہونچا ہے اور کہ کرشنا ایانگر غیر نیلام شدہ حصص کے مالکان پر حصہ رسدی کی نالش کرسکتا ہے - اسوجہ پر میری یہ رائے ہے کہ مدعی کی نالش ناکامیاب رہنی چاہئے" اُسنے نالش کو خارج کیا مگر اُسنے حصہ رسدی کی مقدار کا تخمینہ بصورت اُسکے فیصلہ کے منسوخ کئے جانیکے حسب ذیل لگایا تہا: "کل جائداد مرہونہ بحق زنگیا گوندن کی مالیت مبلغ [illegible] روپیہ ہے زر ڈگری کی مقدار مبلغ [illegible] روپیہ تہی - جزو نیلام کردہ کی مالیت مبلغ [illegible] روپیہ تہی - اُسکی رو سے کل زر ڈگری ادا کیا گیا تہا - اسکو غیر نیلام شدہ جزو سے مبلغ [illegible] روپیہ کا حصہ رسدی وصول کرنا چاہئے - مدعی کی اراضی کی مالیت مبلغ [illegible] مین کیگئی تہی - حصہ رسدی مذکور حسب ذیل تقسیم کیا جانا چاہئے - مدعا علیہ نمبر ۸ جو جائداد نمبر ۲ کا مالک ہی مبلغ [illegible] روپیہ ادا کریگا - مدعا علیہم نمبر ۷ و نمبر ۸ و نمبر ۹ و نمبر ۱۰ جو جائداد نمبر ۳ کے حصص کے مالکان ہین

سنہ ۱۹۰۰ع
راما بہدرا چاریا
بنام
سرینواسا اینگر

مبلغ مار للعہ ادا کرینگے - مدعا علیہ ۱۱ جو باقی جائداد ۳۳ کا مالک ہے مبلغ ۱۳ ادا کریگا - مدعا علیہ ۱۲ جو ایک جزو جائداد ۱۲ کا مالک ہے مبلغ ادا کریگا - مدعا علیہم ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ جو ایک جزو جائداد ۱۴ کے ارکان ہین مبلغ ادا کرینگے - مدعا علیہ ۱۷ جو ایک جزو جائداد ۱۷ کا مالک ہے مبلغ ادا کریگا "

مدعی سنے اپیل حال رجوع کیا -

مسٹر ی - دیشیام اینگر کستوری رنگا اینگر و ایس سرینواسا اینگر منجانب اپیلانٹ یہ استدعا کی کہ مدعی بعنہ رسدی بروئے دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جائداد کا مستحق تہا اور کہ وہ کفالت جوکہ اسنے اپنے بائع سے حاصل کی تہی اس دعوی مین رسدی کی مانع تہی - بروئے بیا نامہ کے اراضیات بری از مواخذجات منتقل کیگئی تہین - مدعی سے اسوجہ قیمت اعلی مالیت کے مطابق بری از جملہ مواخذجات کے ادا کی تہی اور اسکے بائع پر لازم تہا کہ مدعی کے مقابلہ مین مواخذجات کا ایفاء کرتا (ملاحظہ ہو دفعہ ۵۵ (۱) و (۲) و دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جائداد) وہ کفالت جوکہ مدعی سے حاصل کی تہی صرف اسی وجوہ کے واسطے تہی دعوی حال بوجہ بر مبنی رکہا گیا تہا کہ مدعی کی جائداد زر رہن کے مقابلہ مین اسکی ذمہ واری سے کثیر تر تہی -

سوامی ایار منجانب رسیانڈنٹ - مدعی کو رہن کا علم تہا اسنے اسنے جائداد کو بری از مواخذجات خرید نہین کیا تہا کفالت اس غرض کے واسطے لیگئی تہی اور اسنے اسکو وصول کرلیا ہے - وہ کفالت مذکورکہ وہ دفعہ حاصل کریگا - اگر اسکا دعوی حال منظور کیا جائے - اسکو کچہہ نقصان نہین پہونچا کیونکہ اوسکو بہت سا حصہ زر ثمن کا اور نیز بقایائے زر ثمن کا وصول ہوگیا ہے - بہرحال وہ اس قیمت سے زیادہ حاصل کرسکتا جوکہ اسنے ادا کی ہے - بہرحال مدعی چہارم حصہ ابتدائی زر رہن کا ذمہ وار ہے - اسکا ذکر دستاویز کفالت مین کیا گیا ہے - مدعی صرف وہ بقایا حاصل کرسکتا ہے جوکہ اسکی جائداد نے ادا کیا ہے علاوہ چہارم حصہ زر رہن کے جسکو کہ ادا کرنیکا ذمہ بائع نے اٹہایا تہا اور جبکہ مدعی کو علم تہا - بروقت تقسیم کے یہ قرار پایا تہا کہ مدعی کے بائع کو چہارم حصہ زر رہن ادا کرنا چاہیئے اسلیئے مدعی کو جزو مذکور ادا کرنا چاہیئے - دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جائداد کے رو سے ذمہ واری حصہ رسدی صرف " بصورت عدم موجودگی معاہدہ خلاف کے " عائد کیگئی ہے - صورت حال مین ایک معاہدہ خلاف موجود تہا - وہ معاہدہ مدعی پر قابل پابندی ہے -

سنہ ۱۹۰۰ء
راما ہیدرا جاریا
بنام
سرینواسا ایانگر

مسٹر بھشیام ایانگر جواباً: آخری امر عدالت ماتحت میں نہ اٹھایا گیا تہا اور نہ کوئی شہادت دربارہ شرائط تقسیم کے پیش کیگئی ہے اور دستاویز تقسیم داخل نہیں کیگئی۔ یہ شرط مندرجہ دستاویز تقسیم کہ ہر ایک پسر کو چاہیے کہ حصہ قرضہ خاندان ادا کرنا چاہیے ایک ایسا معاہدہ نہیں ہے جیسا کہ دفعہ ۶۰ میں مذکور ہے۔ ایک تقسیم مابین اراکین خاندان اہل ہنود میں ذمہ داری ہمیشہ ادائے قرضہ جات کے لئے تقسیم کیجاتی ہیں اور ایک شرط حکم مندرجہ دستاویز تقسیم بالکل حسب منشاء دہرم شاستر کے ہے علاوہ ازین ایسا معاہدہ منتقل الیہ پر قابل پابندی نہیں ہوتا خواہ اسکو اسکا علم ہو کیونکہ وہ ایسا معاہدہ نہیں ہے جو اراضی کے ساتہہ ہی منتقل ہوتا ہو اور بابت منشاء شرائط کا اراضی کے ساتہہ ہی منتقل نہیں ہوتا ہے تو انصاف و اور نہ قانون ان سے کتاب ڈارٹ صاحب بابت بائع و مشتری جلد اول صفحہ ۵۸۶ و نیز مقدمہ ہیے وڈ بنام برنسوک بلڈنگ سوسائٹی (۱) و آسٹر بری بنام کارپوریشن آف والڈ ہیم (۲) کا حوالہ دیا) صورت حال ہذا میں شرط صرف ایک مثبت شرط ہے خواہ اسکا کوئی تعلق اراضی کے ساتہہ ہو۔ وہ ایک معاہدہ خلاف نہ جسکا کہ ذکر دفعہ ۶۰ میں کیا گیا ہے رہن نامہ میں شامل ہونا چاہیے نہ کہ ایک معاہدہ مابین مالکان استحقاق انفکاک کے۔ الفاظ مذکور کا تعلق صرف معاہدات مابین راہن و مرتہن کے ساتہہ ہے جو بدین مضمون ہو کہ فلان جائداد رہن ہے اولاً ذمہ وار ہوگی اور بعد ان بعد فلان جائداد مانی جائے یہ امر صریح ہے۔ دفعہ مذکور رہن نامہ فشر صاحب صفحہ ۵۹۶ دفعہ ۱۱۰۱ سے اخذ کیگئی ہے اور وہان ہم مضمون فقرہ بدین الفاظ ہے کہ "نہ کہ وہ جو بطور ضامن یا کفیل دوسرے شخص کے شامل ہو" اس سے صرف وہ معاہدات مراد ہیں جو کہ بطور امر واقعہ کے جبکہ منتقل الیہم پر قابل پابندی ہون۔ معاہدات مابین مالکان استحقاق انفکاک کے گو فریقین پر قابل پابندی ہون انکے منتقل الیہم پر قابل پابندی نہونگے خواہ انکو انکا علم ہو الا جبکہ وہ محدود کنندہ شرائط اراضی کے ساتہہ ہی منتقل ہونیوالی ہون۔ اس تعبیر الفاظ "معاہدہ خلاف" کی تائید معاملہ اتہل (۳) و معاملہ ڈنلوپ (۴) سے ہوتی ہے۔

تجویز: اہم واقعات و تواریخ حسب ذیل ہیں۔ دسمبر ۱۸۸۳ء میں ایک شخص سرینواسا ایانگر نے بعض اراضیات جو اسکی اور اسکے تین پسران کی ملکیت تہین ایک شخص رنگیا گوندن کے پاس بعوض مبلغ علیحدہ کے رہن کردی تہین۔ جائداد مرہونہ کا ذکر سہولیت کے ساتہہ بطور جائداد ہائے نمبران الف تا ہ کے کیا جا سکتا

(۱) لا رپورٹ کوئنز بنچ ڈویژن جلد ۸ صفحہ ۴۰۳ (۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۹ صفحہ ۷۵۰
(۳) ،، ،، ،، ،، ،، ،، (۴) ،، ،، جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۱ ،، ،، جلد ۲۱ صفحہ ۵۸۳

سنہ ۱۹۱۰ء
راما بہدرا چار
بنام
سرینواسا ایانگر

بعد رہن مذکور کسی جائداد کی ایک تقسیم مابین سرینواسا ایانگر اور اُسکے تین پسران کے عمل مین آئی تہی۔ بروئے تقسیم مذکور کے ۴ نین سے ہر ایک نے چہارم حصہ جائداد کا حاصل کیا تہا اور ۴ نین سے ہر ایک چہارم حصہ زر رہن کا ذمہ دار ہو گیا تہا۔ ۹ اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو یکے از پسران مذکور کرشنا ایانگر نے بہت سا حصہ اپنے حصہ جائداد مرہونہ کا مدعی کے پاس فروخت کر دیا تہا۔ بیعنامجات دستاویزات الف و ب وج ہین۔ دستاویزات مذکور مین بیان کیا گیا ہے کہ اراضیات بری از مواخذجات بیع کیگئی ہین۔ کل قیمت خرید مبلغ عـــــہ رہ تہی۔ ۹ یوم بعد بیع مذکور کے یعنی ۱۸ اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو کرشنا ایانگر نے ایک دستاویز کفالت (دستاویز ۱) مدعی کے نام تحریر کر دی تہی۔ اسمین بعد ذکر کرنے رہن بحق رنگیا گوندن کے اور یہ بیان کرنیکے کہ مبلغ ـــــــ رہ کرشنا ایانگر کے حصہ کی طرف سے واجب الادا ہے مدعیکو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کرشنا ایانگر اپنے حصہ رہن کے ایفاء سے قاصر رہے جسکی کہ ذمہ دار اراضیات بیع کردہ بحق مدعی ہین تو وہ مبلغ ـــــ رہ مذکور بعوض دیگر خاص کردہ اراضیات مملوکہ کرشنا ایانگر سے وصول کرے۔ وہ رقم جسکے کہ ادا کرنے کا ذمہ دار بروئے دستاویز مذکور کے کرشنا ایانگر ہوا تہا مدعی کو ادا کر دی گئی تہی۔

سنہ ۱۹۰۰ء مین رنگیا گوندن نے ایک نالش بربنائے اپنے رہن کے بخلاف سرینواسا ایانگر اور چھبیس دیگر اشخاص کے رجوع کی تہی۔ سرینواسا ایانگر اور اُسکے تین پسران مدعا علیہم ۱ لغائیتہ ۴ تہے۔ مدعی حال مدعا علیہ ۵ تہا۔ رنگیا گوندن نے ایک ڈگری مبلغ ــــــ رہ کی حاصل کی تہی جسکے کہ اجراء مین جائداد ۱ نیلام کیگئی تہی اور مبلغ ـــــ رہ وصول کیا جا کر ڈگری کا ایفاء کیا گیا تہا۔

ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء مین مدعی نے نالش حال زیر دفعہ ۸۲ ایکٹ ۴ انتقال جائداد رجوع کی تہی جسمین اپنے حصہ رسدی کا دعوی دیگر جائداد مرہونہ سے جو واسطے محفوظ کرنے قرضہ مذکور کے رہن کیگئی تہین کیا تہا۔ صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش بوجہ بے بنا کامیاب ہونی چاہیئے کہ مدعی نے اُس رقم کو وصول کرنیسے جو بروئے اُس تمسک کے محفوظ کیگئی تہی جو کرشنا ایانگر نے تحریر کر دیا تہا شخص موخر الذکر کو حصہ رسدی کا دعوی کرنیکا مستحق بنا دیا تہا اور مدعی نے اپنا استحقاق نالش زائل کر دیا تہا۔ ہماری رائے مین قانونی اثر معاملہ مابین کرشنا ایانگر و مدعی کا یہ نہین ہے۔ کرشنا ایانگر کا منشاء اراضیات کو بری از مواخذجات منتقل کرنیکا تہا۔ دراصل اُسکے پاس سوائے استحقاق الفکاک کے اور کچہ منتقل کرنیکے واسطے نہ تہا وہ رقوم جو مدعی نے بروئے کفالت نامہ (دستاویز ۱) کے

سنہ ۱۹۰۰ء
ماماہیلا اچلا
بنام
سرینواسا ایانگر

حاصل کی ہین فرق مابین قیمت اراضیات بصورت بری از مواخذہ منتقل کئے جانے اور انکی اُس قیمت کے ہے جو کہ تابع موجودہ مواخذجات کے ہو معاملہ مذکور کا نتیجہ یہ تہا کہ کرشنا ایانگر نے محض استحقاق انفکاک ایک مقررہ قیمت پر منتقل کیا تہا۔ مدعی کا استحقاق حصہ رسدی کسیطرح بہی اُس کفالت نامہ سے زائل نہوا تہا اور نہ وہ اُنکی تابع کفالت نامہ مذکور سے۔

ایک مزید سوال ہمارے روبرو اُٹہایا گیا تہا۔ گو وہ عدالت ماتحت مین اُٹہایا نگیا تہا۔ جسکا کہ تعلق بناء حصہ رسدی از طرف اُن دیگر مالکان کے ساتھ ہے جنکو کہ کل زر رہن کا ایفا صرف مدعی کی اراضی کے نیلام کئے جانیسے ہو جانیکی وجہ سے فائدہ پہونچا ہے مدعا علیہ نمبر ۸ کیطرف سے یہہ حجت کیگئی تہی (جو ایک خریدار جائداد ہے جسنے بوساطت سرینواسا ایانگر کے استحقاق اخذ کیا ہے) کہ چونکہ ایک مسمی اقرارنامہ مابین باپ اور تین پسران کے بدین مضمون تحریر کیا گیا تہا کہ ہر ایک چہارم حصہ زر رہن کا ذمہ وار ہے اسلئے مدعی صرف اُن رقوم کی نسبت حصہ رسدی پانیکا مستحق ہے جو کہ اُسنے اپنی ذمہ داری سے زیادہ ترادا کی ہین یعنی چہارم حصہ زر رہن سے۔ بالفاظ دیگر چونکہ مقدار زر ڈگری مبلغ [illegible] روپیہ تہی اسلئے مدعیکو اسمین سے مبلغ [illegible] روپیہ یعنی چہارم حصہ منہا کرکے پہر دیگر جائدادہائے سے حصہ رسدی کا دعوی کرنا چاہئے۔

یہہ سوال الفاظ "بصورت عدم موجودگی معاہدہ خلاف" مندرجہ دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جائداد کی تعبیر پر منحصر ہے بلحاظ اُس اصول کے جسپر کہ عادلانہ اصول حصہ رسدی مبنی رکہا گیا ہے جسکی کہ تمثیلات اُن سندات انگلستان مین موجود ہین جنکی کیطرف ہماری توجہ راغب کیگئی ہے ہمکو یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقرارنامہ جو صرف مابین مرتہنان کے قابل پابندی ہو ایک "معاہدہ خلاف" حسب منشاء دفعہ مذکور نہین ہے اور کہ الفاظ مذکور کا منشاء اُن معاہدات سے متعلق ہونیکا ہے جو مابین راہن اور مرتہن کے ہون۔ مثلاً وہ معاہدات جنکی کہ تابع بعض جائدادہائے مرہونہ اولاً ذمہ وار ہو سکتی ہون اور دیگر جائدادہائے صرف بصورتیکہ ذمہ دار ہون جبکہ اول الذکر جائدادہائے کی کفالت ناکافی ثابت ہو۔

صورت حال ہذا مین وہ معاہدہ جسکی نسبت یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ "معاہدہ خلاف" ہے جسکے روسے اطلاق اصول حصہ رسدی بازرہتا ہے ماسوائے ایک تقسیم مابین شرکاء غیر منقسمہ خاندان اہل ہنود کے اور کچہہ نہ تہا۔ علی التناسب فی مابین ارکین خاندان دربارہ زر رہن کے قطع نظر کسی صریح معاہدہ کے موجود ہے۔ ہتی جو کہ انہون نے کرنا پسند کیا ہو معاہدہ مابین فریقین مالکان استحقاق انفکاک بلاشبہ طور پر قابل پابندی ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
راما بہدرا چلد [?]
بنام
سرینواسا ایانگر

مگر وہ ایک ایسا معاہدہ نہین ہے جو کہ اُنکے منتقل الیہم پر قابل پابندی ہو یہ فرض کر کے کہ مدعی نے اس معاہدہ کے علم سے جائداد حاصل کی تھی چونکہ ایسا معاہدہ اراضی کے ساتھہ منتقل نہین ہوتا اسلئے وہ قانوناً اُسپر قابل پابندی نہین ہے باعث اس امر واقعہ کے کہ اُسنے اُسکے علم سے جائداد حاصل کی تھی (ملاحظہ ہو آسٹر بری بنام کارپوریشن آف اولڈہیم (۱)) ہماری رائے مین کوئی معاہدہ خلاف منشاء دفعہ ۴۲ موجود نہتا۔ اور مدعی حصہ سدی دلاپانیکا مستحق ہے۔

نسبت تخمینہ حصہ سدی کے معلوم ہوتا ہے کہ رقوم مذکورہ کا حساب درست طور پر صاحب جج ضلع کے فیصلہ کے فقرہ دہم مین کیا گیا ہے اور کسی فریق نے اسکے متعلق کوئی اعتراض نہین کیا۔ حقوق فریقین باہمی اسبارہ میں در بارہ جائداد مذکورہ ایک اور نالش مین فیصل ہونگے جو ابہی دائر ہے۔

در بارہ قرارداد صاحب جج ضلع متعلق اُس تنقیح کے کہ آیا مدعی کا سانہ مدعی کی طرف سے اراضی کا بنامی خریدار تہا جو نالش نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۹۴ء مین نیلام ہوگئی تہی ہماری یہ رائے ہے کہ صاحب جج ضلع نے ایک غلط رائے اس معاملہ کے قانونی اثر کے متعلق اختیار کی تہی۔ مدعی مستحق تہا کہ اپنے سانہ کو اُس غیر منقسمہ نصف حصہ اراضی کے خرید کرنیکے واسطے روپیہ دے جو رنگیا کونڈن کی ڈگری کے اجرا مین نیلام ہوگئی تہی۔ مقدمہ مارٹ بنام راپاسنا مکرجی (۲) کوئی واسطہ واقعات مقدمہ حال کے ساتھہ نہین رکہتا اور اس امر کی کوئی وجہ موجود نہین ہے کہ کیون کوئی منہائی مدعی کے دعوی نالش حال سے اُس منافعہ کی نسبت کیجائی چاہئے جو کہ اسکو اراضی متنازعہ کے نیلام ثانی سے پہونچا ہوگا۔

تنقیح در بارہ اس امر کے کہ آیا وہ بقایا جواب علیہم زرثمن نیلام مین ہے بعد ایفائے ڈگری داران نالشات نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۹۴ء و نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۳ء کے موجود ہے مدعی کے دعوی کا ذمہ دار ہے۔ ہمنے اپنے فیصلہ اپیل نمبر ۱۳۱ سنہ ۱۸۹۹ء مین فیصل کر دی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم صاحب جج ضلع کی ڈگری کو منسوخ کر کے یہ قرار دیتے ہین کہ مدعی مدعا علیہم سے اُس حصہ سدی کے دلاپانیکا مستحق ہے جسکا ذکر صاحب جج ضلع کے فیصلہ کے فقرہ دہم مین کیا گیا ہے معہ اسکی سود بشرح ۶ فیصدی فیسال کے ۲۸ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء سے تاریخ وصولی تک یا تین سال بعد از تاریخ صدور ڈگری تک۔ مدعا علیہ نمبر ۸ اکو چاہئے کہ مدعی کا خرچہ عدالت ماتحت و اپیل ہذا ادا کرے مدعی کو خرچہ اپیل ابتدائی مدعا علیہ نمبر ۸ کا جواب مدعا علیہ نمبر ۱۹ اہی۔ ادا کرنا چاہئے۔

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۹ صفحہ ۵۰۔

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنسن صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس

۱۶ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

نراسیا (سائل)، اپیلانٹ **بنام** کلکٹر اننتاپور (فریق مخالف) رسپانڈنٹ [*]

ریگولیشن سنہ ۱۸۰۲ء (مدراس) دفعہ ۱۷ ضمن ۷ - دعویٰ دربارہ جائداد ایک بلاوصیت شخص کے -

حکم متضمن دسمسی درخواست اپیل -

کوئی اپیل بنارضی اُس حکم صاحب جج ضلع کے نہیں ہوسکتا جو زیر دفعہ ۱۶ ضمن ۷ ریگولیشن سنہ ۱۸۰۲ء صادر کیا گیا ہو -

درخواست بعدالت ضلع زیر ریگولیشن سنہ ۱۸۰۲ء دفعہ ۱۶ ضمن ۷ (مدراس) - سائل نے یہ دعویٰ کیا تہا کہ وہ اُس شخص کی جائداد کا مستحق ہے جو کہ عدالت کے حدود اختیارات مقامی کے اندر بلاوصیت فوت ہوا تہا - صاحب جج ضلع نے دعویٰ مذکور کی نسبت تحقیقات کرکے اسکو خارج کیا تہا - اُس حکم کی نارضی سے سائل نے اپیل حال رجوع کیا تہا -

وکیل سرکار (مسٹر اے بی پادل) منجانب رسپانڈنٹ نے یہ ابتدائی عذر کیا کہ کسی اپیل کا حکم مدراس ریگولیشن سنہ ۱۸۰۲ء مین نہین دیا گیا اور کہ حکم مذکور حسب منشاء دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک ڈگری نہین ہے اور کہ دفعہ ۵۴۰ استحقاق اپیل عطا نہین کرتی -

وی کرشنا سامی ایار منجانب اپیلانٹ :- دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے روسے ضابطہ نالشات متفرق کارروائیات سے بہی متعلق کیا گیا ہے - اپیل بنارضی ڈگریات نالشات کے ایک جزو ضابطہ ہی - اسلئے دفعہ ۶۴۷ استحقاق اپیل بنارضی حکم مصدرہ بکارروائیات متفرق کے عطا کرتی ہے - ایک مقدمہ زیر ایکٹ اوقاف مذہبی ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ اپیل بنارضی اُس حکم کے ہوسکتا ہے جو ایک درخواست پر صادر کیا گیا ہو گو ایکٹ مذکور کے روسے کسی اپیل کا اختیار نہین دیا گیا ملاحظہ ہو سلطان اکبنی صاحب بنام شیخ باوا ملیمیار (۱) - فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ مناکشی نیدو بنام سبرامنیا سستری (۲) مقدمہ محولہ بالا سے متعلق نہین ہے -

وکیل سرکار نے اسکے جواب مین مقدمہ ہرنیا تہہ کونڈو بنام رہو سود ہن ساہا (۳) کا حوالہ دیکر یہ عذر کیا تہا کہ

---

[*] اپیل متفرق دیوانی ۳۱ سنہ ۱۹۰۰ء بنارضی حکم ٹی این ار سغال صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج بلاری برطبق درخواست متفرق ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۹۰ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۶ ۔ لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۰ (۳) ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۲ (مقدمہ دیوانی)

سنہ ۱۹۰۰ء
نرسیا
بنام
کلکٹر اننتاپور

فیصلہ مقدمہ مناکشی بنام سبرامنیا ستری (۱) کے رو سے در اصل فیصلہ مقدمہ سلطان الکینی صاحب بنام شیخ باوا میمیار (۲) منسوخ کیا گیا ہے۔

تجویز ہماری رائے مین وہ ابتدائی عذر جو وکیل سرکار سے کیا ہے درست ہے اور کہ کوئی اپیل بابت اراضی اوس حکم صاحب جج ضلع کے نہین ہو سکتا جو زیر دفعہ ۱۶ ضمن ۷ مدراس ریگولیشن ۲۳ سنہ ۱۸۰۲ء صادر کیا گیا ہو۔ وکیل اپیلانٹ نے یہ حجت کی ہے کہ اپیل کی اجازت بروئے دفعہ ۵۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ... دیگئی ہے اور اوسنے فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ سلطان الکینی صاحب بنام شیخ باوا میمیار (۲) پر انحصار کیا ہے۔ مگر فیصلہ مذکور کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ وہ بروئے فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ مناکشی نیدو بنام سبرامنیا ستری (۱) کے منسوخ کیا گیا ہے۔ مقدمہ ... بنام ... (۳) مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ کسی اپیل کی اجازت بروئے دفعہ ۳۰ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء کے بابت اراضی حکم صادرہ زیر ریگولیشن ۴ سنہ ۱۸۳۱ء کے نہین دیگئی۔ ہماری یہ رائے ہے کہ جہانتک مقدمہ زیر حال کا تعلق ہے دفعہ ۵۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی حال کسی اہم امر مین دفعہ ۳۰ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء سے مختلف نہین ہے اور ہماری رائے مین فیصلہ مذکور کی وجوہات مقدمہ حال سے متعلق ہین۔ ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب و ڈیوڈ صاحب جسٹس

۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

سیتا ایارو یک کس دیگر (مدعیان ۲ و ۳) اپیلانٹان بنام کرشنا ایانگر وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان

ایکٹ انتقال جائیداد۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء۔ حصہ رسدی زر رہن مین۔ ذمہ واری اوس اراضی کی جو شخص ثالث کے قبضہ مین ہو۔

بعض اراضی ... کے پاس رہن ہوگئی تھی بعد مین ایک جزو اراضی مرہونہ بحق ... کا مدعیان کے پاس بشمولیت دیگر اراضی کے رہن کیا گیا تھا۔ زان بعد ... نے ایک ڈگری بہ بنائے اپنے رہن کے حاصل کی جسکی کہ تعمیل مین وہ جزو جائداد مرہونہ بحق ... جو مدعیان کے پاس بھی رہن کیا گیا تھا نیلام ہوگیا یہاں تک کہ ... کی ڈگری کا ایفا ہوگیا تھا اور

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۰ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۶ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۹۵
(۳) ویکلی رپورٹر مقدمہ دیوانی جلد ۹ صفحہ ۱۲۲

اپیل نمبر ۱۹۴ سنہ ۱۸۹۹ء بابت ڈگری ... ڈسٹرکٹ جج ... ناش ابتدائی نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

۱۸۸۰ء
سیشا ایار
بنام
کرشنا اینگر

اُس باقی اراضی کے نیلام کرانیکی ضرورت نہی تھی جو کہ سا کی کفالت مین شامل تھی - یہ باقی اراضی بعض مدعا علیہم نے خرید کر لی تھی - مدعیان نے اب بربنائے اپنے رہن کے نالش کی ہے اور انہوں نے نہ صرف اپنے راہنان اور اُس جائداد کے برخلاف دعوی کیا ہے جو کہ اُنکی کفالت مین شامل تھی بلکہ انہوں نے اصل حصہ سدی کے مطابق اُس بقایا کا مواخذہ جو غیر مودی رہا اُس باقی اراضی پر عائد کرنیکا بھی دعوی کیا تھا جسکی متعلق ابھی بیان کیا گیا ہے کہ بعض مدعا علیہم نے خرید کی تھی -

تجویز ہوئی کہ مدعیان بخلاف مدعا علیہم کے حصہ سدی کو موثر کرانیکے مستحق نہتے -

تجویز ضمنی :- اگر دعوی حصہ رسدی چل سکتا تھا تو وہ عام دعوے بربنائے رہن مین شامل کیا جانا چاہئے تھا -

مدعیان نے ایک جز اُس جائداد کا خرید کیا تھا جو کہ خود اُنکے رہن مین شامل تھا جبکہ وہ بعلت اجراء ڈگری بحق سا کے نیلام کیا گیا تھا اُس خرید سے اُنکو فائدہ پہونچا تھا - عذر یہ کیا گیا تھا کہ مدعیان بحیثیت مرتہنان دوم کے ایک اعتمادی حیثیت بمقابلہ اپنے راہنان کے رکھتے تھے اور کہ وہ مستحق اس امر کے نہ تھے کہ بلا واسطہ اشخاص اجنبی خریداران نیلام متصور کئے جائیں - کسی امر سے یہ ظاہر نہوتا تھا کہ مدعیان نے اپنی حیثیت مذکورہ سے فائدہ اُٹھایا تھا -

تجویز ہوئی کہ مدعیان نے ایسا کامل حق حاصل کیا تھا جیسا کہ اجنبی اشخاص حاصل کرسکتے تھے -

نیز **تجویز ہوئی** کہ اُنکے دعوی بربنائے رہن خود مین اُنکی خریداری جزو جائداد کا خلل واقعہ نہوا تھا کیونکہ بلحاظ واقعات کے اُنکی نسبت یہ متصور کیا جانا چاہئے کہ انہوں نے پوری قیمت بلا مواخذہ جائداد کی ادا کی تھی -

بعض جائداد کے مالکان نے مبلغ ...... روپیہ قرض لینے کی خواہش سے دو رہنا مجات بحق ایک ہی مرتہنان کے ایک ہی اراضیات کے متعلق ایک ہی دن تحریر کئے تھے - ایک مبلغ ...... کے عوض اور دوسرا مبلغ ...... کے عوض - بکہ موخر الذکر دستاویز مین مبلغ ...... کے تمسک کا ذکر بطور رہن قبل کے کیا گیا تھا - مرتہنان نے مبلغ ...... کے رہن کی بناء پر نالش کرکے ایک ڈگری حاصل کی تھی جسکی رو سے ایک جزو کفالت تابع مواخذہ رہن مبلغ ...... کے نیلام کیا گیا تھا - اب مرتہنان نے ایک نالش بربنائے رہن مبلغ ...... کے کی ہے - عذر یہ کیا گیا ہے کہ نالش بباعث دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے چل نہین سکتی -

[illegible]

تجویز ہوئی کہ عذر مذکور چل نہ سکتا تھا اور کہ دعوی کو بطور ایک ذاتی دعوی بربنائے دستاویز رہن کے متصور کرکے نالش واسطے دلاپانے زر واجب الادا بربنائے رہن نامہ کے - عرضی دعوی مین یہ بیان کیا گیا تھا کہ مدعا علیہم علاوہ علا نے بروئے ایک رہن نامہ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۸۹۹ء کے بعض جائداد ہائے متذکرہ فہرست الف مدعیان کے پاس بعوض مبلغ ...... کے رہن کی تھین جسپر بشرح مبلغ ...... فیصدی فی سال کے سود عائد ہوتا تھا اور وہ بصورت عدم ادائیگی بر تاریخ مقررکردہ کے حسب ...... فیصدی تک اضافہ کیا جاتا تھا - مدعا علیہم

سنہ ۱۹۰۰ء
سیتا ایار
بنام
کرشنا ایانگر

مدعا علیہ ۲۳ و ۲۴ غیر منقسمہ پسران مدعا علیہم ۱ و ۲ کے تہے - مدعا علیہ ۲ نے بعض جائداد ہائے مرہونہ بالعوض مدعی کے رہن کے خرید کی تہین اور دعوی یہ کیا گیا تہا کہ اُسنے مدعیان کا قرضہ معہ سود واجب الادا بروے رہن مذکور ادا کر دینے کا اقرار کیا تہا - مدعا علیہم ۱۰ لغایت ۱۸ غیر منقسمہ پسران مدعا علیہ ۲ کے تہے اور مدعا علیہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ نے مدعا علیہ ۲ سے جائداد ہائے مرہونہ خرید کی تہین اور وہ اُنپر قابض تہا - مدعا علیہ ۲۲ سرینواسا ایانگر مدعا علیہم ۱ و ۲ کا باپ تہا اور اُسنے جائداد ہائے مذکورہ فہرست الف کو بشمولیت جائداد ہائے متذکرہ فہرست ب منسلکہ عرضیدعوی کے ایک شخص رنگیا گوندن کے پاس رہن کر دیا تہا - یہ رہن مدعیان کے رہن سے پہلی کا تہا اور رنگیا گوندن نے ایک ڈگری بخلاف مدعا علیہ ۲۲ کے اور مدعا علیہم ۱ و ۲ و ۲۴ و ۲۵ لغایت ۲۵ کے حاصل کی تہی جسکو کہ اجراء مین جائداد ہائے مندرجہ فہرست الف نیلام کیگئی تہی اور اُسکی دعوی کا ایفا ہو گیا تہا - بعض دیگر جائداد ہائے جو نیز رنگیا گوندن کے رہن مین شامل تہین نیلام نکیگئی تہین - اُنکا ذکر اب بطور جائداد ہائے ۱ لغایت ۷ کے فہرست ب منسلکہ عرضیدعوی حال مین کیا گیا ہے - یہ دعوی کیا گیا تہا کہ جائداد ہائے مذکور رنگیا گوندن کے دعوی کی ذمہ وار قرار دیجانی چاہیئین تہیں - اور کہ ذمہ واری تہا طور پر جائداد ہائے متذکرہ فہرست الف پر عائد نکیجانی چاہئے تہی صرف جو کہ نیلام کیگئی تہی اور جو ایک جزو اُس کفالت رہن کی تہی جو کہ مدعی کے حق مین تحریر کیگئی تہی - بخلاف اُن جائداد ہائے ۱ لغایت ۷ مندرجہ فہرست ب کے اب حصہ رسدی کا دعوی کیا گیا تہا اور مدعا علیہم ۱۴ لغایت ۱۷ ۲ جو کہ جائداد ہائے مذکور کی نسبت دعوی کرتے تہے فریق نالش مذکور بنائے گئے تہے -

مزید واقعات صاحب جج ضلع کے فیصلہ مین بیان کئے گئے ہین - وہ ڈگری جسکا کہ اُسنے بطور ایسی ڈگری کے حوالہ دیا ہے جو مدعی سے نالش ابتدائی ۱۴۲ سنہ ۱۸۹۱ء مین حاصل کی تہی بالفاظ ذیل تہی :" مدعیان نے نالش حال بدین بیان رجوع کی ہے کہ مدعا علیہم ۱ و ۲ نے مبلغ صمار مدعیان سے قرض لیکر ایک رہننامہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو بحق مدعیان تحریر کر دیا تہا جسکے بروے متذکرہ ذیل جائداد ہائے غیر منقولہ بعوض مبلغ صمار مذکور کے اور اُسکی سود بشرح مبلغ ۵ فیصدی سالانہ کے مکفول کیگئی تہین اور انہون نے رقم مذکور کے ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء پر ادا کر دینے کا اور سود کے ہر سال ۲۴ اپریل کو ادا کر دینے کا اقرار کیا تہا اور بصورت عدم ادائیگی سود کے یہ بال مجرد از مطالبہ کے زر اصل معہ سود بشرح ۱۲ فیصدی فیماہ کے بلا لحاظ تاریخ مقرر کردہ بغرض ادائیگی زر اصل کے وصول کیا جاتا تہا - اور کہ گو زر اصل مذکورہ رہن نامہ مذکور کے سود بشرح مذکور کی ادائیگی کا وقت پہلی سال کیواسطے گذر چکا ہے تاہم وہ ابتک ادا نہین کیا گیا اور چونکہ مدعا علیہم ۱ و ۲ غیر منقسمہ ہین

سنہ ۱۹۰۰ء
سیتا ایار
بنام
کرشنا ایانگر

اسلئے مدعا علیہ نمبر ۱ کا پسر مدعا علیہ نمبر ۳ فریق بنایا گیا ہے اور چونکہ مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۵ غیر منقسمہ خاندان کے ارکین ہین اور چونکہ انکی جائداد بلئے خاندانی قرضہ متدعویہ کی ذمہ دار ہین اسلئے مدعا علیہ نمبر ۱ کے پسران یعنی مدعا علیہم نمبر ۳ و نمبر ۵ فریق نالش حال بنائے گئے ہین اسلئے مدعی ایک ڈگری مبلغ ... کا دعوے بشمولیت زر اصل و سود کے کرتا ہے . . . .

ڈگری: نالش ہذا کے بغرض سماعت آخری پیش ہونے پر مدعا علیہم نے نالش کو یکطرفہ سماعت ہونے دیا ہے عدالت یہ حکم دیتی ہے اور ڈگری صادر کرتی ہے کہ مدعیان مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ سے زر متدعویہ مبلغ ... معہ خرچہ عدالت کے آج سے دو ماہ کا عرصہ منقضی ہونے پر وصول کرین اور مدعا علیہم کی طرف سے ادائگی مین قصور کئے جانے پر مدعیان زر مذکور کو جائداد ہائے مرہونہ کے نیلام سے وصول کرین ۔ صاحب جج ضلع کا فیصلہ حسب ذیل تھا :-

ایک شخص مسمی سوامی ایانگر نے رنگیا گوونڈن کے پاس بعوض مبلغ ... روپیہ کے جائداد ہائے مندرجہ فہرست الف و جملہ جائداد ہائے مندرجہ فہرست ب منسلکہ عرضی دعوی ہذا رہن کی تہین ۔ بعد مین اسنے اپنے پسران کے ساتھ جائداد تقسیم کرلی تہی انہین سے دو پسران نالش حال مین مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ ہین ۔ بعد عمل مین آنے تقسیم مذکور کے مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء کو مبلغ ... مدعیان سے قرض لیا تہا اور مدعیان کے پاس کل جائداد مندرجہ فہرست الف رہن کردی تہی ۔ انہون نے دو رہن نامجات تحریر کردیئے تھے ایک بعوض مبلغ ... روپیہ کے اور دوسرا بعوض مبلغ ... کے ۔ وہ دو رہن نامے ایک ہی تاریخ کے ہین اور انہی دونو کے رو سے اراضی مندرجہ فہرست الف رہن کیگئی ہے ۔ مگر رہن نامہ مبلغ ... مین رہن نامہ مبلغ ... روپیہ کا ذکر بطور رہن ماقبل کے کیا گیا ہے ۔ مدعیان نے نالش نمبر ... سنہ ۱۸۹۱ء بر بنائے اپنے رہن مبلغ ... کے رجوع کرکے ایک ڈگری حاصل کی تہی ۔ نیلام بعلت اجراء ڈگری مذکور مین جائداد ہائے نمبر ۱ لغایت نمبر ۷ مندرجہ فہرست الف نیلام کیگئی تہین اور وہ مدعا علیہ نمبر ۵ نے تابع ذمہ داری رہن ماقبل مبلغ ... کے خرید کی تہی ۔ رنگیا گوونڈن نے نالش نمبر ... سنہ ۱۸۹۴ء بر بنائے اپنے رہن مبلغ ... روپیہ کے رجوع کی تہی ۔ بعلت اجراء اسکی ڈگری کے جائداد ہائے مندرجہ فہرست الف و جائداد ہائے مندرجہ فہرست ب نیلام کیگئی تہین اور انکو مدعیان نالش حال نے اور ایک اور شخص نے خرید کی تہین بیان یہ کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۵ نے بعد خریداری نیلام بنالش نمبر ... سنہ ۱۸۹۱ء کے یہ ذمہ اٹھایا تہا کہ وہ رہن ماقبل بعوض مبلغ ... بحق مدعیان کا ادا کردیگا ۔ مدعیان نے اسپر بنائے اپنے رہن مبلغ ... روپیہ کے نالش حال رجوع کی ہے ۔ انہون نے زر مذکور کا دعوی نہ صرف مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ سے جنہون نے کہ رہن نامہ مذکور تحریر کیا تہا کیا ہے بلکہ مدعا علیہ نمبر ۵ سے بھی جسنے کہ زر مذکور کے ادا کرنیکا اقرار کیا تہا اور نہ صرف یہ کہ جائداد مرہونہ نیلام کیجائے بلکہ یہ بھی کہ ان خاص سر

سنہ ۱۹۰۰ع
سیتا ایار
بنام
کرشنا ایانگر

حصہ رسدی دلایا جائے جنکی کہ جائداد ڈگری نالش ۱۹۱ سنہ ۱۸۹۴ع مین نیلام ہوئی تھی۔ جوابدعوی اور زبانی بحث بروقت قایم کرنے تنقیحات مین بہت سے اعتراضات دربارہ نالش حال کے کئے گئے تھے منجملہ دیگر تنقیحات کے تنقیحات قایم کیگئی تھین:- (۱) آیا مدعیان ارجاع نالش حال سے ممتنع ہین کیونکہ انہون نے دستاویز متنازعہ حال کو پہلی نالش ۵۴۸ سنہ ۱۸۹۱ع بعدالت منصف ضلع کومبا کونم مین شامل نکیا تھا؟ (۲) آیا نالش حال بباعث شمال بیجا ذریعہائے یا بنائے دعوی کے ناقص یا قبل از وقت ہے یعنی اسوجہ سے کہ اسمین حصہ رسدی کا دعوی اور دعوے بربنائے رہن نامہ شامل کرگئے ہین؟ (۳) مدعاعلیہم مین سے کونسے اصحاب کونسی جائداد ذمہ وار حصہ رسدی ہے؟ (۹) آیا مدعیان نے اراضیات نیلام کردہ بنالش ۱۹۱ سنہ ۱۸۹۴ع کو ایک نامناسب قیمت پر اپنے گماشتہ کے نام پر خرید کیا ہے اور اگر ایسا ہے تو آیا اس سے مدعیان کا استحقاق ارجاع نالش زایل ہوگیا ہے (۱۰) آیا سود متدعویہ درست ہے؟...

تنقیح اول پر مدعاعلیہم ۱ و ۲ نے یہ عذر کیا ہے کہ انہوں نے مبلغ ۔۔۔ صہ بطور ایک ہی معاملہ کے قرض لیا تھا اور کہ مدعیان نے خود اپنی سہولیت کے واسطے اسکو دو رہن نامجات مین منقسم کیا تھا کیونکہ انکے پاس ایک پرانا اسٹامپ کا کاغذ تھا جو ۔۔۔ روپے رہن کیواسطے کافی تھا اور کہ ہر دو رہننامجات مذکور ایک ہی معاملہ بناتے ہین اور کہ رہن نامہ مبلغ ۔۔۔ ر کا اُس نالش مین شامل کیا جانا چاہیئے تھا جو بربنائے رہن نامہ مبلغ صمار کے رجوع کیگئی تھی۔ اسکا جواب مدعیان نے یہ دیا ہے کہ معاملات جداگانہ تہے کیونکہ بیانات مندرجہ ہر دو دستاویزات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعیان کو مبلغ ۔۔۔ کے قرض دینے کی خواہش واسطے بیباق کرنے اُس قرضہ کے تھی جو کہ مدعاعلیہم کی طرف سے واجب الادا تھا اور انہوں نے مبلغ صمار نقد قرض دیا تھا میری رائے مین جواب مذکور سے بہتر تمیز نہین ہوتی۔ باوجودیکہ ایک جزو نقد ادا کیا جانا اور ایک جزو بایفاء پہلے قرضہ کے دیا جانا تھا تاہم کل ۔۔۔ صہ روپیہ ایک ہی رہن نامہ کا بدل بنا سکتا تھا مگر مین اس امر کی کوئی وجہ نہین دیکھتا کہ کیون مدعیان کو اپنا دعوی بربنائے دو جداگانہ رجسٹری شدہ دستاویزات کے منقسم نکرنا چاہیئے تھا اور میری رائے مین دفعہ ۹۹ ایکٹ انتقال جائداد اسکی مانع نہین ہے نیز میری یہ رائے ہے کہ چونکہ مدعاعلیہم ۱ و ۲ نے دو رہن نامجات کے تحریر کرنے مین رضامندی ظاہر کی تھی اسلئے یہ کوشش انہین سے ایک ہی سبکدوشی حاصل کرنے کی بھی بر نیک نیتی نہین ہے۔ تنقیح اول پر مین یہ قرار دیتا ہون کہ نالش چلسکتی ہے (ملاحظہ ہو امید وہولچند بنام پیرجہاجی امیان (۱)) اب مناسب یہ ہوگا کہ مدعاعلیہم کے لئے رستہ صاف کیا جائے جبکہ ایک ڈگری نالش ۵۴۸ سنہ ۱۸۹۱ع مین صادر ہوئی تھی جو ایک نالش بربنائے تمسک مبلغ صما کے تھی تو مدعاعلیہم حال نے بعلت اجرا بہت کم رقم یعنی مبلغ ۱۸ر کے عوض جائداد ہائے ۱ لغایت ۶ مندرجہ فہرست الف خرید کی تھین اور ایک ایسا وارنٹ جو انکی موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکو قبضہ عطا کیا گیا تھا

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۔۔۔ صفحہ ۔۔۔

سنہ ۱۹۰۰ع
سیتا ایار
بنام
کرشنا اینگر

اُسنے بعد مین کارروائیات زیر رہن نامہ دوم بعوض مبلغ ___ کو بسطر جبر ملتوی کرایا کہ تانی مدعیان کو بعض سود واجب الادا بمروئے رہن نامہ مذکور ادا کر دیا اور اُس سود کے ادا کرنیکے واسطے روپیہ قرض لینے کیلئے مدعا علیہ ۵ نے مدعا علیہم ۹ و ۱۰ و ۱۱ کے پاس بعوض مبلغ ___ کے اراضیات ۲۵۳ و ۲۵۴ بیع کر دین جو ایک جزو جائداد مندرجہ فہرست الف بنائی تہین۔ نیز یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ ۵ نے ایک اقرار نامہ بحق مدعیان تحریر کر دیا تہا جسکی رو سے انہون نے رہن نامہ مبلغ ___ کا ایفا کر دینے کا ذمہ اوٹہایا تہا۔ اِس اقرار نامہ کیوجہ سے بہت سے اعتراضات پیدا ہوئے ہین۔ مدعا علیہم ۱ و ۲ نے بیان کیا ہے کہ جب مدعا علیہ ۵ نے وہ اراضی خریدی تہی جو تابع اس رہن مبلغ ___ کے تہی تو وہ ایک ایسا شخص ہو گیا تہا جسکو اہم حق رہن مذکور کے ادا کرنے کا حاصل تہا اسلئے اُسنے یہ اقرار نامہ دربارہ ادا کرنے رہن مذکور کے تحریر کر دیا تہا اور یہ ایک ایسی دستاویز ہے جسکی رو سے مدعا علیہم ۱ و ۲ کی ذمہ داری زائل ہو جاتی ہے مگر انہوں نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ وہ دستاویز مذکور فریق نہتے۔ انہون نے یہ بہی عذر کیا ہے کہ ادائیگی سود منجانب مدعا علیہ ۵ کمتر شرح سے تہی اور کہ اس شرح سے سود کا قبول کیا جانا اُس کثیر تر شرح کا ترک کیا جانا تہا جسکا کہ اب دعویٰ کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ ۵ نے سود مذکور جزواً نقداً اور جزواً بذریعہ تحریر کر دینے ایک پرامیسری نوٹ کے ادا کیا تہا جسکی کہ بنا پر مدعیان نے نالش کر کے روپیہ وصول کیا ہے۔ مدعا علیہم ۱ و ۲ نے ایک بیان مندرجہ پرامیسری نوٹ مذکور کا حوالہ بغرض اظہار اس امر کے دیا ہے کہ سود اُس تاریخ تک فیصل کیا گیا تہا۔ مدعا علیہ ۵ نے اس امر کو تسلیم نہین کیا کہ اُسنے کوئی اقرار نامہ تحریر کیا تہا اور اُسنے مدعیان سے اُسکا ثبوت طلب کیا ہے اُسنے اپنی ذاتی ذمہ داری قرضہ مذکور سے انکار کیا ہے گو وہ اس امر سے انکار نہین کر سکتا کہ وہ جائداد جو کہ اُسنے خریدی ہے ذمہ دار ہو سکتی ہے۔ مدعا علیہم ۹ و ۱۰ و ۱۱ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اراضیات ۲۵۳ و ۲۵۴ مدعیان کے علم سے خریدی تہین یہ سمجہکر کہ اراضیات مذکور رہن نامہ مبلغ ___ کے مواخذہ سے بری الذمہ ہین اور کہ مدعیان نے انکار زر ثمن مبلغ ___ مدعا علیہ نمبر ۵ سے قبول کیا تہا اسلئے اُنپر وہ رہنیہ قابل پابندی ہے۔ انہون نے کوئی ایسی دستاویز پیش نہین کی جسمین اس سبکدوشی کا ذکر ہو۔ بالآخر انہون نے بیان استدعا کی ہے کہ کم از کم اراضیات مذکور سب سے اخیر پر نیلام کیجائین۔ مدعی ۱ نے جو بطور گواہ ملا مدعا علیہم سے طلب کیا گیا تہا یہ بیان کیا تہا کہ اُسکے پاس سے وہ اقرار نامہ جاتا رہا ہے جو کہ مدعا علیہ ۵ نے تحریر کیا تہا۔ وہ ایک رجسٹری شدہ دستاویز نہتی اور اُسکی کوئی نقل پیش نہین کیگئی۔ اِن واقعات کی موجودگی مین مجہے یہ قرار دینا چاہئے کہ کوئی ایسا اقرار نامہ ثابت نہین کیا گیا اور کہ کوئی ذاتی ذمہ داری بخلاف مدعا علیہ ۵ کے موجود نہین ہے اور کہ ذمہ داری مدعا علیہم ۱ و ۲ کی قائم رہتی ہے۔ مدعی ۱ نے کٹہرہ گواہان مین اس امر کی

سنہ ۱۹۱۰ء
سیتا ایار
بنام
کرشنا ایانگر

تشریح کی تہی کہ بوقت سود ادا نہ ہوا تہا اسلئے زر اصل واجب الادا ہوا تہا اور کہ مدعی ۲ نے فوراً نالش کے رجوع کر دینے کی دہمکی دی تہی اور کہ مدعا علیہ ۱ نے اُس نالش کو ملتوی رکہنے کیواسطے ایک جزو سود واجب الادا ادا کر دیا تہا اور کل رقم کے تہوڑے عرصہ مین ادا کر دینے کا اقرار کیا تہا اور کہ مدعی کے کثیر شرح سود کو ترک کر دینے کا بدل یہ تہا کہ اقرار یہ کیا گیا تہا کہ مدعا علیہ ۱ کو زر اصل دو ماہ کے اندر ادا کرنا چاہئے۔ چونکہ مدعا علیہ ۱ ایسا کرنے سے قاصر رہا ہے اسلئے مدعیان یہ عذر کرتے ہین کہ انکا استحقاق دوبارہ کثیر شرح سود کا زندہ نہ ہو گیا تہا۔ مجہے یہ قرار دینا چاہئے کہ اقرار ادائیگی کل زر بعرصہ دو ماہ ثابت نہین کیا گیا۔ نیز مجہے یہ قرار دینا چاہئے کہ مدعیان نے بروئے اُس بیان مندرجہ پرامیسری نوٹ کے جسکی کہ بنا پر انہون نے نالش کی ہے کثیر ترشرح سود کو ترک کر دیا تہا۔ اب ہم مسئلہ سوال حصہ رسدی کیطرف عود کرتے ہین۔ مقدمہ کی یہ نوعیت ہے۔ رنگیا گوندن نے بعض اراضیات پر ایک رہن قبل حاصل کیا تہا۔ مدعیان بعض اراضیات کے مرتہن مابعد ہین بشمولیت اُس جزو کے جو رنگیا گوندن کے پاس رہن تہا۔ بالفاظ دیگر ہر دو رہن مذکور ایک دوسرے پر حاوی ہین۔ رنگیا گوندن نے ایک جزو جائداد مرہونہ کو نیلام کرایا ہے جس مین بعض اراضیات مرہونہ بحق مدعیان شامل ہین۔ مدعیان نے اب دیگر اراضیات کے نیلام کرانے کی نالش کی ہے جو کہ اُنکے پاس رہن کیگئی تہین اور اُس جزو جائداد مرہونہ کے واسطے جو کہ رنگیا گوندن نے نیلام کرایا تہا مدعیان نے حصہ رسدی کا دعوی اُس جزو جائداد مرہونہ بحق رنگیا گوندن سے کیا ہے جو کہ نیلام نکیا گیا تہا۔ مدعیان نے یہ عذر کیا ہے کہ اُنپر لازم ہے کہ نالش ہذا مین اپنی کل بابت دعوی کو شامل کرین۔ میری یہ رائے ہے کہ نالش حصہ رسدی ناکامیاب رہنی چاہئے۔ زیر دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جائداد حصہ رسدی ایک ایسی ذمہ داری ہے جو مختلف اجزاء جائداد مرہونہ پر عائد ہوتی ہے اور میری یہ رائے ہے کہ دعوی حصہ رسدی اُس مرتہن سے نہین کیا جا سکتا جسکا کہ استحقاق بر اراضی ابہی مالکیت کی حد تک نہ پہونچا ہو۔ تنقیح سوم مین یہ سوال اٹہایا گیا ہے کہ آیا مدعیان نے بوجہ خریداری نیلام بعلت اجراء ڈگری رنگیا گوندن کے ایسا فائدہ اٹہایا ہے جسکی رو سے عملی طور پر اُنکے رہن ہائے کا ایفاء ہو جاتا ہے۔ یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ مدعیان نے اُس نیلام مین ایک نصف جائداد نیلام کردہ کا خرید کیا تہا۔ اُنکا حصہ زر ثمن مبلغ عہ سیا صہ روپیہ ہوگا۔ اُس بیان مین جو کہ نالش بربنائے پرامیسری نوٹ بحق مدعا علیہ ۱ مین دیا گیا تہا۔ مدعی ۲ نے یہ بیان کیا تہا کہ سالانہ لگان اُس جائداد کا جو اُسوقت خریدی گئی تہی مبلغ عہ سیا صہ روپیہ ہوگا اور اُسنے اب تسلیم کیا ہے کہ تہی اُسکا ایک حصہ مبلغ اعہ روپیہ پٹہ پر دیا تہا۔ مدعیان نے اقرار کیا ہے کہ رنگیا گوندن کے پاس بعوض مبلغ عہ روپیہ کے اُس جائداد کا نصف حصہ فروخت کر دینگے جو کہ انہون نے خرید کی تہی پس

سنہ ۱۹۰۰ء
سیتارام ایار
بنام
کرشنا ایانگر

انہوں نے اس معاملہ میں کم از کم مبلغ [illegible] روپیہ کا فائدہ اُٹھایا ہے۔ بڑے فیصلہ مقدمہ ہارٹ بنام تاراپرسنا کرجی (۱) کے بعد رقم مدعی سے دعوی سے وضع کیجائیگی۔ چونکہ ملزمیہ قرار دیا ہے کہ نالش حصہ رسدی ناکامیاب رہتی ہے اسلئے میں نے حصہ رسدی کا تخمینہ نہیں لگایا مگر کمشنر کی رپورٹ شامل مسل ہے اور اُسی تخمینہ کے لگانے کے وسائل موجود ہیں۔ مدعیان کو ایک ڈگری بمبلغ ..... کی معہ سود بشرح ۶ فیصدی سالانہ ۷ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء سے آج کی تاریخ تک عطا کیجانی چاہئے بعد منہائی مبلغ [illegible] روپیہ کے جو کہ اُنہوں نے منافعات میں وصول کئے ہیں خرچہ کل رقم کا بعد اس منہائی کے دلایا جانا چاہئے۔ سود آج کی تاریخ سے کل رقم پر بشرح ۶ فیصدی کے عائد ہوگا۔ اگر زر مذکور معہ سود و خرچہ کے چھ ماہ کے اندر ادا نکیا جائے تو جائداد مرہونہ نیلام کیجائے گی۔ مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ ذاتی طور پر ذمہ دار ہیں۔ جائداد خاندانی مدعا علیہم نمبر ۳ و نمبر ۴ کی ذمہ دار ہے۔ مدعا علیہم نمبر ۵ لغایت نمبر ۱۰ خود اپنا خرچہ برداشت کرینگے۔ باقی مدعا علیہم کا خرچہ بذمہ مدعیان ہے۔ اراضیات نمبر ۲۵۳ و نمبر ۲۵۵ سب سے اخیر نیلام کیجائینگی۔"

مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے اپیل حال رجوع کیا۔

مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ نے یادداشت عذرات داخل کی۔

سندرا ایار و اننتا کرشنا ایار منجانب اپیلانٹان:- مدعیان اُن جائدادہائے کے حصہ رسدی دلایا جانیکے مستحق ہیں جو رنگیا گوندن کے رہن میں شامل ہیں مگر نیلام نہیں کیگئیں۔ وہ جملہ جائدادہائے حصہ رسدی رنگیا گوندن کے رہن کی ذمہ دار ہیں مگر چونکہ نیلام جائدادہائے مندرجہ فہرست الف سے کافی روپیہ رنگیا گوندن کے قرضہ کے ادا کرنیکے واسطے حاصل ہوگیا تھا اسلئے دیگر جائدادہائے نیلام نکیگئی تھیں اس طرح انکو جائدادہائے کے نیلام سے فائدہ پہونچا تھا اور اُنپر لازم ہے کہ مدعیان کے رہن میں حصہ رسدی ادا کریں۔ مدعیان کا ابتدائی حق بمقابلہ جائدادہائے کے اب بباعث نیلام جائداد مذکور منجانب رنگیا کے ایک استحقاق بخلاف اُن دیگر جائدادہائے کے ہوگیا ہے جو رنگیا کے رہن میں شامل ہیں [اُنہوں نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا:- ٹرمیر بنام ہین (۲) وائٹ برچ بنام کوپر (۳) معاملہ ہوورس ٹرسٹس (۴) سوتھہ بنام بلاکسم (۵) و نیز کتاب رائٹ ہوئس صاحب درباره رہنامجات جلد ۱ صفحہ ۷۷ و ۹۷۷ و رہنامجات فشر صاحب فقرات ۳۴۷ و ۳۵۷ و ۱۵۰۲] عدالت ماتحت نے اُس منافعہ کے منہا کرنے میں غلطی کی ہے جو کہ مدعیان کو جائدادہائے کے نیلام عدالت میں خریدنے سے پہونچا تھا۔ کوئی ناجائز فائدہ

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۸ بصفحہ ۳۰
(۲) ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۰۹
(۳) وائٹ اینڈ ٹیوڈر الیڈنگ کیسز جلد ۱ صفحہ ۴۶
(۴) لا رپورٹ ایکوٹی جلد ۸ صفحہ ۱۱۰
(۵) لا جرنل چانسری جلد ۳۴ صفحہ ۳۶۹ بصفحہ ۳۷۲

سنہ ۱۹۰۰ء
سیتا رامیار
بنام
کرشنا اپاینگر

اُنہوں نے نیلام مذکور سے نہ اٹھایا تھا چونکہ وہ نالش شفع کو بین خریداران تہی سلوک نہیں لازم تھا کہ بولی دینے کی اجازت نیلام مذکور میں حاصل کرتے اور کوئی ایسا حکم قانون میں موجود نہیں ہے جسکی رو سے دیگر اشخاص ماسوائے ڈگریداران بولی بولنے کی اجازت لینے پر مجبور کئے گئے ہوں۔ مقدمہ شتا بنام سُنی را(۱) ہی کی پیروی حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ راجہ کشن دت رام بنام راجہ ممتاز علی خان (۲) میں کی ہے اس امر کے متعلق ہیں کہ مرتہن (رہن) مستاجر جائداد مرہونہ کو نیلام بعلت اجراء ڈگری مرتہن اول میں خرید کر کے ایک کامل استحقاق حاصل کرتا ہے [نیز انہوں نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا۔ مہابیر پرشاد سنگھ بنام مکیناتھن (۳) گنگا پرشاد بنام جواہر سنگھ (۴) محمد میران رو تہر بنام سوامی وجایا رگھو نادہ گوپالار (۵) نند کشور بنام راجہ ہر راج سنگھ (۶)]۔

سُن سی بھشام اپانگر وائیس مرحوم اسا اپانگر بجانب رسپانڈنٹان ۱ و ۲۔ نالش بحیثیت دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے۔ دعوی حال پہلی نالش پر بنا رہن مبلغ صدہا میں شامل کیا جانا چاہئے تھا [انہوں نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا۔ کلاندن بنام پاکریچی (۷) اینڈرسن رائیٹ اینڈ کمپنی بنام کالا گر لا سرجی نرائن (۸) ڈنکن برادرس اینڈ کمپنی بنام جیت مل گردانی مل (۹) سید ممتاز الدین محمد بنام رگھبار داس (۱۰)] نیز نالش بحیثیت بنا اشتمال بیجا بنائے دعوی کے ناقص ہے۔ بنائے دعوی حصہ سدی کا اسوقت تک پیدا نہیں ہوتا جبتک کہ نقصان اصلی طور پر نہ پہونچا ہو مدعیانکو چاہئے کہ اولاً جائداد ماتحت نیلام کرادیں اور اگر اسکی زر بقیہ پہر بہی ناکافی ہو تو انکے حق میں دعوی حصہ سدی پیدا ہو سکتا ہے۔ چونکہ نالش بحیثیت اشتمال بیجا بنائے دعوی کے ناقص ہے وہ خارج کیجانی چاہئے (ملاحظہ ہو نرسنگھ داس بنام منگل دوبی (۱۱) بھگوتی پرشاد گر بنام بندیشر گیر (۱۲) جوگندر ناتھ رائے بہادر بنام پرنیش (۱۳)) نسبت اس سوال کے جو برو نے تنسیخ رہن کے اٹھایا گیا ہے مدعیان کا رہن زائل ہو گیا ہے اور وہ اسکی بنا پر نالش نہیں کر سکتے۔ ملاحظہ ہو سید ممتاز الدین محمد بنام رگھبار داس (۱۰) بھگوتی داہی بنام شاما چرن بوس (۱۴) نرسیدا س جیرام بنام جوگلکیار (۱۵) مارشند بنام دہنڈو (۱۶)۔ اگرچہ رہن زائل نہیں ہوا ہو تاہم مدعیان کو وہ منافعہ مجرا دینا چاہئے جو کہ انہوں نے خرید جائداد سے اٹھایا ہے۔ مرتہن بحیثیت ناقابل ہوتا ہے وہ جائداد مرہونہ کو خرید نہیں سکتا الا عدالت کی اجازت سے

(۱) لا جرنل چانسری جلد ۴۳ صفحہ ۲۵۷ دیوین رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۴۹۴ (۲) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۱۶ صفحہ ۱۴۵ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۹۸ اصفحہ ۷۱ (۳) لا رپورٹ انڈین اپیل جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۸ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۸۴
(۵) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۲۲۷ (۶) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۲۳
(۷) ،، ،، ،، جلد ۹ صفحہ ۳۷۸ (۸) ،، ،، کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۹۳ لغایت صفحہ ۳۴۳
(۹) ،، ،، کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۷۲ (۱۰) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۸ لغایت صفحہ ۴۲۲
(۱۱) ،، ،، الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۶۳ (۱۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱۰۶
(۱۳) ،، ،، کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۸۴ (۱۴) ،، ،، کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۷
(۱۵) ،، ،، بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۷ (۱۶) ،، ،، بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۴

سنہ ۱۹۰۰ء
سیتیا ایار
بنام
کرشنا ایانگر

یہ امر صریح طور پر بمبئی ہائیکورٹ نے مقدمہ مارٹنڈ بنام دہونڈو (۱) میں ظاہر کیا ہے اور اس مقدمہ کی پیروی ایک بنچ عدالت ہذا نے مقدمہ ایروسپا بنام کمرشل اینڈ لینڈ مارگیج کمپنی (۲) مین کی ہے سو وہ جائداد جو مدعیان نے خرید کی ہے دیگر جائدادہائے مشمولہ رہن کے ساتھہ مدعیان کی ذمہ دار حصہ رسدی ہونی چاہئے -

[انہوں نے سندات ذیل کا حوالہ دیا۔ دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جائداد و نرائن بنام گنپت (۳) نواب عظمت علی خان بنام جواہر سنگھ (۴) نیلکنٹ بنرجی بنام سریش چندر ملک (۵) کرشنا سامی ایار بنام چیاکیامل (۶) مور ورگھوناتہہ بنام بالاجی ترمبک (۷) چہبیلال بنام انندی لال (۸) نندکشور بنام راجہ ہرراج سنگھ (۹)]

سوامی ایار و کستوری رنگا ایانگر منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۵ و نمبر ۱۳ و نمبر ۱۶ و نمبر ۲۶ اسلئے یہ حجت کی کہ مدعیان کی نالش حصہ رسدی ناکامیاب ہونی چاہئے اور انکو مدعاعلیہم کا خرچہ برداشت کرنا چاہئے -

دیگر رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی وکیل نتہا -

مسٹر سالا ایار جواباً - دفعہ ۸۲ مانع نہیں ہے - وہ رہن نامجات جنکی کہ بنا پر نالش کیگئی ہے دو جداگانہ دستاویزات ہیں - ایک میں دوسری کا ذکر بطور رہن ماقبل کے کیا گیا ہے - ملاحظہ ہو امید دہولچند بنام پیر صاحب جیا میان (۱۰) کلندن بنام ہاکریجی (۱۱) سندر سنگھ بنام بہولو (۱۲) سری گوپال بنام ہرتہی سنگھ (۱۳) مور ورگھوناتہہ بنام بالاجی ترمبک (۷) اس سوال کے متعلق کہ مرتہن جائداد مرہونہ کے خرید کرنیکے ناقابل ہے جبکہ انکو مرتہن ماقبل نیلام کرائے مقدمہ شتا بنام بینی (۱۴) ناطق ہے - حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ راجہ کشن دت رام بنام راجہ ممتاز علی خان (۱۵) میں مقدمہ مذکور کو پسند کیا ہے - جبکہ جائدادہائے مرتہن اول سے نیلام کرائی جائین تو جو کوئی شخص انکو خرید کرے وہ کامل استحقاق کرتا ہے - جملہ مقدمات محولہ منجانب رسپانڈنٹ متعلق باین امر مین جائدادہائے تابع رہن اول کے مرتہن مابعد نے خرید کی تہین - صورت حال مین انکو مرتہن اول نے بری ازمواخذہ نیلام کرایا تہا اور خریدار نے کامل استحقاق حاصل کیا ہے - ملاحظہ ہو - نندکشور بنام راجہ ہرراج سنگھ (۹) و

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۶۲۴ — (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۳۷۷
(۳) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۶۱۹ — (۴) موزر انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۴۴
(۵) " " کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۴۱۴ — (۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۳
(۷) " " بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۴۵ — (۸) " " الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۹۶
(۹) " " الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۲۳۳ — (۱۰) " " بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۳۴
(۱۱) " " مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۷۹ — (۱۲) " " الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۲۲
(۱۳) " " الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۰ و ۱۱۲ و ۱۴۳، الہ آباد حاشیہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۷ بمبئی لا رپورٹ جلد ۱۴ [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ء
سستیا ایار
بنام
سرکشنا اینگر

پیرزادہ احمد میان بنام شاہ کالیداس کبنی (۱)، عدالت تحت کو چاہئے تہا کہ سود کمتر شرح سے تاریخ عدم ادائیگی بسنہ ۱۸۹۴ء سے تاریخ وصولی تک عطا کرتی (ملاحظہ ہو رامیسور گور بنام محمد مہدی حسین خاں (۲)) ۔

تجویز: ۔ مدعیان ایک رہن مبلغ ۔۔۔ ۔ تحریر کردہ ۲۴ اپریل ۱۸۹۵ء کے قابضان ہیں ۔ علاوہ اس جائداد جو یہاں کے مرتہنان بخلاف راہنان وجائداد مرہونہ کی استدعا کرتے انہوں نے اصول حصہ رسدی پر یہ دعوی کیا ہے کہ اس بقایا کا مواخذہ جو بحق انکے واجب الادا ہے بعض دیگر جائدادہائے پر عائد کیا جانا چاہئے جو معہ جائداد مرہونہ بحق مدعیان کے اس رہن قبل میں شامل کیگئی تہی جو بحق رنگیا گوندن کے تحریر کیا گیا تہا ۔ مناسب یہ ہوگا کہ اولاً اس موخرالذکر دعوی کے متعلق کارروائی کیجاوے جسکی متعلق اولاً حجت کیگئی ہے کہ قانوناً وہ قایم نہیں رہ سکتا اور ثانیاً یہ کہ وہ مناسب طور سے ایک نالش منجانب مرتہنان بر بنائے رہن خود میں شامل نہیں کیا جا سکتا ۔ دعوی مذکور اسطرح پر پیدا ہوتا ہے ۔

بحالت اجراء ڈگری بر بنائے رہن بحق رنگیا گوندن کے بعض جائداد مشمولہ رہن مابعد بحق مدعیان نیلام کیگئی تہی اور اس حد تک کفالت مدعیان کی کفالت میں کمی واقع ہوئی ہے ۔ مدعیان مجاز تہے کہ وہ رنگیا گوندن کی نالش میں فریق ہوتے کہ اس امر پر اصرار کرتے کہ اسکو اپنے دعوی کا ایفا اولاً اس جائداد سے کرنا چاہئے جو سوائے جائداد مشمولہ رہن بحق مدعیان کے ہے کیونکہ مدعیان کو رنگیا گوندن کے رہن کا علم تہا اسلئے وہ احکام دفعہ ۸۱ ایکٹ انتقال جائداد سے آزاد نہ ہو سکتے تہے ۔ انکا دعوی یہ ہے کہ چونکہ وہ جائداد ض میں حق رکہتے ہیں جو دونوں رہن نامے میں شامل تہی اسلئے وہ بخلاف مدعا علیہم کے جو جائداد ظ کے قابض ہوئے ہیں جو صرف رنگیا گوندن کے رہن میں شامل تہی مستحق ہیں کہ انکو اسوجہ سے رنگیا گوندن کے دعوی میں حصہ رسدی دینے پر مجبور کریں کہ انکے دعوی الیفاء جائداد ض میں سے کیا گیا ہے دفعہ ۵۶ کے اثر پر غور کرنا ضروری نہیں ہے ۔ سوال یہ ہے کہ آیا زیر دفعہ ۸۲ ایکٹ مذکور مدعیان کو کوئی جائز دعوے بخلاف اس شخص ثالث کے حاصل ہے جو جائداد ظ پر قابض ہو دفعہ مذکور کا فقرہ دوم صریح طور پر کوئی تعلق مقدمہ حال کے ساتھ نہیں رکہتا ۔ کیونکہ اس فقرہ میں محض اس مقدمہ کے متعلق کارروائی کیگئی ہے جسمیں کہ رہن اول کا ایفاء صرف اسی جائداد میں سے کیا گیا ہو جو اسمیں شامل ہو اب یہ علوم کرنا باقی ہے کہ کسطرح پر دوسرا زر رہن مابین بقایائے جائداد مذکور اور اس دیگر جائداد کے منقسم کیا جاتا ہے جو نیز دوسرے قرضہ کی کفالت بنائی گئی ہو اسی صورت میں حصہ رسدی

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۵۴۴

(۲) ۔۔ ۔۔ کلکتہ جلد ۲۷ صفحہ ۴۳۹

سنہ ۱۹۰۰ع
سیتا ایار
بنام
کرشنا ایانگر

بحق مرتہن دوم کے عامل نہیں ہوتا بلکہ اُن دیگر اشخاص کے حق میں عامل ہوتا ہے جو کہ ایک یا دوسری جائداد مشمولہ رہن مذکور میں حق رکھتا ہو اور نہ ہماری یہ رائے ہے کہ دفعہ مذکور کا فقرہ اول واقعات مقدمہ حال ہو متعلق ہے۔ اگر مدعیان بجائے حاصل کرنے رہن مورخہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۸۹ع کے اُس جائداد کو خرید کیا ہوتا جو کہ اسوقت اُنکے پاس رہن تہی اور وہ بحیثیت خریداران کے رنگیا گوندن کی نالش میں شامل کئے جاتے اور انہوں نے جائداد مذکور کو بعلت اجراء اُسکی ڈگری کے نیلام ہونے دیا ہوتا تو کونسا ممکن حق انکو بمن دفعہ کا دعوی کرنیکی نسبت اُن اشخاص سے حاصل ہوتا جو کہ اُس دیگر جائداد میں حق رکھتے جو رنگیا گوندن کے رہن میں شامل تہی؟ پس رنگیا گوندن کے دعوی کا ایفاء نہیں ہوا اور نہ کوئی ایسا کام کیا گیا ہے جس سے کہ اُسکا مواخذہ مدعیان کے فائدہ کے واسطے قایم رہتا۔ فقرہ اول میں یہ حکم نہیں ہے کہ مواخذہ بعد ادا کئے جانے زر رہن کے زندہ رکہا جانا چاہئے کیونکہ اُسمیں صرف وہ طریق ظاہر کیا گیا ہے جسکو کہ مطابق قرضہ چند مالکان کو برداشت کرنا چاہئے۔ وہ اُسصورت میں موثر ہوتا ہے جبکہ راہن کی جائداد کا اہتمام زیر بحث ہو اور متصور یہ کیا جا سکتا ہے کہ اُسکے رو سے وہ مواخذہ تسلیم کیا گیا ہے جو اُس شخص کو حاصل ہو جو کہ اُنجائداد ہائے مرہونہ میں حق رکہتا ہو اور قرضہ ادا کر کے حصہ رسدی کا حق حاصل کرے۔ مگر ہماری رائے میں دفعہ مذکور کے رو سے کوئی مزید حق عطا نہیں کیا گیا۔ صورت حال میں مدعیان کو جنکی حالت اس سے بہتر نہیں ہو سکتی جو کہ اُنکی اُسصورت میں ہوتی اگر انہوں نے صرف ایک جزو جائداد مرہونہ کا حاصل کیا ہوتا جو کہ بعد میں بروئے ڈگری رنگیا گوندن کے نیلام کیگئی تہی موقعہ دیا گیا تہا اور وہ قرضہ کو ادا کر کے جائداد کو نیلام سے محفوظ کر سکتے تہے۔ اسلئے انہوں نے ایک استحقاق حصہ رسدی حاصل کیا ہے جو بروئے مواخذہ بر جائداد دیگر کے محفوظ کیا گیا تہا۔ اُنکی حیثیت اُسصورت میں مشابہ یکے از چند راہنان کی حیثیت کے ہوتی جسنے کہ کل جائداد کا انفکاک کرایا ہو اور جو استفادہ دفعہ ۹۵ ایکٹ مذکور کا دعوی کرتا ہو۔ مگر مدعیان نے کچہہ نکیا تہا اسلئے کوئی استحقاق حصہ رسدی پیدا نہوا ہے اور دیگر جائداد بری از جملہ مواخذہ جات رہی تہی۔

وصول حصہ رسدی قانون رہن کے ساتہہ خصوصیت نہیں رکہتا۔ جبکہ جائداد ہائے تابع عام مطالبہ کے ہوں اور مطالبہ مذکور کا ایفاء اُس شخص نے کیا ہو جو اُنمیں سے ایک میں حق رکہتا ہو تو اسکو حق حاصل ہے کہ دیگر مالکان سے حصہ رسدی طلب کرے اور اگر مطالبہ مالگذاری واجب الادا بحق سرکار کا ہو تو عدالت ہا نے یہ قرار دیا ہے کہ اسکو علاوہ ازین دیگر اشخاص کی اراضی پر مواخذہ حاصل ہوتا ہے جو اُس کل تعلقہ کا ایک جزو باقی ہو جسکی کہ نسبت مالگذاری واجب الادا ہو

سنہ ۱۹۰۰ء
سیتا ایار
بنام
کرشنا ایا نگر

(ملاحظہ ہو سیتا گری بنام چو (۱)) یہ کبھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ ایسی صورت میں کوئی مواخذہ سوجود ہو سکتا ہے الا جبکہ ایک ادائگی قبل از وقت کیگئی ہو اور اسلئے استحقاق حصہ رسدی پیدا ہوا ہو۔ ہمکو معلوم ہے کہ الہ آباد ہائیکورٹ میں ایسے مقدمات موجود ہیں جنسے یہ خیال جائز معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جائداد وسیع تر اطلاق رکہتی ہے (ملاحظہ ہو ابو حسین بنام راہ دیٹی (۲) و لہدیو سہے بنام بیجب ناتہہ (۳)) مگر معلوم ہوتا ہے کہ امر مذکور پر بحث نکیگئی تہی۔ مقدمات جگیندا اس بنام گان سنگہ (۴) و جگت نرائن بنام قطب حسین (۵) عام دعوی حصہ رسدی کی تمثیلات ہیں۔ اُس فقرہ مین جسکا کہ حوالہ دوران بحث مین رہن ناجات راشن صاحب جلد ۲ صفحہ ۸۱ سے دیا گیا ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یکے از مالکان نے قرضہ ادا کر دیا ہے اور عبارت فقرہ مذکور اور عبارت دفعہ مذکور مین نہائت مشابہت موجود ہے۔ ہماری رائے مین دفعہ ۸۲ سے یہ خیال جائز طور پر پیدا نہین ہوتا کہ وہ شخص جسنے بعض ایسی جائداد کو خرید کیا ہو جو ایک وقت پر بشمولیت دیگر جائداد کے تابع رہن کے تہی بعد زر رہن کے ڈگری مین تبدیل ہونے اور بعد ڈگری مذکور کا ایفاء بذریعہ نیلام اُس دیگر جائداد کے ہو جانیکے ایک جزو زر رہن کا ذمہ دار قرار دیا سکتا ہے اسلئے نالش بخلاف اُن مدعا علیہم کے جو جائداد ظ مین حق رکہتے تہے جائز طور پر خارج کیگئی تہی اگر دعوی مذکور چل سکتا ہو تو ہمکو یہی قرار دینا پڑتا ہے کہ وہ ایک عام دعوی بر بنائے رہن مین شامل نکیا جانا چاہئے تہا۔ اسلئے ہم اپیل کو بمقابلہ ریسپانڈنٹان ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ لغائت ۲۶ کے معہ خرچہ و لعب الاذا بحق مدعا علیہم ۱۳ و ۲۶ کے خارج کرتے ہیں۔

اب اس سوال پر غور کرنا باقی ہے جو بوجہ ۹ اپیل کے اٹہایا گیا ہے اور نیز اُن عذرات پر جو ریسپانڈنٹان ۱ و ۲ کی طرف سے کئے گئے ہیں۔ وہ عذرات جنپر واقعی طور پر بحث کیگئی ہے اس سوال مین شامل ہو جاتے ہیں کہ آیا بلحاظ اس امر واقعہ کے کہ مدعیان کے پاس ایک دوسرا رہن اُسی تاریخ کا اور اُسی جائداد پر تہا اور انہون نے اُسکی بناء پر ایک ڈگری حاصل کی تہی وہ نالش حال کو چلا سکتے تہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو علاوہ اُس رہن کے جسکا کہ قبل ازین ذکر کیا گیا ہے یعنی رہن ۰۰۰ کے ایک دوسرا رہن مبلغ ۰۰۰ کا بحق مدعیان کے تحریر کیا گیا تہا اس امر کی نسبت شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ ایک اتفاقیہ امر تہا کہ مدعیان کے پاس پہلے سے ایک کاغذ استامپ کا موجود تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۴ بصفحہ ۲۵۷ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۰ بصفحہ ۱۱۴
(۳) ” ” الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۴ (۴) ” ” بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۶۱۵
(۵) ” ” ” جلد ۲ صفحہ ۸۰۷

جو مبلغ صما کے رہن کیواسطے کافی تہا ہوجہ سے معاملہ دو معاملات مین منقسم کیا گیا تہا ۔ سنہ ۱۸۹۱ء مین ایک نالش صرف بربنائے رہن مبلغ صما کے رجوع کیجا کر ایک ڈگری حاصل کیگئی تہی اور بروئے ڈگری مذکور کے بعض جائداد بحق مدعا علیہ ۵ حال کے فروخت کیگئی تہی عرضیدعوی میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نیلام مذکور تابع رہن مبلغ عــــہ روپیہ بحق مدعیان کے عمل میں آیا تہا اور بیان مذکور سے مدعا علیہم انکار نہیں کیا بلکہ اسکو مدعا علیہم ۲ و ۵ نے تسلیم کیا ہے ۔ مگر انکی طرف سے یہ حجت کیگئی ہے کہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس امر کی مانع ہے کہ نالش حال اب رجوع کیجائے ۔ دعوی کو بطور ایک ذاتی دعوی بربنائے رہن نامہ کے متصور کر کے ہماری رائے میں یہ امر صریح ہے کہ دفعہ ۴۳ متعلق نہیں ہوتی ۔ یہ درست ہو سکتا ہے کہ لفظ "بنائے دعوی" کا استعمال دفعہ مذکور میں ایک خاص طریق پر کیا گیا ہو ۔ مگر ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ جب فریقین خواہ کسی وجہ سے اس امر پر اتفاق کرین کہ دو دستاویزات تحریر کیجانی چاہئیں تو عدالتہائے کہنے کی مجاز ہین کہ صرف ایک ہی قرض عائد ہوا ہے ۔ وہ تمثیل جو سر دی بہشیام ایانگر نے اس شخص کی دی ہے جو مبلغ عــــہ روپیہ دستاویزات استحقاق کی کفالت پر قرض دے اور دوسرے دن ایک اور رقم اسی کفالت پر قرض دے ۔ ہماری رائے میں ممیز کئے جانیکے قابل ہے ۔ کیونکہ اس صورت میں یہ منشاء فریقین کا ظاہر نہیں ہوتا کہ ہر دو قرضجات کی نسبت یہ متصور کیا جانا چاہئے کہ وہ جداگانہ فرائض پیدا کرتے ہیں ۔ مقدمہ کسی طرح بہ اُس سے مختلف نہیں ہے جسمین کہ پے در پے قرضجات بغیر کسی دستاویز تحریری یا کفالت کے دیئے گئے ہون زاں بعد یہ عذر کیا گیا ہے کہ یہہ امر واقعہ کہ ایک ہی کفالت بروئے ہر دو دستاویزات کے دیگئی ہے مدعیان پر لازم کرتا تہا کہ ہر دو دعاوی کو ایک ہی نالش مین شامل کریں اور کہ وہ مجاز تہے کہ نالش بربنائے رہن مبلغ صما میں نیلام جائداد تابع مواخذہ رہن دوم کی استدعا کرتے ۔ یہہ سوالات کہ آیا نالش سنہ ۱۸۹۱ء بربنائے رہن مبلغ صما ایک ایسی نالش تہی جو بموجب دفعات ۸۵ و ۹۹ ایکٹ انتقال جائداد کے بحال رکہی جانی چاہئے تہی اور کہ آیا اُس نالش میں دادرسی عطا کردہ جائز طور پر عطا کیگئی تہی ایسے سوالات ہیں جنپر غور کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے ۔ ہمنے اس مسلمہ امر واقعہ کی نسبت کارروائی کرنا ہے کہ بروئے ڈگری کے جو خواہ درست یا غلط طور پر نالش مذکور میں صادر کیگئی تہی جائداد تابع رہن متنازعہ حال کے نیلام کیگئی تہی اور جبتک یہ نکہا جاسکے کہ نالش بروئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے تبتک ہماری رائے میں ہمپر یہ قرار دینا لازم ہے کہ نالش چل سکتی ہے ۔ ہماری رائے میں دفعہ مذکور متعلق نہیں ہوتی اور یہ عذر نامنظور کیا جانا چاہئے ۔

سنہ ۱۹۰۰ع
سیتا ایار
بنام
کرشنا ایانگر

اپیلانٹان کی طرف سے دو سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعیان نے اپنا استحقاق سود بشرح کنٹرکٹ زائل کر دیا تھا۔ ہم اس قرار داد کے ساتھ اتفاق نہیں کر سکتے۔ ہماری رائے میں نیت سوائے اسکے اور کچھ نہیں تھی کہ سود بشرح کنٹرکٹ کا استحقاق تاریخ تحریر اس رسید سے تاریخ نوٹ تک ترک کیا جائے جو کہ تحریر کر دیا گیا تھا۔

دوسرے سوال کا تعلق اس امر کے ساتھ ہے جو کہ تنقیح نہم میں اٹھایا گیا ہے۔ صاحب جج ضلع نے مبلغ للعہ سالہ جو مدعیان کے دعوی میں سے منہا کئے ہیں اور ایسا کرنے میں انہوں نے بظاہر فیصلہ مقدمہ مارٹ بنام تارا پرسنا مکرجی (۱) کی پیروی کی ہے۔ رقم منہا کردہ مطابق رائے صاحب جج کے وہ منافع ہے جو کہ مدعیان نے بروئے اپنی خریداری نیلام بعلت اجرائے ڈگری رنگیا گوندن کے حاصل کیا ہے جس میں انہوں نے ایک جزو جائداد مشمولہ رہن بھی جو خریدی کی تھی۔ مقدمہ مارٹ بنام تارا پرسنا مکرجی (۱) اس حد تک مقدمہ حال سے مشابہ ہے کہ ہر دو مقدمات میں مرتہن نے ایک نیلام بعلت اجراء میں جزو جائداد مرہونہ کو خرید کیا ہے دیگر امور میں مقدمات مذکور بالکل مختلف ہیں۔ صورت حال میں ڈگریدار نے خرید نہیں کی اور سوال مابین بالمقابل دائن اور راہن کے پیدا نہیں ہوتا بلکہ مابین مرتہن اور راہن کے پیدا ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو شیونا تھ داس بنام جانکی پرشاد سنگھ (۲) مزید برآن فیصلہ مقدمہ مذکور کی جہانتک کہ وہ اس خیال کی تائید میں ہے کہ ایک مرتہن ڈگریدار جسنے پہلے اجازت بولی دینے کی حاصل کرکے جائداد خرید کی ہو ایک امین کی حیثیت رکھتا ہے تائید نہیں کیجا سکتی کیونکہ حکام جوڈیشل کمیٹی نے صریح طور پر یہ فیصل کیا ہے کہ اجازت حاصل کرنے سے وہ ناقابلیت رفع ہوجاتی ہے جسکی رو سے بصورت عدم موجودگی اجازت کے ایک ڈگریدار خرید نہیں کر سکتا۔ چونکہ صورت حال میں مدعیان بروقت خرید کے ڈگریداران نتھے اسلئے حجت یہ کیگئی ہے کہ بحیثیت مرتہنان دوم کے انکی حیثیت بمقابلہ انکے راہنان کے اعتمادی تھی اسلئے وہ ایسے بلاواسطہ اجنبی اشخاص متصور نہیں کئے جاسکتے جو کہ بروقت نیلام کے خریدار ہوئے ہوں۔ مقدمہ شا بنام بنی (۳) ایک مکمل جواب اس امر کا ہے۔ اُس مقدمہ میں لارڈ جسٹس نیٹ بروس صاحب نے ماسٹر آف رولز کے فیصلہ کو بحال رکھکر یہ قرار دیا تھا کہ مدعا علیہ نے جسنے کہ ایک مکان نیلام کردہ مرتہن اول خرید کیا ہے گو وہ خود اُسی مکان کا مرتہن دوم تھا ایک ناقابل انفکاک اور مکمل استحقاق حاصل کیا تھا جیسا کہ وہ اجنبی شخص حاصل کرسکتا ہے جو کہ ایسے ہی واقعات کی موجودگی میں خریدار ہوتا۔ اُسنے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اس میں فرق پیدا ہو سکتا تھا اگر مدعا علیہ نے اپنی حیثیت مرتہنی سے فائدہ اٹھا کر

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۷۵ بصفحہ ۳۸۳۔ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۲۳۵ بصفحہ ۲۳۶۔
(۳) لا جرنل چانسری جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۷۔

سیتا ایار
بنام
کرشنا ایانگر

خریدِ مذکور سے کوئی سہولت یا فائدہ حاصل کیا ہوتا۔ اس بیان قانونی کو صریح طور پر حکام جوڈیشل کمیٹی نے مقدمہ راجہ کشن دت رام بنام راجہ ممتاز علی خان (۱) میں پسند کیا تہا۔ ہمپر اسکی پیروی کرنا لازم ہے۔ اسلئے ہم مقدمہ ایروسپا مدالیار بنام کمرشل اینڈ لینڈ مارگیج بنک لیمیٹڈ (۲) کو جسکا کہ حوالہ دیا گیا ہے نظر انداز کرسکتے ہیں اگرچہ بخلاف مقدمہ شا بنام ہینی (۳) کے ہو کوئی فرق مابین حیثیت مرتہن دوم خریدار نیلام کے جیسا کہ مدعا علیہ بمقدمہ شا بنام ہینی (۳) تہا اور ان مدعیان خریداروں کے ظاہر نہیں کیا جاسکتا جو نیلام بعلت اجراء اس ڈگری میں خریدار ہوئے ہوں جسمیں کہ وہ فریق ہوں اور جو مرتہن اول کی نالش میں حاصل کیگئی ہو۔ بہرصورت استحقاق منتقل کردہ وہ ہے جو کہ مرتہن اور راہن جائز طور پر تاریخ رہن پر منتقل کرسکتے تہے اور خریدار جائداد کو بری از مواخذہ جملہ دعاوی مرتہن دوم کے حاصل کرتا ہے۔ اسلئے ہمکو یہ قرار دینا چاہئے کہ مدعیان نے ایک کامل استحقاق حاصل کیا تہا جیسا کہ ایک شخص اجنبی کو حاصل ہوتا۔ وہ کسیطرح پر ناقابل نہتے اور کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ انہوں نے کوئی فائدہ اپنی اس حیثیت سے اٹھایا تہا (ملاحظہ ہو دفعہ ۹ ایکٹ انتہاے میعاد)۔

پس جبکہ واقعات کی یہ صورت ہے تو سوال یہ کیا جاتا ہے کہ کسطرح پر مدعیان کے دعوی بربنائے رہن میں انکی خریداری جزو جائداد سے فرق آسکتا ہے۔ جبکہ واقعات ایکدفعہ سمجھے جائیں تو یہہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ خرید کا کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ قیاساً کل قیمت بلا مواخذہ جائداد کی مدعیان نے ادا کی تہی۔ مگر ایسے مقدمات موجود ہیں جو اس عام مسئلہ کی تائید میں معلوم ہوتے ہیں کہ مرتہن کو ایک جزو جائداد مرہونہ خرید کرکے کسیقدر تخفیف دعوی خود پر رضامند ہونا چاہئے۔ کئی مقدمات الہ آباد میں ایسی عبارت کا استعمال کیا گیا ہے جو مسئلہ مذکور کو جائز بناسکتی ہے (ملاحظہ ہو ملہم داس بنام مرراج (۴) جیا لال بنام انندی لال (۵) نند کشور بنام راجہ ہر برلج سنگہ (۶)) اور ایک مقدمہ منفیصل کردہ عدالت ہذا کا بہی حوالہ دیا گیا تہا۔ مقدمہ نند کشور بنام راجہ ہر برلج سنگہ (۶) میں دو رہن بابت بحق ایک ہی شخص کے تحریر کئے گئے تہے اور دو ڈگریات صادر ہوئی تہیں ایک جزو جائداد مرہونہ بروئے رہن اول ایک ڈگری کے اجراء میں نیلام کیا گیا تہا جو ایک ڈگری بمد نقد تہی

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۹۸ بصفحہ ۲۱۱ و لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۶ صفحہ ۱۴۵
(۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۳۷۷ (۳) لا جرنل چانسری جلد ۳۴ صفحہ ۲۵۷
(۴) " " الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۷ (۵) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۲
(۶) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۳۴۳

سنہ ۱۹۰۱ء
سینیا پار
بنام
کرشنا ایانگر

اور وہ مرتہن نے خرید کی تہی - اور ایک اور جزو جائداد مشمولہ ہر دو رہن ہٰ ئے کا ایک ڈگری بربنائے رہن دوم کی علت میں نیلام کیا گیا تہا اور مرتہن نے خرید کر لیا تہا۔ سوال یہ تہا کہ آیا ڈگری بربنائے رہن اول کا ایفاء کامل طور پر اِن خرید ہائے سے ہو گیا تہا اور سوال مذکور کا جواب نفی میں دیا گیا تہا۔ قیاس یہ کیا گیا تہا کہ کسی حد تک ڈگری کا ایفاء بذریعہ خرید کے ہونا چاہیئے تہا اور بلحاظ خاص واقعات کے اُس قیاس کی درستی کی نسبت سوال نہیں اٹہایا جا سکتا کیونکہ یہ امر صریح ہے کہ وہ شخص جو ایک نیلام بعلت اجراء ڈگری بربنائے رہن دوم میں بولی دے جائیداد کو صرف تابع رہن اول کے خرید کر سکتا ہے اور کہ اپنی بولی کی مقدار کو محسوب کرنے میں اسکو علی التناسب حصہ زرِ رہن برجائیداد مذکور کو بہی محسوب کرنا چاہیئے۔ مرتہن جسکی نسبت یہ قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ اُسنے زیادہ قیمت ادا کی ہوگی بہر اُس فرق کو حاصل نہیں کر سکتا جو مابین قیمت جائداد بلا مواخذہ اور قیمت جائداد تابع علی التناسب مواخذہ قرضہ کے ہو تا ہٰ درست طور پر اسکو دعوٰی میں کمی کیجا سکتی ہے۔ مقدمہ چنالال بنام انندی لال (۱) ایک اور ایسا مقدمہ ہے جسمیں کہ نیلام تابع موجودہ مواخذہ کے کیا گیا تہا۔ نیز ملاحظہ ہو لکہمیداس بنام جمنا داس (۲) پیرزادہ احمد میاں بنام شاہ کالیداس کہمی (۳) مقدمہ بلم داس بنام امر راجہ (۴) کی صورت دِگر گوں تہی۔ مگر مقدمہ مذکور کی نسبت بیرجی صاحب جسٹس نے مقدمہ نندکشور بنام راجہ ہر راج سنگہ (۵) میں سوال اٹہایا تہا اور اسکا سمجہنا آسان نہیں ہے۔ وہ مقدمات جنمیں کہ جائداد نیلام کیجا کر تابع اُس رہن کے نیلام کیگئی ہو جسکے کہ موثر کرانیکی کوشش کیگئی ہو صریح طور پر مقدمہ حال سے تمیز کئیے جانیکے قابل ہیں جسمیں کہ خریداران گو وہ اتفاق سے مرتہنان ہیں ایسے اشخاص متصور کئیے جانے چاہئیں جنہوں نے کہ پوری قیمت بلا مواخذہ جائیداد کی ادا کی ہو۔

وہ مقدمات بہی کمتر تمیز کئیے جانیکے قابل نہیں ہیں جنمیں کہ مرتہن نے بروئے اپنی ڈگری نیلام کے ایک جزو جائداد مرہونہ خرید کر کے اپنی ڈگری کا اجراء بخلاف دیگر جائیداد یا بخلاف ذات راہن کے کرایا ہو۔ یہ امر صریح ہے کہ ایسی صورت میں مرتہن کو اپنی بولی کی رقم مجرا دینی چاہیئے کیونکہ قیاس یہ کیا گیا ہے کہ اسکو بولی دینے کی اجازت تہی اور نیز اپنی ڈگری کی رقم کو زرِ ثمن میں سے مجرا لینے کی۔ ہم بطور تمثیل کے مقدمہ شیو ناتہہ داس بنام جانکی پرشاد سنگہ (۶) و گنگا پرشاد بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۹۶ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ بصفحہ ۳۱۴
(۳) " " بمبئی جلد ۲۱ صفحہ ۴۸۴ (۴) " " الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۳
(۵) " " الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۳ (۶) " " کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۲ -

سنہ ۱۹۰۰ء
سیشا ایار
بنام
کرشنا ایا نگر

جواہر سنگہ (۱) کا حوالہ دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو لکھمیداس بنام جمنا داس (۲) نیز ایسے مقدمات موجود ہیں جنمیں بباعث اُس خرید کے جو کہ مرتہن نے بیع از راہن سے کی ہو سوال بین مرتہن اور دیگر راہنان کے پیدا ہوتا ہے وہ مقدمات بہی در اصل مقدمہ حال سے مختلف ہیں کیونکہ قیاس یہ نہیں کیا جا سکتا کہ مرتہن نے جو کہ ایسے واقعات کی موجودگی میں خریدار ہوا ہو راہن کے ساتھہ ایسا برتاؤ کیا ہے گویا کہ وہ ایک بلا مواخذہ جائداد کا قابض تہا بخلاف ازین فرض یہ کیا جاتا ہے کہ اُس قیمت کے محسوب کرنیمین جو مرتہن نے ادا کی ہے اسکو علی التناسب جزو قرضہ رہن مجرا دیا گیا ہے۔ مقدمہ کرشنا سامی ایار بنام جنا کیا مل (۳) اُس جماعت مقدمات سے علاقہ رکہتا ہے جسمین کہ ڈگریدار نے بعلت اجراء خود اپنی ڈگری کے خرید کرکے مزید اجراء ڈگری استدعا بخلاف مدیون ڈگری کے کی ہو۔ پس وہ مقدمہ حال سے ممیز کئے جانیکے قابل ہے کیونکہ مقدمہ حال میں یہ امر قابل یاد رکہنے کے ہے کہ مدعی نے رنگیا گوندن کی ڈگری کے اجرا مین خرید کی تہی۔ کسی وجہ سے جو صریح طور پر ظاہر نہیں ہوتی عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ ڈگریدار کو نہ صرف اپنی بولی کی رقم بلکہ وہ رقم بہی مجرا دینی چاہئے جسکا کہ حق رہن کے ادا کرنیکا ذمہ لیا گیا ہو۔

بلحاظ واقعات مقدمہ ہذا کے یہ فرض کیا گیا ہے کہ مدعیان بلحاظ اُنکی خرید بعلت اجراء ڈگری رنگیا گوندن کے بطور قائم مقام اشخاص کے متصور کئے جانے چاہئین اور کل جائداد بری از مواخذہ اور بری از استحقاق الفکاک مدعیان کے نیلام کیجا کر خرید کیگئی تہی۔ ہم کوئی وجہ یہ قرار دینے کی معلوم نہیں کر سکتے کہ انکا دعویٰ بروئے اُنکے رہن کے کسی طرح سے متزلزل نہیں ہوتا نیلام بحق مدعیان اُنکی تحریک سے متزلزل نہوا تہا اور اُس سے اُنکو کچھہ فائدہ نہوا تہا۔ اُسکا اثر کفالت کم کرنیکا تہا۔ مگر اُس سے مدعیان کا دعویٰ بخلاف دیگر جائداد مشمولہ خود اُنکی رہن کے جیسا کہ وہ پیشتر تہا بالکل ایفا شدہ رہتا ہے۔

ڈگری کی اسطرح سے ترمیم کیجانی چاہئے کہ اسمین بجائے رقم ڈگری شدہ کے کل رقم دعوی بمنہائی مبلغ ا ۔۔۔ روپیہ کے درج کیجانی چاہئے جسکی وصولی کو مدعیان نے تسلیم کیا ہے اور نسبت سود کے وہ بشرح کثیر تاریخ تحریر پرامیسری نوٹ سے تاریخ مقرر کردہ بغرض ادائیگی تک لایا جانا چاہئے نیز ڈگری کی اسطرح سے بہی ترمیم کیجانی چاہئے کہ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کی تاریخ بطور تاریخ ادائیگی کے مقرر کیجانی چاہئے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴
(۲) ” ” بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۳۰ بصفحہ ۳۱۳
(۳) ” ” مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۳

سنہ ۱۹۱۰ء
سیشا ایار
بنام
کرشنا ایانگر

نتیجہ یہ ہے کہ ایک ڈگری مبلغ للعہ ۵ پائی کی معہ سود بشرح ۱۵ فیصدی مبلغ ۳۰۰ روپیہ زر اصل پر ۲۶ فروری سنہ ۱۹۰۹ء کی تاریخ تک یا تاریخ ادائیگی تک اگر وہ اُس سے پہلے ہو عطا کیجانی چاہئے۔ مدعا علیہم علاوہ ۲ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ کو چاہئے کہ مدعیان کا خرچہ مطابق زر ڈگری کے ادا کریں۔

اپیل بمقابلہ رسپانڈنٹ ۱۲ کے معہ خرچہ اور نیز بخلاف مدعا علیہ ۵ کے معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے

یادداشت عذرات معہ خرچہ خارج کیجاتی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس منرو صاحب جسٹس و موسے صاحب جسٹس

۲۷ و ۱۳ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

ہرش چندر دیو (مدعی) اپیلانٹ بنام پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ گنجام (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ*

ایکٹ لوکل بورڈہائے (مدراس) ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۴ء دفعات ۵۷ و ۶۴ و ۱۴۹۔ ناجائز طور پر وصولی الواب زمین انعامدار سے۔ نالش واسطے اسکے دلاپانیکے بخلاف پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ کے۔ نالش کا قابل قیام ہونا۔

ایک رقم زر نقد انعامدار سے بطور الواب زمین کے زیر دفعہ ۵۷ مدراس لوکل بورڈز ایکٹ سنہ ۱۸۸۴ء وصول کیگئی تھی۔ رقم مذکور کلکٹر ضلع نے زیر دفعہ ۶۴ تشخیص کی تھی اور اُسنے وہ وصول کرکے بحساب ڈسٹرکٹ فنڈ کے زیر دفعہ ۱۴۹ ایکٹ مذکور جمع کرائی تھی۔ انعامدار نے ایک نالش بخلاف پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ کے واسطے دلاپانے زر مذکور کے اس وجہ پر رجوع کی تھی کہ وہ ناجائز طور پر اس سے وصول کیا گیا ہے۔ کوئی دعویٰ ہرجانہ نکیا گیا تھا۔ اس عذر کے کئے جانے پر کہ نالش نادرست طور پر بخلاف پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ کے رجوع کی گئی تھی۔

تجویز ہوئی کہ نالش چل سکتی تھی۔ وہ تشخیص اور وصولی جس کی کہ شکایت مدعی نے کی تھی مدعا علیہ کے افعال نہتے اسلئے اُس سے اُس رقم کی واپسی کا مطالبہ نکیا جا سکتا تھا جبکہ کہ ناجائز طور پر وصول کئے جانیکا ذکر کیا گیا ہے جس باوجہ سے وہ آخر کار ڈسٹرکٹ بورڈ کے حساب میں جمع کی گئی تھی۔

---

* اپیل دوم ۱۳۱۰ سنہ ۱۹۰۹ء منجانب الف مسے صاحب ڈسٹرکٹ جج برہامپور بمقدمہ اپیل ۱۱ سنہ ۱۹۰۸ء مشعر تنسیخ ڈگری وی کرشنا مورتی پنتلو منصف ضلع سومپیٹا بمقدمہ ابتدائی ۲۳ سنہ ۱۸۹۷ء

سنہ ۱۹۰۰ء
ہرشی چنار دیو و
بنام
پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ
بورڈ گنجام

نالش واسطے دلا پانے اُس روپیہ کے جو کہ مدعی سے زیر ایکٹ لوکل بورڈ سنہ ۱۸۸۴ء وصول کیا گیا تہا۔ مدعی نے یہ بیان کیا تہا کہ مدعا علیہ نے بعض اراضیات پر ابواب سڑک کی تشخیص کی تہی جو کہ اُسکے قبضہ یا استعمال میں نتہیں اور اُسنے ناجائز طور پر مدعی سے ٹیکس وصول کیا ہے۔ جوابدعویٰ یہ تہا کہ چونکہ ٹیکس مذکور کلکٹر ضلع نے لگایا تہا اور اُسی نے وصول کیا تہا اسلئے نالش اسی عہدہ دار کے برخلاف رجوع کیجانی چاہئے تہی نہ کہ مدعا علیہ حال کے برخلاف اسلئے نالش قانوناً ناقص تہی کیونکہ وہ نادرست مدعا علیہ کے برخلاف رجوع کیگئی تہی۔ یہ سوال ایک تنقیح میں اٹہایا گیا تہا اور منصف ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش درست طور پر رجوع کیگئی تہی اور اُسنے یہ ڈگری صادر کی تہی کہ مقدار ابواب اراضی مدعی کو واپس دیجائے مدعا علیہ نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تہا جسنے یہ بیان کیا تہا کہ :- سوال اول یہ ہے کہ آیا نالش بخلاف پریزیڈنٹ میونسپل بورڈ کے چل سکتی ہے کیونکہ دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ کلکٹر پر نالش کیجانی چاہئے تہی۔ اسمین کچہہ شبہ نہیں کہ ایک ہی شخص کلکٹر اور پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ ہے۔ مگر یہ امر اس بات پر انحصار رکہتا ہے کہ کس حیثیت سے اسپر نالش کیجانی چاہئے تہی کیونکہ مناسب مدعا علیہ بصورت نالش بخلاف کلکٹر کے جانئے سکرٹری آف سٹیٹ ہے اور اُسکے حق مین نوٹس میعادی دو ماہ کا دیا جانا ضروری ہے چنانچہ نالش ناکامیاب ہتی ہے اگر یہ فیصل کیا جائے کہ پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ ایک نادرست شخص ہے۔ مین یہ قرار دیتا ہوں کہ ابواب متنازعہ حال صحیح طور پر کلکٹر نے تشخیص کیا تہا اور اُسی نے وصول کیا تہا نہ کہ پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ نے۔ گو مدعی نے نوٹس مطالبہ داخل نہیں کیا تاہم اُسنے بوساطت اپنے وکیل کے تسلیم کیا ہے کہ وہ ایک نوٹس منجانب کلکٹر تہا۔ کلکٹر بہت سی حیثیت ہائے سے اور بہت سی اغراض کیواسطے روپیہ وصول کرتا ہے اور اگر وہ نادرست رقم وصول کرے خواہ وہ کسی غرض کیواسطے ہو تو وہی نالش دیوانی کا ذمہ وار ہے نہ کہ وہ شخص یا اشخاص یا جماعت یا بورڈ جسکو کہ وہ زر وصول کردہ بطور ناجائز ادا کرے۔ یہ امر کہ وہ خود ایک اعلیٰ رکن جماعت یا بورڈ مذکور کا بالارادہ یا بلا ارادہ ہے محض اتفاقیہ امر ہے جو کچہہ کہ اُسنے وصول کیا ہے وہ بحیثیت کلکٹر کے وصول کیا ہے یا بالفاظ دیگر بطور اعلیٰ رکن مہتمان ضلع مذکور کے اور اپنے جملہ افعال بحیثیت مذکور کے واسطے وہ بحیثیت کلکٹر یا ایجنٹ سکرٹری آف سٹیٹ کے ذمہ وار ہے منصف نے اسکو ڈسٹرکٹ بورڈ کا ایجنٹ قرار دیا ہے جو رائے کہ میری دانست مین بالکل غلط ہے۔ مدعی نے دفعات ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ ایکٹ لوکل بورڈ سنہ ۱۸۸۴ء پر انحصار کیا ہے۔ اُنکی رو سے بورڈ کو اختیار اجرائے اشتہار بمضمون عطا کیا گیا ہے کہ ایک ٹیکس بمنظوری گورنر باجلاس کونسل کے وصول کیا جائیگا جو کہ کلکٹر کا اعلیٰ افسر

سنہ ۱۹۰۰ء
ہرش چندر دیو
بنام
پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ گنجام

بغیر اُسکی منظوری کے کلکٹر عمل نہیں کرسکتا۔ دفعہ ۶۴ کے رو سے ابواب ارضی کے تقرر کا طریق مقرر کیا گیا ہے اور دفعہ ۶۵ و دفعات مابعد سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسطرح پر کلکٹر اُس اطلاع کا مطالبہ کرسکتا ہے جسکا کہ داخل کیا جانا ضروری ہے اور کسطرح پر وہ خود ابواب ارضی زیر دفعہ ۶۸ مقرر کرسکتا ہے۔ بظاہر وہ بطور حیثیت یا اعلیٰ رکن ڈسٹرکٹ بورڈ کے ایسا نہیں کرتا بلکہ بطور کلکٹر یا اعلیٰ افسر مال ضلع مذکور کے ایسا کرتا ہے جسکو کہ پاس جملہ ضروری حساب کتاب ارضیات ہوتا ہے جس سے وہ اطلاع مل سکتی ہے جو کہ اسکو زیر دفعہ ۶۴ عمل کرنیکے قابل بنانیکے واسطے ضروری ہے۔ اس امر کی شہادت کہ وہ یہ سب کچھ بروے اپنی حیثیت اعلیٰ افسر مال کے کرتا ہے بروئے دفعہ ۱۷ کے ملتی ہے جسکو کہ رو سے جملہ اپیلیں بابت ارضی اسکی فیصلہ کے اسکی مفروضہ اعلیٰ افسران کے پاس نہیں ہوسکتی جو مطابق مدعی کی تعبیر کے ڈسٹرکٹ بورڈ ہے بلکہ بورڈ مال کے پاس ہوسکتے ہیں جنکا کوئی تعلق ڈسٹرکٹ بورڈ کے ساتھہ نہیں ہوسکتا۔ اس سے کامل طور پر امر متنازعہ کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔ نالش ناقص ہے اور چل نہیں سکتی۔ منصف کی ڈگری منسوخ کیجاتی ہے۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

سندرا ایار منجانب اپیلانٹ نے یہ استدعا کی کہ نالش درست طور پر رجوع کیگئی تہی۔ زر مذکور مدعا علیہ کو ادا کیا گیا تہا اور اسکی واپسی کی نالش کیجاسکتی تہی اگر ٹیکس حسب بیان کردہ مدعی کے ناجائز طور پر لگایا گیا تہا۔

مسٹر ڈی شیمیر بجائے وکیل سرکار منجانب رسپانڈنٹ نے یہ عذر کیا کہ نالش بخلاف مدعا علیہ حال کے رجوع کیجانی چاہئے تہی۔ دفعات ۶۷ لغایت ۷۰ مدراس ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۴ء سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ تشخیص کلکٹر نے کی تہی نہ کہ ڈسٹرکٹ بورڈ نے اُس سوال کی جوابدہی جو کہ نالش ہذا میں اٹھایا گیا ہے مناسب طور پر گورنمنٹ سے کیجاسکتی تہی جنکو کہ حقوق کا بلاواسطہ طور پر تعلق تہا اور یہ امر واقعہ کہ زر وصول کردہ مدعا علیہ کو ادا کیا گیا تہا کلکٹر سے ذمہ واری کو رفع نہیں کرتا جسنے کہ ارضی مذکور پر تشخیص کرکے مدعی سے ٹیکس وصول کیا تہا۔

تجویز:۔ ایک رقم زر نقد ایک نعامدار ضلع گنجام سے بطور ابواب ارضی کے زیر دفعہ ۶۷ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۴ء (لوکل بورڈ ایکٹ مدراس) وصول کیگئی تہی۔

رقم مذکور کلکٹر نے تشخیص کی تہی (ملاحظہ ہو دفعہ ۶۴ ضمن ۲) اور اُسی نے وصول کرکے ڈسٹرکٹ فنڈ کے حساب میں ادا کردی تہی (دفعہ ۷۹ ۱۴۸ ملاحظہ طلب) انعامدار نے ایک نالش بخلاف ڈسٹرکٹ بورڈ کے واسطے واپائی زر مذکور کے اسوجہ پر رجوع کی تہی کہ وہ ناجائز طور پر اُس سے وصول کیگئی ہے۔ اسنے ہرجانہ کا دعویٰ نکیا تہا۔ منصف ضلع نے ڈگری حسب استدعا صادر کی تہی صاحب جج ضلع نے منصف ضلع کے فیصلہ کو

سنہ ۱۹۰۰ء
پریش چندر دیورو
بنام
پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ
بورڈ گنجام

اسوجہ پر منسوخ کیا تہا کہ کلکٹر بحیثیت ایسے شخص کے جسنے کہ زر مذکور وصول کیا تہا ذمہ وار نہتا نہ کہ پریزیڈنٹ
ڈسٹرکٹ بورڈ۔ اپیلانٹ انفامدار کیطرف سے یہ استدعا کیگئی ہے کہ زر مذکور ناجائز طور پر
اُس سے وصول کیا گیا تہا اور کہ وہ پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ کو کلکٹر نے وصول کر کے ادا
کیا ہے اور کہ وہ اُسکے ڈسٹرکٹ بورڈ سے وصول کرنیکا مستحق ہے جسکی کہ قبضہ میں وہ اب
ہے۔ از طرف پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ کے وہ اہم حجت جو کیگئی ہے یہ ہے کہ نالش بخلاف سکرٹری
آف سٹیٹ کے کیجانی چاہئے تہی اور کہ سوال ذمہ داری یا عدم ذمہ داری انفامدار ایک اہم سوال ہے
جسمین گورنمنٹ کا استحقاق شامل ہے۔ حجت یہ کیگئی ہے کہ وصولی شخص اور در اصل ہر ایک شے
جسکی کہ انفامدار شکائیت کرتا ہے کلکٹر نے کی تہی اور کہ محض یہ امر واقعہ کہ زر مذکور پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ
بورڈ کے قبضہ میں چلا گیا ہے اسکو ذمہ وار نہین بناتا۔ ہماری یہ رائے ہے کہ صاحب جج ضلع کا
فیصلہ درست ہے۔ وہ سب نقصان جسکا کہ بحق خود پہونچنا اپیلانٹ نے بیان کیا ہے کلکٹر کے
افعال سے پہونچا تہا۔ اُسنے یہ عذر کیا ہے کہ کلکٹر نے ناجائز طور سے اُسپر تشخیص
کی ہے اور اُس سے ٹیکس وصول کیا ہے۔ پریزیڈنٹ لوکل بورڈ کو اس معاملہ مین کوئی اختیار
حاصل نہتا اور وہ اپیلانٹ کو اُس ذمہ داری سے سبکدوش نکر سکتا تہا جو کہ اسپر کلکٹر نے
عائد کی تہی۔ چونکہ پریزیڈنٹ اُس نقصان مین سے کسی جزو کا ذمہ وار نہیں ہے جس کا کہ
کیا جانا بیان کیا گیا ہے اسلئے اُس سے اُس رقم کے پورا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا
جسکے کہ ناجائز طور پر وصول کئے جانیکا ذکر کیا گیا ہے محض اسوجہ پر کہ وہ رقم بالآخر کلکٹر نے
بحساب ڈسٹرکٹ بورڈ کے ادا کر دی ہے۔

ہم اپیل دوم ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سبا راؤ و یک کس دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام سیتارامیا (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ۔* ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۰

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۸۶ - نالش از قسم قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ - نالش واصلات - اپیل دوم - ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء ضمیمہ دوم مد ۳۱ -

ایک نالش واصلات ایک نالش حساب کی نہیں ہوتی بلکہ ایک نالش ہرجانہ ہوتی ہے اور وہ عدالتہائے مطالبات خفیفہ کی سماعت سے بروئے مد ۳۱ ضمیمہ دوم ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مستثنے نہیں کی گئی ہے کوئی اپیل دوم بابت ایسی نالش کے نہیں ہو سکتا۔

نالش واسطے دلاپانے مبلغ ساٹھ روپیہ بطور واصلات کے - مدعیان نے نالش سابق میں مدعا علیہ پر بدخل اراضیات کے قبضہ اور واصلات کے دلاپانے کی نالش کی تھی - ایک ڈگری قبضہ عطا کی گئی تھی - مگر واصلات متدعویہ کی ڈگری نہیں دی گئی تھی - مدعیان نے واصلات کے متعلق اپیل کیا تھا مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے تھے - نالش حال واسطے دلاپانے انہی واصلات کے رجوع کی گئی ہے - منصف ضلع نے یہ قرار دیا کہ دعوی بروئے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے - صاحب جج ضلع نے قرار داد مذکور کو بحال رکھا تھا -

مدعیان نے اپیل دوم حال رجوع کیا تھا -

رنگا بھوشنام (بمعیت سبا راؤ) منجانب رسپانڈنٹ نے یہ ابتدائی عذر کیا تھا کہ کوئی اپیل دوم نہیں ہو سکتا دعوی دربارہ واصلات کے تھا اور چونکہ اسکی مقدار مبلغ ۵۰۰ سے کمتر تھی اسلئے دفعہ ۵۸۶ اپیل دوم کی مانع ہے - اسنے مقدمات سیتا گری ایار بنام مرکتامل (۱) و کنجو بہاری سنگ بنام مادہب چند گھوس (۲) پر انحصار کیا تھا -

سیتا گری ایار منجانب اپیلانٹان نے یہ حجت کی تھی کہ ایک خورد دعوی صورت حال میں لگان کے واسطے تھا اور جہانتک کہ نالش لگان کے واسطے تھی ایک اپیل دوم بروئے سند مقدمہ وداچلا مدالی بنام راماسامی راجہ (۳) کے ہو سکتا ہے اور جہانتک کہ دعوی واسطے زر واصلات کے تھا اسنے یہ عذر کیا تھا کہ

---

* اپیل دوم نمبر ۷۷۳ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری جی ایچ منرو صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج گوداوری بمقدمہ اپیل نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری اے رگھو ناداراؤ منصف ضلع راج مندری بمقدمہ ابتدائی نمبر ۲۷۳ سنہ ۱۸۹۸ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۱۹۲ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۸۴

(۳) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹

سنہ ۱۹۰۰ء
ستبارا او
بنام
سیتارامیا

اپیل دوم ہو سکتا تہا کیونکہ ایسی نالش عدالتہائے مطالبات خفیفہ کی سماعت سے بروئے مدراس ضمیمہ دوم ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کے مستثنےٰ کیگئی ہی۔ انہون نے یہ عذر کیا تہا کہ نالش واصلات دو ایک نالش واسطے اُن منافعات جائداد غیر منقولہ مملوکہ مدعیان کے تہی جو کہ مدعا علیہ نے ناجائز طور پر وصول کر لئے تہے" اور انہوں نے یہ ظاہر کیا تہا کہ چونکہ زر واصلات کا فیصلہ بغیر لئے جانے حساب کتاب کے نہو سکتا تہا اسلئے ہر ایک نالش واصلات در اصل ایک نالش حساب کتاب کی ہی ہے۔

لکا بہوشنام نے جواباً مسل پر انحصار کیا جس سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ مزارعت مابین فریقین کے سنہ ۱۸۹۱ء میں ختم ہوگئی تہی اور چونکہ دعوی حال واسطے سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۸۹۵ء کے تہا اسلئے جس کا کہ دعوی کیا گیا تہا وہ واصلات تہی نہ کہ لگان۔ اگر نالش واسطے واصلات کے تہی تو بروئے فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ کنہو بہاری سنگہ بنام مہادیو رگہوبنس (۱) کے جسکی کہ پیروی مقدمہ سیتا گری ایار بنام مرا کہتاملی (۲) میں کیگئی تہی کوئی اپیل دوم نہیں ہوسکتا۔

تجویز۔ مدعا علیہ کی مزارعت سنہ ۱۸۹۱ء میں ختم ہوگئی تہی۔ جبکہ نالش حال رجوع کیگئی تہی اُس وقت کوئی رشتہ مالک اراضی و مزارعہ مابین مدعیان اور مدعا علیہ کے موجود نہ تہا۔ مدعا علیہ ایک مداخلت بیجا کنندہ تہا اور مدعو دوبارہ زر واصلات کے تہا۔ اپیلانٹ کیطرف سے یہ بحث کیگئی ہے کہ دعوی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زر واصلات کا فیصلہ بغیر لئے جانے حساب کتاب کے نہیں کیا جاسکتا اور کوشش یہ کیگئی ہے کہ مقدمہ ہذا کو مقدمہ سیتا گری ایار بنام مرا کہتاملی (۲) سے تمیز کیا جائے جہانکہ بہ پیروی ایک فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ کلکتہ کے یہ قرار دیا گیا تہا کہ نالش واصلات عدالتہائے مطالبات خفیفہ کی سماعت کے قابل ہے ایک معنوں میں بلاشبہ طور پر ہر ایک دعوی واصلات میں حساب کتاب کا لیا جانا شامل ہے۔ مگر ایک نالش واصلات ایک نالش حساب کتاب نہیں ہے بلکہ ایک نالش ہرجانہ ہے اور وہ اختیار سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ سے بروئے مدراس ضمیمہ دوم ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات کے مستثنےٰ نہیں کیگئی۔

ہماری رائے میں نالش حال از قسم قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ تہی اور کہ ابتدائی عذر منظور کیا جانا چاہئے۔

اسپیل دوم مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۸۴

(۲) " " مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۶

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس

بمعاملہ آخری وصیت روز امیر موتہہ (متوفی)* ۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء

پروبیٹ یا چٹھیات اہتمام ترکہ۔ ہائیکورٹ کا اختیار سماعت دربارہ انکی عطا کرنیکے اُس متوفی کا ترکہ جو حدود پریزیڈنسی کے اندر رہتا رہا ہو اور نہ اُنکے اندر جائداد چھوڑ گیا ہو۔ ایکٹ وراثت۔ ایکٹ ۱۰ بابت ۱۸۶۵ء دفعہ ۲۴۲۔ فرمان شاہی سنہ ۱۸۶۲ء ضمن ۳۴۔

ہائیکورٹ کو کوئی اختیار دربارہ عطا کرنے پروبیٹ وصیت یا چٹھیات اہتمام ترکہ اُس متوفی شخص کے نہیں ہے جو حدود پریزیڈنسی کے اندر نہ رہتا ہو اور جو حدود مذکور کے اندر جائداد نہ چھوڑ گیا ہو۔

درخواست واسطے پروبیٹ کے سائل نے جسکا کہ ذکر درخواست میں بطور ایک باشندہ مدراس کے کیا گیا تھا یہ بیان کیا تھا کہ موصی جو کلکتہ میں رہتا رہا ہے بروقت وفات کے برٹش انڈیا میں جائداد رکھتا تھا اور کہ اُس ترکہ کی مقدار جو اغلباً سائل کے قبضہ میں آنیوالی ہے مبلغ [illegible] سے زیادہ نہیں ہے۔ اُسنے وصیت کے ثابت کرنیکی اجازت چاہی تھی اور یہ استدعا کی تھی کہ اُسکا پروبیٹ اسکو بطور تنہا وصی مقرر کردہ بروئے وصیت مذکور کے عطا کیا جائے۔ موصی پریزیڈنسی مدراس میں نہ رہتا تھا اور نہ وہ کوئی اسباب یا ترکہ پریزیڈنسی مذکور کی حدود کے اندر چھوڑ گیا تھا۔

تجویز۔ بروئے فرمان شاہی سنہ ۱۸۶۲ء کے یہ امر مخصوص کیا گیا تھا کہ ہائیکورٹ کو وہ ویسا ہی اختیار حاصل ہونا چاہئے جیسا کہ اب سپریم کورٹ سے خواہ پریزیڈنسی مدراس کی حدود کے اندر یا باہر دربارہ عطا کرنے پروبیٹ وصیت ناموجات و چٹھیات اہتمام ترکہ و مال و اسباب اُن اشخاص کے استعمال کیا جاتا ہے جو خواہ پریزیڈنسی مذکور کی حدود کے اندر یا باہر بلا وصیت فوت ہوں" (ضمن ۳۴) معلوم ہوتا ہے کہ فرمان شاہی سنہ ۱۸۰۰ء میں وصیتی اختیار سماعت سپریم کورٹ کی تعریف نہیں کیگئی مگر میری رائے میں اس امر کی نسبت شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ اسکا اختیار سماعت مطابق کلیسیائی عدالتہائے انگلستان کے اُن مقدمات کی حدود تک محدود ہے جنمیں کہ متوفی موصی حدود اختیارات مقامی عدالت مذکور کے اندر رہتا ہو یا حدود مذکور کے اندر جائداد چھوڑ گیا ہو (ملاحظہ ہو کتاب ولیمس صاحب دربارہ اوصیا صفحات ۲۹۳ و ۴۰۷۔

* درخواست وصیتی عدد ۱ (الف) سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بمعاملہ آخری وصیت روزلیر موہتو

ایکٹ وراثت کی دفعہ ۲۴۳ کے رو سے وہی حدود جو صاحب جج ضلع کے اختیار سماعت کیواسطے مقرر کیگئی ہیں اور دفعہ ۲۶۴ کے رو سے یہ قرار دیا گیا ہی کہ ہائیکورٹ کو وہ مساوی اختیار سماعت صاحب جج ضلع کے ساتھہ واسطے استعمال اُن جملہ اختیارات کے حاصل ہوگا جو کہ بذریعہ ایکٹ ہذا کے صاحب جج ضلع کو عطا کئے گئے ہیں ''

صورت حال میں موصی مدراس پریزیڈینسی کے اندر نہ رہتا تہا اور نہ وہ کوئی ترکہ حدود پریزیڈینسی کے اندر چہوڑ گیا تہا۔

اسلئے میری رائے میں عدالت کو کوئی اختیار سماعت حاصل نہیں ہی اور درخواست خارج کیجانی چاہیے۔

میسٹرز بارکلی آر اینڈ ڈیوڈ: ساٹرنیان سائل۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس بنسن صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس

۱۳ ار ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سنداستیٹی وغیرہ *

مجموعہ ضابطۂ فوجداری۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۱۹۵ مبینہ جعلسازی دستاویزات جو اُس تحصیلدار کے پاس بہیجی گئی ہوں جو کہ دربارہ انتقال اسماء مندرجہ رجسٹر کے تحقیقات کر رہا ہو۔ عدالت مال۔ ضرورت منظوری استغاثہ بنام ملزم۔

ایک تحصیلدار بروقت تحقیقات کرنے دربارہ اس امر کے کہ آیا انتقال اسماء بہ رجسٹر اراضیات کیا جانا چاہئیے یا نہیں ایک عدالت مال ہی اور قبل اسکو کسی فریق کا رروائیات بعدالت مذکور پر کسی ایسے جرم کا استغاثہ کیا جاوے جسکا کہ حوالہ دفعہ ۱۹۵ (ج) مجموعہ ضابطہ فوجداری میں دیا گیا ہے منظوری کا حاصل کیا جانا ضروری ہے۔

مقدمہ ہذا کا استصواب بغرض صدور احکام ہائیکورٹ سے کیا گیا تہا۔ معلوم ہوتا تہا کہ ایک درخواست تحصیلدار کسارا گود کے پاس بذریعہ ڈاک کے ارسال کیگئی تہی جسپر کہ ایک شخص مسمی کوئی شیٹی کے دستخط اور نشان کیا ہوا معلوم ہوتا تہا جسمیں یہ استدعا کیگئی تہی کہ بعض جائداد جو رجسٹر اراضیات میں درج ہے اسکی ورثاء میں سے ایک کے نام منتقل کیجانی چاہئے تحصیلدار نے تحقیقات کے کئے جانیکا حکم دیا تہا جسکا نتیجہ یہ ہوا تہا کہ ایک رپورٹ اور ایک بیان اسکے روبرو پیش کیا گیا تہا جس میں کوئی شیٹی نے انتقال مذکور کی نسبت رضامندی ظاہر کی تہی تحصیلدار نے زبان بعد رپورٹ مذکور بدین اظہار رائے واپس کی تہی

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۲۰ سنہ ۱۹۰۰ء مستصوبہ بغرض صدور احکام ہائیکورٹ زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب جے ڈبلیو ایف ڈومار گو صاحب سشن جج کنارا جنوبی بروئے چٹہی نمبر ۱۲۲۰ مورخہ ۲ ر جون سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
سندا شیٹی

کہ جملہ ورثاء کوئی شیٹی کی رضامندی قبل انتقال کے کئے جانیکے ضروری ہے اور ایک بیان جسکا منشاء از طرف ورثاء کوئی شیٹی تحریر کئے جانیکا تھا ارسال کیا گیا تھا جسمین رضامندی مطلوبہ ظاہر کیگئی تھی اسپر تحصیلدار نے انتقال کے کئے جانیکی ہدایت کی تھی - اسکو قریباً پانچ ماہ بعد کوئی شیٹی نے ایک درخواست تحصیلدار کے پاس بدین بیان کی تھی کہ وہ دستاویزات جنکا کہ حوالہ دیا گیا ہے جعلی ہیں اور اُسنے یہ استدعا کی تھی کہ انتقال مذکور منسوخ کیا جائے درخواست مذکور خارج کیگئی تھی - اسی اثنا میں یکے از ورثائے کوئی شیٹی نے ایک استغاثہ سٹیشنری مجسٹریٹ درجہ دوم کے روبرو دائر کیا تھا جسمین سات اشخاص پر جعلسازی کا الزام لگایا گیا تھا جنمین سے چار بغرض تجویز بعدت الزامات زیر دفعات ۴۶۵ و ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے سپرد کئے گئے تھے - کوئی منظوری استغاثہ تحصیلدار سے حاصل نہ کیگئی تھی اور ملزمان کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ بوجہ مجسٹریٹ کو کوئی اختیار دربارہ سماعت استغاثہ کے حاصل نہ تھا صاحب جج ضلع کی یہ رائے تھی کہ سپردگی خلاف قانون ہے اور منسوخ کیجانی چاہئے اُسنے بیان کیا تھا کہ "وہ دستاویزات جنکی کہ نسبت ملزمان پر الزام لگایا گیا ہے ایک کارروائی روبروئے تحصیلدار میں بطور شہادت کے پیش کیگئی تھیں جسکو قانوناً شہادت کے لینے کا اختیار دیا گیا تھا جسکا یہ فرض تھا کہ اس معاملہ میں تحقیقات کرے اور جو زیر ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۹ء سمنہائے دربارہ طلبی گواہان اور [illegible] پیش کرنے دستاویزات کے جاری کرسکتا تھا - مقدمہ اجیا بنام لنگیا (۱) میں مدراس ہائیکورٹ کے اجلاس کامل نے یہ قرار دیا تھا کہ لفظ "عدالت" مستعملہ دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری وہی معنی رکھتا ہے جو کہ لفظ "عدالت" کے دفعہ ۳ ایکٹ شہادت ہند میں ہیں اور اسمیں وہ جملہ اشخاص ماسوائے ثالثان کے شامل ہیں جنکو قانوناً شہادت لینے کا اختیار دیا گیا ہو - فیصلہ مذکور اُسوقت صادر کیا گیا تھا جبکہ مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۸۲ء نافذ تھا مگر بروئے ضمن (۲) دفعہ ۱۹۵ مجموعہ حال کے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گو لفظ "عدالت" میں رجسٹرار یا سب رجسٹرار زیر ایکٹ رجسٹری سنہ ۱۸۷۷ء شامل نہیں ہے تاہم اُس سے مراد عدالت دیوانی یا مال یا فوجداری ہے میری رائے میں وہ تحصیلدار جو صورت حال میں شہادت سنتے رہا تھا بلاشبہ طور پر عدالت تھا اور اُس کی منظوری بلاشبہ طور پر زیر دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری قبل ملزمان پر استغاثہ کئے جانیکے ضروری تھی -

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۸ -

تحصیلدار کے حکم سے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے منظوری عطا نکی ہوتی اگر اُسکے پاس درخواست کیجاتی۔ پس مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ ملزمان کو بہت نقصان پہونچا ہے اور کہ ایک بے الضابطگی حسب منشاء دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری وقوع میں آئی ہے ان واقعات کی موجودگی میں میں یہ استدعا کرتا ہون کہ سپردگی خلاف قانون تھی اور منسوخ کیجانی چاہیے "۔

مسٹر گانگا چیریار ازطرف پیروکار سرکاری منجانب سرکار۔

مسٹر ایانگر منجانب مستغیث۔

تجویز:- ہم سشن جج کے ساتھ اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ تحصیلدار جبکہ وہ تحقیقات دربارہ اس امر کے کرتا ہو کہ آیا انتقال اسماء اراضیات کے رجسٹر میں کیا جانا چاہیئے یا نہین ایک عدالت مال ہوتا ہے۔ اسکو بروئے ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۹ء مدراس اسکے اختیار دیا گیا تھا کہ شہادت لے اور اس امر کا فیصلہ کرے کہ آیا انتقال کیا جانا چاہیئے یا نہیں۔ سلئے وہ ہماری راے مین ایک ایسی عدالت تھا جسکو خاص امر مذکور کے متعلق کارروائی کرنیکا اختیار دیا گیا تھا اور جسکو اختیار دیا گیا تھا کہ شہادت متعلق بامر مذکور لیکر اُسکا فیصلہ کرے (ملاحظہ ہو رگھوبنس سہاے بنام گوکل سنگھ (۱)) مگر معلوم ہوتا ہے کہ صرف ملزم نمبر ۲ ہی عدالت تحصیلدار کی کارروائیات مین ایک فریق تھا جسمین کہ وہ دستاویزات جنکا جعلی ہونا بیان کیا گیا تھا پیش کیگئی تھین۔ ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۴ و نمبر ۵ فریق نہتے۔ پس اُنکی صورت مین منظوری زیر دفعہ ۱۹۵ ضمن (ج) مجموعہ ضابطہ فوجداری ضروری نہتی۔ چنانچہ ہم سپردگی بعدالت سشن کو بصورت ملزم نمبر ۲ کے منسوخ کرتے ہیں اور ہدایت کرتے ہین کہ وہ رہا کیا جائے مگر ہم دست اندازی کرنے سے انکار کرتے ہیں جہانتک کہ ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۴ و نمبر ۵ کا تعلق ہے۔

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۸۷۲۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس بنسن صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام یلی موتھو توان و یکس دیگر * ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۱۴۴ مجمع خلاف قانون۔ شہادت دربارہ غرض شترک

دو اشخاص پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ ایک مجمع خلاف قانون کے رکن تھے جو کہ مہلک ہتھیار و اوزار سے ڈاکہ زنی کی غرض سے مسلح تھے۔ واقعات ثابت شدہ یہ تھے کہ ایک گروہ قریباً بیس ہوا دمیونکا بشمولیت ملزمان کے ایک جگہ جمع ہوا تھا اور وہ لاٹھیوں اور مہلک اوزاروں سے مسلح تھے اور گروہ مذکور پولیس کو دیکھتے ہی فرار ہوگیا تھا۔ ان واقعات سے مجسٹریٹ نے یہ قیاس کیا تھا کہ اراکین مذکور کی نیت جبر مجرمانہ کے استعمال میں لانیکی تھی اور بلحاظ ان اوزاروں کے جن سے وہ مسلح تھے کل ملزمان پر تجویز ثبوت جرم زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند کی تھی۔

تجویز ہوئی کہ استغاثہ گروہ مذکور کی ایسی غرض مشترک کے ثابت کرنے سے قاصر رہا جس سے کہ وہ مجمع خلاف قانون حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۱۴۱ مجموعہ تعزیرات ہند ہوتا۔ کہ ملزمان بری کئے جانیکے مستحق تھے۔

اپیل بنا رہی ایک حکم بریت کے۔ واقعات مقدمہ ہذا اسپیشل فرسٹ کلاس مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ میں بیان کئے ہیں جنکا اہم جزو حسب ذیل ہے:۔ ملزمان بصورت حال میں تعداد میں تھے جو سب رہنے والے ہیں اور یلی دنالور کرشنا پورم و متصلہ موضعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ الزام انکے برخلاف یہ لگایا گیا ہے کہ وہ ۱۶ جون ۱۹۰۹ء کو امامان پوٹل مین ناجائز طور پر ڈاکہ زنی کی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ استغاثہ کا دعوی حسب ذیل ہے:۔ ۱۶ تاریخ کی صبح کو پہلا گواہ استغاثہ کرو کلیتی سے ولنگا پورم کیطرف روانہ ہوا تھا جہاں اسنے یہ سنا تھا کہ اسکے سالہ کا گہر لوٹا گیا ہے۔ رستہ میں پیا گودی انکولم کے پاس پہنچکر اسنے اپنے سامنے دو آدمیونکو دیکھا تھا اور ایک اور جوڑا انکے آگے تھا پہلے دو شخص [illegible] کیطرف [illegible] پہلا گواہ [illegible] جسکا جواب دوسرے نے یہہ دیا کہ امامان پوٹل میں [illegible] ملزم کو [illegible] تھوڑی دور جاکر پہلے گواہ استغاثہ نے [illegible] آدمیونکا ایک گروہ دیکھا تھا اور [illegible] کیطرف واپس لوٹ آیا تھا اور [illegible] گواہ استغاثہ سے اسکی اطلاع دی تھی

* اپیل فوجداری نمبر ۹۔ سنہ ۱۹۱۰ء زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا رضی فیصلہ بریت مصدرہ اپیل [illegible] مورخہ ۲۲ [illegible] ۱۹۰۹ء مسٹر [illegible] اسپیشل [illegible] صاحب [illegible]

سنہ ۱۹۰۰ ع
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
پیلی موتہو ووان

تہانہ دار نے ایک کانسٹبل کو والنٹیران اور گواہان استغاثہ ۱ لغایتہ ۳ کے بلانیکے واسطے بہیجا تہا اور دو کانسٹبلون کے ساتہہ وہ اودمایان پوٹل کیطرف روانہ ہوئے تہے۔ وہ اُس گروہ کے پاس تالاب شور انگودی کو عبور کرکے پہونچے تہے گروہ مذکور پولیس کے دیکہتے ہی فرار ہوگیا تہا۔ گواہان استغاثہ نے تعاقب کرکے ملزمان مین سے دو کو گرفتار کیا تہا جنکے پاس لاٹہیان اور رہبرین تہیں اور انکو تہانہ مین لائے۔ جملہ گواہان استغاثہ نے عدالت کے روبرو ملزمان ۳ لغایتہ ۴ کو شناخت کیا ہے جو بعد مین گرفتار کئے گئے تہے اور انہون نے بیان کیا تہا کہ وہ ارکین مجمع مذکور تہے۔ یہی بیان گواہان استغاثہ ۱ لغایتہ ۵ نے دیا ہے گواہان استغاثہ ۶ و ۷ نے صرف مابعد کی شناخت ملزمان ۳ لغایتہ ۴ کے متعلق بیان دیا ہے۔ جوابدعویٰ ہین جہانتک کہ معلوم کیا جاسکتا ہے موجودگی گروہ سے انکار نکیا گیا تہا اور مین کوئی وجہ اس شہادت کی نسبت یہ شبہ کرنیکی نہین دیکہتا جو اس امر سے متعلق ہے۔ مین امور ذیل پر غور کرنا چاہتا ہون (۱) کہ شہادت دربارہ غرض مشترک مجمع مذکور کے کیا ہے (۲) کسطرح پر گواہان استغاثہ نے ملزمان کو شناخت کیا ہے۔ گواہان استغاثہ نے اس امر پر باور کرنیمین اتفاق کیا ہے کہ نیت گروہ مذکور کی ڈاکہ زنی کی تہی انکی وجوہات یہہ ہین کہ اسبات کی افواہ تہی کہ انکا گاؤن لوٹا جائیگا اور کہ دیگر مقامات لوٹے گئے تہے گواہ استغاثہ ۲ نے بیان کیا تہا کہ اسنے گروہ کو یہہ کہتے ہوئے سُنا تہا کہ وہ شوراتنور کے قرب وجوار مین لوٹ مار کرنیکو جاتے ہین مین اس بلا تائید بیان کو معتبر نہین سمجہہ سکتا کیونکہ گواہ مذکور کی دیگر شہادت مین کسیقدر اختلاف موجود ہے اور چونکہ جملہ گواہان استغاثہ نے یہ کہنے مین اتفاق کیا ہے کہ گروہ فوراً پولیس کو دیکہتے ہی بہاگ گیا تہا جبکہ وہ قریباً ۲۵ گز کے فاصلہ پر تہے۔ یہ امر اغلب نہین ہے کہ گروہ نے اُس وقت اپنی نیت کا اظہار کیا ہو۔ گواہ ۱ نے اپنی رائے اُس گفتگو پر مبنی کہی ہے جو کہ اسنے راستہ مین جاتے جاتے سنی تہی مین اس بیان کو چندان معتبر نہین سمجہہ سکتا کیونکہ ۱ اور دوسرے دو شخص پہلے دو شخصون سے ۲۵ گز کے فاصلہ پر تہے اور گفتگو بہت بلند آواز سے کیگئی تہی۔ یہ امر غیر اغلب ہے کہ انہون نے اپنی نیت کا اظہار ایسے کہلے طور پر کیا ہو (۲) گواہ استغاثہ ۱ نے بیان کیا تہا کہ وہ اُن مین سے دو کسی اشخاص کے قریب نگیا تہا بلکہ سو گز کے فاصلہ پر رہا تہا پس اسکی سماعت کی قوت مشتبہ ہے (۳) اُسنے بیان کیا تہا کہ اُسنے ان چارون اشخاص کو بہہ گروہ مین شامل دیکہا تہا مگر اُس نے بیان کیا تہا کہ وہ دوسرے جوڑے کو شناخت نہ کر سکا تہا

۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہند
بنام
ہیلی موتہوتوان

مجھے اُن وجوہات پر جو کہ مین بعد مین بیان کرونگا اس امر کی نسبت شبہ ہے کہ آیا پہلے گواہ استغاثہ کو یقین ہوگیا تہا کہ اُسنے اِن چار اشخاص کو گروہ مین دیکہا تہا۔ اسلئے مین نے اس امر کو کافی طور پر ثابت شدہ نہین سمجہا کہ گروہ مذکور کی نیت ڈاکہ مارنیکی تہی۔ مینے بادی النظر مین کوئی وجہ اس امر واقعہ کی نسبت شبہ کرنیکی نہین دیکہی ایک گروہ سو اشخاص کا جو مسلح تہا او تایان پوٹل کے قریب جمع ہوا تہا اور کہ ملزمان ۱ و ۲ کا جو اراکین مجمع مذکور سے تہے تعاقب کیا گیا تہا اور انکو گواہان استغاثہ نے پکڑ لیا تہا۔ بیان استغاثہ متعلق با امور مذکور بر طبق جرح کے متزلزل نہوا تہا اس گروہ کی نیت کا قیاس اُسکے طریق عمل سے کیا جانا چاہئے۔ یہ امر واقعہ کہ گروہ مذکور کے اراکین سو یا ڈیڑہ سو کے قریب تہے جو مسلح تہے اور وہ پولیس کو دیکہتے ہی بہاگ گئے تہے ایک بادی النظری شہادت اس امر کی ہے کہ مجمع خلاف قانون تہا اور کہ اُسکی نیت بہ تعمیل کسی خارجی غرض کے جبر مجرمانہ استعمال مین لانیکی تہی اسلئے اسکی غرض مشترک جبر مجرمانہ کے استعمال کرنیکی تہی جو بذاتہ ایک جرم ہے اسلئے گروہ مذکور بادی النظر مین ایک مجمع خلاف قانون تہا۔ اسکی خلاف ثابت کرنا اسکے اراکین کے ذمہ تہا۔ زان بعد دربارہ شناخت ملزمان منجانب گواہان استغاثہ کے مین ملزمان ۳ لغایتہ ۲۳ کی شناخت کو قابل اطمینان نہین سمجہا۔ [اُسنے شہادت بخلاف ملزمان مذکور کی نسبت کارروائی کرکے اُنکو بری کر دیا تہا]۔ ملزمان ۱ و ۲ کی صورت مختلف ہے۔ شہادت یہ تہی کہ وہ موقعہ پر گرفتار کئے گئے تہے اور کہ وہ لاٹہیون اور تبرون سے مسلح تہے جو عدالت مین پیش کیگئی تہین۔ وجوہات مذکورہ بالا پر یہ قرار دیکر کہ مجمع خلاف قانون تہا اور اُسکے اراکین مسلح تہے مینے ایک فرد قرارداد جرم بخلاف ملزمان ۱ و ۲ کے زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند مرتب کی تہی۔ انہون نے مجرم نہونے کا عذر کیا تہا اور تین گواہان کا امتحان لیا تہا [اُسنے شہادت ملزمان کی نسبت کارروائی کرکے حسب ذیل نتیجہ اخذ کیا تہا] شہادت ملزمان بہت مذبذب ہے۔ بلحاظ اس امر کے کہ وہ اولاً طلب نکئے گئے تہے اور انکا بیان ملزمان کے بیان سے مختلف ہے اور کوئی وجہ اس امر کی ظاہر نہین کیگئی کہ کیون گواہان استغاثہ نے اُنکے برخلاف شہادت دی ہے مین کوئی اعتبار شہادت ملزمان پر نہین کرسکتا۔ استغاثہ کا بیان دربارہ گرفتاری اُن دو اشخاص کے درست ہے اور مین نے اسمین شبہ کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکہا۔ وہ موقعہ پر گرفتار کئے گئے تہے اور گواہان استغاثہ کو انکی شناخت کا پورا موقعہ ملا تہا۔ ملزمان نے اپنی موجودگی بہ مجمع مذکور کو تسلیم نہین کیا تاکہ انکو اپنی غرض ظاہر نکرنی پڑے۔ اسلئے مین ملزمان ۱ و ۲ کو اراکین مجمع خلاف قانون ہونیکی وجہ سے

سنہ ۱۹۰۰ع
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
پیلی موتہو تیوان

جرم زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا مجرم قرار دیتا ہوں اور ان مین سے ہر ایک کو اٹھارہ ماہ کی قید سخت کا حکم دیتا ہوں "

اس تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کی رضی سے ملزمان نے اپیل کیا۔ عدالت سشن کا فیصلہ حسب ذیل تھا :-

"۳۲ ملزمان پیش کردہ پولیس کی تجویز مجسٹریٹ نے کی تھی انمین سے تیس رہا کئے گئے تھے اور دو اپیلانٹان پر تجویز ثبوت جرم کیگئی وہ تیس بروقت ارتکاب جرم کے گرفتار نکئے گئے تھے بلکہ بعد مین گرفتار ہوئے تھے مگر دو اپیلانٹان کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ موقعہ پر گرفتار کئے گئے تھے۔ نیز مجسٹریٹ نے شہادت استغاثہ باظہار اس امر کے معتبر نہ سمجھا تھا کہ مشترک غرض مجمع کی ڈاکہ مارنیکی تھی۔ مگر اسنے واقعات سے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ گروہ کے ارکین سو یا ڈیڑہ سو آدمی تھے جو سب مسلح تھے اور دو پولیس کو دیکھتے ہی فرار ہو گئے تھے اسلئے مجمع خلاف قانون تھا اور کہ اسکی غرض جبر مجرمانہ استعمال مین لانیکی تھی خواہ انکی نیت کچھ ہی ہو مینے بابت اپیلہائے مین یہ بیان کیا ہے کہ مین ایسا نتیجہ اخذ نہین کر سکتا۔ جبکہ اس سے زیادہ کچھ بہی ثابت نکیا گیا ہو تو مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چند جائز اغراض ایسی موجود ہین جو کہ ایسے گروہ کی ہو سکتی ہین اگرچہ یہ فرض ہی کیا جائے کہ انکی کوئی غرض مشترک تہی۔ وکیل سرکار نے اپیل پر بحث کرنیکی تکلیف نہین اٹھائی کیونکہ اسنے فرضی طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ مجھے اپنے پہلے فیصلہ جات کی پیروی کرنی چاہئے جو کہ اپیلہائے ۱۴۲ و ۱۵۹ مین صادر کئے گئے ہین۔ قرارداد و حکم سزا عدالت ماتحت کا منسوخ کیا جاتا ہے اور ملزمان کے رہا کئے جانیکا حکم دیا جاتا ہے "

اس حکم بریت کی ناراضی سے پیروکار سرکار نے اپیل حال زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری رجوع کیا۔

مسٹر ڈی شتایر از طرف پیروکار سرکاری منجانب سرکار نے یہ عذر کیا کہ بادی النظری دعوی بخلاف ملزمان کے ثابت کیا گیا تھا۔ کوئی گروہ اسقدر تعداد مین اور اسطرح مسلح ہو کر جمع نہین ہو سکتا جبتک کہ اسکی غرض جبر مجرمانہ کے استعمال مین لانیکی نہو۔ مزید برآن یہ امر واقعہ کہ وہ اشخاص جو اسطرح جمع ہوئے تھے پولیس کو دیکھتے ہی فرار ہو گئے تھے یہ ظاہر کرتا ہے کہ انکی غرض کوئی بے جرم غرض نہتی۔ بہرحال بادی النظری دعوی کو ثابت کرنیکے لئے کافی شہادت دیگئی ہے جسکی ملزمان نے تردید نہین کی جیسا کہ وہ یہ ثابت کر سکتے تھے کہ گروہ در اصل ایک جائز غرض کے واسطے جمع ہوئے تھے۔ مزید برآن یہ کل ضلع اسوقت نازک حالت مین تہا۔

گوپال رو سوامی ایار منجانب ملزمان۔

مور صاحب جسٹس۔ یہ اپیل گورنمنٹ نے بناراضی فیصلہ سشن جج تنی ولی مقدمہ اپیل فوجداری ۹۶ سنہ ۹۹ کے کیا ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
بیبی مو تہولوان

جسکے رو سے دو اشخاص کی تجویز ثبوت جرم منسوخ کیگئی تہی جنکو کہ سپیشل مجسٹریٹ نے اٹہارہ ماہ کی قید سخت کا حکم زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے دیا تہا۔ وہ وجوہات جو کہ سشن جج نے اپنے فیصلہ کی بیان کی ہین آئندہ مختصر طور پر فیصلہ مذکورہ بالا مین اور مفصل طور پر فیصلجات اپیلہائے فوجداری ۵۲۴ و ۵۹۵ سنہ ۱۸۹۹ء مین بیان کی ہین جو کہ مسل مقدمہ ہذا کے ساتہہ طبع کئے گئے ہین اور جنکا کہ حوالہ گورنمنٹ پلیڈر نے دیا ہے۔

جو کچہہ کہ مجسٹریٹ نے دربارہ وقعات مقدمہ ہذا کے قرار دیا ہی یہ ہے کہ وہ دو اشخاص جنپر تجویز جرم کیگئی ہے معہ دیگر سو ڈیڑہ سو اشخاص کے مسلح ہو کر جمع ہوئے تہے اور پولیس کو دیکہتے ہی فرار ہو گئے تہے۔ ان واقعات سے اُسنے یہ قیاس کیا ہے کہ مجمع مذکور کے ارکین کی غرض جبر مجرمانہ کے استعمال کرنیکی تہی جو ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند ہی اور چونکہ وہ مہلک ہتہیارون سے مسلح تہے اسلئے اُسنے اُنپر زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند تجویز ثبوت جرم کی ہے ایک گروہ کے ارکین کی غرض مشترک کے ثابت کرنیکے واسطے کسیقدر شہادت مجسٹریٹ کے روبرو بہ ثبوت اس امر کے پیش کیگئی تہی کہ بعض ارکین گروہ مذکور یہ کہتے ہوئے سنے گئے تہے کہ وہ لوٹ مار کرنے جارہے ہین مگر جسنے اس شہادت کو (ہماری رائے مین درست طور پر) غیر معتبر سمجہا ہے۔ اسلئے کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس گروہ کی نیت کیا تہی سوائے اس بات کے کہ وہ کثیر التعداد اور مسلح تہے۔ اسمین شبہہ نہین کہ ان واقعات سے یہ قوی اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ اشخاص مذکور کسی بجرم غرض سے جمع ہوئے تہے۔ مگر میری رائے مین یہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اُنسے اسبات کا ثبوت ملتا ہے کہ ارکین مجمع مذکور کی نیت جبر مجرمانہ کے استعمال کرنے یا کسی اور جرم کا ارتکاب کرنیکی تہی۔ ایک حجت جو عدالت ہذا مین مسٹر شائر نے بتائید اپیل کے کی ہے یہہ معلوم ہوتی ہی کہ چونکہ لوگ کثیر تعداد مین جمع ہوئے تہے اور مسلح تہے اسلئے ایک بادی النظری دعوی انکے برخلاف ثابت ہوا ہے جو کافی ہے بصورت عدم موجودگی ایسی تردیدی شہادت کے جس سے یہہ ظاہر ہو کہ وہ لوگ حفاظت خود اختیاری یا کسی اور جائز غرض سے جمع ہوئے تہے تجویز ثبوت جرم جائز ہے مین اس حجت کو تسلیم نہین کرسکتا۔ استغاثہ پر ثابت کرنا لازم تہا کہ غرض مشترک مجمع کی ایسی تہی جس سے وہ مجمع خلاف قانون حسب منشاء دفعہ ۱۴۱ مجموعہ تعزیرات ہوجاتا تہا اور چونکہ میری رائے ہے کہ ایسا نکیا گیا تہا اسلئے مین سشن جج کے فیصلہ مین دست اندازی کرنے سے انکار کرتا ہون اور اپیل ہذا کو خارج کرتا ہون۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہند
بنام
پیلی موتہو توان

جنسن صاحب جسٹس۔ مین اس نتیجہ سے اختلاف نہین کرسکتا جو کہ میرے فاضل بہائی نے مقدمہ ہذا مین اخذ کیا ہے۔
یہ امر واقعہ ہے کہ بہ تعداد کثیر انبوہ مارواڑیون کا جمع ہوا تہا اور وہ مسلح تہا اور پولیس کے پہونچتے ہی فرار ہوگئے
تھے میری رائے مین اس اشتباہ کے پیدا کرنیکے واسطے کافی نہین ہے کہ وہ کسی خلاف قانون غرض کیواسطے
جمع ہوئے تہے یا کہ اُنکی غرض جبر مجرمانہ کے استعمال کرنے یا کسی اور جرم کا ارتکاب کرنیکی تہی۔ مگر مین
یہ نہین کہہ سکتا کہ سشن جج نے اس امر کے قرار دینے مین غلطی کی ہے کہ واقعات مذکورہ ایک جائز ثبوت
دربارہ ناجائز دربارہ ناجائز نوعیت مجمع مذکورہ کے مہیا کرنیکے واسطے ناکافی تہے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ
کوئی شہادت دربارہ نازک حالت اُس ضلع کے پیش نکیگئی تہی جیسا کہ ہمارے روبرو بیان کیا گیا ہے
اور بالخصوص دربارہ اُن رشتونکے جو کہ مابین شنارون اور مارواڑون کے اُسوقت موجود تہے اگر
ایسی شہادت دیجاتی۔ تو اُس سے میری رائے مین کافی طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا تہا کہ مجمع خلاف قانون
تہا گو وہ بالضرور ایسا نہوتا کیونکہ ممکن ہوسکتا ہے کہ مجمع کسی جائز غرض کے واسطے ہوا ہو مثلاً واسطے بحث
کرنیکے یا افسرونکو عرضی دینے کیواسطے اور وہ اس غرض سے مسلح ہوئے ہون کہ شناران انپر اگر جبر کرین۔
غرض مشترک ایک مجمع کی اُن افعال سے اور اُس بول چال سے معلوم کیجانی چاہیئے جو کہ اُس کے
ارکین استعمال کرین اور نیز جملہ واقعات متعلقہ پر غور کرنے سے ہے۔ بصورت عدم موجودگی ایسی
شہادت کے بالخصوص جبکہ خاص واقعات پیش کردہ استغاثہ بہ ثبوت ناجائز نوعیت
مجمع کے عدالتہائے نے غیر معتبر سمجھے ہین۔ میری یہ رائے ہے کہ ہم مقدمہ ہذا کے
حکم بریت مین دست اندازی نہین کرسکتے۔ اسلئے مین اپیل ہذا کے خارج کرنے مین اتفاق
کرتا ہون۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

سبرامنیا ایّر (مدعی) اپیلانٹ بنام نرائن ایّر وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان۔* ۱۹۰۰ ستمبر سنہ ۱۷، ۱۸

مالک ایجنٹ۔ ایجنٹ معاہدہ۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ دفعہ ۲۳۰۔ نیابت جسکو ساتھہ ایک استحقاق شامل ہو۔ نالش منجانب ایجنٹ کے خود اپنے نام سے بربنائے ایسے معاہدہ جو کہ اسنے بحیثیت ایجنٹ کے کیا ہو۔ نالش کا قابل قیام ہونا۔

ایک دستاویز بحق مدعی کے ایک ملابار دیوا ہم نے تحریر کی تہی جسکی رو سے بطور بدل ان قرضہ جات کے جو مدعی نے دیے تہے جملہ جائداد منے دیوا ہم کو اتہارہ سال کے واسطے پٹہ پر دیدی تہی۔ مدعی کو اختیار دیا گیا تہا کہ منجانب پٹہ دہندگان کے دستخط کرے اور نالشات کی پیروی کرے اور دیگر افعال عمل مین لاوے۔ دستاویز مذکور ایک اختیار مع استحقاق کے اور ناقابل منسوخی قرار دیگئی تہی۔ مدعی نے اب خود اپنے نام سے الف کے واسطے دلاپانے بعض جائداد ملوکہ دیوا ہم کے رجوع کی ہی جو کہ قبل تاریخ مختار نامہ بحق مدعی کے کاشم پر دیگئی تہی۔

تجویز ہوئی کہ مدعی دلاپانیکا مستحق تہا۔ جہانکہ ایک ایجنٹ بحیثیت ایجنٹ کے معاہدہ کرے تو اگر اسکو معاہدہ مذکور مین کوئی حق حاصل ہی تو وہ خود اپنے نام نالش کرسکتا ہے حتیٰ کہ وہ معاہدہ جسکی نسبت اسنے کہ ہو نالش رجوع کیگئی ہو ایک معاہدہ منجانب ایجنٹ نہو سکے کوئی بنا دعوی حاصل نہین ہوتا کیونکہ کوئی استحقاق اسکی حق مین پیدا نہین ہوتا۔

نالش واسطے انفکاک در قبضہ بعض جائداد معہ ہکو اگان کے۔ مدعی نے خود اپنے نام سے اس جائداد کے دلاپانیکا دعوی کیا تہا جو مدعا علیہ ۴ کے دیوا ہم کی ملکیت تہی اور جو مدعا علیہ ۱ کو سنہ ۱۸۶۳ء کاشم پر دیگئی تہی ماہ جون سنہ ۱۸۹۲ء مین مدعا علیہ ۱ اور ۴ دیگر اشخاص نے جو سلسلہ ورثائے ستانم مین شامل تہے ایک دستاویز بحق مدعی کے تحریر کی تہی جو نالش مین بطور دستاویز ظ کے داخل کیگئی تہی۔ اسمین منجملہ دیگر شرائط کے شرائط ذیل درج تہین:- درصورتیکہ جائداد غیر منقولہ ملوکہ ستانم کا لگان تل موپل نیار جو اسوقت مقر علیہ کے قبضہ مین ہین اور جسکو باقی مقران بعد ازین ترتیب بزرگی کے لحاظ سے حاصل کرینگے بہت سے مزارعان کے قبضہ مین کاشم پر ہین اور درصورتیکہ ایسی جائدادہائے کی نسبت متوفی قابضان ستانم نے بعض سادہ قرضجات اٹہائے ہین اور جدید کانم ہائے بغیر ضرورت ستانم کے بلابدل تحریر کر دیئے ہین اور بعض سادہ قرضجات مذکور کی نسبت ڈگریات صادر ہوئی ہین

---

* اپیل دوم ۱۲۹ سنہ ۱۸۹۹ء بر ارضی ڈگری اے ویکٹا راما ایّر سب آرڈینیٹ جج ملابار جنوبی بمقدمہ اپیل ۸۱۸ سنہ ۱۸۹۸ء مشعر بحالی ڈگری کے ایس جی ایّر منصف ضلع پیٹہ انگاڈی بمقدمہ ابتدائی ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۷ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سبرامنیا ہتر
بنام
نرائین نیار

او بعض جائداد ہائے غیر منقولہ کا استحقاق جنام نیلام کیا گیا ہے اور دستاویز کافی سبرا ئیا اس غرض کیواسطے موجود نہیں ہے
کہ قرضجات وجدید کا نباہ سے وبعہا ئے مذکور کو نالشات رجوع کرکے کالعدم قرار دلایا جائے اور وہ قرضجات ادا کردیئے
جائیں جو کہ اغراض ستانم کے واسطے اٹھائے گئے ہون اور جنکا زر بدل موجود ہوا اور دیگر روزانہ اخراجات خاندان
جسطرح کہ وہ اسوقت ہوتے ہیں جاری رکہے جائیں اسلئے ہمنے تمسے استدعا کی تہی کہ ہمکو ضروری روپیہ قرض
دو تاکہ نالشات مذکور رجوع کیجائیں اور وہ قرضجات ادا کئے جائیں جنکو کہ تم اغراض ستانم کے واسطے
اٹھائے جانے سمجہو اور تمنے استدعائے مذکور کو منظور کیا ہے۔ اور بعوض تمہارے ایسا کرنیکے ہمنے تمکو
جملہ جائداد ہائے غیر منقولہ مملوکہ ستانم پٹہ دکہتا کانم) پر دی ہین معہ مقرر لکے استحقاق دستخط کے آج
سے اٹھارہ سال کے عرصہ کیواسطے (۲) اقرار کیا گیا ہے کہ تمکو عرصہ ۱۸ سال تک ان جملہ اختیارات کو
استعمال مین لانا چاہئے جیسے کہ مقرر لسے استعمال کئے جاتے۔ مثلاً ملازمان کا ماہانہ تنخواہ پر مقرر کرنا اور
منجملہ جمع ۱۷۰۲۰ ا پرامئے شالی اور مبلغ ل نقد کے ایسی رقوم وصول کرنا جیسی کہ جائز طور پر وصول
ہوسکتی ہون معہ سود بر بقایائے لگان پوراپداور دیگر آمدنی ہائے مملوکہ ستانم کے مثلاً تحریر اور رجسٹری
کرنا اور حوالہ کرنا دستاویزات کانمہائے کا اور نیز جدید کانمہائے کا جو مناسب اغراض کیواسطے بطبق وصول
رسوم تجدید کے عطا کئے جائیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایسے کانمہائے مقدار مین زیادہ نکئے جانے چاہئین اور
نہ وہ گڑہے کہودنے اور ہاتہیونکی پکڑنے اور لگان کے ان سرکنڈون اور بانسون وغیرہ پر لگانیکے واسطے
عطا کئے جانے چاہئین جو کہ لوگ جنگل مین سے لائین (۴) نسبت جائداد ہائے غیر منقولہ مملوکہ ان
دیو اسم ہائے کے جنکا کہ کل استحقاق یونیا ستانم کو حاصل ہے یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ اختیار دربارہ تحریر
کرنے دستاویزات اور وصولی بقایائے لگان معہ سود اور آئیندہ آمدنی بشمولیت جملہ دیگر حقوق واختیارات
کے جو ابتک مقرر لاکو مفوض ہین عرصہ ۱۸ سال کے واسطے تمکو مفوض ہونگے (۵) مزید برآن اقرار
یہ کیا جاتا ہے کہ تمکو حساب کتاب اخراجات مطابق فہرست ب کے رکہنا چاہئے اور نیز جملہ دیگر
اخراجات متعلق بہ ستانم ودیو اسم کا اور تمکو چاہئے کہ اسکی ایک نقل مقرر لا یا اسکے جانشین کو ہر سال
ماہ چنگیم پر مہیا کرو اور تمکو چاہئے کہ اخراجات متنازعہ مطابق اپنے اختیار تمیزی کے کرو اور ہم
اخراجات مذکور کو تسلیم کرینگے (۶) یہ کہتا کا قرار باقی مقران پر بہی مساوی طور سے قابل پابندی
ہوگا جبکہ وہ مقرر لاکے ستانم پر قابض ہون ؟؟
دستاویز مذکور ہائیکورٹ کے روبرو بطبق اپیل ۱۹۱ سنہ ۱۸۹۵ء پیش کیگئی تہی جبکہ اسکی تعبیر بطور ایک مختارنامہ
بشمولیت استحقاق اور دستاویز نا قابل منسوخی کے کیگئی تہی منصف ضلع نے اس امر کو تسلیم کرکے

سنہ ۱۹۰۰ء
سبرامنیا سیٹر
بنام
نرائین نیار

کہ مدعی، مدعا علیہ ۱۲ کے دیوسم کا اہتمام تاریخ تحریر دستاویز سے اٹھارہ سال تک کرسکتا تہا یہہ قرار دیا تہا کہ مدعی بروئے دستاویز ظ کے خود اپنے نام سے نالش رجوع کرنیکا مستحق نہ تہا۔ عدالت ضلع نے اس فیصلہ کو بروئے فیصلہ ذیل کے بحال رکہا تہا۔ سوال یہہ ہے کہ آیا مدعی خود اپنے نام سے دیوسم متنازعہ کی نسبت نالش کرنیکا مستحق ہے۔ مدعی نے اس کا نم کے انفکاک کی نالش کی ہے جو کہ متوفی سمودائی نے مدعا علیہ ۱ اور اسکے متولی کرناون کو ماہ اپریل و مئی ۱۸۶۳ء میں بعوض مبلغ مادہ ... کے عطا کیا تہا۔ مدعا علیہم ۲ لغایت ۱۱ اور مدعا علیہ ۱۳ نے یہ عذر کیا تہا کہ مدعی ارجاع نالش کا مستحق نہیں ہے۔ منصف ضلع نے نالش کو خارج کیا تہا۔ مدعی نے اپیل کیا ہے۔ مدعا علیہ ۱۲ کو منگاٹ ولیانیار کے ستانم کا قابض ہے ستانم مذکور کی ملکیت مین اراضیات شامل ہین۔ نیز ستانم مذکور یوران یا مشترک یوران بعض دیوسم ہائے کا ہے ماہ جون ۱۸۹۲ء مین مدعا علیہ ۱۲ اور ۱۳ دیگر اشخاص نے جو ستانم کے سلسلہ ورثا مین شامل تہے بحق مدعی کے ایک اقرار نامہ (دستاویز ظ بمقدمہ اپیل ۵۲۳ سنہ ۱۸۹۸ء) تحریر کردیا تہا جسکے روسے جائداد ستانم کا اہتمام اسکے سپرد کیا گیا تہا اور اسکو اختیار عطائے رہن ہائے وتجدید رہن ہائے و پیروی نالشات متعلق بستانم عطا کیا گیا تہا۔ اراضی متنازعہ ماتحری دیوسم کی ملکیت ہے جسکا یوران مدعا علیہ ۱۲ ہے۔ اقرار نامہ مذکور کے روسے مدعی کو یہ اختیار نہین دیا گیا کہ کسی روپیہ کا مواخذہ جو کہ اسکے حق مین واجب الادا ہو جائداد دیوسم پر عائد کرے ایسی ذمہ داری جائداد ہائے ستانم تک محدود رکہی گئی ہے (ملاحظہ ہو فقرہ ۱۲ دستاویز مذکور) مین منصف ضلع کے ساتہہ اس امر کے قرار دینے مین اتفاق کرتا ہون کہ دربارہ جائداد دیوسم کے اقرار نامہ مذکور دستاویز ظ صرف ایک نیابت اہتمام ہے۔ بالفاظ دیگر مدعی ماسوائے مہتمم یا سمودائی کے اور کچہہ حیثیت نہین رکہتا۔ یہہ مسلمہ قانون ہے کہ سمودائی کو کوئی اختیار خود اپنے نام سے از طرف دیوسم نالش رجوع کرنیکا حاصل نہین ہے (ملاحظہ ہو راما ورار بنام کرشنن ہمبودری (۱) و وائی منبیار بنام نیلاکنڈن بہٹاتہر ایدر (۲)) اور نہ مدعی کا دعوے اسصورت مین قوی ہوسکتا ہے اگر دستاویز ظ کی تعبیر بطور انتقال اعلیٰ تر استحقاق کے کیجائے یعنی استحقاق اہتمام بطور پٹہ یا بصورت دیگر کے۔ کیونکہ قرار یہ دیا گیا ہے کہ ایسے انتقالات ناجائز ہین (ملاحظہ ہو راما ورما تمبارن بنام رامن نیار (۳)) مین منصف ضلع کی اس قرارداد کو بحال رکہتا ہون کہ مدعی خود اپنے نام سے از طرف دیوسم زیر بحث کے نالش کرنے کا مستحق نہین ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۰۷
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۴۱ لغایت ۱۴۲
(۳) ۔۔ ۔۔ ۔۔ جلد ۵ صفحہ ۸۹

سنہ ۱۹۰۰ء
سبرامنیا پتر
بنام
نرائین نیار

اسلئے اسکی ڈگری کو بحال رکھکر اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

سندرایار منجانب اپیلانٹ:۔ قیاس یہ کیا جاتا ہے کہ بعد کئے جانے تعبیر دستاویز خط کے عدالت ہذا سے وہ ایک دستاویز نیابت بشمولیت ایک اختیار کے ہے۔ بصورتیکہ بھی مدعی ارجاع نالش حال کا مستحق ہے۔ برٹش انڈیا مین ایک شخص دوسرے کے نام سے نالش رجوع نہین کرسکتا بلکہ شخص موخر الذکر مدعا علیہ بنایا جانا چاہئے مگر ایک ایجنٹ جسکو حق حاصل ہو نالش کرسکتا ہے اُسنے مقدمہ کرشنا ماچرلو بنام رنگاچرلو (۱) و رابنسن بنام رٹس (۲) وگریے بنام پیرسن (۳) ولیمس بنام ملنگٹن (۴) وگلاسکٹ بنام گوپال شیخ (۵) وکتاب چٹی صاحب دربارہ عذرات طبع ششم صفحہ ، وکتاب ڈالیسی صاحب دربارہ فریقین صفحہ ۱۴۱ وکتاب پیرسن صاحب دربارہ ایجنسی صفحہ ۴۳۳ کا حوالہ دیا) مقدمہ راما وراماتبارن بنام رامن بنام (۶) جسپر کہ عدالت اپیل ماتحت نے انحصار کیا ہے انتقال امانت کے ساتھہ علاقہ رکھتا ہے نہ کہ محض ان صورت کے ساتھہ جسمین کہ امین نے اپنے بعض فرائض کو نیابتاً کسی کے سپرد کیا ہو۔

گووندن امین منجانب ریسپانڈنٹ:۔ یہ سوال کہ آیا ایک ایجنٹ خود اپنے نام سے نالش کرسکتا ہے یا نہین ایک سوال ضابطہ ہے (ملاحظہ ہو آرائے الن صاحب جسٹس بمقدمہ اولی نمبیار بنام شیلا کندان بہٹا تہرسیہ (۷)) اور مقدمات محولہ از رپورٹہائے انگلستان ہندوستان کے طریق عمل سے متعلق نہین ہین۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ ایک ایجنٹ خود اپنے نام سے ازطرف مالک کے نالش نہین کرسکتا۔ اگر وہ کسی خاص صورتین ایسا کرسکے تو وہ قاعدہ مذکور کی مستثنے ہے۔ استدعا یہ کیگئی ہے ایک صورت نیابت بشمولیت استحقاق کے ایک مستثنے نہین بناتی۔ دفعہ ۲۳۰ ایکٹ معاہدہ ہند مین عام قاعدہ کی تین مستثنیات قائم کیگئی ہین یعنی (۱) جہانکہ معاہدہ کسی ملک غیر کے مالک کیواسطے کیا گیا ہو (۲) جہانکہ ایجنٹ اپنے مالک کے نام کا اظہار نکرے (۳) جہانکہ مالک بہ گو اُسکا نام ظاہر کیا گیا ہو نالش نکیجاسکتی ہو۔ ماسوائے صورتہائے مذکورہ بالا کے ایجنٹ ذاتی طور پر اون معاہدات کو موثر نہین کرسکتا جوکہ اُسنے اپنے مالک کیطرف سے کئے ہون دفعہ ۴۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی بعض ایسی صورتہائے سے متعلق ہے جنمین کہ کارپوریشن یا کمپنی کو اختیار دیا گیا ہو کہ ایک افسر یا امین کے نام سے نالش کرے ایک ایجنٹ جسکو استحقاق بھی حاصل ہو کہین بطور مستثنے کے مذکور نہین ہے نیز بعض صورتہائے مقتبسہ صورتہائے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۲۰۳
(۲) لا جرنل کوئینز بنچ جلد ۴۲ صفحہ ۲۵۰
(۳) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۵ صفحہ ۵۶۸
(۴) ہنری بلکسٹن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۸۱
(۵) ویکلی رپورٹر مقدمہ دیوانی جلد ۹ صفحہ ۴۲۵
(۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۸۹
(۷) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۴۲۔

سنہ ۱۹۰۱ع
سبرامنیا پٹر
بنام
نرائین نیار

نیلام کنندگان ہین جو مختلف حیثیت رکھتے ہین انکو انگلستان مین بعدے لام رضامندی کے جہان نالش کی اجازت دیگئی ہی یہ امر مشتبہ ہی کہ آیا وہ بروے قانون انگلستان کے مستثنیات تسلیم کیگئی ہین۔ مگر یہ فرض کرکے کہ صورت یہی ہے یہ نتیجہ پیدا نہین ہوتا کہ ہر ایک ایجنٹ جسکو حق بہی حاصل ہو نالش کرسکتا ہے۔ بہر حال ایسا مقدمہ موجود نہین ہے جسمین یہ بیان کیا گیا ہو کہ وہ انکا مالک کی نالش کرسکتا ہے جایداد متنازعہ خاندان دیوسم کی ملکیت ہے اور وہ شخص جو کہ اُسکا قائم مقام نالشات مین ہوسکتا ہے صرف اسکا یورالن یعنی مدعا علیہ نمبر ۱ ہے۔ کریاسموالی بہی نالش نہین کرسکتے (ملاحظہ ہو والی ہمیا بنام نیلا کندن بہٹاتہر پید (۱))۔ نہ تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ مدعی نالش کرسکتا ہے کیونکہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے اسکے حق مین استحقاق بتمام منتقل کیا ہے۔ ایک امین اپنی امانت کو نیابتاً دوسرے کے سپرد نہیں کرسکتا۔ کرشنا چرلو بنام رنگا چرلو (۲) مین یہ فیصلہ کیا گیا تہا کہ استحقاق بتمام منتقل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ صورت حال مین حسب مذکورہ بالا کیا گیا تہا۔ انہون نے کوتار اما سامی چٹی بنام بنگاری سیشا مانیا نیورہ (۳) وکنا پیتار دوکی بنام نرائین سماباجی بید (۴) کا حوالہ دیا۔

سنل دالا یار جواباً: مقدمات انگلستان محولہ بالا اس اصول پر مبنی ہین کہ وہ ایجنٹ جسکو ایک حق حاصل ہو نالش کرسکتا ہے اور اسی وجہ پر نیلامی کرنیوالے کو نالش کرنیکا حق حاصل ہے۔

تجویز: صرف ایک ہی سوال جسپر کہ ہمارے روبرو بحث کیگئی ہے یہ ہے کہ آیا مدعی خود اپنے نام سے اُس جایداد کے دلاپانیکی نالش کرسکتا ہے جو کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے دیوسم کی ملکیت ہے اور مدعا علیہ کو قائم پر دیگئی تہی۔

ماہ جون سنہ ۱۸۹۲ع مین مدعا علیہ نمبر ۱ اور دیگر بالغ ارکین دیوسم نے بحق مدعی کے وہ دستاویز تحریر کی تہی جو بطور دستاویز ط کے داخل کیگئی ہے جو پٹہ یعنی کہتا کا قرار کے نام سے موسوم ہے۔ اس دستاویز کی قبل ازین ہائیکورٹ نے اپیل نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۸۹۸ع مین جوڈیشل طور پر تعبیر کی ہے اور قرار یہ دیا گیا تہا کہ وہ ایک مختار نامہ معہ استحقاق ہے اور ناقابل منسوخی ہے۔

مدعی کی نالش کو منصف ضلع اور سب آرڈینیٹ جج نے اسوجہ پر خارج کیا تہا کہ دستاویز مذکور کے رو سے مدعی جائداد ہاے دیوسم کے دلاپانیکا مستحق اس نالش مین نہین ہوسکتا جو اسنے خود اپنے نام سے رجوع کی ہو۔ ہمارے روبرو یہ بحث کیگئی تہی کہ بروے دستاویز زیر بحث کے مدعی ایک ایجنٹ معہ استحقاق ہوگیا تہا اسلئے اسکو خود اپنے نام سے نالش کرنے کا حق حاصل تہا ملاحظہ ہو ولیمس بنام ملنگٹن (۵)

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۴۱ صفحہ ۱۴۲ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۷۳
(۳) " " " جلد ۳ صفحہ ۱۴۵ صفحہ ۱۶۷ (۴) " " " جلد ۳ صفحہ ۲۴۳
(۵) ہنری بلیکسٹن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۸۱۔

ورانبسن بنام رٹر (۱) وگرسے بنام پیرسن (۲) اور نیز دیگر مقدمات اور کتب کا حوالہ بتائید اس مسئلہ کے دیا
گیا تہا اور نیز مقدمہ بسٹنجی بنجرجی وادیا بنام میچیٹ (۳) کا حوالہ بطور مزید سند اسی مسئلہ کے دیا گیا تہا مسئلہ
مذکور جسطرح پر کہ وہ بیان کیا گیا ہے ہماری رائے مین نہایت وسیع ہے مقدمہ ولیمس بنام ملنگٹن (۴) و رابنسن
بنام رٹر (۱) مین وہ ایجنٹان جنکی نسبت یہ قرار دیا گیا تہا کہ وہ ارجاع نالش کے مستحق ہین ایسی ایجنٹ تہے
جنہون نے کہ مدعاعلیہ کے ساتہ بطور نیلامی کرنیوالونکے معاہدہ کیا تہا اور قرار یہ دیا گیا تہا کہ گو انہوں نے بطور ایجنٹان
با استحقاق کے معاہدہ کیا تہا تاہم وہ خود اپنے نام سے نالش کرنیکے مستحق تہے نہیں کوئی معاہدہ مابین مدعی اور مدعاعلیہ
کے موجود تہا مدعی صرف مہتمم از طرف دیگر اشخاص کے تہا اور الفاظ مستعملہ ولس صاحب جسٹس بفیصلہ مقدمہ مذکور جنکی
کیطرف ہماری توجہ راغب کیگئی تہی مدعی کے عذر کی تائید مین نہین ہین۔ انہون نے یہ بیان کیا ہے کہ مناسب شخص ارجاع
نالش کے واسطے وہ شخص ہے جسکا کہ استحقاق شکست کیا گیا ہو۔ گو اس عام قاعدہ کی چند مستثنیات موجود
ہین مثلاً ایجنٹان یا نیلامی کرنیوالے یا مستثنیات مذکور در اصل صوری ہین نہ کہ معنوی۔ وہ اصلی مسئلہ
قانون جو مقدمات مذکور اور دیگر مقدمات سے قائم ہوتا ہے یہ ہے کہ جہان ایک ایجنٹ بحیثیت ایجنٹ کے معاہدہ
کرے تو اگر اسکو معاہدہ مین حق حاصل ہے تو وہ خود اپنے نام سے نالش کر سکتا ہے بجبک کہ وہ معاہدہ جسکی
کہ خلاف ورزی کیواسطے نالش کیگئی ہو ایک ایسا معاہدہ نہو جو ایک ایجنٹ نے کیا ہو اسکو کوئی بنائے دعویٰ حاصل
نہین ہوتا کیونکہ کوئی استحقاق مابین اسکے اور مدعاعلیہ کے موجود نہین ہوتا۔ مانٹیگ سمتہ صاحب جسٹس نے
اپنے فیصلہ مقدمہ گرسے بنام پیرسن (۲) مین امر مذکور کا ذکر اسطرح پر کیا ہے کہ "کوئی استحقاق مابین مدعی
اور مدعاعلیہ کے موجود نہین ہے معاہدہ مابین مدعاعلیہ اور دیگر اراکین ایسوسی ایشن کے ہے" "محض یہ امر
واقع کہ بعد معاہدہ کے مابین الف اور ب کے عمل مین آنیکے الف نے ج کو اپنی طرف سے بعوض زربدل کے
عمل کرنیکا اختیار عطا کیا ہے کوئی استحقاق مابین ج اور ب کے پیدا نہین کرتا تاکہ ج معاہدہ بحق الف کی
بابت ب پر نالش کر سکے۔ اگر معاہدہ کی خلاف ورزی کیجائے اور ج چاہتا ہو کہ ب پر نالش کرے تو اسکو
نالش الف کے نام سے کرنی چاہئے یعنی اُس شخص کے نام سے جسکا کہ حق تلف کیا گیا ہو۔
مقدمہ بسٹنجی منجرجی وادیا بنام میچیٹ (۳) کسیطرح پر سوال مذکور سے متعلق نہین ہے اِس مقدمہ
مین میچیٹ نے بسٹنجی کو ایک مختارنامہ ایک شخص نا دل پر ایک قرضہ واجب الادا بحق میچیٹ کی بابت نالش
کرنیکا عطا کیا تہا جسمین کہ بسٹنجی کو وہ قرضہ وصول کرنا تہا جو کہ بحق اسکی میچیٹ کی طرف سے واجب الادا تہا

(۱) لا جنرل کوئینس بنچ جلد ۳۴ صفحہ ۲۵۰ (۲) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۵ صفحہ ۵۶۸
(۳) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ (اپیلیٹ) جلد ۵ صفحہ ۱۰ (۴) ہنری بلیکسٹن رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۸۱۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سبرامنیا پٹر
بنام
رائین نیار

مگر باوجود اس مختارنامہ کے سیچٹ نے خود ناول پر قرضہ کی نالش کی تھی اور سبنجی کو مستثنے رکھا تھا اُس مقدمہ مین عدالت نے یہ قرار دیا تھا کہ اختیار مذکور ناقابل منسوخی ہے کیونکہ سبنجی کو ایک مالی استحقاق حاصل تھا جو اختیار مذکور کا بدل تھا اور بالآخر جبکہ سبنجی بطور شریک مدعی کے شامل کیا گیا تھا عدالت نے رقم واجب الادا بحق سبنجی کی نسبت ڈگری فیصلہ صادر کیا تھا اور بقایا کچھ روپیہ بحق سیچٹ کے ادا کیا جانا تھا۔ نالش سیچٹ کے نام سے رجوع کیگئی تھی اور مقدمہ مین صرف یہ فیصل کیا گیا تھا کہ چونکہ سیچٹ نے ایک ناقابل منسوخی مختارنامہ سبنجی کو عطا کیا تھا اسلئے وہ اسے محروم کر کے خود نالش نکر سکتا تھا۔

صورت حال مین کوئی استحقاق مابین مدعی اور مدعا علیہ کے موجود نہین ہے اختیار اجلاع نالشات عطا کردہ بروئے دستاویز مدعی کو خود اپنے نام سے نالشات کرنیکا اختیار عطا نہین کرتا اور جہانتک کہ ہمکو معلوم ہے کوئی اور ایسا امر دعوعین نہین آیا جس سے کہ مدعی خود اپنے نام سے مدعا علیہ پر خلاف نالش کرنیکا مستحق ہوتا ہو۔ اسلئے ہماری یہ رائے ہے کہ مدعی کی نالش درست طور سے عدالتہائے ماتحت نے خارج کی ہے اور ہم اسلیے اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ء
۱۷ مارچ و ۲۷ ستمبر

کرشنا ریڈی وغیرہ (ملزمان درخواست دہندہ) سائلان بنام سباما (مستغیثہ) ریسپانڈنٹ *

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعات ۲۰۹ و ۴۳۶ - اختیار منجانب مجسٹریٹ کے ملزم پر اس الزام کے لگانیسے جو قطعی طور پر عدالت سشن کی تجویز کے قابل ہو - رہائی - الزام جرم قابل تجویز مجسٹریٹ کا - بریت - حکم منجانب عدالت سشن کے واسطے تحقیقات مزید اور سپردگی کے - ایسے حکم کا جواز۔

بعض اشخاص پر مجسٹریٹ درجہ اول کے روبرو دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند ایک پرامیسری نوٹ کے سرقہ کا الزام لگایا گیا تھا استغاثہ کی طرف سے یہ درخواست کیگئی تھی کہ ایک مزید فرد قرارداد زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند ملزم کے برخلاف مرتب کیے ئے

---

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۲۶ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعات ۴۳۵ و ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری جسکے رو سے ایک حکم مین یہ استدعا کیگئی تھی کہ ٹی ایم سامی نادہ ایا ایکٹنگ سشن جج نلور کے حکم بمقدمہ درخواست نگرانی فوجداری نمبر ۹۹ سنہ ۱۸۹۹ء کی نگرانی کیجائے جس کے رو سے سائلان کی نسبت مزید تحقیقات اور سپردگی زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کا حکم دیا گیا تھا۔

سنہ ۱۹۰۱ع
گورنمنٹ ... ... ی
بنام
... ا

مگر مجسٹریٹ نے ایسا کرنے سے انکار کیا تہا کیونکہ اسکی رائے مین کوئی بلا واسطہ شہادت بدین مضمون موجود نہتی کہ ملزم نے نوٹ مذکور کو تلف کیا تہا یا چہپا لیا تہا۔ بعد سماعت کرنے شہادت ملزمان کے مجسٹریٹ نے انکو زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کیا تہا۔ ازان بعد ایک درخواست عدالت سشن مین واسطے طلب کرنے مسل اور یہ ہدایت کئے جانیکی گذرانی گئی تہی کہ ملزمان بغرض تجویز جرم زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند عدالت سشن کے سپرد کئے جائین۔ عدالت سشن نے یہ حکم دیا تہا کہ مزید تحقیقات کیجاوے اور ملزم بغرض تجویز سپرد کیا جاوے۔ بر طبق نگرانی کے یہ عذر کئے جانے پر کہ عدالت سشن کا حکم اس وجہ پر خلاف قانون تہا کہ ملزم بری کیا گیا تہا نہ کہ رہا کیا گیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ مجسٹریٹ کا حکم درحقیقت ایک حکم مشعرہ رہائی ملزم دربارہ مبینہ جرم زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے تہا اور کہ سشن جج کو اس حکم کے صادر کرنیکا اختیار حاصل تہا جسکی کہ نگرانی کی استدعا کیگئی ہے۔

ملکہ معظمہ بنام سنومنتہا ریری (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۵) پر غور کیا گیا۔

درخواست واسطے نگرانی اُس حکم کے جو عدالت سشن نلور نے بدین ہدایت صادر کیا تہا کہ سائلان بعلت جرم زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے سپرد کئے جائین۔ سائلان پر جو تعداد مین تین تہے ابتداءً ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ گودر کے روبرو جرم سرقہ کا الزام زیر دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند لگایا گیا تہا۔ استغاثہ مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ مستغیث کے پاس ایک پرامسری نوٹ مبلغ ۱۰۰ روپیہ کا تہا۔ تحریر کنندہ اور وہ شخص جسکے حق مین وہ لکہا گیا تہا دونو فوت ہوگئی تہے مگر قرار یہ پایا تہا کہ ملزم نمبر ۱ کو جو تحریر کنندہ کا قائم مقام قانونی تہا چاہئے کہ بجائے نوٹ مذکور کے تمسکات بحق مستغیث کے تحریر کردے۔ جبکہ ملزم نمبر ۲ بموجب ہدایت ملزم نمبر ۱ کے تمسک لکہہ رہا تہا ملزم نمبر ۱ نے نوٹ مذکور چہین لیا تہا اور بعد مین ہرسہ ملزمان نے اُس نوٹ کو پاس رکہہ لیا تہا جو اسطرح حاصل کیا گیا تہا۔ مجسٹریٹ نے جرم سرقہ کی قرارداد بخلاف ملزم نمبر ۱ کے قلمبند کی تہی اور اعانت سرقہ کی بخلاف ملزمان نمبر ۲ و نمبر ۳ کے۔ استغاثہ مین یہ بہی استدعا کیگئی تہی کہ ایک فرد قرارداد زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند مرتب کیجانی چاہئے مگر مجسٹریٹ نے ایسا کرنے سے انکار کیا تہا کیونکہ کوئی بلا واسطہ شہادت بدین مضمون موجود نہتی کہ ملزم نمبر ۱ نے نوٹ مذکور کو تلف کردیا تہا یا چہپا لیا تہا۔ بالآخر شہادت ملزمان کی سماعت کرکے مجسٹریٹ نے ذیل کا حکم صادر کیا تہا: "بہرحال میری یہ رائے ہے کہ موازنہ شہادت بحق ملزمان کے ہے اور ملزمان زیر دفعہ ۲۵۸ مجموعہ فوجداری بری کئے جاتے ہین"

پہر ایک درخواست عدالت سشن مین واسطے ہدایت سپردگی ملزمان بعدالت سشن دربارہ جرم زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند گذرانی گئی تہی۔ سشن جج نے بعد بیان کرنے واقعات کے

سنہ ۱۹۰۱ء
گرشنا ریڈی
بنام
سبا ما

یہ بیان کیا تہا کہ بروقت تجویز کے یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ ایک جرم زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا گیا ہے مگر مجسٹریٹ نے یہ خیال کیا تہا کہ جرم مذکور دفعہ ۳۷۹ کی ذیل میں آتا تہا چنانچہ اسنے ملزمان پر زیر دفعہ مذکور فرد قرار داد قلمبند کر کے انکے گواہان کی سماعت کی تہی اور انکو بری کر دیا تہا کیونکہ اسکی رائے مین شہادت ملزمان بہ نسبت شہادت استغاثہ کے زیادہ معتبر تہی یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ عدالت ہذا دست اندازی کر کے حکم بریت کو منسوخ نہین کر سکتی اگر جرم مذکور در اصل مجسٹریٹ کے اختیار سماعت کے اندر تہا۔ مگر استدعا کیگئی ہے کہ جب یہ صورت ہو تو اسکا فرض تہا کہ ملزمان کو عدالت ہذا کے سپرد بغرض تجویز کرتا اگر اسے یہ معلوم ہوا کہ بادی النظری دعوی از طرف استغاثہ کے جرم مذکور کی نسبت ثابت کیا گیا ہے ؛ اسنے شہادت کے متعلق کارروائی کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا تہا کہ " مین وجوہات بالا کی رو سے یہ قرار دینے کے ناقابل ہون کہ مجسٹریٹ ملزمان پر زیر دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند الزام لگانیمین درستی پر تہا چنانچہ اسنے ہدایت کی ہے کہ مزید تحقیقات دربارہ اُن دستاویزات کے کیجائے جو گواہ نے داخل کی ہین اور ملزمان زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند عدالت سشن کے سپرد کئے جائین "

اس حکم سپردگی کی ناراضی سے سائلان نے درخواست نگرانی حال کی ہے۔

مقدمہ اولاً بغرض سماعت بنسن صاحب و مور صاحب جسٹسان کے روبرو پیش ہوا تہا۔

مسٹر آر ایف گرانٹ منجانب سائلان۔

مسٹر کے براؤن والیس مبر امنیا ایار منجانب مستغیث۔

حکام ممدوح نے تجاویز ذیل صادر کین :-

بنسن صاحب جسٹس : میری رائے مین سشن جج کا حکم ایک ایسا حکم تہا جسکو کہ صادر کرنیکا اسے اختیار حاصل تہا میری رائے مین فیصلہ مجسٹریٹ نہ صرف مشعر بریت دربارہ جرم زیر دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے سمجہا جانا چاہئے بلکہ وہ ایک فیصلہ مشعر رہائی بہی تہا جہانتک کہ مبینہ جرم زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کا تعلق تہا ملزمان کے برخلاف شکایت یہ کیگئی تہی کہ انہون نے جرم قابل سزا زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے ایسا جرم قطعی طور پر قابل تجویز عدالت سشن ہے مجسٹریٹ ملزم کو نہ تو اُس سے بری کر سکتا تہا اور نہ اسکی تجویز کر سکتا تہا اسپر لازم تہا کہ یا تو اسے عدالت سشن کے سپرد کرتا یا اسے رہا کرتا۔ اسنے اسکو سپرد نکیا تہا صرف ایک ہی امر جو بہ قبیل البدیہت اسکا رہا کرنا تہا اور مین خیال کرتا ہون کہ مجسٹریٹ نے ایسا ہی کیا تہا یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ الزام زیر دفعہ ۴۷۷

سنہ ۱۹۰۰ع
کرشنا ریڈی
بنام
سبانا

ابتک مجسٹریٹ کے روبرو داشتہ تھا اسکا فیصلہ کیا جاچکا ہے اور سوال صرف یہ ہے کہ فیصلہ مذکور کیا ہی۔ مجھے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ملزم رہا کیا گیا ہی جہانتک کہ جرم زیر دفعہ ۴۷۷ کا تعلق ہے مجسٹریٹ کا حکم اگر کامل طور پر بیان کیا جاتا یہ ہونا چاہئے تھا کہ "مین اسکو جرم قابل سزا زیر دفعہ ۴۷۷ سے رہا کرتا ہون اور مین اسکو جرم قابل سزا زیر دفعہ ۳۷۹ سے بری کرتا ہون"۔

اگر حکم مذکور اسصورت مین ہوتا تو میری رائے مین یہ ہرگز نکہا جا سکتا تھا کہ سشن جج کو زیر دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ حکم دینے کا اختیار حاصل نتھا کہ وہ اُس معاملہ کی نسبت سپرد عدالت کیا جائے جس سے کہ وہ سشن جج کی رائے مین نامناسب طور پر رہا کیا گیا ہی یعنی جرم زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کی نسبت محض مجسٹریٹ کے ان الفاظ کو قلمبند نکرنیسے کہ "مین ملزم کو رہا کرتا ہون جہانتک کہ جرم زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کا تعلق ہی" ضروری نوعیت کارروائیات مجسٹریٹ کو تبدیل نہین کر سکتا۔

یہ امر واقعہ کہ ملزم جرم سرقہ سے بری کیا گیا تھا میری رائے مین سشن جج کے اختیار مین خلل نہین ڈال سکتا اور نہ اُس اختیار مین اُس جرم کی تجویز کیوجہ سے خلل واقعہ ہو سکتا تھا۔

دفعہ ۴۰۳ ضمن (۲) مجموعہ ضابطہ فوجداری مین صریح طور پر یہ حکم دیا گیا ہی کہ "جو شخص کسی ایسے جرم سے بری یا اسکا مجرم قرار دیا جائے جو چند افعال پر مشتمل ہو تو جائز ہے کہ بہر باوجود اُس برائت یا ثبوت جرم کے من بعد کسی اور جرم کا الزام جسکا ارتکاب اسنے انہین افعال کے رو سے کیا ہو قائم کیا جائے اور اسکی تجویز عمل مین آئے بشرطیکہ جس عدالت نے پہلی مرتبہ اسکی تجویز کی ہو اُس جرم کی تجویز کرنیکی مجاز نہو جسکا الزام اُسپر من بعد قائم کیا جائے"۔

اسلئے صورت حال مین جرم سرقہ سے منجانب مجسٹریٹ کے ملزم کو بری کیا جانا اسکی تجویز جرم منجانب عدالت سشن بربنائے انہی واقعات دربارہ جرم قابل سزا زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کا مانع نہین ہے کیونکہ موخر الذکر جرم ایک ایسا جرم ہے جسکی کہ تجویز کا مجسٹریٹ مجاز نتھا اور یہ معلوم کرنا مشکل ہی کہ کسطرح پر وہ سشن جج کی طرف سے اس اختیار نگرانی کے استعمال کئے جانیکا مانع ہو سکتا ہے جو کہ اسکو بروئے دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عطا کیا گیا ہے۔

یہی از اغراض دفعات ۴۰۳ و ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ ہی کہ مجسٹریٹ با اختیارات محدود اہم صورتون مین اختیار سماعت کے محفوظ رکھنے سے باز رکہا جائے۔ مگر میری رائے مین یہ غرض ایک اہم حد تک زائل ہو جائیگی اگر وہ رائے کلکتہ ہائیکورٹ کی درست تسلیم کیجائے جسپر کہ فیصلہ مقدمہ

سنہ ۱۹۰۰ع
سمرسٹ سیتی
بنام
سبا

بھیجا تھا یا مطمو بنام گوری کنٹا منڈل (۱) ہی ہے جسکی کہ پیروی مقدمہ ملکہ معظمہ بنام منو سمتاریدی (۲) مین کیگئی تھی زیر دفعہ ۴۰۳ ضمن ۴ الف پر جرم سرقہ کا الزام لگایا جائے اور وہ عدالت مجسٹریٹ درجہ دوم سے بری کیا جائے تو اسکی تجویز انہی واقعات کی بنا پر مجسٹریٹ درجہ اول سے الزام سرقہ بالجبر کی نسبت کیجا سکتی ہے۔ مجسٹریٹ درجہ اول کو یہ اختیار باوجود اس امر واقعہ کے حاصل ہے کہ اپیل بنا رہائی بریت کے صرف گورنمنٹ کے پاس کیا جا سکتا ہے اور صرف ہائیکورٹ مین ہو سکتا ہے اور مین اسکی وجہ یہہ سمجھتا ہون کہ مجسٹریٹ درجہ دوم نے نامناسب طور سے اختیار سماعت کا استعمال کیا ہے اور ایک ایسے مقدمہ کی نسبت کارروائی کی ہے جسکی نسبت کارروائی نکیجانی چاہیئے تھی بلکہ جو ایک عدالت مجاز سماعت کے فیصلہ کیواسطے چھوڑا جانا چاہیئے تھا۔ ایسی صورتمین مجسٹریٹ درجہ دوم کی کارروائیات مزید کارروائیات آئندہ روبرو اُس عدالت کی مانع نہین ہین جو درحقیقت اس معاملہ کی نسبت کارروائی کرنیکی مجاز ہو۔ ایسی اصول پر میری یہ رائے نہین ہے کہ نامناسب فعل مجسٹریٹ کا اختیار سماعت کے ہاتھہ مین لینیکا مانع اُس اختیار سماعت نگرانی کے استعمال کا ہو سکتا ہے جو کہ سشن جج کو زیر دفعہ ۴۳۶ مفوض ہے اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سشن جج مقدمہ کلکتہ مین یا صورتحال مین عدالت اپیل کے اختیارات کا استعمال زیر دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بصورت بریت کے کر رہا تھا اُس سے زیادہ جسقدر کہ مجسٹریٹ درجہ اول اس صورتمین ایسے اختیارات کا استعمال کرتا ہے جبکہ وہ زیر دفعہ ۴۰۳ ضمن (۴) عمل کرتا ہے جبکہ وہ اُس شخص پر جرم سرقہ بالجبر کی تجویز کرے جسکو کہ جرم سرقہ سے انہی واقعات پر مجسٹریٹ درجہ دوم نے بری کیا ہو۔ اگر یہ رائے درست ہے تو وہ وجہ جسپر کہ مقدمہ کلکتہ مبنی ہے ثابت نہین ہوتی ہے اور نہ ہماری رائے مین کوئی وجہ اس امر کی ظاہر کیجا سکتی ہے کہ کیون سشن جج کا عام اختیار درباره نگرانی نامناسب ہائی کے خاص جماعت مقدمات مین زائل ہونا چاہیئے۔

بلحاظ عبارت دفعہ ۴۰۹ کے یہ امر میری رائے مین تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اسمین یہ غور کیا گیا ہے کہ تجویز منجانب مجسٹریٹ علی سبیل البدلیت رہائی ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ دفعہ مذکور اس قیاس پر مرتب کیگئی ہے کہ مجسٹریٹ اپنے اختیارات کے اندر عمل کریگا۔ بہت سے ایسے مقدمات موجود ہین جنمین مجسٹریٹ کو یہ اختیار تمیزی حاصل ہوتا ہے کہ آیا اسکو مقدمہ کی تجویز خود کرنی چاہیئے یا کہ ملزم کو عدالت سشن کے سپرد کرنا چاہیئے۔ اسی صورت کو ملحوظ رکھکر یہ آخری الفاظ دفعہ مذکور مین ایزاد کئے گئے ہین "الا جبکہ یہ معلوم ہو کہ الخ" یا فرض کرو کہ ایک شخص پر پولیس نے یہ الزام لگایا ہو کہ اُسنے قتل عمد اور سرقہ کا ارتکاب ایک ہی وقت

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۶۳۳
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۵

سنہ ۱۹۰۰ء
کرشنا ریڈی
بنام
سبا

اور ایک ہی جگہہ کیلئے ہے اور ایک مجسٹریٹ بعد تحقیقات کے یہ بیان کرے " میری رائے مین کافی شہادت درباب اس امر کے موجود نہین ہے کہ مین ملزم پر جرم قتل عمد کی تجویز کردن اور جرم سرقہ ثابت ہوگیا ہے اور مین اسپر جرم مذکور کی تجویز کرتا ہون " تو آیا یہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ سشن جج بر طبق نگرانی کے ملزم پر جرم قتل عمد کی تجویز نکر سکتا تھا؟ میری رائے مین اسمین کچھہ شبہ نہین کہ وہ ایسا کرسکتا ہے - تاہم دفعہ ۲۰۹ مین ایسی صورت کے متعلق حکم نہین ہے اور نہ کسی اور دفعہ مجموعہ مین ایسا حکم ہے مگر میری رائے مین ادنی تر جرم کی تجویز سخت تر جرم سے بری کئے جانیکی مخالف نہین ہے اور نہ ایسی تجویز کا حکم بروئے آخری فقرہ مذکور کے دیا جانا سخت تر جرم سے رہائی دینے کی حکم زیر حصہ اول دفعہ مذکور کا مانع ہے اگر ایسا حکم رہائی دراصل صادر کیا گیا ہوتا تو اسمین کچھہ شبہ نہین ہوسکتا کہ سشن جج زیر دفعہ ۴۳۶ دست اندازی کرنیکی قابل تھا اور میری رائے مین محض حکم مذکور کا قلمبند نکیا جانا کوئی فرق پیدا نہین کرتا جبکہ کارروائی دراصل رہائی کی حد تک پہونچتی ہے -

اسلئے مین درخواست کو سوجہ بر خارج کرتا ہون کہ صاحب جج کو حکم مذکور کے صادر کرنیکا اختیار حاصل تھا -

مور صاحب جسٹس :- تین اشخاص کی تجویز ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ نلور کے روبرو کیگئی تھی استغاثہ کا دعوی یہ تھا کہ انہون نے جرائم زیر دفعات ۳۷۹ و ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے مجسٹریٹ نے انکو جرم زیر دفعہ ۳۷۹ سے بری کیا تھا اس سے استدعا کیگئی تھی کہ ایک الزام انکے برخلاف جرم زیر دفعہ ۴۱۱ کے متعلق قائم کیا جائے - مگر اسنے ایسا کرنیسے انکار کیا تھا کیونکہ شہادت اسکو الزام زیر دفعہ مذکور کے قائم کرنیکے قابل نہ بناتی تھی ایک درخواست سشن جج کے پاس کیگئی تھی اسنے یہ ہدایت کی تھی کہ مزید تحقیقات کیجانی چاہئے اور ملزمان عدالت سشن کے سپرد جرم زیر دفعہ ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے متعلق کئے جانے چاہئین -

اب یہ حجت کیگئی ہے کہ چونکہ ملزمان کو ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے جرم زیر دفعہ ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند سے رہا نکیا تھا اسلئے سشن جج زیر دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ ہدایت کرنیکا مجاز تھا کہ وہ عدالت سشن کے سپرد اس الزام کی تجویز کیواسطے کئے جانے چاہئین

اور مہا رنی توجہ مقدمہ بیجناتھہ پانڈے بنام

سنہ ۱۹۰۰ء
کرشنا ریڈی
بنام
سبانا

گوری کنتا منڈل (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ہنومنتھا ریڈی (۲) کی طرف راغب کیگئی ہے۔

اس بحث کے جواب مین یہ بحث کیگئی ہی کہ مقدمہ حال اُن مقدمات سے اسوجہ پر تمیز کیا جاسکتا ہے کہ گو ایک باضابطہ حکم مشتہرہائی ملزمان دربارہ الزام جرم زیر دفعہ ۱۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری قلمبند نکیا گیا تھا تاہم چونکہ ملزمان مذکور پر مجسٹریٹ کے روبرو یہ الزام لگایا گیا تھا کہ انہون نے جرم مذکور کا ارتکاب کیا ہے اور مجسٹریٹ نے ایک باضابطہ الزام زیر دفعہ مذکور اُنکے برخلاف قلمبند کرنیسے انکار کیا تھا اسلئے قرار دیا جانا چاہیے کہ وہ اُس سے رہا کئے گئے تھے جہانتک کہ جرم مذکور کا تعلق تھا اور کہ ایسی صورت مین سشن جج کو زیر دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کارروائی کرنیکا استحقاق عطا کرنیکے واسطے یہ ضروری نہین ہی کہ ایک باضابطہ حکم رہائی زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری مرتب کیا جانا چاہئے

ان عذرات کی نسبت یہ امر قابل لحاظ ہی کہ بحوالہ مقدمات مذکور کے کوئی تمیز لئکے اور مقدمہ حال کے مابین نہین کیجاسکتی مقدمہ بیجنا تھہ پانڈی بنام گوری کنتا منڈل (۱) مین معلوم ہوتا ہے کہ الزام بخلاف ملزمان کے یہ تھا کہ انہون نے جرم ڈاکہ کا ارتکاب کیا ہی۔ مگر مجسٹریٹ نے یہ قرار دیا تھا کہ "کوئی جرم قابل سپردگی عدالت سشن ثابت نہین کیا گیا" ملاحظہ ہو صفحہ ۶۳۹ چنانچہ اُسنے جرائم زیر دفعات ۳۹۵ و ۳۴۸ مجموعہ تعزیرات ہند کی فرد قرارداد قلمبند کی تھی جسکی کہ تجویز خود اُسنے کی تھی صورت حال کی طرح اُس مقدمہ مین بھی گو کوئی باضابطہ حکم رہائی زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری قلمبند نکیا گیا تھا تاہم مجسٹریٹ نے جرم ڈاکہ کے متعلق ملزمان پر تجویز ثبوت جرم کرنیسے انکار کیا تھا مینے اُس مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ہنومنتھا ریڈی (۲) کا معائنہ کرکے یہ معلوم کیا ہی کہ اُسکی واقعات مشابہ مقدمات حال کے ہین۔ اُسمین ایک ڈپٹی مجسٹریٹ نے ایک الزام کی سماعت کی تھی جو اُسکے روبرو زیر دفعہ ۲۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند پیش کیا گیا تھا اُسنے گواہان کا بیان لیا تھا مگر اُسنے تحقیقات کی تکمیل کرنیسے پہلے رخصت لی تھی۔ اُسکی جانشین نے یہ شہادت مندرجہ مسل پر محتاط غور کرلے اور وکلا فریقین کی بحث سماعت کرنیکے بعد یہ قرار دیا تھا کہ ایک الزام زیر دفعہ ۱۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند قائم نہین رہ سکتا۔ چنانچہ اُسنے ملزمان کی تجویز زیر دفعات ۱۴۷ اور ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند کرکے انکو جرائم زیر دفعات مذکور سے بری کیا تھا

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۶۳۳

(۲) ،، ،، مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۵

سنہ ۱۹۰۰
کرشنا ریڈی
بنام
سبامّا

مگر اُسنے اُنکو خواہ باضابطہ یا بیضابطہ طور پر زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری اُس الزام سے رہا نکیا تہا جو کہ اُنکے برخلاف لگایا گیا تہا کہ انہون نے ایک جرم زیر دفعہ ۴۰۳ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ مجہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تمیز مابین مقدمہ حال اور مقدمات محولہ کے نہین کیجا سکتی اُس حجت پر دوبارہ غور کرکے جسپر کامل بحث کیگئی ہے میری یہ رائے ہے کہ فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ہنومنتہا ریڈی (۱) جسمین کہ مین شامل تہا درست فیصلہ ہے۔ جو کچہ کہ سشن جج کو مقدمہ ہذا مین کرنا چاہئے تہا وہ یہ تہا جیسا کہ مقدمہ بیجناتہہ پانڈے بنام گوری کنتا منڈل (۲) مین ظاہر کیا گیا ہے کہ ہائیکورٹ سے زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری استصواب کرتا مین یہ بہی استدعا کر سکتا ہون کہ ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے نہ صرف ملزمان کو الزام زیر دفعہ ۴۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند سے رہا ہی نکیا تہا قبل اسکو کہ اسنے اُنکی تجویز بابت جرم سرقہ کے شروع کی تہی بلکہ بروئے احکام دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے وہ ایسا کرنیکا مجاز ہی نہتا۔ دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ جب ایک مجسٹریٹ نے استغاثہ کی شہادت لی ہو تو اُسپر لازم ہے کہ اگر اسکو یہ معلوم ہو کہ کوئی کافی وجوہات ملزم کو بغرض تجویز سپرد کرنیکی موجود نہین ہین اپنی وجوہات قلمبند کرکے اسکو رہا کرے الا جبکہ اُسی یہ معلوم ہو کہ اُنکی تجویز اسکے روبرو یا کسی اور مجسٹریٹ کے روبرو کیجانی چاہئے جسصورت مین کہ اسکو اُنکی تجویز شروع کرنی چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور کے روسے مجسٹریٹ مجاز نہین ہے کہ باضابطہ طور پر ملزمان کو دربارہ بعض جرائم کے زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری رہا کرے اور دیگر جرائم کی نسبت اُنکی تجویز شروع کرے۔ مگر مجہکو یہ امر چندان اہم معلوم نہین ہوتا۔

علاوہ برین چونکہ کوئی حکم رہائی مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر نکیا تہا اسلئے سشن جج کا حکم زیر دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری متضمن ہدایت سپردگی بعدالت سشن خلاف قانون تہا۔ اور میری یہ رائے ہے کہ حکم مذکور منسوخ کیا جانا چاہئے۔

مقدمہ بہر بغرض سماعت زیر دفعات ۴۲۹ و ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری عدالت کے روبرو پیش ہوا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۵

(۲) " " کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۶۳۳

سنہ ۱۹۰۰ع
کرشنا ریڈی
بنام
سباما

رامچندر راؤ صاحب منجانب ملزم نمبر ۱ :- کوئی الزام استغاثہ مین جرم زیر دفعہ ۳۷۷ کے متعلق نہ لگایا گیا تہا مجسٹریٹ نے ملزمان پر جرم سرقہ کا الزام قائم کیا تہا اور وہ بری کئے گئے تہے۔ کوئی بیان بدینمضمون نکیا گیا تہا کہ ملزمان نے دستاویز کو تلف کر دیا تہا۔ سشن جج کے پاس درخواست کیگئی تہی اور اسکی اختیار نگرانی کو تحریک کیگئی تہی۔ اگرچہ شہادت دربارہ جرم زیر دفعہ ۳۷۷ کے موجود بہی ہوتی جو نذیرا نہین کیگئی تاہم مین استدعا کرتا ہون کہ سشن جج کو کوئی اختیار اس حکم کے صادر کرنیکا حاصل نتہا جو کہ اسنے دربارہ سپردگی کے صادر کیا تہا کیونکہ مجسٹریٹ نے ملزمان کو بری کیا تہا۔ سشن جج کا حکم زیر دفعہ ۴۳۶ صادر کیا گیا تہا۔ اگر کوئی حکم بریت موجود نہو تو عدالت سشن کو کوئی اختیار حکم مذکور کے صادر کرنیکا حاصل نہین ہوتا۔ یہہ معلوم کرنیکے واسطے کہ آیا احکام مذکور ایک حکم رہائی ہے دفعہ ۲۰۹ کا امتحان کرنا ضروری ہے۔ بصورت حال مین مجسٹریٹ نے ملزمان کو رہا نہیں کیا [ڈیویس صاحب جسٹس نے مجسٹریٹ کے اس حکم کا حوالہ دیا :- مجہسے استدعا کیگئی ہے کہ ملزمان پر زیر دفعہ ۳۷۷ الزام قائم کیا جائے۔ مین ایسا کرنیسے انکار کرتا ہون ۔ یہ ایک انکار الزام کے قائم کرنیسے تہا اور درحقیقت ایک حکم رہائی تہا اور وہ زیر دفعہ ۲۰۹ صادر کیا گیا ہوگا کیونکہ کسی اور دفعہ کے تابع وہ صادر نکیا جا سکتا تہا]

[سبرامنیا ایار صاحب جسٹس نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام پریا گوپال (۱) کا حوالہ دیا۔] تین طریقے رہائی کے موجود ہین یعنی زیر دفعات ۲۰۹ و ۲۱۳ و ۲۵۳۔ زیر دفعہ ۴۳۷ سشن جج مجسٹریٹ ضلع کو ہدایت کر سکتا ہے کہ وہ خود یا بوساطت کسی ماتحت مجسٹریٹ کے مامد استغاثہ مین مزید تحقیقات کرے جو کہ زیر دفعہ ۲۰۳ یا زیر دفعہ ذیلی (۳) دفعہ ۲۰۴ خارج کیا گیا ہو یا کسی ملزم کے مقدمہ مین جو کہ رہا کیا گیا ہو الزام سرقہ کی نسبت ملزمان زیر دفعہ ۲۵۸ بری کئے گئے ہین۔ مین یہ استدعا کرتا ہون کہ مجسٹریٹ یا تو رہا کرتا ہے یا الزام قائم کرتا ہے اور تجویز جرم کرتا ہے یا بری کرتا ہے۔ اسکو ان مین سے ایک بات کرنی لازمی ہے۔ مقدمہ بیجا تہہ پانڈی بنام گوری کنڈا سنل (۲) مین واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرم ڈاکہ قطعی طور پر قابل تجویز عدالت سشن ہے۔ مجسٹریٹ نے ملزمان کو بری کر کے مستغیث پر استغاثہ کئے جانیکی منظوری دی تہی۔ مجسٹریٹ ضلع نے یہ ہدایت کی تہی کہ ایک تحقیقات کیجانی چاہئے اور ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ سشن جج نے ایسی اختیار سماعت کا استعمال کیا ہے جو کہ اسے قانونًا مفوض نہ تہا بطور عدالت نگرانی کے عمل کر کے وہ مسل کو کسی غرض مذکورہ دفعہ ۴۳۶ کیواسطے طلب کر سکتا تہا۔ مگر وہ زیر دفعہ ۴۳۶ مزید تحقیقات کی ہدائیت کرنے کا مجاز نہ تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۰۰ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۶۳۴

سنہ ۱۹۰۰ء
کرشنا ریڈی
بنام
سبا

کیونکہ ملزم نامناسب طور پر اس جرم سے رہا نکیا گیا تہا جو کہ قطعی طور پر عدالت سشن کی تجویز کے قابل تہا بلکہ وہ ایک ایسے جرم سے بری کیا گیا تہا جو مجسٹریٹ کے حدود اختیار کے اندر تہا سشن جج نے دراصل ایک ایسے اختیار سماعت کا استعمال کیا تہا جو کہ اسکو بحیثیت عدالت اپیل کے زیر دفعہ ۴۲۳ حاصل تہا گویا کہ اسکی پاس بنابر حکم بریت کے اپیل کیا گیا تہا ایسے اختیارات مقدمات نگرانی مین صرف ہائیکورٹ کو عطا کئے گئے ہین۔ بروے دفعہ ۴۰۳ کے وہ شخص جسپر ایک دفعہ تجویز جرم کیگئی ہو یا جو بری کیا گیا ہو اسکی تجویز دوبارہ انہی واقعات پر نہین کیجا سکتی۔ معنی دفعہ ۲۰۹ زیادہ تر صریح ہو جاتے ہین اگر ہم مضمون دفعہ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء یعنی دفعہ ۱۹۵ کا حوالہ دیا جائے۔ مین یہ استدعا کرتا ہون کہ مجسٹریٹ کی رائے دربارہ دفعہ ۲۴۷ کے مقدمہ سے متعلق نہین ہے یعنے اُسکا فیصلہ اُسکے رو سے نہین کیا گیا ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام ہنو منتہا ریڈی (۱) کوئی ایسا امر موجود نہ تہا جسکی کہ رو سے مجسٹریٹ حکم رہائی کے صادر کرنیسے ممتنع تہا۔ ایک ہی معاملہ ایسا کیا جا سکتا ہے جس سے یا تو خفیف تر یا سخت تر جرم ظاہر ہو۔ اور مجسٹریٹ یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ کوئی امر ایسا موجود نہین جس سے جائز طور پر سخت تر جرم کی تجویز کیجا سکے اور وہ خفیف تر جرم کی تجویز شروع کر کے اسکی متعلق حکم صادر کر سکتا ہے فعل مذکور سے یہ امکان زائل ہو جاتا ہے کہ وہ ایک حکم رہائی ہے مقدمہ ہرکشور داس بنام جگل چندر بہٹا چارجی (۲) ایک حکم تجویز جرم تہا۔ مگر وہ اسکے فیصلہ پر حاوی نہین ہے اسمین ضرر رسانی کا الزام لگایا گیا تہا۔ سشن جج نے مزید تحقیقات کی ہدایت کی تہی۔ ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ اسکی ہدایت دو واقعات کی موجودگی مین نکر سکتا تہا یعنی جہان کہ استغاثہ زیر دفعہ ۲۰۳ یا زیر ضمن (۳) دفعہ ۲۰۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری خارج کیا گیا ہو یا جہان حکم برائت صادر کیا گیا ہو۔ مجسٹریٹ نے صورتحال مین یہ خیال کیا تہا کہ وہ ایک ایسا مقدمہ تہا جسکی کہ وہ زیر آخری جزو دفعہ ۲۰۹ (۱) سماعت کر سکتا تہا اُسنے تجویز شروع کی تہی اور ملزم کو بری کیا تہا اسوجہ سے کہ حکم مذکور ایک حکم رہائی نہین رہتا۔ میری اس رائے کی تائید مقدمات بیچیا تہہ پانڈی بنام گوری کنٹامل (۳) و ملکہ معظمہ بنام ہنو منتہا ریڈی (۱) سے ہوتی ہے۔

مسٹر کے براؤن و الیس سبرامینیا ایار منجانب مستغیث سے جواب طلب نکیا گیا تہا۔

تجویز۔ مجسٹریٹ کا حکم دراصل ایک حکم رہائی ملزمان دربارہ جرم زیر دفعہ   مجموعہ تعزیرات ہند کے تہا۔ اگر دفعہ ۲۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی تعبیر بدین معنی کیجائے کہ کوئی حکم رہائی زیر دفعہ مذکور اس جرم کی

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۵
(۲) " " کلکتہ جلد ۲۷ صفحہ ۶۵۸
(۳) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۶۳۳

سنہ ۱۹۰۰ع
گنگا ریڈی
بنام
سبا

نسبت صادر نہین کیا جا سکتا جو کہ قطعی طور پر عدالت سشن کی تجویز کے قابل ہون صورتو نمین ہو جہان مجسٹریٹ کو یہ معلوم ہو کہ ملزم کی تجویز اسکی یا کسی اور مجسٹریٹ کے روبرو ایک ایسے جرم کی نسبت کیجانی چاہئے جو قطعی طور پر قابل تجویز عدالت سشن کے نہو مجموعہ مذکور مین کوئی حکم با سواے حکم مندرجہ دفعہ ۲۰۹ ہے کے اُس صورت کے متعلق کارروائی کرنیکے لئے موجود نہین ہے جہان مجسٹریٹ کی یہ رائے ہو کہ کوئی شہادت کسی مبینہ جرم کی جو قطعی طور پر قابل تجویز عدالت سشن ہے موجود نہین مگر جہان وہ یہ خیال کرے کہ ملزم کی تجویز اسکی یا کسی اور مجسٹریٹ کے روبرو اُس جرم کی نسبت کیجانی چاہئے جو قطعی طور پر عدالت سشن کی تجویز کے قابل نہین - الفاظ حکم مجسٹریٹ سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے اس سوال کا فیصلہ کیا تھا کہ آیا کوئی شہادت ملزم کے برخلاف سخت تر جرم کی نسبت موجود تھی مجسٹریٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ کوئی ایسی شہادت موجود نہین اور اسنے سخت تر جرم کا الزام قایم کرنیسے انکار کیا تھا - ہماری رائے مین یہہ ایک حکم رہائی حسب منشاء دفعہ ۲۰۹ ہے -

باب ۱۸ کا تعلق اُن مقدمات کی نسبت تحقیقات کرنیکے ساتھہ ہے جو عدالت سشن یا ہائیکورٹ کی تجویز کے قابل ہون - اصلی غرض دفعہ ۲۰۹ کی ایک حکم دربارہ ضابطہ ایسی صورتون کے دینے کا ہے - اگر مجسٹریٹ کی رائے مین کوئی شہادت اُس جرم کا الزام قایم کرنیکے واسطے موجود نہو جو کہ قطعی طور پر عدالت سشن کی تجویز کے قابل ہو تو وہ ملزم کو جرم مبینہ کی نسبت رہا کر سکتا ہے اور بعد اسکے خفیف تر جرم کی نسبت زیر باب ۲۱ یا کسی اور مناسب باب کے کارروائی کر سکتا ہے درحقیقت مجسٹریٹ زیر آخری جزو ضمن (۱) دفعہ ۲۰۹ اسوقت تک عمل نہین کر سکتا جبتک کہ اُسنے ملزم کو زیر حصہ اول ضمن مذکور رہا نکیا ہو - یہی طریق مجسٹریٹ نے صورت حال مین اختیار کیا تھا -

ہماری یہ رائے ہے کہ سشن جج کو زیر دفعہ ۴۳۶ اختیار سماعت حاصل تھا ہم مسٹر جسٹس بنسن صاحب کے فیصلہ کے ساتھہ اتفاق کرتے ہین اور نیز اُس فیصلہ کی عام وجوہات کے ساتھہ اور ہم اُس رائے کے ساتھہ اتفاق کرنیکے ناقابل ہین جو کہ ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ بیجنا تھہا نڈی بنام گوری کنٹا منڈل (۱) مین اختیار کی تھی اور ایک فیصلہ ڈویژن بنچ عدالت ہذا بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام سوننہا ریڈی (۲) سے بھی جسمین کہ ہائیکورٹ کلکتہ کی پیروی کیگئی تھی -

درخواست خارج کیجاتی ہے -

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۴۷۳

(۲) " " مدراس جلد ۲۳ " ۲۲۵

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ہابہاوس صاحب و لارڈ مکناٹن صاحب و لارڈ لنڈلی صاحب و سر آرتھر ہوج صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب و سر ہینری ڈی ولیرس صاحب

۲۷ و ۲۸ جون و ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۰۰

راجہ یرلاگڈا مالکرجونا پرسدا نیادو (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام راجہ یرلاگڈا دُرگا پرسدا نیادو (مدعی) رسپانڈنٹ

راجہ یرلاگڈا مالکرجونا پرسدا نیادو (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام راجہ یرلاگڈا وینکٹا راما لنگاما (مدعی) رسپانڈنٹ *

[بر طبق اپیل بنارضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس]

دہرمشاستر تقسیم ایک جزو جائداد خاندان مشترکہ اہل ہنود کی غیر منقسمہ جائداد کا جاری رکھنا۔ جائداد ناقابل تقسیم کا بقبضہ اعلی رکن خاندان ہونا۔ ناجائز طور پر چھوٹے ارکین خاندان کا گذارہ بند کرنا۔ انکا استحقاق دربارہ وصولی بقایا کے۔

ایک پہلی نالش مین جو ایک چھوٹے رکن خاندان مشترکہ اہل ہنود نے واسطے تقسیم کل جائداد مشترکہ خاندانی کے رجوع کی تہی آخری ڈگری کے رو سے یہ قرار دیا گیا تہا کہ زمینداری بقبضہ اعلی رکن کے ناقابل تقسیم تہی اور اسکی رو سے بابین فریقین صرف قابل تقسیم حصہ جائداد خاندانی کا منقسم کیا گیا تہا۔

نالشات حالین جو دو چھوٹے برادران نے بخلاف بڑے بہائی کے جو ناقابل تقسیم زمینداری پر قابض تہا بابت گذارہ اور اسکے بقایا غیر ہونے کے رجوع کی تہین فیصلہ کیا گیا تہا کہ خاندان بروئے اثر کارروائیات مذکور کے غیر منقسم رہا تہا جہانتک کہ قابل تقسیم جائداد کا تعلق تہا جو کہ انکے حقوق قابل مواخذہ گذارہ کی مواخذہ داری تہی نسبت حقوق مذکور کے عدالتہا ماتحت مین اختلاف ہوا تہا ہائیکورٹ کی یہ رائے تہی کہ بقایا واجب الوصول تہا۔

جوڈیشل کمیٹی نے یہ قرار دیا تہا کہ گو گذارہ کے ادا کرنے سے ضروری طور پر استحقاق ارجاع نالش بقایا پیدا ہوتا تاہم انہین ایک بادی النظری شہادت ناجائز طور پر روکنے کی موجود تہی اور چونکہ صورت حال مین شہادت مذکور کی تائید بروئے شہادت متعلق بہ عدم موجودگی خواہش زمینداری دربارہ ادائگی گذارہ اور متعلق بہ الکار حقوق برادرین مذکور سے ہوتی تہی اسلئے اس سے نتیجہ پیدا ہوتا تہا کہ گذارہ کا روک رکہنا ناجائز فعل تہا۔ اسلئے بقایا مین الحاد کا دعوے کیا جا سکتا تہا اور انکی ڈگری دیگئی تہی۔

چیف اپیل منجملہ اپیلہائے بالمقابل بنارضی دو ڈگریات ۹ مارچ سنہ ۹۴ء مصدرہ ہائیکورٹ (۱) کے جنکے رو سے

---

(۱) راجہ ملکرجونا پرسدا نیدو بنام درگا پرسدا نیدو انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راجہ پر لگڈا ملک ارجونا
پرسدا نیادو
بنام
راجہ پر لگڈا ملک
پرسدا نیادو

ڈگریات دہم دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء صادرہ عدالت ضلع کستنا واقعہ مسولی پٹم جزو بحال رکھی گئی تھین اور جزو منسوخ کیگئی تھیں۔ وہ دو نالشات جنمین سے اپیلہاے ونمبری اپیلہاے مذکورہ بالا پیدا ہوئے ہین ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو بخلاف راجہ پر لگڈا ملک ارجونا پرسدا کے رجوع کیگئی تہین جو پہلے راجہ اناگی نیدی زمیندار چلاپلی کے تین پسران مین سے سب سے بڑا تہا جو کہ ماہ اگست سنہ ۱۸۸۱ء مین دیگر جائداد خاندانی کے علاوہ وہ ناقابل تقسیم زمینداری چھوڑ گیا تہا جسمین ۵۰۰ دیہات شامل تہے اور جس سے زائد از ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی حاصل ہوتی تہی۔

دو چہوٹے پسران درگا اور راما لنگا مابین سے ہر ایک نے ایک نالش واسطے قایم کرانے اپنے استحقاق گذارہ کے رجوع کی تہی اور نیز واسطے دلاپانے زر بقایا کے جبکہ موجودہ ناقابل تقسیم زمینداری پر جو سب سے بڑے برادر مدعا علیہ کے قبضہ مین تہی عائد کیا جاتا تہا۔

بطبق اپیل ھذا ہردو مدعیان رسپانڈنٹان اور بالمقابل اپیلانٹان ہین۔ مدعا علیہ ہردو اپیلہاے مین اپیلانٹ اور بالمقابل رسپانڈنٹ تہا کار روائیات ہردو نالشات یکسان تہین اور رپورٹ حال جو نالش مرجوعہ درگا سے متعلق ہے دونوں کی رپورٹ ہے۔ عدالتہاے ماتحت مین سے ہر ایک نے ایک ہی فیصلہ صادر کیا تہا اور ڈگریات ایک ہی تاریخ کو صادر کی تہین۔

ایک نالش ماقبل مرجوعہ سنہ ۱۸۸۹ء مین درگا نے کل جائداد خاندانی بشمولیت زمینداری دیوارا کوٹا جسکا نام چلاپلی ہی تہا کی تقسیم کی نالش ہین دعوی کی تہی کہ وہ اسقدر حصص مین تقسیم کیجانی چاہیئے جسقدر کہ جملہ برادران کو بروئے دہرم شاستر کے پہونچ سکتے ہین۔ بموجب فیصلہ حکام جوڈیشل کمیٹی مصدرہ ۷ مئی سنہ ۱۸۹۱ء بنالش مذکور دام کے صرف تہوڑا سا حصہ جائداد خاندانی کا مابین اُن سب کے قابل تقسیم قرار دیا گیا تہا اور زمینداری دیوارکوٹا ناقابل تقسیم بقبضہ صرف بڑے بہائی کے قرار دیگئی تہی۔

کل تعلق مابین اس نالش گذارہ اور بقایا اور مذکورہ بالا نالش تقسیم کے حکام عالیمقام کے فیصلہ اپیل حال سے ظاہر ہوتا ہے اور جملہ واقعات کا وہان ذکر کیا گیا ہے۔ دو اہم سوالات جنپر کہ اب بحث کیگئی ہے یہ ہیں (۱) آیا دو چہوٹے برادران رسپانڈنٹان کو استحقاق بابت نالش بقایا عرصہ بین المیعاد کے واسطے حاصل تہا اور (۲) کہ آیا بقایا اور نیز گذارہ کا تعین درست طور پر بعض موضعات پر عائد کیا گیا ہے جو ایک جزو زمینداری دیوارکوٹا کے تہے۔

(۱) دیکھو سنہ ۱۸۹۱ء سری منتو راجا پر لگڈا ملک ارجونا بنام سری منتو راجہ پر لگڈا درگا (دہلا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۱
واندین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۶)

سنہ ۱۹۰۰
راجہ بنا گڈا اگو جوا
بہ سدا نیادو
بنام
راجہ ناگڈا درگا
پرسدا نیادو

دعاوی مندرجہ عرضیدعوی مفصل ہیں ریپورٹ اپیل بہائیکورٹ*: کہ جس مین دلاخطہ ہو ملک ارجنا پرسدا نیدو بنام درگا پرسدا نیدو (۱) اور نیز فیصلہ حکام عالیمقام بہ تعلق اپیل ہذا مین مختصر الفاظ مین آئینہ رقم گذارہ اور اوسکے بقایا معہ سود اور رقوم صرف کردہ بہ شادی ہمشیران اور مکان رہایشی اور اسباب و ظروف کا دعوی کیا گیا تہا اور جملہ خرچ جات مذکور کا مواخذہ ناقابل تقسیم زمینداری دیوار کوٹا یا اسکو کسی جزو پر عائد کیا جاتا تہا ۔ اسمین بیان کیا گیا تہا کہ رقوم مذکور کا مطالبہ بذریعہ ایک چٹھی مورخہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۱ع کے کیا گیا تہا ۔ مدعاعلیہ کے جواب مین جو نیز اسی رپورٹ مین درج ہے اس امر سے انکار کیا گیا تہا کہ مدعی کبھی اسکے ساتھ مشترک مالک تہا بعد اسکے کہ ڈگری عدالت اول ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۲ع کو نالش تقسیم مین صادر کیگئی تہی ۔ اسکے رو سے ذمہ داری گذارہ سے بھی انکار کیا گیا تہا اور بیان کیا گیا تہا کہ رقم مندرجہ بہت زیادہ ہے اور نیز دیگر عذرات اضافات کئے گئے تہے ۔

فریقین نے اس امر کو تسلیم کیا تہا کہ ہر ایک مدعی نے مبلغ لوصات ؟؟ بطور گذارہ اس عرصہ کے حاصل کیا تہا جبتک کہ اپیل نالش تقسیم دائر رہا تہا ۔ گذارہ مذکور بذریعہ ایک حکم ہائیکورٹ نالش مذکور کے دلایا گیا تہا ۔

تنقیحات مین سوالات متعلق بہ استحقاق گذارہ و بقایای گذارہ و سود و شرح گذارہ و دیگر دعاوی کے تہا ذکر تہے ۔ صاحب جج ضلع نے آئندہ کیواسطے بھی اور نیز اسکے گذشتہ بقایا کے بابت ماہ سال کی ڈگری گذارہ عطا کی تہی جسمین سے وہ لوگ کہ جو مبالغ لے چکے ہیں جو کہ بروئے حکم ہائیکورٹ کے دوران اپیل بحضور پریوی کونسل متعلقہ تقسیم کے دیگئی تہین کسی سود کی ڈگری نہ دیگئی تہی سگذارہ گذشتہ بشرح مبلغ صمار کے اور آئندہ کے واسطے بشرح ؟؟ ماہوار بابت جملہ دعاوی کے دلایا گیا تہا ۔ کل بقایا مبلغ ؟؟ روپیہ تہا ۔ جس سب کا مواخذہ جائداد ناقابل تقسیم پر عائد کیا گیا تہا ۔

ہائیکورٹ نے بطریق اپیل کے صاحب جج ضلع کے فیصلہ متعلق بہ جملہ امور سوائے بقایا گذارہ ساتھ اتفاق کیا تہا اور نیز اس امر سے اختلاف کیا تہا کہ گذارہ کا مواخذہ کل زمینداری پر عائد ہے ۔ انہوں نے صاحب جج ضلع سے استصواب کیا تہا کہ کونسے اضافات واقعہ زمینداری پر مناسب طور سے مواخذہ عائد ہو سکتا ہے دلاخطہ ہو ملک ارجنا پرسدا نیدو بنام درگا پرسدا نیدو (۱) انہون نے قرار دیا تہا کہ مدعاعلیہ نے ناجائز طور پر گذشتہ گذارہ کو روک نہین رکہا ۔ بخلاف ازین انہون نے قرار دیا تہا کہ خود مدعی کا قصور تہا کہ اسنے گذشتہ عرصہ مین گذارہ حاصل نہین کیا ۔ انہون نے نتیجہ اخذ کیا تہا کہ فیصلہ دربارہ بقایا گذارہ کے منسوخ کیا جانا چاہئے ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۲۷۲ لغایت ۲۷۶ ؟؟۔

سنہ ۱۹۰۰ع
مالکرجونا پرسد انیادو
بنام
درگاپرسد انیادو

نسبت سوال حقوق خاندان بطور خاندان مشترکہ کے بعد اسکے کہ تنازعہ قابل ہوچکا تہا ہائیکورٹ کی یہ رائے تہی کہ بروئے اثر کارروائیات بنالش تقسیم مورخہ سنہ ۱۸۹۰ع کے کوئی عام اور مکمل علیحدگی مشترکہ خاندان مین وقوعمین نہ آئی تہی اور اُسکے ارکین کو ایسے حقوق گذارہ حاصل رہے تہے اور ایسے ممکن حقوق وراثت انکو حاصل رہتے جیسے کہ اُن چہوٹے پسران خاندان کو حاصل رہتے ہین جو کہ ایک ناقابل تقسیم جائداد کے مستحق ہونے جو ایک ہی وارث کے نام منتقل ہوتی ہو۔

اپیل ھذا مین چونکہ دعوی بالمقابل اپیلانٹان کے رُو سے سوال استحقاق بقایا اٹہایا گیا تہا اسلئے انکے وکیل سے اولاً اُس امر کے متعلق بحث کرنیکے لئے کہا گیا تہا۔

مسٹر جے ایچ اے برینسن منجانب المقابل اپیلانٹ (مدعی) نے سوال بقایا نسبت جو یہ بطور واجب الادا بوجہ عدم ادائیگی گذارہ کی بابت یہ حجت کی کہ ہائیکورٹ نے بقایا کے دلانے مین غلطی کی ہے جسکی کہ ڈگری عدالت اول نے دی تہی استحقاق گذارہ مین استحقاق وصولی جمع شدہ بقایا شامل ہے جسکی ادا انکار کیا گیا ہو کیونکہ عدم ادائیگی کی وجہ کوئی فعل ناجائز یا غفلت یا ترک منجانب اُس رکن کے نہی جو کہ گذارہ کا مستحق تہا یہ سچ تہا جیسا کہ ہائیکورٹ نے بیان کیا تہا کہ پہلا حق واسطے دلاپانے زر گذارہ کے اُسکے واجب الادا ہوتے ہی وصول کرنیکا تہا۔ مگر یہ کوئی وجہ عیر مودی زر گذارہ کے دلانیکی نہین ہے کیونکہ قانوناً اُسکی تائید نہین ہوتی اور اسکی کوئی جائز وجہ بیان نہین کیگئی صورت حال مین نہ صرف یہی وقوعمین آیا ہے بلکہ ذمہ واری ادائیگی گذارہ سے انکار کیا گیا ہے یہ سچ ہے کہ وہ مالک جسکی کہ جائداد برادائیگی گذارہ کا مواخذہ عائد تہا یہ ظاہر کرسکتا تہا کہ گذشتہ عرصہ کیواسطے مطالبہ کا حق زائل کیا گیا ہے مگر صورت حال مین کوئی ایسا ترک استحقاق نہین کیا گیا۔ ادائیگی بالارادہ اور ناجائز طور پر زمیندار نے روک رکہی تہی۔ اسلئے بروئے اُس شہادت کے جو دیگئی ہے بقایا کا دعوی کیا جاسکتا تہا۔ کوئی قاعدہ دہرما ستر گذشتہ عرصہ کے واسطے گذارہ کی وصولی کا مانع نہ تہا۔ مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تہا: (۱) سکوربائی بنام بہوبجی راجے ولیشکہنہ (۱) جیجی بنام راجبی (۲) راجہ بیہتی سنگہہ بنام رانی راج کور (۳) وینکو پادسیا بنام کوارہی (۴) ہنگو سو

(۱) (سنہ ۱۸۶۴ع) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۹۴
(۲) (سنہ ۱۸۷۹ع) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۲۰۷
(۳) (سنہ ۱۸۷۶ع) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ضمیمہ صفحہ ۲۰۳
(۴) (سنہ ۱۸۶۴ع) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۴۳

سنہ ۱۹۰۰ع
مکند جو نا پرسد اپادوم
بنام
درگا پرسد اپادو

کلمسنی ہتی بنام کنداسامی (۱) مہالکشما بنام وینکٹا رتنامار (۲) نرائن راؤ رامچندر پنت بنام رامابائی (۳) بنگو ونانک دیو بنام سیونابائی (۴) رگھوبنس کنوار بنام بہگونت کنوار (۵)۔

مسٹر جے ڈی مین مجانب بالمقابل رسپانڈنٹ (مدعاعلیہا نے) یہ بحث کی کہ ہائیکورٹ نے درست طور پر دعوی بقایا کو اُن وجوہات پر نامنظور کیا ہے جو کہ اُسنے اپنے فیصلہ مین بیان کی ہین انہون نے یہ قرار دیا تہا کہ یہ خود مدعی کا قصور تہا کہ اُسنے زرگذارہ اُس عرصہ مین وصول نہین کیا جسکے کہ واسطے اُسکا اب دعوی کیا گیا ہے۔ اُسکی نالش سنہ ۱۸۸۱ع واسطے دلاپانے ایک حصہ کل جائداد خاندان کے رجوع کیگئی تہی اور اُسکا فیصلہ سنہ ۱۸۹۰ع مین اُسکے برخلاف کیا گیا تہا اور کہ جو بڑے رکن خاندان کو گذشتہ عرصہ مین ناقابل تقسیم زمینداری کا قابض گذارہ نہ دیتا تہا جسکے متعلق اُس چہوٹے رکن نے یہ دعوی کیا تہا کہ وہ قابل تقسیم ہے اسلئے اُسکو استحقاق ارجاع نالش واسطے دلاپانے بقایا گذارہ کے حاصل نہین ہوتا۔ جیسا کہ ہائیکورٹ نے قرار دیا تہا دعویدار پر یہ ثابت کرنا لازم تہا کہ گذارہ ناجائز طور پر روک رکہا گیا تہا اور یہ ثبوت نہین دیا گیا یہ امر تسلیم کیا گیا تہا کہ دعویدار اور مدعاعلیہ سنہ ۱۸۹۰ع سے جداگانہ رہتے ہین اور کہ کوئی مطالبہ نکیا گیا تہا اور نہ کوئی رسید گذارہ کی ماسوائے اُس رقم کے پیش کیگئی تہی جسکے کہ ادا کرنیکا حکم ہائیکورٹ نے دوران اپیل بانگلستان دیا تہا یعنی ماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ع سے ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۱ع تک۔ اسطرح پر واقعات سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ دعویدار نے گذارہ زیر بحث کا چندان خیال نکیا تہا جسقدر کہ اپنی جائداد دیوار کوٹا مین حصہ لینے کا خیال کیا تہا اور کہ وہ نالش جسکا اختتام گذشتہ سال مین ہوا تہا مطابق نالش حال کے تہی۔ جبتک کہ وہ چارہ جوئی جو پہلی کارروائیات مین کیگئی تہی جاری تہی تبتک کسی امر کی تعبیر بطور انکار ادائگی گذارہ کے نکیجا سکتی تہی۔ کوئی ناجائز انکار روبروئی مطالبہ گذارہ کے کئے جانے بہی نکیا گیا تہا پس ناجائز طور پر گذارہ کے روک رکہنے کی شہادت سے ثابت نہین ہے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تہا (۱) نرائن راؤ رامچندر پنت بنام رامابائی (۳) موتی لال پرانناتھ بنام بالی مکاشی (۶) سیتما بنام سبارایودو (۷)۔

زان بعد ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۰۰ع کو حکام عالیمقام کا فیصلہ سر ڈی ولیرس صاحب نے حسب ذیل صادر فرمایا۔

(۱) سنہ ۱۸۹۲ع انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۴۵ (۲) سنہ ۱۸۸۲ع انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۸

(۳) سنہ ۱۸۷۸ع " " بمبئی جلد ۳ صفحہ ۴۱۵ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۶ صفحہ ۱۱۴۔

(۴) سنہ ۱۸۸۴ع " " " جلد ۹ صفحہ ۴۴۴۔ (۵) سنہ ۱۸۹۹ع انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۱۸۳۔

(۶) سنہ ۱۸۹۴ع " " " جلد ۱۸ صفحہ ۱۵۴ (۷) سنہ ۱۸۹۳ع " " مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۴

سنہ ۱۹۰۰ع
ملکہ جوانپا پسر سندرا سینیادو
بنام
دیکاپر سندرا سینیادو

تجویز - اپیلیات حال بارہنی تیہا۔ ہائیکورٹ مدراس کو کہنے ہین جسکے روسے صاحب جج ضلع کستنا کا فیصلہ ترمیم کیا گیا تہا۔ دعوے گذارہ عدالت ماتحت مین بخلاف زمیندار جالاپلی کے ایک و چہوٹے برادران نے رجوع کی تہین مگر جملہ کارروائیات ہر دو مقدمات یکسان تہین اور احکام عالیمقام کی اراے متعلق ایک از مقدمات مذکور مساوی طور پر دوسرے سے بہی متعلق ہونگی۔

اپیلانٹ مدعاعلیہ عدالت ماتحت جسے بڑا پسر انکی نیدی متوفی زمیندار جالاپلی کا ہے ۶ اپریل ۱۸۷۰ع کو تین پسران چہوڑ کر فوت ہوا تہا یعنی مدعاعلیہ اور دو مدعیان اور انکی باپ کی وفات کے بعد برادران تنازعات پیدا ہوئے تہے اور ماہ اپریل سنہ ۱۸۸۸ع مین ایک چہوٹے برادران نے ایک نالش واسطے تقسیم بخلاف اپیلانٹ حال کے عدالت ضلع کستنا مین رجوع کی تہی عدالت مذکور نے یہ فیصلہ کیا تہا کہ جائداد زمینداری ناقابل تقسیم تہی مگر اسنے مدعی نالش مذکور کو بعض جائداد کا ایک ثالث دلایا تہا جو جائداد زمینداری کا ایک جزو نہ بناتی تہی۔ فیصلہ مذکور کو ہائیکورٹ مدراس نے منسوخ کیا تہا۔ مگر بذریعہ اپیل بحضور ملکہ معظمہ ام اقبالہا باجلاس کونسل کے فیصلہ ہائیکورٹ بحکم مئی سنہ ۱۸۹۴ع کو منسوخ کیا گیا تہا اور عدالت ضلع کا فیصلہ بحال کیا گیا تہا ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۵ع مین دو چہوٹے برادران نے نالشات حال واسطے گذارہ کے رجوع کی تہین ہر چند دعوی مین یہ دعوی کیا گیا تہا کہ (۱) گذارہ بشرح مبلغ ... ماہوار کے دلایا جائے (۲) مبلغ پانچ لاکہہ روپیہ بطور بقایا گذارہ کے دلایا جائے (۳) مبلغ ... بطور اخراجات شادی بیگمان مدعیان کے دلائے جائین (۴) ایک مناسب مکان رہائشی و ظروف و اسباب خانہ مدعیان کو دلایا جائے اور (۵) ایک حکم مدین قرارداد صادر کیا جائے کہ بقایا مذکور و آئندہ گذارہ کا مواخذہ جائداد جالاپلی یا اسکے کسی جزو پر عائد ہے جو کہ عدالت مناسب سمجہے۔ عدالت ضلع نے بروئے اپنے فیصلہ کے آئندہ گذارہ کی ڈگری بشرح مبلغ ... ماہوار کے اور بقایا گذارہ بارہ سال کی بشرح ... ماہوار کے صادر کی تہی جبکل کا مواخذہ جائداد زمینداری پر عائد کیا گیا تہا۔ صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ دعوی گذارہ چہین ڈگری بنالش تقسیم سے خارج نہ آتا تہا اور وہ زائد المیعاد نہ تہا۔ نسبت دعوی بقایائے گذارہ کے انہون نے یہ قرار دیا تہا کہ گو کوئی مطالبہ کیا گیا تہا تاہم گذارہ عملی طور پر روک رکہا گیا تہا اور رو و ارجاع نالش سے عرصہ بارہ سال قبل کا وصول کیا جاسکتا تہا اس فیصلہ کی نارضی سے زمیندار نے اپیل کیا اور مدعیان نے عذرات بالمقابل داخل کئے جن اپیلوں و عذرات کے متعلق ...

سنہ ۱۹۰۰ع
مالکرجونا پرساد انیادو
بنام
درگا پرساد انیادو

امر بقایائے گذارہ اور اس امر کے عدالت ماتحت کے ساتہہ اتفاق کیا تہا کہ اُسکا موجنہ کل جائداد زمینداری پر عائد ہے۔ انہون نے یہ قرار دیا تہا کہ بقایا مذکور کا دعویٰ نہو سکتا تہا ما سوائے اُس خفیف جزو کے جو کہ واقعی طور پر مدعیان نے برو‌ئے پہلے حکم ہائیکورٹ کے وصول کیا ہے۔ اور انہون نے رقم بقایا کو مبلغ ... کی حد تک کم کیا تہا۔ نسبت اس سوال کے کہ آیا گذارہ ڈگری شدہ کا موجنہ کل زمینداری پر عائد ہونا چاہئے انہون نے بیان کیا تہا کہ: ہماری یہ رائے ہے کہ زمیندار مجاز نہین ہے کہ وہ ڈگری مصدرہ صاحب جج ضلع کی نسبت اعتراض کرے کیونکہ اُسکی رو سے وہ بلا ضرورت اپنی جائداد کے منتقل کرنے پر مجبور کیا گیا ہے صرف اسقدر کافی تہا اگر ڈگری سے کرو‌ئے گذارہ کا مواخذہ بعض خاص موضعات پر عائد کیا جاتا۔ مدعاعلیہ نے اب بنا برہنی فیصلہ ہائیکورٹ کے اپیل کیا ہے جہانتک کہ اُسکے رو سے گذارہ دلایا گیا ہے بخلاف ازین مدعیان نے بالمقابل اپیل بنا برہنی اُس جزو فیصلہ کے کیا ہے جسکے رو سے مزید دادرسی خاص کے عطا کرنیسے انکار کیا گیا ہے اور مقدار گذارہ بقایا کم کیگئی ہے۔

حکام عالیمقام کامل طور پر حکام ہائیکورٹ کے ساتہہ اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ خاندان غیر منقسم نالش حال باعث اُن کارروائیات کے منقسم نہین ہوگیا جو کہ پہلی نالش محولہ بالا مین کیگئی تہین۔ یہ سچ ہے کہ اُس نالش مین ایک ڈگری واسطے تقسیم ایک جزو جائداد خاندانی کے صادر کیگئی تہی مگر وہ بہت کم جزو تہا اور اسکا کوئی تعلق جائداد زمینداری کے ساتہہ نہ تہا۔ نسبت جائداد زمینداری کے بورڈ نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ ناقابل تقسیم ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ مدعیان بطور چہوٹے برادران زمیندار کے ایسے حقوق دربارہ گذارہ کے رکہتے ہین جیسے کہ چہوٹے ارکین راج یا دیگر ناقابل تقسیم جائداد قابل وراثت منجانب ایک ہی رکن خاندان کو حاصل ہوتا ہے ملاحظہ ہو رانی سرتاج کواری بنام رانی دیو راج کواری (۱)۔ نسبت مقدار گذارہ کے جہان ہائیکورٹ نے نہایت مناسب طور سے صاحب جج ضلع کی قرارداد مین دست اندازی کرنیسے انکار کیا تہا جسکو کہ تجربہ کو انہون نے کامل طور پر تسلیم کیا ہے۔

صرف ایک ہی سوال جسکے متعلق کوئی اہم بحث حکام عالیمقام کے روبرو کیگئی ہے یہ ہے کہ آیا وہ بقایائے گذارہ جسکی ڈگری عدالت ماتحت نے عطا کی تہی ہائیکورٹ سے کم کیا جانا چاہئے تہا۔ مدعیان اس امر کی نسبت اعتراض نہین کرتے کہ بقایا عرصہ بارہ سال تک محدود کیا گیا ہے مگر وہ یہ دعوے کرتے ہین کہ بہرحال اسی عرصہ کے واسطے انکو وہ رقم دلائی جانی چاہئے جو کہ انکو عطا کیگئی تہی

(۱) رشتنا لال اکہتی لا رپورٹ ۱۸۸۲ جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۰ ... ۲۲۹ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۵ صفحہ ۵۱

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ جوناپرسدا نیادو
بنام
دُرگا پرسدا نیادو

بطور اپنی وجہات اس رائے کے کہ بقایائے گذارہ کا دعویٰ نکیا جاسکتا تہا فاضل ججان ہائیکورٹ نے یہ بیان کیا ہے کہ "
صاحب جج ضلع نے بقایا کی ڈگری بشرح مبلغ صما فیماہ کے عرصہ بارہ سال کے واسطے قبل از رجاع نالش عطا
کی ہے۔ ہماری رائے مین اُسنے ایسا کرنے مین غلطی کی ہے۔ استحقاق گذارہ ابتداءً ایک استحقاق آمدنی جائیداد
بقبضہ فریق ذمہ وار مین سے گذارہ لینے تک محدود ہے۔ مگر یہ امر واقعہ کہ اُس شخص کو جو گذارہ کا مستحق تہا
درحقیقت شخص ذمہ وار نے گذارہ نہین دیا اُسکو بالضرور ایک استحقاق ارجاع نالش گذارہ کے بقایا کیواسطے عطا
نہین کرتا۔ عدم ادائیگی گذارہ کے ثبوت پر وہ شخص عدم ادا کنندہ کا دائن نہین کہلا سکتا۔ اسپر یہ ثابت
کرنا لازم ہے کہ ناجائز طور سے وہ گذارہ روک رکہا گیا تہا جبکہ وہ مستحق تہا"۔ اِن کی رائے کی تائید مین فاضل
ججان نے دو مقدمات کا حوالہ دیا ہے جیوی بنام راجی (۱) و مہالکشما بنام وینکٹ رتنامما (۲) مگر ان مقدمات سے
کسی طرح پر اُن نتایج کی تائید نہین ہوتی جو کہ ہائیکورٹ نے اخذ کیا ہے۔ نہین سے پہلا جبکہ فیصلہ ہائیکورٹ
بمبئی نے سنہ ۱۸۶۹ء مین کیا تہا ایک ایسا مقدمہ تہا جسمین کہ ایک ہندو بیوہ نے اپنے متوفی شوہر کے
غیر منقسم برادر پر چار سال کے بقایائے گذارہ کی نالش کی تہی۔ ہائیکورٹ نے عدالت ضلع کے فیصلہ کو منسوخ کرکے
یہ قرار دیا تہا کہ بیوہ کو ایک قانونی حق بالالحاظ مطالبہ اور انکار کے گذارہ کی نسبت حاصل ہے اور وہ کسی عرصہ کے
بقایا کو وصول کرسکتی ہے جو تمادی پذیر نہوا ہو۔ وہ سوال جو کہ دوسرے مقدمہ منفصلہ ہائیکورٹ مدراس
بہ سنہ ۱۸۸۲ء مین اٹہایا گیا تہا یہ تہا کہ آیا ایک ہندو بیوہ جو گذارہ کی مستحق ہو اُسکی ادائیگی کو اسطرح پر محفوظ کرا سکتی ہے
کہ اُسکا معاوضہ ایک جزو وراثت بقبضہ وارث شوہر خود پر عاید کرالے۔ یہ سوال مذکور کا فیصلہ اثبات مین
کیا گیا تہا اور فاضل ججان نے دوران فیصلہ خود مین صفحہ ۸۴ پر اظہار رائے ذیل کیا تہا: "حجت یہ کیگئی ہے
کہ دعویٰ دربارہ گذارہ کے نامنظور کیا جانا چاہئے تہا۔ مگر ہم اس رائے کو درست تسلیم نہین کرسکتے۔ گو کوئی
قابل صریح مطالبہ گذشتہ گذارہ کا دعویٰ قایم رکہنے کے واسطے ضروری نہین ہے اور کہ صرف ناجائز
طور پر گذارہ کو روک رکہنے کی شہادت ایک وجہ ذمہ واری ہے جیسا کہ حکام پریوی کونسل نے مقدمہ
نرائن راؤ رامچندر پنت بنام رامابائی (۳) مین قرار دیا تہا

(۱) دیکھو سنہ ۱۸۶۹ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۲۰۷
(۲) دیکھو سنہ ۱۸۸۲ء " " مدراس جلد ۶ صفحہ ۸۳
(۳) " " " بمبئی جلد ۳ صفحہ ۴۱۵ و صفحہ ۴۲۷ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۶ صفحہ ۱۱۴۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راجہ بیالکا مالا کرچنا
پرسدا شیدو
بنام
راجہ بیلا گدا درگا
پرسدا نیدو

سبارڈینیٹ جج نے مقدمہ ہذا مین یہ بہی قرار دیا ہے کہ مطالبات کئی جاتے رہے ہین مگر انکی تعمیل سنہ ۱۸۹۱ء تک نہو سکی۔ وہ مقدمہ بورڈ ہذا جسکا کہ حوالہ مقدمہ محولہ بالا مین دیا گیا تہا سنہ ۱۸۹۶ء مین منفصل کیا گیا تہا حکام عالیمقام کے روبرو تین سوالات اٹہائے گئے تہے یعنی یہ کہ آیا نالش مدعیہ جو ایک ہندو بیوہ تہی واسطے گذارہ اور بقایا کے بربنائے وصیت موصی کی وفات سے عرصہ بارہ سال گذر جانے پر زائد المیعاد ہو جاتی ہے اور کہ آیا اُسنے بذات آپ اپنے پسر سے جدا ہوکر گذارہ سے محروم کر دیا تہا اور کہ آیا نالش باوجود اس امر کے چل سکتی تہی کہ کوئی مطالبہ و انکار گذارہ کی نسبت نکیا گیا تہا بیان یہ کیا گیا تہا کہ ہر کوئی نالش چل نہیں سکتی کیونکہ مطالبہ اور انکار نکیا گیا تہا۔ اس امر کی نسبت کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ ایک خاص مطالبہ گذارہ کبہو بہی کیا گیا تہا۔ مگر سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا ہے اور حکام ہائیکورٹ نے اُس سے اختلاف نہیں کیا کہ گذارہ دینے سے انکار کیا گیا تہا اور بلحوظی جملہ واقعات خاندان کے حکام عالیمقام کو کچہہ شبہ نہیں ہے کہ بیٹے نے اپنے والد کی موجودگی میں گذارہ روک رکہا تہا جو کہ اسکی ادائیگی سے انکار کئے جانیکی حد تک پہونچتا ہے۔ منجملہ اُن حالات کے جو کہ اسطرح ملحوظ رکہے گئے تہے ایک سابقہ تنازعہ تہا جس سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ اراکین خاندان کے مابین دشمنی تہی اور اس سے گذارہ کا روک رکہنا اغلب ہو جاتا تہا۔ مقدمہ مذکور اس مسئلہ کی کوئی سند نہیں ہے کہ بقایائے گذارہ کے دلا پانیکا مستحق ہونے کیواسطے ہر سال کے گذارہ کا مطالبہ اسکی واجب الادا ہونے پر کیا جانا ثابت کرنا ضروری ہے۔ بخلاف ازین مناسب نتیجہ اس مقدمہ اور دیگر مقدمات محولہ کا یہ ہے کہ فاضل ججان ہائیکورٹ اس امر کے قرار دینے مین درستی پر تہے کہ ایک شخص کو گذارہ کا نہ دیا جانا جو اُسکا مستحق ہو اسکو بالضرور ایک استحقاق ارجاع نالش بقایا کے واسطے عطا نہیں کرتا۔ وہ ایک بادی النظری ثبوت ناجائز روک رکہنے کا ہے۔ بعد کئے جانے کامل غور کے واقعات ہر ایک مقدمہ پر اس امر کا فیصل کرنا ممکن ہے کہ آیا ایسے بادی النظری ثبوت کی تردید کیگئی ہے۔ صرف ایک ہی مقدمہ جو اس رائے کے خلاف معلوم ہوتا ہے مقدمہ سونی لال پران ناتہہ بنام بائی کاشی (۱) ہے۔ اُس مقدمہ میں فاضل ججان ہائیکورٹ بمبئی نے اس امر کو تسلیم کیا تہا کہ گذارہ کا روک رکہنا دیگر طریق پر ثابت کیا جا سکتا ہے ماسوائے ثبوت مطالبہ اور انکار کے اور اگر انکا منشاء علاوہ اسکے یہ فیصل کرنیکا تہا کہ عدم ادائیگی گذارہ بعد اسکے واجب الادا ہونیکی ایک بادی النظری ثبوت ایسے

(۱) سنہ ۱۸۹۲ء انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۵۴

سنہ ۱۹۰۰ء
راجہ ریا لگدا ما لکہ جونا پرسدا نیدو بنام راجہ ریا لگدا درگا پرسدا نیدو

روک رکہنے کا نہین بنا تا توحکام عالیمقام اِس فیصلہ کے ساتہہ اتفاق کرنیکے نا قابل ہین۔ صورت حال مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ دعویٰ گذارہ ما مطابق دعویٰ تقسیم بنالش قبل کے ہی اور ایک معنوں ہیں یہ درست ہوسکتا ہے مگر اُس سے ہرگز یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ استحقاق بقایائے گذارہ اسوجہ سے زائل ہوگیا تہا۔ یہ بیان نہین کیا گیا کہ مدعی نے بالکل نیک نیتی سے اپنی نالش تقسیم کے رجوع کرنیمین عمل نکیا تہا اور یہ امر واقعہ کہ بہت سا اختلاف رائے ما بین عدالتہائے فیصل کنندہ مقدمہ مذکور کے ظہور مین آیا تہا یہ ظاہر کرتا ہے کہ مدعی کا دعویٰ تقسیم کلیتہً بے بنیاد نتہا جبتک کہ نالش مذکور دائر تہی مدعی درست طور پر گذارہ کا دعویٰ نکر سکتا تہا الا بطور سائل نان و نفقہ تا دوران اپیل بحضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا باجلاس کونسل کے۔ بخلاف ازین مدعا علیہ اگر وہ بجائے تقسیم کے یوں گذارہ ادا کرنا چاہتا تو غیر مشروط طور پر مناسب رقم گذارہ کی پیش کرسکتا تہا یا وہ کسی خاص رقم کو غرض مذکور کے واسطے علیحدہ رکہہ سکتا تہا۔ یہ سچ ہے کہ ایک بیان حلفی مین اُسنے ایک مذبذب بیان دربارہ اپنی ذمہ واری کے دیا تہا مگر اس سے زیادہ اور کچہہ نکیا گیا تہا۔ کارروائیات نالش حال سے مناسب طور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بشرح مبلغ معاصہ فیماہ کے گذارہ ادا کرنے پر رضامند نہوتا اگر پہلی نالش مین بجائے تقسیم کے اسی رقم کا مطالبہ کیا جاتا۔ اُن وجوہات مین سے جو کہ اُسنے اپنے اپیل بنالش حال بحضور ہائیکورٹ مین بیان کی ہیں ایک یہ تہی کہ وہ اگرچہ یہ فرض بہی کیا جائے کہ مدعی گذارہ کا مستحق ہے تاہم شرح گذارہ عطا کردہ بہت زیادہ ہے اور اپنی وجوہات اپیل بحضور حکام عالیمقام مین اُسنے وجوہات ذیل درج کی ہیں: "(۴) ہائیکورٹ نے یہ معلوم نکیا تہا کہ کسی ایسے رواج کا قائم اور ثابت کرنا مدعی کے ذمہ تہا جس سے کہ وہ گذارہ کا مستحق ہوتا اور کہ اُسنے ایسا نہین کیا۔ (۵) ہائیکورٹ نے یہ خیال کرنیمین غلطی کی تہی کہ مدعا علیہ نے کوئی اقبال ذمہ واری گذارہ کی نسبت کیا ہے (۱۰) مقدار گذارہ عطا کردہ بہت زیادہ ہے" بعد ایسی عذرات کے کرنیکے اور بلحاظ رشتہ برادران بعد از وفات پدر کے یا ور کرنا ناممکن ہے کہ مدعا علیہ نے بشرح مبلغ معاصہ فیماہ کے گذارہ ادا کیا ہوتا یا کسی اور شرح سے اگر اُسکا اوّلاً اُس سے مطالبہ کیا جاتا

سنہ ۱۹۰۱ء
راجہ یرلاگڈا مالکرجونا پرسادا نایاددو
بنام
راجہ یرلاگڈا درگا پرسادا نایادو

اُنے اپنے جوابدعویٰ مین یہ بیان نہیں کیا اور نہ اس امر کے متعلق کوئی شہادت موجود ہے کہ اُسکو کسی طرحپر نالش قبل کے نمونہ سے نقصان پہونچا تہا ممکن ہو سکتا ہے کہ اگر اسکو غلطی سے یہ یقین ہو تا کہ دعوے گذارہ کا ترک کیا گیا تہا اور اسنے اسی وجہ سے اپنے سالانہ آمدنی کا کوئی جزو اس غرض کے واسطے علیحدہ نکہا تہا تو اسکو نالش حال کے واسطے بہتر جوابدعویٰ حاصل ہو سکتا تہا۔ مگر بغیر موجود ہونے کسی ایسی وجہ جوابدعویٰ کے یہ قرار دینا ناممکن ہے کہ مدعاعلیہ کے چھوٹے برادران سنے ایک بلاشبہ استحقاق کو محض اس وجہ سے زائل کر دیا ہے کہ اُن کو اولاً ایک نادرست نالش کے رجوع کرنیکا مشورہ دیا گیا تہا اور کہ انہون نے گذارہ کا دعوے اُسکے واجب الادا ہوتے ہی نکیا تہا۔ اسلئے عدالت ضلع نے مناسب طور سے یہ قرار دیا تہا کہ چھوٹے برادران کسی عرصہ کا بقایائے گذارہ دلانے کے مستحق مین جو کہ تمادی پذیر نہوا ہو۔

نتیجہ یہ ہے کہ حکام عالیمقام کی رائے میں مدعاعلیہ کا اپیل خارج کیا جانا چاہئے اور مدعی کا اپیل بالمقابل اس حد تک منظور کیا جانا چاہئے کہ فیصلہ عدالت ضلع در باب بقایائے گذارہ بحال کیا جائے اور مدعاعلیہ کو مدعی کا خرچہ اپیل ہائیکورٹ ادا کرنے کا حکم دیا جائے اور حکام عالیمقام نہائت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہی مشورہ دیتے ہین۔ اپیلہائے حال کا خرچہ بہی مدعاعلیہ کو ادا کرنا چاہئے۔ مگر رجسٹرار کو ہدایت کیجانی چاہئے کہ خرچہ مذکور مین کوئی ایسی رقم شامل نکرے جو کہ غیر متعلقہ یا غیر ضروری امور کے مسل ہذا میں طبع کئے جانے مین صرف ہوئی ہو۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹر منجانب اپیلانٹ:۔ مسٹر آرتی ٹشکسں۔

سالسٹران منجانب رسپانڈنٹان:۔ فرانیک رچرڈسن اینڈ سیڈلس۔

صیغہ اپیل دیوانی

باحضور مسٹر آرتھر جی ایچ کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

اپاراؤ (مدعی) بنام سبھانذری راؤ (مدعا علیہ)* — ۱۸۹۹ء ۲۰ جنوری

اختیار سماعت۔ بیان مندرجہ عرضیدعوی جو نادرست طور پر عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیار سماعت سے محفوظ ہونیکے واسطے کیا جا بالیقین کیا گیا ہو۔ ضابطہ منجانب عدالت۔

جہانکہ ایک بیان ایک ایسے عرضیدعوی مین کیا گیا ہو جو عدالت اول کو غلط معلوم ہوا اور جو اس غرض کیا گیا ہو کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیار سماعت سے محفوظیت حاصل کیجاوے۔ تو مدعی سے اس امر کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ عدالت کا اطمینان کردے کہ گذشتہ بیان مذکور نیک نیتی سے کیا تہا اور کہ وہ محض واسطے تبدیل کرنے مقام نالش کے کیا گیا تہا۔

مقدمہ بیان کردہ زیر دفعہ ۶۴۶ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب منصف ضلع گوداوری بغرض اظہار رائے ہائیکورٹ۔ واقعات حسب ذیل تہے :- مدعی بنالش ابتدائی ۱۸۰ سنہ ۱۸۹۸ء ایک میندار نوزود ہے۔ نالش واسطے دلاپانے مبلغ ۱۲۰ روپیہ کے رجوع کیگئی ہے جو کتوبدی واجب الادا منجانب مدعا علیہ دربارہ سنین ۱۳۰۴، ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ کے ہے۔ عرضیدعوی کے فقرہ چہارم مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ بروئے اس رواج کے جو زمینداری نوزود مین مروج ہے اور بروئے اقرار ما بین انعامداران اور زمیندار کے کتوبدی واجب الادا ہے۔ واخذہ مدعا علیہ کے انعام پر ہے۔ عرضیدعوی کے اخیر مین یہ استدعا کی گئی ہے کہ کتوبدی کا مواخذہ اراضی پر ہونا چاہئے۔ مقدمہ ملایدی بالکرشنیا بنام وینکٹا نرسمہا اپاراؤ (۱) مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ نالش واسطے کتوبدی کے ایک نالش از قسم مطالبہ خفیفہ ہے۔ یہ بہی قرار دیا گیا تہا کہ محض یہ امر واقعہ کہ مدعی نے بیان کیا تہا کہ کتوبدی کا مواخذہ اراضی پر عائد ہے نوعیت نالش کو تبدیل نہین کر سکتا جبکہ در اصل وہ اس طرح پر مواخذہ دار نہین ہے باوجود فیصلہ مقدمہ وینکٹا راما داس بنام مہاراجہ وزیانگرم (۲) کے ہمکو یہ کہنا چاہئے کہ ہماری رائے مین کتوبدی کا واخذہ بصورت عدم موجودگی کسی رواج یا معاہدہ خلاف کے اراضی پر نہیں ہے۔ نیز مقدمہ وینکٹ کرتی راجہ بنام وینکٹا راؤ (۳) مین حکام عالیمقام نے قرار دیا تہا کہ نالش واسطے بقایائے جودی کے بطور ایک نالش مطالبہ خفیفہ کے

---

* مقدمہ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۸ء بیان کردہ زیر دفعہ ۶۴۶ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب ایس آسامی ناتہا ستری منصف ضلع گوداوری بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۱۸۰ سنہ ۱۸۹۸ء

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۲۹

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۳ نوٹ

(۳) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۴۴۴

سنہ ۱۸۹۹ء
ایار اؤ
بنام
سبہاندری راؤ

زیر ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات سنہ ۱۸۶۵ء کے چل سکتی ہے جودی اور کتوبدی قریباً مرادف الفاظ ہین۔ مین یہ قرار دینا چاہتا ہون کہ مدعیکا یہ بیان مندرجہ عرضیدعوی کہ کتہ بدی کا مواخذہ انعام پر مطابق رواج زمینداری اور اقرار ما بین فریقین کے ہے بالارادہ طور پر مدعی نے اختیار سماعت کے پیدا کرنیکی غرض سے عرضیدعوی مین درج کیا ہے۔ میری یہ رائے اسوجہ سے محدود ہوجاتی ہے کہ مدعی مقدمہ حال مقدمہ ملابودی بالکرشنیا بنام وینکٹا نرسمہا ایار اؤ (۱) محولہ بالا مین بھی مدعی تہا۔ قریباً بیس نالشات اسی قسم کی مدعی حال نے میری عدالت مین بطور نالشات ابتدائی کے رجوع کی ہین اور قریباً ۹ ہمشابہ نالشات ایک اور زمیندار نوزودے نے رجوع کی ہین مجہ اس امر کی نسبت اشتباہ ہے کہ آیا اس قسم کی نالشات عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل نہیں ہین۔ مبلغ چار روپیہ کا طلبانہ جو کہ مدعی اور مدعاعلیہ پر نوٹس کی تعمیل کرنیکے واسطے ضروری ہے ارسال کیا جاتا ہے۔"

وینکٹا راما سرما منجانب مدعی۔

مدعاعلیہ کیطرف سے کوئی وکیل نتہا۔

تجویز:۔ جیسا کہ منصف ضلع نے خیال کیا ہے کہ یہ بیان مندرجہ عرضیدعوی کہ کتوبدی کا مواخذہ اراضی پر عائد ہے ایک جہوٹا بیان ہے جو عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیار سماعت سے محفوظ ہونیکی غرض سے کیا گیا ہے ہماری رائے مین مناسب طریق یہ ہے کہ مدعی سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ عدالت کا اطمینان اس امر کی نسبت کرے کہ بیان مذکور نیک نیتی سے ہے اور وہ محض واسطے تبدیلی مقام نالش کے نہین کیا گیا۔ مدعی سے یہ مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ کوئی فیصلہ عدالت یا حکم یا رپورٹ گورنمنٹ یا عہدہ دار سرکاری کا پیش کرے جسمین کہ ایسا مواخذہ تسلیم کیا گیا ہو یا اگر مواخذہ مذکور ایک معاملہ مبنی بر معاہدہ ہے تو اس سے کوئی تحریری یا دیگر شہادت بتائید معاہدہ مذکور کے طلب کیجاسکتی ہے۔ پس اگر عدالت کی یہ رائے ہو کہ بیان مذکور نیک نیتی سے کیا گیا ہے گو عدالت اسکو واقعی طور پر ثابت شدہ قرار نہ دے تو اسکو چاہیئے کہ عرضیدعوی کو صیغہ ابتدائی مین درج رجسٹر کرے اور اسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرے بصورت دیگر عرضیدعوی منصف ضلع سے درج رجسٹر کیا جانا چاہیئے اور بصیغہ مطالبہ خفیفہ اسکا فیصلہ کرنا چاہیئے یا وہ مدعی کو عدالت مناسب مین رجوع کرنیکے واسطے واپس دیا جانا چاہیئے جیسا کہ مناسب معلوم ہو۔

(۱) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۲۵

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ۱۹ سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس

لیلادہ ویاس (اپیلانٹ) بنام اکنیشل سایٹنی مدراس (رسپانڈنٹ)* ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

رسوم عدالت ۔ رسوم واجب الادا بر اپیل زیر ایکٹ دیوالیان ہند ۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱ ۔

رسوم عدالت جو ایک اپیل پر جو زیر دفعہ ۴۷ ایکٹ دیوالیہ یونان ہند پر واجب الادا ہے وہ ہے جسکا کہ حکم مد ۸ ضمیمہ الف کے اس جدول سوم مین دیا گیا ہے جو کہ قواعد صیغہ ابتدائی مدراس ہائیکورٹ مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کے ساتھ منسلک ہے ۔

مقصود زیر دفعہ ۵ ایکٹ رسوم عدالت (۷ سنہ ۱۸۷۰ء) ۔ مقصود اب ہذا کا امر مابہ النزاع ایک اپیل زیر دفعہ ۴۷ ایکٹ دیوالیہ یونان ہند ۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱ ہے ۔ اپیلانٹ نے مبلغ ۵۰۰ روپیہ کا رسوم ادا کیا تھا ۔ مگر معلوم یہ ہوتا تھا کہ عدالت کا طریق عمل اسوقت تک یہ رہا ہے کہ اس قسم کے اپیلہا بطور اپیلہائے بصیغہ ابتدائی کے رجوع کئے جاتے ہین (اور درحقیقت اپیل حال کا ذکر اسی طرح پر کیا گیا تھا) اور انکے متعلق زیر مد ۸ ضمیمہ الف جدول رسوم ہائے (بروئے قواعد صیغہ ابتدائی مدراس ہائیکورٹ) کے مبلغ ۵۰ کا رسوم ادا کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے :-

مد ۸ ۔ بر طبق پیش کئے جانے یادداشت اپیل کے ۔

نالشات قرضہ یا ہرجانہ یا جائداد غیر منقولہ مین جہانتک وہ مقدار جو اپیل سے متعلق ہو ۔

مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ سے زیادہ نہو	۲۵
” ۱۰۰۰ ” ” ” ” ”	۳۵
” ۵۰۰۰ ” ” ” ”	۴۵
” ۵۰۰۰ ” سے زیادہ کی صورت مین	۵۰
جملہ دیگر صورتہائے مین	۵۰

اپیلانٹ کی طرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ یہ جدول رسوم کوئی تعلق مقدمہ حال کے ساتھ نہین رکھتا اور کہ رسوم واجب الاخذ رسوم واجب الادا بروئے ایکٹ رسوم عدالت سے زیادہ نہیں ہو سکتا جو مطابق مالیت امر مدعا بہا اپیل ہذا کے ہے جو کہ صرف مبلغ ۱۰۰ روپیہ ہے ۔

* مقدمہ مقصود بہ ۲ سنہ ۱۹۰۰ء بیان کردہ زیر دفعہ ۵ ایکٹ رسوم عدالت سنہ ۱۸۷۰ء منجانب رجسٹرار ہائیکورٹ بروئے چٹھی مورخہ ۲ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کے ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
لیلادہر ویاس
بنام
آفیشل اسائنی مدراس

فریقین کی طرف سے کوئی قایم مقام نہتا۔

تجویز۔ میری رائے مین الفاظ یہ جملہ دیگر صورتوں مین ''مندرجہ مد ۱۴ ضمیمہ الف جدول رسوم مقررکردہ بروئے اختیار عطا کردہ قانون ۴۳ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۴ دفعہ ۱۵ اُس یادداشت اپیل پر حاوی ہین جوکہ زیر دفعہ ۱۳ سٹیٹوٹ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریہ باب ۲۱ رجوع کئی گئی ہون اور رسوم واجب الادا مبلغ صہ بلالحاظ مالیت امر مدعا بہا اپیل کے ہے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سرآرنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۲۳ اگست ۱۹۰۱ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سبرامنیا ایار *

ضمانت۔ اُس شخص کا ضمانت پر رہا کیا جانا جسپر کہ عدالت سشن مدراس نے تجویز ثبوت جرم کی ہو تادوران اپیل بحضور پریوی کونسل۔ ہائیکورٹ کا اختیار سماعت۔

ایک شخص پر عدالت سشن مدراس نے بعض جرائم کی تجویز کرکے قید اور جرمانہ کا حکم دیا تہا بسرٹیفکٹ کے منجانب ایڈووکیٹ جنرل زیر دفعہ ۲۶ فرمان شاہی رجوع کئے جانے پر ہائیکورٹ نے تجویز ثبوت جرم کی نگرانی کرکے حکم سزا کو کم کردیا تہا۔ ملزم نے جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل سے خاص اجازت اپیل حاصل کی تہی اور نیز ضمانت پر رہا کئے جانیکی درخواست کی تہی۔ مگر جوڈیشل کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی تہی کہ موخرالذکر درخواست کا فیصلہ مدراس ہائیکورٹ سے کیا جانا چاہئے۔

ایک درخواست کے ہائیکورٹ مدراس مین کئے جانے پر۔

تجویز ہوئی کہ ہائیکورٹ کو ایک حکم مشعر رہائی ملزم برضمانت تادوران فیصلہ پریوی کونسل صادر کرنیکا اختیار حاصل تہا اور کہ بلحوظی قاعدہ قائم کردہ جوڈیشل کمیٹی سبقد مہ ریجسٹرار پریوی (مقدمات اپیل ۱۸۹۷ء صفحہ ۹۱) دربارہ اُن واقعات کے جنکی کہ موجودگی مین ایک اپیل بمعاملہ فوجداری حکام پریوی کونسل سے منظور کیا جاتا ہے ملزم صورت حال مین ضمانت پر رہا کیا جانا چاہئے۔

درخواست واسطے رہائی سائل کے ضمانت پر۔ سائل پر فوجداری سشن مدراس ہائیکورٹ نے ارتکاب جرم زیر دفعات ۱۶۱ و ۴۲۰ و ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کی تجویز کرکے اسکو امور اول و دوم و ششم مندرجہ سپردگی کا مجرم قرار دیا تہا اور اسکو تین سال کی قید سخت اور مبلغ ـــــ روپیہ جرمانہ کا حکم دیا گیا تہا۔ عرضیدعوی مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ ایک سرٹیفکٹ زیر دفعہ ۲۶ فرمان شاہی کے ایڈووکیٹ جنرل سے

* درخواست متفرق فوجداری نمبر ۹۵ سنہ ۱۹۰۱ء زیر دفعہ ۴۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری جسکے رو سے ہائیکورٹ مین استدعا کیگئی تہی کہ ملزم تادوران فیصلہ اسکے اپیل بحضور پریوی کونسل کے ضمانت پر رہا کیا جائے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
سبرامنیا ایا۔

عطا کئے جانے پر نیکویشنے سقدمہ کی نگرانی کی تہی اور فیصل کیا تہا کہ تجویز ثبوت جرم دربارہ امور سداد دغا کے بحال نرکہا جانا چاہئے۔ مگر کثرت رائے ججان ہائیکورٹ نے تجویز جرم متعلق بامر ششم کو بحال رکہا تہا اور حکم سزاء کو دو سال کی قید سخت اور مبلغ صہ جرمانہ تک کم کردیا تہا۔ عرضی مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ سائل نے ایک خاص اجازت اپیل حضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل نبار آنی حکم مذکور اور جرمانہ کے حاصل کی ہے مگر وہ ابتک قید ہے اور سزا بہگت رہا ہے۔ نیز یہ بیان کیا گیا ہے کہ سائل نے ضمانت کی درخواست جوڈیشل کمیٹی سے کی تہی جنہون نے یہ رائے ظاہر کی تہی کہ معاملہ کا فیصلہ مدراس ہائیکورٹ سے کیا جانا چاہئے۔ اُنہی یہ استدعا کی تہی کہ بلحوظی اس اختلاف رائے کے جو کہ دربارہ درستی اسکی تجویز جرم متعلق بامر ششم کے وقوعین آیا ہے اور نیز بلحوظی اس امر واقعہ کے کہ خاص اجازت اپیل حکام پریوی کونسل نے عطا کی ہے۔ مدراس ہائیکورٹ مہربانی کر کے اسکو ضمانت پر رہا کریگا یا حکم سزا کو ملتوی کریگا یا ایسا حکم صادر کریگا جیسا کہ عدالت کی رائے مین مناسب ہو۔

مسٹر جی ایچ ایم دریان منجانب سائل نے مدراس ہائیکورٹ کے زمان شاہی کا حوالہ دیکر یہ استدعا کی تہی کہ جو اُنہا کی تلاش عدالتہائے انگلستان کے فیصلجات سے کیجانی چاہئے۔ اُنہون نے سندات ذیل کا حوالہ دیا تہا:۔ ضابطہ فوجداری بشپ صاحب فقرہ ۸۰۰ و شرح بلیکسٹن صاحب جلد ۴ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت کو حکم سزا کے ملتوی کرنیکا اختیار حاصل ہے۔ بروئے دفعہ ۴۲۶ کے عدالت تجویز کنندہ کو اختیار ہے کہ تا دوران فیصلہ اپیل ضمانت پر رہا کرے اور اختیار مذکور بلا حد عطا کیا گیا ہے۔ اُنہون نے مقدمات و سندات ذیل کا حوالہ دیا۔ ملکہ بنام لارڈ (۱) کنگ بنام ریڈر (۲) معاملہ ٹرنر (۳) لنگاسونگ بنام ملکہ (۴) ہیکٹر ذکیر یو (۵) معاملہ ابراہام ملوری ڈولٹ (۶) سرکار بنام برٹرینڈ (۷) کوبس بنام ملکہ (۸) گنگادہر تلک بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (۹) قانون فوجداری مین صاحب صفحہ ۱۷۹۔

---

(۱) لا جرنل (مجسٹریٹ کیسنز) جلد ۱۶ صفحہ ۱۵ (۲) سٹر نیج رپورٹ جلد اول صفحہ ۵۳۱۔

(۳) " " جلد ۹ صفحہ ۱۴۰ (۴) مورز انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۷۲۔

(۵) مقدمات اپیل ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۹۷ (۶) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱۲ صفحہ ۵۴ بصفحہ ۴۶۶

(۷) لا رپورٹ پریوی کونسل جلد ۱ صفحہ ۵۲۰ بصفحہ ۵۳۰ (۸) مقدمات اپیل ۱۸۹۴ء صفحہ ۶۵۰

(۹) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۵ صفحہ ۱ و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۸۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
سبرامنیا ایار

وکیل سرکار (مسٹر جان ایڈم) نے درخواست مذکور کی مخالفت کی تھی۔ برائے مندرجہ کتاب بلیکسٹن کی نسبت اُسنے یہ بحث کی تھی کہ وہ اِس امر واقعہ پر مبنی تھی کہ مجرمان بعض چھوٹے جرائم فیلونی ماسئے مین اُس وقت سزائے پھانسی کے مستوجب تھے۔ مقدمات مندرجہ الجرنل اس امر کی تمثیلات ہیں کہ ضمانت عدالت اپیل سے منظور کیجانی چاہیئے نہ کہ عدالت تجویز کنندہ۔ اُسنے یہ بحث کی تھی کہ دفعہ ۴۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی تعبیر بلالحاظ دیگر دفعات مجموعہ مذکور کے نہین کیجا سکتی اور اصول قایم کردہ بروئے دفعات مذکور یہ ہے کہ صرف وہ عدالت جسکے پاس اپیل کیا گیا ہو۔

تجویز:- ہماری رائے مین عدالت ہذا کو صورت حال مین یہ حکم صادر کرنیکا اختیار حاصل ہے کہ ملزم تا دوران فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل ضمانت پر رہا کیا جاوے۔

بلحاظ اس قاعدہ کے جو کہ حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی نے مقدمہ سکیٹری فر کیریو (۱) مین دربارہ اُن اوقات کے قایم کیا ہے جنکی موجودگی مین ایک اپیل بمعاملہ فوجداری حکام عالیمقام پریوی کونسل سے منظور کیا جانا چاہیئے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ اسکو صورت حال مین ملزم کو ضمانت پر رہا کرنا چاہیئے۔

ملزم ضمانت پر رہا کیا جانا چاہیئے جبکہ مبلغ ... روپیہ کا مچلکہ معہ دو ضامنان کے ہر ایک مبلغ ... روپیہ کا تحریر کر دے۔

پی سبرامنیا ایار:- اٹرنی منجانب۔

صیغہ ابتدائی دیوانی

باجلاس مسٹر شفرڈ صاحب جسٹس

۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء

ابراہیم کریم (مدعی) بنام عیسیٰ ابا سیٹھہ (مدعا علیہ)۔ بلا نشان سوداگری۔ ماقبل کا استعمال منجانب مالک کے سکاٹلینڈ مین۔ ماسوائے مالک کے کسی اور شخص کی طرف سے تنہا طور پر برٹش انڈیا مین اُسکے استعمال کرنیکے استحقاق پر اسکا کیا اثر ہے۔ خلاف ورزی۔

مدعی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ بہت سے سالون تک تنہا منگوانے والا بمبئی اور مدراس مین اُن چاقوون کا ہے جنپر ایک خاص نشان تجارت لگا ہوا ہے۔ مدعا علیہ نے تھوڑے عرصے سے مدراس مین اُن چاقوون کا منگوانا اور فروخت کرنا شروع کیا ہے جنکی نسبت مدعی نے یہ عذر کیا تھا کہ وہ ایک نشان تجارت رکھتے تھے جو اسقدر مشابہ مدعی کے نشان تجارت کے تھا جس سے خریداران کو یہ تحریک ہوئی تھی کہ مدعا علیہم کے چاقوون کو اس یقین سے خرید کریں

(۱) (۱۸۹۵ء) مقدمات اپیل صفحہ ۱۹۰ بصفحہ ۲۰۲   جنرل نالش دیوانی نمبر ۲۰۷ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۰ء
ابراہیم کریم
بنام
جینے اباسیٹھ

کروہ مدعیان کی چہاتے خرید کرتے ہین۔ اسمین ایک حکم امتناعی اور ہرجانہ کا دعوی کیا تہا مدعا علیہ امر سے انکار کیا تہا۔ مدعی تنہا منگوانے والا ان چہاتون کا ہی جنپر زیر بحث نشان سوداگری لگا ہی یا یہ کہ وہ نشان تجارت مذکور کا مالک یا اسکو تنہا طور پر استعمال کرنیکا مستحق ہی یا یہ کہ وہ چہاتے جنپر نشان تجارت مذکور لگا ہو بطور ایسی چہاتون کے مشہور ہوئے ہین جنکو صرف مدعی منگواتا اور فروخت کرتا ہو۔ عذر یہ کیا گیا تہا کہ نشان تجارت مذکور ایک دوکان گلاسگو کی ملکیت تہا اور بلحاظ اشاعت وہ اس دوکان سے استعمال کیا جاتا تہا جو کہ ان چہاتونکی ساخت کرتی تہی اور بوساطت ایک اور شخص کے مدعا علیہ کو مہیا کر دیتی تہی۔ مدعا علیہ نے مبینہ شہادت نشانہائے تجارت سے انکار کیا تہا یا یہ کہ خریداران کو دہوکا ہوتا تہا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور نیز یہ عذر کیا تہا کہ مدعی اسکا استعمال یا دعوی جائز طور پر نکر سکتا تہا۔ اغراض مقدمہ کے واسطے یہ قیاس کیا گیا تہا کہ نشان تجارت زیر بحث کا استعمال ایک دوکان گلاسگو قبل اسوقت کے کرتی تہی جبکہ مدعی نے اسکا استعمال ہندوستان مین شروع کیا تہا اور کہ اسکا استعمال دوکان گلاسگو نے کبھی ہندوستان مین قبل اسوقت کے نکیا تہا جبکہ مدعی نے اسکا استعمال شروع کیا تہا اس عذر کے کہ عیانی پر کہ چونکہ نشان تجارت مذکور ابتداءً دوکان گلاسگو کی ملکیت تہا اسلئے اسکا استعمال یا دعوی جائز طور پر مدعی سے نکیا جا سکتا تہا باوجودیکہ دوکان گلاسگو نے اسکا استعمال نکیا تہا یا اس نشان کے چہاتے ہندوستان مین روانہ نکئے تہے۔

تجویز ہوئی کہ عذر مذکور کی تائید ہو سکتی تہی اور کہ قبل کا استعمال بہ سکاٹلینڈ دوکان سکاٹلینڈ کو اور مدعا علیہ کو یہ دعوی کرنیکا مجاز نہ بناتی تہی کہ مدعی کا استعمال نشان تجارت مذکور ناجائز تہا یا کہ وہ بنا تہ حرکت غیری استعمال تہا۔

نالش واسطے ایک حکم امتناعی کے جسکی رو سے مدعا علیہ ان چہاتونکو منگوانے اور فروخت کرنے سے باز رکہا جاوے جنپر کہ ایک خاص نشان تجارت لگا ہو عرضی دعوی حسب ذیل تہا۔ مدعی کی دوکان کئی سال سے تنہا منگوانے والی ان واٹر پروف چہاتونکی ہے جنپر کہ بارہ سنگے کا نشان تجارت لگا ہوتا ہے جس نشان کے چہاتے ہندوستان مین سب سے زیادہ کثرت کے ساتھ فروخت ہوتے ہین اور نشان تجارت مذکور سنہری ہے کہ کر چہاتے کے اندر کیطرف بارہ سنگے کی شکل سنہری اور یہ الفاظ لکہے ہوتے ہین "ابراہیم کریم والا" جس سے نوعیت چہاتہ ظاہر ہوتی ہے جو بارہ سنگے کی شکل کے اوپر لکہے ہوتے ہین اور اسکے نیچے الفاظ "واٹر پروف" اور اسکے مقابل کیطرف ایک چکر سورج کہی اور پرنس آف ویلز کی شکل ان الفاظ کے اوپر بنی ہوتی ہے "اعلی واٹر پروف اعلی قسم ابراہیم کریم" اردگرد اور چکر مذکور کے اندر اور انکے نیچے الفاظ "ولسن لیتہم اینڈ کمپنی" یعنی نام ایجنٹان مدعی واقعہ مانچسٹر لکہے ہوتے ہین اور کہ بباعث نشان تجارت مذکور کے مدعی کے چہاتے کل ہندوستان مین بارہ سنگے کے نشان والے مشہور ہو گئے ہین اور انکا آرڈر عموماً اسی نام سے دیا جاتا ہے اور وہ صرف مدعی سے فروخت کئے جاتے ہین اور مدعی کو یہ اطلاع دیگئی ہے کہ مدعا علیہ نے عرصہ قریب سے

سنہ ۱۹۰۰ء
ابراہیم کریم
بنام
جیسے ابا سیٹھ

مدراس مین ادنی قیمت کے چھاتے منگوانے شروع کئے مین جو شکل و مشابہت مین مشابہ مدعی کے بارہ سنگھے والے چھاتون کے ہین جنپر بارہ سنگھے کا نشان اور الفاظ "واٹر پروف" لکھے ہیں اور اُنکے مقابل مین مدعیکے نشان کے مطابق نشان لگا ہے اور مدعی یہ الزام لگاتا ہے کہ ایسا استعمال نشان سوداگری منجانب مدعاعلیہ کے ایک ایسی تجویز ہے جسکی رو سے خریداران کو مدعاعلیہ کا اسباب اس یقین سے خرید کرانا مقصود ہے کہ وہ مدعیکا اسباب خرید تے ہین مدعی نے بوساطت اپنے سالسٹران کے مدعاعلیہ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اُن چھاتوں کا فروخت کرنا ترک کردے جنپر نشان مذکور ہو اور اُن جملہ چھاتوں کا حساب دے جو فروخت کیے گئے ہین مگر مدعاعلیہ ایسا کرنے سے قاصر رہا ہے مدعی حسب ذیل استدعا کرتا ہے کہ مدعاعلیہ اور اُسکے ملازمان اور ایجنٹان بذریعہ ایک حکم امتناعی کے جو معزز عدالت ہذا سے اور اُسکی مہر سے جاری کیا جاوے اس امر سے باز رکھے جائیں کہ بارہ سنگھے کے نشان کے چھاتے منگوانے یا فروخت کرنے یا فروخت کیواسطے پیش کرنے یا بطور مدعی کے مال کو فروخت کیواسطے پیش کرنے سے باز رہین - اور کہ مدعیکو مبلغ ہمہ روپیہ کی ڈگری بابت ہرجانہ ایسے فریب اور ناجائز استعمال نشان مدعیکو دلائی جائے اور اگر معزز عدالت ہذا قرین مصلحت سمجھے کہ اس منافعہ کا حساب کتاب لیا جانا چاہیے جو کہ مدعاعلیہ نے اس کاروبار سے اٹھایا ہے تو مقدار منافعہ مذکور کی ڈگری بحق مدعیان صادر کیجائے اور کہ مدعاعلیہ کو خرچہ نالش ہذا کے ادا کرنیکا حکم دیا جاوے - اور بحق مدعیکے ایسی مزید و دیگر دادرسی عطا کیجائے جیسی کہ بلحاظ نوعیت مقدمہ کے ضروری معلوم ہو"

مدعاعلیہ نے ذیل کا جوابدعوی تحریری داخل کیا تھا - سوائے اُسکے جو کہ بعد ازین جوابدعوی ہذا مین صریح طور پر تسلیم کیا گیا ہے مدعاعلیہ بیانات مندرجہ عرضیدعوی کو تسلیم نہین کرتا اور مدعی سے اُنکا ثبوت طلب کرتا ہے - مدعاعلیہ یہ بیان کرتا ہے کہ بارہ سنگھے کا نشان صرف ایک سنہری نشان ہے اور اس امر سے انکار کرتا ہے کہ الفاظ "ابراہیم کریم علے" نشان کے اوپر اور الفاظ "واٹر پروف" اُسکے نیچے اور شکل بمقابل ان الفاظ کے یعنی سنہری سورج مکھی نشان اور پرنس آف ویلز کی شکل اور وہ الفاظ جنکا کہ ذکر عرضیدعوی کے فقرہ دوم مین کیا گیا ہے اُس بارہ سنگھے کے نشان سوداگری کا ایک جزو بناتے ہین جسکا کہ عرضیدعوی مین ذکر کیا گیا ہے - مدعاعلیہ کو یہ اطلاع دیگئی ہے کہ مدعی مدراس مین ایسے چھاتے فروخت کرتا ہے جنپر منجملہ دیگر نشانات کے بارہ سنگھے کا نشان ہوتا ہے جو چھاتے وہ میسرز ولسن لیتھم اینڈ کمپنی سے بوساطت میسرز لیتھم ابر کرومبی اینڈ کمپنی بمبئی کے منگواتا ہے - مدعاعلیہ اس بیان سے انکار کرتا ہے کہ مدعیکی دوکان کئی سالہائے سے صرف ایک ہی منگوانے والی دوکان واٹر پروف چھاتوں کی ہے جنپر کہ بارہ سنگھے کا نشان لگا ہو اور وہ اس امر سے انکار کرتا ہے کہ مدعی نشان مذکور کا مالک ہے یا بروئے انتقال منجانب اُسکے مالک کے یا اور طرح پر تنہا استعمال نشان بارہ سنگھے یا نشان سورج مکھی کا مستحق ہے درصورتیکہ موخر الذکر نشان کی نسبت میسرز ولسن لیتھم اینڈ کمپنی یہ دعوی کرتے ہین کہ وہ اُنکا رجسٹری شدہ نشان تجارت ہے - مدعاعلیہ اس امر کا انکار کرتا ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
ابراہیم کریم
بنام
میلی اباسیٹھ

کر دیئے گئے جہاں بارہ سنگھے کے نشان والے چاقو مشہور ہو گئے ہیں اور کہ نشان مذکور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چاقو جن پر وہ نشان ہے حسب بیان مندرجہ فقرہ دوم عرضیدعوی کے صرف مدعی منگواتا اور فروخت کرتا ہے۔ نشان بارہ سنگا شروع میں میسرز مکنتوش اینڈ فرگوسن کمپنی گلاسکو نے ایجاد کیا تھا اور اُسی کی ملکیت ہے جو اُسی سنہ ۱۸۸۴ء سے استعمال کرتے ہیں اور دکان مذکور مدعا علیہ کو وہ چاقو مہیا کرتی ہے جو کہ بوساطت میسرز ایلڈرج سامن اینڈ کمپنی کے براہ راست مدراس میں منگوائے جاتے ہیں اور مدعا علیہ ایسے ہی چاقو فروخت کرتا رہا ہے۔ ان چاقو پر جو کہ مدعا علیہ منگواتا اور فروخت کرتا ہے بارہ سنگھے کا نشان اور یہ الفاظ ہوتے ہیں "ایلڈرج سامن اینڈ کمپنی لمیٹیڈ" اور نیز الفاظ "واٹر پروف" ہوتے ہیں جو نشان سوداگری نہیں ہیں بعض چاقو پر ایک اور شکل ہوتی ہے جو مدعا علیہ کا اپنا نشان سوداگری اور جو مشابہ اُس سے کچھ بھی نہیں ہے جس کا ذکر عرضیدعوی کے فقرہ دوم میں کیا گیا ہے بلکہ اُس سے بالکل مختلف ہے۔ مدعا علیہ اس امر سے انکاری ہے کہ بیع ان چاقو کی جن پر کہ نشان مذکور لگا ہے اور اُنکا استعمال نشانات مذکور جس کا ذکر ماقبل آخر فقرہ جوابدعوی ہذا میں کیا گیا ہے بغرض فریب دہی کے ہے جیسا کہ عرضیدعوی کے فقرہ چہارم میں بیان کیا گیا ہے سنہ ۱۸۹۵ء میں میسرز مکنتوش اینڈ فرگوسن نے یہ اقرار کیا تھا کہ وہ بارہ سنگھے کے نشان والے چاقو ماسوائے میسرز ولسن لیتھم کی وساطت کے اور کسی کے پاس بمبئی میں فروخت نکرینگے۔ مگر اُس دکان کا استحقاق دربارہ منگوانے مال مذکور کے دیگر دو کانہائے ہندوستان کے واسطے ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء میں محفوظ کیا گیا تھا اور اقرارنامہ مذکور کی ترمیم دیگر امور میں بھی کی گئی تھی مگر کامل حق میسرز مکنتوش اینڈ فرگوسن کا دربارہ استعمال نشان بارہ سنگھے کے جملہ دیگر دوکانہائے کیلئے سوائے بمبئی کے بصراحت طور پر محفوظ کیا گیا تھا۔ مدعا علیہ یہ استدعا کرتا ہے کہ مدعی سے مدراس میں نشان مذکور کا استعمال فریبانہ ہے اور کہ مدعی کو کوئی حق نسبت استعمال نشان بارہ سنگھے کے ماسوائے استحقاق اپنے بائعان میسرز ولسن لیتھم اینڈ کمپنی کے بعوض لیسنس مالکان حاصل نہیں ہے اور کہ مدعی پر وہ انتظام کے جو انکا بیان کیا گیا ہے قابل پابندی ہے اور وہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتا اور وہ اسطرح پر نالش حال کے قائم رکھنے سے ممتنع ہے۔ مدعا علیہ یہ استدعا کرتا ہے کہ مدعی کو کوئی حق نالش حال کے قائم رکھنے کا حاصل نہیں اور نہ اُسے کوئی بنا دعوی بخلاف مدعا علیہ کے حاصل ہے اور کہ بہر حال ہرجانہ مستدعویہ بہت زیادہ ہے"

تنقیحات ذیل قائم کیگئی تہین:- (۱) آیا مدعی کی دکان عرصہ دس سال سے تنہا مالک بمبئی

[redacted]

سنہ ۱۹۰۰ء
ابراہیم کریم
بنام
عیسی ابا سیٹھہ

اور مدراس مین اُن جہازتونکی ہے جنپر کو بارہ سنگی کا نشان لگا ہو؟ ۲- آیا بارہ سنگی کا نشان تجارت قبل تاریخ استعمال مدعیکی اور اب تک بہی مکنتوش اینڈ فرگوسن کمپنی کا نشان تجارت تہا جیسا کہ جوابدعوی تحریری کے فقرہ ششم مین بیان کیا گیا ہے؟ ۳- آیا بصورت مذکورہ بالا تنقیح کے اثبات مین قرار دیئے جانیکے نشان تجارت مذکور کا استعمال دوکان مکنتوش اینڈ فرگوسن سے اُن جہازتونپر کیا جاتا تہا جو مدراس اور بمبئی مین منگوائے جاتے تہے اور اگر ایسا تہا تو کسقدر عرصہ کیواسطے؟ ۴- آیا نشان تجارت استعمال کردہ مدعاعلیہ کا منشا عوام الناس کو فریب دینے کا ہے جیسا کہ عرضی دعوی کے فقرہ چہارم مین بیان کیا گیا ہے؟ ۵- کسقدر ہرجانہ کا (اگر کوئی ہو) یا کس مزید دادرسی کا مدعی مستحق ہے؟ ۶- آیا وہ امور جنکا کہ ذکر تنقیحات دوم وسوم مین کیا گیا ہے ایک جائز جوابدعوی پیدا کرتے ہین؟"

۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کو عدالت نے یہ حکم دیا تہا کہ تنقیح ششم کا فیصلہ بطور ابتدائی تنقیح کے ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو کیا جاوے اور مقدمہ حسب الضابطہ طور سے بغرض سماعت پیش ہوا۔

مسٹر جے لیہ ایم دیان و مسٹر پی گرانٹ منجانب مدعی۔

مسٹر کے براؤن منجانب مدعاعلیہ۔

تجویز:- وہ سوال جسکا کہ مینے فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا وہ بیان جو مدعاعلیہ نے کیا ہے کہ بارہ سنگے کا نشان جو جہازتونپر لگایا گیا ہے مکنتوش فرگوسن اینڈ کمپنی کا نشان ہے جو گلاسکو مین کاروبار کرتی ہے بطور جوابدعوی نالش ہذا کے واقعہ غیر متعلقہ ہے بحث کیواسطے فرض یہ کیا جانا چاہئے کہ نشان بارہ سنگی کا استعمال دوکان گلاسکو مدعی سے انکا استعمال ہندوستان مین کئے جانے سے پہلے کر رہی تہی اور کہ اسکا استعمال دوکان مذکور نے کبہی مدعی سے پہلے اس ملک مین شروع نہین کیا اور اس قیاس پر عذر یہ کیا گیا ہے کہ چونکہ نشان تجارت مذکور ابتداءً مکنتوش فرگوسن اینڈ کمپنی کی ملکیت تہا اسلئے اُسکا استعمال یا دعوی جائز طور پر مدعی سے نکیا جاسکتا تہا باوجودیکہ اُس دوکان سکاٹلینڈ نے کبہی اُس نشان کا استعمال ہندوستان مین نہین کیا اور نہ اُس نشان کے جہازتے اُس ملک کیطرف روانہ کئے ہین۔ میری رائے مین یہ عذر درست نہین ہے اور سکاٹلینڈ کا استعمال قبل وہ نکی دوکان یا مدعاعلیہ کو یہہ کہنے کا مجاز نہین بناتا کہ مدعیکا استعمال نشان مذکور ناجائز ہے یا کسی اور طرح پر تنہا استعمال نہین۔ اصول مندرجہ قانون متعلق بہ نشانات سوداگری یہہ ہے کہ کسی شخص کو حق حاصل نہین کہ اپنے اسباب کو بطور اسباب بالمقابل تاجر کے فروخت کیواسطے پیش کرے جیسیکہ جناب لارڈ جسٹس نے بیان کیا ہے کہ: "کوئی شخص مستحق نہین کہ اپنے اسباب کو بطور اسباب دوسرے شخص کے ظاہر کرے اور نہ کوئی شخص مستحق ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
ابراہیم کریم
بنام
عیسیٰ ابا سیٹھ

کسی نشان یا صورت یا شکل یا کسی اور وسیلہ کا استعمال کرے جسکی رو سے بغیر کسی جانے بلاواسطہ غلط بیانی کے اُس خریدار کے سامنے جو آئے خرید کرے وہ اُس خریدار کو اس قابل بنائے کہ وہ جھوٹ بول سکے یا کسی آخری خریدار کے پاس اسکے متعلق غلط بیانی کر سکے (ملاحظہ ہو سنگر مینوفیکچرنگ کمپنی بنام لوگ (۱)) وہ شخص جسکا کہ اسباب ایک خاص نشان تجارت سے منسوب ہوتا ہوا اور وہ بازار مین مشہور ہو وجہ مذکور سے مستحق اس امر کا نہین ہوتا کہ دیگر تاجران کو اپنے اسباب کی نقل کرنے اور اُس نقل کو فروخت کرنے سے باز رکھے مگر وہ مستحق اس امر کا ہے کہ دیگر اشخاص کو اپنے اسباب کے ساتھ اسکے نشان سوداگری کے ایسے طریق پر لگانے سے باز رکھے جس سے کہ خریداران کو دہوکا لگے۔ فریب از طرف مدعا علیہ کا ثابت کیا جانا ضروری نہین ہے مگر کسی ناجائز فعل کا ارتکاب مدعا علیہ نے نہین کیا جبکہ یہ ثابت کیا جائے کہ اسکے طریق عمل سے عوام الناس کو اسکا اسباب بطور مدعی کے اسباب کے خرید کرنے مین دہوکا لگا ہے۔ ان آرائے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح کسی محدود معنو مین ایک شخص کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسکو ایک نشان سوداگری کی مالکیت حاصل ہے (ملاحظہ ہو بالخصوص رائے سیلٹن صاحب لارڈ جسٹس بمقدمہ سنگر مینوفیکچرنگ کمپنی بنام ولسن (۲)) صرف خاص معنوں مین ایک شخص کا استحقاق مالکیت زائل کردہ کہا جا سکتا ہے جبکہ خلاف ورزی کے ثابت کرنیکے واسطے اسکو دیگر اشخاص کو دہوکا لگنے کا امکان ثابت کرنا چاہئے۔ تاہم اس مسئلہ کی رو سے کہ نشان تجارت ایک مالکیت ہے میرے روبرو یہ عذر کیا گیا تھا کہ قابل مالکیت سکاٹلینڈ نشان سوداگری کی اُسی نشان کے ہندوستان مین استعمال کئے جانیکے امکان کو خارج از قیاس کرتی ہے۔ میری رائے مین مسئلہ مذکور مین اس حد سے تجاوز کیا گیا ہے جسقدر کہ صحت مالکیت تجارت کے واسطے ضروری ہے۔ اسمین یہ قیاس کیا گیا ہے کہ دو یا زیادہ اشخاص انگلستان جائز طور پر ایک ہی نشان تجارت کا استعمال نہین کر سکتے اور کہ دوکان سکاٹلینڈ اگر وہ مدراس مین آتی تو ایک نالش بخلاف مدعی کے کر سکتی تھی۔ یہ بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ موجودگی مشابہ نشانہائے کی مختلف حصص ملک مین انگلستان مین عام بات ہے اور مروجہ قانون کے تین رجسٹری شدہ مالکان اسکی ہو سکتے ہین۔ اس مسئلہ کی تائید مین کسی مقدمہ کا حوالہ نہ دیا گیا تھا کہ دوکان سکاٹلینڈ ایک نالش بخلاف مدعیکے یہان کر سکتی تھی۔

وہ مقدمہ جسپر کہ زیادہ تر انحصار کیا گیا تھا مقدمہ لورگنی بنام ہوپر (۳) ہے۔ وہ امر جسکا کہ فیصلہ قطعی طور پر مقدمہ مذکور مین کیا گیا تھا یہ تھا کہ مدعیان نے خواہ انکو بصورت دیگر کوئی حق حاصل ہو مدعا علیہ کو یہ باور دلایا تھا کہ اسکی دوکان کو نشان متنازعہ کا استعمال کرنا چاہئے اور اسیوجہ سے نالش عدالت اول مین خارج کیگئی تھی یہ سوال کہ آیا بلا شرکت استعمال ایک نشان تجارت کا ایک بازار مین کامل استحقاق استعمال نشان مذکور کا دوسرے بازار مین عطا کرتا ہے

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱۸ صفحہ ۳۹۵ صفحہ ۴۱۲
(۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۴۳۴ صفحہ ۴۵۴ و مابعد کے
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۱۴۹ صفحہ ۱۵۳۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ابراہیم کریم
بنام
جیلنے اباشیہ

گو اس شخص نے جو اسکا استعمال کر رہا ہو اُسکا استعمال دوسرے بازار مین نکیا ہو پیش کیا گیا تہا اور وہ نتیجہ جو اخذ کیا گیا تہا یہ تہا کہ (۲) وہ چارہ جوئیہائی جو واسطے محفوظ کرنے اُن نشانات سوداگری کے تسلیم کیگئی ہین جنکا استعمال ہوم مارکٹ مین کیا جاتا ہو نیز اُن نشانات سوداگری سے متعلق ہین جنکا کہ استعمال ابتداءً مارکٹ ہاے غیر مین کیا گیا ہو۔ اور یہ امر غیر ضروری ہے کہ وہ اسباب جسپر ایسا نشان تہا ہوم مارکٹ مین فروخت نکیا جاتا تہا۔ مقدمات کالنس کمپنی (کالنس کمپنی بنام واکر (۱) کالنس کمپنی بنام براؤن (۲) کالنس کمپنی بنام کوہن (۳) کا حوالہ بطور سند کے دیا گیا ہے۔ میری یہ رائے نہین ہو کہ اس بیان کو ایک رائے سے زیادہ وقعت حاصل نہین ہو سکتی۔ اُس مقدمہ کا فیصلہ نہ صرف اُس صریح وجہ پر کیا گیا تہا جسکا کہ ابہی ذکر کیا گیا ہے بلکہ بطور امر واقعہ کے مدعی مدراس مین کاروبار کرتا تہا کیونکہ وہ مدعا علیہ کو وہ اسباب مہیا کر دیتا تہا جسپر کہ مالٹا والون کا نشان صلیب لگا ہوتا تہا۔ بطور امر قانونی کے سندات حوالہ سے اُس مسئلہ کی تائید نہین ہوتی جسکو کہ بحال رکہنے کی استدعا ہمارے روبرو کیگئی ہے مقدمہ کالنس کمپنی بنام براؤن (۲) مین وہ امر جو برطبق انکار دعوی کے اٹھایا گیا تہا یہ تہا کہ مدعیان ایک کمپنی ملک غیر تہی اور علاوہ وہ انگلستان مین کسی ایسے حقوق کی مستحق نتہی جو دربارہ نشان سوداگری کے ہو اور اعتراض مذکور نا منظور کیا گیا تہا۔ اُن واقعات کی نسبت کچہ تفصیل نکیا گیا تہا اور نہ کیا جا سکتا تہا کہ نشان تجارت کا استعمال انگلستان مین نکیا جاتا تہا کیونکہ نالش مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ اشیاء جسپر کہ وہ نشان تہا کون کے پاس انگلستان مین فروخت کیا جاتا تہا۔ مین بمشکل سے یہ باور کر سکتا ہون کہ فاضل ججان عدالت ہذا کا منشاء یہ قرار دینے کا تہا کہ ایک شخص ایک نالش واسطے خلاف ورزی اپنے نشان سوداگری کے کر سکتا ہے بلا ثبوت اس امر کے کہ اسکا اسباب کبہی بازار مین فروخت کیا گیا ہے معاملہ ٹریڈ مارک ریویو (۴) کا تعلق اُسی نشان سوداگری کے ساتہہ ہے۔ اُس مقدمہ مین دوکان مدراس نے یہ بیان کرکے کہ انکو پہلے ریوری کمپنی ایسی برانڈی مہیا کرتی تہی مالٹا والون کا نشان صلیب لگا ہوتا تہا اور اسکی انگلستان اور فرانس مین رجسٹری کرانیکی استدعا کی تہی اور رجسٹری کی نسبت اعتراض کئے جانے پر پیرسن صاحب جج نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ حسب منشاء ایکٹ مذکور ایسے اشخاص نہین ہین جنکو کہ نقصان پہونچا ہو برطبق اپیل کے قرار دیا گیا تہا کہ دوکان مدراس کو ممکن طور پر نقصان پہنچ سکتا تہا گو وہ خود مستحق اس امر کے نہو کہ نشان مذکور کی رجسٹری کرائین۔ مقدمہ مذکور بجائے مدعا علیہ کی تائید کرنیکے اُن دیگر مقدمات کے مشابہ ہے

(۱) ویکلی ریپورٹر جلد ۷ صفحہ ۲۲۲ (۲) کے وجانسن رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۴۲۳
(۳) کے وجانسن رپورٹ چانسری جلد ۳ صفحہ ۴۲۳ (۴) لا رپورٹ چانسری جلد ۶ صفحہ ۸۴

جسکا کہ حوالہ بطور سند اس مسئلہ کے دیا گیا تہا کہ استعمال سے مراد ایک استعمال بانگلستان ہے لیکن نہایت صراحت کے ساتھ مسٹر لنگ صاحب جسٹس نے مقدمہ جنکین اینڈ کمپنی بنام خیبر (۱) مین بیان کیا ہو جہانکہ ان اشیاء کی نسبت رجسٹری سے انکار کیا گیا تہا جنکو کہ متعلق استعمال بانگلستان ثابت نکیا گیا تہا اور ان دیگر اشیاء کی نسبت منظور کیگئی تہی جنکے کہ متعلق ثبوت موجود تہا گو ایک ایسا ہی نشان پہلے سے درج رجسٹر تہا بنسبت اشیاء از قسم اول کے چونکہ استحقاق شخص ثالث قایم کردہ مدعا علیہا کامیاب رہا تہا اسلئے مدعیان نے ایک حکم امتناعی حاصل کیا تہا اور اس امر کا ظاہر کیا جانا معلوم نہین ہوتا کہ استعمال نشان سوداگری بحوالہ اشیاء مذکور کے جرمنی مین کوئی جواب دعوی حکم امتناعی کا تہا۔ یہ امر واقعہ کہ وکیل کسی انگلستان کے مقدمہ متعلق بہ عذر مذکور کو ظاہر نکرسکا تہا میری رائے مین ایک قوی حجت اسکی خلاف ہے کیونکہ یہ امر معلوم کئے جانیکے قابل نہین ہے کہ مقدمات از قسم حال انگلستان مین واقعہ نہوئے ہون یا ایسے مقدمات جنمین کہ غیر ملک کے مالک نشان تجارت نے یہ شکایت کی ہو کہ اسکے نشان کا استعمال دوسرے شخص نے انگلستان مین کیا ہے۔ وہ محفوظیت جو کہ قانوناً جو کہ اُس تجار کو عطا کیگئی ہے جو اس ملک مین نشان تجارت کا استعمال کرتے ہین بہت کم ہو جائیگی اگر حریف تاجران نالش کے ذمہ وار نہین جو ان نشان کا اسباب بازار سے خرید کرکے یہ ثابت کرنیکے قابل ہون کہ دنیا کے کسی اور حصہ مین کوئی اور تاجر اُسی نشان کا استعمال ہمکی نسبت زیادہ عرصہ سے کر رہا ہے۔

اسلئے میری یہ رائے ہے کہ تنقیح دوم خارج کیجانی چاہئے۔

تیسری تنقیح دیگر وجوہات پر غیر ضروری ہے کیونکہ سوال مذکور کافی طور پر تنقیح اول مین اُٹھایا گیا ہے۔

تنقیح سوم بہی خارج کیجاتی ہے۔

مدعا علیہم کو اس تنقیح کا خرچہ ادا کرنا چاہئے۔

میسرز شارٹ اینڈ رول: اٹرنیان منجانب مدعی۔

مسٹر اے ای رنکونشراہی: اٹرنی منجانب مدعا علیہ۔

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۵ ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۷۰۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ابراہیم کریم
بنام
میسے ابا سیٹھہ

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شپرڈ صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس *

سنہ ۱۹۰۰ء
۲۴ و ۲۷ ستمبر

محمد حسن روتہن (مدعا علیہ و سائل) بنام عبد اللہ وغیرہ (قائم مقامان مدعی و فریق مخالف) ریسپانڈنٹ

رہن - استحقاق قبضہ دربارہ اراضیات مرہونہ مابین مرتہن اول و دوم کے - نالش بربنائے رہن منجانب مرتہن اول کے جسمین مرتہن دوم شامل نکیا گیا ہو - ڈگری نیلام کا صادر کیا جانا اور بعدمین اراضیات کا مرتہن اول سے خرید کیا جانا - قبضہ منجانب مرتہن اول کے - نالش منجانب مرتہن دوم بخلاف مرتہن اول کے اور ڈگری نیلام صادر کیجاکر جائداد کا مرتہن دوم سے خرید کیا جانا - جو انکی قبضہ بحق مرتہن دوم - مرتہن اول کا حق واسطے دلا پانے قبضہ کے -

ایک مرتہن نے بربنائے اپنے رہن کے نالش کرکے ایک ڈگری حاصل کی تہی اور باجرائے ڈگری مذکور کے اراضی مرہونہ کو نیلام کرایا تہا۔ اس نیلام مین ا سنے اراضی مذکور خرید کرلی تہی اور بعدمین س کے پاس فروخت کردی تہی جسنے انکا قبضہ حاصل کرلیا تہا۔ تاریخ ارجاع نالش پر ایک دوسرا رہن اراضی مذکور پر موجود تہا مگر مرتہن دوم نالش مذکور مین فریق نہ بنایا گیا تہا - ازان بعد مرتہن دوم نے ایک نالش بخلاف س وغیرہ کے رجوع کرکے ایک ڈگری حاصل کی تہی جسکی روسے اراضی متنازعہ کے نیلام کا اختیار تابع حقوق س کے عطا کیا گیا تہا۔ اراضی پہر نیلام لگئی تہی اور مرتہن دوم نے خرید کرلی تہی جسکے کہ جانشینان استحقاق حسب ضابطہ طور سے اسپر قابض کئے گئے تہے۔ اب س نے عدالت مین ایک درخواست واسطے حصول حکم منسوخی جوانکی قبضہ بحق جانشینان مرتہن دوم کے کی تہی -

تجویز ہوئی کہ س قبضہ کا مستحق تہا -

درخواست پیش کردہ زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنالش ابتدائی نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۵ء بعدالت منصف ضلع منارگودی - سائل (اپیلانٹ) نے بعض جائداد ایک شخص قادر محی الدین روتہن سے خرید کی تہی - روتہن مذکور نے جائداد مذکور اس نیلام مین خرید کی تہی جو بعدالت اجرائے ڈگری نالش ابتدائی نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۸۱ بعدالت مذکور کے عمل مین آیا تہا۔ اس نالش مین قادر محی الدین روتہن منتقل الیہ مدعی تہا - نالش بربنائے ایک رہن کے تہی اور اسنے باجرائے ڈگری مذکور کے اراضی کو خرید کرلیا تہا - تاریخ ابتدائی نالش ۲۴ سنہ ۱۸۸۷ء پر ایک دوسرا رہن اراضی مذکور پر موجود تہا مگر مرتہن دوم نالش مذکورہ مین فریق نہ بنایا گیا تہا سائل اراضی مذکور پر قابض کیا گیا تہا۔

---

* متفرق دیوانی اپیل دیوانی نمبر ۱۳۶ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی حکم جی ایف ٹی پاور صاحب ڈسٹرکٹ جج تنجور بمقدمہ اپیل متفرق دیوانی نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی حکم پی ویراسامیا منصف ضلع منارگودی بمقدمہ درخواست متفرق نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۹ء بمعاملہ نالش ابتدائی نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۵ء -

سنہ ۱۹۰۱ء
محمد حسن روتھن
بنام
عبد اللہ

زان بعد مرتہن دوم نے ایک نالش ابتدائی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۵ء رجوع کی تھی جسمین سائل بطور مدعاعلیہ نمبر ۵ کے شامل کیا گیا تھا) اور اُسنے ایک ڈگری حاصل کی تھی جسکی رو سے نیلام اراضی مذکور کا اختیار تابع استحقاق سائل کے عطا کیا گیا تھا سائل کے استحقاق کی تعدی اور اُن دیگر امور کا فیصلہ نکیا گیا تھا جو کہ مابین اُسکے اور مرتہن دوم کے پیدا ہوتے تھے۔ اور فریقین مین سے کسی نے اپیل نکیا تھا۔ اسلیے اراضی مذکور بعلت اجراء ڈگری مذکور کے فروخت کیگئی تھی مگر تابع سائل کے حقوق مرتہنی کے۔ اسکو مدعی (یعنی مرتہن دوم) نے خرید کیا تھا جو بعدہٗ فوت ہوگیا تھا۔ مگر اسکے ورثاء (فریق مخالف حال) عدالت سے اراضی پر قابض کئے گئے تھے۔ سائل نے اب یہ دعوی کیا تھا کہ فریق مخالف کو کوئی حق اراضی کے نیلام کرانے یا اسکا قبضہ حاصل کرنیکا حاصل نتھا الا اگر پہلے یہ قرار دلایا جاتا کہ اُسکے متعلق سائل کے استحقاق کی حد کسقدر ہے اور اُسنے استحقاق مذکور کا دعوی کیا تھا۔ اُسنے استدعا کی تھی کہ ایک حکم مشعر منسوخی حوالگی قبضہ بحق فریق مخالف صادر کیا جائے منصف ضلع نے ذیل کا حکم زیر دفعات ۲۴۴ و ۳۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا تھا:۔ "درخواست ہذا ایک ایسے شخص نے کی ہے جو بعض اراضیات خریدکردہ خود باجراء ڈگری مصدرہ بنالش نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۸۷ء بحیثیت مرتہن اول اراضی مذکور سے بیدخل کیا گیا تھا اور اُسنے یہ استدعا کی ہے کہ جائداد مذکور کا قبضہ اسطرح سے اسکے حق مین بحال کیا جاے کہ وہ مرتہن دوم اور خریدار نیلام بنالش ابتدائی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۵ء سے واپس لیا جائے۔ دراصل درخواست صحیح طور پر بحوالہ دفعہ ۳۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیگئی ہے کیونکہ بیدخلی فریق مخالف کیطرف سے عملمین آئی تھی نہ کہ بحیثیت ڈگریدار کے بلکہ بحیثیت خریدار نیلام کے۔ اگر ایسا ہے تو قبضہ مذکور مین اب دست اندازی نہین کیجا سکتی کیونکہ نیلام دوم حسب ہدایت عدالت اپیل بصیغہ اپیل کے برطرفی حق سائل بحیثیت خریدار اول کے اور صرف تابع اسکے استحقاق بحیثیت مرتہن اول کے عملمین آیا تھا۔ بلحاظ متعلقہ حیثیت سائل اور فریق مخالف کے سائل صرف یہ عذر کرسکتا ہے کہ جائداد اب تک اسکے قرضہ کی جوابدہ اور اس امر سے کسی شخص کو انکار نہین جس امر کے متعلق کہ اسکے وکیل نے عدالت پر زور دیا ہے وہ یہ ہے کہ مرتہن مابعد اور خریدار سے وہ قرضہ دلایا جانا چاہیے جو کہ بحق سائل کے واجب الادا ہے قبل اسکے کہ وہ قبضہ اراضی حاصل کرسکے اور اگر وہ ایسا کرنیسے قاصر ہے تو وہ جائداد کا قبضہ چھوڑنے پر مجبور کیا جانا چاہیے۔ مین اس حجت کی وقعت کو معلوم کرنیکے ناقابل ہون منسلکہ ڈگری اپیل مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جس سے اسکی خفیف سی تائید بھی ہوتی ہو بیدخلی منسوخ نہین کیجا سکتی اور سائل کو چاہیے کہ اپنی چارہ جوئی کسی اور طرح پر کرے۔ درخواست معہ خرچہ خارج کیجاتی ہے"۔

سنہ ۱۹۰۰ع
محمد حسین
بنام
عبد اللہ

سائل نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جنہوں نے ذیل کا حکم صادر کیا: میری رائے میں منصف ضلع کا حکم درست ہی - جب عدالت اپیل نے یہ کہا تہا کہ مدعی جائداد مرہونہ کو تابع حقوق مدعا علیہ دوم کے نیلام کرا سکتا ہے تو اسکی مراد صرف یہ ہوسکتی تہی کہ اراضی تابع مدعا علیہ دوم کے حقوق مرتہنی کے نیلام کیجانی چاہئے اسکی یہ مراد نہو سکتی تہی کہ وہ تابع انکے حقوق بطور مالک اراضی مرہونہ خرید کردہ بمطابق نیلام ماقبل کے نیلام کیجانی چاہیے کیونکہ یہ بات لغو ہوگی - مدعا علیہ دوم نے حقوق مرتہنی مین استحقاق قبضہ شامل نہین ہے اسلئے جب اراضی دوسری دفعہ باجراے ڈگری عدالت اپیل کے تابع اسکے حقوق مرتہنی کے نیلام کیگئی تہی تو وہ بمقابلہ خریدار نیلام دوم کے قبضہ کا مستحق نتہا - اپیل معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے "

اس حکم کی نارضی سے سائل نے اپیل حال رجوع کیا -

وی کے شنا سامی آیار صاحب اپیلانٹ نے یہ عذر کیا کہ عدالتہاے ماتحت نے سائل کو بیدخل کرنے اور فریق مخالف کو قبضہ عطا کرنے مین غلطی کی ہے - سائل قبضہ کا مستحق تہا اور اُسکا استحقاق درباره اراضی کے صرف تابع استحقاق انفکاک از طرف فریق مخالف کے تہا - انہوں نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا وینکٹا نرا سماہ بنام راماساہ (۱) نانک چند بنام تلوک سنگی کور (۲) وو ینکٹا بنام کنام (۳) -

سوامی آیار صاحب رسپانڈنٹ نے یہ حجت کی تہی کہ فریق مخالف کے پیشین یا سبق نے جملہ حقوق اراضی پر حاصل کئی تہے اور کہ سائل صرف انفکاک کا مستحق تہا - انہوں نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا چتیا رنگام پرہا سراتہی نا ینکر (۴) ونرائنا سامی نیدو بنام نرائنا راو (۵) .

شپرڈ صاحب جسٹس: - اپیلانٹ کے قبضہ مین بذریعہ خرید کے بعض اراضی شمول اُس سرٹیفکیٹ کے آئی ہے جو کہ اسکو بائع کو عطا کیا گیا تہا جسنے خود بحیثیت مدعی بنالش بر بنائے رہن مورخہ ۱۸۸۲ع کے اراضی مذکور معہ دیگر اراضیات کے نیلام باجراے ڈگری مین خرید کی تہی - اُس نالش کی تاریخ پر ایک دوسرا رہن موجود تہا مگر اُس رہن کا قابض فریق نہ بنایا گیا تہا -

چنانچہ اُسنے ایک نالش ۱۸۹۵ع مین رجوع کی تہی جسمین اپیلانٹ فریق بنایا گیا تہا اور اُسنے ایک ڈگری حاصل کی تہی

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۸ لغایت صفحہ ۱۱۲
(۲) ״ ״ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۵ لغایت صفحہ ۲۶۸
(۳) ״ ״ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۸۴ لغایت صفحہ ۱۸۸
(۴) ״ ״ ״ جلد ۲۰ صفحہ ۱۲۰ (۵) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۶۲

سنہ ۱۹۰۰ع
چوچن روتہین
بنام
محمد اللہ

جسکے روسے منجملہ دیگر امور کے اراضی مذکور کے نیلام کا اختیار تابع استحقاق اپیلانٹ کے عطا کیا گیا تہا۔ ڈگری مذکور کے صادر کرنیمین صاحب جج ضلع نے عملی طور پر ان سوالات کے فیصل کرنیسے انکار کیا تہا جو ہین اپیلانٹ اور مدعی نالش کے پیدا ہوتے تہے سوالات مذکور کا فیصل کیا جانا فریقین کے حقمین مفید تہا تاہم کوئی اپیل نکیا گیا تہا۔ اب بعد نیلام کے کہ مدعی نے خرید کی تہی سوال امین ہی اسکو ورثاء اور اپیلانٹ کے یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ قبضہ حاصل کرنیکے مستحق ہین اور میری یہ رائے ہے کہ سوال مذکور کا فیصلہ کارروائی حال مین کیا جانا چاہئے۔ مطابق عذر اپیلانٹ کے اسکے حقوق مین جنکی کہ تابع نیلام عمل مین آیا تہا استحقاق قبضہ شامل تہا اور اسی طرح چند دوسرے ہین الا رسپانڈنٹ کے استحقاق انفکاک سے اور مابعد کے حق پر بنائے اُسکے رہن سے۔ مطابق عذر رسپانڈنٹان کے جملہ حقوق جائداد کے متعلق بوجہ خرید مدعی کے منتقل ہوتے ہین تابع صرف اپیلانٹ کے استحقاق انفکاک جائداد کے۔

میری رائے مین اپیلانٹ کا عذر کامیاب ہونا چاہئے۔ صرف اس وجہ سے کہ اسکو استحقاق قبل حاصل ہے کیونکہ اُسکا رہن اور نیلام بلحاظ زمانہ کے مدعی کے رہن اور ڈگری سے پہلے کے تہے بلکہ اسکو یہ فائدہ بہی حاصل ہے کہ وہ قابض کیا گیا تہا۔ مقدمہ نداسنا بمقدمہ وینکٹا نرا سماہ بنام رامیاہ (۱) کے اور مقدمہ نانک چند بنام ملوک دیبی کو (۲) سے قوی تر ہے کیونکہ ان موخر الذکر مقدمات مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ مابین دو خریداران تابع مختلف ڈگریات کے استحقاق قبضہ اسکو حاصل رہتا ہے جسنے قبضہ پہلے حاصل کیا ہو بلا لحاظ تقدم اُس دعوٰی کے جسپر کہ ڈگری حاصل کیگئی ہو۔ مقدمات مذکور صریح طور پر اس صورت سے ممیز کئے جانیکے قابل ہین جسمین کہ مرتہن دوم نے بردستی اپنے رہن کے قبضہ حاصل کیا ہو۔ یامر قرین عقل ہے کہ وہ استحقاق قبضہ جو اسطرح پر حاصل کیا گیا ہو اُس نالش کے اثر سے متزلزل نہین ہوسکتا جو بربنائے رہن اول کے رجوع کیگئی ہو جسمین مرتہن قابض فریق نہ بنایا گیا ہو (ملاحظہ ہو وینکٹا بنام کانم (۳)) صورت حال مین مدعی قابض نہ کیا گیا تہا اسلئے صرف ایک ہی حق جسکو کہ استعمال کا دعوٰی وہ بصورت شامل کئے جانیکے نالش بربنائے رہن اول مین کر سکتا تہا انفکاک رہن مذکور کا حق تہا تاکہ اپنے رہن کو موثر کرالے۔ میری رائے مین اُسے صرف یہی حق حاصل ہے صرف اس قیاس پر کہ جائداد کی مالیت اُس رقم سے زیادہ ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۰۸ لغایت صفحہ ۱۱۲
(۲) " " کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۵ لغایت صفحہ ۲۶۸
(۳) " " مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۸۴ لغایت صفحہ ۱۹۸

سنہ ۱۹۰۰ء
محمد حسن ربتہن
بنام
عبداللہ

جو بروئے رہن اول کے محفوظ کیگئی ہے انکو کوئی واقعی حق جائداد مین حاصل ہے رسپانڈنٹ کے وکیل نے مقدمہ رنگیا چیٹیار بنام پرتہا سراتھی نائیکر (۱) پر انحصار کرکے یہ حجت کی ہے کہ انکا موکل بحیثیت مرتہن دوم کے مستحق اس امر کا ہے کہ جائداد کو بایفاء اپنے دعویٰ کے نیلام کرائے۔ میری رائے مین یہ منظور کیا جانا چاہئے کہ وہ عبارت جسکا کہ استعمال فیصلہ مقدمہ مذکور مین کیا گیا ہے قابل مستثنےٰ کئے جانے کے ہے مگر وہ امر جو واقعی طور پر فیصل کیا گیا تہا صرف اُس ڈگری کے کافی ہونیسے تعلق رکہتا تہا جو بحق مرتہن دوم کے صادر کیگئی تہی۔ اُس مقدمہ مین کوئی سوال دربارہ خریدار اول کے استحقاق قبضہ کے موجود نہتا اور ڈگری کے رُوسے درحصل کامل طور پر مرتہن اول کے حقوق محفوظ کئے گئے تہے جسنے کہ جائداد خرید کی تہی۔ مقدمہ نرائنیا سامی نیدو بنام نرائنا راؤ (۲) خاص واقعات مقدمہ پر منحصر ہے۔ مختلف وجوہات اُن دو فاضل ججان نے اپنے نتیجہ کی بیان کی ہین جنہون نے کہ مقدمہ مذکور کو فیصل کیا تہا۔

یہ ایک ضروری نتیجہ ڈگری کے اُس نمونہ کے مطابق مرتب کئے جانے کا ہے جسکے کہ مطابق ڈگری حال مرتب کیگئی ہے کہ مزید تنازعہ پیدا ہو عملی طور پر وہ سوال جسکا کہ ہمنے فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ کس شخص کو اس تنازعہ مین پہلی کارروائی کرنی چاہئے؟ میری رائے مین رسپانڈنٹان کو پہلے تحریک کرنی چاہئے تہی کیونکہ اپیلانٹ جائز طور سے بروئے ایسے استحقاق کے قابض ہے جو رسپانڈنٹان کے حاصل کردہ استحقاق سے قبل ہے۔

مین اپیل ہذا کو منظور کرتا ہون اور ہدایت کرتا ہون کہ اپیلانٹ کا قبضہ بحال کیا جائے۔ مین کوئی خرچہ نہین دلاتا کیونکہ کوئی مشکل پیدا نہوتی اگر مدعی پہلی نالش مین شامل کیا جاتا۔

باڈم صاحب جسٹس:۔ مین متفق ہون۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۲۰
(۲) " " " جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و شپرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ء ۲۱ و ۲۷ ستمبر

مستصوبہ زیر ایکٹ اسٹامپ دفعہ ۵۷ *

ایکٹ اسٹامپ۔ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء دفعہ ۵۔ اقرارنامہ چند مالکان اراضی کے ساتھ واسطے حقوق کان کھودنے کے۔ استحقاق کا اجتماع۔ اسٹامپ۔

ایک کمپنی نے سکرٹری آف اسٹیٹ ہند سے ایک خاص ضلع مین معدنی اشیا کے تلاش کرنے اور کھودنے کا حق حاصل کر کے ایک اقرارنامہ بغرض مرتب کیا تھا کہ وہ ان چند اشخاص کی طرف سے تحریر کیا جانا چاہیے جو مالکان اراضی اور مالکان سطح زمین و حقوق معدن اُن اراضیات کے تھے جو ضلع مذکور مین شامل تھین۔ ہر ایک اقرارنامہ مذکور کے ہر ایک مقصودہ مقر کی طرف سے بعوض مبلغ عہ اور مالکان کے کمپنی کو ایک لائسنس بغرض عطا کیا گیا تھا کہ اُس زمین کو دیکھے اور کھودے جو انکی ملکیت ہو اور اقرار یہ تھا کہ اس اراضی کے حقوق معدن فروخت کئے جاتے ہین اگر ضرورت ہو ان مقر کی طرف سے یہ شرط بھی کیگئی تھی کہ کمپنی کو اُن دعاوی سے محفوظ کیا جائیگا جو کہ دیگر اشخاص کی طرف سے کئے جاوین اور یہ اقرار بھی کیا گیا تھا کہ حقوق معدن کسی دوسرے شخص کے پاس عرصہ پچاس سال تک فروخت نہ کئے جاوینگے۔

تجویز ہوئی کہ دستاویز مذکور پر وہ کل مقدار رسوم واجب الادا تھی جو کہ ہر ایک علیحدہ اگانہ دستاویز متعلق امر مذکور سے واجب الادا ہوتی بظاہر صورت مین دستاویز مذکور مین کئی ایک جداگانہ امور سے متعلق کارروائی کیگئی تھی یعنی چند اشخاص کے ساتھ انکی جداگانہ جائداد سے متعلق اقرارنامہ کیا گیا تھا اور کہ مناسب اسٹامپ جو استعمال کیا جانا چاہیے تھا آٹھ آنہ کا اسٹامپ یا اسقدر تعداد آٹھ آنہ کے اسٹامپون کی تھی جسقدر کہ جداگانہ مالکان کی تعداد تھی جو اقرارنامہ مذکور مین فریق تھے۔

نیز تجویز ہوئی کہ دستاویز مذکور مین یہ اقرارنامجات کسی ایک عہد کے ساتھ نہین کئے گئے تھے۔

مقدمہ بیان کردہ زیر دفعہ ۵۷ ایکٹ اسٹامپ سنہ ۱۸۹۹ء واسطے فیصلہ ہائیکورٹ کے۔ وہ اقرارنامہ بحوالہ جسکے کہ استصواب کیا گیا تھا حسب ذیل تھا:۔ "اقرارنامہ مابین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جسکا ذکر بعد ازین بطور مالک اراضی (مالکان اراضی) کے کیا جائیگا اور میسرز بسٹ اینڈ کمپنی سوداگران و بینکران و ساہوکاران مدراس جنکا ذکر بعد ازین بطور "کمپنی" کے کیا جائیگا جس لفظ مین انکے منتقل الیہم اور وہ دیگر اشخاص شامل ہونگے جو وقتاً فوقتاً مشترکاً یا منفرداً بطور لائسنسداران یا پٹہ داران کے اُس لائسنس معدن کے فائدہ کے مستحق ہونگے

* مقدمہ مستصوبہ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعہ ۵۷ ایکٹ اسٹامپ سنہ ۱۸۹۹ء منجانب سکرٹری کمشنر نمک و آبکاری و جداگانہ مالگذاری مدراس کے بروئے چٹھی مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۹۰۰ء متفرق نمبر ۲۶۱۰ کے۔

سنہ۱۹۰۱ء
ہفصوا ئیرایکٹ
اسٹامپ دفعہ ۳۵

جو سکرٹری آف سٹیٹ ہندوحاصل کیاجائے یاکسی پٹہ معدنی کے فائدہ کے جو سکرٹری آف سٹیٹ سے بتعمیل شرائط لائسنس مذکورکے حاصل کیاجائے. درصورتیکہ بروئے ایک دستاویز . . . . . کے سکرٹری آف سٹیٹ ہند نے میسٹر زبسٹ اینڈ کمپنی اور انکے اوصیاء و مہتمان و منتقل الیہم کو (جنکا کہ ذکر اُسمین بطور لائسنسداران کے کیاگیاہو) تنہا استحقاق اور لائسنس اُسکی تاریخ سے دو سال کیواسطے (منجملہ دیگرامورکے) واسطے تلاش کرنے اور کہودنے کوئیلے اور تیل کی کانونکے بعض اراضیات کے اندر عطاکیاہے . . . . . اور بروئے اُسی دستاویزکے سکرٹری آف سٹیٹ نے یہ شرط کی ہے کہ پٹہ حال کے ختم ہونے پر یااُس سے پہلے پٹہ داران کو مافوق استحقاق تابع امور مذکورہ پٹہ مذکورکے کان کہودنیکا پٹہ حاصل کرنیکے لئے عرصہ تیس سال تک مطابق شرائط دستاویزہٰذاکے ایک ایسے رقبہ پر حاصل ہوگا جو چہ مربع میل سے . . . . . مین زیادہ نہو۔ اور ہرگاہ کہ مالک اراضی تنہا مالک ضلع مذکورہ مین قطعہ زمین کاہے . . . . . اور نیز حقوق معدن بلااراضی مذکورکامگر تابع حقوق معدن زمیندار سرکاری یاشروترمیدارکے واسطے حصہ لینے کے اُن کہانونکی پیداوار مین جوکہ کہودی جائین۔ اور ہرگاہ مالک اراضی نے یہ اقرارکیاہے کہ وہ کمپنی کوایک لائسنس واسطے تلاش کرنے کے کل یاکسی جزوقطعہ زمین متذکرہ فہرست منسلکہ دستاویزہٰذاکے اور واسطے کہودنے کوئلہ اور دیگر معدنی اشیاء اور تیل کی کہانونکے عرصہ مذکورکے واسطے اُن شرائط کے تابع عطاکریگاجوکہ بعدازین مذکورمین اور اُسنے یہ بہی اقرارکیاہے کہ اگر ضرورت ہوئی توبرطبق کمپنی کی طرف سے عرصہ مذکورمین مطالبہ کئے جانیکے وہ کمپنی کے پاس حقوق معدن فروخت کریگا یا کمپنی کی مرضی سے کمپنی کوحقوق سطح زمین کاپٹہ اُس کل قطعہ زمین پر عطاکریگا جبکاکہ ذکر ضمیمہ منسلکہ دستاویزہٰذامین کیاگیاہے تابع ایسی شرائط کے جنکاکہ ذکر بعدازین واسطے کہودنے کوئلہ اور دیگر معدنی اشیاءکے کیاگیاہے۔ پٹہ مذکوراُسقدر عرصہ کے واسطے ہوگاجومطابق اُس باقی غیرمنقضی شدہ میعادکے ہوگاجوکہ کمپنی کوپٹہ عطاکردہ سکرٹری آف سٹیٹ ہند بہ تعمیل دستاویزبیان کردہ بالاکے حاصل ہو۔ دستاویزہٰذااس امرکی شہادت ہے کہ بہ تعمیل اقرارنامہ مذکورکے اور بعوض مبلغ عہ؎ اداکردہ کمپنی بحق مالک اراضی کے جسکی کہ رسیدکومالک اراضی نے قبول کیاہے مالک اراضی مذکوربذریعہ دستاویزہٰذاکے

سنہ ۱۹۰۰ء
استصواب پرائیوٹ
اسٹامپ نمبر ۵۰

ایک نا قابل تنسیخ استحقاق اور لائسنس کمپنی کو واسطے داخل ہونے اور کہودنے اور تلاش کرنے سطح زمین قطعہ ارضی متذکرہ ضمیمہ منسلکہ دستاویز ہذا کے عطا کرتا ہے اور نیز واسطے کہودنے گڑہون وغیرہ کے اور اسپر ڈالنے مٹی اور دیگر چیزونکے جو کہودی جائین اور اسپر ایسی عمارت بنانیکے جواز قسم انجن ہائے مشین ہائے وغیرہ کے ہون اور واسطے لگانے پودونکے جیسا کہ واسطے کہودنے گڑہون وغیرہ کے ضروری ہو اور اسمین پانی نکالنے کے جس غرض کیواسطے یہ آزادی حاصل ہے کہ کسی موجودہ سڑک و رہگذر ہائے و خندقہائے و نالا ہائے کو استعمال کرین اور قطعہ زمین مذکور پر جملہ درختان جہاڑیون وغیرہ کو واسطے اغراض کمپنی کے کاٹین جو کہ اس زمین پر روئیدہ پائے جائین اور جنکا کاٹنا غرض مذکور کے واسطے ضروری معلوم ہو اور جنکی کہ ضرورت کمپنی کو واسطے ایندہن اور اغراض عمارت وغیرہ کے پڑے تابع اس شرط کے کہ وہ مالک ارضی کو ایک رقم مالکانہ اور لگان جو کہ واجب الادا بحق زمیندار سرکاری یا متردد تہ دار منجانب قابض اراضی دربارہ نمونہ ہائے ذیل کے ادا کردین [اس موقعہ پر نمونونکا ذکر کیا گیا ہے] . . . . . (۳) کمپنی کو چاہئے کہ مناسب ایفا دیا معاوضہ قابض ارضی کو اُس جملہ نقصان کے واسطے ادا کرے جو کہ بتعمیل اُن اختیارات کے اُسے پہونچا ہو جو روئے لائسنس ہذا کے عطا کئے گئے ہین یعنی زراعت مین مانع ہونے یا درختان کے کاٹنے کی وجہ سے یا کسی اور طرح پر (۴) اقرارنامہ ہذا . . . . . سال کے واسطے موثر اور نافذ رہیگا (۵) قابض ارضی بذریعہ دستاویز ہذا کے کمپنی کے ساتھہ یہ شرط کرتا ہے کہ وہ جملہ تشخیص ہائے اور دیگر رقوم واجب الادا بحق زمیندار سرکاری اُس قطعہ ارضی کی نسبت تا دوران . . . . . بعرصہ سنین کے ادا کرا کیا جسکا کہ ذکر ضمیمہ منسلکہ دستاویز ہذا مین کیا گیا ہے (۶) اور کہ مالک ارضی اُس قطعہ زمین کا تنہا مالک ہے جسکا کہ ذکر ضمیمہ مین کیا گیا ہے (۷) مالک ارضی ذمہ لیتا ہے کہ کمپنی کو جملہ نالشات و دعاوی و مطالبات منجانب ایسے دیگر اشخاص سے محفوظ کر یگا جو کہ قطعہ زمین مذکور کا مستحق ہونے یا کسی اور طرح سے اسمین حق رکہنے کا دعوی کرتے ہون

سنہ ۱۹۰۰ء
مستثنیٰ از ایکٹ
اسٹامپ ضد ہ

(۸) اور کہ قابض اراضی کو چاہیئے کہ دوران عرصہ . . . . . سال مذکور مین بخلاف مندرجہ اقرارنامہ
ہذا کے کل یا جزو اراضی مذکور کے استحقاق سطح یا معدن کو فروخت یا منتقل نکرے اور نہ کوئی ا. لائسنس
کسی اور کمپنی یا شخص یا اشخاص کو دوبارہ تلاش کرنے یا کان کھودنے کے اسی قطعہ زمین پر عطا کرے
(۹) اور کہ کمپنی مجاز ہوگی کہ کسی وقت دوران عرصہ . . . . . سال مذکور مین ان عمارات یا دیگر
تعمیرات یا انجن یا مشین وغیرہ کے کل یا جزو کو گرا دے مگر کمپنی پر یہ لازم نہوگا کہ انکو بالضرور گرا دے
جو کہ کسی وقت دوران عرصہ . . . . . سال مذکور مین قطعہ زمین مذکور پر بنائی گئی ہون ۔
(۱۰) اور کہ قابض اراضی کو چاہیئے کہ اگر کمپنی کی طرف سے ایسا ہی مطالبہ کیا جاوے کہ کسی وقت
دوران عرصہ . . . . سال مذکور مین کمپنی مذکور کے پاس جملہ حقوق قابض اراضی دربارہ کان
کھودنے کے کل جزو زمین مذکور کے فروخت کردے تاکہ اسمین سے کوئلہ یا دیگر معدنی اشیاء
نکالی جائیں بشرح مبلغ . . . . . روپیہ فی ایکڑ کے یا اراضی مذکور کے رقبہ مین سے ایک
جزو فروخت کردے (۱۱) مالک اراضی کو چاہیئے کہ اگر کمپنی سے ایسا ہی مطالبہ کیا جائے تو کسی
وقت دوران عرصہ . . . . . سال مذکور مین کمپنی کے اقتضائے مرضی کے مطابق یا تو
بیع یا منتقل بحق کمپنی کے بعوض مبلغ . . . . . روپیہ کے حقوق سطح قطعہ زمین مذکور کے
کردے یا کمپنی کو اسکا پٹہ بعوض مبلغ . . . . . روپیہ فی ایکڑ سالانہ لگان کے اسقدر
عرصہ کے واسطے عطا کرے جو کہ پٹہ عطا کردہ سکرٹری آف سٹیٹ ہند بہ تعمیل دستاویز
مذکور کی میعاد معین سے غیر منقضی ہو (۱۲) ایسا پٹہ کمپنی کے اختیار تمیزی پر قابل اختتام ہوگا
جبکہ کوئلہ یا دیگر معدنی شئے اسمین سے نکالی جاتے یا ختم ہو جاوے یا جبکہ کمپنی اُسکے
کھودنے سے کوئی منافعہ حاصل نکر سکے (۱۳) قابض اراضی کو چاہیئے کہ خود اپنے خرچ سے
تا دوران سنین مذکور یا قبل یا بعد فروخت یا منتقل کرنے یا پٹہ پر دینے اپنے حقوق معدن
کے جیسا کہ قبل ازین مذکور ہے جملہ ایسی درخواستہائے زمیندار گورنمنٹ مدراس کے
یا دیگر عہدہ داران قائم مقامان سکرٹری آف سٹیٹ ہند کے پاس یا جنکو کہ ایک حصہ
کا نوبین حاصل ہو کرے جیسے کہ کمپنی کو وقتاً فوقتاً واسطے حاصل کرنے منظوری سکرٹری
آف سٹیٹ ہند یا مالکان یا قابضان حصہ معدنیات کمپنی سے ضرورت پڑے

سنہ ۱۹۰۰ء
استصواب بموجب
ایکٹ اسٹامپ
دفعہ ۵۷

جو کہ کوئی کان کہودنیکا کام قطعہ زمین مذکور پر کرتے ہون (۱۲) اور مابین قابض اراضی اور کمپنی کے بذریعہ اقرارنامہ ہذا کے یہ قرار پایا ہے کہ اگر کوئی اشتباہ یا اختلاف یا تنازعہ دربارہ مقدار کسی ڈامگی کے پیدا ہوجاویگی ہو اور جو بہ تعمیل شرائط اقرارنامہ ہذا کے کیجاتی ہو تو معاملہ متنازعہ بغرض فیصلہ کے اس افسر مال کے پاس بہیجا جانا چاہیئے جو اسوقت اُس ضلع کا انچارج ہو جسکی کلاندر قطعہ زمین زیربحث حال واقعہ ہو اور درصورتیکہ افسر مال مذکور نا قابل عمل کرنیکے ہو یا بطور ثالث عمل کرنا نچاہے تو ایسے دیگر شخص یا اشخاص کے پاس بہیجا جانا چاہئے جو کہ باہمی باتفاق قابض اراضی و کمپنی سے قرار پائے اور فیصلہ ایسے افسر مال یا دیگر شخص یا اشخاص کا ناطق اور قابل پابندی بر قابض اراضی و کمپنی ہوگا۔

[اسکے بعد فہرست منسلکہ درج کیگئی ہے] جسکی شہادت مین فریقین اقرارنامہ ہذا نے اپنے اپنے دستخط معہ تاریخ اور سن سے ثبت کئے مین۔ دستخط ...... بموجودگی ...... دستخط میسرز بسٹ اینڈ کمپنی بموجودگی ...... ایضاً

بورڈ مال کی رائے مین دستاویز ہذا کے روسے استحقاق دخیلکاری اور کان کہودنے کا اور کوئلہ کے نکالنے کا بعد ادا کرنے پریمیم (پیشکش) مبلغ عہ کے عطا کیا گیا تہا علاوہ مالکانہ غیر مستحق مقدار کے اور دستاویز مذکورہ واجب الاخذ کم از کم آٹھ آنہ کے رسوم کی زیر مد ۳۴ (ج) ضمیمہ اول ایکٹ اسٹامپ (۲ سنہ ۱۸۹۹ء) تہی۔ یہ بہی خیال کیا گیا تہا کہ دستاویز مذکور پر مزید رسوم اسٹامپ بیک اقرارنامہ زیر مد ۵ (ب) اور اقرارنامہ پٹہ کا زیر مد ۳۵ اور مد بارہ شرائط بیع ا عطا کئے گئے زیر پٹہ کے جو اسمین درج ہیں واجب الاخذ تہا۔

میسرز بسٹ اینڈ کمپنی نے ایک فیصلہ متعلق بابت امر کی درخواست کی تہی کہ آیا وہ اقرارنامجات جو از قسم دستاویز متنازعہ حال ہون ایک ہی کاغذ اسٹامپ پر منجانب پٹہ داران کے مشترک طور پر تحریر کیجا سکتی ہے یا کہ فرداً فرداً۔ انہون نے یہ عذر کیا تہا کہ پٹہ داران جنکو مشترک استحقاق اراضیات مین حاصل نہتا مشترک حق کامیابی کاروبار معدن مین رکہتے ہتے اور انہون نے استدعا کی تہی کہ اقرارنامہ مذکور کے موضع بموضع تحریر کئے جانے کی اجازت دیجانی چاہیئے بورڈ کی رائے مین دفعہ ۵ ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء مین یہ قرار دیا گیا ہے کہ دستاویزات متعلق بہ جداگانہ اور صریح معاملات کے واجب الاخذ اُس کل مجموعہ رسوم کی ہین جو کہ جداگانہ دستاویزات متعلق

سنہ ۱۹۰۰ء
استصواب زیر ایکٹ اسٹامپ دفعہ ۵۷ -

پھر ایک معاملہ مذکور پر واجب الاخذ ہوتا۔ بورڈ نے قاعدہ مندرجہ قانون شہادت فلپس صاحب کا حوالہ دیا تھا جو یہ ہے کہ "اگر حقوق فریقین کا تعلق ایک شے کے ساتھ ہو جو دستاویز کا امر مدعا بہا ہو یا بالفاظ دیگر اگر دستاویز مذکور جداگانہ حقوق مختلف فریقہائے پر حاوی ہو اور کہ بلحاظ جملہ فریقہائے کے شرکت امر مدعا بہا موجود ہو تو ایک ہی اسٹامپ کافی ہوگا"۔ اور بورڈ کو اس امر میں شبہ تھا کہ آیا کوئی شرکت امر مدعا بہا میں بلحاظ جملہ باشندگان ہر ایک موضع کے موجود تھی اور کہ آیا مسٹر زسبٹ اینڈ کمپنی کی استدعا قابل پذیرائی تھی چنانچہ انہوں نے مقدمہ کا استصواب ہائیکورٹ سے زیر دفعہ ۵۷ ایکٹ اسٹامپ کیا تھا۔

مقدمہ ہذا واسطے غرض سماعت سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس اور بنسن صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تھا۔ وہ بعد میں عدالت کے روبرو دوبارہ بحث کئے جانے کیلئے ملتوی رکھا گیا تھا۔

مسٹر کے براؤن از طرف مسٹر زسبٹ اینڈ کمپنی:- استدعا کیگئی ہے کہ دفعہ ۵ متعلق ہوتی ہے اور اسٹامپ واجب الادا صرف ۸ آنہ کا اسٹامپ ہے۔ مقدمہ ولس بنام بج (۱) سے جسکی کہ پیروی بمقدمہ زمین بنام کمشنران اینلنڈ ریونیو (۲) میں کیگئی تھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی اسٹامپ کافی ہے جہانکہ چند دستاویزات کا ایک ہی منشاء ہو اور ایک ہی شخص کے حق میں تحریر کیگئی ہوں۔ اقرارنامہ متنازعہ حال میں صرف ایک ہی غرض ایک خاص ضلع کی معدنی دولت دریافت کرنیکی ہے۔ مقدمہ ورتھنگٹن بنام وارنگٹن (۳) میں دستاویز میں پٹہ اور اقرار بیع اراضی دونو شامل تھے تاہم قرار دیا گیا تھا کہ دو جداگانہ اغراض موجود نہتین جنکی وجہ سے جداگانہ اسٹامپ واجب الاخذ ہوتا اور کہ غرض صرف ایک ہی تھی انہی سٹیٹوٹ کے الفاظ جسکے کہ تابع فیصلہ مذکور صادر کیا گیا تھا مقدمہ ریشبروک بنام ہاپڈ (۴) میں ظاہر ہوتے ہیں مقدمات مذکور کی وجہ یہ ہے کہ گو ایک اقرارنامہ میں ایک سے زیادہ شرائط درج ہو سکتی ہیں اور اسطرحپر وہ جداگانہ ہو سکتی ہیں تاہم وہ بہت سے اقرارنامجات میں منقسم نکیا جانا چاہئے اور واجب الاخذ بہت سے رسومات کا نہ بنایا جانا چاہئے۔ مقدمہ ریشبروک بنام ہڈ (۴) میں جہانکہ دو اسٹامپوں کا ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا دستاویز میں ایک اقرارنامہ بیع اور نیز ایک بن شامل تھے۔ مقدمہ ایلن بنام مارسین (۵) میں ایک مختارنامہ جملہ اراکین میوچل انشورنس کلب نے تحریر کیا تھا مقدمہ مذکور میں قانون شہادت فلپس صاحب طبع سوم صفحہ ۵۴۴ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مقدمہ حال میں شرکت غرض موجود ہے ایک ہی لگان تو ایک عام تلاش معدنیات کے واسطے کمپنی کو مقرر

---

(۱) لا جرنل ایکسچکر جلد ۸ صفحہ ۳۰۴ (۲) لا رپورٹ ایکسچکر جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ (۳) لا جرنل کامن پلیز جلد ۲۱ صفحہ ۱۷۸

(۴) برینوال و کرسول رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۵۷۵ (۵) برینوال و کرسول رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۵۶۵

سنہ ۱۹۰۰ء
استصواب زیر
ایکٹ اشامپ
دفعہ ۵

کرنا چاہئے یہ استصواب زیر ایکٹ اشامپ دفعہ ۴۶ ہے (۱) مین اس میر انقیاداران نے ایک دستاویز تحریر کی تہی جسکی رو سے اُس شخص کو جسکا اسمین ذکر کیا گیا تہا اختیار دیا گیا تہا کہ انکے واسطے انکے پہلی ایجنٹ سے وہ یافت اور دیگر ہر قسم کی آمدن وصول کرے جو کہ انکے حقوق میراثی سے ملحق تہی اور یہ کہ اُنکے منیہا کی کاشت کرے اور اُنکے مابین علی التناسب اُنکے حصص کے بعض اراضی شاملات وغیرہ کا منافع تقسیم کرے اور قرار یہ دیا گیا تہا کہ دستاویز مذکور ایک مختار نامہ تہی اور اسپر پانچ روپیہ کا اشامپ ہونا چاہئے تہا۔ نیز بغرض اس امر کے کہ انتقال کنندگان جائداد کو مختلف حقوق جائداد مین حاصل ہین اور یہی صورت مقدمات محولہ یعنی ولس بنام بیچ (۲) وزمین بنام کمشنران انلینڈ ریونیو (۳) مین موجود تہی اگر یہ قرار دیا جائے کہ ایک دستاویز حال مستوجب رسوم اشامپ ہے تو بیش کردہ تجویز ناممکن العمل ہوگی کیونکہ ہر ایک دستاویز کا رجسٹری کیا جانا بہی ضروری ہوگا نیز ملاحظہ ہو ڈولیس بنام ولیمس (۴) دستاویز زیر استصواب مین پایا جاتا گیا ہے کہ ایک ہی غرض اور ایک ہی زر بدل اور شرکت استحقاق موجود ہے۔ استصواب زیر ایکٹ اشامپ دفعہ ۴۶ ہے (۵) مین ۱۸ اشخاص ساکنان ... نے جنکا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ تہا ایک مختار نامہ بحق ایک شخص کے تحریر کیا تہا اور وجہ فیصلہ یہ تہی کہ کوئی شرکت استحقاق موجود نہ تہی اور تحریر کنندگان کے مابین کوئی تعلق نہ تہا۔

دوران بحث مین سندات ذیل کا حوالہ دیا گیا تہا:۔ رتہبرڈ ک بنام ٹہر (۶) ڈیوڈ سی کرافٹ بنام ٹڈبری (۷) ولس بنام بیچ (۲) گڈسن بنام فاربس (۸) دوستر اسم برجی بنام دنہوراد ہوجی (۹) جان فاسٹر بنام کمشنران انلینڈ ریونیو (۱۰) جیسٹر فیلڈ بروڈری کمپنی بنام انلینڈ ریونیو کمشنرز (۱۱) استصواب زیر ایکٹ اشامپ دفعہ ۴۶ ہے (۱۲) استصواب زیر ایکٹ اشامپ دفعہ ۴۶ ہے (۱) و وڈو بنام وڈ (۱۳)

تجویز:۔ سوال اہم جسکا استصواب ہمسے بغرض فیصلہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ آیا وہ دستاویز جو کلکٹر کے پاس

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۸۶
(۲) لا جرنل ایکسچکر جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۴
(۳) لا جرنل ایکسچکر جلد ۶ صفحہ ۱۰۱
(۴) اسمتہہ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۵۔ ایسٹ رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۲۳۲
(۵) مقدمہ مستصوبہ ۱۸۹۲ء (غیر رپورٹ شدہ)
(۶) لا جرنل کامن پلیز جلد ۷ صفحہ ۵۸
(۷) کامن بنچ رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۔ جلد ۳۰ صفحہ ۳۲۲
(۸) ٹامسن رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۷۱
(۹) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۱۸۸
(۱۰) (۱۸۹۴ء) کوئینز بنچ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۶
(۱۱) (۱۸۹۹ء) کوئینز بنچ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۷
(۱۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۵۸
(۱۳) بریوال ہاؤسلفس رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۴۷ مقدمات مطبوعہ جلد ۱۲ صفحہ ۴۶۹

سنہ ۱۹۰۰ء
استصواب نمبر
ایکٹ اشٹامپ
دفعہ ۵

پیش کیگئی تہی چند مختلف امور سے متعلق ہے اور ساوجہ سے زیر دفعہ ۵ ایکٹ اشٹامپ واجب الاخذ رسوم ہی دستاویز مذکور مکمل نہین ہے کیونکہ اسمین صرف ایک مالک اراضی کا نام لیاگیا ہے مگر مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے اور اس امر کو کیل میشرز بسٹ اینڈ کمپنی نے تسلیم کیا ہے کہ نیت یہ تہی وہ چند مالکان اراضی کیطرف سے تحریر کیجائے جنمین سے ہر ایک جداگانہ حق قطعہ اراضی مندرجہ فہرست منسلکہ محاذی نام ہر ایک مین حاصل ہے۔

محض یہی بیان امور واقعہ کا یہ ظاہر کرنیکے واسطے کافی ہے کہ دستاویز پر وہ کل مقدار رسوم واجب الاخذ ہے جو کہ جداگانہ دستاویزات متعلق بہ امور مذکور سے واجب الاخذ ہوتی کیونکہ یہ امر صریح ہے کہ اقرارنامجات دو یا زیادہ رعیتان کے ساتھہ جنکو مشترک حق ایک ہی اراضی مین حاصل ہو واسطے غیر یا پٹہ پر دینے اپنی اراضیات کے جداگانہ اقرارنامجات ہین جنکے روسے جداگانہ بناہائے دعوی منجانب یا بمقابلہ جداگانہ رعیتان کے پیدا ہوتے ہین۔ مگر بحث یہ کیگئی تہی کہ بعض مقدمات انگلستان کی تقویت پر شرکت استحقاق مابین جداگانہ مالکان اراضی ایسی پیدا ہونے کے موجود ہے جو فریق بنائے جاتے ہیں اسلئے صرف ایک ہی اشٹامپ کافی ہے۔ سب سے قوی مقدمہ جسکا حوالہ دیاگیا تہا مقدمہ ڈیوڈی کرافٹ بنام ٹڈبری (۱) ہے جسمین یہ قرار دیاگیا تہا کہ اُس دستاویز پر جو چند مداخلت کنندگان نے دربارہ اپنے جداگانہ مداخلت کے تحریر کی ہو جداگانہ اشٹامپ ہائے کے لگائے جانیکی ضرورت نہین ہے۔ دراصل یہ خیال کیاگیا تہا کہ چونکہ فریق انتقال کنندگان جملہ مداخلت ہائے کے انتقال مین شامل ہوئے تہے اسلئے ایک شرکت استحقاق مابین اُنکے ایک ہی امر مدعا بہا کے متعلق قایم ہوئی تہی۔ مقدمہ ولس بنام برچ (۲) مین ایک انتقالنامہ تین اشخاص نے مشترک طور پر ایک کمپنی کے ساتہہ حصص کی نسبت تحریر کیا تہا جنمین سے تیس حصص ایک شخص کی ملکیت تہے اور بیس دوسرے کی اور دس تیسرے کی قرار دیے دیاگیا تہا کہ گو دستاویز کے روسے جداگانہ حقوق ہر سہ اشخاص کے منتقل کئے گئے تہے تاہم تین اشٹامپ ہائے کی ضرورت نہتی۔ ولس بنام برچ (۲) کا حوالہ کیلی صاحب نے ظاہری پسندیگی کے ساتہہ مقدمہ فریمن بنام کمشنران انلینڈ ریونیو (۳) مین دیا ہے۔ موخرالذکر مقدمہ کوئی بلاواسطہ تعلق سوال متنازعہ حال کے ساتہہ نہین رکہتا۔ یہ امر اغلب ہے کہ سب آخری مقدمہ درج رپورٹ شدہ زیر قانون اشٹامپ فیصل کیاگیا تہا جیساکہ وہ قبل ایکٹ ۳۳ و ۳۴ وکٹوریہ باب ۹۷ کے نافذ ہونیکے موجود تہا۔ ایسے مقدمات پر غور کرنے مین یہ امر ملحوظ رکہا جانا چاہئے کہ قانون اُسوقت ایسا صریح نہتا جیساکہ سنہ ۱۸۷۰ء سے بعد ہوا ہے بلکہ اُن کے قانون مین وہ حکم جسپر کہ مقدمہ

(۱) ۱۸۵۳ء لا کامن پلیز رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۴ لغایت ۳۲۰ (۲) ۱۸۴۹ء لا جرنل اکسچیکر جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۴

(۳) لا رپورٹ اکسچیکر جلد ۶ صفحہ ۱۰۱ لغایت ۱۰۶

سنہ ۱۹۰۰ء
استصواب برایکٹ
اسٹامپ نمبر ۲ء

محول بالا مبنی تھا حسب ذیل تھا۔ جہاں ایک سے زیادہ امور یا اشیاء (یعنی دستاویزات یا پٹہ جات یا تمسکات) واجب الاخذ اسٹامپ ایک ہی کاغذ پر تحریر کئے جائیں تو رسوم ہر ایک امر مذکور کے متعلق ادا کیا جانا چاہئے۔ یہ حکم مذکور جیسا کہ کولٹمین صاحب جسٹس نے قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو رشبروک بنام ٹڈ (۱)) مختلف دستاویزات سے متعلق تھا جنکی کہ مختلف اغراض ایک ہی کاغذ میں درج کیگئی ہوں۔

ایک حکم از قسم یکو صحیح طور پر اس حکم سے مختلف ہی کہلا دار روے سٹیٹیوٹ ۳۳ و ۳۴ وکٹوریہ سنہ دیا گیا تھا۔ اسکی دفعہ ۷ ضمن ۲ میں یہ حکم ہے کہ اگر ایک سے زیادہ دستاویزات ایک ہی کاغذ پر تحریر کیجاویں تو ان میں سے ہر ایک دستاویز پر جداگانہ اسٹامپ لگایا جانا چاہئے جو کہ اسپر واجب الاخذ ہو۔ یہ عملی طور پر دفعہ ۴ قانون ملکہ ہند دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔ اسکی تعدد و ترتیب ہے جو در اصل و مشابہ دفعہ ۷ ایکٹ نافذہ ہند کے ہی۔ اس دفعہ سے ایک بالکل جدید حکم وضع کیا گیا ہے۔ اسلئے مقدمات برنائے سابقہ حیثیت ملکہ اب عملی طور پر بیوقعت ہوگئے ہیں۔ یہ امر واقعہ کہ سنہ ۱۸۶۵ء میں عدالت نے یہ قرار دیا تھا کہ ایک انتقال جیسا کہ ان مداخلت کنندگان نے تحریر کیا تھا جنکا ذکر مقدمہ ٹوڈی کراس بنام ملڈبری (۲) میں کیا گیا ہے صرف ایک ہی اسٹامپ کے لگانے کے قابل تھا در اصل کوئی وجہ اس حجت کی مہیا نہیں کرتا کہ وہی نتیجہ برہانے مشابہ دستاویز کے موجودہ زمانہ میں اخذ کیا جائیگا۔

دعیہ وکیل مسٹر زبٹ اینڈ کمپنی نے کسی مقدمہ منفصلہ بحوالہ ایکٹ اسٹامپ حال کا حوالہ نہیں دیا جو کہ بلا واسطہ تعلق سوال متنازعہ حال کے ساتھ رکھتا ہو۔ دو جدید مقامات میں جنکا اُسنے حوالہ دیا تھا یعنی جان فاسٹر بنام کمشنران انلینڈ ریونیو (۳) وچسٹر فیلڈ برورٹی کمپنی بنام انلینڈ ریونیو کمشنرز (۴) میں دستاویز زیر بحث ایک انتقالنامہ تھی نہ کہ معاہدہ از قسم حال اور انتقال کنندگان بطور شرکاء یا اراکین کمپنی کے ایسے اشخاص تھے جو مشترک حق جائداد میں رکھتے تھے جسکے کہ ساتھ وہ کاروائی کرتے تھے۔ انمیں سے کسی مقدمہ میں ممکن طور پر یہ نہ کہا جا سکتا تھا کہ دستاویز کا تعلق چند جداگانہ امور کے ساتھ ہے۔

اس امر کے فیصل کرنیکے واسطے کہ کسقدر اسٹامپ ایک دستاویز پر لگایا جانا چاہئے ہمکو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ اسکی صورت سے اسکا درست اور مناسب منشاء کیا معلوم ہوتا ہے

(۱) لا جرنل کامن بینچ جلد ۱۷ صفحہ ۸ بصفحہ ۶۰ (۲) سنہ ۱۸۵۴ء کامن بینچ رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۰ بصفحہ ۴۰۰

(۳) سنہ ۱۸۹۴ء کوئینس بنچ جلد اول صفحہ ۵۱۶ بصفحہ ۵۲۹ (۴) سنہ ۱۸۹۹ء کوئینس بنچ جلد ۲ صفحہ ۷

سنہ ۱۹۰۰ء
استصواب برائے اسٹامپ دفعہ ۵

(ملاحظہ ہو رائے مارٹن صاحب بمقدمہ فرمین بنام کمشنران انلینڈ ریونیو (۱)) پس بلحاظ دستاویز حال کے مطابق طریق مذکور کے ہمکو یہ کہنے مین کوئی تامل نہین ہے کہ وہ چند جداگانہ اسعد کے متعلق ہے یعنی اقرار نامجات چند اشخاص کے ساتھ دربارہ انکی جداگانہ جائداد ہائے کے کئے گئے ہین اور کہ اس حد تک رائے ظاہر کردہ بورڈ مال درست ہے۔

ہماری رائے میں بنابر اسکے یہ نہ پایا جانا چاہیے اسواسطے ۵ اسٹامپ یا اسقدر تعداد والے اسٹامپہائے کی ہے جسقدر کہ ان رعیتان کی تعداد ہے جو انمین فریق بنائے گئے ہین۔ ہماری یہ رائے ہے کہ دستاویز مذکور مین جداگانہ اقرارنامجات کسی ایک رعیت کے ساتھ نہین کئے گئے۔

مسٹر بارکلے آر اینڈ ڈیوڈ بہ اٹرنیان مسٹر زبٹ اینڈ کمپنی۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء

لکشمن چیٹیا (مدعی) اپیلانٹ بنام کنامل ویکس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۳۵ و ۲۴۴ و ۲۸۷۔ کارروائی بمد اجراء خریدار کیطرف سے اس جائداد کا قبضہ حاصل کرنے سے قاصر رہنا بصیغہ اجراء خرید کیگئی ہو۔ اجراء کا نامکمل ہونا۔

ایک ڈگری بحق مدعی ایک نالش مین ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء کو صادر ہوئی تھی اور ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء کو ڈگریدار نے اجراء کی درخواست کرکے بذریعے ایک نیلام عدالت کے بعض اراضی مملوکہ مدیون ڈگری کو خرید کر لیا تھا۔ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو ڈگریدار نے ایک درخواست واسطے دلاپانے قبضہ ان اراضیات کے کی تھی جو اسطرح پر خرید کیگئی تھی مگر بعض اراضیات کے متعلق جو الگی قبضہ نکیگئی تھی ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کو ایک درخواست واسطے آئندہ اجراء ڈگری کے کیگئی تھی۔

تجویز ہوئی کہ اجراء کو مکمل نہ کہا جا سکتا کہ خریدار نے قبضہ حاصل کیا تھا اور کہ ۱۲ مارچ کی درخواست مناسب طور پر ایک درخواست واسطے کئے جانے کسی کارروائی بمد اجراء کے کہلا سکتی تھی۔

مرائت اللہ ملا بنام رالکمبار (رپورٹ) (انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۹۰) کا حوالہ دیا گیا۔

درخواست موخرہ ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء پیش کردہ بحضور سبارڈینیٹ جج تنی ولی زیر دفعات ۲۳۵ و ۲۴۴ و ۲۸۷ مجموعہ

(۱) لاء رپورٹ ایکسچیکر جلد ۶ صفحہ ۱۰۱ بصفحہ ۱۰۶

یہ اپیل متفرق دیوانی نمبر ۱۴۲ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی حکم کے کرشنا راؤ اکیٹنگ سبارڈینیٹ جج تنی ولی بمقدمہ درخواست اجراء نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۹۹ء بمعاملہ نالش ابتدائی نمبر ۷۵ سنہ ۱۸۹۲ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کلشمن
بنام
سنزامل

ضابطہ دیوانی منجانب مدعی علیہ اس نالش کے جو عدالت مذکور نے فیصل کی تہی جسکی رو سے استدعا کیگئی تہی کہ ایک حکم بدین ہدایت صادر کیا جائے کہ زر واجب الادا بحق مدعی بربنائے ڈگری مورخہ ۲ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء بذریعہ قرقی و نیلام بعض جائداد ہائے مملوکہ مدعا علیہم کے وصول کیا جائے۔ پہلی درخواست کے طرف اسطرح بیان کیگئی تہی جو ایک درخواست اجراء ۱۹ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء کو کیگئی تہی اور جائداد ہائے نیلام کیگئی تہین اس نالش مین مدعی کیطرف سے جائداد ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء کو بعوض مبلغ صہ۶ روپیہ سے خرید کیگئی تہی۔ ایک درخواست ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو واسطے حاصل قبضہ جائداد ہائے خرید کردہ بہ نیلام مذکور کے کیگئی تہی۔ بعض جائدادوں کا قبضہ دلایا گیا تہا اور بعض کا قبضہ نہ دلایا گیا تہا اور انکے متعلق نالش ابتدائی ۲۰ سنہ ۱۸۹۹ء کو عدالت سب جج تنجور مین رجوع کیگئی ہے ۔

سب آرڈینیٹ جج نے ایک حکم صادر کیا تہا جو ذیل مین درج ہے اور جس سے مزید واقعات ظاہر ہوتے ہین :-

ایک سوال میعاد صورت حالیہ مین اٹہایا گیا ہے ۔ ڈگری ۲۰ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء کو صادر کیگئی تہی - ۱۹ر اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء کو ڈگریدار (مدعی) نے اجراء کی درخواست کی تہی اور نیلام عدالت مین مدیون ڈگری کی بعض اراضی خود خرید کرلی تہی - ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو اُسنے درخواست کی تہی کہ اسکو جائداد خرید کردہ کا قبضہ دلایا جائے اور اُسنے ضابطہ طور پر قبضہ حاصل کیا تہا - اُسکی درخواست حال جو واسطے مزید اجراء ڈگری کے کیگئی ہے ۶ر مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کی مرقومہ ہے - یہ امر صحیح ہے کہ درخواست حال زمانہ میعاد کے اندر ہے الا جبکہ درخواست مورخہ ۱۳ر مارچ سنہ ۱۸۹۶ء اُسے محفوظ کرلی ہو یعنی جبکہ وہ ایک کارروائی بمد اجراء سمجہی جائے یہ ظاہر کرنیکے واسطے کہ وہ امتناع میعاد کو محفوظ کرلیتی ہے مدعی نے فیصلہ مقدمہ موتی لال بنام مکند سنگہ (۱) کا حوالہ دیا ہے جسمین یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایک درخواست واسطے قبضہ اراضی خرید کردہ بعلت اجراء ڈگری منجانب خود مدعی ایک کارروائی بمد اجراء ہے - فاضل ججان الہ آباد ہائیکورٹ نے ایک پہلے فیصلہ عدالت مذکور بمقدمہ رادہا جیون بنام مان سنگہ (۲) پر انحصار کیا ہے جو بدین مضمون ہے کہ ایک درخواست واسطے حاصل کرنے ایک رقم زر نقد کے عدالت سے بابت ڈگری کے ایک کارروائی بمد اجراء ہے - یہ موخر الذکر فیصلہ بالکل درست ہو سکتا ہے مگر اسکے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ ہائیکورٹ کلکتہ نے ایک مختلف رائے اختیار کی ہے (ہیم چندر چودہری بنام برجو سندری دیبی (۳) و فضل الرحمن بنام الطاف حسین (۴) ملاحظہ طلب)

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۴۷۷
(۲) ″ ″ ″ جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۲
(۳) ″ ″ کلکتہ جلد صفحہ ۸۹
(۴) ″ ″ ″ جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۱

سنہ ۱۹۰۰ء
لکشمن
بنام
کماچی

میری اپنی رائے یہ ہے کہ فیصلہ مقدمہ موتی لال بنام مکند سنگھ (۱) دربارہ ایک درخواست قبضہ جائداد خریدکردہ کے درست نہیں ہو سکتا خریدار نیلام کی درخواست (خواہ وہ ڈگریدار ہو یا کوئی اور شخص) مشکل سے ایک کارروائی ممد اجرا سمجھا سکتی ہے۔ کیونکہ جہاں تک کہ حساب کتاب زیر بحث کا تعلق ہے ڈگری کا ایفا کم از کم تاریخ منظوری نیلام پر ہو گیا تھا جو بصورت حال ہذا ۹ اپریل ۱۸۹۵ء کو تو ضرور ہو گیا تھا۔ بعد کی درخواستیں جو کہ قبضہ جائداد خریدکردہ کی تعلق خریدار کے ساتھ ہیں کہ نہیں خواہ وہ ماکان تالث ہی ہو چاہ نیکہ وہ خود ڈگریدار ہو۔ یہ نتیجہ فیصلجات مقدمات راماندن چیٹی بنام کن پاچٹی (۲) وکیو سامی ایار بنام راما سامی ایار (۳) سے حاصل ہوتا ہے۔ فیصلہ مقدمہ ... بنام کالی پرشاد (۴) بھی ہم مضمون ہے کہ ایک کارروائی ممد اجرا صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ ایک درخواست اجرا واقعی طور پر دائر ہو۔ صورت حال میں کوئی ایسی درخواست ۱۳ مارچ ۱۸۹۶ء کو دائر نہیں تھی جبکہ ڈگریدار کی درخواست قبضہ داخل کی گئی تھی۔ چنانچہ درخواست قبضہ ایک کارروائی ممد اجرا نہیں ہو سکتی جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے۔ ہائیکورٹ الہ آباد نے اپنے فیصلہ مقدمہ موتی لال بنام مکند سنگھ (۱) کو فیصلہ مقدمہ رادھا چرن بنام مان سنگھ (۵) پر مبنی کیا ہے اور چونکہ اس موخر الذکر فیصلہ سے ہائیکورٹ کلکتہ نے اختلاف کیا ہے اسلئے مجھے اس امر میں شبہ ہے کہ آیا مقدمہ اول الذکر کی پیروی کیجانی چاہیے۔ مزید برآں ہمارے ہائیکورٹ کے فیصلہ مقدمہ راماندن چیٹی بنام کونا پوچیٹی (۲) وکیو سامی ایار بنام راما سامی ایار (۳) کا اثر یہ ظاہر کرنے کا ہے کہ فیصلہ مقدمہ موتی لال بنام مکند سنگھ (۱) درست نہیں ہو سکتا۔ اسلئے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ درخواست حال بروئے درخواست مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۶ء کے محفوظ نہیں ہوتی لہذا میں اسے بلا خرچہ خارج کرتا ہوں۔

بنا بریں مذکورہ سائل (مدعی) نے اپیل حال اسوجہ پر رجوع کیا تھا کہ ڈگریدار کی درخواست دلائے جانے قبضہ ان جائداد دلائے کے جو کہ اسنے نیلام بابت اجرا میں خریدی کی تھیں ایک کارروائی ممد اجرا حسب منشاء مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد تھی اسلئے ڈگری کے اجرا کا حق ممنوع نہ ہو گیا تھا۔

سنڈرم ایار و بالا سبرامنیا ایار منجانب اپیلانٹ۔
رسپانڈنٹ کی طرف سے کوئی وکیل نہ تھا۔

---

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۷۷ (۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد
(۳) اپیل متفرقہ نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۵ء (غیر رپورٹ شدہ) (۴) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد
(۵) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
[illegible]
بنام
[illegible]

تجویز: اجراء اسوقت تک مکمل نہوا تہا جبتک کہ خریدار نے قبضہ حاصل نکیا تہا اسلئے اُسکی درخواست مناسب طور سے ایک درخواست واسطے کیجانے کسی کارروائی مد اجراء کے کہلا سکتی ہے (ملاحظہ ہو سرانیت اللہ بنام رانجیلما اسٹیلی (۱)) ہمکو چاہئے کہ حکم صدرہ کو منسوخ کر کے مقدمہ کو فیصل کیجانیکے واسطے واپس بہیجین خرچہ اپیل ہذا نتیجہ مقدمہ پر منحصر اور متعقب ہوگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیویس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء

نیکیٹا راما نما (قائم مقام قانونی مدعا علیہ و مدیون) اپیلانٹ بنام پرشوتم (مدعی و ڈگریدار) رسپانڈنٹ۔

ایکٹ میعاد۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۹۔ درخواست اجراء۔ درخواست واسطے کیجانے کسی کارروائی مد اجراء کے۔ امتیاز۔

۴ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو ایک ڈگریدار نے ایک درخواست علی التعین واسطے قرق کیجانے ایک رقم زر نقد مملوکہ مدیون ڈگری کے کی تہی جو ایک محکمہ سرکاری کی تحویل مین تہی۔ کوئی استدعا درخواست مذکور مین بایں مضمون نکیگئی تہی کہ زر مذکور سائل کو ادا کیا جاوے بلکہ ایک حکم جسکا منشاء زیر دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیجانیکا تہا ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو صادر کیا گیا تہا جسکی رو سے محکمہ مذکور سے یہ استدعا کیگئی تہی کہ زر مذکور عدالت مین ادا نکرے۔ ۲۹ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء کو ڈپٹی کلکٹر خزانہ نے عدالت کو یہ اطلاع دی تہی کہ مدیون ڈگری کے حق مین ایک بقایا واجب الادا ہے۔ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو ڈگریدار نے عدالت مین ایک درخواست زیر دفعات ۲۶۸ و ۲۷۲ مجموعہ مذکور بایں مضمون کی تہی کہ بقایا مذکور طلب کیا جاوے اور اُسکو ادا کیا جاوے۔

تجویز: طور بالا کردہ درخواست ممنوع التمادی نہی اور کہ مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد مقدمہ ہذا سے متعلق نہوتی تہی۔

درخواست جانب ڈگریدار داخل کردہ زیر دفعات ۲۶۸ و ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بالفاظ ذیل تہی :-

"اسلئے درخواست براجرائی نالش مذکور مین مدعی نے کی تہی اور جو روپیہ جو ڈپٹی کلکٹر خزانہ ضلع کستنا [illegible] واسطے [illegible] بذریعہ ایک حکم امتناعی کے قرق کیا گیا تہا۔ اسپر ڈپٹی کلکٹر خزانہ ضلع کستنا نے ایک چٹہی اسی عدالت مین ۲۹ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء کو ارسال کی تہی جسکے رو سے یہ اطلاع دیگئی تہی کہ

(۱) انڈین لاء رپورٹس کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۹۔

اپیل متفرقہ دیوانی مد ۱۶ سنہ ۱۹۰۱ء بنا راضی حکم [illegible] مسٹر [illegible] صاحب ڈسٹرکٹ جج کستنا مطبق درخواست متفرقہ مد ۲۷ ۱۱ سنہ ۱۸۹۸ء زمرہ نالش ابتدائی مد ۲ سنہ ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
وینکٹارامانما
بنام
پرشوتم

صرف مبلغ ۱۴/۱۱/۵ ملو کہ مدعا علیہ اسکی پاس باقی ہین اور کہ وہ رقم مدعیکو ادا کیئے جانیکے واسطے مہیا ہو سکتی ہے۔ رقم مذکور اتبک ڈپٹی کلکٹر خزانہ مذکور کے پاس جمع ہے۔ اسلئے مدعی یہ استدعا کرتا ہے کہ مبلغ ۱۴/۱۱/۵ کی رقم مذکور بذریعہ صادر کرنے ایک حکم کے ڈپٹی کلکٹر خزانہ کے نام منگوائی جاکر مدعیکو ادا کیجائے“

مدیون ڈگری نے ایک بالمقابل درخواست زیر دفعات ۲۴۴ و ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی و مدات ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد دہین بیان کی تہی کہ ”اجراء ڈگری صورت حالین زاید المیعاد ہے کیونکہ سب سے آخری درخواست ڈگریدار نے ۴ نومبر ۱۸۹۵ء کو کی تہی اور اسوجہ سے کوئی کارروائی مد اجراء مدعی نے اسوقت کے بعد نہیں کی۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ مدعی نے اب ایک درخواست واسطے وصول کیئے جانے ایک خاص رقم زر نقد کے بروئے ڈگری کے اور ادا کیئے جانے اس رقم کے بحق مدعی کے کی ہے۔ سائل یہ استدعا کرتا ہے کہ کوئی مزید کارروائی اجرا نہین کیجاسکتی کیونکہ ڈگری صریح طور پر زائد المیعاد ہے۔ سائل یہ استدعا کرتا ہے کہ زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی یہ ڈگری دیجائے کہ مزید اجراء ڈگری زاید المیعاد ہے اور کہ خرچہ سائل مدعی سے ادا کیا جائے“

صاحب جج ضلع نے اہم واقعات کو حسب ذیل بیان کیا تہا: ”ڈگریدار نالش ابتدائی ۳۷ سنہ ۱۸۹۲ء نے ۴ نومبر ۱۸۹۵ء کو ایک درخواست واسطے قرق کیئے جانے دو رقوم زر نقد کے جنمین سے ایک ڈپٹی کلکٹر خزانہ کے پاس اور دوسری اسسٹنٹ کمشنر نمک کے پاس جمع تہی اور واسطے صادر کئے جانے اس حکم کے کی تہی کہ رقوم مذکور عدالت مین ارسال کیجائین کوئی استدعا بدین مضمون نکلگئی تہی کہ زر مذکور سائل کو ادا کیا جائے۔ ایک حکم جسکا منشاء زیر دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کئے جانیکا تہا ۱۹ نومبر ۱۸۹۵ء کو جاری کیا گیا تہا اور اسکی تعمیل ڈپٹی کلکٹر خزانہ اور اسسٹنٹ کمشنر نمک پر کیگئی تہی جسکی رو سے اُنسے مطالبہ کیا گیا تہا کہ رقم واجب الادا بحق مدیون عدالت مین ارسال کیجائے . . . بروئے ایک چٹھی مورخہ ۲۹ اپریل ۱۸۹۸ء کے ڈپٹی کلکٹر خزانہ نے عدالت کو اطلاع دی تہی کہ ایک بقایا مبلغ ۱۴/۱۱/۵ کا بحساب مدیون ڈگری جمع ہے . . . . . . ۱۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کو درخواست حال کیگئی تہی جسکے رو سے عدالت سے استدعا کیگئی تہی کہ زر مذکور منگوا کر سائل کے حوالہ کیا جائے . . . . . . یہ بہی عذر کیا گیا ہے کہ عدالت کو زیر دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اختیار دیا گیا ہے کہ زر مذکور سائل کو ادا کرے باوجودیکہ کوئی استدعا ادائیگی کی ۴ نومبر ۱۸۹۵ء کی درخواست مین نہین کی گئی

سنہ ۱۹۰۱ء
وینکٹ راما
بنام
پرشوتم

مقدمہ سیم چند چودہری بنام برجو سندری دیبی (۱) پر جسکا کہ حوالہ مقدمہ کور میا بنام کرشنا ماینڈو (۲) مین دیا گیا تہا۔ انحصار کیا گیا ہے۔ دفعہ ۲۷۲ صرف اُس صورت سے متعلق ہے جبکہ جائداد قرق کردہ زر نقد یا گورنمنٹ نوٹ ہو یعنی وصول زر نقد ہو صورت حال مین واقعات یہ ہین: گورنمنٹ پرامیسری نوٹہائے بطور کفالت کے مدیون ڈگری نے صیغہ بنک مین داخل کئے تہے اور اُسنے اُنکا انتقال ظاہری محکمہ مذکور کے حق مین کردیا تہا۔ وہ فروخت کئے گئے تہے۔ اور بعد وضع کئے جانے اُس رقم کے جو کہ مدیون کیطرف سے بحق محکمہ بنک کے واجب الادا تہی [illegible] تی ہے تہی۔ یہ امر صریح نہین ہے کہ آیا قرار دیا جانا چاہئے کہ تتمہ واجب الادا بجانب محکمہ بنک بحق مدیون قرق کیا گیا تہا یا کہ یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ زر ملنا مدیون بقبضہ محکمہ بنک قرق کیا گیا تہا۔ گورنمنٹ پرامیسری نوٹ قرق نہ کئے گئے تہا جو کچھ کہ قرق کیا گیا تہا وہ تتمہ باقی واجب الادا بحق مدیون جدا نا لینے کے دعاوی محکمہ بنک تہا۔ مین یہ رائے اختیار کرنا چاہتا ہون کہ بقایائے مذکور بطور ایسے زر نقد کے متصور کیا جانا چاہئے جو مدیون ڈگری کی ملکیت تہا اور محکمہ بنک کے قبضہ مین تہا۔ عذر یہ کیا گیا ہے کہ بروئے دفعہ ۲۷۲ کے جائداد مذکور کا قبضہ زیر تابع مزید احکام عدالت کے رکہا گیا ہے۔ اور کہ احکام مذکور کسی وقت صادر کئے جا سکتے ہین حجت کیگئی ہے کہ خیال یہ کیا گیا ہے کہ سکہ یا کرنسی نوٹہائے کسیوقت ادا کئے جا سکتے ہین بس بسبب مشابہت وجوہات کے یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ عدالت مزید احکام کسیوقت زیر دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کرسکتی ہے صورت حالیہ مین معاملہ اسوجہ سے مشکل ہو گیا ہے کہ درخواست مورخہ ۴ نومبر ۱۸۹۵ء مین کوئی استدعا واسطے ادا کئے جانے زر مذکور کے بحق سائل نکیگئی تہی۔ ایک مقدمہ تائید عذر سائل کے مقدمہ چودہری پرو شترام داس بنام کالی پرو جنزجی (۳) ہے جسکے واقعات مقدمہ حال کے واقعات کے بہت مشابہ ہین۔ دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے وہ طریق مقرر کیا گیا ہے جسکے مطابق عدالت سے درخواست مین استمداد کیا جانا چاہئے۔ صورت حال مین قرقی کی استدعا کیگئی تہی سوال یہ ہے کہ جب ایسی استدعا کیجائے اور قرقی عمل مین آئے تو آیا عدالت مزید کارروائی کرسکتی ہے جبکہ ڈگریدار عرصہ تین سال تک کسی کارروائی کے کرنیسے قاصر رہے؟ چونکہ جائداد متنازعہ تابع قرقی کے ہے اسلئے میری رائے مین عدالت پر لازم ہے کہ اُسکی ادائیگی کا حکم بحق ڈگریدار کرے باوجودیکہ ایسی استدعا درخواست مورخہ ۴ نومبر ۱۸۹۵ء مین نکیگئی تہی ... مین درخواست حال کو بطور ایسی درخواست کے سمجہتا ہون جسکے رو سے عدالت کو یاد دلایا گیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۸۹ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۱۶۵

(۳) ″ ″ ″ جلد ۱۷ صفحہ ۵۳

سنہ ۱۹۰۰ء
وینکٹا راما
بنام
پرشوتم

کہ اسکو کیا کارروائی کرنی چاہیئے صرف دو ایسے طریقے موجود ہین جنمین سے ایک اختیار کیا جا سکتا ہے یعنی یا تو روپیہ مدیون ڈگری کو ادا کیا جائے یا زر مذکور قرقی سے واگذار کیا جائے۔ میری رائے مین موخر الذکر طریق کے اختیار کئے جانیکے واسطے کوئی سند موجود نہین ہے۔ عذر یہ کیا گیا تھا کہ کوئی مناسب قرقی بموجب حکم مصدرہ ۱۹ نومبر سنہ ۹۵ء کے نہکیگئی تھی۔ حکم مذکور حسب ذیل تھا: "مدعی نے ایک درخواست زیر دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے قرقی مبلغ ۱۴۲۵ روپیہ ۱۴ آنہ ۵ پائی کے کی تھی جو اس گورنمنٹ نوٹ کے زرثمن کا بقایا تھا جو وینکٹا سبار اؤ نیدو گرو نے خزانہ مین بطور کفالت تمک کے داخل کیا تھا۔ مین نہائت ادب سے یہ التجا کرتا ہون کہ آپ مہربانی کر کے زر مذکور عدالت ہذا مین ارسال کر دین اگر وہ بحق مدیون ڈگری کے واجب الادا ہے"۔ بحث یہ کیگئی ہے کہ ایک جائداد ایک عہدہ دار سرکاری کے حوالہ حسب منشاء دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیگئی تھی اور وہ ایک مناسب دفعہ تھی جسکی کہ تابع عدالت کو کارروائی کرنی چاہیئے تھی۔ میری رائے مین یہ تعبیر درست ہے۔ خواہ قرقی مین کوئی بیضابطگی بہی کیگئی ہو یعنی اس طرح پر کہ کوئی نوٹس دائین کو زیر دفعہ ۲۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہ دیا گیا ہو تاہم عذر یہ کیا گیا ہے کہ بیضابطگی مذکور قرقی کو کالعدم نہین بناتی۔ مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا ہے: یہ تینی ناکشن بنام رائے سیتا رام (۱) اپیا پانائک بنام سبرامنیا ایار (۲) شیو چرن لال بنام شیو سیوک سنگہ (۳) وکالنشی ناتہہ داس بنام سد اشیو پٹنائک (۴)۔ نتیجہ یہ ہے کہ مبلغ ۱۴۲۵ روپیہ ۱۴ آنہ ۵ پائی سائل کو ادا کئے جاوینگے۔ یہ سوال غیر منفصل چہوڑا گیا ہے کہ آیا مزید درخواستہائے اجراء زائد المیعاد ہین یا نہین۔ بقایا کے بحق سائل ادا کئے جانیکا حکم دیا گیا تہا۔

مدیون ڈگری نے اپیل حال رجوع کیا۔

وی کرشنا سوامی ایار ڈانگا بھوشنام بجانب اپیلانٹ۔ درخواست حال ۱۲ دسمبر سنہ ۹۸ء کی مرقومہ ہے۔ اسکے پہلے سب سے آخری درخواست ۳ نومبر سنہ ۹۵ء کو کیگئی تھی۔ انکے مابین تین سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے۔ درخواست حال زیر مد ۱۷۹ زائد المیعاد ہے۔ استدعا پہلی درخواست مین یہ کیگئی تھی کہ زر مملوکہ مدیون ڈگری بقبضہ صیغہ تمک "قرق اور وصول" کیا جانا چاہیئے جونہی کہ اس درخواست پر احکام صادر کئے گئے تھے تو درخواست مذکور منفصل ہو گئی تھی اور کوئی بات اسکے متعلق کیجانی باقی نہ رہی تھی۔ درخواست حال بہ غرض کیگئی ہے کہ وہ روپیہ جو بذریعہ قرقی کے وصول کیا گیا ہے ڈگریدار کو ادا کیا جائے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۳۷ (۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۶۹
(۲) " " " جلد ۱۸ صفحہ ۳۴۷ (۴) " " کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۰۵

سنہ ۱۹۰۱ء
وینکٹا راما
بنام
پرشوتم

اسکے رو سے عدالت سے کسی ایسے امر کے کرنیکی استدعا نہیں کیگئی جو کہ بتعمیل پہلی درخواست کے کیا جانا تھا مگر نکیا گیا تھا بظاہر درخواست حال کسی معنون مین بتسلسل پہلی درخواست کے نہین ہے۔ سوال تسلسل صرف اسصورت مین پیدا ہوسکتا ہے جبکہ پہلی درخواست کی جزواً تعمیل کیگئی ہو اور جب دوسری درخواست کسی ایسے امر کے کئے جانیکے واسطے کیگئی ہو جسکی کہ استدعا پہلی درخواست مین کیگئی ہو مگر وہ نکیگیا ہو صورت حال مین ہر دو درخواستہاے بلا واسطہ ایک دوسرے کے بین اور دوسری درخواست جو پہلی درخواست سے زائد از عرصہ تین سال بعد کیگئی ہے زاید المیعاد ہے۔ پہلی درخواست کی کامل طور پر تعمیل کیگئی تھی۔ کوئی اور درخواست اجراء صرف زیر دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیجا سکتی ہے اور درخواست حال مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۸ء جو ایسی ہی تصور کیجانی چاہیے زیر خانہ سوم مد ۱۷۹ زائد المیعاد ہے کیونکہ اس سے پہلے عرصہ تین سال کے اندر کوئی درخواست اجراء نکی گئی تھی اجراء ڈگری کی درخواست بیشتر زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی کیجاتی تہے اور چونکہ ضابطہ دیوانی کے رو سے کوئی تمیز مابین درخواستہاے اجراء دایت اور درخواستہاے بغرض کئے جانے کسی کارروائی مد اجراء کے نہیں کیگئی ہے اسلئے جملہ درخواستہاے اجراء خواہ انکی نوعیت کچھ ہی ہو تابع عبارت خانہ اول مد ۱۷۹ کے سمجھی جانی چاہئین پس بہر حال درخواست مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۸ء زائد المیعاد ہے۔

سندرا ایار وکیل سبرامنیا ستری منجانب رسپانڈنٹ: درخواست حال زائد المیعاد نہین ہے اسکے رو سے عدالت سے یہ استدعا کیگئی ہے کہ ڈگریدار کو وہ رقم ادا کیجائے جو بذریعہ قرقی بتعمیل درخواست اول وصول کیگئی ہے پہلی درخواست ایک درخواست زیر دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی تہی جو بذریعہ جائداد با اجراء ایک ڈگری کے قرق کیجانی تہی۔ وہ شے جسکی کہ استدعا زیر دفعہ مذکور کیجاسکتی ہے صرف یہ ہے کہ جائداد قرق کیجائے (ملاحظہ ہو ضمن (ی) جسمین صرف دادرسی بذریعہ قرقی جائداد کا ذکر ہے نکہ دادرسی بذریعہ نیلام جائداد مقروقہ و ادائگی زر ثمن بحق ڈگریدار کا)۔ اس بات کا ذکر ضمن (ی) دفعہ ۲۳۵ مین بخشے جانے سے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایکدفعہ درخواست اجرا کیجا کر منظور کیگئی ہو تو کوئی درخواست واسطے نیلام اور ادائگی زر ثمن بحق ڈگریدار کے درحقیقت ضروری نہین ہے۔ بعد قرقی کے عدالت بطور امر ضابطہ کے مزید کارروائی کر سکتی ہے اور اگر ایک فریق ایک درخواست کرنا پسند کرے تو اسکی کوئی میعاد نہین ہے۔ درخواست حال کے رو سے عدالت سے صرف یہ استدعا کیگئی ہے کہ وہ شے تکمیل کیجائے جسکا کہ کیا جانا بتعمیل پہلی درخواست کے شروع کیا گیا تھا ایسی درخواست کے واسطے کوئی

سنہ ۱۹۰۰ع
وینکٹا راما
بنام
پرشوتم

میعاد موجود نہین ہی (ملاحظہ ہو چودھری پرشرام داس بنام کالی پدو بنرجی (۱)) مد ۱۷۸ ایکٹ میعاد ممکن طور پر ایسی درخواست سے متعلق ہو سکتی ہے ۔ مگر مذکور درخواست حال کی نافع نہین ہی کیونکہ استحقاق واسطے درخواست حصول زر مذکور کے ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۵ع تک پیدا نہوا تھا جبکہ وہ مقدار جو بحق ڈگریدار کے ادا کئے جانیکے واسطے مہیا ہو سکتی تہی سب سے پہلے معلوم ہوئی تہی ۔

تجویز :- واقعات مقدمہ ہذا مختصراً حسب ذیل ہین :- ۴ نومبر سنہ ۱۸۹۵ع کو ڈگریدار نے عدالت مین ایک درخواست واسطے قرق اور وصول کرنے ایک قسم زر نقد مملوکہ مدیون ڈگری کے کی تہی جو صیغہ نمک کے قبضہ مین تہی ۔ درخواست مذکور کے رو سے یہ استدعا کیگئی تہی کہ زر مذکور ڈگریدار کو ادا کیا جائے ۔ ایک حکم حسب منشاء زیر دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کئے جانیکا تہا ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۹۵ع کو صادر کیا گیا تہا ۔

۲۹ اپریل سنہ ۱۸۹۶ع کو ڈپٹی کلکٹر خزانہ نے عدالت کو یہ اطلاعدی تہی کہ ایک بقایا مبلغ ۵ روپیہ ۱۲ آنہ ۱۱ پائی کا بحق مدیون واجب الادا ہے ۔
۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ع کو ڈگریدار نے درخواست حال عدالت مین بدین استدعا کی تہی کہ مبلغ ۵ روپیہ ۱۲ آنہ ۱۱ پائی مذکور منگوا کر اسکو ادا کئے جاوین ۔

سوال یہ ہے کہ آیا درخواست مذکور بروئے مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد اسوجہ سے زائد المیعاد ہے کہ وہ زائد از عرصہ تین سال بعد درخواست مورخہ ۴ نومبر سنہ ۱۸۹۵ع کے کیگئی ہے ۔

صاحب جج ضلع نے یہ فیصلہ کیا تہا کہ وہ زائد المیعاد نہتی اور ہماری رائے مین اسکا فیصلہ درست ہے ۔

ہماری رائے مین مد ۱۷۹ مقدمہ حال سے متعلق نہین ہوتی ۔ مد مذکور مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک درخواست اجراء ڈگری آخری درخواست اجرا یا آخری درخواست کارروائی مد اجراء کی تاریخ سے عرصہ تین سال کے اندر کیجانی چاہئے ایک تمیز مابین درخواست اجراء ڈگری اور درخواست کارروائی مد اجراء ڈگری کے کیگئی ہے ۔ ایک درخواست اجراء ڈگری سے مراد ایک درخواست حسب منشاء دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے یعنی ایک درخواست جسکی رو سے عدالت کو کسی ایسے طریق کے مطابق ڈگری کا اجرا کرنیکی تحریک کیجائے جو کہ ضمن (ی) مین مذکور ہین مثلاً صورت حال مین بذریعہ قرق کرنے جائداد کے ۔ مگر بعد ایسی تحریک کے عدالت کو کرنیکے کوئی اور درخواست دوران تسلسل کارروائی مذکور مین ایک درخواست واسطے کرنے کسی کارروائی مد اجراء کے حسب منشاء ضمن ۴ آخری خانہ مد ۱۷۹ ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۵۳

سنہ ۱۹۰۰ء
وینکٹا راما نما
بنام
پرشوتم

ملاحظہ ہو چودہری پردن نرم داس بنام کالی پدو بینرجی (۱) ایک درخواست واسطے کرنے کسی کارروائی مد اجراء کے کسی وقت کیجا سکتی ہے جہانتک کہ مد ۱۷۹ کا تعلق ہے کیونکہ اُس مد کے رو سے کوئی میعاد ایسی درخواستہائے کیواسطے مقرر نہین کیگئی مد مذکور کے رو سے صرف درخواست اجراء کے متعلق میعاد مقرر کیگئی ہے بصورت حالیہ درخواست اجراء ۴ نومبر ۱۸۹۵ء کی درخواست بمدعا قرقی تھی جسکا کہ اُس وقت حکم دیا گیا تہا۔ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۸ء تک جاری رہی تہی جس تاریخ پر کہ ڈگریدار نے ایک مزید درخواست کی تہی یعنی واسطے دلا پانے زر مذکور کے۔ ہماری رائے مین درخواست مذکور بطور ایک درخواست اجراء کے نہ سمجھی جانی چاہیے جس سے ایسی درخواست مراد ہے جیسی کہ زیر دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیجا سکتی ہے بلکہ بطور ایک ایسی درخواست کے سمجھی جانی چاہیئے جو واسطے کئے جانے کسی کارروائی مد اجراء کے ہو یعنی ایک درخواست بعدالت واسطے کرنے اُن مزید کارروائیات کے جسکا کہ ذکر مجموعہ مین کیا گیا ہے تاکہ ڈگریدار کے دعوی کا ایفاء اُس جائداد سے ہو جائے جو تحت قرقی کے عدالت کے قبضہ مین بہ تعمیل درخواست اجراء مورخہ ۴ نومبر ۱۸۹۵ء کے تہی۔

ہم درخواست مورخہ دسمبر ۱۸۹۸ء کو محض بہ تسلسل درخواست اجراء مورخہ ۴ نومبر ۱۸۹۵ء کے متصور کرتے ہین۔ درخواست مذکور کے رو سے اُس روپیہ ڈگریدار کے حوالہ کئے جانیکی استدعا کیگئی تہی جو کہ قرق کیا گیا تہا مگر ایسی استدعا بروئے دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ضروری نہین ہے کیونکہ جابہ صورتہائے قرقی مین ایسی استدعا مفہوم ہوتی ہے اور عدالت کو بروئے دفعات مابعد مجموعہ مذکور کے اختیار دیا گیا ہے کہ جائداد قرق کردہ کی نسبت بذریعہ نیلام کے یا اور طرح پر کارروائی کرے۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ مد ۱۷۸ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے رو سے ایک میعاد کے رو سے ایک میعاد واسطے درخواست کارروائی مد اجراء کے مقرر کیگئی ہو۔ مگر مد مذکور صورت حال سے متعلق نہین ہے کیونکہ استحقاق درخواست ادائگی زر مذکور ماہ اپریل ۱۸۹۸ء تک پیدا نہوا تہا جبکہ وہ روپیہ جو ادائگی کے واسطے مہیا ہو سکتا تہا اولاً معلوم کیا گیا تہا۔

ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۵۳۔

سنہ ۱۹۰۰ء
۲۷ ستمبر و ۲ اکتوبر

صیغۂ اپیل فوجداری

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند بنام ایلن

ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع (مدراس) - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء دفعہ ۶۳ (۲) و (۳) ٹیکس کا لگانا جواز -

بروئے دفعہ ۶۳ (۲) ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع (مدراس) ۱۸۸۴ء کے یہ حکم دیا گیا ہے کہ سوائے اُسکے جیسا کہ ضمن (۳) دفعہ مذکور اور دفعہ ۶۳ الف میں حکم دیا گیا ہے - ایک ٹیکس ایسی شرح پر لگایا جا سکتا ہے جو ۸ فیصدی سے زیادہ سالانہ مالیت عمارات یا اراضیات یا دونوں سے زیادہ نہو جیسا کہ میونسپل کونسل نے زیر دفعہ ۵ اشتہار دیا ہو۔ اور بروئے دفعہ ۶۳ (۳) کے بعد شرط (الف) اُن اراضیات کے جو عمارات میں شامل نہیں اور نہ کسی عمارت سے ملحق یا ملصق ہوں اور نہ بطور باغ یا دیگر تفریح گاہ کے یا بطور چراگاہ اُن حیوانات کے استعمال کیجاتی ہوں جنکی استعمال کیواسطے رکھے ہوئے ہوں اور (ب) اُن اراضیات جنپر ویسی جھونپڑیاں بنائی گئی ہوں جیسے مجلس مجاز ہے کہ تابع منظوری میونسپل کونسل اور منظوری جناب گورنر صاحب باجلاس کونسل کے اراضیات مذکور پر ایک ایسی شرح سالانہ سے ٹیکس لگائے جو ہر ایک مربع گز زمین کیواسطے چار آنہ سے زیادہ نہو بجائے اُس ٹیکس کے جسکا کہ حوالہ ضمن ۲ دیا گیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ٹیکس بروئے اس ضمن کے اُن اراضیات پر نہ لگایا جانا چاہئے جو صرف اغراض زراعتی کے واسطے استعمال کیجاتی ہوں -

تجویز ہوئی کہ تابع اُن شرائط کے جنکا کہ ذکر کیا گیا ہے ایک ٹیکس جو زیر ضمن (۳) اراضیات بین الحدود میونسپلٹی پر لگایا گیا ہے ایک جائز ٹیکس ہے -

اپیل منجانب گورنمنٹ بنارضی ایک حکم بریت کے - مدعا علیہ پر زیر ضمن (۲) دفعہ ۱۰۳ مدراس ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء (مرمیہ بروئے مدراس ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۷ء) الزام لگایا گیا تھا۔ واقعات مقدمہ ہذا فیصلہ جج مجسٹریان اوٹکامنڈ سے ظاہر ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہے :-

"استغاثہ ہذا زیر ضمن ۲ دفعہ ۱۰۳ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء مرمیہ بروئے ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۷ء کے میونسپل کونسل اوٹکامنڈ نے بخلاف مسٹر لیگر نڈر ایلن مالک اُن بعض اراضیات کے رجوع کیا ہے جو انکی میونسپل حدود کے اندر واقعہ ہیں جنپر بیان کیا گیا ہے کہ ایک ٹیکس زیر دفعہ ۶۳ ضمن ۳ (الف) و دفعہ ۵۷ ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع سنہ ۱۸۸۴ء لگایا گیا تھا۔ مسٹر ایلن نے ٹیکس مذکور ادا نہیں کیا۔ دعوے کی مقدار مبلغ سا ۱۲ عہ ہے اور وہ ایک ٹیکس دربارہ سنین ۱۸۹۷ لغایۃ ۱۸۹۹ء کے ہے - دعوی مذکور کے تھا ۱۲۱ مارچ کو پیش کیا گیا تھا مگر مدعا علیہ روپیہ ادا نکیا تھا اسیواسطے ضبطی قرقی جاری کئے گئے تھے

سنہ ۱۹۰۱ء [illegible] بنام امین

مگر وہ بلا تعمیل واپس آئے تہے کیونکہ مدعاعلیہ کی کوئی منقولہ جائداد نہ مل سکی تہی۔

سالشٹر استغاثہ نے عدالت کو یہ اطلاع دی ہے کہ فوجداری کارروائیات بخلاف مدعاعلیہ کے اس غرض سے رجوع کیگئی ہین کہ ایک معیار حاصل کیجائے۔ وہ اراضیات جنکی کہ برخلاف ایک دعوی ابتدا کیا گیا تہا حسب ذیل ہین:- پیمایش ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۷ لغایۃ ۱۰۹ و ۱۱۴ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۲۰ -

ارضی اول الذکر فریقین کی استدعا سے خارج کیگئی ہے کیونکہ وہ کسیقدر عرصہ سے ہز ہائینس گیکواڑ بڑودہ کے پاس فروخت کیگئی ہے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ قطعات ارضی جو باقی ہین کسی عمارت سے ملحق یا ملصق نہین ہین۔

ان اراضیات کی حالت جیسی کہ بعد معائنہ کے میونسپل اوورسیر نے بہت کم عرصہ بعد ادخال استغاثہ حال کے معلوم کی ہے بیان منسلکہ دستاویز میں مذکور ہے جسکی کہ درستی کے متعلق مدعاعلیہ نے اعتراض نہین کیا۔

جواب دعوی یہ ہے کہ وہ کل اراضیات جنکا ذکر فہرست محولہ بالا مین کیا گیا ہے بشمولیت اراضیات ۱۱۱ لغایۃ ۱۲۰ کے جنکی نسبت مدعاعلیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ اراضیات گہاس ہین جس بیان سے استغاثہ کیطرف سے انکار نہین کیا گیا ایسی اراضیات ہین جنکا استعمال صرف اغراض زراعتی کے واسطے کیا جاتا ہے اسلئے وہ بروئے شرط مندرجہ ضمن ۳ دفعہ ۱۳۴ ایکٹ مذکور کے ادائیگی ٹیکس سے مستثنے ہین۔ ایک اور وجہ جو اٹہائی گئی ہے یہ ہے کہ مدعاعلیہ نے بالارادہ یا غفلت سے اُس رقم کی ادائیگی مین قصور نہین کیا جو کہ اسکی طرف سے واجب الادا بیان کیگئی ہے کیونکہ وہ دعوی جو کیا گیا تہا بروئے واقعات بیان کردہ از طرف مدعاعلیہ کے ایک ناجائز دعوی تہا۔

ہمنے اولاً شہادت متعلق بہ مقدمات پیش کردہ از طرف استغاثہ و مدعاعلیہ پر غور کیا ہے اور تا وقتیکہ ہمنے اُس فیصلہ کے مسودہ پر بحث نکی تہی جسکو کہ ہمسے صادر کئے جانیکی استدعا کیگئی تہی اور جو اُن عذرات کے امتحان پر مبنی تہا جو مدعاعلیہ کی طرف سے کئے گئے تہے اور جسکی رو سے مقدمہ کے واقعات کی بنا پر کارروائی کیگئی تہی۔ ہماری توجہ اُس امر کیطرف راغب نہوئی تہی جو کہ اب تک ہمسے نظرانداز ہوا تہا۔ اسپر غور کرنے سے ہمنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ استغاثہ ہذا ناکامیاب رہنا چاہئے۔

بروئے ایکٹ میونسپلٹی ملک مدراس سنہ ۱۸۸۴ء کے دو طریقے ہین اراضیات پر ٹیکس لگانیکے موجود ہین۔ ایک طریق بروئے مالیت سالانہ لگان کے ایسی شرح سے ہے جو مالیت مذکورہ کے ۷½ فیصدی سے زیادہ نہو (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۳۴ ضمنہا ۱ و ۲) دوسرا طریق بلحاظ رقبہ ارضی کے ہے جو ہر ایک ۸۰ مربع گز پر چار آنہ کی شرح سے زیادہ (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۳۴ ضمن ۳) بروئے موخر الذکر ضمن کے دعوی حال ہمارے روبرو کیا گیا ہے۔

۱۹۱۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
الین

''بحوالہ دستاویزات و اور ث کے یہ معلوم ہوگا کہ اُن دونوں میں میونسپلٹی ٹیکس کا دعوے زیر دفعہ ۶۳ ضمن ۳ ایکٹ مذکور بشرح فلاں مقدار کے نہیں کرتی جو کہ ۸ مربع گز پر ۴ آنہ کی شرح سے زیادہ ہو جو حد کہ بروئے قانون کے اُس صورت میں اختیار کیگئی ہے جہانکہ دفعہ اور ضمن مذکورہ بالا متعلق ہو بلکہ بشرح مبلغ عہ فی ایکڑ کے کرتی ہے۔ ہمنے ہیڈ میونسپل آفس کا بیان دوبارہ لیا ہے اور اُسنے گورنمنٹ کی منظوری واسطے لگانے ٹیکس زمین کے پیش کی ہے جیسی کہ دستاویزات و اور ث میں مشتہر کی گئی ہے۔

''اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ جملہ اراضیات واقعہ میونسپلٹی اوٹکامنڈ پر جنپر کہ ٹیکس لگایا گیا ہے زیر دفعہ ۶۳ ضمن ۳ ایکٹ مذکور تشخیص کیگئی ہے۔ اور اس امر کی تشریح نہیں کرسکتا کہ یہ تشخیص قطع نظر تخمین بنائے سالانہ مالیت لگان کے کیگئی ہے مگر اُسکی یہ رائے ہے کہ اسکی وجہ یہ ہونی چاہئے کہ میونسپلٹی کو یہ معلوم تھا کہ اُس اراضی کی مالیت لگان کسقدر ہے جو کہ اسکی حدود اختیارات کے اندر واقعہ ہے یا بالفاظ دیگر اُسنے اسکی معلوم اور مقرر کرنے اور اپیل ہائے بنا راضی تشخیص ہائے کی سماعت کرنیکی تکلیف گوارا نہ کی تھی۔ مگر ممکن ہو سکتا ہے کہ میونسپلٹی نے یہ طریق اسوجہ سے اختیار کیا ہو کہ وہ سالانہ مالیت لگان فی ایکڑ کے حساب سے زیادہ تر فائدہ مند ہے جس سے بشرح ½ فیصدی فیسال کے مبلغ عہ وصول ہوئے تھے جو بظاہر نہایت نا درست رقم ہے کیونکہ اوٹکامنڈ جیسے ضلع میں بہت سی اراضی بنجر اور ناقابل کاشت پائی جاتی ہے۔

''کل دفعہ ۶۳ ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع کو یکجا پڑھنے سے ہماری یہ رائے ہے کہ ضمن ۳ حرف مستثنٰے صورتوں سے متعلق ہونیکے واسطے وضع کیگئی ہے کیونکہ ضمن (۱) میں لفظ ''چاہئے'' کا استعمال بحوالہ فعل میر مجلس کے کیا گیا ہے مگر ضمن (۳) میں لفظ ''مجاز ہے'' درج ہے اور اس ضمن میں بہت سی ایسی تمثیلات بیان کیگئی ہیں جنمیں کہ اُس کے احکام متعلق نہیں ہو سکتے۔ مزید برآں ضمن (۳) میں ایک خفیف پیمانہ کا بمقابلہ ایکڑ کے استعمال کیا جانا اور اسمیں ایسی شرح ٹیکس کا ذکر کیا جانا جو کہ پیمانہ مذکور پر مقرر کیگئی ہے جو بحساب فی ایکڑ کے قریباً عہ کی شرح کے برابر ہوگی۔ اس رائے کی تائید کرتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تھا کہ تشخیص بروئے احکام ضمن مذکور کے کبھی قابل اطلاق ہو سکتی ہے جیسی کہ صورت جملہ اراضیات واقعہ میونسپلٹی اوٹکامنڈ کی ہے۔ مگر

۳۔ اختیار ٹیکس ہائے جو ملان سال مالی میں لگائی جانے چاہئیں۔ انہیں احکام بالفاظ ذیل دیگئی تھی: ''ٹیکس سطح (الف) اُن اراضیات کے جنپر عمارات نہ بنائی گئی ہوں اور جو کسی عمارت سے ملحق یا ملصق نہوں اور (ب) اُن اراضیات کے جنپر ایسی عمارات بنائی گئی ہوں بشرح سالانہ مبلغ ایک پیسہ تا ۴ آنہ فی ایکڑ کے زیر دفعہ ۶۳ (۳) (الف) و (ب)۔

سنہ ۱۹۰۴ء
شہنشاہ قیصر ہند
بنام
ایلین

خاص صورتوں میں (جنمیں بلاشبہ طور پر مدعا علیہ کی صورت شامل نہیں ہے) تا دانی تشخیص کا کیا جانا ضروری سمجھا گیا ہے۔ قطع نظر مقدمہ کے اس پہلو کے ہماری یہ رائے ہے کہ زیر ضمن ۳ دفعہ ۶۳ ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع ۱۸۸۴ء تشخیص کی اجازت دیتے کیوقت لوکل گورنمنٹ کی منظوری مطابق الفاظ خود ضمن مذکور کے حاصل کیجانی چاہئیے یعنی اسقدر تعداد پائی یا آنوں کی جو چار آنہ فی ۸۰ مربع گز سے زیادہ نہو۔ اور کہ تشخیص زیر ضمن مذکور محسوب کردہ بحساب فی ایکڑ اور بروئے اس شرح کے جو سرسری طور پر مقرر کیگئی ہے خلاف قانون ہے اور یہ امر واقعہ کہ گورنمنٹ نے اسکی منظوری دی ہے اسکو جائز نہیں بناتا کیونکہ منظوری مذکور خلاف اختیار ہے۔ ہم مسٹر ایلیگزنڈر ایلین کو زیر دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کرتے ہیں ؛

چنانچہ مدعا علیہ بری کیا گیا تہا۔

اس حکم بریت کی ناراضی سے اپیل حال رجوع کیا گیا ہے۔

مسٹر این سبرامنیام (از طرف پیروکار سرکار) منجانب سرکار۔

رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی وکیل نتھا۔

تجویز: – پنچ مجسٹریٹان نے دراصل یہ قرار دیا ہے کہ وہ ٹیکس جو مسٹر ایلیگزنڈر ایلین کی اراضیات پر میونسپل کونسل نے لگایا ہے ناجائز ہے چنانچہ انہوں نے اسکو الزام زیر دفعہ ۱۰۳ (۱۰) مدراس ایکٹ ۱۸۸۴ء سے بری کیا ہے۔

مطابق دفعہ ۶۳ ایکٹ مذکور کے جبکہ وہ دفعہ ۵۰ کے ساتھ ملاکر پڑہی جائے جسکا کہ انمیں حوالہ دیا گیا ہے میونسپل کونسل کو واسطے جائز ہے کہ گورنر باجلاس کونسل کی منظوری سے یہ اشتہار دے کہ ایک ٹیکس عمارات یا اراضیات پر لگایا جائیگا۔

ضمن (۲) کے روسے وہ زیادہ سے زیادہ شرح ظاہر کیگئی ہے جسکے کہ مطابق ایسا ٹیکس ماسوائے ان صورتوں کے دیگر صورتہائے میں لگایا جانا چاہئے جنسے کہ ضمن (۳) یا دفعہ ۶۳ (الف) متعلق ہے زیادہ سے زیادہ شرح مطابق ضمن مذکور کے ۷½ فیصدی سالانہ آمدنی اراضیات پر ہے۔ بروئے ضمن سوم کے میونسپل کونسل کو اختیار دیا گیا ہے کہ تابع پسندیدگی میونسپل کونسل او منظوری گورنر باجلاس کونسل کے اراضیات پر ٹیکس کی تشخیص کرے۔ ایسی شرح سالانہ سے جو چار آنہ فی ۸۰ مربع گز سے زیادہ ہو بجائے اس ٹیکس کے جسکا کہ حوالہ ضمن (۲) میں دیا گیا ہے۔ یہ موخر الذکر حکم صرف ان اراضیات سے متعلق ہو سکتا ہے جنپر ویسی جہونپڑیاں بنائی گئی ہوں (جو عمارات متصور نہیں کیجاسکتیں) اور نیز ان اراضیات پر جنپر دیگر عمارات نہ بنائی گئی ہوں اور جو اسلئے

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
ایلمن

ملحق ہوں مثلاً واسطے استعمال بطور چراگاہ حیوانات خانگی کے طبعی طور پر بلحوظی اُس خفیف رقبہ کے بحوالہ جسکے کہ حساب کیا جاتا ہے اور دیگر احکام ضمن مذکور کے بنچ مذکور نے یہ خیال کیا ہے کہ اُنکا منشا صرف مستثنٰے صورتوں سے متعلق ہونیکا تھا اور اُنہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ایک بے ضرر طلبات دفعہ مذکور جملہ اراضیات واقعہ میونسپلٹی کے ساتھ جائز ہے ماسوائے اُن کے جو کہ خود حکم مذکور کی رو سے مستثنٰے کیگئی ہیں۔ یہ امر بلاشبہ طور پر عجب معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون نے میونسپل کونسل کو جملہ اراضیات اور عمارات پر ٹیکس لگانیکا اختیار ایسی طریق کے مطابق دیا ہو جسکا کہ ذکر ضمن (۲) میں کیا گیا ہے اور بطور امر علی سبیل البدل کے اُن اراضیات کی صورت میں جنپر کہ کوئی جھونپڑیاں بنائی گئی ہوں ایک کمتر پیمانہ کے مطابق ٹیکس لگانیکی اجازت دی ہو اور نہ یہ سمجھنا آسان ہے کہ کیوں اس علی سبیل البدل طریق کے متعلق اختیار اوّلاً میر مجلس کو دیا گیا ہے اور عملی طور پر اس حکم کا تکرار کیا گیا ہے کہ میونسپل کونسل کی رضامندی اور گورنر باجلاس کونسل کی منظوری حاصل کیجانی چاہیئے خفیف مقدار رقبہ یعنی ۰ مربع گز اور شرح قابل اطلاق جو اُس سے قریباً دو چند ہے جو بزیر ضمن (۲) کے لگائی جاتی ہے بلاشبہ طور پر یہ ظاہر کرتی ہیں کہ واضعان قانون نے اپنا منشا درست الفاظ میں ظاہر نہیں کیا۔ مگر چونکہ ہر دو ضمنہائے کے الفاظ صریح ہیں اس لیے ہمپر اُنکا موثر کرنا لازم ہے اور ہم یہ قرار دیتے ہیں کہ تابع شرائط مندکرہ کے ایک ٹیکس عائد کردہ زیر ضمن (۳) جملہ اراضیات واقعہ میونسپلٹی پر دراصل ایک جائز ٹیکس ہے۔

ہماری رائے میں وہ اعتراض جو دربارہ الفاظ منظوری کے کیا گیا ہے درست نہیں ہے۔ چونکہ کئی سوالات بنچ نے غیر منفصل چھوڑے ہیں اس لیئے ہمکو چاہیئے کہ حکم بریت کو منسوخ کر کے مقدمہ کو بغرض تجویز واپس بھیجیں۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفیع صاحب جسٹس و واڈم صاحب جسٹس

۱۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء

ستبار ایودو (مدعی) سائل بنام چنیرامیا (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ *

مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۹۲ ۔ نمونہ جات سمن نمبر ۱۲۵ و نمبر ۱۲۶ سمن بنام گواہ ۔ التوائے سماعت مقدمہ جدید سمن بھیجے جاری کرنیکی ضرورت طریق عمل ۔

جبکہ ایک گواہ کے نام ایک مقدمہ میں شہادت دینے کے واسطے سمن جاری کیا گیا ہو جو ابھی نہ پہونچا ہو تو اُس گواہ کے نام جدید سمن کا جاری کرنا ضروری نہیں ہے ۔ اسکو صرف یہ اطلاع کرنی ضروری ہے کہ اسکی حاضری اُس دن مطلوب ہوگی جسپر کہ مقدمہ بغرض سماعت ملتوی کیجائے ۔

درخواست واسطے نظر ثانی فیصلہ صاحب جج ضلع نلور بمقدمہ مطالبہ خفیفہ جس کے رو سے نالش اسوجہ پر خارج کیگئی تھی کہ مدعی (سائل) اپنے گواہان کے حاضر لانے سے قاصر رہا تھا ۔ نالش بغرض سماعت ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء تک اور پھر ۱۷ جنوری پر ملتوی رکھی گئی تھی ۔ موخر الذکر تاریخ پر مدعی کے گواہان حاضر ہونے سے قاصر رہے تھے ۔ اور اسوجہ سے نالش خارج کیگئی تھی ۔ فیصلہ صاحب جج ضلع حسب ذیل تھا: "مدعی نے مبلغ ۱۸۸ روپے کے مدعا علیہ سے دلا پانیکی استدعا کی ہے جسقدر روپیہ کا کہ نقصان اسکو اسوجہ سے پہونچا تھا کہ مدعا علیہ نے ۵ ایکڑ دھان کے حسب قرار خود حوالہ کرنے سے انکار کیا تھا اور نیز مبلغ [illegible] کا دعوےٰ اسوجہ سے کیا گیا تھا کہ وہ مدعی نے بطور بیعانہ کے ادا کئے تھے ۔ مدعا علیہ قرار نامہ سے انکاری ہے اور یہ بیان کرتا ہے کہ نالش دشمنی کی وجہ سے کیگئی ہے ۔ مدعی کے وکیل نے ۱۵ ماہ حال کی شام تک گواہان کی فہرست داخل نکی تھی اور اُسدن بھی اُنکے ضروری بھتا داخل نکیا تھا ۔ مدعا علیہ کے وکیل نے فہرست گواہان ۱۵ تاریخ کی صبح کو داخل کی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے گواہان کو طلب کرا لیا ہے ۔ ہر دو وکلا کو کامل طور پر علم تھا جبکہ نالش ۱۰ ماہ حال کو باعث کمی وقت کے ملتوی رکھی گئی تھی کہ کوئی زیادہ مہلت نہیں دیجائیگی ۔ اگر انکو ضرورت تھی تو وہ زیادہ مہلت لے سکتے تھے ۔ بجائے ایسا کرنیکے مدعی کے وکیل نے ۱۵ تاریخ کی شام کو فہرست گواہان بغیر داخل کرنے کسی بھتا کے داخل کی تھی

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۹۹ زیر دفعہ ۲۵ ایکٹ عدالت ہائے مطالبات خفیفہ مفصلات جسکی رو سے ہائیکورٹ میں یہ استدعا کیگئی تھی کہ ڈگری و فیصلہ ٹی ایم سامی نادنا ایار ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج نلور بمقدمہ مطالبہ خفیفہ نمبر ۴ / ۱۵ سنہ ۱۹۱۹ء کی نگرانی کیجائے ۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ستبارایدو
بنام
چیچراسیا

اس لئے سمن دوبارہ جاری نکئے جا سکتے تھے۔ وکیل مذکور نے غلطی یہ خیال کیا تھا کہ مقدمہ سشن نمبر ۸ سنہ ۱۹۰۰ء جو ۱۸ تاریخ تک ملتوی کیا گیا ہے کچھ مدت تک جاری ہیگا اسواسطے اپنے گواہان کو اس تاریخ پر طلب کرانیکی چنداں پروا نکی تھی مگر جب اسنے یہ معلوم کیا تھا کہ اس دن دوپہر کے بعد وکیل سرکاری نے مقدمہ واپس لیا ہے تو اسنے مناسب سمجھا تھا کہ فہرست گواہان داخل کیجاسے اور اسنے ایسا ہی کیا تھا۔ چونکہ گواہان بباعث مدعی کی قصور کے طلب نہیں کرائے گئے اور چونکہ دعوے کے ثابت کرنیکا بار ثبوت اسکے ذمہ تھا اسلئے میں نالش معہ خرچہ و محنتانہ وکیل مبلغ ۔۔ روپیہ کے نالش کو عدم پیروی میں خارج کرتا ہوں ۔

مدعی نے درخواست نگرانی حال کی ہے۔

سیشاگری ایار صاحب سائل نے یہ عذر کیا کہ درخواست التوا بباعث عدم موجودگی گواہان مدعی کے ایک مناسب درخواست تھی اور منظور کیجانی چاہئے تھی۔ گواہان ۱۰ جنوری کے لئے طلب کئے گئے تھے اور وہ اس تاریخ پر حاضر ہوئے تھے اسوقت مقدمہ میں ۱۷ تاریخ دیگئی تھی۔ اسنے یہ بیان کیا تھا کہ مفصلات کا طریق عمل یہ ہے کہ گواہان کے نام خاص تاریخ کے لئے سمن جاری کئے جاتے ہیں اور مقدمہ کی سماعت ہونے پر سمنہائے ہر روز از سر نو جاری کئے جاتے ہیں اسنے نمونہ نمبر ۱۲۵ مندرجہ ضمیمہ چہارم مجموعہ ضابطہ دیوانی اور نیز نمونہ نمبر ۱۲۶ کا حوالہ دیا ہے۔ وہ طریق عمل ہائیکورٹ کے صیغہ ابتدائی کے طریق عمل سے مختلف ہے جہانکہ گواہان کو صرف مطلع کرنا ضروری ہوتا ہے۔ صاحب جج نے گواہان کو حاضر ہونیکے لئے مطلع نکیا تھا اس لئے مدعی کیطرف سے کوئی قصور نکیا گیا تھا۔

رگھاوا ایانگر ور گھوناتہا سستری ایار صاحبان رسپانڈنٹ۔

تجویز:۔ ہمکو یہ بتایا گیا ہے کہ طریق عمل یہ ہے کہ اگر مقدمہ کی سماعت تاریخ مقرر کردہ پر نکیجائے تو جدید سمنہائے کا بنام گواہان جاری کرنا ضروری ہوتا ہے۔ دفعہ ۱۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور نیز خود نمونہ جات سمنہائے سے ظاہر ہوتا ہے کہ امکان ایک سے زیادہ ایام کیواسطے گواہ کو روک رکھنے کا نظر انداز نہیں کیا گیا۔ مناسب طریق یہ تہا کہ ۱۰ تاریخ کو گواہان کو ہدایت کیجاتی کہ ۱۷ تاریخ کو حاضر ہوں (ملاحظہ ہو کارروائیات مدراس ہائیکورٹ مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۸۱ء[1] و دیگر مقدمات محلہ قانون فوجداری مین صاحب صفحہ ۸۵)۔

ہمکو چاہئے کہ ڈگری کو منسوخ کرکے مقدمہ کو واپس بھیجیں خرچہ نتیجہ مقدمہ پر منحصر ہوگا۔

---

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ ضمیمہ صفحہ ۱۵

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفادت صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

نرائینا یدی وغیرہ (مدعیان) اپیلانٹان بنام ونکٹا چیریر (مدعا علیہ نمبر ۱) ریسپانڈنٹ* ۱۵ و ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء

ایکٹ حق آسائش - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۷ و ۱۷ - استحقاق دربارہ اونچا کرنے اوپر کی سطح بند تالاب کے - اسکی وجہ سے اراضیات کا غرقاب ہونا - ایسی اراضیات کے مالک کا استحقاق واسطے محفوظ کرنے اپنی اراضیات کے غرقاب ہونیسے -

مدعا علیہم نمبر ۱ جو اُس اراضی کے قابضان تھے جو ایک تالاب کے نیچے کیطرف واقع تھی عرصہ بیس سال سے زاید تک بذریعہ بنانے ایک بند کے تالاب کے پشتی بند کو اُسکی اوپر کی سطح سے زیادہ اونچا کیا ہوا تھا اسکا اثر یہ ہوا تھا کہ تالاب میں بہت سا پانی جمع ہو گیا تھا اور وقتاً فوقتاً وہ مدعیان کی اراضیات پر بہہ آتا تھا جو تالاب سے اوپر کیطرف واقع تھیں - اسطرح پر مدعیان کی اراضیات غرقاب ہو گئی تھیں - مدعیان کیطرف سے ایک نالش بخلاف مدعا علیہم بغرض حصول ایک حکم بدیں مضمون کے جاری کئے جانے پر کہ وہ بند جو مدعا علیہم نے تالاب کے پشتی بند پر بنایا ہے گرا دیا جانا چاہئے تاکہ پانی تالاب میں صرف سب سے اونچے سطح بند تک جمع رہے -

تجویز ہوئی - کہ مدعا علیہم نے اُس استحقاق سے تجاوز نکیا تھا جو کہ اُنہوں نے حاصل شدہ ثابت کیا تھا -

تجویز ضمنی - باوجود استحقاق مذکور کے مدعیان مستحق تھے کہ اپنی اراضی کو غرقاب ہونیسے بچانیکو واسطے تدابیر کریں

نالش واسطے گرانے ایک بند کے اور دلانے ہرجانہ کے - مدعیان موضع پیانور میں قابضان اراضی تھے جو تالاب سے اوپر کیطرف واقع ہے - مدعا علیہم موضع وینکوڈو میں قابضان اراضی تھے جو تالاب مذکور سے نیچے واقع ہے - مدعا علیہم نے تالاب مذکور کے پشتی بند سے اوپر کیطرف ایک بند بنایا تھا جسکا اثر یہ ہوا تھا کہ بہت سا پانی تالاب میں جمع ہو گیا تھا اور وہ مدعیان کی اراضیات کیطرف بہہ نکلا تھا اور بعض موسم میں اراضیات مذکور غرقاب ہو جاتی تھیں اور وہ زراعت جو اُنپر ہوتی تھی تلف ہو جاتی تھی - مدعیان نے یہ بیان کیا تھا کہ بند مذکور اولاً ۱۸۹۳ء میں بنایا گیا تھا اور اُنہوں نے استدعا کی تھی کہ ایک ڈگری صادر کیجاوے جسکے ذریعہ سے اُس اونچائی کی حد مقرر کیجاوے جہانتک کہ پشتی بند پر بند اونچا کیا جا سکتا ہے اور کہ موجودہ بند گرا دیا جاوے - نیز اُنہوں نے ہرجانہ کا دعوی کیا تھا.

* اپیل دوم نمبر ۹۲۳ سنہ ۱۹۱۹ء بنا راضی ڈگری ایس گوپالا چیریر ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج چنگل پٹ مقدمہ اپیل نمبر ۲۴۵ سنہ ۱۹۱۶ء مشعر ترمیم ڈگری ایس او نیرا ایئیا منصف ضلع کونجیورام مقدمہ ابتدائی نمبر ۹۴۲ سنہ ۱۹۱۵ء -

سنہ ۱۹۰۰ء
نرائینا ریڈی
بنام
وینکٹا چیریہ

منصف ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ وہ بند جسکی کہ شکایت کیگئی ہے مدعیان کے حق میں مضر تھا اور اُسنے اُس کے گرائے جانیکا حکم دیا تھا بر طبق اپیل کے صاحب جج ضلع نے بیان کیا تھا کہ :- "بادی النظر میں مدعیان کی اراضی کا غرقاب ہونا بباعث اُس پانی کے بہہ نکلنے کی جو کہ مدعا علیہم نے اپنے تالاب میں جمع کیا ہے ایک امر باعث تکلیف ہی (ملاحظہ ہو صفحہ ۹۴۶ کتاب کولسن و فاربیس صاحبان دربارہ آبہائے) عام اصول متعلق بہ ذمہ واریہائے مالکان اراضی دربارہ بہہ نکلنے پانی کے رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۱۲۰ میں بالفاظ ذیل بیان کیا گیا ہے :- "جہانتک مالک اراضی بغیر ارادہ یا غفلت کے عام طریق پر اپنی اراضی کا استعمال کرے گو اُس سے اُسکی ہمسایہ کو ضرر پہونچے وہ ہرجانہ کا ذمہ وار نہو گا۔ مگر جہانتک خود اپنے فائدہ کیواسطے وہ ایک ندی کی رو کو تبدیل کری یا اُسمیں مداخلت کرے یا جہانتک وہ اُسکی زمین پر ایسا پانی لائے جو بصورت دیگر طبعی طور پر اُسطرف نہ آتا تو گو ایسا کرنیمیں وہ بغیر ارادہ یا غفلت کی عمل کرتا ہی تاہم وہ کل بلا واسطہ ہرجانہ کا مستوجب ہوگا اِلّا جبکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ پانی ایسے وسیلہ سی بہہ نکلا تھا جو اُسکی اختیار سی باہر تھا یا بباعث طوفان کے جو ایک فعل قدرت ہی یعنی ان معنوں میں کہ عملی یا جسمانی طور پر اُسکا روکنا ناممکن ہے " نیز ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰۴ کتاب بلن و لیک صاحبان دربارہ عذرات طبع پنجم صفحہ ۵۴۰ جلد ۱۲ انسائیکلو پیڈیا آف دی لا آف انگلینڈ۔ صورت حال میں یہ ایک صورت بچاؤ کی نہیں ہے کیونکہ پانیکا اوپر سے بہہ نکلنا اور اراضیات کا تھوڑے یا زیادہ عرصہ تک غرقاب ہونا باعث پانی کے جمع ہونیکے تھا اس کے متعلق مسٹر کالٹ نے فقرہ ۱۹۹ کتاب مارٹ طبع ششم میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ :- "جہانتک یہ اجتماع آب قدرتی یا ضروری استعمال اراضی سی پیدا ہو اور خاصکر جہانتک وہ بتعمیل کسی فرض کے جمع ہوا ہو مثلاً بصورت تالاب ہائے آبپاشی ہندوستان کے مالک ذمہ دار نہیں ہوتا اگر بلا اُسکی طرف سی غفلت کئے جانیکے پانی بہہ نکلے اور دوسرے کی جایداد کو نقصان پہونچے "

بہرحال یہ استحقاق دوسرے کی اراضی کو غرقاب کرنیکا ایک حق آسائش ہے ملاحظہ ہو صفحات ۴۸۰، ۴۸۱ کتاب حق آسائش گارڈ نر صاحب طبع پنجم ۔ ملاحظہ ہو اسکے برعکس صورت تمثیل (ز) دفعہ ۴۲ ایکٹ حق آسائش میں ۔ جہانتک حق آسائش ثابت کیا گیا ہو تو سوال یہ ہی کہ غفلت یا کثرت استعمال کیگئی ہے ضمن (ہ) دفعہ ۲۸ ایکٹ حق آسائش میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بصورت ایسی استحقاق تصرف قدیم کی اُسکی وسعت اور طریق استعمال کا فیصلہ بروئے مروجہ استعمال استحقاق کی کیا جانا چاہئی ۔ مدعیان یہ بیان کرتے ہیں کہ مدعا علیہم کو کوئی حق بند کی بنانیکا حاصل نتھا مگر مدعا علیہم یہ جواب دیتے ہیں کہ بغیر بند بنانیکے کافی پانی تالاب میں جمع نہو سکتا تھا اور کہ اگر بند بنایا جاوے تو مدعیان کی اراضیات بالضرور کسیقدر عرصہ تک غرقاب رہینگی اور

سنہ ۱۹۰۰ء
تروئینا رجیہی
بنام
وینکٹا چیر یر

کہ سنہ ۱۸۹۳ء میں مدعا علیہم نے صرف مروجہ حد تک بند لگایا تہا یا ثبوت مذمہ مدعا علیہم کے ہو گیا انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ انکو بند بنانیکا حق حاصل ہے اور کہ سنہ ۱۸۹۳ء میں انہوں نے مروجہ حد سے تجاوز نکیا تہا یا کہ انہوں نے غفلت نکی تھی "۔ اُسنے ہر دو امور کا فیصلہ بحق مدعا علیہم کے کرکے یہ قرار دیا تہا کہ بند انہوں نے موجودہ اونچائی کی حد تک عرصہ بیس سال سے بنایا ہوا ہے۔ اُسنے اپیل کو منظور کر کے نالش کو خارج کیا تہا۔

مدعیاں نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

مسٹر ڈی شیمیر صاحب اپیلانٹان نے یہ بحث کی کہ وہ حق آسائش جسکا کہ موجودہ ہونا قرار دیا گیا ہے ایسا نتہا جو کہ قانوناً تسلیم کیا جا سکتا تہا۔ اُسنے تعریف حق آسائش مندرجہ دفعہ ۴ ایکٹ حق آسائش ہندا مثیل (ح) دفعہ مذکور اور دفعہ ۱۷ (الف) کا حوالہ دیا۔ ایسا استحقاق جیسا کہ مدعا علیہم نے دعوی حال میں بیان کیا ہے کابل تلفی اراضیات مدعیاں کا باعث ہوگا۔ وہ پانی جو کہ مدعیاں کی اراضیات سے مدعا علیہم کے تالاب میں بہتا تہا سطح زمین پر سے بہتا تہا نکہ بطور ندی کے اور کوئی استحقاق در بارہ ایسے پانی کے زیر دفعہ ۱۷ (د) حاصل نہیں ہو سکتا۔ اُسنے مقدمہ رابنسن بنام ایا کرشنا چیر یہ (۱) پر انحصار کیا۔

مسٹر ہیوا ساایانگر از طرف سندرا ایار صاحب رسپانڈنٹاں نے یہ بحث کی کہ چونکہ وہ اراضیات جنکا استعمال مدعیاں نے کیا تہا تالاب کی تہ کے متصل تہیں اسلئے تالاب کے بہ جانے پر وہ غرقاب ہو نیکے قابل تہیں۔

تجویز: - ہمکو یہ امر قرار دادہ متصور کرنا چاہئے کہ رسپانڈنٹ نے عرصہ بیس سال سے اُس بلندی کی حد تک بند کو جاری رکھا ہے جہانتک کہ وہ اسوقت ہے اور اُسنے اُسکو زیادہ بلند نہیں کیا۔ اسکا اثر یہ ہوا ہے کہ بعض اوقات اپیلانٹ کی اراضی غرقاب ہو جاتی ہے۔ مقدمہ رابنسن بنام ایا کرشنا چیر یہ (۱) کی سند پر یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ استحقاق جسکا دعوی رسپانڈنٹ نے کیا ہے ایسا نہیں ہے جو کہ قانوناً تسلیم کیا جا سکے۔ اُس مقدمہ میں لوہی صاحب جس سوال کے متعلق کارروائی کر رہا تہا کہ آیا مدعا علیہم اس امر سے باز رکہے جا سکتے ہیں کہ وہ اپنی اراضیات پر پانی کے بہنے کو روکنے کا دعوے کریں جو طبعی طور پر وہاں جمع ہو جاتا تہا اور اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ ایسا استحقاق تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ صورتحال میں اُس استحقاق کا بلاواسطہ طور پر دعوے نہیں کیا گیا۔ صورت حال میں رسپانڈنٹ نے صرف یہ دعوے کیا ہے کہ اُسکو اپنے بند کے معمولی بلندی تک جاری رکھنے کی اجازت دیجائے تاکہ اُسکو اپنے تالاب سے کامل فایدہ پہونچے۔ اس امر کی نسبت کوئی سوال موجود نہیں ہے کہ اپیلانٹان کو اُس پانی سے محفوظ ہونیکے واسطے کیا کرنا چاہئے۔

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۳۷

سنہ ۱۹۰۰ع
نرائینا ریڈی
بنام
وینکٹاچیریر

جبکہ انکی اراضیات کیطرف عود کرجاتا ہے اور یہ فیصل کرکے کہ ریسپانڈنٹ نے اپنے استحقاق سے تجاوز نہیں کیا جو کہ انکو ثابت کیا ہے ہم اس امر کا فیصلہ نہیں کرتے کہ یہ امر اپیلانٹ کے اختیار سے باہر ہے کہ اپنی اراضیات کو جو قابل ہو نیسے محفوظ کرنیکی کارروائیاں کریں۔ ہم اپیل دوم ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ع
اکتوبر ۱۱ و ۱۲ و ۱۷

میونسپل کونسل کوکاناڈا (مدعیہ) سائل بنام سٹینڈرڈ لائف انشورینس کمپنی (مدعی) رسپانڈنٹ*

ایکٹ میونسپلٹی ہائے اضلاع (مدراس)۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ع دفعات ۵۳ و ۲۶۲ میونسپلٹی کی حدود کے اندر کاروبار کرنا۔ کاروبار کا ایک لوکل ایجنٹ سے کیا جانا جسکو کمپنی کیطرف سے معاہدات کے کرنیکا اختیار حاصل نہو۔ ٹیکس پیشہ کا لگایا جانا۔ نالش واسطے دلاپانے زر ادا کردہ کے۔ قرار واقعی تعمیل احکام ایکٹ مذکور کی۔ نالش کا قابل قیام ہونا۔

ایک شخص جو حدود میونسپلٹی کے اندر رہتا تھا انشورینس کمپنی کیطرف سے کاروبار کرتا اور بیمہ ہائے وصول کرتا تھا اور انھیں روپیہ کو جو اسطرح جمع کرتا تھا کمپنی کے پاس ایک ایسے مقام میں پیش کرتا تھا جو حدود میونسپلٹی سے باہر واقعہ تھا۔ ان خدمات کے عوض ایک کمیشن حاصل کیا جاتا تھا مگر کوئی دفتر یا عملہ کمپنی کا اس شخص نے مقرر نکیا تھا جو اسطرح حدود میونسپلٹی کے اندر کام کرتا تھا اور نہ اسکو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ معاملات معاہدہ میں کمپنی کیطرف سے قائم مقام ہو۔ میونسپلٹی نے ایک رقم کمپنی پر بطور ٹیکس پیشہ کے زیر دفعہ ۵۳ ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع مدراس سنہ ۱۸۸۴ع لگائی تھی اور وہ جبراً وصول کیگئی تھی۔ اسکے بعد کمپنی نے ایک نالش واسطے دلاپانے اس رقم کے رجوع کی تھی جو کہ اسطرح وصول کیگئی تھی۔ جبکہ جواب دعوے میں یہ عذر کیا گیا تھا کہ کمپنی ایک ایسا کاروبار کرتی تھی جو قابل ٹیکس لگائیجانیکے تھا اور کہ ایسا کاروبار بوساطت ایجنٹ کمپنی کے حدود میونسپلٹی کے اندر کیا جاتا تھا اسلئے ٹیکس مناسب طور سے لگایا گیا ہے۔ یہ بھی عذر کیا گیا تھا کہ بلحاظ دفعہ ۲۶۲ ایکٹ مذکور کے کوئی نالش بخلاف میونسپلٹی کے نہوسکتی تھی۔

تجویز ہوئی کہ کمپنی میونسپلٹی کی حدود کے اندر کاروبار نکرتی تھی۔

نیز تجویز ہوئی کہ نالش چل سکتی تھی۔ ایک کمپنی پر جو ذمہ دار ادائیگی ٹیکس نتھی ٹیکس لگایا گیا تھا اور احکام ایکٹ مذکور کی در اصل و درست طور پر تعمیل نکیگئی تھی اسلئے میونسپلٹی بربنائے دفعہ ۲۶۲ نالش سے محفوظ نکیگئی تھی۔

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۱۹ سنہ ۱۹۰۰ع برخلاف فیصلہ ۲۵ مجیب عبد النبائی صاحب خفیفہ منصفہ ۔۔۔ سنہ ۱۹۰۰ع جسکو رو سے یہ استدعا کیگئی تھی کہ بی دیراسامی ایار منصف ضلع کوکاناڈا کی ڈگری مقدمہ عدالت خفیفہ نمبر ۹۱ سنہ ۱۸۹۹ع کی نگرانی کیجائے۔

۱۹۲۰ء
میونسپل کونسل کوکاناڈا
بنام
سینٹنڈرڈ لائف
انشورنس کمپنی

سوال۔ آیا ایک کمپنی جو بیمہ کا کاروبار کرتی ہو زیر ایکٹ میونسپلٹی ہائے مدراس ٹیکس لگائی جانیکی ذمہ وار ہے۔

نالش بدیں غرض واپس دلا پانے مبلغ چار روپیہ کے ہے جو رقم کہ مدعیان نے بیان کیا تھا کہ میونسپلٹی نے ناجائز اور نادرست طور پر انکی بابت بطور ٹیکس پیشہ واجب الادا منجانب مدعی کمپنی کے ششماہی کیواسطے وصول کی ہے جو ۳۰ ستمبر ۱۹۱۹ء کو ختم ہوئی تھی ٹیکس مذکور مدعی سے بطور ایک ایسی کمپنی کے وصول کیا جو کوکاناڈا میں کاروبار کرتی ہو تنقیحات یہ تھیں:۔ (۱) آیا نالش چل سکتی ہے؟ (۲) آیا مدعی کمپنی کوکاناڈا میں کاروبار کرتی ہے؟ (۳) آیا روپیہ واپس کیا جانا چاہئے یا نہیں؟۔

مدعی کے گواہ نمبر ۱ کی شہادت حسب ذیل تھی:۔ "مدعی کمپنی کا کوئی اپنا دفتر اس شہر میں نہیں ہے اور نہ کوئی عملہ ہے میں صرف اسکا ایک کمیشن ایجنٹ ہوں۔ مجھکو کوئی اختیار درباره منظور یا نامنظور کرنے تجاویز یا جاری کرنے پالسی ہائے یا کرنے کسی عام کاروبار کے از طرف کمپنی حاصل نہیں ہے میں کمپنی کیطرف سے کوئی رسیدات نہیں دیتا یعنی رقوم اور پریمیم ہائے وصول کرتا ہوں۔ مینے مبلغ للعہ میونسپلٹی کو مدعا علیہ سے مطالبہ پر طوعاً و کرہاً ادا کئے تھے بروقت ترجیح کے میں صرف بردہ ان رسیدات کے روپیہ وصول کرتا ہوں جو کہ کمپنی کیطرف بھیجی جاتی ہیں میں درخواستہائے کو پیش کرتا ہوں میں ڈاکٹر کو مقرر کرتا ہوں مینے کبھی کوئی پالسی ادا نہیں کی۔ مجھکو کوئی موقعہ نہیں ملا۔ میں پالسی ہائے قابضان کے حوالہ کرتا ہوں۔ مجھکو کمیشن دیا جاتا ہے میں اپنا حساب کتاب بروئے احکام افسر بمبئی کے رکھتا ہوں میں بنک راس میں ایسا کرتا ہوں میں وہیں کاروبار کرتا ہوں مینے منک راس سے اس کاروبار کے کرنیکی اجازت حاصل کی ہے۔ میرے واسطے کمپنی نے کوئی منشی مقرر نہیں کیا میں تعمل اعمال کرتا ہوں میرے ساتھ کوئی شخص لوگوں کو جمع کرنیکے واسطے شامل نہیں ہے مینے پرانے ایجنٹ سے کاروبار لیا تھا۔ دیگر کمپنی ہائے کے بھی ایجنٹان ہیں میں کاروبار کی تلاش میں نہیں پھرتا میں شہادت دیتا نہیں پھرتا۔ میں بنک مدراس کا ایجنٹ ہوں میں بنک میں رہتا ہوں"۔ مزید واقعات منصف ضلع کے فیصلہ میں بیان کئے گئے ہیں:۔ "یہ نالش منجانب سینٹنڈرڈ انشورنس کمپنی بمبئی نے بخلاف میونسپل کونسل شہر کوکاناڈا کے واسطے واپس دلا پانے مبلغ للعہ کے رجوع کی ہے جو کہ انسے بطور ٹیکس پیشہ واجب الادا ایک ششماہی وصول کئے گئے تھے عذر اسوجہ پر مبنی رکھا گیا ہے کہ کمپنی جو ایک جائنٹ سٹاک کمپنی مقرر کردہ زیر ایکٹ پارلیمنٹ ہے یہاں کاروبار نہیں کرتی جیسا کہ غلط طور پر قیاس کیا گیا ہے اور اسطرح پر وہ کسی ٹیکس پیشہ کے بحق میونسپلٹی ادا کرنیکے ذمہ وار نہیں ہیں۔ جوابدعوے میں منجملہ دیگر امور کے اس عذر پیدہ زور دیا گیا تھا کہ کمپنی کی نسبت یہ متصور کیا جانا چاہئے کہ وہ اپنا کاروبار یہاں کرتی ہے تنقیح دوم میں ایک اہم امر شامل ہو رہا ہے کا تعلق اس ابتدائی عذر کیساتھ ہے کہ عرضیدعوے بیضابطہ طور پر مرتب کیا گیا ہے کیونکہ اسپر مناسب دستخط اور تصدیق موجود نہیں ہے۔

سنہ ۱۹۰۰ء
میونسپل کونسل کوکاناڈا
بنام
سٹینڈرڈ لائف
انشورنس کمپنی

تمنیہ عذر بروقت تجویز کے مدعا علیہ کے وکیل کے اس اقبال کیوجہ سے ترک کیا گیا ہے کہ بحیثیت ایک رجسٹری شدہ کمپنی کے اسکا سکرٹری مجاز تہا کہ کمپنی کیطرف سے رسید جو اسپر دستخط اور تصدیق کرتا - ایک اور عذر جو تنقیح متعلق یہ قیام نالش میں شامل ہے یہ ہے کہ وہ ٹیکس جو ایکدفعہ ادا کیا جا چکا ہو نالش واپسی ٹیکس کو رکا امر مدعا بہا نہیں بنا سکتا - اسکا جواب آسان طور پر یہ دیں بیان دیا جا سکتا ہے کہ کمپنی کا کمیشن ایجنٹ جسنے کہ ادائگی مذکور کی تھی ایک گواہ کی تائید اس امر میں کرتا ہے کہ زر مذکور طوعًا و کرہًا ادا کیا گیا تہا - اس بیان کی کوئی تردید میونسپل کونسل کیطرف سے نہیں کیگئی جنہوں نے کہ اس امر کے متعلق کوئی شہادت پیش نہیں کی - میں زیر تنقیح اول کے یہ قرار دیتا ہوں کہ نالش چل سکتی ہے - اس بعد بنسبت اہم تنقیح نمبر ۲ کے جو جواز ٹیکس کے متعلق ہے مجہے یہ قرار دینا چاہئے کہ ٹیکس مذکور میونسپل ایکٹ کے برخلاف نہیں لگایا گیا - باوجود مدعی کے وکیل کیطرف سے سخت کوششہائے در بارہ بری الذمہ ہونیکے کئے جانیکے میں یہ قرار دینا چاہتا ہوں کہ انشورنس کمپنی ایک ایسی کمپنی ہے جو عام تشریح متعدد ضمن اول ضمیمہ الف ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء نافذ الوقت کی ذیل میں آتی ہے - اسمیں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کاروبار جو کیا جاتا ہو بحیثیت کمپنی کے کیا جانا چاہئے اس نام میں کافی طور پر جملہ کارپوریشن ہائے شامل ہو سکتی ہیں جو اپنا کاروبار بطور ایک جماعت کے کرتی ہوں نہ کہ ذاتی طور پر جسصورت کے متعلق کہ مابعد کے ضمنہائے میں حکم دیا گیا ہے ضمن مذکور کی تعمیل سیلر حیرا ہائیکورٹ مدراس نے ایک اور مقدمہ میں بھی کی ہے جسمیں اسی میونسپلٹی کا تعلق تہا ملاحظہ ہو میونسپل کونسل کوکاناڈا بنام رائل انشورنس کمپنی لورپول (۱) اور قرار دیا ہے کہ وہ جملہ میونسپلٹی ہائے سے متعلق ہیں خواہ وہ کوئی کاروبار کرتی ہوں - علاوہ اسکے لفظ کمپنی کی تعریف دفعہ ۳ ایکٹ مذکور میں مدیں الفاظ کیگئی ہے کہ اسمیں وہ جملہ اشخاص شامل ہیں جو بروئے ایکٹ پارلیمنٹ کے مقرر ہوئے ہیں جیسے کہ مدعیان کی کمپنی ہے - مشکل سوال فیصلہ کے واسطے یہ ہے کہ آیا انشورنس کمپنی زیر بحث کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنا کاروبار یہاں بوساطت اپنے کمیشن ایجنٹ کے کرتی ہے جو بنک مدراس کا بھی ایجنٹ ہے - مطابق اسکی شہادت کے وہ اسجگہ پریمیم ہائے کمپنی کے لئے وصول کرتا ہے اور رقوم مذکور کو وقتًا فوقتًا کمیشن حاصل کرکے کمپنی کے پیش کرتا ہے وہ خط وکتابت کا کام خود کرتا ہے اور کمپنی نے اسکی بابت کاروبار مذکور کے متعلق کوئی منشی یا چپراسی مقرر نہیں کیا - علاوہ اسکی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی دفتر کمپنی کا اہتمام کرتا ہے جسکا اسکو چارج دیا گیا ہو اور

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۵

۱۹۰۱ء
میونسپل کونسل کوکنادا بنام اسٹینڈرڈ لائف انشورینس کمپنی

نہ اُس کو اختیار دیا گیا ہے کہ جائز تعمیل فرائض متعلق بہ معاملات میں کمپنی کیطرف سے قائم مقام ہو۔ بالفاظ دیگر ایجنٹ کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بعوض کمیشن کے کاروبار مہیا کرتا ہے جو کہ اُسے ادا کیجاتی ہے مگر وہ کوئی کاروبار کمپنی کیطرف سے بطور ایک عہدہ دار کے اُس عملہ کی وساطت سے نہیں کرتا جو کہ کمپنی نے اسکو واسطے ملازم رکھدیا ہو۔ اس خیال کو زیادہ تر صریح بنانیکے واسطے مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ ایجنٹ کی حیثیت بمقابلہ کمپنی کے اُس سے بڑھکر نہیں ہوتی جو کہ ایک وکیل کی عدالت کے مقابلہ میں بروقت مہیا کرنے کام کے ہو تاہم اُنمیں سے کوئی بطور ایک جزو باضابطہ عملہ کے متصور نہیں کیا جا سکتا بمقدمہ گوپی موہن رائے بنام پرتاب چند رائے (۱) میں فقرہ "جو کاروبار کرتا ہو" سے یہ مراد لیگئی ہے۔ اسمیں وہ کاروبار شامل نہیں ہے جو ایک کمیشن ایجنٹ کرتا ہو گو سوال مذکور بحوالہ اختیار سماعت دیوانی سے پیدا ہوا تھا ایسا ہی اسٹینڈرڈ مرین انشورینس کمپنی مقدمہ کارپوریشن آف کلکتہ بنام اسٹینڈرڈ مرین انشورینس کمپنی (۲) میں ذمہ وار ادائیگی ٹیکس بحق کلکتہ میونسپل کارپوریشن اس وجہ سے قرار دی گئی تھی کہ اُنکا کاروبار کلکتہ میں خود اُنکے دفتر میں اُنکا ایجنٹ کرتا تھا اور کمپنی کا کوئی مقام کاروبار اپنا کلکتہ میں موجود تھا یہی حال مقدمہ حال کا بھی ہے میونسپل کونسل کیطرف سے کوئی کوشش غلطی ثابت کرنے اس امر کے نہیں کیگئی کہ مدعی کی کمپنی کا کوئی اپنا دفتر اس اسٹیشن میں ایسا ہے جسمیں منشیان اور اسباب اور دیگر وسائل جائز طور پر کاروبار کرنیکے عین اُسی طریق کے موجود ہوں جیسے کہ بمبئی میں موجود ہیں جہاں اُسکا ایک باضابطہ دفتر ہے۔ ایجنٹ مذکور بحیثیت کمیشن ایجنٹ کے خود اپنی طرف سے کاروبار کرتا ہے اور وہ ایک ایسا تنخواہ دار ملازم کمپنی کا نہیں ہے جسکو کہ بیا بتا کوئی کام سپرد کیا گیا ہو میں بروئے تنقیح دوم کے یہ قرار دیتا ہوں کہ مدعی کی کمپنی یہاں کوئی کاروبار نہیں کرتی۔ تنقیح مذکور کا فیصلہ بخلاف مدعا علیہ کے کیا جاتا ہے۔ بروئے تنقیح سوم کے حکم دیا جاتا ہے کہ ٹیکس کمپنی کو واپس دیا جائے۔ نالش کی ڈگری بخلاف مدعا علیہم کے صادر کیجاتی ہے اور اُنکو حکم دیا جاتا ہے کہ مدعی کی کمپنی کو مبلغ للو روپیہ معہ خرچہ فیس مبلغ عہ کے ادا کریں اور اپنا خرچہ خود برداشت کریں"

مدعا علیہ نے درخواست نگرانی دیوانی حال زیر دفعہ ۲۵ ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ء کی ہے۔

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۰ صفحہ ۵۴ (مقدمہ دیوانی)

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۵۸۱

سنہ ۱۹
میونسپل کونسل کوکاناڈا
بنام
سٹینڈرڈ لائف
انشورنس کمپنی

وی کرشنا سامی ایار بجانب سائلان :- استدعا کیگئی ہے کہ ایک نالش اس قسم کی زیر دفعہ ۲۶۲ ضمن (۲) مدراس ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء چل نہیں سکتی ٹیکس زیر دفعہ ۵۳ ایکٹ مذکور لگایا گیا تھا۔ وہ دفعہ جسکے کہ تابع اپیل ہائے رجوع کئے جاسکتے ہیں دفعہ ۹۷ ہے اور دفعہ ۱۰۱ میں یہ حکم ہے کہ تشخیص ہائے ناطق ہونی چاہئیں۔ بروئے دفعہ ۲۶۲ ضمن ۲ کے کوئی نالش چل نہیں سکتی۔ یہ دفعہ بروئے ایکٹ مؤخرالذکر کے ترمیم کیگئی ہے دفعہ ۱۷۲ (۲) مدراس ایکٹ ۳ سنہ ۱۹۲۰ء ملاحظہ طلب مگر کوئی اہم فرق موجود نہیں ہے اور میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اگر ایک شخص پر اُس کاروبار کے متعلق ٹیکس لگایا جائے جو وہ نہیں کرتا تو وہ ایک نالش واسطے واپس دلاپانے اس روپیہ کے نہیں کرسکتا جوکہ اُسنے ایسی تشخیص کے تابع ادا کیا ہو۔ ملاحظہ ہو میر مجلس میونسپلٹی مدورا بنام کرشنیار (۱) جسمیں مقدمہ میونسپل کونسل ٹلور بنام رنگیا (۲) صریح طور پر پسند کیا گیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو میونسپل کونسل کوکاناڈا بنام رائل انشورنس کمپنی لورپول (۳) و میونسپل کونسل تنجور بنام ادمبا مالی صاحب (۴)۔ وہ شہادت جوکہ کمپنی کے ایجنٹ نے دی ہے یہ ثابت کرتی ہے کہ ایک کاروبار کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو موتہیا چٹی بنام الین (۵) در بارہ کئے جانے کاروبار کے

[شنفرڈ صاحب جسٹس :- آیا ایجنٹ کمپنی کا کاروبار کرتا تھا یا کہ وہ صرف ایک وسیلہ خط وکتابت تھا] مقدمہ وال اینڈ کمپنی بنام کولکوہن (۶) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ایجنٹ اپنے مالک کا قائمقام ہوتا ہے خواہ اُسکا اختیار محدود ہو جیسی کہ صورتحال میں ہے۔ مقدمہ مؤخرالذکر منسوخ نہیں کیا گیا مگر وہ مقدمہ گرینگر بنام گف (۷) میں صرف ممیز کیا گیا ہے معاہدات صورتحال میں کوکاناڈا میں کئے گئے تھے کیونکہ قبولیت کی خط وکتابت بوساطت ایجنٹ کے کوکاناڈا میں کیگئی ہے۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۴ ایکٹ معاہدہ ہند۔ مزید براں پریمیم ہائے کوکاناڈا میں ادا کئے گئے ہیں اسلئے کمپنی وہیں نالش کئے جانیکی ذمہ وار ہوگی۔ مقدمہ کارپوریشن آف کلکتہ بنام سٹینڈرڈ مرین انشورنس کمپنی (۸) جسکا کہ حوالہ منصف نے دیا ہے متعلق نہیں ہوتا کیونکہ مدراس کے ایکٹ کے الفاظ اُس ایکٹ سے مختلف ہیں جسپر کہ مقدمہ محولہ فیصل کیا گیا تھا۔ عبارت ایکٹ بنگال کی یہ ہے "رکھنے والا ایک مکان کاروبار کا"۔ میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ واضعان قانون کی مصلحت یہ ہے کہ کونسل کا فیصلہ اس سوال کے متعلق ناطق ہونا چاہئیے کہ آیا ایک کاروبار حدود میونسپلٹی کے اندر کیا جاتا ہے یا نہیں۔

(۱) اپیل فرمانشاہی نمبر ۴۴ سنہ ۱۹۲۶ء (غیر رپورٹ شدہ) (۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۰ (۳) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۵ (۴) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۵۴۳ (۵) ،، ،، ،، جلد ۳۸ صفحہ ۲۰۹ (۶) لاء رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۳ صفحہ ۵۳ سنہ ۱۸۹۶ء (۷) ،، مقدمات اپیل صفحہ ۳۴۵ (۸) ،، ،، کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۰۱

۱۹۱۰ء
میونسپل کونسل کوکاناڈا
بنام
سٹینڈرڈ لائف
انشورنس کمپنی

ایڈوکیٹ جنرل (آنریبل مسٹر جے پی والس) بجانب ریسپانڈنٹ:۔ مقدمہ میونسپل کونسل نلور بنام زنگیا (۱) کا فیصلہ بروئے پرانی دفعہ کے کیا گیا تھا۔ احکام ترمیم کردہ دفعہ کی دراصل تعمیل نہیں ہوتی جبکہ ایک کونسل اُس شخص پر ٹیکس لگائے جو دراصل میونسپلٹی کے اندر کاروبار نکرتا ہو۔ ایسی صورتمیں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ زیر ایکٹ مذکور لگایا گیا ہے۔ مقدمہ لیمن بنام دموررایا (۲) میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ ٹیکس جو ناجائز طور پر زیر ایکٹ ۳ ۱۸۷۱ء دفعہ ۸۵ لگایا گیا ہو بذریعہ نالش کے وصول کیا جا سکتا ہے۔ گو الفاظ ایکٹ مذکور قوی تر تھے۔ فیصلہ مقدمہ کامیا بنام لیمن (۳) خاص واقعات مقدمہ پر مبنی ہے۔ مقدمہ شوئی کورین میونسپلٹی بنام ساؤتھ انڈین ریلوے (۴) میں یہ فیصل کیا گیا ہے کہ اگر ایک صریح حکم قانون کی خلاف ورزی کیگئی ہو تو ایک نالش واسطے واپسی اُس ٹیکس کے ہو سکتی ہے جو ناجائز طور پر لگایا گیا ہو۔ صورتحال میں قانون کی اسطرح پر خلاف ورزی کیگئی ہے کہ ایک ٹیکس اُس شخص پر لگایا گیا ہے جو حدود میونسپلٹی کے اندر کاروبار نہیں کرتا۔ کوئی قانونی جواز ایسے ٹیکس کا موجود نہیں ہے۔ مقدمہ راماسامی ایار بنام میونسپل کونسل سالم (۵) میں ایک ایسی ہی نالش چلائی گئی تھی گو امر مذکور کا صریح طور پر فیصلہ نکیا گیا تھا۔ مقدمہ میونسپل کونسل نلور بنام زنگیا (۱) میں کسی احکام ایکٹ کی خلاف ورزی ٹیکس کے لگانے میں نکیگئی تھی۔ مقدمہ میونسپل کونسل کوکاناڈا بنام رائیل انشورنس کمپنی لورپول (۶) میں یہ قیاس کیا گیا تھا کہ بروئے غیر مرمہ ایکٹ کے بھی ایک حال جیسی نالش چلسکتی ہے مگر مقدمہ فسیحر بنام ٹوگ (۷) ایک بلاواسطہ سند اس امر کی ہے کہ ایک نالش ہو سکتی ہے اگر ایک ایسے شخص پر ٹیکس لگایا گیا ہو جو ذمہ وار نہو [اسکی سماعت صرف اسی امر کے متعلق کیگئی تھی]۔

وی کرشناسامی ایار جواباً:۔ الفاظ "کاروبار کرتا ہو" ایسے وسیع ہیں کہ انمیں کوئی کاروبار شامل ہے۔ ملاحظہ ہو عنوان ضمیمہ الف۔ دفعہ ۵۲ اُن جملہ تجارتہائے پر حاوی ہے جنکا ذکر ضمیمہ الف میں کیا گیا ہے بنسبت نالش کے قابل قیام ہونیکے۔ مقدمہ شوئی کورن میونسپلٹی بنام ساؤتھ انڈین ریلوے (۴) میں میونسپلٹی کا منشا ایک ایسے طریق کے مطابق عمل کرنیکا تھا جو خلاف احکام ایکٹ کے تھا۔ مقدمہ فسیحر بنام ٹوگ (۷) میں وہ عمارت جسپر کہ ٹیکس لگایا گیا تھا اغراض خیراتی کے واسطے بنائی گئی تھی۔ اسمیں ایک صریح حکم قانون کی خلاف ورزی کیگئی تھی ضمن (۱) دفعہ ۶۲ بلاغلطی ہائے سے متعلق ہے اور استدعا یہ کیگئی ہے کہ دفعہ ۶۲ ضمن (۲) حال جیسی صورتوں پر حاوی ہے جہاں کہ میونسپل کونسل نے ایک غلط نتیجہ سوال امر واقعہ سے

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۰ (۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۵۸ (۳) انڈین لاء رپورٹس مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۲۴
(۴) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۲۷ (۵) " " " جلد ۳۰ صفحہ ۱۰۲ (۶) " " جلد ۲۱ صفحہ ۵
(۷) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۴۶۲

سنہ ۱۹۰۱ء
میونسپل کونسل کوکنا
بنام
سٹینڈرد لائف
انشورنس کمپنی

متعلق اخذ کیا ہو۔

تجویز: ڈگری بحق مدعی کی تردید اسوجہ پر کیگئی ہے کہ اہم سوال بمقدمہ ہذا غلط طور پر فیصل کیا گیا ہے اور نیز اسوجہ پر کہ نالش واسطے دلا پانے اُس روپیہ کے جو ادا کیا گیا تہا بروئے احکام دفعہ ۲۶۲ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۴ء (مدراس) کی ممنوع التماعت تہی نسبت اہم سوال کے دو امور غور طلب موجود ہیں یعنی معلوم یہ کیا جانا چاہیے کہ آیا کمپنی کوئی حرفہ یا پیشہ یا تجارت یا کاروبار خاص کردہ بہ ضمیمہ ایکٹ مذکور کرتی تہی اور یہ کہ آیا کمپنی ایسا حرفہ یا پیشہ یا تجارت یا کاروبار میونسپلٹی کے اندر حسب منشاء دفعہ ۵۳ کے کرتی تہی۔ کاروبار بیمہ زندگی ضمیمہ مذکور میں بطور ایک از ایسی کاروبار ہائے یا تجارت ہائے کے خاص نہیں کیا گیا جسکے کہ متعلق ایک ٹیکس لگایا جا سکے اسلئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کی کمپنی جسکا کاروبار بیمہ زندگی کا ہے ممکن طور پر ذمہ وار ہو سکتی تہی۔ مگر بیان یہ کیا گیا ہے کہ چونکہ ضمیمہ مذکور کی فہرست اسماء میں بحیثیت کمپنی کے کاروبار کرنا بہ شامل ہے اسلئے کوئی کمپنی جو کاروبار کرتی ہو ذمہ وار ہو جاتی ہے خواہ اُسکا کام بصورت دیگر اُن کاروبار ہائے میں سے ایک ہو یا نہ جنکا کہ ذکر فہرست مذکور میں کیا گیا ہے اس تعبیر کے کرنے میں کئی مشکلات پیش آتی ہیں بشرطیکہ دفعہ مذکور پر غور کرکے اسکو ضمیمہ میں ایک فہرست کاروبار ہائے اور تجارت ہائے کی موجود ہونیکی امید ہو سکتی ہے مگر فہرست مذکور میں مطابق دفعہ مذکور کی نہیں ہے کیونکہ اُسمیں اشخاص کی فہرست دیگئی ہے نہ کہ تجارتہائے یا کاروبار ہائے کی ضمیمہ مذکور کو مقدمہ حال سے متعلق کرنے کے واسطے ہمکو یہ کہنا چاہیے کہ کاروبار کمپنی کا کیا جانا واضعان قانون نے بطور ایک تجارت یا پیشہ کے قرار دیا ہے۔ عام اشخاص ایک فہرست تجارتہائے یا کاروبار ہائے کے مرتب کرنے میں اُنکی جماعت بندی بجائے اس سوال کے کرتے کہ آیا کاروبار ذاتی طور پر کیا جاتا تہا یا کہ کسی کارپوریشن سے اور وہ کاروبار کمپنی ہائے کا بطور ایک از مشہور تجارت ہائے یا پیشہ ہائے کے شمار نکرتے۔ یہ ایک مشکل کونسل کو پیش آئی ہے دوسری مشکل یہ ہے کہ دوسرے حصہ ضمیمہ مذکور میں ایک بنکر یا بیرسٹر بطور ایسے شخص کے قرار دیا گیا ہے جس پر ٹیکس لگایا جا سکتا ہے تاہم اُسکے رو سے مشابہ عبارت میں یہ قرار نہیں دیا گیا کہ کسی کمپنی پر ٹیکس لگایا جا سکتا ہے۔ وہ بظاہر ایک ایسا شخص ہے جو بحیثیت کمپنی کے کاروبار کرتا ہو جس پر کہ ٹیکس لگایا جاتا ہے ہم یہ نہیں جانتے کہ اُس سے کیا مراد رکہی گئی ہے مگر اُس سے وہ کمپنی مراد نہیں ہو سکتی جو بحیثیت کمپنی کے کاروبار کرتی ہو۔ اگر یہ مراد ہوتی تو اُسکا صریح الفاظ میں ظاہر کرنا بہت آسان تہا یہ باور کرنا بہی مشکل ہے کہ آیا ایک شخص پر فرداً یا کمپنی پر ٹیکس لگانیکا منشاء واضعان قانون کا تہا یہ سمجہنا بہی مشکل ہے کہ جبکہ کمپنی ہائے

سنہ ۱۹۰۰ع
میونسپل کونسل کوکاناڈا
بنام
اسٹینڈرڈ لائف
انشورینس کمپنی

بلاحوالہ نوعیت انکی کاروبار کے شامل کیگئی ہیں۔ کوئی خاص معنی لفظ کمپنی پر نہیں لگائی گئی اسلئے اس سے وہ کمپنی ہائے ظاہر ہونی چاہئیں جو واسطے اغراض فائدہ کے نہ بنائی گئی ہوں اور نیز معمولی تجارت کنندہ کمپنی ہائے۔ بیان یہ کیا گیا ہے کہ ایکٹ مذکور بباعث فیصلہ مقدمہ کارپوریشن کلکتہ بنام اسٹینڈرڈ لائف انشورینس کمپنی (۱) کے ترمیم کیا گیا تھا جو بظاہر ایک ایسے ایکٹ کی عبارت پر منحصر تھا جو منشا بر ابتدائی ایکٹ مدراس ۱۸۸۴ع کے ہے۔ ممکن ہے کہ یہ درست ہوا اور یہ سچ ہے کہ عدالت ہذا نے مقدمہ میونسپل کونسل کوکاناڈا بنام رائل انشورینس کمپنی لورپول (۲) میں یہ خیال کیا تھا کہ موثر ترمیم ایکٹ مذکور کی کیگئی ہے۔ مگر ہم یہ قیاس نہیں کرسکتے کہ فاضل ججان کا منشا رستند طور پر ایک ایسے امر کے فیصل کرنیکا تھا جو کہ ہر گز ان کے روبرو موجود نتھا۔ ہماری رائے میں واضعان قانون کا منشا اسقدر مشتبہہ تھا کہ ہم تحقیق طور پر یہ کہنے کے ناقابل ہیں کہ وہ کمپنی ہائے جو بیمہ کا کاروبار کرتی ہوں زیر ایکٹ مذکور ٹیکس لگائے جانیکی ذمہ دار ہیں۔

اگر اس سوال کے متعلق شبہ کرنیکی کوئی وجہ موجود ہو تو اس سوال کے متعلق کوئی تحقیق نہیں ہے کہ آیا یہ خاص کمپنی میونسپلٹی کے اندر کاروبار کرتی تھی۔ بلحاظ واقعات کے مقدمہ ہذا مقدمہ گرینگر بنام گف (۳) سے ممیز نہیں کیا جاسکتا۔ اس مقدمہ میں صورت حال کیطرح ایک ایجنٹ کسی دوسرے شخص کے آرڈر ہائے لینے کیواسطے مقرر کیا گیا تھا مگر اسکو معاہدات کے کرنیکا کوئی اختیار حاصل نتھا۔ ایک کوشش واسطے ممیز کرنے مقدمات کے اسوجہ پر کیگئی تھی کہ مطابق دفعہ ۴ ایکٹ معاہدہ ہند ایک تجویز کا قبول کرنا اسوقت تک اسپر قابل پابندی نہیں ہوتا جبتک کہ وہ اس سے واقف نہو۔ وہ قاعدہ قانون ہماری رائے میں کوئی علاقہ سوال مذکور کے ساتھ نہیں رکھتا جہانکہ ایک شخص تجارت یا کاروبار کرتا ہو۔ وہ ایک سوال امر واقعہ ہے اور ہم کوئی وجہ معلوم نہیں کرسکتے کہ کیوں اسکا اس ملک میں وہی جواب نہ ملنا چاہئے جو کہ ہوس آف لارڈس نے دیا تھا چونکہ کمپنی کوکاناڈا میں کاروبار نکرتی تھی اس لئے میونسپل کونسل نے ٹیکس کے لگانے میں اپنے اختیارات سے باہر عمل کیا ہے۔

ازاں بعد کونسل کیطرف سے یہ بحث کیگئی ہے کہ وہ بروئے دفعہ ۲۶۲ کے نالش سے محفوظ ہیں اور بالخصوص

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۸۱
(۲) ,, ,, مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۵
(۳) (۱۸۹۶ع) مقدمات اپیل صفحہ ۳۲۵

سنہ ۱۹۰۰ع
میونسپل کونسل کوکاناڈا
بنام
سٹینڈرڈ لائف
انشورینس کمپنی

مقدمہ میونسپل کونسل ٹلور بنام ڈگیا (۱) پر انحصار کیا گیا ہے جہاں تک دفعہ مذکور جیسی کہ وہ قبل ترمیم حال کے تہی غور کیا گیا تہا خواہ ترمیم مذکور کا اثر کچھ ہی ہو وہ مدعی کو نقصان نہیں پہونچا سکتی سوال دراصل یہہ کہ آیا جب ایک کمپنی پر جو بلحاظ اپنے خاص کاروبار کے زیر ایکٹ مذکور لائق ٹیکس کے نہو یا صدود میونسپلٹی کے اندر کاروبار نکرتی ہو باوجود اس بات کے ٹیکس لگایا جاوے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ "احکام ایکٹ مذکور کی دراصل اور درست طور پر تعمیل کیگئی ہے" یہہ سوال کہ آیا ایک اہم تعمیل احکام ایکٹ مذکور کی کیگئی ہے ایک سوال امر واقعہ ہے جسکا فیصلہ بحوالہ خاص واقعات مقدمہ کے کیا جانا چاہئے - مقدمہ میونسپل کونسل ٹلور بنام ڈگیا (۱) ایک ناکمل مکان کے متعلق تہا اور ہمارا اطمینان اس امر کی نسبت نہوا تہا کہ کسی حکم ایکٹ مذکور کی تعمیل کی گئی ہے - مقدمات لوکل بورڈ کورین میونسپلٹی بنام سوتہہ انڈین ریلوے (۲) و میونسپل کونسل کوکاناڈا بنام رائل انشورینس کمپنی لورپول (۳) اس سلسلہ کے مخالف ہیں - ان میں سے مقدمہ موخر الذکر بہت کچھ مشابہ مقدمہ حال کے ہے - اسمین بہی میونسپلٹی سائل تہی تاہم وہ عذر جو زیر غور اب ہے پہلا تو اٹہایا نگیا تہا یا مسترد کیا گیا تہا -

ہم اصولاً کوئی فرق مابین وصول کرنے اس ٹیکس کے جو کہ جائز طور پر نہ لگایا گیا ہو اور وصول کرنے ٹیکس کے ایسے شخص سے نہیں معلوم کر سکتے جسپر کہ زیر ایکٹ مذکور ٹیکس نہ لگایا جا سکتا ہو - مقدمہ موخر الذکر میں پہلے کی طرح اہم طور پر احکام ایکٹ مذکور نظر انداز کئے گئے ہیں -

ان وجوہات پر ہماری یہہ رائے ہے کہ درخواست ناکامیاب رہتی ہے اور معہ خرچہ خارج کیجانی چاہئے -

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۰
(۲) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۸۰
(۳) " " " " ۲۱ " [illegible]

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر آرکوہر صاحب

سباسایار وغیرہ (مدعیان) اپیلانٹان بنام سبال وغیرہ (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان ۔۔۔ ۲۰ و ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء ۱

[برطبق اپیل بنارضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس]

وہرم شاستر - وصیت - تعبیر - ہبہ بحق پسر متبنی موصی کے - ہبہ کا بروے وصیت مذکور کے تبنیت کے عمل مین آنے پر مشروط نہونا

ایک موصی نے اپنی وصیت مین یہ بیان کیا تہا کہ وہ ایک نابالغ لڑکے کو بطور اپنے پسر متبنی کے پرورش کرتا ہے اور ازان بعد اُسنے ہبہ بحق نابالغ مذکور کرتے وقت یہ بیان کیا تہا کہ "ہرگاہ میرا پسر متبنی نابالغ ہے"

سوال برطبق اپیل ہذا کے یہ تہا کہ آیا منشاء اور اثر وصیت کا یہ تہا کہ نابالغ کو بیٹے ہبہ کے وارث ہونیکا مستحق بنانے بغرض اس امر کے کہ وہ جائز طور پر موصی سے تبنیت مین لیا گیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ اس اظہار سے کہ موصی نابالغ کو بطور اپنے پسر متبنی کے پرورش کرتا ہے یہ مراد نہی کہ وہ اسکو متبنی کرنے کے واسطے پرورش کرتا تہا اور کہ ہبہ بحق نابالغ مشروط بر تبنیت نابالغ مذکور کے نہتا بلکہ وہ موثر تہا خواہ نابالغ متبنی کیا گیا تہا یا نہین۔

اپیل بنارضی ڈگری (۱۸ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء) مصدرہ ہائیکورٹ منسوخ سجالی ڈگری (۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء) مصدرہ عدالت ضلع کوہباکونم۔

نالش حال ۷ مئی سنہ ۱۸۹۶ء کو اپیلانٹان چار پسران وینکٹا کپایار نے جو مدعاعلیہ رسپانڈنٹ ۲ کا ہی اور موصی کا نزدیکی چچازاد بہائی جسکی تہی موصی کا نام بہی کپایار تہا جسکی کہ وصیت متنازعہ حال کی تصدیق مذکورہ بالا وینکٹا کپایار نے کی ہے۔ موصی ۲۷ فروری سنہ ۱۸۹۶ء کو لاولد فوت ہوا تہا اور ۲۶ تاریخ کو ایک وصیت کر گیا تہا جو کہ حکام عالیمقام کے فیصلہ مین درج ہے۔

موصی ایک بیوہ اور ایک بیوہ پدر خود اور نیز ایک نابالغ مدعاعلیہ ۲ رسپانڈنٹ باپیل حال زیر ولایت چہوڑ گیا تہا۔ بیوہ مذکور رسپانڈنٹ ۱ اور مادر موصی رسپانڈنٹ ۳ تہی۔ رسپانڈنٹ ۳ مذکورہ بالا اپیل ہذا مین حاضر نہوا تہا۔

ہر چہار مدعیان نے بحیثیت ورثائے بازگشت کے اس وصیت کو منسوخ کرانیکی نالش کی تہی جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ فریبانہ طور پر بعد وفات کپایار کے بغرض بیپار نے انکے حقوق کے پیش کیگئی ہی۔ نیز اس لڑکے کی تبنیت ناجائز قرار دلانے کی استدعا کیگئی تہی جسکے حق مین جائداد کا ہبہ کیا گیا تہا

سنہ ۱۹۰۰ء
سبا پایر
بنام
سبتامل

جسکا قبضہ اسنے بعد وفات بیوہ موصی کے اور بعد حصول سن بلوغ کے حاصل کرنا تہا۔ وصیت مین دیگر احکام دربارہ اہتمام اور حفاظت بیوگان کے درج تہے۔

سوال فیصلہ طلب بطبق اپیل ہذا کے یہ تہا کہ آیا مطابق درست تعبیر وصیت کے ایک جائز ہبہ بحق نابالغ کے بلحاظ اس امر کے کیا گیا تہا کہ موصی کیطرف سے وہ جائز طور پر متبنی کیا گیا ہو یا نہ۔ یا کہ آیا ہبہ مذکور مشروط بر تبنیت تہا۔

ہر دو عدالتہائے ماتحت نے قرار دیا تہا کہ وصیت جائز طور پر تحریر کیگئی تہی۔

دربارہ تبنیت کے واقعی طور پر عمل مین آنے کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ تبنیت مین دیا جانا اور لیا جانا ۲۷ ہر فروری سنہ ۱۸۹۶ء کو عمل مین آیا تہا اور اُنہوں نے حسب ذیل نتیجہ اخذ کیا تہا۔

"مین معلوم کرتا ہون کہ متوفی نے اپنی زوجہ کو دتا ہومم کی رسم ادا کرنیکا اختیار دیا تہا اور کہ ایسا اختیار دینا جائز ہے۔ مین وصیت کو بطور ایک اختیار تبنیت کے متصور کرتا ہون اور اسمین فی نفسہ اختیار ادائگی ضروری رسوم جائز تبنیت شامل ہے۔ نیز مین قرار دیتا ہون کہ جب عاعلیہ ۲۷ ہر تاریخ کو دیا اور لیا گیا تہا تو ایک زبانی اختیار زوجہ کو دربارہ تکمیل رسم مذکور بذریعہ ادائگی دتا ہومم کے عطا کیا گیا تہا"۔

صاحب جج ضلع نے اپنے فیصلہ مذکور مین یہ رائے ظاہر کی تہی کہ وصیت بحق نابالغ کامل طور پر موثر ہے خواہ ایک جائز تبنیت عمل مین آئی ہو یا نہ۔ اسوجہ پر کہ ہبہ مشروط بر تبنیت نہ تہا نالش خارج کیگئی تہی۔

بر طبق اپیل مدعیان ہائیکورٹ کے ایک دویژن بنچ (مسٹر امنیا ایار صاحب و ڈیویس صاحب جسٹسان) کی یہ رائے تہی کہ تبنیت ثابت کیگئی تہی مگر اُنہوں نے عدالت اول کیطرح یہ قرار ندیا تہا کہ دیا اور لیا جانا اُس تاریخ پر عمل مین آیا تہا جسپر کہ موصی کا انتقال ہوا تہا۔

انہون نے قرار دیا تہا کہ جب نابالغ نے اپنے طبعی باپ کے گہر کو چہوڑ کر موصی کے گہر مین رہنا شروع کیا تہا تو اُسکا ہبہ اور قبولیت وقوع مین آئے تہے۔ یہ امر موصی کی وفات سے تین سال پہلے عمل مین آیا تہا اور دئیے جانے اور لئے جانے کے ساتہہ رسم دتا ہومم کا ادا کرنا شامل نہ تہا جو کہ بعد مین ادا کیگئی تہی۔

ایک نتیجہ بحق تبنیت کے اخذ کرکے ہائیکورٹ نے اس سوال پر کسی رائے کا ظاہر کرنا غیر ضروری سمجہا تہا کہ آیا ہبہ جائز ہوگا بفرض اس امر کے کہ کوئی تبنیت عمل مین نہ آئی تہی۔ انہون نے اپیل کو خارج کیا تہا۔

بر طبق اپیل ہذا مسٹر جے ڈی مین صاحب پیلانٹان نے یہ بحث کی کہ ہبہ بحق نابالغ کی تعبیر اسطرح پر

سنہ ۱۹۰۰ء
سبا پار ایار
بنام
ستیا مل

کیجانی چاہئے کہ گویا وہ تابع اس شرط کے ہے کہ تبنیت جائز اور موثر طور پر عمل مین آئے ۔ یہ جائداد بحق نابالغ کے بحیثیت پسر متبنی کیا گیا تہا اور وصیت کی ہدایات مین یہ قیاس کیا گیا ہے کہ پسر متبنی متوفی کی رسومات کو بلکم و کاست ادا کرنیکا مجاز ہوگا نابالغ کو اس امر کا مجاز بنانیکے واسطے درست تبنیت کا عمل مین آنا ضروری تہا۔ اب مشکل سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ محض اتفاق عدالتہائے ماتحت نے اس امر کی نسبت کیا ہے کہ کس طرح اور کب وہ وقوع مین آتی تہی ۔ عدالت اول نے نابالغ کے ذکر مندرجہ وصیت کو بطور کافی وجہ ڈگری بحق نابالغ مذکور کے بیان کیا ہے ۔ عدالت اپیل نے تبنیت کو فی الواقعہ ایک کافی وجہ ہبہ کے موثر ہونیکی قرار دیا ہے ۔ مگر اب حجت یہ کیگئی ہے کہ وصیت کی تعبیر مین مراد کیجانی چاہئے تہی کہ نابالغ کو جائداد بحیثیت پسر متبنی اسکے حاصل کرنی چاہئے اور صرف اس شرط پر کہ وہ جائز طور پر متبنی کیا جائے مقدمہ مندوہمنی دیبیا بنام سروداپرشاد مکرجی (۱) مین موصی کا منشاء صریح طور پر یہ تہا کہ جائداد کے موہوب لہ کو جائداد مذکور حاصل کرنی چاہئے خواہ تبنیت کی تعمیل جملہ امور مین کیگئی ہو یا نہ ۔ مگر صورت حالین اختلاف از مقدمہ مذکور یہ ہے کہ صورت حال مین اگر نابالغ متبنی نکیا جاتا تو وہ اُن رسوم مذہبی کے ادا کرنیکے قابل نہوتا جنکا کہ اسکی طرف سے ادا کیا جانا ضروری ہے تبنیت اسکو حیثیت مذکور عطا کرتی ہے ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہبہ جائداد بحق اسکے اس امر پر مشروط تہا کہ وہ ایک پسر متبنی کی حیثیت رکہے ۔ مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تہا: فننداراد یب ریکیٹ بنام راجیسوداس (۲) وسری راجہ راؤ وینکٹا سریا ماہی پتی راما کرشنا راؤ بہادر بنام کورٹ آف وارڈس (۳) ۔

مسٹر سی ڈبلیو ارا تہون (منجانب پہلی تین رسپانڈنٹان) نے یہ حجت کی کہ نابالغ کا استحقاق دربارہ اُس جائداد کے جو اسکو بروئے وصیت کے دیگئی تہی قطعی طور پر بلا واسطہ اس سوال کے تہا کہ آیا وہ موصی کی طرف سے جائز طور پر متبنی کیا گیا ہے یا نہین وصیت مین نابالغ کی حیثیت کا ذکر کیا گیا تہا جو مطابق نیت موصی کے مستحق تہا اور اسکے ہونے کے واسطے یہ امر ضروری نہ تہا کہ آیا رسومات ادا کردہ بعد دیئے اور لئے جانے نابالغ کے اسکی تبنیت کو جائز بنانے کیواسطے کافی تہین یا نہین ۔ ہبہ بحق نابالغ کے تہا تو جائز طور پر بحق ایک شخص نامزد کردہ موصی کے کیا گیا تہا ۔

(۱) (۱۸۷۶ء) لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۳ صفحہ ۲۵۳
(۲) (۱۸۹۸ء) " " " جلد ۲۵ صفحہ ۷۲ و انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۳۲۶
(۳) (۱۸۹۹ء) " " " جلد ۲۶ صفحہ ۸۳ و " " مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۳۸۳

مسٹر جے ڈی مین نے اسکا جواب دیا۔

اسکے بعد ۲۰ جولائی کو حکام عالیمقام کا فیصلہ لارڈ میکناٹن صاحب نے صادر فرمایا:۔

تجویز۔ صورت حال مین حکام عالیمقام نے صرف اس امر پر غور کرنا ہے کہ مستحق کیا پایا کی وصیت کا اقرار اور اسکے معنی کیا ہین جسکی نسبت ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ اسوقت تحریر کیگئی تہی جبکہ موصی کے ہوش وحواس قایم تہے۔ مسٹر مین بجانب اپیلانٹان نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ اگر فیصلہ عدالت دربارہ تعبیر وصیت کے اُسکے خلاف ہو تو انکو کامیابی بر دیگر امور کچھ مفید نہوگی۔ سوال یہ ہے کہ آیا نابالغ رسپانڈنٹ وینکٹا راامنیار بروئے وصیت کے وارث ہونیکا مستحق ہی یہ فرض کر کے کہ وہ کبھی بہی جائز طور پر متبنیٰ نکیا گیا تہا۔

وصیت مذکور بالفاظ ذیل تہی:۔ ”وصیت موسومہ ۲۶ فروری سنہ ۱۸۹۶ء مطابق ۱۶ ماہ مسی سنہ منما تہا انطرف کیا پایا ولد وینکٹا رایا ر قوم برہمن کاشتکار ساکن چنادہر پورم تعلقہ کرور ہرگاہ میرے قبضہ مین مفصلہ ذیل جائداد منقولہ وغیر منقولہ و نیز قرضجات بازاری اور ہرگاہ مین لاولد ہون اور مین وینکٹا راامنیار کو جو نابالغ ہے اور جسکی عمر قریباً دس سال کی ہے اور جو وینکٹا دسا پایار برہمن ساکن اندن کوول کا پسر ہے جو میرا سالا ہے بطور اپنے متبنیٰ پسر کے پرورش کرتا ہون اور اسکی حفاظت گذشتہ تین سال سے کر رہا ہون اور چونکہ مین اب بہت بیمار ہون اور چونکہ میری مادر وینکٹا لکشمی امل اسکی ضعیفہ ہے اور چونکہ میرا پسر مذکور وینکٹا راامنیار نابالغ ہے اور بہو جہ سے جائداد نامے کے اہتمام کے قابل نہین اسلئے میری زوجہ سباءل کو چاہئے کہ تا حصول سن بلوغ نابالغ مذکور کے جائداد ہائے مذکور کا اہتمام بطور ولیہ نابالغ مذکور کے کرے اور ایفائے قرضجات کر کے مفصلہ ذیل خیراتہائے کو جاری رکھے جو کہ مین کرتا رہا ہون اور نابالغ مذکور کی پرورش کر کے اسکی رسوم نامبندی و ازدواج وغیرہ ادا کرے اور مجہ اور میری مان وینکٹا لکشمی امل کو تا مین حیات گذارہ دے اور بعد ہماری وفات کے ہماری رسوم کریاکرم نابالغ مذکور سے کرالے۔ بعدہ مین نابالغ مذکور کو چاہئے کہ بعد حصول سن بلوغ کے جائدادہائے قرضجات وغیرہ مذکور کا اہتمام حاصل کرے اور تا حیات سباءل مذکور کے اسکو چاہئے کہ مطابق اُسکے حکم کے جائدادہائے کا انتظام کرے اور قرضجات ادا کرے اور نیز خیراتہائے کو جاری رکھے اور بعد وفات سباءل کے اسکی رسوم کریاکرم ادا کرے اور جملہ حقوق کے ساتھ جائدادہائے وغیرہ مذکور کا استعمال نسلاً بعد نسلٍ ہمیشہ کے واسطے کرتا رہے اور خیراتہائے مذکور کو جاری رکھے۔ پس مینے برضا و رغبت خود وصیت ہذا تحریر کر دی ہے۔ (دستخط) کیا پایار“

سنہ ۱۹۱۰ع
سبابر ایاہ
بنام
سبا ل

حکام عالیمقام کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہ حق نابالغ کے مشروط بہ تبنیت نہین ہے ہمین شبہ نہین کہ موصی نے نابالغ کا ذکر بطور پسر متبنی کے کیا ہے۔ گو اُسنے تشریح کی ہے کہ فقرہ مذکور سے کیا مراد ہے جبکہ اُسنے بیان کیا ہے کہ وہ نابالغ کو بطور پسر متبنی کے پیش کرتا ہے یعنی اسکو متبنی کرنیکی غرض سے۔

وہ مقدمہ جسپر کہ مسٹر مین نے اہم طور پر انحصار کیا ہے مقدمہ جنڈرادیب ریکٹ بنام راجیسوردواس (۱) تہا اُس مقدمہ مین ہائیکورٹ کو ایک انگیکار پتر کی تعبیر کرنی پڑی تہی جسمین ایک شخص کے متبنی کئے جانیکا ذکر تہا جسنے وارث ہونیکا دعوی کیا تہا اور نیز ان بعدیہ بیان کیا گیا تہا جسکی تعبیر یا تو بطور انتقال جائداد یا بطور اظہار نتایج تبنیت کے کیجاسکتی تہی۔ حکام عالیمقام نے یہ قرار دیا تہا کہ مولف انگیکار پتر کو کوئی اختیار لڑکے کے متبنی کرنے کا حاصل نتہا جو کہ اسکی جائداد کا وارث ہوتا اور خاص دستاویز مذکور کی عبارت کی لحاظ سے اُنہون نے قرار دیا تہا کہ وہ انتقال جائداد نتہا بلکہ صرف ایک بیان اُس امر کا تہا جو کہ بصورت فی الواقع تبنیت کئے جانیکے وقوع مین آتا اگر کوئی انگیکار پتر تحریر کیا گیا تہا۔

ایک دستاویز کی عبارت دوسری دستاویز کی تعبیر کرنے مین چندان امداد نہین دے سکتی مگر حکام عالیمقام یہ ظاہر کرسکتے ہین کہ عبارت وصیت صورت حال مین زیادہ تر مشابہ وصیت بمقدمہ مدہوسی دیبیا بنام سردا پرشاد مکرجی (۲) کے ہے جسکا کہ مسٹر مین نے بہی حوالہ دیا ہے۔ اُس مقدمہ مین یہ قرار دیا گیا تہا کہ بہ موصی کی جائداد کا بحق ایسے شخص کے جسکی نسبت موصی نے یہہ قرار دیا تہا کہ اُسے اُسنے متبنی کیا ہے موثر ہوگیا تہا گو باعث مناسب رسومات کے منجانب بیوگان موصی ادا نکئے جانیکے تبنیت جملہ امور مین مکمل نہوئی تہی۔

اسلئے حکام عالیمقام نہایت عجز سے حضور ملک معظم دام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہین کہ اپیل ہذا خارج کیا جائے۔ اپیلانٹان کو چاہئے کہ خرچہ رسپانڈنٹان جو بابت اپیل کے حاضر ہونے مین ادا کرین۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹران منجانب اپیلانٹان۔ لوفورڈ واٹرھوس اینڈ لا فورڈ۔

سالسٹران منجانب رسپانڈنٹان: میسرز ٹی ایل ولسن اینڈ کمپنی۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۳ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۷۲۔

(۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۳۰ صفحہ ۲۵۳۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرتھر اسٹریچی چیف جسٹس و نیاریس صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ع ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ اکتوبر

ماما سامی پلائی وغیرہ (مدعیان اپیلانٹ) بنام الکر شاد الیار ویکٹس گرا (مدعا علیہ مسئول) رسپانڈنٹ

ایکٹ اوقاف مذہبی ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ع دفعہ ۱۸ اجازت برائے نالش بیاس لیکن صرف بعہدہ امین کی طرف سے خفلت کی جانیکی۔ عام

خیرات کا امین۔ عہدہ امین کا بروئے استحقاق تصرف قدیم کے حاصل کرنا بشمول اختیار تقرر جانشینان۔

بعض عام مندر کا عہدہ امین م نے اپنی پسر کو عطا کیا تھا اور اسکی بعد اسکی نسل کے نام منتقل ہوتا رہا اور وہاں اس کے بعد اس لڑکے چھوٹا

بلاد عہدہ مذکور کا وارث ہوا تھا۔ اسنے بذریعہ وصیت کے اپنی ہمشیرہ اور اسکی شوہر کو بطور جانشین اپنا خود مقرر کیا تھا اور انکو اختیار

دیا تھا کہ اپنی جانشینان خود مقرر کریں۔ بعد مرنے اسکی تعامل عہدہ مذکور کو ابتدائی اسکے خاندان سے جدا کر دیا تھا ہمشیرہ مذکور اور اسکے

شوہر نے عہدہ مذکور حاصل کر لیا تھا مگر اسکا شوہر بہت تھوڑی مدت کے بعد فوت ہو گیا تھا ہمشیرہ مذکور عہدہ امین پر تا حیات

موصوف ۳۸ سال تک قابض رہی تھی۔ اسنے بذریعہ وصیت کے بطور اپنی جانشین کے اپنے ہمشیرزادہ کو مقرر کیا تھا جو ۱۶ سال تک عہدہ مذکور

پر قابض رہا تھا اور بروئے اپنی وصیت کے اسنے اپنے داماد مدعا علیہ کو بطور اپنے جانشین کے مقرر کیا تھا۔ مدعا علیہ م کا پوتا تھا اور

اسنے عہدہ امین کو حاصل کیا تھا۔ ایک نالش مدعیان کی طرف سے دائر ہوا اور دعوی کیا گیا کہ واسطے استقرار اس امر کے رجوع کی تھی کہ مدعا علیہ

تجویز ہوئی کہ مدعا علیہ مستحق امین تھا کیونکہ اسکو ایسے شخص نے مقرر کیا تھا جسنے ایک جائز استحقاق دربارہ عہدہ امین کے مع اختیار تقرر جانشین

خود کے حاصل کیا تھا ہمشیرہ و ایک جائز استحقاق دربارہ عہدہ امین کے بروئے تصرف قدیم کے حاصل کیا تھا اور مدعا علیہ ایک ایسی شخص کے

قابض ہوئی تھی جسمیں ایک حکم دربارہ تقرر جانشین کے موجود تھا اور اسنے تابع حکم مذکور کے عمل کر کے ایک جانشین مقرر کیا تھا کہ

بسبب جسکو مساوی اختیار وہی تقرر خود اپنے جانشین کے عطا کیا گیا تھا۔

تجویز ہوئی نیز۔ وہ استحقاق جو ہمشیرہ اور اسکی جانشینی نے حاصل کیا تھا ایک موروثی عہدہ امین کا نہ تھا جو بالضرور اسکے

ورثا کے نام منتقل ہوتا بلکہ ایک استحقاق مع اختیار تقرر جانشین کے تھا۔

عہدہ امین مع اختیار تقرر جانشین ایک جائیداد قانونا تسلیم کردہ ہے اور اسکی متعلق حکم دیا جا سکتا ہے۔

ایکٹ اوقاف مذہبی سنہ ۱۸۶۳ع اس نالش سے متعلق نہیں کیا گیا جو زیر علم ابتدائی اقتدار ایکٹ حاصل کردہ

از سیریم کورٹ کی ہوگئی تھی جسمیں امین منسب غفلت کا الزام لگایا گیا ہو جو نالش بغیر حاصل کئے اجازت زیر دفعہ ۱۸

تجویز ہوئی نیز۔ جب کہ وہ شخص جسکو کوئی حق عہدہ امین کی نسبت مطابق اس قاعدہ و عادت کے حاصل نہ ہو جسکو بانی اس

نے مقرر کیا ہو بعد سے تصرف قدیم کے ایک استحقاق عہدہ مذکور کی نسبت حاصل کرے

---

* اپیل صیغہ ابتدائی نمبر ۹۹ سنہ ۱۸۹۹ع بنا راضی ڈگری مسٹر ڈی صاحب جج بنارس نالش دیوانی مورخہ سنہ ۱۸۹۹ع

سنہ ۱۹۱۹ع
راماسامی پلائی
بنام
وتہی لنگا مدالیار

مگر اسکو بحق ایک شخص کے بحال کرے جو اُسی انتقال کنندہ کے بحقاق تصرفیہ کے قواعد قائم کردہ بانی کے رو سے عہدہ مذکور حاصل کر سکتا تہا تو ایسا انتقال اس عام مسئلہ کی ایک مستثنی سمجہا جانا چاہئے کہ عہدہ مین قابل انتقال نہین ہے۔

نالش واسطے استقرار حق اور تقرر امینان بعض مندرہائے کے۔ وہ مندرہائے جو میسوار اور کیسوا پیرومل کے نام وقف کئی گئے تہے ابتداءً ایک اراضی پر واقع تہے جو سرکار نے عام اغراض کے واسطے معاوضہ ادا کرکے حاصل کی تہی۔ ایک شخص مودو کرشنا مدالی (کلان) نے جو بروقت حصول مذکور کے مندر کا مہتمم تہا گورنمنٹ سے زر معاوضہ حاصل کیا تہا اور مزید قدیم چندہ سے وصول کی تہین اور زر حاصل کردہ حسب مذکورہ بالا سے دو مندر تعمیر کئے تہے جو نالش ہذا مین امر مابہ النزاع بتاتے ہین۔ وہ عہدہ مین اپنی وفات موقوعہ ۱۸۹۵ع تک قابض رہا تہا جبکہ اسکا بیٹا پاپا مدالی اسکا جانشین ہوا تہا۔ اسکے بعد اسکا پسر مودو کرشنا مدالی (خورد) جانشین ہوا تہا جو عہدہ مذکور پر ۱۸۹۶ء تک قابض رہا تہا جبکہ وہ بہی فوت ہو گیا تہا۔ مودو کرشنا مدالی (خورد) کے بعد اسکا چچا برادر لکشما مدالی وارث ہوا تہا جسنے ۹ ماہ مارچ ۱۸۹۷ع کو ایک وصیت تحریر کی تہی جسکی رو سے اسنے اپنی ہمشیرہ امانی امل اور اسکے شوہر راماسامی مدالی کو اپنے اوصیاء مقرر کیا تہا۔ موصی نے بعد یہ بیان کرنیکے کہ مندرہائے مذکور اسکے دادا کی کوششون سے تعمیر کئے گئے ہین اور کہ بعد اسکے اسکا باپ اور بہائی خیراتہائے کا کام سرانجام دیتا رہا ہے یہ ہدایت کی تہی کہ اسکی ہمشیرہ امانی امل اور اسکے شوہر راماسامی مدالی کو چاہئے کہ بعد اسکی وفات کے خیراتہائے کا کام سرانجام دیتے رہین اور اسنے یہ ہدایت کی تہی کہ اسکی ہمشیرہ مذکور کے یہان اولاد نہ ہونیکی صورت مین اسکو اور اسکے شوہر کو چاہئے کہ "وہ ایسے وسائل استعمال مین لائین جس سے ایک قابل اور مناسب شخص بعد انکی وفات کے انکا جانشین اغراض خیرات مذکور کیواسطے ہو جیسا کہ مین اوپر مفصل ذکر کیا ہے اور کہ یہ خیرات مسلسل طور پر جاری رکہی جانی چاہئے جبتک کہ سورج اور چاند قائم ہین۔" وہ ۱۸۹۷ء مین فوت ہوا تہا اور راماسامی مدالی اور امانی امل نے فرائض امینان اپنے ہاتہ مین لئے تہے۔ راماسامی مدالی ۱۲ جون ۱۹۰۷ع کو فوت ہو گیا تہا مگر امانی امل عہدہ مذکور پر قابض رہی تہی۔ ۱۴ مئی ۱۹۰۷ع کو امانی امل نے ایک وصیت تحریر کی تہی جسکے رو سے اسنے اپنے ہمشیرہ زادہ ایم وتہی لنگا مدالی کو اپنا وصی مقرر کیا تہا اور بعد اپنی وفات کے اسکو مندرہائے کا مہتمم مقرر کیا تہا اور اسکو دیگر اشخاص کے تقرر کا اختیار حسب ضابطہ طور سے مفصلہ ذیل الفاظ مین عطا کیا تہا: "جملہ خیراتہائے کا کام سرانجام دینے کیواسطے مناسب اشخاص کے تقرر کے وسائل مہیا کئے جانے چاہئین جو اسوقت تک جاری رکہی جانی چاہئین جبتک کہ سورج اور چاند قائم ہے بجز اسکے کہ مذکورہ بالا وتہی لنگا مدالیار فوت ہو۔"

سنہ ۱۹۲۵ء
انا سامی پلائی
بنام
راماکرشنا مالیار

وہ اسی سال فوت ہوگئی تھی جسپر وہنی لنگا مدلی امین ہوگیا تہا اور خیراتہائے کا کام سرانجام دیتا رہا تہا جسنے اپنی وصیت
مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء کے ذریعہ وہنی لنگا مدلی نے اپنے داماد ایم راماکرشنا مدلی مدعاعلیہ رسپانڈنٹ حال
کو اپنا وصی مقرر کیا تہا اور اُسکو بطور امین کے منتخب کیا تہا تاکہ وہ خیراتہائے کا کام ویسا ہی سرانجام دیتا رہے
جیسا کہ وصی کرتا رہا تہا۔ مذکورہ بالا راماکرشنا مدلی پہلے مودوکرشنا مدلی (کلان) کا پڑپوتا تہا۔ وہنی لنگا
مدلی ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء کو فوت ہوگیا تہا جسپر راماکرشنا مدلی نے اسکی وصیت کا پروبیٹ حاصل کیا تہا
اور عہدہ امین کو حاصل کیا تہا۔ مدعیان نے نالش ہذا خود اپنے اور دیگر پوجاریان کی طرف سے رجوع کی
ہتی اور یہ استدعا کی تہی کہ مدعاعلیہ کا تقرر بطور امین کے اور اُسکا قبضہ مندر ہائے خلاف قانون اور
کالعدم قرار دیا جانا چاہئے اور کہ بہت سی وجوہات مبینہ بدعملی پر وہ اپنے عہدہ سے معزول کیا جانا چاہئے
اور جدید امناء مقرر کئے جانے چاہئیں اور کہ مدعاعلیہ کو اُن نقصانات کے پورا کرنیکا حکم دیا جانا چاہئے
جو کہ اسکی غفلت اور بدعملی اور بدانتظامی سے مندر ہائے کو پہونچے ہیں۔ الزامات بدعملی و بدانتظامی بہلنے
سے انکار کیا گیا تہا۔ اجازت ارجاع نالش زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی حاصل نکیگئی تہی اور نہ اجازت
زیر دفعہ ۹۲ یا دفعہ ۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی حاصل کیگئی تہی تنقیحات ذیل قائم کیگئی تہیں :- (۱) آیا مندر ہائے
زیر بحث عام خیراتہائے ہیں یا کہ کسی کی ذاتی ملکیت ہیں؟ (۲) آیا مندر مدعاعلیہ کے مورثان نے
بنایا تہا؟ (۳) آیا مدعیان کو استحقاق ارجاع نالش حاصل ہے؟ (۴) آیا مدعاعلیہ دہرماکرتا یا امین مندر ہائے
مذکور کے عہدہ کا مستحق بننے یا اپنے تقرر کے ہے جیسا کہ عرضیدعوی میں مذکور ہے یا اُن وجوہات پر جنکا
کہ ذکر جوابدعوی تحریری میں کیا گیا ہے؟ (۵) آیا مدعاعلیہ افعال بدعملی بیان کردہ بعرضیدعوی یا اُنمیں سے
کسی کا مرتکب ہوا ہے اور کہ آیا وہ اسوجہ سے عہدہ دہرماکرتا یا امین پر قابض رہنے کے ناقابل ہوگیا
ہے؟ (۶) آیا ایک جدید دہرماکرتا یا امین مدعاعلیہ کے ساتھ عمل کرنیکے واسطے مقرر کیا جانا چاہئے یا کہ
جدید امناء مقرر کئے جانے چاہئیں؟ (۷) اگر جدید یا مزید امناء کا تقرر ضروری معلوم ہو تو آیا وہ
صرف بانی کے خاندان کی اولاد میں سے مقرر کئے جانے چاہئیں؟ (۸) مدعیان کس دادرسی کے مستحق
ہیں (اگر کوئی ہو)؟ (۹) آیا نالش چل سکتی ہے؟ " مدعاعلیہ سے جواب طلب نکیا گیا تہا۔
تنقیحات مذکورہ و شہادت پیش کردہ کے متعلق اس فیصلہ میں کارروائی کیگئی ہے جو کہ سب جج چنگل پٹ
کے صیغہ ابتدائی میں صادر کیا گیا تہا جسکے اہم اجزا حسب ذیل ہیں :-

سنہ ۱۹۰۱ء
اناسامی پلائی
بنام
راماکرشنا ایار

نالش ہذا دو اشخاص نے رجوع کی ہے جو دو موروثی مندرہائے واقعہ ایک نون مین حق رکھنے کا دعوی کرتے ہین انہوننے مدعاعلیہ پر جو مندرہائے مذکور کا دہرماکرتا ہے یہ الزام لگایا ہے وہ بہت سے افعال مضر و افعال بیجا کا مرتکب ہوا ہے اور انہوننے بیان کیا ہے کہ اسوجہ سے مندرہائے کو تا حال مبلغ ،،، روپیہ کے نقصان پہونچا ہے جواب دعوی تحریری مین اُن الزامات سے انکار کیا گیا ہے جو کہ مدعاعلیہ پر لگائے گئے ہین اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ عہدہ دہرماکرتا مدعاعلیہ کے خاندان کو مفوض ہے کیونکہ اُسکا مورث ہر دو مندرہائے مذکور کا بانی تہا۔ چند تنقیحات قایم کیگئی تہین جنمین سے تنقیح اول یہ ہے کہ آیا مندرہائے عام خیراتی مندرہائے مین یا کسی کی ذاتی ملکیت ہین۔ جواب دعوی تحریری مین صراحت کے ساتہہ یہ بیان نہین کیا گیا کہ مندرہائے پرائیویٹ نوعیت کے ہین مگر مجہکو یہ فرض کرنا چاہئے کہ بروقت تنقیحات قایم کرنیکے وہ عذر مدعاعلیہ کی طرف سے اوٹہایا گیا تہا۔ مدعی کی شہادت سے مجہکو صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عذر مذکور بحال نہین رہ سکتا۔ تنقیح دوم یہ ہے کہ آیا مندرہائے مدعاعلیہ کے مورث نے تعمیر کئے تہے نسبت سوال مذکور کے ایک اور تنقیح دوران سماعت مین اوٹہائی گئی تہی یعنی یہ کہ آیا سوال مذکور کا فیصلہ ایک نالش بسپریم کورٹ مین سنہ ۱۸۳۵ء مین کیا گیا ہے۔ میری رائے مین ڈگری بنالش مذکور کے رو سے سوال مذکور کا فیصلہ نکیا گیا تہا وہ ایک ایسی نالش تہی جسمین دو ارکین مدعاعلیہ کے خاندان کے فریق تہے ایڈووکیٹ جنرل بہی نالش مذکور مین ایک فریق تہا مطابق اُس رائے کے جو کہ مینے بروے اُن وسایل کے اختیار کی ہے جو میرے روبرو موجود ہین سوال دربارہ اس امر کے کہ کسنے مندرہائے کی بنا ڈالی تہی ایک ایسا سوال نتہا جو مقدمہ کے فیصلہ کے واسطے ضروری ہو۔ یہ ایک عام وجہ مابین مدعی اور مدعاعلیہ کے اُس مقدمہ مین تہی کہ مندرہائے فریقین کے مورث موددکرشنا نے تعمیر کئے تہے۔ جہانتک مین معلوم کر سکتا ہون ایڈووکیٹ جنرل نے کوئی اہم حصہ مقدمہ مین نلیا تہا اور کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ وہ تنقیح دوم جو اب اوٹہائی گئی ہے اُس مقدمہ مین نلیا تہا اور کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ وہ تنقیح دوم جو اب اوٹہائی گئی ہے اُس مقدمہ مین اوٹہائی گئی تہی یا اوٹہائی جانی چاہئے تہی۔ اسلئے مین فیصلہ کرتا ہون کہ امر مذکور امر فیصلشدہ نہین ہے۔ تنقیح سوم کا تعلق الزامات بخلاف مدعاعلیہ کے ساتہہ ہے جبتک الزامات مذکور ثابت نکئے جائین کسی اور سوال پر غور کرنا ضروری نہین ہے۔ مدعیان نے کسیقدر شہادت بتائید اُن الزامات کے پیش کی ہے جو کہ انہوننے عرضی دعوی مین لگائے ہین۔ عملی طور پر الزامات تین ہی ہین۔ ایک یہ کہ مدعاعلیہ نے اپنے پانچ یا چہہ سالہ قبضہ کے دوران مین رقوم واجب الوصول بجانب مندرہائے کی وصولی مین غفلت کی ہے۔ دوسرا یہ کہ اسنے مندرہائے اور اسکی عمارات کی مرمت نہین کی اور تیسرے یہ کہ رسومات کے معاملہ مین

سنہ ۱۹۰۰ع
راماسامی پلئی
بنام
راماکرشنا ملیار

غفلت کیگئی ہے۔ دوسرے الذکر الزامات کے متعلق در اصل کوئی شہادت موجود نہین ہے مدعیان کے بعض گواہان نے بیان کیا ہے کہ رسومات عین پہلے کیطرح ادا کیجاتی رہی ہین کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ کوئی اہم خلاف ورزی رواج ان رسوم کے معاملہ مین کیگئی تھی نسبت حالت مندر ہائے کے اس امر کی شہادت موجود ہے کہ مرمت ہائے کیگئی ہین اور کسی اہم شہادت سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ مدعا علیہ نے کوئی غفلت کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ کار کا میلہ نہایت نادرست طور پر عمل مین لایا گیا ہے اور اسکا استعمال کرنا اب محفوظ نہین ہے مگر سمار کا میلہ گذر چکا ہے اور مجھے یقین نہین کہ پوجا کرنے والون نے اسکو ایک اہم وجہ شکایت متصور کیا ہے صرف ایک ہی الزام جسکا کسیطرح پر ثابت کیا جانا کہا جا سکتا ہے الزام متعلق بہ عدم وصولی لگان نہائے در قوم واجب الادا بحق مندر ہائے ہے۔ اس الزام کے متعلق بہت سی شہادت پیش کیگئی ہے "

[صاحب موصوف نے مفصل طور پر شہادت پر بحث کر کے یہ بیان کیا کہ :-] " مدعیان کے گواہان کامل طور پر اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر رہے ہین کہ کوئی اہم رقم ناقابل وصول ہوگئی ہے دیگر گواہان کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رقوم واجب الادا کے وصول کرنیکی کوشش کیگئی تھی۔ مزارعان نے بیان کیا ہے کہ پیشدر پے مطالبات اُن سے کئے گئے تھے۔ انہون نے بیان کیا ہے کہ نالشات رجوع کیگئی تھین اور بہت سی صورتہائے مین تمسکات تحریر کرائے گئے تھے۔ اسمین شبہ نہین کہ کسیقدر سہل انگاری کیگئی ہے مگر وصولی رقم کے واسطے کوشش ضروری کیگئی تھی۔ دعوی مندرجہ عرضیدعوی وجہ بددیانتی اندازے مدعا علیہ پر مبنی نہین رکھا گیا سوا اسکے اور کچھ بیان نہین کیا گیا کہ غفلت سے لگان وصول نہین کیا گیا۔ یہ لغویات ہے کہ مدعا علیہ کیطرف بالارادہ نیت وصولی لگان ہائے سے اجتناب کرنیکی منسوب کیجائے۔ زیادہ سے زیادہ الزام مذکور اس حد تک ہے کہ وہ اُن رقوم کی وصولی مین غافل رہا ہے جو کہ اُسے وصول کرنی چاہئے تھین۔ مجھے کوئی ایسا مقدمہ معلوم نہین ہے جسمین کہ عدالت نے ایسی شہادت پر ایک عملہ مذہبی کے امین کو اُسکے عہدہ سے معزول کیا ہو اسلئے مین یہ قرار دیتا ہون کہ مدعیان اُن الزامات کے ثابت کرنے سے قاصر رہے ہین جو مدعا علیہ کے برخلاف لگائے گئے ہین اور تنقیح پنجم کا فیصلہ نفی مین کیا جانا چاہئے۔ مینے قبل ازین بیان کیا ہے کہ مدعیان اس امر کے ثابت کرنے مین کامیاب ہوئے ہین کہ مندر ہائے عام مندر ہائے ہین میری رائے مین وہ استقرار بابت امر مذکور کے مستحق ہین تاکہ آئندہ وہ سوال پیدا نہو۔ نسبت تنقیح دوم کے جو یہ ہے کہ آیا مندر ہائے مدعا علیہ کے دادا نے تعمیر کئے تھے مین کسی قطعی رائے کا ظاہر کرنا ضروری نہین سمجھتا

سنہ ۱۹۰۰ء
رنا سامی پیا پائی
بنام
ویاکرشنا مدالیار

مدعاعلیہ اس سوال کے اٹھانے مین کسی حد تک معذور ہے کیونکہ نالش ۳۵ سنہ ۱۸ءمین یہ امر تسلیم کیا گیا تہا کہ مندر مٹھ کی بنیاد اُسکے جانشین ماسبق نے رکھی تہی۔ بخلاف ازین بہت سی شہادت ایسی موجود ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواہ اُسنے کیسا ہی اہم حصہ بطور مربی مندر مٹھ مذکور کے لیا ہو یہ مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ واقعی طور پر اُنکا بانی تہا۔ اسلئے میری یہ رائے ہے کہ مدعاعلیہ کو مدعیان کا خرچہ پہلی دو تنقیحات کا ادا کرنا چاہیئے۔ آئیندہ بہتر محفوظیت سرمایہ مندر مٹھ کے واسطے یہ امر قرین مصلحت ہے کہ وہ ہر مالک کو ہر سال ایکدفعہ ۱۵ جولائی کی تاریخ کو ایک کمل حساب وکتاب فورٹ سینٹ جارج گزٹ مین شائع کرانا چاہیئے اور اُسکو چاہیئے کہ اپنی بہجات ہر سال ماہ اگست مین مندر ہائے مذکور مین معائنہ کے واسطے تیار رکہے جبکہ حسب ضابطہ نوٹس مندر ہائے مذکور کے کسی پوجا کرنے والے کیطرف سے دیا جائے علاوہ استقرار مذکور کے ایک ہدایت بہنشاء مذکور ڈگری مین ایزاد کیجانی چاہیئے۔ دیگر امور مین نالش خارج کیجاتی ہے مدعیان کو خرچہ نالش ماسوائے پہلی دو تنقیحات کے ادا کرنا چاہیئے۔"

دی کمر شنا سامی ایار د معیت سندرا ایار و گوپالا سامی ایانگر بجانب اپیلانٹان:- صاحب جج عدالت ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ مندر ایک سرکاری وقف ہے نہ کہ ایک پرائیویٹ خیرات پیدا کردہ مودو کریشنا مدالی (کلان) کی اور کہ مودو کرشنا مدالی اُنکا بانی نہ تہا بلکہ وہ صرف بطور امین کے متصور کیا جا سکتا ہے۔ پس یہ فرض کر کے کہ اُسکے جانشینان سب کے سب بطور امناء کے عمل کرتے تہے چونکہ اماں امل اور وتہی لنگا (جو خاندان بانی کے ارکین تہے) زائد از میعاد قانونی کے عہدہ مذکور پر قابض رہے ہین اسلئے مودو کرشنا کے خاندان نے اپنا استحقاق دربارہ عہدہ امین کے زائل کردیا تہا۔ ہائی کورٹ نے اسی مندر کے متعلق ایک پہلے تنازعہ مین بحق وتہی لنگا ایسا ہی قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو چنا کیساورایا بنام ویدی لنگا (۱)) پس اغراض نالش حال کے واسطے وتہی لنگا ایک مستحق امین تہا گو اُسکا ابتدائی تقرر ناجائز تہا کیونکہ وہ زائد از عرصہ بارہ سال تک عہدہ امین پر قابض رہا تہا یہہ فرض کر کے کہ عہدہ امین موروثی ہے مدعاعلیہ وتہی لنگا کا وارث نہین ہے کیونکہ وہ اُسکا داماد تہا اور وہ صرف مداخلت بیجا کنندہ ہے۔ وہ صرف چہہ سال تک قابض رہا ہے اور عدالت ماتحت کو تنقیح مذکور کا فیصلہ بحق مدعیان کرنا چاہیئے تہا۔ یہ فرض کر کے بہی کہ کوئی بدعملی مدعاعلیہ کی طرف سے ثابت نہین کیگئی وہ محض بباعث غاصب ہونیکے معزول کیا جانا چاہیئے۔ مدعاعلیہ نے بہ وصیت کے دعویٰ اپنا بطور امین کرنا ہے جو متوفی امین کرگیا ہے۔ امین کو کوئی اختیار تقرر حاصل نہین ہوتا

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۴۳

سنہ ۱۹۰
انا پاپی پلائی
بنام
ناگا رتنم مدالہ باد

عہدہ داران سے یہ قرار دیا جاچکا ہے کہ چونکہ عہدہ امین نا قابل تجارت ہے اسلئے کوئی انتقال عہدہ مذکور جائز نہین ہے۔ نیز ملاحظہ ہو راجہ ورما ولیا بنام راوی ورما موتہا (۱) جسکی پیروی بہت سے دیگر مقدمات مین کیگئی ہے۔ وصیت ایک انتقال ہے (ملاحظہ ہو سری راجہ وینکٹا سریا ماہی پتی راما کرشنا راؤ بہادر بنام کورٹ آف وارڈس (۲)) امین کو کوئی اختیار اپنے جانشین کے مقرر کرنیکا حاصل نہین ہوتا الا جبکہ دستاویز امانت مین ایسے تقرر کا اختیار دیا گیا ہو یا رواج عام کے رو سے ایسا کرنا جائز ہو۔ بمقدمہ راما لنگا پلائی بنام وتہی لنگم پلائی (۳) ایک مقدمہ متعلق بہ رواج تہا [نیز اُسنے شہادت کے متعلق بحث کرکے یہ استدعا کی کہ غفلت ثابت کیگئی ہے]۔ اُسنے یہ عذر کیا کہ عدالت کو ایک تجویز مرتب کرنی چاہئے تہی یا ایک شریک امین یا جماعت نگہداشت مقرر کرنی چاہئے تہی اور اسکو چاہئے تہا کہ حساب و کتاب کے مناسب طور پر رکہنے اور تیار کئے جانے کا حکم دیتی۔

مسٹر وی بہشیام ایانگر (معیت سیشا گری ایار و سیشا چیریر) منجانب ریسپانڈنٹ بلا:-

یہ سچ ہے کہ تقرر ناجائز ہو سکتا ہے۔ مگر وہ امین جو بر بنائے ایک ناجائز تقرر کے دعوی کرتا ہو جو زائد از بارہ سال تک بطور امین کے کام کرتا ہے ایسا امین ہو جاتا ہے جسکو اختیارات عطا کردہ بروئے دستاویز تقرر حاصل ہو جاتے ہین۔ بروئے تصرف قدیم کے مدعا علیہ کا جانشین مابلق وتہی لنگا ایک امین باختیار مقرر ہو گیا تہا اور مدعا علیہ کو اُسنے حسب ضابطہ طور پر مقرر کیا تہا۔ اسلئے مدعا علیہ ایک جائز امین ہے۔ ایسی محدود جائداد قانون مین تسلیم کیگئی ہے ایک شخص مرتہن کی جائداد کے واسطے یا ایک بیوہ کی جائداد پر تصرف قدیم حاصل کر سکتا ہے۔ مدعا علیہ کا تقرر مطابق قانون اور جائز ہے فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ راجہ ورما ولیا بنام راوی ورما موتہو (۱) واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق نکیا جانا چاہئے اصول یہ ہے کہ ایک انتقال عہدہ امین بعوض زر بدل کے مصلحت عامہ کے خلاف ہے۔ مگر صورت حال مین انتقال بحق اولاد ابتدائی بانی کے کیا گیا تہا۔ اسلئے یہ بطور ایک استثنی عام قاعدہ کے متصور کیا جانا چاہئے [اُسنے مقدمہ گنیش سنگہ بنام رام گوپال سنگہ (۴) و بہکوڑی مل بنام چمن لال (۵) کا حوالہ دیا]۔ یہ بہی استدعا کیگئی ہے کہ ایک نالش زیر ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۶۳ء بخلاف امین کے رجوع کیجانی چاہئے اور وہ بعض مداخلت بیجا کنندہ کے برخلاف چل نہین سکتی۔ ایک نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ ایک شخص بحیثیت امین کے قابض ہے زیر ایکٹ مذکور چل نہین سکتی۔ ہمین چارہ جوئی مستدعیہ اس حد تک محدود ہونی چاہئے کہ وہ بحیثیت امین کے حساب دے

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۴ صفحہ ۷۶ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ ضمیمہ ۵۵
(۲) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۳۳ " " " جلد ۲۱ صفحہ ۳۸۳ (۵) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۵۷۲
(۳) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۱۵ " " " جلد ۲۶ صفحہ ۷۹۰

سنہ ۱۹۰۱ء
انا سامی [illegible]
بنام
[illegible]

کتاب دینیکا وضع بنایا جائے یہ چونکہ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء کا بعد انڈین کونسلز ایکٹ کے صادر ہوا تھا اسلئے وہ مفصلات اور نیز سپریم کورٹ سے متعلق ہے یعنی اسکی دفعہ ۴ ان مندروں و مساجد تمام سے متعلق ہے خواہ وہ کہین واقعہ ہون ۔ ملاحظہ ہو ٹھیورتن کنواری بنام رام پرکاش (۱) اٹارنی جنرل بنام بڈی (۲) بدا پاین بہوجنگاپا بنام سوامی راو نرسنواس (۳)۔

وی کرشناسامی ایار جواب :۔ وہ عذر جواب اٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ مدعا علیہ جائز طور پر قابض ہے اور کہ اسنے جائیداد کا استحقاق بروئے تصرف قدیم کے حاصل کیا ہے اور کہ اسنے کامل جائیداد مندر اور اسکی اوقاف مین حاصل کی ہے [سرری بھشیام ایانگر مینے یہ عذر کیا تہا کہ اسنے استحقاق تقرر جانشین حاصل کیا تہا] مین یہ استدعا کرتا ہون کہ کوئی ایسا حق قانوناً حاصل نہین کیا جا سکتا۔ ایک کامل جائیداد بروئے تصرف قدیم کے حاصل کیجا سکتی ہے۔ ایک امین ایک کامل امانت بروئے تصرف قدیم کے حاصل کر سکتا ہے گو وہ بروقت حصول قبضہ کے ملخلت بیجا کنندہ ہو۔ مگر اسصورت مین انتقال مطابق ہمارے رواج عملدرآمد کے ہوگا۔ اگر یہی رواج ثابت نہین کیا گیا اور ایک جائداد حاصل کیگئی ہے تو وراثت وارث قانونی کے نام منتقل ہونی چاہئے ملاحظہ ہو سرمتی جانوکی دیبی بنام سری گوپال اچاریہ (۴) [سبرامنیا ایار صاحب جسٹس ۔ عذر یہ کیا گیا ہے کہ اختیار دربارہ مرتب کرنے سلسلہ وراثت کے بذریعہ نامزدگی دہرمشاستر مین ویسا ہی تسلیم کیا گیا ہے جیسا کہ وہ رواج ہے جسکے رو سے امنا، مورونی ہوتے ہین یا مطابق رواج کے معلوم کئے جاتے ہیں] مین یہ بحث کرتا ہون کہ تصرف قدیم صرف جائیداد کی نسبت ہو سکتا ہے اور کہ ایک شخص سلسلہ انتقال پر تصرف قدیم حاصل نہین کر سکتا۔ قانوناً اختیار تقرر ایک جائیداد نہین ہے [سبرامنیا ایار صاحب جسٹس ۔ اگر ایک بانی کسی کو امین مقرر کرے اور اوسکو جانشین مقرر کرنیکا اختیار عطا کرے تو آیا امین کی جائداد مین اختیار تقرر جانشین خود شامل ہوتا ہے؟] اگر ایسا ہے تو اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اتفاقیہ طور پر عہدہ امین اور اختیار مذکور ایک ہی شخص کو عطا کئے گئے ہین مگر یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ عہدہ امین ایک شخص اور اختیار تقرر کسی اور شخص کو عطا کیا جائے۔ یہ تسلیم نہین کیا گیا کہ ایک شخص صرف اختیار تقرر پر تصرف قدیم حاصل کر سکتا ہے۔ موخر الذکر اختیار ایک استحقاق واقعہ جائداد نہین ہے۔ استحقاق بروئے تصرف قدیم بذریعہ مسلسل قبضہ اور پے در پے افعال کے حاصل کیا جاتا ہے جو کہ تا حصول استحقاق مذکور جاری رکہے جائین لیکن اگر حیثیت امین کافی عرصہ دراز کے قبضہ مخالفانہ کے رو سے حاصل کیجاتی ہے تو اختیار تقرر بھی اسوجہ سے حاصل کیا جائیگا کہ اسکا انکار نہین ہو سکتا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۷ (۲) مورز انڈین اپیلز جلد ۴ صفحہ ۱۹۰
(۳) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۷ صفحہ ۸۶ و انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۵۵۶
(۴) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۳۲ و " " کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۷۶۶۔

سنہ ۱۹۰۰ع
ادا سامی پلائی
بنام
[illegible]

اور اسطرح پر وہ حاصل نہین کیا جاسکتا۔ مقدمہ مساۃ لچھمن کنوار بنام انت سنگھ (۱) مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر بطور تمثیل کے ایک بیوہ جائداد پر تصرف قدیم حاصل کرے تو قیاس یہ کیا جائیگا کہ اُسنے کامل جائداد کی نسبت تصرف قدیم حاصل کیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو اناجی بنام دتاجی (۲)۔ بطور تمثیل ایک ایسی جائداد کے جسکی نسبت مین استدعا کرتا ہون کہ اُسکا تصرف قدیم حاصل نہین کیا جاسکتا فرض کرو کہ دو اساتذہ کا تقرر ہے جنکو جانشینان کے تقرر کا اختیار بشمولیت کلکٹر ضلع کے عطا کیا گیا ہو۔ ان بعد حاصل کرنا منجانب ایک بے انفکت ہیچ کنندہ کے استحقاق کا بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ وہ شخص جو اسطرح قبضہ حاصل کرے اختیار تقرر کا استعمال نہین کرسکتا۔ بصورت عدم موجودگی رواج کے جائداد وارث قانونی کے نام منتقل ہوگی۔ مقدمہ پریوی کونسل گوسامی سری گردہرجی بنام رومن لالجی گوسامی (۳) مین ایسا ہی قرار دیا گیا ہے مزید برآن بے در پے افعال کا عمل مین لانا تصرف قدیم کیواسطے ضروری ہے۔ اگر ایک سلسلہ منتظم وارثان ایک بے انفکت ہیچ کنندہ کے قابض رہے ہون اور اگر ہر ایک نے اپنا جانشین مقرر کیا ہو تو عدالتہائے جنکو ملحوظ رکھکر ایک جائز اختیار کا قیاس کرسکتی ہین [اُسنے تمہید ایکٹ ۱۸۷۱ع اور نیز دفعہ ۲۸ کا حوالہ دربارہ قبضہ جائداد کے دیا]۔ استحقاق تقرر ایک ایسی شے نہین جو قابل قبضہ مین رکھے جانیکے ہو۔ غلطی یہ قیاس کرنیسے پیدا ہوتی ہے کہ ایک مالکیت بڑے تصرف قدیم کے کسی شے مین حاصل کیجاسکتی ہے۔ جسٹین صاحب کی شرح طبع سیزدہم صفحہ ۷۱۰ مین جائداد بمعنے قابل وراثت بلحاظ کرتیوقت یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ کسی قسم کا واقعی استحقاق یا مالکیت لفظ جائداد سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ محض امکان (مثلاً سب سے بڑے پسر کو امید ہوتی ہے کہ وہ اپنے باپ کی وفات پر اُسکی اراضیات کا وارث ہوگا) قانونی خیال جائداد کو پورا نہین کرتا اور نہ محض امتیاز جائداد کی حد تک پہونچتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص بروئے وصیت کے حکم دے کہ اُسکی اراضی اُسکو اوصیاء سے بیع کیجانی چاہئے۔ اوصیاء کو کوئی جائداد حاصل نہوگی بلکہ صرف اختیار بیع جائداد مذکور حاصل ہوگا۔ کوئی جدید قاعدہ مقدمہ راجہ وردراولیا بنام راوی ورما موتہا (۴) مین قائم نہین کیا گیا جہان یہ بیان کیا گیا ہے کہ انتقال امانت ناجائز ہے۔ وہ جملہ امانتہائے سے متعلق ہے۔ ملاحظہ ہو نراینا بنام ننگا (۵) [نیز اُسنے مقدمہ گنیش سنگھ بنام رام گوپال سنگھ (۶) کا حوالہ دیا] [سبرامنیا ایر صاحب]:-

(۱) انڈین اپیلز جلد ۱۰ صفحہ ۲۵ وانڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۴۱
(۳) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۱ و " " " جلد ۱۷ صفحہ ۳
(۴) " " " جلد ۴ صفحہ ۷۶ و " " مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۳۵
(۵) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۸۳ (۶) بنگال لا رپورٹ جلد ۵ ضمیمہ ۵۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راماسامی چیلاتی
بنام
راما کرشنا ایا

مندر ہی کا اختیار تقرر جانشین جائداد اوس سے ملحق ہے] مین یہ استدعا کرتا ہون کہ اختیار تقرر قانوناً جائداد نہین ہے اور وہ باعلت بیجا کے ہستند جو امین ہوجاتا ہے بحیثیت امین کی نسبت تقرف قدیم حاصل کرتا ہے نہ کہ ضمنی متعلق تقرر جانشین وغیرہ کی نسبت۔ بالآخر یہ استدعا کیجاتی ہے کہ تصرف قدیم سے عام بنا اکثر ہوجاتی ہے مگر وہ ہرگز زیادہ یا وسیع تر نہین ہوتی۔

تجویز: سوال اہم سوالات جنکا فیصلہ اپیل ہذا مین کیا جاتا ہے یہ ہین (۱) آیا ریسپانڈنٹ نمبر ا (مدعا علیہ) مندر نامی تلامیوارا اور کیسوا اپیرومل واقعہ بلیک ٹون کا مستحق امین ہے (۲) اگر ایسا ہے تو آیا نالش جہانتک کہ اسکا تعلق الزام غفلت بخلاف امین مذکور کے ساتھ ہے اسوجہ سے چل سکتی ہے کہ کوئی اجازت زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء حاصل نہین کیگئی اور (۳) آیا ریسپانڈنٹ ایسی غفلت کا مرتکب ہوا ہے جس سے عدالت کی دست اندازی ضروری ہوجاتی ہے۔

نسبت سوال اول کے ہماری یہ رائے ہے کہ واقعات متعلق بسوال مذکور غیر متنازعہ ہین قبل سنہ ۱۸۶۰ء کے ایک مندر وقف کردہ بنام تلامیوارا اور کیسوا اپیرومل اُس جگہہ پر واقعہ تہا جہانکہ پُرانا لائیٹ ہوس واقعہ ہے اور زمین گورنمنٹ نے معاوضہ ادا کرکے حاصل کرلی تہی اور مندر گرا دیا گیا تہا۔ موود کرشنا مدالی (کلان) جو اُس وقت مندر مذکور کا مہتمم تہا مندر موجودہ اُس روپیہ سے جو سرکار سے بطور معاوضہ کے حاصل کیا گیا تہا اور اوس سرمایہ سے جو اُسنے بطور چندہ کے جمع کیا تہا تعمیر کرایا تہا وہ موجودہ مندر کے عہدہ امین پر اپنی وفات موقوعہ سنہ ۱۸۷۹ء تک قابض رہا تہا۔ اُسکا جانشین اُسکا پسر چنیا مدالی ہوا تہا جو عہدہ مذکور پر تا وفات خود موقوعہ سنہ ۱۸۸۱ء قابض رہا تہا۔ اُسکا پسر موود کرشنا مدالی (خورد) اُسکا وارث ہوا تہا اور سنہ ۱۸۸۴ء تک انتظام کرتا رہا تہا اور اُسکے بعد اُسکا چہوٹا بہائی ملکشما نامدالی وارث ہوا تہا جو سنہ ۱۸۸۲ء مین فوت ہوگیا تہا وہ ایک وصیت کرگیا تہا جسکے رو سے اُسنے خود اپنی ہمشیرہ امانی امل اور اُسکے شوہر راماسامی مدالی کو بطور امناء کے مقرر کیا تہا اور انکو اختیار دیا تہا کہ اپنے جانشینان مقرر کرین اسطرح پر اُسنے انتقال عہدہ مذکور بہ سلسلہ خاندان موود کرشنا مدالی (کلان) سے ایسے اشخاص کے نام تبدیل کردیا تہا جنکو اسکی نسبت کوئی حق حاصل نہ تہا۔ اسکے تہوڑے عرصہ بعد راماسامی مدالی فوت ہوگیا تہا اور رامانی امل عہدہ امین پر سنہ ۱۸۹۷ء تک قابض رہی تہی۔ بروئے اپنی وصیت کے اُسنے اپنے ہمشیرہ زادہ مرتہی لنگا مدالی کو امین مقرر کیا تہا۔ وہ عہدہ مذکور پر عرصہ بیس سال تک قابض رہا تہا اور اُسنے بروئے اپنی وصیت کے ریسپانڈنٹ موود کرشنا مدالی (کلان) کے پڑپوتے کو بطور اپنے جانشین کے مقرر کیا تہا۔

سنہ ۱۹۰۰ع
نامی پلائی
بنام
رامکرشنا مدالیار

عذر اول رسپانڈنٹ کیطرف سے یہ تہا کہ اگر حجت کیو اسطو یہ تسلیم ہی کیا جاوے کہ وتہی لنگاکی وفات کے بعد عہدہ امین خالی تہا جیسی کہ اپیلانٹ کیطرف سے بیان کیا گیا ہے استحقاق اہتمام مودو کرشنا مدالی (کلان) ہکے ورثا کے نام عود کر آیا تہا کیونکہ وہ مندر شٹے کا بانی تہا۔ ہم اس اظہار رائے کے ساتہہ اتفاق کرنیکے نا قابل ہیں کہ مودو کرشنا مدالی بانی تہا۔ اگر ایک مندر منہدم ہو جاوے اور ایک شخص محض امداد کے طور پر جدید عمارات بنادے اور اونکو اُسی قسم کی عبادت کے واسطے وقف کردے جیسی کہ پہلے مندر مین کیجاتی تہی تو ایسا شخص مناسب طور سے بطور بانی جدید مندر کے متصور کیا جاسکتا ہے گو اُسکے تعمیر کرنے مین اُسنے پہلے مندر کا ملبا اور دیگر جائداد ملوکہ مندر مذکور کا استعمال کیا ہو۔ مگر واقعات مقدمہ حال بہت مختلف ہین۔ جب مودو کرشنا نے وہ روپیہ جو سرکار نے بطور معاوضہ کے ادا کیا تہا وصول کیا تہا تو اُسنے وہ روپیہ بحیثیت امین کے حاصل کیا تہا اور زر مذکور کے تعمیر موجودہ مندر مین صرف کرنے مین اُسنے اپنے فرض امین کو پورا کرنیکے علاوہ اور کچہہ نکیا تہا۔ یہ امر واقعہ کہ اُسنے چندہ کرنیکی تکلیف اس سرمایہ امانت کی تکمیل کے واسطے اُٹہائی تہی جو اُسکے پاس تہا اور کہ وہ چندہ پہلے سرمایہ سے بہت بڑہکر تہا نہ تو اُسکو اور نہ چندہ دینے والونکو مندر ہٰذا کا بانی بناتا ہے مناسب تعبیر یہ ہوگی کہ زر چندہ بطور ازدیاد موجودہ سرمایہ امانت کے متصور کیا جائے اور بطور ایسے روپیہ کے جو ابتدائی عملہ کی اغراض کو پورا کرنیکے واسطے جمع کیا گیا تہا (مقابلہ کیجیے ہمراہ آر لیئے ارل آف سلبورن لارڈ کونسلر بمقدمہ پریوی کونسل بمعاملہ ایکٹ اسکولہائے وقف کردہ سنہ ۱۸۶۹ع (۱)) چونکہ پہلا ہی امر اس حجت کا جو ہمارے روبرو بحوالہ عذر زیر بحث کے کیگئی ہے ناکامیاب رہتا ہے اسلیے عذر مذکور پر مزید غور کرنا ضروری نہین ہے۔

ازان بعد رسپانڈنٹ کی طرف سے یہ حجت کیگئی تہی کہ اُسکا تقرر منجانب وتہی لنگا مدالی کے بموجب پر قائم رکہا جانا چاہیے کہ وہ ایک انتقال عہدہ بحق ایسے شخص کے تہا جو مودو کرشنا (کلان) کے خاندان کا ایک رکن اور سلسلہ ورثاء مین شامل ہونیکی وجہ سے عہدہ امین کا وارث ہونیکا مستحق ہوتا اگر خاندان کا استحقاق زائد المیعاد نہو گیا ہوتا۔ اسمین شبہ نہین کہ بصورت عدم موجودگی ایسے رواج کے جسکے رو سے ایک امین اپنے عہدہ کے منتقل کرنیکا مستحق ہوتا ہو وہ ایسا کرنیکا مجاز نہین ہے

(۱) لا رپورٹ مقدمات اپیل جلد ۱ صفحہ ۳۰۴ بصفحہ ۳۰۸

سنہ ۱۹۰۱ع
اناسامی پلائی
بنام
راما کرشنا ملیا

تحریر مطبوعہ جو فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ ابجادریا ولیہ بنام راوی وریاموہتارا[1] کے معلوم ہوتا ہے جیسے کہ سری بہشیام ایانگر نے عذر کیا ہے کہ یہ قرار دینا نامناسب ہوگا کہ جہان وہ شخص جسکو کوئی حق عہدہ امین کی نسبت بجائے اس قاعدہ انتقال کے حاصل نہو جو بانی نے قرار دیا ہو بروئے تصرف قدیم کے عہدہ مذکور کی نسبت حق حاصل کرے مگر اسکو بجز ایسے شخص کے عطا کرے جو بصورت عدم موجودگی انتقال کنندہ کے استحقاق قدیم کے عہدہ مذکور کو مطابق اُن قواعد کے حاصل کر سکتا تہا جو بانی نے قایم کئے ہون تو ایسا انتقال بطور ایک مستثنی اس عام مسئلہ کے متصور کیا جانا چاہئے کہ عہدہ امین قابل انتقال نہین ہی مگر تابع اس شرط کے کہ کسی نادرست تحریک سے معاملہ مذکور عمل مین نہ آیا ہو اور حقوق امانت مین کوئی خلل واقع نہوتا ہو کیونکہ ایسے انتقال سے وہ مسلسل اہتمام ختم ہو جائیگا جو نامطابق بانی کی نیت کے تہا اور پہر ایکدفعہ وہ ایسے اشخاص کو حاصل ہو جائے گا جنکی کیطرف اہتمام کا کرانا بانی کا منشاء تہا۔ مگر ہم اپنے فیصلہ بحق ریسپانڈنٹ متعلق بہ اس جزو مقدمہ کو ایک اور وجہ پر مبنی رکہنا پسند کرتے ہین جوکہ اسکی طرف سے ظاہر کیگئی ہے۔ وجہ مذکور یہ ہے کہ ریسپانڈنٹ ایک مستحق امین ہی کیونکہ وہ ایک ایسے شخص سے مقرر کیا گیا ہے جسنے ایک جایز استحقاق عہدہ امین کی نسبت معہ اختیار تقرر جانشین خود کے حاصل کیا تہا۔ اپیلانٹان نے اس امر سے انکار نہین کیا کہ امانی امل نے ایک جایز استحقاق عہدہ امین کی نسبت بروئے تصرف قدیم کے حاصل کیا تہا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اُسنے کس قسم کی امانت حاصل کی تہی؟ جیسا کہ اپیلانٹان کیطرف سے عذر کیا گیا ہے وہ ایک موروثی عہدہ امین بلا اختیار تقرر جانشین خود نتہا۔ بخلاف ازین اُسنے عہدہ مذکور کا قبضہ بروئے اُس وصیت کے حاصل کیا تہا جسمین ایک حکم دربارہ تقرر جانشین کے موجود تہا اور تابع حکم مذکور کے عمل کر کے اُسنے ونہی لنگا کو اپنا جانشین مقرر کیا تہا اور ساتہہ ہی اسکو بہی اپنا جانشین مقرر کرنیکا اختیار عطا کیا تہا۔ چنانچہ ونہی لنگا نے ریسپانڈنٹ کو اپنا جانشین مقرر کیا تہا۔ ایسے افعال امانی امل و ونہی لنگا بعد از حصول قبضہ کا اثر یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ وہ ایسے عہدہ امین کے دعویدار نتہے جو انکے ورثہ کے حقمین منتقل کئے جانیکے قابل ہو بلکہ ایک ایسے عہدہ کے دعویدار تہے جسکے ساتہہ اختیار تقرر جانشین شامل تہا جبکہ انہون نے اپنے اختیارات تقرر کا استعمال کیا تہا تو انہون نے اُسکا استعمال بطور ایک امر ملحق بہ اپنے عہدہ امین کے کیا تہا اور چونکہ ایسی جائداد قانون مین تسلیم کیگئی ہے اسلئے کوئی وجہ یہ قرار دینے کی موجود نہین ہے کہ ایسے عہدہ امین کا تصرف قدیم حاصل نہین کیا جا سکتا تہا یا یہہ کہ امانی امل اور ونہی لنگا نے اُسکا تصرف قدیم حاصل نکیا تہا

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۴ صفحہ ۷۶ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۳۵

سنہ ۱۹۰۰ء
اناسامی پلائی
بنام
راماکرشنا ملایا

مقدمہ پاپاین بہوجنگاپا بنام سوامیراؤ شرنواس داچوا منجانب ریسپانڈنٹ ایک ایسا فیصلہ ہے جو کسیقدر متعلق ہے اُس مقدمہ مین حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ شخص جس نے بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے ایک وطن کی نسبت استحقاق حاصل کیا ہو جائداد ملحق بہ وطن مذکور کا قبضہ تابع اُن حدود کے حاصل کرتا ہے کہ انتقال جائداد مذکور منجانب وطندار بعد اُسکی وفات کے کوئی اثر نہین رکہتا - اسمین شبہ نہین کہ کسی کی جائداد کے منتقل کرنیکا اختیار وہی نوعیت نہین رکہتا جیسا کہ اختیار تقرر جانشین ہے کیونکہ اختیار اول الذکر ایک جزو یا شرط مالکیت کی ہے - ایک تمثیل جو زیادہ تر مشابہ صورت حال کے ہو آسانی سے بیان کیجا سکتی ہے - فرض کرو کہ ایک شخص میعاد قانونی تک جائداد کا قبضہ بحیثیت ایک ایسی رہن کے رکہے جسکا منشاء مرتہن کو اختیار بیع کے عطا کرنیکا ہو جو ایسے شخص نے عطا کیا ہو جسکو کوئی استحقاق جائداد کی نسبت حاصل نہو مگر جو بروئے قانون کے ایک رہن باختیار مذکور عطا کرنیکا مجاز ہو - قرار یہ دیا جانا چاہیئے کہ ایسا قبضہ قابض کو استحقاق مرتہن مع اختیار بیع نہ کہ بلا اختیار بیع عطا کرتا ہے - اسلئے ہم یہ قرار دیتے ہین کہ ریسپانڈنٹ عہدہ کا جانشین مستحق طور پر بروئے تقرر تابع وصیت وہتی لنگم کے ہوا تہا

اب ہم اِس سوال پر غور کرتے ہین کہ آیا اجازت زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء کا حاصل نکیا جانا اپیلانٹ کو اسقدر جزو نالش کے چلانے سے باز رکہتا ہے جسقدر کہ تعلق مبینہ الزامات غفلت بخلاف ریسپانڈنٹ کے ساتہہ ہے - عدالت ہذا کو بطور جانشین سپریم کورٹ کے ایک اختیار سماعت تہا اور مطابق اُس اختیار سماعت کے حاصل ہے جیسا کہ عدالت چانسری انگلستان مین خیراتہائے پر استعمال کرتی ہے - عدالت ہذا کے ابتدائی اختیار سماعت کے اندر اُن اشخاص کو جنکو خیراتہائے مین حق حاصل ہو ہمیشہ قانونی کارروائیات بحوالہ ضابطہ اہتمام خیراتہائے کے کرنیکی اجازت دیگئی ہے مطابق مشابہت ضابطہ متعلق بہ مشابہ مقدمات انگلستان کے حال جیسی کارروائیات مین ایڈووکیٹ جنرل اہم فریق بنایا جانا چاہیئے تہا مگر مختلف عملدرآمد بہت عرصہ سے مروج ہے - ملاحظہ ہو چکوڑی مل بنام جیرو لال (۲)

(۱) لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۷ صفحہ ۸۶ و انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۲۴ صفحہ ۵۵۶

(۲) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۵۶۳

سنہ ۱۹۰۱ع
انا سامی پنڈی
بنام
راما کرشنا مدالیار

ٹہاکر سے دیوراج بنام ہری بہوم نر سی (۱) و سرینیواسا چیریر بنام رگہاواچیریر (۲) ۔

بہ پیروی اُس رائے کے جو کار تہہ صاحب چیف جسٹس و مارکبی صاحب جسٹس نے مقدمہ نیکوری مل بنام چیرو لال (۳) محولہ بالا مین اختیار کی تہی ہم یہ قرار دیتے ہین کہ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ع کا منشاء اُس نالش سے متعلق ہونیکا نہتا جو نالش حال کیطرح تابع عام ابتدائی اختیار سماعت عدالت ہذا کے رجوع کیگئی ہو جو سپریم کورٹ سے لیا گیا ہے ۔ پس عدم موجودگی اجازت جسپر انحصار کیا گیا ہے غیر ضروری ہے اور وہ جزو نالش جنکا تعلق الزامات غفلت کے ساتہہ ہے چل سکتی ہین باوجودیکہ کوئی اجازت زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی حاصل نہین کیگئی ۔

تیسرے اور آخری سوال کے متعلق صرف چند الفاظ کا کہنا ضروری ہے ۔ ہم فاضل جج کے ساتہہ اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ اپیلانٹان کوئی اہم غفلت بخلاف ریسپانڈنٹ ثابت کرنیسے قاصر رہے ہین ۔ ہماری رائے مین شہادت سے نہایت صراحت کیساتہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ سنہ ۱۸۹۲ع مین قابض ہونیسے بہت تہوڑی دیر بعد بعض بے بنیاد اعتراضات درباره اُسکے استحقاق ایسے اشخاص نے اٹہائے تہے جو اُسکے ساتہہ خصومت رکہتے تہے اور اُسکے بہت عہدہ داران کو جو وصولی لگان پر لگائے گئے تہے یہ تحریک کیگئی تہی کہ اُسکے برخلاف کارروائیان کرین اور اُنکی اہتمام مین اسطرحپر خلل ڈالین کہ آسامیان کو وہ لگان دیگر لگان کے ادا کرنیسے روکا جائے ۔ وہ درنگ در التوائے حصول لگان جسکا کہ ذکر اپیلانٹان کے گواہان نے کیا ہے اُسکی وجہ صحیح طور پر یہ نامناسب مخالفت از طرف ماتحت عہدہ داران ریسپانڈنٹ تہی جنمین سے بعض صورت حال مین اپیلانٹان ہین ۔ اور نہ کوئی شہادت قابل ذکر باظہار اس امر کے موجود ہے کہ مندر کو کوئی نقصان اسوجہ سے پہونچا ہے کہ ریسپانڈنٹ وصولی لگانہائے مین تندہی سے کام کرنیسے قاصر رہے ہے ۔

اپیل ہذا ناکامیاب رہا ہے اور مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے مگر تابع دو خفیف ترمیمات کے جو احکام ڈگری مین کیجانی چاہئیں (۱) ہدایت متعلق موجودہ بہجات اور حساب و کتاب بغرض معائنہ پوجا کنندگان کے ذیل کیطرح دیجانی چاہیے :- مدعا علیہ کرتا رہیگا کہ ہرسال ماہ اگست مین مندر کے پوجاریونکو حساب کتاب مندر کا معائنہ کرنیکی اجازت صبح سے ۵ بجے شام تک ہر روز عطا کرے اور غرض مذکور کے واسطے بہجات مندر ... جگہہ مین اُسکے ماتحت عہدہ داران کے چارج مین رکہوایا کرے

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی ... جلد ... صفحہ ۵۲ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۲۸

(۳) ... کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۶۶۳ ۔

سنہ ۱۹۰۰ء
انا ساملی پلائی
بنام
راماکرشنا مرالیا

منجملہ اُن کے یہ جاکر حوالہ کئی مداخلت کیواسطے رکھی جاتی تہین ایک حصہ کا موجود ہونا ضروری ہے جبراً ۔
جداگانہ جائداد کے غیر منقولہ مملوکہ عدالت مذکور تہا اور ہو گی ہون اور نیز جائداد بیتیمی جائداد کے منقولہ المشمولیت ۔
بیورا ایکیم و ہر ماکرتا پر لازم ہے کہ چہتر مذکور کی نظر ثانی حسب ضابطہ بطور پر ہر سال کرائے (۲) دربارہ استعمال
(۳) ایلیے سرمایہ کے ہدایت ذیل برآورد کیجانی چاہیئے ۔ وہر ماکرتا پر لازم ہے کہ بقایائے سرمایہ مندرکو اُن طریقہائے
مین سے کسی طریق کے مطابق کاروبار مین لگائے جنکا کہ ذکر دفعہ ۲۰ ایکٹ امانتہائے ہند مین کیا گیا ہے جبکہ
ایسا بقایا مبلغ عمہ روپے سے زیادہ ہو ۔
فریقین مین سے کوئی مجاز ہو کہ بروقت ضرورت کے مزید احکام دربارہ اُس طریق کی درخواست کرے جسکو
کہ مطابق دہر ماکرتا کو ڈگری ہذا کی ہدایات کی تعمیل کرنی چاہیئے ۔
یادداشت عذرات پر زور نہ دیا گیا تہا اور وہ معہ خرچہ خارج کیجاتی ہے ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ء
۱۷ و ۱۸ اکتوبر

اُدیتالام (مدعا علیہا اپیلانٹ) بنام دالیوماویکس و دیگر (مدعی و منتقل الیہ ڈگری) ریسپانڈنٹان
ایکٹ میعاد ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۱۱ و ۱۱۶ ۔ نالش واسطے دلایانے غیر مودی زرثمن کے اور واسطے موثر کرانے بائع کے مواخذہ کے
ایک نالش واسطے دلاپانے غیر مودی زرثمن واجب الادا دربارہ بیع اراضی کے اور واسطے موثر کرانے بائع کے مواخذہ کے تابع
مد ۱۱۱ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے ہے ۔
نتیسن چٹی بنام سندرا راجا اینگر (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۱) کی پیروی کیگئی ۔ ہرلال بنام محمدی (انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۵۴) پر بحث کیگئی ۔
جہانکہ بطبق بیع ایک اراضی کے کوئی معاہدہ تحریری مابین بائع اور مشتری کے دربارہ ادائیگی زرثمن کے عمل مین نہ آیا تہا
بلکہ صرف ایک رجسٹری شدہ بیعنامہ تحریر کیا گیا تہا جسمین یہ بیان کیا گیا تہا کہ قیمت ادا کیجا چکی ہے ۔
تجویز ہوئی کہ مد ۱۱۶ متعلق نہ ہوتی تہی ۔
نالش واسطے دلاپانے غیر مودی زرثمن واجب الادا دربارہ ایک بیعنامہ کے اور واسطے موثر کرانے بائع کے مواخذہ کے
بیعنامہ مذکور ۸ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو تحریر کیا گیا تہا ۔ مدعی نے یہ بیان کیا تہا کہ زربدل ادا نہین کیا گیا ۔ دستاویز مین

٭ اپیل دوم نمبر ۹۰۴ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری اے وینکٹا راسنایا سب آرڈینیٹ جج ملابار جنوبی بمقدمہ اپیل نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۸ء
منسوخ بحالی ڈگری ٹی وی اننتن نیار منصف ضلع کنتنڈ بمقدمہ ابتدائی نمبر ۱۳۳ سنہ ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۹۰۰ء
اوتبالا
بنام
داپوا

جو رجسٹری شدہ تھی یہ بیان درج تھا کہ زر ثمن ادا کیا جا چکا ہے۔ جواب دعویٰ یہ تھا کہ زر ثمن ادا کیا جا چکا ہے اور کہ نالش زائد المیعاد ہے۔ نالش ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء کو رجوع کی گئی تھی۔ دو تنقیحات قائم کی گئی تھیں یعنی (۱) کہ آیا نالش زائد المیعاد ہے اور (۲) کہ آیا زر متدعویہ ادا کیا جا چکا ہے جیسا کہ مدعاعلیہ نے بیان کیا ہے۔ منصف ضلع نے ہر دو تنقیحات کا فیصلہ بحق مدعی کیا اور ایک ڈگری رقم متدعویہ کی عطا کی تھی۔ ڈسٹرکٹ جج نے بر تنقیح اپیل کے منصف کے ساتھ ہر دو قرارداد میں اتفاق کیا تھا سوائے معیار سود متعلق کے اور بیان کیا تھا کہ "میں منصف ضلع کی اس قرارداد سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ نالش زائد المیعاد نہیں ہے۔ شرط درباره ادائیگی قیمت کے ایک ایسی شرط ہے جو قانوناً مفہوم ہوتی ہے (ملاحظہ ہو دفعہ ۵۵ ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء) - ایک شرط استحقاق جو اس طرح مفہوم ہو بصورت ایک رجسٹری شدہ بیعنامہ کے ایک غیر رجسٹری شدہ معاہدہ تحریری بحسب منشاء مد ۱۱۶ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء قرار دیگئی ہے (ملاحظہ ہو کرشنن نمبیار بنام کانن (۱)) فیصلہ مذکور کا اصول متعلق ہوتا ہے اور شرط درباره ادائیگی حق مدعی بر رجسٹری شدہ بیعنامہ دستاویز الف کی یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ وہ ایک رجسٹری شدہ معاہدہ تحریری ہے اور میعاد اسکی واسطے چھ سال تاریخ بیعنامہ دستاویز الف (۲۶ نومبر ۱۸۹۲ء) سے ہے۔ نالش ۱۸۹۸ء میں رجوع کی گئی ہے۔ جب ایک مقدمہ دو یا زیادہ مدات ایکٹ میعاد کی ذیل میں آئے جنکی رو سے مختلف میعاد ہائے مقرر کی گئی ہوں تو مدعی کثیر ترین مدت میعاد سے استفادہ حاصل کرنیکا مستحق ہے۔ اسلئے یہ فرض کر کے بھی کہ تین سال کی میعاد مقرر کردہ بروئے مد ۱۱۱ تاریخ رجسٹری بیعنامہ سے گذرنی شروع ہوتی ہے نہ کہ اس تاریخ سے جبکہ مدعی نے قبضہ جائداد زائل کیا تھا (ملاحظہ ہو گرسبی ہٹوری دفعہ ۵۰۶ بونٹ صفحہ ۳۴۳) مدعی چھ سال کی میعاد کا دعویٰ زیر مد ۱۱۶ کرنیکا مستحق ہے۔" اسنے اپیل کو خارج کیا تھا۔

مدعاعلیہ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

گووندا مینن (از طرف اونندگری) منجانب اپیلانٹ: نالش حال ایک بائع جائداد غیر منقولہ نے واسطے دلا پانے غیر موصولی زر ثمن کے خریدار جائداد مذکور سے بذریعہ نیلام جائداد مذکور رجوع کی ہے۔ بیعنامہ ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء میں تحریر کیا جا کر رجسٹری کرایا گیا تھا اور نالش ماہ فروری ۱۸۹۸ء میں رجوع کیگئی تھی۔ مدعاعلیہ نے یہ عذر کیا تھا کہ نالش زائد المیعاد ہے ہر دو عدالتہا ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ نالش تابع مد ۱۱۶ ایکٹ میعاد ہند کے ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۸

سن ۱۹۰۰ع
اود تہبالا
بنام
داپویا

اور انہوں نے مقدمہ کرشنن نمبیار بنام کانن (۱) پر انحصار کیا ہے۔ انہوں نے یہ قرار دیا تھا کہ شرط دربارہ ادائگی قیمت کے بعد دفعہ ۵۵ ایکٹ انتقال جائداد کو مفہوم ہوتی ہے اور چونکہ نالش کا تعلق معاوضہ فسخ معاہدہ تحریری رجسٹری شدہ کے ساتھ ہے اسلئے مد ۱۱۶ متعلق ہوتی ہے اور نالش زائد المیعاد نہین ہے۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ وہ مد جو متعلق ہوتی ہے مد ۱۱۱ ایکٹ میعاد ہے اور مقدمہ تتیسن چٹی بنام سندرا راجا اینگر (۲) مین ایسا ہی قرار دیا گیا ہے ابھی مین بحث نہین کرنا چاہئیے۔ مقدمہ پلانچند بنام گوپالجی (۳) اور مقدمہ چھنی لال بنام بابی چھٹی (۴) مین انکی خلاف رائے اختیار کی تھی بمطابق ان فیصلون کے مد ۱۳۲ نالشات عدم ادائی زرثمن سے متعلق ہوتی ہے جسکو کہ دلاپانیکی استدعا بذریعہ نیلام جائداد کے کیگئی ہو۔ مقدمہ ہیرالال بنام محمدی (۵) مین فیصلہ یہی کی یہ بنیاد قائم کیگئی ہے مگر استدعا یہ کیگئی ہے کہ فیصلہ مقدمہ تتیسن چٹی بنام سندرا راجا اینگر (۲) درست ہے اور نہ مد ۱۱۶ متعلق ہوتی ہے کیونکہ کوئی معاہدہ تحریری رجسٹری شدہ موجود نہین ہے جسکی کہ خلاف ورزی کیگئی ہو۔ بیعنامہ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ زرثمن ادا کیا گیا ہے نہ یہ کہ زرثمن خریدار آئندہ ادا کردیگا۔

جی ایل ڈوزنیرڈو بجانب رسپانڈنٹان۔ وہ رائے جو کہ ہائیکورٹ ہائے بمبئی والہ آباد نے اختیار کی ہے درست ہے اور مقدمہ ہیرالال بنام محمدی (۵) مین صحیح طور پر مقدمہ تتیسن چٹی بنام سندرا راجا اینگر (۲) سے اختلاف کیا گیا ہے وہ مشکلات جو کہ بصورت اختیار کئے جانے تعبیر مدراس کے پیدا ہوتی ہین مسٹر جج صاحب چیف جسٹس نے ظاہر کی ہین یہ قرار دینا نادرست ہوگا کہ چارہ جوئی بخلاف جائداد کے بموجب مد ۱۱۱ کے ممنوع ہے مگر چارہ جوئی بخلاف ذات کے ممنوع السماعت نہین ہوئی اور یہی در اصل مقدمہ تتیسن چٹی بنام سندرا راجا اینگر (۲) مین قرار دیا گیا تھا اگر مد ۱۳۲ متعلق نہین ہوتی تو مد ۱۱۶ متعلق ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو کرشنن نمبیار بنام کانن (۱)۔

گووندا مینن جوابا۔ اگر مد ۱۱۶ بابت تحریری رجسٹری شدہ کی خلاف ورزی سے متعلق ہوتی تو مد ۱۱۵ اجلہ ایسے معاہدات سے متعلق ہوگی جو تحریری رجسٹری شدہ نہون اسلئے وہ جملہ مدات ایکٹ میعاد جنکا تعلق خلاف ورزی معاہدات کے ساتھ ہے اسیطرح جمع کیجا سکینگی۔ مقدمہ ویراون اساری بنام پوپنیا (۶) سے ظاہر ہوتا ہے کہ مد ۱۱۶ وسیع نکیجانی چاہیئے اور یہ رائے درست ہے۔

تجویز۔ نالش واسطے دلاپانے عدم ادائی زرثمن واجب الادا دربارہ بیعنامہ تحریر کردہ ستمبر ۱۸۹۰ع کے اور واسطے موثر کرانے بار اسکے مواخذہ کے رجوع کیگئی ہے اگر مد ۱۱۱ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد متعلق ہوتی ہو تو نالش

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۱ صفحہ ۸ — (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۴۱
(۳) ″ ″ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۸۴ — (۴) ″ ″ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۹۴۶
(۵) ″ ″ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۵۴ — (۶) ″ ″ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۱۴

سنہ ۱۹۰۱
او تھالا
بنام
۱۰ اپریل

نالش مدعی دہی کیونکہ وہ تاریخ مذکورہ بالا سے تین سال کے اندر رجوع نہ کیگئی تہی جو ہماری رائے مین بصورت عدم موجودگی شہادت خلاف کے تاریخ تکمیل بیع متصور کیجانی چاہیئے۔

بلحاظ الفاظ دفعہ کے مدمذکورہ سے بطور پالیسی نہایت متعلق ہوتی ہے اور عدالت ہذا نے مقدمہ منتیس چٹی بنام سندرا راجا ایانگر مین با وجود ایک پہلے فیصلہ بمبئی کے یہ قرار دیا ہے کہ مدنمبر ۱۳۲ ایسے مقدمہ سے متعلق کیجانی چاہیئے جسمین اتنی بات پائیگئی ہے کہ فیصلہ مذکورہ پنجانہ ایک جدید تر مقدمہ ہرلال بنام محمدی (۲) کے دوبارہ غور کیا جاسکتا ہے۔ مذکورہ بمفصل طور سے مسٹر جسٹس چیف جسٹس نے بحث کی ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ فیصلہ مقدمہ بمبئی کو اس رائے پر فوقیت دیگئی ہے جو عدالت ہذا نے ظاہر کی ہے۔ باوجود ان سبب تبدیلی کے جو مطابق رائے فاضل چیف جسٹس صاحب کے وجوہ الذکر تغیر مین شامل ہین ہمارا اطمینان اس امر کے متعلق نہین ہوا کہ وہ غلط ہے۔ چیف جسٹس صاحب نے اولا یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ نالش واسطے موثر کرنے ... بائع کے ہے جس سے یہ مراد ہوسکتی ہے کہ دعوے بابت اسکی ذاتی چارہ جوئی کے ہے اور نیز بخلاف جائداد بیع کردہ کے۔ ہم اس مسئلہ کے ساتھ اتفاق نہین کرسکتے۔ بصورت بیع اراضی کے زرثمن سے اداکرنیکے فرض کے ساتھ بطور کفالت کے استحقاق بخلاف خود اراضی مذکور شامل ہوتا ہے جسکو بائع کا مواخذہ لکھتے ہین۔ جبکہ مد ۱۱۱ مین واضعان قانون نے مواخذہ مذکور کا حوالہ دیا ہے تو ہم کوئی وجہ ایسا امر کی نہین دیکھتے کیون اسکے الفاظ سے صریح یہ معنی نہ لئے جانے چاہیئین کہ اسمین ذاتی فرض کا حوالہ نہین دیاگیا جسکا کوئی ذکر نہین کیاگیا بلکہ صرف استحقاق بخلاف اراضی کا حوالہ دیاگیا ہے جو کہ اسمین مذکور ہے۔ ہم یہ معلوم نہین کرسکتے کہ کسطرح پر واضعان قانون اپنا منشاء زیادہ تر صراحت کے ساتھ ظاہر کرسکتے تہے اگر انکا یہ منشاء ہوتا کہ بائع کا استحقاق بخلاف اراضی بذریعہ نالش کے ان تاریخوں سے صرف تین سال کے اندر موثر کیاجانا چاہیئے جنکا کہ ذکر کیاگیا ہے جب ہمارے روبرو اسقدر صریح عبارت موجود ہے تو ہم یہ ضروری نہین سمجھتے کہ اس نتیجہ پر غور کیاجائے جو مدمذکور کے متعلق کردینے سے پیدا ہو جب ایک مقدمہ کے متعلق خاص حکم دیاگیا ہو تو اسمین کچھ شبہ نہین ہوسکتا وہی موثر کیاجانا چاہیئے نہ کہ عام تر حکم جیسا کہ مد ۱۳۲ مین پایا جاتا ہے بصورت دیگر وہ خاص مد غیر موثر ہوگی فاضل چیف جسٹس صاحب نے اس دفعہ ایکٹ انتقال جائداد کا حوالہ دیا ہے جسکا تعلق بائع کے مواخذہ کے ساتھ ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۱ صفحہ ۱۴۱

(۲) " " الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۵۴

سنہ ۱۹ء
اودیتالا
بنام
دایوما

اور اسنے بظاہر اس پر غور کرکے ایک حجت بخلاف اطلاق مد ۱۱۱ کے پیدا کی ہے ۔ ہماری رائے مین وہ ایکٹ جو ۱۸۸۲ء مین نافذ ہوا تھا اُسکی تعبیر بحوالہ ایک ایسے اناکمنٹ کے نہین کیجانی چاہیئے تھی جو بالکل مختلف مضمون کے متعلق تھا اور جو قریبًا پانچ سال بعد نافذ کیا گیا تھا اگر اس موخرالذکر اناکمنٹ سے بے ترتیبی ہائے پیدا ہوئی ہین تو ایکٹ ۱۸۸۲ء کی ترمیم کرنا واضعانِ قانون کا فرض ہے ان وجوہات پر ہم مقدمۂ نیتیاچٹی بنام سوندراجا اینگر (۱) کی پیروی کرتے ہین ۔

دوسرا امر جو اٹھایا گیا تھا یہہ تھا کہ رسپانڈنٹ بلحاظ ذاتی چارہ جوئی کے عرصہ چھ سال کے فایدہ کا مستحق زیر مد ۱۱۶ تھا ۔ کیونکہ بیعنامہ ایک جسٹری شدہ دستاویز تھا ۔ مد ۱۱۶ مین پہلے سے ایک معاہدہ تحریری رجسٹری شدہ کا موجود ہونا قیاس کیا گیا ہے جس کی کہ خلاف ورزی کیگئی ہے صورت حال مین کوئی معاہدہ تحریری موجود نہ تہا جہانتک کہ ادائیگی زرثمن کا تعلق ہے بخلاف ازین جسٹری شدہ دستاویز مین بیان کیا گیا ہے کہ روپیہ ادا کیا گیا ہے اور اسلیئے باوجود اس خلاف بیان مندرجۂ دستاویز کے مدعی نے دعوے کیا ہے نہ کہ تابع دستاویز مذکور کے ۔ فرض خریدار کا دربارہ ادا کرنے زرثمن کے اُس فرض سے مختلف ہے جو شرطِ استحقاق سے پیدا ہو جیسی کہ صورت مقدمۂ کرشنن نمبیار بنام کنان (۲) مین موجود تھی ۔ فرض ادائیگی معاہدہ مابین بائع و مشتری سے پیدا ہوتا ہے ۔ بخلاف ازین شرط استحقاق انتقال مین ظاہر کیگئی یا مفہوم ہوتی ہے ۔ اسلیئے مقدمۂ حال مقدمۂ کرشنن نمبیار بنام کنان (۲) سے ممیز کیئے جانے کے قابل ہے ۔ ہماری رائے مین مد ۱۱۶ درست طور پر مقدمۂ حال سے متعلق نہین کیجاسکتی ۔ اور نتیجہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ نالش خارج کیجانی چاہیئے تھی ۔ اپیل منظور کیا جاتا ہے اور ہر دو عدالت ہائے ماتحت کی ڈگریات منسوخ کی جاتی ہین ۔ مدعاعلیہ کل خرچہ کا مستحق ہے ۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ ۔
(۲) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۸ ۔

صیغۂ اپیل فوجداری

باجلاس مسٹر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۹ اکتوبر ۱۹۰۱ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جنجی ریڈی *

مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۵ ۱۸۹۸ء دفعہ ۵۵۶۔ مجسٹریٹ کا ایک مقدمہ کی تجویز کرنے کے ناقابل ہونا۔ ملزم کے نام استغاثہ کئے جانیکی ہدایت کرنا۔ بعد مین اسی مجسٹریٹ کیطرف سے تجویز مقدمہ کیا جانا۔ جواز تجویز مذکور۔

ایک ڈپٹی تحصیلدار نے ایک رپورٹ ایک شخص الف کی نسبت تحصیلدار کے پاس کی تھی جسنے اس معاملہ کی رپورٹ ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس کی تھی مجسٹریٹ مذکور نے تحصیلدار کو اختیار دیا تھا کہ الف پر ایسے الزامات کے متعلق استغاثہ کرے جو کہ عدالت فوجداری مین ثابت کئے جانے کے قابل ہون چنانچہ ایک استغاثہ رجوع کیا گیا تھا۔ مقدمہ کی تجویز اسی ڈپٹی مجسٹریٹ نے کی تھی اور اس عذر کے اٹھائے جانے پر کہ زیر دفعہ ۵۵۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مجسٹریٹ مذکور مقدمہ کی تجویز کرنے کے ناقابل تھا۔

تجویز ہوئی کہ وہ ناقابل نہ تھا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ کا فعل اختیار دینے کا تھا نہ کہ ملزم کے نام استغاثہ کئے جانیکے۔

گرلش چندر گھوس بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۵۷) معاملہ درخواست گنشی (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۹۲) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نرائن سنگھ (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۴) کا حوالہ دیا گیا۔

اپیل بنا راضی حکم بریت۔ ملزم کی تجویز ڈپٹی مجسٹریٹ کرنول نے الزام خیانت مجرمانہ بجانب ملازم سرکار کی نسبت زیر دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کی تھی۔ انہوں نے اسپر تجویز ثبوت جرم کرکے اسکو تین ماہ کی قید سخت کا حکم دیا تھا مقدمہ کی سماعت مجسٹریٹ مذکور نے حسب ذیل طریق پر کی تھی جیسا کہ انہوں نے اپنے فیصلہ مین بیان کیا ہے "گواہ استغاثہ نمبر ۲ (ڈپٹی تحصیلدار) نے تحصیلدار گواہ نمبر ۱ کے پاس ایک رپورٹ کی تھی۔ انہوں نے اس معاملہ کی رپورٹ ڈویژنل افسر کے (یعنے میرے) پاس کی تھی جسنے اسکو اختیار دیا تھا کہ ملزم پر ایسے الزامات کا استغاثہ کیا جائے جو عدالت فوجداری مین ثابت کئے جانیکے قابل ہون اسلئے استغاثہ دائر کیا گیا ہے"۔ ایک عذر زیر دفعہ ۵۵۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری ملزم کی طرف سے بعد ختم ہونے مقدمہ کے یہہ کیا گیا تھا کہ مجسٹریٹ اسکی سماعت کرنے کے ناقابل تھا کیونکہ اسی نے بحیثیت ڈویژنل افسر کے استغاثہ

* اپیل فوجداری نمبر ۵۶۱ ۱۹۰۱ء زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی فیصلہ بریت صادر کردہ مقدمہ اپیل نمبر ۴۲ ۱۹۰۱ء منجانب سشن جج کرنول۔

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
جنجی ریڈی

کی منظوری دی ہتی۔ مجسٹریٹ نے اسکی متعلق حسب ذیل کارروائی کی ہتی:- "بملحوظی تمثیل زیر دفعہ مذکور مندرجۂ مجموعۂ مذکور کے یہہ ایک امر غور طلب نہین ہے مجہکو اس حکم کا علم تہا جبکہ مینے بحیثیت ڈویژنل افسر کے اِس تغلب کی اطلاع تحصیلدار سے حاصل کی تہی اور مینے حکم متذکر صدر صادر کیا تہا۔ چونکہ مقدمہ میرے روبرو طبعی طور پر بحیثیت مجسٹریٹ کے پیش ہوا ہے مینے یہہ سنچا تہا کہ اسکے متعلق کارروائی کردن اور مینے اُسکو تحصیلدار کے اختیار تمیزی پر چہوڑا تہا۔ اسپر اُسنے استغاثۂ فوجداری رجوع کیا چونکہ موجودہ واقعات کے لحاظ سے صرف ڈویژنل افسر ہی ایسا مجسٹریٹ درجۂ اول ہوتا ہے جو مقدمات خیانت مرجوعہ بخلاف افسران دیہہ بین الحدود ڈویژن خود کی سماعت کر سکتا ہے اور چونکہ بخلاف ازین ایسے استغاثون کی نسبت عموماً وہی اُس عہدہ دار کو اختیار عطا کرتا ہے جو کہ عہدہ داران دیہہ کو مقرر کرتا ہے اسلئے نتیجہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ بصورت یہ خیال کئے جانیکے کہ وہ زیر دفعہ ۵۵۶ مجموعۂ ضابطہ فوجداری ایسے مقدمات کی تجویز خود کرنیسے ممتنع ہے جملہ ایسے مقدمات کی سماعت جو ڈویژن مین پیدا ہون ایسے مجسٹریٹ کو کرنی پڑیگی جو ڈویژن سے باہر رہتا ہو جس سے فریقین اور گواہان کو سخت دقت پیش آئیگی اور نیز اس سے ورنگ واقعہ ہوگی۔ میرے خیال مین یہ نتیجہ ہرگز منشاءِ واضعان قانون مین ہوگا۔ اور میری یہ رائے ہی کہ احکام دفعہ ۵۵۶ واقعات مقدمۂ حال سے متعلق نہین ہین"

سشن جج نے قرارداد و حکم سزاءِ مذکور کو اسوجہہ پر منسوخ کیا تہا کہ زیر دفعہ ۵۵۶ مجموعۂ ضابطہ فوجداری ڈپٹی مجسٹریٹ مذکور مقدمہ کی سماعت کرنیکے قابل نہ تہا کیونکہ اُسنے بحیثیت ڈپٹی کلکٹر کے اپنے ماتحت تحصیلدار کو ملزم پر استغاثہ کرنے کی ہدایت کی ہتی۔ اُسنے دفعہ ۵۵۶ اور اُسکی تمثیل کا حوالہ دیا تہا۔ اُسنے ملزم کو بری کیا۔

اس حکم کی ناراضی سے گورنمنٹ نے ایک اپیل زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعۂ ضابطہ فوجداری رجوع کیا۔

پیروکار سرکاری (مسٹر ای۔ بی۔ پاول) منجانب سرکار۔

ملزم کیطرف سے کوئی وکیل نہ تہا۔

تجویز:- جہانتک کہ الفاظ دفعہ ۵۵۶ مجموعۂ ضابطہ فوجداری کا تعلق ہے ہمکو کوئی شبہہ نہونا چاہیئے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ مقدمہ کی سماعت کرنے کے ناقابل نہ تہا۔ مگر الفاظ تمثیل سے ایک مشکل پیدا ہوتی ہے یہہ سوال کہ آیا ایک خاص مقدمہ احکام دفعہ ۵۵۶ کی ذیل مین آتا ہے ایک سوال امر واقعہ ہونا چاہئے جو بلحاظ واقعات ہر ایک مقدمہ کے فیصل کیا جانا چاہئے۔ اُس مقدمۂ کلکتہ مین جسکی کہ طرف ہماری توجہ

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
چیچی ریڈی

راغب کیگئی ہے (مقدمہ گرلیش چند رگہوس بنام ملکہ معظمہ (۱)) جہان کہ مجسٹریٹ مقدمہ کی تجویز کرنے کے ناقابل قرار دیا گیا تھا۔ یہہ معلوم ہوا تہا کہ اُسنے اہم حصہ مقدمہ کی نسبت بطور ایک ایگزکٹو افسر کے لیا تہا۔ بخلاف ازین دو مقدمات الہ آباد (معاملہ درخواست گنیشی (۲)، و ملکہ معظمہ بنام زاین سنگہ (۳)) مین عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ مجسٹریٹ ناقابل نہا تمثیل مذکور مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ:۔
"زید نے بحیثیت کلکٹر بعد غور کرنے اور اطلاع کے جو اوسکو پہنچائی گئی بکر کے نام بعلت ایک خلاف ورزی قوانین مسکرات کے استغاثہ دائر کئے جانیکا حکم دیا پس زید بہ حیثیت مجسٹریٹ مقدمہ کی تجویز کرنے کے ناقابل ہے"۔ لفظ مستعملہ "حکم دیتا ہے" جس سے ہماری رائے مین مراد یہہ ہے کہ رجوع کرتا ہے یا استغاثہ کے رجوع کرنے کا حکم دیتا ہے۔

صورت حال مین مجسٹریٹ کا حکم بدین الفاظ تہا:۔ "گواہ استغاثہ نمبر ۲ نے تحصیلدار گواہ نمبر ۱ کے پاس ایک رپورٹ کی تھی اُسنے اس معاملہ کی رپورٹ ڈویژنل افسر کے (یعنے خود میرے) پاس کی تھی جسنے اوسکو اختیار دیا تھا کہ ملزم پر ایسے الزامات کا استغاثہ کیا جائے جو کہ عدالت فوجداری مین ثابت کئے جانیکے قابل ہون۔

یہہ ایک عطائے اختیار ہے نہ کہ حکم۔

ہماری رائے مین ڈپٹی مجسٹریٹ مقدمہ کی تجویز کرنے کے قابل تہا۔

بہرحال سشن جج کو تجویز جدید کی ہدائیت کرنی چاہئے تھی نہ یہہ کہ ملزم کو رہا کرتا۔

ہمکو سشن جج کا حکم منسوخ کرنا چاہیئے اور اپیل اسکے پاس بربنائے واقعات فیصل کئے جانے کے واسطے واپس بہیجنا چاہیئے۔

حکم مطابق اسکے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۵،
(۲) " " الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۲
(۳) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۴

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وھائیٹ صاحب چیف جسٹس و مسٹر امینا ایار صاحب جسٹس

۲۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء — سامد مہنار سائیل (اپیلانٹ) بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل (فریق مخالف) رسپانڈنٹ*

ایکٹ رسوم عدالت۔ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ضمیمہ اول ضمن ۱۱۔ تشخیص مالیت اس جائیداد کی جسکا اہم جزو ایک شئے مدعا بہا نالش ہو۔

ایک سائیل پروبیٹ نے یہ بیان کیا تہا کہ متوفی کی جائیداد بروقت اسکی وفات کے قریبًا مار ۱۰۰۰۰ روپیہ کی مالیت کی جائیداد اور ایک ایسی نالش کا امر مابہ النزاع تھی جس مین کہ اُسنے قریبًا ۲۰۰۰۰ کا دعوےٰ کیا تہا۔ سائیل نے جائیداد کی مالیت کمتر از ۱۰۰۰ بیان کی تہی۔

تجویز ہوئی کہ کوئی ایسا امر موجود نہ تہا جس سے عدالت اُس استحقاق کی مالیت کے معلوم کرنیکے قابل ہو جسکو کہ سائیل بحیثیت وصی کے نالش مین موثر کرانا چاہتا تھا۔ اور عدالت یہ نہین کہہ سکتی کہ جائیداد کی مالیت کمتر بیان کیگئی ہے۔ چنانچہ پروبیٹ کے بلا ادائے رسوم مستامپ عطا کئے جانیکی ہدایت کیگئی تہی مگر سائیل کو حکم دیا گیا تہا کہ نالش کے ختم ہونے پر عدالت مین ایک بیان مشعر اظہار نتیجہ نالش داخل کرے۔

درخواست پروبیٹ زیر دفعہ ۲۴۴-ایکٹ وراثت۔ درخواست مذکور مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ متوفیہ موصیہ کے پاس بروقت اپنی وفات کے قریبًا ما ۱۰۰۰ روپیہ کی مالیتی جائیداد تھی۔ اور یہ کہ اسکو اسی سال مفلسی مین نالش کرنیکی اجازت دیگئی تھی اور یہ کہ کل جائیداد متروکہ متوفیہ ایک نالش کا امر مابہ النزاع تھی اور نیز دو دیگر نالشات کا بہی جو کہ اس سے پہلے سال رجوع کیگئی تہین جنکے دعاوی مبلغ ۲۰۰۰۰ کی حد تک پہونچتے تھے۔ درخواست مذکور مین متوفیہ کی جائیداد کی مالیت کمتر از ۱۰۰۰ بیان کیگئی تہی اور یہ کہ کوئی رسوم تا دوران فیصلہ نالش واجب الادا نہ تھا۔ صاحب جج ضلع نے ذیل کا حکم صادر کیا تہا: "مین فیصلہ معاملہ جائیداد عبد العزیز (۱) کی پیروی کرنے سے انکار کرتا ہون جبکہ میری رائے مین ایک مشتبہ سند ہے۔ فیصلہ معاملہ جائیداد رامچند رگھوسس (۲) ایک جدید تر سند ہے۔ اور اسمین صریح طور پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ رسوم پروبیٹ ہون قرضجات پر ادا کیا جانا چاہیئے جو مشتبہ طور پر بھی واجب الادا ہون رسوم پروبیٹ کل جائیداد مطابق تعین مالیت کلکٹر کے ادا کیا جانا چاہیئے جو مبلغ ۱۰۰۰ مایوی ہے جیسا کہ وکیل سرکار نے بیان کیا ہے۔ میعاد ایکماہ کی عطا کیجاتی ہے۔"

*اپیل نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی ڈگری ایف ایم ہیمنٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج کڈاپا جو بی مقدمہ درخواست متفرق نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۰ء

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۷۷ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۵۰۰

سنہ ۱۹۰۰ء
سلہنا بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند

سائل نے اپیل حال رجوع کیا۔

مسٹر سی کرشنن وکیل پی مدہاداراو منجانب اپیلانٹ۔

وکیل سرکار (مسٹر ای بی پاول) منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز۔ صاحب جج ضلع کا حکم قبل نفاذ ایکٹ ترمیم رسوم عدالت ۱۸۹۹ء کے صادر کیا گیا تہا اسلئے سوال فیصلہ طلب تابع ایکٹ ۱۸۷۰ء کے ہے رسوم واجب الادا بر درخواست پروبیٹ ۲ فیصدی اُس جایداد کی مالیت پر ہے جسکے کہ متعلق پروبیٹ عطا کیا جائے جبکہ مقدار یا مالیت مبلغ ۔۔۔ سے زیادہ ہو تو کوئی رسوم واجب الادا نہین ہے۔ صورت حال مین متوفیہ کا ترکہ جایداد بقبضہ متوفیہ مالیتی قریباً ۔۔۔ اور ایک نالش کی شئے مدعابہا تھی۔ جو نالش کہ اُسنے قبل اپنی وفات کے رجوع کی تہی جس مین اُسنے مبلغ ۔۔۔ کا دعوے کیا تہا۔ اس قسم کی صورت مین کوئی ایسا امر موجود نہین جس سے عدالت مقدار یا مالیت اس استحقاق کی معلوم کرسکے جسکے کہ موثر کرانے کی کوشش متوفیہ اپنی نالش مین کرتی تھی۔ اور ہم یہہ نہین کہہ سکتے کہ سائل نے جایداد کی مالیت کمتر از ۔۔۔ بیان کرنے مین جایداد کی کم مالیت معین کی ہے۔

معاملۂ اسباب راجندر گہوس (۱) ایک ایسا مقدمہ تھا جس مین ذمہ داری ادائگی رسوم اُس قرضہ کی نسبت زیر بحث تھی جسکا وصول ہونا غیر متحقق امر تہا۔ مقدمہ معاملۂ اسباب عبد العزیز (۲) ایک فیصلہ بدین مضمون تہا کہ جہان کوئی ایسے مواد موجود ہوں بر بنا جنکے عدالت مالیت شئے مدعابہا نالش کی تشخیص کرسکے تو کوئی امر مانع اس بات کا موجود نہین ہے کہ عدالت سائل پروبیٹ کی تعین مالیت کو تسلیم کرے۔ یہ ایزاد کرنے کی ضرورت نہین کہ محض یہہ امر واقعہ کہ ایک جزو جایداد ایک تنازعہ مین امر مابہ النزاع ہے بذاتہ اس امر کا مانع نہین کہ جایداد کی مالیت واسطے اغراض رسوم اسٹامپ بعد درخواست پروبیٹ کے تشخیص کیجاوے سوال مذکور ایک سوال امر واقعہ ہے ایک حال جیسے مقدمہ مین مالگذاری بروے دفعہ ۱۹ (ہ) ایکٹ رسوم عدالت کے محفوظ کیگئی ہے۔

اسلئے ہم ہدایت کرتے ہین کہ پروبیٹ بلا ادائگی رسوم جاری کیا جاوے۔ مگر ہم سایل کو ہدایت کرتے ہین کہ بعد ختم ہونے نالشات محولہ بدرخواست متدایرہ عدالت کے عدالت مین ایک بیان مشعر اظہار نتیجۂ نالشات مذکور داخل کرے اور اُس بیان کی ایک نقل وکیل سرکاری کو مہیا کردے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۹۷

(۲) " " " جلد ۲۴ صفحہ ۵۷۷

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و مسٹر امنیا ایار صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ء ۲۳ و ۲۴ اکتوبر

محمد جعفر و یک کس دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام محمد ابراہیم و یک کس دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*

ایکٹ اوقاف مذہبی - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء دفعہ ۱۴ - نالش استقرار حق - ایسی نالش کا قابل قیام ہونا دعوے بنا بر معزولی مہتمم کا کب ممد ہوتا ہے بوجہ معزولی - نیک نیت دعوے منجانب مہتمم کی نسبت جایداد مصرف کے - ایک نالش مرجوعہ زیر ایکٹ اوقاف مذہبی میں اس استقرار کی استدعا کیجاسکتی ہے کہ جایداد ایک مصرف کی ملکیت ہے - اور وہ رہن جو اسپر عاید ہے مصرف پر قابل پابندی نہیں ہے جبکہ استدعا مذکور دعوی معزولی مہتمم کی ممد ہے۔

مدعیان نے ایک نالش زیر ایکٹ اوقاف مذہبی میں اپنے اس دعوے کو کہ مدعا علیہ عہدہ مہتمم مسجد سے معزول کیا جاے اس وجہہ پر مبنی رکہا تہا کہ اسنے ایک استحقاق ذاتی مالکیت کا مسجد میں قایم کیا ہے - انہوں نے اس امر کے استقرار کی نالش کی ہتی کہ بعض جایداد مسجد کی ملکیت ہے اور کہ وہ رہن جو اسپر عاید کیا گیا ہے ناجایز ہے - نیز انہوں نے استدعا کی ہتی کہ مدعا علیہ معزول کیا جائے۔

تجویز ہوئی کہ وہ استقرار مستدعیہ کے مستحق تھے - نسبت دعوے معزولی مدعا علیہ کے جیسا کہ بربناے شہادت کے یہ اغلب معلوم ہوتا تہا کہ اسنے مسجد میں ذاتی مالکیت کا استحقاق قایم کرنیمیں ایک نیک نیت یقین پر عمل کیا ہے کہ وہ ذاتی ملکیت اسکے خاندان کی ہے اور قطع نظر اسکے کوئی عملی طور پر شہادت بدعملی کی موجود نہ تہی اسلئے اوسکو عہدہ سے معزول کرنا ضروری نہ تہا مگر اسکو خرچہ نالش کے ادا کرنیکا حکم دیا۔

نالش واسطے استقرار حق اور معزولی مدعا علیہ نمبر ۱ کے عہدہ مہتمم مسجد و عشر خانہ سے - مدعیان نے نالش حال زیر دفعہ ۱۴ - ایکٹ اوقاف مذہبی (۲۰ - ۱۸۶۳ء) رجوع کی ہتی بعد اسکے کہ انہوں نے اجازت زیر دفعہ ۱۸ - ایکٹ مذکور حاصل کی ہتی - مدعیان نے یہ بیان کیا تہا کہ ایک مسجد متصل قبرستان کے بجانب شمال موضع پیدانہ ضلع کستنا میں واقعہ ہے جو وہان زمانہ قدیم سے چلی آئی ہے جس میں اہل اسلام نماز ادا کرتے ہیں نیز وہان ایک عشر خانہ یا ایسا مکان واقعہ ہے جس میں میلہ کیا جاتا ہے اور ایک باغ انعام کے بہت عرصہ سے مسجد و عشر خانہ مذکور کے واسطے بطور وقف کے علیحدہ کیا گیا ہے - مدعا علیہ نمبر ۱ جایداد ہاے مذکور کا مہتمم ہے اور مدعیان نے یہہ دعوے کیا تہا کہ اسپر لازم تھا کہ آمدنی باغ انعام قیام مسجد و عشر خانہ پر میں صرف کرے - اور وہ کسی بقایا کا مستحق بطور معاوضہ اپنی خدمات کے ہوتا ہے جو خراجات مذکور کے

* اپیل نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری ڈبلیو سی ہومس صاحب ڈسٹرکٹ جج کستنا واقع مسلی پٹم مقدمہ ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۷ء

سنہ ۱۹۰۱ء
محمد جعفر
بنام
محمد ابراہیم

بعہ باقی رہے اور انہون نے یہ الزام لگایا تھا کہ گو اسکو کوئی ذاتی حق جائداد ہائے مذکور کی نسبت حاصل نتھا تاہم مدعا علیہ نمبر۱ نے باغ انعام کو خود اپنے فائدہ کے واسطے مدعا علیہ نمبر۲ کے پاس رہن کردیا ہے۔ مدعیان نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ مدعا علیہ نمبر۱ نے اپنے فرائض کی تعمیل چھوڑ دی ہے اور انہون نے اس امر کے استقرار کی استدعا کی تھی کہ باغ انعام مسجد اور عشر خانہ کی ملکیت ہے، اور کہ رہن بحق مدعا علیہ نمبر۲ کے ناجائز ہے۔ نیز انہون نے استدعا کی تھی کہ مدعا علیہ نمبر۱ اپنے عہدۂ مہتمم سے معزول کیا جائے۔ جوابدعوے یہ تھا:- کہ مسجد ایک عام مسجد نہین ہے بلکہ مدعا علیہ نمبر۱ کے خاندان کی ملکیت ہے اور کہ وہ اراضی انعام جو اُس سے ملحق ہے خاندانِ مذکور کی ملکیت ہے گو انہون نے بالارادہ طور پر بعض آمدنی اُس اراضی کی مسجد مین صرف کی ہے۔ ہر دو مدعا علیہم نے مدعیان کے استحقاقِ اعتراض متعلق بہ رہن سے انکار کیا تھا۔ صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ مسجد عام نہی اور کہ دفعہ ۱۴۔ ایکٹ اوقاف مذہبی اس سے متعلق نہین ہے۔ انہون نے یہ بھی قرار دیا تھا کہ یہ ثابت نہین کیا گیا کہ باغ انعام مسجد اور عشر خانہ کی ملکیت تھا۔ انہون نے قرار دیا تھا کہ مدعیان کو کوئی استحقاقِ ارجاع نالش بخلاف مدعا علیہ نمبر۲ کے زیر ایکٹ اوقاف مذہبی حاصل نہ تھا اور بمقابلہ مدعا علیہ نمبر۱ کے انہون نے نالش کو خارج کیا تھا۔

مدعیان نے اپیل حال رجوع کیا۔

نگا بھوشنام منجانب اپیلانٹان:- شہادت سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد ایک عام مسجد ہے اور کوئی صریح ثبوت وقف کا ضروری نہین ہے خواہ مسجد اب خستہ حالت مین ہو تاہم وہ جائداد جو اُسکے واسطے وقف تھی ابتدائی بانی یا اوسکی اولاد کے نام منتقل نہین ہوسکتی (ملاحظہ ہو ڈائجسٹ شرع محمدی بیلی صاحب حصہ اول صفحات ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ٹاگور لا لکچرز ۱۸۸۴ء مولفہ سید امیر علی صفحہ ۲۴۳) نیز یہ قطعی طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ انعام مسجد سے ملحق ہے اقتباس از رجسٹر انعام مین اسکا ذکر بطور "دیوادیام" کے کیا گیا ہے۔ لفظ "دیوادیام" سے مراد ایک وقف مذہبی ہے۔ اگر مسجد عام ہے اور انعام اُس سے ملحق ہے تو مدعا علیہ نمبر۱ اسکا دعوے بطور اپنی ملکیت کے نہین کرسکتا اور یہ استدعا کیگئی ہے کہ قطع نظر کسی خاص افعال بد انتظامی یا بدنیتی کے محض یہ بیان کرنا کہ وہ ذاتی طور پر مستحق ہے مہتمم کو عہدہ سے محروم کرنے کے واسطے کافی ہے۔ یہ امر تسلیم کیا جانا چاہئے کہ بنائے سند مقدمہ ستو یا بنام رامی ریدی (۱) کے نالشِ حال زیر ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء بخلاف مدعا علیہ نمبر۲ کے چل نہین سکتی جو انعام کا منتقل الیہ ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳۔

سنہ ۱۹۰۰ء
محمد جعفر
بنام
محمد ابراہیم

کے سرنیواسا ایانگر (از طرف مستدعا یان) مسٹر سبرامنیا استری منجانب رسپانڈنٹان نے یہ استدعا کی کہ شہادت سے صاحب جج ضلع کی قرارداد متعلق بہ نوعیت مسجد کی تائید نہیں ہوتی - ایک اور اعتراض نالش کی نسبت یہ ہے کہ استقرار حق کی استدعا کیگئی تھی مگر کسی دادرسی بطور استقرار کے متعلق دفعہ ۱۴- ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء مین حکم نہین ہے - انہون نے یہ عذر کیا تھا کہ نالش جو زیر ایکٹ مذکور رجوع کیگئی تھی چل نہ سکتی تھی اور اُنہون نے مقدمہ مہالنگا راؤ بنام وینکوبا گوسامی (۱) کا حوالہ دیا تھا -

تجویز :- نالش ہذا زیر ایکٹ اوقاف مذہبی ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء رجوع کیگئی تھی - نسبت مدعا علیہ نمبر ۲ کے نالش زیر ایکٹ مذکور اُسکے مقابلہ مین چل نہین سکتی وہ خارج کیجانی چاہئے (ملاحظہ ہو سیا بنام رامی ریڈی (۲))

نسبت مدعا علیہ نمبر ۱ کے اُنکی طرف سے یہ حجت کیگئی ہے کہ کوئی نالش چل نہین سکتی کیونکہ مدعیان نے استقرار حق کی استدعا کی ہے اور اسلئے دفعہ ۱۴- ایکٹ مذکور کی عدالتِ دیوانی کو استقرار حق کی ڈگری دینے کا اختیار نہین دیتی - مدعا علیہ نمبر ۱ نے فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ مہالنگا راؤ بنام وینکو باگوسامی (۱) پر انحصار کیا تھا - مگر مقدمہ مذکور مین کوئی دعوے معزولی مہتمم کا نہ کیا گیا تھا - صورت حال مین مدعیان نے معزولی مہتمم کی استدعا کی ہے اور اُنکی استدعا دربارہ استقرار کے اس دعوے کی ابتدائی یا تائیدی استدعا ہے - اسوجہہ پر مقدمہ حال مقدمہ مہالنگا راؤ بنام وینکوبا گوسامی (۱) سے تمیز کیئے جانیکے قابل ہے -

یہ امر واقعہ کہ وہ انعام جو اخراجات مسجد کا ذریعہ ہے - دستاویز ج مین بطور " دیوا دیام " کے مذکور ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسجد ایک عام مسجد ہے اور وہ مدعا علیہ نمبر ۱ کی ذاتی ملکیت نہین ہے بصورت موجود ہونے اس شہادت کے مدعا علیہ کے وکیل نے صاحب جج ضلع کے اس قرارداد کی تائید کرنے کی کوشش نہین کی کہ مسجد عام نہین ہے -

ہماری رائے مین مدعیان اس استقرار کے مستحق ہین کہ باغ انعام مسجد کی جائیدادِ وقف ہے جو ایک عام مسجد ہے اور کہ رہننامہ مورخہ ۲۰- نومبر سنہ ۱۸۹۲ء مصرف پر قابل پابندی نہین ہے جہانتک کہ اسکا تعلق جائیدادِ انعام کے ساتھہ ہے اور ہم ہدایت کرتے ہین کہ مدعا علیہ نمبر ۱ آج سے چھہ ماہ کے اندر اُس مواخذہ کو ادا کرے جو رہنِ مذکور سے پیدا کیا گیا ہے جہانتک کہ وہ جائیدادِ انعام سے علاقہ رکھتا ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۵۶ -
(۲) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳ -

سنہ ۱۹۰۶
محمد جعفر
بنام
محمد ابراہیم

نسبت دعوے معزولی مدعا علیہ نمبر ۱ کے جو مہتمم مسجد ہے شہادت سے یہ امر اغلب معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے ذاتی ملکیت کا استحقاق مسجد کی نسبت قائم کرنے مین اس نیک نیت یقین پر عمل کیا ہے کہ مسجد اُسکے خاندان کی ذاتی ملکیت ہے - یہ صرف ایک ہی اصلی وجہ ہے جسپر کہ اسکی معزولی کا دعوے مبنی رکھا گیا ہے کیونکہ علاوہ اُسکے عملی طور پر کوئی شہادت بدعملی منجانب مدعا علیہ نمبر ۱ بحیثیت مہتمم کی موجود نہین ہے -

چنانچہ ہم اپیل کو منظور کرتے ہین اور حسب متذکرہ صدر استقرار کی ڈگری دیتے ہین -
ہم نے یہ ضروری نہین سمجھا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ اپنے عہدۂ مہتمم سے معزول کیا جاوے مگر ہماری یہ رائے ہے کہ اسکو نالش ہذا کا خرچہ عدالت ماتحت و عدالت ہذا ادا کرنا چاہئے نسبت مدعا علیہ نمبر ۲ کے ہم کوئی حکم دربارہ خرچہ کے صادر نہین کرتے -

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سر بیو اسا ایار (مدعی) اپیلانٹ بنام موتھوسامی پلائی وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان *

مالکِ اراضی و اسامی - اسامی کی طرف سے مالکِ اراضی کے استحقاق سے انکار کیا جانا - مالک اراضی کا اختیار مزارعت کو ختم کرنیکا - ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۳۹ - شروع میعاد تاریخ اختتام مزارعت - مالک اراضی سے مدعا علیہم ایک نالش بیدخلی مین اُس اراضی پر قابض تھے جو کہ انکے جانشین سابق نے بذریعہ اُس دستاویز کے حاصل کی تھی جو سنہ ۱۸۳۶ء مین تحریر کیگئی تھی اور جسکے رو سے مزارعت سالانہ بحق جانشین سابق مذکور کے پیدا کیگئی تھی پٹہ مذکور بنام مورث اپیلانٹ و دیگران وارثان کے تحریر کیا تھا - سنہ ۱۸۷۶ء مین مدعا علیہم نے مدعی کے علم سے ایک دوامی مزارعت کا استحقاق اراضی متنازعہ کی نسبت ظاہر کیا تھا اور اسطرح پر اپنے مالک اراضی کے استحقاق سے انکار کیا تھا - سنہ ۱۸۹۴ء مین مدعی نے مدعا علیہم کو ایک نوٹس واسطے چھوڑ دینے قبضہ اراضی کے دیا تھا مگر اُسوقت تک اُسنے کوئی نیت پٹہ کے ختم کرنے کی ظاہر نکی تھی - سنہ ۱۸۹۵ء مین مدعی نے خود اپنی اور دیگر اہالیان دیہہ کی طرف سے نالش حال بیدخلی کیواسطے رجوع کی تھی - یہ عذر کئے جانے پر کہ نالش زائد المیعاد ہے کیونکہ وہ زائد از بارہ سال بعد اُسوقت کے رجوع کیگئی تھی جبکہ مدعا علیہم نے مزارعت سے انکار کیا تھا -

* اپیل دوم نمبر ۱۳۹ سنہ ۱۸۹۹ء متعلقہ ڈگری اپیل سی مز صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج ترچناپلی مقدمہ اپیل نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۷ء متعلقہ ڈگری اے ڈیوڈ صاحب منصف ضلع سری رنگم مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۹۰۰ء
سرینواسا ایار
بنام
ستوسامی پلائی

تجویز ہوئی کہ نالش زایدالمیعاد تھی کیونکہ اسامی جو اُس استحقاق سے انکار کرے جسکے تابع وہ قابض ہوئی ہو بموجب فوراً بیدخل کیجا سکتی ملک اراضی کے اختیار تمیزی پر ہو جاتی ہے - لیکن جبتک مالک اراضی یہ نیت ظاہر نکرے کہ وہ اپنے اختیار تمیزی مذکور کو استعمال کرنا چاہتا ہے تبتک مزارعت قایم رہتی ہے - یہ اصول مزارعت ہائے سالانہ سے متعلق ہے -

نالش واسطے قبضہ اراضی معہ واصلات کے - مدعی کا دعویٰ یہ تہا کہ وہ اراضیات جنکا ذکر عرضی دعوے میں کیا گیا ہے اراضیات سمودیام نہیں ہیں جو جملہ بنگالیان ایک خاص موضع کی ملکیت تہیں - اور کہ اراضیات مذکور کا پٹہ ۱۶ ار اکتوبر ۱۸۰۹ء کو سرکردہ میراشیداران نے ایک شخص بیرول مینا گر مدعا علیہم کے مورث اور جانشین ماسبق کو عطا کیا تہا اس شرط پر کہ اُسکو چاہئیے کہ اراضیات مذکور کی ترقی بذریعہ کاشت نیشکر وغیرہ کے کرے - اور کہ ۶ ماہ جولائی ۱۸۳۰ء کو ایک اور پٹہ اُسی بیرول کو بعض میراشیداران دیہہ نے عطا کیا تہا جسکی رو سے بیرول نے یہ شرط کی تہی کہ وہ اپنے پٹہ دہندگان کو مبلغ ۶۰ روپیہ سالانہ لگان اراضیات مذکور کا ادا کریگا - موضع مذکور چالیس پنگو ہائے میں منقسم تہا جنمیں سے مدعی نے سولہ پنگو خرید کئے تہے - مدعی نے یہ بیان کیا تہا کہ اُسنے ماہ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں دیگر بنگالی ہائے کی اجازت سے استحقاق پٹہ اراضیات مذکور نیلام کر دیا تہا چنانچہ ایک دستاویز پٹہ تحریر کیگئی تہی - نالش مدعی نے زیر دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی خود اپنی اور دیگر اہالیان دیہہ کیطرف سے رجوع کی تہی - مدعا علیہا نمبر ا نے مبینہ پٹہ بحق بیرول سے انکار کر کے یہ دعوے کیا تہا کہ ایک جزو اراضی (اراضی نمبر ۵) جو کہ اُس کے قبضہ میں عرصہ تیس سال سے ہے اراضی سمودیام تہی - اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ باقی اراضی اُس کے خاندان کے قبضہ میں زائد از عرصہ ساٹہہ سال سے ہے اور کہ اُسنے اور اُس کے خاندان نے ایک استحقاق اراضیات متنازعہ کی نسبت اُس نالش میں قایم کیا تہا جسمیں ۱۸۵۶ء میں مدعا علیہم تہے جو اُنکے برخلاف اہالیان دیہہ نے رجوع کی تہی جنہوں نے اپنا دعوے اراضیات مذکورہ کی نسبت واپس لیا تہا اور دیگر اراضیات متنازعہ بنالش مذکور کی نسبت راضی نامہ کر لیا تہا - اُسنے میعاد کا عذر کیا تہا دیگر مدعا علیہم نے مدعا علیہا نمبر ا کی تائید کی تہی اور یہ بیان کیا تہا کہ ایک جزو اراضی اُن کے قبضہ میں ہے - پٹہ جات ۱۸۰۹ء و ۱۸۳۰ء بطور دستاویزات مثل کے داخل کئے گئے تہے -

دستاویزات میں شرائط ذیل درج تہیں - اقرارنامہ تحریر کردہ ۱۶ ار اکتوبر ۱۸۰۹ء بحق بیرول مینا گر منجانب مہاجنہائے موضع ...... کے - تمکو کہا گیا ہے کہ ایک پہ وگائی بذریعہ کاشت کرنے وگانا ئی اور بیکار کے بناؤ اور ایک باڑ اراضی کے گرد بناؤ - اسلئے تمکو چاہئیے کہ پہ وگائی کیوقت سے اُسوقت تک جبکہ تم

سنہ ۱۹۰۱ء
سرینواسا ایر
بنام
متوسامی پلّی

زراعت پیدا ہو دو سال تک کوئی کلک اور پیکا رمیو وغیرہ نہ کاٹو - مگر بعد میں تمکو اختیار ہوگا اسکی پیداوار کو اپنے استعمال میں لاؤ - ایسا کرنے میں تمکو کلک اور پیکار میو مثل تار کے کنارے بنسی بچاس فٹ فاصلہ سے زیادہ نہ کاٹو جو شارع عام کے جانب غرب اور باغ کلندائی مدالیار کے جانب شرق واقعہ ہے - مگر تمکو اختیار ہوگا کہ کلک اور پیکا رمیو وغیرہ کی پیداوار دیگر حصص چہ خونی ہدامتے کاٹ لو - دوران استعمال مذکور میں اگر تم بیدخل کیے جاؤ اور دوسرا رعیت مقرر کیا جائے تو تمکو نصف ورام بابت کلک اور پیکار میو کاشت کردہ خود کا خرچہ اور مرمت ہائے وغیرہ کا خرچ ملیگا - اسلئے ہم جملہ جہاجنمہائے نے برضا مندی اقرار نامہ ہذا بحق پیرول منیا تحریر کر دیا ہے"

دستاویز س میں شرائط ذیل درج تہیں: "دستاویز اقرار نامہ تحریر کردہ ۲۶ رجولائی ۱۸۳۹ء بحق پیرول منیا گرسا کن دیریسوارم منجانب جملہ جہاجنمہائے کے جو تمارا یا سمو ورام کے ساکنان ہیں ربارہ ادی یوائی بنجائی ملوکہ سمودیام موضع مذکور کے . . . چونکہ تمنے موضع ہذا میں رہائش اختیار کی ہے اور یہ استدعا کی ہے کہ تم درختان پہلدار اراضی مین الحدود مذکور لگاؤ گے یا ستثنے اراضی حد بندی بر بہا دستور رہائش برہمنان م کے معہ حدود دنتو دیکل و ندو تہتہو نراسام ملحق اراضی مذکور کے اور تمنے اقرار نامہ ہذا حاصل کیا ہے اسلئے تمکو چاہیئے کہ کلک اور پیکار میو اور درختان پہلدار انمیں لگاؤ اور حدود مذکور کے اندر اسکو نیچے زراعت کرو اور اسکو اپنے استعمال میں لاؤ اور مبلغ ۵ روپیہ سالانہ لگان مطابق اقساط کے ادا کرو - دوران استعمال مذکور میں اگر کوئی شخص اراضی مذکور کی نسبت آئیندہ کے واسطے زیادہ تر مقدار لگان کے ادا کرنیکا اقرار کرے تو تمکو نصف درام کلک و پیکار میو و درختان پہلدار کاشت کردہ کا ملیگا - نیز تمکو حسب معمول کدیو رام اور واجبات کرنام وچوکیدار ادا کرنے چاہئیں - اسلئے ہم سب نے بالاتفاق اقرار نامہ ہذا تحریر کیا ہے"

منصف نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش زائد المیعاد ہے - اُسنے دستاویز ما کو ایک اصلی دستاویز قرار دیا تہا مگر یہ خیال کیا تہا کہ اس کے رو سے ایک مزارعت مابین اہالیان دیہہ اور پیرول کی پیدا ہوئی تہی اُسنے دستاویز س کے اصلی ہونیکی نسبت اشتباہ کیا تہا اور قرار دیا تہا کہ اگرچہ وہ بطور اصلی کے بہی تسلیم کیا جائے تاہم مدعا علیہا نمبر ۱ نے اہالیان دیہہ کے استحقاق سے زائد از عرصہ بارہ سال قبل ارجاع نالش حال کے انکار کیا تہا اُسنے مقدمات محی الدین صاحب بنام تگایا (۱) و کرشنا جی بندر

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۹۶ و ۹۹

سنہ ۱۹۱۰
سینواسا ایار
بنام
ستوسامی ایار

بنام انناجی پانڈورنگ (۱) دہرم ناتہہ رائے بنام جوگند چندر رائے (۲) کا حوالہ دیکر نالش کو خارج کیا تہا۔ فاضل جج ضلع نے بر طبق اپیل کے قرار دیا تہا کہ دستاویزات تا وسٹ۔ اصلی معاہدات ہیں اور اُسنے یہ خیال کیا تہا کہ مالیان دیہہ نے دراصل استحقاق کدیو رام دوامی طور پر پیروں کو عطا کیا تہا اور اپنے حق میں استحقاق دربارہ پٹہ پر دینے ملورام کے کسی اور شخص کو اور اس صورت میں نصف ملوارم ادا کرنیکا محفوظ کیا تہا اور اُسوقت تک پیروں پر مبلغ سنہ روپیہ لگان ادا کرنا لازم تہا۔ اُس نے دستاویزات تا وسٹ کو ملا کر پڑہنے سے یہ خیال کیا تہا کہ ہمیں کچھ شبہ نہیں کہ مالیان دیہہ کا منشا کدیو رام کے دوامی طور پر حق پیروں عطا کرنیکا تہا اس لئے اب مدعا علیہم بیدخل نہیں کئے جاسکتے۔ نیز اسنے قرار دیا تہا کہ نالش اس وجہ سے زاید المیعاد ہے کہ مدعا علیہم نے دوامی مزارعت کا عذر سنہ ۱۸۸۶ء میں کیا تہا۔ اُسنے بیان کیا تہا کہ مالیان دیہہ کو سنہ ۱۸۸۶ء سے معلوم تہا کہ مدعا علیہم دوامی حقیت پر قابض ہونیکا دعوے کرتے ہیں اور کہ اُس تاریخ سے انکے برخلاف میعاد گذرنی شروع ہوتی ہے جہانتک کہ انہوں نے استحقاق بیدخلی کا دعوے کیا ہے (محی الدین صاحب بنام نگاپا (۳)) اُسنے یہ بھی قرار دیا تہا کہ مدعی مدعا علیہا نمبر ۱ کو اراضی نمبر ۵ سے بیدخل کرنیکا مستحق تہا اُسنے اپیل کو خارج کیا۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

دی کرشنا سامی ایار و سندرا ایار بجانب اپیلانٹ۔

سواسامی ایار بجانب رسپانڈنٹان نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۶ و نمبر ۷۔

دیگر رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی وکیل نہ تہا۔

تجویز۔ اپیلانٹ کیطرف سے دو امور اُٹہائے گئے تہے (۱) کہ فاضل جج نے دستاویزات تا وسٹ کی تعبیر غلط طور پر کی ہے کیونکہ اُسنے یہ قرار دیا ہے کہ انکا اثر استحقاق دخیلکاری کے دوامی طور پر بحق مدعا علیہم کے جانشین ماسبق کے عطا کرنیکا تہا (۲) کہ فاضل جج نے یہ قرار دینے میں قانونًا غلطی کی ہے کہ نالش بیدخلی زاید المیعاد تہی۔

نسبت تعبیر دستاویزات تا وسٹ کے ہم اُس رائے کے ساتہ اتفاق کرنیکے نا قابل ہیں جو فاضل جج نے اختیار کی تہی۔ اسکی یہ رائے تہی کہ دستاویز کا اثر مدعا علیہم کے جانشین ماسبق کو استحقاق کدیو رام دوامی طور پر عطا کرنیکا تہا اُنہوں نے استحقاق ملوارم کو بھی کسی اور شخص کے پٹہ پر دینے کا حق اپنے لئے محفوظ رکہا تہا ہماری

(۱) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۵۶۲ بصفحہ ۲۵۹ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۱۱۱ (مقدمہ دیوانی) (۳) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۹۶ بصفحہ ۹۹

سنہ ۱۹۰۶ع
سرینواسا ایار
بنام
منتو سامی ایار

رائے میں دستاویز متنازعہ کا اثر یہ تہا کہ پیرول ایک سالانہ آسامی اراضیات متنازعہ کا بشرح مبلغ ۹ روپیہ لگان کے بنایا گیا تہا - اگر مزارعت ختم کیجاتی تو وہ مالکان اراضی سے نصف پیداوار کلک پیکار ہو وہ درختان پیداوار کے حاصل کرنیکا مستحق تہا جو کہ اسنے لگائے ہتے یعنی اگر مالکان اراضی مزارعت کو ختم کرتے تو وہ پیرول کو بطور معاوضہ ان ترقیات کے جو کہ اسنے دوران مزارعت کی تہیں نصف پیداوار کلک درختان پیداوار ادا کرنیکے ذمہ دار تہے - بروئے دستاویز متنازعہ کے دراصل کوئی استحقاق معاہدہ مابین پیرول اور کسی جدید آسامی کے موجود نتہا - مگر پیرول کو بعد ختم ہونے مزارعت کے مالکان اراضی کے مقابلہ میں نصف پیداوار درختان پیداوار کے حاصل کرنیکا حق حاصل تہا - اگر دستاویزات متنازعہ اسپر چہ پڑہی جائیں کہ ان کا منشا دوامی استحقاق دخیلکاری عطا کرنیکا تہا تو ان الفاظ مندرجہ دستاویز متنازعہ کی کوئی مناسب تعبیر کیا جانا ناممکن معلوم ہوتا ہے "بدوران استعمال مذکور کے اگر تم معزول کئے جاؤ" اور نیز ان الفاظ مندرجہ دستاویز متنازعہ کہ "دوران استعمال مذکور میں اگر کوئی شخص کثیر تر شرح سے لگان ادا کرنا چاہے" ہماری رائے میں بروئے دستاویزات متنازعہ کے وہ حقوق جو پیرول نے حاصل کئے تہے محض ایک پٹہ دار کے حقوق تہے -

نسبت سوال میعاد کے فاضل جج نے یہ قرار دیا تہا کہ چونکہ ۱۸۹۳ع میں مدعاعلیہم نے مدعیان کے علم سے دوامی دخیلکاری کا استحقاق اراضیات متنازعہ کی نسبت بیان کیا تہا اور سطرح اپنے مالک اراضی کے استحقاق سے انکار کیا تہا اسلئے کوئی نالش بیدخلی زائد المیعاد ہے - بروئے مد ۱۳۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے عرصہ میعاد بارہ سال ہے اور وہ تاریخ اختتام مزارعت سے شروع ہوتا ہے - فاضل جج نے یہ قرار دیا تہا کہ مزارعت اسوقت ختم ہوئی تہی جبکہ مالکان اراضی کو یہ معلوم ہوا تہا کہ مدعاعلیہم نے اراضیات متنازعہ میں دوامی استحقاق دخیلکاری کا دعوےٰ کیا ہے - ہماری رائے میں اسنے یہ قرار دینے میں غلطی کی ہے - اراضیات زیر پٹہ اراضیات زراعتی تہیں اسلئے دفعہ ۱۱۱ ایکٹ انتقال جائیداد متعلق نہوتی تہی - مگر گو صریح احکام دفعہ مذکور مقدمہ حال سے متعلق نہیں تاہم دفعہ مذکور میں ایک اظہار عام قانون درج ہے جو متعلق ہوتا ہے - دفعہ ۱۱۱ ایکٹ انتقال جائیداد میں یہ حکم ہے کہ جائیداد غیر منقولہ کا پٹہ اسصورت میں ضبط ہوجاتا ہے جبکہ پٹہ دار اپنی حیثیت کو ترک کردے اور خود اپنی طرف سے دعویدار ہو اور پٹہ دہندہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے اسکی نیت پٹہ کے ختم کرنیکی ظاہر ہو۔ وہ آسامی جو اپنے استحقاق سے انکار کرے جسکی تابع وہ قابض ہوا مالک اراضی کی مرضی کے مطابق فوراً بیدخلی کا مستوجب ہو جاتا ملاحظہ ہو مقدمہ وشنو چنتامن بنام بالاجی بن رگوجی (۱)

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۵۲ بصفحہ ۳۵۶ ۔

سنہ ۱۹۰۰ع
سریپواسا ایار
بنام
منشو سامی ایار

جبتک مالک اراضی یہ نیت ظاہر نکرے کہ وہ اپنے اختیار تمیزی مذکور کا استعمال کرنا چاہتا ہے تبتک مزارعت جاری رہتی ہے بصورتحال ہیں پٹہ دہندہ نے کوئی ایسا فعل نکیا تہا جس سے اُسکی نیت پٹہ کے ختم کرنیکی ظاہر ہوتی الا جبکہ اُسنے مدعاعلیہم پر نوٹس بیدخلی کی تعمیل کی تہی۔ یہ مسلمہ قانون معلوم ہوتا ہے کہ بصورت ایک شخص کے بروئے مزارعت چند سال کے یا بروئے مزارعت حین حیاتی کے قابض ہونیکے محض علم اسبات کا کہ شخص قابض دوامی طور پر قابض ہونیکا دعوےٰ کرتا ہے اُسکے قبضہ کو بعد نوٹس کے حسب منشاء ایکٹ میعاد مخالفانہ نہیں بناتا۔ ملاحظہ ہو فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ مہارانی بیبی پرشاد کوری بنام دودہ ناتہہ رائے (۱) لجبہ آسامی کیطرف سے انکار استحقاق مالک اراضی کئے جانیکے ہی جسکا مالک کو علم ہو۔ اگر آسامیان کی حیثیت ویسی ہی سمجھی جائے جیسی کہ چند سال کے آسامیان کی ہوتی ہے جب وہ بعد انقضائے میعاد پٹہ کے قبضہ جاری رکہیں تاہم مالک اراضی کے مقابلہ میں میعاد گذرنی شروع نہیں ہوتی جبتک کہ مزارعت بعد مرور زمانہ یا مزارعت حسب مرضی ختم نہو جائے۔ ملاحظہ ہو اومیوولم بنام پیبرر دہتن (۲)۔

مسپانڈنٹاں کے وکیل نے یہ عذر کیا ہے کہ ایک تمیز مابین مزارعت چند سال یا مزارعت حین حیاتی اور مزارعت سالانہ کے کیجانی چاہئے۔ آسامی کیطرف سے استحقاق مخالفانہ کا قایم کیا جانا فی الواقعہ مزارعت کو ختم کرتا ہے۔ یہ مسئلہ کسی اصول قانون کے روسے قایم نہیں رہ سکتا اور نہ اُسکی تائید کسی سند سے ہوتی ہے۔ بمقدمہ محی الدین صاحب بنام نگاپا (۳) اس مسئلہ کی کوئی سند نہیں ہی۔ مقدمہ مذکور میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ آسامی کی سبینہ مزارعت ایک مزارعت حسب مرضی تہی۔ اسکا قبضہ پہلے سے مالک کے مقابلہ میں ناجایز تہا۔ وہ محض مداخلت بیجا کنندہ تہا بصورتحال میں مدعاعلیہم کا قبضہ بروئے پٹہ کے تہا۔ یہ قبضہ بمقابلہ مدعیان کے ناجایز نہوا تہا اسلئے وہ مخالفانہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ مالک اراضی نے مزارعت ختم کرنیکے اختیار تمیزی کا استعمال نکیا ہو۔

آرائے سر سبرامنیا ایار صاحب بمقدمہ آپن بنام سنادکرامن (۴) کا حوالہ بتائید عذر مسپانڈنٹ کے دیا گیا ہے مگر ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ فاضل جج کا منشا یہ قرار دینے کا تہا کہ مزارعت سالانہ فی الواقعہ مالک اراضی کے استحقاق سے انکار کرنے پر ختم ہو جاتی ہے گو ممکن ہو سکتا ہے۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۷ صفحہ ۱۵۶ و لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۶ صفحہ ۲۱۶
(۲) ،، ،، مدراس جلد ۸ صفحہ ۶۲۴ (۳) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۹۶
(۴) ،، ،، ،، جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۳

سنہ ۱۹۰۹ع
سرینواسا ایار
بنام
متوسامی ایار

کہ ایسا انکار آسامی کو بموجب بیدخلی بلا نوٹس بیدخلی دیئے جانیکے بنائے۔ مگر اس سے مالک اراضی بیدخلی کو ترک کرنے اور مزارعت کو جاری سمجھنے سے ممتنع نہیں ہوتا۔

فیصلہ مقدمہ ڈیوڈی ڈیولیس بنام ایوانس (۱) اس سوال سے کوئی تعلق نہیں رکھتا جو مقدمہ حال میں اُٹھایا گیا ہے وہ محض ایک فیصلہ مدیں مضمون تھا کہ بموجودگی واقعات مقدمہ مذکور کے نوٹس بیدخلی کا دیا جانا مدعیاں کو بیدخلی کا مستحق بنانیکے واسطے ضروری تھا۔

مقدمہ ڈیوڈم گریوس بنام ولیس (۲) میں سوال صرف یہ تھا کہ آیا ایک زبانی انکار منجانب مزارعہ قانوناً ضبطی کا عامل ہوتا ہے۔

ہماری رائے میں مدعیان بیدخلی کی نالش کرنیکے مستحق ہیں۔ اور ہم اپیل کو منظور کرتے ہیں الاّ اراضیات نمبر ۵ کے متعلق چونکہ مدعیاں کا اہم جزو دعوے کامیاب رہا ہے اسلئے اپیل معہ کل خرچہ کے منظور کیا جاتا ہے۔

مدعیان واصلات کے مستحق ہیں جسکی مقدار صیغہ اجرا میں معلوم کیجانی چاہئیے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

کمرشل بنک آف انڈیا (سائلان) اپیلانٹان بنام بیجو صاحب وغیرہ (مدعی و مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

فرمان شاہی مد ۱۵ - مدعی کو منتقل الیہ کیساتھ شامل مسل کئے جانیکا حکم دینے سے انکار کرنا - اپیل مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع دفعہ ۳۷۲ - درخواست واسطے شامل کئے جانیکے بجائے مدعی کے اور واسطے التوائے ڈگری کے -

ایک حکم جسکے روسے بربنا ر واقعات ایک درخواست نامنظور کیگئی ہو جسکے روسے مدعی کے منتقل الیہ کو بجائے یا علاوہ مدعی کو شامل مسل کئے جانیکا حکم دینے سے انکار کیا گیا ہو حسب منشا مد ۱۵ فرمان شاہی ایک تجویز ہے اور اسکی نالش اپیل ہو سکتا ہے۔

مدعی نالش نے بعد اسکے رجوع کئے جانیکے الف کے نام نالش کو امر مدعا بہا کا انتقال کر دیا اور اسکو اختیار دیا کہ وہ اسکی پیروی علاوہ یا بجائے مدعی کے کرے اور اُسنے الف کو اپنا اٹارنی بھی مقرر کیا۔ نالش بحج کرہ واحد کے پاس کاغذ لینی حساب دکھانے کے سپرد کیگئی تھی اور ایک سرٹفکیٹ پر مدعا علیہ نمبر ا نے رضامندی ظاہر کی تھی جسکے روسے بعض امور غیر منفصل

(۱) میسن و ولزبی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۴۸ (۲) اڈلفس و ایلس رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۷

* اپیل صیغہ ابتدائی نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۹ع بنا راضی ڈگری بادم صاحب جسٹس بمقدمہ نالش دیوانی نمبر ۱۹۰ سنہ ۱۹۰۸ع

سنہ ۱۹۰۰ء
کمرشیل بنک آف انڈیا
بنام
بیجو صاحب

مقدمہ بغرض سماعت پیش ہوا تھا تاکہ ایک ڈگری مطابق شرائط سرٹیفکٹ کے صادر کیجائے۔ اپیلانٹ نے ایک درخواست
بدیں مضمون کی کہ وہ علاوہ یا بجائے مدعی کے شامل مسل کیا جائے اور نیز یہ التجا کی کہ آخری ڈگری اسوقت تک ملتوی رکھی جائے
جبتک کہ وہ امور جو سرٹیفکٹ میں غیر منفصل چھوڑ دئے گئے ہیں بعد تحقیقات کے فیصل نکئے جائیں۔

تجویز ہوئی کہ درخواست ایک مناسب درخواست تھی اور اسکی تعمیل کیجانی چاہئے کیونکہ الف اُن امور میں بلا واسطہ
طور پر حق رکھتا تھا جو بروئے ڈگری کے فیصل کئے جانے تھے۔

درخواست زیر دفعہ ۳۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے شامل کئے جانے کے نالش دیوانی نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۹۵ء میں یا بجائے
اسکی مدعی کے اور واسطے ملتوی کرانے صدور آخری ڈگری کے جبتک کہ ایک قرار داد اُن امور کی نسبت جو سرٹیفکٹ
میں غیر منفصل چھوڑے گئے ہیں قلمبند کیجا کر اسکی رپورٹ نکیجائے بعد اسکے کہ تحقیقات منجانب صاحب جج کیجا دے سائلان
کمرشیل بنک آف انڈیا لیمیٹڈ ہیں اور ۲۷ فروری سنہ ۱۸۹۹ء کو انہوں نے بوساطت اپنے ایجنٹ مسٹر شا حلفنامے کے
واقعات ذیل بیان کئے تھے:۔ مدعی نالش نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۹۵ء نے بعد رجوع نالش کی یعنی ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو بنک کے
حق میں نالش کا امر مابہ النزاع منتقل کر دیا ہے اور اُسنے بنک کو کامل اختیار نالش کی از طرف مدعی جاری رکھنے کو واسطے
عطا کیا ہے اور اُنہوں نے بنک کو ثالثی مقرر کیا ہے تاکہ وہ مدعی کے حصہ کو وصول کرے اور اسکو واسطے مؤثر رسید عطا
کرے اور کہ بروئے حکم ڈگری مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کے مقدمہ صاحب جج کمرہ واحد کے سپرد حساب کتاب لینے کو واسطے
کیا گیا تھا اور ایک سرٹیفکٹ کو عطا کئے جانیکی نسبت مدعا علیہ نے ماہ فروری سنہ ۱۸۹۹ء میں رضامندی ظاہر کی تھی
اور مقدمہ بغرض سماعت ۲۸ فروری سنہ ۱۸۹۹ء کو پیش کیا گیا تھا تاکہ ایک ڈگری مطابق شرائط سرٹیفکٹ کے
صادر کیجائے۔ سرٹیفکٹ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی رپورٹ بعض حساب کتاب کے متعلق نکیجا سکتی تھی جسکے
کہ لئے جانیکی ہدایت حکم سپردگی میں کیگئی تھی اور بعض تحقیقات جسکے کئے جانیکی ہدایت کیگئی تھی اسوقت تک نکیجا سکی
تھی جبتک کہ بعض حساب و کتاب کا تصفیہ نہوا تھا اور کہ کوئی رپورٹ ایک تحقیقات کے متعلق نکیجا سکتی تھی
جس کے کئے جانیکا حکم دیا گیا تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ مدعی بنک کا مقروض اپنے حصہ کی رقم سے زیادہ تر
ہے اسلئے وہ مدعی کی نسبت زیادہ تر حق ڈگری کے حاصل کرنے میں رکھتا تھا اور کہ اگر ایک ڈگری صادر
کیجائیگی تو مزید ضروری تحقیقات اور حساب کتاب کا کیا جانا لازم ہوگا تاکہ عدالت اُن امور کے فیصل
کرنیکے قابل ہو جو سرٹیفکٹ میں غیر منفصل چھوڑے گئے ہیں اسلئے ڈگری کا صادر کیا جانا ملتوی رکھا جانا چاہئے۔
درخواست مذکور خارج کیگئی تھی۔

سنہ ۱۹۱۲ء
کمرشل بنک آف انڈیا
بنام
سیو صاحب

سائل نے اپیل حال رجوع کیا۔

مسٹر کے براؤن بجانب اپلانٹ۔

کماراسامی ساستری بجانب رسپانڈنٹان نمبر۵ و نمبر۶۔

مسٹر جے ایچ ایم ریان و ڈبلیو بارٹن بجانب رسپانڈنٹ نمبر۲۔

تجویز:۔ درخواست ہذا زیر دفعہ ۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کمرشل بنک اپلانٹان نے بدین غرض کی تھی کہ وہ مسل مقدمہ نالش نمبر ۲۰ بابت ۱۹۰۵ء میں بطور مدعیان کے سیو صاحب کے ساتھ بحیثیت مرتہنان امر مابہ النزاع نالش کے ایزاد کئے جائیں۔

درخواست مذکور کو فاضل جج نے نامنظور کیا ہے اور سوال اول یہ ہے کہ آیا اسکے حکم کی ناراضی سے اپیل ہو سکتا ہے؟ ہم مسل میں کوئی امر بطور وجہ نامنظوری درخواست مذکور کے نہیں دیکھتے اور چونکہ ہماری رائے میں وہ بعد از وقت نہ تھی اسلئے بلحاظ واقعات مقدمہ کے ہمکو حکم مذکور بطور منفصل کنندہ درخواست بربناء واقعات کے متصور کرنا چاہئے۔ اس تعبیر کے رو سے وہ ایک تجویز حسب منشاء ۔۔ ۱۵ افرمانشلری تھا اسلئے قابل اپیل تھا۔

ہماری رائے میں درخواست مذکور کی تعمیل کیجانی چاہئے تھی کیونکہ بنک کو بلاواسطہ حق ان امور کے فیصل کرانیمیں حاصل تھا جو ڈگری میں فیصل کئے جانے تھے اور وہ عدالت سے استدعائے التوائے صدور ڈگری تا تصفیہ ان امور کے کرنیکا مجاز تھا جو سرٹیفکٹ میں غیر منفصل چھوڑ دیئے گئے تھے۔ یہ ایک مناسب استدعا تھی کیونکہ فی الواقعہ سرٹیفکٹ میں بعض امور غیر منفصل چھوڑے گئے تھے اور اس ڈگری کے رو سے جو بربناء سرٹیفکٹ مذکور کے صادر کیجانی تھی کوئی کمی پوری نہیں کیجا سکتی تھی۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ ڈگری مذکور کی نوعیت کیا ہے اور وہ ناطق نہیں ہے کیونکہ اسمیں دیگر امور غیر منفصل چھوڑے گئے ہیں۔ اسکو ڈگری سمجھکر ہم بنک کو بطور فریق نالش کے شامل نہیں کر سکتے الا تابع ڈگری مذکور کے۔ مگر ہماری یہ رائے ہے کہ تابع اس ڈگری کے وہ بطور مدعیان شامل کئے جانے چاہئیں اور ہم ایسا ہی حکم دیتے ہیں گو وہ سوالات فیصل کردہ کو از سر نو اٹھانیکے مجاز نہونگے تاہم انکو مزید کارروائیات میں حصہ لینے کا موقعہ ملیگا ہم فاضل جج کے حکم متعلق بہ خرچہ کو منسوخ کرکے یہ ہدایت کرتے ہیں کہ اپلانٹ کا خرچہ اپیل بذمہ مدعا علیہم نمبر۱ و نمبر۴ و نمبر۵ سے ادا کیا جائے۔

میسٹرز بارکلی آر اینڈ ڈیوڈ۔ اٹرنیان سائلان۔

میسٹرز برینین اینڈ برینین۔ اٹرنیان مدعا علیہ نمبر۱۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وائٹ صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس ... و ڈیوس صاحب جسٹس

۳۰- اکتوبر ۱۹۰۰ء

اروگم کمدالی (مدعی) اپیلانٹ بنام نویرار گہاوا ملالی (مدعاعلیہ) رسپانڈنٹ*

دہرم شاستر - زن وشوہر - حقوقِ شوہر بحیثیت قانونی ولی زوجہ کے مدراج دربارہ رہنے زوجہ کے حفاظت والدین مین تا حصول سن بلوغ -

گو شوہر اپنی زوجہ کا قانونی ولی اُسیوقت سے ہوجاتا ہے جبکہ اُنکی شادی ہو تاہم وہ بموجب اُس عام رواج کے جو اس پریزیڈنسی کا اہل ہنود کے مابین مروج ہے اپنی زوجہ کی دائمی حفاظت کا مستحق نہیں ہے - جبتک کہ وہ سن بلوغ حاصل نہ کرلے - الا جبکہ ایسی حفاظت لڑکی کے فایدہ کے واسطے ضروری ہو -

نالش بجانب شوہر واسطے دلاپانے ... زوجہ کے - عرضیدعوی حسب ذیل تہا - مدعی نے تہیاتل المعروف اکہیلاندم کے ساتہہ جسکی عمر دس سال کی تہی اور مدعاعلیہ کی دختر تہی ماہ اگست ۱۸۹۹ء مین شادی کی تہی - مدعی مطابق دہرم شاستر کے اپنی نابالغ زوجہ کا ولی ہے - نیز عورت پر گو وہ نابالغ ہے لازم ہے کہ اپنی شادی کے وقت سے اپنے شوہر کیساتہہ رہے - مدعاعلیہ کو کوئی حق حاصل نہین ہے کہ تہیاتل مذکور کو اپنی حفاظت یا قبضہ مین اُسکی شادی کے بعد رکہے جس مین اُسکا شوہر رضامند نہو - تہیاتل مذکور اپنے شوہر کے ساتہہ اپنی شادی کے وقت سے اُسی حال کی دیتا فلی تک رہتی رہی تہی جو ۲۵ - اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ہوئی تہی - اُسکے بعد مدعاعلیہ تہیاتل کے شوہر کی رضامندی اور نیز اُسکی ساس کی اجازت سے اُسکو اپنے گہر لے گیا تہا اور یہ اقرار کیا تہا کہ اُسکو چار یا پانچ یوم بعد واپس بہیجدیگا اسطرح سے اُسکو لیجا کر مدعاعلیہ نے ناجائز طور پر اُسکو اپنے قبضہ اور حفاظت مین رکہا ہے - باوجود کئی دفعہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ تہیاتل مذکور مدعی کے قبضہ مین دیجاوے اُسوقت ایسا کرنیسے کامل طور پر انکار کیا ہے اور اُسکے ساتہہ ایسا سلوک کرتا ہے جو مطابق حیثیت اور وسایل مدعی کے ہو مدعاعلیہ اُس لڑکی کو صبح اور شام مویشیان کے ہانکنے اور گوبر جمع کرنے اور ایسی دیگر کہیتی خدمات کے کرنیکے واسطے کہتا ہے جو مدعی کے خیالات کے برخلاف ہین اور اُسکی حیثیت مین فرق ڈالتی ہین - ان واقعات کی موجودگی مین مدعی استدعا کرتا ہے کہ معزز عدالت ہذا مہربانی کرکے مدعاعلیہ کو یہ ہدایت کرے کہ تہیاتل مذکور کا

---

* اپیل نمبر ... ۱۹۰۰ء بنارہی ڈگری ایچ ایچ او میرل صاحب ڈسٹرکٹ جج چنگل پٹ مقدمہ اپیل نمبر ۳۲ ۱۸۹۹ء شر بحالی ڈگری ... سامی ناہی ڈسٹرکٹ منصف ضلع چنگل پٹ مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۴ ۱۸۹۹ء -

سنہ ۱۸۹۹ء
ار موگا مدالی
بنام
دیرانگھا مدالی

بازو مدعی کو حوالہ کرے اور مدعی کا خرچہ ادا کرے اور ایسی دیگر دادرسی عطا کیجائے جیسی کہ بلحاظ نوعیت مقدمہ کے ضروری معلوم ہو"

مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا تھا کہ اسکی دختر (مدعی کی زوجہ) ۹ سال کی عمر کی ہے اور کہ وہ (مدعا علیہ) اسکی مناسب حفاظت کرتا ہے اور کہ مطابق رواج اہل ہنود اور اس جماعت کے جسکے کہ فریقین اراکین ہین۔ نابالغ زوجہ کا گھر اسکے والدین کا گھر ہے نہ کہ اسکے شوہر کا۔ اور کہ وہ بیانات جو عرضیدعوے مین درج ہین جھوٹے ہین۔ اسنے یہہ بھی ابزاد کیا تہا کہ اسکو کوئی عذر اپنی دختر کو مدعی کے گھر بھیجنے مین نہوگا۔ جبکہ وہ سن بلوغ حاصل کریگی۔ ذیل کی تنقیح اٹھائی گئی تہی "آیا مدعی اپنی زوجہ کی حفاظت کا مستحق ہے؟"

اسپر منصف ضلع نے یہہ بیان کیا تہا کہ " مدعا علیہ نے بعض گواہان کا بیان واسطے ثابت کرنے اس رواج کے دلایا ہے کہ اسکی قوم کے لوگون مین شادی شدہ لڑکی سن بلوغ حاصل کرنے تک اپنے والدین کے گھر مین رہتی ہے۔ مین یہہ رائے ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ مدعا علیہ ایک جائز رواج کے ثابت کرنے مین کامیاب نہین ہوا۔ مگر قطع نظر شہادت گواہان مدعا علیہ کے کافی وجوہات باظہار اس امر کے موجود ہین کہ مدعا علیہ کی دختر جو ۹ سال کی عمر مین ہے ابہی سے اپنے شوہر کے گھر نہ بہیجانی چاہیئے۔ مدعی کی دو ہمشیرگان جو دودھ فروشی کا کام کرتی ہین اگر اسکو کام کہا جاسکتا ہے۔ مدعی اور اسکی ہمشیرگان کے مابین کوئی نااتفاقی نہین ہے بخلاف ازین یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ باہم مصالحت سے رہتی ہین۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہمشیرگان مذکورین سے ایک مدعی کے ساتھ اسی کے گانوین رہتی ہے۔ مدعی نے اس امر سے انکار کیا ہے اور یہہ بیان کیا ہے کہ اسکی ہمشیرگان جنگلی پٹ مین رہتی ہین۔ مدعی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ وہ گاہے گاہے اپنی ہمشیرگان سے ملتا ہے۔ میری یہہ رائے نہین ہے کہ ان واقعات کی موجودگی مین مناسب یہہ ہوگا کہ مدعی کی زوجہ ابہی سے اسکے ساتھ رکہی جائے۔ مدعی بہرحال ایک نوجوان لڑکا ہے وہ مشکل سے بیس سال کی عمر کا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ اسنے نالش حال ہمشیرگان وغیرہ کے بدمشورہ سے رجوع کی ہے۔ نیز مجھے یہہ معلوم کرنا ہے کہ اہل ہنود کے مابین یہہ رواج ہے کہ نابالغ زوجہ اپنے والدین کے گھر مین رہتی ہے۔ دفعہ ۱۴۳ دہرم شاستر رواج مین صاحب طبع چہارم مین اسنے قانون متعلق باین امر حسب ذیل الفاظ مین بیان کیا ہے "جب زوجہ نابالغ ہو تو رواج یہہ ہے کہ وہ والدین کے گھر مین رہتی ہے اور وہ اسکو از راہ محبت گذارہ دیتے ہین نہ کہ بطور فرض کے۔ اگر بباعث ناقابلیت یا اختلاف مرضی ہونیکے یا کسی اور وجہہ سے وہ اسکا گذارہ اسکے شوہر سے طلب کرنا پسند کرین تو اسپر لازم ہے

سنہ ۱۹۰۰ء
اردھوگا مالی
بنام
دیارگہا مالی

کہ کسے ادا کرے ۔ مقدمہ رامائین بنام کو نداتل (۱) مین ان پنڈتان نے جنسے سوال مذکور کا استصواب
ججان نے کیا تہا یہہ رائے ظاہر کی تہی کہ عورت کو گذارہ دینے کا فرض قانوناً اسکے شوہر کے ذمہ
اسکی شادی کے وقت سے ہوتا ہے مگر مطابق رواج کے وہ تا حصول سن بلوغ اپنے والدین کے گھر مین رہتی ہے
اور وہ اسکو بباعث محبت کے نان ونفقہ دیتے ہین ۔ دفعہ ۲۱۴ دہرمشاستر ورواج مین صاحب کے شروع مین
یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جونہی زوجہ بالغ ہوجائے تو اُسکا گھر خواہ مخواہ اسکے شوہر کا مکان ہو جاتا ہے
اُسی رسالہ کی دفعہ ۹۱ مین جہان کہ سوال حفاظت زوجہ پر بحث کیگئی ہے مین صاحب نے یہہ ظاہر
کیا ہے کہ شوہر کا حق اپنی زوجہ کو اپنے گھر مین رکھنے کا موجود نہین ہوتا جبکہ بروے رواج یا اقرار کے
زوجہ کا اپنے والدین کے گھر مین رہنا ضروری ثابت کیا جاوے حتے کہ وہ سن بلوغ حاصل کرے ۔ رواج مذکور
ان پنڈتان نے موجود ثابت کیا تہا جنسے کہ سوال مذکور کا استصواب ججان مدراس نے کیا تہا اور پنڈتان
کا وہ فتوے ججان نے مقدمہ رامائین بنام کو نداتل (۱) مین تسلیم کیا تہا ۔ اسلئے مین نے یہہ معلوم کرتا ہے کہ
رواج ملک ہذا مین بخلاف اس استحقاق شوہر کے ہے کہ اپنی زوجہ نابالغ کو اپنے گھر مین رہنے کے واسطے کہے
نیز مینے بحوالہ خاص حالات مدعی کے یہہ معلوم کیا ہے کہ وہ ایک مناسب محافظ اپنی زوجہ کا اسکے سن بلوغ
حاصل کرنے تک نہین ہوسکتا مین تنقیح مذکور کا فیصلہ نفی مین کرتا ہون ۔ میری ڈگری یہہ ہے کہ مدعی اپنی
زوجہ کے بازد کا مستحق اسوقت تک نہین ہے جبتک کہ وہ نابالغ ہے ۔ اور کہ نالش معہ خرچہ خارج کیجاتی ہے''

مدعی نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جنہنے یہہ بیان کیا تہا کہ ''مدعی نے جو ایک نوجوان لڑکا ہے
اپنی زوجہ کے بازد کا دعوی کیا ہے جو ابہی بعمر ۹ سالہ نابالغہ ہے ۔ مدعا علیہ اُس لڑکی کا باپ ہے جسکے کہ ساتہ
وہ رہتی ہے ان سندات سے جن مین سے بعض کا حوالہ منصف ضلع نے دیا ہے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ ایک عام رواج
پریزیڈنسی ہذا کا ہے کہ نابالغ زوجہ تا حصول سن بلوغ اپنے والدین کے ساتہہ رہتی ہے ۔ مدعی نے کوئی
خاص رواج اسکے خلاف ثابت نہین کیا صرف اسی وجہہ پر عدالت ماتحت کی ڈگری قائم رکہے جانیکے قابل
ہے چنانچہ مین اسے بحال رکہتا ہون اور اپیل کو زیر دفعہ ۵۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی خارج کرتا ہون'' ۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا ۔

مسٹر ناگوجی ایار صاحب اپیلانٹ :۔ یہہ ایک مسلمہ قانون ہے کہ جونہی کہ شادی ہوجائے
شوہر زوجہ کا قانونی ولی ہوجاتا ہے ملاحظہ ہو دہرمشاستر مین صاحب طبع ششم صفحہ ۱۱۷ ، منو باب ۹
فقرہ نمبر ۳ و باب ۵ فقرہ نمبر ۱۴۸ ، مزید برآن زوجہ شوہر سے گذارہ پانے کی مستحق ہوجاتی ہے اور اسکو

(۱) فیصلجات صدر دیوانی سنہ ۱۸۵۸ء صفحہ ۱۵۴ ۔

سنہ ۱۹۰۰ء
اروسو گاوڈا لی
بنام
دیرانگبا واڈا لی

کوئی حق والدین سے گذارہ کا دعوے کرنیکا حاصل نہین ہوتا - ملاحظہ ہو دہرشاستر مین صاحب طبع ششم صفحہ ۵۰۶ و مقدمہ بائی منگل بنام بائی رکھبنی (۱) مقدمہ سنتوش رام داس بنام گیرا پکٹ (۲) مین یہہ قرار دیا گیا تھا کہ شوہر اپنی زوجہ کے بازو کا بھی مستحق ہے اور محض یہہ امر واقعہ کہ وہ نابالغ ہے اسکو بازو کا دعوے کرنے کے ناقابل نہین بناتا تاکہ اسکے والدین کو اسکی حفاظت سے محروم کرے - اسمین شبہ نہین کہ اگر والدین ایک مسلمہ رواج بدین مضمون ثابت کرسکین کہ نابالغ زوجہ کو والدین کے پاس تا حصول سن بلوغ رہنا چاہئے تو شوہر بازو کا دعوے کرنیسے محروم رکہا جا سکتا ہے خواہ وہ قانونی ولی اپنی زوجہ کا ہو - ملاحظہ ہو کتاب "ازدواج واستری دہن" مولفہ بنرجی صاحب طبع ۱۸۹۶ء صفحات ۱۱۶ و ۱۷۱ - دہرشاستر مین صاحب طبع ششم صفحہ ۱۱۴ - صورت حال مین شہادت سے یہہ ثابت نہین کیا گیا کہ ایسا رواج اُس جماعت اشخاص مین موجود ہے جسکے کہ فریقین ارکین ہین - مقدمہ محولہ عدالت ماتحت رراماین بنام کومذامل (۳) مین سوال یہہ تہا کہ آیا وہ نابالغ بیوہ جو اپنے والدین کے گھر مین رہتی ہو اپنے شوہر کے خاندان سے گذارہ دلاپانے کی مستحق ہے اس سوال کا جواب دینے مین پنڈتان نے یہہ بیان کیا تہا کہ مطابق رواج کے عورت دوران نابالغیت مین اپنے والدین کے گھر رہتی ہے مگر قانوناً شوہر کا فرض ہے کہ اُسکو گذارہ دے - یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ فریقین بمقدمہ مذکور برہمن تہے جن مین کہ بالعموم شادی قبل از بلوغ ہوتی ہے - صورت حال مین فریقین شودر ہین اور کوئی شہادت مسل مین بہ ثبوت اس امر کے موجود نہین کہ یہہ رواج شودران مین مروج ہے - بصورت عدم موجودگی ایسی شہادت کے استدعا یہہ کیگئی ہے کہ شوہر اپنی نابالغ زوجہ کی حفاظت کا مستحق ہے -

کوتھنڈ راما ایار صاحب ریسپانڈنٹ - اسمین شبہ نہین کہ شوہر اپنی زوجہ کا ولی تاریخ ازدواج سے ہوجاتا ہے مگر جہان ایک بہتر رواج موجود ہو تو والدین اسکے مقابلہ مین حفاظت کے مستحق ہین یہہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ شودران نے بھی یہہ رواج اختیار کرلیا ہے کہ وہ اپنی دختران کی شادی قبل از بلوغ کردیتے ہین اور اسلئے رواج متعلق استحقاق حفاظت مساوی طور پر انسے متعلق ہے اور ایسا رواج عدالت ماتحت نے موجود قرار دیا ہے

سیشاگری ایار - جواباً

تجویز - اسمین کچھ شبہ نہین کہ مطابق ان سندات کے جنکی کطرف ہماری توجہ رجوع کیگئی ہے شوہر اپنی زوجہ کا قانونی ولی اسیوقت ہوجاتا ہے جبکہ انکی شادی ہو خواہ ازدواج کامل ہوا ہو - اصلی سوال [illegible]

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۳ صفحہ ۲۹۱ (۲) [illegible] جلد ۳ صفحہ ۲۲۲ (۳) فیصلجات صدر دیوانی ۱۸۵۸ء صفحہ ۲۰

سنہ ۱۹۰۹ء
اروموگا مدالی بنام ویراگھوا مدالی

کہ آیا شوہر بخلاف والدین کے زوجہ کی حفاظت کا مستحق ہے درصورتیکہ زوجۂ مذکور نے ابھی سن بلوغ حاصل نہیں کیا اور درصورتیکہ کوئی خاص وجہ اس امر کی ثابت نہیں کیگئی کہ کیوں لڑکی والدین کی حفاظت سے لیجائی جائے جیسا کہ ہر دو عدالتہاے ماتحت نے قرار دیا ہے یہہ ایک عام طریق عمل مابین اہل ہنود پریزیڈنسی ہذا کے ہے کہ نابالغ زوجہ تا حصول سن بلوغ اسکے والدین کے یہان رکھی جاتی ہے۔ مقدمہ رامائن بنام کونڈاکل (۱) ایک بالواسطہ سند متعلق اس امر کے ہے۔ یہہ قرار دینا کہ شوہر بروے عام رواج کے اپنی نابالغ زوجہ کی حفاظت کا مستحق بمقابلہ اسکے والدین کے نہیں ہے اسکے عام حقوق بحیثیت ولی قانونی مین کچھہ خلل انداز نہین ہوتا۔ معاملہ حفاظت مین بھی وہ مستحق حفاظت ہوگا اگر اسمین لڑکی کا فائدہ نظر آئے مگر بصورت عدم موجودگی شہادت خلاف کے والدین کی حفاظت ظاہراً فوقیت رکھتی ہے جو بلاشبہ طور پر عام رواج کی بنا پر ہے مطابق اس تعبیر کے ہماری یہہ راے ہے کہ عدالتہاے ماتحت مدعی کی نالش حصول بازو زوجۂ نابالغ کے خارج کرنے مین درستی پر تھین۔ اپیل دوم معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء

سورج مل (مدعی) اپیلانٹ بنام ہڈسن (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ ٭

ایکٹ اسٹامپ ایکٹ [illegible] دفعہ [illegible] بروقت تحریر کیے جانیکے اسٹامپ لگایا جانا۔ ایکٹ اسٹامپ ایکٹ [illegible] بعد تحریر کیے جانیکے اسٹامپ لگایا جاکر منسوخ کیا جانا۔ فرمان شاہی [illegible] پرامیسری نوٹ جو مدراس یا سکندرآباد مین واجب الادا ہو ادائیگی کے سود مدراس مین۔ اختیار سماعت۔

ایک پرامیسری نوٹ مدعی کے حق مین [illegible] مین تحریر کیا گیا تھا جو سکندرآباد یا مدراس مین واجب الادا تھا اور واجب الادا رقوم نوٹ مذکور کی ادائیگی اسکے مدراس مین کیگئی تھین۔ نوٹ مذکور پر [illegible] دستخط کئے گئے تھے اور [illegible] اسٹامپ لگایا جاکر منسوخ کیا گیا تھا۔ معاملات مذکورہ عملی طور پر ایک ہی وقت کئے گئے تھے۔ اجازت رجوع نالش ہائیکورٹ زیر دفعہ فرمان شاہی حاصل کیگئی تھی۔

(۱) فیصلجات مدراس دیوانی سنہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۵۔

٭ اپیل صیغہ دیوانی نمبر [illegible] سنہ [illegible] بنا بر ڈگری [illegible] صاحب جسٹس [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ء
مسبغ مل
بنام
ٹوڈسن

نتیجہ یہہ ہوتی کہ ایک جزو بنائے دعوے مدراس مین پیدا ہوا تہا۔ نیز یہہ کہ نوٹ مذکور پر بوقت تحریر کئے جانیکے اسٹامپ لگایا گیا تہا یعنے مطابق احکام دفعہ ۱۱۔ ایکٹ اسٹامپ ۱۸۹۹ء کے۔

نالش واسطے دلاپانے زر واجب الادا بربنائے پرامیسری نوٹ کے عرضیدعوے مین یہہ بیان کیا گیا تہا کہ مدعا علیہ نے مدعی کے حق مین یکم فروری ۱۸۹۷ء کو ایک پرامیسری نوٹ مبلغ … روپیہ کا دناگا کاٹم مین تحریر کیا تہا اور زر مذکور کے عند الطلب سکندرآباد یا مدراس مین معہ اسکے سود بشرح ۲ فیصدی فی ماہ کے ادا کرنیکا اقرار کیا تہا۔ اسمین یہہ بیان کیا گیا تہا کہ مبلغ … روپیہ بربنائے نوٹ مذکور کے واجب الادا ہین یعنے مبلغ … روپیہ اصل اور مبلغ … روپیہ بقایائے سود بعد مجرا دینے مبلغ … روپیہ وصول کردہ بحساب سود کے۔ بیان کیا گیا تہا کہ بربنائے دعوے مدراس مین پیدا ہوا ہے۔ اجازت ارجاع نالش زیر دفعہ ۱۲ فرمان شاہی عطا کیگئی تہی۔ مدعی کے برادر اور ایجنٹ کی شہادت حسب ذیل تہی: "مینے مدعا علیہ کو یہہ پرامیسری نوٹ (مورخہ یکم فروری ۱۸۹۷ء) تحریر کرتے دیکہا ہے سود بشرح ۲ فیصدی فی ماہ کے مقرر ہوا تہا بعد تحریر کئے جانے پرامیسری نوٹ کے اسٹامپ لگایا گیا تہا اور اسکو مدعا علیہ نے قبل حوالہ کرنے کے ردی کر دیا تہا۔ سود واجب الادا تا حال مبلغ … روپیہ ہے۔ کل زر واجب الادا مبلغ … روپیہ ہے۔ نوٹ مذکور دناگا کاٹم مین تحریر کیا گیا تہا۔ نوٹ مذکور بعد تحریر کئے جانیکے میرے پاس رہا ہے۔ …… اُسنے سود کی نسبت ادائیگیہائے کی ہین۔ اُسنے نو ماہ کا سود ادا کر دیا ہے۔ وہ بذریعہ منی آرڈر کے مدعی کے نام بہیجا گیا تہا کل سود ادا کردہ مبلغ … روپیہ ہے جسے زر مذکور وصول کیا ہے اور جنپر منی آرڈر پر دستخط کئے گئے تہی رسیدات یہان موجود نہین ہین وہ دکن مین ہین"۔ قرار داد عدالت اپیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ادائیگیہا سود مدراس مین کیگئی تہین۔ اور نیز یہہ کہ بعد تحریر کئے جانے نوٹ کے اسٹامپ لگایا اور ردی کیا گیا تہا گو دستخط کیا جانا اور اسٹامپ لگایا جانا عملی طور پر ایک ہی وقت کے کام ہین اور نیز یہہ کہ مدعی نے عدم ادائیگی زر متدعویہ ثابت کی ہے۔ بفیصلۂ عدالت حسب ذیل تہا: "مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بصورت عدم موجودگی ثبوت ادائیگی واقعہ سکندرآباد یا انکار ادائیگی بمقام مذکور کے جہان کہ مدعا علیہ کو صحیح طور پر اختیار ادائیگی حاصل ہے یہہ قرار دینا گویا سندات کو نامناسب تقسیم دینا ہے کہ ایک جزو بنائے دعوے مدراس مین پیدا ہوا تہا جس سے عدالت ہذا کو اختیار سماعت حاصل ہوتا ہے۔ نیز نوٹ مذکور پر جیسا کہ چاہئے تہا بوقت تحریر کئے جانے کے اسٹامپ لگایا گیا تہا بلکہ بعد مین لگایا گیا تہا۔ اسلئے دو قانونی خدشات علاوہ اس امر واقعہ کے موجود ہین کہ مدعی طلب نہین کیا گیا اور نہ اسکی رسیدات۔ بہ اظہار اس امر کے پیش کیگئی ہین کہ نوٹ مذکور کا روپیہ ادا نہین کیا گیا۔ بہر حال میری یہہ رائے ہے کہ مجہکو مدعی کی نالش خارج کرنی چاہئے"۔ نالش خارج کی گئی تہی۔

سنہ ۱۹۲۰ء
سورج لال
بنام
ہیرس

مدعی نے اپیل حال رجوع کیا۔

مسٹر امنی پلائی منجانب اپیلانٹ۔

ریسپانڈنٹ کی طرف سے کوئی وکیل نہ تہا۔

تجویز:- ہم فاضل جج کے ساتہہ اس امر مین اتفاق کرنے کے ناقابل ہین کہ کوئی جزو بنائے دعوے مدراس مین پیدا نہوا تہا نہ صرف نوٹ مذکور مدراس مین واجب الادا رہتا بلکہ ادائیگی ہائے سود بہی واقعی طور پر مدراس مین کیگئی ہین یہہ امر واقعہ کہ نوٹ مذکور سکندرآباد مین بہی واجب الادا تہا معاملہ مین کوئی خلل اندازی نہین کرتا کسی مقام پر روپیہ ادا کرنے کا فرض دونو جگہہ بنائے دعوے عطا کرتا تہا۔

نیز ہمکو صاحب جج کے اس فیصلہ سے اختلاف کرنا چاہئے کہ پرامیسری نوٹ زیر بحث اسوجہہ پر ناقابل پذیرائی شہادت تہا کہ بعد دستخط کئے جانیکے اسٹامپ لگایا جاکر ردی کیا گیا تہا۔ مدعی کی غیر مسترد کردہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ افعالِ مذکور عملی طور پر ایک ہی وقت کئے گئے تہے اسلئے اسٹامپ بروقت تحریر کئے جانے کے حسب منشاء دفعہ ۱۶ ایکٹ اسٹامپ (۱۸۹۹ء) لگایا گیا تہا جو ایکٹ کہ مقدمۂ حال پر حاوی ہے۔ موجودہ ایکٹ (۱۸۹۹ء) کے روسے بہی جسصورت مین کہ "تحریر کرنے" سے مراد "دستخط کرنے" کی لیگئی ہے ہماری یہہ رائے نہین ہے کہ اس سے کوئی فرق پیدا ہوگا اگر اسٹامپ لگایا جاکر ردی کیا جائے بعد اسکے کہ دستخط کئے گئے ہون۔ دستخط کرنا اور اسٹامپ لگانا مسلسل افعال ایک ہی معاملہ کے ہین۔ مزید برآن اس امر کے معلوم کرنیمین کہ آیا ایک دستاویز پر کافی اسٹامپ لگایا گیا ہے تاکہ وہ قابل پذیرائی شہادت ہو ہمکو خود دستاویز کی عبارت بالحاظ ہمعصر واقعات ثابت کردہ بذریعہ خارجی شہادت کے ملحوظ رکہنی چاہئے (ملاحظہ ہو رحمن چیٹی بنام محمد غوث (۱) و رائیل بنک آف سکاٹلینڈ بنام ٹاٹنہم (۲))۔

مدعی نے زرِ متدعویہ کی عدم ادائیگی ثابت کردی ہے اسلئے اسپر لازم نہ تہا کہ بصورت عدم موجودگی کسی جوابدعوے کے مزید شہادت بشکل بہیجات وغیرہ کے پیش کرتا۔

اسلئے ہمکو فیصلہ فاضل جج کو منسوخ کرکے مدعی کے حق مین ایک ڈگری مبلغ ۱۵۰۰ روپیہ کی مع سود بشرح ۲۴ فیصدی فیسال کے زر اصل پر تاریخ ارجاع نالش سے تاریخ صدور ڈگری با دَم صاحب جج تک صادر کرنی چاہئے یعنے ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء تک مزید سود بشرح ۶ فیصدی فیسال زر ڈگری پر تاریخ ادائیگی تک عطا کیا جاتا ہے۔ نیز مدعا علیہ کو مدعی کا کل خرچہ ادا کرنا چاہئے۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ سلسلہ ۱۹ صفحہ ۲۴۹۔ (۲) (۱۸۹۲ء) ۲ کوئینز بنچ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۱۰۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس آنریبل وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام عبد اللہ صاحب وغیرہ * — ۱۰ نومبر ۱۹۱۰ء

مجموعۂ ضابطۂ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعات ۱۴۴، ۴۳۵، ۴۳۹ - حکم واسطے "باز رہنے" ایک خاص فعل سے"

تجویز بجانب مجسٹریٹ صادر کنندۂ حکم اُن اشخاص کی جنکی نسبت بیان کیا گیا ہو کہ اُنہوں نے اُسکی خلاف ورزی کی ہے

ایک درخواست عدالت سب ڈویژنل مجسٹریٹ درجۂ اول مین کیگئی تھی جس مین یہ درج کیا گیا تھا کہ ایک ہی وقت پر استعمال ایک خاص مسجد بجانب اراکین فرقہائے حنفی و شافعی سے نقص امن کے وقوع مین آنیکا احتمال ہے مجسٹریٹ نے ایک حکم دس اراکین کے نام صادر کیا تھا جنکا نام اُسمین درج کیا گیا تھا اور چند دیگر اراکین فرقۂ حنفی کے نام اور تین نامزد کردہ اور چند دیگر اراکین شافعی فرقہ کے نام حکم مذکور کے اخیر مین الفاظ ذیل درج تھے :- مین حکم دیتا ہون کہ حکم ذیل مسجد مذکور کے اندر داخل ہونیکے واسطے تم مین سے کسی یا کسی اور شخص فرقۂ حنفی یا شافعی کیطرف عرصۂ دو ماہ تک آج کی تاریخ سے ملحوظ رکھا جانا چاہیئے الا جبکہ تم اپنا استحقاق اس اثنا مین کسی عدالت مجاز سماعت مین ثابت کر دو۔ اُسکے رو سے پانچ وقت نصف نصف گھنٹے کے مقرر کئے گئے تھے کہ اندر اُنکے ایک فرقہ کے لوگ ہر روز مسجد مین داخل ہو سکتے تھے اور نیز دو وقت ایک ایک گھنٹے کے جنمین ہر ایک فرقہ کے لوگ دیگر ایام مین داخل ہو سکتے تھے۔

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور اُن اختیارات کے اندر تھا جو بروئے دفعہ ۱۴۴ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے عطا کئے گئے ہین۔

بعض اراکین فرقۂ حنفی مسجد مین حکم مذکور کی خلاف ورزی کر کے داخل ہوگئے تھے اور اُنپر زیر دفعہ ۱۸۸ مجموعۂ تعزیرات ہند سرکاری حکم کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا تھا مقدمہ کی تجویز اُسی مجسٹریٹ کی تھی جسنے کہ حکم مذکور صادر کیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ مجسٹریٹ مذکور مقدمہ کی تجویز کرنیکا مجاز نہ تھا کیونکہ اُسی حکم زیر دفعہ ۱۴۴ صادر کیا تھا۔

درخواست واسطے نگرانی حکم صادرۂ سب ڈویژنل مجسٹریٹ درجۂ اول چتور کے جسکے رو سے بعض ملزمان پر جرم زیر دفعہ ۱۸۸ مجموعۂ تعزیرات ہند کی تجویز بباعث خلاف ورزی حکم صادرۂ ملازم سرکار زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کے کیگئی تھی - ۱۱ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو سب ڈویژنل مجسٹریٹ درجۂ اول چتور نے ذیل کا حکم برطبق اُس درخواست کے صادر کیا تھا جو اُسکی عدالت مین کیگئی تھی۔ "ہرگاہ میرے روبرو یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ تم (جسکے بعد دس اشخاص کے نام درج ہین) اور چند دیگر اراکین فرقۂ حنفی اور تم (جسکے بعد تین اشخاص کے نام درج ہین) اور چند دیگر

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۲۲۶ سنہ ۱۹۱۰ء زیر دفعات ۴۳۵ و ۴۳۹ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری جسکے ذریعہ ہائیکورٹ سے یہ استدعا کیگئی تھی کہ حکم صادرۂ سب ڈویژنل مجسٹریٹ درجۂ اول چتور مقدمۂ سرسری نمبر ۲ سنہ ۱۹۱۰ء کی نگرانی کیجائے۔

سنہ ۱۹۱۰ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
عبد اللہ صاحب

اراکین فرقۂ شافعی مسجد واقعہ چیتور مین ایک ہی وقت نماز ادا کرنے کے واسطے جاتے ہو اور تمہارے ایک ہی وقت مسجد مین جانیسے بلوہ یا ہنگامہ یا دیگر نقص امن کے وقوع مین آنیکا احتمال ہے اسلئے مین حکم دیتا ہون کہ مسجد مذکور مین داخل ہونیکے واسطے ذیل کا حکم تمسے اور دیگر مسلمانان فرقۂ حنفی یا شافعی سے آج سے عرصۂ دو ماہ تک ملحوظ رکھا جانا چاہیئے۔ الا جبکہ اس اثنا مین تم اپنا استحقاق کسی عدالت مجاز سماعت سے ثابت کرالو۔ معمولی ایام مین ۴ بجے سے ½۴ بجے صبح تک شافعی۔ ۵ بجے سے ½۵ صبح تک حنفی۔ ۱۲ بجے دوپہر سے ایک بجے تک شافعی ۲ بجے سے تین بجے شام تک حنفی ½۳ بجے سے ½۴ بجے شام تک شافعی ½۴ سے ۵ بجے تک حنفی ۶ بجے سے ½۶ بجے تک شافعی ۷ بجے سے ½۷ بجے تک حنفی ۸ بجے سے ۹ بجے تک شافعی ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے رات تک حنفی۔ ایام خطبہ باقری و رمضانی مین ۹ بجے سے ۱۰ بجے صبح تک شافعی ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک حنفی۔ جمعہ کے دن ۱۲ بجے سے ایک بجے دوپہر تک شافعی ۲ بجے سے ۳ بجے تک حنفی۔

۲۱-۱ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو تیرہ اشخاص فرقۂ حنفی پر زیر دفعہ ۱۸۸ مجموعۂ تعزیرات ہندیہ الزام لگایا گیا تھا کہ انہون نے ۱۳-۱ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کے حکم مذکور کی خلاف ورزی کی ہے۔ انکی تجویز اُسی سب ڈویژنل مجسٹریٹ درجۂ اول نے کی تھی جسنے کہ حکم مذکور صادر کیا تھا۔ پانچ اشخاص پر تجویز ثبوت جرم کیا گیا اُن مین سے ہر ایک کے پانچ پانچ روپیہ جرمانہ کا حکم دیا گیا تھا اور بصورت عدم ادائیگی جرمانہ کے ایک ہفتہ کی قید محض برداشت کرنیکا۔

ملزمان نے درخواست نگرانی دائر کی۔

مسٹر سی کرشنن بجانب سائلان نے یہہ عذر کیا کہ بروئے دفعہ ۴۸۰ مجموعۂ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ جرم مذکور کی تجویز کرنیسے ممتنع تھا کیونکہ اُسکا ارتکاب اُسی کے حکم کی خلاف ورزی کیوجہ سے ہوا تھا۔ ملاحظہ ہو سرکار بنام رنچھود دیال (۱)، نیز اُسنے یہہ استدعا کی تھی کہ حکم مصدرۂ ۱۱-۱ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء ایک جایز حکم حسب منشاء دفعہ ۱۴۴ مجموعۂ مذکور نہ تھا کیونکہ اُسکی رو سے چند افعال کے کرنیسے امتناع کیا گیا تھا اور وہ بیشمار اشخاص کے نام جاری کیا گیا تھا۔

مسٹر ڈی شمیر از طرف پیروکار سرکار نے یہہ بحث کی کہ خلاف ورزی حکم مصدرۂ مجسٹریٹ کی ایک جرم توہین عدالت مجسٹریٹ مذکور نہ تھا اور کہ مقدمۂ سرکار بنام رنچھود دیال (۱) متعلق نہوتا تھا کیونکہ وہ پرانے مجموعہ کے رو سے منفصل کیا گیا تھا۔ اُسنے یہہ عذر کیا تھا کہ حکم مذکور جایز ہے مقدمات راما لو جا جیار سوامی بنام راما لو جا جیار (۲)، ویلانیا پاچیٹی بنام دھنڈا سامی ایار (۳)، کا حوالہ دیا گیا تھا۔

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴۔

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۵۴۔

(۳) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۴۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
عبداللہ صاحب

تجویز ۔ سائلان کیطرف سے دو امور اٹھائے گئے ہین اولاً یہہ کہ تجویز ثبوت جرم سائلان بجانب مجسٹریٹ اسوجہہ سے ناجائز ہے کہ وہ مجسٹریٹ جسنے سائلان پر جرم زیر دفعہ ۱۸۸ مجموعۂ تعزیرات ہند کی تجویز کی تہی (جرم یہہ تہا کہ حکم مصدرہ زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی خلاف ورزی کیگئی ہے) وہی مجسٹریٹ ہے جسنے کہ حکم زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری صادر کیا تہا۔ ثانیاً یہہ کہ وہ حکم جسکا زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری صادر کیا جانا مقصود ہے اُن اختیارات سے باہر تہا جو کہ بروئے دفعہ مذکور کے عطا کئے گئے ہین اسلئے وہ بلا اختیار تہا۔ دفعہ ۴۸۷ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری مین یہہ حکم ہے کہ (۱) سوائے اُن صورتون کے جو دفعات ۴۷۷ و ۴۸۰ و ۴۸۵ مین مذکور ہین اور کسی صورت مین کوئی حاکم عدالتِ فوجداری کا یا کوئی مجسٹریٹ جو کسی ہائیکورٹ کا حاکم ہو یا ملکِ محروسہ کا ریکارڈر یا کسی پریزیڈنسی کا مجسٹریٹ ہو کسی شخص کے مقدمہ کی تجویز بعلت کسی جرم مفصلۂ دفعہ ۱۹۵ کے عمل مین نہ لائیگا جب وہ جرم خود اُسکے روبرو سرزد ہوا یا بتوہین اُسکے اختیار کے ہو یا اُسکی اطلاع کسی کارروائی عدالتانہ کے دوران مین بحیثیت جج یا مجسٹریٹ اُسکو پہونچے (۲) کوئی عبارت مندرجۂ دفعہ ۴۷۶ یا ۴۸۲ مانع اس امر کی ہوگی کہ کوئی مجسٹریٹ جو عدالتِ سشن یا ہائیکورٹ مین مقدمہ سپرد کرنے کا مجاز ہے خود کسی مقدمہ کو ایسی عدالت مین سپرد کرے۔ الفاظ "بتوہین اُسکے اختیار کے" عام ہین اور اُنکی تعبیر اسطرح پر نکیجانی چاہئیے کہ وہ اُن صورتون تک محدود ہین جہانکہ مبینہ جرم کی نوعیت توہینِ عدالت کی ہو۔ یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ باب دہم مجموعۂ تعزیرات ہند جس مین کہ دفعہ ۱۸۸ واقع ہے بدین عنوان ہے "جائز اختیار ملازمان سرکار کی توہین کے بیان مین" مگر عبارت دفعہ ۱۴۴ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری کی جسکی روسے مجسٹریٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ کسی شخص کو ہدایت کرے کہ وہ کسی فعل سے باز رہے یا کسی جائیداد کے متعلق خاص طریق پر کارروائی کرے" ویسی ہی ہے جیسی کہ عبارت دفعہ ۱۸۸ مجموعۂ تعزیرات ہند کی ہے جسکے روسے حسب ضابطہ صادر کردہ حکم کی خلاف ورزی ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ موخر الذکر بنائی گئی ہے۔

بروئے تعبیر دفعات تعزیرات ہند و مجموعۂ ضابطۂ فوجداری محولۂ بالا کے ہماری یہہ رائے ہے کہ وہ مجسٹریٹ جو حکم زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری صادر کرے ایک شخص پر جرم زیر دفعہ ۱۸۸ مجموعۂ تعزیرات ہند کی تجویز نہین کرسکتا جبکہ جرم اُسی حکم مصدرہ زیر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کا ہو

سنہ ۱۹۰۰ع
مقدمہ ... بنام عبداللہ صاحب.

یہی رائے بمبئی ہائیکورٹ نے مقدمہ سرکار بنام پانچو دیال (۱) منفصلہ زیر مجموعہ ۱۸۶۱ء میں اختیار کی ہے- اہم احکام قانون بروئے مجموعہ مذکور دیے گئے جو کہ اب نافذ ہیں-

نسبت امر دوم کے ہمکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم مصدرہ ۱۱ اپریل ۱۸۹۹ء اختیارات عطا کردہ دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اندر تہا- اسمین شبہہ نہین کہ بلحاظ نمونہ کے یہہ کہا جاسکتا ہے کہ حکم مذکور کسی فعل کے باز رکہنے کے واسطے نہ تہا مگر دراصل اسکا اثر ہماری رائے مین یہہ تہا کہ بعض اشخاص کو بعض افعال سے باز رہنے کا حکم دیا گیا تہا اسلئے یہہ نہین کہا جاسکتا کہ وہ بلا اختیار صادر کیا گیا تہا-

ہماری یہہ رائے ہے کہ بوجہہ دفعہ ۴۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ کو کوئی اختیار سائلان کی تجویز کا حاصل نہ تہا چنانچہ ہمکو تجویز ثبوت جرم منسوخ کرکے یہہ ہدایت کرنی چاہئے کہ سائلان کی تجویز جدید مجسٹریٹ ضلع یا کسی اور مجاز مجسٹریٹ سے جسکو کہ مجسٹریٹ ضلع مقرر کرے- کیجائے-

جرمانہ ادا کیا گیا ہو تو واپس دیا جائیگا-

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ع
۱۹۰۰ ۱۰ اکتوبر ۵ نومبر

نگپا (فریق مخالف نمبر ۱) اپیلانٹ **بنام** وینکٹ راؤ (سائل) رسپانڈنٹ*

مالک اراضی و مزارعہ معادی بخلاف ضبطی بوجہہ عدم ادائیگی لگان گو شرط ادائگی ڈگری بمعیاد مین درج ہو مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۴۴- ڈگری مین عام شرط کا درج ہونا- عدالت کا اختیار کارروائیات جرمانہ تاوان سے سبکدوش کرنے کا-

بعض اراضیات پٹہ پر دیگئی تہین اور لگان بقایا مین پڑگیا تہا- ایک نالش اسواسطے دائر کیا گیا تہا کہ مالکوں اور قبضہ اراضیات کے رجوع کیگئی تہی مگر فریقین نے راضینامہ کرلیا تہا اور ایک ڈگری مطابق شرائط راضی نامہ مذکور کے صادر کیگئی تہی- ڈگری مین یہہ شرط درج تہی کہ اگر ادائیگی لگان اندر میعاد مقرر کردہ ہر سال مین قصور کیا جاوے تو پٹہ منضبط کیا جانا چاہئے (۱) ادائیگی مین قصور کیا گیا تہا اور اجراء ڈگری مذکور مین بقایا لگان اور قبضہ اراضیات کے دلاپانے کی استدعا کیگئی تہی جیسکی نسبت یہہ عذر کیا گیا تہا کہ شرط دربارہ ضبطی بوجہہ عدم ادائیگی لگان ایک تعزیری شرط تہی

(۱) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۲-

* اپیل دیوانی متفرق نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی ڈگری ایم جی مرفی صاحب ڈسٹرکٹ جج ... بمقدمہ اپیل نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۹ء بحالی ڈگری ... منصف ضلع ... متعلق درخواست اجراء نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء-

بنام
وینکٹ راؤ

ہو رہ موقوفہ کیجانی چاہئے کہ وہ ایک ایسی ڈگری مین درج ہو جو قابل اجرا ہو۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ ڈگری مصدرہ عدالت مین محض وہ معاہدہ اختیار کیا گیا تہا جو کہ اُسکے فریقین کے مابین ہوا تہا اسلئے سمجہا یہ جاتا ہے کہ عدالت نے معاہدہ کو سوا اوسکی جملہ شرائط کے اختیار کیا تہا۔ لہذا عدالت مجاز تہی کہ ضبطی کے برخلاف سبکدوشی عطا کرے۔

شرکیولی تما یا گہد ا بنام ہجا بلیال انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۳۳ سے اختلاف کیا گیا۔ رائے بالکشن داس بنام راجہ سن بہادر سنگہ (لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۶۲ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۵) کا حوالہ دیا گیا۔

درخواست واسطے ایک اجرائے ڈگری کے بعض اراضیات فریقہائے مخالف نمبر ۱ و نمبر ۲ کے باپ نے ملگنی پٹہ پر لی تہین لگان ۱۸۸۳ء مین یا اُس سے پہلے خلاف شرائط پٹہ کے بقایا مین پڑ گیا تہا۔ اسلئے نالش ابتدائی نمبر ۲۱۵ ۱۸۸۳ء واسطے دلایا نے قبضہ اور بقایا لگان واجب الادا کے رجوع کیگئی تہی۔ نالش مذکور کا اختتام ایک راضی نامہ مین ہوا تہا اور ایک ڈگری اُسکے مطابق صادر کیگئی تہی۔ اُسکے اہم اجزا حسب ذیل ہین: "مدعی تنسرا ما نے ایک نالش میرے برخلاف واسطے دلا پانے اراضی کے جس سے مبلغ ع۵ روپیہ کا فائدہ ہوتا ہے۔ اور کرایہ مکان بالیتی ع۵ روپیہ اور بقایائے گنی مبلغ ۲۰ ۱۰ ۳ کے رجوع کی ہے۔ اُس نالش مین گو مینے بعض عذرات شروع مین کئے تہے تاہم چونکہ گنی بقایا مین تہی اور استحقاق ملگنی منسوخ کیا گیا تہا اور حوالگی اراضی و گنی وغیرہ از طرف میرے مطابق عرضیدعوے کے درست ہے اسلئے مینے مدعی کے ساتھ راضینامہ کر لیا ہے ۔۔۔۔ اور چونکہ تنگپا اور ملو جو میرے مورث کولورا کے پسران ہین جنہون نے کہ اراضی ملگنی پر مدعی کے سوتیلے پسر سے حاصل کی تہی جسکی حدود حسب مذکورۂ بالا ہین میری حفاظت مین ہین۔ اور چونکہ مین لا ولد ہون اسلئے مینے جائداد ہائے مدعی سے اُنکے واسطے ملگنی پر حاصل کی ہین اور گنی مقرر کردہ ۱۳ مدرا ہائے شالی عدہ اور مبلغ ۵۰ روپیہ نقد ہے اُس مین سے مین زر نقد مدعی کے مکان پر ماہ مارچ کے ختم مین بہیجدیا کرونگا اور ۱۳ مدرا ہائے شالی ماہ مئی کے اخیر مین اور اوسکی رسید لیلیا کرونگا۔ مین اراضیات مذکور کو درست حالت مین رکہونگا جبتک کہ تنگپا سن بلوغ حاصل کرلے بعد مین کولورا کے پسران اور انکی اولاد کو نسلاً بعد نسلٍ ایسا ہی کرنا چاہئے منجملہ گنی واجب الادا مطابق وعدہ کے اگر کچہ بقایا مین رہجائے یا اگر حق ملگنی رہن یا بیع کے ذریعہ یا کسی اور طرح پر منتقل کیا جائے تو استحقاق ملگنی مذکور منسوخ کیا جاویگا اور مدعی کو اراضیات متدعویہ کا قبضہ حاصل ہو جاوے گا سہ مکان اسپٹی و کاشت کے معہ استحقاق ملگنی مذکور کسی قرضہ کا ذمہ دار نہو گا اور ہر نقصان وغیرہ کسی اور کو شمار ہوجائینگے اگر شرائط مذکور مین سے کسی شرط کی تعمیل مناسب طور سے کیجائے

سنہ ۱۹۰۶
نگپ
بنام
وینکٹ داؤ

اور اراضی بہتر حالت مین رہی جاوے تو مدعی اور نہ اوسکی اولاد کو کوئی وجہہ یہہ کہنے کیواسطے حاصل ہوگی کہ گئی واجب الادا مین اضافہ کیا جاوے یا کہ اراضی کا قبضہ حوالہ کیا جاوے چونکہ ہمنے اور مدعی نے راضی نامہ کر لیا ہے کہ وہ خشک شدہ درخت جو اراضی بنجر پر واقع ہے نصف نصف حصص مین فریقین سے استعمال کیا جاوے اسلئے استدعا کیجاتی ہے کہ احکام حسبِ منظوری راضی نامہ ہذا صادر کئے جائین نیز احکام حسبِ منسوخی ضمانت پورہتی بودم صاحب صادر کئے جائین جسکو کہ ہنے نالش ہذا مین بطور ضامن کے پیش کیا تہا۔

منصف نے ذیل کا حکم صادر کیا۔ "رضامندی تحریر کردہ منجانب دیوا پتیا وکیل از طرف مدعی بہ تاریخ مذکور چونکہ یہہ درست ہے کہ مدعی اور مدعا علیہم نے ایک راضی نامہ اپنے مابین حسب مذکورۂ بالا کیا ہے اسلئے اگر مدعا علیہم سے راضی نامہ مذکور منظور کیا جاوے تو مدعی اُس مین رضامند ہے" بعد بیان لینے فریقین کے دوبارہ تحریر راضی نامہ کے منصف مذکور نے ذیل کی یادداشت اضافہ کی تہی "یہہ راضینامہ ہذا ایک ڈگری کی حیثیت رکہتا ہے جسپر مدعی بصورت ضرورت کارروائیات اجراء کر سکتا ہے اگر کوئی اور راضینامہ یا اقرار نامہ یا ادائیگی وغیرہ اس راضینامہ کے معاملہ مین کیجاوے تو جبتک فریقین عدالت ہذا مین فوراً تحریری طور پر اسکو داخل نکرین وہ منظور نکیا جاسکیگا۔ اگر کوئی کارروائیات تین سال کے اندر قبل اُسوقت کے کیجائین جبکہ ایک درخواست واسطے اجراء راضی نامہ ہذا کے کیجاوے تو جائز احکام اُسکے اجراء کے واسطے صادر نکئے جائینگے"

سائل نے سنہ ۱۸۹۰ء مین اراضیات مذکور کا استحقاق ملگنی خرید کیا تہا اور ڈگری کا انتقال اُسکے حق مین ابتدائی قابض نے کیا تہا اُسنے اب یہہ شکایت کی ہے کہ فریق مخالف نے ادائیگی لگان فصل ۹۵-۱۸۹۴ء مین قصور کیا ہے اور اُنہون نے مطابق شرائط ڈگری کے اراضی پر قابض کئے جانیکی استدعا کی ہے نیز اُسنے بقایا لگان اور سود کے دلا پانے کی استدعا کی ہے۔ منصف ضلع نے مقدمات سبارایا بنام کرشنا (۱) و شریکولی بنام مہابلیا (۲) کا حوالہ دیکر یہہ قرار دیا تہا کہ اصل تادانہا ئے اُن شرائط کے ساتہہ متعلق نہین ہو سکتا جو ڈگری مین درج ہین۔ اُسنے یہہ قرار دیا تہا کہ ادائیگی مین قصور کیا گیا تہا۔ اور اُسنے فریقہائے مخالف کو یہہ حکم دیا تہا کہ اراضیات مدعی کے حوالہ کر دین اور بقایا واجب الادا ادا کر دین۔ فریق مخالف نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جنے یہہ بیان کیا کہ:-

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۴
(۲) " " بمبئی جلد [illegible] صفحہ ۴۴

سنہ ۱۹۳۳ء
گپتا
بنام
وینکٹ [illegible]

۳ مدعی درسپانڈنٹ) ایک ڈگری برضامند قابض ہے جو اُنکے نام ابتدائی ڈگری پر جو رشتا راما نے منتقل کی تھی۔ رشتا راما نالشِ ابتدائی نمبر ۱۵ سنہ ۱۹ ء بعدالتِ منصف کرکل میں مدعی تہا۔ وہ ایک ڈگری بقایائے لگان تھی اور نیز واسطے دلاپانے قبضہ بخلاف بہ مشیری کے جسنے معہ اپنے متوفی شوہر کے برادر کو لوراپن (اپیلانٹ) کے لگان کو بقایا میں رہنے دیا تہا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مابین بقایائے مذکور کے وجہ بلا ادا ہونے اور تاریخ صدور ڈگری کے کولورا فوت ہوگیا تہا۔ ڈگری برضامین یہہ شرط درج تھی کہ بر طبق ادائیگی لگان اندر میعاد مقرر کردۂ ہر سال میں قصور کئے جانیکے پٹہ ضبط کیا جاتا تھا اور نیز بصورت کسی انتقالِ استحقاقِ ملگنی کے (جبکی کل بمزارعان قابض تھے) پٹہ ضبط کیا جاتا تہا۔ منصف نے نالشِ حال میں یہہ قرار دیا تہا کہ مناسب مقدارِ لگان بابت سنہ تہا رفصلی ۱۹۵ء کے ادا نکیگئی تھی۔ چنانچہ اُسنے شرطِ مذکور مندرجۂ ڈگری کے مؤثر کئے جانے کی ڈگری دی تھی۔ سوال امر واقعہ یعنے عدم ادائیگی لگان کی نسبت اپیل میں تنازعہ نہیں کیا گیا۔ اپیلانٹ کے وکیل نے یہہ بحث کی ہے کہ تعزیری شرط واسطے ضبطی پٹہ کے منظور نہیں کیجاسکتی اور وہ منسوخ کیجانی چاہیئے ..... اُسنے مقدمات ستارا یا بنام کرشنا (۱) و نرائنیا بنام نرائینا (۲) کو مقتبس کیا ہے۔ مگر فیصلجات مذکور متعلق نہیں ہوتے۔ فیصلۂ اول الذکر ایک ایسے انتقال کے متعلق تہا جو قانوناً مؤثر کئے جانے کے قابل تہا کیونکہ وہ بالارادہ انتقال سے ممیز تھا۔ کوئی سوال دربارہ انتقال کے صورتِ حال میں موجود نہیں۔ موخر الذکر فیصلہ متعلق نہیں ہوتا ہے۔ بوجہ اسکے کہ شرط دربارہ تعزیری حکم کے ایک جزوِ ڈگری ہے۔ اور بحوالہ ڈگری کے اصول ماتہاے متعلق نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہو شرکولی تماپا گہدا بنام مہابلیا (۳)۔ پس اس امر کا فیصلہ میں بخلاف اپیلانٹ کے کرتا ہوں۔ شرط دربارہ ضبطی کے ایک ایسی شرط ہے جو مؤثر کیجاسکتی ہے۔ دوسری حجت جزو (۱) اس بیان پر منحصر ہے کہ دعوےٰ ترک کیا گیا ہے اور جزو (۲) ایک مشتبہ معانی کے ظہار ہے پر جو ڈگری میں بدیں مضمون درج ہے کہ اگر تین سال کے اندر درخواست اجراسی کوئی کارروائی ڈگری کے قائم رکہے جانے کیواسطے نہ کیجائے تو اُسکے اجراء کی اجازت نہ دیجائیگی۔ میں عدالتِ ماتحت کے ساتھ اس امر میں اتفاق کرتا ہوں کہ ما بعد کی واپسی درخواستِ اجراء ۱۹۰۸ء (جو عدم ادائیگی لگان ۱۹۰۹-۱۹۰۸ء کی وجہ سے کیگئی تھی) یا مالک لگان کے بعد میں ادا کئے جانے کے بطور ترکِ استحقاق کے آئندہ مدعا علیہم کے واسطے حائل نہیں ہوتی۔ بنسبت دوسرے امر کے ڈگری معہ شرط کے بہاعث شا پہشر ڈگری کے ہے۔ جس کے کہ متعلق محمد اسلم بنام

(۱) انڈین لاء رپورٹس مدراس جلد [illegible] صفحہ ۱۶۴۔ (۲) انڈین لاء رپورٹس مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۲۶
(۳) " " بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۳۵۔

ستہ ۱۹۰۰ء
جگت
بنام
دیکٹ راؤ

محمد احسان اللہ بنام ... کا حوالہ دیا گیا تھا اور میری یہ رائے ہے کہ جو ڈگری درست تعبیر دیتی ہے جو کہ ڈگری بمقدمہ مذکور کی گئی تھی یعنی یہ کہ ایک بلا واسطہ استحقاق اجرا ہر ایک قصور کے کئے جانے پر پیدا ہوتا ہے اور مقدمہ ہر ایک قصور کے متعلق تابع مد ۱۷۰ ایکٹ میعاد سماعت کے ہے۔ میں نے اپیل کو خارج کیا۔

فریقہائے مخالف نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

مسٹر سی کرشنن (معیت کے پی مد وار اؤ) منجانب اپیلانٹ — ایک نقرہ ضبطی بروجہ عدم ادائیگی لگان جو پٹہ میں درج ہو ہمیشہ تعزیری سمجھا جاتا ہے (ملاحظہ ہو ستیار ایا بنام کرشنا (۱)) اسکی نیت صرف ادائیگی لگان کے محفوظ کرنے کی ہوتی ہے۔ ایسی نیت کے موجود ہونے سے محض اس امر واقعہ کی وجہ سے انکار نہیں ہو سکتا کہ فریقین نے علاوہ ازین ایک ڈگری کے مطابق شرائط رہنی نامہ عمل کئے جانے میں منافع ظاہر کی تہی۔ ان تعزیری احکام سے جو معاہدات قلمبند کردہ بہ ڈگریہائے میں درج ہوں۔ انگلستان مین سبکدوشی دیجاتی ہے (ملاحظہ ہو جیبر گلٹن بنام لینگ (۲))

کے نرائین راؤ (معیت ... نرائین راؤ) منجانب ریسپانڈنٹ — ڈگری بمقدمہ جیبر گلٹن بنام لینگ (۲) بربنائے اقبال دعوے کے حاصل کیگئی تھی۔ عدالت نے شرائط معاہدہ پر قبل صدور ڈگری کے کامل غور نہ کیا تھا۔ ہندوستان مین مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے یہہ ضروری ہے کہ عدالت کو یہہ معلوم کرنا چاہئے کہ آیا زرنہا جائے قبل اسکے کہ وہ ایک ڈگری اسکی مطابق صادر کرے۔ جب ایک ڈگری اس طرح صادر ہو جاوے تو اسکا ہر ایک حکم موثر کئے جانیکے قابل ہو جانا چاہئے گویا کہ وہ ایک فیصلہ عدالت ہے۔ مقدمہ کیو ٹمہو بنام سوندرم (۳) میں ... مین یہہ قرار دیا گیا تھا کہ ضبطی بوجہ عدم ادائیگی لگان سے سبکدوشی نہیں دیجا سکتی۔ اسلئے فریقین حال کی نسبت یہہ متصور کیا جانا چاہئے کہ انہوں نے بحوالہ اس قاعدہ کے معاہدہ کیا تہا جو کہ اس طرح قایم کیا گیا ہے بالخصوص جبکہ فیصلہ مذکورہ اس خاص ضلع پر حاوی ہے۔ اگر ڈگری مین درست طور پر وہ نیت ظاہر کیگئی ہے تو اسکی منسوخی کیواسطے ایک جداگانہ نالش رجوع کیجانی چاہئے (ملاحظہ ہو انیسور نتہ بنام ولا ڈنگ (۵)) وہ مقدمات جو بلا واسطہ طور پر متعلق ہیں مقدمات شرکولی تماپا گیدا بنام مہابلیا (۶) و چلیدم بنام ... مین جنکا کہ حوالہ مقدمہ ستیار ایا بنام کرشنا (۱) مین دیا گیا ہے۔ بنسبت مقدمہ (۲) بالکشن داس بنام لچھمن بہادر سنگہ کے جسکا کہ حوالہ دیا گیا ہے ہائیکورٹ ہذا نے مقدمہ نجپا بنام نجپا (۷) مین یہہ قرار دیا ہے کہ اسکے رو سے وہ قاعدہ منسوخ نہیں کیا گیا ہے جو کہ مقدمہ شرکولی تماپا گیدا بنام مہابلیا (۶) مین درج ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۰۔ (۲) ... لا رپورٹ کامن بینچ جلد ۷ صفحہ ۵۰ و بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۲۰۲۔ (۳) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۶۳۔ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۵ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۲۔ (۵) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱۵۹۔ (۶) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۵۔ (۶) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۵۔ ۔۔ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۱۶۱ ۔۔ صفحہ ۱۶۴۔

گگپ نبام دنیکٹ راؤ ۱۸۹۱ء

تجویز: صرف ایک ہی امر جو فیصل کیا جانا ہے یہہ ہے کہ آیا اصل ضبطی بوجہہ عدم ادائیگی لگان سے سبکدوش کرنیکا اُسصورت سے متعلق کیا جاسکتا ہے جبہانکہ شرائط حقیقت اُس اراضی نامہ مین درج کیگئی ہین جو ایک نالش مین داخل کیا گیا ہو جسکو عدالت نے بدین اظہار رائے منظور کیا ہو کہ اُسکا اثر ڈگری کے مطابق ہونا چاہئے۔ مقدمہ ہذا مقدمہ کوتل اپّی بنام تہاتہن بمنودری (۱) سے ممیز کئے جانیکے قابل نہین ہے گو کارروائیات بہت بیضابطہ ہین تاہم ہماری یہہ رائے ہے کہ اجراء کیاجانا چاہئے۔ چنانچہ حجت یہہ کیگئی ہے کہ چونکہ ایک ڈگری موجود ہے اسلئے عدالت پہ لازم ہے کہ اُسکو درست طور پر موثر کرے بلا کسی لحاظ اس خیال کے جو کہ اُسصورت مین پیدا ہوتا اگر صرف معاہدہ زیر بحث ہوتا۔ مقدمہ محولہ نرسنگ راؤ بنام مہابلیا (۱) اس رائے کی تائید مین ایک سند ہے۔ مگر اس سند کی وقعت اسوجہہ سے کم ہوگئی ہے کہ اُسمین اُس طریق کا حوالہ نہین دیا گیا جسکے کہ مطابق حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی نے مقدمہ رائے بالکشن داس بنام راجہ رن بہادر سنگہ (۲) مین اُس ڈگری کے متعلق کارروائی کی تھی جو کہ اُسوقت زیر بحث تھی وہ امر جسکا کہ فیصلہ مقدمہ مذکور مین کیا گیا تہا یہہ تہا کہ ایک خاص شرط سود کی تعزیری نہین ہے۔ یہہ امر واقعہ کہ کمیٹی نے سوال مذکور پر بحث کرنے سے انکار نکیا تہا کیونکہ شرط مذکور ایک ڈگری مین درج تھی۔ بلاشبہ طور پر ایک وجہہ درست اندازی مہیا کرتا ہے کہ اصول تعزیری احکام سے سبکدوش کرنیکا متعلق سمجہا گیا تہا۔

اگر وہ سخت تعبیر جو ولیسٹ صاحب جسٹس نے کی ہے درست ہے تو نتیجہ یہہ پیدا ہونا چاہئے جیساکہ منصف ضلع نے درست طور پر ظاہر کیا ہے کہ ایک حال جیسے مقدمہ مین مزارعہ کسی معاوضہ ترقیات کا دعوٰے نہین کرسکتا کیونکہ اُسکے متعلق ڈگری مین کوئی حکم نہین ہے ولیسٹ صاحب جسٹس کو یہہ کہنا چاہئے کہ اُن شرائط پر غور کرنا جائز نہین ہے جو بلحوظی رواج ملک کے فریقین اپنے معاہدات مین درج سمجہین دراصل یہہ امر واقعہ کہ ایک معاہدہ کیا گیا تہا نظر انداز کیا جانا چاہئے جبکہ ایک ڈگری اُسکی بناء پر صادر کیگئی ہے۔ اُسصورت مین جہان عدالت کیطرف سوائے اختیار کرنے معاہدہ کے اور کچہہ نہ کیا گیا ہو تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ خیال یہہ کیا جانا چاہئے کہ عدالت نے معاہدہ معہ اُسکی جملہ شرائط کے اختیار کیا ہے اگر فریقین کی نیت دراصل یہہ تہی کہ ملگنی بباعث عدم ادائیگی کسی خفیف سی رقم کے ضبط کیجانی چاہئے تو ہم یہہ معلوم نہین کرتے کہ کیون یہہ کہا جانا چاہئے کہ عدالت کا وہ منشا رہتا

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۲۵۸

(۲) انڈین لارپورٹ مبئی جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۴

(۳) لارپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۱۶۲ و انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۵

سنہ ۱۹۰۱ء
نگپا
بنام
وینکٹ راؤ

یہہ رائے اختیار کرکے اور بالخصوص مقدمہ محولۂ بالا رائے مالکش ورس بنام راجہ رام بہادر سنگہ (۱) کے ہم فیصلۂ مقدمۂ شنکر کیلی تمابا گہرا بنام مہابلیا رہوکی پیروی کرنیکے ناقابل ہیں۔ اور ہمکو یہہ قرار دینا چاہئے کہ عدالت مجاز تہی کہ منبطی سے سبکدوشی عطا کرتی۔

نسبت واقعات کے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ مزارعہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے کیونکہ وہ دس سال تک مالک کے استحقاق سے انکار کرتا رہا ہے اور بالارادہ طور پر لگان کو ادا نہیں کرتا رہا۔ ہمارے روبرو کوئی کافی وسائل یہہ کہنے کے واسطے موجود نہیں ہیں کہ آیا واقعات ایسے ہیں جنسے مزارعہ اپنے قصور کے نتائج سے سبکدوش کئے جانیکا مستحق ہوتا ہے۔

صاحب جج ضلع کو ہدایت کیگئی ہے کہ ایک قرارداد بعد لینے ایسی شہادت کے جو کہ اس سوال کے متعلق پیش کیجائے کہ آیا بالخصوص واقعات مقدمہ کے مزارعہ دادرسی کا مستحق ہے اور اگر ہے تو کن شرائط پر عدالت ہذا میں ارسال کرے اگر قرار یہہ دیا جائے کہ مزارعہ اسکا مستحق نہیں ہے، تو صاحب جج ضلع کو ترقیات کی مالیت کا تخمینہ لگانا چاہئے۔

قرارداد مذکور تاریخ صدور حکم ہذا سے چار ہفتہ کے اندر ارسال کیجانی چاہئے۔ دس یوم کی میعاد داخل عذرات کے واسطے بعد موصول ہونے قرارداد کے عدالت ہذا میں دیجائیگی

صیغۂ اپیل فوجداری

باجلاس ڈیوکیس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۹ اکتوبر و ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

رنگادو (ملزم) بنام کونداریدی (مستغیث) *

ریگولیشن ۱۱ سنہ ۱۸۱۶ء دفعہ ۱۰۔ کسی عیسائی کا بندی خانہ میں بند رکہا جانا۔ حکم مذکور کا جواز۔

بموجب دفعہ ۱۰ ریگولیشن ۱۱ سنہ ۱۸۱۶ء کے سرداران دیہہ کو سرسری اختیارات سزا بصورت خفیف جرایم کے شاکالی دیئے گئے ہیں اور اگر مجرمان کسی رذیل قوم کے داخل ہوں جنکے واسطے ہتک آمیز سزا کا دیا جانا مناسب ہو تو وہ بندیخانہ میں رکہے جا سکتے ہیں۔ ایک شخص پر جو ایک مالا یا ہندو پیدا ہوا تہا اور جسنے مذہب عیسائی اختیار کر لیا تہا اس جرم کی تجویز کیگئی تہی کہ اسنے فحش الفاظ استعمال کئے ہیں اور اسکو زیر ریگولیشن مذکور دو گہنٹہ تک بندیخانہ میں رکہے جانیکا حکم دیا گیا تہا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۰۲ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۱۶۳۔ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۳۵۔

* مقدمۂ نگرانی فوجداری نمبر ۲۰۸ سنہ ۱۹۰۱ء ارسال کردہ بغرض نظر ثانی بحکم دفعہ ۴۳۸ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری از طرف اسٹیشن صاحب مجسٹریٹ ضلع کستنا بروئے چٹہی مورخہ ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء
رنگادو
بنام
کونداریدی

وہ ملا نہ تھا مگر وہ اصل قتل کا کام کرتا تھا سوال جواز حکم سزا کا استصواب ہائیکورٹ سے کیا جاتا ہے۔

تجویز ہوئی کہ ایک شخص کو ذمہ وار قید بندیخانہ زیر ریگولیشن مذکور بنانیکے واسطے دو واقعات کا موجود ہونا ضروری ہے، یعنے (۱) کہ وہ ایک ایسا شخص ہونا چاہئیے جو کسی ذلیل قوم کا ہو اور (۲) وہ ایک ایسا شخص ہونا چاہئیے جسکے واسطے اسکی سوشل حیثیت کے لحاظ سے یا بصورت دیگر ایسی تہتک آمیز سزا کا دیا جانا نامناسب نہ ہو دیکھنا یہہ نہین ہے کہ مجرم کونسے فرقہ مین سے ہے بلکہ یہہ ہے کہ وہ کس قوم سے ہے۔

تجویز ضمنی:- ایک شخص جو اپنا مذہب کو تبدیل کر دے مگر اپنی قومیت کو بحال رکھے ریگولیشن مذکور کے منشا مین ہو سکتا ہے اگر وہ ایسی قوم مین سے ہو جسکا اسمین حوالہ دیا گیا ہے لیکن اگر وہ اپنی قوم کو ترک کر دے تو وہ پھر ذلیل قوم کا شخص نہین کہلا سکتا۔ اور اسکو بندیخانہ مین رکھے جانیکی سزا دینا پھر جائز نہوگا۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بانی (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۴۴) پر بحث کیگئی۔

واقعات ذیل چٹھی استصوابی سے ظاہر ہوتے ہین۔ ایک شخص ایلاری کونداریدی نے ایک استغاثہ منصف دیہہ کے روبرو پیش کیا جس مین بیان کیا تھا کہ اسکو ڈیموری رنگادو عیسائی نے بافندہ گالیان دی ہین۔ قبل مذہب عیسائی اختیار کرنیکے رنگادو ہندو قوم مالا یا پریاہ تھا جو مجسٹریٹ ضلع کی رائے مین ایک ذلیل قوم ہے۔ بعد تجویز کے منصف نے رنگادو پر تجویز ثبوت جرم زیر دفعہ ۱۰ ریگولیشن ۱۱ سنہ ۱۸۱۶ء اسکو چوبیس گھنٹہ کے واسطے بندیخانہ دیہہ مین قید رکھے جانیکا حکم دیا گیا تھا۔ مجسٹریٹ ضلع نے یہہ خیال کیا تھا کہ مستغیث نے ملزم کے خیالات کو رنج پہونچایا تھا کیونکہ اسنے اپنی مویشیان ایک قبرستان مین چرائے تھے مگر ملزم کیطرف سے ہی گالیون کا استعمال کیا جانا مشتبہ ہے۔ استصواب اس امر پر مبنی نہین ہے بلکہ جواز سزا کے متعلق ہے۔ مجسٹریٹ ضلع نے یہہ بیان کیا ہے کہ ہائیکورٹ نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بانی (۱) مین یہہ قاعدہ قرار دیا تھا کہ ایک مسلمان کی نسبت یہہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ ایک ذلیل قوم مین سے ہے۔ مسلمان ایک خاص طریق مذہب کے پیرو ہوتے ہین اور مسلمان شخص قبل مشرف باسلام ہونے کے ممکن طور پر ایک ذلیل قوم کا ہندو ہو سکتا ہے یہہ بات مشہور ہے کہ مالابار مین عموماً نہایت ذلیل قوم کے چیرومار ان اسلام قبول کرتے ہین بموجب فیصلہ ہائیکورٹ محولہ بالا کے ایک چیرومار کو جسنے مذہب اسلام قبول کیا ہو بندیخانہ کی سزا نہین دیجا سکتی پس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب اختیار کرنے والا بھی ویسا ہی مستحق رعایت ہے، جیسا کہ ایک اسلام قبول کرنے والا بسبب کسی لحاظ سے اسکی حیثیت سوسائیٹی اہل ہنود کے ساتھ یہہ درست ہے تو حکم سزا ناجائز تھا۔ دیسی عیسائی ضلع ہذا مین نیچ ایکو

سنہ ۱۸۹۰ء
رنگادو
بنام
گوندامپیدی

اعلے حیثیت کے لوگ بمقابلہ مالا قوم کے ہنود کے سمجھتے ہین اور بندیخانہ کی سزا کو نہایت ہتک آمیز سمجھتے ہین۔ قوم مالا کے لوگ اُنکو ایسا نہین سمجھتے ہیں۔"

سواسامی ایار منجانب مستغیث۔

ملزم کی طرف سے کوئی وکیل نہ تھا۔

بلس صاحب جسٹس :- ایک شخص مسمی رنگادو پر جو قوم کا مالا یا ہندو پیدا ہوا تھا مگر جو اَب عیسائی ہو گیا تھا اور قوم کا بافندہ تھا مگر در اصل باب تلی کا کام کرکے مطابق بیان مجسٹریٹ کے گذارہ کرتا تھا۔ مجسٹریٹ مذکور نے جھوٹا بیان دینے کے جرم کی تجویز کرکے دو گھنٹہ بندیخانہ مین رکھے جانیکا حکم سزا زیر دفعہ ۱۰ ریگولیشن ۱۱ سنہ ۱۸۱۶ء مجموعہ مدراس دیا تھا۔

مجسٹریٹ ضلع نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بنی (۱) پر انحصار کرکے حکم سزا مذکور کو بلحاظ ناجائز حکم سزا ہونے کے اس وجہ پر کیا ہے کہ دیسی عیسائی ایک ایسا شخص نہین ہے جو رذیل قوم کا شخص ہو تاکہ ریگولیشن مذکور کی ذیل مین آئے۔ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بنی (۱) مین ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تھا کہ "ایک مسلمان شخص کی نسبت یہہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ رذیل قوم کا شخص ہے"۔ اور مجسٹریٹ ضلع نے ظاہر کیا ہے کہ مذہب اسلام قبول کرنا مالا کے رذیل قوم کے چرواہان مین عموماً وقوع مین آتا ہے۔ اور اگر وہ اپنے مذہب کی وجہ سے بندیخانہ مین رکھے جانے سے مستثنے ہوجاتے ہین تو اسیطرح عیسائی مذہب اختیار کرنے والے بھی مستثنے ہونے چاہئین خواہ وہ رذیل قوم کے اشخاص مین پیدا ہوئے ہون۔

ایک شخص کو سزا وار قید بندیخانہ زیر ریگولیشن مذکور بنانے کیواسطے دو واقعات کا موجود ہونا ضروری ہے (۱) وہ ایک ایسا شخص ہونا چاہئے جو رذیل قوم کا ہو اور (۲) وہ ایسا شخص ہونا چاہئے جسپر کہ بلحاظ اسکی سوشل حیثیت کے یا اور طرح پر قید کی سزا کا دیا جانا نامناسب ہو۔ جیسا کہ عدالت نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بنی (۱) مین ظاہر کیا ہے متعلقان ریگولیشن مذکور نے در اصل اُن اقوام کو ملحوظ رکھا ہے جو قبل حکومت برطانیہ شروع ہونے کے رذیل سمجھی جاتی تہین۔ اور بظاہر اسی خیال سے عدالت نے یہہ قرار دیا تھا کہ مسلمان شخص کی نسبت یہہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ ایک رذیل قوم مین سے ہے ماسوا اسکے پولا اضلاع کنارا مغربی کے جہانکہ رذیل اقوام ہنود کا اسلام قبول کرنا عموماً وقوع مین آتا ہے۔ مسلمان کے نام سے عموماً ایک قومی اور مذہبی تمیز مفہوم ہوتی ہے۔ وسیع الفاظ مین مسلمانان ایک جنس قوم ہین

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۴۷

ستمبر ۱۸۸۹ء
رنگیادو
بنام
کنداریڈی

جبکا کوئی تعلق یہان کے لوگون کی قومیت کے ساتھہ نہین ہے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام نبی (۱) مین کسی بات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ ملزم کسی رزیل قوم مین سے مشرف باسلام ہوا تھا اور یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا مقدمہ مذکور بطور ایک سند اس امر کے قرار دینے کے متصور کیا جاسکتا ہے کہ ہر ایک شخص جسنے مذہب اسلام قبول کیا ہو خواہ قبل مشرف باسلام ہونیکے کسی قوم کا رکن ہو ریگولیشن مذکور کی ذیل مین نہین آتا غالباً واضعان ریگولیشن مذکور کے خیال مین وہ سوال نہتا جو کہ اب پیدا ہوا ہے اور اسلئے انہون نے کوئی خاص حکم اسکے متعلق صادر نہین کیا مگر ریگولیشن مذکور ایک تعزیری ریگولیشن ہے اور اسکی تعبیر سختی کے ساتھہ کیجانی چاہئیے اور شبہ کی صورت مین اسکی تعبیر بحق آزادی رعایا کے کیجانی چاہئے اگر وہ کسی رزیل قوم کا شخص ہو تو تبدیلی مذہب بذاتہ کوئی فرق پیدا نہین کرتا بشرطیکہ وہ اپنی قومیت کو جاری رکھے۔ میری یہہ رائے ہے کہ بالعموم مذہب عیسائی قبول کرنیوالا اپنی قومیت ترک کردیتا ہے خواہ وہ اعلے ہو یا ادنے مگر مجھے یہہ معلوم نہین کہ یہہ امر عموماً یا بالضرور ایسا ہی ہوتا ہے یہہ ایک سوال امر واقعہ ہر ایک مقدمہ مین ہے اگر وہ قواعد قوم کا لحاظ مذہبی اور اخلاقی امور مین جاری رکھے۔ اور اعلے اراکین کے اختیار کو تسلیم کرے اور مجالس قوم اور رسومات قوم مین حصہ لے اور درحقیقت اسی قوم مین شامل رہے تو میری رائے مین وہ ریگولیشن مذکور کی ذیل مین ہوگا۔

اگر بخلاف ازین وہ اخلاقی قواعد مذہب عیسائی کو بجائے قواعد قوم خود کے ملحوظ رکھے اور جملہ رسوم قوم عیسائی کی اختیار کرلے اور اپنے تعلیم کنندگان کے اختیار کو بجائے اعلے رکن قوم کے اختیار کے تسلیم کرے اور اگر وہ پہر مجالس و رسومات قوم مین حصہ نہ لے اور اگر مختصراً وہ اپنی قوم کو ترک کردے تو اسکی نسبت یہہ نہ کہا جاسکیگا کہ وہ رزیل قوم کا شخص ہے اور اوس کی سزاء بذریعہ بندیخانہ مین قید رکھے جانے کے جائز نہوگی۔

مجسٹریٹ ضلع نے یہہ بیان کیا ہے کہ "اس ضلع کے دیسی عیسائی اپنے آپکو اعلے حیثیت کے لوگ بمقابلہ مالا قوم کے ہنود کے سمجھتے ہین اور قید کی سزا کو نہایت ہتک آمیز سمجھتے ہین مگر قوم مالا کے لوگون کا یہہ خیال نہین" یہی بات ہے جو اوس دوسری شرط سے متعلق ہے جو بروے ریگولیشن مذکور بندیخانہ کی سزا دیئے جانے کے واسطے ضروری ہے سوال یہہ نہین ہے کہ آیا دیسی عیسائی بحیثیت ایک جماعت کے سزاء مذکور کو ہتک آمیز سمجھتے ہین بلکہ یہہ ہے کہ آیا مجرم بذاتہ بباعث اپنی سوشل حیثیت کے یا اور طرح پر (مثلاً تعلیم یافتہ ہوکر) ایک ایسا شخص ہوگیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۲۴۷۔

سن ۱۹ء
رنگیا دو
بنام
کونڈا ریڈی

جسپر کہ ہتک آمیز سزا کا دینا نامناسب نہین ہے۔

جیسا کہ کارروائیات عدالت ہذا نمبر ۱۲۳ مورخہ ۹ اکتوبر ۱۸۹۶ء مین ظاہر کیا گیا ہے (دیکھو اعظم واینز لاء آف آفنسز طبع سوم صفحہ ۶۰۵) لفظ "جسکو" مندرجہ دفعہ ۱۰ ریگولیشن مذکورہ بحوالہ الفاظ "مجرم فریقہا" کے استعمال کیا گیا ہے نہ کہ بحوالہ الفاظ "رذیل اقوام اشخاص" کے۔

صورت حال مین یہہ خیال کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ رنگیا دو بروے شرط دوم کے مستثنے تھا اور مجسٹریٹ ضلع کی چٹھی سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ وہ بروے شرط اول کے مستثنے تھا گو یہہ امر غیر اغلب نہین ہے کہ وہ تھا۔ اگر مجسٹریٹ ضلع بملحوظی آراے مذکور کے یہہ معلوم کرے کہ رنگیا دو بروے شرط اول کے مستثنے تھا تو وہ مجاز ہوگا کہ مزید بیان بغرض ظاہر کرنے اس امر کے کرے کہ وہ سزا جو دیگئی تھی ناجائز تھی۔

ڈیویس صاحب جسٹس:۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۶ نومبر ۱۸۹۶ء

پنگا وغیرہ (مدعیان نمبر ۱ تا ۶ و نمبر ۸ تا ۳۹) اپیلانٹان **بنام** اونی کٹی وغیرہ (مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۷ و نمبر ۸ و نمبر ۱۱ تا ۱۹ و نمبر ۳ تا ۶ و نمبر ۹ و نمبر ۱ و مدعی نمبر ۷) ریسپانڈنٹان *

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳۔ امر فیصلشدہ۔ نالش بعدالت سبارڈینیٹ جج۔ پہلی نالش عدالت منصف مین۔ تعین مالیت اُس نالش مین جو واسطے استقرار حق لطلب ایک رکن تارود کے رجوع کیگئی ہو۔ ایکٹ داد رسی خاص۔ ایکٹ ۱ ۱۸۷۷ء دفعہ ۴۲۔

ایک نالش عدالت سبارڈینیٹ جج مین واسطے استقرار اس امر کے رجوع کیگئی تھی کہ مدعیان و مدعاعلیہم نالش مذکورہ کو کوئی مشترک حق حاصل نہیں اور وہ ایسے تارود کے ارکین تھے جنکو کہ مشترکہ جائداد حاصل ہو

* اپیل دوم نمبر ۱۲۲۳ سنہ ۱۸۹۶ء منجانب ڈگری ڈبلیو ایچ ویلش صاحب ڈسٹرکٹ جج ملابار جنوبی بمقدمہ اپیل نمبر ۲۰۸ سنہ ۱۸۹۵ء منسوخ ڈگری اوجیندوسین ایکٹنگ سبارڈینیٹ جج ملابار جنوبی واقع کلیکٹ بمقدمہ ابتدائی نمبر ۳۹ سنہ ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۹۰۱ع
بیگا
بنام
امنی کٹی

جایداد تارود کی مالیت مدعیان نے مبلغ ۔۔۔۔ بیان کی تہی اور وہ درست مالیت قرار دیگئی تہی مگر معلوم ہوا تہا کہ مدعیان کے استحقاق واقعہ جایدادِ مذکور کی مالیت صرف مبلغ ۔۔۔ ہے۔ ایک نالش ما قبل میں مدعیان میں جو عدالت منصف ضلع میں رجوع کیگئی تہی یہہ قرار دیا گیا تہا کہ فریقین ایک ہی خاندان کے اراکین ہیں اور قرار داد مذکور بر طبق اپیل کے بحال رکہی گئی ہے۔ مدعیان نے بطور مزید دادرسی کے ایک حصہ جایداد کے قبضہ کی استدعا کی تہی جو مدعا علیہم کے استعمال میں تہی

تجویز ہوئی کہ نالش بطور امر فیصلشدہ کے اور نیز بروئے دفعہ ۲۴۔ ایکٹ دادرسی خاص کے ممنوع السماعت تہی۔

مالیت نالش استقرار اس امر کی کہ بعض اشخاص ایک تارود کے اراکین ہیں یا نہیں اُس حصہ کی مالیت ہے جو جایداد تارود میں سے انکو صورت میں حاصل ہوتی اگر تقسیم عام رضامندی سے کیجاتی۔

نالش واسطے استقرار کے۔ مدعیان نے اس امر کے استقرار کی نالش کی تہی کہ وہ اور مدعا علیہم مشترک حق نہیں رکہتے اور وہ اُس تارود کے اراکین نہیں جسکو مشترک جایداد حاصل ہو۔ مدعا علیہم نے دعوے مذکور کی تردید کی تہی اور یہہ عذر اُٹہایا تہا کہ نالش امر فیصلشدہ ہونیکی وجہ سے ممنوع السماعت ہے اور نیز بروئے دفعہ ۴۲۔ ایکٹ دادرسی خاص کے کیونکہ مدعیان نے دادرسی مستلزمہ کی استدعا نہیں کی۔ بتائید عذر اول کے انہوں نے فیصلہ نالش ابتدائی نمبر ۲۔ ۱۸۹۲ع بعدالت منصف شرناد پر انحصار کیا تہا جس میں منصف مذکور نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیان اور مدعا علیہم ایک ہی خاندان کے اراکین ہیں۔ قرار دادِ مذکور کو بر طبق اپیل کے ہائیکورٹ نے بحال رکہا ہے۔ مدعا علیہم نے یہہ بیان کیا تہا کہ جایدادِ تارود کی مالیت زیادہ لگائی گئی ہے تا کہ نالش حال عدالت سبارڈینٹ جج میں رجوع کیجا سکے اور فیصلہ مذکور کا اثر بطور امر فیصلشدہ کے زائل ہو جاے۔ تنقیحات ذیل قایم کیگئی تہیں۔ ۱۔ آیا نالش بباعث امر فیصلشدہ ہونیکے ممنوع السماعت ہے؟ ۲۔ آیا نالش بباعث اشتمال بیجا کے ممنوع السماعت ہے؟ ۳۔ آیا نالش کی مالیت زیادہ بیان کیگئی ہے تا کہ وہ عدالتِ ہذا میں رجوع کیجا سکے؟ ۴۔ آیا مدعیان اور مدعا علیہم کو کوئی مشترکہ حق حاصل نہیں ہے اور وہ ایسا تارود نہیں بناتے جو مشترکہ جایداد کے مالک ہوں؟ ایکٹنگ سبارڈینٹ جج نے یہہ قرار دیا تہا کہ نالش کی مالیت درست طور سے مبلغ ۔۔۔ بیان کیگئی ہے اور وہ بباعث فیصلہ عدالت منصفِ شرناد کے ممنوع السماعت نہیں ہے۔ اُسنے ایک ڈگری حسب استدعا صادر کی تہی۔ مدعا علیہم نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جسنے یہہ قرار دیا کہ نالش بباعث امر فیصلشدہ ہونیکے اور بروئے دفعہ ۴۲۔ ایکٹ دادرسی خاص کے ممنوع السماعت ہے۔ سوال اول کے متعلق کارروائی کرتے وقت اُسنے بیان کیا تہا: "تنقیح نمبر ا یہہ ہے کہ آیا نالش ہذا بروئے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ناقص ہے۔ اُسکا نتیجہ زیادہ تر تعبیر دستاویز (ن) پر منحصر ہے جو ایک دستاویز ۱۸۸۹ع ہے جسکے رُو سے جایداد اور واد لگلی خاندان کے اراکین کے مابین تقسیم کیگئی تہی فیصلہ کے فقرہ دہم میں یہہ قرار دیا گیا ہے کہ

سنہ ۱۹۰۰ع
پیگا
بنام
ادنی کٹی

دستاویز مذکور سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مدعیان اور مدعاعلیہم کو صرف اتانی داکم مشترک طور پر حاصل ہی اور اونکو کوئی مشترکہ استحقاقِ جایداد حاصل نہین۔ ہائیکورٹ نے اپیل دوم نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۷ع مین یہہ قرار دیا تہا کہ اسکی تعبیر درست طور پر منصف شرناد نے نالش ابتدائی نمبر ۴۲۸ سنہ ۱۸۹۵ع مین کی ہے۔ معاملۂ متنازعہ نالش مذکور مین یہہ تہا کہ آیا مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ حال بطور مشترک اراکینِ خاندان بشمولیت مدعیان کے گذارہ کے مستحق تہے۔ منصف نے یہہ قرار دیا تہا کہ اشخاص متنازعین ایک ہی خاندان کے اراکین تھے۔ مگر مدعیان اس امر کے استقرار کی نالش کرتے ہین کہ انکو ایک دوسرے کے ساتھ کوئی اشتراکِ استحقاق حاصل نہین ہے اسلئے نالش حال خلاف احکام دفعہ ۳۱ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کے ہے اور خارج کیجانی چاہیئے۔" اسنے اس قرارداد کو بحال رکہا تہا کہ جایداد متنازعہ کی مالیت مبلغ ... تہی مرعز الذکر امر کے متعلق کاروائی کر کے توقت اسنے بیان کیا تہا کہ: "یہ بحث بہ کیگئی ہے کہ نالش بروئے دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کے ناقص ہے کیونکہ مدعیان دادرسی مستلزمہ کے مستحق تہے جیسا کہ مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ کے بیانِ تحریری مین بیان کیا گیا ہے اپیل کنندہ مدعاعلیہم نے بطور اُس دادرسی مستلزمہ کے جسکا کہ مدعیان کو دعوے کرنا چاہیئے تہا بیدخلی مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ اور شاید دیگر مدعاعلیہم کا ذکر کیا ہے جنہون نے مدعیان کے تعارت پر مباہنہ مندرجۂ فہرست عرضیدعوے پر جہونپڑیان لگائی ہین۔ مدعیان نے بیان کیا ہے کہ یہ استعمال از طرف مدعیان ابتدائی ہی مدعاعلیہم مذکور کی نالش ابتدائی نمبر ۴۲۸ سنہ ۱۸۹۵ع شرناد سے مطابق انکے استعمال باجازت مدعیان کے ہے۔ اگر مدعیان نالش حال مین ناکامیاب ہون تاہم استعمال اجازتی ہے نہ کہ مخالفانہ لیکن اگر مدعیان نالش مین کامیاب ہون تو استعمال غالباً مخالفانہ ہوسکتا ہے اور مدعیان کو چاہیئے تہا کہ یا بیدخلی کا یا لگان کا دعوے کرتے۔ تمثیل (ز) دفعہ ۴۲ مین مدعی قابض تہا اور اپنے استقرار استحقاق قبضۂ جایداد کی نالش کرنے کے قابل تہا۔ صورتِ حال مین مدعی اُس خاص جایداد پر قابض نہین ہے جسمین کہ مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ رہتے ہین تاہم وہ ایسے استقرار کی نالش کرتا ہے جو بعد ازین اسکو بیدخلی کا مستحق کرے یا اراضی نمبر ۱ مندرجۂ فہرست عرضیدعوے کے لگان کا دعوے کرے۔ شرط مندرجۂ دفعہ ۴۲ مانع اس امر کی ہے کہ کوئی عدالت ایسا استقرار عطا کرے۔ مین قرار دیتا ہون کہ نالش ناقص ہے۔"

مدعیان نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

گووند امین صاحب بہیا شان:۔ نالش ہذا واسطے استقرار اس امر کے ہے کہ مدعیان اور مدعاعلیہم مختلف خاندانہائے کے اراکین ہین۔ اور انکو باہمی کوئی اشتراکِ استحقاق حاصل نہین

سنہ ۱۹۰۱ء
بچکا
بنام
...

نالش کی مالیت مبلغ سمہ ... قرار دیگئی ہے اور ہر دو عدالتہائے ماتحت نے یہہ قرار دیا ہے کہ اس جائداد کی مالیت جسکا دعوے مدعیان نے بطور اپنی جائداد لاشرکت غیرے کے کیا ہے وہی ہے جو کہ مدعیان نے معین کی ہے۔ وہ نالش جس میں سے نالش ہذا پیدا ہوئی ہے ایک نالش گذارہ تھی جو مدعاعلیہم نے بخلاف مدعیان کے رجوع کی تھی۔ وہ عدالت منصف میں رجوع کیگئی تھی اور اُسکی ڈگری کا عذر نالش حال میں بطور امر فیصلشدہ کے نہیں کیا جاسکتا جو بروئے قرارداد ہمارے کے درست طور پر عدالت منصف میں رجوع کیگئی ہے۔ نسبت عذر دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کے مدعاعلیہم صرف یکے از قطعات اراضی پر مدعیان کی اجازت سے قابض رہے ہیں اسلئے مدعیان کے واسطے اُسکے قبضہ کی استدعا کرنا ضروری نہیں۔

مسٹر سی کرشنن وکیل پی مدعاوار از جانب اپیلانٹان نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۴۔ نالش بروئے امر فیصل شدہ کے ممنوع السماعت ہے، کیونکہ گو نالش حال عدالت سبارڈینیٹ جج میں رجوع کیگئی ہے اور پہلی نالش (نمبر ۲۴۸ سنہ ۱۸۹۴ء) عدالت منصف میں رجوع کیگئی تھی تاہم اگر نالش حال کی مالیت درست طور پر معین کیجاتی تو وہ بھی عدالت منصف میں رجوع کیجاتی۔ نالش حال واسطے استقرار اس امر کے ہے کہ کہ مدعاعلیہم مدعیان کے تارود کے اراکین نہیں ہیں ایسی نالش کے واسطے تعین مالیت واسطے اغراض اختیار سماعت کے اُن حصص کی کل مالیت ہے جنکے کہ مستحق مدعیان بالارادہ تقسیم پر ہوتے اگر وہ اراکین تارود ہوں۔ ملاحظہ ہو کرشنن نمبیار بنام چیتھو نمبیار (۱) و کوماین نمبیار بنام چیتھو نمبیار (۲)، پس گو جائداد تارود کی مالیت مبلغ سمہ ... ہے تاہم چونکہ اُنکے حصص کی مالیت صرف ... ہے اسلئے نالش عدالت منصف کی سماعت کے قابل تھی اسلئے دفعہ ۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہوتی ہے۔ نیز نالش بروئے دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کے ممنوع السماعت ہے کیونکہ مدعاعلیہم اُس جائداد پر قابض ہیں۔ جو تارود کی ملکیت ہے، اور اُنکا قبضہ اگر وہ اراکین تارود نہیں ہیں اجازتی متصور نہیں کیا جاسکتا بلکہ مخالفانہ ہونا چاہئیے اسلئے مدعیان پر لازم ہے کہ قبضہ جائداد کی استدعا بطور دادرسی مستلزمہ کے کرتے۔

تجویز: ہم صاحب جج ضلع کے ساتھ اس امر میں اتفاق کرتے ہیں کہ نالش بطور امر فیصلشدہ کے اور نیز بروئے دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کے ممنوع السماعت ہے۔ ایک غیر رپورٹشدہ فیصلہ عدالت ہٰذا

(۱) اپیل نمبر ۱۳۵ سنہ ۱۸۹۵ء (غیر رپورٹ شدہ)
(۲) اپیل دوم نمبر ۲۳۴۲ سنہ ۱۸۹۳ء (" " ")

ستمبر ۱۹۱۶ء پنگا بنام اوگی کٹی

بمقدمہ کرشن نمبیار بنام چیتھو نمبیار ۱ مین یہہ قرار دیا گیا تھا کہ مالیت نالش استقرار جائداد باین امر کی کہ بعض اشخاص ایک تاروڈ کے اراکین ہین یا نہین اُس حصہ جائداد تاروڈ کی مالیت ہے جو کہ مدعیان کو حاصل ہوتا اگر تقسیم برضامندی جملہ فریقہائے کے عمل مین آتی۔ مطابق اس تعبیر کے مدعیان کی نالش کی مالیت ۹/۱۰ یعنے دوثلث مبلغ سے کا ہونی چاہئے جو کہ کل جائداد کی مالیت ہے بالفاظ دیگر مالیت نالش واسطے اغراض اختیار سماعت کے صرف اُس ہے اسلئے نالش قابل سماعت منصف ضلع کے تھی اسلئے فیصلہ نالش ابتدائی نمبر ۲۲۸ سنہ ۱۹۱۴ء بعدالت منصف ضلع منزماد جو بدیں مضمون تھا کہ اشتراک استحقاق موجود ہے مابین فریقین نالش حال کے ناطق ہے۔

نسبت دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کے ہماری یہہ رائے ہے کہ مدعیان علاوہ استقرار ادعویہ کے مزید دادرسی قبضہ دربارہ اُس جزو جائداد کا دعوے کرنیکے مستحق تھے جو کہ مدعا علیہم کے استعمال مین ہین دعوے تھا کہ وہ خاندان کے اراکین ہین۔ چونکہ انہون نے ایسا نہین کیا اسلئے مدعیان کی نالش محض واسطے استقرار کے چل نہین سکتی نتیجہ یہہ ہے کہ ہم اپیل دوم ہذا کو مع خرچہ رسپانڈنٹان نمبر ا لغایت نمبر ۳ کے خارج کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ابرامنیا ایار صاحب جسٹس و بلسن صاحب جسٹس

۱۰ نومبر ۱۹۱۶ء

سکریٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل (مدعا علیہم) اپیلانٹ بنام پیرونی پالی وغیرہ (مدعیان) رسپانڈنٹان *

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۲۴۔ نوٹس قبل از ابجاع نالش بخلاف سکریٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل یا بخلاف عہدہ دار سرکاری کے۔ نوٹس بجانب دو منجملہ تین مالکان اراضی کے بنا ئے دعوے۔

تین مشترک مالکان اراضی نے ایک قسم زرنقد کے دلا پانے کی نالش کی تھی جو بطور شرح آبپاشی کے ادا کیگئی تھی جسکی نسبت انہون نے یہہ بیان کیا تھا کہ دملنے گورنمنٹ نے ناجائز طور پر فصلی ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ کیواسطے وصول کی تہی

(۱) اپیل نمبر ۱۳۵ سنہ ۱۹۰۸ء (غیر رپورٹ شدہ)

* اپیل دوم نمبر ۱۱۴۱ سنہ ۱۹۱۵ء بنا راضی ڈگری جے ڈبلیو ایف ڈم گو صاحب مسٹر کٹ جج تنی ولی بمقدمہ اپیل نمبر ۳۰ سنہ ۱۹۱۵ء منسوخکنندہ ڈگری بین سروتہا مارا ڈ عارضی سبار ڈینیٹ جج تنی ولی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۹۶ سنہ ۱۹۱۳ء۔

سنہ ۱۹۰۱ع
سکریٹری آف سٹیٹ
بنام
پیر دل بوائی

نوٹس ارجاع نالش مدعیان مین سے صرف دو نے دیا تہا اور اُس نوٹس مین شرح فصلی ۱۳۰۲ کا ذکر بطور بنائے دعوے کے نکیا گیا تہا کیونکہ نوٹس مذکور کے دیئے جانکی تاریخ پر شرح فصلی ۱۳۰۲ وصول نکیگئی تہی - یہہ عذر کئے جانے پر کہ نوٹس مذکور ناجائز تھا . اور وہ نالش جو اُسپر مبنی رکھی گئی ہے چل نہ سکتی تہی -

تجویز ہوئی کہ نوٹس اسوجہہ پر ناجائز تہا کہ وہ تین مشترک مالکان مین سے صرف دو نے دیا تہا - اُس نوٹس کی غرض جو بروے دفعہ ۴۲۴ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کے ضروری ہے یہہ ہے کہ مدعا علیہ کو دعوے کے تصفیہ کا موقعہ دیا جائے اگر اسکو ایسا منظور ہو دیا گیا ہو اور کہ غرض مذکور کامل طور پر پوری ہو گئی ہتی جبکہ تین مدعیان مین سے دو نے نوٹس دیا تہا نیز تجویز ہوئی کہ نوٹس اس امر واقعہ کی وجہہ سے ناجائز تہا کہ وصولی شرح فصلی ۱۳۰۳ کا ذکر بطور بنائے دعوے کے نہ کیا گیا تہا - آئندہ رقم کی وصولی مابعد کے فصلی کیواسطے بعد نوٹس ارجاع نالش دیئے جانیکے ایک جدید بنائے دعوے نہ تہی جسکی روسے مزید نوٹس زیر دفعہ ۴۲۴ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کا دیا جانا ضروری ہوتا - لفظ " بنائے دعوے " مندرجۂ دفعہ ۴۲۴ کی تعبیر محدود معنو مین نکیجانی چاہیئے کیونکہ دفعہ مذکور کی غرض محض یہہ ہے کہ مدعا علیہ کو وجہہ شکایت کی اطلاع ہوجاے

نالش واسطے استقرار حق اور واسطے دلاپانے ایک رقم زر نقد وصول کردۂ مدعا علیہ اور مدعیان اور واسطے ایک حکم امتناعی کے - مدعیان کوناکودی کے متہادار ان ہین - فصلی ۱۳۰۲ مین گورنمنٹ نے مدعیان سے مبلغ ۱۱ر ۶ پ ۴۹ مالیہ بطور فصلی جستی یا شرح آبیانہ کے وصول کئے تہے فصلی ۱۳۰۳ مین بہی گورنمنٹ نے مبلغ ۱۴ ار ۴۹ للعہ بطور فصلی جستی کے وصول کئے تھے - مدعیان نے یہہ بیان کیا تہا کہ شرح مذکور ناجائز طور پر وصول کیگئی ہے اور اُنہون نے اس امر کے استقرار کی استدعا کی ہتی کہ گورنمنٹ کو کوئی حق اُسکی وصولی کا حاصل نہین ہے ، اور اُنہون نے رقوم مذکورہ کے دلاپانے کی استدعا کی ہتی جو کہ اُنسے وصول کیگئی تہین - اور واسطے ایک دوامی حکم امتناعی کے جسکی روسے مدعا علیہ آئندہ کیواسطے فصلی جستی کے وصول کرنیسے باز رکہا جاے - نوٹس نالش کا صرف مدعیان نمبر ۲ و نمبر ۳ نے دیا تہا اور اُس مین شرح آبیانہ فصلی ۱۳۰۳ کے وصول کئے جانیکا ذکر بطور بنائے دعوے نکیا گیا تہا . ہر سہ مدعیان (جیسا کہ صاحب جج ضلع نے قرار دیا ہے) متا کے مشترک مالکان ہین . لیکے حصص کبہی منقسم کئے گئے تہے . جسوقت کہ نوٹس ارجاع نالش دیا گیا تہا . فصلی ۱۳۰۳ کی شرح وصول نکیگئی تہی - نوٹس کا اثر یہہ تہا کہ مدعا علیہ کو کوئی حق فصلی جستی کی بابت کسی رقم کی وصولی کا حاصل نہتا اور کہ وہ وصولی جو سنہ ۱۳۰۲ مین کیگئی ہتی ناجائز تہی - مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا تہا کہ کوئی نوٹس ارجاع نالش ہر سہ مدعیان کیطرف سے نہ دیا گیا تہا سوا نوٹس جسپر کہ مدعیان نے انحصار کیا ہے صرف دو مدعیان کیطرف دیا گیا تہا یہہ بہی عذر کیا گیا تہا کہ نوٹس مذکور مین بہی کوئی بیان دربارہ ادائیگی شرح سنہ ۱۳۰۳ فصلی کے نکیا گیا تہا - مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا تہا کہ نوٹس مذکور ناجائز تھا - اور کہ وہ نالش جو اُسپر مبنی تہی چل نہ سکتی تہی - جواب دعوی

سنہ ۱۹۱۰ء
سکرٹری آف سٹیٹ ہند
بنام
پیرو مل پائی

تحریری مین بیانات ذیل درج ہین ؛ "وہ اراضیات آبی جنپر کہ فصلی جستی حال لگائی گئی ہے ۔ یک فصلا اراضی بروقت بند و بست دوامی کے تہی اور وہ پیشکش جو بروے ملکیت استمرار سند کے مقرر کیگئی ہے صرف ایک ہی فصل کی تشخیص ہے اور اسکے روسے اراضیات مذکور کسی موخذہ یا ابواب سے بری الذمہ نہین کیگئین جو کہ استعمال آب سرکاری کیوجہ سے مزید زراعت کے اراضیات مذکور مین کئے جانیکے واسطے واجب الادا ہون ۔ اور کہ وہ پانی جو مدعیان کے تالاب مین جمع کیا گیا ہے سرکاری پانی ہے اور وہ ایک نہری ندی سے لیا جاتا ہے جسکی مرمت سرکار کرتی ہے اور جو اراضیات سرکاری مین واقع ہے ۔ اور کہ دوسری زراعت مسلمہ طور پر اراضی مذکور پر کیگئی ہے اور اسکے واسطے گورنمنٹ کے پانی کا استعمال کیا گیا ہے اسلئے ایسے استعمال کے واسطے فصلی جستی کا لگایا جانا جو بروے قواعد کے واجب الاخذ شرح ہے درست و مناسب ہے اور اسکے روسے کسی احکام دوامی سند کی خلاف ورزی نہین ہوتی " ۔ "تنقیح اول جو قائم کیگئی تھی حسب ذیل تھی ؛ ۔ آیا وہ نوٹس اجراے نالش جو مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے دیا تھا قانوناً کافی ہے یا نہین خواہ بلحاظ فریقین یا بلحاظ دعوے کے ؟ " "تنقیح نمبر ۱ مین یہہ سوال اٹھایا گیا تہا کہ آیا مدعیان کامل طور پر تالاب ہاے کے پانی کے مستحق تھے ۔ سب آرڈینیٹ جج نے یہہ قرار دیا تہا کہ نوٹس کافی تہا اور اسنے ایک ڈگری حسب استدعا صادر کی تہی ۔ صاحب جج ضلع نے بر طبق اپیل کے ڈگری مذکور کو بحال رکہا تہا ۔ واقعات کی نسبت انہون نے یہہ بیان کیا تہا کہ " عذر یہہ کیا گیا ہے کہ وہ پانی جسکا دعوے اراضیات کی آبپاشی کیواسطے کیا گیا ہے ایسی ندی کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا تہا جو سرکار نے بنائی ہے اور اسلئے گورنمنٹ زیر ایکٹ ۱۸۶۵ء اسپر شرح آبیانہ کے لگانیکی مستحق ہے جسکی کہ تشخیص کیگئی ہے ۔ کوئی ایسی شہادت مسل مین موجود نہین جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ وسائل آبپاشی متنازعہ اور گورنمنٹ سے کس طور پر متعلق سمجھے جاتے ہین مگر اس امر پر بحث کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ میری اولاً یہہ رائے ہے کہ ایکٹ ۱۸۶۵ء بلا شبہ طور پر گورنمنٹ کو استحقاق متدعویہ عطا نہین کرتا کیونکہ ایکٹ مذکور کی دفعات سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اراضی جس سے شرح آبیانہ وصول کیجا سکے صرف اراضی پنجا ہے ۔ صورت حال مین اراضیات مسلمہ طور پر اراضیات پنجا ہین اسلئے ایکٹ مذکور کی ذیل مین نہین آتین ۔ مزید برآن ۱۸۳۳ء مین زمینداری سوکاپیتی بعلت بقایاے مالگذاری نیلام کیگئی تہی اور گورنمنٹ نے خرید کرلی تہی وہ ۱۸۵۰ء تک گورنمنٹ کے قبضہ مین رہی تہی ۔ اس اثنا مین جملہ اراضیات آبی کے دو فصلہ اراضیات مین بذریعہ ترقیات تبدیل کرنے کی کوششین کیگئی تہین ۔ ۱۸۵۰ء مین زمینداری کا قبضہ ابتدائی زمیندار کے وارث کے حق مین بحال کیا گیا تہا اور سند اوسکو عطا کیگئی تہی ۔ اسیوقت ایک

سنہ ۱۹۰۱ء
سکرٹری آف اسٹیٹ ہند
بنام
چیرودل پلائی

مسودہ مچلکہ مرتب کیا گیا تہا جس مین یہہ شرط درج تہی کہ صرف نصف اور معمولی ٹیکس زمیندار کو مزارعان سے دوسری زراعت کے واسطے وصول کرنا چاہیئے اسلیئے یہہ امر بالکل صریح ہے کہ دوسری زراعت کا امر گورنمنٹ کی نظر سے بچا رہا تہا۔ مگر با اینہمہ گورنمنٹ کا استحقاق نسبت کسی مزید ٹیکس کے دربارۂ زراعت دوم لگانیکے سند مین محفوظ نہین کیا گیا۔ جو امر کہ ظاہر کیا گیا ہو وہ اس بات کو جو ظاہر نہو مسدود کر دیتا ہے۔ پس بہر حال میری یہہ رائے ہے کہ گورنمنٹ کیطرف سے صورتِ حال مین شرح آبیانہ کا لگایا جانا قانوناً یا رضامندی فریقین کیوجہ سے جائز نتہا۔ چنانچہ عدالتِ ماتحت کی ڈگری بحال رکہی جاتی ہے اور اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے ؞

مدعا علیہ نے اپیل دوم حوالہ رجوع کیا۔

وکیل سرکار (مسٹر ای بی پاول) منجانب مدعا علیہ۔

وی کرشنا سامی ایار منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۲۔

تجویز۔ ہماری رائے مین کوئی جائز اعتراض نوٹس کی نسبت اسوجہہ سے نہین کیا جاسکتا کہ وہ صرف منجانب دو منجملہ تین مشترک مالکان کے دیا گیا تہا یہہ امر کئی بار قرار دیا جا چکا ہے کہ اُس نوٹس کی غرض جسکا دیا جانا بروئے دفعہ ۴۲ مجموعۂ ضابطہ دیوانی کے ضروری ہے یہہ ہے کہ مدعا علیہ کو بغیر تنازعہ کرنیکے دعوی کا تصفیہ کر لینے کا موقعہ دیا جائے اگر اسکو ایسا ہی مشورہ دیا جائے وہ غرض بکامل طور پر حاصل ہو گئی ہے۔ جبکہ تین مدعیان مین سے دو نے نوٹس دیا ہے۔ اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرا اعتراض نوٹس کی نسبت جو یہہ ہے کہ کوئی اطلاع اُس رقم کے دعوے کے متعلق نہ دیگئی تھی جو کہ بطور فصلی جستی سنہ ۱۳۰۳ فصلی کے وصول کیگئی تہی ناجائز ہے۔ وہ نوٹس جو دیا گیا تہا یہہ تہا کہ مدعا علیہ کو کوئی حق کسی شئے کی وصولی کا بطور فصلی جستی کے حاصل نتہا اور کہ وہ وصولی جو اُسنے بحساب مذکور سنہ ۱۳۰۲ مین فصلی مین کی تہی ناجائز تہی۔ یہہ امر واقعہ کہ مزید رقم مابعد کے فصلی کے واسطے وصول کیگئی تہی بعد اسکے کہ نوٹس ارجاع نالش دیا گیا تہا ہماری رائے مین ایسا جدید بنائے دعوے متصور کیا جانا چاہیئے جو مزید نوٹس زیر دفعہ ۴۲۴ کا مقتضی ہو۔

لفظ "بنائے دعوے" مندرجہ دفعہ مذکور کی تعبیر ہماری رائے مین محدود معنون مین کیجانی چاہیئے۔ دفعہ مذکور کی غرض اصل صرف یہہ ہے کہ مدعا علیہ کو وجہہ شکایت کی اطلاع دیجائے (مقابلہ کیجیے ہمراہ جونس بنام برڈ (۱) کے) اور جملہ عملی اغراض کیواسطے صورتحال مین اُس نوٹس کے ذریعہ سے ایسا ہی کیا گیا تھا۔ جو کہ دیا گیا تہا۔

(۱) بحوالہ دائڈلفس رپورٹس جلد ۵ صفحہ ۲۰۷ و صفحہ ۲۴۳۔

ستمبر ۱۹ء
سکریٹری آف اسٹیٹ ہند
بنام
چیرومل پلائی

اب ہم واقعات کیطرف عود کرتے ہین غیر متنازعہ واقعات حسب ذیل معلوم ہوتے ہین ۔
مدعیان کا متنا ایک جزو اُس زمینداری کا ہے جو ابتداءً ایک مستقل سند پر سنہ شلہ مین دیگئی تھی وہ بعلت بقایا مالگذاری کے سنہ ۱۸۳۶ء مین نیلام کیجاکر گورنمنٹ نے خرید کرلی تھی ۔ مگر وہ پھر سنہ ۱۸۵۹ء مین بردے ایک سند استمراری کے عطا کیگئی تھی ۔ مابین سنہ و سنہ کے گورنمنٹ نے ایک بند دریا مین اُسجگہ لگایا تھا جہانکہ وہ ندی جس سے کہ کنا کودی تالاب واقعہ زمینداری مذکور کو پانی ملتا تھا دریا سے نکلتی تھی اور اسطرح پر تالاب مذکور کے پانی مین اضافہ ہوگیا تھا اور اسطرح اُن اراضیات زمینداری مین ترقی ہوگئی تھی جو اُس سے سیراب ہوتی تھین ۔ باقی پانی تالاب کا ایک اور گانو کیطرف چلا جاتا ہے جو کہ تاحال گورنمنٹ کی ملکیت ہے ۔ عطیہ سنہ ۱۸۵۹ء بعدان ترقیات کے کئے جانیکے کیا گیا تھا ۔ کوئی حکم عطیۂ مذکور مین ایسا موجود نہین ہے جسکے روسے وہ استعمال محدود کیا گیا ہو جسکا کہ معطی لہٗ تالاب کے پانی مین مستحق تھا خواہ اراضیات خشک کی آبپاشی کیواسطے یا اراضیات آبی مین دوسری کاشت کرنیکے واسطے ۔ پس اسصورت مین یہہ قرار نہین دیا جاسکتا کہ معطی لہٗ صرف اسقدر استعمالِ آب کا مستحق ہے جسقدر کہ وہ فی الواقعی طور پر بروقت عطیہ کے استعمال کرتا تھا ۔

محض یہہ امر واقعہ کہ زراعت آبی مین توسیع کیگئی ہے یا وسایل زمینداری مین اور ترقی کیگئی ہے ۔ گورنمنٹ کو پیشکش کے اضافہ کرنیکا مستحق نہین بناتا ۔ صرف ایک ہی وجہہ جسپر کہ حال جیسے مقدمہ مین گورنمنٹ فصلی جستی کا مطالبہ کرسکتی ہے صرف اُسصورت مین موجود ہوگی جبکہ وہ پانی جس کے واسطے مطالبہ کیا گیا ہے گورنمنٹ کی ملکیت ثابت کیا جائے مگر جو کچھ کہ قبل ازین بیان کیا گیا ہے اُس سے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ کل پانی جو تالاب مین جمع ہے معطی لہٗ کی ملکیت ہے نہ کہ سرکار کی ۔

اسوجہہ سے گورنمنٹ دوسری زراعت کے واسطے جو ایسے پانی سے کیگئی تھی فصلی جستی دلا پانے کی مستحق نہ تھی ۔

اسلیے ہمکو اپیل دوم حال معہ خرچہ خارج کرنا چاہیے ۔

ہماری یہہ رائے ہے کہ کل پانی جو تالاب مین جمع ہے معطی لہٗ کی ملکیت ہے بطور فیصل کنندہ کسی سوال مابین معطی لہٗ اور اُن اشخاص کے متصور نہ کیجانی چاہیے جو باقی تالاب کے پانی کے مستحق مطابق قائم شدہ رواج کے ہون ۔۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ڈیوس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

جگنا دھا راؤ وغیرہ (ملزمان) بنام کماراجو (مستغیث) ریسپانڈنٹ ٭ ۱۰ ستمبر و ۲ نومبر ۱۹۰۸

مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۳۶۱ و ۳۶۳ و ۳۶۶ - حفاظت جائز سے لے بھاگنا - یہ ولی جائز یا قبضہ والدین کا جاری رہنا گو جسمانی قبضہ عارضی طور پر کسی اور شخص کو حاصل ہو -

ش ایک لڑکی ۱۰ سالہ عمر کی ہمراہ اپنے باپ کی ولایت میں رہتی تھی جس کی ایک ہمشیرہ ایک شخص ت کے چچا زاد برادر سے بیاہی گئی تھی اور اپنے شوہر کے ساتھ ت کے گھر میں رہتی تھی ش اپنے باپ کے علم اور اوسکی رضامندی سے اپنی ہمشیرہ کو ملنے کیواسطے ت کے گھر جاتی تھی اور ایک دفعہ وہ قریباً ایکماہ تک وہیں رہی تھی جبکہ چار برادران ر جو ش کے چچا زاد تھے ایک رات کو ت کے گھر میں آئے اور ش کو اپنے گھر لیگئے جو بہت نزدیک تھا اور ش کی شادی فوراً ان میں سے ایک کے ساتھ کر دی گئی ش کے باپ سے رضامندی نہ لیگئی تھی اور اونکو اور ت کو یہ معلوم تھا کہ ش کا باپ اس شادی کی نسبت اعتراض کریگا - ت اس شادی کے وقت موجود تھا اور اوسنے اوسمیں رضامندی دی تھی اس امید پر کہ وہ بعد میں لڑکی کے باپ سے راضینامہ کر لیگا - مگر باپ نے پولیس سے امداد کیا تھا جسکے حوالہ ش کو اوسکے چچا زاد برادران نے بعد ۴۸ گھنٹہ تک اپنے گھر میں رکھنے کے کر دیا تھا - اسپر چار برادران پر الزام زیر دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند ش کو حفاظت جائز سے بدین نیت لے بھاگنے کا لگایا گیا تھا کہ وہ انمیں سے ایک کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیجائے - الزام عام الفاظ میں مرتب کیا گیا تھا اور اوسمیں یہ بیان نکیا گیا تھا کہ کسکی ولایت میں سے بھگا لیجانیکا جرم کیا گیا ہے مگر تجویز اس بنا پر کیگئی تھی کہ بھگا لیجانا ت کی ولایت میں سے تھا - ملزمان اسوجہ پر بری کئے گئے تھے کہ اسوقت جائز ولی لڑکی کا ت تھا اور یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ بلا رضامندی ت کے لیجائی گئی تھی - گورنمنٹ کیطرف سے ایک اپیل بنا ر منفی فیصلہ بریت -

تجویز ہوئی کہ ملزمان درست طور پر ش کو ت کی حفاظت سے لے بھاگنے کے جرم سے بری کئے گئے تھے مگر یہ سوال کہ آیا وہ ش کو اوسکے باپ کی حفاظت سے لے بھاگنے کے مجرم تھے فیصل نکیا گیا تھا اور وہ فیصل کیا جانا چاہئے تھا - لفظ شامل مندرجہ تشریح دفعہ ۳۶۱ مجموعہ تعزیرات ہند کا منشا اس حفاظت کو محدود کرنے کا نہیں ہے جو کہ دفعہ مذکور کے منشا سے نابالغان کے والدین کو حاصل ہوتی ہے بلکہ اسکا منشا اس حفاظت کو بذریعہ اضافہ کرنے الفاظ یہ ولی جائز میں کسی ایسے شخص کے ہے جسکو کہ جائز طور پر نابالغ کی حفاظت سپرد کیگئی ہو - یہ امر واقعہ کہ کوئی باپ اپنے بچے کی حفاظت کسی ملازم یا دوست کو کسی محدود عرصہ کے واسطے اور کسی خاص غرض کیواسطے عطا کرتا ہے باپ کے حقوق ولایت کو نہ موقوف [illegible] کرتا ہے - فیصلہ کسی طرح زائل نہیں کرتا - اگر واقعات سے جائز قبضہ ظاہر ہو کہ جاری ہے تو اس کے ناجائز طور پر باپ کے قبضہ اور حفاظت میں سمجھا جانا چاہئے گو واقعی قبضہ عارضی طور پر ایک [illegible]

[illegible] نمبر ۲۱ فوجداری سنہ ۱۹۰۸ء زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بمقابلہ فیصلہ بریت صادر کردہ [illegible] مقدمہ نمبر [illegible]

سنہ ۱۹ء
جگنا دینا راؤ
بنام
کماراجو

اپیل بناراضی حکم بریت زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری چار اشخاص پر زیر دفعہ ۳۶۶ مجموعۂ تعزیرات ہند یہہ الزام لگایا گیا تہا کہ انہوں نے ایک نابالغ کو حفاظت جایز سے بہگا لیا ہے نابالغہ مذکورہ ایک لڑکی مسمی سراستما آٹہہ سال عمر کی اور ایک شخص مسمی پی اچارلو تحصیلدار نبالی کی دختر تہی. نابالغہ مذکورہ باپ کے علم اور اسکی رضامندی سے ایکماہ قبل ہنگام ارتکاب جرم کے اپنی بہن کے ہان گئی ہوئی تہی جسکی شادی ایک شخص کماراجو کے چچازاد برادر کے ساتہہ ہوئی تہی جو بہوگاپورم مین کماراجو کے گہر مین رہتا تہا۔ ملزمان جو برادران اچارلو پدر نابالغہ کے چچازاد برادران تہے اور وہ ایک رات کو کماراجو کے گہر آکر نابالغہ کو اپنے گہر لیگئے تہے جو بہت نزدیک تہا جہان اسکی شادی فوراً ملزم نمبر ۲ کے ساتہہ کیگئی تہی۔ مزید واقعات مقدمہ فیصلۂ عدالت مین کامل طور پر بیان کیے گئے ہین سشن جج نے شہادت کے متعلق کارروائی کرکے یہ بیان کیا تہا۔ "ہر دو اسیسران نے ملزمان کو مجرم قرار نہین دیا۔ کیونکہ سراستما نے یہہ بیان نہین کیا کہ اسپر کوئی جبر کیا گیا تہا اور وہ بظاہر اپنی حالت پر بالکل مطمئن تہی۔ نیز انکی یہہ رائے ہے کہ اگر بہگا لیجانے کا جرم واقعی طور پر عمل مین آتا تو منصف وجہہ نے اس امر کی رپورٹ بغیر کسی استغاثہ کے اسکے روبرو کئے جانے کی ہوتی۔ مین اسیسران کی قرارداد سے اختلاف کرنے کو تیار نہین جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے اس امر کی نسبت شبہ کرنے کی مناسب وجوہات موجود ہین کہ ملزمان نے بلا رضامندی کماراجو کے عمل کیا تہا جو اسوقت لڑکی کا ولی تہا۔ تجویز کے ختم ہونے کے وقت پبلک پراسیکیوٹر نے یہہ حجت کی تہی کہ کماراجو خود لطور بہگا لیجانے والے کے سمجہا جانا چاہئے کیونکہ اسکو کوئی اختیار لڑکی کی شادی چلاتی کے ساتہہ کرنیکا حاصل نہ تہا اور اسنے یہہ استدعا کی تہی کہ اعانت بہگا لیجانے کا الزام اضافہ کیا جانا چاہئے مینے مقدمہ کے اس مرحلہ مین ایسا کرنا مناسب سمجہا تہا۔ اسیسران کی قرارداد کو تسلیم کرکے مین ملزمان کو جرم بہگا لیجانا زیر دفعہ ۳۶۶ سے بری کرتا ہون جسکا کہ انپر الزام لگایا گیا ہے۔ ملزمان جو ضمانت پر ہین رہا کئے جاتے ہین۔"

اس حکم رہائی کی ناراضی سے گورنمنٹ نے اپیل کیا تہا۔

مسٹر این سبرامنیام ازطرف پیروکار سرکار۔ یہہ فرض کرکے کہ کماراجو ایک رضامند فریق تہا اسنے ملزمان کے ساتہہ سازش کی تہی باوصف اس علم کے کہ لڑکی کے باپ شادی مین رضامندی ظاہر نہین کی اور کہ وہ استدعا کئے جانے پر بہی رضامند ہوگا مگر کماراجو کی سازش ملزمان کو ذمہ داری ارتکاب جرم بہگا لیجانے سے محفوظ نہین کرتی۔ کماراجو صرف عارضی طور پر ایک خاص غرض کے واسطے تہا جیسے کہ ایک سکول ماسٹر ہو وہ زیر دفعہ ۳۶۱ مجموعۂ تعزیرات ہند ایک ہی جایز نہ تہا لڑکی اسکی حفاظت

سنہ ۱۹۰۰ء
جگنادہا راؤ
بنام
کماراجو

مین شادی کیواسطے دیگئی تھی۔ اُسنے اُسکے لیجائے جانیکی اجازت باوصف اس علم کے دی تھی کہ وہ ایک ازملزمان کے ساتھہ شادی کرنے پر مجبور کیجائیگی۔ کتاب شہادت فوجداری مولفہ راسکو صاحب طبع یازدہم کے صفحہ ۲۵۴ پر یہہ درج کیا گیا ہے کہ ایک عارضی ولی کے فریب سے وہ اپنا جملہ استحقاقِ قبضہ نابالغ زائل کردیتا ہے جو قانوناً اپنے طبعی ولی کے قبضہ مین چلا جاتا ہے استدعا یہہ کیگئی ہے کہ وہ جرم جسکا ارتکاب فی الحقیقت ملزم نے کیا تھا باپ کی حفاظتِ جائز سے بہگانے کا جرم تھا نہ کہ کماراجو کی حفاظت سے۔ مقدمہ قیصرہند بنام ہیپنٹل (۱) مین یہہ قرار دیا گیا تھا کہ ایک ماں نے بھی جرم بہگا لیجانیکا ارتکاب کیا ہے جبکہ وہ ایک لڑکی کو اُسکے باپ کے گہر سے اس صریح غرض کیساتہہ لیگئی تھی کہ اُسکی شادی بلا رضامندی کے کردے۔ صورتِ حالین کماراجو کی حیثیت اُس سے بدتر ہے۔ دفعہ مذکور کا منشا حقوقِ پدری کو محفوظ کرنیکا ہے۔ بروئے تشریح دفعہ ۴۹۳ کے باپ کے وہ حقوق جو لڑکی پر حاصل ہوتے ہین عارضی اولیاء کو عطا کئے گئے ہین۔ مگر باپ کا استحقاق ارجاع نالش زائل نہین ہوجاتا جبکہ اُسکے حقوق پر فریب کیا گیا ہو۔ یہہ امر کہ جسمانی قبضہ ضروری نہین ہے صریح طور پر مقدمہ سرکار بنام مائیکاک (۲) مین قرار دیا گیا ہے جہان ولس صاحب جسٹس نے یہہ قرار دیا تھا کہ لڑکی جو کوچہ مین ہو اپنے باپ کے قبضہ مین الا جبکہ اُسنے بالکل نیت گہر مین واپس آنیکی ترک کردی ہو۔ ایسا ہی مقدمہ ملکہ بنام منکٹی لو (۳) مین قرار دیا گیا تھا جہاں کہ لڑکی ملزم کو اپنے باپ کے گہر سے فاصلہ پر ملی تھی اور اسکے ساتھہ چلی گئی تھی۔

دی کرشنا سامی ایار کے سرامیناستری بجانب ملزمان:۔ لڑکی باپ کے علم اور رضامندی سے کماراجو کے پاس بہیجی گئی تہی تاکہ وہان ایک غیر محدود عرصہ تک رہے نہ کہ کسی عارضی غرض کیواسطے لہٰذا کماراجو جائز ولی لڑکی کا حسب منشا تشریح منسلکہ دفعہ ۳۶۱ تھا چونکہ اُسنے لیجائے جانے مین رضامندی ظاہر کی تھی اسلئے کماراجو کی حفاظت سے کوئی بہگا لیجانا بلا اُسکی رضامندی کے وقوع مین نہ آیا تھا اسلئے ملزمان نے کسی جرم کا ارتکاب نکیا تھا۔ معیار یہہ ہے کہ آیا کماراجو ایک نالش زیر دفعہ مذکور رجوع کرنیکا مستحق ہوتا اگر کسی اور شخص نے اُسکو لڑکی کی حفاظت سے محروم کیا ہوتا۔ اس مین شبہ نہین کہ وہ ایسا کرسکتا تھا۔ اگر کماراجو نے خود اپنے گہر مین شادی کی ہوتی تو ملزمان نے کسی جرم زیر دفعہ مذکور کا ارتکاب نکیا ہوتا۔ مقدمہ ملکہ بنام بلدیو (۴) مین ایک یتیم لڑکی ایک ایسے شخص کی حفاظت سے لیجائی گئی تھی جسنے وہ ایک ایسی عورت کی حفاظت مین سے لی تھی جسنے اپنے آپکو بحیثیت مادری مین رکھا تھا قرار دیا گیا تھا کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۰۹۔
(۲) کاکس کریمنل کیسز جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۔
(۳) جرنل مجسٹریٹ کیسز جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۵۔
(۴) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۸۔

سنہ ۱۹۰۰ء
جگنادھ راؤ
بنام
کماراجو

کسی جرم کا ارتکاب نکیا گیا تھا۔ مقدمہ مکس بنام گوردا(۱) مین مان نے لڑکی کو لیڈی گور کی حفاظت مین رکھا تھا۔ جسنے لڑکی کی شادی خود اپنے لڑکے کے ساتھہ بلا رضامندی لڑکی کی مان کے کردی تھی۔ لارڈ ہربرٹ صاحب نے یہہ قرار دیا تھا کہ کسی جرم کا ارتکاب نہین کیا گیا۔ اس عذر کی تائید نہین کیجاسکتی کہ لڑکی باپ کی حفاظت مین اسیوقت آگئی تھی جبکہ اسکی شادی کیگئی تھی۔ مقدمہ مذکور مین باپ تنالی مین رہتا تھا جینے کئی سویل کے فاصلہ پر یہہ بروے دفعہ مذکور کے واقعی بھگا لیجانا حفاظت جائز ایک ایسی شخص سے دتوعین آنا ضروری ہے جسکو کہ جسمانی قبضہ لڑکی کا حاصل ہو۔ تشریح مذکور صحیح ہے۔ فعل ازدواج کا کوئی تعلق بھگا لیجانیکے جرم کے ساتھہ نہتھا۔ اگر فریب کا ارتکاب کیا گیا تھا۔ تو جواز ازدواج کی نسبت ممکن طور پر ایک نالش دیوانی مین اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ وہ مقدمات جنکا اقتباس بغرض ظہار اس امر کے دیا گیا ہے کہ جسمانی قبضہ ضروری نہین ہے ایسے مقدمات ہین جن مین کہ لڑکی گھر سے باہر چلی گئی تھی جبکہ وہ اپنے باپ کی حفاظت مین تھی۔ یہہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس مین باپ نے اپنا اختیار لڑکی پر سے اٹھا لیا تھا اور اوسکی عام حفاظت ایک اور شخص کے حوالہ کی تھی سو وہ اسپر کسی بلا واسطہ اختیار رکنے کے عمل مین لانیکا مجاز نہتھا۔ سکول ماسٹر (استانی) کی صورت بہی اس سے مختلف ہے، کیونکہ وہ ایسی عام حیثیت دلی نہین رکہہ سکتی جیسی کہ کماراجو کو حاصل تھی بلکہ وہ ایک خاص غرض کے واسطے محافظ ہوتی ہے۔ لڑکی درحقیقت ایک رکن کماراجو کے خاندان کی ہوگئی تھی۔ اسنے مقدمات سرکار بنام جارج کرلیس (۲) وسرکار بنام ہینکرس (۳) وسرکار بنام ملر (۴) کا حوالہ دیا۔

بنسن صاحب جسٹس - بہ صورت حال مین ملزمان اس جرم سے بری کئے گئے ہین کہ وہ ایک چودہ سال سے کم عمر کی لڑکی کو اسکے ولی جائز کی حفاظت سے بلا اوسکی رضامندی کے اور اس نیت سے بھگا لیگئے ہین کہ وہ اس امر پر مجبور کیجائے یا باوصف علم اس امر کے اغلب ہونیکے کہ وہ خلاف مرضی خود شادی کرنے پر مجبور کیجائیگی۔ (دفعات ۳۶۱ و ۳۶۳ و ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند) گورنمنٹ نے حکم بریت کی نارضی سے اپیل کیا ہے۔

مین یہہ خیال کرتا ہون کہ واقعات درست طور پر سشن جج نے قرار دیئے ہین اور وہ مختصراً حسب ذیل ہین:۔ لڑکی مسماۃ سراستما بعمر ۸ سالہ ایک شخص پی اچارلو تحصیلدار کی دختر ہے اسکی ہمشیرہ راماما کی شادی کماراجو کے ایک بھتیجے کے ساتھہ ہوئی ہے۔ سراستما اپنی ہمشیرہ راماما کے ملنے کے واسطے کماراجو کے گھر مین قریباً ایکماہ سے گئی ہوئی تھی جس مین اسکے باپ نے رضامندی دی تھی اور اوسکو اسبات کا علم تھا۔ ملزمان چار برادران ہین اور وہ

(۱) موڈے کروان کیسز جلد ۳ صفحہ ۸۲۔ (۲) کاکس کریمینل کیسز جلد ۴ صفحہ ۱۶۷۔
(۳) کاکس کریمینل کیسز جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۷۔ (۴) ” ” جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۹۔

سنہ ۱۹۰۰ع
جگنادہا راؤ
بنام
کماراجو

پی اچارلو کے بھتیجے ہین۔ ۱۰ جون کو نصف شب کے قریب وہ کماراجو کے گہر مین آئے تو جو انکے گہر کے قریب ہی واقعہ ہے اور دوسرا اسما کو اپنے گہر لیگئے تھے جہان اسکی شادی فوراً ملزم نمبر ۳ کے ساتھ کردی گئی تہی۔ پی اچارلو کی رضامندی نہیں لیگئی تہی اور ملزمان اور کماراجو کو یہہ معلوم تہا کہ وہ ہرگز نہ دیجائیگی اگر وہ طلب بہی کیجائے۔ کماراجو نے بعد شادی کے یہہ بہانہ کیا تہا کہ لڑکی بغیر اُسکی رضامندی کے لیجائی گئی ہے مگر قرار داد یہہ ہے کہ وہ شادی کے موقعہ پر موجود تہا۔ اوسنے فی الحقیقت اسمین رضامندی ظاہر کی تہی اور اسکو امید تہی کہ بعد شادی کے ختم ہونیکے پی اچارلو مکمل شدہ واقعات کو قبول کریگا۔ لڑکی قریباً ۳۶ گہنٹہ تک ملزمان کے گہر مین رکہی گئی تہی اور زان بعد پولیس کے حوالہ کیگئی تہی جس سے کہ پی اچارلو نے استمداد کیا تہا۔

سشن جج نے ملزمان کو اسوجہ سے بری کیا تہا کہ کماراجو اُسوقت جائز ولی لڑکی کا تہا اور کہ استغاثہ اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے کہ لڑکی بغیر اُسکی رضامندی کے لیجائی گئی تہی۔ سشن جج کے روبرو یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ کماراجو اگر وہ لڑکی کے لیجائے جانے مین فریق تہا بطور معین کے شامل کیا جانا چاہئیے مگر سشن جج نے ایسا کرنے سے انکار کیا تہا۔

وہ سوال جو اپیل ہذا مین اٹہایا گیا ہے نہایت اہم ہے اور اسوجہ سے بہت مشکل ہے کہ دفعہ ۳۶۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے الفاظ غیر محدود ہین۔ دفعہ مذکور کے رو سے یہہ ضروری ہے کہ لیجانا یا بہکا لیجانا جائز محافظ ولی سے بلا اُسکی رضامندی کے ثابت کیا جانا چاہئیے اور تشریح دفعہ مذکور مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ الفاظ جائز ولی جائز ۶ مین وہ شخص شامل ہے جسکو کہ جائز طور پر نابالغ کی حفاظت سپرد کیگئی ہو۔ میری رائے مین اس امر کی نسبت شبہہ نہین ہوسکتا کہ کماراجو کو نابالغ کی حفاظت ایک عارضی مگر غیر محدود عرصہ کے واسطے سپرد کیگئی تہی اسلیئے وہ اُسوقت ایک جائز ولی تہا چنانچہ اُسکی حفاظت سے بلا اوسکی رضامندی کے بہکا لیجانا جرم ہوتا۔ مگر شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک رضامند فریق تہا پس اُسکے مکان سے لیجایا جانا کوئی جرم نہ تہا جہانتک کہ اُسکی ولائیت کا تعلق ہے۔ مگر استغاثہ کیطرف سے یہہ بحث کیگئی ہے کہ کماراجو کی حفاظت یہانتک وسیع نہ تہی کہ لڑکی کی شادی کردے۔ اور کہ غرض مذکور کے واسطے وہ ابہی تک اپنے باپ کی ولائیت مین تہی۔ اور عبارت سر ہائیڈ ایسٹ صاحب بمقدمہ ہکس بنام گور(۱) پر انحصار کیا گیا ہے۔ اُس مقدمہ مین ماں نے جو لڑکی کی ولیہ تھی

(۱) موڈے کردن کیسز جلد ۲ صفحہ ۴۴۔

سنہ ۱۹۰۱ء
جگناد راؤ
بنام
کمارا جو

اُسکو لیڈی گورکی حفاظت مین رکہا تہا جسنے لڑکی کی شادی بلا رضامندی اُسکی مان کے اپنے لڑکے کے ساتہہ کردی تہی لارڈ ہربرٹ صاحب نے بلحوظی الفاظِ سٹیٹیوٹ (۲۴ و ۲۵ فلپ اینڈ مری باب دفعہ ۲) کے یہہ قرار دیا تہا کہ کسی جرم کا ارتکاب نکیا گیا تھا۔ بحوالہ اسکے سر ہیڈ الیسٹ صاحب نے بیان کیا ہے کہ "اُسپر بہتر طور پر غور کیا جانا ضروری ہے قبل اسکے کہ یہہ فیصل کیا جائے کہ ایک مجرم جو ایک ایسے شخص کے ساتہہ سازش کرے جسکو دوسرے کی لڑکی کی عارضی حفاظت ایک خاص غرض کے واسطے حاصل ہو اور باوصف اس علم کے کہ والدین یا ولی رضامندی ندیگا سٹیٹیوٹ مذکور کی ذیل مین نہین آتا۔ کیونکہ اسصورت مین ہر ایک سکول مسٹر عورت (اُستانی) اُن بچونکو جو اوسکی حفاظت مین رکہے جائین دوسرے کو دیسکتی ہے گو ایسی نیابتی حفاظت بچی کی ایک خاص غرض کے واسطے اُسکی شادی کرنیکا اختیار عطا نہین کرتی۔ اور اُس امر کا اختیار پھر بھی والدین کو حاصل سمجہا جائیگا" (الیسٹ پلیز آف دی کراؤن جلد ا صفحہ ۴۵۔

بحوالہ اِس رائے کے مین صاحب نے بیان کیا ہے کہ "میری یہہ رائے ہے کہ اسمین کچہ شبہہ نہین ہو سکتا اگر سکول ماسٹر عورت اپنی شاگردون مین سے ایک کی شادی کسی مرد کیساتہہ کرے تو اُسپر تجویز ثبوت جرم زیر دفعہ ۳۶۱ کیجائیگی۔ اُسکو ایسے فعل مین رضامندی دینے کا کوئی اختیار حاصل نہین ہو سکتا اور نہ وہ ایسے اختیار کے رکہنے کا خیال کر سکتی ہے (ملاحظہ ہو مین صاحب کا فوجداری قانون ہندوستان صفحہ ۳۴۳)" اور مسٹر راسکو نے یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ درست رائے یہہ قرار دیا ہے کہ "بردہ فریب عارضی ولی کے وہ اپنا استحقاق نسبت قبضہ بچہ کے زائل کر دیتا ہے اور بچہ اپنے طبعی ولی کی حفاظت مین آجاتا ہے" اور یہی بیان کیا ہے کہ مطابق رائے مذکور کے ہفلٹ صاحب ہیرن نے (کولرج صاحب چیف جسٹس کے مشورہ سے) ایک مقدمہ مین یہہ فیصل کیا تہا کہ عارضی ولی کا فریب استحقاق قبضہ کو زائل کر دیتا ہے (ملاحظہ ہو قانون شہادت فوجداری اسکو صاحب طبع ... صفحہ ۲۱۵۔

معاملہ درخواست پران کرشن سرما (۱) مین ایک چہوٹی لڑکی کی مان رات کو اُسے لڑکے کے باپ کے گہر سے بلا اوسکی رضامندی کے لیگئی تہی۔ اور اوسکی شادی ایک شخص کے ساتہہ کر دی تہی تجویز ثبوت جرم زیر دفعہ ۳۶۳ مجموعہ تعزیرات ہند بجال کہی گئی تھی۔ ہائیکورٹ نے یہہ رائے ظاہر کی تہی کہ "مان کی حفاظت باپ کی حفاظت کے برابر نہین ہے اور اگر باپ بچے کو مان کی حفاظت سے لیجائے تو وہ اُس کا مستحق ہے مگر مان باپ کی حفاظت سے نہین لیجا سکتی۔"

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۹۷۱۔

سنہ ۱۹۰۰ء
جگناداراؤ
بنام
کماراجو

مگر صورت حال یہ ایک خاص صورت ہے۔ یہان لڑکی اسکے باپ کے گھر سے اس خاص غرض سے نکالی گئی تھی کہ اسکی شادی بلا رضامندی باپ کے کرے اور اسنے اسطرح پر ہمیشہ کے واسطے باپ کو ولائیت اور حفاظت سے محروم کر دیا تھا۔ ہماری رائے مین یہہ امر ولی جایز کی حفاظت سے لیجانے کی حد تک پہونچتا ہے "

صورتِ حال مین گو کماراجو ایک ولی حسب منشاء دفعہ ۳۶۱ تہا تاہم وہ صرف ایک ہی ولی نہ تہا۔ تشریح دفعہ مذکور مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ الفاظ "ولی جایز" مین وہ شخص شامل ہے جسکو جایز طور پر حفاظت وغیرہ سپرد کیگئی ہو۔ ایسی عارضی ولائیت اعلیٰ تر جایز ولائیت پدر کو زایل نہین کرتی۔ وہ کامل طور پر مؤثر رہتی ہے۔ صورتِ حال مین کماراجو ایک جایز ولی تہا اور لڑکی کا باپ بہی قانوناً اور نیز اوسکا محافظ جایز تہا یہہ نہین کہا جاسکتا کہ ملزمان لڑکی کو بلا واسطہ احسمانی قبضۂ پدر سے لیگئے تھے۔ مگر باپ کا اسطرح پر قابض ہونا ضروری نہین ہے۔ مقدمۂ سرکار بنام مائیکاک (۱) مین لڑکی جو سولہ سال کی عمر کی تھی ملزم کو اپنے باپ کے گھر سے کسیقدر فاصلہ پر ملی تھی اور اسکے ساتھہ بالارادہ طور پر چلی گئی تھی۔ ولس صاحب جج نے مقدمہ کے مرتب کرتیوقت یہہ بیان کیا تہا کہ "سٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۰ دفعہ ۵۵ جسپر کہ استغاثہ مبنی رکہا گیا تہا حقوقِ والدین کے محفوظ کرنیکے واسطے تہا اور ملزم کو کوئی زیادہ حق اس امر کا حاصل نہ تہا کہ لڑکی کو اسکے باپ کی حفاظت سے لیجائے بہ نسبت اُس حق کے جو کہ باپ کو اس امر کی نسبت حاصل ہو کہ اوسکی دوکان مین جاکر کوئی خوردبین یا اور آلہ اُٹہا لائے۔ لڑکی ویسی ہی اپنے باپ کے قبضہ مین بروقت گلی مین پہرنے کے تہی۔ اِلّا جبکہ اُسنے گہر واپس آنے کی نیت ترک کر دی تہی جیسی کہ وہ بروقت باپ کے گہر مین واقعی طور پر رہنے کے تہی " نیز مقدمۂ ملکہ بنام مینکٹ لو (۲) مین لڑکی ملزم کو اپنے باپ کے گہر سے فاصلہ پر ملی تہی اور اسکے ساتھہ چلی گئی تہی۔ دوران بحث مین ایلڈرسن صاحب بیرن نے یہہ رائے ظاہر کی تھی "کس شئے سے باپ کے قبضہ کا فیصلہ ہوتا ہے؟ فرض کرو کہ ملزم لڑکی کو باغ مین ملتا ہو اور وہان سے اسکو اپنے ساتھہ لیجائے اس سے باپ کا قبضہ زایل نہین ہوتا۔ یا فرض کرو کہ وہ اپنے گہر سے ایک میل کے فاصلہ پر چل رہی ہو یا اپنے باپ کا کوئی پیغام لیجا رہی ہو اور ملزم اوسکو ملکر لیجائے تو آیا وہ اپنے باپ کے قبضہ مین نہوگی؟ فرض کرو کہ وہ انتظار کر رہی ہو۔ آیا اس سے کوئی فرق آتا ہے "

(۱) کاکس کرودن کیسز جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۔
(۲) لا جرنل مجسٹریٹ کیسز جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۵۔

سنہ ۱۹۰۰ع
جگن دا راؤ
بنام
کمارا جو

جروس صاحب چیف جسٹس نے فیصلۂ عدالت (باتفاق رائے ہر پانچ ججان) مشعر بحالی تجویز ثبوت جرم
صادر کرکے بیان کیا کہ ہم مطابق رائے تال صاحب جسٹس بمقدمۂ سرکار بنام جارج کیس (۱) کے یہہ ضروری
نہین ہے کہ واقعی قبضہ باپ کا ہو جبتک کہ وہ اپنے باپ کے خاندان کی ایک رکن ہے اور تابع اوسکے ختیار
کے ہو وہ اُسکے قبضہ مین ہے۔ واقعات مقدمۂ ہذا سے ظاہر ہوتا ہے کہ باپ کا قبضہ جاری تھا۔ سرکار
بنام ہینکر سن (۲) اس رائے کے خلاف نہین ہے۔ کیونکہ اُس مقدمہ مین ایک لڑکی ۱۶ سال سے کم عمر کی لنڈن
مین رہتی تھی۔ مگر اُسکا باپ ومبلڈن مین رہتا تھا۔ ایک صریح اور وسیع تمیز ما بین ایک ایسی لڑکی کے جو
قریباً ۱۸ سال کی ہو اور جو اپنے باپ سے دور رہکر ملازمت کرتی ہو اور اپنا گذارہ اُس سے علیحدہ کماتی ہو
اور اُس لڑکی کے موجود ہے جو ابھی عادی طور پر اپنے باپ کے گھر مین رہتی ہو اور اُس سے گذارہ لیتی ہو
اور وہ عارضی طور پر اپنی ہمشیرہ سے ملنے کے واسطے اُس مکان مین گئی ہو جہانکہ وہ رہتی ہو۔ اسٹیٹیوٹ ہاے
انگلستان کا منشا حقوق والدین کو محفوظ کرنے اور نابالغان کی بہلائی کا ہے اور یہی اغراض مجموعۂ
تعزیرات ہند کی دفعات ۳۶۱ و ۳۶۳ کی ہین۔ تشریح دفعہ ۳۶۱ کا منشا اُس محفوظیت کو محدود کرنیکا نہین
ہے جو کہ دفعہ مذکور کے رو سے والدین اور نابالغان کو عطا کیگئی ہے۔ اُسکا منشا محفوظیت مذکور کو اس طرح پر
وسیع کرنے کا ہے کہ لفظ "ولی جائز" مین وہ شخص شامل کیا گیا ہے جسکو جائز طور پر نابالغ کی حفاظت
سپرد کیگئی ہو۔ یہہ امر واقعہ کہ باپ نے اپنے بچے کی حفاظت کسی ملازم یا دوست کے سپرد کسی محدود غرض
کے واسطے اور محدود عرصہ کے لئے کی ہے میری رائے مین باپ کے استحقاق ولایت یا اسکے قبضہ جائز
کو اغراض قانون فوجداری کے واسطے زائل نہین کرتا۔ یہہ صریح طور پر الیڈرسن صاحب بیرن او عدالت
کی رائے سے مقدمۂ ملکہ بنام مینکٹ لو (۳) محولۂ بالا مین بھی اسکے خلاف قرار دینا میری رائے مین گو یا
نابالغان کے والدین کو جائز حفاظت سے محروم کرنا ہے مقدمات کا نتیجہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت
کو جملہ واقعات پر غور کرنا چاہئے اور یہہ معلوم کرنا چاہئے کہ آیا وہ باپ کے جائز قبضہ نابالغ کے
جاری رہنے کے مطابق ہین۔ اگر وہ مطابق نہ ہون تو نابالغ باپ کے قبضہ مین سمجھا جانا چاہئے گو
واقعی جسمانی قبضہ عارضی طور پر کسی اور شخص کو حاصل ہو صورت حال مین ملزمان کو معلوم تھا کہ سرا ستما
کا باپ اُسکے کمارا جو کے گھر سے بدین غرض لیجائے جانے مین رضامند نہوگا کہ اُسکی شادی ملزم نمبر ۳ کیساتھ کیجائے

(۱) کاکس کرون کیسز جلد ۴ صفحہ ۱۶۷۔
(۲) " " " جلد ۱۶ صفحہ ۲۵
(۳) لا جرنل مجسٹریٹ کیسز جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
جگنا دہ راؤ
بنام
کماراجو

کماراجو کو لیجانے مین رضامندی دینے کے وقت معلوم تہا کہ یہہ کام خلاف مرضی لڑکی کے باپ کے ہے اور کہ اُسکو کوئی اختیار لیجائے جانے مین رضامندی دینے کا حاصل نہ تہا۔ ایک فریبانہ رضامندی اس قسم کی جو ملزمان کو معلوم تہی کہ فریبانہ ہے میری رائے مین ملزمان کو کوئی فائدہ نہین دیسکتی جبتک کہ لڑکی کماراجو کے گہر مین تہی جہانکہ باپ نے اُسکو عارضی طور پر رہنے دیا تہا وہ پہر بہی جائز قبضۂ پدر مین تہی۔ مگر جب ملزمان اُسکو اپنے گہر لیگئے تہے تو باپ کو اُسپر کوئی اختیار نہ تہا۔ بلکہ اس فعل سے ملزمان اُسکو باپ کی حفاظت سے حسب منشاء دفعہ ۳۶۱ لیگئے تھے اور کماراجو جسنے اسمین رضامندی دی تہی میری رائے مین بحیثیت معین کے مجرم تھا۔

اب اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ ان نتایج کا نتیجہ بحوالہ اپیل بخلاف حکم بریت ملزمان کے کیا ہے۔ الزام زیر دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند انکے برخلاف عام الفاظ مین لگایا گیا تھا۔ اور اسمین یہہ بیان نکیا گیا تھا کہ کسکی حفاظتِ جائز سے بہگا لیجانا وقوع مین آیا تہا۔ اور حکم بریت بہی ویسا ہی عام الفاظ مین ہے مگر مسل مقدمہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ تجویز اس بنا پر کیگئی تھی کہ بہگا لیجانا کماراجو کی حفاظتِ جائز سے تہا۔ اور اُس جرم سے ملزمان درست طور پر بری کئے گئے تھے۔ مگر اس امر پر غور نکیا گیا تہا کہ آیا ملزمان باپ کی حفاظتِ جائز سے بہگا لیجانے کے جرم کے مجرم تہے۔ مگر چونکہ استغاثہ اور حکم بریت عام الفاظ مین ہین اسلئے میری رائے مین بریت کی نسبت زیر دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بطور مانع تجویز جدید برنبائے الزام بہگا لیجانے از قبضۂ پدر کے اعتراض کیا جا سکتا تہا۔ الا اسصورت مین کہ عدالت ہذا لفظاً بریت کو منسوخ کرے جہانتک کہ جرم ہذا سے اوسکا تعلق ہے۔

اسلئے مین اپیل کو منظور کرتا ہون اور حکم بریت کو اُس حدتک منسوخ کرتا ہون جہانتک کہ اوسکا تعلق پی اچارلو کی حفاظتِ جائز سے بہگا لیجانیکے جرم کے ساتہہ ہے اور مین اپیل کو اُس حدتک خارج کرتا ہون جہانتک کہ حکم بریت کا تعلق جائز حفاظت کماراجو سے بہگا لیجانے کے جرم کے ساتہہ ہے۔

نیز مین ہدایت کرتا ہون کہ ملزمان کی تجویز جدید لڑکی کو پی اچارلو کی حفاظتِ جائز سے بہگا لیجانے کے جرم کی علت مین کیجائے۔

استغاثہ مجاز ہے کہ کماراجو کے برخلاف بطور معین کے کارروائیات کرے۔

ڈیویس صاحب جسٹس :- مین اتفاق کرتا ہون۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

۰۔ نومبر ۱۹۰۰ء

سبہاپتہی گورو کل (سایل) اپیلانٹ بنام لکشموا ل وغیرہ (فریق مخالف) رسپانڈنٹان *

مجموعۂ ضابطۂ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعات ۱۶ و ۱۶ الف و ۱۷ و ۳۷۳۔ نالش مرجوعہ باجازت ادعۂ جدیدًا اسی بنائے دعوے پر ارجاع نالش کی اجازت سے اسکا واپس لیا جانا۔ بعدہ ایسی نالش کے رجوع کیے جانیکی اجازت سے انکار کیا جانا۔ حکم انکار کا جواز۔ فرمان شاہی مد ۱۲۔ اجازت کا ارجاع نالش سے زائل ہوجانا

اجازت ارجاع نالش زیر مد ۱۲ فرمان شاہی حاصل کیگئی ہتی اور اسکی تعمیل مین ایک نالش رجوع کیگئی ہتی مگر تنقیحات کے قایم کیے جانیکے وقت نالش واپس لیگئی ہتی اور مدعیان کو زیر دفعہ ۳۷۳ مجموعۂ ضابطہ دیوانی اجازت دیگئی کہ اوسی بنائے دعوے پر اگر اونکو ایسا مشورہ دیا جاوے جدید نالش دایر کرین۔ مدعیان نے پہر اجازت زیر مد ۱۲ فرمان شاہی کی درخواست جدید نالش کے واسطے کی ہتی مگر اسکے عطا کرنے سے انکار کیا گیا تہا اور اس حکم انکار کی نارضی سے مدعی نے اپیل کیا۔

تجویز ہوئی کہ پہلے حکم اجازت ارجاع نالش کا اثر اوسوقت زائل ہوگیا تہا جبکہ اسکی تعمیل مین نالش کیگئی ہتی اور جب اجازت کی درخواست پہر کیگئی ہتی تاکہ جدید نالش رجوع کیجائے تو عدالت کے واسطے کوئی امر مانع کارروائی دربارۂ درخواست مذکور کے موجود نتہا اور وہ اجازت منظور یا نامنظور کرسکتی تہی جیسا کہ وہ مناسب سمجہتی۔

نیز تجویز ہوئی کہ وہ حکم جو عدالت نے اپنے اختیار تمیزی کے حسب ضابطہ استعمال سے صادر کیا تہا بحال رکہا جانا چاہیے۔

اپیل بنارضی حکم مصدرۂ بصیغۂ ابتدائی ہائیکورٹ مشعر انکار عطائے اجازت ارجاع نالش زیر مد ۱۵۔ فرمان شاہی۔ ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو اپیلانٹ نے بشمولیت دیگر اشخاص کے اجازت زیر مد ۱۵ فرمان شاہی واسطے ارجاع نالش بصیغۂ ابتدائی مدراس ہائیکورٹ بخلاف فریق مخالف کے حاصل کی ہتی۔ اجازت مذکور بالرسم صاحب جسٹس نے عطا کی ہتی۔ نالش واسطے استقرار حق مدعیان بطور دہرماکرتا ہائے دیوستانم بہتیا گراجا سوامیار واقعہ ترو وتیور ضلع چنگلی پت کے تہی اور واسطے بحال کرنے مدعیان کے عہدۂ گوروکل دیوستانم مذکور پر اور واسطے معزول کرنے مدعاعلیہم کے قبضہ و اہتمام دیوستانم و جائیداد ہائے دیوستانم سے اور واسطے دلا پانے قبضۂ جائداد ہائے مذکورہ کے۔ مدعیان اور مدعاعلیہم ایسے اشخاص بیان کئے گئے تھے جو مدراس مین ساکن تھے۔ اور بعض

* اپیل صیغۂ ابتدائی نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۰ء بنارضی حکم شفرڈ صاحب جسٹس مصدرہ ۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء مصدرہ بدرخواست متفرق متعلقہ نالش دیوانی نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۹۸ء۔

[illegible]

[illegible] کے لئے [illegible] اجازت [illegible] نالش [illegible] درخواست کی [illegible]

[illegible] اپیل کی درخواست [illegible] نالش [illegible]

[illegible] اجازت نالش [illegible] کیا تھا ضابطہ [illegible] نام احکام ذیل (۲)

[illegible] نالش بنام [illegible] (۳) [illegible] صاحب [illegible] نالش میں حکم کے

[illegible] اجازت ارجاع نالش جیسے [illegible] کیا تھا [illegible]

[illegible] استعمال کی تھی کہ ایک نالش کے رجوع کو جانے کی اجازت دی جاوے جو واپس لے لی گئی تھی [illegible]

[illegible] کیا تھا حکم مشعر عطائے اجازت جو ایسی درخواست پر صادر کیا گیا تھا [illegible]

[illegible] عطائے اجازت کے ہر صیغہ ضابطہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ ایک نظر ثانی فیصلہ جج موخر الذکر صاحب جج اول الذکر کی [illegible] واقعات کی موجودگی میں پہنچا ہے جو کہ نظر ثانی کے متقاضی ہیں [illegible] طور پر [illegible] کئے جانے کے قابل ہے۔ کیونکہ بہ تعمیل حکم باڈم صاحب جسٹس مشعر عطائے اجازت کہ ایک نالش رجوع کی گئی تھی گو وہ بعد میں با اجازت مجدداً ارجاع نالش متعلق امر مذکور کے واپس لے لی گئی تھی حکم مشعر عطائے اجازت اسوقت زائل ہو گیا تھا جبکہ نالش بہ تعمیل حکم مذکور کے رجوع کی گئی تھی چنانچہ جب پہلا نالش نے اجازت ارجاع نالش جدید متعلق اس امر مدعا بہا کی درخواست کی تھی تو کوئی امر ایسا موجود نہ تھا جس سے [illegible] جسٹس درخواست مذکور کی نسبت کارروائی کرنے اور حسب اقتضائے رائے خود اجازت کے دینے یا نہ دینے سے مانع ہوتے۔

وہ حکم جو فاضل جج نے اپنے اختیار تمیزی کو حسب ضابطہ استعمال میں صادر کیا تھا جسکے رو سے اجازت دینے سے انکار کیا گیا تھا بحال رکھا جانا چاہیئے۔ اور اپیل مع خرچہ خارج کیا جانا چاہیئے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۵۳

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۳۲

(۳) مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۱

[illegible]

[illegible] پنجاب [illegible]

[illegible] بتعمیل حکم بنام صاحب جج [illegible]

[illegible] مجددًا اجراء نالش متعلق [illegible]

[illegible] نالش بتعمیل حکم مذکور کے رجوع کی گئی [illegible]

[illegible] مدعا علیہ کی درخواست کی [illegible]

[illegible] کارروائی کرنے اور حسب [illegible]

[illegible] کو حسب ضابطہ [illegible]

[illegible] اور اپیل مع خرچہ خارج [illegible]

[illegible]

صیغہ اپیل دیوانی

بجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع

سوتری اناراجبام وغیرہ (مدعا علیہم ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷) اپیلانٹ بنام پرامن نمبودری وغیرہ مدعی (و مدعا علیہم ۴ لغایت ۸) ریسپانڈنٹ

قانون ملابار۔ ایک یورالن کا استحقاق سے اسکے شریک یورالن کا انکار کرنا۔ نالش یکے از دو یورالنان بلا شمول دوسرے یورالن کی۔ نالش کا قابل قیام ہونا درصورتیکہ دوسرا یورالن بطور مدعا علیہ کے شامل کیا گیا ہو

دو شریک یورالنان میں سے ایک عرصہ دراز تک دوسرے یورالن کے استحقاق سے انکار کرتا رہا تھا شخص مذکور نے ایک نالش واسطے انفکاک ایک کانم کی داخل کی جو اسنے بحیثیت یورالن کے رجوع کی تھی اور اسنے دوسرے سے نالش میں شریک ہونے واسطے نہیں کہا تھا اور دوسرے یورالن کو بطور مدعی کے شامل کیا تھا لیکن یہ وجہ بیان کی تھی کہ چونکہ اسکے شریک یورالن نے اسکے استحقاق سے انکار کیا تھا اس لئے اس سے ارجاع نالش کے متعلق مشورہ لینا ضروری نہ تھا۔

تجویز ہوئی کہ نالش چل نہیں سکتی تھی صرف اس صورت میں جبکہ ایک یورالن ضد سے دوسرے کیساتھ شامل ہونے سے انکار کرے جبکہ اس کو شامل ہونے کیواسطے کہا گیا ہو اور جبکہ اسکا دوسرے کا مفاد مخالف ہو کہ کا مدد اثبات اختیار کیجانی چاہئے تو ایک یورالن نالش کر سکتا ہے جسمیں دوسرا بطور مدعا علیہ کے شامل کیا جائیگا۔

نالش واسطے دلا پانے قبضہ اراضی کی۔ مدعی نے ایک نالش بحیثیت یکے از دو یورالنان چنا گل دیوستانم کیواسطے انفکاک ایک کانم مورخہ سنہ ۱۸۸۲ع کی رجوع کی تھی جو مدعا علیہم ۱ لغایت ۷ نے ان جائدادوں پر حاصل کیا تھا جو دیوستانم کی ملکیت تھیں۔ مدعا علیہم ۸ لغایت نمبر ۱۱ کا خاندان دیوستانم کا دوسرا یورالن تھا۔ مدعا علیہم ۱ و نمبر ۵ لغایت نمبر ۷ نے مدعی کی دعوی شریک یورالن مدعا علیہم ۸ لغایت نمبر ۱۱ کی ہونے سے انکار کیا تھا اور منجملہ دیگر امور کے یہ عذر کیا تھا کہ (۱) نالش نہیں چل سکتی کیونکہ مدعی نے دوسرے شریک یورالن کیساتھ ارجاع نالش کی قرین مصلحت ہونیکی نسبت مشورہ نہیں کیا تھا اور (۲) کہ مدعی تنہا بغیر اشتمال دوسرے شریک یورالن کی بطور شریک مدعی کی نالش نہیں کر سکتا تھا منصف ضلع نے اولا نالش کو ابتدائی امر پر خارج کیا تھا۔ نیز اس وجہ سے کہ "کوئی ایسی شہادت موجود نہیں ہے کہ مدعی نے مدعا علیہم نمبر ۸ لغایت نمبر ۱۱ یا ان میں سے کسی کو نالش میں شریک ہونے کی نسبت مشورہ کیا تھا یا ان سے بطور شریک مدعیان شامل ہونے کیواسطے کہا تھا اسلئے نالش چل نہیں سکتی۔ بر تجویز اپیل کے سب آرڈینیٹ جج نے ڈگری مذکور کو منسوخ کرکے نالش کو بنا بر تجویزات فیصل کئے جانے کیواسطے واپس بھیجا تھا

*** اپیل دوم نمبر ۱۰۹۰ سنہ ۱۸۹۹ع بنا راضی ڈگری ای کے پنکٹا راماپای سب آرڈینیٹ جج ملابار جنوبی مقدمہ اپیل نمبر ۵۶۲ سنہ ۱۸۹۸ع صادرہ ڈگری جی سی جنپی بنا ر منصف ضلع نید لنگاند مقدمہ ابتدائی نمبر ۲۹۸ سنہ ۱۸۹۶ع۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سوتر ہی نار جنام
بنام
رامن بنودری

اُس نے یہ بیان کیا تھا کہ :- منصف ضلع نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعی نے مدعاعلیہم نمبرہ لغایت نمبر۱۱ کیساتھ ارجاع نالش کی نسبت مشورہ نہیں کیا اور اُسنے نالش کو خارج کیا ہے بظاہر اُسنے فیصلہ مقدمہ چیسوین بنام سنگارن (۱) پر بنا نید اپنی ڈگری منظر ڈگری دیمنی نالش کی اسوجہ سے یہ سمجھا گیا ہے کہ مدعی نے اپنے شریک یورالن (جو مدعاعلیہم نمبرہ لغایت نمبر۱۱ کی خاندان کا قایم مقام رکن تھا) کیساتھ ارجاع نالش کی نسبت مشورہ نہیں کیا مگر مقدمہ مذکور میں اس امر کی کوئی شہادت موجود نہ تھی کہ مدعاعلیہ یورالن نے مدعی کے استحقاق ارجاع نالش مسئولیت خود مدعاعلیہ مذکور سے انکار کیا تھا۔ مگر صورت حال میں مدعی کے دعوی بحیثیت یورالن سے انکار کیا گیا ہے اور بیان یہ کیا گیا ہے کہ گذشتہ تین سال کے عرصہ سے انکار کیا جاتا ہے۔ بس بلحاظ اس امر کے فیصلہ مذکور کے تمیز کئے جانیکے قابل ہے کسی اور سند کا حوالہ بتائید منصف ضلع کے نتیجہ کے نہیں دیا گیا ہے۔ میں منصف کی اس قرارداد کو مسترد کرتا ہوں کہ مدعی کا مدعاعلیہ نمبرہ لغایت نمبر۱۱ کیساتھ ارجاع نالش کی نسبت مشورہ نہ کرنا سماعت نالش کا مانع ہے منصف ضلع نے بعد اپیل کے بنا پر اُنتفات ڈگری بحق مدعی کے صادر کی اور اُسکا فیصلہ بطبقہ اپیل کے سب آرڈینیٹ جج نے بحال رکھا تھا سب آرڈینیٹ جج نے اپنے فیصلہ کا خاتمہ بدیں قرارداد کیا تھا کہ :- مدعی کو استحقاق بطور شریک یورالن سے مدعاعلیہم نے انکار کیا ہے اسلئے اُسکے واسطے غیر ضروری تھا کہ اُن کو بطور شریک مدعیان شامل ہونے کیواسطے کہتا اسلئے مدعی تنہا نالش کریگا اور اپنے شریک یورالن کے خاندان (مدعاعلیہم نمبرہ لغایت نمبر۱۱) کو بطور مدعاعلیہم شامل کرنیکا مستحق ہے۔

مدعاعلیہم نمبرہ و نمبر۱ و نمبر۱۱ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

سند آیا روانند کرشنا ایار منجانب اپیلانٹان۔ نالش چل نہیں سکتی منصف ضلع نے صرحطور پر قرار دیا ہے اور قرارداد مذکور کو عدالت اپیل ماتحت نے تسلیم کیا ہے کہ مدعی نے دیگر مسلمہ شریک یورالن (خاندان مدعاعلیہم نمبرہ لغایت نمبر۱۱) کے ساتھ مزارعان کو (مدعاعلیہم نمبر۱ لغایت نمبر۴) کے دیوا سم کو بیدخل کرنیکے متعلق ہونے کی نسبت مشورہ نہیں کیا اگرچہ یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ مدعی بھی ایک شریک یورالن ہے تاہم وہ مزارعان دیوا سم کو دوسرے یورالن کے مشورہ کے بغیر بیدخل نہیں کرسکتا۔ جملہ یورالنان کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ جملہ امور دیوا سم میں انسے مشورہ لیا جائے قرار یہ دیا گیا ہے کہ کثرت رائے یورالنان کا عمل اختلاف کنندہ قلت پر قابل پابندی ہوگا۔ اگر کثرت رائے نے بعد حسب ضابطہ نوٹس معاملہ کے دینے اور اختلاف کنندہ اراکین کو معاملہ مذکورہ پر مع قطعہ اپنی رائے کی تائید میں بحث کرنے کا دینے کے عمل کیا ہو۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۴۸۹۔

ملاحظہ ہو مقدمہ تیرامتہہ بنام نلکنشی (۱) رائے مذکور بہتر طور پر مقدمہ ہذا سے متعلق ہوتی ہے جہانکہ مدعی مزارعان دیوام کو بیدخل کرنا چاہتا ہے اور دوسرے تسلیم کردہ شریک پورالن سے اسمعاملہ میں بالکل مشورہ نہیں لیا گیا سب آرڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعی نالش کو چلا سکتا ہے کیونکہ دوسرا پورالن مدعی کے استحقاق شریک پورالن سے انکار کرتا تہا سد عاعلیہ کیگئی ہے کہ سب آرڈینیٹ جج غلطی پر ہے مدعی اپنے شریک پورالن کو نظر انداز نہیں کرسکتا اور نہ وہ اسطرح پر عمل کرسکتا ہے کہ گویا وہ تنہا پورالن ہے اسوجہہ سے کہ دوسرا پورالن اسکے استحقاق سے انکار کرتا ہے شریک پورالن کا مدعی کے استحقاق سے انکار کرنا مدعی کو اُن حقوق سے اعلے تر حقوق عطا نہیں کرسکتا جو کہ اسکو پہلے سے حاصل ہیں عام اصول انتہائی کہ صورت میں علم قاعدہ یہ ہے کہ کوئی فعل امانت پر قابل پابندی نہیں ہوتا الا جبکہ وہ بعد مشورہ جملہ امنا کے کیا جائے مزید برآں صورت حال میں کوئی بیان بدین مضمون ہے جو نہیں کہ مدعاعلیہم کیساتہہ معاملہ نالش حال میں مشورہ لیا گیا تہا۔ مدعی تنہا نالش نہیں کرسکتا اوس کو چاہیئے تہا کہ دوسرے پورالن کو بطور شریک مدعی شامل ہونیکواسطے کہتا وہ استحقاقاً تنہا نالش کرنے اور دوسرے پورالن کو مدعاعلیہ بنانے کا مستحق نہیں ہے۔

جی ایل۔ روزیریو۔ منجانب سپانڈنٹان۔ مخالفین کالون عاعلیہم نے مدعی کے استحقاق سے انکار کیا تہا اور اونہوں نے یہ بیان کیا تہا کہ مدعی دیوام زیر بحث کا ہرگز پورالن نہیں ہے اسلئے مدعی کیواسطے انکی کسی معاملہ دیوام میں مشورہ لینا بالکل بے سود تہا ان کی طرف سے صرف ایک ہی جواب دیا جاسکتا تہا یعنی مدعی کو کسیطرح پر دست اندازی کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ فیصلجات مقدمات پرمیسورن بنام سنگارن (۲) ویورالاتہن سوامیاجی پدبنام سنگارانین (۳) دراصل مدعی کے حق میں ہیں۔ جب ایک مدعی کے استحقاق سے انکار کیا جائے تو وہ اپنے شریک پورالن کیساتہہ مشورہ کرنیکی ضرورت سے سبکدوش ہوجاتا ہے بنسبت اس امر کے کہ مدعیان نمبرہ لغایت نمبر ۱۰ شریک مدعیان بنائے گئے اونہوں نے مدعی کے استحقاق ارجاع نالش بشمولیت خود سے انکار کیا تہا اس لئے استدعا یہ کیگئی ہے کہ نالش چل سکتی ہے۔

سندلا یار جوابًا۔ ایک صحیح تمیز مابین اس امر کی بنسبت مشورہ لئے جانے کے استحقاق کی کہ آیا کوئی نالش دیوام کی طرف سے رجوع کیجائے اور ایسی نالش میں شریک مدعی بنائے جانیکے استحقاق کے موجود ہے۔ اگر بعد اس امر کا فیصلہ ہوجانے کے کہ ایک نالش رجوع کیجانی چاہیئے وہ شخص جس کو اسمیں شامل ہونا چاہیئے شریک مدعی ہونا نہ چاہتا ہو تو وہ بطور مدعاعلیہ کے شامل کیا جاسکتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۲۴۲ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۴۸۹۔

(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۸۲۔

سنہ ۱۹۰۰ء
سوتری ستار جیام
بنام
راماسبودی

سنہ ۱۹۰۰ع
راما اتھن وغیرہ
بنام
رنگا اتھن وغیرہ

مگر استدعا یہ کیگئی ہے کہ کوئی نالش دیو اسم کیطرف سے بغیر اس امر کو رجوع نہو سکتی تھی کہ اولاً جملہ یورالنان سے انکو ارجاع کو قرین مصلحت ہونیکی نسبت مشورہ لیا جاوے۔

تجویز:۔ منصف ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ نالش مدعی نے بلا مشورہ مدعا علیہم نمبر ۵ لغایت نمبر ۱۱ کے بلکہ بغیر انکو دعوت اشتمال دینے کو رجوع کی تھی اور سبارڈینیٹ جج نے اس قرار داد سے اختلاف نہیں کیا اسلئے ہمکو یہ قیاس کرنا چاہیئے کہ انکو اسکی ساتھ اتفاق کیا ہے۔ سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعی کیواسطے یہ غیر ضروری تھا کہ مدعا علیہم نمبر ۵ لغایت ۱۱ سے اشتمال کیواسطے کہتا کیونکہ انہوں نے اسکی اتفاق سے انکار کیا تھا ہم اس رائے کیساتھ اتفاق نہیں کر سکتے اگر ایک یورالن جسکے استحقاق سے دوسرے یورالن نے انکار کیا ہو نالشات واسطے کرنے دیگر افعال کے بلا مشورہ اپنے شریک یورالن کے رجوع کرے تو وہ دراصل اپنے آپ کو تنہا یورالن بنا رہا ہے حالانکہ یہ صریح قانون ہے کہ ہر دو یورالنان کو بالاشتراک عمل کرنا چاہیئے صرف اسصورت میں جبکہ ایک یورالن ضد سے دوسرے کیساتھ شامل ہونیسے انکار کرے بعد اسکے کہ اسکو ایسا کرنے کیلئے کہا گیا ہو اور جب ارجاع کارروائیات میں عملہ کا فائدہ ہو تو ایک یورالن دوسرے کو مدعا علیہ بنا کر نالش کر سکتا ہے

ہماری رائے میں ابتدائی ڈگری درست تھی اسلئے ہم سبارڈینیٹ جج کی ڈگری کو منسوخ کر کے منصف ضلع کی ابتدائی ڈگری کو مع کل خرچہ کے بحال کرتے ہیں:۔

اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس*

۱۴ نومبر سنہ ۱۹۰۰ع

راما میرتھم و یک کس دیگر مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ اپیلانٹان بنام رنگا اتھن وغیرہ (مدعی و مدعا علیہم نمبر ۱ لغایت نمبر ۵) ریسپانڈنٹان

دہرم شاستر۔ ہبہ بحق دختر اور اسکے پسران کو نسلاً بعد نسلٍ۔ موہوب لہا کا موصی سے پہلے دختران چھوڑ کر فوت ہو جانا۔ ہبہ کا ساقط الاثر ہو جانا۔ بحیثیت وراثت اکٹ ۵ بابت ۱۸۹۲ء

ایک ہندو موصی نے جسکے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی اپنی بعض جائداد غیر منقولہ کا ہبہ اپنی سب سے بڑی دختر اور اسکے پسران کے نام نسلاً بعد نسلٍ کیا تھا موہوب لہا جسکے ہاں دختران تھیں موصی سے پہلے فوت ہو گئی تھی۔

* اپیل دوم نمبر ۱۳۹۳ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری آر۔ ایل۔ ٹرانٹر صاحب ایکٹنگ سبارڈینیٹ جج کمباکونم مقدمہ اپیل نمبر ۵۰۶ سنہ ۱۸۹۸ء بر تنسیخ ڈگری بی کرشنا راؤ ایکٹنگ منصف ضلع ولانگیمن مقدمہ ابتدائی نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۹۰۰ء
منجاناتھن وغیرہ
بنام
رنگاماتھن وغیرہ

جو نیز بعد میں ایک بیوہ اور دیگر دختران چھوڑ کر فوت ہو گیا تھا دختران متوفیہ موہوب لہا نے جائداد مذکور کا دعویٰ بطور ورثا ولد بیت حقیقی موصی کے کیا تھا اونہوں نے یہ عذر کیا تھا کہ گورنمنٹ ۹ ایکٹ رانٹ ہند کی مقدمہ سے متعلق نہ تھی قائم بروئے کم بہت کے وہ مساوی قرار دیجانی چاہیئے کیونکہ وہ ایک تنہا الفاظ عدل وایا ناداری کی ہے۔

تجویز ہوئی کہ الفاظ مستعملہ بہ وصیت کی تعبیر اسطرح کیجانی چاہیئے کہ انسے مراد موصی کے ورثا سے ہیں اور کہ حکم مندرجہ دفعہ ۹۶ ایکٹ وراثت ہند الیسی صورت میں وسیع نہیں کیا جا سکتا۔

نالش واسطے دلاپانے قبضہ ایک مکان کی بروئے اپنی وصیت مورخہ ۴ نومبر ۱۸۹۳ء کی ایک شخص انگوویادی نے یہ ہدایت کی تھی کہ ایک مکان اور دیگر جائداد بعد اسکی وفات کے اسکی سب سے بڑی دختر ویلائی اور اسکی لڑکیوں وغیرہ کے استعمال میں نسلاً بعد نسل رہنی چاہیئے" اور اسکی دختر مذکور ویلائی کو اور بعد اسکی وفات کے وارثان کو چاہیئے کہ مناسب طور سے موصی کی زوجہ کو گذارہ دیں۔ تاریخ وصیت مذکور پر تین دیگر دختران اور ایک نواسی موصی کی موجود تھی جن کو حق میں بھی اسی نے ہبہ جات کئے تھے نیز وصیت مذکور میں مزید حکم ذیل درج تھا "اگر میری دختران میں سے کسی کے ورثا باقی نہیں تو دیگر دختران کو چاہیئے کہ اسکی جائداد کو علی التناسب اپنے اپنے حصہ کو حاصل کریں" موصی کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی ویلائی اپنے باپ سے پہلے فوت ہو گئی تھی۔ جو نیز بعد میں اپنی بیوہ اور دیگر دختران چھوڑ کر فوت ہو گیا تھا بیوہ نے جواب بطور مدعا علیہا ۱ کے شامل کی گئی تھی مکان مذکور مدعا علیہ ۱ کے پاس فروخت کر دیا تھا جسنے وہ مدعی کے پاس بیع کر دیا تھا جسنے نالش حصول قبضہ حال رجوع کی ہے مدعا علیہم ۱ و ۲ و ۳ بطور قابضان مکان کے شامل کئے گئے تھے مدعا علیہا ۳ بھی موصی کی ایک دختر تھی مدعا علیہم ۴ و ۵ متوفیہ ویلائی کی دختران تھیں اور وہ بخود اپنی درخواست پر شامل کیگئی تھیں وہ عذرات جو مختلف مدعا علیہم نے کئے تھے حسب ذیل تھے:۔ مدعا علیہ ۱ نے جسنے مکان مذکور مدعی کے پاس فروخت کیا تھا یہ عذر کیا تھا کہ قبضہ دیا گیا تھا اور کہ مکان اسکے قبضہ میں تھا اور کہ اسکو قبضہ دیئے جانے میں مخالفت کی تھی مدعا علیہا ۱ نے جسنے اسکو مدعا علیہ ۱ کے پاس فروخت کیا تھا بیعنامہ کی تحریر کئے جانیکا اقبال کیا تھا مگر اسنے یہ بیان لیا تھا کہ وہ بہ جبر کرایا گیا تھا اور کہ کوئی استحقاق در اصل منتقل نہ ہوا تھا مدعا علیہم ۳ و ۴ و ۵ نے بھی یہ عذر کیا تھا کہ بیع نا جائز تھی اور مدعا علیہ ۳ نے مزید بران مکان کا دعویٰ بطور وارثہ اپنی متوفی ہمشیرہ ویلائی کے بھی کیا تھا مدعا علیہم ۴ و ۵ نے مکان کا دعویٰ بطور دختران موہوب لہا ویلائی کے کیا تھا اور انہوں نے احکام وصیت پر انحصار کیا تھا موخر الذکر دعویٰ پر تنقیح ذیل قائم کی گئی تھی "آیا مدعا علیہم علاوہ کے کوئی استحقاق مکان متنازعہ میں بروئے وصیت رنگوویادی کو حاصل کیا ہے"

سنہ ۹۹ء

راما ماتھن وغیرہ

بنام

رنگا ماتھن وغیرہ

اس تنقیح پر مصنف نے یہ بیان کیا تھا کہ :- "نہ تو ایکٹ وصیت ناموجات اہل ہنود اور نہ ایکٹ وراثت ہند بمقدمہ حال سے متعلق ہے (ملاحظہ ہو دفعہ ۲ - ایکٹ وصیت ناموجات اہل ہنود و دفعہ ۳۳۱ - ایکٹ وراثت ہند) اُن وصیتی انتقالات کی نسبت جو بعد مالک کی وفات کے موثر ہونے ہوں ، دہرم شاستر میں کوئی ذکر نہیں ہے وجہ سے اُن ہبہ جات کا جواز جو بروئے وصیت ناموجات کئے گئے ہوں یا انتقال جائدادہائے جو اُس تابع کئے گئے ہوں اصولہائے عدل و انصاف و ایمانداری پر منحصر ہونے چاہئیں - جبکہ بہتر طور پر اُن قواعد قانون کی پیروی کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں جو کہ ایکٹ وراثت ہند میں درج ہیں اور اُن اہل ہنود سے متعلق کئے گئے ہیں جو علاقہ پریزیڈنسی مدراس و بمبئی میں رہتے ہوں یا غیر منقولہ جائداد پر قابض ہوں ایکٹ وراثت ہند کی دفعہ ۹۰ میں یہ حکم ہے کہ اگر موہوب لہ موصی کی وفات تک زندہ نہ رہے تو ہبہ اثر پذیر نہ ہوگا بلکہ ہبہ ساقط الاثر ہو جائے گا اور شئے موہوبہ موصی کی جائداد مابقی میں شامل ہو جائیگی بجز اُس صورت کے کہ وصیتنامہ سے واضح ہو کہ شئے مذکور کا کسی اور کے پاس پہونچنا موصی کی نیت میں تھا اور اُس میں ایک تشریح درج ہے کہ بغرض اسکے کہ موہوب لہ کے قائم مقام شئے موہوبہ کے مستحق ہو سکیں یہ ثابت کرنا ضرور ہے کہ موہوب لہ موصی کی وفات تک زندہ رہا - مگر دفعہ ۹۶ مقتضی اس امر کی ہے کہ جب کوئی شئے موصی کے کسی نسل یا اور اولاد رشتہ مستقیمہ کو ہبہ کی گئی ہو اور موہوب لہ موصی کی حیات میں فوت کرے الا موہوب لہ کی کوئی اولاد رشتہ مستقیمہ موصی کی وفات تک زندہ رہے تو وہ ہبہ ساقط نہ ہو جائیگا بلکہ اسی طرح موثر رہیگا کہ گویا موہوب لہ کی وفات عین بعد وفات موصی کے واقعہ ہوئی تھی اور اس صورت میں کہ وصیتنامہ سے اُسکے برعکس منشا پایا جائے - ویلائی موصی کی سب سے بڑی دختر ہے اور اُسکی دختر مدعاعلیہم ۸ لغایت ۹ ہیں دفعہ ۹۰ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس فائدہ کو حاصل کرینگی جو کہ ویلائی کے حق میں پیدا کیا گیا تھا - اس امر کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے کہ کیوں قاعدہ مندرجہ دفعہ ۹۶ متعلقہ بالا مقدمہ حال سے متعلق نہ کیا جانا چاہیئے - وصیت میں کوئی ایسا امر معلوم نہیں کر سکتا جو قاعدہ مذکور کے اطلاق کا مانع ہو اسلئے میں قرار دیتا ہوں کہ وہ جائداد جسکا ہبہ بحق ویلائی کے کیا گیا تھا اُسکی دختران کے نام منتقل ہوتی ہے جو کہ مدعاعلیہم ۸ و ۹ ہیں" - اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ مدعاعلیہ نے کو مکان مذکور میں کوئی حق حاصل نہ تھا جبکہ وہ مدعاعلیہ ۱ کے پاس فروخت کیا گیا تھا اور کہ انتقال مذکور کالعدم تھا مگر اُسنے قرار دیا تھا کہ بیع منجانب مدعاعلیہ ۱ بحق مدعاعلیہ ۲ و بیع منجانب مدعاعلیہ ۲ بحق مدعی نیک نیتی سے تھیں اور بعوض بدل قیمتی کے کی گئی تھیں اُسنے نالش کو خارج کیا تھا - مدعی کو لیسر نے اپیل کیا کیونکہ مدعی فوت ہو چکا تھا - اسبارڈ نیٹ جج نے یہ بیان کیا تھا کہ :-

مدعیہ نے ذیل کا عذر پیش کیا ہے اور وہ یہ عذر کرتا ہے کہ چونکہ ویلائی اپنے باپ سے پہلے فوت ہوگئی تھی اسلئے
اوسکی اولاد اوس سبب سے استفادہ کا دعوی نہیں کر سکتی جو کہ اسکی وفات پر ساقط الاثر ہوگیا تھا اور کہ مدعا علیہا
منا موصی کی ورثہ ہو دینگی مطابق اصول دہرم شاستر متعلق وراثت کے ہوگئی تھی دونوں طرف سے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ مکان
متنازعہ ابتداءً مدعا علیہ کے شوہر کی ملکیت تھا جسکا نام رنگو ویادی تھا جو بغیر اولاد ذرینہ کے فوت ہوگیا تھا اسنے ایک
رجسٹری شدہ وصیت ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء کو کی تھی جس کی رو سے اسنے اپنی کل جائداد کا ہبہ اپنی دختر کا نام کر دیا
مکان متنازعہ معہ دیگر جائداد کے ویلائی کو جو مدعا علیہم ملاوہ کی ماں تھی عطا کیا گیا تھا مگر ویلائی موصی سے پہلے
فوت ہوگئی تھی اسلئے اُن جائدادوں کی نسبت کوئی وصیت موجود نہ تھی جنکا کہ ہبہ اُسکے حق میں کیا گیا تھا وہ صرف
بعد وفات موصی کی جائداد کی قابض ہو سکتی تھی اور اُس کو کوئی مفوضہ استحقاق جائداد مذکور میں بدوران حیات خود
حاصل نہ تھا۔ اسلئے رنگو ویادی جائداد مذکور کا مالک کامل اپنی وفات تک رہا تھا اور بعد اُسکی وفات کے اسکی بیوہ
مدعا علیہا ۲ جائداد مذکور کی وارث بروے دہرم شاستر کے ہوئی تھی خود وصیت میں کوئی اظہار رائے در بارہ
اس امر کے موجود نہیں ہے کہ ہبہ کا کیا انجام ہونا چاہیے اگر موصی کی دختران میں سے کوئی ایک اس سے پہلے فوت
ہوجائے اسنے ہرگز یہ خیال نکیا تھا کہ اسکی دختران میں سے اس سے پہلے فوت ہوگی اسنے صریحطور پر یہ خیال کیا
جیسا کہ منصف ضلع نے رائے ظاہر کی ہے کہ ویلائی ہبہ کو حاصل کرے گی اور اُن جائدادوں کا استعمال کرے گی
جو کہ اُسکو بروے وصیت کے عطا کیگئی ہیں وصیت میں ایک حکم بدیں مضمون درج ہے کہ اگر دختران میں سے کوئی لا ولد
فوت ہو جائے تو اُسکا حصہ دیگر دختران کے نام منتقل ہونا چاہیے مگر حکم مذکور کا منشا ہرگز اسصورت پر
حاوی ہونیکا نہ تھا جبکہ موہوب لہا موصی سے پہلے فوت ہو جائے وہ بحوالہ ایسی صورت کے ہے جبکہ دختران میں سے کوئی
بعد حاصل کرنے جائداد ہبہ کردہ بعد از وفات موصی کے لاولد فوت ہو جائے چونکہ موصی نے دختران میں سے کسی کے
قبل از خود فوت ہوجانے کے متعلق حکم نہیں دیا اور چونکہ اسنے اس جائداد کو کسی اور طرح پر منتقل نہیں کیا تھا جسکا ہبہ بحق
مادر مدعا علیہم ۱ لغایتہ ۳ کے کیا گیا تھا اسلئے جائداد مذکور کا انتقال تابع دہرم شاستر متعلق وراثت کے ہونا چاہیے
ایکٹ متعلق وصیت نامجات اہل ہنود و ایکٹ وراثت ہند مسلمہ طور پر مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہے مگر تاہم منصف ضلع
نے اُن قواعد کی پیروی کرنا بہتر سمجھا ہے جو کہ دفعہ ۹۰ ایکٹ وراثت ہند میں درج ہیں جبکہ اسنے سوال
مذکور کے بربنائے اصولہائے عدل و انصاف و ایمانداری فیصل کرنے کی کوشش کی ہے میری یہ رائے ہے
کہ وہ صریحطور پر ایسا کرنے میں غلطی پر ہے جبکہ اُسکو پاس صریح اصولہائے دہرم شاستر اس عالم میں بنائے کار فیصلہ موجود

سنہ ۱۹۰۹
راما تہن وغیرہ
بنام
رنگا ماتہن وغیرہ

ہمیں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ اگر احکام ایکٹ وراثت مقدمہ حال سے متعلق کئے جائیں تو مدعا علیہم ۲ و ۳ کو
جائداد متنازعہ کا مستحق ہونا چاہئے مگر ایکٹ مذکور صرف اُن اشخاص سے متعلق ہے جو بلاد پریزیڈنسی کے اندر رہتے ہوں
اور اس جائداد سے جو اُنکی اندر واقعہ ہو یعنی عام اختیارات کی دیوانی حدود متفرقات ہائیکورٹ کے اندر اور دیگر صورتوں میں ہمارے
پاس احکام پرشاستر متعلق کئے جانے کے واسطے موجود ہیں یہ قاعدہ کہ وہ ہبہ جو ہرگز موثر نہو سکے ایسا ہے گویا کہ وہ کبھی کیا
ہی نہیں گیا مقدمہ حال سے متعلق ہے اسلئے احکام ایکٹ وراثت محولہ بالا جائداد متنازعہ کی صورت میں مدعا علیہا ۱ کو
محروم کرنے کے واسطے عامل نہیں ہوسکتے جو کہ اُسکے شوہر کی جائداد تہا اور اُسکو فوت ہونے پر ملی تہی اُن واقعات کی موجودگی
میں میں یہ قرار دیتا ہوں کہ مدعا علیہا ۱ نے جائداد متنازعہ بطور وارثہ اپنے شوہر کے حاصل کی تہی جسکو اُسکا انتقال
دوران حیات خود میں بعد از وفات اپنی دختر ویلائی کو کیا تہا مکان متنازعہ کی بیعنامہ منجانب مدعا علیہا بحق مدعا علیہ ۱
و منجانب مدعا علیہ ۱ بحق مدعی کی نیک نیتی کی نسبت بروقت سماعت اپیل ہذا کے اعتراض نہیں کیا گیا صرف
جائز ورثاء بازگشت سوال مذکور کو ایک الگ نالش میں اُٹھا سکتے ہیں جو غرض مذکور کیواسطے رجوع کیجاوے۔ اسلئے اپیل
کو منظور کیا اور ڈگری بحق مدعیہ صادر کی

مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے اپیل بعدم حال رجوع کیا۔

وی کرشنا سامی اپار منجانب اپیلانٹان ۔ ذیہجت کی کہ وصیت کی رو سے ایک جائداد دختر موہوب لہا کو
عطا کیگئی ہے کیونکہ موصی کا صریح طور پر یہ منشا رہا کہ اُسکی اولاد کو فائدہ پہونچایا ئے۔ اگر وہ فوت ہوجاوے۔ الفاظ
مستعملہ بہ وصیت کے رو سے جائداد نہ صرف دختر کو عطا کیگئی تہی بلکہ اُسکی ورثاء کو نسلاً بعد نسل دیگئی تہی ایک جائداد
کی حق میں مفوض کیگئی تہی اور ایک بلا واسطہ جائداد اُسکی ورثاء کو دیگئی تہی وہ الفاظ "جز یہ" بحق ورثاء ویلائی تہی
نہ کہ صرف الفاظ "محدود کنندہ" درباره اُس جائداد کے جو کہ ویلائی مذکور نے حاصل کی تہی اُنہوں نے یہ بھی عذر کیا تہا کہ چونکہ
ویلائی ایک صلبی اولاد موصی کی تہی پس اُسکو ہبہ دی وصیت بحق ویلائی ناکامیاب نہوا تہا گو وہ موصی سے پہلے فوت
ہوگئی تہی کیونکہ وہ بروقت وفات موصی کے اپنی اولاد چہوڑ گئی تہی۔ یہ قاعدہ قانون انگلستان مسلمہ ہے کہ ہبہ
حال جیسی صورت میں ساقط الاثر نہیں ہوجاتا بلکہ بحق ورثے موہوب لہ کے موثر ہوتا ہے قاعدہ مذکور کو وضعان
قانون ہند نے دفعہ ۹۸ ایکٹ وراثت ہند میں موثر کیا ہے اور وہ برکار ایکٹ متیا مجا اہل ہنود کو بعض جائداد کا تعلق کیا گیا ہے

سنہ ۱۹۲۱ء
راماتھن وغیرہ
بنام
رنگاماتھن وغیرہ

یہ امر واقعہ کہ اطلاق قاعدہ مذکور بعض عدالتہائے ہنود سے متعلق کیا گیا ہے صحیح طور پر بظاہر کرتا ہے کہ وہ ایک معقول قاعدہ ہے اور قابل توسیع بحق عدالتہائے اہل ہنود کے ہے نیز وہ باعث مطابق عدل و انصاف و ایمانداری ہونے کے قابل تسلیم کئے جانے کے ہے اور دھرم شاستر میں کوئی امر اسکے خلاف موجود نہیں ہے بصورت عدم موجودگی کسی مثبت ہدایت کے دھرم شاستر میں عدالتہائے پر بموجب ایکٹ عدالتہائے دیوانی مدراس کے لازم ہے کہ مطابق قواعد عدل و انصاف و ایمانداری کے عمل کریں۔

سندرا ایار و راماچندر ایار منجانب ریسپانڈنٹان:۔ وہ الفاظ جنکا کہ استعمال موصی نے دیالی کو جائداد عطا کرنے کے واسطے کیا ہے الفاظ محدود کنندہ ہیں نہ کہ الفاظ مزید الفاظ مستعملہ کی رو سے صرف مقدار اس جائداد کی ظاہر ہوتی ہے جو موہوب لہا سے حاصل کیجاتی ہو اور ان کی تعبیر ایک سلسلہ وارثہ بحق ورثا کے نہ کیجانی چاہیئے جنکا موجود ہونا یا نا موجود ہونا کسی حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسی عبارت کی تعبیر بطور صرف الفاظ محدود کنندہ کے کیجانی چاہیئے (ملاحظہ ہو رام لال مکرجی بنام سکرٹری آف سٹیٹ ہند (۱)) مزید براں خاص قاعدہ قانون انگلستان یا احکام مندرجہ دفعہ ۹۶ ایکٹ وراثت ہند یا احکام ایکٹ وصیت ناموجات اہل ہنود فریقین مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہیں قاعدہ قانون زیر بحث ایک خاص قاعدہ تعبیر ہے۔ جو کہ عدالتہائے انگلستان نے ان وصیت ناموجات کی نسبت اختیار کیا ہے جو دربارہ انتقال بحق اولاد کے ہوں اور اسکو بعض خاص صورتوں میں بصرف قانون ہند نے قانون ہندوستان میں درج کیا ہے تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ہندوستان کا عام قانون ہو گیا ہے اسلئے وہ بطور ایک قاعدہ انصاف و ایمانداری کے پیش نہیں کیا جانا چاہیئے۔ قاعدہ عام دربارہ وصیت ناموجات کے بلا شبہ طور پر یہ ہے کہ ایک ہبہ ساقط الاثر ہو جاتا ہے اگر موہوب لہ قبل موصی کے فوت ہو جائے کیونکہ وصیت صرف بعد وفات موصی کے مؤثر ہو سکتی ہے۔ مستثنے بصورت ہبہ بحق اولاد و رشتہ مستقیمہ کے ایک خاص قاعدہ تعبیر دربارہ نیت موصی کی ہے جو بظاہر عرصہ سے قانون انگلستان میں مسلمہ ہے مگر مستند طور پر اصول قانون ہند نے صرف بعض خاص صورتوں میں ہندوستان سے متعلق کیا ہے۔ ایسا استثنائیہ قاعدہ بطور عام قاعدہ عدل و انصاف و ایمانداری کے متعلق نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ایک قاعدہ دھرم شاستر موجود ہے جو مقدمہ سے متعلق ہے اور صرف بصورت عدم موجودگی کسی خاص قانون رواجی متعلق بہ اس امر کے عدالتہائے ملک ہذا ایک ایسے عام قاعدہ کا استعمال کر سکتی ہیں جو مطابق عدل و انصاف و ایمانداری کے ہو۔

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۴۴ صفحہ ۴۳ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۴۴ صفحہ ۴۳۔

سنہ ۱۹۰۰ء	دیگر رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی وکیل نہ تھا
ماماتھن وغیرہ	**تجویز**:- الفاظ "پسران اور پوتے" متعلقہ وصیت کا ہماری رائے میں کوئی اور اثر بہ نسبت اسکے نہیں ہے
بنام	جو کہ الفاظ "وارثان" کے استعمال کا وصیت انگلستان میں ہوتا ہے۔
رنگاماتھن وغیرہ	حجت یہ کی گئی ہے کہ چونکہ مطابق سٹیچوٹ انگلستان اور ایکٹ وراثت ہند کی ایک ہبہ بحق طفل موصی کے
	ساقط الاثر نہیں ہوتا اگر موہوب لہ موصی سے پہلے فوت ہو جاتے اور اولاد چھوڑ جاتے اس لئے وہی
	قاعدہ بروئے مشابہت کے صورت حال سے متعلق ہونا چاہئے۔
	ہم اس تعبیر کو اختیار نہیں کر سکتے حکم مندرجہ ایکٹ وراثت ہند ایک استثنائیہ ہے جو صرف خاص امور ہندو کے
	واسطے صادر کیا گیا ہے اور ہم کو کوئی اختیار اسکی توسیع کا حاصل نہیں ہے۔
	ہم اپیل ومن ہٰذا کو مع خرچہ خارج کرتے ہیں۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر انیا یار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام یامنارائو*

۵ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء	مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۵۴۵۔ حکم دوبارہ ادائیگی اخراجات استغاثہ کی جرمانہ میں سے
	ایکٹ ۷ سوم عدالت۔ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء دفعہ ۳۱ مستغیث کو اس سوم کا واپس پانا جو کہ اسنے عدالت ہائے
	فوجداری میں ادا کیا ہو۔

ایکشخص کو جسکو ڈپٹی مجسٹریٹ نے ضرر پہنچانیکا مجرم قرار دیا تھا مبلغ ۵۰ روپیہ جرمانہ اور نیز مستغیث کا خرچہ استغاثہ ادا کرنیکا حکم دیا تھا

جرم اسکے بعد ڈپٹی مجسٹریٹ نے ایک ٹوٹ متعلق وصولی مبلغ ۲ کو ملزم کے نام جاری کیا تھا جسمیں مبلغ ۲ زیر دفعہ ۳ ایکٹ ہشتم

عدالت بابت رسوم ادا کردہ مستغیث کے اور مبلغ ۲ زیر دفعہ ۵۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بابت اُن دو شخصوں کی فیس منجملہ جرمانہ کے وصول کئے گئے تھے

جملہ مستغیث نے افسر پولیس کو دا سطے ترتیب اور نیز شہادت متعلقہ کا نکو ہیتوں قسم کی وصولی کی بابت اعتراض کیا جس پر مقدمہ کا استغاثہ

تجویز ہوئی کہ رسوم عدالت کا وصول کیا جانا بروئے دفعہ ۳ ایکٹ سوم عدالت کے جائز تھا کیونکہ کوئی ترمیم بعد دفعہ ۵۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے نہیں کئی گئی۔

نیز تجویز ہوئی کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کا حکم مصدقہ زیر دفعہ ۵۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے ادائیگی ان اخراجات کے جو استغاثہ میں عائد ہوئے

ناقابل قیام تھا

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۲۳۲ سنہ ۱۹۰۱ء مستغاثہ بغرض احکام ہائیکورٹ زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب ایسی گوپالا جیبر برائے ... سشن جج کستنا برو ... مورخہ ۲ اگست سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۰ء / ملکہ معظمہ قیصرہ ہند / بنام / بسنا ماؤ

اور یہ کہ الیسو اخراجات مستغیث کو صرف اسی بابت میں سے دیئے جا سکتے تھے جو کہ ملزم سے وصول کیا گیا تھا نہ کہ اسکے علاوہ۔

مقدمہ متصوبہ بغرض احکام ہائیکورٹ ملاحظات ہیڈنوٹ میں بیان کئے ہیں اور زیادہ تر تفصیل کیساتھ تجویز ذیل کے ظاہر ہوتے ہیں۔ فریقین کیطرف سے کوئی وکیل نہ تھا۔

تجویز: اس قسم کی استصواب میں سیشن جج کو چاہیئے تھا کہ واقعات صراحت کیساتھ اور علی التواتر بیان کرتا۔ حسب ذیل ہیں ایک شخص بامنا راؤ جرم زیر دفعہ ۳۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند کا ڈپٹی مجسٹریٹ نرسارا و پیٹ سے ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کو مجرم قرار دیا گیا تھا اور اسکو حکم دیا گیا تھا کہ مبلغ ۳ روپیہ جرمانہ اور مستغیث کا خرچہ ادا کرے۔

ماہ مئی سنہ ۱۹۰۰ء میں ڈپٹی مجسٹریٹ نے ایک وارنٹ واسطے وصولی مبلغ ۲ کے ملزم سے جاری کیا تھا رقم مذکور حسب ذیل طریق پر بنی تھی مبلغ ۱ رسوم اور طلبانہ ادا کردہ مستغیث اور مبلغ ۱ بطور دو فیس ہا کی مبلغ ۸ فی میس کی جو مستغیث نے افسر طبی کو واسطے سرٹیفکیٹ اور نیز شہادت کے مقدمہ میں ادا کئے تھے۔

ملزم نے اُن رقوم کی وصولی کی نسبت اس وجہہ پر اعتراض کیا تھا کہ وہ اوقت تشخیص کیگئی تھیں جبکہ ڈپٹی مجسٹریٹ کا فیصلہ صادر کیا گیا تھا بلکہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے اپنے حکم کی نظر ثانی کرنے یا وارنٹ کے واپس لینے سے انکار کیا ہے۔

اس تشریح میں جو کہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے سیشن جج کو روبرو کی تھی انہوں نے بیان کیا ہے کہ مبلغ ۱ زیر دفعہ ۳ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء وصول کی گئی ہیں اور مبلغ ۱ روپیہ کی وصولی زیر دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیجانی مقصود تھی۔

سیشن جج نے مقدمہ کا استصواب اس وجہ پر کیا ہے کہ کل حکم ڈپٹی مجسٹریٹ کا واسطے وصولی مبلغ ۲ کے ناجائز تھا ہم اس لئے کیساتھ اتفاق کرنے کی ناقابل ہیں جہاں تک کہ ۱ کی وصولی کا تعلق ہے اس رقم کی وصولی بروئے دفعہ ۳ ایکٹ رسوم عدالت کے جائز تھی سیشن جج کی یہ رائے کہ دفعہ مذکور کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ وہ بروئے دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ترمیم کی گئی ہے نادرست ہے ہر ایک دفعہ میں جداگانہ امر کی متعلق حکم ہے دفعہ ۳ ایکٹ رسوم عدالت کے رو سے مجسٹریٹ کو لازم ہے کہ ملزم کو بعض صورتوں میں مقدار رسوم طلبانہ ادا کردہ مستغیث بروئے احکام ایکٹ رسوم عدالت بحق اُس کو واپس کرنے کی ہدایت کرے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
یانا راؤ

دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی رو سے مجسٹریٹ کو بعض صورتوں میں اختیار تمیزی عطا کیا گیا ہے جو کہ مستغیث کو اُس جرمانہ میں سے جو ملزم سے وصول کیا گیا ہو اُن اخراجات کے دلائے جانے کا حکم دے جو مناسب طور پر استغاثہ میں صرف ہوئے ہوں اور نیز معاوضہ اُس نقصان کا جو کہ جرم مرتکبہ کی وجہ سے اُس کو پہنچا ہو مجسٹریٹ کا فرض ہے بابت حکم دہی ادائگی رسوم عدالت و طلبانہ کی زیر دفعہ ۳۱ ایکٹ رسوم عدالت امریہ ہے مگر زیر دفعہ ۵۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری اس کو خراجات استغاثہ کے دلانے یا نہ دلانے کا اختیار تمیزی ہے پس نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی نسبت یہ تصور کیا جانا چاہیئے کہ اس کی رو سے وہ اخراجات مستثنے کئے گئے ہیں جن کی نسبت عدالت کو کوئی اختیار تمیزی حاصل نہو اسلئے ڈپٹی مجسٹریٹ کا حکم نسبت مبلغ ۱۲ کے بحال رکھا جانا چاہیئے۔

حکم دربارہ مبلغ ۵ روپیہ کے صریح طور پر نا قابل قیام ہے کیونکہ گو فیس طبی کی فیس ایسے اخراجات میں شامل ہے جو مناسب طور پر استغاثہ میں عائد ہوئی ہوں تاہم وہ مستغیث کو صرف اُس جرمانہ میں سے دلائے جا سکتے ہیں جو ملزم سے وصول کیا گیا ہو اور وہ ملزم سے علاوہ جرمانہ کے وصول نہیں کئے جا سکتے۔

ڈپٹی مجسٹریٹ کے حکم کا وہ جزو منسوخ کیا جانا چاہیئے مگر اسکی بجائے ہم یہ ہدایت کرتے ہیں کہ مبلغ ۵ روپیہ کی رقم مستغیث کو اُس جرمانہ میں سے ادا کیجائے جو کہ ملزم سے وصول کیا گیا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بادم صاحب جسٹس

۱۱ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

سبرامنیا ایار (مدعی) اپیلانٹ بنام رنگیا کلنگا تھوڑا و دایار (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ*

ایکٹ وصولیابی لگان مدراس ۸ ایکٹ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۴۳ نیلام جائداد قرق کردہ۔ ایک جزو کی بولی کا بقایائے لگان کو ادا کرنے کیواسطے کافی ہونا۔ بولی دہندہ کا خریداری کی تکمیل سے قاصر رہنا۔ جزو مذکور کا شمولیت دیگر اجزا کے دوبارہ نیلام کیا جانا۔ جواز نیلام۔ ایفا بقایا۔

ایک مالک اراضی نے ایک مزارعہ کی جائداد کو قرق کرا کے اس کو زیر دفعہ ۴۳ ایکٹ وصولیابی لگان مدراس سنہ ۱۸۶۵ء نیلام کرایا تھا۔ جب کہ پہلے جزو جائداد کی بولی اس قدر دیگئی تھی جو ایفائے بقایا کے واسطے کافی تھی

* اپیل دوم نمبر ۲۰۸۰ سنہ ۱۸۹۹ء بنام اصلی ڈگری ایل سی مُدر صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج ترچناپلی مقدمہ اپیل نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۸ء منسوخ کنندہ ڈگری سی رنگاراؤ منصف ضلع اریالور مقدمہ ابتدائی نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۹۱۹ء
سیواجینا یار
بنام
رنگیا گونگا وغیرہ

مگر بولی دہندہ والے نے اپنی بولی کی رقم میں سے صرف ایک خفیف رقم ادا کی تھی اور وہ بقایا کو ادا کرنے سے قاصر رہا تھا اور بعد میں جزو مذکور بشمولیت دیگر اجزا کے دوبارہ نیلام پر چڑھایا گیا جبکہ مالک اراضی نے خرید کر لیا تھا لہذا بعد ایک نالش واسطے منسوخی نیلام کے رجوع کی گئی تھی جس میں عذر کیا گیا تھا کہ چونکہ پہلی بولی مساوی تھی رقم بقایا کے ایک جزو جائداد کی نسبت دیجیگی تھی اسلئے مالک اراضی کو دعوی کا ایفا زیر دفعہ ۳۰ ایکٹ وصولیابی لگان ہو گیا تھا گو کل رقم بولی کی واقعی طور پر ادا نہ کی گئی تھی اور نیز یہ کہ ایک بعد کا نیلام باقی جائداد مزارعہ کا نا جائز تھا اور کہ مالک اراضی کی مناسب چارہ جوئی یہ تھی کہ قصوروار خریدار کے مقابلہ میں کارروائیات رجوع کرتا -

تجویز ہوئی کہ عذر مذکور قائم نہ کیا جا سکتا تھا بقایائے لگان کا ایفا بذریعہ نیلام کو صرف اسوقت ہوتا ہے جبکہ رقم بولی کی ادا کیجائے اسوقت تک جب تک کہ قرضہ بحال ہے -

نیز تجویز ہوئی کہ دوسری نیلام کا نوٹس زیر دفعہ ۳۹ ایکٹ وصولیابی لگان (مدراس ۱۸۶۵ء) ضروری تھا -

نالش واسطے استرداد اس نیلام کے جو واسطے وصولی لگان کے عمل میں آیا تھا اور نیز واسطے دلاپانے قبضہ کے دائر کی گئی قبل ازین نیلام مدعی ایک رعیت تابع مدعا علیہ زمیندار اودایارپالیم کے چند قطعہ اراضی کی نسبت تھا ان کا لگان بقایا میں رہنے کی وجہ سے مدعا علیہ نے مدعی کے حقوق واقعہ اراضیات مذکور کو قرق کرا کر ان کو زیر دفعہ ۳۲ ایکٹ وصولیابی لگان (مدراس ۱۸۶۵ء) واقع نیلام کرایا تھا اراضی مذکور مختلف لاٹھائی میں نیلام کی گئی تھی اور پہلے لاٹ کی بولی مقدار بقایا لگان کے برابر تھی مگر بولی دینے والے نے صرف مبلغ ۵ روپے ادا کئے تھے اور وہ بقایا کو ادا کرنے سے قاصر رہا تھا اور لاٹ اراضی نمبر اشمولیت دیگر لاٹھائی کے بعد میں پھر نیلام کیا گیا تھا اور مدعا علیہ نے خرید کر لیا تھا مدعی نے اب اس نیلام کے استرداد کی نالش کی ہے اور نیز قبضہ اراضی کو دلاپانے کی منصف ضلع نے نالش کو خارج کیا تھا صاحب جج ضلع نے بر طبق اپیل کے بعد بیان کرنے واقعات کے بیان کیا تھا کہ مدعی نے استرداد نیلام اور دلاپانے قبضہ اراضی کی نالش کی ہے اصلی سوال قابل فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا دوسرا نیلام ایک جائز نیلام تھا - مدعی یہ عذر کرتا ہے کہ زمیندار پر لازم تھا کہ بخلاف قصوروار خریدار نیلام اول کی کارروائی کرتا مدعا اس امر سے انکار کر کے یہ عذر کرتا ہے کہ دوسرا نیلام جائز تھا اور مدعی کو بخلاف قصوروار خریدار کے چارہ جوئی کرنی چاہئیے اگر اس کو نقصان پہنچا ہو نیلام جائداد منقولہ میں فرق اسوقت رفع کیجانی چاہئیے جونہی کہ بقایا کا ایفا ہو جائیگا (دفعہ ۲۲ ایکٹ وصولیابی لگان ملاحظہ طلب) حقوق واقعہ اراضی کو نیلام کیصورت میں دفعہ ۳۸ کی رو سے یہ ضروری ہے کہ وہی تواعد متعلق کئے جاویں جو ہیں یعنی کہ نوٹس بمضمون کہ اراضی نیلام کیجانی ہے دفعہ ۳۹ دربارہ غیر نیلام شدہ اراضی کی اسیوقت واپس کیا جانا چاہئیے جونہی کہ بقایا کا ایفا ایک جزو اراضی کو نیلام ہو جائے پس سوال یہ ہے کہ آیا بقایا کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ایفا اس وقت ہو جاتا ہے جب کہ ایک رقم مساوی بقایائے مذکور کی بولی دیجائے

سنہ ۱۹۰۱ء

سبز منیا ایار

بنام

رنگیا کا کتا وغیرہ

گروہ رقم ادا نہ کیجائے میری رائے میں ایسا نہیں ہوسکتا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایفا میں ادائگی شامل ہونہ کہ محض ایجاب ادائگی اور کرتا وقت ادائگی کو نوٹس کو واپس لیے جانے کی ضرورت نہیں ہے اگرچہ جب تک نوٹس مؤثر ہو مزید نیلام جائز طور پر بغیر مزید نوٹس دیئے جانیکے عمل میں لایا جاسکتا ہے کم از کم مجھکو کوئی امر مانع اسباب کا ایکٹ مذکور میں معلوم نہیں ہوا مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ چارہ جوئی قصور جو بروئے دفعہ ۵۳ کے عطا کی گئی ہے ضروری طور پر صرف ایک ہی چارہ جوئی بحق مالک اراضی کے ہے دفعہ مذکور متعلق ہوتی ہے خواہ کل جائداد نیلام لگگئی ہو یا جب ایک جزو اُس کا نیلام کیا گیا ہو اور باقی کی نسبت قرقی واپس لیگئی ہو مگر یہ امر واقعہ کہ ایسی چارہ جوئی عطا کیگئی ہے اس بات کے قرار دینے کا جواز نہیں ہے کہ قرقی یا نوٹس نیلام بحال نہیں رکھے جاسکتے خواہ ایک جزو جائداد کا نیلام کیا گیا ہو جبتک کہ بقایائے کا ایفا نہ ہوجائے میری رائے میں نیلام جائز تہا۔ اُس نے اپیل کو خارج کیا تہا۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

بالا سبرامنیا ایار منجانب اپیلانٹ:۔ جونہی کہ نیلام ختم ہوگیا اور اس نیلام سے ایک رقم کافی بغرض ایفائے بقایائے وصول کیجائے مزارعہ کی ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے ملاحظہ ہو دفعہ ۳۲۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء جسمیں حکم ہے کہ اگر بقایا کا ایفا ایک جزو جائداد سے ہوجائے نہ کہ بذریعہ ادائگی بحق مالک اراضی کے تو قرقی فوراً اٹہائی جانی چاہیئے دفعہ ۴۵ میں صریح طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ نیلام دوم کے صورت میں نقصان کا ذمہ وار قصوروار خریدار ہوجاتا ہے اور اُسی دفعہ کی ضمن ۳ میں یہ حکم ہے کہ فرق یا زیادتی رقم وصول کردہ بروئے نیلام دوم کی اس شخص کی ملکیت ہوگی جس کے واسطے پہلا نیلام کیا گیا ہو نہ کہ مزارعہ کی بلحاظ دفعات مذکور کے یہ استدعا کیجاتی ہے کہ مزارعہ کی ذمہ داری پہلے نیلام کیساتہہ ہی ختم ہوجاتی ہے اور اسکی جائداد پیر ذمہ دار نہیں رہتی اگر صورت اسکے خلاف بہی ہوتا ہم مزارعہ مستحق ہے کہ نیلام کا نوٹس دیا جائے اگر مزید ادائگی میں قصور کرے اور جائداد مشمولیت اسکی غیر نیلام شدہ جزو کے نیلام پر چڑہائی جائے یہ ایک ایسا مقدمہ نہیں ہے جسمیں سازش مابین مزارعہ و قصوروار خریدار کا بیان کیا گیا ہو یا اُس کا ثبوت دیا گیا ہو صورت حال میں خریدار کے قصور سے مالک اراضی نے فائدہ اٹہایا تہا اور مزارعہ کی جائداد کو کمتر قیمت پر نیلام کرایا تہا جب کہ مدعا علیہ بروقت عمل میں آنے دوسرے نیلام کو حاضر تہا۔ گو کوئی ظاہر حکم نیلام ثانی کا ایکٹ لگان میں موجود نہیں ہے تاہم وہ ضابطہ جو نیلام اول کیواسطے دفعات ۳۹ و ۴۰ و ۱۰۔ ایکٹ مذکور میں درج ہے اسکی پیروی کیجانی چاہیئے۔ دفعہ ۳۰۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں ایسا قاعدہ درج ہے اور انصاف اور ایمان داری اس امر کے مقتضی ہیں کہ اُسکی پیروی نیلام ہائے لگان کیصورت میں کیجائے

سنہ ۱۹۱۹ء
سبرامینا ایار
بنام
سنگھا تھلا وغیرہ

ترووینکٹا چلپتی بنام سبجانب رسپانڈنٹ :- دفعہ ۳۲ میں یہ حکم ہے کہ اگر بقایا لگان کا ایفا کیا جائے تو قرقی اٹھا دیجائیگی بقایا کا ایفا صرف بذریعہ ادائیگی کے ہو سکتا ہے نہ کہ محض بولی اسقدر رقم کی دینے سے جو بقایا کے برابر ہو بقایا بطور قرضہ کے جاری رہتا ہے جبتک کہ بولی کی رقم ادا نہ کیجائے (ملاحظہ ہو کہروڈی واسی بنام غلام صمدانی (۱)) مالک اراضی کا دعوی بابت قصور منجانب خریدار کے نہ صرف بخلاف خریدار کے ہو بلکہ مزارعہ کے بر خلاف بھی جو تا وقت ادائیگی اوس کے قرضہ سے سبکدوش نہیں ہوتا برو ہے مشابہ احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسا ہی قرار دیا گیا ہے (ملاحظہ ہو اسند راؤ باپوجی بنام شیخ بابا (۲)) نیلام ثانی کو نوٹس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مزارعہ کی ذمہ داری قائم رہتی ہے مزید براں عرضی دعوی میں کوئی ذکر کسی عدم موجودگی نیلام کے اشتہار ثانی کا نہیں کیا گیا۔ اگر کوئی بے ضابطگی نیلام ہائے زیر ایکٹ لگان کو مشتہر کرنے یا عمل میں لانے میں بھی کیجائے تو دفعہ ۳۰ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ نیلام اسطرح پر نا جائز نہیں ہو جاتا دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی طرح اسمیں یہ حکم نہیں دیا گیا کہ اگر ایسی بے ضابطگی سے نقصان پہنچے تو نیلام مسترد کیا جا سکتا ہے۔

بالا سبرامینا ایار جواباً -

تجویز:- مدعی (اپیلانٹ) اپنی جائداد غیر منقولہ کے نیلام برپنائے قرقی لگان کی استرداد کی استدعا کرتا ہے۔ عذر یہ کیا جاتا ہے کہ چونکہ ایک بولی مساوی رقم بقایا کے ایک جزو جائداد مدعی کی نسبت دیگئی تھی جو اسطرح پر لگان کی علت میں قرق کیگئی تھی اسلئے مالک اراضی کے دعوی کا ایفا زیر دفعہ ۳۳ - ایکٹ ۱۸۶۵ء ہو گیا تھا گو بولی کی رقم واقعی طور پر ادا نہ کی گئی تھی اور نیز یہ کہ ایک بعد کا نیلام اسکی باقی جائداد کا ناجائز تھا کیونکہ چارہ جوئی مالک اراضی کیواسطے صرف یہ تھی کہ قصور وار خریدار کے مقابلہ میں کارروائیات رجوع کرتا ہم اس عذر کیساتھ اتفاق نہیں کر سکتے (ملاحظہ ہو اندراؤ باپوجی بنام شیخ بابا) (۲)

بقایا کا ایفا بذریعہ نیلام کے صرف اسوقت ہوتا ہے جبکہ بولی کی رقم ادا کیجائے اسوقت تک قرضہ قائم رہتا ہے (ملاحظہ ہو کہروڈی واسی بنام غلام صمدانی (۱)) نوٹس نیلام دوم بحق مدعی کے دیا جانا زیر دفعہ ۳۹ - ایکٹ ۱۸۶۵ء ضروری تھا عرضی دعوی میں یہ بیان نہ کیا گیا تھا اور نہ یہ ثابت کیا گیا تھا کہ ضروری احکام قانون دربارہ اشاعت نیلام دوم کی تعمیل نہیں کیگئی۔ اگر معاملات مذکورہ کے کوئی بے ضابطگی بھی کیگئی ہوتا ہم وہ ہماری رائے میں کافی وجہ استرداد نیلام کی نہیں ہے۔

اسلئے دوسری اپیل کو خارج کیا جاتا ہے۔

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۴۹۴ (الاحظہ مرہ دیوانی)

(۲) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۵۱۲ -

صیغہ اپیل دیوانی

بجلاس سر آرنلڈ وائٹ صاحب چیف جسٹس و مسٹر اینا یار صاحب جسٹس

۱۳ نومبر ۱۹۰۰ء

چکراپنی چٹیار (فریق مخالف نمبر ۲) و ڈگریدار سائل بنام منجی سیٹو وغیرہ (سائل فریق مخالف وغیرہ) ریسپانڈنٹان[*]

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳۱۴۔ استرداد نیلام بعلت اجراء ڈگری التوائی نیلام از تاریخ مشتہرکردہ اور مابعد نیلام کا بلا اشتہار جدید عمل میں آنا۔ جدید اشتہار کا مدیون ڈگری سے ترک کیا جانا۔ اعتراض دربارہ نیلام کی منجانب مدیون ڈگریدار کے بوجہ عدم موجودگی اشتہار کے ناقابل قیام ہونا۔

(الف) جو ایک نالش میں ڈگریدار تہا اپنے مدیون کی جایداد قرق کرائی تہی (ب) جو ایک اور ڈگری کا قابض بخلاف اسی مدیون کے تہا جایداد مذکور کو بسبب اجراء اپنی ڈگری کے نیلام کرایا تہا۔ نیلام مذکور کا اشتہار اولاً ایک خاص تاریخ کیواسطے دیا گیا تہا مگر وہ دو دفعہ برطبق درخواست مدیون ڈگری کے ملتوی کیا گیا تہا جسنے جدید اشتہار کے جاری کئے جانے کے استحقاق کو ترک کر دیا تہا حالانکہ ظاہر کی تہی الف نے یہ مستدعی کیا تہا کہ نیلام مذکور بوجہ بے ضابطگی کے مسترد کیا جائے۔

تجویز ہوئی کہ مدیون ڈگری کیطرف سے جدید اشتہار کا استحقاق ترک کیا جانا بعد اسکے کہ نیلام ملتوی کیا گیا ہو خواہ ایک ڈگریدار کو نیلام مذکور کی نسبت وجہ مذکور پر اعتراض کرنے سے باز نہیں رکھتا۔

تجویز ضمنی ہوئی۔ عدالت کیطرف سے جدید اشتہار کو جاری کرنے سے انکار کیا جانا اگر اسکی درخواست ایسی صورت میں کیجاوے کہ ہو ایک ایسی وجہ بنتا ہے جسپر کہ جواز نیلام کی نسبت اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

درخواست واسطے نگرانی ایک حکم متعلق استرداد نیلام کی فریق مخالف مسمی مولجی منجی سیٹو نے ایک ڈگری بخلاف اکتیعض احمد کوپا کے نالش ابتدائی نمبر ۳۲۷ سنہ ۱۸۹۷ء میں حاصل کی تہی اور مدیون ڈگری کی جایدادہائے زرعین کیواسطے قرق کی گئی تہیں جو قریباً ۵۰۰ روپیہ کی مالیت کی تہیں ایک نالش (نالش ابتدائی نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۹۸ء) کو مسمی ذیہی ایک ڈگری بخلاف اسی مدیون کو حاصل کی تہی اور مدیون کی جایدادہائے بعلت اجراء ڈگری مذکور کے دائرہ نیلام کرائی گئی تہیں نیلام مذکور کا اشتہار اولاً ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کیواسطے دیا گیا تہا مگر مدیون ڈگری نے دو دفعہ التوائی کی درخواست کی تہی اور ساتھ ہی یہ قرار کیا تہا کہ کسی مزید اشتہار کا دیا جانا ضروری نہ ہو گا

[*] درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۳۹۰ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکے واسطے ہائی کورٹ میں استدعا کیگئی تہی کہ دبلیو ایچ ایچ ڈیویس صاحب ڈسٹرکٹ جج ملابار جنوبی کے حکم صادرہ برطبق اپیل متفرق دیوانی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی حکم پی گوندامینن منصف ضلع کالیکٹ برطبق درخواست متفرق دیوانی نمبر ۱۰۴ سنہ ۱۸۹۹ء کی نگرانی کیجائے۔

سنہ ۱۹۱۰ء
جائداد مشتہرہ
نیلام
وضابطہ دیوانی

درخواست اول پیش ہونے پر منصف ضلع نے ذیل کا حکم صادر کیا تھا: "نیلام ۱۶ ماہ کیواسطے ملتوی کیا جاتا ہے" دوسری درخواست پر اُس نے بیان کیا تھا کہ "نیلام ۹ مارچ تک ملتوی کیا جاتا ہے" نیلام موخر الذکر تاریخ کو بلا کسی مزید اشتہار کے مطابق کیجائے کو عمل میں آیا تھا اُسپر فریق مخالف ڈگریدار نے بنالش ابتدائی نمبر ۸۶۷ سنہ ۱۹۰۲ء زیر تفویض تقسیم بحکمہ سدرجی دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی درخواست کی تھی باسترداد نیلام مذکور کی درخواست میں یہ بیان کی تھی کہ اسمیں بے ضابطگی عمل میں لایا گیا ہے اور کہ زر ثمن جو کہ صرف مبلغ ۷۰۰ روپیہ ہے جائداد نیلام کردہ کی قیمت سے بہت کم ہے اور نہ ڈگریدار نے بنالش ابتدائی نمبر ۸۵ سنہ ۱۹۰۸ء خود خریدار جائداد تھا گو خریدار اسکو منتی حکم اپنی چہار سال کو نام سے کیگئی ہو اسنے یہ شکایت کی تھی کہ کوئی اشتہار جاری نہیں کیا گیا تھا اور کہ تفصیل مالگذاری سرکار و لگان وغیرہ لوکل بورڈ میں مناسب طور پر ظاہر نہیں کیگئی منصف نے یہ قرار دیا تھا کہ نیلام بے ضابطہ طور پر عمل میں آیا ہے اور اُسنے اسکو مسترد کیا تھا اُسنے بیان کیا تھا کہ "نیلام مقدمہ ہذا میں بلا شبہ طور پر بے ضابطہ طریق پر عمل میں آیا ہے بے ضابطگی یہ تھی کہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء کیواسطے نیلام کیبابت کوئی اشتہار جاری نہیں کیا گیا تھا جیسے کہ معمولاً ہوتا تھا نیلام بتعمیل اُس اشتہار کے عمل میں آیا تھا جسمیں نیلام ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء کو مشتہر کیگئی تھی اُس تاریخ پر ڈگریدار اور مدیون نے ایک مشترکہ درخواست بابت التواے نیلام تا ۲۸ ماہ کو کی تھی جو منظور کی گئی تھی (درخواست متفرق نمبر ۲۲۳ سنہ ۱۹۰۹ء ملاحظہ طلب) اور ۲۳ فروری کو انہوں نے ایک اور درخواست واسطے التواے نیلام تا ۹ مارچ کو کی تھی جو نیز منظور کی گئی تھی (درخواست متفرق نمبر ۳۳۸ سنہ ۱۹۰۹ء) اُس تاریخ پر نیلام بغیر جدید اشتہار کے عمل میں آیا تھا ممکن ہو سکتا ہے کہ مدیون خود بوجہ عدم موجودگی اشتہار نیلام کو اعتراض نہ کر سکتا تھا کیونکہ اُسنے درخواستہاے التواے میں اس امر کی نسبت رضامندی دی تھی کہ نیلام بغیر جدید اشتہار کے عمل میں لایا جائے مگر سائل حال ایک اور ڈگریدار اُسی مدیون کا تھا اور اُسکی بعلت اجراء اپنی ڈگری کی اُسی جائداد کو قرق کرایا تھا اُسکے مقابلہ میں جدید اشتہار کا جاری نہ کیا جانا ایک بے ضابطگی زیر دفعہ ۲۹۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی حد تک پہونچتا تھا بے ضابطگی مذکور ثابت کیجا کر دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا اُسکی وجہ سے اہم نقصان پہونچا ہے سائل کو گواہ بابت اشتہار سے جسکے کہ نیلام مذکور کیا تھا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بروقت نیلام مذکور کوئی شخص باستثناے ڈگریدار اسکو منتی حکم اپنی چٹی کی بولی دینے کیواسطے موجود نہ تھا جسکے کے حق میں بولی بالکل خفیف رقم مبلغ ۷۰۰ روپیہ پر ختم کیگئی تھی

سنہ ۱۹۰۰ء

ملکراتی جیٹیارا

بنام

ڈھنچی سلیٹو وغیرہ

جائداد کی مالیت مابین السرر اور الت صمامہ ہے کے ثابت کیگئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ بیزوہ تفصیل جائداد جو اشتہار نیلام میں درج ہے بلحاظ بعض امور کے ناقص ہے مگر میری رائے ہے نہیں ہے کہ اسکی وجہ سے قیمت میں کمی واقعہ ہوئی ہے نیز مجھکو سائل کے اس بیان میں بہت کچھ وقعت معلوم ہوتی ہے کہ فریق مخالف یعنی نائی خریدار از طرف ڈگریدار کی ہے وہ ڈگریدار کا ایک منشی ہے جو ڈگریدار کے وکیل کو مدد دینے کے واسطے آیا تھا اور اسنے کسی طریق پر یہ انتظام کیا تھا کہ دیگر بولی دینے والے چلے گئے تھے اسنے اُس کو یہ سمجھا دیا تھا کہ نیلام یہ ملتوی ہونیوالا ہے ڈگریدار کی بہ مضمون شہادت کہ اسنے اپنے منشی کو اپنی طرف سے بولی دینے کیواسطے نہیں کہا تہا اور اور منشی کی بہ مضمون شہادت کہ اسنے خود اپنے استعمال کیواسطے خرید کی تہی قرین اعتبار نہیں ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ نیلام کو اُس خاص تاریخ کیواسطے مشتہر کرنے میں اہم بے ضابطگی کی گئی تھی اگرچہ اس کے عمل میں لانے میں نہ کیگئی ہو اور کہ اسکی وجہ سے اہم نقصان پہنچا ہے نوعیت اور مقدار اس نقصان کی اس امر واقعہ سے صحیح طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ وہ جائداد جسکی مالیت ایک ہزار روپیہ سے زیادہ تھی مبلغ ع پر نیلام کی گئی تھی نیلام منسوخ کیا جانا چاہیئے اور وہ بذریعہ حکم ہذا کے مسترد کیا جاتا ہے" +

اس حکم کی ناراضی سے خریدار ملکراتی جیٹیار نے اپیل کیا۔ صاحب جج ضلع نے یہ بیان کیا کہ " مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہم بے ضابطگی کی گئی تھی یعنے پہلا التواء مورخہ ۲۳ جنوری کو روبرو۔ نیلام کسی خاص دن اور ساعت تک ملتوی نہیں کیا گیا تھا بلکہ "انکملہ کیواسطے" ملتوی کیا گیا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ ۲ مارچ کو وہ ساعت جبکہ نیلام عمل میں لایا گیا تھا خاص نہ کی گئی تھی اور نہ کوئی بعد کا اشتہار بذریعہ ضرب ڈہول کے مشتہر کیا گیا تھا پہلے اشتہار سے ظاہر نہیں ہوتا کہ تقسیم کیا ہے۔ علاوہ اسکے ایسے مواخذجات کا ذکر کیا گیا ہے جیسے کہ دستاویز نمبر ۱ میں درج ہیں جیسے کہ بروئے دفعہ ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی ضمن (ج) کے ضروری ہے بنسبت اہم نقصان کے ڈگریدار کے منشی نے جسنے جائداد مبلغ ع پر خرید کی تھی تسلیم کیا ہے کہ سالانہ لگان مبلغ ع روپیہ ہے ۔ ۔ ۔ میرا اطمینان نہیں ہوا کہ اس نتیجہ سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ موجود ہے جو کہ عدالت ماتحت نے اخذ کیا ہے ڈگریدار کے وکیل نے بھی عدالت کے حکم کی تائید کی ہے اُس نے اپیل کو خارج کیا ہے۔

اس حکم ڈسمسی کی ناراضی سے خریدار نے درخواست نگرانی حال کی ہے

سند لایا گیا تہا کہ تنازعہ ما بین سائل و مسئول الیہا کے کسی قسم کی منسوخی نیلام زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی

سنہ ۱۹۱۹ء
چکرا پتی میا
بنام
دہنجی ستیو

برطبق درخواست ایک ایسے شخص کے حاصل تھی جسنے کہ ایک ڈگری بخلاف اسی مدیون کے حاصل کی تھی اور جو تقسیم بحصہ رسدی کی درخواست زیر دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تھی (سبرامنیا ایار صاحب جسٹس۔ سندرم کلکشمی بنام کستوری (۱) و اجدھیا پرشاد بنام نندلال سنگھ (۲) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ شخص جو ایک حصہ کا مستحق زیر دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی تھا ایک درخواست استرداد نیلام زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور بر وجہ بے ضابطگی کے کر سکتا ہے) استدعا کی گئی ہے کہ چونکہ مدیون ڈگری نے اپنا استحقاق اجرا جدید اشتہار نیلام ترک کر دیا تھا اور اسی وجہ سے نیلام وقتاً فوقتاً ملتوی کیا گیا تھا اور بالآخر ایک ملتوی کردہ تاریخ پر عمل میں آیا تھا اسلئے ایک دوسرا ڈگری دار اوسی مدیون کا مدعی یہ تھا کہ ... وجوہ کی ... سیوکر نیلام کو استرداد بر وجہ بے ضابطگی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ دفعہ ۲۹۴ مجموعہ مذکور ... مدیون ... رضامندی پر ترک جدید اشتہار عمل میں آیا ہے ایک دوسرے ڈگری دار مدیون ... اور کوئی سوال ... بابت ڈگری دار اول و مدیون ... بنام ہر دیو نرائن سنگھ (۳) وار زنا ... بنام ... حکم چند (۴) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ... ڈگری ایسے واقعات کی موجودگی میں نیلام کی نسبت اعتراض نہیں کر سکتا۔ یہ امر واقعہ کہ قیمت وصول شدہ قیمت کم تھی بذاتہ کوئی وجہ استرداد نیلام کی نہیں ہے ملاحظہ ہو الفرڈ بنام مہابیر پرشاد سنگھ (۵) وکلکشمی بنام کرشنا مہاٹ (۶) ونردہاری سنگھ بنام ہر دیو نرائن سنگھ (۳) (سبرامنیا ایار صاحب جسٹس۔ تم کسطرح اپنے دعویٰ کو دفعہ ۲۹۴ مجموعہ کی ذیل میں لاتے ہو؟) عدالت ماتحت کو کوئی اختیار استرداد نیلام کا زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ مذکور حاصل نہ تھا جب تک کہ اہم بے ضابطگی اور اوس کی وجہ سے اہم نقصان کا پہنچنا ثابت کیا جاتا ملاحظہ ہو لکشمی بنام نجم الدین (۷) برجموہن ٹھاکر بنام رائے اودما تھ چودھری (۸) وجوزف بنام دی ساکٹ کمپنی (۹) صورت حال میں بھی شرائط جو عدالت کو اختیار استرداد نیلام عطا کرنے کیواسطے ضروری ہیں موجود نہیں (سبرامنیا ایار صاحب جسٹس عدالت اول نے یہ قرار دیا ہے کہ ڈگری دار نے خود جائداد مذکور اپنے منشی کے نام سے خریدی تھیں

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۵۷ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۸

(۳) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۳۰ صفحہ ۲۳ (۴) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۵ صفحہ ۱۰۷ انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۹

(۵) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۷ صفحہ ۸۰ وانڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۰ (۶) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۰ صفحہ ۴۴۴

(۷) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۵

(۸) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۰ ولا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۴

(۹) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۱

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکاپنی چینارا
بنام
دہنجی سیشو وغیرہ

بظاہر کوئی اجازت بولی دینے کی زیر دفعہ ۲۹۴ مجموعہ مذکور نہ لیگئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ نیلام درست طور پر مسترد کیا گیا تھا کیونکہ ایسی وجہ اس درخواست میں نہیں اٹھائی گئی جو کہ استرداد نیلام کیواسطے کیگئی تھی عدالتہائے ماتحت میں سے کسی نے کوئی ذکر عدم موجودگی اجازت زیر دفعہ ۲۹۴ کا نہیں کیا اور امر مذکور اولاً اس کورٹ میں نہیں اٹھایا جا سکتا۔

مسٹر ایما ستری بجانب ریسپانڈنٹ سے جواب طلب نہ کیا گیا تھا۔

تجویز۔ اس امر سے انکار نہیں کیا گیا کہ سائل عدالت اول جو بحیثیت ڈگریدار نالش نمبر ۱۲۸ سنہ ۱۸۹۸ء کے اس رقم میں سے رسدی کو پانیکا مستحق تھا جو کہ نیلام بابت اجرائے ڈگری نالش نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۹۸ء حاصل ہوئی تھی زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مستحق تھا کہ استرداد نیلام بابت اجرائے ڈگری نالش نمبر ۳۴ کی درخواست بروجہ بےضابطگی کے کرتا (ملاحظہ ہو کرشنہ بنام کستوری (۱)) نیلام رو در فعہ مدیون ڈگری کی رضامندی سے ملتوی کیا گیا تھا اور بالآخر مدیون ڈگری کی رضامندی سے بلا اجراء جدید اشتہار نیلام کی عملدرآمد یا تھا سائل کی حجت عدالت ہذا کے روبرو یہ ہے کہ بباعث مدیون ڈگری کیطرف سے التوائے پر رضامندی ظاہر کیجانے کے اور نیز بغیر جدید اشتہار کے نیلام کے وقوعمیں آنے کی رضامندی دینے کو عدالت اول نے نیلام کو مسترد کرنے میں اپنے اختیار کا استعمال کیا تھا جو کہ قانوناً اسے حاصل نہ تھا یا اس نے استعمال اپنے اختیار سماعت کے خلاف قانون طور پر اور باہم بےضابطگی کے ساتھ عمل کیا تھا۔ عدالت ہذا نے یہ قرار دیا ہے کہ جب ایک عدالت زیر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی عمل کرکے نیلام کو بلا ثبوت اہم نقصان کے مسترد کرے تو حکم مذکور بلا اختیار حسب منشاء دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہوتا ہے ملاحظہ ہو کشتما بنام نجم الدین (۲)۔

اسمیں شبہ نہیں کہ اشتہار کے جاری کرانے میں مدیون کا فائدہ تھا مگر یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ چونکہ دفعہ ۲۹۱ کے رو سے اجازت دیگئی ہے کہ ایک نیلام بعد التوائے کے بلا اشتہار جدید عمل میں آئے اگر مدیون اپنے استحقاق اجراء اشتہار کو ترک کردے اسلئے مدیون کسی اوقات کی موجودگی میں یہ اعتراض کرنیکا مجاز نہیں ہے کہ نیلام بغیر اشتہار کے وقوعمیں آیا ہے وہ مجاز نیلام پر اس طرح اعتراض نہیں کر سکتا کہ کوئی جدید اشتہار جاری نہیں کیا گیا یہ ممکن ہے کہ ڈگریدار جدید اشتہار کو جاری کرانا چاہے خواہ مدیون نے اپنا استحقاق ترک کر دیا ہو۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۵۰۔
(۲) " " " " ۹ صفحہ ۱۴۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
چکراپنی چیتیار
بنام
ونجی سیٹو وغیرہ

اگر ڈگریدار کی اُس درخواست پر کہ ایک اشتہار جدید جاری ہونا چاہیے عدالت اسکو جاری کرنیکی اجازت دینے سے انکار کرے تو ہم کو یہ قرار دینا چاہیے کہ یہ ایک ایسی وجہ ہے جسپر بعد از نیلام کی نسبت ڈگریدار اعتراض کر سکتا ہے مگر ہمارے واسطے اس امر کا فیصل کرنا ضروری نہیں ہے۔

اسمیں شبہ نہیں کہ جائداد کی تفصیل درست طور پر بیان نہ کی گئی تھی مگر چونکہ منصف ضلع نے صریح طور پر قرار دیا ہے کہ کوئی نقصان اس نادرست تفصیل کی وجہ سے نہیں پہنچا اس لئے اسپر بطور ایک وجہ استرداد نیلام کے انحصار نہیں کیا جا سکتا۔

منصف ضلع نے یہ قرار دیا ہے کہ جائداد ڈگریدار کو منشی نے خرید کی تھی اور اُس نے یہ قرار دیا ہے کہ ڈگریدار کی شہادت .... جو بدیں مضمون ہے کہ اُسنے اپنے منشی کو اپنی طرف سے بولی دینے کیواسطے نہیں کہا تھا اور منشی کی شہادت جو بدیں مضمون ہے کہ اُس نے خود اپنے استعمال کے واسطے خرید کی تھی نادرست ہے۔ ڈگریدار نے بولی دینے کی اجازت حاصل نہ کی تھی منصف ضلع نے دفعہ ۲۹۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا حوالہ نہیں دیا۔ مگر اُسنے دراصل یہ قرار دیا ہے کہ اُس کے احکام کی خلاف ورزی کیگئی ہے۔

منصف ضلع نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ اہم نقصان اسوجہ سے پہنچا تھا کہ جائداد ڈگریدار کو منشی نے خرید کی تھی اور صاحب جج ضلع نے بیان کیا ہے کہ اسکا اطمینان نہیں ہوا کہ اس نتیجہ سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ موجود ہے جو کہ منصف ضلع نے اخذ کیا ہے اِسلئے اسمیں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ نیلام ناجائز تھا باوجود واقعہ کہ دفعہ ۲۹۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا حوالہ درخواست یا تجاویز عدالتہائے ماتحت میں نہ دیا گیا تھا۔ ہم کو یہ امر قرار دینے سے باز نہیں رکھتا کہ نیلام ناجائز ہے کیونکہ امر مذکور صریح طور پر عدالت اصل میں اٹھایا اور فیصل کیا گیا تھا۔

ہماری رائے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ عدالت اول نے نیلام کے مسترد کرنے میں بلا اختیار عمل کیا تھا اور درخواست معہ خرچہ خارج کی جانی چاہیے۔

صیغہ اپیل فوجداری

پیش سر آرنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و سبرامنیا ایار صاحبان جج

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام کپتو موتہو پلائی زوجہ

۱۷ نومبر ۱۸۹۹ء
مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۵۲۸ - انتقال مقدمہ برطبق استدعائے مجسٹریٹ - نوٹس -

ایکحکم دربارہ انتقال مقدمہ کے جو ایک مجسٹریٹ کی استدعا سے صادر کیا گیا ہو بکی کہ عدالت میں دائر ہو نہ کہ برطبق درخواست کسی فریق کے اس قاعدہ کی ایک مستثنی ہے کہ حکم انتقال زیر دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری بغیر دیئے جانے نوٹس بنام فریق مخالف کے صادر نکیا جانا چاہیئے -

درخواست واسطے نگرانی ایک حکم صادرہ مجسٹریٹ ضلع تنی ویلی کے جسکے رو سے ایک مقدمہ متدائرہ بعدالت سب مجسٹریٹ پالم کوٹہ عدالت سب مجسٹریٹ تنی کورین میں منتقل کیا گیا تھا مجسٹریٹ ضلع کا حکم مذکور اس درخواست اور بیان حلفی ملزم کے پڑہنے پر دیا گیا تھا جس کی بابت کہا گیا ہے کہ انتقال کی درخواست کیگئی تہی اور نیز بعد پڑہنے ایک رپورٹ از طرف سب مجسٹریٹ پالم کوٹہ کے مجسٹریٹ ضلع نے ذیل کا حکم صادر کیا تھا :- مقدمہ ہذا سب مجسٹریٹ تنی کورین کی عدالت میں واسطے فیصل کئے جانے کے منتقل کیا جاتا ہے سب مجسٹریٹ پالم کوٹہ نے خود یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ مقدمہ اسکی عدالت سے منتقل کیا جائے اور اس امر کی نسبت تحقیقات کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کس حد تک جملہ یا بعض بیانات مندرجہ درخواست قابل پذیرائی ہیں سب مجسٹریٹ پالم کوٹہ مقدمہ کی مسل کو سب مجسٹریٹ تنی کورین کی عدالت میں بہیجیگا"

کوئی نوٹس درخواست انتقال کا سائل کو نہ دیا گیا تھا جو مقدمہ مذکور میں مستغیث تھا -

مستغیث نے اب درخواست نگرانی فوجداری حال رجوع کی ہے -

مسٹر جوزف ستیانادر منجانب سائل نے یہ عذر کیا کہ نوٹس ضروری تہا اور کہ انتقال بغیر اسکے نہ دیا جانا چاہیئے تہا -

تجویز :- حکم انتقال دراصل سب مجسٹریٹ کی استدعا سے صادر کیا گیا تہا نہ کہ بموجب درخواست کسی فریق کی درخواست پر

---

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۲۳۹ سنہ ۱۸۹۹ء زیر دفعات ۴۳۵ و ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری بابت نگرانی حکم [illegible] گئی تہی جو کہ مسٹر جے - پی - بیڈفورڈ صاحب مجسٹریٹ ضلع تنی ویلی بمقدمہ نمبر ۱۲۷ مصدرہ ۲۰ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کی نگرانی [illegible]

سنہ ۱۹۰۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
لکشمانا وغیرہ

ایسا مقدمہ اس عام قاعدہ کی ایک استثنیٰ ہے کہ ایک حکم زیر دفعہ ۴۸۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بغیر دئیے جانے نوٹس بنام فریق مخالف کے صادر نکیا جانا چاہیئے وہ عدالت جسمیں کہ مقدمہ منتقل کیا گیا تہا مجسٹریٹ ضلع نے بطور ایک مناسب ترین عدالتہائے بحق فریقین کے منتخب کی تہی ہم اسکے استعمال اختیار تمیزی میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہہ نہیں دیکھتے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ڈیویس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام لکشمانا وغیرہ *

ایکٹ مداخلت بیجا مولیشی - ایکٹ ا سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۲۴ - مولیشیوں کا بعد گرفتاری بباعث مداخلت بیجا بر جائیداد سرکاری چھوڑالیا جانا - ثبوت جرم - اس امر کی نسبت قرارداد قلمبند نکرنا کہ آیا وہ مقام سرکاری جائیداد تہا - ثبوت جرم کا جواز - ۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

چند اشخاص پر اسوجہہ سے جرمانہ کیا گیا تہا کہ انہوں نے مولیشی بعد گرفتاری زیر دفعہ ۲۴ ایکٹ مداخلت بیجا مولیشی سنہ ۱۸۷۱ء کو چھوڑالیا ہے فیصلہ مذکور میں کوئی قرارداد بدیں مضمون موجود نہ تہی کہ وہ زمین جس پر کہ وہ مولیشی پکڑے گئے تہے سرکاری جائیداد یا بتعلق پبلک ورکس دیپارٹمنٹ تہی۔

تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم منسوخ کی جاکر مقدمہ واپس بہیجا جانا چاہیئے۔

درخواست واسطے نگرانی فیصلہ ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ کستنا کے جسکے رو سے سائلان کی تجویز ثبوت جرم منجانب سرشتہ دار مجسٹریٹ درجہ دوم نوزوید بحال رکہی گئی تہی سائلان پر زیر دفعہ ۲۴ ایکٹ مداخلت بیجا مولیشیان سنہ ۱۸۷۱ء اسوجہ سے جرمانہ کیا گیا تہا کہ وہ بعد گرفتاری کے مولیشی چھوڑا لے گئے ہیں مطابق بیان استغاثہ کو مولیشیان جو تعداد میں قریباً ۳۵ تہے گرفتار کیئے گئے تہے جبکہ وہ نہر بلرا کے کنارے پر چر رہے تہے اور گماشتہ جوانچارج تہا اُن کو بامداد کلیوں کے احاطہ کیطرف گہیرلایا تہا ازاں بعد مولیشیان مذکور ملزمان چھوڑا لیگئے تہے جبکہ وہ احاطہ سے بیس گز کے فاصلہ پر تہے - بر طبق اپیل کے ایکٹنگ ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے تجویز ثبوت جرم کو بحال رکہا نہ تو مجسٹریٹ درجہ دوم اور نہ ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے کوئی قرارداد بدیں مضمون قلمبند کی تہی کہ۔

* درخواست نگرانی فوجداری نمبر ۴۵۴ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعات ۴۳۵ و ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری بغرض نگرانی فیصلہ اسسٹنٹ مجسٹریٹ کستنا مقدمہ اپیل نمبر ۱ سنہ ۱۹۰۰ء متضمن بحالی حکم صادرہ سرشتہ دار مجسٹریٹ درجہ دوم نوزوید مقدمہ فوجداری نمبر ۱۴۳ سنہ ۱۹۰۰ء۔

[illegible]

[illegible]

... ثبوت ... [illegible] ... سے ... [illegible] ... کی ہے

... [illegible] ... صاحب ...

[illegible] ... مویشیان کی ... [illegible]

[illegible] ... مویشیان ... گرفتاری ... اگر مویشیان ... [illegible]

[illegible] ... کو ... [illegible] ... زیر دفعہ ... [illegible]

... [illegible] نہیں ہوتا۔

مویشیان معہ ... افسران پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کیطرف سے گرفتار کئے جائینگے

... جب کہ ... سرکاری جائداد پر چرتے ہوں جو پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام ہو ...

... مذکور ... مویشیان مذکور ... کسی نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ وہ زمین جس پر سے مویشی گرفتار کئے گئے تھے

... زیر اہتمام پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ تھی بجز ثبوت جرم منسوخ کیجانی چاہئے اور مقدمہ ...

... مجسٹریٹ درجہ دوم ... کے واپس بھیجا جانا چاہیئے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ڈیویس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

... مسند ... بنام ... ویراسامی

... ایکٹ ... دفعہ ... ایکٹ ... عدالت ... [illegible]

... [illegible] ... کو فروخت کرنا۔ جرم۔

[illegible] ... جرم ... [illegible] ... دفعہ ... [illegible]

[illegible]

[illegible] ... کے لئے حاضر کرنے ... [illegible]

[illegible]

۱۸۹۹
قیصر ہند
بنام
ویراسامی

اپیل بناراضی ایک حکم بریت کی ایک شخص ویراسامی پر جرم زیر دفعہ ۶۹ ایکٹ اسٹامپ ۱۸۹۹ع کی بابت جسمیں ارتکاب کرنیکا الزام لگایا گیا تہا کہ اُسنے دو اسٹامپ ہائے مالیتی مبلغ ۸ فی اسٹامپ فروخت کئے ہیں حالانکہ اُسکے پاس اسٹامپ فروشی کا لائیسنس نہ تہا ملزم نے بیع مذکور کو تسلیم کیا تہا مگر اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ اُسکو یہ معلوم نہ تہا کہ ایسا کرنا جرم ہے۔ معلوم ہوتا تہا کہ اُسپر پہلے سے سرقہ اسٹامپ ہائے کی تجویز بہ ثبوت جرم ہو چکی ہے ڈپٹی مجسٹریٹ کا فیصلہ حسب ذیل تہا: "ملزم حال ایک شخص والی ویراسامی تہا جو پہلے سے بعض اسٹامپ ہائے کے سرقہ کرنیکا مجرم قرار دیا گیا تہا۔ اُسنے اسٹامپ ہائے مذکور دو اشخاص کے پاس فروخت کئے تھے اور چونکہ اُسکے پاس اسٹامپ فروشی کا لائیسنس نہ تہا اسلئے اُسپر استغاثہ زیر دفعہ ۶۹ (الف) ایکٹ اسٹامپ کیا گیا ہے۔ دوسرے شخص کو اسٹامپ ہائے کے حوالہ کرنے اور اس سے روپیہ کے لینے کا امر واقعہ ملزم نے تسلیم کیا ہے۔ نیز اس امر کی نسبت کوئی سوال موجود نہیں کہ اگر وہ مال جو ایک چور نے چوری کرکے منتقل کیا ہو اسٹامپ ہائے کوئی اور ایسی شے نہو جسکے کہ بیع پر حدود عائد ہوں تو چور کی طرف سے مال مسروقہ کا منتقل کرنا بذاتہ کوئی جرم نہیں ہے۔ مگر جائداد کا منتقل کرنا ایک مختلف معاملہ ابتدائی سرقہ سے ہے اور اگر امر اول الذکر باعث کسی خاص وجہ کے جرم ہو تو اس امر کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے کہ کیوں اُس شخص پر ہر دو جرائم کی تجویز نہ کیجانی چاہیئے۔ سوال صورت حال میں صرف یہ ہے کہ آیا انتقال کاغذ اسٹامپ منجانب سارق کے جو کہ اُسنے چرایا ہو ایک بیع زیر ایکٹ اسٹامپ کی حد تک پہونچتا ہے۔ ایکٹ اسٹامپ میں کوئی تعریف لفظ بیع کی موجود نہیں۔ اور بصورت عدم موجودگی ایسی تعریف کے میری یہ رائے ہے کہ وہ اُنہی معنوں میں سمجہا جانا چاہیئے جنمیں کہ وہ تعریف مندرجہ ایکٹ معاہدہ و ایکٹ انتقال جائداد میں استعمال کیا گیا ہے۔ اِن معنوں میں اُسمیں انتقال مالکیت منجانب بائع بحق مشتری شامل ہے اور قیاس یہ کیا جاتا ہے کہ ملکیت مال بیع کردہ کی بائع کو حاصل تہی۔ ایک چور کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اُسکو ایسی مالکیت حاصل ہے اور وہ شخص جسکے پاس مال مسروقہ پایا جائے اُس سے محروم کئے جانے کا مستوجب ہوتا ہے میری اس رائے کی تائید اس امر واقعہ سے ہوتی ہے کہ لفظ بیع کی تعریف ایکٹ ابکاری مدراس میں کیگئی ہے اور اسکو وسیع تر معنے عطا کئے گئے ہیں اسلئے قیاس یہ ہے کہ جہاں کوئی ایسی خاص تعریف موجود نہو وہاں محدود تر معنے اختیار کئے جانے چاہئیں ان وجوہات پر میری یہ رائے ہے کہ ملزم نے کسی جرم زیر ایکٹ اسٹامپ کا ارتکاب نہیں کیا اسلئے وہ رہا کیا جاتا ہے۔"

اس حکم بریت کی ناراضی سے پبلک پراسیکیوٹر نے اپیل حال زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجملہ دیگر وجوہات کے اِن وجوہات پر رجوع کیا کہ حکم بریت غلط تہا اور کہ استغاثہ نادرست طور پر

سنہ ۱۹۰۰ء
قیصر ہند
بنام
ویراسامی

زیر دفعہ ۶۹ ضمن (الف) ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء مرتب کیا گیا تھا اور کہ وہ زیر دفعہ ۴۴ ضمن (۲) ایکٹ رسوم عدالت مرتب کیا جانا چاہیئے تھا۔

مسٹر این سبرامنیام از طرف پیروکار سرکار۔

ملزم کیطرف سے کوئی وکیل نتھا۔

تجویز: ہم ڈپٹی مجسٹریٹ کے ساتھہ اس امر میں اتفاق نہیں کرتے کہ چونکہ ایک چور ایک جائز استحقاق اس سٹامپ کا عطا نہیں کرسکتا جو اسنے چورایا ہو اس لئے وہ جرم زیر دفعہ ۶۹ ایکٹ اسٹامپ یا دفعہ ۴۴ ایکٹ رسوم عدالت کا ارتکاب کرنیکے ناقابل ہے۔ الفاظ دفعات مذکورہ میں یہ ہیں ہر شخص جو کوئی اسٹامپ۔ بیچے یا بیچنے کیلئے حاضر کرے سوجب سزا ہوگا الا الاحب کہ وہ ایک ایسا شخص ہو جسکو گورنمنٹ نے اسٹامپ فروشی کیواسطے مقرر کیا ہو۔ ہماری رائے میں اسمیں کچھہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ ان الفاظ میں ایک ایسے چور کی صورت شامل ہے جو کہ مسروقہ اسٹامپ کا تبادلہ زرنقد کے ساتھہ کرے اسلئے ہم حکم بریت کو منسوخ کرتے ہیں۔ ڈپٹی مجسٹریٹ کے فیصلہ میں جرم مذکور بطور ایک ایسے جرم کے متصور کیا گیا ہے جو دفعہ ۶۹ ایکٹ سٹامپ کی ذیل میں آتا ہو۔ مگر درخواست اپیل میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جرم مذکور دفعہ ۴۴ ایکٹ رسوم عدالت کی ذیل میں آتا ہے اسٹامپہائے مذکورہ مسل میں شامل نہیں ہیں اور ہم یہ کہنے کے ناقابل ہیں کہ کس ایکٹ کے برخلاف دراصل جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا۔ اسلئے ہم خود حکم سزا صادر نہیں کرتے بلکہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ مقدمہ کو اپنے کاغذات میں شامل کرکے اسکا فیصلہ مطابق قانون کرے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ڈیویس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام راما سامی *

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعات ۳۳۸ و ۳۳۹ معافی۔ معافی کا واپس لیا جاکر تجویز کیواسطے پیش کیا جانا تا وقتیکہ یہ الزام لگایا گیا ہو کہ اسنے جرم کا ارتکاب بشمولیت دیگر اشخاص کے کیا ہے بباعث ایک بیان اقبال کے جو اسنے دیا تھا اوس کو سیشنز سب مجسٹریٹ نے بحکم مجسٹریٹ ضلع کے وعدہ معافی دیا تھا

---

* متفرقہ نگرانی فوجداری نمبر ۵۳ سنہ ۱۹۰۰ء مستغاثہ بنظر ثانی احکام ہائیکورٹ زیر دفعات ۴۳۹ و ۲۱۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب سی۔ سیشن صاحب ایکٹنگ سیشن جج چنگل پٹ بروئے چٹھی نمبر ۱۱۴۳ مورخہ ۲ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء
تنبیر سنہا
بنام
ویراسامی

تہا کا بیان بعد میں بطور گواہ استغاثہ کے اس ابتدائی تحقیقات ڈاکہ میں لیا گیا تہا جو مجسٹریٹ نے زیر باب ۱۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی تہی مگر اُسنے اپنا پہلا بیان واپس لیا تہا جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ پولیس کے جبر سے دیا گیا تہا) اور نیز یہ بیان کیا تہا کہ اُس کو ڈاکہ کی نسبت کچھہ معلوم نہیں ہے۔ مقدمہ ڈاکہ بغرض تجویز کے عدالت سشن میں پیش ہوا تہا مگر تہا بطور گواہ کے طلب نکیا گیا تہا اور بالاخر وہ اشخاص جن پر الزام لگایا گیا تہا بری کئے گئے تہے بر طبق یا بعد کی درخواست پولیس کے مجسٹریٹ ضلع نے وہ عفو معافی کو واپس لیا تہا جو کہ تہا کو دیا گیا تہا اسوجہ پر کہ اُس نے اپنے پہلے بیان کو واپس لیا ہے اور اُسکی تردید کی ہے تہا پر حسب ضابطہ طور سے اسی نسبت شبہ ہے۔ وہ بردیہ الزام لگایا گیا تہا کہ وہ ڈاکوؤں میں سے ایک ہے اور وہ تجویز کیواسطے سپرد کیا گیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ سپردگی جائز تہی الفاظ "مقدمہ میں" مندرجہ دفعہ ۳۳۷ (۲) مجموعہ ضابطہ فوجداری میں ابتدائی تحقیقات بہی شامل ہے اور وہ صرف بحالہ تجویز کے ہی نہیں استعمال کئے گئے اگر اس امر کے باور کرنیکی وجہ موجود ہو کہ وہ شخص جس کو عفو معافی دیا گیا ہے جہوٹی شہادت دیگا تو استغاثہ پر لازم نہیں ہے کہ سوال گواہ کے طلب کرے۔ عفو معافی جو مشروط طور پر دیا گیا ہو فوراً واپس لیا جا سکتا ہے جو نہی کہ نیک نیتی سے انحراف کیا جاوے اور نیک نیتی سے دو مشروط انحراف کرنے سے اگر گواہ مجسٹریٹ کے روبرو اظہار دینے کے مناسب عدالت عفو معافی کے واپس لینے کے واسطے وہی عدالت ہے جس کیطرف سے عطا کیا گیا ہو۔

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام مالک چند سرکار (۱) کی پیروی کیگئی –

تجویز ضمنی: جب عفو معافی منسوخ کیا گیا ہو تو کوئی کارروائی خلاف اس شخص کے یکجائی جانی چاہیئے جو کہ اس مجرم ہو حتیٰ کہ دیگر ملزمان کی تجویز ختم ہو جاوے اور اُسکی تجویز بعد میں از سر نو شروع کیجانی چاہیئے۔

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ہیج نرائن مان - (۲) و **ملکہ معظمہ قیصرہ ہند** بنام بہادر (۳) پر غور کیا گیا۔

مقدمہ مستغیثہ بغرض احکام ہائیکورٹ ۔ واقعات ہیڈ نوٹ سے ظاہر ہوتے ہیں اور وہ مفصل طور پر تجویز ذیل میں بیان کئے گئے ہیں۔

مسٹر ڈبلیو مارٹن از طرف پیروکار سرکار۔

ملزم کیطرف سے کوئی وکیل نہ تہا۔

بنسن صاحب جسٹس: واقعات مقدمہ ہذا سشن جج ضلع چتور کی چہٹی استصوابی کے فقرہ ۲ میں حسب ذیل بیان کئے گئے ہیں تو واقعات مقدمہ ہذا یہ معلوم ہوتے ہیں: ۔ راماسامی ملزم حال پر ابتداً پولیس نے یہ الزام لگایا تہا کہ وہ اُن ڈاکوؤں کے گروہ میں ایک ہے جنہوں نے ۳ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کی شب کو پچور میں ارتکاب جرم کیا تہا بیان کیا گیا ہے کہ اسنے ایک اقبال آمیز بیان ڈپٹی تحصیلدار سپیشل مجسٹریٹ کے روبرو ۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو دیا تہا (دستاویز الف) اسکو سپیشل مجسٹریٹ نے بروئے حکم مجسٹریٹ ضلع کو عفو معافی دیا تہا بابت ضمانت اسپر ارسال عرضی کیا گیا یہ ملاحظہ ہو کارروائیات مجسٹریٹ [illegible] (۱۵ مارچ) اسکے بعد ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو اُسکا بیان اُسی مجسٹریٹ نے بطور گواہ استغاثہ ڈکیتی کی ابتدائی تحقیقات میں لیا تہا جو ڈاکہ کی نسبت زیر باب ۱۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیگئی تہی۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۹۲ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۵۲۹ (۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۹۳۔

سنہ ۱۹۰۱
تیر مند
بنام
ویراسامی

اُسوقت اُس نے اپنے پہلے بیان کو واپس لیا تھا (ملاحظہ ہو دستاویز ب) اور یہ بیان کیا تھا کہ اوس کو جرم کی نسبت کچھہ معلوم نہیں ہے اور کہ اُس نے پہلا بیان (دستاویز الف) بباعث جبر پولیس کے دیا تھا۔

"بوقت تجویز مقدمہ ہذا کے (مقدمہ قلمند ۳ سلامی سنہ ۱۹۰۱ء) جو میرے جانشین سابق مسٹر اوفیرل کی کے روبرو بوساطت جوری کی گئی تھی۔ وہ بطور گواہ استغاثہ پیش نہ کیا گیا تھا اور نہ اسکی شہادت تجویز مذکور میں مسموع کی گئی تھی جو ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو ختم ہوئی تھی جسمیں وہ بارہ اشخاص کی کئے گئے تھے جن کی کہ تجویز اُسوقت ہو رہی تھی۔

"پولیس نے ۲ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو ایک درخواست مجسٹریٹ ضلع کے پاس واسطے واپسی اُس عدہ معافی کے کی تھی جو کہ راماسامی کو دیا گیا تھا اور ۲۸ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنی کارروائیات ۵۶ سنہ ۱۹۰۱ء میں ذیل کا حکم صادر کیا تھا "چونکہ راماسامی نے اپنا پہلا بیان واپس لیا ہے اور اسکی تردید کی ہے اوس لئے وہ وعدہ معافی جو زیر دفعہ ۳۳۷ دیا گیا تھا واپس لیا جاتا ہے" اسپر پولیس نے راماسامی پر ایک استغاثہ اسی مجسٹریٹ کے روبرو بدینوجہ دائر کیا تھا کہ وہ ڈاکوؤں میں سے ایک ہے اور راماسامی کو اب مجسٹریٹ ضلع نے واسطے تجویز عدالت ہذا ارسال کیا ہے"۔

سشن جج نے سپردگی کو ناجائز متصور کیا ہے اور اُسکو منسوخ کرنے کی سفارش کی ہے کہ وہ دو وجوہات پر منسوخ کیجائے اوّلاً اسوجہ پر کہ دفعہ ۳۳۷ (۲) مجموعہ ضابطہ فوجداری کے روسے ضروری ہے کہ اسکی ہر ایک شخص کا جسنے وعدہ معافی قبول کیا ہو "بطور گواہ مقدمہ کے بیان لیا جانا چاہیئے" اور کہ الفاظ "مقدمہ" سے مراد وہ تجویز عدالت سشن کی ہے اور اسکی تعمیل نہیں ہوئی اگر گواہ مذکور کا بیان صرف ابتدائی تحقیقات میں لیا گیا تھا کہ صورتحال میں کیا گیا ہے۔

میری رائے میں یہ درست نہیں ہے۔ میری رائے میں الفاظ "مقدمہ" کا استعمال بالارادہ ایسطرح پر کیا گیا ہے کہ جسمیں ابتدائی تحقیقات شامل ہو اور نہ کہ صرف تجویز کے استعمال نہیں کیا گیا ہے کیونکہ بہت سے ایسے مقدمات ہیں جنمیں کوئی ضرورت شریک جرم کی شہادت بطور گواہ کے عدالت سشن میں لینے کی نہیں ہے۔ مثلاً جہاں مجسٹریٹ نے ملزم کو بری کیا ہو یا جہاں ملزم قبل تجویز کے فوت ہو جائے یا جہاں ملزم عدالت سشن میں اقبال کرلے ورنہ بغیر تجویز ثبوت جرم کیا جائے۔ آیا یہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ اگر شریک جرم ذاتی صورتوں میں بوقت ابتدائی تحقیقات کے بیان دینے میں ایسی اہم شہادت کو مخفی رکھا ہو جسکا کہ اوس کو علم ہو تو وعدہ معافی واپس نہیں لیا جاسکتا ہے گواہ مذکور کو بری الذمہ ہونا چاہیئے گو اُسنے اُس جرم کا ارتکاب کیا ہو جسکے کہ بابت اُسکو کامل اظہار شرط پر وعدہ معافی دیا گیا ہو؟ میں ایسے نتیجہ کی کوئی وجہ نہیں معلوم کرسکتا۔ وہ مقدمہ جسپر کہ سشن جج نے انحصار کیا ہے

سنہ ۱۸۹۰ء
تیمپسٹ صاحب
بنام
ویراسامی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نتو (۱)) ایک ایسی سند نہیں ہے جو اسکی رائے کی تائید میں ہو کیونکہ اس مقدمہ میں سپردگی دیگر وجوہات پر منسوخ کیگئی تھی ہمیں اشارۃً بھی نہیں کہ صاحب جج نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ شخص جسکو وعدہ معافی دیا گیا تھا عدالت سشن کے روبرو بطور گواہ کے پیش کیا جانا چاہئے تھا کہ اسنے یہ امر بطور مزید وجہ منسوخی سپردگی کو پیش کیا تھا مگر یہ اصلی وجہ تھی مزید برآں صورتحال میں شخص مذکور بطور گواہ کے عدالت سشن میں بھیجا گیا تھا اور اسکی شہادت لیجا سکتی تھی گو اسکا بیان فی الواقعہ کسی فریق کیطرف سے نہ لیا گیا تھا۔ بخلاف ازین ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام برج نرائن مان (۱) میں عدالت کی طرحطیور پر یہ رائے تھی کہ شریک جرم کیطرف سے شرائط معافی کے پورا کرنے سے قاصر رہنا جبکہ اسکا بیان ابتدائی تحقیقات میں مجسٹریٹ کے روبرو لیا گیا ہو کافی وجہ وعدہ مذکور کے منسوخ کرنے اور گواہ مذکور کو اس جرم کی تجویز کے واسطے ارسال کرنیکی ہے جسکا کہ الزام ابتداءً اُس کے برخلاف لگایا گیا ہو۔

شائد اس امر کی نسبت شبہ کیا جا سکے کہ آیا ججان کی یہ رائے مقدمہ مذکور کہ ایک شریک جرم فوراً تجویز کیواسطے بھیجا جا سکتا ہے بشمولیت اُن اشخاص کے جنکے ساتھ وہ جرم میں شریک ہوں درست ہے بہتر رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ علاوہ وعدہ معافی کے منسوخ کرنے کے اسکے برخلاف کوئی کارروائی نہیجانی چاہیے جبتک کہ دیگر ملزمان کی تجویز ختم نہو جائے اور کہ اسکی تجویز ازاں بعد از سر نو شروع ہونی چاہیے ملاحظہ ہو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بھاؤ (۲) و مقدمات مقتبسہ فیصلہ مذکور۔ عین یہی ضابطہ صورتحال میں مقتضیٰ بیا گیا ہے۔

سشن جج کی یہ رائے ہے کہ شخص مذکور کو عدالت سشن میں ثانی کے حال کر نیکا موقع دیا جانا چاہیے تھا۔ اور اسنے یہ بیان کیا ہے کہ اگر اُس کو موقع دیا جاتا تو ممکن تھا کہ اسکو عدالت ہذا میں ان شرائط کی تعمیل کی ہوتی۔ جس پر کہ وعدہ معافی دیا گیا تھا میری رائے میں یہ تصفیہ درست نہیں ہے کہ شخص مذکور نے معافی کی شرائط کی تعمیل سے قاصر رہا تھا جبکہ اسکا بیان مجسٹریٹ کے روبرو حلفاً لیا گیا تھا استغاثہ کو یہ خیال کرنیکی کوئی وجہ موجود نہتی کہ وہ عدالت سشن میں اس کے برخلاف شہادت دیگا میری رائے میں اس امر کی کوئی وجہ موجود نہتی کہ کیوں استغاثہ کو عدالت سشن میں اس شخص کو بطور گواہ استغاثہ کے پیش کرنا چاہیے جسکی نسبت اسکو یہ وجہ یہ باور ہو کہ وہ جھوٹی گواہی دیگا۔ اُس کی ضمانت لیگئی تھی اور وہ شہادت کے واسطے مہیا تھا اگر عدالت یا ملزم اسکا بیان لینا چاہتا۔ مگر میری رائے میں استغاثہ پر یہ فرض نہ تھا کہ اسکا بیان لے اگر اوس کا بیان عدالت سشن میں لیا بھی گیا ہوتا اور اُسنے وہ شہادت بھی دی ہوتی جس کی کہ امید اُس سے بروقت وعدہ معافی دینے کے کی گئی تھی

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۰
(۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۵۲۹۔
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۴۹۳۔

سنہ ۱۹۰۱ء
قیصرۂ ہند
بنام
ویراسامی

تاہم اسکی شہادت کی کچھ وقعت نہوتی بباعث اسکی پہلی شہادت اختلاف آمیز کے جوکہ اسنے مجسٹریٹ کے روبرو دی تھی دراصل اگر استغاثہ پر لازم تہا کہ اس طریق کی پیروی کرتا جو سشن جج نے پیش کیا تہا تاہم وہ احکام قانون جنکا منشاء وعدۂ معافی دینے سے تجاویز جرم کے محفوظ کرنیکا ہے کالعدم ہوجاتے کیونکہ وعدۂ معافی دادہ شخص ہمیشہ اپنا بچاؤ بغیر کسی امداد کے بحق استغاثہ دینے کے کرسکتا ایسکے واسطے صرف یہ ضروری ہوتا کہ مجسٹریٹ کے روبرو جھوٹی شہادت دے اور حق کو عدالت سشن میں ظاہر کرنے کیواسطے محفوظ رکھے بیان موخرالذکر اسکو واسطے معافی کو حاصل کرتا مگر بیان اوّل الذکر بیان موخرالذکر کو اس نعمت سے محروم کر دیگا جوکہ بصورت دیگر اس کو بحق استغاثہ کو حاصل ہوتی جب وعدۂ معافی دیا گیا ہو اور وہ قبول کیا گیا ہو تو فریقین کیطرف سے حتی الامکان نیک نیتی ملحوظ رکھی جانی چاہیئے نیک نیتی قائم نہیں رہتی اگر ملزم مجسٹریٹ کے روبرو اظہار حق نکرے اور میری رائے میں مشروط تھا وعدۂ معافی فوراً واپس لیا جاسکتا ہے جونہی کہ نیک نیتی باقی نرہے۔

دوسرا اعتراض دربارہ سپردگی کو جو سشن جج نے کیا ہے اس وجہ پر مبنی ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کو کوئی اختیار واپسی وعدۂ معافی کا بعد ختم ہونے تجویز بعدالت سشن کے حاصل تہا اور کہ ایسا اختیار صرف عدالت سشن کو حاصل تہا مجموعہ ضابطہ فوجداری کے روسے یہ امر صاف نہیں کیا گیا کہ کسی شخص سے وعدۂ معافی واپس لیا جاسکتا ہے۔ بالعموم عدالت جو وعدۂ معافی دے اسی کو اس کے واپس لینے کا اختیار رہوتا ہے اور مقدمہ ملکہ معظمہ بنام مانک چند سرکار (۱) میں صریح طور پر یہ فیصل کیا گیا تہا کہ مناسب عدالت وعدۂ معافی کو واپس لینے کیواسطے وہ عدالت ہے جسنے وہ عطا کیا ہو (جو اس مقدمہ میں جائینٹ مجسٹریٹ کی عدالت تہی) خواہ بعد تجویز عدالت سشن کو کیوں جانیکے میری رائے میں فیصلہ مذکور درست ہے۔

بالاخر دوران بحث میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ مجسٹریٹ ضلع نے کوئی کافی وجہ وعدۂ معافی کے واپس لینے کی بیان نہیں کی اس لیئے واپسی ناجائز ہے۔ اسلیئے سپردگی بھی ناجائز ہے یہ وجہ سشن جج نے اختیار نہیں کی اور میری رائے میں ہمارے روبرو کوئی ایسے وسائل موجود نہیں ہیں جنکی بنا پر ہم یہ کہہ سکیں کہ واپسی تا اختتام تجویز بعدالت سشن کے ملتوی رکہی گئی تہی جب کہ جملہ واقعات مقدمہ اور شہادت مجسٹریٹ ضلع کے روبرو موجود تہی۔ ہمارے روبرو کوئی اپیل بنا راضی حکم صاحب جج ضلع کی نہیں کیا گیا اور نہ ہمارے روبرو کوئی درخواست انکی نگرانی کے واسطے کیگئی ہے۔ میری رائے میں ہم کو یہ تصور کرنا چاہیئے کہ مجسٹریٹ ضلع کا اس امر کی نسبت ——— اطمینان ہوگیا تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۹۲

سنہ ۱۸۹۸ء
قیصر ہند
بنام
ویراسامی

کہ شریک جرم نے جب کہ اُسنے اپنے پہلے بیان کو واپس لیا تہا اور اس کی تردید کی تہی۔ جہوٹی شہادت دی تہی اور ضروری اہم اموروں کو مخفی رکہا تہا۔ اگر اوسکا اسطرح پر اطمینان ہوا تہا تو اوس کو زیر دفعہ ۳۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری وغیرہ معافی کے واپس لے لینے کا اختیار تہا۔

میں سیشن جج کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ سپردگی خلاف قانون نہیں ہے۔ اور کہ اس کو مقدمہ کی تجویز مطابق قانون کے کرنی چاہیئے۔

ڈیویس صاحب جسٹس :- میں اتفاق کرتا ہوں

اپیل صیغہ دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۱۴ و ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء

لکشماچیٹی و یکٹس دیگر (مدعا علیہم علاوہ) اپیلانٹان (بنام) چِناتہمی چیٹی وغیرہ (مدعیان و مدعا علیہم ۳) رسپانڈنٹان*

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۵۰۷ و ۵۲۳ و ۶۲۴۔ اقرارنامہ سپردگی بہ ثالثان بدوران نالش۔ کسی حکم سپردگی کا عدالت سے صادر نکیا جانا۔ اختیار دربارہ موثر کرنے اقرارنامہ کے نالش میں۔

ایک نالش تقسیم مابین اراکین غیر منقسمہ خاندان اہل ہنود میں تقسیم جائداد کا کام فریقین نے سپرد ثالثان کر دیا تہا اور عدالت نے بغرض التوا منظور کیا تہا کہ فیصلہ ثالثی کیا جاسکے مگر حکم سپردگی کی درخواست عدالت سے نکیگئی تہی اور نہ ایسا حکم عدالت نے صادر کیا تہا۔ ایک فیصلہ ثالثی صادر کیا گیا تہا جس پر مدعیان نے یہ استدعا کی تہی کہ وہ داخل کیا جانا چاہیئے اور کہ ایک ڈگری مطابق اُس کی شرائط کے صادر کیجانی چاہیئے مدعا علیہم نے داخل فیصلہ ثالثی کی نسبت اعتراض کیا تہا اس سوال پر کہ آیا فیصلہ ثالثی نالش میں مؤثر کیا جاسکتا تہا۔

تجویز ہوئی :- کہ اقرارنامہ سپردگی بہ ثالثان جائز طور پر عمل میں آیا تہا۔ کیونکہ سپردگی کا تعلق اون نابالغان کے حقوق کے ساتھ تہا جو نالش میں فریق تہے اور کہ عدالت کی اجازت زیر دفعہ ۴۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہ تو قبل سپردگی بہ ثالثان کے اور نہ بعد صدور فیصلہ ثالثی کے حاصل کی گئی تہی اسلئے التوا نابالغان پر قابل پابندی نہ تہا اور نہ وہ (بلحاظ نوعیت نالش کے) بالغ اراکین خاندان پر قابل پابندی تہا۔ سپردگی کا اثر یہ تہا کہ عدالت سے اختیار فیصلہ دربارہ حقوق نابالغان چہین لیا گیا تہا اور وہ اختیار ایک پرائیویٹ عدالت کو دیا گیا تہا۔ ایسا اقرارنامہ دفعہ ۴۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل میں آتا تہا۔

---

* اپیل نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۸ء بر ہار اضی ڈگری سی منا ویدن راجہ ڈسٹرکٹ جج اضلاع شمالی مقدمہ ابتدائی نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۹۰۰ع
عثیر منہ
بنام
ویرلسامی

تجویز - مگر چونکہ فیصلہ ثالثی کو صرف تکمیل اس اقرارنامہ کی سمجھنا چاہئے جو کہ جائز طور پر بذریعہ فریقین کے عمل میں آیا تہا اور کہ اقرارنامہ مذکورہ معہ فیصلہ ثالثی کے حقوق فریقین بنالش متذکرہ پر مؤثر ہوتا تہا تاہم وہ صرف بطور ایک اقرارنامہ تصفیہ کے عمل ہو سکتا تہا اور اسلئے وہ زیر دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی قلمبند کیا جا سکتا تہا اور اسپر عمل کیا جا سکتا تہا۔

سوال ۲۔ آیا ایک فیصلہ ثالثی داخل کردہ زیر دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی خاص کردہ مثبوت موجودگی واقعات از قسم مذکورہ کے جائز ہوگا۔

نالش واسطے تقسیم کے۔ مدعیان ۱ و ۲ و مدعا علیہ ۱ تا ۱۱ فریقان تہے وہ واقعات جو امر درج رپورٹ کرنیکے واسطے ضروری ہیں صاحب جج ضلع نے اسطرح پر بیان کئے ہیں "دوران نالش میں فریقین نے ایک درخواست التوا در بین بیان کی تہی کہ انہوں نے اپنے تنازعات کے فیصل کرنے کے واسطے بعض ثالثان مقرر کئے ہیں۔ یہ کام ۲۹ اگست سنہ ۱۸۹۸ع کو کیا گیا تہا۔ چنانچہ التوا عطا کیا گیا تہا۔ فریقین کی استدعا پر وہ عرصہ جو واسطے داخل فیصلہ ثالثی کیواسطے مقرر کیا گیا تہا وقتاً فوقتاً وسیع کیا جاتا رہا تہا بالآخر نالش ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۹ع پر ملتوی رکہی گئی تہی۔ ایک فیصلہ ثالثان نے ۱۹ جنوری کو صادر کیا تہا۔ ۳۱ جنوری کو نالش بغرض سماعت پیش ہوئی تہی پر مدعیان کے وکیل نے یہ بیان کیا تہا کہ ایک فیصلہ ثالثی صادر کیا گیا ہے اور اسنے عدالت سے استدعا کی تہی کہ وہ داخل کیا جائے اور ایک ڈگری مطابق اسکی شرائط کے صادر کیجائے مقدمہ ۱۴ فروری تک بحث کیواسطے ملتوی کیا گیا تہا اس تاریخ پر مدعا علیہم نے ایک بالمقابل درخواست کی تہی جسمیں بہت سے اعتراضات دربارہ داخل فیصلہ ثالثی کے کئے گئے تہے انپر اب غور کیا جائے گا۔ فقرات ۱ لغایت ۶ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہم کا منشاء ہرگز سپردگی بہ ثالثان کرنیکا نہ تہا اور کہ بر بناء سپردگی نادرست ہے تین درخواستہائے التوا کیواسطے کیگئیں تہیں پہلی ۲۹ اگست سنہ ۱۸۹۸ع کو جسپر مدعیان اور وکیل مدعا علیہم نے دستخط کئے ہیں اسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فریقین نے پانچ اشخاص کو اپنے تنازعات کے عدالت سے باہر ایکماہ کے اندر فیصل کرانے کیواسطے ثالث مقرر کیا ہے اسکی موجودگی میں یہ باور کرنا ممکن نہیں ہے کہ کوئی نیت سپردگی بہ ثالثان کرنیکی موجود نہ تہی دوسری درخواست ۲۹ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ع کو کیگئی تہی اسمیں یہ بیان کیا گیا تہا کہ بعض تنازعات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور بعض ابہی غیر منفصل ہیں اسلئے استدعا کیگئی تہی کہ مزید ایکماہ کی مہلت دیجائے اسپر صرف مدعیان نے دستخط کئے تہے مگر یہ خیال کرنے کی وجہ موجود ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ و نمبر ۲ ۔ ۳۱ ۔ اکتوبر کی درخواست کے پیش کئے جانے سے لاعلم تہا تیسری درخواست پر وکلاء فریقین نے دستخط کئے تہے اسمیں بیان کیا گیا تہا کہ فریقین کی بہ رضامندی کے تنازعات بعض ثالثان کے سپرد کئے گئے ہیں اور کہ معاملہ کا آخری فیصلہ ابہی نہیں ہوا تا کہ فریقین راضی نامہ کرنے کے قابل ہوں

اسوجہ سے مزید ایکماہ کی مہلت کیواسطے استدعا کیگئی تھی میری رای میں یہ کافی شہادت اس امر واقعہ کی ہے کہ ایک باضابطہ سپردگی بہ ثالثان کی گئی تھی مگر مزید شہادت کی ضرورت ہو تو وہ دستاویزات (الف و ب) میں موجود ہے وہ فہرستہائے اُن جایداد ہائے کی ہیں جو کہ فریقین کو مابین تقسیم کیجانی تھیں مدعاعلیہ ۱ نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ اس فہرستہائے مذکور تیار کی تھیں اور کہ اسی نے ثالثان کے حوالہ کی تھیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے نہ صرف سپردگی بہ ثالثان ہی کی تھی بلکہ تندھی سے انکی امداد تحقیقاتہائے کے کئے جانے کی کی تھی فقرہ ۲ میں بہت سے اعتراضات دربارہ سپردگی اور فیصلہ ثالثی کے کئے گئے ہیں میں نے قبل ازیں یہ ظاہر کردیا ہے کہ جملہ فریقہا سپردگی میں شامل تھے یہ سچ ہے کہ فیصلہ ثالثی پہلے ماہ کے اندر صادر کیا گیا تھا کہ مگر میعاد مذکور کو عدالت نے باضابطہ طور پر وسیع کیا تھا ثالثان میں سے ایک نے حلف اُٹھایا ہے کہ حسب ضابطہ نوٹس کارروائیات کا مدعا علیہ کو دیا گیا تھا اور کہ انکی ایک نقل ہر ایک فریق کے نام بھیجی گئی تھی اس کے بیان کو غیر معتبر سمجھنے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے، مدعاعلیہ ۲ نابالغ ہے مگر فیصلہ معاملہ رومن کشن سیٹ بنام ہرولال سیٹ (۱) ایک سند اسی مسئلہ کی ہے کہ طبعی ولی نابالغ کو سپردگی بہ ثالثان کرنے کا اختیار حاصل ہے مگر شرط یہ ہو کہ سپردگی بہ ثالثان اور صدور فیصلہ ثالثی میں نابالغ کا فائدہ ہو یہ امر صریحطور پر بیان نہیں کیا گیا اور نہ یہ حجت کی گئی ہو کہ فیصلہ ثالثی کسی طرح پر نابالغ کے حق میں مضرت ہے۔ مقدمہ مدہو سنجی بنام راجہ بتلمن سنگہ دیو (۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن ثالثیہائے میں جو عدالت کی منظوری سے شروع کیگئی ہوں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اقرارنامہ تحریری ہو قبل اسکے کہ وہ قابل پابندی ہو سکے مقدمہ ہری ولیداس کلیانداس بنام اوتم چند مانک چند (۳) میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محض یہ امر واقعہ کہ ایک نالش اُن معاملات متنازعہ کی نسبت دائر ہے جو سپرد ثالثان کئے گئے ہیں بذاتہ ایک کافی وجہ عدالت کو ادخال اقرارنامہ سے انکار کرنے کی تحریک کرنے کیواسطے نہیں ہے صرف ایک ہی اعتراض جسپر غور کرنا باقی ہے اخیری اعتراض ہو۔ مدعاعلیہ کی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ صرف ایک ہی موجود اقرارنامہ وہ ہے جسکی روسے سپردگی بہ ثالثان کیگئی ہو اور وہ اقرارنامہ بذاتہ نہ تو ایک راضینامہ ہو اور نہ تصفیہ اور ایک ڈگری کا مطابق شرائط اقرارنامہ مذکور کے صادر کیا جانا ناممکن ہے یہ سچ ہے مگر مدعی کا عذر یہ ہے کہ سپردگی بہ شمولیت فیصلہ ثالثی بطور ایک تصفیہ کے متصور کی جانی چاہیئے

سنہ ۱۹۰۹
تیر سنگھے
بنام
دیلساتمی

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۴۴ (۲) ویکلی رپورٹر جلد ۱۸ صفحہ ۵۲۳ (۳) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱

سنہ ۱۹۰۰
قیصر سنہ
بنام
ویرا سامی

اور اس رائے کی تائید میں مقدمہ مسمی بائی بنام پریم جی پراگجی (۱) کا حوالہ دیا گیا ہے اگر فیصلہ مذکور کی پیروی کیجائے تو کوئی سوال اس امر کی نسبت پیدا نہیں ہوتا کہ ایک ڈگری حسب منشا عابحق مدعیان صادر کیجانی چاہئے۔ مگر مدعا علیہم کیطرف سے فیصلجات مقدمات اودھا چدایان حاجی بنام ارمن نمبیار (۲) و دامودر پشنبوگ بنام رنگنا بائی (۳) و محمد ظہور بنام جہید الال (۴) کا حوالہ بتائید اس مسئلہ کے دیا گیا ہے کہ ڈگری صرف اسی صورت میں صادر کیجا سکتی ہے اگر قرارنامہ بذاتہ ایک کافی وجہ فیصلہ بنائے جانے کی واسطے کافی ہو بیان یہ کیا گیا ہے کہ دفعہ ۵۲۳ میں ایک ایسے قرارنامہ کی صورت کا حوالہ نہیں دیا گیا جسمیں کہ اگر ایک فریق بعض امور کو عمل میں لاوے تو ایک ڈگری اُس کے حق میں صادر کیجانی چاہیئے اور اگر وہ اُن امور کے عمل میں لانے سے قاصر رہے تو ڈگری دوسرے فریق کے حق میں صادر کیجانی چاہیئے۔ چنانچہ یہ سوال کہ کونسی ڈگری صادر کیجانی چاہیئے ایک نتیجہ تحقیقات پر منحصر ہوگا خواہ بعد اقرارنامہ کے بعض امور کئے گئے ہوں یا نہ کئے گئے ہوں۔ مینے محتاط طور سے جملہ فیصلجات کو پڑھا ہے اور میرا اطمینان نہیں ہوا وہ ایک مقدمہ از قسم حال سے متعلق ہے فیصلجات مذکور کا تعلق اُن ڈگریات کے ساتھ ہے جو زیر بحث حلف صادر کئے گئے ہوں طبعی طور پر یہ قرار دیا گیا تھا کہ قبل صدور ڈگری کے یہ معلوم کیا جانا چاہئے کہ فریقین نے اپنی رضامندی ظاہر کی تھی بعد اس کے کہ حلف لیا گیا تھا دربارہ طریق استعمال متذکرہ اقرارنامہ کے صورتحالمیں کوئی ایسی تحقیقات ضروری معلوم نہیں ہوتی فریقین نے اس امر پر اتفاق کیا تھا کہ تنازعہ کا فیصلہ بعض اشخاص سے کیا جائے۔ چنانچہ تنازعات کا فیصلہ کیا گیا ہے سپردگی اور تصفیہ دونو ملکر ایک فیصلہ بناتے ہیں۔ میری رائے میں اُن ججان کے خیالمیں جنہوں نے کہ مقدمات محولہ منجانب وکیل مدعا علیہم کو فیصل کیا تھا ایک صورت از قسم حال موجود نہ تھی ان واقعات کی موجودگی میں مجھکو وہ جملہ اعتراضات نامنظور کرنے چاہییں جو کہ مدعا علیہم کیطرف سے کئے گئے ہیں اور اقرارنامہ سپردگی بشمولیت فیصلہ ثالثی کو تصفیہ ثالثی تصور کرکے میں ہدایت کرتا ہوں کہ فیصلہ ثالثی داخل کیا جائے اور ایک ڈگری اس کے مطابق صادر کیجائے جہانتک کہ اوسکا تعلق نالش کیساتھ ہے۔"

اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعا علیہم اول و دوم نے اپیل حال رجوع کیا

مسٹر جی ہشیام ایانگر وکیل کا چیرس وی ایس کرشنا سامی ایار منجانب اپیلانٹان۔

سندر ایار منجانب رسپانڈنٹان علاوہ ۵۔

کپوسامی ایار منجانب رسپانڈنٹ ۲۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۴۔
(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۲۲۔۲۲۴۔
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۲۔
(۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۱۔

سنہ ۱۹۰۰ء شنکر شیو بنام ویاسامی

بحث ہے ۔ اپیلانٹان کیطرف سے یہ بحث کی گئی تھی کہ درحقیقت کوئی سپردگی بہ ثالثان نہیں کی گئی تھی بلکہ صرف یہ اقرار کیا گیا تھا کہ تنازعہ کا تصفیہ بعض اشخاص سے بطور دوستان ثالثان کے کیا جانا چاہیئے گو دوخواست ہائے عدالت سے یہ کچھ مشتبہ ہو جاتا ہے تاہم صریح عبارت دستاویز الف سے جسمیں اپیلانٹ ملنے بیان کیا ہے کہ تقسیم جائیداد ہائے کا امر اُن اشخاص کے سپرد کیا گیا ہے جنکا کہ نام اسمیں بطور ثالثان کے لیا گیا ہے مسئولیت اس تائید کے جو کہ ثالثان مذکور میں سے ایک کی شہادت سے ہوتی ہے یہ سوال بالکل صریح ہو جاتا ہے اس لئے ہمارا اطمینان ہو گیا ہے کہ فریقین نالش کے اقرار نامہ کے روسے سپردگی بہ ثالثان کی گئی تھی مگر سپردگی مذکور عدالت کی وساطت سے نہ کیگئی تھی پس سوال یہ ہے کہ آیا فیصلہ ثالثی جسمیں نالش کو امر متنازعہ کی نسبت کارروائی کی گئی ہے۔ نالش میں مؤثر کیا جا سکتا ہے اور اگر ایسا ہے تو کس طرح پر مقدمہ چیلا بہائی بنام نند و بائی (۱) میں فیرن صاحب چیف جسٹس نے یہ خیال کیا تھا کہ سپردگی اور فیصلہ ثالثی ایسے واقعات کی موجودگی میں صرف نالش میں مسموع کیا جا سکتا ہے یا اوس کے تصفیہ زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں۔ اس رائے کی درستی کی نسبت اوکنلی صاحب جسٹس نے مقدمہ برجو درلہہ بنام راما ناتھ گہوس (۲) میں کسی قدر شتباہ ظاہر کیا تھا۔

مگر یہ فرض کر کے کہ فیصلہ ثالثی ایک تکمیل اقرار نامہ فریقین ہے اور کہ اقرار نامہ مذکور مع فیصلہ ثالثی کو حقوق فریقین بنالش متدائرہ پر مؤثر ہے اسلئے صرف ایک اقرار نامہ تصفیہ نالش ہو سکتا ہے اور اس طرح پر وہ زیر دفعہ ۳۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی قلمبند کیا جا سکتا ہے اور اُس پر عمل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ ایک جائز اقرار نامہ ہو۔ ہم کو مقدمہ ہذا میں مجبوراً یہ قرار دینا پڑتا ہے کہ اقرار نامہ مذکور جائز نہ تھا۔ کیونکہ سپردگی کا تعلق ایسے حقوق کیسا تھ تھا جو صرف بالغ فریقہائے ہی کے نہ تھے بلکہ اون نابالغان کے بھی جو نیز فریق نالش تھے عدالت کی اجازت زیر دفعہ ۴۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی حاصل کیگئی تھی نہ تو قبل سپردگی بہ ثالثان کے اور نہ بعد صدور فیصلہ ثالثی کے اسلئے تصفیہ مذکور نابالغان پر قابل پابندی نہ تھا۔ سپردگی مذکور کا اثر یہ تھا کہ عدالت سے حقوق نابالغان کے منفصل کرنے کا اختیار چھین لیا گیا تھا اور وہ اختیار ایک خانگی عدالت کو دیا گیا تھا۔ ہماری رائے میں ایسا اقرار نامہ جو بحیطور زیر دفعہ ۴۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل میں آتا ہے وہ مشابہ اُن مقدمات کے نہیں ہے جو کہ زیر بحث طلب پیدا ہوئے تھے (چنگل ریڈی بنام وینکٹا ریڈی (۳) و شیو ناتھ سرن بنام شکھ لال سنگھ (۴)

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳ و صفحہ ۱۱۴۔ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۰ و صفحہ ۹۲۔

(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۲۔ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۰ صفحہ ۹۲۔

سنہ ۱۹۰۰ء
نتیر سنگھ
بنام
ویراسامی

اور وہ ایسے مقدمات تھے جنکا تعلق ثبوت کے ساتھ تھا اور تابع عدالت کے اختیار تمیزی فی بارہ اجازت ثبوت مذکور دینے کے تھے زان بعد مدعیان کی طرف سے یہ حجت کیگئی تھی کہ تصفیہ بہرحال انکو ان فریقین پر قابل پابندی قرار دیا جانا چاہیئے جو نابالغان نہ تھے مگر نالش ایک نالش تقسیم مابین ارکین ایک غیر منقسمہ خاندان اہل ہنود کے تھی اور جزوی تقسیم کا ایسی نالش میں کیا جانا ممکن ہے ان واقعات کی موجودگی میں اقرارنامہ کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ کلیتًا ناقابل تعمیل زیر دفعہ ۵، ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے۔

زان بعد مدعیان کیطرف سے یہ بھی استدعا کیگئی تھی کہ فیصلہ ثالثی بطور ایک فیصلہ داخل کردہ زیر دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متصور کیا جانا چاہیئے۔ بطور امر واقعہ کے کارروائیات زیر دفعہ مذکور نہکیگئی تھیں سلئے ہمارے واسطے یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ آیا فیصلہ ثالثی اگر وہ زیر دفعہ مذکور داخل کیا گیا ہو نالش متدائرہ میں انہیں اعتراضات کے قابل ہوگا جیسے کہ وہ ہیں جن پر کہ ہم نے اوس کو بطور ایک تصفیہ نالش کے نامنظور کیا ہے مطابق اس رائے کے جو ہم نے اختیار کی ہے اس امر پر غور کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا اعتراضات دربارہ فیصلہ ثالثی کے بروجہ عدم موجودگی نوٹس وغیرہ بہتر اعتراضات ہیں۔

ہم کو صاحب جج ضلع کی ڈگری منسوخ کرکے مقدمہ مطابق قانون کے فیصل کئے جانے کے واسطے واپس بھیجنا چاہیئے۔ فریقین اپنا اپنا خرچہ اپیل ہذا برداشت کرینگے مگر اپیلانٹ کے استحقاق واپسی رسوم زیر دفعہ ۱۳ ایکٹ رسوم عدالت میں کچھہ خلل واقع نہوگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جج

سنہ ۱۹۰۰ء
۳۰ اکتوبر و ۱۹ دسمبر

والامبل اَتّل (مدعیہ) اپیلانٹ بنام دتھی لنگا مدالیار (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ

ایکٹ رسوم عدالت ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء دفعہ ۲۸ ـ عرضیدعوی پر ناکافی اسٹامپ لگایا جانا ـ نالش کا خارج کیا جانا ـ مدعی کا عدالت ضلع میں اپیل کرنا ـ یادداشت اپیل پر بھی اسٹامپ کا ناکافی ہونا ـ مدعی کو اپیلدوم میں مناسب اسٹامپ لگایا جانا ـ اپیلدوم کا قابل قیام ہونا ـ ہائی کورٹ کا حکم دینا کہ مناسب رسوم عرضیدعوی ابتدائی اول اور یادداشت اپیل اوّل پر ادا کیا جائے۔

---

* اپیلدوم نمبر ۱۳۶ سنہ ۱۸۹۹ء ـ بنا راضی ڈگری آر ـ ایچ جی جوزف صاحب ڈسٹرکٹ جج ترچناپلی مقدمہ اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری ـ ایس ـ مہادیوا ستریار منصف ضلع کلی تلائی مقدمہ ابتدائی نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۸ء۔

ایک نالش بنسوخی بیعنامہ تعدادی مبلغ اعمہ ۔۔۔ کا عرضیدعوی دس روپیہ کا اسٹامپ لگا کر داخل کیا گیا تہا۔ نالش خارج ہوگئی تھی مدعی نے ایک اپیل عدالت ضلع میں کیا تہا جس پر بہی مبلغ عہ روپیہ کا اسٹامپ لگایا گیا تہا۔ اس اعتراض کے کئے جانے پر کہ اپیلدوم اسوجہہ پر مسموع نہیں ہوسکتا کہ عرضی دعوی اور یادداشت اپیل بعدالت ماتحت پر ناکافی اسٹامپ لگایا گیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ عرضی دعوی پر بوجہ ایک غلطی قانون متعلق بہ رسوم عدالت وجیہ اللہ دار کے ناکافی اسٹامپ لگایا گیا تہا اسلئے مقدمہ دفعہ ۱۲ ایکٹ رسوم عدالت کی ذیل میں آتا ہے چنانچہ ہائیکورٹ نے یہ حکم دیا تہا کہ مبلغ ماعہ روپیہ کا اسٹامپ عرضی دعوی اور یادداشت اپیل اول پر ایک خاص میعاد کے اندر ادا کیا جائے۔

نالش واسطے منسوخی ایک بیعنامہ تحریر کردہ مدعی بحق مدعا علیہ بعوض مبلغ اعہ ۔۔۔ روپیہ کے نالش مذکور منصف ضلع نے خارج کیا تہا۔ اور اس کی ڈگری برطبق اپیل کے عدالت ضلع سے بحال رکھی گئی تھی مدعا علیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا تہا کہ عرضیدعوی پر ناکافی اسٹامپ لگایا گیا ہے عرضیدعوی پر عہ روپیہ کا اسٹامپ تہا اور اپیل بعدالت ضلع میں بھی اوسیقدر اسٹامپ لگایا گیا تہا برطبق اپیلدوم مدعی اپیلانٹ نے مبلغ ماعہ روپیہ بطور رسوم عدالت کے ادا کئے تھے فیصلہ صرف اس حد تک درج رپورٹ کیا گیا ہے۔ جہاں تک کہ اوسکا تعلق اپیل کے قابل ہونے کے سوال کیساتہہ ہے درصورتیکہ یہ عذر کیا گیا تہا کہ دو عدالتہائے ماتحت میں ناکافی رسوم ادا کیا گیا ہے۔

سندرا ایار ور امچندرا ایار منجانب اپیلانٹ۔

وی کرشنا سامی ایار وارای کرشنا سامی ایار منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز۔ نالش ہذا واسطے منسوخی ایک بیعنامہ مبلغ اعہ ۔۔۔ روپیہ تحریر کردہ مدعی کے رجوع کی گئی ہے۔ عدالت ہذا میں برطبق اپیلدوم مبلغ ماعہ روپیہ کا اسٹامپ داخل کیا گیا ہے۔ رسپانڈنٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ عدالت ہذا اپیل کی سماعت نہیں کر سکتی کیونکہ عدالت اول اور عدالت اپیل ماتحت میں صرف مبلغ عہ روپیہ کا اسٹامپ ادا کیا گیا ہے نسبت اپیل بعدالت اپیل ماتحت کے دفعہ ۵۸۲ (الف) مجموعہ ضابطہ دیوانی کا یہ اثر ہے کہ ایک ناقص یادداشت اپیل بسہی طور پر جائز بنائے جانے کے قابل ہو۔ اگر رسوم کے ناکافی ہونے کی وجہ اپیلانٹ کی غلطی ہو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دفعہ الہ آباد ہائیکورٹ کے اجلاس کامل کے فیصلہ کے لحاظ سے وضع کی گئی تھی جس فیصلہ سے کہ عدالت ہذا نے

فیصلجات مقدمات چنایا بنام رگھوناتھ (۱) و پاچا صاحب بنام سب کلکٹر ارکاٹ شمالی (۲) میں اختلاف کیا گیا تھا جو بہ مضمون ہے کہ اگر یادداشت اپیل پر بروقت پیش کئے جانے کے مناسب اسٹامپ لگایا گیا ہو تو وہ اسوقت ایک یادداشت اپیل متصور نہیں ہو سکتی اور بعد میں لگایا جانا مناسب اسٹامپ کا بھی اثر نہیں رکھ سکتا جس سے کہ پہلا ادخال جائز ہو جائے الا جب کہ یہ کام عدالت کے حکم سے کیا گیا ہو اور عدالت کوئی ایسا حکم صادر نہیں کر سکتی الا جب کہ یادداشت بباعث غلطی عدالت کے یا اوس کے عہدہ داران کے داخل یا استقبال کی گئی ہو (ملاحظہ ہو بالکرن رائے بنام گوبند ناتھ تواری (۳))

اس دفعہ کے رو سے یہ امر صریح ہو جاتا ہے کہ بہرحال یادداشت اپیل کی نسبت اور درخواستہائے نگرانی کے متعلق جب کہ دستاویز پر ناکافی اسٹامپ بباعث غلطی کسی فریق کے لگایا گیا ہو تو نقص مذکور بعد میں رفع کیا جا سکتا ہے اور دستاویز مذکور ویسی ہی جائز ہو جاتی ہے گویا کہ اس پر پہلے ہی مناسب اسٹامپ لگایا گیا تھا۔ حجت منجانب رسپانڈنٹ کے یہ کی گئی تھی کہ چونکہ واضعان قانون نے دفعہ ۵۸۲ (الف) میں ناکافی اسٹامپ والی یادداشتہائے اپیل پر صریح طور سے کارروائی کی ہے اور کوئی حوالہ ناکافی اسٹامپ شدہ عرائض دعویٰ کا نہیں دیا۔ اسلئے نتیجہ یہ ہے کہ ایک ناقص عرضیدعوے بعد میں جائز نہیں بنایا جا سکتا۔ تاکہ اس سے قانون میعاد کا اطلاق باز رہے۔ ہماری رائے میں ایسا نتیجہ اخذ کیا جانا چاہیئے۔ فیصلہ الہ آباد صرف بحوالہ ناقص یادداشت اپیل کے تھا اور دفعہ ۵۸۲ الف اسی خاص فیصلہ کے واسطے وضع کی گئی تھی۔

بنسبت عرضی دعویٰ کے مدعا علیہ کیطرف سے یہ حجت کی گئی تھی کہ چونکہ عرضی دعویٰ پر مناسب اسٹامپ نہیں لگایا گیا۔ اسلئے نالش ایسی متصور کیجانی چاہیئے کہ وہ میعاد کے اندر داخل نہیں کی گئی اور کوئی حکم صادر کردہ زیر دفعہ ۲۸ ایکٹ رسوم عدالت سابقین طور پر عامل نہیں ہو سکتا کیونکہ دفعہ مذکور تابع صریح احکام دفعہ ۴ ایکٹ میعاد کے پڑھی جانی چاہیئے۔ مضمون یہ کیا گیا تھا کہ چونکہ عرضیدعوے پر مطابق احکام دفعہ ۶ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ عدالت کے اسٹامپ نہ لگایا گیا تھا۔ اسلئے کوئی عرضیدعوی موجود نہ تھا اور تمثیل الف دفعہ ۴ ایکٹ میعاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت ہذا کو کوئی چارہ سوائے نالش کے زائد المیعاد قرار دیکر خارج کر دینے کے حاصل نہیں ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۹۔ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۷۸۔

(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۱۴۹۔

۱۸۹۰ء
مدراس
بنام
دفعی

۸ اکتوبر ۱۹۰۰

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب

کناندگوندن وغیرہ (سائل و فریق مخالف ۱ و ۲)* بنام پلانی گوندن (فریق مخالف نمبر ۳)

ایکٹ عدالتہائے دیوانی (مدراس) ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۹ء دفعہ ۲۳ - منصف ضلع کیطرف سے کارروائیات عدالت منصفی کی نگرانی - ادائیگی بامر از منجانب مدعا علیہ بحضور منصف کے واسطے روکنے قرقی و نیلام بربنائے ڈگری حکم منجانب منصف ضلع مشعر تنسیخ جملہ کارروائیات و واپسی زر منجانب منصف - جواز حکم مذکور -

بروئے دفعہ ۲۳ ایکٹ عدالتہائے دیوانی مدراس ۱۸۹۹ء کے منصف ضلع مجاز ہے کہ ایک ڈگری یا حکم صادرہ منصف کو بعض وجوہات پر منسوخ کرے ایک منصف نے ایک ڈگری بخلاف مدعا علیہ ایک نالش میں جو اسکے روبرو دائر تھی صادر کی تھی اور اسکی تعمیل میں جائداد مکفولہ مدعا علیہ قرق کر لی تھی جسپر مدعا علیہ نے زر ڈگری بحق منصف کے باصرار ادا کر دیا تھا اور ان بعد ایک درخواست زیر دفعہ ۲۳ منصف ضلع کو پاس کی تھی جسنے ڈگری اور قرقی کو منسوخ کر کے انکو کالعدم قرار دیا تھا اور منصف کو اس روپیہ کی واپسی کرنے کا حکم دیا تھا - جو کہ اُس مدعا علیہم سے وصول کیا تھا -

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور جہاں تک کہ اسکا تعلق واپسی زر منجانب منصف کے ساتھ تھا بلا اختیار صادر کیا گیا تھا اور وہ منسوخ کیا جانا چاہیے بغیر کسی نقصان بحق اُن حقوق کے لاگر کوئی ہوں پہنچانے کو جو کہ مدعا علیہ کو منصف کے برخلاف اس ہرجانہ کی بابت ہنگی کارروائی کرنیکے واسطے حاصل ہوں - جو کہ اسکی بدعملی کی وجہ سے اسکو پہنچا ہو بلا زیر دفعہ ۲۳ منصف ضلع کو صرف اس امر کا اختیار حاصل ہے کہ اس حکم یا ڈگری کو جسکی شکایت کیگئی ہو منسوخ کرے اور وہ ایک حکم ادائیگی بخلاف منصف کے صادر نہیں کر سکتا - کیونکہ دفعہ مذکور صرف کارروائیات مابین متنازعین سے متعلق ہے -

درخواست واسطے نگرانی ایک حکم صادرہ منصف ضلع بدین مضمون کے کہ منصف مذکور زیر دفعہ ۲۳ ایکٹ عدالتہائے دیوانی مدراس ۱۸۹۸ء ایک رقم واپس کرنی چاہیے - سائل نمبر ۱ پلایام کا منصف تھا جو تعلقہ پلادم میں واقع ہے ایک شخص کیا نداگوندن نے یہ بیان کیا تھا کہ ایک جھوٹی نالش اسکے برخلاف عدالت منصفی میں رجوع کیگئی تھی واسطے اس بقایا کی جسکی بابت یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ مدعا علیہ کیطرف سے ایک گاڑی کو خرید کرنیکی وجہ سے واجب الادا ہے نالش کی سماعت سائل کے بیٹے کی تھی جو اسوقت عہدہ منصف و پاسور رہتا اور گیا نداگوندن نے یہ الزام لگایا تھا کہ ایک یکطرفہ اور فریبانہ ڈگری اُس کے برخلاف نالش مذکور میں صادر کی گئی تھی

---

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکے ذریعہ سے ہائیکورٹ سے یہ استدعا کی گئی تھی کہ منصف ضلع ... کی ڈگری متعلقہ درخواست متفرق دیوانی نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۹ء کی نگرانی کیجائے -

بعد سائل نے عہدہ مذکور حاصل کیا تھا اور اُسنے ایک نوٹس گیا نداگوندن کو نام جاری کیا تھا جسمیں ڈگری مذکور کا اجرا کرانے کی دہمکی دی گئی تھی اگر زر ڈگری مذکور ادا نہ کیا جاوے اور اسنے فی الواقعہ ایک بہینس مملوکہ گیا نداگوندن قرق کر لی تھی جسنے زر مذکور یا صرار ادا کر دیا تھا گیا نداگوندن نے ایک درخواست منصف ضلع کے پاس زیر دفعہ ۲۴۱ ایکٹ عدالتہائے دیہہ مدراس ۱۸۸۹ء دی استدعا کی تھی کہ ڈگری و قرقی مذکور منسوخ کیجائیں اور کالعدم قرار دیجائیں اور منصف دہ کو یہ حکم دیا جاوے کہ وہ روپیہ واپس کیا جاوے جو بصرار ادا کیا گیا ہے اس شخص جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ نالش اُسنے برخلاف گیا نداگوندن کے رجوع کی تھی ایک درخواست کی تھی جسمیں ایسا کرنے سے انکار کیا تھا اور اُسنے یہ بیان کیا تھا کہ کسی ڈگری کا اجرا نہیں کرایا گیا منصف ضلع نے ڈگری مذکور اور کارروائیات اجرا کو منسوخ کر کے منصف دہ موجودہ کو جو سائل حال ہے یہ حکم دیا تھا کہ زر وصول کردہ بحق گیا نداگوندن کے واپس کرے۔

اس حکم کی ناراضی سے منصف دہ نے درخواست نگرانی حال کی ہے۔

ترووینکٹا چیریر از طرف کستوری رنگا اینگر منجانب سائل۔

مسٹر جوزف ستیا نادر منجانب مہاندشان۔

تجویز— دفعہ ۴۳ ایکٹ عدالتہائے دیہہ میں یہ حکم نہیں ہے کہ منصف دہ اُن کارروائیات میں ایک فریق بنایا جائے جو کہ زیر دفعہ مذکور کیجائیں۔ دفعہ مذکور اُن کارروائیات سے متعلق ہے جو مابین متنازعین کے ہوں اور اسکی رو سے منصف ضلع کو اختیار دیا گیا ہے کہ اس ڈگری یا حکم کو منسوخ کرے جو حقوق متنازعین سے متعلق ہوان وجوہات میں سے کسی وجہ پر جو کہ دفعہ مذکور میں خاص کیگئی ہیں منجملہ جنکے رشوت ستانی یا سخت طرفداری یا بدعملی از طرف منصف دہ ہیں۔ اگرچہ رشوت ستانی یا سخت طرفداری یا بدعملی بھی ثابت کی گئی ہو تاہم منصف ضلع صرف اس حکم یا ڈگری کو منسوخ کر سکتا ہے جسکی کہ شکایت کیگئی ہو۔ وہ بوقت منسوخ کرنے کسی ڈگری یا حکم کے کوئی حکم ادائیگی بخلاف خود منصف دہ کے صادر نہیں کر سکتا جہاں تک کہ اُسکا تعلق ہے۔ اگر اُسکا اطمینان ہو جائے کہ کوئی رشوت ستانی یا سخت طرفداری یا بدعملی منصف دہ کیطرف سے کیگئی ہے منصف ضلع کیواسطے مناسب طریق یہ ہے کہ زیر دفعہ ۴۴ عمل کر کے مقدمہ کی رپورٹ صاحب جج ضلع کے پاس کرے۔

منصف ضلع کا حکم جہانتک کہ اسکو رو سے فریق ثالث یعنی منصف دہ کو حکم واپسی زر دیا گیا تھا صحیح طور پر بلا اختیار صادر کیا گیا تھا اور منسوخ کیا جانا چاہیئے اسمیں شبہ نہیں کہ بہت سے ان حقوق سائل رو برو عدالت ماتحت میں ذکر کوئی ہوں ا خلل واقعہ ہو گا جو دربارہ کارروائی ہرجانہ بخلاف منصف دہ بباعث مبینہ بدعملی کرنے کے اسی حال ہو

منصف ضلع کا حکم منسوخ ہوا جس میں ڈگری ہو کارروائیات اجرا بغیر تجویز یا تحقیقات کے اور بلا حلف بیان وکیل فریق مخالف ۱ کی صادر کیا گیا تھا۔ منصف ضلع کو چاہیئے تھا کہ اس سوال کی نسبت تحقیقات کرتا کہ آیا فریق مخالف ۱ نے درحقیقت وہ بیس روپیہ وصول کئے تھے جنکا کہ اس سے دعوی کیا گیا تھا اور اگر اسکا اطمینان ہو جاتا کہ اسنے رقم مذکور وصول کی ہے یا بصورت دیگر اسکا ذمہ وار ہے تو منصف ضلع کو زر مذکور کے منجانب فریق مخالف ۱ بحق سائل ادا کئے جانے کی ہدایت کرنی چاہیئے تھی۔

اسلیے ہم کو منصف ضلع کا حکم منسوخ کر کے یہ ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ درخواست کو شامل کاغذات کرے جہانتک کہ فریق مخالف ۱ کا تعلق ہے اور اسکا فیصلہ قانون کے مطابق کرے۔

بعذر کہ فریق مخالف ۲ نامناسب طور سے فریق بنایا گیا تھا عدالت ماتحت میں اٹھایا نہ گیا تھا اور نہ وجوہات اپیل میں اٹھایا گیا تھا اسلیے ہم خرچہ کے متعلق کوئی حکم صادر نہیں کرتے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء — ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کنٹل راز و دیک کس دیگر *

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۲۰۳ - استغاثہ کا خارج کیا جانا مجسٹریٹ کا مقدمہ کی سماعت سے انکار کرنا - مابعد کی تجویز اسکی غرض سے۔

ایک استغاثہ عدالت مجسٹریٹ بلدہ میں کیا گیا تھا جسکی رو سے بعض اشخاص پر ارتکاب جرائم زیر ایکٹ رجسٹری کا الزام لگایا گیا تھا۔ مجسٹریٹ بلدہ نے استغاثہ کو اسوجہ پر خارج کیا تھا کہ وہ منظوری جو اسکے خیال میں ضروری تھی حاصل نہ کی گئی تھی۔ مستغیث نے منظوری حاصل کی تھی اور اسپر مجسٹریٹ بلدہ نے مقدمہ کی سماعت کر کے ملزمان پر تجویز ثبوت جرم کی۔ بعدہ جائنٹ اپیل کو ڈپٹی مجسٹریٹ نے اس امر میں اتفاق کر کے ملزمان مجرم تھے تجویز ثبوت جرم کو اسوجہ پر منسوخ کیا تھا کہ چونکہ مجسٹریٹ بلدہ نے ایکدفعہ مقدمہ کو زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری خارج کیا تھا وہ بعد میں اسکی سماعت نہ کر سکتا تھا۔ مقدمہ کا استصواب بغرض صدور احکام ہائی کورٹ سے کئے جانے پر۔

---

* مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۴۴ سنہ ۱۹۰۰ء مستصوبہ بغرض صدور احکام ہائی کورٹ زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ منجانب جی ڈبلیو ڈلینی صاحب مجسٹریٹ ضلع مالابار بروئے چٹھی مورخہ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء (استصواب نگرانی فوجداری نمبر ۴۶ سنہ ۱۹۰۰ء)

تجویز ہوئی کہ گو بنا بر مجسٹریٹ بلدہ کا حکم مشعر دسمسی استغاثہ زیر دفعہ ۲۰۳ تہا مگر در اصل اسکو روسے جرم کی سماعت کرنے سے اس وجہ پر انکار کیا گیا تہا کہ منظوری کا حاصل کیا جانا ضروری ہے اور وہ حاصل نہیں کیگئی اور کہ حکم بریت منسوخ کیا جانا چاہیئے ۔

مقدمہ مستنصرہ بغرض صدور احکام ہائی کورٹ کے ایک استغاثہ عدالت مجسٹریٹ درجہ دوم کلکٹ میں بخلاف دو شخصوں کے رجوع کیا گیا تہا جسمیں انکے برخلاف یہ الزام لگایا گیا تہا کہ انہوں نے جرم زیر ایکٹ رجسٹری کا ارتکاب کیا ہے مجسٹریٹ مذکور نے استغاثہ کو اس وجہ پر خارج کیا تہا کہ وہ بغیر منظوری حاصل کرنے کے رجوع کیا گیا ہے ازاں بعد مستغیث نے منظوری حاصل کی تہی اور مجسٹریٹ بلدہ نے مقدمہ کی سماعت کی تہی اور ملزم کو مجرم قرار دیا تہا ایک اپیل کی بنا پر اصلی تجویز ثبوت جرم مذکور کئے جانے پر ڈپٹی مجسٹریٹ نے مجسٹریٹ بلدہ کیساتہ اس امر میں اتفاق کیا تہا کہ ملزمان مجرم ہیں مگر اسنے تجویز ثبوت جرم کو اس لفظی وجہ پر منسوخ کیا تہا کہ چونکہ مجسٹریٹ بلدہ نے ایکدفعہ استغاثہ کو زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری خارج کیا ہے اسلئے وہ بعد میں اسکی سماعت نکرسکتا تہا اسنے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام آدم خان (۱) اور ان مقدمات پر انحصار کیا تہا جنکا کہ اسمیں حوالہ دیا گیا ہے چنانچہ مجسٹریٹ ضلع نے استصواب حاصل کیا تہا ۔

مسٹر ڈی شمیں ۔ از طرف پیروکار سرکار تہا ۔ استصواب مذکور نے یہ حجت کی کہ منظوری در اصل ارجاع استغاثہ بخلاف ملزمان کیواسطے ضروری نہ تہی اور کہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام آدم خان (۱) جسپر کہ مجسٹریٹ نے انحصار کیا ہے اس مسئلہ کی تائید میں نہیں ہے جو کہ اسنے قائم کیا ہے اس مقدمہ میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک معاملہ ایک ایسی عدالت میں از سر نو شروع نہیں کیا جا سکتا جو مساوی اختیارات رکہتی ہو اور ججان نے صریح طور پر یہ بیان کیا تہا کہ اسکا فیصلہ ان مقدمات کلکتہ سے مختلف ہے جنمیں یہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک مجسٹریٹ جسنے استغاثہ کو خارج کیا ہو اس امر سے ممتنع نہیں ہے کہ خود اسی استغاثہ کی پہر سماعت کرے نیز اسنے مقدمات نیل رتن سین بنام جوگیش چندر بہٹاچارجی (۲) و کومن چندر پال بنام گور چندر لوہیکاری (۳) کا حوالہ دیا تہا ۔

گووندا ینن منجانب ملزمان ۔

تجویز ۔ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں اس مجسٹریٹ کے ضابطہ کا حوالہ دیا گیا ہے جسنے کہ ایکمقدمہ کی سماعت کی ہو دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی رو سے ایک مجسٹریٹ بعض جرائم کی سماعت کرنے سے ممتنع ہے الا جبکہ منظوری حاصل کر

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶ ۔ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ ۲۳ صفحہ ۹۸۳ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۲۸۶

اسمیں شبہ نہیں کہ ظاہری صورت میں اس مجسٹریٹ نے جسکے روبرو صورت حال میں استغاثہ رجوع کیا گیا تہا استغاثہ کو زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری خارج کیا تہا در اصل جو کچہہ اُسنے کیا تہا وہ یہہ تہا کہ اُسنے جرم کی سماعت کرنے سے اسوجہہ پر انکار کیا تہا کہ منظوری استغاثہ ضروری تہی اور وہ حاصل نکیگئی تہی -

اُن مقدمات کلکتہ اور اس مقدمہ الہ آباد میں جنکی کہ طرف ہماری توجہ مبذول کیگئی ہے (ملکہ معظمہ بنام آدہغان (۱) ونیل رتن سین بنام جوگیش چندر بہٹاچارجی (۲) وکومل چندر پال بنام گور چند ادہیکاری (۳)) اُس مجسٹریٹ نے جسکے روبرو اولاً استغاثہ رجوع کیا گیا تہا مبینہ جرم کی سماعت کی تہی اور بعد مقدمہ کا فیصلہ کرنیکے ایک حکم زیر دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر کیا تہا - مقدمات مذکور صریح طور پر مقدمہ حال سے تمیز کئے جانیکے قابل ہیں - ہم کو چاہیئے کہ حکم ریت کو منسوخ کرکے مجسٹریٹ کو یہہ ہدایت کریں کہ اپیل کی نسبت مطابق قانون کے کارروائی کریں -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

یمونا بائی رانی صاحبہ (مدعا علیہا) اپیلانٹ بنام سولیا گونڈن (مدعی) رسپانڈنٹ - *

ایکٹ ایصال لگان (مدراس) ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۷ - بنائے دعوی کے پیدا ہونے سے چہہ ماہ کی میعاد - مالک اراضی کیطرف سے خلاف قانون قرقی جائداد مزارعہ کی - چہہ ماہ سے زیادہ عرصہ تک قبضہ جاری رکہنا مسلسل فعل بیجا - میعاد -

بموجب دفعہ ۷ ایکٹ ایصال لگان (مدراس) ۱۸۶۵ء کے کوئی نالش واسطے دلاپانے ہرجانہ کے دربارہ کسی ایسے امر کے رجوع کیجاسکتی ہے جو بنا بر زیر اختیار عطا کردہ ایکٹ مذکور کے کیا گیا ہو مگر شرط یہہ ہے کہ وہ بنائے دعوی کے پیدا ہونیکے وقت سے عرصہ چہہ ماہ کے اندر رجوع کیجائے - ایک مالک اراضی نے ناجائز طور پر اپنے مزارعہ کا مال قرق کرکے اسکا قبضہ چہہ ماہ سے زیادہ عرصہ تک جاری رکہا تہا - اُس کے بعد مزارعہ نے مال مذکور اور ہرجانہ ناجائز قبضہ کے دلاپانے کی نالش کی تہی -

تجویز ہوئی کہ دعوے زائد المیعاد نہ تہا - کیونکہ قبضہ مذکور ایک مسلسل فعل بیجا تہا -

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ - (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۹۰۲ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ...

* اپیل عدم نمبر ۳ لغایت ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری ای جی جارف صاحب ڈسٹرکٹ جج ترچناپلی مقدمہ اپیل نمبر ۲۴۲ سنہ ۱۸۹۸ء مشعر تجالی ڈگری سی رنگا راؤ منصف ضلع ایالور مقدمہ ابتدائی نمبر ۴۰ سنہ ۱۸۹۷ء -

نالش واسطے دلاپانے بعض جائداد غیر منقولہ کے جو ناجائز طور پر قرق کیگئی تہیں اور ہرجانہ کے مدعی ایک رعیت تابع مدعاعلیہ کے تہا۔ مدعاعلیہ نے ماہ مئی ۱۸۹۰ء میں جائداد منقولہ متعلقہ مدعی لگان کے واسطے قرق کرائی تھی مدعی نے یہ عذر کیا تہا کہ قرقی مذکور ناجائز تھی اور اسنے دو نالشات بخلاف مدعاعلیہ کے ۱۸۹۰ء میں رجوع کی تہیں جنکو مدعی عدالت مال نے اسکے عذر کو منظور کیا تھا اور سنے اب ایک نالش عدالت منصف میں واسطے دلاپانے جائداد منقولہ قرق کردہ یا اسکی قیمت کے اور دلاپانے اس ہرجانہ کے رجوع کی تھی جو کہ اس کو ناجائز قرقی کی وجہ سے پہنچا تھا۔ مدعاعلیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا تہا کہ دعوی زائد المیعاد ہے نالش تاریخ قرقی مذکور سے زائد از عرصہ چھہ ماہ لیکن عرصہ ایک سال کے اندر رجوع کی گئی تھی منصف نے ایک ڈگری بحق مدعی واسطے واپسی اسکی جائداد منقولہ معہ ہرجانہ کے صادر کی تھی ایک اپیل بنا راضی ڈگری مذکور صاحب جج ضلع نے خارج کیا تھا جسنے سوال میعاد کے متعلق یہ لکہا تہا کہ ”نسبت سوال میعاد کے یہ بحث کیگئی ہے کہ بنائے دعوی تاریخ قرقی پر پیدا شدہ متصور کیا جانا چاہیئے اسلئے نالش زائد المیعاد قرار دیجانی چاہیئے اس عذر کی تائید میں مقدمہ سبگیر یعنی پانڈرا بنام پیلاگوپالو و (۱) کا حوالہ دیا گیا ہے وہ ایک فیصلہ متعلق بامر مذکور نہیں ہے سیکنڈ بروئے مشابہت مقدمہ مذکور کے بنائے دعوی صورت حالیہ میں یا تو ایک مسلسل بنائے دعوی ہوگا جبتک کہ جائداد زیر قرقی رہی تھی یا اس تاریخ پر پیدا ہوگا جسپر کہ قرقی ناجائز قرار دیگئی تھی۔“

مدعاعلیہ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

وی کرشناسامی ایار منجانب اپیلانٹ۔

سوامی ایار منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز۔ نسبت ان امور کے جو تنقیح اول کے رو سے اٹھائے گئے ہیں عدالت اپیل ماتحت میں انتہائی ڈگری تھی اور جو اقتدار مال حکم دربارہ جواز قرقی کے نے ناطق ہو یانہ بلاشبہ طور پر شہادت بہ ثبوت اس امر کے موجود کہ قرقی ناجائز تھی۔ سوال میعاد کے متعلق ہم کو اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا بنائے دعوی عرصہ چھہ ماہ کے اندر قبل از رجوع نالش کے پیدا ہوا تہا جو کچھ کہ وقوعیں آیا تہا وہ یہ تہا کہ قرقی ماہ مئی ۱۸۹۶ء میں کی گئی تھی مگر مال مدعاعلیہ کے قبضہ میں ایک مابعد کی تاریخ تک رہا تھا جو عرصہ چھہ ماہ کے اندر ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ لفظ بنائے دعوی مستعملہ دفعہ ۷۰ ایکٹ ایصال لگان (۸ ۱۸۶۵ء) عام معنوں میں استعمال کردہ متصور کیا جانا چاہیئے کیونکہ نیت یہ تھی کہ عام حقوق رجوع نالش کو محفوظ کیا جائے۔ مگر تابع صرف دو شرائط کے

(۱) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۲۱

یہ فرض کرکے کہ فرقی ایک ایسا فعل ہے جو زیر اختیار عطا کردہ ایکٹ مذکور کے کیا گیا ہے جس سے ایکٹ مذکور کی دفعہ ۲ متعلق ہو جاتی ہے ہماری یہ رائے ہے کہ فرقی ایک مسلسل فعل ہو جاتا تھا اسلئے نالش حال بروئے دفعہ مذکور کے زائد المیعاد نہ تھی وہ بلاشبہ بطور پر بروئے احکام عام قانون میعاد کے زائد المیعاد تھی کیونکہ مطابق ایکٹ میعاد (۱۵) ۱۸۷۷ء کے ایکسال کا عرصہ تاریخ فرقی سے عطا کیا گیا ہے اور وہ عرصہ تاریخ ارجاع نالش پر منقضی نہوا تھا۔ ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامینا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۶ نومبر ۱۸۹۸ء
و ۲ جنوری ۱۸۹۹ء

واسودیوا راوی وربمن دیجانو مدیون ڈگری، بنام نرائینا پتر وغیرہ دستال فریق ثانی تا ۳ دعاعلیہ فریق مخالف

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء دفعات ۲۲۵ و ۲۴۳۔ اجرائے ڈگری زر نقد۔ فرقی استحقاق وصولی اصلات بطور بازیافت۔

ایک مدیون ڈگری بروئے اس ڈگری کے جو اسکے برخلاف حاصل کی گئی تھی بعض اراضی کا قبضہ حوالہ کردینے پر مجبور ہوا تھا بر طبق اپیل کے ہائیکورٹ نے اس ڈگری کو منسوخ کردیا تھا جسکے کہ رو سے وہ بیدخل کیا گیا تھا اور وہ قبضہ اراضی مذکور معہ واصلات دلا پانے کا مستحق قرار دیا گیا تھا۔ تا بعض ایک اور ڈگری بخلاف مدیون مذکور بابت اجرائے اپنی ڈگری کو مدیون ڈگری کی استحقاق وصول زر واصلات کو قرق کرایا تھا اس پر ڈگری بیدار نے ایک درخواست بروئے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے آ[illegible] و [illegible] ڈگری کے بطریق اجراء کی تھی۔

تجویز ہوئی کہ وہ ایسا کرنے کا مستحق نہ تھا استحقاق مدیون ڈگری بہ نسبت دلاپانے منافع اصلات کے [illegible] ایک ڈگری نقد حسب منشائے دفعہ ۲۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہ تھی ایسا استحقاق بذریعہ نالش کے موثر کیا جا سکتا تھا نہ بذریعہ سرسری کارروائی اجراء زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کردہ ایک ڈگری حسب منشاء دفعہ ۲۴۳ نہ تھی۔ دفعہ ۲۴۴ صرف اُن صورتوں سے متعلق ہے جن میں استحقاق قرق کردہ ایک ایسا استحقاق ہو جو صحیح طور پر بروئے ڈگری کے فیصل کیا گیا ہو۔

---

* اپیل دوم متفرق دیوانی نمبر ۱۳۱ ۱۸۹۹ء بنا راضی حکم اے ڈیکینا راما پائی سیلہ ڈسٹرکٹ جج ملایار جنوبی واقعہ پالگہاٹ مقدمہ اپیل ۲۲ ۱۸۹۹ء مشعر تنسیخ حکم ایم سی تا ید منصف ضلع تملیرہ دم مدلق درخواست متفرق نمبر ۵ ۱۸۹۸ء متعلقہ نالش ابتدائی ۷۶۲ ۱۸۹۲ء

تجویز ضمنی اگر ایک سرسری حکم زیر دفعہ ۲۱۰ دستخط شدہ واصلات قبل ڈگریدار کی قرقی کو صادر کیا گیا ہو تا تو وہ ایک ڈگری کی حد تک حسب منشاء دفعہ ۲،۲۴ پہونچ سکتا تھا۔

درخواست اجراء ڈگری زیر دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب قائم مقام ڈگریدار بمقدمہ ابتدائی ۱۸۹۰ء وہ جائداد جسکے کو قرق کرانے کی سائل نے استدعا کی تھی استحقاق وصولی واصلات بطور باز یافت تھی مصنف ضلع نے درخواست مذکور کو خارج کیا تھا واقعات بر طبق اپیل کے سبارڈینیٹ جج نے حسب ذیل بیان کئے تھے اپیل ہذا مدعی نے بنا راضی حکم مصنف ضلع کے کیا ہے جسکے روسے یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ اس ڈگری کے اجراء درخواست کرنیکا مستحق نہیں ہے جو کہ اسنے بعلت اجرا اپنی ڈگری زر نقد بنالش ۱۸۹۶ء کی قرق کرائی ہو بعلت اجراء اپنی ڈگری زر نقد بمقدمہ ابتدائی ۱۸۹۰ء کے مدعی اپیلانٹ کے بعض اراضی کی ڈگری واصلات کو قرق کرایا تھا جسکے کہ مستحق مدیون ڈگری بطور باز یافت کے بروئے اس ڈگری ہائی کورٹ کے تھے جسکے روسے عدالت ماتحت کی ڈگری بمقدمہ ابتدائی ۱۸۹۳ء مشمولہ قبضہ اراضی بحق مدعی نالش مذکور منسوخ کی گئی تھی۔ بہ تعمیل قرقی مذکور کے مدعی اپیلانٹ نے اجراء ڈگری قرق کردہ اور اس زر واصلات کے دلاپانے کی درخواست کی تھی جو کہ بحق مدیون ڈگری کے بروئے ڈگری ہائی کورٹ کے واجب الادا تھا دو عذرات اٹھائے گئے ہیں یعنی (۱) کہ مدعا علیہم نالش ۱۸۹۶ء کسی واصلات کی مستحق بروئے ڈگری ہائی کورٹ کے نہیں ہیں اور (۲) کہ ڈگری واصلات ایک ایسی ڈگری زر نقد نہیں ہے جسکو کہ ڈگری قارق بروئے احکام دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری کر سکے مصنف ضلع نے یہ قرار دیا ہے کہ مدعا علیہم بروئے ڈگری کے واصلات دلاپانے کے مستحق ہیں اور اسلئے ڈگری قابل قرقی تھی مگر اسنے یہ بھی قرار دیا تھا کہ ڈگری مذکور ایک ڈگری زر نقد حسب منشاء دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہیں ہو اور اسلئے قرقی بروئے ایک ایسے حکم کے ہونی چاہیے جسکے روسے مدیون اسکے منتقل کرنے یا کسیطرح پر مزاحمت دار بنانے اور جائداد مقروقہ کو عام طور پر نیلام کرانے سے باز رکھا جائے تاوقت ایسے نیلام کے قارق ڈگریدار ڈگری مقروقہ کا اجراء کرانے کا مستحق نہیں ہے بنسبت مدیون ڈگری کے استحقاق زیر ڈگری مقروقہ کے میں مصنف ضلع کیساتھ یہ خیال کرنے میں اتفاق کرتا ہوں کہ مدیونان ڈگری منافعجات اراضی اس عرصہ کیواسطے دلاپانے کے مستحق ہیں جبتک کہ اراضی مدعی نالش مذکور کے قبضہ میں رہی تھی بروئے اس ڈگری کے جو کہ بعد میں ہائی کورٹ نے بر طبق اپیل منسوخ کی تھی،

دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے صریح طور پر یہ اختیار بطور بازیافت کے بروئے ڈگری اپیلیدوم کو عطا کیا گیا ہے نالش نمبر ۲۸ بابت ۱۹۰۲ء ایک شخص ویتھی پتر نے واسطے دلاپانے قبضہ اراضی معہ بقایائے لگان کے رجوع کی تھی اُسنے بطور ٹھیکہ دار از طرف متوفی زمورین کالیکٹ کے دعوی کیا تھا منصف ضلع اور بر طبق اپیل نمبر ۱۴۳ سنہ ۱۹۰۲ء کے سب آرڈینیٹ جج نے دعوی کو منظور کیا تھا مگر مقدمہ مناوکراما بنام ویتھی پتر (۱) میں ہائیکورٹ نے ڈگریات کو منسوخ کر کے مدعی کی نالش کو خارج کیا تھا یہ امر کہ اپیلیدوم حال موجودہ زمورین (مدعا علیہ ۹ بنالش مذکورہ) نہ کہ مزارعان قابضین نے رجوع کیا تھا کوئی فرق پیدا نہیں کرتا نالش خارج کی جاتی ہے اور وہ جائداد جو ڈگریات عدالت ماتحت کے اجرا میں حاصل لیگئی ہے واپس کیجانی چاہیئے نہ اس فریق کو نہیں جو قابض نہیں ہے۔ بلکہ اس فریق کو جس سے کہ وہ بصیغہ اجرا کے حاصل کیگئی تھی اس عرصہ کے واصلات کا دلایا جانا جبتک کہ ڈگریدار قابض رہا تھا بطور ایک امر واقعہ کے پیدا ہوتا ہے نسبت دوسرے امر کے جو یہ ہے کہ آیا ڈگری واصلات ایک ڈگری زر نقد حسب منشاء دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہے جس سے دائن فارق اجرا کی درخواست کرنے کے قابل ہو سکے میں منصف ضلع کی اس قرارداد کیساتھ اتفاق کرنے کے ناقابل ہوں کہ وہ ایک ڈگری زر نقد نہیں ہے اور دائن فارق کی درخواست پر قابل اجرا نہیں ہے دفعہ ۲۵۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے صریح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ڈگری واصلات ایک ڈگری زر نقد ہے گو واصلات مذکور کی مقدار ڈگری میں خاص نہ کیگئی ہو وہ ایک عام ڈگری زر نقد نہیں ہو سکتی جبتک کہ مقدار مذکور معلوم نکیجائے۔ مگر تاہم وہ ایک ڈگری زر نقد ہے ضابطہ مقرر کردہ بروئے دفعہ ۲۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض قرقی کی پیروی صورت حالیہ میں کیگئی ہے عدالت نے ڈگری کی قرقی کا حکم دیا ہے اسلیئے دائن فارق ڈگری قرق کردہ کی اجرا کی درخواست کرنیکا مستحق ہے (نیز ملاحظہ ہو فیصلہ مقدمہ بیاگی ہوا چودہری بنام رومیش چندر نندی (۲) جسپر کہ منصف ضلع نے انحصار کیا ہے) اس امر کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا بصورت ڈگریات ماسوائے ڈگریات زر نقد کے دائن فارق اجرا کی درخواست بغیر پہلے نیلام کرانے جائداد مقروقہ کے بطور کسی اور جائداد کے کرسکتا ہے ٭

اُنہوں نے منصف ضلع کے حکم کو منسوخ کرکے قرار دیا تھا کہ اپیلانٹ ڈگری مقروقہ کا اجرا بغرض کرنیکا مستحق ہے

(۱) اپیل نمبر ۱۰۷ سنہ ۱۸۹۹ء غیر رپورٹ شدہ۔ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۸ صفحہ ۱۳۱۔

اُس کا اندیشن خود اپنی ڈگری کے ایفا میں زیر دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی استعمال کرے۔

اُس فریق نے جو مدیون ڈگری کی بجائے ایزاد کیا گیا تھا اپیل حال رجوع کیا۔

سنکرن نیاد منجانب اپیلانٹ۔

سندرا ایار منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز:- صورت حال میں اپیلانٹ نے بطور پٹہ دار پہلے زمورن کے اس جائداد کا قبضہ دلاپانے کی نالش کی تہی جو اس مزارعہ کے قبضہ میں تہی جو زمورن مذکور کے تابع قابض تھا۔ نالش بعد وفات زمورن مذکور کے رجوع کیگئی تہی اور جانشین زمورن کا عذر جو مزارعہ کیساتھ مدعا علیہ بنایا گیا تہا یہ تہا کہ وہ پٹہ جو مدعی کے حق میں تحریر ہوا ہے اُسپر قابل پابندی نہیں ہے اس عذر کو ہائی کورٹ نے مقدمہ منا وکرا ما بنام ویتھی[۱] میں منظور کیا تہا اور عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری مشعر عطائے قبضہ بحق مدعی منسوخ کیجا کر نالش خارج کیگئی تھی۔ قبل صدور ڈگری ہائی کورٹ کے عدالت اول کی ڈگری کا اجرا کرا یا گیا تہا اور مزارعہ نے اراضی کا قبضہ چھوڑ دیا تہا اور معاوضہ ترقیات مدعی سے حاصل کر لیا تہا۔

گو اپیل صرف زمورن کیطرف سے کیا گیا ہے تاہم ہم کو یہ متصور کرنا چاہیئے کہ نالش نہ صرف زمورن کے مقابلہ میں بلکہ مزارعہ کے مقابلہ میں بہی خارج کی گئی تھی چنانچہ مزارعہ قبضہ مع واصلات کے دلاپانے کا مستحق تہا۔ اسکا استحقاق واصلات رسپانڈنٹ نے باجرا اُس ڈگری کے فرق کرایا تھا جو کہ اسکے مقابلہ میں پہلے رسپانڈنٹ نے حاصل کی تہی۔ پہلے رسپانڈنٹ نے ایکدرخواست زیر دفعہ ۲۷۳ (ب) مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے دلا پانے واصلات کے بطور اجرا کے کی تہی اور اسکی درخواست منظور کیگئی تھی۔ اپیلانٹ یہ عذر کرتا ہے کہ اگرچہ یہ بھی فرض کیا جائے کہ وہ واصلات متدعویہ کی بابت مزارعہ کا ذمہ وار تھا تاہم اسکے بطور بازیافت وصول کرنے کا حق ایک جدید ڈگری زر نقد حسب منشا دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہیں ہے۔ ہماری رائی میں یہ عذر قدرت استحقاق بازیافت ایک حال جیسی صورت میں باوجود دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بذریعہ نالش کے موثر کرایا جا سکتا ہے (ملاحظہ ہو شاما پرشاد رائے چودہری بنام ہرو پرشاد رائے چودہری[۲] و کلیانا سندرم بنام اگنا و دلیسورا[۳] نرائنا بنام نرائنیا[۴] و وراسامی ایار بنام اناسامی ایار[۵]) یا وہ بروئے سرسری کارروائی اجرا زیر دفعہ ۵۸۳ کے موثر کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک سرسری حکم مشعر عطائے

(۱) اپیل دوم ۱۲۸ سنہ ۱۸۹۵ء (غیر رپورٹ شدہ) (۲) موز انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۳۰۳ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۹ (۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۴ (۵) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۲

و احکامات قبل اس فریق کے صادر کیا گیا ہوتا جسکے کہ تابع رسپانڈنٹ مدادعوی کرتا تہا تو یہ ممکن تہا کہ
ایسا حکم ایک ڈگری حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہو مگر قبل صدور ایسے حکم کی یہ قرار دینا مشکل ہے
کہ استحقاق بلا زیافت ایک ایسی جائداد ہے جو حسب منشاء دفعہ ۲۴۴ ایک ڈگری ہے یہ قرار دینا اس نتیجہ کو پہونچتا
ہوگا کہ استحقاق مذکور بذریعہ نالش کے مؤثر کیا جا سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ عبارت دفعہ ۲۴۴ صرف
اُن مقدمات کے متعلق ہے جہاں استحقاق فریق کردہ صریح طور پر بروئے ڈگری کے فیصل کیا گیا ہو لہذا ایسا استحقاق
جو ڈگری سے بطریق بازیافت کے پیدا ہوتا ہو مطابق اس تعبیر کے ہم کو یہ قرار دینا چاہیئے کہ رسپانڈنٹ
عازیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی درخواست کرنیکا مستحق نہ تہا اسلئے ہم کو ڈگری عدالت ماتحت منسوخ
کرکے منصف ضلع کی ڈگری بمعہ خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت کے بحال کرنی چاہیئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر امینا آیار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۷ و ۸ جنوری ۱۹۰۱ء مہاراجہ جیپور (مدعی) سائل **بنام** تجانا دہورا وغیرہ (مدعا علیہم بمقام قانونی مدعا علیہا) رسپانڈنٹان

ایکٹ عدالتہائے ایجنسی گنجام و وزاگاپٹم ایکٹ ۲۴ ۱۸۳۹ء — جواز قواعد ایجنسی نمبر ۲۰ و ۳۱ وضع کردہ زیر ایکٹ مذکور — درخواست ہائیکورٹ میں واسطے ہدایت کرنے ایجنٹ کو دوبارہ نظر ثانی اپنے فیصلہ کے — اسکا قابل قیام ہونا

ایک نالش بعدالت سینیر اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر واقعہ وزاگاپٹم میں ایک ڈگری بحق مدعی کو واسطے قبضہ بعوض معاوضہ کے صادر کیگئی تہی بر طبق اپیل بعدالت ایجنٹ ڈگری مذکور منسوخ کیگئی تہی اسپر مدعی نے ایک درخواست ہائیکورٹ میں پیش کی تہی کہ ایجنٹ کو اسکے فیصلہ کی نظر ثانی کرنیکی ہدایت کیجائے درخواست مذکور زیر قاعدہ ۲۰ قواعد ایجنسی کیگئی تہی جو بالفاظ ذیل ہے "جملہ ڈگریات صادرہ ایجنٹ بر طبق اپیل یا بنا اصلی ڈگریات اسکے ماتحت عہدہ داران کے تابع ہونگی لوعدالت صدر کو خاص وجوہات پر اختیار ہوگا کہ اس کو اپنے فیصلہ کی نظر ثانی کرنے کی ہدایت کرے"۔

یہ درخواست متفرق دیوانی نمبر ۱۸۸ بابت ۱۸۹۹ء جسکے رو سے یہ استدعا کی گئی تہی کہ بلحاظ واقعات مذکورہ بعد درخواست مذکور کے ہائیکورٹ کو چاہیئے کہ مہربانی کرکے ایجنٹ گورنر وزاگاپٹم کو اپنے فیصلہ بر طبق اپیل نمبر ۶۰ بابت ۱۸۹۸ء کے بنا اصلی ڈگری ہڈ ایجنٹ سینیر اسسٹنٹ ایجنٹ ضلع وزاگاپٹم بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۶ بابت ۱۸۹۸ء کی نظر ثانی کرنے کی ہدایت کرے۔

۱۹۰۱ء
مہاراجہ جیپور
بنام
جگنا دیوا وغیرہ

ایک ابتدائی عذر بابت سماعت درخواست مذکور کسان وجوہات پر کیا گیا تھا (اگرچہ آخری جزو قاعدہ نمبر ۲ کا خلاف اختیار قاعدہ (۱) اگرچہ وہ خلاف اختیار نہیں ہوتا ہم درخواست گورنر باجلاس کونسل کو پاس پر قاعدہ نمبر ۳۱ کیجانی چاہیئے تھی نہ کہ ہائی کورٹ میں - تجویز ہوئی کہ قاعدہ نمبر ۲ خلاف اختیار نہیں ہے اور کہ قاعدہ ۳۱ حال جیسی صورت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا -

مہاراجہ جیپور بنام پاپیا (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۹) کا حوالہ دیا گیا -

درخواست پیش کردہ مدعی بنالش نے زیر قاعدہ نمبر ۲ قواعد ایجنسی وضع کردہ زیر ایکٹ عدالتہائے ایجنسی گنجام و وزاگاپٹم (۲۴ ایکٹ ۱۸۳۹ء) جسکے روسے ہائی کورٹ میں یہ استدعا کی گئی تھی کہ ایجنٹ گورنر وزاگاپٹم کو اپنے اس فیصلہ کی نظر ثانی کرنے کی ہدایت کیجائے جو بر طبق ایک اپیل عدالت مذکور کے صادر کیا گیا ہے اپنے فیصلہ کی روسے ایجنٹ مذکور نے ایک ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ ایجنٹ کی فیصلہ مشعر عطائے ڈگری قبضہ بعض مواضعات بحق سائل کو منسوخ کیا تھا اسلئے سائل نے درخواست حال کی تھی -

مسٹر ایاونگار بہوتشاہ منجانب ریسپانڈنٹان - ایک ابتدائی عذر یہ ہے کہ ہائی کورٹ درخواست ہذا کی سماعت کرنیکا مجاز نہیں ہے درخواست مذکور زیر قاعدہ نمبر ۲ قواعد ایجنسی کیگئی ہے اور عدالت سے یہ استدعا کیگئی ہے کہ ایجنٹ گورنر وزاگاپٹم کو اپنے فیصلہ بر طبق اپیل کی نظر ثانی کرنیکا حکم دیا جائے قاعدہ نمبر ۲ کی جزو اول میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایجنٹ کی فیصلجات بر طبق اپیلہائے ناطق ہونگے اس قدر تک قاعدہ مذکور کامل طور پر جائز ہے۔ مگر اسکا جزو مابعد جسکے روسے ہائی کورٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ بوجہ خاص وجوہات پر ایجنٹ کو فیصلہ کی نظر ثانی کرنے کی ہدایت کرے خلاف اختیار عطا کردہ ایکٹ ۲۴ سنہ ۱۸۳۹ء ہے جو قطعات ایجنسی میں عدل و انصاف کئے جانے پر حاوی ہے دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کی روسے گورنمنٹ کو یہ کہنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ کن صورتوں میں اپیل ہائی کورٹ میں ہونا چاہیئے اور کن صورتوں میں ایجنٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا اسکے روسے گورنمنٹ کو اختیار نہیں دیا گیا کہ بذریعہ وضع کرنے قواعد کے یہ حکم دے کہ ان صورتوں میں بھی جنمیں کہ ہائی کورٹ میں کوئی اپیل نہ ہو سکتا ہو ہائی کورٹ کو اختیار سماعت اپیل یا نگرانی بدینغرض حاصل ہونا چاہیئے کہ ایجنٹ کے فیصلہ کی نظر ثانی کئے جانیکی ہدایت کرے قاعدہ نمبر ۲ کا مابعد کا جزو نا مطابق بوجہ اس کے ہے آرائے فاضل چیف جسٹس صاحب دربارہ تعبیر دفعہ مذکور کے جو مقدمہ مہاراجہ جیپور بنام پاپیا ما (۱) میں ظاہر کیگئی ہیں متعلق ہوتی ہیں اور اُن سے اعتراض حال کی تائید ہوتی ہے اور اگر قاعدہ نمبر ۲ کا جزو مابعد خلاف اختیار ہے تو اسکا نقص عدم جواز بروئے دفعہ ۲ ایکٹ انڈین کونسل کے رفع نہیں ہوتا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۹

سنہ ۱۹۰۱ء
مہاراجہ جیپور
بنام
مہاتا بہوزہ وغیرہ

اسمیں شبہ نہیں کہ قاعدہ مذکور قبل سنہ ۱۸۹۶ء کے وضع کیا گیا تھا اور گو فیصلہ مقدمہ مہاراجہ جیپور بنام پاپیاتا (۱)
کی پیروی کیجائے تو قاعدہ زیر بحث ایک بہتر قاعدہ معلوم ہوتا ہے مگر استدعا یہ کیگئی ہے کہ دفعہ ۲۵ انڈین کونسلز
ایکٹ ایسے قواعد کے عدم جواز کے نقص کو رفع نہیں کر سکتی منشاء و اثر دفعہ مذکور کی تشریح کتاب گورنمنٹ آف انڈیا
مولفہ البرٹ صاحب میں کیگئی ہے۔ امر مذکور پر در اصل بحث نہیں کیگئی تھی اور کوئی وجوہات فیصلہ مقدمہ
مہاراجہ جیپور بنام پاپیاتا (۱) کی بیان نہیں کیگئیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ قیاس کیگئی تھیں ایک اور وجہ
اعتراض یہ ہے کہ اگرچہ مابعد کا جزو قاعدہ ۱۳ کا جائز بھی ہوتا تاہم ہائیکورٹ درخواست حال کی سماعت
زیر قاعدہ ۱۳ نہیں کر سکتا جسمیں یہ حکم ہے کہ جملہ درخواستہائے خلاف کارروائیات ایجنٹ کے اولاً گورنمنٹ کے
پاس کیجانی چاہئیں جو بصورت ضرورت اُن کو ہائیکورٹ میں ارسال کرے گا ہائیکورٹ کو کوئی اختیار
سماعت حاصل نہیں ہے اولاً جبکہ معاملہ اسکے پاس گورنمنٹ کیطرف سے ارسال کیا جائے۔ قواعد تجویزی کی
مصلحت یہ ہے کہ ہر ایک امر گورنمنٹ کے اختیار میں ہے ماسوا اُن اپیلوں کے جو کہ بلاواسطہ طور پر ہائیکورٹ
میں ہو سکتی ہیں اسلئے درخواست حال مسموع نہیں ہو سکتی۔

مسٹر سی کرشنا ایانگر و الیس سرینواسا ایانگر از طرف مسٹر روڈ ٹیکنیٹا چیریر منجانب سائل ۔ وہ مدلول ہوگیا ہے
در اصل بروئے فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ مہاراجہ جیپور بنام پاپیاتا (۱) کو منسوخ کیا جا چکا ہے وہ تعبیر جو کہ
بنسن صاحب جسٹس نے دفعہ ۲۴ ریگولیشن ۴ سنہ ۱۸۳۹ء کی کی تھی ایک درست تعبیر ہے اور اسکی پیروی کیجانی چاہیئے
اہم اختلاف عبارت دفعہ ۴۔ اس امر کو درست ثابت کرتا ہے دفعہ مذکور کی روسے گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ اس
امر کا فیصلہ کرے کہ کس حد تک فیصلجات ایجنٹاں بابت نالشات دیوانی ناطق ہونے چاہئیں اور کن نالشات میں
اپیل صدر عدالت میں ہونا چاہیئے۔ دفعہ مذکور اس طرح پر پڑھی جانی چاہیئے گویا اسمیں یہ حکم ہے کہ اس امر کا
فیصلہ کیا جانا چاہیئے کہ کن نالشات میں ایجنٹ کا فیصلہ ناطق ہونا چاہیئے اور کن نالشات میں اپیل صدر
عدالت میں کیا جانا چاہیئے۔ گورنمنٹ کو دفعہ مذکور کے روسے اختیار دیا گیا ہے کہ اس امر کا فیصلہ کرے کہ کس حد تک
ایجنٹ کا فیصلہ اُن نالشات میں ناطق ہوگا جہاں کہ اپیل صدر عدالت میں ہو سکتا ہو یعنی یہ کہ وہ ایجنٹ کے
فیصلہ کو ناطق قرار دے سکتا ہے تابع ہائیکورٹ کی اس ہدایت کے کہ ایجنٹ اپنے فیصلہ کی نظر ثانی کرے
حکم مذکور قطعی طور پر جائز ہے اور اگر وہ جائز نہ بھی ہوتا تاہم وہ بروئے دفعہ ۲۵ انڈین کونسلز ایکٹ کے جائز ہو جاتا ہے
امر مذکور کا فیصلہ ایک طویل بحث کے بعد کیا گیا تھا اور اسکی وجوہات چیف جسٹس صاحب و بنسن صاحب جسٹس نے بیان کی ہیں

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۹

سنہ ۱۹۲۰ء
مہاراجہ جلپور بنام مجاناد بٹو وغیرہ

حجت مذکورہ کی غرض یہ ہے کہ ایسا قاعدہ بروئے اُن اختیارات وضع قانون کے وضع کیا جا سکتا تھا جو کہ لوکل گورنمنٹ کو قبل نفاذ سٹیٹوٹ ۳۳ و ۳۴ ولیم چہارم باب ۸۵ کے حاصل تھے اور دفعہ ۲۵ مانڈین کونسلز ایکٹ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ دربارہ اُن قواعد کے جو غیر آئینی ممالک کے واسطے وضع کئے گئے ہوں لوکل گورنمنٹ کی نسبت یہ تصور کیا جانا چاہئے کہ اس کو وہ اختیارات وضع قانون حاصل ہیں جن سے کہ وہ سنہ ۱۸۳۳ء میں محروم کر دی گئی تھی۔ پس قطع نظر ایکٹ ۲۴ سنہ ۱۸۳۹ء کے قاعدہ زیر بحث بروئے اُن اختیارات وضع قانون کے جائز ہے جو بروئے دفعہ ۲۵ کے عطا کئے گئے تھے دوسری وجہ اعتراض بھی سادی طور پر غیر قابل مسموع ہے قاعدہ ۳۱ ایک حال جیسی صورت سے متعلق نہیں ہے بلکہ اُن صورتوں سے متعلق ہے جنکے متعلق قواعد مذکور میں خاص طور پر حکم دیا گیا ہو۔ پس جبکہ قاعدہ ۲۱ میں ایک درخواست از قسم حال کے متعلق حکم ہے تو قاعدہ ۳۱ کو کوئی علاقہ نہیں رہتا علاوہ ازیں اپیل کورٹ اپنے اختیار کا استعمال خود اپنی تحریک سے کر سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اوّل درخواست کیجائے قبل اسکے کہ وہ مداخلت کر سکے اور بروئے قاعدہ ۲۱ کے درخواست اپیل کی کورٹ میں کیجانی چاہیئے اور وہ تابع قاعدہ ۳۱ کے نہیں ہے۔

مسند ملا ایار جواباً۔

ابتدائی عذر منظور کیا گیا تھا اور درخواست پر بربنائے واقعات کے بحث کی گئی تھی۔

تجویز:- درخواست ہذا مہاراجہ جلپور نے زیر قاعدہ ۲۰ قواعد ایجنسی کی مدد میں استدعا کی کورٹ میں کی ہے کہ ایجنٹ گورنر وزاگاپٹم کو اپنے فیصلہ برطبق اپیل نمبر سنہ ۱۹۱۹ء مشمولہ فیصلہ سینیر اسسٹنٹ ایجنٹ مشمولہ عطائے ڈگری قبضہ بعض موضعات بحق مہاراجہ مذکور کی نظر ثانی کرنے کی ہدایت کیجائے اسوجہ پر کہ مہاراجہ مذکور کو موضعات مذکور کا قبضہ حاصل کرنیکا حق حاصل تھا کیونکہ اُن شرائط کی خلاف ورزی کی گئی تھی جنپر کہ وہ مدعاعلیہم کو عطا کئے گئے تھے۔ مدعاعلیہم کیطرف سے دو ابتدائی عذرات اٹھائے گئے ہیں (۱) آخری جزو قاعدہ نمبر ۲۱ کا جسکی تابع درخواست مذکور کی گئی ہے خلاف اختیار ہے اسلئے کوئی درخواست عدالت ہذا سے مسموع نہیں ہو سکتی اور (۲) کہ اگرچہ مابعد کے جزو قاعدہ ۲۱ کا خلاف اختیار نہیں ہوتا ہم درخواست حال عدالت ہذا میں نہ کیجانی چاہیئے تھی بلکہ بذریعہ قاعدہ ۳۱ گورنر باجلاس کونسل کے پاس کی جانی چاہیئے تھی۔

نسبت عذر اوّل کے قاعدہ ۲۱ بالفاظ ذیل ہے: "جملہ ڈگریات صادر کردہ ایجنٹ برطبق اپیل یا بنا راضی ڈگریات ماتحت عدالت ان کے ناطق ہونگی عدالت صدر کو اختیار ہوگا کہ خاص وجوہات پر اسکو اپنے فیصلہ کی نظر ثانی کرنے کی ہدایت کرے"

سنہ ۱۹۰۱ء
مہاراجہ جیپور
بنام
جگاناد ہو وغیرہ

مدعا علیہم کا عذر یہ ہے کہ وہ جزو قاعدہ مذکور کا جو بعد الفاظ "ناطق ہوگا" کے ہے خلاف اختیار ہے کیونکہ قواعد مذکور کا منشاء زیر دفعہ ۳ ایکٹ ۲۴ سنہ ۱۸۳۹ء وضع کئے جانے کا ہے اور عذر یہ کیا گیا ہے کہ دفعہ مذکور کی رو سے گورنر باجلاس کونسل کو صرف یہ فیصل کرنیکا اختیار عطا کیا گیا ہے کہ کن جماعتہائے نالشات میں ایجنٹ کا فیصلہ قابل اپیل بعدالت صدر ہوگا بلکہ ناطق ہوگا اور اسکے رو سے گورنر باجلاس کونسل کو اختیار نہیں دیا گیا کہ عدالت مذکور کو اُن صورتوں میں نظر ثانی کی ہدایت کرنیکی اجازت دے جنمیں کوئی اپیل نہ ہوسکتا ہو ہم اس عذر کو تسلیم کرنیکے ناقابل ہیں دفعہ ۳ بالفاظ ذیل ہے "اور حکم یہ دیا جاتا ہے کہ گورنر باجلاس کونسل فورٹ سینٹ جارج کو جائز ہوگا کہ بہ ذریعہ ایک حکم باجلاس کونسل کے ایسے قواعد وضع کرے جو کہ صاحب ممدوح ایسے ایجنٹان کی رہنمائی کیواسطے مناسب سمجھیں اور نیز اون جملہ ماتحت عہدہ داران کی رہنمائی کیلئے جو تابع انکے اختیار کے ہوں اور فیصل کرے کہ کس حد تک فیصلہ ایجنٹان نالشات دیوانی میں ناطق ہوگا اور کن صورتوں میں اپیل عدالت صدر میں ہوسکیگا اور اس اختیار کو محدود کرے جسکا کہ استعمال منجانب ایجنٹان کے تجاویز فوجداری میں کیا جاتا ہو اور کہ کون سے مقدمات اس کو عدالت صدر فوجداری کیواسطے ارسال کرنے چاہئیں"

مدعا علیہم نے آرائے فاضل چیف جسٹس صاحب بمقدمہ مہاراجہ جیپور بنام باہیتا ماد (۱) پر انحصار کیا ہے جو بدیں مضمون ہیں کہ دفعہ مذکور میں الفاظ "ما بعد" سے مراد در اصل وہی ہے جو کہ اسنے دفعہ کے ما بعد کے فقرہ میں الفاظ "کن نالشات میں" سے ہے ساتھ کمال اعزاز بحق فاضل چیف جسٹس صاحب کے ہم اس رائے کے اختیار کرنیکے ناقابل ہیں۔

دفعہ مذکور کا جزو ما بعد جو ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے "اور فیصل کرے" در اصل یہ ظاہر کرتا ہے کہ گورنر باجلاس کونسل کو اولاً یہ فیصل کرنا جائز ہوگا کہ کن نالشات میں اپیل بنا راضی فیصلہ ایجنٹ کے ہوسکیگا اور ثانیاً ان مقدمات میں جہاں کوئی اپیل نہ ہوسکے وہ کونسی شرائط ہیں جنکے تابع ایجنٹ کا فیصلہ ناطق ہونا چاہیے اور بجز اسکے یہی امر دوم کہ یہ الفاظ کہ "فیصل کرے کہ کس حد تک ایجنٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا" بالارادہ طلب یہ ایزاد کئے گئے ہیں اگر انکا منشاء دو مختلف امور کے واسطے حکم دینے کا نہ ہوتا تو اس فقرہ کو ایزاد کرنیکی کوئی ضرورت نہیں تھی اگر واضعان قانون کی نیت صرف ایک امر کے متعلق حکم دینے کی ہوتی یعنے یہ کہ کن نالشات میں اپیل ہونا چاہیئے تو اسکا حکم کافی طور پر باقی دفعہ کے رو سے بلا ایزاد الفاظ مذکور کے دیا جاسکتا تھا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۹

سنہ ۱۹۱۰ء
مہاراجہ جیپور
بنام
مجاناد سیوہ وغیرہ

مزید براں الفاظ "کس حد تک" سے بلحاظ اون کی لغوی معنوں کی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ایسی صورتوں کا حوالہ دیا گیا ہے
جہاں گو کوئی اپیل نہ ہو سکی تاہم فیصلہ کے ناطق قرار دئیے جانیکا منشا نہو بلکہ وہ تابع عدول ور شرائط کو سواس تعبیر کرنے سے
قاعدہ نمبر ۲ جسمیں حکم ہے کہ ایسے فیصلہ کا ناطق ہونا تابع اس اختیار عدالت صدر کی ہوگا ملحق کو خاص وجوہات پر
اپنے فیصلہ کی نظر ثانی کرنیکی ہدایت کرے ہماری رائے میں خلاف اختیار نہیں ہے۔
نسبت عذر دوم کے ہماری صریح طور پر یہ رائے ہے کہ قاعدہ ۱۳ کو کوئی علاقہ مقدمہ از قسم حال سے نہیں قاعدہ نمبر ۱۲ کو ساتھ نہیں کہتا
صریح عبارت قاعدہ ۱۲ کی جسکا تعلق اپیل بعدالت صدر کیساتھ ہے یہ ظاہر کرتی ہے کہ ایکدرخواست اپیل بلا واسطہ
طور پر عدالت صدر میں کیجا سکتی ہے اور ہم کوئی وجہ اس امر کی نہیں دیکھتے ہیں کہ کیوں ایکدرخواست بعدالت صدر
زیر قاعدہ نمبر ۱۲ عمل کرنیکے واسطے گورنر باجلاس کونسل کے پاس کیجانی چاہیئے تاکہ وہ اُسے باضابطہ طور پر
عدالت صدر میں ارسال کرے۔
مزید براں جیسا کہ سائل کیطرف سے عذر کیا گیا ہے عدالت صدر خود اپنی تحریک سے زیر قاعدہ ۱۲ عمل کر سکتی ہے
کیونکہ قاعدہ مذکور کی روسے ضروری نہیں ہے کہ ایکدرخواست کسی فریق کیطرف سے کیجائے جسپر کہ وہ اپنے اختیارات عملدرآمد لا سکے
اسلئے ہم ابتدائی عذرات کو نامنظور کرتے ہیں۔
[ازاں بعد عدالت نے درخواست بر بنائے واقعات کے کارروائی کی تھی اور بالآخر ایجنٹ کو اپنے فیصلہ کی نظر ثانی
بلحاظ اُن آراء کے کرنیکی ہدایت کی تھی جو کہ اسطرح ظاہر کیگئی تھیں۔]

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر چالس آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

۲ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

گورو راجا ۃ (مدعی) اپیلانٹ بنام وینکا کرشنا چٹی وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*
مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳ - امر فیصل شدہ - نالش منجانب الف بخلاف ب بعدالت
سٹی سول کورٹ - مابعد کی نالش منجانب ب کو بخلاف الف ہائی کورٹ میں جسمیں وہی سوالات اٹھائے گئے تھے
فیصلہ کا اولاً ہائی کورٹ میں کیا جانا - الف کی نالش بعدالت سٹی سول کورٹ کا بعد میں فیصل کیا جانا -
ہائی کورٹ کے فیصلہ کا اثر بطور امر فیصل شدہ کے -

* اپیل بمقام سول کورٹ ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء بنا راضی ڈگری سی آر رنگیا سپاپا آیار سٹی سول جج مدراس مقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۹۴۲ بابت ۱۹۰۸ء

۱۸۹۹ء
گورواجا
بنام
ویکٹاگر شنا چاری وغیرہ

الف نے ایک نالش بخلاف ب کے بعدالت مدراس سٹی سمال کاز کورٹ میں رجوع کی تھی جب اوسکے بعد میں ایک نالش ہائیکورٹ مدراس کے صیغہ ابتدائی میں بخلاف الف کے رجوع کی تھی فریقین بر وقت التباس نالش ایک ہی تھے اور ساتھ اعتبار کے بین فریقین بھی حاصل ایک ہی تھے - جبکہ کہ تعلق ب کے استحقاق بروئے تعرف قدیم دربارہ آمد و رفت روشنی ہوا کے ساتھ ان دریچگان کے ہے تھا جو بدولت مکان الف میں موجود تھے - اس سوال کے متعلق ہر دو عدالتہا کو میں تنقیحات قائم کیگئی تہیں رضامندی سے الف کی نالش سٹی سمال کاز کورٹ میں وقتاً فوقتاً ملتوی ہوتی رہی تا فیصلہ ہائیکورٹ کے جو کہ بحق ب فیصلہ کر دیا بعد ازان عدالت اپیل کی ایک تجویز میں کیا گیا تہا جسکے بعد الف کی نالش بروئے مستثنیات سمال کاز کورٹ میں پیش ہوئی جو [illegible] پہلا اوٹھایا گیا تہا وہ جسپر غور کیا گیا تہا یہ تہا کہ آیا فیصلہ ہائیکورٹ نالش کی تجویز [illegible] الف کی طرف سے یہ عذر اوٹھایا گیا تھا کہ چونکہ الف کی نالش ب کی نالش سے پہلے دائر کی گئی تھی اسلئے ب کی نالش کا فیصلہ بطور امر تنقیح شدہ کے حائل نہیں ہوتا -

تجویز ہوئی کہ نالش ممنوع القسماعت ہے کیونکہ اصل امر فیصل شدہ میں جیسا کہ کسی کو سوا ایک ہی تنقیح کو معیار فیصل کو جاننے سے اطلاع کیا گیا ہو تاریخ آغاز نالش کا حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ اوس وقت کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ صاحب جج تنقیح کو فیصل کرنے کو کہا جائے -

نالش بنام کشن لال (انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۴۸) کی پیروی کی گئی -

نالش واسطے ایک حکم امتناعی کے مدعی نے ایک نالش مدراس سٹی سول کورٹ میں بمقدمہ مسمی جوع کی تہی کہ ایک دوامی حکم امتناعی بخلاف مدعا علیہم کے صادر کیا جاوے جسکے رو سے وہ بعض دریچگان کو جو تعداد میں سات تھے اور مدعی کے مکان کی دیوار میں لگے تھے کھولنے سے باز رکھا جاوے اور نیز اس امر کے کہ وہ دریچگان مذکورہ کے مقابل میں مدعی کی طرف ایک دیوار بنانے جائیں مخل نہو - ۱۸ اپریل ۱۸۹۵ء کو بعد حاصل ہونے ناش کے قبل جانبین کی تحریری عدالت سٹی سول کورٹ داخل کرنے کے مدعا علیہم نے ایک نالش ہائیکورٹ مدراس کے صیغہ ابتدائی میں رجوع کی تہی جسمیں انہوں نے ایک دوامی حکم امتناعی بخلاف مدعی کی استدعا کی تھی جسکی رو سے وہ اوس دیوار کو بنانے سے باز رکہا جاوے جو اوسنے بنانی شروع کی تہی اور نیز جس سے کہ وہ اوس روشنی اور ہوا کی آمد و رفت میں خلل انداز ہو جو دریچگان مذکورہ کو آتی تھی مدعیہ خلل انداز ہو جواب دعوی تحریری نالش ثانی کی کورٹ میں ۳۰ اپریل ۱۸۹۵ء کو بمقدمہ بیان داخل کیا تھا اوسمیں پہلے سوال ایک نالش سٹی سول کورٹ میں رجوع کی بحث جو کہ ہر دو مدالتہا میں تنقیحات قائم کیگئی تہیں پہلے سوال اوٹھایا گیا تہا کہ آیا مدعا علیہم کو بذریعہ دریچگان مذکورہ میں سے روشنی و ہوا کی آمد و رفت کا استحقاق بروئے تعرف قدیم کے حاصل ہے یا نہیں نالش بعدالت سٹی سول کورٹ وقتاً فوقتاً فریقین کی رضامندی سے تا آخری فیصلہ ہائیکورٹ کے ملتوی ہوتی رہی تہی حالانکہ ۱۸۹۵ء کو ہائیکورٹ نے ایک دوامی حکم امتناعی مدعا علیہم کے بخلاف چہ دریچگان کی نسبت عطا کیا تھا اور بر طبق اپیل کے حکم مذکور

سنہ ۱۹۰۱ء
گورسامیتا
بنام
[illegible] وغیرہ

۱۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو ترمیم کیا گیا تھا مگر حکم امتناعی جاری کئے جانے کے متعلق عطا کیا گیا تھا ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کو ایک تنقیح اُس وقت سب سول جج نے اس امر کی نسبت قائم کی تھی کہ آیا نالش بعدالت سب سول کورٹ بوجہ فیصلہ ہائیکورٹ کے ممنوع السماعت ہے قبل تنقیح مذکور کے فیصل کئے جانے کے صاحب جج وہان سے چلے گئے تھے اور جب نالش اُسکے جانشین کے روبرو پیش ہوئی تھی تو مدعا علیہم کی طرف سے یہ عذر کیا گیا تھا کہ نالش کی بابت سب سول کورٹ کے علاقہ اختیارات مالی سے تجاوز عذر مذکور منظور کیا گیا تھا اور عرضیدعوی عدالت مناسب میں رجوع کئے جانے کے واسطے واپس دیا گیا تھا مدعا علیہم کو اسوجہ سے خرچہ دلایا گیا تھا کہ انہوں نے اس مرحلہ تک عذر مذکور نہ اٹھایا تھا اسپر مدعی نے ایک اپیل بنا برین حکم واپسی عرضیدعوی کے کیا تھا اور ہائیکورٹ نے حکم دیا تھا کہ مقدمہ مذکور عدالت سب سول کورٹ میں شامل کیا جاوے چنانچہ مقدمہ کی تجویز کیگئی تھی تنقیح متعلق بہ اثر فیصلہ ہائیکورٹ بطور امر فیصل شدہ پر دوبارہ غور کیا گیا تھا تنقیح مذکور بعد ترمیم کئے جانے کے حسب ذیل الفاظ میں تھی ۔ "آیا فیصلہ ہائیکورٹ متعلقہ اپیل ابتدائی نمبر ۱۰۴ سنہ ۱۸۹۵ء نالش حال یا اوس کے جملہ تنقیحات یا اُن میں سے کسی ایک کی تجویز کا مانع ہے جو کہ نالش حال میں قائم کیگئی ہیں" صاحب جج سب سول کورٹ نے یہ قرار دیا تھا کہ بروئے عام قانون امر فیصل شدہ کے نیز بروئے تعبیر وسیع دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدعی کا دعوی اُن قرار دادہائے کی رو سے ممنوع السماعت تھا جو کہ فیصلہ و ڈگری ہائیکورٹ میں قلمبند کیگئی ہیں اُس نے ظاہر کیا تھا کہ فریقین یا قبوضات ایک ہی تھے اور کہ امور متنازعہ مابین اُنکے اصل ایک ہی تھے اور اُسنے بیان کیا تھا کہ "امر فیصل شدہ یہ ہے کہ آیا مدعی کو دوبارہ بروئے قاعدہ امر فیصل شدہ کے اُن قرار دادہائے کی نسبت اعتراض کرنے سے ممتنع نہیں ہے جو کہ ہائیکورٹ نے قلمبند کی ہیں جیسا کہ برٹ صاحب ماسٹر آف رولز نے معاملہ سے (۱) میں انہوں نے ظاہر کی ہے اصول امر فیصل شدہ صرف لفظی اصول نہیں ہے بلکہ ایک اہم اصول ہے وہ صرف اسی امر حق ایک فریق پر مبنی نہیں ہے کہ وہ دو دفعہ ایک ہی بنا پر دق نہ کیا جانا چاہیئے (ایک شخص ایک ہی بنا پر دوبارہ دق نہ کیا جانا چاہیئے) بلکہ مصلحت عامہ پر بھی مبنی ہے مدعی کے وکیل نے یہ عذر کیا ہے کہ اصول مذکورہ صورت حال سے متعلق نہ کیا جانا چاہیئے کیونکہ نالش صورت حال میں نالش بصیغہ ابتدائی ہائیکورٹ سے پہلے شروع کی گئی تھی اور ہائیکورٹ کی قرار دادہائے اسوقت قلمبند کیگئی تھیں جب کہ نالش عدالت ہذا میں شروع کی گئی تھی مگر جیسا کہ محمود صاحب جسٹس نے باتفاق اسٹریچی صاحب چیف جسٹس

---

(۱) لا رپورٹس چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۷۴۹ لغایت صفحہ ۸۱۵

سنہ ۱۹۰۱ء
گوروسامی
بنام
وینکا کرشنا ماچی وغیرہ

وسٹرپٹ صاحب جسٹس مقدمہ بالکشن بنام کشن لال (۱) میں ظاہر کیا ہے کہ اصول مذکور جہانتک کہ اسکا تعلق
امتناع تجویز جدید ایک تنقیح کیساتھ ہے تاریخ ابتدائے تنازعہ سے ملحوظ رکھا جانا چاہیئے بلکہ اس وقت سے جبکہ صاحب جج
سے تنقیح مذکور کے فیصل کرنیکے واسطے کہا جائے مگر ہائی کورٹ نے اسوقت تنقیح طلب مابین فریقین کا فیصلہ ایک ایسی
نالش میں کیا تھا جو التوائے نالش کے بعد رجوع کی گئی تھی تاہم فیصلہ بر تنقیحات مذکور نالش ہذا میں قابل پابندی ہے برخلاف اسکے
رائے مقدمہ رام لال بنام جیب بانکہ (۲) بھی متعلق ہوتی ہیں گو اسمیں واقعات کامل طور پر بیان نہیں کیئے گئے
اور فیصلہ ایچ صاحب چیف جسٹس و براڈ ہرسٹ صاحب جج کی طرح پر مکمل نہیں ہے۔ عام قانون جیسا کہ وہ سرمانیگ
ی ہمتہ صاحب نے مقدمہ کرشنا بہاری رائے بنام برو جیسوری چودہرانی (۳) میں بیان کیا ہے یہ ہے
کہ جہاں ایک اہم تنقیح کی تجویز اور فیصلہ مابین فریقین کے ایک مناسب نالش میں عدالت مجاز سماعت نے دربارہ حقیت
یکے از فریقین بمقابلہ فریق دوم کے کیا ہو تو اسکا فیصلہ دوبارہ دوسری نالش میں انکے مابین نہیں کیا جا سکتا
اصول امر فیصل شدہ ایک ایسا اصول ہے جو بلا واسطہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم ہے اور
گو دفعہ مذکور ایک ترقی ہم مضمون دفعہ مجموعہ سابقہ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کی ہے تاہم کبھی یہ قرار دیا جا چکا ہے
کہ وہ مکمل نہیں ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے آپ کو عین الفاظ دفعہ مذکور کی حد تک محدود بھی کریں تاہم اس
نتیجہ کی مخالفت کرنا مشکل ہے کہ قرار داد مائے قلمبند کردہ بفیصلہ ہائی کورٹ فریقین نالش حال پر
قابل پابندی ہیں وہ امور جو صریحاً اور دراصل نالش ہائیکورٹ میں تنقیح طلب تھے صریحاً اور دراصل نالش
حال میں تنقیح طلب ہیں ان بیانات کو ہائی کورٹ نے مسموع کر کے ناطق طور پر فیصل کر دیا ہے جو ایک عدالت
مجاز سماعت نالش حال ہے جسمیں کہ اب تنقیحات بغرض تجویز قایم کی گئی ہیں سوال صرف یہ ہے کہ آیا
نالش ہائی کورٹ ایک نالش ماسبق مابین فریقین تھی۔ مدعی کے وکیل نے یہ حجت کی ہے کہ الفاظ
مذکورہ سے ایک نالش مرجوعہ ماقبل مراد ہے بخلاف اسکے مدعا علیہم کے وکیل نے یہ عذر کیا ہے کہ الفاظ
مذکورہ سے مراد صرف وہ نالش ہے جو پہلے فیصل ہو چکی ہو۔ یہ بات کسیقدر معنی رکھتی ہے کہ الفاظ مستعملہ دفعہ ۱۳
مجموعہ ضابطہ دیوانی میں جو ایک ایسی نالش کا ذکر ہے جو پہلے رجوع کی گئی ہو مگر دفعہ ہذا میں الفاظ مذکورہ میں تبدیلی کیگئی ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۴۹ بصفحہ ۱۶۲ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۸ —
(۳) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۲۸۵ بصفحہ ۲۹۸ —

۱۸۹۱ء
گوروراجہ
بنام
تیاگر شامامچی وغیرہ

میری یہ رائے ہے کہ دفعہ ۱۳ کا تعلق اس نالش سے کچھ نہیں ہے۔ چونکہ شروع کی گئی ہو بلکہ اس نالش کیساتھ ہے جو پہلے ختم ہوئی ہو جس کیا اسوقت تنقیح طلب کا آخری فیصلہ کیا گیا ہو اسطرح پر تنقیحات کا تصفیہ کیا جاتا کہ وہ ایک مابعد میں رجوع کردہ نالش میں کیا جائے انہیں تنقیحات کی تجویز بنا نالش رجوع کردہ مابق کا مانع ہے۔ اصلی سوال یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا اسوقت جبکہ تنقیحات کسی نالش میں تجویز کیواسطے اٹھائی گئی ہوں ایک فیصلہ پہلے سے بابین فریقین کے ایک اور نالش میں انہی تنقیحات کے متعلق ہو چکا ہے خواہ وہ نالش پہلے رجوع کی گئی ہو یا نہ۔ میں اس تنقیح پر یہ قرار دیتا ہوں کہ بروئے عام قانون امر فیصل شدہ کو اور نیز بروئے تعبیر دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مدعی بر خلاف قرار داد کے جو فیصلہ و ڈگری ہائی کورٹ نے قلمبند کی تھیں ہیں ممتنع ہے۔"

دیگر تنقیحات پر اس نے قرار داد ہائے مذکورہ کے مطابق قرار دادہا ئے ہائی کورٹ قلمبند کیں جو ابتک حکم دیا تھا اور قرار دیا تھا کہ مدعیہ اس حکم امتناعی کی مستحق نہیں ہے جسکی کہ اسنے استدعا کی ہے گو ایسے حکم امتناعی کی مستحق ہو جسکے روسے مدعا علیہم ہمسایوں سے باز رکھے جائیں کہ وہ مدعیہ کیطرف اپنے مکان میں ایک دیوار ایسے طریق پر بنائیں جو ایسے مزاحم ہوں جس کے چار دریچگان مدعا علیہم میں آمد و رفت روشنی و ہوا میں خلل واقع ہو جیسے کہ ۱۸۷۵ء کے پہلے انمیں سے روشنی و ہوا آتی تھی نالش بہ دربارہ باقی دعوی مدعیہ کے خارج کی گئی تھی۔

مدعیہ نے اپیل حال رجوع کیا۔

مسٹر کی براؤن منجانب اپیلانٹ

ایڈوکیٹ جنرل (آنریبل مسٹر جے بی والس) منجانب ریسپانڈنٹان۔

تجویز۔ ہماری رائے میں اپیل ہذا کا فیصلہ اسوجہ پر کیا جانا چاہیئے جیسا کہ سٹی سول کورٹ جج نے قرار دیا ہے کہ نالش حال فریقین کی قلمبند شدہ ڈگری فی الوقت بغرض انفصال تصفیہ نالش منجانب ہائی کورٹ کے ملتوی رکھی جاتی رہی تھی۔ پس ان واقعات کی موجودگی میں ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مدعیہ اب فیصلہ ہائی کورٹ سے تجاوز نہیں کر سکتی مگر قطع نظر اسکے ہماری صحیح طور پر یہ رائے ہے کہ مدعیہ کا دعوی حکم امتناعی جیسا کہ وہ عرضیدعوی میں کیا گیا امر فیصل شدہ ہے بنا نالش ہائیکورٹ میں مدعیہ حال مدعا علیہ تھی پہلی تنقیح نالش میں یہ تھی کہ آیا اسوقت مدعیان کو بروئے تصرف قدیم کے آمد و رفت روشنی کا حق حاصل تھا یا نہیں صاحب جسٹس اور عدالت اپیل نے یہ قرار دیا تھا کہ انکو یہ حق حاصل تھا ڈگری یا نہیں صاحب جسٹس عدالت اپیل کی ڈگری سے تین منجملہ سات دریچگان کی نسبت ترمیم کیگئی تھی) اور اقرار نامہ ۲۹ مارچ ۱۸۷۵ء بطور دست برداری یا جو انکو اس استحقاق بروئے تصرف قدیم کے حاصل نہوتا تھا۔

سنہ ۱۹۱۰ء
گوردھن داس
بنام
دینگا کرشنا چیتی وغیرہ

فیصلجات عدالتہائے ملک ہذا در بارہ اس امر کے کہ کس حد تک وہ فیصلہ جو غلطی قانون پر مبنی ہو بطور امر فیصل شدہ کے عائل ہوتا ہے یکساں نہیں ہیں مگر ان فیصلجات پر غور کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ ہماری رائے میں فیصلہ نالش ہائیکورٹ ایک فیصلہ بر امر قانون نہ تھا۔ فیصلہ مذکورہ یہ تھا کہ مدعیان بنالش ۱۸۹۹ء کا منشا بروئے اقرارنامہ ۱۸۷۸ء کے بعض حقوق قدیم کے استحقاق کو ترک یا حوالہ کر دینے کا نہ تھا یا ایک فیصلہ متعلق امر واقعہ ہے نہ کہ امر قانونی کا۔

وہ حجت جو ہمارے روبرو مسٹر براون نے بمضمون کی ہے کہ قانونی اثر اقرارنامہ ۱۸۷۸ء کا اس استحقاق بروئے تصرف قدیم کو قائم کرنے کا تھا جو کہ مدعیان نالش ہائیکورٹ نے حاصل کیا تھا مدعا علیہم کی طرف سے نہ تو عدالت ابتدائی اور نہ عدالت اپیل میں کی گئی تھی اسلئے وہ سوال بھی بروئے تشریح دوم دفعہ ۱۱ مجموعہ امر فیصل شدہ ہے اپیلانٹ کی طرف سے یہ بھی حجت کی گئی ہے کہ مدعیہ کا دعویٰ اس وجہ سے ممنوع السماعت نہیں ہے کہ اسکی اثر قبل ازیں ہائیکورٹ کے رجوع کی گئی تھی گو امر متنازعہ کا فیصلہ نالش ہائیکورٹ میں قبل سول ندکورہ کے نالش علیحدہ فیصل کئے جانے کے کیا گیا تھا اس امر کی نسبت ہم اس بیان قانون کیساتھ اتفاق کرتے ہیں جو فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ مقدمہ بالکشن بنام کشن لال (۱) میں بمضمون کیا گیا ہے کہ " اصول مذکور جہانتک کہ اسکا تعلق ایک تنقیح کی تجویز ثانی کیساتھ ہے بلحاظ تاریخ آغاز تنازعہ کے ملحوظ رکھا جانا چاہیئے بلکہ بلحاظ اس وقت کے جب کہ صاحب جج سے تنقیح مذکور کے فیصل کرنے کو کہا جائے "

ہماری رائے میں تصفیہ حکم اتناعی کی مستحق صرف ان شرائط پر ہے جنپر کہ وہ سٹی سول کورٹ کے جج نے عطا کیا ہے۔

اپیل ہذا مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

میسرز (؟) اینڈ برنین۔ اٹرنیان اپیلانٹ۔

میسرز ڈناٹ اینڈ مول۔ اٹرنیان رسپانڈنٹان۔

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۷۰

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۵ جنوری ۱۹۱۹ء

کرونا کار کروپ (مدعی) بنام کنی پرانن وغیرہ (مدعا علیہم)*

ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۱۵ ضمیمہ دوم مدہ ۸۔ نالش لگان جسمیں بالمقابل مطالبہ قیمت ترقیات کا کیا گیا ہو عدالت مطالبہ خفیفہ کا اختیار سماعت۔

مدعی نے بقایا لگان واجب الادا منجانب مدعا علیہم کی نالش کی تھی اور نیز استدعا کی تھی کہ قیمت ترقیات واجب الادا بحق مدعا علیہم دعوی مذکور کی ذمہ وار قرار دیجانی چاہیئے۔

تجویز ہوئی کہ نالش ایک نالش لگان اور قابل تجویز منجانب عدالت مطالبات خفیفہ کے تھی۔

تذکرہ واسطے اظہار رائے آنریبل ہائی کورٹ کے حسب ذیل بیان کیا گیا تھا "مدعی نے مدعا علیہم سے مبلغ ۱۱۱ روپیہ کے دلاپانے کی نالش کی تھی جسمیں فصلی ۱۳۲۶ لغایت ۱۳۲۷ کا لگان (مبلغ ۸۶ روپیہ) اور سود (مبلغ ۲۵ روپیہ) واجب الادا بروئے رجسٹری شدہ اقرار نامہ تحریر کردہ مدعا علیہم بحق مدعی مورخہ ۹ جولائی ۱۹۱۰ء شامل تھے نیز یہ استدعا کی گئی تھی کہ اُن ترقیات کی قیمت جو مدعا علیہم ذکی ہیں دعوی حال کی ذمہ وار قرار دیجانی چاہیئے۔ عرضیدعوی منصف ضلع کلیکٹ کے صیغہ ابتدائی میں داخل کیا گیا تھا اور وہ تجویز کیواسطے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ منصف کے پاس منتقل کیا گیا تھا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ منصف نے عرضیدعوی ذیل کا حکم تحریر کرکے واپس کیا تھا "مدعی نے بہ حیثیت جنمی کی یہ بیان کرکے کہ مدعا علیہم بروئے ایک حقیت [illegible] کے قابض ہیں بقایائے لگان کو دلاپانے کی نالش کی ہے نیز اُسنے استدعا کی ہے کہ ترقیات مملوکہ مدعا علیہم بقایائے لگان کی علت میں نیلام کیجائیں۔ مجھے اس امر میں بہت شبہ ہے کہ آیا مدعی نالش حال نمبری صیغہ میں رجوع کرکے دادرسی مستدعویہ حاصل کرسکتا ہے عرضیدعوی عدالت مناسب میں داخل کیے جانیکے واسطے واپس بھیجا جاتا ہے فریق مخالف کا خرچہ ادا کیا جانا چاہیئے" ازاں بعد نالش عدالت منصف ضلع میں پیش کی گئی تھی جسنے عرضیدعوی پر ذیل کا حکم تحریر کرکے واپس کردیا تھا "یہ استدعا مندرجہ عرضیدعوی کہ ترقیات بقایائے لگان کی ذمہ وار بنائی جائیں صریح معاہدہ پر مبنی ہے اسلئے نالش نمبری صیغہ میں ہوسکتی ہے وہ نمبری صیغہ میں لیجانی چاہیئے"

* مقدمہ مستصوبہ نمبر ۳ سنہ ۱۹۱۸ء بیان کردہ زیر دفعہ ۱۱۳ (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب ایس رسل صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج ملابار جنوبی واقعہ کلیکٹ صیغہ ابتدائی نمبر ۲۱۲ سنہ ۱۹۱۸ء عدالت منصف ضلع کلیکٹ۔

۱۹۱۰ء
ارونا کانڈروپ
بنام
کنی پرانن وغیرہ

چنانچہ نالش بپر ایڈیشنل منصف ضلع کی عدالت میں منتقل کیگئی تھی ایڈیشنل منصف ضلع نے اسکو ذیل کا حکم صادر کرکے واپس کیا تھا۔ مدعا علیہم کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ عرضیدعوی نمبری سے نہیں مسموع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ عدالت ہذا کا حکم (خواہ درست ہو یا غلط ہو) ایسی عرضیدعوی کو بغرض داخل بعدالت مطالبات خفیفہ منسوخ نہیں کیا گیا۔ مدعی کا وکیل کسی ایسی سند کا حوالہ نہیں دیسکتا جسکے کہ روسی عذر مذکور نا منظور کیا جاسکے۔ میری رائے میں عرضیدعوے اسے عدالت مناسب یعنی مطالبات خفیفہ میں رجوع کیئے جانیکے واسطے واپس دیا جانا چاہیئے" ازاں بعد نالش عدالت سب آرڈینیٹ جج کے صیغہ مطالبات خفیفہ میں دائر کیگئی تھی جسنے اسکو ذیل کا حکم صادر کرکے واپس دیا تھا "عرضی حال مدعی کے وکیل نے ۲۹ جولائی گذشتہ کو داخل کیا ہے اور وہ اسے عدالت مناسب دعدالت منصف ضلع) میں داخل کئے جانیکے واسطے واپس دیا جاتا ہے جسکو نالش ہذا کی سماعت بصیغہ نمبری کرنیکا اختیار حاصل ہے۔ چونکہ مدعی اپنا استحقاق دربارہ اس امر کے قائم کرانا چاہتا ہے کہ ترقیات کو دعوی جائداد غیر منقولہ میں) اور رقم متدعویہ کیواسطے نیلام کرائی اور چونکہ دعوی کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ بادی النظر میں بدنیتی سے کیا گیا ہے اسلئے عدالت ہذا کو بصیغہ مطالبات خفیفہ کوئی اختیار اسکی تجویز کا حاصل نہیں۔ شائد عرضیدعوے کا داخلہ منصف ضلع میں قبل آرائے عدالت ہذا کے معلوم ہونے کے داخل کرنا غیر ضروری ہوتا۔ مگر اب مدعی عرضیدعوے کو عدالت منصف ضلع میں لیجا سکتا ہے جسکو نالش ہذا کی تجویز کا اختیار حاصل ہے ہر ایک فریق اپنا اپنا خرچہ عدالت ہذا کا برداشت کرے۔" ایکدرخواست عدالت ضلع میں اس استدعا کی گئی تھی کہ معاملہ کا استصواب کیا جائے۔

فریقین کیطرف سے کوئی وکیل حاضر نہ تھا۔

تجویز۔ معاہدہ بیان کردہ دربارہ خاص ذمہ داری ترقیات فرارعان بمقابلہ بقایائے لگان کے تحریری معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ بیان اسکے متعلق جو عرضیدعوے میں کیا گیا ہے صاف ہے حالانکہ ایسی صورت میں اگر بقایا لگان ایکطرف سے واجب الادا ہو اور قیمت ترقیات دوسری طرف سے تو ہر دو رقوم کے متعلق عام طور پر بالمقابل دعاوی کیطرح کارروائی کیجانی چاہیئے جو ایک ہی معاہدہ سے پیدا ہوں۔ مگر اس وجہ سے نالش کی حیثیت نالش لگان زائل نہیں ہوتی۔

اسلئے ایسی نالش قابل تجویز عدالت مطالبات خفیفہ ہے۔

اسلئے ہم ہدایت کرتے ہیں کہ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ میں لیجائے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سر منیتو راجہ پراگدا درگا پرسادا یودو بکش دگیسیا ملا) اپیلانٹ بنام سر منیتو راجہ پراگدا ملک ارجن پرسادا یودو (فریق ثانی) ریسپانڈنٹ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

فرمان شاہی مد ۱۵- ایک جج بکمرۂ واحد کا حکم مشعر التوا اجرار- تجویز- اپیل-

ایک حکم جو صاحب جج بکمرہ واحد نے مشعر التوا اجرار صادر کیا ہو ایک تجویز حسب منشا مد ۱۵ فرمان شاہی نہیں ہے اور اسکی ناراضی سے کوئی اپیل نہیں ہو سکتا۔

آر بنام آر (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۸۸) کی تشریح کی گئی -

اپیل پیش کردہ زیر مد ۱۵ فرمان شاہی بناراضی حکم صدرہ صاحب جج بکمرۂ واحد ہائیکورٹ مشعر انکار التوا اجرا کے۔ ایپلانٹ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۵۴۵ و ۴۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بواسطہ حاصل کرنے ایک حکم مضمون کے گذرانی تھی کہ اس ڈگری کا اجرا جو سابرڈینیٹ ججکستنا نے صادر کی ہے تا دوران فیصلہ اپیل بناراضی ڈگری مذکور ملتوی رکھا جانا چاہیئے عدالت نے ذیل کا حکم صادر کیا تھا: بلحاظ واقعات کے میری یہ رائے ہے کہ حکم اجرا ملتوی نکرنا چاہیئے صاحب جج ضلع نے سنہ ۱۸۹۱ء میں جس کو بہت عرصہ گذر چکا ہے مدعا علیہم کو بابت مکانات واقعہ قلعہ عالیشان کرنے سے انکار کیا تھا اور انکی بجائے ان کو وظیفہ زر نقد عطا کیا تھا۔ چونکہ ایک ہی جوانب کا مسلمہ طور پر قبضہ مخالفانہ ہے اور مدعا علیہم کا قبضہ کسی استحقاق پر مبنی نہیں ہے اسلئے میں درخواست ہذا کو مع خرچہ خارج کرتا ہوں-

بناراضی حکم مذکور کے ایپلانٹ نے اپیل حال زیر مد ۱۵ فرمان شاہی رجوع کیا ہے-

وی کرشنا سوامی ایار و سندرا ایار منجانب ایپلانٹ -

سندرا ایار منجانب ریسپانڈنٹ-

* اپیل زیر فرمان شاہی نمبر ۴ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی بناراضی حکم بائرم صاحب جسٹس مورخہ ۶ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء مشعر ڈسمس معہ خرچہ درخواست متفرق دیوانی نمبر ۸۰۵ سنہ ۱۹۰۰ء بغرض التوائے اجرائے ڈگری سابرڈینیٹ ججکستنا بنالش ابتدائی نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۵ء تا دوران فیصلہ اپیل نمبر ۱۳۱ سنہ ۱۹۰۰ء بہائیکورٹ-

سنہ ۱۹۱۰ء

سریمتو راجہ پگا وغیرہ

بنام

سریمتو راجہ پگا وغیرہ

تجویز۔ اپیل ہذا زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی بنا راضی حکم مصدرہ ڈسٹرکٹ صاحب جس میں شعر انکار التواء اجراء ہے کیا گیا ہے۔ ایک ابتدائی عذر بمضمون کیا گیا ہے کہ کوئی اپیل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ حکم جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے ایک تجویز حسب منشاء دفعہ ۱۵ فرمان شاہی نہیں ہے۔

ہماری رائے میں یہ عذر درست ہے وہ حکم جسکی کہ ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے سوال مابین فریق کے حقوقات پر مؤثر نہیں ہے کیونکہ اسکی وجہ سے کسی استحقاق یا ذمہ داری متنازعہ مقدمہ یا اپیل کا فیصلہ نہیں کیا گیا دفعہ ۵۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں صریح طور پر یہ حکم ہے کہ اجراء ڈگری صرف اسوجہ سے ملتوی نکیا جانا چاہیئے کہ ایک اپیل بناراضی ڈگری کے کیا گیا ہے مگر عدالت اپیل مجاز ہے کہ کسی کافی وجہ پر اجراء کو ملتوی کئے جانیکا حکم دے دفعہ ۶۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے جو اختیارات ہائی کورٹ بصورت اپیلہائے بحضور پریوی کونسل سے متعلق ہے مشابہ اختیار تمیزی ہائی کورٹ کو ایسی عبارت میں عطا کیا گیا ہے جو بالکل ویسی ہی ہے جیسی کہ دفعہ ۵۴۵ میں استعمال کیگئی ہے ہائی کورٹ کلکتہ نے مقدمہ مہابیر پرشاد سنگہ بنام اودہیکاری کنوار (۱) میں قرار دیا گیا ہے کہ ایک حکم شعر انکار التوائے اجراء باستعمال اس اختیار تمیزی کے جو عدالت کو زیر دفعہ ۶۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی عطا کیا گیا ہے ایک ایسا فیصلہ نہیں ہے جس سے کسی ایسے سوال کے حقوقات پر اثر پڑتا ہے جو مابین فریقین کے پیدا ہوا اور کہ کوئی اپیل بناراضی ایسے حکم کے زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی نہیں ہو سکتا ہماری رائے میں مقدمہ مذکور درست طور پر فیصل کیا گیا تھا اور فیصلہ مذکور میں امر متنازعہ حال شامل ہے فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ رامیا بنام ڈوراسامی ایار (۲) ہم کو ایک سند اس مسئلہ کی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اپیل زیر فرمان شاہی بناراضی حکم شعر التواء اجراء کے نہیں ہو سکتا۔

ہماری توجہ مقدمہ آر بنام آر (۳) کیطرف راغب کیگئی ہے جسمیں عدالت ہذا نے بلا شبہ طور پر ایک اپیل زیر دفعہ ۱۵ فرمان شاہی بناراضی ایک حکم التواء مصدرہ بنالش ازدواجی کو مسموع کیا تہا یہ سوال کہ آیا وہ حکم جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا تھا ایک تجویز تھا مقدمہ مذکور میں زیر بحث نہ تھا فیصلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اپیل اسوجہ پر سماعت کیا گیا تھا کہ ایک اپیل بناراضی ہر ایک حکم صاحب جج یکہ و تنہا کے ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ استحقاق اپیل کسی ایسے قانون کے رو سے زائل کیا گیا ہو جو بعد فرمان شاہی کے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۴

(۲) اپیل زیر فرمان شاہی ۱۵ سنہ ۱۹۰۶ء (غیر رپورٹ شدہ)

(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۸۸

سنہ ۱۹۱۱ء
سری منیتھو راجہ پرگلا وغیرہ
بنام
سری سیتو راجہ پرگلا وغیرہ

وضع کیا گیا ہو۔ بلحوظ بعد کے فیصلجات عدالت ہذا کی ہماری یہ رائے ہے کہ یہ عام بیان بطور ایک درست مسئلہ قانون کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

مقدمہ مہاراجہ جیپور بنام پاپیا یا (۱) صریح طور پر مقدمہ حال سے ممیز کئے جانیکے قابل ہے انتقال کا حکم مقدمہ مذکور میں اس غلط قیاس پر دیا گیا تھا کہ عدالت کو حکم مذکور کے صادر کرنیکا اختیار حاصل ہے وہ سوال جو مقدمہ میں شامل تھا ایک سوال اختیار تمیزی نہ تھا۔ بلکہ ایک سوال استحقاق تھا۔

نیز اپیلانٹ نے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر انحصار کرکے بحث کی ہے کہ چونکہ بروے دفعہ ۲ مجموعہ مذکور کے ایک حکم جسکے روسے کوئی سوال متذکرہ یا محولہ بدفعہ ۲۴۴ منفصل کیا گیا ہو ایک "ڈگری" حسب تعریف مندرجہ دفعہ ہے اور سوال متعلق بالتوائے اجرائے ڈگری ایک ایسا سوال ہے جسکا ذکر دفعہ ۲۴۴ میں کیا گیا ہے اسلئے وہ حکم جسکی کہ ارجنی سے اپیل کیا گیا ہے ایک ڈگری ہے اسلئے وہ حسب دفعہ ۱۵ فرمان شاہی ایک تجویز سمجھا جانا چاہیئے اسمیں شبہ نہیں کہ ایک حکم جسکے روسے ایک سوال محولہ بدفعہ ۲۴۴ کا فیصلہ کیا گیا ہو واسطے اغراض مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایک ڈگری بروے خاص الفاظ دفعہ ۲ کے ہے گو وہ بروے عام الفاظ دفعہ مذکور کے ڈگری نہیں ہے۔

مگر اس سے یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ چونکہ واضعان قانون نے یہ حکم دیا ہے کہ ایک خاص غرض کیواسطے ایک حکم زیر خاص دفعہ کے لفظی طور پر ایک ڈگری سمجھا جانا چاہیئے اسلئے ایسا حکم ایک تجویز حسب منشاء دفعہ ۱۵ فرمان شاہی ہے۔

ابتدائی عذر منظور کیا جاتا ہے۔

اپیل ہذا مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳۰ صفحہ ۳۴۹

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء
۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

دیگلدار تنام نیڈو ویکٹسں وغیرہ مدعیان، بنام بامار اجو ویکٹسں وغیرہ مدعا علیہم*

ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعات ۱۴ و ۱۹ - اس عرصہ کا منہا کیا جانا جسمیں کہ مدعی ایک اور کاروائی کی پیروی کر رہا ہو۔ پہلی کاروائی کا بوجہ اشتمال بیجا بنائے دعوی کے خارج کیا جانا - مدعی کو جوابدعوے تحریری کا بطور اقرار کے متصور کیا جانا۔

مدعی نے قبل ازیں ایک نالش بخلاف مدعا علیہم حال کے رجوع کی تھی جو بوجہ اشتمال بیجا بنائے دعوی کے خارج کیگئی تھی، اُسنے اب نالش حال داخل کی جو زائد المیعاد ہوتی الّا جبکہ وہ عرصہ جسمیں کہ پہلی نالش دائر رہی تھی زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد منہا کیا جائے۔

تجویز ہوئی ۔ کہ مدعی عرصہ مذکور کے منہا کرانے کا مستحق تھا کیونکہ اُسنے پہلی نالش کی پیروی نیک نیتی سے کی تھی جوابدعوے تحریری مدعا علیہ نالش اول بطور ایک اقرار کے زیر دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد کے متصور کیا گیا تھا جسکی کہ تاریخ سے عرصہ میعاد شمار کیا جانا تھا۔

نالش واسطے تصفیہ حساب کتاب کے۔ نالش حال یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو رجوع کیگئی تھی جوابدعوے تحریری مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء میں جو مدعا علیہ حال نے نالش ابتدائی ۱۵ سنہ ۱۸۹۲ء میں داخل کیا تھا جو کہ اسکے برخلاف مدعی حال نے رجوع کی تھی مدعا علیہ نے مدعی کے استحقاق حساب و کتاب کو تسلیم کیا تھا نالش مذکور جو ۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو رجوع کیگئی تھی۔ بوجہ اشتمال بیجا بنائے دعوی کے خارج کیگئی تھی جوابدعوے تحریری مذکور اب مدعی نے بطور دستاویز ۹ کے داخل کیا تھا اور اُسنے اُسپر بطور ایک اقرار کے زیر دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد انحصار کیا تھا اور مدعی نے یہ عذر کیا تھا کہ وہ عرصہ جبتک کہ نالش ابتدائی نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۲ء رجوع رہی تھی یعنی ۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء سے ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء تک (جبکہ وہ خارج کیگئی تھی) زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد منہا کیا جانا چاہیئے۔ اگر وہ عرصہ اسطرح پر منہا کیا جائے تو نالش حال زائد المیعاد نہوگی۔ اس امر کے متعلق ایکٹنگ سبارڈینیٹ جج کا فیصلہ برطبق اپیل کے حسب ذیل تھا۔

---

* اپیل دوم نمبر ۵۴ سنہ ۱۸۹۹ء برخلاف ڈگری جی۔ کپوسامی ایار ایکٹنگ سبارڈینیٹ جج کوکاناڈا مقدمہ اپیل نمبر ۱۱۶ سنہ ۱۸۹۸ء مشعر بحالی ڈگری وی۔ جی۔ نرائنیا منصف ضلع امالیور مقدمہ ابتدائی نمبر ۵۱ سنہ ۱۸۹۶ء۔

۱۹۰۱ء
وینگیشارتنام منیدو وغیرہ
بنام
راماراجو وغیرہ

"دوسرا امر جسکی حجت مدعی نے کی ہے یہ ہے کہ وہ عرصہ جسمیں کہ نالش ابتدائی ۵ء سنہ ۱۸۹۲ء عدالت ضلع میں دائر رہی تھی مدعی کے حقمیں شمار کیا جانا چاہیئے نالش مذکور ۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء کو واسطے دلاپانے منافع جات واجب الادا بحساب اُن معاملات کے رجوع کیگئی تھی جنکے کہ متعلق نالشات حال رجوع کیگئی ہیں اور وہ اشتمال بیجا کی وجہ پر ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء کو خارج کیگئی تھی۔ (ملاحظہ ہو دستاویز الف) عرصہ مابین ارجاع اور فیصلہ نالش مذکور کے مدعی کے حقمیں منہا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس قسم کا اشتمال بیجا الفاظ یا اسی طرح کا کوئی اور سبب مندرجہ دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد کی ذیل میں نہیں آسکتا۔ فیصلہ مقتبسہ بمقدمہ ترتہا سامی بنام سیشاگری یائی (۱) مدعا علیہ کے عذر کی تائید میں ہے۔ مگر مقدمہ سبّا راؤ نایدو بنام نگانا پنتولو (۲) و وینکٹی ناک بنام نورو گیاچیٹی (۳) مدعی کی حجت کی تائید میں نہیں ہے۔ مزید براں یہ ایک ایسا عذر ہے جو عدالت ماتحت میں اُٹھایا نگیا تھا۔ بلکہ اولاً میرے روبرو اُٹھایا گیا ہے گو وہ صاف طور پر قانونی عذر نہیں ہے۔ اسلئے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ وہ عرصہ جسمیں کہ نالش ابتدائی ۵ء سنہ ۱۸۹۲ء عدالت ضلع میں دائر تھی عرصہ میعاد کے محسوب کرنےمیں منہا نہیں کیا جا سکتا۔ ہر سہ نالشات حال یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو یعنی زائد از عرصہ تین سال بعد اُن معاملات کے ختم ہونیکے رجوع کیگئی تھیں جنسے کہ وہ علاقہ رکھتی ہیں مدعی نے بعض دستاویزات پر انحصار کیا ہے جنکی نسبت اُسنے بیان کیا ہے کہ وہ اقرار زیر دفعہ ۱۹ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء بناتی ہیں جنکی وجہ سے اسکا دعوی زائد المیعاد ہونیسے محفوظ ہو جاتا ہے اپنے فیصلہ کے فقرہ ۱۵ میں منصف ضلع نے درست طور پر قرار دیا ہے کہ دستاویز ح وی مورخہ ۱۰ مارچ و ۲۱ جون سنہ ۱۸۹۱ء ایسا ہی اقرار حسب منشاء دفعہ مذکور بناتی ہیں یہ مثبت طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا کہ دستاویز ک مورخہ ۲۶ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء بھی ایک اقرار ہے۔ کیونکہ اسکے الفاظ نہایت عام ہیں اور کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اسکا تعلق معاملات متنازعہ حال کیساتھ ہے اسلئے میں منصف ضلع سے اختلاف کرکے یہ قرار دیتا ہوں کہ دستاویز ک ایک اقرار نہیں ہے بخلاف ازیں فقرات ۱۴ و ۱۵ دستاویز و مورخہ ۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء یعنے جوابدعوی تحریری داخل کردہ مدعا علیہ بنالش ابتدائی ۵ء سنہ ۱۸۹۲ء بعدالت ضلع میں مدعی کا استحقاق حساب کتاب شراکت کے متعلق اور اس رقم کے حاصل کرنے کا تسلیم کیا گیا ہے جو کہ بعد تصفیہ حساب و کتاب کے واجب الادا معلوم ہو

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۹۹ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۹۰
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۷۴

۱۹۰۱ء
وینکٹا رتنام نیدو وغیرہ
بنام
راما راجو وغیرہ

اسلئے دستاویز کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیئے کہ وہ ایک اقرار زیر دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد ہے (ملاحظہ ہو ستیا بنام رنگا ریڈی (۱)) اسمیں یہ قرار دیا تہا کہ عرصہ میعاد جو نالش سے متعلق ہے تین سال ہے۔ اور چونکہ نالش دستاویز کے داخل کئے جانیسے زائد از عرصہ تین سال بعد رجوع کیگئی تھی اسلئے وہ زائد المیعاد ہے لہٰذا اُسنے اپیل کو خارج کر کے منصف ضلع کی ڈگری کو بحال رکہا تہا جسنے نالش کو زائد المیعاد قرار دیکر خارج کیا تہا۔

مدعیان نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

مسٹر دا ایار منجانب اپیلانٹان۔

سیلیتا چیریر منجانب ریسپانڈنٹان۔

تجویز:۔ مسٹر راس صاحب جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ نالش بمقدمہ ۱۵ سنہ ۱۸۹۲ء بعدالت ضلع گوداوری چل نہ سکتی تھی کیونکہ بنا لئے دعوی نادرست طور پر شامل کئے گئے تھے جسکا نتیجہ یہ تہا کہ مدعی کو تین جداگانہ نالشات عدالت منصف میں رجوع کرنی پڑی تہیں وہ عرصہ جسکے کہ دوران میں ابتدائی نالش عدالت ضلع میں رجوع کی تہی یعنے ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء سے ۲۴۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء تک ایسا عرصہ ہے جسکے کہ زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد منہا کر نیکا مدعی مستحق ہے مقدمہ حال مقدمہ سے مشابہ تہا جو کہ احسن بنام پنچو ماد (۲) میں بہ پیروی فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ وینکٹی نیاک بنام مورو گپا چیٹی (۳) کے فیصل کیا گیا تہا (نیز ملاحظہ ہو مستہرا سنگہ بنام بہوانی سنگہ (۴)) جبکہ ایسی منہائی اُس عرصہ میں کیجائے جسکا کہ مدعی بروئے دستاویز کے مستحق تہا جو سب سے آخری اقبال ہے تو نالش حال بین المیعاد ہو جاتی ہے اگر پہلی نالش کی پیروی مناسب نیک نیتی سے کیگئی ہو ہم کو چاہیئے کہ سبارڈینیٹ جج سے ایک قرارداد اس امر کے متعلق طلب کریں۔ . . .

[بتعمیل حکم مذکور کے سبارڈینیٹ جج نے ایک قرارداد بدیں مضمون ارسال کی تہی کہ پہلی نالش کی پیروی مناسب نیک نیتی سے نہیں کیگئی تہی اپیل اور یادداشت عذرات داخل کردہ ریسپانڈنٹ ۱ کو بعد موصول ہونے قرارداد مذکور کے بغرض سماعت آخری پیش ہونے پر عدالت نے تجویز ذیل صادر کی ا۔

تجویز:۔ ہم عدالت اپیل ماتحت کی قرارداد کو تسلیم کرتے ہیں اور اسلئے قرار دیتے ہیں کہ نالش زائد المیعاد نہیں ہر دو عدالتہائے ماتحت کی ڈگریات منسوخ کیجاتی ہیں اور اپیل بربنائے واقعات کے منفصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجا جاتا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۹ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۴۹۴۔
(۳) " " " ۲۰ " ۴۸ (۴) " " الہ آباد " ۲۲ " ۲۴۸

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایر صاحب جسٹس

۱۰۰ ۱ و ۲۰ مئی ۱۹۰۰ء
۴ و ۱۶ و ۲۰ و ۱۲ فروری ۱۹۰۱ء

کرشنا سامی پنی کو نڈار (فریق مخالف) سائل بنام موتہو کرشنا پنی کو نڈار (سائل) رسپانڈنٹ بر.

ایکٹ وراثت (حفاظت جائداد) ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء دفعات ۳ و ۵ و ۸ - تقرر کیوریٹر - قبل صدر حکم کو شہادت نہ لینا - مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۶۲۲ - عدم موجودگی اختیار سماعت اہم بضابطگی

بر طبق ایک درخواست زیر ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء بغرض حصول قبضہ جائداد ہائے ایک متوفی زمیندار بذریعہ نالش سرسری اور بغرض تقرر کیوریٹر تا دوران فیصلہ نالش کے صاحب جج ضلع نے شکایت کنندہ کا بیان نہ لیا اور نہ مزید تحقیقات زیر دفعہ ۵ ایکٹ مذکور کی - بلکہ کلکٹر سے رپورٹ زیر دفعہ ۸ طلب کرکے اسکو موصول ہونے پر ایک حکم زیر دفعہ ۵ متعلق تقرر کیوریٹر صادر کیا -

تجویز ہوئی (با خلاف رائے سبرامنیا ایر صاحب جسٹس) کہ حکم مذکور زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی منسوخ کیا جانا چاہیئے - صاحب جج پر لازم تہا کہ قبل مقرر کرنے کیوریٹر زیر دفعہ ۵ کے ایک تحقیقات زیر دفعہ ۳ کرتا - احکام دفعہ ۳ امریہ ہیں نہ کہ محض ہدایتی -

از سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس :- صاحب جج نے بلا اختیار سماعت یا اہم بضابطگی کیساتھ عمل کیا تہا -

از شفرڈ صاحب جسٹس :- صاحب جج نے اپنے اختیار سماعت کے اندر مگر اہم بضابطگی کیساتھ عمل کیا تہا -

درخواست واسطے نگرانی ایک حکم صاحب جج ضلع تنجور مصدرہ زیر ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء کی جسکے رو سے متوفی زمیندار سلاتہور کی جائداد ہائے کا کیوریٹر تا دوران فیصلہ اس سرسری تحقیقات کے مقرر کیا گیا تہا جو دربارہ استحقاق قبضہ جائداد ہائے مذکور کی جارہی تھی فریق مخالف نے ۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو ایک درخواست کی تھی جو حسب ضابطہ مصدقہ تھی جسمیں اسنے بیان کیا تہا کہ وہ بطور وارث جائداد ہائے متوفی زمیندار سلاتہور کے قابض ہونیکا مستحق ہے اور کہ سائل نے اسکا قبضہ ناجائز طور پر حاصل کر لیا ہے اسنے عدالت سے استدعا کی تھی کہ استحقاق قبضہ جائداد ہائے کی نسبت تحقیقات کیجائے اور انکا قبضہ اس کے حوالہ کیا جائے - اور اس اثنا میں ان کا کیوریٹر مقرر کیا جائے -

---

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکے رو سے ہائی کورٹ میں استدعا کیگئی ہے کہ جالیف ٹی پا در صاحب ڈسٹرکٹ جج تنجور کے حکم مصدرہ بر طبق درخواست متفرق ۲۶ سنہ ۱۹۰۰ء کی نگرانی کیجائے -

سنہ ۱۹۰۱ء
کرشنا سامی پنی وغیرہ
بنام
متھو کرشنا پنی وغیرہ

صاحب جج نے ان واقعات کی نسبت کوئی تحقیقات نکی تھی جنکا کہ ذکر درخواست مذکور میں کیا گیا تھا۔ ایکٹ مذکور کی دفعہ ۳ بالفاظ ذیل ہے۔ "اس جج پر جسکے کہ پاس ایسی درخواست کیجاوے لازم ہے کہ اوسکا شکایت کنندہ سے اقرار صالح کرائے اور ان دستاویزات اور شہادتہائے کو حاصل کرے جو کہ اسکے اختیار میں ہوں۔ یہ معلوم کرنیکے لئے کہ آیا اس امر کے باور کرنیکی قوی دلائل موجود ہیں کہ فریق قابض کو کوئی جائز استحقاق حاصل نہیں اور کہ سائل یا جسکی طرف سے وہ درخواست کرتا ہے دراصل مستحق قبضہ کا اور اس کو بہت نقصان پہنچیگا اگر اس کو معمولی نالش کے ذریعہ چارہ جوئی کرنے کو کہا جائے۔ اور کہ آیا درخواست نیک نیتی سے کیگئی ہے" ۲۱ ستمبر کو صاحب جج نے کلکٹر سے رپورٹ زیر دفعہ ۴۔ ایکٹ مذکور طلب کی جو حسب ضابطہ طور پر کیگئی تھی اور ۲ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء کو صاحب جج نے ایک حکم زیر دفعہ ۵ مشعر تقرر کیوریٹر جائداد ہائے تا دوران فیصلہ سرسری تحقیقات کے صادر کیا تھا۔ کیوریٹر مذکور کو اختیار دیا گیا تھا کہ جملہ جائداد ہائے کا قبضہ حاصل کر کے اونکا انتظام کرے اور مالگذاری از طرف زمیندار کی جوابدہی کرے۔

بنا راضی حکم مذکور کے فریق مخالف نے درخواست نگرانی حال کی ہے۔

ایڈوکیٹ جنرل (آنریبل مسٹر جے پی والس) و وی کرشنا سامی ایار و سنکارا نرائنیا ستری منجانب سائلان

سرووی بھشیام اینگر و گوپالا سامی اینگر منجانب رسپانڈنٹ۔

درخواست اولاً بغرض سماعت سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوئی جبکہ انہوں نے تجاویز ذیل صادر کیں:-

سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس:- درخواست ہذا زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین استدعا کیگئی ہے کہ صاحب جج ضلع تنجور نے حکم مصدرہ زیر ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء مشعر تقرر کیوریٹر جائداد ہائے زمینداری اسلاتہور تا دوران تحقیقات سرسری متعلق قبضہ جائداد ہائے مذکور کی نگرانی کیجاوے۔

۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو متھو کرشنا پنی کوندار نے ایک درخواست عدالت ضلع میں زیر ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۴۱ء بدین بیان کی تھی کہ وہ بطور وارث جائداد متوفی زمیندار اسلاتہور کے قابض ہونیکا مستحق ہے اور کہ ایک شخص کرشنا سامی پنی کوندار نے انکا قبضہ ناجائز طور پر حاصل کر لیا ہے اسلئے اوسنے استدعا کی تھی کہ

سنہ ۱۸۹۸ء
ونکٹسا تنام نیدو وغیرہ
بنام
راما جو وغیرہ

استحقاق متنبعاً یدا و ملاک مذکور کی نسبت تحقیقات کیجائے اور ایک کیوریٹر جائداد ملاک مذکور کی فہرست بنانے اور اسکا اہتمام حاصل کرنے کے واسطے مقرر کیا جائے۔

صاحب جج نے واقعات بیان کردہ بدرخواست مذکور کی نسبت کوئی تحقیقات نکی تھی۔

۱۸ ستمبر کو صاحب جج نے ایک حکم صادر کیا تھا جسکے رو سے کلکٹر سے زیر دفعہ ۴ ایکٹ مذکور رپورٹ طلب کی تھی کلکٹر نے حسب ضابطہ طور پر رپورٹ کردی تھی۔

۶ نومبر کو صاحب جج نے وہ حکم صادر کیا تھا جسکی کہ نگرانی کیواسطے درخواست حال کیگئی ہے۔

اہم دفعات ایکٹ مذکور دفعات ۱ و ۳ و ۴ و ۵ و ۸ و ۱۴ ہیں۔

ایڈوکیٹ جنرل ڈاکٹر سامی ہنی کورو ندار کیطرف سے یہ بحث کی تھی کہ صاحب جج ضلع نے ۶ نومبر کا حکم صادر کرنے میں ایسے اختیار کا استعمال کیا تھا جو اُسے قانوناً حاصل نہ تھا یا اُسنے بااستعمال اپنے اختیار کے ناجائز طور پر اہم ضابطگی کیا تھا عمل کیا ہے کیونکہ شرائط مالقدم مقرر کردہ بروئے ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۸ء درباره استعمال اختیارات زیر ایکٹ مذکور کی تعمیل نکیگئی تھی صاحب جج کے پاس درخواست عام نمونہ کے مطابق کی گئی تھی جو مصدقہ تھی مگر یہ نہیں کہا جاسکتا اور دراصل یہ عذر از طرف سرری بھشیام اینگر کے تائید حکم عدالت ضلع کی نہ کیا گیا تھا کہ محض درخواست مذکور کا پڑھنا ایک تحقیقات بذریعہ اقرار صالح سائل حسب منشاء دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کی حد تک پہنچتا تھا مگر اولاً یہ بحث کیگئی تھی کہ جب صاحب جج نے رپورٹ زیر دفعہ ۴ ایکٹ مذکور طلب کی تھی تو احکام دفعہ ۳ کی تعمیل کی ضرورت نہ رہی تھی اور ثانیاً یہ کہ اگر دفعہ ۳ متعلق بھی ہو جبکہ کلکٹر سے رپورٹ طلب کیجائے تاہم لفظ "لازم ہے" بدفعہ مذکور ہدائتی ہے نہ کہ مقرریہ اور کہ تعمیل احکام دفعہ ۳ اختیارات زیر ایکٹ مذکور کے استعمال کیواسطے ایک شرط مالقدم نہیں ہے اسمیں شبہ نہیں کہ مقدمہ باپیا بنام کلکٹر گوداوری (۱) جسپر کہ ایڈوکیٹ جنرل کیطرف سے انحصار کیا گیا ہے۔ مقدمہ حال سے ممیز کئے جانیکے قابل ہے اولاً مقدمہ درخواست مقدمہ باپیا بنام کلکٹر گوداوری (۱) میں ایسے بیانات درج نہ تھے جو بصورت درست ہونیکے ضروری احکام ایکٹ مذکور کے مطابق ہوتے صورت حال میں مجھ معلوم ہوتا ہے کہ اگر درخواست مذکور کا پڑھنا بطور تحقیقات بذریعہ اقرار صالح سائل کے سمجھا جائے تو بیانات مندرجہ درخواست مذکور مطابق احکام ایکٹ مذکور کے ہونگے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۱۔

۱۹۱۰ء
وینکٹنارسنہا نیدو وغیرہ
بنام
راناباجو وغیرہ

ثانیاً مقدمہ پاپیا بنام کلکٹر گوداوری (۱) میں کوئی رپورٹ کلکٹر کی موجود نہ تھی ہسلئے دفعہ ۸ ایکٹ مذکور کے اثر پر غور کرنا ضروری نہ تھا۔ دوسرا امر جسپر کہ ہمنے غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا حکم مشتہرہ ڈسٹرکٹ جج ایکٹ جائز ہے حکم کے اسکے متعلق ہیں وجوہات و نتیجہ عدالت مقدمہ حوالہ بالا کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہوں اس امر کے متعلق کارروائی کرنیوقت حکام ممدوح نے بیان کیا ہے کہ:-

" نسبت ضابطہ مقرر کردہ دفعہ ۳ کی تعمیل کئے جانیکے یہ بلاشبہ طور پر ایک اہم غلطی ضابطہ ہے جسکا تعلق اس حکم کیساتھ ہے جسکی نگرانی کیواسطے درخواست حال کیگئی ہے اس امر سے انکار نہیں کیا گیا کہ صاحب جج کو بروئے ایکٹ مذکور کے عام اختیار متوفی مالک کی جائداد پر حاصل ہے اور نہ اسمیں کچھ شبہ ہے کہ دفعات ۳ و ۴ صاحب جج پر ایک فرض بدیں منشاء عائد کرتی ہیں کہ بنا اطمینان کسی تحقیقات کے ذریعہ اس امر کی نسبت کر لیں کہ قوی دلایل یہ باور کرنیکی موجود ہیں کہ فریق قابض کو کوئی جائز حق حاصل نہیں ہے اور کہ شخص دعویدار کو اغلباً بہت نقصان پہنچیگا۔ اگر اُس کو سمری نالش کی ہدایت کیجائے۔ ایکٹ مذکور کا منشاء یہ ہے کہ قرار داد صاحب جج کی اُن دو امور پر جنکا کہ ذکر دفعہ ۳ میں کیا گیا ہے۔ اختیارات ماتحت ایکٹ مذکور کے موثر کرنیکی ہو۔ کیونکہ دفعہ ۴ میں یہ حکم ہے کہ جسحالت میں صاحب جج کو دلائل قوی ہونیکا اطمینان کلی ہو (نہ کسی اور حالت میں) تو وہ فریق مخالف کو طلب کرے گا۔

صورت حال میں صاحب جج کیطرف سے حکم صادر کئے جانیسے پہلے نہ تو کوئی شہادت اور نہ کوئی دستاویزات پیش کیگئی تہیں۔ گو درخواست مصدقہ ہو تاہم نہ تو کلکٹر کا اور نہ کسی ایسے شخص کا بیان لیا گیا تھا جو ہمہ واقعات سے آگاہ تہا۔ اور نہ درخواست میں کوئی اطلاع دربارہ اس دعوی کے درج ہے جو سائل نے کیا ہے جسکا اسنے کلکٹر کو قبضہ حاصل کرنیکی اجازت دینے سے انکار کیا تھا۔ اور نہ دربارہ اُن وجوہات کے جنپر کہ دعوی مذکور ناقابل قیام سمجہا گیا تھا چونکہ تحقیقات زیر دفعہ ۳ قبل طلب کرنے سائل کے کیجانی ضروری تھی اسلئے اُس فریق پر جسنے درخواست زیر ایکٹ مذکور کی تھی یہ ثابت کرنا لازم تھا اور اگر اُسنے ایسا نہ کیا تہا تو صاحب جج پر لازم تھا کہ اُس سے مطابق منشاء دفعہ ۳ وہ قوی دلائل ظاہر کراتا جنسے کہ باور ہوتا کہ فریق قابض کو کوئی جائز حق حاصل نہیں اور کہ نابالغ کو اغلباً اہم نقصان پہنچیگا اگر کورٹ آف وارڈس کو عام چارہ جوئی بذریعہ نالش سمری کی ہدایت کیجائے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ یہ امر صاحب جج کے اختیار تمیزی میں ہے

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۳۱ صفحہ ۲۰۰

کہ خواہ گواہان کو طلب کرے یا ایسی دستاویزات جسینے کافی اطلاع حاصل ہو اور وہ اس قابل ہو جائے کہ ایک مستغیث بہ ہدایت دفعہ ۳ کے قائم کر سکے صورتحال میں ضابطہ کی پیروی نہ کئے جانیسے سائل اس محفوظیت سے محروم ہو گیا ہو جسکا کہ وہ زیر ایکٹ مذکور مستحق تھا ان مضمون ضابطگی اہم تھی"۔

نیز بحوالہ دفعہ ۵ کے "یہ امر قابل لحاظ ہے کہ شرائط جسکے کہ تابع کیوریٹر مقرر کیا جائیگا یہ ہیں (۱) ضرور ہے کہ ایک درخواست لیگئی ہو اور اسپر حسب مذکورہ بالا اظہار کیا گیا ہو (یعنے جیسا کہ دفعہ ۳ میں حکم ہے) (۲) درخواست اور اظہار مذکورہ پر صاحب جج یہ کہنے کو قابل ہونا چاہیئے کہ تصرف بیجا یا تلفی جائیداد کا اندیشہ ہو قبل اسکے کہ سرسری نالش کا فیصلہ کیا جائے۔ اور (۳) فریق قابض سے ضمانت لیجانیمیں دیر لگی ہو گی یا اسکا نکالنا ہوا فریق مذکور کو بیدخل کریگا جسمیں اسکا بہت نقصان ہے۔ بحوالہ درخواست کلکٹر کے ہم کوئی بیان نہیں اظہار معلوم نہیں کرتے کہ شرائط مذکورہ میں سے کوئی موجود تھی اور جب صاحب جج اپنا حکم صادر کیا تھا تو اسکے روبرو کوئی اور شہادت موجود نہ تھی ہم کو نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے کہ جب حکم متنازعہ فیہ صادر کیا گیا تھا تو صاحب جج نے اُن شرائط کو نظر انداز کیا تھا صرف جن کے کہ تابع وہ کیوریٹر مقرر کرنیکا مجاز تھا"۔

نسبت سوال ہشیام ایانگر کے عذر اول کی جو یہ تھا کہ جب دفعہ ۴ متعلق ہو تو احکام دفعہ ۳ کی تعمیل غیر ضروری ہو جاتی ہے ہماری یہ رائے ہے کہ ہمیں امور ذیل شامل ہیں اولاً دفعہ ۴ اور دفعہ ۵ میں ان الفاظ کا لیزاد کرنا "تابع احکام دفعہ ۳ کے" اور ثانیاً دفعہ کی اسطرح پر تعبیر کرنا جسکے رو سے صاحب جج کا وہ اختیار زائل ہو جائے جو واسطے استعمال کرنے سرسری اختیارات کے انسے حاصل ہے بعد اسکے کہ کلکٹر کی طرف سے رپورٹ کیجائے۔ اگر وہ ایسا کرنا مناسب سمجھے۔ یہ سچ ہے کہ زیر دفعہ ۶ - اگر صاحب جج مطابق رپورٹ کلکٹر کے عمل کرنے کو قابل نہ ہو تو اُس کو اپنی وجوہات ہائیکورٹ میں بیان کرنی چاہئیں اور اُس کو ہائیکورٹ کیطرف سے ہدایت کیجا سکتی ہے کہ مطابق رپورٹ کے عمل کرے مگر اس سے یہ نتیجہ پیدا نہیں ہوتا کہ چونکہ اس کو رپورٹ کے مطابق عمل کرنیکی ہدایت کیجا سکتی ہے اسلئے وہ صرف رپورٹ پر عمل کرنیکا مستحق ہے اسمیں شبہ نہیں کہ ایکٹ مذکور میں بعض الفاظ متعلق تعبیر موجود ہیں۔ مگر مجھے وضع الفاظ کا منشا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج کو خود جوڈیشل اختیار تمیزی کا استعمال قبل اس سرسری اختیار کے استعمال کرنیکے کرنا چاہیئے جو بروئے ایکٹ کے اُس کو عطا کیا گیا ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
ونگیٹاچنام نیڈو وغیرہ
بنام
راما راجو وغیرہ

اگر ہم سروی ہیشیام ایا نگر کے عذر کو موثر کریں تو اُن مقدمات میں جو ڈسٹرکٹ جج کے اختیار تمیزی کی استعمال کرنیکی ضرورت بالکل رفع ہوجاتی ہے جیسے کہ دفعہ ۱ سے متعلق ہو۔ یا بہرحال مفروضہ استعمال جو ڈسٹرکٹ جج کے اختیار تمیزی عملی طور پر محض برائے نام ہوگا کیونکہ صاحب ڈسٹرکٹ جج کو اختیار میں کوئی امر نہوگا سوائے اسکے کہ کلکٹر کی رپورٹ پر عمل کرنے کے

نسبت اس وجہ دوم کے جسپر حکم مذکور کی تائید کیگئی ہے یہ ہے کہ "لفظ لازم ہے" مندرجہ دفعہ ۱ سے مراد ہے اسمیں شبہ نہیں کہ بہت سی سندات باظہار اس امر کے موجود ہیں کہ معاملات ضابطہ میں امر یہ الفاظ کی تعبیر بطور ہدایتی الفاظ کیجا سکتی ہے مگر سندات مذکورہ سے صورت کوئی علاقہ نہیں رکھتیں جہاں کہ اس ایکٹ میں جسکے رو سے خاص اختیار سماعت پیدا کیا گیا ہو یہ حکم دیا گیا ہو کہ بعض امور کا کیا جانا قبل استعمال اختیار مذکور کے لازم ہے۔

وہ اصول جو اس قسم کے مقدمات سے متعلق ہے حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ نسرانجی بسنجی خواجہ بنام میر معین الدین خان ولد میر صدرالدینخان بہادر (۱) میں بیان کیا ہے اسمقدمہ میں حکام عالیمقام نے یہ بیان کیا ہے کہ "سوال حال اس اصول پر منحصر ہے کہ آیا اختیار سماعت عدالت کو بروے ایکٹ پارلیمنٹ کے عطا کیا گیا ہو یا کہ بروے آئین ہندوستان کی رجو وہی اثر رکھتا ہو جیسا کہ ایکٹ پارلیمنٹ کا ہے) اور ایسا اختیار صرف بعض خاص شرائط مندرجہ آئین مذکور پر عطا کیا گیا ہے یہ ایک عام اصول ہے کہ شرائط مذکور کی تعمیل اختیار سماعت کے پیدا کرنیکے واسطے کیجانی ضرور ہے کیونکہ اگر انکی تعمیل نہ کیجائے تو اختیار سماعت پیدا نہیں ہوتا"۔

مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج ضلع کا حکم بغیر اختیار سماعت کے صادر کیا گیا تھا۔ اگر وہ بلا اختیار نہو تاہم میری رائے ہے کہ صاحب جج نے اہم ضابطگی کیساتھ عمل کیا ہو۔ میری رائے میں حکم مذکور منسوخ کیا جانا چاہیئے۔

سبرامنیا ایار صاحب جسٹس :- ایک شخص مسمّٰی کرشنا سامی کوندار نے ایک درخواست زیر ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۴۱ء صاحب جج ضلع تنجور کے پاس ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو بمضمون ذیل کی تھی۔

وزیا رگھوناد کرشنا سامی ہینی کوندر زمیندار سلاتہور ۱۱ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کو بلا ازدواج اور بلا وصیت فوت ہوگیا ہے سائل بحیثیت اسکی بہا نمو سپنڈ کے جائداد کا وارث ہونیکا مستحق تھا جو کہ متوفی خاندان سلاتہور میں متبنّٰی کیا گیا تھا اسلئے کرشنا سامی ہینی کوندار کے حقیقی باپ فریق مخالف کو کوئی حق متوفی کے ترکہ میں حاصل نہ تھا مگر فریق مخالف نے زمیندار کی وفات کے بعد ایک جعلی وصیت بنائی

(۱) مورز انڈین اپیلز جلد ۵ صفحہ ۱۳۴ الصفحہ ۱۵۵۔

سنہ ۱۹۱۱ء
وینکٹارتنام پلئے وغیرہ
بنام
راماراجو وغیرہ

جسکا منشا ہر زمیندار کیطرف سے تحریر کئے جانے کا ہو اور جسکے رو سے زمیندار فریق مخالف کے نام ہبہ کیگئی ہے اور اسوجہ سے اُنسے کل جائیداد منقولہ متروکہ متوفی اور بعض اراضیات زمینداری کا قبضہ حاصل کرلیا ہے اور باقی اراضیات پر قابض ہونے کی کوشش کررہے ہے بعض جائیداد ہائے منقولہ جو اسطرح پر ناجائز طور سے حاصل کیگئی تہیں مخفی کیگئی ہیں۔ اور بعض فروخت کیگئی ہیں اور باقی کو مخفی کرنے کی کوشش کیجاتی ہے قبل اسکے کہ سائل ایک معمولی نالش جائیداد مذکور کو واپس لینے کے واسطے رجوع کرسکے اغلب ہے کہ کل جائیداد منقولہ پوشیدہ کیجائیگی اور سائل نہ تو اسکی قیمت اور نہ منافعہ جائیداد ہائے غیر منقولہ کو حاصل کرنیکے قابل ہوگا جو کہ اس اثنا میں فریقین مخالف وصول کرتا ہے سائل نے قبضہ جائیداد اور فوراً تقرر رسیور کی درخواست کی تھی۔

صاحب جج ضلع نے ۲۹ ستمبر کو کلکٹر ضلع سے رپورٹ زیر دفعہ ۸ ایکٹ مذکور طلب کی تھی کلکٹر نے اپنی رپورٹ ۱۷ اکتوبر کو ارسال کرکے یہ سفارش کی تھی کہ کارروائی زیر ایکٹ مذکور کیجائے اسپر صاحب جج ضلع نے ۲۴ اکتوبر کو یہ ہدایت کی تہی کہ فریق مخالف طلب کیا جائے اور ۳ نومبر کی تاریخ تحقیقات کیواسطے مقرر کی تھی۔ اس اثنا میں مطابق رائے کلکٹر کے اُسی ۶ نومبر کو وہ شخص رسیور جائیداد کا مقرر کیا تہا جسکے واسطے کلکٹر نے سفارش کی تھی تاکہ وہ جائیداد کا قبضہ حاصل کرے۔

وہ سوال جو ہمارے روبرو اُٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ آیا صاحب جج ضلع کا حکم مشعر تقرر رسیور جائز ہے؟ اُسکے جواز کے برخلاف بحث کرتے وقت ذی علم ایڈوکیٹ جنرل از طرف فریق مخالف نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا تہا کہ چونکہ سائل کا بیان حلفی حسب منشاء دفعہ ۲ لیا گیا تھا اسلئے حکم مذکور بلا اختیار صادر کیا گیا تہا اس عذر کی تائید میں اُسنے ان الفاظ مندرجہ دفعہ ۲ پر بہت زور دیا تھا: "لازم ہوگا کہ اولاً سائل کا اظہار حلفی لے" سر وی بہشیام اینگر نے بخلاف اِن سائل کیطرف سے یہ بحث کی تہی کہ یہ حکم کہ شکایت کنندہ کا اظہار لیا جانا چاہئے صرف ہدایتی ہے اور کہ حال جیسی صورت میں جس سے کہ دفعہ ۸ متعلق ہو صاحب جج ضلع بلا کسی جواز دفعہ ۲ کے صرف کلکٹر کی رپورٹ پر رسیور مقرر کرسکتا ہے اگر وہ اور کلکٹر معاملہ میں متفق ہوں۔

ان عذرات کی وقعت کا فیصلہ کرنے کیواسطے ہم کو محتاط طور پر احکام ایکٹ مذکور کا امتحان کرنا چاہئے اسمیں شبہ نہیں کہ ایکٹ مذکور کا منشا غیر معمولی صورتہائے سے متعلق ہونیکا ہے اسلئے وہ اسوقت تک موثر نہ کیا جانا چاہئے جبتک کہ قوی دلائل کا موجود ہونا ثابت کیا جائے

سنہ ۱۸۹۸ء

وینکٹا رتنا ویدو وغیرہ

بنام

راماراجو وغیرہ

اور اسلئے اسکے احکام کی جو ایکٹ مذکور کے موثر کرنیکے لئے شرط ماتقدم مانتے ہیں پیروی کیجانی ضرور ہے۔ دفعہ ۱ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص جو ایک استحقاق کا دعویدار بوجہ وراثت جائداد کی کرتا ہو خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ دادرسی کیواسطے صاحب جج ضلع کے پاس درخواست کرسکتا ہے۔ دفعہ ۲ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ صاحب جج کو بر طبق وصولی درخواست مذکور کے لازم ہے کہ اس امر کی تحقیقات کرے کہ آیا شرائط مندرجہ دفعہ مذکور زیر ایکٹ مذکور عمل کرنیکے واسطے موجود ہیں دفعہ ۴ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جبتک صاحب جج قوی وجوہات اس امر کے باور کرنیکی معلوم نکرے کہ شرائط مذکورہ موجود ہیں اس کو فریق مخالف کی طلبی نکرنی چاہیئے دفعہ ۵ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ تقرر کیوریٹر کیواسطے کونسی شرط ضروری ہے۔ ان دفعات میں وہ ضابطہ درج کرکے جسکا کہ استعمال صاحب جج کیا جانا چاہیئے جبکہ ایک درخواست زیر دفعہ ۱ اسکے پاس کیجاسے واضعان قانون نے دفعہ ۱۰ میں ایک ایسی صورت کے متعلق حکم دیا ہے جہاں کہ وہ جائداد جسکی نسبت تنازعہ ہو کلاً یا جزواً اراضی ادا کنندہ مالگذاری سرکار مبنی ہو۔ یہ امر واقعہ کہ واضعان قانون نے یہ بیان کرکے کہ صاحب جج کا ضابطہ بر طبق ایکد رخواست جائداد منقولہ و غیر منقولہ مملوکہ متوفی کے کیا ہونا چاہیئے پھر ایک جزو جائداد غیر منقولہ پر غور کیا ہے یعنی اراضی ادا کنندہ مالگذاری سرکار پر اور صاحب جج کا ضابطہ بصورت میں جداگانہ مقرر کیا ہے بذاتہ کچھ معنی رکھتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایکٹ مذکور کے رو سے خاص ضابطہ ایسی اراضی کے متعلق مقرر کیا گیا ہے جو صاحب جج کے عام ضابطہ سے مختلف ہے اس امر کی تائید ہوتی ہے جبکہ الفاظ دفعہ ۸ کو ملحوظ رکھا جائے۔ دفعہ مذکور میں بیان کیا گیا ہے کہ جبکہ اراضی مالگذار سرکار ہو تو صاحب جج کو چاہیئے کہ جملہ امور متعلق بہ تقرر کیوریٹر وغیرہ میں کلکٹر سے رپورٹ طلب کرے اور کلکٹر کو اسکے مہیا کردینے کا حکم دیا گیا ہے اس سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ بصورت جائداد ماسوائے اراضی مال کے صاحب جج پر لازم ہے کہ یہ معلوم کرنیکے واسطے کہ کونسا فریق طلب کیا جانا چاہیئے یا کیوریٹر مقرر کیا جانا چاہیئے اپنا اطمینان بذریعہ تحقیقات زیر دفعہ ۳ کرے مگر اراضی مال کی صورت میں تقرر کیوریٹر وغیرہ کیواسطے صاحب جج پر تحقیقات کرنا لازم نہیں ہے بلکہ وہ کلکٹر کی رپورٹ کو اپنی کارروائی کی بنا بنا سکتا ہے۔ کلکٹر کی رپورٹ تحقیقات زیر دفعہ ۳ کا قائم مقام نہیں ہوگی بلکہ وہ ایک قرار داد منجانب خاص کردہ عہدہ دار کے متصور کیجاتی ہے ایسے طریق میں کوئی تعجب خیز امر موجود نہیں ہے اور اسمیں شبہ نہیں کہ اسکے واسطے بہتر وجوہات پیش کیجا سکتی ہیں

۱۸۹۱ء
ویکٹہ تتامہ نیدو وغیرہ
بنام
راما راجو وغیرہ

کلکٹر حسب ضابطہ وصولی مالگذاری سرکار کا ذمہ وار ہے اور اوسی کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ کوئی تصفیہ حسب ضابطہ ادائگی مالگذاری میں بباعث تنازعات مابین بالمقابل دعویداروں کے نکیا جاوے جبکہ دراصل تنازعہ ہو۔ علاوہ ازین یہ امر واقعہ کہ اگر صاحب جج کلکٹر کی رپورٹ کے مطابق عمل کرنیکو تیار نہو تو اختلاف مابین جج و کلکٹر کا فیصلہ از عدالت عالیہ یعنی صدر دیوانی عدالت سے کیا جانا چاہیئے یہ نتیجہ ظاہر کرتا ہے کہ صاحب جج ضلع کیطرف سے تحقیقات زیر دفعہ ۳ کا کیا جانا ضروری نہیں ہے۔ اسلئے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک صاحب جج ایسی صورت میں جس سے دفعہ ۴ متعلق ہو رپورٹ کا طلب کرنا اور اوسکے تابع عمل کرنا بلا واسطہ تحقیقات زیر دفعہ ۳ کی ہیں گو بصورت ضرورت جبکہ صاحب جج اوّلاً بغیر رپورٹ کے کارروائی کر سکتا ہے احکام دفعہ ۵ کی پیروی اسکی طرف سے کیجانی ضروری ہے۔

مطابق اس تعبیر کے جو مقدمہ کو فیصل کرنیکے واسطے کافی ہے۔ الفاظ "لازم ہوگا اوّلاً سائل کا اظہار حلفی لے" مندرجہ دفعہ ۲ پر غور کرنا غیر ضروری ہو جاتا ہے مگر چونکہ ایڈوکیٹ جنرل نے اپر بہت زور دیا ہے اسلئے میں نیز غور کرتا ہوں بظاہر الفاظ "اوّلاً" سے یہ مراد نہیں کہ سب سے پہلے کارروائی صاحب جج ضلع کی زیر ایکٹ مذکور عمل کرتے وقت یہ ہے کہ سائل کا حلفی بیان لے اور کہ جہانتک بیان مذکور نہ لیا جاوے کوئی اور کارروائی درخواست مذکور پر صاحب جج سے نہیں کیجا سکتی فرض کرو کہ اوسدن جبکہ درخواست تحقیقات کے واسطے زیر دفعہ ۲ رکھی گئی ہو سائل بباعث بیماری کے حاضر نہو سکتا ہو مگر اسکے گواہان حاضر ہوں تو آیا صاحب جج فوراً شہادت کو قلمبند نہیں کر سکتا اور سائل کا بیان کسی اور دن نہیں لے سکتا۔؟ اگر صاحب جج نے وہ طریق اختیار کیا ہو تو آیا اون گواہان کی شہادت ناجائز طور پر قلمبند کردہ متصور کیجانی چاہیئے اسلئے اسپر غور نہ کیا جانا چاہیئے؟ الفاظ "اوّلاً" مندرجہ دفعہ ۲ بحوالہ تحقیقات کے استعمال کئے گئے ہیں خواہ کافی وجوہات دستاندازی کی موجود ہوں جو قبل طلب کرنے فریق مخالف کے موجود ہونی چاہئیں مگر اونکا استعمال بحوالہ ترتیب کارروائیات بدوران تحقیقات کے نہیں کیا گیا دفعات ۲ و ۴ کو معنے نہیں کر سکتے ہیں کہ حکمنامہ طلبی بالثبات کیطرح بیان مندرجہ درخواست پر جاری نکیا جاوے مگر بلکہ بیانات مذکور کی سچائی اور درخواست کی نیک نیتی کی متعلق تحقیقات کا کیا جانا ضروری ہے

۱۹۱۰ء
ونگیا نتنام ینیدو وغیرہ
بنام
راما ایچو وغیرہ

قبل اس کے کہ صاحب جج اُس فریق کی طلب کرنیکا فیصلہ کرے جسکے کہ برخلاف شکایت کیگئی ہے بالفاظ دیگر فریق مذکور صرف اسوقت طلب کیا جانا چاہیئے جبکہ صاحب جج کا اطمینان بطور نتیجہ اُن تحقیقات کے جو اُسنے کی ہو اسو مذکور کی نسبت ہو جائے بعد اسکے کہ زبانی اور دستاویزی شہادت لیگئی ہو اور زبانی شہادت حلفی طور پر لیگئی ہو اسلئے میں فاضل ایڈوکیٹ جنرل کی عذر زیر بحث کو منظور کرنے کے ناقابل ہوں۔

مجھکو صرف یہ ایزاد کرنا ہے کہ مقدمہ پاپّا بنام کلکٹر گوداوری (۱) مقدمہ حال سے ممیز کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس مقدمہ میں نہ صرف درخواست ہی میں ضروری بیانات درج نہ تھے بلکہ کوئی تحقیقات زیر دفعہ ۳ نہیں کیگئی تھی۔ اور نہ کوئی رپورٹ کلکٹر نے زیر دفعہ ۸ کی تھی۔

میری رائے میں درخواست نگرانی ناکامیاب رہنی چاہیئے اور میں اسکو معہ خرچہ خارج کرتا ہوں

[بباعث اختلاف رائے مذکورکے درخواست کا استصواب سنفرڈ صاحب جسٹس سے زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیا گیا تھا چنانچہ اُسنے درخواست کی سماعت کر کے تجویز ذیل صادر کی تھی]

تجویز:- معاملہ متنازعہ بدرخواست ہذا کا استصواب مجھ سے زیر دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کیا گیا ہے مجھے اس امر کا فیصلہ کرنا ہے کہ آیا میری رائے میں استدعا مندرجہ درخواست منظور کیجانی چاہیئے سوال مذکور پر میرے روبرو ایسی وجوہات پر بحث کیگئی تھی جو میری رائے میں بالکل وہی نہیں ہیں جبکہ فاضل ججان استصواب کنندہ کے روبرو بحث کیگئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے روبرو صرف دو عذرات اٹھائے گئے تھے۔ ایکطرف سے یہ بحث کیگئی تھی کہ ایکٹ ۱۸۹۴ء کی رو سے خاص اختیار سماعت پیدا کیا گیا ہے چنانچہ اصول مندرجہ مقدمہ لنسر ڈانجی لیتھی بنام میر معین الدین خان ولد میر صبا الدین خان بہادر (۲) متعلق کیا جانا چاہیئے۔ دوسری طرف سے یہ بحث کی گئی تھی کہ ضابطہ مقررکردہ دفعہ ۸ ایکٹ مذکور کا منشا ربنانہ کافی ہونے کا ہے۔ اور کہ کلکٹر کی رپورٹ اُس صورت میں جس دفعہ مذکور متعلق ہو بجائے اُس شہادت کے سمجھی جانی چاہیئے جو کہ دیگر صورتوں میں لیجانی ضروری ہے۔

بحوالہ عذر اوّل کے سوال مذکور در اصل معنی لفظ "اختیار سماعت" پر مبنی ہے اور اوسکا جواب دینے میں فیصلہ مقدمہ ذیل سے امداد ملتی ہے۔ اس مقدمہ میں ایک امر یہ اوٹھایا گیا تھا کہ جبکہ ایک نامکورٹ آف آرڈرس سے ایک فیصلہ زیر ایکٹ پبلک ٹرسٹ ریگولیشن کو مؤثر کرنیمیں مناسب طور سے استدعا نہیں کیا جا سکتا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۴۱۳۔

(۲) موہنڈ انڈین اپیلز جلد ۹ صفحہ ۱۳۴ الصفحہ ۱۵۵۔

[illegible] بنام [illegible] وغیرہ
بنام
[illegible] وغیرہ

کیونکہ اختیار سماعت عطا کردہ ایکٹ مذکور ایک جدید اختیار سماعت ہے جسمیں صاحب لارڈ جسٹس نے
اس امر سے متعلق کارروائی کرنیکی توقف پر اسکا اظہار کی تھی کہ چونکہ کورٹ آف ارجس کو ہمیشہ معاملات
زیر بحث کی نسبت کارروائی کرنیکا اختیار حاصل ہے اور کہ شخص زیر بحث اور طریق استمداد از عدالت اور
اسکی نسبت کارروائی کرنا امور اختیار سماعت نہیں ہیں۔ بلکہ امور ضابطہ ہیں اسلئے کوئی جدید اختیار سماعت
پیدا نہ کیا گیا تھا (دفعہ ۱۵ (۴)) دیگر لارڈ جسٹسان نے بھی ایسے ہی الفاظ کا استعمال کیا تھا میری رائے میں یہی آرائے
صورتحال پر متعلق ہوتی ہیں جو زیر ایکٹ مذکور پیدا ہوئی ہے کوئی جدید اختیار سماعت دربارہ شخص یا جائداد کے
عطا نہ کیا گیا تھا بلکہ اختیار مذکور ایسے امور کی نسبت تھا جو پہلے سے عدالت مذکور کے اختیار کے اندر تھے مگر طریق استعمال
جدید تھا۔ ایکٹ ۱۸۸۱ء کے رو سے کوئی زیادہ جدید اختیار بہ نسبت دفعہ ۱۵۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کو نالشات
حصول قبضہ جائداد ہائے غیر منقولہ کی نسبت عطا نہ کیا گیا تھا جنکا کہ قبضہ ناجائز طور پر حاصل کیا گیا ہو
مقدمہ منسلکہ مثل پیشی بنام میر معین الدین خان ولد میر صدر الدین خان بہادر (۱) بالکل مختلف مقدمہ ہے
اسصورت میں ریگولیشن کے رو سے بصورت سپردگی بہ ثالثان کئے جانیکے بعض شرائط کی تعمیل کیا جانا
ضروری قرار دیا گیا تھا اور اس فیصلہ کو جو ثالث سے صادر کیا جائے ڈگری کا اثر عطا کیا گیا تھا۔
اور امر فیصل کردہ یہ تھا کہ فیصلہ ثالثی جسمیں شرائط مذکور کی تعمیل نہ کیگئی تھی بطور ڈگری کے متصور نہیں کیا
جا سکتا۔ ممکن تھا کہ فیصلہ ثالثی بذاتہ درست ہوتا مگر وہ بطور فیصلہ ثالثی زیر ریگولیشن مذکور کے
درست نہ تھا کیونکہ شرائط ما تقدم بفیصلہ ثالثی کی تعمیل نہ کیگئی تھی یہ امر صریح ہے کہ قطع نظر
ریگولیشن مذکور کے ثالث کو کوئی اختیار صدور فیصلہ ثالثی حاصل نہ ہو سکتا تھا جو ڈگری کی حد تک
پہنچتا ان وجوہات پر میں فاضل چیف جسٹس صاحب کی رائے سے اتفاق کرنیکے ناقابل ہوں
جہانتک کہ وہ مقدمہ منسلکہ مثل بنام میر معین الدین خان (۱) پر مبنی ہے میری رائے میں نہیں کہا جا سکتا
کہ صاحب جج ضلع نے بلا اختیار عمل کیا تھا کیونکہ اسنے احکام دفعہ ۳۔ ایکٹ مذکور کی تعمیل نہ کی تھی۔
مگر میں یکساں طور پر بحث منجانب سپانڈنٹ کو منظور کرنے کو بالکل ناقابل ہوں۔ میری رائے
میں دفعہ ۳۔ اسطرح پر نہیں پڑھی جا سکتی کہ اسمیں علے سبیل البدل طریق ان صورتہائے کیواسطے جو اسمیں
مذکور ہیں درج ہے جس سے کہ صاحب جج مناسب طور پر گواہان کا بیان نہ لے سکے اور صرف کلکٹر کی رپورٹ پر عمل کرکر

(۱) موز انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۲۴۳ سو انڈین اپیلز جلد ۱۵

دیکھا شہادت نمبر ۱۱۱۱ وغیرہ

کوئی ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں جو کہ دفعات ۴ و ۵ میں معلوم ہو سکیں جن سے ظاہر ہو کہ دفعہ ۲ اسطرح پر پڑہی جانی چاہیئے نہ کہ بدیں ہیئت کہ مزید احتیاط بغرض صحت تونیقیں کیجانی لازم ہے مزید براں عبارت دفعہ ۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گواہان کا بیان اُن صورتوں میں بھی لینا چاہیئے جبکہ اراضی متنازعہ ادا کنندہ مالگذاری سرکار ہو۔ کیونکہ دفعہ مذکور کے رو سے صاحب جج کو اختیار دیا گیا ہے کہ بصورت ضرورت بغیر ایسی رپورٹ کے عمل کرے جس سے یہ مراد ہونی چاہیئے کہ اُس کو عام طور پر شہادت لیکر عمل کرنا چاہیئے۔

یہ قرار دیکر کہ دفعہ ۳ اُن صورتوں سے متعلق ہے جن سے دفعہ ۲ متعلق ہو تیرے واسطے اس امر پر غور کرنا باقی ہے کہ آیا صاحب جج ضلع نے دفعہ ۳ کو نظر انداز کر کے نہیں ناجائز طور پر یا بہ سبب غلطی کے بیجا باستعمال اپنے اختیار کے حسب منشاء دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی عمل کیا تھا۔ اگر بہ ہدایات ایکٹ مذکور کی تعمیل کیجاتی تو مستغیث کا بیان لیا جاتا اور ممکن طور پر اُسکے گواہان کا بھی اور اسکی دستاویز پر غور کیا جاتا اور صاحب جج کا اطمینان اس امر کی نسبت ہوجاتا کہ یہ باور کرنے کی قوی وجوہات موجود ہیں کہ فریق قابض کو کوئی جائز استحقاق حاصل نہیں اور کہ سائل در اصل مستحق ہے اور اُس کو اغلباً نقصان پہنچیگا اگر اُس کو معمولی چارہ جوئی کرنیکے لیئے چھوڑا جائے اور کہ درخواست نیک نیتی سے کیگئی تھی اور ازاں بعد قبل تقرر کیوریٹر کے اُسنے اپنا اطمینان اُن امور کی نسبت کیا ہوتا جنکا کہ ذکر دفعہ ۵ میں کیا گیا ہے اور علاوہ اسکے اُسنے کلکٹر سے ایک رپورٹ طلب کی ہوتی جسمیں کہ کلکٹر نے اپنی رائے دربارہ درستی طلبی فریق قابض و تقرر کیوریٹر وغیرہ کی قلمبند کی ہوتی صورت حال میں یہ شکایت کیگئی ہے کہ گواہان کا بالکل بیان نہ لیا گیا تھا اور کہ رپورٹ حسب ضابطہ نہیں کیگئی اور خواہ جج کو کوئی یقین ہوا ہو اُسنے کوئی قرارداد اُن امور کی نسبت قلمبند نہیں کی جنپر کہ اُسکا اطمینان ہونا ضروری تھا گو یہ تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ رپورٹ بے احتیاطی سے مرتب کیگئی ہو اور کہ صاحب جج کا حکم اسوجہ سے ناقص ہے کہ اُسمیں یہ بات قلمبند نہیں کی تھی کہ اُسکا اطمینان دربارہ تقرر کیوریٹر کے ہوگیا ہے تاہم میری رائے میں نقصانات مذکورہ بالا اس امر کے مقتضی نہیں ہیں کہ میں زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی دست اندازی کروں میری رائے میں یہ مفہوم کیا جانا چاہیئے کہ صاحب جج کا اطمینان دربارہ اُن امور کے ہوگیا تھا جو دفعہ ۵ میں مذکور ہیں اور رپورٹ کو بطور شہادت کے متصور کرکے میں یہ نہیں کہہ سکتا ایسے نتیجہ کو جائز بنانے کے واسطے کوئی شہادت موجود نہیں تھی مگر زیر دفعہ ۵ شہادت کا نہ لیا

۱۹۲۰ء
وینکٹ رتنا وغیرہ
بنام
راما راجو وغیرہ

میری رائے میں ایک مختلف امر ہے۔ اگر دفعہ مذکور امر ہے اور اگر بیان لیا گیا ایک ضروری جزو کاروائیات کے موثر کیا گیا تھا تو یہ صحیح ہے کہ ترک مذکور ایک اہم بے ضابطگی ہے بیان یہ کیا گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دفعہ مذکور صرف ہدایتی ہے اور کہ صاحب جج نے رپورٹ پر عمل کیا ہے۔ نہ کہ دیگر شہادت پر بحث یہ کی گئی تھی کہ رپورٹ بطور ایسی امر کے متصور کیجا سکتی ہے جو صاحب جج کی رائے کے برخلاف بھی موثر ہو سکتی تھی میری رائے میں یہ بحث قابل اعتراض ہے اور کہ اس سے صاحب جج کی وقعت کچھ نہیں رہتی حالانکہ ایکٹ مذکور کا منشا صحیح طور پر یہ ہے کہ اس کو جوڈیشل اختیار تمیزی کا استعمال کرنا چاہیئے۔ ایکٹ مذکور میں پرزور الفاظ ہیں صاحب جج کو اس امر سے مطمئن ہونیکے واسطے کہا گیا ہے کہ آیا کارروائی کا کرنا ضروری ہے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ بروئے دفعہ ۸ کے اسکو حکم دیا گیا ہے کہ کوئی کارروائی خلاف اپنی رائے کے کرے اسپر صرف یہ لازم ہے کہ رپورٹ کو اعلیٰ عدالت میں ارسال کرے تاکہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ آیا کافی ثبوت مہیا کیا گیا ہے یا نہیں اس اثنا میں صاحب جج کا حکم موثر ہونا چاہیئے اگر باوجود رپورٹ کے وہ ثبوت کو کافی نہ سمجھے تو قبضہ میں کوئی خلل اندازی نہیں کیجاتی اگر باوجود رپورٹ کے اسکا اطمینان ہو جائے اور وہ ایک کیوریٹر مقرر کر دے تو تقرر مذکور بحال رہنا چاہیئے جبتک کہ اعلیٰ عدالت اس کے خلاف فیصلہ کرے۔

اسلئے یہ کہنا مشکل ہے کہ گواہان کا بیان لینا صرف ضابطہ پورا کرنا ہے یہ کہ شہادت بعد لئے جانیکے چنداں وقعت نہیں رکھتی۔ بلحاظ واقعات مقدمہ حال سے ممکن ہو سکتا ہے کہ شہادت کا کچھ اہم اثر نہو لیکن جب یکدفعہ ثابت کیا جائے کہ صاحب جج صرف شہادت پر عمل کرنیکا مجاز ہے تو میری رائے میں نتیجہ یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ہدایت واسطے شہادت لینے کے امر ہے اور یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کونسی پرزور عبارت کا استعمال واضعان قانون اس نیت کو ظاہر کرنیکے واسطے کر سکتے تھے ممکن ہے کہ باوجود دفعہ ۸ کی ایک شکل بباعث ناقابلیت شکایت کنندہ دربارہ حاضر ہونیکے پیدا ہو مگر میری رائے میں محض ایسا امکان عدالت پر تعبیر قانون کے متعلق اثر نہیں ڈال سکتا۔

وہ نتیجہ جو میں اخذ کرتا ہوں یہ ہے کہ صاحب جج اپنے اختیارات کے اندر عمل کر رہا تھا۔ مگر انہوں نے ایک اہم بے ضابطگی کے ساتھ عمل کیا تھا اسلئے اسکا حکم منسوخ کیا جانا چاہیئے اور رسپانڈنٹ کو خرچہ دلایا جانا چاہیئے۔

پریوی کونسل

۱۵ و ۱۶ نومبر و ۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء

باجلاس لارڈ مکناٹن صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و لارڈ رابرٹسن صاحب و سر آر کوچ صاحب

اتھودی چیم تہر وگنا تاکونداما نانک و یک کس دیگر (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام پیادورا سامی و یک کس دیگر (مدعیان) رسپانڈنٹان

[برطبق اپیل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس]۔

دہرم شاستر۔ ناقابل تقسیم زمینداری بمعنیہ انتقال۔ انتقال مذکور کا اس طریقہ کے مطابق نہ ہونا جو کہ ایکٹ انتقال جائیداد ۱۸۸۲ء کے رو سے مقرر کیا گیا ہے۔ ان افعال کا جو کئے گئے ہوں اور اُس انتظام کا جو کیا گیا ہو اُس دستاویز سے قرار دیا جانا جو زمیندار اور اُسکے خاندان نے تحریر کی ہو انتقال کی واسطے غیر موثر ہونا بعد ازاں درخواست کے بحضور عہدہ داران مال کا دہی اثر ہونا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس شخص کی طرف سے کوئی جائیداد جو ایک ناقابل تقسیم زمینداری کی وارث تھا بطور استقرار حق اور رہن اگر کہ وہ ایک رہن انتفاعی بر جائیداد مذکور کا انتقال کا مستحق تھا جو اب دعوی یہ تھا کہ جائیداد مدعا علیہ کے حق میں مدعی یا باپ نے منتقل کی تھی جو ایک جانشین سابق جائیداد مذکور کا تھا کیونکہ اُس نے مدعی کی پیدائش سے پہلے ایک دستاویز تحریر کر دی تھی جس میں جملہ اراکین خاندان بشمولیت مدعا علیہ کے جو اُس وقت قیاسی وارث تھا شامل ہوئے تھے جس کے بعد دیگر کارروائیات بھی ایسی کی گئی تھیں جن کی رو سے انتقال بھی موخر الذکر شخص کے ظاہر ہوتا تھا۔ دستاویز مذکور متفق ہو کر تحریر کی گئی تھی اور مرتہن کے حق میں تھی سلجہ بیان کرنے امر واقعہ رہن کے اُس کے رو سے مرتہن پر لازم تھا کہ ادائیگی زر رہن بجانب خاندان یا بجانب مدعا علیہ پر جائیداد کا قبضہ مدعا علیہ کے حوالہ کر دے نیز اُس میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ جو اشتہارات بنام کلکٹر اور ڈپٹی کلکٹر ضلع کے مشعر اشتہار انتقال مذکور دیجانی چاہئیں۔ درخواستیں مذکور کی گئی تھیں اور ایک بیان اسی مضمون کا زمیندار نے تحصیلدار کے روبرو کیا تھا۔ اس کے بعد داخل خارج بحق مدعا علیہ کے کیا گیا تھا۔

تجویز ہوئی (۱) کہ تاریخ دستاویز مذکور پر ایک ایسا انتقال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے نہیں کیا جا سکتا الا بذریعہ رجسٹری شدہ دستاویز کے جیسا کہ ایکٹ انتقال جائیداد سنہ ۱۸۸۲ء کے رو سے ضروری ہے (۲) نہ تو رہن نامہ نہ درخواستہائے سے انتقال مذکور ہوتا تھا (۳) کہ دستاویز مذکور بلحاظ موثر ہونے کے اور در اصل ایک انتظام مابین خاندان اور مرتہن کے تھا نہ کہ مابین جداگانہ اراکین خاندان کے (۴) کہ اُس سے یہ ظاہر نہ ہوتا تھا کہ وہ معاہدہ جو بہتر بدل پر مبنی تھا در اصل ایک انتقال کی واسطے کیا گیا تھا گو اگر ایسا بہتر معاہدہ موجود ہوتا تو وہ دعوی کے جواب میں پیش ہو سکتا تھا (۵) چونکہ خاندان مشترکہ تھا اور جائیداد گو ناقابل تقسیم تھی تاہم مشترک طور پر قبضہ خاندان میں تھی اسلئے غرض یہ تھی کہ مرتہن کا استحقاق قوی تر کیا جائے تاکہ خاندان میں تبدیلی ہائے دربارہ استحقاق جائیداد کے نہ ہوں۔

اپیل ہائے بناراضی دو ڈگریات (۲۹ جولائی سنہ ۱۸۹۸ء) صادرہ ہائیکورٹ مشعر تنسیخ دو ڈگریہائے (۲۳ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء) صادرہ سبارڈینیٹ جج مدورا جنکی رو سے ڈگری بحق مدعی کے اُن نالشات میں صادر کی گئی تھی جنکو سبارڈینیٹ جج نے خارج کیا تھا۔

سنہ ۱۹۰۰ء
امودی نیچم وغیرہ
بنام
پیا ڈوراسامی وغیرہ

یہ دونوں نالشات نمبر ۳۵ و ۳۶ ۱۸۹۵ء بتاریخ سوم و ۹ اپریل ۱۸۹۵ء کو مدعی رسپانڈنٹ حال پریا ڈوراسامی نابالغ نے بوساطت اپنی ماں اور ولیہ انگال کے بطور وارث ایک ناقابل تقسیم زمینداری کے رجوع کی تھیں۔ نالش نمبر ۳۵ ۱۸۹۵ء میں جسکے فیصلہ میں مقدمہ نمبر ۳۶ ۱۸۹۵ء شامل تھا مدعی نے اپنے مالکانہ استحقاق کے قرار دلاپانے اور اپنے استحقاق انفکاک بلحاظ اُس رہن انتفاعی کے استقرار کا دعویٰ کیا تھا جو کہ جائیداد زمینداری کے بہت سے حصہ پر کیا گیا تھا لکشمانا چیٹی رسپانڈنٹ نمبر ۲ حال جسپر کہ بطور مدعا علیہ نمبر ا کے نالش کیگئی تھی جائیداد مذکور کا مرتہن تھا۔ اُسکو شریک مدعا علیہم تھروگنانا اور والاکونداما نائک تھے۔ مدعی کا چچا زاد برادر اور ڈوراسامی اُسکا نابالغ پسر تھے۔ مرتہن صرف نالش نمبر ۳۵ ۱۸۹۵ء میں فریق مدعا علیہ بنایا گیا تھا۔ دوسری نالش (نمبر ۳۶ ۱۸۹۵ء) کا تعلق دیگر جائیداد کے ساتھ تھا جو رہن نہ کیگئی تھی۔ اسمیں ایک محل اور ایک مندر اور اراضیات وقف کردہ بحق مندر شامل تھے۔

اپیلانٹ حال میں تھروگنانا اور اُسکا پسر بوساطت اپنے باپ اور ولی کے اپیلانٹان تھے۔ پریا ڈوراسامی مدعی اور لکشمانن چیٹی مرتہن نالش نمبر ۳۵ ۱۸۹۵ء میں رسپانڈنٹان تھے۔ دوسری نالش (نمبر ۳۶ ۱۸۹۵ء) میں وہی اشخاص اپیلانٹان تھے اور پریا ڈوراسامی مدعی تنہا رسپانڈنٹ تھا۔

ہر دو اپیلہائے میں سوال ایک ہی تھا یعنی یہ کہ آیا مدعی کے باپ نے جبکہ وہ زمیندار تھا بروئے معاملہ ۱۸۸۳ء کے قبل پیدائش مدعی کے جو ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوا تھا اپنا استحقاق واقعہ زمینداری ایاکو ہی منتقل کردیا تھا جو معہ زنانا پاسادی کے ستا کے ایک ناقابل تقسیم زمینداری بناتا تھا۔ بروئے ایک غیر متنازعہ رواج جیشھالسی کہ جائیداد ایک ہی وارث کے نام منتقل ہوئی تھی۔ تھروگنانا نے بحیثیت مدعی کے چچا زاد برادر کے نالشات کی جوابدہی کی تھی اور یہ بیان کیا تھا کہ اُس کو بروئے انتقال مذکور کے حق حاصل ہے۔

واقعات کی نسبت کوئی سوال موجود نتھا جو کہ اُن دستاویزات سے ثابت ہوتے تھے جنکہ تحریر کئے جانیکی نسبت کوئی تنازعہ نتھا اور جن کے متعلق سوال صرف یہ تھا کہ اُنکا قانونی اثر دربارہ استحقاق مالکیت کے کیا ہے اور وہ کافی طور پر حکام عالیمقام کے فیصلہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ اہم واقعات یہ تھے کہ چونکہ جائیداد خاندان بباعث بدنظمی کے بہت کم ہوگئی تھی اسلئے اودالا نے ایک خانگی انتظام بذریعہ رہن کرنے دو زمینداریہائے کے بطور رہن انتفاعی بحق لکشمانن چیٹی کے کیا تھا۔ انتظام مذکور ایک دستاویز مورخہ ۴ نومبر ۱۸۸۳ء میں درج کیا گیا تھا جو بحق لکشمانن چیٹی کے تحریر کیگئی تھی جبکہ کہ برادر راماتہن چیٹی کے

سنہ ۱۹۱۰ء
استودی چیم وغیرہ
بنام
پریادُوراسامی وغیرہ

حق میں چند سال اس کے پہلے ایک رہن انتفاعی بطور پٹہ جائیداد موجود تھا - وہ اب اپنے برادر کو اپنا وارث چھوڑ کر فوت ہو گیا تھا - جملہ بالغ ارکین خاندان اس دستاویز کے تحریر کرنے میں شامل ہوئے تھے جس میں قرضجات مرتہن شامل کئے گئے تھے اور کل قرضہ مبلغ دو لاکھ ...... روپیہ بیان کیا گیا تھا - مضامین دستاویز مذکور کا ذکر جملہ تفصیل کے ساتھ حکام عالیمقام کے فیصلہ میں کیا گیا ہے جہاں وہ درخواستہائے بھی مذکور ہیں جنکو کہ عہدہ داران مال کے پاس بغرض اشتہار معاملہ مذکور کئے جانے کا حکم دستاویز میں دیا گیا تھا اور اس میں یہ شرط کی گئی تھی کہ جونہی کہ زر رہن اور اخراجات کی رقم کا ایفا ہو جائے تو مرتہن کو چاہئے کہ "زمین مذکور اور متاتھرو گنانا کے حوالہ کر دے "

درخواستہائے منجانب او دالا بحضور عہدہ داران مال ضلع مذکور کے گئی تہیں اور نسخہ ایک بنام تحصیلدار کے پاس دربارہ دستاویز ۱۴ر نومبر ۱۸۹۲ء کے دیا تھا۔

ہر دو نالشات کے عرایض دعوے میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مدعی کا باپ اودالا سب سے آخری زمیندار ہو اور کہ وہ ۱۴ر مئی ۱۹۰۱ء کو دو پسران چھوڑ کر فوت ہو گیا تھا جس میں سے مدعی بڑا تھا اور کل جائیداد خاندانی کا مستحق تھا - اور کہ تھرو گنانا مدعا علیہ نے جو اودالا کے برادر کا پسر تہا فریبانہ طور سے اوسپر اثر ڈالا تہا تاکہ وہ تھرو گنانا کا نام کاغذات کلکٹری میں جائیداد متنازعہ حال کی نسبت درج کرائے - دادرسی مستدعیہ اس امر کا استقرار تھی کہ مدعی جائیداد مرہونہ کا مالک ہے اور کہ وہ اس کے انفکاک کا مستحق ہے اور کہ غرض مذکور کے واسطے ضروری حساب وکتاب لیا جانا چاہئے - لکشمانن چیٹی مرتہن نے اس امر کی نسبت آمادگی ظاہر کی تھی کہ رہن کا انفکاک کسی ایسے شخص کیطرف سے کرایا جائے جو ایسا کرنیکا مستحق ہو - تھرو گنانا نے خود اپنی طرف سے اور اپنے پسر کیطرف سے یہ بیان کیا تہا کہ ماہ نومبر ۱۸۹۲ء سے اس کو کامل استحقاق بطور زمیندار کے حاصل رہا ہے اسنے یہ بیان کیا تہا کہ مدعی ماہ دسمبر ۱۸۹۳ء تک پیدا نہوا تھا اس لئے وہ اپنے باپ کے افعال کی نسبت اعتراض نہیں کرسکتا اس نے دیگر جوابات پر بھی انحصار کیا تہا جس میں سے ایک میعاد کا جواب تھا۔

سبارڈنیٹ جج نے فیصلہ بنالش نمبر ۱۹۰۵ء صادر کر تیوقت ہر دو نالشات کو خارج کیا تہا - اس نے یہ قرار دیا تہا کہ بنسبت سوال استحقاق کے رہن نامہ مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۸۹۲ء جسکی کہ تائید زمیندار کی درخواستہا بحضور عہدہ داران مال سے ہوئی تھی بحق تھرو گنانا کے ناطق تہا جو نالش مذکور میں مدعا علیہ نمبر ۲ تہا۔
اس کی یہ رائے تھی کہ چونکہ مدعی اس تاریخ پر پیدا نہوا تھا اس لئے وہ اس انتقال کی نسبت اعتراض کرنیکا مستحق نہیں ہو سکتا جبکہ اس کے باپ نے کیا تھا اس اعتراض پر کہ بروئے ایکٹ انتقال جائیداد ۱۸۸۲ء کو

ایسا انتقال ناجائز تھا کیونکہ وہ بروئے ایک رجسٹری شدہ دستاویز کے نہ کیا گیا تھا اُنھوں غور کرنے سے انکار کیا تھا کیونکہ وہ تنقیحات مابین فریقین میں اُٹھایا نگیا تھا۔ اُنھوں بیان فریب کو اس وجہ پر نامنظور کیا تھا کہ اس کی تائید شہادت سے نہیں ہوتی۔ بہرحال اُس نے نالش کو زائد المیعاد خیال کیا تھا۔ نالش نمبر ۵ ۱۹۰۹ء میں اُنھوں صرف اپنے فیصلہ نالش نمبر ۴ ۱۹۰۹ء کا حوالہ دیا تھا۔

ہائیکورٹ (کالنس صاحب چیف جسٹس) نے اس فیصلہ متعلق بہ ہر دو نالشات کو منسوخ کیا تھا۔ اُنھوں نے یہ قرار دیا تھا کہ نالش رہن میں وہ انتقال جس پر کہ انحصار کیا گیا تھا جائداد کے منتقل کرنیکے واسطے غیر موثر تھا۔ اور نہ عرضی دعوے اس امر کے واسطے موثر تھیں۔ نسبت رہن کے اُنھوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک مدعی کے باپ نے یہ نیت ظاہر کی تھی کہ اپنے آپ کو مالکیت زمینداری سے محروم کرے مگر اُس نیت کو قانونی اثر عطا کرنیکے واسطے کچھ نہ کیا گیا تھا اور کوئی رجسٹری شدہ دستاویز انتقال تحریر نکیگئی تھی اور وہ مجاز تھا کہ اسطرح جائداد کو منتقل کرتا خواہ اُسکی نوعیت ایک بیع کی ہو یا کہ ایک ہبہ کی۔ اس اظہار رائے کی تائید میں کوئی شہادت موجود نہ تھی کہ ایک انتظام خاندانی بدیں مضمون کیا گیا تھا کہ جائداد منتقل کیجانی چاہئے۔ یہ بحث کہ الفاظ رہن نامہ اگرچہ وہ انتقال استحقاق کی حد تک نہ بھی پہونچتے ہوں بہرحال ایک معاہدہ بعوض بدل قیمتی دربارہ انتقال کی شہادت ہیں۔ اُنکی رائے میں ایک ایسی بحث تھی جو بصورت ثابت کئے جانے کے کامیاب ہوتی مگر وہ صراحت کے ساتھ پیش نکیگئی تھی اور نہ اُس کے متعلق کوئی تنقیح قائم کیگئی تھی اور نہ وہ ثابت کیگئی تھی۔ نسبت میعاد کے مبینہ جدید زمیندار کا قبضہ صرف اجازتی قبضہ تھا۔

ہائیکورٹ نے نالش نمبر ۵ ۱۹۰۹ء کا فیصلہ کرکے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ مدعی تابع رہن کے قبضہ کا مستحق ہے اور اُنھوں نے حساب و کتاب کئے جانیکی ہدایت کی تھی۔ نالش نمبر ۳ ۱۹۰۹ء میں اُنھوں نے صرف یہ ہدایت کی تھی کہ قبضہ مدعی کے حوالہ کیا جانا چاہئے۔

یہ طبق اپیل ہائے منجانب تہرو گمانا از طرف خود و بحیثیت ولی پسر خود۔

مسٹر ڈی این منجانب اپیلانٹان نے یہ عذر کیا کہ اہم جزو اس انتظام خاندان جس کی کہ شرائط دستاویز ۴ نومبر ۱۸۹۰ء میں درج کی گئی تھیں ایک کامل انتقال منجانب زمیندار اول دربارہ استحقاق زمینداری کے تھا۔ درخواست ہائے بحضور عہدہ داران مال اور داخل خارج اور دیگر کارروائیات ایسے وسائل تھے جنکے ذریعہ سے انتظام مذکور کا عمل درآمد کیا گیا تھا۔ رہن نامہ اور دیگر معاملات کو ملا کر پڑھنے سے ایک قابل پابندی معاہدہ ظاہر ہوتا تھا

سنہ ۱۹۰۱ء
اسودی ایم تہر و غیرہ
بنام
پریا دو راسامی وغیرہ

واسطے اُس انتقال کے کرنیکے جسکا کہ منشا دستاویز مذکور کے رو سے کیجانیکا تہا اگر وہ فی الواقعہ نکیا گیا تہا معاہدہ مذکور بصورت معاہدہ متصور کئے جانیکے رجسٹری کئے جانیکا مقتضی تھا جیسا کہ ایکٹ ستاویز انتقال کے واسطے ضروری تھا ہائیکورٹ کو چاہئے تھا کہ اس جواب کو قابل پذیرائی قرار دیتا - دستاویزات سے بظاہر ہوتا تہا کہ زمیندار کا یہ منشا رتھا کہ اپنے آپکو کل قبضہ سے ماہ نومبر ۱۸۸۱ء میں محروم کرے - اُسکا یہ فعل جسکے کہ بعد داخلخارج اور تبدیلی قبضہ وقوع میں آئی تہا ایک ناممکن التنسیخ فعل تھا۔ اُس شخص کا قبضہ جسکو کہ حق مین انتقال کیا جانا مقصود تھا مخالفانہ تھا خواہ وہ بروئے انتقال کے جائز نہ بھی ہو - بمقابلہ اُس شخص کے جو کہ اُسکی منسوخی کی نالش کرسکتا تہا اسمیں میعاد کا عذر شامل ہے - مرتہن کا موجود ہونا جو صرف ایک ترتیبی فریق تہا ضروری نہ تھا -

مسٹر اے فلپس بجانب مدعی رسپانڈنٹ نمبر ا سے جواب طلب نکیا گیا تھا -

مسٹر جے ایچ اے برینسن بجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲ مرتہن نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ ایک فریق بنایا گیا تہا اسلئے وہ مستحق تھا کہ بصورت عدم موجودگی کسی انتظام یا نوٹس بدین مضمون کے کہ اُسکی حاضری ضروری نہیں ہے حاضر ہوتا - اسلئے اُسنے خرچہ کی استدعا کی تھی -

تجویز :- تنازعہ حال میں امر مابہ النزاع ناقابل تقسیم زمینداری ایاکودی ہے ۱۸۸۱ء میں اُس کا مالک اودالا تہا اُسوقت ایک معاملہ کیا گیا تہا جس کے رو سے تہر گنانا اُسکا بھتیجا مالک ہونے کا دعوے کرتا ہے - وہ بشمولیت اپنے نابالغ پسر کے اصلی مدعاعلیہ بعدالت ماتحت و اپیلانٹ حال ہے - اسکے بعد ۱۸۸۱ء میں پریا مدعی رسپانڈنٹ حال اودالا کے یہاں اُسکی زوجہ انگال کے بطن سے پیدا ہوا تہا وہ بھی بربنائے وراثت از طرف پدر خود کے مالک ہونیکا دعوے کرتا ہے جو ۱۸۹۰ء میں فوت ہوا تہا -

دراصل دو نالشات نمبر ۳۰۵ و نمبر ۳۰۵ ۱۸۹۹ء ہو گئی تہیں - مگر فرق مابین اُنکے صرف یہ تہا کہ بہت سی جائداد جو ایک نالش میں شامل ہے ایک رہن کے تابع ہے جسکے کہ انفکاک کی استدعا مدعی کرتا ہے اور کہ اُس کا ایک خفیف جزو جسمیں ایک محل اور ایک مندر اور بعض اوقاف شامل ہیں جو دوسری نالش میں امر مابہ النزاع ہے تابع رہن نہیں ہے سوال ہر دو نالشات میں ایک ہی ہے یعنی معاملات ۱۸۸۱ء کا اثر کیا تہا ؟ - دیگر تنقیحات اُٹھائی گئی ہیں مگر اُسپر عدالت ہذا میں بحث نہیں کیگئی سبارڈنیٹ جج نے فیصلہ بحق مدعاعلیہ کے کیا تھا ہائیکورٹ نے اُس کے خلاف فیصلہ کیا ہے اور مدعاعلیہ نے اُس کے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل کیا ہے -

سنہ ۱۹۰۰ء
اسودی پلم وغیرہ
بنام
پیریا قودا سامی وغیرہ

اوو الا زمینداری مذکور کا قابض ۱۸۶۷ء میں بروئے انتقال منجانب پدر خود کے ہوا تھا جسنے اپنے آپ کو سن بیسیدہ اور نا قابل اہتمام کاروبار ہائے کے ظاہر کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنے باپ سے زیادہ قابل نتھا اور اسکے قبضہ میں جائداد کے قرضجات جو پہلے ہی زیادہ تھے اور زیادہ ہو گئے تھے ۱۸۷۳ء میں اسنے ایک رہن انتفاعی بطور پٹہ ۱۹ سالہ کے بحق ایک شخص راما ناتھن چٹیار کے بعوض پہلے قرضجات اور مبلغ ..... سالانہ منجانب مرتہن بغرض اخراجات خاندان ادا کئے جانے کے تحریر کر دیا تھا۔ مگر قرضجات دن بدن بڑہتے گئے تھے اور ۴ نومبر ۱۸۸۳ء کو ایک جدید انتظام لکشمانن چٹیار کے ساتھ کیا گیا تھا جو راما ناتھن کا وارث تھا اور مرتہن حال ہے -

دستاویز رہن مذکور تحریر کردہ (۱) اوو الا زمیندار (۲) اسکے برادر کروتھا (۳) مدعا علیہ تہر وگنانا ولد کروتھا و (۴) ایک اور پسر کروتھا کی ہے اور وہ بحق مرتہن لکشمانن کے ہے۔ اسکے شروع میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمنے انتفاعی طور پر اس کے پاس زمینداری کا رہن بعوض مبلغ دو لاکھ ..... کے تحریر کیا ہے" اسمیں بتفصیل قرضجات جائداد بیان کئیگئی ہے جسمیں سب سے زیادہ قرضہ پہلے سے واجب الادا لکشمانن تھا۔ دیگر مابعد کی رقوم قریباً ..... کی حد تک پہونچتی ہیں جو سب قرضہ ہر چہار اشخاص تحریر کنندہ دستاویز نے واجب الادا از طرف خود ظاہر کیا ہے۔ انہیں سے ایک مبلغ ..... کا قرضہ خاص کیا گیا ہے "جو کہ آج ہمنے بغرض قرض لیا گیا ہے کہ بعد تصفیہ تنازعات مابین اراکین خاندان کے وہ بطور معاوضہ کے مذکورہ بالا اوو الا کو ندا ما اور گل کو جو ہم میں سے ایک ہے واسطے انتقال یا کوری زمین اور زنانا ما مبدی متا کے عطا کیا جائے اور اس غرض کے واسطے کہ وہ ایک عرضی کلکٹر ضلع مدورا کے پاس مشعر اظہار امر واقعہ مذکور کے کرسکے گا"

مابعد فریقین نے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مرتہن کو ایک رہن انتفاعی جائداد مذکور کا بعوض سود اسکے قرضہ کے تحریر کر دیا ہے اور کہ اسنے اسمیں رضامندی ظاہر کی ہے اور کہ انہوں نے ۲۸ مواضعات مع اسکے ملحقات کے اس کے نام منتقل کئے ہیں۔ وہ یہ شرط کرتے ہیں کہ مرتہن گورنمنٹ کو پیشکش اور ابواب سرکار ادا کریگا اور نیز ہمارے گذارہ کے واسطے ہمکو مبلغ ....۵ ماہوار وظیفہ دیگا۔ فقرات نمبر ۱۴ و نمبر ۱۵ حسب ذیل ہیں: "۱۴ - ہم نہ صرف کلکٹر ضلع مدورا صب کلکٹر ڈویژن ڈنڈیگل و تحصیلدار تعلقہ پلنی کو بذریعہ عرضی ہائے اور یادداشت کے یہ اطلاع دینگے کہ انتقال بروئے رہن انتفاعی کے تمہارے حق میں کیا گیا ہے

سنہ ۱۹۱۶ء
اسودی تیم وغیرہ
بنام
پیریا ڈوراسامی وغیرہ

اور کہ جملہ کارروائیات بمعاملات مال ہمارے نام پر کیجانی چاہئیں بلکہ ہم امر واقعہ مذکور کو بذریعہ اشتہار کے مواضعات مذکور میں بھی مشتہر کردینگے۔ فقرہ۔ ۲۵۔ جونہی کہ مذکورہ بالا رقم رہن اور رقم صرف کردہ بمرمت وغیرہ اور رقم صرف کردہ بالشات کا کامل بیباق کسی فصلی کے اخیر میں خواہ ہم سب کیطرف سے یا تہروگنانا اوڈوالا اور گل کیطرف سے کیا جائے تمکو لازم ہوگا کہ زمین مذکور سادرتا کا قبضہ تہروگنانا اوڈوالا مذکور کے حوالہ کردو جو ہم میں سے ایک ہے "

وہ عرائض جنکا کہ ذکر دستاویز مذکور میں کیا گیا تھا اوڈوالا نے ۷ ر نومبر کو پیش کی تھیں۔ ایک ڈپٹی کلکٹر مدورا کے نام بالفاظ ذیل تھی: " چونکہ علاوہ سن رسیدہ اور ناقابل انتظام زمینداریہائے ایاکودی درتایا سبدی اور جملہ دیگر جایدادہائے غیر منقولہ ملحق بہ زمینداریہائے مذکور ہونیکے اور نیز بباعث ان فرائض کی تعمیل کے ناقابل ہونیکے جوکہ بحیثیت حقدار پچالا ناٹکن پتی موضع ملحق بہ دیوستانم سری اگو بالسوامی پیرول کے ہمپر عاید ہیں اور نیز اسوجہ سے کہ ہم لاولد ہیں ہمنے استحقاق مذکور اسودی تیم تہروگنانا اوڈوالا نائکر کے حق میں منتقل کر دیا ہے جو سب سے بڑا پسر ہمارے برادر کرونا کو تدامانائکر کا ہے اور جو نزدیکیتر وارث زمین مذکور اور دیگر مقبوضجات کا ہے اور ہمنے ابھی سے زمین مذکور و دیگر جایدادہائے کا قبضہ تہروگنانا اوڈوالا نائکر مذکور کے حوالہ کر دیا ہے لہذا اس کے کہ ہمنے اس کے ساتھ یہ انتظام کیا ہے کہ وہ ہمکو ماہواری مبلغ ۱۵ روپیہ واسطے ہمارے نان ونفقہ کے ادا کرتا رہے۔ اسلئے میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ تہروگنانا مذکور کا نام درج رجسٹر کیا جائے اور کہ احکام آیندہ واسطے جملہ کارروائیات مال کے اس کی معرفت بحیثیت زمیندار زمین ہائے مذکور اور حقدار دیوستانم کے بجائے ہمارے صادر کئے جائیں

دوسری عرضی کلکٹر مدورا کے نام بمنشاء مذکور کیگئی ہے۔

۷ ر نومبر کو اوڈوالا نے ایک بیان تحصیلدار تعلقہ ملبی کے پاس بالفاظ ذیل کیا تھا: " عرضی مورخہ ماہ حال جواب پیش کیگئی ہے ایک ایسی عرضی ہے جو میں نے سب کلکٹر کے پاس کی ہے نیز میں نے کلکٹر کے پاس بھی اسی تاریخ کو ایک عرضی کی تھی چونکہ میں نے اپنے برادرزادہ تہروگنانا اوڈوالا نائکر ولد کوندامانائکر کے حوالہ مواضعات

سنہ ۱۹۰۰ع
اموو یپم وغیرہ
بنام
پریاڈوراسامی وغیرہ

مذکور اور دیگر متعلقہ ضمنیات ملحق بہ زمین مذکور بباعث اپنی ناقابلیت انتظام کاروبار زمین مذکور کے اور دیگر وجوہات پر جوکہ عرضی مذکور میں بیان کیگئی ہیں کردیئے ہیں۔ بہلوی جملہ کارروائیات متعلق بہ سرکار آیندہ اُسی کی معرفت کیجانی چاہئیں"

اسکے بعد اوو الا اور تحصیلدار کے دستخط ہیں۔ ایک اور سوال اوو الا سے کیا گیا تہا جسکا جواب اُسنے یہ دیا تہا "میری کوئی اولاد نہیں ہے" اور اسپر بھی اُسنے اور تحصیلدار نے دستخط کئے ہیں۔

یہ ایسے معاملات ہیں جنپر مدعا علیہ نے اُس انتقال کے ثبوت کے لئے انحصار کیا ہے جسکی کہ روسے وہ دعویدار ہے یہ امر متنازعہ نہیں ہے کہ مطابق اُس قانون کے جو اسوقت مروج ہے ایسا انتقال سوائے ایک رجسٹری شدہ دستاویز کے نہ کیا جاسکتا تہا۔ عرضی مائے اور وہ بیان جو کلکٹر کے پاس کیا گیا تہا کوئی رجسٹری شدہ حیثیت نہیں رکہتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ داخل خارج کاغذات کلکٹری میں ۱۸۶۴ع میں کیا گیا تھا۔ گو ہم مواضعات کا قبضہ ہمیشہ مرتہن کے پاس رہا ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اوو الا کبھی دیگر جائیداد سے بیدخل کیا گیا تہا۔ لیکن اگرچہ ایک کامل تبدیلی بھی ان امور کے متعلق کیجاتی تاہم اُس سے زیادہ سے زیادہ یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ اُسوقت سے میعاد شمار کیجاتی۔ اُس سے شرائط قانون انتقال مہیا نہ ہوتیں۔

سبارڈینیٹ جج نے مدعی کو اس قانون کا استفادہ اسوجہ سے عطا نہیں کیا کہ اُسکو متعلق تنقیح قائم نکیگئی تہی۔ اسمیں اُسنے غلطی کی ہے۔ کیونکہ اُس فریق کو جو ایک انتقال پر انحصار کرے اُسے ثابت کرنا چاہئے اور دوسری تنقیح میں جیساکہ ہائیکورٹ نے ظاہر کیا ہے یہ سوال اُٹہایا گیا ہے کہ آیا بروئے بیان کردہ انتظامات کے جائیداد مدعا علیہ کے نام منتقل ہوگئی تہی۔

پس سوال یہ ہے کہ آیا رہن سے ایک بینہ انتقال ہو جاتا ہے۔ بلاواسطہ طور پر وہ نہیں ہوتا۔ اسمیں ایسے انتقال کے کئے جانیکا منشا ہے اور ایک عرضی میں اس امر واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اُس کے روسے یہ ضروری ہے کہ مرتہن کو چاہئے کہ اگر کل خاندان یا مدعا علیہ کیطرف سے زر رہن ادا کیا جائے تو جائیداد مدعا علیہ کے حوالہ کردے۔ مگر بلحاظ نمونہ کے اور در اصل وہ ایک انتظام مابین خاندان و مرتہن ہے نہ کہ ایک انتظام مابین اراکین خاندان کے۔

ان بعد مدعا علیہ کا دعوے دوسری صورت میں پیش کیا گیا ہے اور اسی امر پر در اصل عدالتہائے ماتحت میں بحث کی گئی ہے۔ عذر یہ کیا گیا ہے گو رہن میں واقعی انتقال شامل نہیں تاہم اُس سے ایک بہتر معاہدہ بحق ایک رکن کے ظاہر ہوتا ہے اور مدعا علیہ اب مجاز ہے کہ اوو الا کے ورثا سے اُس معاہدہ کی تعمیل کا مطالبہ کرے

سنہ ۱۹۲۰ء — امودی پیم وغیرہ بنام پریا ڈوراسامی وغیرہ

اس میں شبہ نہیں کہ اگر ایسا استحقاق موجود ہو تو وہ مدعی کے دعوے کا جواب ہو سکتا ہے اور اس درست نمونہ پر غور کیا جانا ضروری نہیں ہے جبکہ کہ مطابق وہ موثر کیا جاتا ہو۔ ہائیکورٹ نے اس امر کو مدعا علیہ کیواسطے مضر سمجھا تھا کہ انکا دعوے اسطرح پر عدالت ماتحت میں پیش نکیا گیا تھا اور یہ کہ اس کے متعلق کوئی شہادت پیش نہ کیگئی تھی۔ صریحًا مدعا علیہ پر لازم تھا کہ ایک معاہدہ مابین خود و اوو والا ئینی بر بدل قیمتی بدیں مضمون کا ذکر کرتا کہ اوو الا مالک نہیں ہے اور یہ کہ مدعا علیہ مالک ہو گیا ہے۔ بصورت عدم موجودگی ایسے بیان کے ان واقعات کا امتحان نہیں کیا گیا جس کی کہ موجودگی سے اوو الا کو رہن کے تحریر کرنے اور عرضی کے پیش کرنیکی تحریک ہوئی تھی

اگر دستاویزات مذکور سے صحیح شہادت بدل قیمتی کے بحق اوو الا منتقل ہونیکی ملتی تو اس امر پر غور کیا جانا ضروری ہوتا کہ آیا مدعا علیہ ایسے دعوے کے بر طبق اپیل کرنیکا مجاز ہے یعنی صاحب نے مقدمہ پر نہایت تحمیل کے ساتھ اس قیاس پر بحث کی ہے کہ وہ غیر منفصل ہے۔ اسکو ایسا ہی تصور کرکے حکام عالیمقام یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ موجودگی ایک معاہدہ بعوض بدل قیمتی مابین مدعا علیہ اور اوو الا کی رہننامہ سے ثابت ہوتی ہے۔ ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ انتقال مذکور ایک جزو عام انتظام خاندانی کا تھا مگر اسکا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے۔ عذر یہ کیا گیا ہے کہ خاندان نے اپنے آپکو مرتہن کے روپیہ کی ادائیگی کا ذمہ دار بنایا ہے۔ مگر جیسا کہ ہائیکورٹ نے ظاہر کیا ہے خاندان ایک مشترکہ خاندان تھا اور جایداد مشترکہ تھی گو وہ ناقابل تقسیم تھی اور غرض یہ تھی کہ مرتہن کے استحقاق کو قوی کیا جائے نہ کہ خاندان میں تبدیلی کیجائے اس کے روسے مرتہن پر یہ ظاہر نکیا گیا تھا کہ آیا جایداد بعد انفکاک کے اوو الا کے نام منتقل ہو گی یا کہ مدعا علیہ کے نام سب یہ چاہتے تھے کہ جایداد بیع سے محفوظ ہو جائے اور اسوقت کی حیثیت اوو الا کے لحاظ سے یہ اغلب تھا کہ یا تو اسکا برادر کلاں تھا یا اسکا بھتیجا مدعا علیہ انکی وفات کے بعد زمیندار ہو گا اس امر کی کوئی وجہ بیان نہیں کیگئی کہ کیوں انتقال استحقاق از طرف چچا کے بحق بھتیجے کے ایک جزو انتظام خاندان کا بنایا جاوے تاکہ جایداد خاندان ہی میں رہے اگر کوئی وجہ تھی تو وہ بیان اور ثابت کیجانی چاہئیے تھی۔

نسبت ان مالی معاوضات کے جو اوو الا کے حق میں پیدا کئے گئے تھے صرف دو قابل ذکر ہیں ایک مبلغ ۵۰ روپیہ ماہوار کی پنشن ہے جو صرف ایک مسلسل مشاہرہ ادائیگی بجانب راماناتھن کا ہے جو جملہ اراکین خاندان کے گذارہ کے واسطے ہے دوسرا مبلغ ۔۔۔ سمہ روپیہ جو کہ بحق اوو الا کے بطور معاوضہ انتقال جایداد کے ادا کیا جانا بیان کیا گیا تھا مگر اس امر کی کوئی شہادت موجود نہیں کہ یہ معاوضہ کبھی اوو الا کو دیا گیا تھا اور دستاویزات سے

سنہ ۱۹۲۰
اموحی پٹم وغیرہ
بنام
پیڈا ڈورا سامی وغیرہ

اُسمیں شبہ کرنیکی وجوہات ظاہر ہوتی ہیں - وہ بعد اُسوقت کے ادا کیا جانا تھا جبکہ تنازعہ مابین اراکین خاندان کا تصفیہ ہوجائے - کوئی شہادت دربارہ کسی ایسے انتظام کے نہیں دیگئی - اُس ادایگی کو بطور معاوضہ انتقال بحق اودالا سمجھنا اُن عرائض کے نامطابق ہے جو کہ اُس نے تین یوم بعد کی تھیں اور نیز اُس بیان کے جو کہ اُسنے تحصیلدار کے پاس تیرہ یوم بعد کیا تھا - دستاویزات مذکورہ میں سے کسی میں اُسنے وصولی زرمذکور کا حوالہ نہیں دیا ہے ماسوائے اسکے کہ اسکو مبلغ ۵۰۰ روپیہ ماہوار واسطے گذارہ اپنے اور خاندان کے ملیگا - وہ وجوہات جو اُسنے انتقال مذکور کی بیان کی تھیں یہ ہیں کہ وہ کمزور ہے اور کہ اُسکی بیاہی اولاد نہیں اور کہ تھروگنانا نزدیک ترین وارث ہے اگر اس بیان میں کوئی صداقت ہوتی کہ مرتہن نے مبلغ ... اودالا کو بطور معاوضہ انتقال جایداد کے ادا کیا تھا تو اس امر کی تشریح ناممکن ہے کہ اُسکا ذکر عرائض میں نکیا گیا تھا جنکی غرض ایک جائز انتقال کے کرنیکی تھی -

اس مکمل شہادت کی موجودگی میں مدعا علیہ پر لازم تھا کہ اپنے آپکو اس معاہدہ سے مستفید کرنیکے لئے بذریعہ اپنے عذرات اور شہادت کے اُسکو مناسب مرحلہ تجویز میں پیش کرتا چونکہ اُسنے ایسا نہیں کیا اس لئے درست طور پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ وہ بربنائے اس تنقیح کے ناکامیاب رہا ہے -

مقدمہ ہذا بری از مشکل نہیں ہے مگر حکام عالیمقام کی یہ رائے ہے کہ ہائیکورٹ نے درست نتیجہ قانونی اخذ کیا ہے یعنی یہ کہ گو ایک نیت دربارہ جایداد کے منتقل کرنیکے موجود تھی تاہم وہ مطابق طریق قانون کے نکیا گیا تھا اور کہ منتقل لیہ اب نیت مذکور سے استفادہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کوئی معاہدہ مبنی بر بدل قیمتی ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے -

مرتہن بطور رسپانڈنٹ کے ایزاد کیا گیا ہے - مسٹر مین نے اب یہ استدعا کی ہے کہ وہ رسپانڈنٹ کا خرچہ ادا کرنیسے سبکدوش کیا جانا چاہئے کیونکہ کسی شخص نے اُس کے حقوق کی نسبت اعتراض نہیں کیا اسلئے اُسکا حاضر ہونا ضروری نتھا - مرتہن کو صحیح طور پر اس امر میں حق حاصل ہے کہ تنازعہ بدوران نالش لنفاک کو ملحوظ رکھے - مگر اُسنے جوڈیشل طور پر اپنے آپکو کسی اور عمل سے مستثنے رکھا ہے جبکہ تنازعہ مابین چچازاد برادران کو اُسنے ایک ایسا معاملہ سمجھا ہے جو اُسکے متعلق نہیں - یہ ممکن ہے کہ اُسکے ساتھ ایسا انتظام کیا جاسکتا تھا جسکی وجہ سے اُسکا حاضر ہونا ضروری نہوتا - مگر ایسا نہیں کیا گیا اور وہ عدالت ہذا میں حاضر ہوا ہے اور وہ کسی فریق کا طرفدار نہیں ہوا - اپیلانٹان یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مرتہن کو شامل کرنے پر بطور امر ضابطہ کے مجبور تھے - اگر یہ درست ہے تو یہ ایک ضروری نتیجہ اپیل ہے اور اُسکا خرچہ بطور ایک جزو خرچہ اپیل ہذا کے سمجھا جانا چاہئے -

سنہ ۱۹۰۰
امودی پٹم وغیرہ
بنام
پریاڈوراسامی وغیرہ

وجوہات بالا کے بیان کرنے میں حکام عالیمقام نے زیادہ تراہم نالش انفکاک اور دوسری نالش قبضہ میں تمیز نہیں کی - دونوں کا نتیجہ تابع ایک ہی رائے کے ہے اور مقدمات کو ہائیکورٹ نے بھی ایسا ہی متصور کیا ہے - حکام عالیمقام نہایت عجز سے حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہر دو اپیل ہائے ہر دو رسپانڈنٹان کے مقابلہ میں خارج کئے جائیں جنکا خرچہ اپیلانٹان کو ادا کرنا چاہئیے -

اپیل ہائے خارج کئے گئے -

سالسٹران منجانب اپیلانٹان :- میسٹرز لافورڈ واٹرہوس اینڈ لافورڈ -

سالسٹر منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱ پریاڈوراسامی :- مسٹر آر ٹی ٹشکر -

سالسٹران منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲ لکشمن چیٹی :- میسٹرز کین راجرس اینڈ کمپنی -

---

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ڈہابوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و لارڈ رابرٹسن صاحب و لارڈ لنڈلے صاحب و سر فورڈ نارتھ صاحب

سنہ ۱۹۰۰ء ۱۶ و ۲۲ و ۲۳ نومبر
۲۸ فروری و
۶ و ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

واسودیوا پادہی کہدنگا گرو (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام گونی دیوان بخشی مہاپترو لوگرو (مدعی) رسپانڈنٹ*

[برطبق اپیل بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس]

دہرم شاستر - حقوق نسبت مواضعات عطا کردہ بحق ایک رکن خاندان مشترکہ اہل ہنود کے - امتناع میعاد بعد منقضی ہونے عرصہ تین سال کے ناقابلیت کے رفع ہونے پر - اطلاق دفعات ۷ و ۸ و ۲۸ دفعات ۱۲ و ۱۴۴ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء

تابع ایک شرط کے دفعہ ۷ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء کا اثر یہ ہے کہ ایک شخص جو تابع ناقابلیت کے ہو بعد رفع ہونے ناقابلیت مذکور کے ایک نالش اسی عرصہ کے اندر رجوع کرنے کا مجاز ہے جو کہ اس کو بروئے ضمیمہ مذکور کے حاصل ہوتی جبکہ وہ قابل ہوتا - شرط متعلق یہ اپیل امر یہ ہے کہ میعاد عطا کردہ بعد عرصہ ناقابلیت کے کسی صورت میں اس تاریخ تک زیادہ از تین سال نہ ہونی چاہئیے جبکہ ناقابلیت رفع ہو جائے -

بلا واسطہ شہادت دربارہ ان واقعات کے موجود نہ تھی جنکی کہ موجودگی میں بکھی اندو برادران کے نام جنکی جائیداد مشترک تھی عطیہ مذکور کیا گیا تھا (جواب فوت ہو چکا ہے) سوال مابین فریقین حال کے (جو علی الترتیب برادران مذکور کے پسران تھے) یہ پیدا ہوا تھا کہ آیا عطیہ مذکور بحق سطلی لہ کامل طور پر اسکے فائدہ کے واسطے

حاصل ہوا تہا یا کہ وہ دونوں اراکین کے فایدہ کیواسطے مشترک طور پر حاصل ہوتا تہا اور اُن دونوں کے مابین مشترکہ جایداد بنانا تہا -

مگر یہ امر صحیح تہا کہ قطعی قبضہ مدعاعلیہ جو بعطی لہٗ کا پسر تہا بحق جایداد مشترکہ کے سنہ ۱۸۵۸ء سے جاری رہا تہا جبکہ پسماندہ برادر بہی فوت ہوگیا تہا - مدعاعلیہ اپنے باپ کی وفات کے وقت نابالغ تہا اور بعد سنہ ۱۸۶۳ء کو قریب بالغ ہوا تہا - عرصہ میعاد زیر دفعہ مذکور یا مد ۱۲۴ یا ۱۲۷ ضمیمہ دوم کے اندر مدعاعلیہ نے تنہا مالکیت کا استحقاق قایم کیا بلکہ واسطے نالش کی تہی مشترکہ جایداد کا قبضہ اسکو جداگانہ استحقاق کے مقابلہ میں مخالفانہ تہا جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا تہا کہ مدعاعلیہ کا استحقاق دربارہ دو مواضعات مذکور کے بحیثیت جداگانہ جایداد کے اگر کوئی تہا بجرئے اطلاق دفعہ ۲۸ کے زایل ہوگیا تہا - یہ زوال استحقاق بذریعہ شہادت کے ثابت کیا گیا تہا اور اسکی نسبت اعتراض کی جا بہی ضرورت نہی نتیجہ یہ ہوا تہا کہ ڈگری ہایکورٹ (جسکا کہ فیصلہ بربنائے واقعات کے مدعی کے حق میں تہا) بربنائے قانون میعاد اور استحقاق بروجہ عدم موجودگی دعوے کے بحال رکہی گئی تہی -

اپیل بناراضی ڈگری (۲۵ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء) صادرہ ہایکورٹ مشعر تنسیخ ڈگری (۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء) صادرہ صاحب جج ضلع گنجام جسکہ نالش کو خارج کیا تہا -

مدعی رسپانڈنٹ اور مدعاعلیہ اپیلانٹ چچازاد برادران تہے - انکے پدران جو آپسمیں برادران تہے ایک خاندان مشترکہ اہل ہنود کے اراکین تہے - ہر دو برادران قبل سنہ ۱۸۵۵ء کے ختم ہونیکے فوت ہوگئے تہے دونو ایک ایک بیوہ اور نابالغ پسر چہوڑ گئے تہے بڑے بہائی بیاناپادہی مدعاعلیہ داسو دیوا پادہی کا باپ تہا جسنے سنہ ۱۸۶۹ء میں سن بلوغ حاصل کیا تہا چہوٹا برادر گوروناتہا پادہی مدعی گونی دیوان بخشی کا باپ تہا جو سنہ ۱۸۷۱ء میں بالغ ہوا تہا - یہ امر تسلیم کیا گیا تہا کہ بڑے بہائی نے ایک عطیہ دو مواضعات انعام واقعہ ضلع گنجام کا راجہ تعلقہ چکاتی سے حاصل تہا -

ان مواضعات کا دعوے مدعی نے نالش تقسیم حال میں بدیں بیان کیا تہا کہ وہ اسمیں مشترک حق اپیلانٹ کے ساتہہ رکہتا ہے وہ سوال جسپر کہ بر طبق اپیل ہذا بحث کیگئی تہی یہ تہا کہ آیا عطیہ جو ابتداءً صرف مدعاعلیہ کے باپ کے نام کیا گیا تہا دراصل مشترکہ اور واسطے فایدہ بعطی لہٗ اور اُس کے برادر کے تہا یا وہ قطعی طور پر مدعاعلیہ کے واسطے اور اسکی اولاد کے فایدہ کے واسطے تہا - اس سوال پر عدالتہائے ہندوستان میں اختلاف ہوا ہے - عدالت اول نے فیصلہ بحق مدعاعلیہ کے کیا تہا اور بر طبق اپیل مدعی کے ہایکورٹ نے فیصلہ مذکور کو منسوخ کیا ہے اپیل مذکور زیر دفعہ حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی کے

سنہ ۱۹۰۱ء

واسودیوا پادی
بنام
گمونی دیوان بخشی

روبرو بحث کیگئی تھی۔ جملہ واقعات اُنکو فیصلہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

عرضیہ دعوے داخل کردہ ۱۸۹۱ء کے رو سے مواضعات مذکور کی تقسیم اور انکا نصف حصہ مع واصلات کے تاریخ بیدخلی مدعی سے جو اُسنے ۱۸۸۰ء میں واقعہ شدہ بیان کی تھی دلاپانیکا دعوے کیا گیا تھا۔ مدعا علیہ نے اپنے جوابدعوے تحریری میں مدعی کے مشترکہ قبضہ تا ۱۸۸۰ء کو تسلیم کیا تھا۔ مگر اُسنے یہ عذر کیا تھا کہ مواضعات مذکور راجہ نے صرف اُسکے باپ کو عطا کئے تھے اور اُنکا ہبہ بحق مشترکہ جائداد برادران کے نکیا تھا۔ مدعا علیہ نے اس امر سے انکار کیا تھا کہ مدعی کا باپ مشترک حق رکھتا تھا۔ اس امر واقعہ کا علم اُسکو پہلے سے حاصل نتھا بلکہ وہ ۱۸۸۰ء میں اس امر سے واقف کیا گیا تھا اور اُسوقت سے زمانہ حال تک بلا شرکت غیرے قابض رہا ہے۔ نیز مقدمہ ہذا میں اُسنے میعاد کا بھی عذر کیا ہے۔

تنقیحات مقرر کردہ یہ تھیں:- (۱) آیا عطیہ مواضعات بحق صرف مدعا علیہ کے باپ کے کیا گیا تھا یا کہ ہر دو برادران کے حق میں مشترک طور پر (۲) آیا مدعا علیہ کا یا مدعی کا بیان دربارہ تاریخ بیدخلی مدعی کے درست ہے (۳) آیا مدعی کا دعوے زائد المیعاد ہے یا نہیں۔

صاحب جج ضلع نے ۱۰ راکتوبر ۱۸۹۲ء کو پہلی تنقیح پر یہ فیصل کیا کہ مدعی کامل طور پر یہ ثابت کرنے سے قاصر رہا ہے کہ ہر دو مواضعات بطور مشترک ہبہ کے اُسکے باپ کو اور نیز مدعا علیہ کے باپ کو عطا کئے گئے تھے۔ دوسری تنقیح پر اُسنے قرار دیا تھا کہ وہ شہادت جو مدعی نے اپنے قبضہ بارہ سالہ قبل از بیدخلی بہ ۱۸۸۰ء کے ثابت کرنیکے واسطے پیش کی تھی قابل اعتبار نہیں ہے اور اُسنے نالش کو خارج کیا تھا۔

بر طبق اپیل کے ہائیکورٹ (پارکر صاحب و شفرڈ صاحب جسٹسان) نے ۳۰ راپریل ۱۸۹۴ء کو فیصلہ مذکور منسوخ کیا تھا اور نالش کو شہادت موجودہ مسل اور دیگر شہادت پر فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بھیجا تھا جو کہ مدعا علیہ پیش کرنا چاہے مگر مزید شہادت مذکور ایسے گواہان کے بیان تک محدود کیگئی تھی جنکا پہلے نام لیا گیا تھا یا جو پہلی تجویز کے وقت طلب کئے گئے تھے۔

شہادت مذکور پر نالش کی سماعت اُس جج نے کی تھی جو کہ بجائے پہلے جج کے جانشین ہوا تھا۔ نالش بہر ۱۷ راکتوبر ۱۸۹۶ء کو خارج کیگئی تھی۔

مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ایک بنچ (شفرڈ صاحب جسٹس و سبرامنیا ایار صاحب جسٹس) نے فیصلہ مذکور کو منسوخ کیا تھا۔ اپنے فیصلہ میں اُنہوں نے یہ بیان کیا تھا کہ: "یہ فرض کرکے کہ عطیہ بحق بڑے برادر کے کیا گیا تھا جو اُسوقت دیگر ارکین خاندان کے ساتھ مشترک تھا ہماری یہ رائے ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
واسودیوا پادہی
بنام
گونی دیوانی ننجا

کہ استعمال جایداد کی شہادت سے قوی طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عطیہ بحق خاندان کے تہا نہ کہ قطعی طور پر صرف ایک برادر کے حق میں"

اپنے فیصلہ کے اخیر میں اُنہوں نے یہ بیان کیا تہا کہ اُن کے خیال میں نتیجہ مقدمہ سے یہ اخذ کیا جانا چاہئے کہ عطیہ در اصل جایداد کو بحق خاندان منتقل کرنیکے واسطے کیا گیا تہا اور کہ فریقین نے اُسکو ایسا ہی سمجہا تہا -

برطبق اپیل ہذا مسٹر جے ایل اے برنین منجانب اپیلانٹ نے یہ حجت کی کہ ہائیکورٹ کو یہ قرار دینا چاہئے تہا کہ ریسپانڈنٹ یہ ثابت کرنیکی قاصر رہا ہے کہ وہ مدعا علیہ کے ساتھ مواضعات میں حصہ لینے کا مستحق تہا - اس نتیجہ کی کوئی کافی وجہ موجود نہ تھی کہ بباعث عطیہ زمیندار بحق بڑے برادر بیانا پادہی مشترکہ برادران کو بباعث اُن کے مشترکہ استحقاق واقعہ دیگر جایداد کے اُسکا بہی مستحق ہونا چاہئے - جبکہ یہ کہا گیا ہے کہ عطیہ کا منشا مواضعات کے بغرض استفادہ خاندان نہ کہ صرف بیانا کے فایدہ کے واسطے منتقل کرنیکا تہا - مگر نہ تو قیاساً اور نہ بروئے شہادت کے یہ نتیجہ درست معلوم ہوتا ہے اور کہ بلحاظ عام دعوے کے جو ثابت کیا گیا ہے جایداد مذکور برادر مذکور کی جداگانہ جایداد قرار دیجانی چاہئے تہی - یہ ثابت نکیا گیا تہا کہ وہ آمدنی جو مواضعات مذکور سے حاصل ہوتی تہی اغراض خاندان مشترکہ کے واسطے بعد وفات بیانا کے جو بڑا برادر تہا استعمال کیجاتی رہی تہی جو ۱۸۵۶ء سے پہلے وقوع میں آئی تہی - اور یہ قیاس کیا گیا ہے اور ثابت نہیں کیا گیا کہ دوران نابالغیت چچازاد برادران میں مواضعات مذکور پر اُن بیوگان کا مشترکہ قبضہ رہا تہا جنہوں نے کہ مہتمم مقرر کیا تہا اُس سال کے بعد جو مدعی نے ۱۸۸۸ء اور مدعا علیہ نے ۱۸۷۴ء بیان کیا ہے مدعا علیہ تنہا طور پر قابض رہا ہے -

اس امر کے ثابت کرنیکے واسطے کہ جایداد مشترکہ تہی یا تو مشترک قبضہ پہلو سے ثابت کیا جانا ضروری تہا یا یہ کہ ابتداً جداگانہ قبضہ تہا اور اُس صورت میں یہ ثابت کیا جانا چاہئے تہا کہ بعد میں جایداد مذکور مشترکہ مقبوضہ خاندان میں شامل کیگئی تہی - اور موخر الذکر صورت میں یہ کہ مواضعات مذکور کی نسبت بطور مشترکہ جایداد خاندان کے کاروائی کیجاتی تہی ان امور میں سے کوئی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا معطی کی نیت پر غور کرنا ضروری تہا اور وہ بادی النظر میں صرف بیانا کو فائیدہ پہونچانیکی معلوم ہوتی ہے - ہبہ اُس کے حق میں ذاتی سمجہا جانا چاہئے تہا اور اُسکی تعبیر اس طرح پر کیجانی چاہئے تہی کہ مواضعات صرف اُسی کو عطا کئے گئے تہے - ازاں بعد بلحاظ شہادت متعلق بہ قبضہ کے عدالتہائے کو یہ قرار دینا چاہئے تہا کہ مدعا علیہ بلا شرکت غیرے اور مخالفانہ طور پر زاید از عرصہ میعاد تک قابض رہا تہا بخلاف ازیں

سنہ ۱۹۰۱ء
داسو دیوا پادھی
بنام
بگونی دیان شی

کوئی شہادت اس قرارداد کی تائید میں موجود نہ تھی کہ مدعا علیہ کا دعویٰ اُس عرصہ کیوجہ سے زائد المیعاد ہوتا جو مشترک قبضہ میں صرف ہوا تھا اگر مدعا علیہ نے اپنے قطعی استحقاق کو بیان کرنیکی نالش کی ہوتی -

مدعا علیہ کا دعویٰ اُن صورتوں میں ممیز کئے جانیکے قابل تھا جمیں ایک خاندان مشترکہ کو ایک قبضہ کے حاصل کرنے میں وسایل خاندان پر انحصار کرنیکا استفادہ حاصل ہو - دہرم شاستر متعلق بہ اُن صورتہائے کے جہانتک ایک رکن نے جائداد حاصل کی ہو جس کے رو سے غیر منقسمہ حصہ داران کے حقوق تسلیم کیے گئے ہیں صورت حال پر حاوی نہیں ہے - کیونکہ قانون مذکور کے اطلاق کی وجوہات صورتحال ہیجہ جو تجویز ہیں سندات ذیل کا حوالہ دیا گیا تھا :- سری متی سورجی منی داسی بنام دینو بندو ملک (۱) گداد ہر ما بنام اجودہی رام چودہری (۲) کشوری لال بنام چمن لال (۳) گوردھن داس بنام گوکل منی داس (۴) نرائن باباجی بنام نانا منوہر (۵) سری راجہ چلی کنی وینکٹا راما نیما گرو بنام اپا راؤ بہادر گرو (۶) شیو غلام سنگہ بنام ہرن سنگہ (۷) دہرم داس پانڈے بنام مساۃ شاما سندری دیباہ (۸) بلسنگہ بنام چترد ہاری سنگہ (۹) چندر ہری میتی بنام راجہ نرندر و نرائن رائے (۱۰) امرتھ ناتھ چودہری بنام گوری ناتھ چودہری (۱۱) و دہرم شاستر سٹرینج صاحب جلد ۱ باب ۹ درباره تقسیم صفحات ۲۰۸ و ۲۰۹ طبع سنہ ۱۸۳۰ء اور معلومہ سندرجہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۵ -

مسٹر جے ڈی مین بجانب رسپانڈنٹس نے یہ حجت کی کہ ابتدائی عطیہ بحق بڑے رکن خاندان مشترکہ کے جو حیثیت کہ اُسوقت بڑے برادر کی تھی یہ قیاس پیدا کرتا تھا کہ وہ صرف منی کے فایدہ کے واسطے تھا - بخلاف ازیں بہتر شہادت باظہار اس امر کے موجود تھی کہ مواضعات مذکور جملہ اشخاص سے بطور مشترک جائداد فریقین کے متصور کئے گئے تھے - قانونی قیاس متعلق بہ جائداد خاندانی اور شہادت بتائید مشترکہ استحقاق و بہ تردید جداگانہ جائداد کا ذکر کیا گیا تھا اس قیاس کو رفع کرنیکے واسطے مدعا علیہ پر ایک قوی دعویٰ کا ثابت کرنا

(۱) (سنہ ۱۸۵۹ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۶ صفحہ ۵۲۶ و ۵۳۸ (۲) (سنہ ۱۷۹۴ء) سیلکٹ رپورٹ جلد ۱ صفحات ۲۹۶ (۳) (سنہ ۱۸۰۵ء) رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ (۴) (سنہ ۱۸۴۳ء) فلٹن رپورٹ صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۹ و ۱۷۱ و ۱۷۵ و ۱۸۸ (۵) (سنہ ۱۸۷۰ء) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۱۵۳ و ۱۶۷ (اپیل دیوانی) (۶) (سنہ ۱۸۹۷ء) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۷ (۷) (سنہ ۱۸۸۶ء) بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ و ۱۶۶ (۸) (سنہ ۱۸۴۳ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۳ صفحہ ۲۲۹ و ۲۴۰ (۹) (سنہ ۱۸۶۸ء) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۵۸۵ (مقدمہ دیوانی) (۱۰) (سنہ ۱۸۷۳ء) ویکلی رپورٹر جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۴ (مقدمہ دیوانی) (۱۱) (سنہ ۱۸۷۰ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۵۴۲ لغایت صفحہ ۵۴۷ -

سنہ ۱۹۰۱ء
داسو دیوا پادہی
بنام
گمدنی دیوان بخشی

لازم تہا کہ جایداد مشترک ملکیت خاندان بھی - اور قیاس مذکور رفع نہیں کیا گیا - اس امر کے ثابت کرنیکا بار ثبوت کہ مواضعات بطور جداگانہ جایداد کے عطا کئی گئی تہے مذمہ مدعا علیہ تھا جو ایسا بیان کرتا تہا - بار ثبوت مذکور سے سبکدوشی حاصل نہیں کیگئی - اسلئے ڈگری بحق مدعی کے واسطے تقسیم اور واصلات تا بجد اُس کے حصہ کے صادر کیجانی چاہئے تھی - ایک ہبہ کی صورت میں یہ بہتر طور پر قرار دیا گیا تھا کہ یہ ثابت کیا جانا ضروری ہے کہ کس نیت سے وہ کیا گیا تہا اور حاصل کیا گیا تہا جبکہ ہبہ بحق ایک رکن خاندان مشترکہ کے کیا گیا ہو اور وہ اُسکا دعوے بطور جداگانہ جایداد کے کرتا ہو تو اس امر کے ثابت کرنیکا بار اُسیکے ذمہ ہے کہ واہب اور موہوب لہ دونوں کا یہی منشا رہتا - اُس نیت کا معلوم کرنا ضروری تہا جو کہ واہب نے جایداد کے عطا کرنے میں رکہی تھی - نیز اس طریق کا ظاہر کرنا ضروری تھا جسکے کہ مطابق ہبہ کے متعلق کارروائی کیگئی تھی - اور نیز بار ثبوت دوسرے فریق کے ذمہ ہے اگر کوئی روپیہ یا دیگر جایداد حصول میں استعمال کیگئی ہتی اس امر کے ثابت کرنیکا کہ صورت حال میں حصول کے واسطے کسی مشترک جایداد کا استعمال نہ کیا گیا تہا - سندات ذیل کا حوالہ دیا گیا تہا :- ستاکشر حصہ دوم باب دفعہ ۴ - سنو باب ۹ فقرہ نمبر ۲۰۶ - دہرم شاستر سٹرینج صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۵ - دہرم شاستر سٹرینج صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۶۵ اور نیز مقدمات محولہ بالا کا رسریتی سورجی من داسی بنام دینو بندہو ملک (۱) دہرم داس پانڈے بنام سماۃ شاما سندری دیبیاہ (۲) ہمل سنگہ بنام چیتر دہاری سنگہ (۳) امرتا ناتہ چودہری بنام گوری ناتہ چودہری (۴)) - وہ عطیہ جو صورت حال میں کیا گیا تہا کسی خاص وجہ سے اپلانٹ کے ساتہ تعلق نہ رکہتا تہا - واقعات سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ وہ خاندان کے واسطے کیا گیا تہا اور قانونی قیاس قوی طور پر اُسی طرف مائل ہے - ہبہ کے متعلق یہ خاندان ہونیکے خلاف کوئی وجہ معلوم نہ تھی - اور نہ کوئی ایسی غرض بیان کیگئی ہے جسکی وجہ سے ہبہ صرف اپلانٹ کے باپ کے حق میں کیا جاتا نسبت شہادت قبضہ کے یہ حجت کیگئی تھی کہ کوئی شئے اس طریق کے متعلق معلوم نہیں ہے جسکو کہ مطابق جایداد کے ساتہ ۱۸۴۲ء سے ۱۸۵۰ء تک کارروائی کیگئی تھی - مگر اُس کے بعد شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بطور مشترک جایداد کے استعمال کیگئی تھی اگر وہ جداگانہ ہوتی تو وہ بطور جداگانہ جایداد بڑے برادر کے منتقل ہوتی - مگر یہ امر صریح ہے کہ اُسکی وفات پر مواضعات مذکور کی نسبت بطور ایک مشترکہ جایداد خاندانی کی کارروائی کیگئی تھی

(۱) (۱۸۵۶ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۶ صفحہ ۵۲۶ و ۵۲۸ (۲) (۱۸۶۳ء) مورز انڈین اپیلز جلد ۹ صفحہ ۲۲۹ و ۲۴۰ -
(۳) (۱۸۶۶ء) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۵۸ (مقدمہ دیوانی) (۴) (۱۸۶۹ء) " " جلد ۱۱ صفحہ ۴۵ و صفحہ ۵۴

سنہ ۱۹۰۱ء
واسودیوا پادہی
بنام
گونی دیوان گشی

اور جب وہ بیوگان کے قبضہ میں رہتے تو انکی آمدنی اُس مہتمم سے وصول کیجاتی تھی جسکو کہ اُنہوں نے مقرر کیا تھا۔ کوئی دعوےٰ نسبت جائیداد کے بطور جداگانہ جائیداد کے مطابق بیان مدعا علیہ کے ۱۸۶۹ء تک نکیا گیا تھا۔ اُسوقت میعاد کا سوال پیدا ہوا تھا اور وہی وقت بنائے دعوے کے پیدا ہونیکا تھا یعنی اسی وقت مدعا علیہ اپنی جائیداد جداگانہ سے اگر کوئی تھی، اُن اشخاص سے بیدخل کیا گیا تھا جو کہ اسکو مشترک جائیداد بیان کرتے تھے۔ دفعات ۴، ۷ و ۱۸ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کا حوالہ دیا گیا تھا بمطابق دفعہ ۷ کے مدعا علیہ کو صرف تین سال کی میعاد اُس تاریخ سے حاصل تھی جبپر کہ اُسنے سن بلوغ حاصل کیا تھا جس کے کہ اندر وہ ایک نالش واسطے قایم کرانے اپنے استحقاق دربارہ مواضعات مذکور کے رجوع کرسکتا تھا۔ اُنکا قبضہ بطور مشترک جائیداد کے اس دعوے کے مقابلہ میں مخالفانہ تھا کہ وہ اُسکی جداگانہ جائیداد ہیں مدعا علیہ کے سن بلوغ حاصل کرنیسے تین سال کے اندر اُسنے کوئی نالش رجوع نکی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اُسکا استحقاق بروئے دفعہ ۲۸ کے زائل ہوگیا تھا اگر وہ کبھی موجود بھی تھا۔ اور بخلاف ازیں وہ استحقاق محفوظ ہوگیا تھا جسپر کہ مدعی رسپانڈنٹ نے اصرار کیا ہے۔

مسٹر جے ایچ اے برنین نے اسکا جواب دیا اور مقدمہ مسماۃ مہامیا دیبا بنام گوری کنٹ چودہری (۱) کا حوالہ دیا۔

اسکے بعد ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو حکام عالیمقام کا فیصلہ لارڈ ڈیوی صاحب نے حسب ذیل صادر فرمایا۔

تجویز۔ اپیل ہذا بناراضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس مصدرہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کے کیا گیا ہے جسکے رو سے ڈگری صاحب جج ضلع گنجام مورخہ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء منسوخ کیگئی تھی۔

اپیلانٹ مدعا علیہ بیانش حال بیانا پادہی کا اکلوتا پسر ہے جو سنہ ۱۸۵۵ء سے تھوڑا عرصہ پیشتر فوت ہوگیا تھا اُسوقت اپیلانٹ ۱۰ یا ۱۱ سال کی عمر کا تھا۔ رسپانڈنٹ مدعی نالشحال اپیلانٹ کا چچازاد برادر ہے اور وہ گوروناتہا پادہی کا پسر ہے جو سنہ ۱۸۵۵ء میں فوت ہوا تھا۔ رسپانڈنٹ بہ نسبت اپیلانٹ کے قریباً دو سال بڑا ہے۔ دونوں برادران بیانا پادہی اور گوروناتہا پادہی ایک مشترکہ خاندان اہل ہنود کے اراکین تھے۔

سوال مقدمہ ہذا میں یہ ہے کہ آیا دو مواضعات زیر بحث مشترک جائیداد ہیں یا جداگانہ جائیداد مدعا علیہ ہیں یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ مواضعات مذکور بیانا پادہی کو زمیندار تعلقہ چیکاتی نے عطا کئے تھے۔ دستاویز عطیہ پیش نہیں کیگئی اور وہ اطلاع جو کہ حکام عالیمقام کو دربارہ عطیہ مذکور کے حاصل ہوئی ہے اُن دو احکام میں درج ہے جو کہ کلکٹر گنجام کیطرف سے زمیندار مذکور کے نام جاری ہوئے تھے پہلا حکم ۱۸ اگست سنہ ۱۸۶۴ء کا ہے جو بالفاظ ذیل

(۱) (سنہ ۱۸۶۰ء) سیلکٹ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ صفحہ ۲۳۶

سنہ ۱۹۰۱ء
درسودیوا پادہی
بنام
گونی دیوان بخشی

ہے : میں اُس دوامی عطیہ کو پسند کیا ہے جو کہ تمنے بیانا پادہی کہندنگا ساکن جیانتی پورم کے نام زیر دفعہ ۱۸ ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء دربارہ اُس اراضی جنگل کے کیا ہے جو راجندراپورم کے نام سے موسوم اور تمہارے تعلقہ سے ملحق ہے اور جس کے رو سے مبلغ صہ سالانہ کتوبدی مقرر کیگئی ہے اور جسمیں حدود بیان کیگئی ہیں۔ مگر تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اشخاص جلنتھرا کیطرف سے اُس کی حدود کے متعلق کوئی تنازعہ نہونا چاہئے" دوسرا حکم کلکٹر کا ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۴۲ء کا مرقومہ تھا۔ اُسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کلکٹر نے " زیر دفعہ ۱۸ ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء ۸۴۰ بہرا نامہاے اراضیات جنگل کے عطیہ کو پسند کیا ہے جو کہ حق بیانا پادہی کہندنگا کے متوفی زمیندار تعلقہ سری برنداون چندر راجندرا دیوگرو کے بعد مقرر کرنے کتوبدی کے اور مقرر کرنے اُسکی حدود کے کیا گیا ہے۔ آپکو چاہئے کہ کہندنگا مذکور کو یہ اطلاع دو کہ وہ اراضی مذکور کی ترقی کرے اور اُسے قابل پیداوار بنائے اور اُس سے ہر سال مقدار کتوبدی مقرر کردہ مبلغ صہ سالانہ کے حساب سے وصول کرو" اُن واقعات کے متعلق کوئی شہادت موجود نہیں ہے جنکی کہ موجودگی میں عطیہ مذکور کیا گیا تھا اور نہ دربارہ اُس طریق کے جسکو کہ مطابق جایداد کا استعمال کیا گیا تھا یا اس امر کے متعلق کہ آیا وہ بطور مشترک یا جداگانہ جایداد کے تاریخ عطیہ سے پسماندہ برادر کی وفات ہو توعہ ۱۸۵۸ء تک متصور کیگئی تھی۔ اُس واقعہ کے وقوعمیں آنے پر ہر دو برادران کی بیوگان سلنے ایک قسم جایداد مقرر کیا تھا اور اس امر سے انکار نہیں کیا گیا کہ دوران نابالغیت اپلانٹ میں وہ بطور مشترک جایداد خاندان کے متصور اور استعمال کیجاتی تھی اور کہ بعد اُس کے قریباً ۱۸۷۴ء میں سن بلوغ حاصل کرنیکے اُسکو اپلانٹ اور رسپانڈنٹ نے کئی سال تک ایسا ہی متصور کیا تھا۔ سبارڈینیٹ جج نے وہ تاریخ جبتک واقعات کی وہ صورت رہی تھی ۱۸۸۸ء بیان کی ہے اور حکام عالیمقام یہ قیاس کرتے ہیں کہ اُن کے فیصلہ کی غرض کیواسطے وہی تاریخ درست ہے۔ ایک تنازعہ مابین دو چچازاد برادراں کے شروع ہوا تھا اس پر اپلانٹ نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ مواضعات مذکور کا مستحق بطور جداگانہ جایداد اپنے باپ کے ہے اور وہ اُسکا مستحق بطور اُسکے وارث کے ہے اور اُسنے رسپانڈنٹ کو بیدخل کر دیا تھا۔ اسوجہ سے نالش حال رسپانڈنٹ نے اور نومبر سنہ ۱۸۹۱ء کو رجوع کی تھی۔ سبارڈینیٹ جج نے اُسکو اپلانٹ کی جداگانہ جایداد قرار دیا تھا۔ مگر اُسکی ڈگری کو ہائیکورٹ نے منسوخ کیا تھا۔ بنحو اُسکو جایداد مشترکہ خاندان قرار دیکر تقسیم کی ڈگری دی تھی۔ حکام عالیمقام اس سوال کو کسیقدر مشکل معلوم کرتے ہیں کہ آیا جایداد جداگانہ جایداد بیانا کی تھی یا کہ وہ اُسنے اپنے نام پر مشترکہ خاندان کے فایدہ کے واسطے حاصل کی تھی کیونکہ کوئی بلا واسطہ شہادت دربارہ اُن واقعات کے موجود نہیں ہے

سنہ ۱۹۰۱ء

واسودیوا پادھی بنام گوپی دیوانی شیپی

جنکی کہ موجودگی میں عطیہ کیا گیا تہا یا در بارہ اسطریت کے جسکی کہ مطابق جائیداد دوران حیات بیا نا میں تصور کی گئی تھی چنانچہ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ مقدمہ پر دوبارہ بحث کیجائے۔ بروقت دوسری بحث کے وکیل رسپانڈنٹ نے میعاد کا سوال اٹھایا تھا اور حکام عالیمقام نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ رسپانڈنٹ کو وجہ مذکور پر کامیاب ہونا چاہیئے۔ ایکٹ میعاد کی دفعہ ۷ بالفاظ ذیل ہے: "اگر وہ شخص جو مستحق نالش کرنے یا درخواست گذراننے کا ہے۔ اسوقت جبسے میعاد سماعت شمار کیجائیگی نابالغ یا مجنون یا مخبوط العقل ہو تو اُس کو جائز ہے کہ بعد موقوف ہو جانے وجہ ناقابلیت کے اُسی میعاد کے اندر نالش رجوع کرے یا درخواست دے جو درصورت نہونے کسی وجہ ناقابلیت کے اُسوقت سے محسوب ہوتی جو ضمیمہ منسلکہ ایکٹ ہذا کے خانہ سوم میں اُس امر کے لئے معین کیا گیا ہے" ازاں بعد حکم در بارہ دو یا ایک یا زیادہ ناقابلیت کے درج ہے اور حکم در بارہ ناقابلیت کے تاریخ وفات شخص مذکور تک جاری رہنے کے اور دفعہ مذکور کی اخیر میں یہ حکم ہے: "دفعہ ہذا کی کوئی عبارت نالشات حق شفع سے متعلق نہیں ہے اور نہ اُس سے یہ متصور ہوگا کہ شخص مذکور کی ناقابلیت کے موقوف ہو جانے یا وفات کے وقت سے وہ میعاد جس کے اندر نالش رجوع ہونی یا درخواست گذرنی چاہیئے تین سال سے متجاوز ہوگی" اسلئے دفعہ مذکور کا اثر یہ ہے کہ ایک نا قابل شخص بعد موقوف ہو جانے ناقابلیت کے اُس میعاد کے اندر نالش کرسکتا ہے۔ جو کہ اُس کو بصورت دیگر بروئے ضمیمہ منسلکہ کے حاصل ہوتی مگر تابع اس شرط کے کہ میعاد کسی صورت میں ناقابلیت کے موقوف ہونیسے تین سال سے متجاوز نہوگی تمثیل ب عین صورت حال کی تمثیل ہے۔ حکام عالیمقام واسطے اغراض اپنے فیصلہ کے ایک ایسا قیاس کرینگے جو اپیلانٹ کے حق میں زیادہ تر مفید ہو اور وہ یہ قیاس کرتے ہیں کہ ۱۸۵۲ء تک جو پسماندہ برادر کے وفات کی تاریخ تھی وہ بطور جداگانہ جائیداد بیا نا کے متصور کیگئی تھی جسکا کہ وارث ہونیکا مستحق اپیلانٹ بطور اُس کے وارث کے تھا مگر قیاس مذکور پر اپیلانٹ اپنی جائیداد جداگانہ سے بیدخل کیا گیا تھا کم از کم اُسوقت جبکہ اُسکا چچا ۱۸۵۶ء میں فوت ہوا تھا اور مقدمہ مدعا علیہم ۲ ضمیمہ دوم کی ذیل میں آتا ہے۔ لیکن اگر یہ درست نہو تاہم خاندان مشترکہ کا قبضہ اُسی تاریخ سے اُس کے مقابلہ میں مخالفانہ تھا اسطرح پر وہ مدعا علیہم ۱۴۴ کی ذیل میں آتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
واسودیوا پادہی
بنام
گمونی دیپان نستی

اغراض حال کے واسطے یہ بیان کرنا غیر ضروری ہے کہ وہ کس مد کی ذیل میں آتا ہے پس اسصورت میں اپیلانٹ بعد منقضی ہونے میعاد تین سال کے بعد حصول سن بلوغ کے نالش نکر سکتا تہا۔ زان بعد دفعہ ۲۸ کے روسے اُسکا استحقاق جائیداد اُس عرصہ کے منقضی ہونیکے بعد زائل کیا گیا ہے جو ایک نالش قبضہ کے رجوع کرنے کے واسطے مقرر کیا گیا ہے۔ امر مذکور پر صریح طور سے عذر کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ وہ صرف رسپانڈنٹ کے استحقاق کی شہادت ہے۔ مگر امر مذکور صورت حال میں پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ بلاشبہ طور پر عدالت ماتحت میں امر مابہ النزاع تھا اور در اصل تنقیح سوم میں اُٹھایا گیا ہے۔ جو یہ ہے کہ آیا مدعی نے کوئی استحقاق بروئے قبضہ کے حاصل کیا ہے سب آرڈینیٹ جج نے اُس تنقیح کا فیصلہ مدعی کے خلاف کیا ہے مگر معلوم نہیں ہوتا کہ کن وجوہات پر۔

یہی امر اپیلانٹ کی وجہ ششم بہائیکورٹ میں اُٹھایا گیا ہے گو عدالت مذکور کے واسطے مطابق اس رائے کے جو کہ اُسنے مقدمہ میں اختیار کی تھی اُسپر کسی رائے کا ظاہر کرنا غیر ضروری تھا۔ صرف ایک ہی جواب جو حجت مذکور کا دیا جا سکتا ہے دفعہ ۱۸ پر مبنی ہے یعنی یہ کہ ابتدائی عطیہ کی موجودگی کا اخفا رسپانڈنٹ سے فریبانہ طور پر کیا گیا تہا۔ اس جواب کی تائید کافی طور پر فقرہ سوم جوابدعوے میں کیگئی ہے گو فقرہ مذکور میں فریب کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ مگر حکام عالیمقام کی یہ رائے نہیں ہے کہ کوئی ایسا دعوے ایسے درست طور پر ثابت کیا گیا ہے جیسا کہ الزام فریب کے واسطے ضروری ہے۔ بلاشبہ طور پر کسیقدر شہادت بدیں مضمون موجود ہے کہ ابتدائی عطیہ نامہ رسپانڈنٹ کے قبضہ میں آیا تھا اور کہ وہ اُسنے پیش نہیں کیا۔ بخلاف ازیں مدعاعلیہ نے ایک اور دستاویز کی نقل پیش کی ہے اور اُسنے یہ بیان تک نہیں کیا کہ وہ ابتدائی عطیہ سے ناواقف تھا یا کہ کب اوّلاً اُسکو اُسکا علم ہوا تھا۔

حکام عالیمقام کی رائے میں یہ شہادت الزام فریب کے ثبوت میں کافی نہیں ہے۔ اس لئے اُن کی یہ رائے ہے کہ اپیل خارج کیا جانا چاہئے اسوجہ پر کہ مدعاعلیہ کا استحقاق قبضہ (اگر کبھی موجود بھی تھا) زائل ہو گیا ہے اور وہ نہایت عجز سے حضور ملک معظم قیصر ہند دام اقبالہ کو ایسا ہی مشورہ دیتے ہیں۔

اپیلانٹ کو خرچہ اپیل ہذا ادا کرنا چاہئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹران اپیلانٹ:۔ میسرز لافورڈ واٹرہوس اینڈ لافورڈ۔

سالسٹر رسپانڈنٹ:۔ مسٹر آر۔ ٹی۔ لنکر۔

صیغہ اپیل دیوانی

١٠ و ١١ و ١٢ فروری ١٩٠١ء

باجلاس سر آرنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

متھیرام بہائی و ایک کس دیگر (مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳) اپیلانٹان بنام سعانا تہانایکار وغیرہ (مدعیان نمبر ۱ و نمبر ۲ و مدعاعلیہ نمبر ۱) ریسپانڈنٹان*

ایکٹ انتقال جائیداد - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۰۰ - رہن - نالش بجانب پسران بخلاف پدر واسطے تقسیم کے - مابعد کا رہن جائیداد متنازعہ منجانب پدر - ڈگری برضا بانالش تقسیم - مابعد کی ڈگری ایک نالش بربنائے رہن بخلاف صرف باپ ہیں - ذمہ واری جائیداد بر طبق اجرار - اثر اس دستاویز کا جس سے ایک رہن مقصود ہو مگر جو بلحاظ نمونہ کے ناقص ہو - مواخذہ -

مدعیان نے جو مدعاعلیہ نمبر ۱ کے پسران تھے ۱۸ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو ایک نالش بخلاف اپنے باپ کے تقسیم کے واسطے رجوع کی تہی - ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کو انکے باپ نے ایک دستاویز رہن دربارہ مکان متنازعہ کے مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے حق میں تحریر کی تھی - مگر دستاویز مذکور کی تصدیق صرف ایک گواہ نے کی تہی - ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء کو ایک راضی نامہ داخل کیا گیا تہا اور ایک ڈگری بربنائے اسکے نالش تقسیم مابین مدعیان اور انکے باپ کے صادر کیگئی تہی جسکی رو سے باپ نے مدعیان کے حق میں اپنا کل استحقاق واقع جائیداد غیر منقولہ خاندانی منتقل کر دیا تہا اور صرف کافی روپیہ واسطے ایفار ان مواخذجات کے اپنے پاس رکہا تہا جو جائیداد مذکور پر تھے مواخذہ جات مذکور در اصل ادا کئے گئے تہے اور مدعی نے قبضہ حاصل کر لیا تھا - مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے صرف باپ کے برخلاف ایک ڈگری اپنے زر رہن کی اور بصورت اسکی عدم ادائیگی کے نیلام جائیداد مذکور کی حاصل کر کے جائیداد مذکور کو ایک نیلام بعلت اجرار ڈگری مذکور میں خرید کر لیا تھا اور قبضہ بوساطت عدالت کے حاصل کر لیا تہا جسکے بعد مدعیان نے ایک درخواست زیر دفعہ ۳۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک ایسے حکم کے واسطے کی تھی جسکی رو سے انکا قبضہ بحال کیا جاوے اور درخواست مذکور کے خارج کئے جانے پر انہوں نے نالش حال رجوع کی تھی -

تجویز ہوئی کہ مدعیان قبضہ دلا پانیکے مستحق تہے بخلاف مدعیان کے وہ ڈگری جو مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے حاصل کی تھی صرف ایک ذاتی ڈگری بخلاف پدر کے متصور کیجانی چاہئے اور کہ مکان مذکور اسکی اجرار میں نیلام نکیا جا سکتا تہا کیونکہ وہ جداگانہ جائیداد مدعیان بروے ڈگری بنالش تقسیم کے تہا جبکہ ڈگری مذکور حاصل کیگئی تھی -

سوال - آیا ایک دستاویز جو ایک رہن کے طور پر تحریر کیگئی ہو مگر جو احکام قانون کی عدم تعمیل کی وجہ سے ناجائز ہو مابین فریقین کے اس طرح پر عمل قرار دیجانی چاہئے کہ وہ ایک اخذہ زیر دفعہ ۱۰۰ ایکٹ انتقال جائیداد پیدا کرے؟ -

نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ ایک رہن بعض مکان کا جو مدعاعلیہ نمبر ۱ نے بحق مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے تحریر کیا تہا اور ایک ڈگری جو نالش بربنائے رہن مذکور میں صادر کیگئی تھی مدعیان کے مقابلہ میں ناجائز ہیں اور واسطے حصول ایک حکم بدیں مضمون

* اپیل صیغہ دیوانی نمبر ۹۱ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی ڈگری باشم صاحب جسٹس بمقدمہ نالش دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۰ء

کے کہ قبضہ مکان مذکور کا مدعیان کو دیا جائے -

واقعات مقدمہ ہذا ہیڈ نوٹ میں بیان کئے گئے ہیں اور نیز فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہیں -

سیشا چیر یہ دکما راسامی سستری منجانب اپیلانٹان -

سداسامی ایار و وینکٹا ستار اتیا منجانب رسپانڈنٹان نمبر ا و نمبر ۲ -

تجویز:- مدعیان نابالغ پسران مدعا علیہ نمبر ا کے تھے اور انہوں نے بوساطت اپنے رفیق قریب ترکے مدعا علیہ نمبر ا کی ماں ہے نالش کی ہے -

مدعیان نے اس امر کے استقرار کی استدعا کی ہے کہ رہن ایک مکان کا جو مدعا علیہ نمبر ا نے بحق مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے تحریر کیا ہے اور وہ ڈگری جو بربنائے رہن مذکور کے بحق مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے صادر ہوئی ہے بخلاف مدعیان کے ناجائز اور غیر موثر ہے اور واسطے ایک حکم بدیں مضمون کے کہ قبضہ مکان کا مدعیان کو دیا جائے -

وہ واقعات جنکی کہ موجودگی میں نالش رجوع کی گئی ہے مختصراً حسب ذیل ہیں:- ۱۸ / مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو مدعیان نے بوساطت اپنے رفیق قریب ترکے ایک نالش تقسیم بخلاف مدعا علیہ نمبر ا کے رجوع کی تھی -

۲۴ / جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کو مدعا علیہ نمبر ا نے ایک دستاویز تحریر کی تھی جسکے روسے اُسنے مکان متنازعہ مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے پاس بعوض مبلغ ا... کے رہن کر دیا تھا -

۱۳ / دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو ایک ڈگری برضا نالش تقسیم میں صادر کیگئی تھی -

یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ اُس اقرار نامہ کے روسے جسپر کہ ڈگری برضا مبنی تھی مدعیان کے حق میں کل استحقاق پدر واقعہ جائیداد غیر منقولہ منتقل کیا گیا تھا اور اُسنے صرف اُسقدر روپیہ اپنے پاس رکھا تھا جسقدر کہ مواخذجات برجائیداد مذکور کے ایفا کے واسطے کافی تھا - ہر دو رہن مائے برجائیداد مذکور کا ایفا کیا گیا تھا اور مدعیان نے مکان کا قبضہ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء میں حاصل کر لیا تھا -

مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے (جو مدعا علیہ نمبر ا کے مرتہنان بروئے دستاویز مورخہ ۲۴ / جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کے تھے) ایک نالش بخلاف مدعا علیہ نمبر ا کے بربنائے رہن نامہ مذکور کے رجوع کرکے ایک ڈگری زر رہن اور خرچہ کے دلاپانیکی حاصل کی تھی اور بصورت عدم ادائیگی زر مذکور کے جائیداد کو نیلام کرانے کی - بعلت اجرائے ڈگری مذکور کے مکان مذکور نیلام کیا جا کر مرتہنان نے خرید کر لیا تھا - خرید مذکور ۱۳ / اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو کیگئی تھی اور اُنہوں نے ایک حکمنامہ قبضہ حاصل کرکے اُسکی تابع قبضہ حاصل کیا تھا - اسپر مدعیان نے ایک درخواست سٹی سول کورٹ میں زیر دفعہ ۳۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے حصول ایک حکم مشعر

سنہ ۱۹۰۱ء
ستھیرام بہاٹ
بنام
سوماناتھا نائیکار

بحالی قبضہ بحق خود کے کی تھی - درخواست مذکور اسوجہ پر خارج کیگئی تھی کہ مکان مذکو قبل صدور ڈگری بنالش تقسیم کے رہن کیا گیا تہا اور کہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ باپ (مدعا علیہ نمبر ۱) کا قرضہ لپسران (مدعیان) پر قابل پابندی نہتھا - پہر مدعیان نے نالش حال رجوع کی تھی اور ایک ڈگری حاکم عدالت دوم مقام جسٹس نے مطابق استدعائے عرضید عولے کے صادر کی تھی -

دستاویز مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء ڈگری بنالش تقسیم سے پہلے کی تھی اور سوال اوّل غور کئے جانیکے واسطے یہ ہے کہ آیا دستاویز مذکور بطور رہن مکان متنازعہ او رمواخذہ بر مکان مذکور کے موثر ہے - یہ امر صریح ہے کہ دستاویز مذکور بطور رہن کے موثر نہیں ہے کیونکہ ضروری احکام دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائیداد کی تعمیل نکیگئی تھی کیونکہ دستاویز کی تصدیق صرف ایک ہی گواہ نے کی تھی مگر مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کیطرف سے عذر یہ کیا گیا ہے کہ گو دستاویز مذکور بطور رہن کے غیر موثر ہے تاہم وہ ایک مواخذہ زیر دفعہ ۱۰۰ ایکٹ انتقال جائیداد مکان متنازعہ پر بحق مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے پیدا کرتی ہے - اس اصول پر کہ اگر ممکن ہو ایک جائز اقرار کی جائز نیت کو عطا کیا جانا چاہئے جو صحیح طور پر ظاہر کیگئی ہو - اس امر پر ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ موقوفہ ری پیدا بنام مہر علی شاہ (۱) میں غور کیا تہا اور عدالت نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ دفعہ ۱۰۰ اُس صورت سے متعلق ہوتی ہے جہانتک معاملہ ایک رہن کی حد تک نہ پہونچتا ہو گو جائیداد ادائیگی زر کی کفالت بنائی گئی ہو نہ کہ اُس صورت سے جہانکہ جائیداد کا رہن کرنا مقصود ہو مگر دستاویز بطور رہن کے اسوجہ سے ناجائز ہو کہ احکام قانون کی تعمیل نہیں کیگئی - ہمکو اس رائے کے تسلیم کرنے میں بعد ازتمیں مشکل معلوم ہوتی ہے جہانکہ امر مذکور مقدمہ محولہ بالا کیطرح مابین فریقین دستاویز مذکور کے پیدا ہو - مگر صورت حال میں مدعیان دستاویز مذکور میں فریق نتھے اور نہ وہ اُس نالش میں فریق تہے جو بربنائے دستاویز مذکور کے رجوع کیگئی تھی - بمقابلہ مدعیان کے بہرحال ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈگری بنالش رجوع کردہ مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ صرف بطور ذاتی ڈگری بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے متصور کیجانی چاہئے -

ایک ذاتی ڈگری کے قانونی اثر بخلاف پدر بنالش رجوع کردہ بخلاف پدر جس میں نابالغ لپسران فریق نہ بنائے گئے ہوں پہلا سوال فیصلہ طلب ہے کہ آیا بروقت حاصل کرنے ڈگری مذکور کے خاندان منقسم تھا

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۶۰۸ -

سنہ ۱۹۰۱ء
ستھیرام بھاٹ
بنام
سوباناتھا نایکار

یا کہ آیا مدعا علیہ نمبر ۱ خاندان غیر منقسمہ کا مہتمم تھا؟ - اگر خاندان بروقت حصول ڈگری مذکور کے منقسمہ ہوتا تو مکان بباعث جداگانہ ملکیت پسران ہونیکے، بلاشبہ طور دعلت اجرار ایک ذاتی ڈگری بخلاف پدر کے مہیا ہو سکتا تھا -

مدعیاں کا دعوے یہ ہے کہ خاندان تاریخ صدور ڈگری بنالش تقسیم سے غیر منقسمہ رہا تھا - حجت منجانب مدعا علیہم کے یہ ہے کہ ڈگری کی نسبت اعتراض کیا جا سکتا ہے اور وہ اسوجہ پر منسوخ کیجانی چاہئے کہ وہ اقرار نامہ جسکی کہ تعمیل میں وہ صادر ہوئی تھی زیر دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جائداد بطور ایک انتقال جائداد غیر منقولہ للغرض فریب دہی یا التوائے دائنان کے قابل ابطال تھا - مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کی جوابدعوے تحریری میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اقرار نامہ اور ڈگری بدنیغرض وقوع میں آئے تھے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے دائنان کو لپا کیا جائے اور ایک تنقیح اس امر کی نسبت قایم کیگئی تھی کہ آیا ڈگری بربنائے راضی نامہ فریبانہ تھی - فاضل جج نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ ایسی نہ تھی -

ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ فاضل جج کی یہ رائے ہوتی کہ ڈگری بخلاف دائنان کے فریبانہ تھی تاہم وہ مجاز نہو تا کہ اُسکو کالعدم متصور کرے کیونکہ کوئی نالش یا درخواست منجانب دائنان اُسکی منسوخی کے واسطے نہیں کیگئی تھی اگر صاحب جج تجویز کنندہ نالش مجاز نہ تھا کہ ڈگری کو کالعدم متصور کرے تو ہم بھی اُسکو کالعدم متصور کرنیکے مجاز نہیں ہیں پس اُس صورت میں ڈگری مذکو ساتبک موثر سمجھی جانی چاہئے -

موجودہ صورت واقعات میں ہمارے روبرو ایک موجودہ ڈگری عدالت ہذا کی جسکی کہ روسے خاندان منقسم ہوا تھا اور مکان متنازعہ جداگانہ ملکیت مدعیاں کی ہو گیا تھا موجود ہے اور ایک ذاتی ڈگری بخلاف مدعا علیہ نمبر ۱ کے بعد صدور ڈگری بنالش تقسیم کے صادر کیگئی ہے - واقعات کی اس صورت میں ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نالش زیر دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں مدعیان نے اپنا دعوے واسطے استقرار اس امر کے ثابت کیا تھا کہ انکو قبضہ جائداد کا حق حاصل ہے اور واسطے اس حکم کے کہ انکو اسکا قبضہ حاصل کرنا چاہئے - ہمارے واسطے اس امر کے متعلق رائے ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کامیابی کے ساتھ اُس ڈگری کی نسبت اعتراض کر سکتے تھے جو نالش تقسیم مرجوعہ للغرض مذکور میں صادر کیگئی تھی -

اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے - +

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر امنیا ایالصاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۱۲ دسمبر ۱۹۱۰ و ۱۴ جنوری ۱۹۱۱

مرودا موھتو پاپانی (مدعی) اپیلانٹ　　بنام　　رنگاسامی سوپن و یکس و دیگر (مدعا علیہم) ریاپانڈنٹان

ایکٹ آبکاری (مدراس) - ایکٹ ا نمبر ۱۸۸۶ - امتناع جسکی روسے ایک لائیسنسدار بائع تاڑی کا عرق کی بیع میں حق رکھنے سے باز رکھا گیا ہو - اقرار نامہ شراکت مابین لائیسنسدار بائع تاڑی اور لائیسنسدار بائع عرق کی - عدم جواز - کالعدم اقرار نامہ -

الف تاڑی کے فروخت کرنیکا لائیسنسدار تھا اور ب عرق کو فروخت کرنیکا لائیسنسدار تھا - الف نے ایک اقرار نامہ شراکت ب کے ساتھ تاڑی اور عرق کے فروخت کے واسطے تحریر کیا تھا - بروقت تحریر کیے جانے اقرار نامہ مذکور کے ایک قاعدہ وضع کردہ زیر ایکٹ آبکاری کی روسے تاڑی کے فروخت کرنیکا لائیسنسدار عرق کے فروخت میں کسی تعلق کے رکھنے سے اور عرق کے فروخت کرنے کا لائیسنسدار تاڑی کی فروخت میں کسی تعلق کے رکھنے سے منع کیا گیا تھا الف نے بعد میں ایک نالش بخلاف ب کے واسطے فسخ شراکت اور دلا پانے زر واجب الادا کی جو بحساب شراکت مذکور کے رجوع کی تھی - تجویز ہوئی کہ اقرار نامہ مذکور خلاف قاعدہ وضع کردہ زیر ایکٹ آبکاری کے تحریر کیا گیا تھا اور کہ قاعدہ زیر بحث صرف واسطے محفوظی مالگذاری کے نہ تھا بلکہ اسکی غرض یہ بھی تھی کہ عوام الناس کے فایدہ کے واسطے شراب کی فروخت کیجائے اسلئے اقرار نامہ مذکور شروع ہی سے بباعث خلاف مصلحت عامہ ہونیکے کالعدم تھا -

چونکہ احکام ایکٹ آبکاری سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کو جو کاروبار آبکاری کرتا ہو بطور آقا کے زیر ایکٹ مذکور لائیسنسدار ہونا چاہئے اسلئے ایسا کاروبار ایک ایسے شراکت سے نہیں کیا جا سکتا جسکے کہ پاس لائیسنس کو نہو -

نالش واسطے فسخ شراکت اور دلا پانے زر واجب الادا کی جو بحساب شراکت مذکور کے - واقعات منصف ضلع نے فیصلہ ذیل میں بیان کیے ہیں: "مدعی کا دعوے یہ ہے کہ وہ مدعا علیہ نمبر ا سے دیسی شراب کی فروخت میں شریک بنایا گیا تھا جسکا کہ لائیسنس مدعا علیہ نمبر ا نے گورنمنٹ سے حاصل کیا تھا - بیان یہ کیا گیا ہے کہ معاہدہ مذکور یکم اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو وقوع میں آیا تھا اور کاروبار مذکور کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ زیر معاہدہ مذکور ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء تک کیا گیا تھا نالش اس روپیہ کے دلا پانے کے واسطے ہے جو بھی مدعی

* اپیل دوم نمبر ۱۳۰۸ سنہ ۱۹۰۹ء جو بنا مرافعہ ڈگری آر پی نارایانا ایانگر سب آرڈینیٹ جج کمباکونم بمقدمہ اپیل نمبر ۱۳۸ سنہ ۱۹۰۸ء مشعر بحالی ڈگری ایم ایم عمر علی نمبیار مکنگ منصف ضلع مہیالی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۲۹۶ سنہ ۱۹۰۷ء -

سنہ ۱۹۰۱ء
مرووا موتھو پلائی
بنام
رنگاسامی موپن

در بارہ شراکت مذکور کے واجب الادا ہے کیونکہ اب بباعث اُن مزاحمتوں کے شراکت کا جاری رکہا جانا ممکن نہیں ہو کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے عاید کی ہیں۔ نیز بیان کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۲ بہی یکے از شرکاء ہے مدعا علیہ نمبر ۱ نے معینہ معاہدہ شراکت سے انکار کیا ہے اور اُسنے یہ عذر کیا ہے کہ وہ بباعث خلاف احکام ایکٹ آبکاری اور قواعد زیر ایکٹ مذکور ہونیکے ناجائز ہے اسلئے مدعی کسی دادرسی کا مستحق نہیں ہے اُسنے یہ بہی عذر کیا ہے کہ پہلے دو سال کا دعوے زائد المیعاد ہے۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے مدعی کی تائید کی ہو اور اپنے حصہ کا دعوے کیا ہے۔ صرف تنقیح دوم پر بحث کیگئی ہے جو یہ ہو کہ آیا مذکورہ بالا معاہدہ شراکت اسوجہ سے ناجائز اور خلاف قانون ہے کہ مدعیان نے کوئی کاروبار تاڈی کسی عرصہ زیر بحث کیواسطے کیا ہے؟ آیا اسلئے مدعی اپنے حقوق زیر شراکت کے بخلاف مدعا علیہم موثر کرانیکا مستحق نہیں ہے؟۔ مدعی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ وہ کاروبار تاڈی بروئے لائسنس کے ایک سال تک یکم اکتوبر ۱۸۹۱ء سے ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء تک کرتا رہا ہے لائسنس بطور دستاویز نمبر ۱ کے داخل کیا گیا ہے بروئے شرائط لائسنس مذکورہ کے مدعی اس امر سے باز رکھا گیا ہے کہ کوئی فائدہ دیسی شراب کے فروخت سے تا دوران لائسنس مذکور نہ اُٹھائے (ملاحظہ ہو شرط نمبر ۲۲ دستاویز نمبر ۱) مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ کاروبار تاڈی بھی ایک کاروبار شراکت مابین اُسکے اور مدعا علیہ نمبر ۱ کے تہا۔ اگر یہ درست ہے تو اُسکو واسطے اور بہی خرابی کا باعث ہو وہ نہ صرف اس امر سے باز رکھا گیا ہے کہ دیسی شراب کے لائسنسدار کو کاروبار تاڈی میں فائدہ اُٹھانے دے بلکہ اس امر سے بہی کہ خود بہی دیسی شراب کے کاروبار سے کوئی فائدہ اُٹھائے پس مطابق بیان مدعی کے وہ دونوں طرح مجرم ہے اُسنے مدعا علیہ نمبر ۱ کو اپنے کاروبار تاڈی میں حصہ لینے دیا ہے اور خود مدعا علیہ نمبر ۱ کے کاروبار عرق میں شریک ہوا ہو یہ امر خلاف احکام قانون آبکاری اور قواعد زیر قانون مذکور کے ہو۔ میری رائے میں مدعی عدالت قانون سے کسی استمداد کے کرنیکا مستحق نہیں ہے اُسنے دونو طرح پر احکام قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ شرائط مذکور میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی قابل تعزیر بنائی گئی ہے۔ مدعی نے یہ حجت کی ہو کہ چونکہ قانون آبکاری ایک اناکٹمنٹ مال ہو جسکی غرض صرف مالگذاری کو ترقی دینے کی ہے اسلئے کوئی معاہدہ خلاف شرائط ایکٹ مذکور کے ممنوع اور کالعدم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ موجودہ صورت قانون کی یہ نہیں ہے۔

یہ ایک مسلمہ قانون ہے کہ "ہر ایک معاہدہ جو دربارہ کسی ایسے معاملہ یا امر کے کیا گیا ہو جو ممنوع ہو اور کسی سٹیٹیوٹ کے رو سے ناجائز بنایا گیا ہو کالعدم معاہدہ ہے گو خود سٹیٹیوٹ مذکور میں یہ بیان نکیا گیا ہو کہ وہ ایسا ہی ہوگا بلکہ اُس کے رو سے صرف تاوان قصوروار شخص پر لگایا گیا ہو کیونکہ تاوان سے امتناع

سنہ ۱۹۰۱ء
مرودا موٹو پلائی
بنام
رنگاسامی موپن

مفہوم ہوتا ہے گو کوئی امتناعی الفاظ سٹیٹوٹ میں درج ہوں" (ملاحظہ ہو کتاب چٹی صاحب دربارہ معاہدہ طبع دہم صفحہ ۴۴۱) علاوہ ازیں قانون آبکاری صرف اناکٹمنٹ مال ہی نہیں ہے بلکہ منشی اشیاء کی فروخت کا انتظام کرنا زیادہ تر مصلحت عامہ پر منحصر ہے بنسبت مالگذاری کو ترقی دینے کے گو اسکی رو سے ضمنی طور پر مالگذاری میں بھی ترقی ہو مدراس ایکٹ ۱۸۸۶ء کا اشارہ خصوصیت کے ساتھ مصلحت عامہ کیطرف ہے - ایکٹ مذکور کی تمہید بالفاظ ذیل ہے: "درصورتیکہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ قانون متعلق بہ آمد و روانگی و تیاری و قبضہ شراب و دیگر منشی اشیاء کو مجتمع کیا جائے اور اسکی ترمیم کیجائے اسلئے حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے" اگر مالگذاری کا وصول کرنا اہم غرض یا کم از کم ایک اہم اغراض ایکٹ مذکور ہوتی تو یہ امر تمہید میں مذکور ہوتا جیسا کہ بالعموم ایکٹہائے مالگذاری میں ہوتا ہے - ایکٹ آبکاری بنگال (۱۸۷۸ء) کا حوالہ دیا جاسکتا ہے اس ایکٹ کی تمہید میں علاوہ فقرہ مذکور کے فقرہ ذیل بھی درج ہے: "وصول مالگذاری از اشیاء مذکور" کسی ایکٹ کی غرض عموماً تمہید میں مذکور ہوتی ہے - اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ ایکٹ آبکاری تنہا طور پر ایکٹ مالگذاری نہیں ہے اور کوئی معاہدہ خلاف احکام ایکٹ مذکور کے کرنا خلاف مصلحت عامہ ہے پس جبکہ اس اقرارنامہ کی غرض جسکو کہ مؤثر کرانیکی صورت حال میں استدعا کیگئی ہے ناجائز ہے اسلئے زیر دفعہ ۲۴ ایکٹ معاہدہ خود اقرارنامہ مذکور کالعدم ہے اسلئے مدعی بربنائے اقرارنامہ مذکور کسی دادرسی کا مستحق نہیں ہے (ملاحظہ ہو بائیستب چرن نانو بنام وو ماچرن سین (۱) ہرمزجی سٹو بہائی بنام پسٹنجی دینجی بہائی (۲) رگھوناتھ لالمن بنام نتھو ہیرجی بہائی (۳) و دیبی پرشاد بنام رودپرام (۴)) نیز میں یہ رائے ظاہر کرسکتا ہوں کہ لائسنس عرق عطا کردہ بحق مدعا علیہ اسکو اس امر سے باز رکھتا ہے کہ اپنے استحقاق زیر لائسنس مذکور کو کسی شخص کے پاس فروخت یا منتقل کرے یا اجارہ پر دے - اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ واضعان قانون کی نیت یہ تھی کہ صرف لائسنسدار ہی استحقاق مذکور حاصل کرے - اسلئے ایک شریک کو استحقاق مذکور میں حصہ لینے کے لئے داخل کرنا میری رائے میں خلاف حکم قانون کے ہے - دراصل ایک شریک کو داخل کرنا وہی مراد رکھتا ہے جیسا کہ لائسنسدار کے استحقاق تا حد مذکور کا فروخت یا منتقل کیا جانا - اغلباً ذاتی قابلیت ان اشخاص کی جنکے نام لائسنس ہائے جاری کئے گئے ہوں ایک ضروری امر لائسنس کے عطا کرنے یا نہ کرنے کے واسطے بناتی ہیں خواہ اسکی کوئی وجہ ہو شرط مذکور لائسنس میں درج ہے شرط نمبر ۲ لائسنس

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۳۶ بصفحہ ۴۴۰ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۲
(۳) ,, ,, بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۲۶ (۴) ,, ,, الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۷۰

سنہ ۱۹۰۱ء
مرودا مہوتو پلائی
بنام
رنگاسامی ہوپن

عطا کردہ بحق مدعا علیہ بغرض کاروبار عرق میں اس امر کا ذکر ہے (ملاحظہ ہو دستاویز الف) فریقین نالش حال کو حکم مذکور کا کامل طور پر علم ہے۔ انکا منشا یہ تھا کہ مصلحت قانون کو اسطرح بیپا کریں کہ ایک فریق ٹھیکہ تاڑی حاصل کرے اور دوسرا عرق کا ٹھیکہ لے اور دونوں یکساں فائدہ اُٹھائیں۔ ایسے انتظام میں اگر ایک فریق کوئی فائدہ اُٹھالے اور دوسرے کو اُس سے محروم کرے تو میری رائے میں عدالتِ قانون فریق نقصان رسیدہ کو کوئی دادرسی عطا نہیں کرسکتی۔ وہ اس بات کا خود ذمہ وار ہے کہ اُسنے ایک اقرارنامہ منشا قانون کو بیپا کرنے کے لئے تحریر کیا ہے۔ فریقین آپس میں فیصلہ کرنیکے لئے چھوڑے جانے چاہئیں اسلئے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ مبینہ معاہدہ شراکت ناجائز اور کالعدم ہے اور مدعی بر بنائے معاہدہ مذکور کے عدالت ہذا سے کسی دادرسی کا مستحق نہیں ہے"

اُسنے نالش کو خارج کیا تھا۔ ایکٹنگ سب آرڈینیٹ جج نے بر طبق اپیل کے حکم منصفی کو بحال رکھکر اپیل کو خارج کیا تھا۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

سندرا ایار و تروونکٹا چیریر بجانب اپیلانٹ۔

سواسامی ایار و راماچندر ایار بجانب ریسپانڈنٹ نمبر ا۔

تجویز:۔ مطابق بیان مدعی کے اُسنے ایک اقرارنامہ مدعا علیہ کے ساتھ بدیں مضمون تحریر کیا تھا کہ وہ کاروبار عرق و تاڑی میں شریک ہونگے مدعی نے تاڑی کی فروخت کا اور مدعا علیہ نے عرق کی فروخت کا لائسنس حاصل کیا تھا۔ بوقت تحریر کئے جانے معاہدہ مذکور کے گورنمنٹ کا قانون بروئے ایکٹ آبکاری کے یہ تھا کہ کسی لائسنسدار تاڑی کو کاروبار عرق سے اور لائسنسدار عرق کو کاروبار تاڑی سے فائدہ نہ اٹھانا چاہئیے۔ پس معاہدہ مابین فریقین خلاف قاعدہ مذکور تھا ایسا قاعدہ صرف محفوظیت مالگذاری کے واسطے وضع نہ کیا گیا تھا بلکہ کاروبار شراب کے متعلق پبلک کے فائدہ کے واسطے انتظام کرنیکے لئے بھی (ملاحظہ ہو لیبتیب چرن نائو بنام دوما چرن مسین (۱)) اسلئے معاہدہ مذکور شروع ہی سے بباعث خلاف مصلحت عامہ ہونیکے کالعدم تھا۔

علاوہ ازیں ہمکو یہ قرار دینا چاہئیے کہ معاہدہ مذکور اسوجہ پر بھی ناجائز تھا کہ لائسنس ہر ایک شئے کی فروخت کا صرف ایک شریک نے حاصل کیا تھا۔ احکام ایکٹ آبکاری سے صحیح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کو جو کاروبار آبکاری بطور مالک کے کرے لائسنس زیر ایکٹ مذکور حاصل کرنا چاہئیے۔ اسکی وجہ صحیح طور پر یہ ہے کہ جبتک وہ لائسنسدار رہتا ہے تب تک اُسپر کوئی مواخذہ نہیں ہوسکتا یہ قرار دیا کہ وہ شخص جسنے لائسنس

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۳۳۴ لغایت صفحہ ۳۴۰

سنہ ۱۹۰۱ء
سرودا موتو پلائی
بنام
رنگاسامی موپن

حاصل نہ کیا ہو اُس شخص کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے جس نے کہ لائسنس حاصل کیا ہو اور بحیثیت ایسے شریک کے وہ بشمولیت یا بلا شمول دوسرے شخص کے کاروبار کر سکتا ہے گو یا بلا لائسنس شریک کو اُن ذمہ داریہائے سے سبکدوش کرتا ہے جو کاروبار آبکاری کرنے والے اشخاص پر عاید کیگئی ہیں ۔

اسلئے اپیل دوم ناکامیاب رہتا ہے اور معہ خرچہ رسپانڈنٹ نمبر ۱ خارج کیا جاتا ہے ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا آیا صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۳۰ و ۳۱ جنوری و یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء

ایا ڈورائی پلائی (مدعی) اپیلانٹ بنام سولائی اور غیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان *

ایکٹ میعاد ۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۷ ضمیمہ دوم مد ۱۱۸ ۔ مدعی کا نالش واسطے منسوخی تبنیت کے ۔ امتناع میعاد کا اثر وارث بازگشت قریب تر پر ۔

ایک شخص ت ایک بیوہ اور دو دختران چھوڑ کر فوت ہوا تھا ۔ نیز وہ جائیداد غیر منقولہ چھوڑ گیا تھا جسکا قبضہ بیوہ نے حاصل کر لیا تھا اسکے قریب ۸ سال بعد یعنی ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۰ء میں بیوہ مذکورہ نے الف کو بہ تعمیل اُن اختیار کے تبنیت میں لیا تھا جو اُسکو متوفی شوہر کیطرف سے عطا کردہ بیان کیا گیا تھا ۔ اُس تاریخ سے الف بحیثیت پسر متبنیٰ کے ت کی جائیداد کا وارث ہونیکا دعویٰ کرتا تھا اور ہر دو دختران ت کو اس دعوے کا علم اسیوقت سے حاصل تھا سنہ ۱۸۹۲ء میں یکے از دختران مذکور کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اور اسکی پیدائش سے چھ سال کے اندر یعنی سنہ ۱۸۹۸ء میں نالش حال اُسکیطرف سے بغرض منسوخی الف کی تبنیت کے رجوع کیگئی تھی ۔ الف نے جواب میں یہ عذر کیا تھا کہ نالش بر بنائے مد ۱۱۸ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد ہے ۔ مدعی کیطرف سے یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ میعاد اُسکے برخلاف صرف اُسکی پیدائش کی تاریخ سے گذرنی شروع ہو سکتی ہے ۔

تجویز ہوا کہ نالش زائد المیعاد تھی ۔ دختران بحیثیت ورثائے بازگشت قریب تر کے وراثت کی قائممقام تھیں اور مدعی بطور وارث بازگشت کے ایک ایسا شخص تھا جو حسب منشاء دفعہ ۷ ایکٹ میعاد بوساطت دختران کے دعویدار تھا ۔

نالش واسطے منسوخی ایک تبنیت کے ۔ ایک شخص ستا پا پلائی قریباً ۲۰ سال قبل از رجوع نالش حال فوت ہوا تھا اور ایک بیوہ (مدعا علیہا نمبر ۱) اور دو دختران (مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳) چھوڑ گیا تھا متوفی جائیداد غیر منقولہ چھوڑ گیا تھا جسکا قبضہ اسکی وفات پر اُسکی بیوہ نے حاصل کیا تھا ۔ ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۰ء میں مدعا علیہا نمبر ۱ نے مدعا علیہ نمبر ۴ کو بہ تعمیل اُن اختیارات کے تبنیت کیا تھا

* اپیل نمبر ۷ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری کے مسمی ما ناوہ مدن لا جہ صاحب جج ضلع اکاٹ شمالی بمقدمہ ابتدائی نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۹۸ء

۱۹۰۰ء
پاتھورای پلای
بنام
سولائی امل

جبکی نسبت اُنہوں اُسوقت یہ بیان کیا تہا کہ وہ اُسکو اُسکے شوہر نے عطا کیا تہا۔ مدعی یکے از دختران مذکور یعنی مدعا علیہا نمبر ۳ کا پسر تھا جو ماہ نومبر ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوا تہا۔ نالش حال اُسکی طرف سے ۱۸۹۹ء میں رجوع کیگئی تھی اور عرضیدعوے میں بنائے دعوے کی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ اُسکی پیدائش کی تاریخ پر پیدا ہوا ہے۔ بیوہ (مدعا علیہا نمبر ۱) نے مدعا علیہ نمبر ۴ کی تبنیت کو تسلیم کیا تہا مگر اُنہوں مدعی کی تائید میں بیان کی تھی کہ وہ دراصل بلا اختیار کیگئی تھی کیونکہ اُسکو نادرست مشورہ دیا گیا تھا۔ مدعا علیہ نمبر ۴ نے تبنیت مذکور کے جائز ہونے پر انحصار کیا تھا اور اُنہوں یہ بیان کیا تھا کہ وہ جائداد ہائے بقبضہ مدعا علیہا نمبر ۱ کا وارث ہوا ہے اور اپنی تبنیت کی تاریخ سے اُنکو استعمال کرتا رہا ہے جنہوں یہ دعوے کیا تھا کہ نالش زائد المیعاد ہے اور دیگر جوابات پیش کئے تھے۔ اس امر سے انکار نہیں کیا گیا تہا کہ مدعی کی ماں (مدعا علیہا نمبر ۳) کو اُس دعوے کا علم تہا جو کہ مدعا علیہ نمبر ۴ نے ۱۸۸۶ء میں جبکہ وہ تبنیت میں لیا گیا تھا کیا تھا۔ ایک تنقیح سوال میعاد کے متعلق قائم کیگئی تھی اور صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ نالش زائد المیعاد نہیں ہے۔ اُنہوں یہ بیان کیا تہا کہ "یہ مقدمہ تابع مد ۱۱۸ کے ہے میعاد اُسوقت سے چھہ سال ہے جبکہ تبنیت کا علم مدعی کو ہوا تھا۔ مدعی نابالغ ہے جسکی عمر ابہی چھہ سال کی نہیں۔ مگر بیان یہ کیا گیا ہے کہ چونکہ تبنیت کا علم اس جملہ عرصہ میں مدعی کی ماں اور نانی کو حاصل رہا ہے اسلئے مدعی کی نالش زائد المیعاد ہے۔ حجت مذکور درست نہیں ہے۔ زیر دفعہ ۳ ایکٹ میعاد مدعی میں وہ شخص بھی شامل ہے جس سے کہ اُنہوں استحقاق نالش اخذ کیا ہو صورت حال میں مدعی بحیثیت وارث اپنی ماں یا نانی کے دعویدار نہیں ہے بلکہ بطور وارث اپنے نانا کے دعوے کرتا ہے وہ بوساطت اپنی ماں کے پدر کے نہ کہ بوساطت اپنی ماں کے دعویدار ہے۔ اُسکی ماں یا نانی کا علم مدعی کے دعوے میں خلل انداز نہیں ہو سکتا میں تنقیح مذکور کا فیصلہ بحق مدعی کے کرتا ہوں" مگر اُنہوں تبنیت کو بحال رکہا تھا اور نالش کو خارج کیا تہا۔

مدعی نے اب اپیل حال رجوع کیا ہے۔

آنریبل مسٹر ای نارٹن منجانب اپیلانٹ

سندرا ایار منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۴۔

تجویز:۔ نالش ہذا ایک نابالغ بعمر ۵ سال نے بمنسوخی تبنیت مدعا علیہ نمبر ۴ منجانب مدعا علیہا نمبر ۱ کو منسوخ کرانیکے واسطے رجوع کی ہے۔ مدعی ستبارایا پلائی متوفی شوہر مدعا علیہا نمبر ۱ کی دختر کا پسر ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ تبنیت مذکور ۱۸۸۶ء میں کیگئی تھی اور مدعی ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوا تہا اور نالش حال ماہ نومبر ۱۸۹۸ء میں رجوع کیگئی تھی۔

سنہ ۱۹۰۱ع
ایاوہ رائی بلائی
بنام
سولائی ائی

سوال اوّل واسطے فیصل کئے جانیکے یہ ہے کہ آیا نالش بروئے مد ۱۴۱ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے زایدالمیعاد ہے۔ صاحب جج ضلع نے مدعی کی نالش کو بربنائے واقعات کے خارج کرتیوقت یہ قرار دیا تہا کہ نالش زایدالمیعاد نہیں ہے۔ مگر ہماری رائے میں وہ صحیح طور پر زایدالمیعاد ہے۔ تاریخ تبنیت پر علاوہ بیوہ کے دو دختران ستبارایابلائی مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ بھی موجود تہیں جنمیں سے موخرالذکر دختر مدعی کی ماں ہے۔ اس امر سے انکار نہیں کیا گیا کہ مدعاعلیہم مذکور کو مدعاعلیہ نمبر ۴ کے اس دعوائے کا علم تھا جو کہ اُسنے لطور لیسر متبنٰی کے سنہ ۱۸۸۶ع سے کیا تھا اور اگر اُنہوں نے اکیشا یہ نالش ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۶ع سے چھہ سال کے بعد رجوع کی ہوتی تو وہ بلاشبہ طور پر زیر مد ۱۴۱ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زایدالمیعاد ہوتی۔ گو یہ امر تسلیم کیا گیا تھا تاہم مدعی کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ اُسکا استحقاق لطور نواسہ کے اپنے نانا کی جائیداد کا وارث ہونیکی نسبت بلاواسطہ استحقاق دختر کے تہا اسلئے جہانتک کہ اُسکا تعلق ہے میعاد اسوقت سے گنتی شمار کیجا سکتی ہے جبکہ اُسکو تبنیت کا علم ہوا تہا جو ۱۸۹۳ع سے پہلے نہیں ہوسکتی جبکہ وہ پیدا ہوا تہا اور نالش اُسوقت سے چھہ سال کے اندر رجوع کیگئی تھی۔ رسپانڈنٹان کیطرف سے یہ حجت کیگئی تھی کہ حال جیسی صورتوں میں دختران لطور نزدیک تر ورثائے بازگشت کے وراثت کی قایم مقامان سمجھی جانی چاہئیں اور کہ بعید تر وارث بازگشت جیسا کہ مدعی ہے ایک ایسا شخص قرار دیا جانا چاہئے جو بوساطت دختران مذکور کے حسب منشار دفعہ ۳ تحت میعاد دعویدار ہوا اور اسطرح پر نالش زایدالمیعاد ہوگی۔ ہماری رائے میں یہ عذر ایسا ہے جسکا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔ اسکے خلاف قرار دینا گویا یہ قرار دینا ہے کہ ورثائے بازگشت کو ایک تبنیت کے مسترد کرانے کے واسطے غیر محدود میعاد حاصل ہے اور یہ امر بلاواسطہ طور پر اس مصلحت کے خلاف ہوگا جسپر کہ مد ۱۴۱ بنی رکہی گئی ہے۔ کیونکہ اسطرح پر استحقاق کا سوال جو تبنیت پر مبنی ہو غیر محقق اور غیر منفصل ہمیشہ تک رہ سکتا ہے یہ ثابت شدہ قانون ہے کہ بحوالہ امر فیصل شدہ کے ایک خاص وارث مثلاً دختر قایم مقام وراثت ہوتا ہے اور وہ فیصلہ جو درست اور مناسب طور سے اسکے برخلاف بمقابلہ متعلق بہ وراثت کے حاصل کیا گیا ہو ان اشخاص پر قابل پابندی ہے جو جائیداد کے لطور ورثائے بازگشت آخری مالک ذکور کے بعد از وارث مذکور دلاپانے کے مستحق ہوں۔

نیز بحوالہ اثر میعاد کے ایسی ہی رائے اصولاً اختیار کیجانی چاہیئے اس کے خلاف نتیجہ نامطابق فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ سماۃ بہین کنوار بنام انت سنگہ (۱) کو ہوگا۔ وہ مقدمات

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۵۴۵ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۲ صفحہ ۲۵

سنہ ۱۹۰۱ء
ایاڈورائی پلائی
بنام
سولائی ال

جنہیر کہ ذیعلم وکیل مدعی نے بہت زور دیا ہے ایسے مقدمات کے فیصلجات ہیں جو تابع مد ۱۴۱ اسکے ہیں جہانکہ میعاد خاص مالک اناث کی وفات تک اور جبتک کہ وارث بازگشت کا استحقاق قبضہ پیدا نہو گذرنی شروع نہیں ہوتی ہے سندات مذکور مقدمہ حال سے متعلق نہیں ہیں کیونکہ جہاں مدعی کی نالش ایک تبنیت کے استرداد پر منحصر ہو وہاں مد ۱۱۸ متعلق ہوتی ہے اور مد ۱۴۱ متعلق نہیں کیجا سکتی (ملاحظہ ہو پاروتی ال بنام سامی ناتھا گوروکل (۱)) - نیز ذیعلم وکیل مذکور نے مقدمہ کونداسامی بنام اکامل (۲) پر زور دیا ہے اور ان دیگر فیصلجات پر جو بدیں مضمون ہیں کہ ورثائے بازگشت کی دست اندازی بجائیداد حین حیاتی ازقسم جائیداد دختران بصورت حال اُس ذکور وارث بازگشت کو جو انکو بعد وارث ہونیکا مستحق ہو اُس جائیداد کی نسبت استقراریہ ڈگری حاصل کرنیسے باز نہیں رکھتی جسکی نسبت یہہ بیان کیا گیا ہو کہ اُسے ایک خاص وارث اناث نے نامناسب طور پر منتقل کیا ہے۔ مقدمات مذکور اُن خاص وجوہات پر مبنی ہیں جو استقراریہ نالشات ہی سے متعلق ہیں۔ مگر ایک تبنیت بجانب بیوہ بحق شوہر خود بلاشبہ طور پر ایک ایزادی وارث ہے اور معاملہ حیثیت سے تعلق رکھتی ہے اور ایسی ایزادی کی نسبت یہ متصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ سوائے انتقال جائیداد کے اور کچھ نہیں ہے اسوجہ پر کہ نالش زائد المیعاد ہے ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہیں

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایا صاحب جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس

۵ر فروری سنہ ۱۹۰۱ء

بوجیا (مدعی) اپیلانٹ **بنام** ورا ملو وغیرہ (مدعا علیہم) ریسپانڈنٹان*

ایکٹ انتقال جائیداد - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۶۰ - نالش انفکاک - دعوے علی سبیل البدل - نالشکا اثر جہانکہ پہلے کوئی ایجاب یا ادائیگی زر رہن کی نکی گئی ہو -

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۴۰ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۱۹۵

* اپیل دوم نمبر ۸۶۷ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری ایم ڈی بل صاحب ڈسٹرکٹ جج گوداوری بمقدمہ اپیل نمبر ۶۰ سنہ ۱۸۹۸ء مشعر تنسیخ ڈگری ڈی نیکو باراز منصف ضلع مذکور بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۸۵ سنہ ۱۸۹۷ء -

سنہ ۱۹۱۱ء
بوچیتا
بنام
وراہلو وغیرہ

ایک راہن جو نالش انفکاک جائیداد مرہونہ رجوع کرے اور ایک دعویٰ علی سبیل البدل کرنیکا مستحق عدالت کے روبرو ہو۔ وہ بیان کر سکتا ہے کہ زر رہن کا ایفا کیا جا چکا ہے۔ اور علی سبیل البدل یہ کہ اگر عدالت یہ قرار دے کہ کوئی رقم ابتک بر رُوئے رہن کے واجب الادا ہے تو وہ مزید رقم مذکور کے ادا کرنیکو تیار ہے۔ دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جائیداد کوئی امتناع ایک نالش انفکاک کیلئے اسوقت پیدا نہیں کرتی جبکہ زر رہن ادا یا پیش نکیا گیا ہو۔

نالش واسطے انفکاک کے۔ مدعی نے اپنے عرضیدعوے میں یہ بیان کیا تھا کہ بعض اراضی بطور کفالت ایک قرضہ کے مدعاعلیہ نمبر ۱ کے پاس بحیثیت مہتمم رکن خاندان مدعاعلیہم کے بلاقبضہ رہن کیگئی تھی اور کہ ایک رجسٹری شدہ رہن نامہ تحریر کیا گیا تھا اور کہ رقم زر رہن کا ایفا کیا جا چکا ہے اور کہ اب مدعاعلیہم کو کوئی حق جائیداد مرہونہ پر قابض رہنے کا حاصل نہیں ہے۔ علی سبیل البدل عرضیدعوے میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اگر عدالت یہ قرار دے کہ زر مذکور ادا نہیں کیا گیا تو مدعی اُسکو ادا کر دینے کو تیار ہے اور وہ نالش بعدازاں اراضی کا قبضہ حاصل کرنیکا مستحق ہوگا۔ منصف ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ ایک رقم ابھی تک بر بنائے رہن کے واجب الادا ہے اور اُسنے یہ ڈگری دی تھی کہ زر مذکور کے وصول کرنے پر مدعاعلیہم کو چاہئیے کہ جائیداد مرہونہ کا قبضہ مدعی کے حوالہ کر دیں اور کہ بصورت قصور کیئے جانیکے مدعی کو چاہئیے کہ زر مذکور عدالت میں داخل کر دے اور قبضہ بوساطت عدالت کے حاصل کرے۔ تنقیح نمبر ۲ حسب ذیل تھی "آیا نالش اسوجہ سے ناکامیاب رہتی ہے کہ مدعی نے مدعاعلیہم کو اپنی آمادگی ادائیگی زر رہن (اگر کوئی واجب الادا ہو) کی اطلاع نہیں دی"۔ اس کے متعلق منصف ضلع نے یہ بیان کیا تھا کہ: "یہ مسلمہ طور پر مدعی نے مدعاعلیہم کو کوئی نوٹس بدین بیان ندیا تھا کہ وہ اُنکو قرضہ واجب الادا بر بنائے رہن نامہ ادا کرنیکو تیار ہے۔ مدعی نے اپنا دعویٰ عرضیدعوے میں علی سبیل البدل بیان کیا ہے۔ اُسنے اوّلاً یہ کہا ہے کہ رہن کا ایفا ہو چکا ہے۔ ثانیاً بعدہٗ اُسنے بیان کیا ہے کہ اگر رہن مذکور ادا شدہ قرار ندیا جائے تو وہ رقم واجب الادا بر رُوئے رہن مذکور مقرر کردہ عدالت کے ادا کرنیکو تیار ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا مدعی کا قبل ارجاع نالش کے مدعاعلیہم کو اپنی تیاری ادائیگی زر رہن کی اطلاع ندینا نالش ہذا کا مانع ہے۔ شرح ایکٹ انتقال جائیداد شفرڈ صاحب و براؤن صاحب میں صفحات ۲۰۵ و ۲۰۶ پر ذیل کی آراء ظاہر کیگئی ہیں: "گو ایک راہن اس داد رسی کو جسکا کہ مستحق وہ زیر دفعہ ہذا ہو حاصل نہیں کر سکتا جبتک کہ زر رہن ادا نکر دے۔ تاہم ایک نالش انفکاک اسوجہ پر خارج نہیں کیجاتی کہ زر مذکور ادا یا پیش نہیں کیا گیا۔ دراصل اُس راہن کو جو انفکاک کرانا چاہے کامل رقم واجب الادا تیار رکھنی چاہئیے مگر طریق عمل یہ نہیں ہے کہ وہ نالشات خارج کیجائیں جنمیں زر پیش کردہ سے کثیر تر دیہہ بالآخر واجب الادا معلوم ہو"۔

۱۹۰۱ء
یوجیت
بنام
درا ملو وغیرہ

ان آراء پر انحصار کرکے جو بہت موازنہ کی مستحق ہیں جنکو سوال مذکورہ بالا کا جواب نفی میں اور بحق مدعی کے دینا چاہیے میں اس تنقیح کو بحق مدعی کے فیصل کرتا ہوں ۔ اُسنے ایک ڈگری حسب منکورہ بالا صادر کی تھی۔

مدعا علیہم نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تہا جسنے منصف کی ڈگری کو منسوخ کیا تہا۔ بعد بیان کرنے واقعات کے صاحب جج ضلع نے بیان کیا تہا کہ: "مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ رہن کا ایفا ہو چکا ہے۔ اُسنے علی سبیل البدل یہ بیان کیا ہے کہ وہ اُس رقم کے ادا کر دینے کو تیار ہے جو عدالت بروئے رہن کے واجب الادا قرار دے اور اُسنے واگذاشتگی جائیداد متنازعہ معہ آیندہ واصلات و خرچہ کی استدعا کی ہے۔ مدعا علیہم نے یہ عذر کیا تھا کہ بروئے رہن انتفاعی کے جسکا ایفا نہیں کیا گیا وہ اراضی متنازعہ پر اسوقت تک قابض رہنے کے مستحق ہیں جبتک کہ قرضہ کا ایفا نہ ہو لے اور کہ مدعی اُنکو زر مذکور کے حاصل کرنیکے لئے ابھی نہیں کہہ سکتا اور کہ اُسکی نالش چل نہیں سکتی کیونکہ اُسنے اپنی آمادگی ادائگی زر رہن کی اطلاع اُنکو نہیں دی ...... امور فیصلہ طلب یہ ہیں کہ آیا نالش اسوجہ سے ناکامیاب رہنی چاہیے کہ مدعی نے مدعا علیہم کو اپنی آمادگی ایفائے زر رہن کا نوٹس نہیں دیا اور کہ آیا وہ اسوقت انفکاک کرانیکا مستحق ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ نالش چل نہیں سکتی۔ بروئے دفعہ ۶ ایکٹ انتقال جائیداد کے مدعی جائیداد مرہونہ کا انفکاک صرف اُس صورت میں کرا سکتا ہے اگر وہ زر واجب الادا بروئے رہن ادا کر دے یا پیش کرے۔ اُسنے زر واجب الادا نہ تو ادا کیا اور نہ پیش کیا ہے اور اُسنے مسلمہ طور پر مدعا علیہم کو اپنی آمادگی ادائگی زر کا نوٹس نہیں دیا۔ درحقیقت وہ دو عذرات جو مدعی نے پیش کئے ہیں بالکل نادرست ہیں۔ پس صرف اسی وجہ پر مجھے یہ قرار دینا چاہیئے کہ نالش چل نہیں سکتی۔ اُسنے اولاً یہ عذر کیا ہے کہ اُسنے زر رہن کا ایفا بروئے خاص وسائل کے کر دیا ہے۔ اگر یہ عذر درست ہے تو بروئے رہن نامہ کے کوئی رقم واجب الادا نہیں ہے۔ مگر اُسنے بعد میں یہ بیان کیا ہے کہ اگر یہ عذر نادرست قرار دیا جائے تو اُسکو رقم واجب الادا بروئے رہن نامہ مقرر کردہ عدالت کے ادا کرنے کی اجازت دیجائے۔ اُسنے اپنے عذر ایفائے زر رہن کے ثابت کرنیکی کوشش ایسی شہادت سے کی تھی جو بالکل دروغ تھی اور درست طور پر عدالت ماتحت نے ناقابل اعتبار قرار دی تھی۔ وہ نالش جو ایسے ناسطایق عذرات پر مبنی ہو چل نہیں سکتی (ملاحظہ ہو ایاپا بنام راما لکشماما (۱)) بنسبت سوال استحقاق انفکاک مدعی کے میں منصف کے ساتھ اُن وجوہات پر

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۵۴۹

سنہ ۱۹۰۱ء
بوچیتا
بنام
وراہلو وغیرہ

جوکہ اُسنے بیان کی ہیں اس امر کے قرار دینے میں اتفاق کرتا ہوں کہ اگر نقص ہائے مذکورہ بالا موجود نہوتے تو وہ اُسکا مستحق تہا"۔ اُسنے نالش کو خارج کیا۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

ونیکٹا راماسوامی بجانب اپیلانٹ

سندرا ایار بجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز:۔ صاحب جج ضلع نے یہ خیال کرنے میں غلطی کی ہے کہ وہ راہن جو انفکاک کا مستدعی ہے یہ بیان کرنیکا مجاز نہیں ہے کہ رہن کا ایفا ہو چکا ہے لیکن اگر عدالت یہ قرار دے کہ کوئی رقم ابہی بروئے رہن کے واجب الادا ہے تو وہ اُسکو ادا کرنیکو تیار ہے ایسا دعوے علی سبیل البدل کسی قاعدہ کے خلاف نہیں ہے اور در اصل کوئی نامطابقت موجود نہیں ہے۔ نسبت دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جائداد کے ہم وکیل رسپانڈنٹان کے اس عذر کے ساتھ اتفاق کرنیکے ناقابل ہیں کہ عدم ادائیگی یا پیش نکرنا زر واجب الادا بروئے رہن کا نالش انفکاک کا مانع ہے۔ اُن صورتوں میں ایسی ادائیگی یا ایجاب کا کرنا ناممکن ہوگا جہانکہ رقم واجب الادا کی نسبت تنازعہ ہو یا جہاں حساب کتاب لیا جانا ہو یا جہاں فریق دعویدار انفکاک ماسوائے راہن کے کوئی اور ہو (دفعہ ۹۱ ایکٹ انتقال جائداد ملاحظہ طلب)۔ اسیوجہ سے عمل درآمد میں عذر مذکور کبہی منظور نہیں کیا گیا وہ دیگر احکام ایکٹ انتقال جائداد متعلق بانفکاک از قسم دفعہ ۹۲ ظاہر کردہ تعبیر دفعہ ۶۰ کے مطابق نہیں ہیں اسلئے ہمکو صاحب جج ضلع کی ڈگری منسوخ کرکے اپیل اُس کے پاس بدیں غرض واپس بہیجنا چاہیے کہ ایک مناسب ڈگری انفکاک بعد لینے حساب کتاب اور مقرر کرنے رقم واجب الادا کے صادر کرے۔ رسپانڈنٹان کو چاہیئے کہ اپیلانٹ کا خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت ادا کریں۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۱۵ فروری ۱۹۱۰ء

ملک ارجوناستری (فریق مخالف) اپیلانٹ بنام نرسمہاراؤ (سائل) ریسپانڈنٹ*

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۵۸ - اقرارنامہ بجانب خریدار جائیداد مرہونہ کے واسطے ادا کرنے ایک مقرر کردہ رقم کے بحق مرتہن جسنے ایک ڈگری نیلام حاصل کی ہو - ایکٹ انتقال جائیداد - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۷ - عدالت میں خریدار جائیداد مرہونہ کیطرف سے روپیہ کا بتعمیل ایک تصفیہ ڈگری بیرون از عدالت کے داخل کیا جانا - ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۳ الف - درخواست واسطے قلمبند کرانے تصفیہ ڈگری کے -

بعض جائیداد کے مرتہن نے ایک نالش برپا کرکے اپنے رہن کے رجوع کرکے ایک ڈگری نیلام حاصل کی تھی - ازان بعد سائل نے راہن کے ساتھ اراضیات مرہونہ کے خریدنے کے واسطے خط وکتابت کی تھی - مرتہن نے اس خرید میں رضامندی ظاہر کی تھی اور سائل سے ایک رقم کے بطور کامل ایفا اپنی ڈگری رہن کے وصول کرنیکا اقرار کیا تھا - چنانچہ سائل نے خرید مذکور کی تکمیل کی تھی اور زر مقرر کردہ مرتہن کے روبرو پیش کیا تھا جسنے اسکو قبول کرنے سے انکار کیا تھا - اسپر سائل نے درخواست حال زیر دفعہ ۵۷ ایکٹ انتقال جائیداد بدیں استدعا کی تھی کہ اسکو زر مذکور عدالت میں داخل کرنیکی اجازت دیجائے اور نیز اس امر کے استقرار کی استدعا کی تھی کہ جائیداد مواخذہ سے بری ہو گئی ہے - مرتہن نے یہ عذر کیا تھا کہ درخواست مذکور دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل میں آتی ہے جس صورت میں وہ زیر مد ۱۷۳ الف ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زائد المیعاد ہے -

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۵۷ ایکٹ انتقال جائیداد مقدمہ پر حاوی نہ تھی کیونکہ اسمیں ایک سوال تصفیہ ڈگری بیرون از عدالت شامل تھا اور نیز یہ کہ دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہوتی تھی اور کہ سائل بر بنائے مد ۱۷۳ الف کے اس اقرارنامہ کے ثابت کرنے سے ممتنع نہ تھا جو کہ اسنے زیر دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی پیش کیا تھا اور کہ وہ زر مذکور کے عدالت میں داخل کرنے اور استقرار مستدعیہ کا مستحق تھا -

درخواست زیر دفعہ ۵۷ ایکٹ انتقال جائیداد ڈسٹرکٹ کورٹ میں پیش ہوئی تھی جسمیں یہ استدعا کیگئی تھی کہ سائل کو مبلغ ... ایک رہن کے متعلق عدالت میں داخل کرنیکی اجازت دیجائے اور یہ قرار دیا جائے کہ جائیداد مرہونہ بری از مواخذہ ہو گئی ہے - درخواست میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ سائل نے بعض جائیدادہائے غیر منقولہ خرید کی تھیں

* اپیل متفرق دیوانی نمبر ۴۵ سنہ ۱۹۰۹ء بنارامنی ڈگری جناب ایچ منرو صاحب ڈسٹرکٹ جج گوداوری بمقدمہ درخواست متفرق نمبر ۸ سنہ ۱۹۰۸ء

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک ارجن ناسیتی
بنام
نرسمہا راؤ

جنکی کہ تفصیل بیعنامہ داخل کردہ حال میں کیگئی ہے - اور کہ جائیداد ہائے مذکور بایع نے اس سے پہلے فریق مخالف کے پاس رہن کی ہوئی تہیں اور کہ فریق مخالف نے ایک نالش رجوع کرکے ایک ڈگری بربنائے اپنے رہن کے حاصل کی ہوئی تھی - اور کہ جب سایل بایع کے ساتھ خرید جائیداد ہائے مذکور کیوسطے خط و کتابت کر رہا تھا تو فریق مخالف نے سایل کو ایک تحریری اقرارنامہ بدین مضمون لکھدیا تہا کہ وہ سایل سے ایک خاص رقم بطور کامل ایفاء اپنی ڈگری رہن کے قبول کریگا اور کہ اسنے جائیداد ہائے کے سایل سے خرید کیجانے میں رضامندی ظاہر کی تھی - چنانچہ سایل نے خرید مذکور کی تکمیل کی تھی اور مقرر کردہ رقم مذکور فریق مخالف کے واسطے رکھلی تھی جسنے اسکو ایک خاص طریق پر زر دانہ کرنیکو واسطے کہا ہوا تہا - سایل نے حسب ضابطہ زر مذکور فریق مخالف کے روبرو پیش کیا تھا مگر اسنے اسکو قبول کرنے سے انکار کیا ہے - اب سایل نے اس امر کی اجازت کی درخواست کی ہے کہ وہ زر مقرر کردہ عدالت میں داخل کردے اور اسنے اس امر کے استقرار کی استدعا کی تھی کہ جائیداد ہائے متنازعہ مواخذہ سے بری ہوگئی ہیں - فریق مخالف نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا تہا کہ مواخذہ مذکور اسکی ڈگری میں مخلوط ہوگیا ہے اسلئے دفعہ ۵ ایکٹ انتقال جائیداد مقدمہ سے متعلق نہیں ہوتی اور نیز یہ کہ درخواست دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ذیل میں آتی ہے جس صورت میں کہ وہ زیر مد ۱۷۸ الف ایکٹ میعاد زائد المیعاد ہے -

صاحب جج ضلع نے ذیل کا حکم صادر کیا تہا :- "اقرارنامہ کے تحریر کئے جانیکے متعلق شہادت موجود ہے - اور فریق مخالف نے جو عدالت میں حاضر ہے کٹہرا گواہاں میں اسکی انکار کرنیکی بابت جرأت نہیں کی - دیگر مسلمہ حیثیات سے اس امر میں کچھ شبہ نہیں رہتا کہ فریق مخالف نے وہ تحریر کیا تھا اور کوئی کوشش کسی فرق دستخط میں ثابت کرنیکی واسطے نہیں کیگئی - اسلئے میں اقرارنامہ کو درست قرار دیتا ہوں اور وہ فریق مخالف پر قابل پابندی ہے کیونکہ سایل نے جائیداد مذکور بتعمیل اقرارنامہ مذکور کے خرید کی تھی - زر مذکور عدالت میں داخل کیا گیا ہے اور جائیداد بری از مواخذہ قرار دیگئی ہے - فریق مخالف کو خرچہ ادا کرنا چاہئے"

حکم مذکور کی ناراضی سے فریق مخالف نے اپیل حال رجوع کیا -

راما راؤ منجانب اپیلانٹ -

رام چندر راؤ صاحب و لنگا بھو شنام منجانب رسپانڈنٹ -

تجویز :- دفعہ ۵ ایکٹ انتقال جائیداد مقدمہ سے متعلق نہیں ہوتی کیونکہ اسمیں ال التصفیہ ڈگری بیرون از عدالت شامل ہے -

عدالت ہذا کی ڈگری ایک ڈگری دیہگی نہیں ہے بلکہ ایک عام ڈگری رہن اور بصورت زر نہ دیے جانیکے ڈگری نیلام ہے -

پس اس صورت میں دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہیں ہوتی (مقابلہ کیجیو سہراولیکر ریمیار بنام کنا ساکروپ (۱) کے) اسلئے رسپانڈنٹ زیر مد ۲۳، الف ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد اس امر کے ثابت کرنیسے ممتنع نہ تھا کہ وہ اقرار نامہ جو کہ زیر دفعہ ۲۴۴ (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی پیش کیا ہے تحریر کیا گیا تھا۔

چونکہ اقرار نامہ کی نسبت کوئی شبہ نہیں ہے لہذا اپیل ہذا ناکامیاب رہتا ہے اور مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر امینیا ایار صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

۱۵ ؍ فروری سنہ ۱۹۰۱ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ڈورا سامی ایار (ملزم نمبر ۲) *

مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۲۸۸ - بیان گواہ روبروئے مجسٹریٹ سپرد کنندہ کا بطور شہادت کے بروقت تجویز روبروئے عدالت سشن کے متصور کیا جانا - شہادت کا حسب ضابطہ طور پر لیا جانا -

زیر دفعہ ۲۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری عدالت ایک گواہ کی شہادت کو جو حسب ضابطہ طور پر مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو لیگئی ہو محض گواہ مذکور کی تردید کرنیکی غرض سے تسلیم کرنے تک محدود نہیں ہے جبکہ وہ عدالت سشن میں بطور گواہ کے طلب کیا گیا ہو۔ دفعہ مذکور کا یہ منشا ہے کہ عدالت کو پہلی شہادت کے بطور اہم شہادت مقدمہ بروقت تجویز متصور کرنے کے قابل بنائے جبکہ اغراض انصاف کے واسطے ایسے طریق کا صاحب جج سے اختیار کیا جانا ضروری ہو۔

الزامات یہ تھے کہ بالارادہ ضرب بہ غرض پہونچائی گئی ہو کہ ایک ایسا اقبال جبراً کرایا جائے جس سے کہ ایک جرم زیر دفعہ ۳۳۰ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کا اظہار ہو اور بالارادہ ضرب بہ غرض پہونچائی گئی ہے کہ ایک شخص کو ایک ناجائز فعل کے کرنے پر زیر دفعہ ۳۴۸ مجموعہ تعزیرات ہند مجبور کیا جائے۔ دوران تجویز بعدالت سشن میں سشن جج نے اُس شہادت کی نسبت اشتباہ کرنیکی وجہ رکھکر جو کہ اُسوقت بعض گواہان استغاثہ نے دی تھی یہ اجازت دی تھی کہ گواہان مذکور کے وہ بیانات جو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو دئے گئے تھے بطور شہادت مقدمہ کے متصور کئے جائیں اُنہوں نے اپنے فیصلہ کے دوران میں ذیل کا بیان کیا تھا: "مقدمہ حال

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۱ -

* اپیل ہائے فوجداری نمبر ۲۵ و ۲۰ سنہ ۱۹۰۱ء و نمبر ۲۸ سنہ ۱۹۰۱ء ناراضی اُس حکم سے صادرہ آر ڈی سپاٹ صاحب سشن جج ارکاٹ شمالی مقدمہ قلمبند نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
ڈوراسامی ایار

ان تکلیف دہ مقدمات کی جماعت میں سے ایک ہے جنمیں اہم گواہان کو ملزم کیطرف سے پھسلا لیا گیا ہے۔ پیروکار سرکاری مشکل سے کوئی درست جواب کسی غور طلب سے حاصل کر سکتا تہا مگر ان سوالات کا جواب جو کہ وکیل ملزم نے کئے تہے صحیح طور پر اور فوراً دیا گیا تہا۔ دیگر گواہان میں سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے علم متعلق بہ وقوعہ کو نہایت محدود کرنیکی کوشش کی ہے۔ اسلئے میں نے ان چند بیانات کو جو عدالت ماتحت میں دیئے گئے تہے زیر دفعہ ۲۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری داخل کئے جانیکی اجازت دی ہے۔ گواہان مذکور پر جرح نہ کیگئی تہی۔ ہر دو ملزمان پر تجویز ثبوت جرم کی گئی تہی اور انہوں نے اپیلہائے حال رجوع کی ہیں۔

مسٹر ڈی شمیر منجانب ملزم بمقدمہ اپیل نمبر ۳۵۰ سنہ ۱۹۰۱ء۔

مسٹر جارج ستیانادر منجانب ملزم بمقدمہ اپیل نمبر ۱۰ سنہ ۱۹۰۱ء

دوران بحث میں یہ سوال اٹہایا گیا تہا کہ آیا وہ بیانات قابل پذیرائی شہادت ہیں جو کہ گواہان استغاثہ نے مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو دیئے تہے۔ ظاہر یہ کیا گیا تہا کہ بیانات مذکور ایسی شہادت نہیں بنا سکتے جو حسب ضابطہ طور پر لیگئی ہو جیسا کہ دفعہ ۲۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا منشا ہے کیونکہ گواہان مذکور پر جرح نہ کیگئی تہی اور ان کے صرف بیانات ہی قلمبند کئے گئے ہیں اسلئے وہ بطور قابل اعتبار شہادت کے تسلیم نہیں کئے جاسکتے۔ عام طریق عمل یہ تہا کہ گواہان استغاثہ پر جرح کرنا مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو ان مقدمات میں محفوظ رکہا جائے جو کہ اغلباً بغرض تجویز سپرد کئے جانے ہوں۔ طریق عمل مذکور کا استعمال ملزمان کے فائدہ کے واسطے کیا گیا تہا۔ اگر ایسے بیانات گواہان استغاثہ کے زیر دفعہ ۲۸۸ داخل کئے جاسکیں تو جرح کا محفوظ رکہنا غیر محفوظ ہوگا اور ملزمان کو اسطرح پر نقصان پہونچیگا۔ صرف ایک ہی مناسب تعبیر دفعہ ۲۸۸ کی یہ ہے کہ پہلا بیان گواہ کا اس کے روبرو پیش بذیغرض کیا جاسکتا ہے کہ اسکی تردید بروقت شہادت بدوران تجویز کے کیجائے۔ مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تہا۔ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سنگل سہا سجاو (۱) ملکہ معظمہ بنام امان اللہ (۲) ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام دان سہائے (۳)۔

پیروکار سرکار (مسٹر ای بی پاول) منجانب سرکار۔

تجویز:۔ ہم اس عذر کو تسلیم کرنیکو نا قابل ہیں کہ دفعہ ۲۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری اس شہادت کے پیش کئے جانیکی اجازت

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۲ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۹ ضمیمہ صفحہ ۱۵

(۳) " " الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۸۶۲

سنہ ۱۹۰۱ء
سرکار معظمہ قیصر ہند
بنام
ڈیاسامی ایار

جو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو صرف بدیں غرض دیگئی ہے کہ بروقت تجویز بعدالت سشن کے گواہ مذکور کی تردید کیجائے - اگر اس سے صرف یہی مراد ہے تو حکم مذکور بالکل غیر ضروری ہوگا کیونکہ ایسی شہادت بیان کردہ غرض کے واسطے زیر ایکٹ شہادت پیش کیجا سکتی تھی - اسمیں کچھہ شبہہ نہیں ہو سکتا کہ حکم مذکور سے یہ منشا رہا کہ عدالت کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ پہلی شہادت بطور اہم شہادت مقدمہ کے بروقت تجویز متصور کرے جہانکہ اغراض انصاف کے واسطے ایسے طریق کا اختیار کیا جانا ضروری سمجھا جائے - ایسی شہادت کا استعمال ویساہی بحق دعوے کے کیا جاسکتا ہے جیساکہ بحق استغاثہ کے - صورت حال میں ہماری یہ رائے ہے کہ صاحب جج کو درست طور پر اس طریق کے اختیار کرنیکا مشورہ دیا گیا تہا جوکہ اُسنے اختیار کیا ہے پہلے گواہ استغاثہ کی شہادت جیسی کہ وہ بروقت تجویز کے دیگئی تھی ہماری رائے میں دونوں ملزمان کی تجویز ثبوت جرم کے جائیز بنانے کے واسطے کافی ہے کبھی اُس جرم کے ارتکاب کی نسبت کوئی اشتباہ پیدا نہیں ہوا جسکا کہ الزام لگایا گیا تھا - اور سوال صرف یہ ہے کہ آیا وہ پولیس مین جنہوں نے کہ جرم مذکور کا ارتکاب کیا تہا دونوں مجرمان تہے - عورت مسلمہ طور پر ملزم نمبر ا کی تفویض میں تھی جبکہ ضرب لگانیکا ارتکاب کیا گیا تہا اور ملزم نمبر ۲ اُسوقت حاضر تھا اور بحیثیت اعلیٰ افسر تفتیش کنندہ کے وہ بادی النظر میں اُس نقصان کا ذمہ وار تہا جو کہ اس عورت کو دوران حراست پولیس میں پہونچا تھا - یہ ناممکن ہے کہ ضرب عورت کو بلا شناخت ان دو عورتوں کے پہونچی ہو اگر انہوں نے وہ خود نہ لگائی تھی - جیساکہ عورت نے اپنے پہلے بیان میں بیان کیا تہا کہ انہوں نے کیا ہے اور اُسکی شہادت حالیہ سے بھی ایساہی مفہوم ہوتا ہے - ملزمان کا یہ فعل کہ انہوں نے اپنی رپورٹ (دستاویز ن) میں عورت کے جسم کے نشانات ضرب درج نہیں کئے جو دو دن بعد میں معلوم ہوئے تہے ایک ایسا اخفا ہے جو اُن کے برخلاف اہم شہادت ہے اسلئے ہمکو بحالی ثبوت جرم اور احکام سزا کے بحال رکہنے اور اپیلہائے کے خارج کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے -

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ڈیویس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۳ مارچ ۱۹۰۱

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام گنگیا *

ایکٹ آبکاری (مدراس)۔ ایکٹ ۱۸۸۶ء دفعہ ۵۵ (الف) - واش کا قابل کشید ہونا - شراب بنانیکا اسباب۔

ایک مایع شئے جو واش کے نام سے موسوم ہے اور جسمیں ببول کی چھال وغیرہ ڈالی جاتی ہے اور جو قابل کشید ثابت ہوئی ہے شراب بنانیکا اسباب حسب منشاء دفعہ ۵۵ (الف) ایکٹ آبکاری بناتی ہے۔

الزام یہ لگایا گیا تھا کہ ملزم نے ناجائز طور پر اپنے قبضہ میں عرق کشید کرنیکا واش مخفی طور پر رکھا ہے۔ الزام مذکور زیر دفعہ ۵۵ (الف) مدراس ایکٹ ۱۸۸۶ء لگایا گیا تھا۔ سب انسپکٹر ان نے بطور گواہان استغاثہ نمبر ۱ و نمبر ۲ کے یہ بیان کیا تھا کہ "یہ واش ایک کچے جگری اور ببول کی چھال اور دیگر منشی اشیاء کا ہے اور وہ قابل کشید ہے" مجسٹریٹ نے ملزم کو بوجوہ ذیل کے بری کیا تھا: "انسپکٹر نمک و مالگذاری آبکاری احاطہ کڈاپاہ نے ملزم پر یہ الزام لگایا تھا کہ اسنے ناجائز طور پر واش اپنے قبضہ میں رکھا تھا تاکہ اس سے ناجائز طور پر عرق کشید کرے اور اس کو ایک کھیت میں تاڑی پلی کے قریب مخفی رکھا تھا جو ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۵۵ (الف) ایکٹ ۱۸۸۶ء ہے۔ شہادت استغاثہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب گواہان بازار میں جا رہے تھے تو انہوں نے علی الصبح ۶ فروری ۱۹۰۰ء کو ملزم کو ایک گھر میں سے ایک برتن نکالتے ہوئے اور ایک دوسرے کے کھیت کیطرف جاتے دیکھا تھا اور اسنے وہ برتن وہاں رکھدیا تھا اور آپ چلا گیا تھا اور وہ گرفتار کیا گیا تھا۔ برتن مذکور میں وہ شئے تھی جو واش کے نام سے موسوم ہے جسکی تشریح اسطرح کیگئی ہے کہ وہ ایک کچے جگری اور ببول کی چھال اور دیگر منشی اشیاء کا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ قابل کشید ہے۔ واش مذکور کا امتحان کیمیائی نکیا گیا تھا تاکہ یہ معلوم کیا جاتا کہ اسمیں کونسی منشی شئے ہے۔ ملزم نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ کوئی برتن لیکر نہیں گیا بلکہ راستہ چلتے چلتے بلا وجہ الضافی سے گرفتار کیا گیا ہے۔ گواہان ملزم نے اسکی تائید کی ہے۔ وکیل مستغیث نے اپنی بحث میں بیان کیا ہے کہ واش مذکور کوئی اسباب اور نہ اوزار شراب کے بنانیکا ہے اور بروئے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام

* اپیل فوجداری نمبر ۲۹ سنہ ۱۹۰۱ء زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی حکم بریت صادر کردہ ڈی کرشنن صاحب مجسٹریٹ درجہ دوم کڈاپاہ تعلقہ نمبر ۵۳ سنہ ۱۹۰۰ء۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند سنہ ۱۹۰۱ء
بنام
گنگیا

سوندری دونائی سبو (۱) کے واش کا پاس رکھنا جرم نہیں ہے اگرچہ وہ ملزم کے پاس بھی ہو حالانکہ وہ ملزم کے پاس نہ تھا۔ مقدمہ محولہ بالا میں ملزم پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اسکو قبضہ میں ابلو ہوئے چاول اور سونٹھ وغیرہ کا کیچڑ تھا جس کے متعلق ملزم نے اس مقدمہ میں تسلیم کیا تھا کہ وہ شراب بنانیکے واسطے ہے۔ ہائیکورٹ نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ کیچڑ مذکور بلا شبہ طور پر اسباب کشید شراب نہیں ہے کیچڑ مذکور شراب نہ تھا جس سے کہ ملزم شراب کشید کرنا چاہتا تھا اسلئے تجویز ثبوت جرم کو ہائیکورٹ نے منسوخ کیا تھا۔ مقدمہ حال اُس مقدمہ کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ صورتحال میں بیان کیا گیا ہے کہ ملزم ایک دفعہ اُس کا شکہ لیکے ایک مکان سے نکلا تھا جو ملزم کا گھر نہ تھا بلکہ کسی اور شخص کا گھر تھا۔ واش مذکور شراب قابل پینے کے نہیں ہے دفعہ ۵۵ (ز) کے رو سے جسکو کہ تابع ملزم پر یہ الزام لگایا گیا ہے صرف انبا قالا کشیدہ شراب کا پاس رکھنا یا استعمال کرنا جرم ہے ماسوائے تاڑی یا دیگر منشی شئے کے واش زیر بحث اسباب یا دیگر آلات مذکور میں شامل نہیں ہو سکتا اور نہ واش کا قبضہ بلا واسطہ طور پر ایک جرم زیر ضمنہائے دفعہ ۵۵ بناتا ہے اسلیئے میں ملزم کو مجرم قرار نہیں دیتا اور اسکو زیر دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کرتا ہوں۔ زیر دفعہ ۵۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری واش تلف کیا جانا چاہیئے۔"

اس حکم بریت کی ناراضی سے اپیل حال پیروکار سرکاری نے کیا تھا۔

مسٹر ہن سبرامنیام (از طرف پیروکار سرکار) منجانب سرکار۔

ملزم کیطرف سے کوئی وکیل نہ تھا۔

تجویز۔ مجسٹریٹ درجہ دوم نے یہ خیال کرنے میں کامل طور پر غلطی کی ہے کہ واش جو ایک کیچڑ گُڑ کی اور ببول کی چھال وغیرہ کا ہے اسباب ساخت شراب میں شامل نہیں۔ افسران آبکاری کی شہادت متعلق بہ امر مذکور صحیح ہے اور اسکی تردید نہیں کیگئی۔

وہ مقدمہ جسکا کہ حوالہ مجسٹریٹ درجہ دوم نے تائید اپنی رائے کے دیا ہے (فیصلجات فوجداری مولفہ وایر صاحب صفحہ ۱۴۷) بالکل غیر متعلق ہے جیسا کہ اسکی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے وہ بحوالہ عبارت دفعہ ۱۴ الف ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۴ء

(۱) فیصلجات فوجداری مولفہ وایر صاحب صفحہ ۱۴۷۔

سنہ ۱۹۰۱ء ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام گنگیا

مرتکب بروئے ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۹ء کے صادر کیا گیا تھا جو ایکٹہائے کہ بروئے موجودہ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۶ء کے منسوخ کئے گئے تھے۔ ایکٹہائے اول از کر اسوجہ سے ناقص تھے کہ انمیں ایسی اشیاء کے قبضہ کے واسطے احکام موجود نتھے جو کہ شیدیں مستعمل ہوں مگر نقص مذکور موجودہ ایکٹ میں رفع کیا گیا تہا اور کہ الزام بروئے موجودہ ایکٹ کے لگایا گیا تہا۔

ہم حکم بریت کو منسوخ کر کے ملزم (گنگاریدی گنگیا) پر جرم قابل سزا از یر دفعہ ۵۵ (ف) ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۸۶ء کی تجویز کر کے اسکو مبلغ صہ جرمانہ ادا کرنے یا بصورت عدم ادائیگی ایکماہ کی قید سخت برداشت کرنیکا حکم دیتے ہیں۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرد صاحب جسٹس و بہشیام اینگر صاحب جسٹس

۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

گورو سامی چٹی (رسائل) بنام کرشنا سامی نائیگار وغیرہ (ریسپانڈنٹان)*

ایکٹ اوقاف مذہبی - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء دفعہ ۱۸ - نالش معزولی امنار کی اجازت دیا جانا - اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی - مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۴۰۲ و ۴۰۷ -

احکام باب ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکشخص کو جسکو کہ اجازت ارجاع نالش زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی واسطے معزولی امنار ایک مندر کے حاصل کی ہو بصیغہ مفلسی نالش کی اجازت دیئے جانیکے مانع نہیں ہیں۔

درخواست منجانب ان اشخاص کے جنکو کہ اجازت زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی ایک مندر کے امنار کی معزولی کو واسطے نالش کرنیکی اجازت دیگئی تھی واسطے حصول اجازت ارجاع نالش خود بصیغہ مفلسی کے۔ ایک درخواست بالمقابل کیگئی تھی جسمیں یہ عذر کیا گیا تہا کہ نالش زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکور صیغہ مفلسی میں رجوع نہیں کیجا سکتی صاحب جج ضلع نے ذیل کا حکم صادر کیا تہا: "درخواستہائے حال ان اشخاص کیطرف سے کیگئی ہیں جنکو کہ میںنے زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء بعض مندر کے امنار کے برخلاف نالش کرنیکی اجازت دی ہے

---

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۱۳۲ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدین استدعا کہ ہائیکورٹ حکم مصدرہ جی ایف ٹی پاور صاحب ڈسٹرکٹ جج تنجور بر طبق درخواست متفرق دیوانی نمبر ۶۹۸ سنہ ۱۸۹۹ء کی نگرانی کرے۔

۱۹۲۱ء
گورو سامی چیٹی
بنام
کرشنا سامی نائیکار

درخواست ہائے واسطے اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی کے کیگئی ہیں۔ میری رائے میں اجازت نہ دیجانی چاہیئے۔ یہ سچ ہے کہ نالشات زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء اس قسم کی نالشات نہیں ہیں جنکے متعلق مجموعہ ضابطہ دیوانی میں صحیح طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بصیغہ مفلسی رجوع کیجانی چاہئیں۔ مگر احکام باب ۲۶ مجموعہ مذکور جہانتک کہ مجھکو معلوم ہے کبھی اس قسم کے مقدمات سے متعلق نہیں کئے گئے اور مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ واضعان ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء کی نیت (جو احکام دفعہ ۱۸ سے صحیح طور پر ظاہر ہوتی ہے) واسطے محفوظ کرنے اشخاص مندرجہ کے دق کرنیوالی اور غیر ضروری نالشات سے معرض خطر میں ہوگی اگر ان اشخاص کو صیغہ مفلسی میں نالش کرنیکی اجازت دیجائے جنکو کہ نالشات رجوع کرنیکی اجازت دیگئی ہو۔ میری رائے میں مجھکو اس معاملہ میں اختیار تمیزی حاصل ہے اور مجھو اسکا استعمال درست طور پر کرنا چاہیئے اسلئے میں اجازت دینے سے انکار کرتا ہوں۔ درخواست ہائے حال معہ خرچہ خارج کیجاتی ہیں"

اس حکم کی ناراضی سے سائلان نے درخواست نگرانی حال کی ہے۔

دلیکاچیر یر صاحب سائلان نے بہ عذر کیا ہے کہ صاحب جج نے یہ خیال کرکے غلطی کی ہے کہ احکام دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی سے مفہوم طور پر اشخاص مندرجہ کے برخلاف نالشات بصیغہ مفلسی رجوع کئے جانیسے منع کیا گیا ہے۔ سائلان نے بحیثیت مدعیان کے پہلے سے اجازت ارجاع نالش زیر دفعہ ۱۸ حاصل کی ہے اور اب اُنہوں نے بطور مفلسی کے نالش کرنیکی درخواست کی ہے۔ اُنہوں نے دفعہ ۴۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی کا حوالہ دیکر یہ عذر کیا ہے کہ وہ وجوہ انکار عطائے اجازت کی بیان کیگئی ہے نادرست ہے۔

سوامی ایار صاحب رسپانڈنٹان نے یہ حجت کی کہ ضابطہ مندرجہ دفعہ ۴۰۲ و باب ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا منشا صرف اُن نالشات سے متعلق ہو سکتا ہے جو واسطے موثر کرانے ذاتی دعاوی کے ہوں۔ یہ امر مستثنیات دفعہ ۴۰۲ کی نوعیت سے ظاہر ہوتا ہے جن سبکا تعلق ایسی دعاوی یا ذاتی حقوق کے موثر کرانیکے ساتھ ہے [بہشیام اینگر صاحب جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی کہ دفعہ ۴۰۲ میں وہ وجوہات درست طور پر بیان کیگئی ہیں جنپر کہ عدالت اجازت دینے سے انکار کرسکتی ہے] اسیطرح پر نالشات زیر دفعہ ۵۳۹ صیغہ مفلسی میں رجوع نہیں کیجا سکتیں۔

تجویز: سباب ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں اور بالخصوص دفعات ۴۰۲ و ۴۰۷ میں قیود دربارہ اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی کے صحیح طور پر مذکور ہیں ہم اُن قیود میں اضافہ کرینگے اگر ہم یہ قرار دیں کہ ایک

شخص کو بصیغہ مفلسی نالش کرنیکی اجازت نہ دیجانی چاہئے جبکہ اُسکی نالش زیر ایکٹ دیوستانم رجوع کیجانی ہو۔

ہمکو چاہئے کہ حکم مذکور کو منسوخ کرکے مقدمہ کو مناسب فیصلہ درخواست ہائے کے واسطے واپس بھیجیں۔ رسپانڈنٹ کو درخواست ہائے حال کا خرچہ ادا کرنا چاہئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیام آینگر صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۱ء
۲۲ و ۲۹ مارچ

مرو گیسا چیٹی (مدعی) سائل **بنام** چینا تھمبی گونڈن (نمبر ۵ مدعاعلیہم) مسئول علیہ*

ایکٹ انتقال جائداد - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۰۷ - پٹہ واسطے اغراض زراعتی کے - ایکٹ رجسٹری - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۷ ضمن (د) - پٹہ جسکی روسے آبیانہ نہر مقرر کیا گیا ہو - پانچ سال [illegible]

مدعاعلیہم نے [illegible] جسکی رو سے [illegible] مدعی [illegible]

سالانہ [illegible] مذکور رجسٹری شدہ [illegible] تھا یا [illegible] مدعی [illegible] دلایا [illegible]

جو [illegible] کیا گیا تھا [illegible] ناقابل پذیرائی شہادت تھا بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے منصف نے نالش بدون

وجوہات پر خارج کیا تہا (۱) کہ پٹہ واسطے اغراض زراعتی کے نہیں ہے واسطے اُسکی رجسٹری زیر دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جائداد

لازمی تھی اور (۲) اگر وہ ایک زراعتی پٹہ فرض کیا جاوے تاہم اُسکی رجسٹری زیر دفعہ ۱۷ ضمن (د) ایکٹ رجسٹری بھی

لازمی تھی کیونکہ وہ پانچ سال سے زیادہ کے واسطے تھا - ایک درخواست بغرض نگرانی ڈگری منصف کے رجوع کئے جانے پر

تجویز ہوئی کہ (۱) پٹہ اراضی کا واسطے زراعت پان ایک زراعتی پٹہ ہے - کیناین چیٹی بنام پیا (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۴۹) کی پیروی کیگئی -

(۲) گو پٹہ پانچ سال سے زیادہ عرصہ تک قائم رہسکتا ہے اگر فریقین میں سے کوئی اُسکو ختم کرنا چاہے تاہم وہ ایک پٹہ زاید از عرصہ پانچ سال کیواسطے نہ تھا کیونکہ کوئی فریق اُسکو قبل میعاد مذکور کے ختم کرسکتا تھا -

ویرابل بنام رنگیا آئنگر (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۳۰) کی پیروی کیگئی -

چونکہ سالانہ لگان مبلغ ۵ روپیہ سے کم تھا اسلئے رجسٹری اختیاری تھی اور مدعی اجارہ کو زبانی شہادت یا بذریعہ غیر رجسٹری شدہ پٹہ کے ثابت کرنیسے ممتنع نہ تھا -

---

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۴۳ سنہ ۱۹۰۰ء جسکی روسے ہائیکورٹ میں یہ استدعا کیگئی تھی کہ ڈی دینکوبا راؤ منصف ضلع اروڈی کی ڈگری بمقدمہ مطالبہ خفیفہ نمبر ۴۲ سنہ ۱۹۰۰ء کی نگرانی کیجاوے -

سنہ ۱۹۰۱ء
مورگیسا چیٹی
بنام
چناتیمبی گوندن

بروئے ایک دستاویز مورخہ ۲۰ ر دسمبر ۱۸۹۵ء چار مدعاعلیہم نے ایک پان کا باغ مدعی سے پٹہ پر لیا تھا۔ دستاویز مذکور جو رجسٹری شدہ تھی اور مدعی کے حق میں بالفاظ ذیل تحریر کیگئی تھی، "چونکہ ہمنے اور ہمارے ملازمان نے گذشتہ ماہ ادی میں پان کا باغ سمت ۱۶۱ ب بارقبہ قریباً ایک ایکڑ بارہ سنٹ اراضی نجا میں لگایا ہے جوکہ موضع پادی میں تمہارے نام پٹہ پر دیگئی ہے۔ اسلئے ہم تمکو ہر سال مبلغ ... بطور لگان اراضیات مذکور کے گذشتہ ماہ ادی سے ادا کرتے رہینگے۔ اگر ہم باغ مذکور کو خالی کردیں تو ہم لگان واجب الادا تا بہ ۳۰ ر ماہ ماسی اس سال کا ادا کر دینگے اور اپنے ہی خود لیجاکر اراضی کا قبضہ تمہاری حوالہ کر دینگے۔ خواہ وہ کوئی سال ہو جسمیں کہ ہم باغ کو خالی کردیں ہم اسکا قبضہ تمکو سوائے ماہ ماسی کے اور کسی ماہ میں نہ دینگے ماسوائے پان کے باغ وغیرہ کے جو کہ ہمنے لگایا ہے ہم اسمیں کوئی اور زراعت نکرینگے۔ اگر پانوں کا باغ پختہ ہونیسے پہلے ہی کسی حادثہ کیوجہ سے برباد ہو جائے تو ہم لگان واجب الادا کرکے اراضی خالی کر دینگے۔ ادائیگی ہائے لگان مذکور دستاویز ہذا میں درج کیجائینگی۔ تم مجاز ہوگے کہ دیگر ادائیگی ہائے کو جو کیگئی ہوں تسلیم نکرو۔ ہم تمکو ہر روز پچاس چھپے پتے پان کے بطور مالک اراضی کے حصہ پان کے اس تاریخ سے دیتے رہینگے جبسے کہ پتے اترنے شروع ہوں۔ ایسا نکرنے پر اسکی قیمت مطابق شرح موسم کے ادا کرینگے۔ اس مضمون کا ہمنے پٹہ ہذا پان کے باغ کے متعلق برضا و رغبت خود تحریر کر دیا ہے"۔

لگان کے بقایا میں رہنے پر مدعی نے ایک نالش بخلاف مدعاعلیہم کے عدالت منصف ضلع میں رجوع کی تھی جسنے فیصلہ ذیل صادر کیا تھا: "نالش حال مدعی نے اسلئے دلا پانے مبلغ ... کے مدعاعلیہم سے بروئے پٹہ تحریر کردہ مدعاعلیہم بحق مدعی مورخہ ۲۰ ر دسمبر ۱۸۹۵ء کے رجوع کی ہے۔ مدعاعلیہم نے یہ عذر کیا ہے کہ پٹہ زیربحث بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے ناقابل پذیرائی شہادت ہے۔ انہوں نے یہ بھی عذر کیا تھا کہ انہوں نے لگان واجب الادا بحق مدعی ادا کردیا ہے۔ امور فیصلہ طلب یہ ہیں (۱) آیا مچلکہ زیربحث تحریر کردہ مدعاعلیہم بحق مدعی بباعث غیر رجسٹری شدہ ہونیکے ناقابل پذیرائی شہادت ہے؟ (۲) آیا مدعاعلیہم نے لگان واجب الادا بردستے پٹہ ادا کردیا ہے؟ - وہ پٹہ جسپر کہ نالش حال مسلمہ طور پر مبنی ہے ایک پان کے باغ سے متعلق ہے وہ ایک پٹہ سال بسال ہے نہ کہ کسی خاص میعاد کیلئے اوّلاً وہ ایک زراعتی پٹہ نہیں ہے اور دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جائیداد متعلق ہوتی ہے (ملاحظہ ہو کہنا ین حاجی بنام میاں (۱)) اگر فرض کیا جائے کہ وہ ایک زراعتی پٹہ ہے تو چونکہ وہ زائد از عرصہ پانچ سال کے واسطے ہے اسلئے اسکا رجسٹری شدہ ہونا ضروری تھا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۹۔

سنہ ۱۹۰۱ع
مورو گیا مٹی
بنام
چنا تھمبی گونڈن

اس لئے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ چونکہ زیر بحث کا رجسٹری شدہ ہونا ضروری تھا اور چونکہ وہ رجسٹری شدہ نہیں ہے اسلئے وہ ناقابل پذیرائی شہادت ہے۔ میں امر اول کا فیصلہ بحق مدعا علیہم کے کرتا ہوں"

اُسنے نالش کو خارج کیا۔

مدعی نے درخواست نگرانی حال رجوع کی۔

ایس سبرامنیا ایار بجانب سائل۔

رسپانڈنٹاں کیطرف سے کوئی وکیل نہ تھا۔

بھشیام ایانگر صاحب جسٹس:- نالش ہذا واسطے دلا پانے لگان واجب الادا بابت ایک غیر رجسٹری شدہ پٹہ باغ پان مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۵ع رجوع کیگئی ہے جسکی رو سے مبلغ ساہ سالانہ لگان محفوظ کیا گیا تھا منصف ضلع نے نالش کو دو وجوہات پر خارج کیا تہا۔ (۱) کہ پٹہ ایک زراعتی پٹہ نہیں ہے اس لئے اُسکی رجسٹری زیر دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جایداد لازمی تھی۔

(۲) یہ فرض کرکے کہ وہ زراعتی پٹہ تہا اسکی رجسٹری زیر دفعہ ۱۷ ضمن (د) ایکٹ رجسٹری ہند ۱۸۷۷ع ضروری تھی کیونکہ وہ ایک ایسا پٹہ نہ تھا جو زائد از عرصہ پانچ سال کے واسطے نہ ہوتا۔

وجہ دوم صریح طور پر نادرست ہے اور منصف نے صریح طور پر فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ ویرا تن بنام رنگیا نگر(۱) کو نظر انداز کیا ہے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ پٹہ کی میعاد پانچ سال سے تجاوز کر سکتی ہے جبکہ فریقین میں سے کوئی اُس کے عرصہ مذکور میں ختم نکرے مگر چونکہ فریقین میں سے کوئی اُسکو پانچ سال کے اندر ختم کر سکتا ہے اسلئے وہ زائد از عرصہ پانچ سال کے لئے نہیں ہے اور چونکہ سالانہ لگان مبلغ ماعہ سے کم ہے اس لئے اُسکی رجسٹری زیر ضمن (ج) دفعہ ۱۸ ایکٹ رجسٹری اختیاری ہے۔

نیز میری رائے میں منصف نے اس امر کے قرار دینے میں غلطی کی ہے کہ ایک پٹہ اراضی کا واسطے کاشت پان کے ایک زراعتی پٹہ نہیں ہے وہ مقدمہ جسکا اُسنے حوالہ دیا ہے رکہنا ین حاجی بنام سیان(۲) میری رائے میں متعلق نہیں ہے۔ اُس مقدمہ میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ پٹہ صرف کافی کے پودوں کے واسطے تہا نہ کہ اراضی کے واسطے۔

ابتدائی معنے زراعت کے کاشت زمین کے ہیں اور اُسکی عام معنوں میں وہ زمین کی کاشت واسطے پیدا کرنے ترکاریوں اور پہلوں کے ہے جنکو کہ انسان وحیوان استعمال کریں جسمیں پہولوں کا لگانا اور چارہ مویشیاں وغیرہ شامل ہے (ڈکشنری آف لا اینڈرسن صاحب) اُس کی عام مراد زراعت

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۸۱ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۹۸

۱۹۰۱ء موہنگیا چٹی بنام چنا تھمبی کوندن

بذریعہ ہل چلانیکے ہے اور بہت سی صورتوں میں واسطے بہم پہونچانے خوراک آدمیوں اور حیوانات کے یا بالفاظ دیگر "وہ قسم زراعت کی جسکا منشا روانے اور دیگر زراعت ہائے زمین آدمیوں اور حیوانات کے واسطے بہم پہونچانیکی ہو (ڈکشنری آف لا اینڈرسن صاحب) باغات کی کاشت ایک قسم زراعت ہے دفعہ ۱۱۷ ایکٹ انتقال جائیداد میں لفظ "زراعتی" کا استعمال میری رائے میں عام معنوں میں کیا گیا ہے جسمیں ترکاریوں کا لگانا شامل ہے اور نیز پھلوں اور دیگر پیداوار ہائے باغ کا جو آدمیوں اور حیوانوں کی خوراک ہو گو انمیں سے بعض انگلستان میں بطور پیداوار کاشت باغ کے متصور کئے جاتے ہیں جو زراعت سے ممیز ہے۔ دفعہ ۱۰۶ کا حوالہ دینے سے جو جائیداد غیر منقولہ کے پٹہ جات سے متعلق ہے اور جس میں اسی فقرہ "اغراض زراعتی" کا استعمال کیا گیا ہے صریح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا ہو سکتا تھا کہ لفظ "زراعت" میں کثیر جماعت اراضیات باغ شامل نہیں ہے جو کہ انگلستان میں کاشت باغ متصور کیجاتی ہے۔ دفعہ مذکور میں یہ حکم ہے کہ بصورت عدم موجودگی معاہدہ خلاف کے ایک پٹہ واسطے اغراض زراعتی کے ایک سالانہ پٹہ متصور کیا جانا چاہئے مگر وہ پٹہ جو دیگر اغراض کے واسطے ہو صرف ماہ بماہ متصور کیا جانا چاہئے واضعان قانون کا یہ منشا نہیں ہو سکتا کہ اراضیات باغ کے پٹہ جات کی صورت میں جسمیں ترکاریاں اور دیگر پیداوار ہائے باغ لگائی جائیں قیاس بصورت معاہدہ خلاف کے موجود ہونیکے یہ ہوگا کہ پٹہ ماہ بماہ کا ہے دفعہ ۱۱۷ ایکٹ انتقال جائیداد کے رو سے باب ۵ ایکٹ مذکور کے اطلاق سے نہ صرف پٹہ جات زراعتی مستثنے کئے گئے ہیں بلکہ وہ جملہ پٹہ جات جو اغراض زراعتی کے واسطے ہوں۔ ایک پٹہ اس اراضی کا جو ہل چلانیکے مویشیاں کے باندھنے کو لئے ہو یا رہائش کاشتکار کے واسطے یا بطور چراگاہ کے ایک پٹہ واسطے اغراض زراعتی کے ہے۔ آیا یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ اگر ایسا پٹہ کلاً یا جزواً واسطے کاشت ترکاریوں یا باغ کے پھلوں وغیرہ کے دیا گیا ہو تو دفعہ ۱۱۷ اس سے متعلق نہ ہوگی؟ فرق مابین زراعت اور زراعت باغ کے انگلستان میں بھی بہت باریک ہے اور ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ پیداوار ہائے اراضی کے لحاظ سے کوئی فرق کرنا ناممکن ہے

سنہ ۱۹۰۱ع
موروگیسہ اچی
بنام
چناتھمبی کوندن

صرف ایک ہی عملی فرق جو میں ظاہر کرسکتا ہوں اور جس سے واضعان قانون کا وہ منشار پورا ہوگا جو کہ پٹہ جات زراعتی کو اطلاق دفعہ ۱۰۷ ایکٹ انتقال جائیداد سے محفوظ کرنیکے واسطے ملحوظ رکہا گیا ہے یہ ہے کہ زراعت نہ صرف کہیتوں کی پیداوار ہی ہے بلکہ وہ پیداوار باغ بھی جو کہ انسان اور حیوانوں کی خوراک میں کام آوے اور نیز وہ اشیار جنکو کہ لوگ بطور فضول خرچی اور نیز دیگر خوردنی اشیار کی استعمال کرتے ہوں۔ تعریف لفظ "کاشتکاران" (سند ہیہ ایکٹ داد رسی کاشتکاران دکن) میں واضعان قانون کا یہ منشار نہیں ہوسکتا تہا کہ انکو فائدہ سند احکام سے وہ لوگ محروم رہیں جو اپنی روزی ترکاریوں کی اور باغ کے پہلوں وغیرہ کی کاشت سے حاصل کرتے ہوں۔ مقدمہ رونگیا بنام راماسامی (۱) میں یہ قرار دیا گیا تہا۔ کہ وہ مزارعہ جس کو استحقاق دخیلکاری اُن اراضیات نجا میں حاصل ہے جس میں دہان وغیرہ کی کاشت کیگئی ہو اپنے مقبوضہ کی نوعیت کو تبدیل نہیں کرتا اگر وہ اُسی ایک ناریل کا باغ بنا لے قرار یہ دیا گیا تہا کہ بجائے ایک قسم کی زراعت (دہان وغیرہ) کے اُسنے دوسرے قسم کی زراعت (ناریل) کی تہی میری رائے میں فیصلہ مذکور اس اصول پر مبنی ہے کہ مقبوضہ کا استعمال بطور زراعتی مقبوضہ کے کیا جاتا ہے خواہ اُسمیں اجناس کی کاشت کیجائے یا کہ پہلونکی۔ فقرہ "بہ اغراض زراعتی" دفعہ ۲۴ ایکٹ شایع عام ولوکوموٹیو سنہ ۱۸۶۱ع (۱۳ و ۲۴ وکٹوریہ باب ۷۰) میں درج ہے۔ اُس دفعہ کے آخری فقرہ کے رو سے وہ انجن مائے جو اغراض زراعتی کے واسطے استعمال کئے جاتے ہوں لائیسنس حاصل کرنیکی ضرورت سے مستثنےٰ کئے گئے ہیں۔ مقدمہ ایلس اینڈ کمپنی بنام ہسی (۲) میں یہ سوال پیدا ہوا تہا کہ آیا اُس انجن کے مالک جسنے اُسکو کہاد کے لیجانیکے واسطے کرایہ پر دینے کے لئے رکہا تہا جس سے کہ وہ فائدہ اُٹہاتا تہا درست طور پر لائیسنس حاصل نہ کرنیکی تجویز بہ ثبوت جرم کیگئی تہی۔ تجویز ثبوت جرم مذکور ناجائز قرار دیا گیا کیونکہ کیفیتی رپورٹ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا کہاد کا استعمال صرف کہیتوں کے واسطے کیا جاتا تہا یا باغات کے واسطے بھی۔ اگرچہ وہ صرف موخرالذکر غرض کے واسطے ہی استعمال کیجاتی تاہم یہ عذر نکیا جا سکتا تہا کہ تجویز جرم قانوناً درست ہے اُس مقدمہ میں کیو صاحب جسٹس نے محفوظیت مذکور کی مصلحت کے متعلق ذیل کی رائے ظاہر کی تہی: "اس استثنے کی غرض زراعت کی رعایت کرنیکی ہے جو ایک پرانی

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۳۹ (۲) لا رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۲۳ صفحہ ۲۴

سنہ ۱۹۱۵ء
موردگیا چیٹی
بنام
چنا تھمبی گونڈن

غرض قانون انگلستان کی ہر ایک محنت و مشقت کی رعایت کرنیکے واسطے ہے تا بیدا اسکو صاحب جسٹس کی زیادہ تر پُر زور رطریق سے اس ملک سے متعلق ہوتی ہے جہانکہ مشقت کاشت نسبت انگلستان کے زیادہ تر ضروری ہے اور وہ مساوی طور پر تر اور خشک کاشت سے متعلق ہے ان جملہ کاشت ہائے کی غرض مختصر الفاظ میں آدمی اور حیوانوں کے واسطے خوراک اور دیگر پیداوار ہائے زمین کا مہیا کرنا ہے - جو لوگ عموماً بطور متحرک اشیاء یا عیاشی کے استعمال کرتے ہوں - پان کے پتے اس ملک کے سب لوگ بالعموم روزانہ مصرف میں لاتے ہیں جیسا کہ تمباکو استعمال کیا جاتا ہے اور پان کی بیل عموماً کیلوں کے ساتھ لگائی جاتی ہے جنکی پیداوار ایک شئے اشیاء خوردنی میں سے ہے چونکہ یہ صورت حال ہیں واسطے کاشت پان کے تھا اسلئے وہ مطابق رسم و رواج ملک ہذا کے ایک زراعتی پٹہ ہے اور بسطر جیسر دفعہ ۱۱۷ ایکٹ مذکور کی ذیل میں آتا ہے اور اسکی رجسٹری بذریعہ ایکٹ رجسٹری اختیاری ہے -

اِن وجوہات پر منصف ضلع کی ڈگری میری رائے میں منسوخ کیجانی چاہئے اور نالش بربنائے واقعات فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بھیجی جانی چاہئے - خرچہ درخواست ہذا کا نتیجہ مقدمہ پر منحصر ہوگا -

تنفرڈ صاحب جسٹس - عموماً اس شخص کی نسبت جو پیدا در ختاں ایک محدود قطعہ زمین میں لگا رہے یہ کہا جاتا جسکو سنی باغ لگایا ہے نہ تو وہ اور نہ وہ شخص جو ایندھن کے واسطے درختاں لگائے ایک کاشتکار کہلا سکتا ہے - مگر لفظ کاشتکار زمین میں ہل چلانیکے اور ایسے ہی دیگر افعال سے متعلق ہے اور میری رائے میں الفاظ برائے اغراض کاشت جنکا استعمال ایکٹ انتقال جائداد کی دفعات ۱۰۶ و ۱۱۷ میں ہے کسی محدود معنوں میں نہیں کیا گیا - میری یہ رائے ہے کہ نیچے کافی کے باغ کو متعلق ہو بائے ظاہر کی تھی وہ غلط ہے اور یہ کہ وہ پٹہ جو پان کے باغ کیواسطے دیا گیا ہے ایک پٹہ واسطے اغراض زراعتی کے حسب منشاء ایکٹ مذکور ہے -

اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ مدعی بروئے دفعہ ۱۰۷ ایکٹ مذکور کے پٹہ باغ کو بذریعہ زبانی شہادت اور غیر رجسٹری شدہ دستاویز کے ثابت کرنے سے ممتنع تھا -

نسبت دوسرے سوال کے کوئی شبہ نہیں ہوسکتا -

دستاویز جو اغراض ایکٹ رجسٹری کے واسطے ایک پٹہ ہے صحیح طور پر نہ پیدا ہو صرف پانچ سال کیلئے نہیں ہے اسلئے اسکا رجسٹری شدہ ہونا بذریعہ ایکٹ مذکور ضروری تھا -

میں حکم مجوزہ و بھشیام ایانگر صاحب جسٹس سے اتفاق کرتا ہوں -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و مسٹر امینا ایا صاحب جسٹس

۲۴ و ... دسمبر ۱۹۱۰ و ۲۹ جنوری ۱۹۱۱

رامن (مدعی) اپیلانٹ بنام سکریٹری آف سٹیٹ ہند باجلاس کونسل (مدعاعلیہ) ریسپانڈنٹ*

ایکٹ تعین مالیت نالشات - ایکٹ ۱۸۸۷ء دفعہ ۱۱ - نامناسب تعین مالیت واسطے اغراض اختیار سماعت کے - مقدمہ کا آخری فیصلہ عدالت اپیل ماتحت سے نکیا جانا بلکہ صرف بغرض قرار داد کے واپس بھیجا جانا حکم واپسی کا جواز -

دفعہ ۱۱ - ایکٹ تعین مالیت نالشات (۱۸۸۷ء) کا اثر نقص عدم موجودگی اختیار سماعت کو رفع کرنیکا ہے جو نامناسب تعین مالیت کی وجہ سے پیدا ہوا ہو نہ صرف اُن صورتوں میں جنمیں کہ عدالت اپیل ماتحت نے آخری فیصلہ کیا ہو بلکہ اُس صورت میں بھی جہانکہ مقدمہ کو عدالت اپیل ماتحت نے عدالت اول میں واسطے کسی امر کے قرار داد ہو کر منفصل کئے جانیکے واپس بھیجا ہو۔

نالش واسطے دلاپانے قبضہ اراضی کے - مدعی نے سکریٹری آف سٹیٹ ہند پر ایک نالش واسطے دلا پانے قبضہ بعض جائداد غیر منقولہ کے رجوع کی تھی جسکی نسبت اُسنے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ اُسکے نام کی بدلو جنام ہے - واسطے اغراض رسوم عدالت کے اُسنے دادرسی متدعویہ کی مالیت حسب ذیل معین کی تھی :- مقدار واجب الادا بطور وصلات تین سال قبل از رجوع نالش کے بشرح مبلغ مالیہ کی سال مبلغ ... روپیہ نیز پندرہ گونہ خالص سالانہ پیداوار جائداد ہائے مبلغ ... کل مبلغ ... روپیہ - مدعا علیہ نے اپنے جواب تحریری میں یہہ عذر کیا تہا کہ مالیت نالش و رسوم واجب الادا درست نہیں ہیں اور اُسنے یہہ عذر کیا تہا کہ جائداد متدعویہ کی بازاری قیمت مبلغ ... کے قریب ہے اور رسوم اسی رقم پر ادا کیا جانا چاہئے تہا - سب آرڈینیٹ جج نے اِن امور کی نسبت تنقیحات قایم کی تھیں کہ درست سالانہ آمدنی جائداد ہائے کیا ہے اور کہ آیا نالش کی مالیت درست طور پر معین کیگئی ہے اور اسپر درست سٹامپ لگایا گیا ہے - تنقیح موخر الذکر کے متعلق اُسنے یہہ بیان کیا تہا :- متدعویہ جائداد وغیرہ کی مالیت واسطے اغراض رسوم عدالت کے مبلغ ... معین کیگئی ہے جو کہ مبلغ مالگذاری کا پندرہ گونہ ہے کہ جو سالانہ آمدنی جائداد بیان کیگئی ہے - مدعاعلیہ نے جواب تحریری میں

* اپیل نمبر ... ... بر اپیل ڈگری ... مسٹر ... سب آرڈینیٹ جج ... مقدمہ ابتدائی نمبر ... ... بمقابل ... سب آرڈینیٹ جج ...

سنہ ۱۹۲۰ء
رامن
بنام
سکرٹری آف
سٹیٹ ہند

جائیداد ہائے مذکور کی مالیت کا تخمینہ مبلغ عــــ ،، لگایا ہے۔ تنقیحات میرے جانشین ماسبق نے قایم کی تہین اور جب مینے مقدمہ کی سماعت شروع کی تہی تو نہ تو وکیل مدعی اور نہ وکیل مدعا علیہ نے تنازعہ دربارہ تعین مالیت نالش کا ذکر کیا تہا۔ ۲۲۔ ماہ حال کو مدعا علیہ کے وکیل نے دوران بحث مین میری توجہ تنازعہ متعلق بہ تعین مالیت نالش کیطرف راغب کی تہی۔ اسمین شبہ نہین کہ مجھکو یہہ رائے ظاہر کرنی چاہئیے کہ مدعا علیہ کے وکیل نے کوئی شہادت بدین مضمون پیش نہین کی کہ پہاڑی کی مالیت مبلغ عــــ ،، ہے۔ بہرحال مدعی نے اپنے عرضدعوے مین یہ بیان کیا ہے کہ مبلغ اعــــ ،، ان جائیداد ہائے کی مالیت ہے جنکو کہ دلاپانے کی استدعا کیگئی ہے اور ایک نالش بیدخلی مین وہ مالیت جو مدعی نے جائیداد ہائے کی بیان کی ہے (ماسوائے اس صورت کے جبکہ فریق مخالف اسکے خلاف ثابت کرے) بطور مالیت نالش کے متصور کیجانی چاہئیے"

نیز ایک تنقیح دربارہ اس امر کے قایم کیگئی تہی کہ آیا نالش زائدالمیعاد ہے۔ سب آرڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ زائدالمیعاد ہے چنانچہ اُسنے نالش کو خارج کیا ہے۔

مدعی نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جسنے نالش کو مزید قرارداد متعلق بہ ایں امر کے واسطے واپس بہیجا تہا کہ آیا مدعی کو جائیداد کی نسبت استحقاق حاصل ہے اور کہ آیا وہ اسکے کسی جزو پر ارجاع نالش سے بارہ سال کے اندر قابض رہا ہے۔ قرارداد ہائے حسب ضابطہ طور پر بدین مضمون ارسال کی گئی تہین کہ مدعی کا استحقاق ثابت کیا گیا ہے اور نیز یہہ کہ جائیداد کی آمدنی مبلغ ۱۲/۲ ؎ ۹ نما ہے۔ ان قرارداد ہائے پر صاحب جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ مالیت نالش ہذا کی مبلغ عــــ ،، سے زیادہ ہے اور کہ اُسکو اپیل کی سماعت کا کوئی اختیار حاصل نہ تہا۔ چنانچہ اُسنے یادداشت اپیل عدالت مناسب مین رجوع کرنیکے واسطے واپس دی تہی۔

چنانچہ مدعی نے اپیل حال ہائیکورٹ مین رجوع کیا۔

جبکہ اپیل روبرو ہوا تو جناب ریسپانڈنٹ نے یہ عذر اٹہایا کہ عدالت اپیل ماتحت کا حکم مشعر واپسی مقدمہ بعدالت ماتحت دربارہ قرارداد متعلق بہ تنقیح استحقاق کے بلا اختیار صادر کیا گیا تہا کیونکہ عدالت مذکور نے یہ قرار دیا تہا کہ اسکو اپیل کی سماعت کا کوئی اختیار حاصل نہین۔

سنید ایار دا انتا کرشنا ایار بجانب اپیلانٹ۔

تجویز:۔ ریسپانڈنٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت کا حکم مشعر واپسی مقدمہ بعدالت اول واسطے قرارداد متعلق بہ تنقیح استحقاق کے بلا اختیار صادر کیا گیا تہا اور کہ کوئی شے جو بہ تعمیل حکم مذکور کے

سنہ ۱۹۰۱ء
رامن
بنام
سکریٹری آف سٹیٹ
ہند

کیگئی ہو کالعدم متصور کیجانی چاہیئے عذر مذکور مالیت نالش کے کمتر معین کیجانے پر مبنی ہے۔ ایک حاکم جیسے مقدمہ مین دفعہ ۱۱ ایکٹ تعین مالیت نالشات کا اثر نقص عدم موجودگی اختیار سماعت کو رفع کرنیکا ہے الا جبکہ عدالت اپیل کا اطمینان ہوا ہو کہ کمی مالیت سے مقدمہ کے واقعات مین خلل واقع ہوا ہے۔ اگر عدالت اپیل ماتحت نے اپیل کا آخری فیصلہ بربنائے واقعات کے کیا ہوتا تو یہ کہا جا سکتا تہا کہ وہ فریق جسکے برخلاف فیصلہ مذکور ہوا نقصان رسیدہ فریق ہے۔ مگر کوئی فیصلہ بربنائے واقعات کے نہین کیا گیا اور عدالت ہذا مجاز ہے کہ قراردادہائے کے متعلق کارروائی کرے اور انکی درستی کے سوال پر غور کرے۔ ہم ریسپانڈنٹ کے اس بیان کو تسلیم کرنیکے ناقابل ہین کہ دفعہ ۱۱ ایکٹ تعین مالیت نالشات صرف صورتمین متعلق ہوتی ہے جبکہ عدالت اپیل ماتحت نے آخری فیصلہ کیا ہو۔

عذر مذکور نامنظور کیجانا چاہیئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۱ء
۱۳ فروری و مارچ

نگالنگام پلائی (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام رامچندر رتوار (مدعی) ریسپانڈنٹ *

دہرم شاستر۔ ہبہ جایداد محصلہ خود منجانب موصی کے بحق اپنے پسران کے۔ اس نیت کا وصیت مین ظاہر کیا جانا کہ جایداد جداگانہ طور پر حاصل کیجانی چاہیئے مگر اسکی شرایط کا بصورت دیگر مطابق عام قواعد وراثت کے ہونا۔ پوتے کا پیدا ہونا اور مابعد کے انتقالات بروئے ہبہ۔ جواز انتقالات۔ جایداد کا جایداد جدی کی نوعیت کا ہونا گو بروئے وصیت کے حاصل کیگئی ہو۔ نیت۔ قیاس بحق جدی نوعیت جایداد کے۔

ایک ہندو باپ جسکے پاس جایداد محصلہ خود ہو اُس جایداد کی نسبت حسب مرضی خود کارروائی کر سکتا ہے خواہ بذریعہ ہبہ یا وصیت انتقال کے اور اسکے پسران انتقال مذکور کی نسبت اعتراض نہین کر سکتے گو وہ بحق ایک شخص اجنبی کے ہو۔ اُن آراء مین سے کوئی جو کہ مقدمہ تاراچند بنام ریب رام (مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵۰) مین ظاہر کیگئی ہین جو اس مسئلہ کے خلاف ہین اب درست قانون متصور نہین کیجا سکتین۔ باپ مجاز ہے کہ اپنی جایداد محصلہ خود کو اپنے پسران کے نام بطور جدی جایداد کے منتقل ہونے دے اور اگر وہ اسکا انتقال بحق ایک پسر کے کرے تو وہ مجاز ہے کہ اسکو واسطے جدی جایداد کی نوعیت محفوظ کرے۔ یہ سوال کہ آیا ایک مقدمہ مین جایداد بحق پسر کے بطور جدی جایداد کے منتقل کرنیکا منشا تہا یا کہ بطور جایداد محصلہ خود کے ایک سوال نیت ہے اور وہ تعبیر دستاویز ہبہ پر منحصر ہے۔ اگر کوئی ایسے الفاظ موجود نہون جنسے اسکے خلاف نیت ظاہر ہوتی ہو تو طبعی تعبیر یہ ہونا چاہیئے کہ باپ کا یہ منشا تہا کہ اسکے پسران جایداد کو بطور جدی جایداد کے حاصل کرین اگر تقسیم باپ سے عمل مین آئی ہو کہ جایداد قابل تقسیم جایداد ہے گو قانوناً ایک انتقال باپ نے کیا ہو تو باپ کی نیت یہ سمجھی جانی چاہیئے کہ نوعیت۔۔۔

* اپیل نمبر ۳۸ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی ڈگری مسٹر اولدفیلڈ صاحب ڈسٹرکٹ جج مدورا (مشرقی) بنالش ابتدائی نمبر ۵۳ ذخیرہ ۱۸۹۸ء

سنہ ۱۹۰۱ع
رنگا لنگام
بنام
راماچندر

مدعی کے باپ نے بالارادہ ہبہ جات بعض جائیداد کے مدعا علیہ کے نام بعد تاریخ پیدایش مدعی کے کیے تھے۔ مدعی نے اب منسوخی انتقالات مذکور اور دلاپانے جائیداد مذکور کی نالش منجملہ دیگر وجوہات کے اس وجہ پر کی تھی کہ جائیداد منتقل کردہ اسکے باپ کے قبضہ مین جدی جائیداد تھی جس مین مدعی نے پیدایش سے ایک استحقاق حاصل کیا تھا اور کہ اسکے باپ کو اس وجہ سے کوئی اختیار انتقالات مذکور کے کرنیکا حاصل نہ تھا کل جائیداد متنازعہ محصلہ خود تھی جو ابتداءً مدعی کے دادا نے حاصل کی تھی جنہون نے بذریعہ وصیت کے اوسے اپنے تین پسران کے نام منتقل کی تھی جنمین سے ایک مدعی کا باپ تھا۔ مگر مدعی نے یہ عذر کیا تھا کہ باوجود اس امر واقعہ کے جائیداد اسکے باپ کے قبضہ مین جدی جائیداد کی حیثیت رکھتی تھی الفاظ وصیت سے معلوم ہوتا ہے کہ موصی کا یہ منشا تھا کہ اسکے پسران جائیداد کو جداگانہ طور پر حاصل کرین۔ مگر دیگر امور مین انتقالات بروئے وصیت مطابق عام قواعد وراثت دہرم شاستر کے تھے وصیت مین کوئی ایسے الفاظ نہ تھے جن سے یہ نیت ظاہر ہوتی کہ پسران کو اپنے حصص پر بری از نتائج جائیداد جدی کے قابض ہونا چاہیئے۔

تجویز ہوئی کہ مدعی دلاپانے کا مستحق تہا۔

نالش واسطے دلاپانے اُس جائیداد کے جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ مدعا علیہ کے قبضہ مین ناجائز طور پر ہے، عرضی دعوے مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ مدعی کے باپ کوٹا سامی تواسنے کثیر جائیداد ہاے منقولہ وغیر منقولہ اپنے باپ پونوسامی توار سے وراثت مین حاصل کی تہین اور کہ کوٹا سامی نے اپنی حین حیات مین کوئی جائیداد ذاتی طور پر حاصل نکی تہی اور کہ وہ کل جائیداد جسپر کہ وہ اپنی حین حیات مین قابض تہا جدی جائیداد تہی جو اُسنے اپنے باپ سے وراثت مین حاصل کی تہی یا خریدے ہوے یا اُس جائیداد کی آمدنی کے بقایا سے خریدی گئی تہی جو اسطرح وراثتاً حاصل کی تہی اور کوٹا سامی سنہ ۱۸۹۰ع مین فوت ہوگیا تہا اور مدعی کو تنہا پسر اپنے پیچہے چہوڑ گیا تہا۔ مدعی ، جنوری سنہ ۱۸۷۸ع کو پیدا ہوا تہا اور استحقاق پیدایش سے کل جائیداد کا مالک مشترک ہمراہ کوٹا سامی کے ہوگیا تہا۔ اسمین یہ بہی بیان کیا گیا تہا کہ مدعا علیہ ایک ذاتی ملازم مدعی کے باپ کا تہا اور اُسنے اُسپر دباؤ ناجائز کا استعمال کیا تہا اور کہ مدعا علیہ جائیداد مدعویہ حال پر قابض ہے اور اسکا قبضہ چہوڑنے سے انکار کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ اُسکا ہبہ مدعی کے باپ نے اُسکے حق مین کیا ہے۔ مدعی نے یہ عذر کیا تہا وہ ہبہ جات جنپر کہ مدعا علیہ نے انحصار کیا ہے کالعدم اور غیر موثر ہین کیونکہ اُسکے باپ کو اُنکے کرنیکا کوئی اختیار حاصل نہ تہا۔

جوابدعوے مین اس امر سے انکار کیا گیا تہا کہ متوفی کوٹا سامی کی جائیداد ہاے جدی تہین۔ مدعا علیہ نے یہ عذر کیا تہا کہ انمین سے بعض کوٹا سامی کے باپ کی محصلہ خود تہین اور وہ کوٹا سامی کو بروئے وصیت کے عطا کیگئی تہین۔ اور باقی کوٹا سامی کی محصلہ خود تہین۔ دباؤ ناجائز سے بہی انکار کیا گیا تہا۔ وہ انتقالات جنکی کہ شکایت کیگئی تہی جیسا کہ عدالت اپیل نے بیان کیا ہے مدعی کی پیدایش سے بعد کیے گئے تہے۔ سب ارڈنیٹ جج نے واقعات ذیل کا ذکر بطور تسلیم کردہ یا ثابت کردہ واقعات کے کیا تہا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
نگا لنگام
بنام
رامچنہ

"پونا سامی توار ساکن رامند جو ایک مشہور شخص ضلع مدورا مین تھا تین پسران چھوڑ کر فوت ہوا تھا یعنے (۱) کوٹا سامی توار پدر مدعی اور (۲) سوگنا سامی المعروف سیمائی سامی توار اور (۳) پنیپا دورا سامی توار۔ کوٹا سامی اور پنیپا دورا سامی ایک ہی مان کے بطن سے تھے۔ پونو سامی ۱۸۔ دسمبر ۱۸۷۹ء کو ایک وصیت کر کے فوت ہوا تھا اُسنے مسٹر سی سینا دری ایا نگر مدعی کے گواہ نمبر ۵ کو اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ کوٹا سامی نے سن بلوغ حاصل کرنے پر ایک نالش ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۹ء بمخالفت وصی مذکور کے واسطے دلا پانے اپنے حصہ جائداد ترکہ پدری کے رجوع کی تھی۔ ایک ثلث حصہ جائداد ہائے منقولہ وغیر منقولہ مملوکہ پونا سامی کا بعلت اجرائے ڈگری حاصل کردہ بنالش مذکور کے کوٹا سامی کے حوالہ کیا گیا تھا اور جائداد تین حصص مین منقسم کیگئی تھی مدعی کے گواہ نمبر ۵ نے بیان کیا ہے کہ اُسنے تقسیم کر کے کوٹا سامی کو ایک لاکھ روپیہ کے گورنمنٹ پرامیسری نوٹ ہائے اور جائداد ہائے غیر منقولہ جنسے سالانہ آمدنی مبلغ [illegible] روپیہ یا [illegible] روپیہ کی ہوتی تھی دیئے تھے۔ کوٹا سامی اس کثیر جائداد پر ۱۸۸۹ء مین قابض ہوا تھا جس سال سے کہ اُسنے حساب وکتاب خود اپنے نام سے رکھنا شروع کیا تھا۔ یہ امر بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ کوٹا سامی نے اپنی عین حیات مین کوئی جائداد خود پیدا نکی تھی۔ وہ کسی عہدہ پر تنخواہ دار ملازم نتھا اور نہ اُسنے کوئی تجارت کی تھی بلکہ اُسنے ایک تنازعہ شروع کردیا تھا جسکے انجام پر اسکو نقصان ہوا تھا۔ بروقت اُسکی وفات موقوعہ ۲۵۔ اگست ۱۸۹۴ء کے جائداد مقروض تھی چنانچہ ۱۲۔ جون ۱۸۹۵ء کو کورٹ آف وارڈس کو ایک رہننامہ تحریر کر کے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ ادائگی قرضجات کے واسطے اٹھانا پڑا تھا۔ اصلی مدعا علیہ بنالش حال نگا لنگام پلائی ماہ فروری ۱۸۹۱ء مین کوٹا سامی کا ملازم ہوا تھا اور اسکی وفات تک وہین ملازم رہا تھا۔ جائداد ہائے غیر منقولہ متنازعہ حال سبکی سب بطور ہبہ کے کوٹا سامی نے اپنی عین حیات مین نگا لنگام پلائی کے نام منتقل کی تھین۔ بنسبت جائداد ہائے منقولہ کے مدعی نے یہ بیان کیا ہے کہ بعض رقوم کوٹا سامی نے نگا لنگام کو دی تھین اور بعض وہ بغیر اجازت کے لیگیا تھا۔ اور کہ باقی کوٹا سامی نے اسکو بطور قرضہ کے دی تھین جو ابتک نگا لنگام نے واپس نہین کین۔ نگا لنگام نے جائداد ہائے غیر منقولہ کے ہبہ کو تسلیم کیا ہے۔ اور نیز بعض جائداد ہائے منقولہ کے ہبہ کو مگر باقی سے انکار کیا ہے"

پہلی اور اہم تنقیح مین یہہ سوال اُٹھایا گیا تھا کہ آیا مدعی کے باپ کو کامل اختیار انتقال جائداد متنازعہ پر حاصل تھا اہم اجزا پونو سامی کی وصیت کے حسب ذیل تھے۔ وصیت تحریر کردہ پونو سامی توار

سنہ ۱۹۰۱ء
گنگا نگام
بنام
رامچندر

ملد سوگنا نا تو ار اور گل ساکن یامند حسب ذیل ہے :- (۱) چونکہ مینے اپنے جملہ دیاد بہائیون کے ساتہہ ۲۰ ستمبر ۱۸۶۲ء کو تقسیم کرلی ہے اور نیز چونکہ میرے قبضہ مین بہت سی جایداد ہائے مکسوبہ خود مین اسلئے مجہکو جملہ اقسام کی جائیداد ہائے پر جو میرے قبضہ مین ہین اور میرے قبضہ مین آسکتی ہین اور جو میرے اختیار مین ہین حق حاصل ہے - اسلئے مین خود اپنی جائیداد ہائے کی نسبت انتظام کرتا ہون - وہ انتظامات جو مین وصیت ہذا کے روسے کرتا ہون انکی ترمیم اور تنسیخ کا صرف مجہکو حسب اقتضائے رائے خود وقتاً فوقتاً اختیار حاصل ہوگا {زان بعد وصیت مین ایک وصی مقرر کیا گیا ہے - اسمین یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ موصی کے یہان اسکی تین زوجگان کے بطن سے تین پسران اور تین دختران ہین سب سے بڑا پسر کوٹا ساسی بعمر ۹ سالہ ہے} (۴) مین اپنی جائیداد ہائے کی تقسیم مابین مذکورہ بالا تین پسران و تین دختران کے متعلق اور مابین انکے جو بعد مین پیدا ہون انتظام ہائے ذیل کرتا ہون - کیونکہ مین ابتک اولاد کے حاصل کرنیکے قابل ہون (۵) حساب کتاب جو جداگانہ طور پر میری جائیداد ہائے منقولہ وغیر منقولہ کے متعلق تحریر کیا گیا ہے یہان درج کیا جاتا ہے (۶) وہ مختلف اقسام جائداد ہائے جو میری ملکیت مین بعد ازین آوین جداگانہ حسابات مین شامل کیجانی چاہئین (۷) منجملہ ان موضعات کے جنکا کہ ذکر حساب وکتاب مذکور مین کیا گیا ہے اور نیز دیگر موضعات جنپر کہ مجہکو کامل حق حاصل ہے اور وہ موضعات جنپر کہ مجہکو دوامی پٹہ حاصل ہے ماسوائے جائیداد ہائے مفصلہ ذیل کے جو میری تین دختران مذکور کو دیگئی ہین - باقی موضعات اور نیز مشابہ اراضیات جو بعد ازین میری ملکیت ہون مساوی حصص مین بروئے دہرم شاستر کے میرے تین پسران سے منقسم کئے جانے چاہئین جو اسوقت زندہ ہین اور مابین ان پسران کے جو کہ بعد ازین پیدا ہون جبکہ وہ سب سن بلوغ حاصل کرین اس معاملہ کی تصریح کے واسطے مین بیان کرتا ہون کہ میرے تین پسران مذکور جو موجود ہین معہ جملہ پسران کے جو بعد مین پیدا ہون - میری کل جائیداد کو اسقدر مساوی حصص مین تقسیم کرین گے جسقدر کہ انکی تعداد ہو اور ہر ایک کو ایک ایک حصہ ملیگا - اگر میرے پسران مذکور مین سے کوئی ایک جو بالغ ہوجائے دوسرے کی بلوغ تک انتظار کرنا پسند نکرے بلکہ وصی سے استدعا کرے کہ اسکا حصہ اسکے حوالہ کیا جائے تو وصی کو چاہئے کہ اسکا حصہ منقسم کرکے اسکے حوالہ کرے (قبل اسکے کہ باقی پسران سن بلوغ حاصل کرین) اگر کوئی پسر یا پسران جنہون نے سن بلوغ حاصل نکیا ہو یا انکی مان یا کوئی رشتہ دار یہ استدعا کرے کہ اسکا یا انکا حصہ منقسم کرکے حوالہ کیا جائے -

سنہ ۱۹۰۱ء
لنگا ننگام
بنام
راجمنند

تو وصی کو اسکی استدعا منظور نکرنی چاہیئے۔ مگر انکے مناسب مصرف حاصل کرتے ہی ہر ایک کا حصہ اسکے حوالہ کیا جانا چاہیئے (۸) منجملہ تو پہلے ... و بنگلہ ہاے و دیگر عمارات کے ... جملہ پسران مذکور کو چاہیئے کہ عمارات اور توپہا سے کو جو انکی رہائش اور استعمال کے واسطے ضروری ہون منقسم کر لین اور باقی مشترک رہنے دین اور انکا منافعہ آپسمین معرفت پسر کلان کے تقسیم کرین۔ میری تین زوجگان کو تا حیات خود مکان موسوم بہ پہتو وائی محل واقعہ رامند مین رہنا چاہیئے۔ قبل انکی وفات کے پسران کو چاہیئے کہ اس مکان کو منقسم نکرین۔ پسران مذکور کو چاہیئے کہ اکٹھے یا جداگانہ کمرہ نمین مکان مذکور مین رہین۔ بعد وفات جملہ زوجگان مذکور کے محل مذکور کی مالیت بمبلغ عہ ۔۔۔ لگائی جانی چاہیئے اور اگر سب سے بڑا پسر کوٹا سامی پسند کرے تو وہ مجاز ہوگا کہ اپنا حصہ وضع کر کے باقیون کے حصص قیمت کے اپنے برادران کے حوالہ کرے اور مکان خود رکھ لے۔ اگر وہ ایسا کرنا پسند نکرے تو وہ مجاز ہوگا کہ مکان مذکور کسی برادر کو حسب مرضی خود مطابق انتظام نہ کے دے۔ گو مکان مذکور پر زیادہ خرچ ہوا ہے تاہم وہ اس شہر مین کوئی بالا قیمت سے زیادہ مالیت کا ہوگا۔ منجملہ اس رقم کے جو کہ بطور قیمت مکان مذکور کے مقرر کیگئی ہے اس پسر کا حصہ جو بالآخر اسکو حاصل کرے۔ وضع کیا جانا چاہیئے اور باقی دیگر پسران کے مابین تقسیم کیا جانا چاہیئے (۹) آمدنی جو تجارت نیل وغیرہ کے حصص سے حاصل ہو اور نیز سٹہ رنگریزی کے کارخانہ اور دیگر کاروبار سے جو بعد مین کیا جائے بعد وضع جملہ اخراجات کے ہر سال جملہ پسران مین تقسیم کیجانی چاہیئے۔ مگر انکا انتظام سب سے بڑے پسر کوٹا سامی توار کو حاصل ہونا چاہیئے (۱۰) قبل اسکے کہ پسران مذکور تقسیم کرین کوئی قرضجات زمینداران کو اور میرے رشتہ داران کو نہ دیئے جانے چاہئین اور نہ کوئی تحایف میری جایداد ہاے مین سے کیئے جانے چاہئین۔ نہ تو وصی اور نہ رشتہ داران کو خفیف سا حصہ مکان میرے رشتہ داران مین سے کسی کو یا کوئی اختیار دربارہ کاروبار جایداد ہاے کے بعد میری وفات کے دیا جانا چاہیئے اور نہ وہ دست اندازی کر سکین گے۔ زیادہ تر پر زور الفاظ مین یہہ کہ میرے رشتہ داران مین سے کسی کو ذراسی دست اندازی بھی کسی کاروبار خاندان مین نکرنی چاہیئے۔ مگر اُن رسوم مین جو کہ میرے خاندان مین ادا کیجائین میرے رشتہ داران خوشی سے آسکتے ہین اور میرے خاندان کو ممنون احسان کر سکتے ہین (۱۲) میری دختران مین سے ہر ایک کے اخراجات شادی دستری دہنم جنکی کہ ابھی شادی نہین ہوئی۔ اور جنکا کہ جہیز میری حیات مین نہ دیا گیا ہو

سنہ ۱۹۰۱ء
گنگا لنگام
بنام
رامچندر

منجملہ اُن دختران کے جو موجود ہین اور جو آیندہ پیدا ہون مبلغ ــــ روپیہ جایداد ہائے منقولہ مین سے دیا جانا چاہیئے۔ اور یہ لازم ہوگا کہ میرے پسران کے سن بلوغ حاصل کرنیسے پہلے دختران کی شادی وصی کیطرف سے کردیجائے۔ لیکن اگر جائیداد ہائے منقولہ مذکور میری حین حیات مین جائیداد غیر منقولہ مین تبدیل کیجائے تو مقدار مقرر کردہ مذکورا کی موضعات کی آمدنی مین سے ادا کیجانی چاہیئے جنکا کہ ذکر . . . . . کیا گیا ہے (۱۳) بصورت دختران مذکور مین سے کسی کے لاولد فوت ہو جانے کے اُسکی جائیداد استری دھن میرے پسران کے نام عود کرنی چاہیئے (اسکے بعد چند احکام دربارہ موصی کی مان اور زوجگان کے درج ہین) (۱۷) وہ جائیداد ہائے منقولہ جو بروقت تقسیم کے باقی رہین مساوی حصص مین جملہ پسران مین تقسیم کیجانی چاہئین۔ (۱۸) زیورات و ظروفات وغیرہ جو میری تین زوجگان کے قبضہ مین ہین وہ انہی کی ملکیت سمجھے جانے چاہئین اور تقسیم مین شامل نہ کئے جانے چاہئین (۱۹) مبلغ ــــ روپیہ کی رقم جو میری پہلی زوجہ نے . . . . . کو قرض دی ہے اُسیکی ملکیت ہے۔ نہ تو مجھکو اور نہ وصی اور نہ کسی اور پسر کو ماسوائے خود اُسکے پسر کے اُسکی نسبت کوئی دعوے حاصل ہے (۲۰) چونکہ میرا حقیقی برادر تبنیت مین دیا جا چکا ہے اور تبنیت مذکور بروئے فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے بحال رکھی گئی ہے اسلئے اُسکو میری جائیداد ہائے مین کوئی دعوی حاصل نہین ہے۔ {اسکے بعد یہ حکم دیا گیا تھا کہ بعض اقرارنامجات وغیرہ کا استفادہ جملہ پسران مین تقسیم کیا جانا چاہیئے} (۲۷) اگر اتفاق سے یہ واقعہ ہو کہ رسوم کریا کرم خود میری اور میری مان اور میری زوجگان مین سے کسی کی جملہ پسران کی نابالغیت مین کیجائین تو وصی کو چاہیئے کہ اُسکے اخراجات جائیداد منقولہ مین سے ادا کرے۔ اگر وہ بعد جملہ پسران کے بالغ ہو جانیکے ہون اور بعد اس وقت کے کہ اُنکے مابین تقسیم ہو چکی ہو تو صرف میری اور میری مان کی رسوم کریا کرم اور بصورت میری دوسری زوجہ منگلیسوری نا چیار کے بلا اولاد نرینہ فوت ہو جانیکے اُسکی کریا کرم بھی جملہ پسران کیطرف سے اُس جائیداد کی آمدنی مین سے ادا کیجانی چاہئین جو کہ اُنہون نے تقسیم مین حاصل کی ہون۔ مگر پہلی اور تیسری زوجہ کی رسوم کریا کرم اُنکے پسران کی جائیداد ہائے کی آمدنی مین ادا کی جانی چاہئین۔

(دستخط) پونوسامی!!

سنہ ۱۹۰۱ء
نگا نگام
بنام
رامچندر

اس وصیت کی تعبیر کرنیوقت سبارڈینیٹ جج نے یہہ بیان کیا تہا: "میری یہہ رائے ہے کہ اُن جملہ واقعات پر یکجا غور کرکے پونوسامی کی یہہ مراد تہی کہ اُسکی جائداد کامل طور پر اُسکے پسران کو بطور وصیتی انتقال سکے نہ کہ بروے وراثت کے حاصل کرنی چاہئے جیسا کہ مندکورۂ بالا مین پونوسامی سنے اپنی وصیت مین اطلاقِ قواعد عام وراثت کے نتایج کو ترمیم کیا ہے۔ یہہ امر خلاف ظاہر کردہ نیت کا موصی کے ہوگا اگر یہہ قیاس کیا جاے کہ اُسکا منشاء بروے وصیت کے ایک محدود جائداد پسران کو عطا کرسکتا تہا . . . بلحاظ وسائل موجودہ کے میرا خیال پونوسامی کی نسبت یہہ ہے کہ وہ ایک تجربہ کار آزادانہ خیال کا آدمی تہا جسنے کوئی تامل اپنے کسی منشاء کے اظہار مین نہین کیا تہا۔ پس اگر اُسکا منشاء یہہ ہوتا کہ اپنے پسران کے حق مین صرف اسیقدر جائداد منتقل کرے جسقدر کہ وہ وراثت مین حاصل کرسکتے تھے۔ تو میری رائے مین پونوسامی ایک بے سود فعل وصیت کے تحریر کرنے مین کرتا تہا اور کہ ایسا کرنیمین اُسنے صراحت کے ساتھہ یہہ ظاہر نکیا تہا کہ وہ کونسی شئے بروے وصیت کے اپنے پسران کے نام ہبہ کررہا ہے۔ یہہ دو نو امور شخص مذکور کی حالت اور اوسکی فراست کے خلاف معلوم ہوتے ہین" اُسنے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا تہا:- تاراچند بنام ریب رام (۱)، مدن گوپال ٹہاکر بنام رام بخش پانڈے (۲)، ہردیئی نرائن بنام ہرکے ماری سنگہ (۳) جگمو ہنداس منگلداس بنام سر منگلداس نتہو بہائی (۴)، پونا پا پلائی بنام پاپو ویا نگر (۵)، عقبایا بنام سرفا (۶)، کورٹ آف وارڈس بنام وینکٹا سریا مہی پتی راما کرشنا راؤ (۷) اور نیز دیگر مقدمات اور دہرمشاستر مین صاحب کا حوالہ دیکر یہہ قرار دیا تہا کہ مدعی اُن ہبہ جات کے جواز کی نسبت اعتراض کرنیکا مستحق نتہا جوکہ اُسکے باپ نے بحق مدعا علیہ کے کئے تھے اور کہ اُسکے باپنے جائداد بروے ہبہ وصیتی کے حاصل کی تھی۔

دوسری تنقیح مین یہہ سوال اُٹہایا گیا تہا کہ آیا ہبہ جات بحق مدعا علیہ داب ناجائز سے تحریر کرائے گئے تھے۔ سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ اسطرحپر تحریر کرائے گئے ہین۔ اسلئے اُسنے انتقالات مذکور کو منسوخ کرکے ڈگری بحق مدعی صادر کی تھی۔

سات مشابہ نالشات اور موجود تہین جن سب مین تنقیح اول ایک ہی تھی اور تنقیح دوم اُن سب مین ماسوائے ایک کے اُٹہائی گئی تھی۔

مدعا علیہ نے اپیل حال رجوع کیا

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد [illegible] صفحہ [illegible]
(۲) ویکلی رپورٹر جلد [illegible] صفحہ ۱ (مقدمہ دیوانی)
(۳) کلکتہ لاء رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ [illegible]
(۴) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۰ و صفحہ ۵۲۴
(۵) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد [illegible] صفحہ [illegible]
(۶) " " مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۵۱

(۷) [illegible]

[illegible] شہادت [illegible]

[illegible] کیا گیا [illegible]

[illegible] فیصلہ [illegible] کیا گیا اور دعوی

[illegible] انتقال [illegible]

[illegible] کی نوعیت کو تبدیل [illegible]

[illegible] مسئلات ذیل کا حوالہ دیا [illegible] بنام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اُنہنے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا۔ بلونت سنگھ بنام [illegible] (۵) سری راجہ [illegible]

[illegible] بہادر بنام کورٹ آف وارڈز [illegible] (۶) [illegible]

جبکی کہ یہ چھ مقدمہ نانا بہائی گنپت [illegible] بنام [illegible]

[illegible] داس (۸) اُنہنے یہ عذر کیا تھا کہ جس [illegible]

اور کہ وہ جائیداد کو ناسامی [illegible] وصیت کے [illegible]

شفر ڈ صاحب [illegible]

[illegible] منتقل

[illegible] جائیداد مذکور [illegible]

[illegible] جس میں مدعی نے پیدائش سے ایک

استحقاق [illegible] مدعی کی پیدائش کے بعد کئے گئے تھے

اگر وہ جائیداد [illegible] کو ناسامی کے نام بروئے

وراثت منتقل ہوئی تھی تو [illegible] جائیداد کے تھے درحقیقت کو ناسامی

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۲۷ ۔ (۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۵ ۔

(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۱ ۔ [illegible] (۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۹۶

(۵) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۵ ۔ صفحہ ۳۹۰ (۶) ۔ ۔ بمبئی جلد [illegible] صفحہ [illegible]

(۷) ۔ ۔ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۲ صفحہ ۱۳۱ (۸) پنجاب ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ع
ٹنگاڈنگام
بنام
رامچندر

سے یکے از تین پسران پونسامی تہا اُسنے بیاحصہ جایداد متروکہ پونسامی کا [illegible] اپنے باپکے
حاصل کیا تہا اور [illegible] یہ کہ باوجود اسکے جایداد کو پونسامی [illegible] بطور [illegible] جایداد کے تہی۔
[illegible] کامل طور پر مجاز تہا کہ اپنی جایداد [illegible]
[illegible] خواہ بذریعہ ہبہ یا انتقال وصیتی کے [illegible] ملاحظہ ہو [illegible] (۱)
[illegible] ڈاکٹر [illegible] (۲) اسلئے ممکن تہا
کہ وہ اپنی جایداد [illegible] شخص کے حق میں [illegible] انتقال [illegible]
[illegible] (۳) [illegible] کے خلاف
[illegible] بطور [illegible] قانون [illegible] تہا کہ کوئی انتقال
[illegible] اسلئے جبکہ اُسنے کوئی
[illegible] سوال [illegible] کسی شخص
[illegible] بطور جایداد [illegible]
[illegible] شخص [illegible]
[illegible] اگر کوئی [illegible] چنے خلاف [illegible]
[illegible] پسران [illegible] جایداد
کے حوالہ [illegible]

اگر [illegible] باپ [illegible] تقسیم [illegible] قانون [illegible]
[illegible] تہا [illegible]
[illegible] فیصلہ [illegible] دیگر [illegible]
بیان [illegible] کہ [illegible] موجود تہی [illegible]
کا یہ منشا تہا کہ اُسکے پسران کو جایداد میں اُسیطرح حاصل کرنی چاہئے جیسے کہ وہ [illegible] ہوگی
وصیت کے [illegible] اسکا یہ منشا تہا [illegible] جایداد [illegible] دیا [illegible]
[illegible]

---

(۱) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۹ صفحہ [illegible] (۲) انڈین لا رپورٹس [illegible]
(۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹس جلد ۳ صفحہ ۵ (۴) [illegible] انڈین [illegible] صفحہ [illegible]
(۵) دیکھو [illegible] صفحہ [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ء نگانگام بنام رامچندر

دیگئی تھی عام قواعدِ وراثت کے مطابق ہین۔ اور وصیت مین کوئی ایسے الفاظ موجود نہین ہین جنسے کوئی نیت بدینمضمون ظاہر ہوتی ہو کہ اُسکے پسران کو اپنے حصص بری از نتایج جایداد جدی کے واپس ملنا چاہیئے۔ مقدمہ جگموہن داس منگلداس بنام سر منگلداس نتہو بہائی (۱) مین یہ خیال کیا گیا تہا کہ وصیت مین ایسے الفاظ موجود ہین جنسے ایک نیت ایک ایسی جایداد کے پیدا کرنیکی ظاہر ہوتی ہے جو اُس جایداد سے مختلف ہو جو کہ موہوب لہٗ کو بطور وارث کے بروے دہرم شاستر کے حاصل ہوتی۔ صورت حال ہذا مین کوئی ایسے الفاظ نہین دیکھتا۔ میری راے مین وہ تنقیح جو چند نالشات مین دربارہ کوٹا سامی کے اختیارِ انتقال کے اٹہائی گئی ہے پیچ مدعی کے فیصل کیجانی چاہیئے تھی اور اسلیئے چونکہ یہ بات تسلیم کیگئی ہے کہ کوٹا سامی نے خود کوئی جایداد حاصل نکی تھی۔ مدعی اُس جملہ جایداد کی نسبت ڈگری کا مستحق ہے جو کہ کوٹا سامی نے مدعاعلیہ کو دیدی ہے۔ [صاحب ممدوح نے زان بعد شہادت متعلق بتفصیل اُس جایداد پر غور کیا تہا جو کہ مدعاعلیہ کو عطا کردہ ثابت کیگئی تہی اور بنسن صاحب جسٹس کے اتفاق سے عدالت نے اُسی مضمون کی ڈگری صادر کی تہی]۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیویس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

کنان جیک کس و دیگر (مدعاعلیہ نمبر ۲ و مدعی) اپیلانٹسان بنام پزہینیاندی یک کس و دیگر (مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳) رسپانڈنٹسان ★ ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

قانون ملابار ۔ کرناون کیطرف سے جیسا تہا تیسے تارود کا امین مقرر کیا جانا ۔ جواز تقرر ۔

گو تارود ملابار کا کرناون اختیار رکہتا ہے (الا جبکہ وہ خصوصیت کے ساتہ بروے رواج یا اقرارنامہ خاندان کے محدود کیا گیا ہو) کہ خود جایداد و امانت مملوکۂ تارود کا اہتمام کرے ۔ تاہم اسکو کوئی ذاتی حق بحیثیت کرناون کے دوسرے شخص کو اپنی بجاے امین مقرر کرنے کا حاصل نہین ہے ۔

نالش واسطے دلاپانے قبضہ اراضی موبعایا لگان کے ۔ مدعی نے جو ایک چیترم کا مہتمم منجانب کرناون ایک تارود کے مقرر کیا گیا تہا جسکے کہ ارکین مدعی اور مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ تھے ۔ بعض اراضی کے دلاپانے کی نالش بدین بیان

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۵ و صفحہ ۵۰۳۔

★ اپیل دوم نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ء بنا راضی ڈگری اے وینکٹا راما یا ئی سبارڈنیٹ جج ملابار جنوبی بمقدمہ اپیل نمبر ۱۹۶ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر تنسیخ ڈگری ایم ستیا یار منصف ضلع تمبھوم بمقدمہ ابتدائی نمبر ۵۰ سنہ ۱۸۹۸ء ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کرناون
بنام
منیر سپانڈی

کی تہی کہ وہ چیترم کی ملکیت ہے کرناون نے جو بطور مدعا علیہ نمبر ۲ کے شامل کیا گیا تہا مدعی کے دعوے کی تائید کی تہی۔ سیٹہ وار راضی نامہ مذکور (مدعا علیہ نمبر ۱) نے یہ عذر کیا تہا کہ ارضی مذکور ایک اور شاخ تارود کی ملکیت ہے جسکا مہتمم مدعا علیہ نمبر ۳ ہے۔ مدعا علیہ نمبر ۳ نے مدعا علیہ نمبر ۱ کے بیان کی تائید کی تہی۔ منصف نے یہ قرار دیا تہا کہ اراضی عام تارود مدعی و مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کی ملکیت ہے۔ نیز اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی جائز طور پر چیترام کا مہتمم منجانب کرناون (مدعا علیہم) کے مقرر کیا گیا تہا۔ اُسنے ڈگری بحق مدعی صادر کی تہی۔

مدعا علیہ نمبر ۳ نے اپیل کیا تہا جسپر ڈسٹرکٹ جج نے اس قرارداد کو بحال رکہا تہا کہ چیترام عام تارود مدعی و مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کی ملکیت ہے مگر اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ مدعا علیہ نمبر ۲ مجاز نتہا کہ خود بخود مدعی کو اسکا مہتمم مقرر کرتا اور کہ مدعی ارجاع نالش کا مستحق نتہا اُسنے یہ بیان کیا تہا: "چیترام اور اُسکی جائداد ہائے عام تارود مدعی و مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کی ملکیت ہین خود مدعا علیہ نمبر ۳ نے اس امر کو اپنے عرضیدعوے مین تسلیم کیا ہے (دستاویز د مرقومہ سنہ ۱۸۹۱ء) مگر بروئے راضی نامہ (دستاویز ج) داخل کردہ نالش ابتدائی نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۶ء کے جو کل تارود پر قابل پابندی قرار دیا گیا ہے (ملاحظہ ہو فیصلہ ہائیکورٹ دستاویز ح) یہ قرار دیا گیا ہے کہ چیترام کا اہتمام ایراوماناتل شاخ خاندان کو مفوض ہی۔ راضی نامہ مذکور کے روسے لبد بحال رکہنے اہتمام شیکہارامنا دیار کرناون موجود الوقت کے جو سب سے بڑا ذکور رکن ایراوماناتل شاخ کا تہا۔ یہ قرار دیا گیا ہے کہ بصورت بد انتظامی کے کرناون ہا ہے (یعنی باقی شاخہائے کے کرناونہاے) کو چاہئے کہ کسی اور شخص کو ایراوماناتل شاخ مین سے مہتمم مقرر کرین۔ شیکہارامنا دیار فوت ہو چکا ہے اور مدعی ایراوماناتل شاخ کا کرناون نہین ہے، نرائینا منادیار موجودہ کرناون اُس شاخ کا ہے۔ یہ بیان نہین کیا گیا کہ نرائینا منادیار نے چیترام یا اُسکی جائداد ہائے کی نسبت بدنظمی کی ہے۔ مدعی کا تقرر منجانب عام کرناون (مدعا علیہ نمبر ۲) کے اسوجہہ سے ناجائز ہے کہ کوئی موقع استعمالِ اختیارِ انتخاب عطا کردہ بروئے راضینامہ کا پیدا نہین ہوا۔ اور مدعا علیہ نمبر ۲ تنہا طور پر تقرر کے کرنیکا مستحق نہین ہے یعنے بلا رضامندی دیگر شاخہائے کے کرناونہاے کے" "فقرہ نمبر ۳ دستاویز (ز) مین ذیل کا حکم موجود تہا۔" لیکن اگر کوئی غفلت یا اہمال اُسکے اہتمام مین ثابت کیجاوے تو قرار یہہ پایا ہے کہ کرناون کو اختیار ہے کہ اُسکو معزول کرکے کسی اور رکن شاخ ایراوماناتل کو مہتمم مقرر کرے "۔ اُسنے مدعی کی نالش کو خارج کیا تہا

بنا راضی ڈگری مذکور کے مدعا علیہ نمبر ۲ و مدعی نے اپیل دوم عدالت رجوع کیا۔

سہند ایا [illegible] بنام [illegible] انشان

[illegible] صاحب [illegible]

تجویز [illegible] میں اتفاق نہیں کرسکتے کہ [illegible] زیادہ [illegible]

[illegible] ہندو [illegible] شادی [illegible] [illegible]

سے [illegible] کے اصلی [illegible] [illegible] اور [illegible]

تسلیم کئے گئے ہیں بلکہ [illegible]

اور صرف وہی حیثیت کر [illegible]

طور پر ان کا ذکر [illegible]

کہ اپنے جواب دعوے تحریری میں [illegible]

سکے اختیارات حاصل تھے۔

مگر ہماری رائے [illegible]

خارج کرنے کی بیان کی [illegible]

گیا ہے ایک خاص حد [illegible]

یہ سوال باقی رہتا ہے کہ [illegible]

کے فریقین کا حال ہے اسمیں شبہ نہیں [illegible]

کے ساتھ ہر رواج یا اقرار نامہ خاندانی [illegible]

[illegible] حال ہے مگر ہمکو اس مسئلہ کی تائید میں [illegible] شخص کو

[illegible] سکتا ہے جو [illegible] طور پر [illegible] قانون [illegible] کے خلاف ہے صورت حال

[illegible] ثابت نہیں کیا گیا ہمکو [illegible] چاہیئے [illegible]

[illegible] اختیار [illegible] معقول [illegible] ہو

[illegible] کی [illegible] طور پر خارج کیگئی تھی [illegible] کو مع مزید خارج کرتے ہیں۔

صیغہ اپیل دیوانی

اجلاس [illegible] صاحب جسٹس [illegible] صاحب جسٹس

[illegible] علیہم [illegible]

[illegible] خارج ہو [illegible] نسبت بحق حصہ [illegible] نالش [illegible] کے خلاف دو [illegible] ہوگی [illegible] تقسیم [illegible] استحقاق ہونا۔

[illegible] بحیثیت مزارعان مشترکہ [illegible] ایک [illegible] خلاف [illegible] نالش اپنی شریک [illegible] حصہ [illegible] کے رجوع کی [illegible] [illegible] کر [illegible] جات [illegible]

[illegible]

[illegible] کا ثبوت [illegible] کی [illegible] علیہم [illegible] قانونی [illegible] [illegible] عدالت [illegible] تقسیم کی [illegible] اور عدالت [illegible] نالش [illegible] کے خلاف شریک [illegible] تقسیم [illegible] علیہم ایک شخص [illegible] [illegible] ثبوت [illegible]

اپیل [illegible] بتاریخ [illegible] جج [illegible] اپیل [illegible] نالش ابتدائی نمبر [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ء
سلیم
بنام
چناں

اُسکی وفات کے وقت سے اُسکی جایداد ہا کا استعمال بشرکت اپنی شریک بیوگان کے سنہ ۱۹۰۱ء تک کرتی رہی ہے جسکے بعد مشترک استعمال ختم ہوگیا ہے کیونکہ بیوگان کے مابین نااتفاقی ہوگئی تھی۔ اسنے یہہ بیان کیا تہا کہ اسکی واسطے اب مدعاعلیہم نمبر ا و نمبر ۲ کے ساتھ مشترک طور پر رہنا ناممکن ہے اور کہ جایداد کی تقسیم ضروری ہے، اُسنے بیان کیا تہا کہ اُسکا بنائے دعوے سنہ ۱۹۰۱ء مین پیدا ہوا تہا جبکہ اُسنے تقسیم کا مطالبہ کیا تہا اور اُسنے اب اپنے حصہ جایداد کے دلاپانے کی نالش کی ہے۔ یہ مقدمہ جو ابتداءً عدالت سب ارڈینیٹ جج مین ماہ اگست سنہ ۱۹۰۵ء مین اور عدالت منصف مین سنہ ۱۸۹۶ء مین بہ تعمیل ایک حکم سب ارڈینیٹ جج کے رجوع کیا گیا تہا مدعاعلیہم نمبر ا و نمبر ۲ نے جواب مین یہ عذر کیا تہا کہ مدعیہ بدچلنی کی زندگی دوران حیات شوہر مین اور نیز اُسکی وفات کے بعد بسر کرتی رہی ہے اور کہ اسی وجہہ سے وہ اپنی شریک بیوگان کے ساتھ نہین رہتی۔ انہون نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ مدعیہ سنہ ۱۹۰۵ء تک جایداد ہائے کا استعمال مشترک طور پر کرتی رہی ہے۔ اُنہون نے اُسکے استحقاق استعمال مذکور سے انکار کیا تہا اور یہہ عذر کیا تہا کہ وہ ارجاع نالش سے پہلے عرصہ بارہ سال کے اندر قابض نہین رہی، نیز اُنہون نے مدعیہ کے استحقاق دعوے تقسیم سے انکار کیا۔ منصف نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیہ کی زندگی اُسکے شوہر کی عین حیات مین پاکدامن رہی ہے۔ مگر وہ بعد مین خلاف اخلاق زندگی بسر کرتی رہی ہے۔ نیز اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیہ کا استعمال منافع جایداد ہائے خاندانی کسی تاریخ پر ختم ہوگیا تہا جو ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء سے پہلے کی نہین ہے اسلئے نالش زایدالمیعاد نہین ہے۔ اُسنے ایک ثلث حصہ جایداد ہائے متدعویہ (باستثنا بعض) کی ڈگری بحق مدعیہ کے صادر کی تہی اور ایک مناسب تقسیم کئے جانیکا حکم دیا تہا تاکہ مدعیہ کا ثلث اُسکے حوالہ کیا جائے۔ مدعاعلیہم نمبر ا و نمبر ۲ نے سب ارڈینیٹ جج کے پاس اپیل کیا تہا جسنے ذیل کے تین امور پر غور کیا تہا: "(۱) آیا مدعیہ اپنے شوہر کی حیات مین بے عصمت رہی ہے اور اسلئے اُسنے اُسکی جایداد مین جایداد بیوہ کے استعمال کا استحقاق زایل کردیا ہے؟ (۲) آیا نالش زایدالمیعاد ہے؟ (۳) آیا مدعیہ ایک ثلث حصہ پر قابض کئے جانیکی مستحق ہے؟" اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ "فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ منی رام کلیتا بنام کیری کلیتانی (۱) مین گو وہ بحوالہ قانون بنگال کے فیصل کیا گیا ہے عدالتہائے بمبئی و ممالک مغربی و شمالی و پنجاب نے اتفاق کیا ہے فیصلہ مذکور بدین مراد ہے کہ بے عصمتی بعد از وفات شوہر بیوہ کو اُس جایداد سے محروم نہین کرتی جو کہ اُسکو مفوض ہوئی ہو۔ اس امر کی وجہہ کہ کوئی موقوعہ قاعدہ مذکور کے اطلاق کا پر بنڈت کسی حال مین پیدا نہین ہوا صرف یہہ معلوم ہوتی ہے کہ

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۱۱۵ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۷۶۔

سنہ ۱۹۱۵ء
مسلم
بنام
چنال

لوگ ایسے عذر کو بعد اُس وقت کے اٹھانا نہیں چاہتے ۔ جبکہ جائیداد ایک فد مفوض ہو چکی ہے ۔ اپیلانٹ کے وکیل نے یہ عذر کیا تھا کہ پریذیڈنسی ہذا مین قاعدہ مذکور سے اختلاف کیا گیا ہے ۔ وہ نقصان آمیز نتائج جو کہ عذر مذکور کے اختیار کرنے سے پیدا ہونگے حکام عالیمقام پریوی کونسل نے کامل طور پر ظاہر کئے ہین جو ایسے نتائج ہین کہ کسی خاص جز ملک تک محدود نہین ۔ اسلئے عدالتہاے کو اُس سوال کے دوبارہ اٹھانے مین تامل کرنا چاہئے جسکا کہ فیصلہ بعد مکمل غور کے اسکے جملہ پہلوؤن سے پر کئے جانے کے کیا گیا ہو۔

بروے شہادت کے اُسنے قرار دیا تھا کہ مدعیہ اپنے شوہر کی حیات مین بے عصمت نہتی اور اُسنے وجہ مذکور پر اپنا استحقاق استعمال جائیداد بیوہ بہتر کہ شوہر خود زائل نہین کیا تھا ۔ سوال میعاد پر اُسنے یہہ قرار دیا تھا کہ میعاد اُس تاریخ سے گذرنی شروع ہوئی تھی ۔ جو ۱۸۹۳ء سے پہلے کی تھی یعنی عرضیدعوی کے ابتداً داخل کئے جانے سے زاید از عرصہ ۱۲ سال پہلے کی تھی ۔ اُسنے قرار دیا تھا کہ نالش بروے دفعہ ۱۲۷ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے زائد المیعاد ہے۔

مدعیہ نے اپیل دوم حال رجوع کیا تھا۔

مسٹر سندرا ایار منجانب اپیلانٹ

مسٹر سنکرن نیار و کرشنا ایار منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۱ و نمبر ۲۔

تجویز :- یہ امر صحیح ہے کہ اس امر کے ثابت کرنیکا بار مدعا علیہم پر تھا کہ مدعیہ جو مسلمہ طور پر انکی شریک ۱۸۹۱ء تک تھی ۔ استعمال جائیداد سے محروم کیگئی تھی ۔ صرف ایک ہی امر جو ثابت کیا گیا ہے یہہ ہے کہ مدعیہ نے جو اپنے آشنا کے ساتھ خلاف اخلاق زندگی بسر کر رہی تھی مدعا علیہم کے ساتھ رہنے سے انکار کیا تھا ۔ اور زان بعد وہ اپنا گذارہ بلا وسیلہ جائیداد خاندان کے کرتی رہی تھی ۔ یہ قرار دینا ناممکن ہے کہ انکار یا حصہ لیا جانا منجانب مدعیہ کے کوئی ثبوت بیدخلی یا محروم کرنیکا منجانب مدعا علیہم کے ہے ۔ کسی اور شہادت سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اُسنے اپنا استحقاق مدعا علیہم کے علم مین ترک کر دیا تھا۔

ایک کوشش مسٹر بار ڈینیٹ جج کی ڈگری کی تائید کے لئے بدین عذر کیگئی ہے کہ بیوہ جو اپنے شوہر کی وفات کے بعد زناکاری کی قصوروار ہو اسکو بذریعہ پیمایش کے تقسیم جائداد کرانے کی اجازت نہ دیجانی چاہئے کیونکہ قیاس یہہ ہے کہ وہ اپنے حصہ کا استعمال اُس غرض کے واسطے نکریگی جسکے کہ واسطے جائداد کا استعمال منجانب ایک بیوہ کے کیا جانا چاہئے ۔ ہماری راے مین بیوہ جو ایک مزارعہ مشترک ہو بطور امر استحقاق کے تقسیم کی مستحق ہے اور عدالتہاے کو اس امر مین کوئی اختیار تمیزی حاصل نہین ہوتا دیگر بیوگان کے

حقوق کو بڑ دے تقسیم کے کسیطرح پر نقصان نہین پہونچتا کیونکہ بر طبق وفات بیوہ شدہ دختر کے اسکا حصہ پسماندہ بیوگان کے نام منتقل ہوتا ہے کیونکہ اسوقت وہی نزدیک ترین ورثائے شوہر خود ہونگی - اگر ہمکو اس معاملہ مین اختیار تمیزی حاصل ہوتا تو ہمارے پاس کوئی وجہ موجود نتھی کہ کیون ہم اسکا استعمال بحق مدعیہ نکرتے کیونکہ وہ دیگر بیوگان کے ساتھ نہین رہ سکتی۔

سبارڈینٹ جج کی ڈگری منسوخ کیجاتی ہے، اور منصف ضلع کی ڈگری معہ خرچہ ہر دو عدالت ماتحت کے بحال کی جاتی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیام اینگر صاحب جسٹس

احمد (مدعی) اپیلانٹ بنام محی الدین وغیرہ (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان * ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۳ - ایک نالش لگان مین مدعی کے استحقاق سے انکار کیا جانا - ڈگری بحق مدعاعلیہم - نالش مابعد بجانب اُسی مدعی کے بخلاف اُنہی مدعاعلیہم کے واسطے دلاپانے قبضہ کے - امر فیصلشدہ - ایکٹ علف - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۳ء - ڈگریکا برطبق اپیل کے حلف کی تقویت پر بحال رکھا جانا - آخری تصفیہ -

سنہ ۱۸۹۰ء مین الف نے ایک نالش بخلاف ب وج ود و ہ کے عدالت منصف مین واسطے دلاپانے چھ سال کے لگان کے رجوع کی تہی جسکی نسبت الف نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ بعض اراضی کی نسبت بر بنائے ایک رجسٹری شدہ دستاویز پٹہ کے واجب الادا ہے - ب وج ود نے الف کے استحقاق سے انکار کیا تہا اور یہ عذر کیا تہا کہ وہ لگان کے ذمہ وار نہتے اور کہ اراضی ہ کی ملکیت ہے اور اُسیکے قبضہ مین ہے - عذر مذکور کو عدالت اول نے منظور کیا تہا اور برطبق اپیل کے سنہ ۱۸۹۹ء مین الف نے نالش حال بخلاف ب وج و د و ہ کے اُسی عدالت مین اور بر بنائے اُسی پٹہ کے رجوع کی تہی اور ایکی وغیرہ اراضی مذکورہ کے قبضہ کا دعوے معہ کمتر از دو سال کے لگان کے کیا تہا - عذر یہ کیا گیا تہا کہ نالش حال بروے احکام دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت نہین ہے - کیونکہ وہ عدالت جسنے پہلی نالش کی تجویز کی تہی ایک عدالت مجاز تجویز نالش حال حسب منشاء دفعہ محولہ بالا نہ تہی کیونکہ پہلی نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت کے قابل تہی مگر نالش حال واسطے دلاپانے قبضہ اراضی کے ہے اور اُس ڈگری نار اضی سے اپیل دائر ہوسکیگا جو اسمین صادر کیجائے -

تجویز ہوئی کہ وہ عدالت جسنے پہلے مقدمہ کی تجویز کی تہی عدالت مجاز سماعت نالش حال حسب منشاء دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی تہی -

* اپیل دوم نمبر ۶۲۷ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی ڈگری ای ٹامسن صاحب ڈسٹرکٹ جج ملابار شمالی بمقدمہ اپیل نمبر ۴۰۰ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری اے اتا سامی ایار منصف ضلع بداگرا بمقدمہ ابتدائی نمبر ۳۰۴ سنہ ۱۸۹۹ء -

متنا ئل بنام ڈلستن (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۲۷۳) وبھگوان تی چودہرانی بنام فاربیس (انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۷۸) کی پیروی کیگئی معہ رنگا چیریر بنام راماسامی ایانگر (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۸۹) کا حوالہ دیا
نالش ۱۹۰۳ء برطبق اپیل کے بہ بنا اُس حلف کے بحال رکہی گئی تہی جو کہ زیر ایکٹ حلف لیا گیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ وہ ایک بحالی ابتدائی ڈگری کی ہے۔ کیونکہ مابین فریقین کے وہ ڈگری جو بعد حلف لینے کے ایک سوال امر واقعہ کی نسبت صادر کیگئی تہی۔ ایک آخری فیصلۂ نالش سے کمتر وقعت نہین رکہتی۔

نالش واسطے دلاپانے پرامبا معہ اُسکے لگان کے۔ مدعی نے پرامبا کا دعوے بطور اپنی جائداد جنم کے کرکے یہ بیان کیا تہا کہ اُسنے اُسکا پٹہ مدعا علیہم نمبر لغایۃ نمبر ۳ کی ماں کو ۱۸۷۶ء مین بذریعہ ایک رجسٹری شدہ پٹہ کے عطا کیا تہا اور کہ مدعا علیہم نمبر ا لغایۃ نمبر ۳ پیرامبا پر بروے پٹہ مذکور کے قابض ہین اور کہ لگان بقایا مین رکہا گیا ہے اور کہ میعاد پٹہ کی ختم ہوچکی ہے۔ اُسنے قبضہ اور لگان کے دلاپانے کی نالش کی تہی مدعا علیہم نمبر ا و نمبر ۳ نے مدعی کے استحقاق سے انکار کیا تہا اور نیز اُسکے استحقاق ارجاع نالش سے نیز انہون نے پیرامبا کا قبضہ دینے سے انکار کیا تہا جسکی نسبت انہون نے یہ بیان کیا تہا کہ وہ مدعا علیہ نمبر ۴ کی ملکیت ہے اور اُسی کے قبضہ مین ہے، نیز انہون نے یہہ عذر کیا تہا کہ نالش بروے احکام دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے۔ بلحاظ مدعا علیہ نمبر ۴ کے یکطرفہ سماعت ہوئی تہی۔ تنقیح نمبر ۴ مین امر فیصلشدہ کا سوال اُٹہایا گیا تہا۔ معلوم یہہ ہوتا تہا کہ مدعی نے نالش ابتدائی نمبر ۱۲۶ ۱۹۰۳ء انہی مدعا علیہم کے برخلاف اسی منصف کی عدالت مین چہہ سال کے لگان کے واسطے جو اُسوقت واجب الادا بیان کیا گیا تہا اُسی پرامبا کی نسبت بر بنا ے اسی رجسٹری شدہ پٹہ ۱۸۷۶ء کے رجوع کی تہی۔ مدعا علیہم نے اُسمین یہ عذر کیا تہا کہ پرامبا مدعی کی جائداد نہین ہے اور کہ مزارعان بطور مدعی کے مزارعان کے قابض نہین ہین۔ اور کہ وہ مدعا علیہ نمبر ۴ کی ملکیت ہے، اور کہ مدعی لگان کے دلاپانیکا مستحق نہین ہے، تنقیح اول نالش مذکور مین یہہ تہی کہ آیا پرامبا مدعی کی ملکیت ہے، یا کہ مدعا علیہ نمبر ۴ کی اور عدالت نے اُس تنقیح کا فیصلہ مدعی کے برخلاف اور بحق مدعا علیہ نمبر ۴ کے کرکے نالش کو خارج کیا تہا۔ فیصلہ مذکور برطبق اپیل کے بحال رکہا گیا تہا۔

منصف ضلع نے اب یہہ قرار دیا تہا کہ فیصلۂ نالش ابتدائی نمبر ۱۲۶ ۱۹۰۳ء مدعی پر قابل پابندی ہے اور کہ وہ سوال جواب اُٹہایا گیا ہے امر فیصلشدہ ہے۔ اُسنے نالش کو خارج کیا تہا۔

مدعی نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تہا جسکا فیصلہ حسب ذیل تہا: "مدعی اپیلانٹ نے نالش حال واسطے دلاپانے پرامبا معہ بقایا ئے لگان کے بدین دعوی رجوع کی ہے کہ وہ مدعی کی جائداد جنم ہے جسکا کہ پٹہ اُسنے مدعا علیہم نمبر ا لغایۃ نمبر ۳ کی ماں کو عطا کیا تہا۔ نالش ابتدائی نمبر ۱۲۶ ۱۹۰۳ء مین مدعی نے مدعا علیہم حال پر بقایا ے لگان کے

۱۹۰۱ء
احمد
بنام
محی الدین

دلاپانے کی نالش کی تہی۔ اور انہین مدعاعلیہم نے مدعی کے استحقاق سے انکار کیا تہا اور نیز مدعی کے مزار عانہونیسے۔ عدالت ماتحت نے نالش مذکور مین تنقیح نمبر ایر یہ قرار دیا تہا کہ مدعی کو کوئی استحقاق پر اہبا کی نسبت حاصل نہین ہے اور وہ مدعاعلیہم کے برخلاف نالش لگان چلا نہین سکتا اسنے نالش کو خارج کیا تہا۔ مدعی نے اپیل کیا تہا اور مدعاعلیہ نمبر ۲ کے حلف متعلق باین امر کا پابند ہونیکی آمادگی ظاہر کی تہی کہ آیا پر اہبا مدعاعلیہ نمبر ۲ کے جنم کی ملکیت ہے اور وہ مدعی کا جنم نہین ہے اور کہ آیا وہ مدعی کے تابع قابض نہین مدعاعلیہ نمبر ۲ نے حلف لیا تہا۔ چنانچہ عدالت اپیل نے یہ قرار دیا تہا کہ پر اہبا مدعی کی ملکیت نہین ہے اور نہ اسکا قبضہ مدعی کے تابع رکہا گیا ہے۔ انہی اپیل کو خارج کیا تہا۔ اپیلانٹ نے فیصلہ مقدمہ کیشو بنام رودرم (۱) پر انحصار کیا ہے۔ اس مقدمہ کی رپورٹ کے ہیڈ نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عام الفاظ مین مرتب کیا گیا ہے جو جہہ کہ اس مقدمہ مین مفصل کیا گیا تہا وہ یہہ تہا کہ فیصلہ سوال استحقاق مطابق ایکٹ حلف کے ایک ایسا فیصلہ نہین ہے جو بطور امر مانع تقریر مخالف کے عامل ہے جبکہ وہی سوال استحقاق پہر دوسری نالش متعلق بہ دیگر جائداد مین اٹہایا جاے۔ اسمقدمہ مین پہلے فیصلہ بربناے حلف کے یہہ قرار دیا گیا تہا کہ ایک شخص مسمی سنگارن نے بعض جائداد کی نسبت استحقاق حاصل کیا تہا اور ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ قرارداد مذکور گو دربارہ اس جائداد کے ناطق ہے جو کہ پہلی نالش مین شامل تہی۔ تاہم اس سے معاملہ حال جو دیگر جائداد سے تعلق رکہتا ہے جسکا دعوے بہی اسی استحقاق پر کیا گیا ہے امر فیصلشدہ نہین ہوجاتا۔ مگر صورت حال مین جائداد ہر دو نالشات مین ایک ہی ہے یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ مدعی پہلے تنازعہ مین عدالت ماتحت مین فیصلہ بربناے شہادت کے رو سے ناکامیاب ہوا تہا اور اسنے عدالت اپیل مین مدعاعلیہ کی حلف کا پابند ہونے پر رضامندی ظاہر کی تہی اور اسوجہ سے ناکامیاب رہکر وہ مستحق نہین ہے کہ جدید تنازعہ اسی جائداد کے متعلق شروع کرے گو اسکا دعوے کسی دوسری جائداد کے متعلق بربناے اسی استحقاق کے کیا جاے ممنوع السماعت نہین ہوسکتا۔ مین اس قرار کے ساتھہ اتفاق کرتا ہون کہ مدعی کی نالش بروے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے۔ اسنے اپیل کو خارج کیا گیا تہا

جسے اپیل بعد زیر یو منجانب اپیلانٹ۔

سندرا ایار منجانب ریسپانڈنٹان نمبر ا و نمبر ۴۔

تجویز:۔ اپیل دوم حال مین دو سوالات اٹہائے گئے ہین۔ اولاً یہہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ عدالت جسنے نالش ابتدائی کی تجویز کی تہی ایک عدالت مجاز سماعت نالش حال حسب منشا دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہی کیونکہ پہلی نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کی تہی مگر نالش حال ایک نالش واسطے دلاپانے اراضی کے ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۵۹۔

سلسلہ ۱۹۰۰ع احمد بنام محی الدین

اور اسلئے اسمین اپیل دوم ہوسکتا ہے۔ پیروی مقدمہ سبا مل بنام ٹڈلسٹن (۱) کے جو ہمکو مطابق اُس رائے کے معلوم ہوتا ہے جو کہ ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ بھگوان بتی چودہرائن بنام فاربس (۲) مین تسلیم کی تھی۔ ہم یہ قرار دیتے ہین کہ نالش حال اُس عدالت کی سماعت کے قابل تھی جسنے کہ دوسری نالش کو تجویز کیا تھا باوجودیکہ اُس نالش مین کوئی اپیل دوم نہو سکتا تھا۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ سریرنگا چیریر بنام راماسامی یانگر (۳) مین مقدمہ سبامل بنام ٹڈلسٹن (۱) کا حوالہ نہ دیا گیا تھا۔ بظاہر وہ نظر انداز کیا گیا تھا۔

دوسرے سوال کا تعلق اس امر واقعہ کے ساتھ ہے کہ پہلی ڈگری اس حلف کی بناء پر بحال رکہی گئی تھی جو کہ زیر ایکٹ حلف لیا گیا تھا۔ ہماری رائے مین اس سے کوئی فرق پیدا نہین ہوتا۔ ابتدائی ڈگری بحال رکہی گئی تھی۔ مزید برآن مابین فریقین کے ہماری یہ رائے ہے کہ وہ ڈگری جو بعد ایک سوال امر واقعہ پر حلف لئے جانے کے صادر کیگئی ہو۔ ایک آخری فیصلہ سے کمتر وقعت نہین رکہتی۔ مقدمہ جنکنس بنام رابرٹس (۴) کی تشریح جو میری دانست مین غلط طور پر سمجھا گیا ہے معاملہ سوتہہ امرکین و میکسیکن کمپنی (۵) مین کیگئی ہے۔ مگر بلحاظ واقعات مقدمہ حال کے مقدمہ کیشو بنام رودران (۶) درست طور پر متعلق نہین ہوتا۔ کیونکہ صورت حال مین وہ سوال جسکا کہ فیصلہ پہلے مقدمہ مین کیا گیا تھا ایک ایسا سوال ہے جو صورت حال مین پیش ہوتا ہے۔

ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیا اینگر صاحب جسٹس

۱۸۔ مارچ ۱۹۰۱ع

وینکٹا پتی بیندو (فریق مخالف) اپیلانٹ بنام ترو ملائی چٹی (سائل) رسپانڈنٹ۔*

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع دفعات ۴۹۳ و ۵۸۸۔ حکم مجانب منصف کے مشترد کرنے کی درخواست زیر دفعہ ۴۹۳ واسطے سپردگی بوجہ عدم تعمیل حکم امتناعی کے۔ اپیل بعدالت ضلع زیر دفعہ ۵۸۸۔ منصف کے حکم کا منسوخ کیا جاکر مقدمہ کا اسکے پاس فیصلہ کیواسطے واپس بہیجا جانا۔ اپیل بحضور ہائیکورٹ۔ اپیل کا قابل قیام ہونا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳
(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۸۰۔
(۳) " " " جلد ۸ صفحہ ۱۰۹
(۴) لا رپورٹ ہاؤس آف لارڈس جلد ۱ صفحہ ۱۱۷۔
(۵) چانسری رپورٹ سنہ ۱۸۹۵ع صفحہ ۲۰
(۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۵۹۔

* اپیل متفرق دیوانی نمبر ۱۳۳ سنہ ۱۹۰۰ع بنارا ضی حکم ڈسٹرکٹ جج چنگل پٹ بمقدمہ اپیل نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۰ع صادرہ حکم منصف چنگل پٹ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۰۰ع

سنہ ۱۹۰۱
ڈینکٹ پتھی نیدو
بنام
تسدملائی چیٹی

ایک درخواست عدالت منصف ضلع مین زیر دفعہ ۴۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی باین غرض کیگئی تہی کہ فریق مخالف بوجہ عدم تعمیل ایک حکم امتناعی عدالت کے سپرد کیا جائے۔ منصف نے درخواست مذکور کو خارج کیا تہا سائل نے اپیل زیر دفعہ ۵۸۸ کیا صاحب جج ضلع نے منصف کے حکم کو منسوخ کرکے درخواست کو اُسکے پاس واپس بہیجا۔ اس حکم کی ناراضی سے فریق مخالف نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

تجویز ہوئی کہ ہر ایک حکم مصدرہ برطبق اپیل زیر دفعہ ۵۸۸ ناطق ہے اور کہ کوئی اپیل نہین ہوسکتا۔

درخواست ہذا عدالت منصف ضلع مین زیر دفعہ ۴۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین استدعا کیگئی تھی کہ فریق مخالف اُس حکم امتناعی مصدرۂ عدالت کی عدم تعمیل کیوجہہ سے سپرد جیل کیا جائے جسکے رو سے اُسکو اُن جائدادہاے کے نیلام کرنے سے منع کیا گیا تہا جو سائل کی ملکیت تہین۔ منصف نے درخواست کو خارج کیا تہا جسپر سائل نے عدالت ضلع مین زیر دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی اپیل کیا۔ صاحب جج ضلع نے ذیل کا حکم صادر کیا تہا:- منصف ضلع نے صحیح طور پر قانوناً غلطی کی ہے۔ اگر بالارادہ عدم تعمیل حکم امتناعی کی گئی ہے تو مدعا علیہ ذمہ دار سزاء مقررکردۂ دفعہ ۴۹۳ ضمن ۳ ہے۔ یہہ حجت کہ ایسی سزا حکم امتناعی کا مؤثر کرانا نہین کہلا سکتی کیونکہ عدم تعمیل پہلے سے کیجاچکی ہے ایک لغو بات ہے جسکے منظور کئے جانے سے دفعہ مذکور بے سود ہوجاتی ہے۔ منصف ضلع کا حکم منسوخ کیا جاتا ہے اور اُسکو چاہیئے کہ درخواست کی نسبت برنباے واقعات کے کارروائی کرے۔

اس حکم کی ناراضی سے فریق مخالف نے اپیل حال رجوع کیا ہے۔

سیشاگری ایار صاحب سایاندمنٹ نے یہ ابتدائی عذر کیا کہ کوئی اپیل صاحب جج ضلع کے حکم کی ناراضی سے نہوسکتا تہا کیونکہ دفعہ ۵۸۸ مین یہہ حکم ہے کہ وہ احکام جو برطبق اپیلہاے زیر دفعہ مذکور کے صادر ہوئے ہون ناطق ہونگے اور اُسنے مقدمات متہورا ناتہہ گہوس بنام نوبن چند رکہند و لبہاس (۱) و ادما کنٹا رائے بنام دینوناتہہ سنیال (۲) کا حوالہ دیا۔

سیشا چیریر صاحب اپیلانٹ۔

عدالت نے ابتدائی عذر کو منظور کیا۔

تجویز:- وہ حکم جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے ایک حکم مصدرہ برطبق اپیل بناراضی حکم مصدرہ زیر دفعہ ۴۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے مطابق دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور کے کوئی حکم جو برطبق اپیل بناراضی حکم زیر دفعہ ۴۹۳ کے صادر کیا گیا ہو ناطق ہے اور اُسکی ناراضی سے کوئی اپیل نہین ہوسکتا۔ یہہ سچ ہے کہ وہ حکم جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے ایک حکم وقتیہ بھی ہے اور دفعہ ۵۸۸ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی ایسے حکم کی صورت مین ایک اپیل ہوسکتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ ۴ صفحہ ۹۰۴۔ (۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۔

سنہ ۱۹۰۱ء
منگتا پتھی نیدو
بنام
تسولائی چٹی

مگر ہماری رائے مین اس سے کچھہ فرق نہین آتا۔ الفاظ استعمال کردہ صریح ہین اور وہ اس حد تک پہونچتے ہین کہ ہر ایک حکم جو برطبق اپیل زیر احکام دفعہ ۵۸۸ کے صادر کیا گیا ہو ناطق ہے۔

ایسے احکام والیسی بھی ہوسکتے ہین جو برطبق ایسے اپیلہا کے صادر نہون۔ مگر صورتحال مین یہہ امر صریح ہے کہ اپیل بعدالت ضلع ایک اپیل زیر دفعہ ۵۸۸ تہا۔ اپیل ہذا مع خرچہ خارج کیا جانا چاہئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیام ایانگر صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۱ء ۲۰ و ۲۱ مارچ و ۳۰ اپریل

راماسامی پتر (مدعا علیہ نمبر ۲) اپیلانٹ بنام چنن اساری (مدعی) رسپانڈنٹ *

ایکٹ انتقال جایداد ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۵۴ و ۶۰۔ رہن باستحقاق شفعہ بحق مرتہن۔ انتقال استحقاق انفکاک۔ استحقاق شفعہ کا زائد از عرصہ بیس سال تک استعمال نکیا جانا۔ نالش انفکاک۔ جواز اس جوابدعوے کا جو استحقاق شفعہ پر مبنی رکہا گیا ہو۔ ایکٹ دادرسی خاص۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۲۷۔ میعاد۔

سنہ ۱۸۷۲ء مین الف نے بعض اراضی س کے پاس مبلغ ما کے قرضہ کو محفوظ کرنیکے واسطے رہن کی تہی۔ دستاویز رہن مین ایک شرط درج تہی جسکے روسے مرتہن کو استحقاق شفعہ بالفاظ ذیل عطا کیا گیا تہا۔ "اگر ہم اپنا استحقاق دافع جایداد ہائے مذکور کسی اور شخص کے نام منتقل کرین تو وہ اراضی جسکا کہ قبضہ تمکو واسطے استعمال منافع جات کے عطا کیا گیا ہے صرف تمہارے نام منتقل کیجائیگی نہ کسی اور کے نام جب ہم اراضی مذکور کو منتقل کرینگے تو ہم مبلغ فیصد نام اور تمسے حاصل کرینگے اور ہم ان ہر دو رقوم کے عوض اراضی مذکور تمہارے نام منتقل کردینگے"۔ سنہ ۱۸۷۵ء مین الف نے اپنا استحقاق انفکاک ق کے پاس فروخت کردیا اور قبل سنہ ۱۸۹۲ء کے ق کا استحقاق بااجرائے ایک ڈگری کے نیلام کیا جاکر مدعی نے خرید کرلیا تہا۔ سنہ ۱۸۹۸ء مین مدعی نے نالش حال انفکاک کے واسطے بخلاف قائم مقام س مرتہن کے رجوع کی تہی جسکے جواب مین اس نے استحقاق شفعہ کا عذر کیا تہا جو کہ اسکے حق مین بروئے رہننامہ کے پیدا کیا گیا تہا اور اسنے یہ عذر کیا تہا کہ اسکی وجہہ سے انتقال بحق ق مابعد کی خرید منجانب مدعی ناجائز تہے مگر مدعا علیہ نے قیمت مقررکردہ عدالت مین داخل نکی تہی۔ تجویز ہوئی کہ مدعی انفکاک کا مستحق تہا۔

ازشفرڈ صاحب جسٹس:- بروئے شرط مذکور اور بروئے دفعہ ۵۴۔ ایکٹ انتقال جایداد کے مدعا علیہ کو کوئی حق جایداد مین حاصل نہ تہا اور اسکو زیر دفعہ ایکٹ دادرسی خاص سوائے استحقاق تعمیل مختص کے اور کوئی حق بخلاف اس منتقل الیہ کے حاصل نہوسکتا تہا جسنے کہ باوجود علم شرط مذکور کے انتقال حاصل کیا تہا مگر نوٹس معاہدہ جبکہ تعمیل احکام

* اپیل دوم نمبر ۳۲ سنہ ۱۹۰۰ء بنارضی ڈگری دی ونکٹا راما بابی سب آرڈینیٹ جج ملابار جنوبی بمقدمہ اپیل نمبر ۲۴۲ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری اے اتا سامی ایار منصف ضلع تملیورم بمقدمہ ابتدائی نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۸ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راماسامی پتر
بنام
چمن اساری

دفعہ مذکور کسی اطلاع ضروری ہے۔ ایک موجودہ ذمہ داری کا دلش ہونا چاہئے مدعی ایک ایسا منتقل الیہ تہا جسنے اُس معاہدہ کے علم کے ساتھ انتقال حاصل کیا تہا جسکے کہ موثر کئے جانیکی اب استدعا کیگئی ہے جسکے کہ موثر کرانیکی میعاد بہت عرصہ ہوا بلا کسی شئے کے کئے جانیکی گذر چکی تہی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہ استحقاق جو اُنکو تابع پیدا ہوا تہا ترک کیا گیا تہا یا کسی طرح پر زایل ہو گیا تہا۔

بفرض اس امر کے کہ معاہدہ کا علم موجود تہا اور کہ وہ بصورت دیگر ایک جائز معاہدہ تہا مدعا علیہ کو یہ اجازت نہیں دیجا سکتی کہ اُسکا استعمال بطور جواب نالش مدعی کے کرے کیونکہ معاہدہ مذکور کے موثر کرانیکے واسطے اب کوئی نالش رجوع نہ کیجا سکتی تہی۔

از جسٹس ایانگر صاحب جسٹس:۔ یہ قاعدہ کہ مرتہن بحصہ استحقاق شفع کی شرط کر سکتا ہے اگر ایسی شرط جسے بالواسطہ یا بلا واسطہ طور پر استحقاق انفکاک میں خلل آتا ہو اس اصول پر منحصر ہے کہ بیع کا اختیار راہن کو حاصل ہے جو نہ حسب اقتضا خود انفکاک یا بیع کر سکتا ہے شرط صرف یہ ہے کہ بصورت اُسکے بیع کو پسند کرنیکے وہ مرتہن سے انکار کر دیگا۔ مگر بعد الفاظ شرط زیر بحث کے مرتہن مستحق تہا کہ اپنا استحقاق کا استعمال اسطرح پر کرے کہ بازاری قیمت زمین کی یا وہ قیمت جو کوئی اجنبی دیتا ہو اور اُنکی بجائے ایک مقرر کردہ قیمت بدستاویز رہن ادا کرے۔ اس امر پر غور کرتے ہوئے کہ آیا اپنا یہ حق موثر طور پر استحقاق شفع کا موثر کرا سکتا تہا جبکہ راہن قیمت کے متعلق اسطرح پر پابند کیا گیا تہا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ بالمقابل فایدہ جسکی کہ شرط مرتہن کیطرف سے کیگئی تہی سخت اور غیر قرین عقل ہے یا نہیں گو اُس سے انفکاک نہیں رُکا گیا صورت حال میں بالمقابل فایدہ یعنی استحقاق شفع ایک ایسا استحقاق تہا جو صرف معاوضانہ چارہ جوئی تعمیل مخصص سے موثر کرایا جا سکتا تہا اور بادی النظر میں وہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکی رو سے ایک خاص قیمت کی حد تک ہوئے رہننامہ کے پابند کیا گیا ہے خواہ استحقاق انفکاک کے استعمال کا وقت جہاں استحقاق شفع معاہدہ سے پیدا ہو تو وہ صرف اس شرط پر منحصر ہے جو اراضی کے ساتھ منتقل نہیں ہوتی اور اُسکی حیثیت معاہدہ بیع جائیداد غیر منقولہ سے بڑھکر نہیں ہو سکتی اور وہ بذاتہ ایک استحقاق واقعی یا موجودہ بجائیداد غیر منقولہ نہیں بناتی جو تابع انفکاک کے ہو۔ جبتک کہ معاہدہ کی تعمیل بذریعہ تعمیل مخصص کے نکرائی جائے خواہ بذریعہ فعل فریقین کے یا ڈگری عدالت کے شفیع کو کوئی حق جائیداد مذکورہ میں حاصل نہیں ہوتا جو تنہا راہن کے استحقاق انفکاک کو زایل کر سکتا ہے گو اُسکو انتقال جائیداد کا مطالبہ

استحقاق انفکاک ایک رہن انتفاعی کا حسب منشا دفعہ ۵۸۔ ایکٹ انتقال جائیداد ایک شئے غیر مادی ہے اور اُسکا انتقال بذریعہ بیع جو رجسٹری شدہ کے ہو سکتا ہے خواہ اُسکی مالیت مبلغ ۱۰۰ سے کمتر ہو۔

استحقاق انفکاک۔ ایک سادہ رہن کا جائیداد غیر منقولہ مادی ہو سکتی ہے اور اُسکی بیع اگر اُسکی مالیت مبلغ ۱۰۰ سے کمتر ہو بلا دستاویز رجسٹری شدہ کے محض حوالگی قبضہ سے ہو سکتی ہے۔

سادہ مرتہن کا حق جائیداد مرہونہ میں ایک شئے غیر مادی حسب منشا دفعہ ۵۔ ایکٹ انتقال جائیداد ہے اور اُسکا انتقال بذریعہ بیع ایک رہن تحریر کردہ بغرض معاوضہ قرضہ مبلغ ۱۰۰ سے کمتر کے صرف رجسٹری شدہ دستاویز سے کیا جا سکتی ہے۔ سبرامنیام بنام پیرومل ریدی (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۴۵۴) کا حوالہ دیا گیا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راماسامی پتر
بنام
چنن اساری

چونکہ بنا بدعوی نالش تعمیل مختص کا سنہ ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوا تھا جبکہ استحقاق شفع مین بذریعہ انتقال استحقاق انفکاک کے خلل انداز ی کیگئی تہی اسلئے استحقاق شفع کے موثر کرانیکا حق زائد المیعاد ہوگیا تہا۔ یہ امر واقعہ کہ مس جائداد بحیثیت مرتہن کے قابض را تہا اسکے استحقاق ارجاع نالش تعمیل مختص معاہدۂ شفع کو زائد المیعاد ہونیسے باز نہین رکہہ سکتا۔

کرشنا مینن بنام کیسا ون (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۳۴۵) کا حوالہ دیا گیا۔

سوال:۔ آیا ایسی شرط شفع قاعدہ بخلاف مداو متہائے کے برخلاف ہے۔

نالش واسطے انفکاک کے۔ ذیل کا بیان واقعات شفرڈ صاحب جج کے فیصلہ سے اخذ کیا گیا ہے:۔ ۳۱- جولائی سنہ ۱۸۶۲ء کو ایک دستاویز رہن ایاؤ پلائی اور اسکے پسر نے بحق ساموایار کے تحریر کی تہی۔ مطابق دستاویز مذکور کے راہنان نے مرتہنان کو واسطے سود مبلغ مار کے قرضہ کے قبضہ ارضی حوالہ کر دیا تہا اور دستاویز مذکور کے اخیر مین ذیل کی شرط بحق مرتہنان کے کیگئی ہے:۔ "اگر ہم اپنا استحقاق واقعہ جائداد ہائے مذکور کسی شخص کے نام منتقل کرینگے تو وہ ارضی جسکا کہ قبضہ تمکو بعوض سود کے عطا کیا گیا ہے صرف تمہارے نام منتقل کیجائیگی اور کسی شخص کو اسکا قبضہ نہ دیا جائیگا۔ جب ہم ارضی کو منتقل کرینگے تو ہم مبلغ پچاس فنام تمہارے علاوہ مبلغ مار مذکور کے تمسے لینگے اور ہم ارضی مذکور ان ہر دو رقوم کے عوض تمہارے نام منتقل کر دینگے"۔ ۲۵- جولائی سنہ ۱۸۸۳ء کو ایاؤ اور اسکے خاندان نے اپنا استحقاق واقعہ ارضی مذکور دوانا یا کام کے نام منتقل کر دیا۔ قبل ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کے دوانا یا کام کا استحقاق باجرائے ایک ڈگری بخلاف شخص مذکور کے نیلام کیا جا کر مدعی نے خرید کر لیا تہا جسنے نالش حال ماہ فروری سنہ ۱۸۹۸ء مین رجوع کی تہی"۔

مدعا علیہم مرتہن ساموایار کے قائم مقامان تہے۔ اہم جز دستاویز رہن (جو بطور دستاویز مبرا کے داخل کیگئی تہی) پیش کیا گیا ہے۔ منصف ضلع نے نالش کو خلاف احکام دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اسوجہ پر قرار دیا تہا کہ رہنامہ کا تعلق علاوہ ان ارضیات کے دیگر ارضیات کے ساتہہ ہی جنکے کہ انفکاک کی اب استدعا کیگئی ہے اسلئے نالش مین کل دعوئے مدعی کا شامل نہ تہا صاحب جج ضلع نے نالش کو بربنائے واقعات فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بہیجا تہا جس مین یہ ظاہر کیا تہا کہ دستاویز کے رو سے صرف ان ارضیات کا قبضہ دلایا گیا تھا۔ جنکے کہ انفکاک کی مدعی استدعا کرتا تہا باقی ارضیات صرف رہن کیگئی تہین منصف ضلع نے برطبق واپسی کے یہ ڈگری صادر کی تہی کہ "اگر مدعی عدالت مین آج سے دو ماہ کے اندر مبلغ ۴۹ روپے جو فرق مابین زر رہن مبلغ مار روپیہ اور لگان واجب الادا مبلغ ۔ سو ۲ تنے کے جو مدعی کو مشرک (ج) کے گرانے اور ایک بند لگانے کے عوض دلائے گئے ہین۔ ادا کرے تو مدعا علیہم کو چاہئے کہ ارضیات متدعویہ کا قبضہ اسکے حوالہ کر دین۔ مدعا علیہم کو چاہئے کہ مدعی کو آئندہ لگان ارضیات

۱۹۲۱ء
راماسامی پتر
بنام
جنن اساری

بشرح ۶ پارا شالی سالانہ کے ۱۹۱۳ء سے عرصۂ تین سال تک یا تا حوالگی قبضہ جونسا واقعہ کہ پہلے وقوع مین آئے اور نیز مدعی کا خرچہ مع سود بشرح ۶ فیصدی فیصالی کے آج سے تاریخ ادائگی تک ادا کرے ''

مدعاعلیہ نمبر ۲ نے سب ارڈینیٹ جج کے پاس اپیل کیا تہا جسنے منصف کی ڈگری کو بحال رکہا تہا اُسنے یہہ بیان کیا تہا کہ: یہہ استحقاقِ انفکاک کسی شرط مندرجہ رہننامہ سے زائل نہین ہو سکتا۔ ایسا حق صرف فعل فریقین سے اور تابع کسی معاہدہ ماسوائے رہننامہ کے زائل ہو سکتا ہے۔ یہہ تمیز صریح طور پر حکام ہائیکورٹ نے مقدمہ سپایا بنام وینکٹا (۱) و کنارن بنام کوٹلی (۲) مین ظاہر کی ہے۔ صورتحال مین رہننامہ دستاویز نمبر ا مین بعد یہہ ظاہر کرنے کے کہ مرتہن کو انفکاک کا حق حاصل ہے یہہ شرط کیگئی ہے کہ اگر راہن جائداد کو بیع کرنا چاہے تو اسکو چاہئے کہ صرف مرتہن کے پاس اور ایک خاص رقم کے عوض فروخت کرے۔ موخرالذکر فیصلۂ مقدمہ کنارن بنام کوٹلی (۲) متعلق ہوتا ہے وہ ایک ایسا مقدمہ تہا جسمین راہن نے قرضہ کی عدم ادائگی کیصورت مین یہ اقرار کیا تہا کہ جائداد کو مرتہن کے پاس اُس قیمت پر فروخت کر دیگا۔ چونکہ نالتان مذکورین اس معاہدہ کا اثر صریح طور پر استحقاقِ انفکاک کو محدود کرنے کا ہے۔ مزید برآن اگر راہن انفکاک کر سکے تو اس امر کی کوئی وجہہ موجود نہین ہے کہ کیون اُسکو جائداد شخص ثالث کے نام منتقل نہ کرنی چاہئے ''

اُسنے قرار دیا تہا کہ مدعی انفکاک کا مستحق تہا اور کہ مدعاعلیہ نمبر ۲ کو کوئی استحقاقِ شفع حاصل نہ تہا۔

مدعاعلیہ نمبر ۲ نے اپیل حال رجوع کیا۔

سسندرا ایار و اننتا کرشنا ایار صاحبان اپیلانٹ۔ عدالتہائے ماتحت نے یہ قرار دیا ہے کہ وہ شرطِ مندرجۂ رہننامہ جسکے روسے مرتہن کو استحقاقِ شفع عطا کیا گیا ہے ناجائز ہے کیونکہ وہ ایک حدِ انفکاک پر ہے۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ یہہ رائے نادرست ہے اور کہ وہ ایک حدِ استحقاقِ انفکاک پر نہین ہے کیونکہ اُسکے روسے راہن انفکاک سے باز نہین رکہا گیا جبکہ وہ زررہن ادا کرے اور نہ وہ جائداد پر موثر ہے جسکو کہ وہ زررہن ادا کرکے واپس لے سکتا ہے شرطِ مذکور کا اثر صرف یہہ ہے کہ اگر راہن جائداد مرہونہ کو فروخت کرنا چاہے تو اسپر لازم ہے کہ اُسے مرتہن کے پاس فروخت کرے ایسی شرط مین کوئی نامناسب بات نہین ہے راہن پر جائداد کا فروخت کرنا لازم نہین ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۳۔

(۲) " " " جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۰۔

سنہ ۱۹۰۱ع
راماسامی چتیر
بنام
چینن اساری

اور مجاز ہے کہ کسیوقت عرصۂ ساٹھ سال کے اندر جایداد کا انفکاک کرے۔ اگر وہ جایداد کو فروخت کرنا چاہے تو صرف اسی صورت مین شرط مذکور موثر ہوگی۔ عدالتِ اپیل تحت نے مقدمۂ پریا بنام ونیکٹا (۱) وکناران بنام کوڑی (۲) پر انحصار کیا ہے۔ مگر استدعا یہ کیگئی ہے کہ مقدمات مذکور کوئی علاقہ نہین رکہتے۔ انمین شرط یہ کیگئی تھی کہ اگر قرضہ عرصۂ تین سال کے اندر ادا نکیا جائے تو رہن بطور ایک بیع کے متصور ہوگا۔ اور استحقاقِ انفکاک زائل ہوجائیگا (ہمشیام ایانگر صاحب جسٹس)۔ مگر صورتحال مین وہ قیمت جو کہ مرتہن کی طرف سے بصورت جایداد کے فروخت کیجانیکے زیر شرط مذکور ادا کیجانی ہے مقرر کیگئی ہے۔ مرتہن کا حق ایک استحقاقِ شفع بعوض ایک مقرر کردہ قیمت کے ہے۔ اسوجہہ سے شرطِ مذکور ناجائز نہین ہوجاتی بجائے قیمت کو آئندہ مقرر کئے جانیکے واسطے چہوڑنے کے فریقین نے اُسکا فیصلہ رہننامہ مین کردیا ہے۔ جبتک کہ معاہدہ سخت اور غیر قرین مصلحت ثابت نکیا جاے عدالتہائے کو دست اندازی نکرنی چاہئے۔ ملاحظہ ہو دیمل جتی بنام بر انجا کوار (۳) جو عین مطابق مقدمۂ حال کے ہے۔ اُسمقدمہ مین صورتِ حال کیطرح استحقاق شفع مرتہن کو عطا کیا گیا تہا درصورتیکہ راہن جایداد کو فروخت کرنا چاہے اور قیمت بھی مقرر کیگئی تھی۔ عدالت نے یہ قرار دیا تہا کہ شرط مذکور جائز ہے۔ جدید ترین فیصلجاتِ انگلستان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرتہن ایک بالمقابل فایدہ کے متعلق شرط کرسکتا ہے ایسی شرط کا کوئی تعلق بہ استحقاقِ انفکاک کو محدود کرنے کے مسئلہ کے ساتہ نہین ہے۔ بعوض قرضہ کے راہن نے اقرار کیا ہے کہ وہ زر اصل مع سود ادا کردیگا۔ نیز اُسنے یہ اقرار کیا ہے کہ وہ جایداد کو مرتہن کے پاس ایک مقررہ قیمت پر فروخت کردیگا اگر وہ اسکو فروخت کرنا چاہے۔ یہ سب کچھہ قرضہ کا زر بدل ہے۔ فریقین مجاز ہین کہ اپنی مرضی کے مطابق کوئی معاہدہ کرین اور جبتک جبر یا داب ناجائز یا ناجائز اثر یا فریب ثابت نکیا جاے عدالتہا کو چاہئے کہ ایسے معاہدات کو موثر کرین کوئی قیاس بدین مضمون پیدا نہین ہوتا کہ ایسی شرط رہننامہ مین جبراً درج کرائی گئی ہے (اُسنے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا۔ بگس بنام ہاڈی نات (۴) وسٹینلے بنام ولڈی (۵) رائیس بنام نوکس اینڈ کمپنی (۶) ہیرس ہیک بنام گوہر الدین غازی (۷) رہننامہ فشر صاحب طبع چہارم فقرہ نمبر ۱۱۳۰ دیمل جتی بنام بر انجا کوار ۳) (ہمشیام ایانگر صاحب جسٹس نے یہ ظاہر کیا کہ رہننامہ سنہ ۱۸۷۳ع مین تحریر کیا گیا تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۳
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۰۔
(۳) " " الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۸
(۴) (سنہ ۱۸۹۵ع) چانسری رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷۔
(۵) (سنہ ۱۸۹۹ع) چانسری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۷۷
(۶) (سنہ ۱۹۰۱ع) " " جلد ۲ صفحہ ۴۴۵۔
(۷) ویکلی نوٹس کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۷۵۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راماسامی چیٹر
بنام
چنن اساری

اور کہ بیع بحق مدعی کے بائع کے ۱۸۸۸ء مین عمل مین آئی تھی ۔ اور اسنے یہ تحقیقات کی تہی کہ آیا استحقاقِ نالشِ تعمیل مختص اقرار نامہ بیع زیر مد ۱۰ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زائد المیعاد نتہا } ممکن ہے کہ میرا استحقاقِ نالش تعمیل مختص زائد المیعاد ہو ۔ مگر مین جائداد کا اسے پر قابض ہون ۔ اور جبتک مین قابض رہون مین اپنے استحقاق شفع کو بجواب نالش انفکاک کے پیش کرسکتا ہون ۔ ایکٹ میعاد صرف مدعیان سے متعلق ہے مدعا علیہ قابض کا استحقاق ایک وجہ جواب کے پیش کرنیکا زائد المیعاد یا زائل نہین ہوتا ۔ [اس امر کے متعلق اسنے مقدمات کہت سن کٹی بنام اتہوتی (۱) و آ بنام سندرا پاندیا (۲) وکرشنا مینن بنام کیسا دن (۳) وہرگووندداس لکھیداس بنام باجی بہائی تبھی بہائی (۴) کا حوالہ دیا } مزید برآن مرتہن کے بروے میعاد اس جواب کے پیش کرنیسے ممتنع ہونیکا سوال عدالتہا ماتحت مین سے کسی عدالت مین اٹھایا گیا تہا ۔ اگر وہ اٹھایا جاتا تو شہادت دربارہ اقبالات کے ممکن طور پر داخل کیجاتی ۔ [بہشیام اینگر صاحب جسٹس نے یہ سوال کیا کہ آیا شرطِ زیر بحث ایک ذاتی شرط منجانب راہن کے کسی خاص بات کے ایک خاص امر کے وقوع مین آنے پر کرنیکی نہتی اور اگر ایسا ہے تو آیا مرتہن کی چارہ جوئی بذریعہ ایک نالش ہرجانہ بوجہ خلاف ورزی شرطِ مذکور کے نہتی } استحقاق پیدا کردہ ایک اصلی استحقاق ہے اور وہ بروے رہننامہ کے پیدا کیا گیا ہے ۔ وہ جائداد مرہونہ سے علاقہ رکہتی ہے اور اسی سے ملحق ہے { بھشیام اینگر صاحب جسٹس ۔ اگر وہ ایک اصلی استحقاق متعلق بہ جائداد مرہونہ ہے ، تو تم اسکا استعمال صرف مقرر کردہ قیمت کے ادا کرنیسے کرسکتے ہو } زیر دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جائداد جبتک مرتہن یہ ثابت نکرے کہ استحقاقِ شفع بذریعہ فعل فریقین کے زائل کیا گیا ہے یا بذریعہ فیصلہ عدالت کے تبتک راہن کو استحقاق انفکاک حاصل ہے صورت حال مین کوئی فیصلہ عدالت ایسا موجود نہین ہے جسکے بروے استحقاق مذکور زائل کیا گیا ہو ۔ اور کوئی فعل فریقین اسکو زائل نہین کرسکتا الا بذریعہ ایک رجسٹری شدہ دستاویز کے (ملاحظہ ہو دفعہ ۵۴ ایکٹ انتقال جائداد) اور نہ کوئی ایسی دستاویز موجود ہے ۔ دفعہ ۶۰ کے الفاظ صحیح ہین اور یہ امر قابل ذکر ہے کہ دفعہ مذکور (تا مطابق پہلی دفعات کے) ان الفاظ سے شروع نہین ہوتی " بصورت عدم موجودگی معاہدہ خلاف کے " استدعا یہ کیگئی ہے کہ مرتہن نے پہلے سے یہ حق حاصل کیا ہوا ہے کہ فقرہ متعلق بہ شفع کو بعد ادا کرنے مبلغ ۵۰ فنامہا سے کے بروے رجسٹری شدہ رہننامہ ۱۸۸۲ء کے موثر کرائے ۔ دستاویز مذکور ایکٹ

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۰ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۵۵
(۳) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵ (۴) " " بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۲

سنہ ۱۹۰۱ء
راما سامی پتر
بنام
چنن ساری

انتقالِ جائداد کے نفاذ پذیر ہونیسے پہلے تحریر کیگئی تھی۔ استحقاقِ مذکور تاریخ رہن پر مرتہن کو حاصل ہوگیا تھا اور کہ خریدارِ مابعد (مدعی حال) پر وہ قابل پابندی ہے [اسنے مقدماتِ مالک اراضی مزارعہ اور ان محدود کنندہ شرائط کا حوالہ دیا جو کہ اراضی کے ساتھہ منتقل ہوتی ہین] بھشیام ایانگر صاحب جسٹس :۔ آیا شرطِ مذکور بروے قاعدہ بخلاف مداومتہا کے کالعدم نہین ہے؟ ملاحظہ ہو لنڈن اینڈ ساوتھہ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام گام (۱)؛ دلوین چندر سوٹ بنام نواب علی سرکار (۲)۔ ایک حجت مبنی بر قاعدہ بخلافِ مداومتہا مقدمہ سیبرس پیک بنام گوہرالدین غازی (۳) مین پیش کیگئی تھی۔ مگر کامیاب نہوئی تھی۔ مین یہہ استدعا کرتا ہون کہ مدعی پر شرطِ شفع قابل پابندی ہے اور مرتہن مستحق ہے کہ بیعنامہ اپنے حق مین مدعی سے بعد ادا کرنے مبلغ صہ فنامہا سے کے تحریر کرالے جسکے ادا کرنے کو وہ تیار ہے [زان بعد اسنے مقدار عطا کردہ بروے ڈگری عدالتِ ماتحت کی نسبت کاروائی کرکے یہ عذر کیا تھا کہ وہ غلط طور پر عطا کیگئی ہے کیونکہ ایک جزو دعوے زائد المیعاد تھا]

گو دندامین بجانب رسپانڈنٹ صرف دربارہ اس رقم کے جواب طلب کیا گیا تھا جو کہ بروے ڈگری کے عطا کیجاتی تھی۔

بھفرڈ صاحب جسٹس :۔ واقعات جو کہ کامل طور پر سبارڈینیٹ جج کے فیصلہ مین بیان کئے گئے ہین حسب ذیل ہین [صاحب ممدوح نے واقعات کو بیان کرکے یہ بیان فرمایا کہ] بصورت عدم موجودگی شرطِ مذکورۂ بالا کے مدعا علیہم جو مرتہن کے قائم مقامان استحقاق ہین صریح طور پر کوئی جواب بمقابلہ نالش کے نہین رکھتے اور انکو انفکاک پر رضامند ہونا چاہئے۔

مابین راہن ایاراؤ اور اسکے مرتہن کے صرف ایک ہی سوال جو پیدا ہوسکتا تھا یہہ تھا کہ آیا شرطِ مذکور اسوجہہ سے ناجائز ہے کہ اسکے روسے ایاراؤ کا استحقاق انفکاک محدود کیا گیا ہے یا کسی اور وجہہ سے۔ ساموکو یہ حق حاصل تھا کہ ایاراؤ کا استحقاق واقعہ جائداد اپنے حق مین سنہ ۱۸۷۳ء منتقل کراتا جبکہ اسنے جائداد کو دیپا ناکم کے پاس فروخت کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی اگر شرطِ مذکور اس طرح پر پڑھی جاے کہ اسکے روسے ایک ایسا استحقاق عطا کیا گیا ہے جو ہمیشہ جاری رہتا تھا خواہ رہن کا انفکاک بھی بجانب ایاراؤ کے کرایا گیا ہوتا تو میری یہ راے ہے کہ شرطِ مذکور ناجائز تھی کیونکہ وہ ایک حد بر استحقاق انفکاک تھی کیونکہ ایاراؤ اپنی جائداد کو بری از حیلہ مواخذجات ساموکے واپس نہ لے سکتا تھا ملاحظہ ہو رائیس بنام نوکس اینڈ کمپنی (۴)۔

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۵۶۲۔ (۲) ویکلی نوٹس کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۴۳۔
(۳) ویکلی نوٹس کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۵۰۵۔ (۴) (سنہ ۱۸۹۹ء) چانسری رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۸۵ بالخصوص ۲۹۵

لیکن اگر شرط مذکور بطور ایک ایسی شرط کے پڑہی جائے جیسی کہ غالباً وہ پڑہی جانی چاہئے جو صرف رہن کا انفکاک نہونے تک موثر رہتی ہو تو مختلف صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ اسصورت مین اس امر پر غور کرنا ضروری ہوگا کہ آیا شرط دوبارہ فروخت کرنیکے بازاری قیمت پر نہین بلکہ ایک پہلے سے مقرر کردہ قیمت پر بوجہ نامناسب ہونے کے قابل اعتراض نہتی (ملاحظہ ہو معاملہ ایڈورڈس بنام ٹیٹ (۱) مندرجہ رہنامہ فشر صاحب طبع پنجم فقرہ نمبر ۱۳۹۱) معاملہ کی یہی صورت مابین ابتدائی فریقہائے رہن کے موجود ہے۔ مین امر مذکور کا فیصلہ بغیر مزید تحقیقات کے نہین کرسکتا۔

مگر مدعا علیہ یہہ استدعا کرتا ہے کہ شرط مذکور بخلاف اُس شخص کے استعمال کیجائے جسکو سنہ ۱۹۰۳ء مین جائداد ایک ایسے شخص سے دیگئی تہی جسنے کہ وہ سنہ ۱۸۸۰ء مین خرید کی تہی۔ بموجب شرط مذکور کے مدعا علیہ کو کوئی حق جائداد مین حاصل نہین ہے۔ یہہ امر صریح ہے کیونکہ دفعہ ۵۴ ایکٹ انتقال جائداد مین صریح طور پر یہہ بیان کیا گیا ہے کہ معاہدہ بیع اُس جائداد مین کوئی استحقاق پیدا نہین کرتا جس سے کہ وہ متعلق ہو۔ اُسکا استحقاق صرف استحقاق تعمیل مختص زیر دفعہ ۲۷۔ ایکٹ دادرسی کے بمقابلہ اُس منتقل الیہ کے اور کوئی نہین ہوسکتا جسنے با وصف علم شرط مذکور کے خرید کی ہے۔ کس امر کا علم مدعی کیطرف منسوب کیا جاسکتا ہے؟ رہنامہ کو پڑہکر معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو معلوم ہونا چاہئے تہا کہ اُسکے بائع کا بائع مجاز تہا کہ مدعا علیہ کو اُسکی نیت فروخت کا علم ہونے پر اس امر پر اصرار کرے کہ جائداد اُسکے نام منتقل کیجائے۔ اُسکو معلوم ہوتا کہ ایک شرط کیگئی ہے اور کہ اُسکی تعمیل کرانے کا وقت عرصہ بیس سال سے گذر چکا ہے۔ میری رائے مین معاہدہ کا علم جیسا کہ تعمیل دفعہ مذکور کے واسطے ضروری ہے ایک موجودہ ذمہ داری کا علم ہونا چاہئے۔ جب منتقل الیہ کو معاہدہ کی خبر سنکر یہہ بھی اطلاع دیجائے کہ اُسکی تعمیل کی میعاد بلا کسی کارروائی کے کئے جانیکے منقضی ہوچکی ہے تو طبعی طور پر وہ نتیجہ اخذ کریگا کہ استحقاق مذکور ترک کیا گیا ہے یا کسی اور طرح پر زائل ہوگیا ہے۔ یہہ بیان نہین کیا گیا کہ کسی امر واقعہ کی اطلاع مدعی کو دیگئی تہی ماسوائے اسکے کہ رہنامہ مین ایک شرط دربارہ شفع کے درج ہے اور کہ باوجود اُسکے بائع نے اپنا استحقاق سالہا سال کے پاس فروخت کردیا ہے۔ اسلئے مین یہہ قرار دیتا ہون کہ مدعی ایک ایسا منتقل الیہ نہین ہے جسنے با وصف علم اُس معاہدہ کے انتقال حاصل کیا تہا جو اب موثر کرانے کی استدعا کیگئی ہے۔

یہہ فرض کرتے ہوئے کہ ایک معاہدہ کا نفاذ حاصل تہا اور کہ وہ بصورت دیگر ایک جائز معاہدہ تہا مین یہہ بھی قرار دیتا ہون کہ چونکہ اب کوئی نالش اُسکے موثر کرانے کے واسطے رجوع نہین کیجاسکتی اسلئے مدعا علیہ کو یہہ اجازت

(۱) آئرش چانسری رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۷۔

سنہ ۱۹۰۱
راماسامی پٹر
بنام
چنن اساری

نہین دیجا سکتی کہ وہ اسکا استعمال بطور جواب نالش مدعی کے کرے۔ مقدمات متعلق بہ شرایط مندرجہ پٹہ جات
بغرض تجدید درست طور پر متعلق ہوتے ہین اور ملحوظی اُن مقدمات کے میری یہہ راے ہے کہ ہم جدید تر مقدمہ
کرشنا مینن بنام کیسا ون (۱) کو نظر انداز کر سکتے ہین جو دراصل مقدمہ کہنارن کٹی بنام اوتہوٹی (۲) پر
مبنی ہے۔ نیز معلوم ہوتا ہے کہ مقدمات مذکور مین یہہ قیاس کیا گیا ہے کہ استحقاق شفع مین ایک استحقاق
واقعہ جایداد شامل تہا مگر یہہ درست ہو تو شرط مذکور مطابق فیصلہ مقدمہ لنڈن اینڈ سوتہ ویسٹرن ریلوے کمپنی
بنام گام (۳) کے اس اعتراض کے قابل ہوگی کہ وہ ایک کوشش واسطے پیدا کرنے مدامت کے ہے۔ ایسی تمیز
جیسی کہ مابین ایک شرط مندرجہ پٹہ بغرض تجدید اور ایک شرط مندرجہ رہننامہ یا بیعنامہ کے کیجا سکتی ہے۔
بحق مدعا علیہ کے ہے کیونکہ ایک شرط تجدید ایک ایسی شرط ہے جو مطابق قانون انگلستان کے اراضی کے ساتہہ
منتقل ہوتی ہے اور جو مطابق دفعہ ۱۰۹ ایکٹ انتقال جایداد کے ایک ایسی ذمہ داری پیدا کرتی ہے جو بخلاف
پٹہ دہندہ کے منتقل الیہ کے موثر کیجا سکتی ہے۔ مگر شرایط از قسم موخر الذکر صرف بذیر دفعہ ۴۰ ایکٹ مذکور
بخلاف اُن منتقل الیہم کے موثر کیے جانیکے قابل ہین جنہون نے کہ انتقال بلا بدل یا باوصف علم شرط مذکور کے
حاصل کیا ہو۔ یہہ تعجب کی بات ہے کہ اگر اُس شخص کی حیثیت جو ایسی شرط کے تابع بیع کا دعوےٰ کرتا ہو اُس شخص
سے بہتر قرار دیجاے جو بر دوے شرط تجدید کے دعوے کرتا ہو۔

پس ڈگری کی اصطلاح ترمیم کرکے کہ بجاے فقرہ نمبر ۵ کے فقرہ نمبر ۴ قایم کیا جاے اور یہ الفاظ خارج
کیے جائین یعنی جو کہ فرق مابین زر رہن مبلغ ... اور لگان واجب الادا مبلغ ... معہ سود کے بطور معاوضہ
گر لینے ... اور تیار کرنے بند کے ہے ... مین بصورت دیگر اپیل کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون۔

بھشیام ایانگر صاحب جٹس:- وہ دو وجوہات جنپر کہ تائید اپیل ہذا کے زیادہ تر انحصار
کیا گیا ہے یہہ ہین (۱) کہ استحقاق شفع جو بذریعہ رہننامہ کے مرتہن کو عطا کیا گیا ہے ایک مدعا استحقاق
انفکاک پر نہین ہے جیسا کہ عدالت اپیل ماتحت نے قرار دیا ہے اور (۲) کہ نالش خارج کیجانی چاہیے کیونکہ
مدعی ایک ایسے استحقاق کے تابع انفکاک کا دعوے کرتا ہے جو خلاف استحقاق شفع مرتہن کے حاصل
کیا گیا تہا اور جو اسوجہہ سے مرتہن اور اسکے قایم مقامان قانونی کے مقابلہ مین ناجایز ہے۔
پہلے عذر کا جواز میری راے مین اُس درست تعبیر پر منحصر ہے جو کہ رہننامہ انتفاعی (دستاویز نمبر ۱) کی کیجانی

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵۔
(۲) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۰۔
(۳) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۵۶۲۔

سنہ ۱۹۱۰ء
راماسامی ہیتر
بنام
چینن اساری

چاہئے اگر رہننامہ کے رُو سے مرتہن کو استحقاقِ شفع عطا کیا گیا ہے جبکہ استعمال راہن کیطرف سے انفکاک کئے جانیکے بعد بھی کیا جا سکتا ہے تو ایسا استحقاق "ایک عدیم استحقاق انفکاک" ہے کیونکہ گو ایسی شرط سے ایک نالشِ انفکاک ممنوع نہین ہو سکتی تاہم اُسکے رُو سے راہن جائیداد مرہونہ کو اُسی بلا مواخذہ حالت مین حاصل نہین کر سکتا جیسی کہ وہ اُسکے قبضہ مین بروقت رہن کرنیکے تھی کیونکہ بعد انفکاک کے بھی وہ اُسکے قبضہ مین تابع اُس استحقاقِ شفع کے ہوگی جو کہ رہننامہ کے رُو سے عاید کیگئی تھی اور یہ امر کہ ایسا معاملہ جو مرتہن نے کیا ہے درحقیقت ایک عدم انفکاک پر ہے صریح طور پر ایک جدید مقدمہ رائیس بنام نوکس اینڈ کمپنی (۱) مین قرار دیا گیا ہے۔ اُس مقدمہ مین رگبی صاحب لارڈ جسٹس نے اپنی رائے حسب ذیل الفاظ مین ظاہر کی ہے: " وہ جائداد جو راہن کیطرف عود کرے اُس سے بہتر نہونی چاہئے جیسی کہ وہ بروقت رہن کئے جانیکے تھی اور مرتہن کو چاہئے کہ صریح یا مفہوم طور پر اپنے حق مین کوئی مواخذہ بر جائیدادِ مذکور بعد انفکاک کئے جانے اور استحقاقِ انفکاک کے موثر کئے جانیکے محفوظ نہ رکھے۔ پس اگر اصول ہائے مذکور اب تک کامل طور پر موثر ہین (اور مجھے شبہ نہین ہے کہ وہ ایسے ہی ہین) تو یہ کہنا درست ہوگا کہ استحقاقِ انفکاک مسدود نہین کیا گیا جبکہ مکان زیر مواخذہ واپس لیا جائے حالانکہ بروقت رہن کئے جانیکے وہ بلا مواخذہ ہو استحقاقِ انفکاک مین اُس حد تک سدِ راہ پیدا کیگئی ہے جسکی نسبت مبالغہ کرنا ایک پبلک ہوس لنڈن کی صورت مین قریبًا ناممکن ہے "۔

جیسا کہ مین دستاویز نمبر ا کو سمجھتا ہون استحقاق شفع بحق مرتہن کہ صرف تا استعمال استحقاق انفکاک کے محفوظ کیا گیا ہے اور وہ رہن کے انفکاک کے بعد موجود رہیگا۔ یہہ شرط مندرجہ دستاویز کہ گو مرتہن استحقاقِ شفع کا استعمال کرے تو راہن کو چاہئے کہ مبلغ صہ فنا مہائے اور حاصل کرکے اراضی بعوض رقم مذکور اور قرضۂ رہن مبلغ نا کے مرتہن کے پاس فروخت کرے۔ اِس معاملہ کو بلا شبہہ بنا دیتی ہے۔

یہ امر کہ مرتہن بالمقابل فائدہ استحقاقِ شفع کو بعوض روپیہ کے قرض دینے کے محفوظ کر سکتا ہے اگر ایسے فائدہ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ استحقاقِ انفکاک مسدود نہو صریح طور پر بروئے اسناد ذیل کے قائم کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو آربی بنام ٹرگ (۲) بگس بنام ہاڈی نائٹ (۳) سٹیلے بنام ولڈی (۴) رائیس بنام نوکس اینڈ کمپنی (۱)) ان فیصلجات کا اصول یہہ ہے کہ اختیار بیع راہن کے حق مین

(۱) (سنہ ۱۹۰۶ء) چانسری رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵۴۴ بصفحہ ۵۵۴۔ (۲) ماڈرن رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۔
(۳) (سنہ ۱۸۹۴ء) " " جلد ۱ صفحہ ۳۰ بصفحہ ۱۳۰۔ (۴) (سنہ ۱۸۹۹ء) چانسری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۴۔

سنہ ۱۹۰۱ع
راماسامی پتر
بنام
چنن اساری

چھوڑا گیا ہے اور وہ مجاز ہے کہ حسب مرضی خود انفکاک کرائے یا بیع کرے شرط صرف یہہ ہے کہ بصورت اسکے بیع کو پسند کرنیکے اسکو چاہئے کہ مرتہن کو موقعہ دے (کتاب رہننامہ بیچ صاحب صفحہ ۲۰) یہہ امر مقدمہ آربی بنام ڈگرٹ (۱) مین تسلیم کیا گیا ہے گو اس مقدمہ مین فیصلہ مدعاعلیہ مرتہن کے برخلاف بظاہر بروجہہ فریب کے تھا کیونکہ بعد حاصل کرنے رہننامہ کے مرتہن نے کبھی باسا ایک نقل رہن مذکور کی مدعی کو عطا کرنیسے انکار کیا تھا جو راہن کا قایم مقام تھا اسنے صرف اس امر پر اصرار کیا تھا کہ اسکو زر اصل مع سود ادا کیا جائے جبتک کہ جایداد بیع کیگئی تھی۔ اگر وہ شرط رہننامہ مین درج ہوتی جو بدین مضمون تھی کہ شفیع مرتہن اپنے اختیار کا استعمال بذریعہ ادا کرنے قیمت مقرر کردہ بروے رہننامہ کے نہ کہ جایداد کی قیمت بازاری یا اس قیمت کے کر سکتا تھا جو کہ کوئی شخص ثالث ادا کرنیکو تیار ہو۔ امر مذکور شفیع کے حق مین صریح ہوتا اور وہ تابع سندات کے ہی جنمین ایک جدید فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ بمقدمہ بمل جتی بنام بربجا کوار (۲) شامل ہے۔ اور نیز ایک فیصلہ کلکتہ ہائیکورٹ بمقدمہ بیرس پیک بنام گوہرالدین غازی (۳) اصلی سوال غور طلب یہہ ہے کہ آیا ایک مرتہن موثر طور پر استحقاق شفع کو محفوظ کر سکتا ہے۔ اگر راہن مع بیان قیمت کے صورت حال کی طرح پابند بنایا گیا ہو نوٹ (د) بصفحہ ۶۷ رہننامہ فشر صاحب طبع پنجم مین معاملہ اڈورڈز اسٹیٹ (۴) کا حوالہ بطور ایک ایسی مقدمہ کے دیا گیا ہے جس مین کہ ایسی شرط نامنظور کیگئی تھی۔ رپورٹ مقدمہ مذکور مہیا نہین ہو سکتی اسلئے اسپر بطور ایک سند اس امر کے انحصار نہین کیا جا سکتا کہ ایسی شرط محض اسوجہہ سے ناجایز ہے کہ قیمت مقرر کیگئی ہے۔ مقدمہ بگس بنام ہاڈی نات (۵) محولہ بالا مین ماسٹر آف رولز نے اس مقدمہ کا ذکر حسب ذیل الفاظ مین کیا ہے: "وہ مسلہ قایم کردہ ماسٹر گرو صاحب جبٹس بمعاملہ اڈورڈز اسٹیٹ (۴) جو بدین مضمون ہے کہ ایک معاہدہ جو راہن نے مرتہن کے ساتھ بطور ایک جزو انتظام قرضہ کے کیا ہو اور جو واقعی طور پر رہننامہ مین درج کیا گیا ہو۔ تو قیاس یہہ کیا جاتا ہے کہ وہ جبر سے حاصل کیا گیا ہے اور وہ موثر کئے جانیکے قابل نہین ہے۔ حد سے متجاوز ہے گو فاضل جج مذکور کا فیصلہ درست تھا کیونکہ وہ شرط جسکے متعلق وہ کارروائی کر رہا تھا ایک نامناسب شرط تھی جو موثر کیجانی چاہئے تھی"۔ میری راے مین درست اصول یہہ ہے کہ آیا وہ بالمقابل فایدہ جو لینے واسطے مرتہن نے محفوظ کیا ہے غیر قرین قیاس یا سخت ہے یا نہین۔ گو اسکے سبب سے انفکاک مسدود نہین کیا گیا۔

(۱) ماڈرن رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۔
(۲) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۸۔
(۳) ویکلی رپورٹس کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۵۔
(۴) آئرش چانسری رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۷۔
(۵) (سنہ ۱۸۹۹ع) چانسری رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷ بصفحہ ۳۲۱۔

سنہ ۱۹۰۱ع
ماساسامی چیتر
بنام
چنناساسی

رومر صاحب لارڈ جسٹس نے مقدمہ سٹیلے بنام ولڈی (۱) محولۂ بالا مین حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے:-

"میری رائے مین یہہ امر اب صحیح طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ کوئی ایسا اصول موجود نہین ہے جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے یعنے یہہ کہ مرتہن کو کسی بالمقابل فائدہ کی شرط خود اپنے واسطے نکرنی چاہیئے۔ وہ ایسی شرط کرنیکا مجاز ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو وہ منحصر فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ اُسکے برخلاف کچھہ نہین کہا جاسکتا اور وہ اُسکو مؤثر کرسکتا ہے ہمیشہ یہہ خیال کرکے کہ معاملہ غیر قرین قیاس یا سخت نہین ہے۔ ثانیاً مین یہہ خیال کرتا ہون کہ یہہ امر بھی صحیح ہے کہ کوئی ایسا اصول موجود نہین ہے جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے یعنے یہہ کہ جہان ایک منحصر فائدہ کی شرط مرتہن کیطرف سے بطور ایک شرط بعوض قرضہ کے کیگئی ہو تو فائدہ یا معاہدۂ مذکور کی نسبت یہہ قیاس کیا جانا چاہیئے کہ وہ جبراً تحریر کرایا گیا ہے کوئی ایسا قیاس نہین کیا جاسکتا بلکہ ہر ایک مقدمہ کا فیصلہ مطابق اُسکے اپنے واقعات کے کیا جانا چاہیئے۔ عدالت کو چاہیئے کہ ہر ایک مقدمہ کے واقعات پر غور کرکے یہہ معلوم کرے کہ آیا وہ معاملہ جو کیا گیا ہے غیر قرین قیاس یا سخت ہے"۔ بصورت حال ہذا منحصر فائدہ یعنے استحقاق شفع ایک ایسا فائدہ ہے جو صرف عادلانہ چارہ جوئی تعمیل مخصوص کے ذریعہ مؤثر کرایا جاسکتا ہے اور بادی النظر مین وہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکے روسے راہن ایک خاص قیمت کی حد تک بروے رہننامہ کے محدود کیا گیا ہے جبکہ استحقاق شفع کے استعمال کرنیکا موقعہ پیدا ہو اسلیئے وہ سخت اور غیر قرین قیاس ہے، عام میعاد ایک نالش انفکاک کے واسطے ساٹھہ سال ہے اور عرصۂ مذکور بذریعہ ایک اقبال بدوران عرصۂ مذکور کے وسیع تر ہوسکتا ہے اور استحقاق شفع بعوض ایک مقررہ قیمت کا دعوے کیا جاسکتا ہے جب کبھی کہ راہن کو قبل انفکاک کے جائداد کے فروخت کرنیکا موقعہ ملے۔ نیز ممکن ہے کہ میعاد رہن کثیر تر ہو اور ایسی صورتون مین معاملہ کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ اگرچہ اراضی کی قیمت بازاری دوران تیس یا چالیس سال مین بہت زیادہ بڑھہ جاے تو اُس صورت مین ایک شخص اجنبی بیس گنا قیمت بہ نسبت مقرر کردہ قیمت کے ادا کرنے کو تیار ہوگا ایسی صورت مین یا تو راہن جائداد کے فروخت کرنے ہی سے اجتناب کریگا یا جائداد کو مرتہن کے اُسکے بیسوین حصہ قیمت پر فروخت کریگا یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ استحقاق شفع ایک مقررہ قیمت کے عوض سب صورتون مین سخت یا قرین قیاس نہین ہوسکتا اگر اپیل کے فیصل کرنیکے واسطے یہہ فیصل کرنا ضروری ہو کہ آیا وہ شرط مندرجۂ دستاویز نمبر ۱ جسکے روسے راہن ایک خاص قیمت تک محدود کیا گیا ہے ایک سخت شرط بلحاظ واقعات مقدمہ کے ہے یا نہین تو ایک تنقیح متعلق بہ امر مذکور عدالت ماتحت مین ارسال کیجانی چاہیئے اگر اپیلانٹ اصرار کرے۔

(۱) (۱۸۹۹ع) ۲ چانسری رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۸۷، ۴ صفحہ ۴۰۸ (۹۹)۴۔

سنہ ۱۹۲۱ء
راماسامی چیٹر
بنام
چینن اساری

مگر چونکہ اپیل در اصل دیگر وجوہات پر ناکامیاب رہتا ہے اسلئے تنقیح کا ارسال کرنا غیر ضروری ہے۔
وہ وجہہ دوم جسکی کہ حجت اپیلانٹ کیطرف سے کیگئی ہے بالکل ناقابل سماعت ہے اور یہ فرض کرکے
کہ استحقاق شفع جائز طور پر رہنامہ کے رو سے پیدا کیا گیا تھا مدعاعلیہ تاریخ ارجاع نالش پر اس نالشِ
انفکاک کی مخالفت کرنیکے قابل نہ تھا اور نہ اب ہے۔ گو ایکٹ انتقال جائداد اس رہن سے متعلق
نہیں ہے جو سنہ ۱۸۸۲ء میں تحریر کیا گیا تھا تاہم وہ اصلِ قانون جو دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جائداد میں شامل
ہے اسیقدر رہنہائے تحریر کردہ قبل نفاذ ایکٹ مذکور سے متعلق ہے۔ جسقدر کہ رہنہائے تحریر کردہ مابعد
کے ساتھہ ہے ملاحظہ ہو کنارن بنام کوڑلی (۱)، راہن کا استحقاقِ انفکاک صرف کسی فعلِ فریقین یا حکم عدالت
بعد از معاملۂ رہن کیوجہہ سے زائل ہو سکتا ہے (ملاحظہ ہو پریا بنام ونیکٹا (۲)) صورتِ حال میں اگر
استحقاق شفع محفوظ کردہ بحق مرتہن کا نتیجہ آخر کار زوالِ استحقاق انفکاک میں بر بنائے فعل فریقین کے
ہوتا جیکہ راہن نے سنہ ۱۹۱۳ء میں استحقاقِ انفکاک کو مدعی کے بائع کے پاس فروخت کرنے کی تجویز کی تھی
یا بر بنائے ڈگری عدالت کے استحقاق شفع کے قبل یا بعد بیع مذکور کے موثر کرنے کا تو اپیلانٹ کو بلاشبہ طور پر
کامل جواب نالش کا حاصل ہوتا۔ مگر حجت یہ کیگئی ہے کہ گو اپیلانٹ نے استحقاقِ شفع کو قبل ارجاع نالش کے مؤثر
نہ کرایا تھا تاہم عادلانہ وجوہات پر اور تعدد نالشات کو روکنے کے واسطے اسکو اجازت دیجانی چاہئے کہ
اپنا استحقاق شفع نالش ہذا میں موثر کرائے۔ اولاً اُسنے جوابدعوے تحریری میں یا اُسکے بعد اپنے استحقاقِ
شفع کے استعمال کرنیکی آمادگی بذریعہ داخل کرنے عدالت میں قیمت مقرر کردہ کے ظاہر نہیں کی۔ بخلاف
ازیں اُسنے استحقاق شفع پر بطور مانع ایک نالش کے انحصار کیا تہا اور یہہ بہی عذر کیا تہا کہ دفعہ ۴۳ مجموعۂ
ضابطہ دیوانی نالش کی مانع ہے اور موخر الذکر عذر عدالت اوّل میں کامیاب ہوا تہا۔ اسکے علاوہ زیادہ تر
وزندار وجوہات اس امر کی نسبت موجود ہیں کہ کیوں اُسکو صورتِ حال میں استحقاق شفع کے موثر کرانیکی
اجازت نہیں دیجا سکتی اور نہ دیجانی چاہئے اُن صور توں میں جنمیں استحقاقِ شفع ایک معاہدہ سے پیدا ہو تو
وہ صرف ایسی شرط پر منحصر ہوتا ہے جو اراضی کے ساتھہ منتقل نہیں ہوتی۔ بباعث ایک قسم معاہدہ بیع جائداد
غیر منقولہ ہونیکے معاہدہ شفع کسی اعلےٰ تر بنا پر بہ نسبت ایک معاہدہ بیع جائداد غیر منقولہ کے مبنی نہیں ہوتا
اور اُس سے کوئی مواخذہ یا استحقاق اُس جائداد غیر منقولہ پر حاصل نہیں ہوتا جو کہ تابع اُس شفع کے ہو

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۱۱۲
(۲) ״ ״ ״ جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۳ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راماسامی تیور
بنام
چنن اساری

ملاحظہ ہو دفعہ ۵۴ - ایکٹ انتقال جائیداد - جبتک کہ معاہدہ کی تعمیل بروئے تعمیل مخص کے یکجائی خواہ بذریعہ فعل فریقین کے یا ڈگری عدالت کے نہو تبتک شفیع کو کوئی استحقاق جائیداد مین حاصل نہین ہو سکتا جو کہ تنہا استحقاق انفکاک کو زائل کر سکے گو اوسکو انتقال جائیداد کا مطالبہ کرنیکا حق حاصل ہو - اُن صورتون مین جن مین کہ ایک رجسٹری شدہ دستاویز زیر ایکٹ انتقال جائیداد کا موجود ہونا حصول استحقاق واقعہ جائیداد غیر منقولہ کے واسطے ضروری ہو تو ایسا کرنا گویا غرض و مصلحت ایکٹ مذکور کی خلاف ورزی کرنا ہے اگر عدالت خود اپنی ڈگری کے رو سے ایسے استحقاق کو بدون کسی رجسٹری شدہ دستاویز کے قائم یا تسلیم کرے یا یہ قرار دے کہ بصورت عدم موجودگی ایسے انتقال کے منتقل الیہ کو قانوناً ایسا حق حاصل ہے - ایکٹ انتقال جائیداد مین جہانتک کہ اُسکے رو سے بعض انتقالات کی رجسٹری ضروری قرار دیگئی ہے علاوہ دستاویز کے تحریری ہونیکے سٹیٹوٹ فریبہائے سے تجاوز کیا گیا ہے - منعان قانون ہندکی مصلحت یہہ ہے کہ آہستہ آہستہ ایک سرکاری رجسٹر استحقاق متعلق بہ اراضیات کا مہیا ہو جاوے - بروئے قانون انگلستان کے اُس شخص کو جسکے کہ حق مین شرط کیگئی ہو ایک عادلانہ استحقاق جائیداد مین حاصل ہوتا ہے - مگر بروئے ایکٹ انتقال جائیداد کے شرط بذاتہ کوئی مواخذہ بر جائیداد پیدا نہین کرتی اسلئے فیصلجات عدالتہائے انگلستان متشابہ مقدمات کی پیروی اس ملک مین نہین کیجا سکتی - بالخصوص جبکہ بعض قابل ججان انگلستان نے افسوس ظاہر کیا ہے کہ احکام قانون فریبہائے کی خلاف ورزی ایک کثیر حد تک بروئے بعض فیصلجات عدالت ایکوئٹی کے کیگئی ہے -

بروئے ایکٹ انتقال جائیداد کے بیع جائیداد غیر منقولہ کی جسکی قیمت مبلغ ما ر یا اُس سے زیادہ ہو یا کسی شئے غیر مادی کی خواہ اُسکی کچھہ ہی قیمت ہو صرف بذریعہ رجسٹری شدہ دستاویز کے عمل مین آسکتی ہے اور جبتک ایسی دستاویز تحریر نہ کیجائے تبتک شفیع کوئی استحقاق جائیداد مین حاصل نہین کرتا - اگر اپیلانٹ مجاز ہو کہ اپنے معاہدہ شفع کی تعمیل بروئے تعمیل مخص کے کرائے تو اُسکے واسطے مناسب طریق یہہ ہے کہ ایک نالش تعمیل مخص رجوع کرے اور اگر وہ جائز طور پر ایسے استحقاق کے موثر کرانے کا مستحق ہو تو مدعی یا اُسکا جانشین سابق ایک رجسٹری شدہ دستاویز کے تحریر کرانے پر مجبور ہوتا جس سے بلاشبہ طور پر راہن کا استحقاق انفکاک زائل ہو جاتا - ایک نالش شفع مین ایک ڈگری انفکاک کا صادر کرنا خلاف احکام دفعہ ۶۰ - ایکٹ انتقال جائیداد کے ہوگا اگر استحقاق مذکور تاریخ ارجاع نالش سے زائل نہوا ہو

سنہ ۱۹۰۱ع
راماسامی چیٹی
بنام
سینا ساری

مین اسموقعہ پر یہہ ظاہر کرسکتا ہون کہ نمونہ ڈگری مقررکردہ دفعہ ۲۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک نالش مین جو واسطے موثر کرانے استحقاق شفع کے ہو ایک فیصلہ الہ آباد ہائیکورٹ بمقدمہ شیخ عوض بنام موکونا بیبی (۱) پر منحصر ہے جو قبل نفاذ ایکٹ انتقال جایداد کے صادر کیا گیا تہا اور جس مین ایک پہلی فیصلہ بمقدمہ شیو پرشاد لال بنام تہاکر رائے (۲) کی پیروی کیگئی تھی۔ ان مقدمات مین جنمین کہ استحقاق شفع بعد نفاذ ایکٹ انتقال جایداد کے موثر کیا جانا ہو نمونہ ڈگری مقررکردہ بروے دفعہ ۲۱۴ مین یہہ ہدایت شامل کیجانی چاہئے کہ مدعاعلیہ ایک رجسٹری شدہ بیعنامہ تحریر کرے۔ گو معاہدہ بیع قبل ایکٹ انتقال جایداد کے کیا گیا ہو تاہم اگر بیع اس سے پہلے عمل مین نہ آئی ہو تو کسی مابعد کی بیع مین خلل واقعہ نہین ہو سکتا الا جبکہ اسمین احکام دفعہ ۵۴ - ایکٹ انتقال جایداد کی پیروی کیگئی ہو۔ اپیلانٹ کیطرف سے یہہ حجت کیگئی تھی کہ زر بدل مقررکردہ بعوض بیع صرف مبلغ صـ تہا ہے جو مبلغ ۱۰۰ روپیہ سے کمتر ہے اسلئے استحقاق شفع کے عطا کرنیکے واسطے کسی رجسٹری شدہ دستاویز کا موجود ہونا ضروری نہین ہے۔ دستاویز نمبر ۱ کا حوالہ دینے سے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ درست نہین ہے بلکہ زربدل بیع کا کمتر از ۱۰۰ روپیہ کے بھی متصور کیجائے تاہم ایسی بیع کے عمل مین لانیکے واسطے ایک رجسٹری شدہ دستاویز کا موجود ہونا ضروری ہوگا۔ استحقاق انفکاک ایک رہن انتفاعی مین صرف ایک شئے غیر مادی ہے (ملاحظہ ہو کتاب ولیمس صاحب دربارہ جایداد غیر منقولہ طبع ۸ صفحات ۲۰ و ۳۱) اور وہ صرف بذریعہ رجسٹری شدہ دستاویز کے منتقل کیجاسکتی ہے نہ کہ بذریعہ حوالگی قبضہ کے۔ استحقاق انفکاک ایک سادہ رہن مین جایداد غیر منقولہ ہوسکتی ہے اور اگر اسکی قیمت مبلغ ۱۰۰ سے کمتر ہو تو اوسکی بیع بغیر رجسٹری شدہ دستاویز کے محض حوالگی قبضہ سے کیجا سکتی ہے۔ استحقاق رہن سادہ جایداد مرہونہ مین میری راے مین صرف جایداد غیر منقولہ حسب منشا دفعہ ۵۴ ہے اور مین فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ سبرامینام بنام ایبیردل ریدی (۳) سے اتفاق کرنیکے ناقابل ہون جو بدین مضمون ہے کہ انتقال بذریعہ بیع ایک کفالت کے جو ایک رقم کمتر از ۱۰۰ کے محفوظ کرنے کے واسطے تحریر کیا گیا ہو سواے رجسٹری شدہ دستاویز کے اور طرح نہین کیاجا سکتا ہے۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۳۲۔

(۲) آگرہ ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۵۲۔

(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۴۔

۱۹۱۰ء راماسامی تیبر بنام چینن اساری

یہہ فرض کرکے کہ مرتہن نے ایک جائز استحقاقِ شفع محفوظ کیا تہا استحقاقِ مذکور سنہ ۱۸۷۳ء مین زائل کیا گیا تہا جبکہ استحقاقِ انفکاک کو راہن نے مدعی کے بائع کے نام منتقل کردیا تہا جسنے اُسکا انتقال سنہ ۱۸۹۳ء مین مدعی کے نام کردیا تہا۔ رہننامہ جو کہ مقدمہ مین بطور دستاویز نمبر ۱ کے داخل کیا گیا ہے مرتہن کے قبضہ مین تہا اور اسمین ایک فقرہ متعلق بہ شفع درج ہے اپیلانٹ معاہدہ شفع کی تعمیل مختص کا مستحق ہوگا اگر مدعی یا اُسکا بائع ایک منتقل الیہ بعوض بدل قیمتی بلا علم معاہدہ شفع کے ہیہ خواہ مدعی یا اُسکا بائع ایک منتقل الیہ بلا علم ہو یا نہ اپیلانٹ کا بنا امید ہونے واسطے تعمیل مختص کے سنہ ۱۸۷۳ء مین پیدا ہوا تہا اور اُسکا استحقاق شفع کو موثر کرانیکا بادی النظر مین بمعہ دفعہ ۱۲ یا مادہ ۱۱ ایکٹ ۱۸۵۹ء کے اور برد دفعہ ۱۰ ایکٹ ۱۸۷۷ء کے زائد المیعاد ہوگیا ہے اور ذیعلم وکیل اپیلانٹ یہ ثابت کرنیکے قابل نہین ہوا کہ کسوجہہ سے یہ بطور امتناع اطلاقِ عام قانون میعاد کے انحصار کیا ہے میری رائے مین قانون انگلستان مین ایک نالشِ تعمیل مختص کے واسطے کوئی میعاد مقرر نہین کیگئی مگر عدالت ایکوٹی دادرسی مذکور کے عطا کرنیسے انکار کریگی اگر وہ فریق جو اُسکا مستدعی ہو غفلت کا مجرم ہو۔ اپیلانٹ صورت حالمین بلا شبہہ طور پر دادرسی مذکور کو حاصل نکر سکیگا اگر وہ حال جیسا دعوے عدالتِ ایکوٹی انگلستان مین کرے۔ یہ امر واقعہ کہ اپیلانٹ سنہ ۱۸۶۲ء سے جائداد پر بحیثیت مرتہن کے قابض رہا ہے اُسکو اطلاق قانونِ میعاد سے محفوظ نہین کرسکتا اگر وہ معاہدہ کی تعمیل مختص کی نالش کرے۔ اور بروے ایکٹ انتقال جائداد کے وہ بحیثیت منتقل الیہ بذریعہ بیع جائداد غیر منقولہ بلا رجسٹری شدہ دستاویز کے استحقاق حاصل نہین کرسکتا۔

ذیعلم وکیل اپیلانٹ نے فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ کہنارن کٹی بنام ادہتوٹی (۱) و مقدمہ کرشنا مینن بنام کیسا(۲) پر انحصار کیا ہے جو دو نالشاتِ انفکاک بخلاف ایسی مرتہن کے تہین جو قابض تہا۔ اور ایسے استحقاق شفع کا دعوے کرتا تہا جیسا کہ ایک ادہیدار کو بروے رواجی قانونِ ملابار کے حاصل ہوتا ہے۔ ان ہر دو مقدمات مین یہ قرار دیا گیا تہا اور میری رائے مین درست طور پر قرار دیا گیا تہا کہ نالش بجانب شفیع ایک نالش واسطے قبضہ اُس جائداد کے نہین ہے جسکے کہ متعلق اُسکو استحقاقِ شفع حاصل ہے اسلئے اسکا استحقاقِ شفع بذریعہ عمل دفعہ ۲۸ ایکٹ ۱۸۷۷ء کے زائل نہین ہوا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۰
(۲) " " " جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵ بصفحہ ۳۱۰

سنہ ۱۹۰۱
راماسامی چٹیر
بنام
چنن اساری

مقدمہ کرشنا مینن بنام کیبا دن (۱) مین یہہ بھی حجت کیگئی تھی کہ گو دفعہ ۲۸ مقدمہ سے متعلق نہ بھی ہوسکے تاہم چونکہ نالش بجانب شفیع واسطے تعمیل تخص کے زائد المیعاد ہے اسلیئے شفیع اپنے استحقاق کی استدعا بجواب نالش کے نہین کرسکتا حجت مذکور حسب ذیل الفاظ سے نامنظور کیگئی تھی "یہ عذر صحیح طور پر چل نہین سکتا کیونکہ اگر باوجود ایک ڈی مرتہن کو استحقاق ارجاع نالش واسطے موثر کرانے اپنے استحقاق کے حاصل ہونیکے وہ حق بباعث دفعہ ۲۸ کے مقدمہ سے متعلق ہونے کے زائل نہین ہوا۔ تو یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کس اصول پر ایسا استحقاق بطور جواب کے پیش نہین کیا جاسکتا"۔ مگر ان مقدمات مین سے کسی مقدمہ مین یہہ سوال نہ تو اٹھایا گیا تھا اور نہ اسپر بحث کیگئی تھی کہ احکام دفعہ ۵ ایکٹ انتقال جائداد کے تحت مین اور نہ عدالت کی توجہ دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جائداد کیطرف راغب کیگئی تھی بالخصوص اس امر کیطرف کہ اسمین عام محفوظ کنندہ فقرہ "بصورت عدم موجودگی معاہدہ خلاف کے" موجود نہین ہے۔ جب ایک مرتہن کو انفکاک کے برخلاف ایک ایسے معاہدہ شفع کا عذر کرنے کی اجازت دیجائے جو بروئے دستاویز رہن کے محفوظ کیا گیا ہو تو ایسا کرنا گویا دفعہ ۶۰ مین محفوظ کنندہ فقرہ مذکور ایزاد کرنا ہے جوکہ واضعان قانون نے بالارادہ ترک کیا ہے۔ مرتہنان اُس مقدمہ مین مرتہن حال کیطرح صرف بحیثیت مرتہنان کے قابض رہے تھے اور ایسا قبضہ خواہ وہ عرصۂ میعاد قانونی سے کمتر عرصہ تک کسی مدت کے واسطے جاری رہا ہو استحقاق انفکاک کو زائل نہین کرسکتا۔

ان مقدمات مین سے کسی مقدمہ مین شفیع نے جو بحیثیت مرتہن کے قابض تھا اپنے استحقاق شفع کے استعمال کرنے کی آمادگی ظاہر نکی تھی اور نہ اُسنے نوٹس دیا تھا کہ وہ زان بعد بحیثیت مشتری بروئے اپنے استحقاق شفع کے قابض ہے اور قیمت ادا کرنے کو تیار ہے۔ مین اس امر پر غور نہین کرتا کہ آیا اس سے کوئی فرق پیدا ہوگا۔ اور نہ مین اس امر پر غور کرتا ہون کہ آیا ایک اوٹیدار جسکو قانوناً استحقاق شفع حاصل ہو بہ نسبت شفیع بروئے معاہدہ کے مختلف اور اعلے تر حیثیت رکھتا ہے مین یہ رائے ظاہر کرسکتا ہون کہ صورت اول الذکر مین استحقاق شفع رہن کے برابر نہین ہے مگر وہ رہن اولی کے تابع ہے صورت موخر الذکر مین استحقاق شفع بلحاظ رہن کے نہین ہے بلکہ وہ ایک منحصر فائدہ مبنی بر صحیح معاہدہ ہے۔ مقدمہ اکو بنام کٹی مین (۲) جو نیز ایک نالش انفکاک تھی جس مین مرتہن اولی نے

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵ بصفحہ ۳۱۱

(۲) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۴۰۱

۱۹۰۱ء رامسامی چیٹر بنام جنن اساری

استحقاق شفع مبنی بر قانونِ رواجی کا عذر کیا تھا ایک ڈگری انفکاک صرف اس شرط پر صادر کیگئی تھی کہ اگر مدعا علیہ دو ماہ کے اندر اس قیمت کے ادا کرنیسے قاصر ہے جسکا کہ ادا کرنا اُسپر استحقاق شفع کے استعمال کرنے اور ایک انتقال مدعی سے حاصل کرنے کیواسطے ضروری ہے جسکو اُسی ڈگری کے رو سے یہ ہدایت کیگئی تھی کہ مدعا علیہ کیطرف سے ادائگی مذکور کے کئے جانے پر انتقالنامہ تحریر کر دے۔ صورت حال میں ایکٹ انتقال جائداد نظر انداز نکیا گیا تھا بلکہ تعمیل مختص کی ڈگری دیگئی تھی گویا کہ غرض مذکور کے واسطے ایک با مقابل نالش مدعا علیہ نے کی تھی۔ بلحاظ واقعات مقدمہ مذکور کے صحیح طور پر یہ قیاس کیا گیا تھا کہ ایک نالش تعمیل مختص زائد المیعاد نہوگی۔

یہ فرض کرکے کہ ایک نالش انفکاک میں ایسے طریق کا اختیار کرنا بیضابطہ نہوگا جیسے قبل ازین یہ بیان کیا ہے کہ اپیلانٹ کامل طور پر یہ ثابت کرنیسے قاصر رہا ہے کہ وہ تاریخ ارجاع نالش پر اپنے استحقاقِ شفع کے بذریعہ نالش تعمیل مختص مؤثر کرانے کا مجاز نتھا۔ بروئے قانون انگلستان کے اس مسئلہ کی سند موجود ہے کہ بعض صورتوں میں اور بعض واقعات کی موجودگی میں ایک عدالت انصاف اس قیاس پر عمل کریگی کہ جو کچھ کہ خصوصیت کیساتھ کیا جانا چاہئے تھا کیا گیا ہے اور وہ اُس فریق کو دادرسی عطا کریگی جو ایسے قیاس پر اُسکا مستحق ہو۔ مگر اُس جماعتِ مقدمات میں بھی ایکوئٹی دادرسی کے عطا کرنے کی مقتضی نہوگی الّا جبکہ فریق مذکور تعمیل مختص کا مستحق ہو اگر وہ اسکی استدعا کرے۔ وہی طریق صورتِ حال میں بھی اختیار کیا جا سکتا ہے کیونکہ دراصل اُن مقدمات میں ایسا کیا جا سکتا ہے جنمین کہ صریح اور اہم احکام ایکٹ انتقال جائداد یا کسی صریح حکم قانون کی خلاف ورزی نہو۔ مین اسموقعہ پر ذیل کا فقرہ فیصلہ ماسٹر آف رولز بمقدمہ سوین بنام آئرس (۱) سے مقتبس کر سکتا ہوں "اسلئے مجھکو یہہ کہنا چاہئے کہ جب واقعات کی ایسی صورت ہے کہ عدالت انصاف بروئے ایکوئٹی اور کامن لا کے ایک اقرارنامہ پٹہ کی تعمیل مختص پر بذریعہ تحریر کرنے پٹہ کے مجبور کرے تو مقدمہ ایسا متصور کیا جانا چاہئے کہ گویا ایسا پٹہ عطا کیا گیا ہے اور فی الواقعہ موجود ہے۔ اُسصورت مین ایک ایسا پٹہ موجود ہوگا جسکے تحریر کئے جانے پر بہ تعمیل مختص اقرارنامہ مذکور کے عدل و انصاف مجبور کریگا۔ یہہ کہنا بالکل مختلف امر ہوگا جس حال مین کہ انصاف تعمیل مختص پر بذریعہ تحریر کر دینے پٹہ کے مجبور نکریگا کہ پٹہ جسکے تحریر کئے جانیکی انصاف ڈگری نہ دیگا۔ انصافاً موجود ہونا خیال کیا جائیگا

(۱) لا رپورٹس کومن بنچ ڈویژن جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۹ بصفحہ ۲۹۳۔

سنہ ۱۹۰۱
راماسامی چیٹر
بنام
چنن اساری

عذر مذکور بالکل غیر قابل مسموع معلوم ہوتا ہے یہ کہنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ عمل ایک پٹہ کو موجود کہنا ہے گو اُسکے روسے تعمیل مختص بہدائیت تحریر پٹہ کی ڈگری نہ یجائیگی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے عذر سے اصول انصاف متعلق بہ امر مذکور مسترد ہوجاتا ہے ؛

ایک اور سوال جو مقدمہ میں پیدا ہوتا ہے مگر جسپر بحث نہین کیگئی نہائیت مشکل اور اہم سوال ہے۔ سوال مذکور یہہ ہے کہ آیا شرط شفع صورت حال مین قاعدہ بخلاف مداومتہا کے برخلاف ہے اور اسلئے کالعدم ہے۔ اسمین شبہہ نہین کہ اگر شرط مذکور کی تعبیر اسطرحپر کیجائے کہ وہ صرف راہن کی عین حیات مین موثر کیئے جانیکے قابل ہے گو رہن اُسکی حیات کے بعد بہی قایم رہے تو وہ خلاف قانون مداومتہا کے نہوگی جو کہ اصول انگلستان پر مبنی ہے۔ لیکن اگر اسکی درست تعبیر وہ ہو جو کہ میری رائے مین ہے یعنے یہ کہ فریقین کا یہ منشاء تہا کہ استحقاق شفع رہن کے انفکاک تک جاری رہنا ہے تو شرط مذکور مطابق قانون انگلستان کے دیر دراز ہونیکی وجہ سے کالعدم ہوگی جیسا کہ وہ بروئے فیصلہ عدالت اپیل بمقدمہ لنڈن اینڈ سوتہہ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام گام (۱) کے جسکے روسے فیصلہ فرائی صاحب جسٹس بمقدمہ برمنگہم کنال کمپنی بنام کارٹ رائیٹ (۲) منسوخ کیا گیا ہے جسکی کہ پیروی بیکن صاحب وائس چانسلر نے مقدمہ ٹریولین بنام ٹریولین (۳) مین کی ہے قایم کیا گیا ہے اس رائے پر ڈویژن بنچ ہائیکورٹ کلکتہ نے ایک جدید تر مقدمہ نوبن چندر سوت بنام نواب علی سرکار (۴) مین عمل کیا ہے۔ اُس مقدمہ مین مدعی نے استحقاق باز خرید بطریق شفع کی نالش مدعا علیہ نمبر۱ اور دیگر مدعا علیہم کے برخلاف کی تہی اور اُس بیع کے روسے دعویدار ہوا تہا جو کہ مدعا علیہ نمبر۲ نے کی تہی شرط باز انتقال بحق مدعی مدعا علیہ نمبر۱ اسکے باپ (متوفی) نے کی تہی۔

ڈویژن بنچ نے فیصلہ عدالت اپیل بمقدمہ لنڈن اینڈ سوتہہ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام گام (۱) و فیصلہ بیکن صاحب وائس چانسلر بمقدمہ مذکور اور رائے مارکبی صاحب جسٹس بمقدمہ سرمتی سرپوراسندری بنام جگو بابتعدت (۵) کی پیروی کرکے مدعی کی نالش کو اسوجہہ پر خارج کیا تہا کہ مدعا علیہ نمبر۱ پر اُسکے باپ کی شرط قابل پابندی نہین ہے۔ فیصلہ مقدمہ لنڈن اینڈ سوتہہ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام گام (۱) اسوجہہ پر مبنی نہین ہے کہ شرط مذکور بخلاف قایم مقام قانونی یا منتقل الیہ ایک انتقال کنندہ کے موثر نہین کیجاسکتی۔ بلکہ اسوجہہ پر کہ وہ باعث

(۱) لا ریورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۵۶۲
(۲) لا جرنل چانسری ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۴۲۱۔
(۳) لا ٹائمس سلسلہ جدید جلد ۵۳ صفحہ ۸۵۳
(۴) ویکلی نوٹس کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۴۴۔
(۵) ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۳۲۱ (مقدمہ دیوانی)

دور دراز ہونے کے کالعدم تھی اسلئے وہ خود شرط کنندہ پر قابل پابندی نہتھی۔ ڈویژن بنچ نے ایک جدید تر فیصلہ کلکتہ ہائیکورٹ بمقدمہ ہیرس بیگ بنام جوہرالدین غلامی (۱) محولہ بالا کو ملحوظ نہین رکھا جس مین شفع کی شرط موثر کیگئی تھی اور بحث مبنی بر فیصلہ مقدمہ لنڈن اینڈ سوتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام گام (۲) جسکا کہ حوالہ دوران بحث مین دیاگیا تھا نظرانداز کیگئی تھی۔ فیصلہ مقدمہ لنڈن اینڈ سوتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام گام (۲) اس اصول پر مبنی ہے کہ ایک شرط انتقال گو وہ اراضی کے ساتھ منتقل نہین ہوتی ہے اسکو پابند کرتی ہے اور ایک عدالتی استحقاق اراضی مین بحق اُس شخص کے پیدا کرتی ہے جو انتقال کا مطالبہ کرنے کا مستحق ہو اسلئے قاعدہ بخلاف مداومت اسطرح پر عادلانہ حقوق واقعہ اراضیات سے متعلق ہے۔ اُسی مقدمہ مین اور نیز مقدمہ بارلینڈس ٹرسٹی بنام سٹیل براورس اینڈ کمپنی لمیٹیڈ (۳) مین یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ قاعدہ بخلاف مداومت کے کوئی تعلق ذاتی معاہدات کے ساتھ نہین رکھتا اور حیثیت مذکور ناقابل تردید ہے۔ ہندوستانی ایکٹ انتقال جائیداد کے تصریح طور پر یہ حکم دیاگیا ہے کہ ایک معاہدہ بیع جائیداد غیر منقولہ بذاتہ کوئی استحقاق یا مواخذہ ایسی جائیداد مین پیدا نہین کرتا اور ایکٹ رجسٹری ہند مین بھی اسے اختیار کیگئی ہے ملاحظہ ہو ضمن (ح) دفعہ ۱۷۔ نیز انگلستان کا اصول مداومت کے جو خاص امور پر مبنی معلوم ہوتا ہے کوئی اطلاق دہرم شاستر کے ساتھ نہین رکھتا گو وہ اصول جو انگلستان کے مسئلہ پر حاوی ہے دہرم شاستر کیلئے اجنبی نہین (ملاحظہ ہو دہرم شاستر مین صاحب طبع ششم صفحہ ۵۴۸ اور مقدمات متعلقہ بہ نشٹ نوٹ (الف)) گو انگلستان کا مسئلہ مداومت کے کسیقدر ترمیم کے ساتھ دفعہ ۱۴ ایکٹ انتقال جائیداد مین درج کیاگیا ہے تاہم ضمن (د) دفعہ ۲ مین صریح طور پر یہ حکم ہے کہ کوئی امر مندرجہ باب ۲ ایکٹ ہذا جس مین دفعہ ۱۴ واقعہ ہے کسی قاعدہ دہرم شاستر مین خلل انداز ہوگا۔ اسلئے ایک ہندو کا اختیار دربارہ منتقل کرنے جائیداد کے بلحاظ دہرم شاستر کے سمجھا جانا چاہئے اور مطابق فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ جتندرا موہن ٹاگور بنام گنندرا موہن ٹاگور (۴) ہے کہ کوئی ہندو بذریعہ کسی فعل یا بذریعہ وصیت کے ایک ایسے کے حق مین ہبہ نہین کرسکتا جو کہ بروقت ہبہ کئے جانیکے زندہ نہو یا بروقت وفات موصی کے جیسی کہ صورت ہو اس طرح پر یہ معلوم ہوگا کہ اس امر کے متعلق ایک ہندو کا اختیار بلحاظ دہرم شاستر کے

(۱) دیکھو ویکلی نوٹس کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۵۷۵۔
(۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۵۶۲۔
(۳) (سنہ ۱۹۱۰) چانسری رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۶۹۔
(۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۳۷۷ (پریوی کونسل) و ویکلی رپورٹر جلد ۱۸ صفحہ ۳۵۹۔

زیادہ تر محدود به نسبت اُسکے ہے جو کہ بروئے انگلستان کے اصول مدا و متہا کے اور مشابہ حکم مندرجہ دفعہ
۴۴ ایکٹ انتقال جایداد کے ہو۔ مذکورۂ بالا قاعدۂ دہرمشاستر جو دراصل صرف ہوبہو باہم سے متعلق ہے
اغلباً مساوی طور پر منتقل الیہم بعوض بدل قیمتی سے متعلق ہوگا اور وہ دراصل اسیطرح پر حکام عالیمقام پریوی
کونسل نے مقدمۂ چندی چرن بنام رانی سدہیسوری دیبی (۱) مین متعلق کیا ہے۔ سوال دربارہ اطلاق
اس اصول دہرمشاستر کے یا عام مسئلہ مدا و متہا کے ان معاملات سے جو ماسوا ہبہ جات منجانب اہل ہنود کے ہون
ابتک جوڈیشل غور کے تابع نہین ہوا الا ممکن طور پر مقدمہ پریوی کونسل (چندی چرن بدا بنام رانی
سدہیسوری دیبی (۱)) مین اُسپر غور کیا گیا ہے۔ اور یہہ امر بلاشبہ طور پر درست ہوگا کہ اس ملک مین
فیصلہ عدالت اپیل بمقدمہ لنڈن اینڈ سوتہہ ویسٹرن ریلوی کمپنی بنام گام (۲) اور جدید تر فیصلہ کلکتہ ہائیکورٹ
بمقدمہ نوبن چندر سوت بنام نواب علی سرکار (۳) کی پیروی کیجائے۔ دفعہ ۴۰ ایکٹ انتقال جایداد اور
انگلستان کا اصول مدا و متہا کے انتقال استحقاق جایداد سے متعلق ہین اور محض اسوجہہ پر کہ معاہدہ بیع اراضی
بروئے قانون ہند کے کوئی استحقاق اراضی مین پیدا نہین کرتا یہہ قرار دینا آسان ہوگا کہ فیصلہ عدالت اپیل بمقدمہ
لنڈن اینڈ سوتہہ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام گام (۲) ہندوستان کے معاہدات بیع اراضی سے متعلق نہین ہے، مگر یہہ
امر تسلیم کیا جانا چاہیئے کہ دراصل کوئی اہم فرق مابین قانون انگلستان و قانون ہندوستان متعلق معاہدات
بیع جایداد غیر منقولہ کے موجود نہین ہے، اور یہہ امر مناسب اور مطابق اصولہا کے جو رسپر وڈلس کے معلوم نہین
ہوتا کہ اس عرصہ کے متعلق کوئی حد موجود ہونی چاہیئے جسکے کہ بعد تعمیل معاہدات انتقال جایداد بطور بیع
یا شفع یا بصورت دیگر ملتوی نہ سمجھے جانے چاہئین۔ گو دفعہ ۴۰ مین صرف انتقالات کے متعلق ذکر ہے
تاہم احکام دفعہ مذکور بعض صورتون مین عملی طور پر پیدا ہونگے۔ اگر شرائط بباعث امتداد زمانہ کے
اسوجہہ پر کالعدم قرار دیجائین کہ بذاتہ وہ کوئی استحقاق جایداد مین پیدا نہین کرتین مگر قاعدہ
بخلاف مدا و متہا کے ان شرائط کی حد تک وسیع کرنے کا نتیجہ ممکن طور پر یہہ ہو سکتا ہے کہ
ایک ہندو کی صورت مین وہ شرط جو ضروری طور پر آئندہ استحقاق کو مفوض نہ کرے

---

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۱ ، لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۹

(۲) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۵۶۲۔

(۳) ویکلی نوٹس کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۳۴۴۔

اور جو اس شرط سے پیدا ہو جو حق ایک موجود شخص کے لیے گئی ہو کالعدم ہوگی۔ مین خوشی ظاہر کرتا ہون کہ مین اس مشکل اور اہم سوال طلاق وحدود طلاق اصول او متعلقہ شرائط کی نسبت کسی رائے کے ظاہر کرنے سے اجتناب کرنیکے قابل ہوا ہون کیونکہ اسپر دراصل مقدمہ ہذا مین بحث نہین کیگئی اور دراصل اسپر غور کرنا یا اسکا فیصلہ کرنا مقدمہ ہذا مین غیر ضروری ہے۔ مجھے کوئی حیرت ہوگی اگر فیصلہ مقدمہ لنڈن اینڈ سوتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام گام (۱) پر زیادہ تر پُر غور طریق سے عدالت اپیل مین یا ممکن طور پر ہاؤس آف لارڈس مین دوبارہ غور کیا جائے اس وجہ پر کہ استحقاق انفکاک موجود تھا۔ اور وہ تاریخ ارجاع نالش پر زائل ہوا تھا۔ وہ نیز اس وجہ پر کہ اپیلانٹ اس امر کے ثابت کرنے سے کامل طور پر قاصر رہا ہے کہ وہ تاریخ ارجاع نالش پر یا اب اپنے استحقاق شفعہ کو موثر کرانے کے قابل تھا مین اپیل دوم کو معہ خرچہ خارج کرتا ہون۔ مگر اس ڈگری کی ترمیم کرنا حسب ذیل طریق پر ضروری ہے جسکی کہ نارضی سے اپیل حال کیا گیا ہے یعنے یہ قیمت پیداوارت بارہ فی سال کی اسمین سے منہا کیجائے جو کہ زائد از چھہ سال قبل ارجاع نالش کے واجب الادا ہوئی ہو۔ رسپانڈنٹ کے وکیل نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ وہ اس پیداوار کی قیمت کا دعوے نہین کر سکتا جو کہ تاریخ ارجاع نالش سے زائد از عرصہ چھہ سال پیشتر واجب الادا ہوئی ہو۔ چنانچہ ڈگری زیر اپیل حال کی ترمیم اس طور پر کیجاتی ہے کہ بجائے مبلغ [illegible] کے مبلغ [illegible] اسمین درج کئے جائین اور اسمین یہ الفاظ خارج کئے جاوین یعنی جو کہ فرق مابین رزرہن مبلغ [illegible] اور لگان مبلغ [illegible] کے ہے بطور معاوضہ کرائے متروک [illegible] اور بنانے بند کے ہے دیگر امور مین ڈگری بحال رکھی جاتی ہے۔

(۱) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۰ صفحہ ۶۲۵۔

صیغہ اپیل دیوانی اجلاس کامل

اجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس شفرڈ و مسٹر جسٹس ڈیویس صاحب جسٹس

۹ و ۲۱ فروری و ۱۳ و ۲۰ مارچ و ۹ اپریل و ۳۱ اگست ۱۹۰۰ء و ۲۶ اپریل ۱۹۰۱ء

منا و کرامن اتن تہمپو دسن (مدعا علیہ نمبر ۱۶) اپیلانٹ

بنام

اتو وغیرہ (مدعی و مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ و نمبر ۷ لغایتہ نمبر ۲۰) ریسپانڈنٹان

ایکٹ میعاد ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مدہ ۱۳۴ "خرید کردہ" رہن شکمی منجانب مرتہن کے گویا کہ وہ کامل مالک جائداد تہا۔ شکمی مرتہن کا قبضہ زائد از بارہ سالہ۔ نالش انفکاک منجانب ابتدائی راہن کے۔ شکمی مرتہن کے استحقاق کا قابل انفکاک ہونا۔

سنہ ۱۸۵۸ء مین الف نے بعض اراضیات ب کے پاس بعوض مبلغ ۴۴ روپیہ کے رہن کی تہین سنہ ۱۸۶۸ء مین ب نے اپنی اراضیات کو ج کے پاس بعوض مبلغ ۔۔۔ کے رہن کیا تہا۔ ایسا کرنے مین ب نے یہ ظاہر کیا تہا کہ وہ خود کامل مالک جائداد ہے اور لیکن محض وہی استحقاق منتقل کیا تہا جو کہ اسکو حاصل تہا جو کہ درحقیقت صرف استحقاق مرتہنی تہا۔ ج اراضیات مذکور پر اپنے رہن کی تاریخ سے زائد از عرصہ بارہ سال تک قابض رہا تہا۔ زان بعد الف نے ایک نالش انفکاک رجوع کی تہی جبکہ ج کیطرف سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ الف پر لازم تہا کہ ج کے رہن کا انفکاک کرائے قبل اسکے کہ وہ جائداد کا قبضہ حاصل کر سکتے سو جبہ پر کہ ج کا رہن جو بعوث علم موجودگی بارہ سالہ میعاد کے بمقابلہ الف کے ناجائز ہوتا ج کے قبضہ بارہ سالہ کی وجہ سے جائز ہو گیا تہا گویا کہ جائداد حسب منشاء مدہ ۱۳۴ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ایک مرتہن سے "خرید کیگئی" تہی۔

تجویز ہوئی (باختلاف رائے ڈیویس صاحب جسٹس) کہ ج نے حسب منشاء مدہ ۱۳۴ جائداد خرید کی تہی۔

نالش واسطے انفکاک کے۔ وہ اراضیات جنکے کہ انفکاک کی استدعا کیگئی ہے مدعا علیہ نمبر ۱ کی اراضیات جنم تہین اور سنہ ۱۸۶۲ء مین ایک شخص چردتہیوی اما کے پاس جو فوت ہو چکا ہے اور جو ایک رکن مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ کے خاندان کا تہا بعوض مبلغ ۔۔۔ روپیہ کے رہن کی تہین۔ اس نالش مین مدعی نے اراضیات مذکور کا استحقاق ملکیت مدعا علیہ نمبر ۱ سے بوساطت ایک بیعنامہ منتقل الیہ کے حاصل کیا تہا مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ چردتہیوی اما ابتدائی کا نمدان کے ورثا تہے مدعا علیہ نمبر ۶ ایک استحقاق کا دعوی بحیثیت مرتہن کے بعض اراضیات مذکور مین کرتا تہا۔ مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۹ و نمبر ۲ لغایتہ نمبر ۵ نے اس رہن کو تسلیم کیا تہا

* اپیل دوم نمبر ۲۹۵ سنہ ۱۸۹۹ء بر مرافعہ ڈگری ادہمنہ دمین سب آرڈینیٹ جج ملابار جنوبی مقدمہ اپیل نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۸ء بر مرافعہ ڈگری سکہ گوونن منصف عدالت ضلع اور مقدمہ ابتدائی نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۶ء۔

جسکی کہ بنا پر نالش کیگئی تہی۔ مگر اُنہون نے یہہ بہی دعوے کیا تہا کہ اُنکو ایک استحقاق بحیثیت مرتہنان کے بعض ارضیات مین حاصل ہے۔ مدعاعلیہ نمبر ۱ نے ایک جزو جایداد پر قابض ہونے کا دعوے کیا تہا اور مدعاعلیہ نمبر ۱۱ نے بعض دیگر جزو جایداد پر تابع مدعاعلیہ نمبر ۱ کے قابض ہونیکا دعوے کیا تہا۔ مدعاعلیہ نمبر ۱۶ نے اُس رہن سے انکار کیا تہا جسکی کہ بنا پر نالش کیگئی تہی۔ اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ نالش بوجہ تقسیم مخالفانہ کے ممنوع التماعت ہے اور کہ اُسکے پاس ایک رہن بعوض مبلغ ... روپیہ کے بعض ارضیات کی نسبت موجود ہے اور اُسنے جایداد مذکور کو معہ دیگر جایداد ہائے بعلت اجرای ڈگری نالش نمبر ۱۸۸۳ء کے اور ایک اور نیلام مین خرید کیا ہے۔ اُسکا عذر یہہ تہا کہ مدعی پر لازم تہا کہ اُسکے رہن کا انفکاک کرائے قبل اسکے کہ وہ جایداد کا قبضہ حاصل کرے۔ وہ رہن جسپر کہ مدعاعلیہ نمبر ۱۶ نے انحصار کیا تہا اُسکے حق مین ۱۸۷۴ء مین مدعاعلیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ کے خاندان نے تحریر کیا تہا اور ارضیات مذکور بطور جایداد جزم خاندان مذکور کے ظاہر کیگئی تہین۔ مدعاعلیہ نمبر ۱۶ نے یہ دعوے کیا تہا کہ وہ تاریخ رہن سے جایداد پر قابض ہے جسکو بارہ سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے۔ اور اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ بروے مد ۱۳۴۔ ایکٹ میعاد کے اُسنے اُن ارضیات مین تا بحد اپنے استحقاق رہن کے حق حاصل کیا تہا جسکا کہ انفکاک اسوجہ سے مدعی پر لازم ہے قبل اسکے کہ وہ ارضیات مذکور کا قبضہ حاصل کرسکے۔ مدعاعلیہ نمبر ۱ نے مدعی کی تائید کی تہی۔ مدعاعلیہ نمبر ۸ نے یہہ دعوے کیا تہا کہ اُسنے بعض حصص خرید کئے ہین۔ مدعاعلیہ نمبر ۹ نے رہن مذکور کو تسلیم کرکے یہ عذر کیا تہا کہ مدعاعلیہ نمبر ۷ کو کوئی اختیار مدعی کے حق مین ہبہ عطا کرنیکا حاصل نہ تہا۔ دیگر مدعاعلیہم کے مقابلہ مین یکطرفہ کارروائی کیگئی تہی۔ منصف ضلع نے یہہ قرار دیا تہا کہ وہ ارضیات جنکے کہ انفکاک کی استدعا کیگئی ہے مدعاعلیہ نمبر ۱ کی ملکیت جزم تہین اور کہ وہ رہن جسکی بناء پر نالش کیگئی ہے درست تہا اور کہ ارضیات زیر بحث کا قبضہ اسکے تابع ہے اور کہ مدعی نے انکی نسبت جائز استحقاق بذریعہ ہبہ حاصل کیا ہے اور کہ نالش زائد المیعاد نہین ہے۔ اُسنے مدعی کو ایک ڈگری انفکاک بعد داخل کرنے رقم ابتدائی کا نام مبلغ ... کے عدالت مین عطا کی تہی۔ مدعاعلیہ نمبر ۱۶ نے سب آرڈینیٹ جج کے پاس اپیل کیا تہا جسنے منصف کی ڈگری کو بحال رکہا تہا۔ اُسنے اب اپیل دوم حال رجوع کیا ہے۔

مقدمہ اولاً بغرض سماعت تنفرد صاحب جسٹس ڈیویس صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا۔

سنکرن نیار در بیرڈ نمبیر صاحبان اپیلانٹ۔ ارضیات مدعاعلیہم نمبر ا لغایتہ نمبر ۵ کو یا اُنکی تارود کو کانم پر عطا کیگئی تہین اُنہون نے بعض حصہ جایداد کو مدعاعلیہ نمبر ۱۶ کے پاس رہن کیا تہا جسنے بعد مین اپنے استحقاق مرتہنی کو مؤثر کرسکے جایداد کا قبضہ بعد خرید کرنے ڈگری بر بنائے رہن کے حاصل کرلیا تہا اُسنے اب اپنی خرید پر انحصار نہین کیا

کیونکہ اسکی تاریخ سے عرصہ بارہ سال منقضی نہین ہوا۔ مگر تاریخ رہن کہ بارہ سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے جو کہ سنہ ۱۸۰۰ء میں تحریر کیا گیا تہا اور اپیلانٹ یہ عذر کرتا ہے کہ مدعی پر لازم ہے کہ اسکے رہن کا انفکاک کرائے ورنہ نالش خارج کیجانی چاہئیے۔ دستاویز نمبر ۳ ربہننامہ ہے جو مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵ نے تحریر کیا تہا گویا کہ وہ ضمنی ہے۔ وہ رہننامہ بحق مدعا علیہ نمبر ۶ کے تحریر کیا گیا تہا۔ دفعہ ۱۳۴ ایکٹ میعاد پر انحصار کیا گیا ہے جسکے الفاظ یہ ہین:۔ "واسطے دلاپانے قبضہ اُس جائداد غیر منقولہ کے جو منتقل یا ہبہ امانتی یا رہن کیگئی ہو اور بعد مین امین یا مرتہن سے بعوض بدل قیمتی کے خرید کی گئی ہو" عرصہ میعاد "تاریخ خرید سے بارہ سال" ہے مقدمہ مدراس پینو کیتی بنام دنیاراتی اجادی کودگم (۱) کی پیروی بہی مین کیگئی تہی۔ سبارڈینیٹ جج نے اپیلانٹ حال کے برخلاف فیصلہ کرتوقت مقدمہ مانا دیا اور اپیلانٹ نے

(۱) اپیل دوم نمبر ۳ ۱۸۰۰ء (غیر رپورٹ شدہ) فیصلہ صادر کردہ مسٹر صاحب چیف جسٹس ومتوسامی ایار صاحب جسٹس جسکی نقل ہے جو کہ ۸ دسمبر ۱۸۹۹ء کو صادر کیا گیا تہا۔ "عدالت ضلع نے یہ قرار دیکر کہ اپیلانٹ نے اپنا استحقاق بطور مرتہن کے حاصل کیا تہا اس نقیض سے کہ اسکے راہن کو ایک کامل حق بطور مالک کے حاصل ہے یہ خیال کیا ہے کہ وہ شخص مستحق میعاد کا عذر کرنیکا مستحق نہین ہے جو کہ بموجب دفعہ ۱۳۴ ضمیمہ دوم ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے مقرر کیا گیا ہے کیونکہ وہ ایک خریدار نہین ہے۔ صاحب جج ضلع نے اپنی فیصلہ کی تائید مین فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ رادہا ناتہہ داس بنام گسبورن اور ز انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۱ کا حوالہ دیا ہے۔ ہمنے فیصلہ مذکور پر غور کیا ہے۔ مگر ہم اُس تعبیر کے قبول کرنیکے ناقابل ہین جو کہ اسکی صاحب جج ضلع نے کی ہے۔ اُس مقدمہ مین صرف یہی قرار دیا گیا تہا کہ وہ اشخاص جنہون نے گسبورن اینڈ کمپنی سے استحقاق کا دعوی کیا تہا مرتہنان تہے بلکہ یہ بہی کہ گسبورن اینڈ کمپنی کا منشاء انکو کسی مستقل استحقاق کے عطا کرنیکا نہ تہا بلکہ وہ صرف ایک انتقال بطور مرتہنان کے حقوق کے تہا۔ ایسے معاملہ مین وہ فریق جو استحقاق حاصل کرے صحیح طور پر اُس محفوظیت کا دعوی نہین کرسکتا جو کہ خریداران بعوض بدل قیمتی بالعموم کو عطا کیگئی ہے۔ مذکورہ بالا نالشات سے متعلق ہے جو واسطے دلاپانے اُس جائداد کے کیگئی ہوں جو رہن کیگئی ہو اور بعد مین نیک نیتی سے بعوض بدل قیمتی کے مرتہن سے خرید کیگئی ہو۔ لفظ "خرید کیگئی ہو" صرف کامل استحقاق کی حد تک محدود نہین ہے، وہ مساوی طور پر اُن صورتون سے متعلق ہے جنمین کہ کمتر استحقاق پیدا کیا گیا ہو۔ ایک مرتہن مساوی استحقاق کے جو اُسنے حاصل کیا ہو ایک خریدار ہے ایسا ہی ایک پٹہ دار ہے اور اگر استحقاق ایک ایسے شخص سے حاصل کیا گیا ہو جو اپنے آپ کو اُسکے منتقل کرنیکا قابل ظاہر کرے اور جسکو مرتہن یا پٹہ دار بعد مناسب تحقیقات کے ایسا ہی باور کرے تو وہ اُن احکام قانون کے استفادہ کا دعوی کرسکتا ہے جو کہ نیک نیت خریداران بعوض بدل قیمتی کی محفوظیت کے واسطے مقرر کئے گئے ہین پس در بارہ اُسکی حقوق کانم کے اپیلانٹ ریسپانڈنٹان کے دعوی کی تردید کرنیکا مستحق ہے اور وہ اصرار کرسکتا ہے کہ قبل واپسی جائداد پر مجبور کئے جانے کے اسکے کانم کا انفکاک کیا جائے۔ نیلام سنہ ۱۸۸۰ء کے ذریعہ سے اپیلانٹان کو صرف مدیون ڈگری کے حق حقوق ومرافق حاصل ہوئے تہے اور چونکہ نیلام کو بارہ سال کا عرصہ نہین ہوا اسلئے وہ عذر اسکو فائدہ نہین دیسکتا جو کہ حقوق کانم کے بحال کرنیکے واسطے محفوظ کرتا ہے۔ مدعی ریسپانڈنٹ کا استحقاق در بارہ اُن پانچ قطعات اراضی کے جو اپیلانٹ کے قبضہ مین ہین کم از کم اُس کانم کے انفکاک کے تابع قرار دیا جانا چاہئیے جو کہ اپیلانٹ کے پاس ہے۔ مگر ان نتائج کی وجہ سے عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری کا ترمیم کرنا ضروری ہوجاتا ہے اور اسمین شبہ نہین کہ ڈگری مذکور مطابق رائے اختیار کردہ عدالت اپیل ماتحت کے

کیا وا پوتو ول (۱) پر انحصار کیا تہا۔ سوال صرف یہ ہے کہ آیا اپیلانٹ ایک "خریدار" تہا۔ خرید کے واسطے ایک بدل قیمتی کا دیا جانا اور انتقال کا عمل کیا جانا ضروری ہے۔

نامکمل تہی۔ بقایائے رقم واجب الادا بروے کانم میں بہی بلحاظ قیمت ترقیات کے ایک جزو جدا کیا جانا چاہئے جو کہ اُس کانم کا روپیہ ادا کرنیکے واسطے کافی ہو جو اپیلانٹ کے حق میں تحریر کیا گیا ہے۔ اگر کانم بقبضہ اپیلانٹ کا انفکاک فوراً کیا جاسکے تو رقم مذکور اُسکو معہ قیمت ترقیات بعد از تحریر کانم کے دیجانی چاہئے اور اُس صورت میں مدعی ریسپانڈنٹ پانچ قطعات اراضی بقبضہ اپیلانٹ کی ڈگری حاصل کر سکتا ہے۔ مدعا علیہ نمبرا اور وہ اشخاص جو اُسکے تابع دعویدار ہیں چونکہ یہ ہی ہمارا اپیل میں فریق نہیں اُن ترقیات کی قیمت کے مستحق ہیں جو کہ باقی جائداد مرہونہ پر کی گئی ہیں۔ اپیلانٹ بطور خریدار حقوق مدعا علیہ نمبرا واقعہ پانچ قطعات مذکور کے ایک جزو بقایائے اُس رقم کا مستحق ہے جو بر بنائے ابتدائی کانم کے واجب الادا ہے مطابق اُس تناسب کے جو قیمت جائداد خرید کردہ شخص مذکور کو کل جائداد مرہونہ کی قیمت کے ساتھ ہے اور اُن ترقیات کی قیمت کا جو کہ اُس جزو جائداد پر پہلے کانم کی تاریخ سے اُسکے کانم کی تاریخ تک کی گئی ہوں۔ کیونکہ ایک سادہ ڈگری کے صادر کرنیکے واسطے عدالت کے روبرو مسائل موجود نہیں ہیں ہم ڈگری مصدرہ صاحب جج کو اُس حد تک منسوخ کرتے ہیں جہانتک کہ اُسکے سبب سے اپیلانٹ اور مدعا علیہ نمبر ۲ پر اثر پڑتا ہے جو کہ تابع اپیلانٹ کے دعویدار ہے اور جہانتک کہ اُسکی رو سے بقایا زر کانم کے بحق مدعا علیہ نمبرا ریسپانڈنٹ نمبر ۲ ادا کئے جانیکا حکم دیا گیا ہے اور ہم اپیل کو عدالت اپیل ماتحت میں واپس بھیجتے ہیں تاکہ عدالت مذکور بعد ضروری تحقیقات کرنیکے ایک ڈگری مشعر فیصلہ حقوق فریقین مذکورہ بالا صادر کرے۔ خرچہ اپیل ہذا کا خرچہ ریسپانڈنٹ سے وصول کرے۔

(۱) اپیل دوم نمبر ۱۸۹۵ء (غیر رپورٹ شدہ) وہ فیصلہ جو کہ کالنس صاحب چیف جسٹس و بنسن صاحب جسٹس نے ۹ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو صادر کیا تہا۔

حسب ذیل ہے :- مدعی نے بحیثیت امین ارنگا تو ردیو ہم کے دو قطعات اراضی زیر کانم (دستاویز الف) بحق کسنکیا تہبہ (؟) ابراہمی کی انفکاک کی نالش کی تہی جو کہ مرتہن مذکور نے مدعا علیہ نمبرا کے مورث کے پاس ۱۸۶۸ء میں فروخت کر دیا تہا۔ ۱۸۷۳ء میں مدعا علیہ نمبر ۲ نے اراضیات مذکور کانم پر مدعا علیہ نمبرا سے حاصل کی تہیں جس نے اپنے آپ کو اراضیات مذکور کا جمعی بیان کیا تہا اور کانم مذکور کی تجدید ۱۸۸۱ء میں کی گئی تہی (دستاویز نمبرا و نمبر ۲)۔ عدالت اپیل ماتحت نے یہ قرار دیا تہا کہ کانم ۱۸۶۸ء درست تہا اور کہ مدعیان کے دیوہم کا استحقاق ۱۸۸۵ء میں (ملاحظہ ہو دستاویز ل بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۱۵ ۱۸۹۰ء) اور ۱۸۹۰ء میں (ملاحظہ ہو دستاویز ک بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۱۵ ۱۸۹۰ء) مدعا علیہ نمبرا کے مورث نے تسلیم کیا تہا جس سے مدعی کا استحقاق انفکاک کانم ۱۸۶۸ء محفوظ ہوتا ہے۔ مگر بپیروی مقدمہ ایسو رنم کلنیا تہہ بنام بالکرشنا الکشمن (انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۰) یہ قرار دیا تہا کہ نالش بروے دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء تمادی ہے کیونکہ مدعا علیہ نمبرا بروے اپنے رہنہا کے ۱۸۷۳ء و ۱۸۸۱ء کے ایک خریدار بعوض بدل قیمتی بلا اطلاع رہن مذکور تہا اور کہ نالش اسکے مقابلہ میں زیادہ مذکور سے عرصہ بارہ سال بعد منع السماعت ہے۔ اس ڈگری کی اراضی سے مدعی نے اپیل کیا ہے۔ ہمیں کچہ شبہ نہیں کہ اپیل ہذا پر مبنی ہے یہ بات کہ مقدمہ ایسو رنم کلنیا تہہ بنام بالکرشنا الکشمن (انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۰) میں ایک غیر رپورٹ شدہ مقدمہ عدالت ہذا پننو کٹی بنام ویارانی (اپیل دوم نمبر ۱۰۳ ۱۸۸۹ء) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور اسکی پیروی کی گئی ہے جسکا کہ اقتباس

سنہ ۱۹۰۱
راما سامی پتر
بنام
چمن اساری

اعمکہ ایسا انتقال یا ایک انتقال از طرف چمنی کے ہوا جاہئے صورت حال مین مرتہن نے بطور ایسے شخص کے دعوے کیا ہے جسکے کہ پاس جائداد چمنی رہن کیگئی تہی۔ یعنی اُسنے استحقاق مرتہنِ اول کے حاصل کرنیکا دعوے کیا ہی ذکر مرتہن مذکور کا فیصلہ مقدمہ منانادرما ولیار اجہ بنام کیساوا پتو دل (۱) سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہان وہ شخص جو چمنی ہو نیکا دعوے کرے ارمنی کو جائداد جنم بیان کر کے فروخت یا رہن کرے اور بارہ سال کی میعاد منقضی ہوجاوے تو اصلی جنمی جائداد کو حاصل نہین کرسکتا مقدمہ موتہو بنام کمبا لنگا (۲) ایک متعلق بہ خرید کامل استحقاق کے تہا اُن جملہ

ایکپٹ میعاد مشفرد صاحب مین کیا گیا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ قاعدہ مذکورہ پیش نکیا گیا تہا اسلیے وہ مہر بطور ایک سند کے قابل پابندی نہین ہے دو دفعہ ۳- ایکٹ ۱۸۵۹ء ملاحظہ طلب ہے یعنی لفظ یہ خریدار ہے دفعہ ۱۳۴ پر مقدمہ موتہو دام کمبا لنگا انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۶ مین کامل بحث کیگئی تہی اور وہان یہ ظاہر کیگیا تہا کہ دفعہ ۱۳۴ ۱۴۸ کے ساتھ ملا کر پڑہی جانی چاہئے جسکے رو سے ساٹھ سال کی میعاد ایک نالش بخلاف مرتہن بغرض انفکاک دوسری قبضہ جائداد غیر منقولہ مرہونہ کیلیے مقرر کیگئی ہے اور کہ جب وہ اسطرح پڑہی جاتی ہے تو یہ امر صریح ہے کہ وہ خرید جسکا ذکر دفعہ ۱۳۴ مین کیا گیا ہی ایک کامل استحقاق واقعہ جائداد مرہونہ کی خرید ہے۔ جسکے مطابق اُس رائے حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ہی جو کہ مقدمہ جگرناتھ ساہو بنام سید شاہ محمد حسین (لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۴۸) مین اختیار کیگئی تہی۔ جس مین کہ حکام ممدوح نے پہلی فیصلہ مقدمہ مہاراجہ ناتھ داس بنام گسبورن (مورسٹ انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱) کی پیروی کیگئی تہی۔ صورت حالین مدعاعلیہ نمبر ۲ نے ایک کامل استحقاق واقعہ جائداد خرید نکیا تہا۔ اُسنے صرف ایک حق کانم اُسپر حاصل کیا تہا جسکے کہ انفکاک کا مدعاعلیہ نمبر ۱ کو حق حاصل ہی۔ اگر عدالتہاے ماتحت کی ڈگری قایم رہنے دیجاوے تو مدعاعلیہ نمبر ۱ جائداد کو مدعاعلیہ نمبر ۲ سے منفک کراسکتا ہی اور اسطرح پر اسکا کامل مالک بن سکتا ہی ایسی تعبیر سے فریب کی تحریک ہوگی جو ہرگز منشا نہین ہوسکتا۔ ہماری یہ رائے ہی کہ دفعہ ۱۴۸ صورت حال سے کوئی علاقہ نہین رکہتی مگر ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی تائید اس وجہ پر کیگئی ہی کہ اقبال مندرجہ دستاویز آل سنہ ۱۸۹۳ء امتناع میعاد سے محفوظ کرنیکے واسطے کافی نہین ہے۔ دفعہ ضمن ۱۰۱ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے ہوسے جو مطابق دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد حال کے ہی صرف یہ ضروری ہے کہ رہن کا استحقاق ایسی تحریر مین تسلیم کیا گیا ہو جسپر کہ مرتہن نے دستخط کیے ہون تاریخ رہن سے ساٹھ سال کے اندر تفصیل جائداد کا نمبر ۵ و نمبر ۱ مندرجہ دستاویز سے ہمکو کوئی شبہ باقی نہین رہتا کہ وہی اراضیات متدعویہ حال ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی نسبت عدالت ماتحت مین اعتراض نکیا گیا تہا۔ یہ سچ ہی کہ دستاویز آل مین اُس کانم کی تاریخ کا ذکر نہین جسکے کہ تابع اراضیات مذکور تہین۔ مگر کانم سنہ ۱۸۷۹ء کا ثابت کیا گیا ہی اور یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ اراضیات کسی اور کانم کے تابع تہین۔ دستاویز ل مین مدعاعلیہ نمبر ۲ نے صورت سنہ ۱۸۹۳ء مین تسلیم کیا تہا کہ اراضیات متنازعہ اُسکے قبضہ مین زیر کانم تابع دیو اسم مدعیان کے ہین۔ یہ کافی اقبال امتناع میعاد سے محفوظ کرنیکو ہی نتیجہ یہ ہے کہ اپیل دوم معہ خرچہ کے منظور کیا جاتا ہے ڈگریات عدالتہاے ماتحت منسوخ کیجاکر فیصلہ بحق مدعی صادر کیا جاتا ہے اور سکو تاریخ صدور ڈگری ہذا بعدالت اپیل ماتحت سے تین ماہ کی میعاد انفکاک کے واسطے دیجاتی ہے ؀

(۱) ملاحظہ ہو فٹ نوٹ ۱۱ برصفحہ ۴۷۴۔ (۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۶۔

۱۸۹۹ء
راماسامی چیٹر
بنام
چنن اساری

دستاویزات سے جنپر کہ اپیلانٹ نے انحصار کیا ہے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ راہن ان جنمی تہے۔ مقدمہ نانا دلیا ورڈ راجا بنام کیسا وا پترول (۱) مختلف واقعات پر مبنی تہا۔ اس مقدمہ مین مرتہن نے اپنے آپکو جنمی ظاہر کر کے اراضی مدعا علیہ کے پاس رہن کی تہی نالش کے رجوع کئے جانے پر عذر یہہ کیا گیا تہا کہ وہ زیر دفعہ ۱۴۴ خارج کیجانی چاہئے کیونکہ بارہ سال کی میعاد ختم ہوچکی ہے اپیلانٹ کا عذر صورت حال مین مختلف ہے کیونکہ مستغیث نے یہ عذر کیا ہے کہ اسکو بحیثیت مرتہن کے ایک استحقاق جائداد مین حاصل ہے جو عذر کہ مقدمہ نانا ورڈا دلیا راجا بنام کیسا وا پترول (۱) مین نہ اٹہایا گیا تہا۔ (انہون نے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا تہا) جیسوا بہجی کلیانجی بنام بالکرشنا لکشمن (۲)، پانڈو بنام رامہو (۳)، ملوجی بنام فقیر چند (۴)، گوبند ناتہہ لے بہادر بنام رانی لچہمی کماری (۵) جو بربنائے ایکٹ سنہ ۱۸۵۹ء کے فیصل کیا گیا تہا جسکی دفعہ ۵ کے الفاظ مشابہ الفاظ موجودہ دفعہ ۱۴۴ کے مین نیلمنی سنگہ بنام جگا بندہو رائے (۶) جس مین یہہ فیصل کیا گیا ہے کہ ایک "خریدار" مین ایک "رہن" شامل ہے و بہاری لال بنام محمد متقی (۷) اور قانون میعاد مولفہ ڈیلی و پو سنکٹ صاحبان ۔

مسٹر دا ایا دسجانہ سپانڈنٹ نمبر ۱ ۔ لفظ "خریدار" مین "مرتہن" شامل نہین ہے۔ اپیلانٹ زیادہ تر رقم کا دعوے اسوجہہ پر نہین کرسکتا کہ اُسنے استحقاق مرتہن سے حاصل کیا ہے۔ دفعہ ۱۴۸ مقدمہ پر حاوی ہے اگر والاپانے کا حق ممنوع السماعت ہے تو مدعی اُس سے زیادہ تر رقم ادا کر کے کامیاب نہین ہوسکتا جو کہ مدعا علیہ نے ادا کی ہے [شفرڈ صاحب جسٹس۔ لفظ مذکور کے معنے مشہور ہین اور قانون انگلستان مین اُس کا استعمال بمقابلہ دیندار کے کیا جاتا ہے] استدعا یہہ کیگئی ہے کہ لفظ "خریدار" کا استعمال اسکے عام معنون مین کیا گیا ہے۔ لفظ "وصولی" مندرجہ دفعہ ۱۴۴ مین ایک نالش انفکاک شامل نہین ہے مقابلہ کیجے ہمراہ دفعہ ۱۴۸ کے دفعات ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ مین لفظ "خرید کیا گیا" استعمال ہوا ہے اور لفظ مذکور سے وہان یہہ مراد ہے کہ خرید استحقاق سے کیگئی ہے۔ اگر یہہ درست ہے تو وہی معنے اسکیطرف دفعہ ۱۴۴ مین منسوب کئے جانے چاہئین اور اوسکی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ اُسمین رہن شامل ہے۔ مقدمہ گوبند ناتہہ رائے بہادر بنام رانی لچہمی کماری (۵) کا فیصلہ بربنائے دفعہ اول الذکر کے کیا گیا تہا اور مقدمہ بہاری لال بنام محمد متقی (۷) مین بلیر صاحب جسٹس نے امر مذکور کا فیصلہ کسی طرف کے حق مین نہین کیا مگر ایکمن صاحب جسٹس نے یہہ فیصل کیا ہے کہ لفظ مذکور مین

(۱) ملاحظہ ہو فٹ نوٹ (۱) بر صفحہ ۴۷۴ و ۴۷۵ ۔
(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۸۳ ۔
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۰ ۔
(۴) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۵ و صفحہ ۲۲۹ ۔
(۵) ویکلی رپورٹر جلد ۱۱ صفحہ ۳۲ (مقدمہ دیوانی) ۔
(۶) " " کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۵۲۶ ۔
(۷) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۴۸۲ ۔

سنہ ۱۹۲۱
راماسامی چٹیر
بنام
چنن ساری

مرتہن شامل نہین قرینہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکا استعمال اسکے لفظی معنون مین کیا گیا ہے۔ لفظ "انتقال" کے دفعہ ۱۰ ایکٹ میعاد مین استعمال کیے جانیسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محض وحو مین کچھ ترا ثر عطا کرنیکا منشاء ہے۔

سنکرن نیار جواباً

گودندن نمبیار منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱۔

عدالت نے ذیل کا حکم استصواب از اجلاس کامل صادر کیا:۔

شفرڈ صاحب جسٹس :۔ اگر اپیلانٹ ایک خریدار حسب منشاء دفعہ ۱۰ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ہے تو اپیل ہذا منظور کیا جانا چاہیئے کیونکہ قرار دیا گیا ہے کہ اسنے وہ استحقاق جسکے کی رو سے وہ دعویدار ہے سنہ ۱۸۷۱ع مین حاصل کیا تہا اور کہ اسوقت سے وہ بوساطت اپنے مزارعان کے قابض ہے۔ یہ امر واقعہ کہ بعد مین اسنے جائیداد مذکور کو ایک نیلام بعلت اجراء ڈگری بخلاف ان اشخاص مین خرید کی تہی جنسے کہ ابتداً اسنے حق حاصل کیا تہا اوسکو یہ کہنے سے باز نہین رکہتا کہ اسکو استحقاق مذکور بخلاف رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے حاصل ہے اسمین کچہہ شبہ نہین (اور اس امر سے انکار نہین کیا گیا) کہ ان اشخاص نے جنہون نے کہ رہننامہ سنہ ۱۸۷۱ع تحریر کیا تہا اپنے آپکو کامل مالکان جائیداد بیان کیا تہا اور انہون نے یہ ظاہر نکیا تہا کہ وہ محض اس استحقاق کو منتقل کرتے ہین جو کہ اونکو حاصل ہے جو استحقاق مرتہنی تہا۔ اسلئے مقدمہ پر فیصلہ مقدمہ راما ناتھ داس بنام گسبومن (۱) حاوی نہین ہے۔ جہان یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ خریدار بروئے مضمون دفعہ ایکٹ ہذا سے ایسا شخص مراد نہین ہو سکتا جبکہ ایک رہن کو خرید کرے اور اسطرح پر رہن کا منتقل الیہ ہو۔ صورتحال مین کوئی انتقال رہن نکیا گیا تہا۔ ایک رہننامہ ایک ایسے شخص نے تحریر کیا تہا جو دراصل گو مرتہن تہا مگر جسنے اپنے آپکو کامل مالک جائیداد بیان کر کے معاملہ کیا تہا عبارت استعمال کردہ حکام جوڈیشل کمیٹی بحوالہ اُس مقدمہ کے ہی جو کہ انکے روبرو موجود تہا اور وہ میری رائے مین کسی اور مقدمہ سے متعلق نہ سمجہی جانی چاہئے۔

یہ امر غالباً معلوم نہین ہوتا کہ حکام جوڈیشل کمیٹی نے اُس ایکٹ کی تعبیر کرنے مین جو جزواً قانون انگلستان سے اخذ کیا گیا تہا۔ لفظ "خریدار" کی ایسی تعبیر کی ہو جو کہ مقننان انگلستان کو معلوم ہو اور جو ایسی تعبیر ہو جو سٹیٹوٹ کی نگئی ہو اور انہون نے ایسا کرنیکی کوئی وجہ بیان کی ہو۔ کوئی وجہ لفظ مذکور کے معنونکو محدود کرنیکی بحث مین ظاہر نہین کیگئی اور اگر یہ امر درست اور قرین انصاف ہے کہ وہ اشخاص جنہون نے ایک قاعدہ میعاد کے محفوظ کرے جائین جنکو کہ حق مین ایک کثیر تعداد استحقاق واقعہ جائیداد کا انتقال تحریر کیا گیا ہو تو یہ معلوم کرنا مشکل ہے

(۱) مورنہ انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱۔

سنہ ۱۹۰۶ء
راماسامی چیٹر
بنام
چینن اساری

کہ کیون مرتہنان اور پٹہ داران مشابہ طور پر محفوظ کئے جانے چاہئین نتیجہ بلاشبہ طور پر یہہ ہوگا کہ وہ شخص جسنے کہ اولاً شئی مرتہن کے حقوق سے کچھہ زیادہ حاصل کیا ہو ایسی حیثیت حاصل کریگا جو مرتہن کی حیثیت سے بڑھکر ہو مگر ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ نتیجہ یہی ہوگا اگر خریدار نے جائداد ایک امین سے حاصل کی ہو وہ بروئے میعاد کے ایک کامل حق حاصل کریگا۔

یہ جملہ مقدمات فیصل کردہ متعلق بامر مذکور ماسوا ایک مقدمہ مین عام قانونی تعبیر لفظ "خرید" کی درست قرار دیگئی ہے امر مذکور کا فیصلہ اسیطرح بحوالہ ایکٹ سنہ ۱۸۵۹ء کے (ملاحظہ ہو گوبند ناتھہ رائے بہادر بنام رانی لچھمی کماری (۱)) اور نیز سنہ ۱۸۷۹ء مین ایک ڈویژن بنچ عدالت ہذا سے بحوالہ موجودہ ایکٹ کیے کیا گیا ہے۔ مقدمہ موخرالذکر کی پیروی بمبئی کے کئی مقدمات مین کیگئی ہے۔ (ملاحظہ ہو میسور آچی بنام بالکرشنا لکشمن (۲)، پانڈو بنام دہوندو (۳)، دمالوجی بنام فقیر چند (۴)) مستثنی مقدمہ ایک جدید غیر رپورٹ شدہ فیصلۂ عدالت ہذا ہے جس مین عدالت نے فیصلۂ پریوی کونسل اور فیصلہ مقدمہ موتہو بنام کمبالنگا (۵) کا حوالہ دیا ہے گویا کہ امر مذکور کامل طور پر مقدمات مذکور مین فیصلہ کیا گیا تھا جیسا کہ مینے قبل ازین ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے یہہ ایک غلطی ہے اور بتائید اپنی اس رائے کے مین فیصلہ سار جنٹ صاحب چیف جسٹس (بمقدمہ میسور آچی بنام بالکرشنا لکشمن (۲)) کا حوالہ دیتا ہون جسکے کہ روبرو جیسا کہ معلوم ہوتا ہے یہی طریق حجت اختیار کیا گیا تھا۔

کسیقدر کوشش بحوالہ دیگر مدات ضمیمہ مذکور کے یہہ ثابت کرنیکے واسطے کیگئی تھی کہ لفظ "خریدار" اور "خرید" کا استعمال عام معنون مین نہین کیا گیا بلکہ محدود تر معنون مین کیا گیا ہے۔ اور یہہ سچ ہے کہ بعض مدات مین قرینۂ عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صرف معاملۂ بیع کئے جانیکا منشا تھا نیز ایسی مدات موجود ہین جنمین کہ الفاظ "انتقال" و "انتقال کنندہ" کا استعمال کیا گیا ہے۔ میری رائے مین کوئی نتیجہ محفوظ طور پر ایسے امور سے اخذ نہین کیا جا سکتا درصورتیکہ بار ثبوت اُس شخص پر ہو جو یہہ بیان کرے کہ اُس لفظ کا استعمال جسکی کہ تعبیر کیجاتی ہے ایکٹ موجودہ مین اُس سے مختلف معنون مین کیا گیا تھا جن معنون مین کہ اسکا استعمال پہلے واضعان قانون نے کیا تھا۔ اگر واضعان قانون کا منشا قانون کو تبدیل کرنیکا اور اُس محفوظیت کو محدود کرنیکا ہوتا جو کہ پہلے اُن اشخاص کو عطا کیگئی تھی جو مرتہنان اور امینان کے ساتھ معاملہ کرتے ہون۔ تو بلاشبہ طور پر نیت مذکور کسی خاص مد مین بذریعہ تبدیلی عبارت کے ظاہر کیگئی ہوتی۔

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۔
(۲) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۴۰۔
(۳) انڈین لا رپورٹس بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۸۳۔
(۴) " " " جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۵ بصفحہ ۲۲۹۔
(۵) " " مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۶۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راماسامی پتر
بنام
چمن اساری

یہ بلحاظ نوعیت سندات عدالت ہذا کے میری یہ رائے ہے کہ ہم اس حالہ مین خود اپنی رائے قائم کرنی کے مجاز ہین۔ پس وجوہات بالا پر اصولاً اور بلحاظ سندات کے مین یہ قرار دیتا ہون کہ اپیلانٹ ایک خریدار حسب منشاء ایکٹ مذکور تہا مگر چونکہ صورت حال مین اختلاف مدت سے ہوا ہے اور امر مذکور اہم ہے اسلئے مین اجلاس کامل سے اس سوال کا استصواب کرنے مین اتفاق کرتا ہون کہ "آیا اپیلانٹ جو ایک مرتہن ہے حسب منشاء مد ۱۳۴ جائیداد خریدکی ہے"

ڈیویس صاحب جسٹس:- سوال یہ ہے کہ آیا لفظ "خرید کی ہے" مندرجہ مد ۱۳۴ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سنہ ۱۸۷۷ء مین ایک مرتہن شامل ہے یا کہ وہ صرف کامل استحقاق کے خریدار سے متعلق ہے۔ عدالت ہذا کے ایک ڈویژن بنچ نے مقدمہ پینو کٹی بنام ولیارانی امبادی کو ولاگم (۱) مین یہ فیصلہ کیا ہے کہ لفظ مذکور ایک مرتہن سے متعلق ہے۔ مگر ایک اور ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے ایک غیر رپورٹ شدہ مقدمہ مانا ورما ولیا راجہ بنام کیسا وا اپتو دل (۲) مین یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ایک مرتہن سے متعلق نہین ہے۔ فیصلجات مذکور فاضل ججان بمقدمہ موتہو بنام کمبا لنگا (۳) صریح طور پر بدین مضمون ہین کہ خریدار جسکا کہ حوالہ مد ۱۳۴ مین دیا گیا ہے ایک کامل استحقاق کا خریدار ہے۔ انکی رائے مین یہی رائے حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ رادہا ناتہہ داس بنام گسبورن (۴) و جگر ناتہہ ساہو بنام سید شاہ محمد حسین (۵) مین اختیار کی تہی۔ اور وہ یہہ ظاہر کرتے ہین کہ مد ۱۴۸ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد و مد ۱۳۴ کے مطابق صرف اسی تعبیر کے کی جانیسے ہو سکتی ہو اگر اسکے خلاف تعبیر اختیار کیجائے تو اسکا نتیجہ یہہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی مرتہن ایک استحقاق تصرف قدیم بارہ سال مین حاصل کر سکتا ہے حالانکہ مرتہن جس سے وہ استحقاق اخذ کرتا ہے ایسا استحقاق ساٹھ سال مین بھی حاصل نہین کر سکتا یہ امر میری دانست مین نادرست ہے اور اس سے فریب کا دروازہ وسیع ہوجاتا ہے کیونکہ مرتہن مجاز ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کے ساتھ بطور شکمی مرتہن کے معاملہ کرکے راہن کے استحقاق انفکاک جائیداد مرہونہ کو صرف بارہ سال کے عرصہ تک محدود کرے۔

اسلئے میری یہ رائے ہے کہ لفظ "خریدار" مندرجہ مد ۱۳۴ صرف ایک کامل استحقاق کے خریدار سے متعلق ہے اور اسمین مرتہن شامل نہین ہے۔ مگر بلحاظ اختلاف آمیز فیصلجات ججان عدالت ہذا بمقدمات پینو کٹی بنام ولیا رانی (۱) مانا ورما ولیا راجہ بنام

(۱) ملاحظہ ہو فٹ نوٹ (۱) بر صفحات ۴۷۳ و ۴۷۴۔ (۲) ملاحظہ ہو فٹ نوٹ (۱) بر صفحات ۴۷۴ و ۴۷۵۔
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۴۶۔ (۴) صفحہ انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱۔
(۵) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۳ صفحہ ۴۹۔

۱۹۰۱
راماسامی چیٹر
بنام
چینن اساری

کیا وا پٹو دل (۱) کے مین سوال مذکور کا استصواب عدالت ہذا کے اجلاس کامل سے کرتا ہون
مقدمہ حسب ضابطہ طور پر بغرض سماعت اجلاس کامل کے روبرو پیش ہوا تہا۔

سنکرن نایر (معیت ریرو منیار) بجانب اپیلانٹ نے مدہ ۱۴۴ ایکٹ میعاد کا حوالہ بطور تمثیل کے دیا اور نیز مقدمہ مہا وا بنام نرائینا (۲) کا جسکی کہ پیروی کی دفعہ کیگئی ہے۔ اسکی واسطے یہ عذر کرنا ضروری نہا کہ مدعی نے اپنا کامل استحقاق دافعہ جایداد زائل کرویا ہے مگر صرف یہ کہ وہ اپیلانٹ کے انفکاک کا پابند تہا جسکا کہ قبضہ مدعی کے مقابلہ مین نایدا زعرصہ بارہ سال تک مخالفانہ رہا ہے اور جنہوں کہ ایک محدود استحقاق تا بحد مرتہن کے حاصل کیا ہے۔ مدحال اولاً بطور دفعہ ۵ کے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین درج تہی اور مقدمہ پریوی کونسل (راوہا ناتہہ داس بنام گسبورن (۳)) بر بنائے اسی دفعہ کے فیصل کیا گیا تہا۔ الفاظ "نیک نیت" موجودہ ایکٹ سے لئے گئے تہے اور انکے ترک سے کوئی فرق دربارہ سوال میعاد کے پیدا ہوتا تہا۔ انگریزی فقرات کا استعمال ایکٹ مذکور کے مسودہ مین کیا گیا تہا اور قیاس یہ کیا جانا چاہئے کہ لفظ "خریدار" کا استعمال ایسے معنون مین کیا گیا تہا جو کہ قانون انگلستان مین مشہور ہون۔ ملاحظہ ہو سیتہا اول عنام رنگا سامی اینگر (۴) بروئے قانون انگلستان کے "خریدار" مین ایک مرتہن شامل ہے ملاحظہ ہو ولبی بنام ولوبی (۵) رائے لارڈ ہارڈ وک صاحب بمقدمہ لیسٹ بنام ناسورہتی (۶) مین مشابہ صورت موجود تہی (لائٹنے قانون میعاد مولفہ ڈربی و بوسنکٹ صاحبان صفحات ۳۴۴ و ۳۴۰ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دگو بندا ناتہہ رائے بہادر بنام رانی پچہی کماری (۷) و مہارانی براجا سندری دیبی بنام رانی لچہمی کنواری (۸) و ایکٹ انتہائے ہند ۱۸۷۲ء دفعات ۹۲ و ۹۴ کا حوالہ دربارہ استعمال لفظ "خریدار" کے دیا)۔ آرائے مندرجہ مقدمہ موتہو بنام کمبالنگا (۹) بحوالہ اس سوال کے سمجھی جانی چاہئین جو کہ اسوقت عدالت کے روبرو موجود تہا جسکا کہ تعلق اس استحقاق کی وسعت کے ساتھ تہا۔ جو کہ منتقل کیا گیا تہا نہ کہ میعاد کے ساتھ۔ مقدمہ مولجی بنام نفیر جید (۱۰) سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ مرتہن ایک خریدار ہے اور معاملہ لنگہم بیسی براڈ اسٹیٹس (۱۱) مین یہہ کہ ایک مزارعہ کا استحقاق ایک خریدار کا استحقاق تا بحد اسکی پٹہ کے ہے

(۱) ریلا سنظر ہو فٹ نوٹ (۱) برصفحہ ۴۷۸ و ۴۷۰ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۴۴
(۳) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۱ صفحہ ۱ (۴) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۰۵ بصفحہ ۲۰۹
(۵) ڈی۔ جی۔ آر۔ جلد اول صفحہ ۳۹ بصفحہ ۴۰۲ (۶) ہائیٹ اینڈ ٹیوڈرس لیڈنگ کیسز طبع ہشتم جلد ۱ صفحہ ۵ بصفحہ ۱۶۰
(۷) ویکلی رپورٹر جلد ۱ صفحہ ۳۶ (۸) بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵
(۹) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۶ بصفحہ ۳۲۰ (۱۰) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۲۲۵ بصفحہ ۲۲۹
(۱۱) لا رپورٹ ایکویٹی جلد ۹ صفحہ ۵۲۰ بصفحہ ۵۲۵

سنہ ۱۹۰۱ء
راماسامی پتر
بنام
چنن اساری

مقدمہ رادھا ناتھہ داس بنام گسبورن (۱) کی پیروی مقدمہ جگرناتھہ ساہو بنام سید شاہ محمد حسین (۲) مین کیگئی تھی [نیز اُسنے مقدمہ بلیسور رامجی کلناتھہ بنام بالکرشنا لکشمن (۳) وبہاری لال بنام محمد متقی (۴) وبلینی سنگہ بنام جگگا بندہو ساے (۵) وغیر رپورٹ شدہ مقدمات مدراس ہائیکورٹ بینو کٹی بنام ولیا رانی امبلاوی کودکم (۶) و مانا وریا ولیا راجہ بنام کیسا وا پتوول (۷) کا حوالہ دیا تہا] اُسنے یہہ بہی عذر کیا تہا کہ وہی مراد دربارہ ایک مرتہن کے بہی ظاہر کیجانی چاہئے جو کہ بحق ایک مشتری کے ظاہر کیجاے۔

سندر ایار صاحب رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے یہ حجت کی تہی کہ ان معنو پر غور کرنا ضروری ہے جنمین کہ الفاظ "خریدار" و "خرید" کا استعمال دیگر مدات ضمیمہ مذکور مثلاً مدات ۱۳۳ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۴۵ مین کیا گیا ہے اور دفعہ ۱ کے ساتھہ مقابلہ کیا جانا چاہئے جس مین کہ نالشات بخلاف امانت نا ئید المیعاد ہین ہین۔ مد ۱۳۳ مین لفظ استعمال کردہ "خرید کردہ" تہا جسکے کوئی اصطلاحی معنے تہے [اشفڈ صاحب جبسٹس نے یہ راے ظاہر کی کہ لفظ "خرید کردہ" مین بیع مشروط شامل ہو سکتی ہے] کل استحقاق منتقل کیا جانا ضروری ہے خواہ وہ استحقاق رہن ہو یا کوئی اور استحقاق اور لفظ مذکور کا استعمال اسیطرح ہر ایک اور مد مین کیا گیا ہے۔ بروے ایکٹ ۱۸۷۱ء کے دفعہ ۱ مین اغلبا رہن شامل ہے مگر لفظ "انتقال" ہم مضمون دفعہ ۱۰ ایکٹ حال مین تبدیل کیا گیا ہے۔ مقدمہ بنک آف انگلینڈ بنام ونگلیا نو برادرس (۸) مین قاعدہ دربارہ تعبیر سٹیٹیوٹہاے درج ہے۔ دفعہ ۵ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء مین یہ حکم تہا کہ "نالشات وصولی از خریدار یا شخص دعویدار بوساطت خریدار مذکور جائداد خرید کردہ بہ نیک نیتی و بعوض بدل قیمتی از امین یا محول الیہ یا مرتہن ہین نا ئید ہوئی اُس تاریخ پر پیدا شدہ متصور ہوگا جسپر کہ خرید کیگئی ہو۔ مگر بصورت خرید منجانب محول الیہ یا مرتہن کے کوئی ایسی نالش چل نہین سکتی الاجبکہ وہ میعاد مقرر کردہ بروے ضمن ۱۵ دفعہ ۱ کے اندر داخل کیگئی ہو"۔ ایکٹ ۱۸۷۱ء کے روسے یہ ضمن دو فقرات مین منقسم کیگئی ہے یعنے مدات ۱۳۳ و ۱۳۴ مین مقدمہ رادھا ناتھہ داس بنام گسبورن (۹) پر مقدمہ مانا وریا ولیا راجہ بنام کیسا وا پتوول (۷) مین باظہار اس امر کے انحصار کیا گیا تہا کہ مرتہن ایک خریدار نہین ہے۔ مقدمہ گوبند ناتھہ راے بہادر بنام رانی لچہمی کماری (۱۰) مین

(۱) موریز انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱۔
(۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۳ صفحہ ۴۸۔
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۵
(۴) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۸۲۔
(۵) " " کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۶ ۵
(۶) ملاحظہ ہو فٹ نوٹ (۱) بر صفحہ ۴۷۴ و ۴۷۴۔
(۷) ملاحظہ ہو فٹ نوٹ (۱) بر صفحہ ۴۷۴ و ۵ ۴۷۔
(۸) (۱۸۹۱ء) مقدمات اپیل صفحہ ۱۰۷۔
(۹) موریز انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱۔
(۱۰) ویکلی رپورٹر جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۔

۱۹۰۱ء
راماسامی تیور
بنام
چنن اساری

صرف ایک ہی سال دوبارہ نیک نیتی کے تہا۔ [نیز لکشمن مقدمہ موتہو بنام کمبالنگا (۱)، وبہاری لال بنام محمد متقی (۲)، دیلمنی سنگہ بنام جگا نند بہور (۳)، و رامچندر بنام شیخ محی الدین (۴) کا حوالہ دیا تہا]

سنکرن نیار نے اسکا جواب دیا۔

گودندن نمبیار منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۱۸۔

سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس۔ یہ سوال صورتحال میں یہہ ہے کہ آیا بعض جائداد غیر منقولہ جو کہ رہن کیگئی تہی اپیلانٹ نے حسب منشاء مد ۱۴۴ ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء خرید کی تہی۔ مد ۱۴۴ مین دفعہ ۵ ایکٹ ۴ ۱۸۹۹ء کی اس حد تک دوبارہ وضع کیگئی ہے جہانتک کہ دفعہ مذکور کا تعلق جائداد غیر منقولہ کے ساتہہ ہی۔ دفعہ مذکور ایک توسیع دفعہ ۲۵ قانون انگلستان کی ہے جو ایک استثنیٰ دربارہ دفعہ ۲۴ ایکٹ مذکور کے ہی امر مذکور اسطرح پیدا ہوتا ہی۔ ۱۸۶۴ء مین الف نے بعض اراضیات ب کے پاس بعوض مبلغ ... روپیہ کے رہن کی تہین۔ ۱۸۷۹ء مین بروئے ایک دستاویز کے جس مین یہ بیان کیا گیا ہی کہ اراضیات متنازعہ ب کی جائداد ہی جسمین ب نے اونکو ج کے پاس بعوض مبلغ ... روپیہ کے رہن کردیا تہا۔ الف نے ایک نالش انفکاک رجوع کی ہے۔ ج نے یہ عذر کیا ہی کہ الف پر لازم ہے کہ ج کے رہن کا انفکاک کرائے قبل اسکے کہ وہ جائداد کا قبضہ حاصل کرسکے۔ ج نے ایک کامل استحقاق کے حاصل کرنیکا عذر نہین کیا وہ الف کے استحقاق قبضہ کو بر طبق ادائیگی رہن ج کے تسلیم کرتا ہی مگر وہ یہ بیان کرتا ہی کہ الف کی نالش واسطے دلاپانے قبضے کے ج کی خرید سے زائد از عرصہ بارہ سال بعد رجوع کیگئی ہے اسلئے مد ۱۴۴ ج کو انفکاک کیخلاف ایک حق عطا کرتی ہے جو بصورت عدم موجودگی قانون میعاد کے بمقابلہ الف کے ناجائز تہا مگر بعد انقضائے میعاد بارہ سال کے بعد ج کی خرید کی تاریخ سے جائز ہوگیا ہے

لفظ خرید مین جیسا کہ اسکا استعمال سٹیٹیوٹ انگلستان مین بحوالہ جائداد غیر منقولہ کے کیا گیا ہی ایک رہن قانونی یا عادلانہ شامل ہی ملاحظہ ہو دلبی بنام دلبی (۵)، ڈالفین بنام ایلورڈ (۶)، لسٹر بنام ٹرنر (۷)، واسطے اغراض انتقال اور ایکٹ قانون جائداد ۱۸۸۱ء اور ایکٹ انتقال ۱۸۸۲ء کے لفظ "خریدار" مین "ایک پٹہ دار یا مرتہن یا پٹہ دار یا کوئی اور شخص شامل ہی جو بعوض بدل قیمتی کے جائداد کو حاصل کرے یا اسکی نسبت معاملہ کرے" جب تک کہ اسکے خلاف ناطق سندات موجود نہین مجہے یہ قرار دینا چاہئے کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۶ و صفحہ ۳۱۶۔ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۴۸۲۔
(۳) ،، ،، کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۵۳۶۔ (۴) ،، ،، بمبئی جلد ۲ صفحہ ۶۱۴۔
(۵) آر۔ آر۔ جلد اول صفحہ ۲۹۷ و صفحہ ۳۰۲ (۶) لا رپورٹ ہاؤس آف لارڈز جلد ۴ صفحہ ۲۸۶۔
(۷) سیر رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۸۱

سنہ ۱۹۰۱ع
راما سامی پتھر
بنام
یہانن اساری

لفظ "خریدار" کی تعبیر اُن معنون مین کیجانی چاہیئے جنمین کہ سٹیٹوٹ ہائے انگلستان متعلق بہ اراضی مین کیگئی ہے یعنے یہہ کہ اُسمین مرتہن شامل ہے - واسطے استعمال کرنے قانون میعاد کے کوئی ایسا اصول معلوم کرنا مشکل ہے جسپر کہ کوئی تمیز مابین ایک بیع اور رہن کے کیجا سکے - دونو یکسان طور پر تذکرہ ذیل مین آتے ہین "
نسبت سنداتکے مقدمہ پینوکٹی بنام ویلا زانی کودنگم (۱) مین عدالت ہذا نے یہ قرار دیا تہا کہ الفاظ "خریدکردہ" سند دفعہ مدعہ ۱۳۴ کی تعبیر اسطرحپر کیجانی چاہیئے کہ انمین "رہن کردہ بجانب" شامل ہین فیصلہ مقدمہ مذکور مین فقرہ ذیل درج ہے "بلحاظ الفاظ کے تمہ مذکور اُن نالشات سے متعلق ہے جو واسطے دلاپانے اُن جائداد ہائے مرہونہ کے رجوع کیگئی ہون جو بعد مین مرتہن سے بذریعہ نیک نیتی اور بعوض بدل قیمتی کے خرید کیگئی ہون - لفظ "خرید کیگئی ہون" اس حد تک محدود نکیا جانا چاہیئے کہ اُسمین صرف کامل مالکانہ استحقاق ہی شامل ہو - وہ مساوی طور پر اُن صورتون سے بھی متعلق ہے جنمین کہ کمتر استحقاق پیدا کیا جاتا ہو سو ایک مرتہن بلحاظ اس استحقاق کے جو وہ حاصل کرتا ہے ایک خریدار ہے ایسا ہی ایک پٹہ دار ہے "
میری رائے مین یہ درست اظہار قانون متعلق بامر زیر بحث ہے - ماتحتی فیصلہ مین مقدمہ راو ما تا تہہ داس بنام گسبورن (۲) کے متعلق کارروائی کرتیوقت جہان جوڈیشل کمیٹی نے یہ قرار دیا تہا کہ وہ شخص جسنے انتقال حاصل کیا تہا بروے تمہ مذکور کے محفوظ نہا - یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مقدمہ پریوی کونسل مین انتقال بحق اُن اشخاص کا جو کہ استفادہ تمہ مذکور کا دعوے کرتے تہے منشا صرف یہہ تہا اور وہ صرف بطور انتقال حقوق مرتہن کے عامل ہوتا تہا - مقدمہ مذکور اور مقدمہ حال مین ایک یہہ فرق ہے کہ اُس شخص نے تحویز کیا تہا جو کہ قانوناً ایک مرتہن تہا یہ ظاہر کرتا تہا کہ وہ بحیثیت مالک کامل کے جائداد کی نسبت کاروائی کرتا تہا - فیصلہ مقدمہ پینوکٹی بنام ویلا زانی (۱) درج رپورٹ نکیا گیا تہا لسلئے وہ ہمپر قابل پابندی نہین ہے (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۳ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۵ع) مگر مین اُس نتیجہ کے ساتہہ اتفاق کرتا ہون جو کہ عدالت نے اخذ کیا تہا اور نیز اُن وجوہات کے ساتہہ جنپر کہ نتیجہ مذکور مبنی تہا - مقدمہ مذکور کی پیروی بمبئی ہائیکورٹ نے مقدمہ بلیسو رامجی بنام بالکرشن لکشمن (۳) اور ما بعد کے فیصلجات مین کی ہے - امر مذکور الہ آباد ہائیکورٹ کے اجلاس کامل کے روبرو (مقدمہ بہاری لال بنام محمد متقی (۴) مین) اٹہایا گیا تہا مگر اُس مقدمہ کی

(۱) ملاحظہ ہو فٹ نوٹ (۱) بر صفحہ ۴۸۳ و ۴۷۴ -
(۲) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱ -
(۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۰ -
(۴) " " " الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ -

سنہ ۱۹۰۱ع
راماسامی پتر
بنام
چینن اساری

اغراض کیواسطے اسکا فیصلہ کرنا ضروری تہا جو کہ اُسوقت عدالت کے روبرو موجود تہا اور اُن دو ججان کے مابین اختلاف رائے ہوا تہا جنہوں نے کہ امر مذکور کے متعلق کارروائی کی تہی۔ نسبت کلکتہ ہائیکورٹ کے مقدمہ ملیمی سنگہ بنام جگابندہو رائے (۱) کے فیصلہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ججان جنہوں نے کہ مقدمہ مذکور کو فیصل کیا تہا دفعہ ۱۳۴ کی تعبیر سیطرح کرنیکو تیار تہے جیسی کہ عدالت ہذا اور بمبئی ہائیکورٹ نے کی ہے۔

چنانچہ معلوم یہہ ہوتا ہے کہ اس رائے کی تائید مین کثیر سندات موجود ہین کہ لفظ "خرید کردہ" مندرجہ دفعہ ۱۳۴ سے مراد اُن معنون مین خرید کردہ ہے جن مین کہ مقننان انگلستان کو معلوم ہے نہ کہ محدود تر معنون مین۔ نسبت اُن سندات کے جنکی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اُنکی خلاف رائے کی تائید مین ہین جیسا کہ قبل ازین ظاہر کیا گیا ہے وہ معاملہ جو کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے روبرو پیش ہوا تہا اصل معاملہ مقدمہ حال سے مختلف تہا مقدمہ رادہا ناتہہ داس بنام گسبورن (۲) مین اُس شخص نے جو کہ استفادہ مقدمہ مذکور کا دعویٰ کرتا تہا بعوض ایک انتقال رہن حاصل کیا تہا جو ڈویشنل کمیٹی کا فیصلہ بتعبیر دفعہ ۵ ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ع پر مبنی تہا جس مین حسب ذیل حکم تہا: "نالشات واپسی از خریدار یا شخص دیگر یا بوساطت خریدار جائداد خرید کردہ بہ نیک نیتی و بعوض بدل قیمتی از امین یا محول الیہ یا مرتہن مین بہ تائید عوائے تاریخ خرید پیدا شدہ متصور ہوگا"۔ نسبت فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ حکام عالیمقام اس سوال پر غور کر رہے تہے کہ آیا اُس شخص نے جو اُس مقدمہ مین بحیثیت خریدار کے محفوظ ہونیکا دعویٰ کرتا تہا بروے قانون میعاد کے ابتدائی راہن سے انفکاک کئے جانیکا حق حاصل کیا تہا بلکہ اس سوال پر کہ آیا اُسنے بخلاف راہن کے ایک کامل استحقاق حاصل کیا ہے۔ یہ امر اُس فقرہ مندرجہ فیصلہ مذکور سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے جس مین حکام ممدوح نے یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ: "حکام عالیمقام یہہ کہنا چاہتے ہین کہ اس دفعہ کا حکم بلاشبہ طور پر اعلیٰ مصلحت پر مبنی ہے جسکی نسبت حکام عالیمقام کو کوئی شبہ نہین کہ وہ ہندوستان کے حق مین بہت مفید ہے بلحاظ واقعات ملک مذکور کے مگر حکام عالیمقام یہہ رائے ظاہر کرنے سے قاصر نہین رہ سکتے کہ دفعہ مذکور کے احکام نہایت سخت قسم کے ہین۔ انکے رو سے وہ استحقاق زائل کیا گیا ہے جو اصولاً ایک بہتر استحقاق مرتہن کا یا اُس شخص کا ہے جسنے کہ جائداد حوالہ یا گرو یا رہن کی ہو۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۳۶

(۲) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱

سنہ ۱۹۱۹ء
راما سامی پتر
بنام
چنن اساری

اسکے روسے استحقاقِ مذکور بلحاظ تعداد اُن سنین کے زائل کیا گیا ہے جبتک کہ ایک شخص کو اُسکے قائم کرانے کا حق حاصل ہو تا یعنے عرصۂ ساٹھہ سال سے عرصۂ بارہ سال تک کم کیا گیا ہے اسلئے یہ مناسب ہے کہ اُس شخص کو جو اس دفعہ کے فائدہ کا دعوے کرتا ہو صریح اور صاف طور پر یہ ظاہر کرنا چاہئیے کہ وہ اُس شخص کی حیثیت رکہتا ہے جسکا کہ دفعہ مذکور مین ذکر ہے اور جو محفوظ کیا جانا چاہئیے "۔ اس فقرہ کا حوالہ پسندیدگی کے ساتھہ حکام عالیمقام نے اپنے فیصلۂ مقدمۂ جگر ناتھہ ساہو بنام سید شاہ محمد حسین (۱) مین دیا ہے۔ صورتِ حال مین خریدار صرف یہہ دعوے کرتا ہے کہ اُسنے بروئے قانونِ میعاد کے استحقاقِ انفکاک حاصل کیا ہے۔ نسبت معنی لفظ "خریدار" کے حکام عالیمقام نے یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ "یہ وہ ایسا شخص نہین ہو سکتا جو ایک رہن کو بطور رہن کے خرید کرے کیونکہ یہ ایک انتقال رہن کے برابر ہوگا۔ وہ ایک ایسی شخص کی صورت ہوگی جو ایک رہن یہ جانکر حاصل کرے کہ وہ صرف رہن ہے۔ اسلئے لفظ مذکور سے حکام عالیمقام کی رائے مین ایک ایسا شخص مراد ہونا چاہئیے جو ایک ایسی شئے خرید کرے جو در اصل رہن ہو مگر اُسکے روبرو یہ بیان کیا گیا ہو اور اُسکو کامل طور پر یقین ہو جائے کہ وہ رہن نہین ہے بلکہ ایک کامل استحقاق ہے "۔ اسلئے سوال مذکور اُس استحقاق پر مبنی معلوم ہوتا ہے جسکے منتقل کرنیکے قابل انتقال کنندہ اپنے آپ کو ظاہر کرے۔ مقدمہ روبروئے حکام عالیمقام مین اُسنے صرف یہ بیان کیا تہا کہ وہ استحقاق رہن کے منتقل کرنیکے قابل ہے اور اُسکا منشا صرف اُسی استحقاق کے منتقل کرنیکا تہا۔ بالفاظِ دیگر اُسنے ایک رہن کا انتقال کیا تہا۔ صورتِ حال مین اُسنے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ ایک سادہ استحقاق منتقل کرتا ہے اور ایک رہننامہ استحقاقِ مذکور کی نسبت تحریر کرتا ہے۔

وجوہات بالا پر میری یہ رائے ہے کہ مقدمۂ حال اُن مقدمات سے ممیز کئے جانیکے قابل ہے جو حکام عالیمقام کے روبرو موجود تہے اور میری رائے مین فیصلہ حکام عالیمقام ہمکو یہہ قرار دینے سے باز نہین رکہتا کہ اپیلانٹ صورتِ حال مین ایک خریدار حسب منشا دفعہ ۱۳۴ کے ہے۔

نسبت مقدمۂ موتہو بنام کمبا لنگا (۲) کے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رائے مسٹر متوسامی ایار صاحب بمقدمہ مذکور جو بدین مضمون ہے کہ "اُس فریق پر جو دفعہ ۱۳۴ پر انحصار کرے یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ اُسنے کامل استحقاق خرید کیا تہا اور اُسکی قیمت ادا کی تہی "۔ بحالِ خرید ایک کامل استحقاق کا ظاہر کیگئی ہے

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۴ صفحہ ۴۸۔
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۷ صفحہ ۳۱۶۔

سنہ ۱۹۰۳
راماسامی ایتیر
بنام
چینن راسامی

ذکر در بارہ خرید یا انتقال ایک رہن کے ۔ سبرمنیو سامی ایار صاحب جسٹس اس عدالت کا ایک رکن تھا جسنے کہ مقدمہ چینو کٹی بنام ولیا رانی امبا ہی کو وانگم (۱) کو فیصل کیا تھا اور میری یہ رائے نہین ہے کہ مقدمہ موخر الذکر مین فاضل جج کا منشا کسی ایسے مسئلہ قانون کے قرار دینے کا تھا جو کہ نامطابق اسکے فیصلہ مقدمہ اول الذکر کے ہو ۔ مقدمہ مانا ورما ولیا راجہ بنام کیسا وا پتو ول (۲) مین واقعات واسطے اغراض امر زیر بحث کے عملی طور پر وہی تھے جیسے کہ صورت حال مین ہین اور عدالت نے یہ قرار دیا تھا کہ مدہ ۱۳۴ متعلق نہین ہوتی ۔ فاضل ججان کی یہ رائے نہی کہ مقدمہ متنازعہ فیصلہ پریوی کونسل کے تھا ان وجوہات پر جو کہ مینے قبل ازین بیان کی ہین میری رائے مین ایسا نہ تھا ۔

یہ نتیجہ اخذ کرنا ضروری نہین ہے کہ چونکہ لفظ "خریدار" عبارت ضمیمہ مذکور مین اسکے محدود معنون مین واقع ہے جس سے وہ شخص ظاہر ہوتا ہے جو کہ بحیثیت مالک کامل کے استحقاق حاصل کرے ۔ اسلئے لفظ مذکور انہی معنون مین مدہ ۱۳۴ مین مذکور ہے لفظ مذکور کے معنے کسی قدر مین قرینہ عبارت پر منحصر ہین ۔ میری رائے مین استعمال لفظ "منتقل الیہم" مندرجہ دفعہ ۱۰ ایکٹ مذکور اور لفظ "خرید کی ہوئی" مندرجہ مدہ ۱۳۴ سے ہرگز یہ ظاہر نہین ہوتا کہ لفظ موخر الذکر اسکے محدود معنون مین استعمال کیا گیا ہے ۔ دفعہ ۱۰ مین فقرہ مستعملہ "قائم مقامان قانونی یا منتقل الیہم" ہے اور وہ بظاہر صرف ایک ہی مناسب فقرہ ہے ۔

فیصلہ مقدمہ مانا ورما ولیا راجہ بنام کیسا وا پتو ول (۲) مین معلوم ہوتا ہے کہ عدالت مذکور نے یہ قیاس کیا ہے کہ اگر الفاظ "خرید کردہ از" کی تعبیر اس طرح پر کیجائے کہ انمین "رہن کردہ بجانب" شامل ہین تو اس سے فریب کو تحریک ہوگی کیونکہ ابتدائی مرتہن اپنے مرتہن سے جائداد کا انفکاک کرکے کامل مالک جائداد بخلاف راہن کے ہو جائیگا یہی قیاس ڈیوس صاحب جسٹس نے بھی اپنے حکم استصوابی بمقدمہ حال مین کیا ہے ۔ میری رائے مین قیاس مذکور درست نہین ہے ۔ اپنے رہن کا انفکاک کرانے سے ابتدائی مرتہن بخلاف ابتدائی راہن کے اس سے بہتر حیثیت حاصل نہین کر سکتا جو کہ اسکے مرتہن کی تھی جسنے کہ صرف استحقاق تصرف قدیم در بارہ انفکاک منجانب ابتدائی راہن کے حاصل کیا تھا ۔ اسمین شبہ نہین کہ نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ابتدائی راہن کو قبل حصول قبضہ کے قابل ہونیکے مرتہن ثانی کو روپیہ ادا کرنا لازم ہو تو ابتدائی راہن کو شمار میعادی بوجہ ادائے مرتہن خود کرنے کی وجہ سے فائدہ پہونچیگا ۔

---

(۱) ملاحظہ ہو رپورٹ مذکور جلد ۱۷ صفحہ ۲۷۴ و ۳۷۴ ۔

(۲) " " " ۱۳ " ۴۵ و ۲۴۵ ۔

سنہ ۱۹۲۱ء
راماسامی پتر
بنام
جنن اساری

مگر سوال حال کا تعلق ابتدائی مرتہن کے فائدہ کے ساتھہ نہیں ہے بلکہ ایک نیک نیت خریدار کی محفوظیت کے ساتھہ ہے۔ قانون میعاد ضروری طور پر بہت سی صورتوں میں بیجرم فریقہاے کے حقوق کو نقصان پہونچاتا ہے۔ مگر مصلحت قانون یہ ہے کہ تصرف قدیم سے حقوق عطا کرے جو مصلحت کہ حسب اظہار ہمارے حکام عالیمقام بلحوظی واقعات اس ملک کے ہندوستانیوں کے حق میں مفید ہے۔

مین یہ فرض کر رہا ہون کہ کوئی ایسا ضابطہ موجود نہیں ہے جسکے رو سے ابتدائی راہن انہیں مرتہن سے وہ رقوم حاصل کر سکے جو کہ اسے شکمی مرتہن کو بطور شرط ما تقدم حصول قبضہ کے ادا کرنی پڑین اسکے متعلق مین کوئی رائے ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔

وجوہات بیان کردہ بالا پر میری رائے مین استصواب ہذا کا جواب اثبات مین دیا جانا چاہئیے۔

شفرڈ صاحب جسٹس:۔ مین چند الفاظ بطور تشریح اپنے پہلے فیصلہ کے اضافہ کرنا چاہتا ہون۔ جبکہ مینے ایک شخص کی جسنے کہ امین سے جائداد خرید کی ہو مثال دیکر یہ کہا تہا کہ بعد ختم میعاد کے وہ ایک کامل استحقاق حاصل کر سکتا ہے تو میری یہ مراد تہی کہ وہ اس سے کثیر تر حق حاصل کریگا جو کہ در اصل اسکے حق مین منتقل کیا گیا تہا اگر انتقال کی نوعیت ایک بیع کی ہو تو استحقاق حاصل کردہ مکمل ہوگا۔ لیکن اگر انتقال کی نوعیت ایک رہن یا پٹہ کی ہو تو استحقاق حاصل کردہ ویسا ہی ہوگا۔ چونکہ وہ استحقاق جو ایک شخص بذریعہ قبضہ مخالفانہ کے حاصل کر سکتا ہے بلحاظ نوعیت اسکے قبضہ کے محدود ہو سکتا ہے (ملاحظہ ہو راد ہا ناتہہ داس بنام گسبورن (۱) دربارہ جائداد امانت اور میعاد کے) ایسا ہی وہ استحقاق جو قانوناً اس شخص کو عطا کیا گیا ہے جسنے کہ امین یا مرتہن سے جائداد حاصل کی ہو اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا جو کہ بظاہر اسکے حق مین منتقل کیا گیا تہا نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ بصورت ایک رہن کے جو ایک مرتہن یا امین سے حاصل کیا گیا ہو اصلی مالک کو استحقاق انفکاک بخلاف اسکے بر بنا ئے اس رہن کے حاصل ہوتا ہے جسکے کہ تابع وہ دعوے کرتا ہو۔ میعاد کا اثر یہہ ہے کہ رہن عطا کردہ منجانب مرتہن یا امین بحیثیت تحریر کنندہ اصل مالک کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے نہ کہ اس سے بہتر۔

ظاہر یہہ کیا گیا ہے کہ دفعہ ۱۰ مین بجائے لفظ "خریدار" کے لفظ "منتقل الیہ" موجودہ ایکٹ مین تبدیل کیا گیا ہے تبدیلی مذکور کی وجہہ مجھے بالکل صریح معلوم ہوتی ہے۔ وہ تشریح جو

(۱) مدراس انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱۔

سنہ ۱۹۰۱
راما سامی چیٹر
بنام
جین اساری

کہ ایکٹ ۱۸۸۱ء کی دفعہ ۱۰ کے ساتھ بطور ایک ترمیم بمصلحت تشریح بغرض محفوظیت نیک نیت خریداران از اثر دفعہ مذکور کے ملحق کیگئی تھی مسلمہ طور پر نادرست الفاظ مین تھی کیونکہ "خریداران" کو لفظ "قائم مقامان" مین شامل کرنا درست نہین ہے۔ اسلیئے دفعہ مذکور کے الفاظ کا تبدیل کرنا طبعی طور پر ضروری تھا اور نیز واضعان قانون کے واسطے یہہ ضروری تھا کہ لفظ "قائم مقامان" کا استعمال کرتے وقت وہ لفظ ایزاد کرتے جو کہ عموماً لفظ مذکور کے ساتھ یا فقرہ "اوصیاء یا مہتمان" کے ساتھ شامل ہوتا ہے یعنے لفظ "منتقل الیہ"۔

ڈیولیس صاحب جسٹس:- سوال یہہ ہے کہ آیا الفاظ "خرید کی ہو" مندرجہ مد ۱۳۴ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد ۱۸۷۷ء مین ایک مرتہن شامل ہے یا کہ وہ صرف بحوالہ خریدار کامل استحقاق کے استعمال کیا گیا ہے۔ عذر کیا گیا ہے کہ لفظ مذکور کا استعمال اسکے قانون یعنے انگلستان مین کیا گیا ہے جس مین بلا شبہ طور پر ایک مرتہن شامل ہے۔ مگر شبہ یہہ ہے کہ آیا واضعان قانون ہند نے لفظ مذکور کو انہی معنون مین استعمال کیا ہے۔ میری رائے مین ایسا نہین۔ مین اوّلاً یہہ رائے ظاہر کر سکتا ہون کہ واضعان قانون ہند کی یہہ عادت نہین ہے کہ انگلستان کے اصطلاحی فقرات قانون کا استعمال اُن ایکٹہائے مین کرین جو کہ وہ ہندوستان کے واسطے وضع کرین۔ اور مین یہہ بھی رائے ظاہر کرتا ہون کہ یہی لفظ "خریدار" ایک اہم تمثیل میری پہلی رائے کی ہے۔ ہر ایک دیگر مد ضمیمہ مذکور مین جہانتک لفظ "خریدار" کا استعمال کیا گیا ہے یعنے مدات ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ مین اُسکا تعلق قطعی طور پر بیع کے ساتھ ہے اور ایسا ہی مد ۱۳۳ مین لفظ "خرید" کا استعمال دربارہ جائداد خریدکردہ کے کیا گیا ہے مگر جبکہ لفظ مذکور کا استعمال ہر ایک دوسری جگہ اُسکے عام معنون مین کیا گیا ہے تو مین یہہ معلوم نہین کر سکتا کہ کیون صرف ایک ہی مد ۱۳۴ کی صورت مین ایک استثنیٰ قائم کیجانی چاہیئے۔ ایک مزید اظہار رائے جسکے کہ ساتھ واضعان قانون نے لفظ مذکور کا استعمال کیا تھا یعنے اُسکے عام معنون مین اور برخلاف اسکے اصطلاحی معنون کے یہہ ہے کہ اسی ایکٹ میعاد کی دفعہ ۱۰ مین جہانکہ اُنکا ارادہ ایک خریدار کو اصطلاحی معنے لفظ مذکور مین ظاہر کرنیکا تھا اُنہون نے بجائے لفظ مذکور کے لفظ "منتقل الیہ" کا استعمال کیا ہے۔ مجھے یہ امر صریح معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُنکا منشا لفظ "خریدار" کے مد ۱۳۴ مین استعمال کرنیسے یہہ ہوتا کہ اُسمین مرتہن اور پٹہ دار شامل ہے تو اُنہون نے لفظ "منتقل الیہم" کا استعمال دفعہ ۱۰ کیطرح کیا ہوتا مقدمہ مادکا ناتھہ داس بنام گسبورن (۱) مین

(۱) سیدز انڈین اپیلز جلد ۱۷ صفحہ ۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
راماسامی چتیر
بنام
چنن بہاری

لارڈ کیرنس صاحب نے لفظ "خریدار" کے استعمال مندرجہ دفعہ ۵- ایکٹ میعاد ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء پر بحث کرتے ہوئے
جو مطابق مدات ۱۳۲ و ۱۳۴ زیر بحث حال کے تھی یہ بیان کیا ہے کہ اسکا تعلق خریدار کے ساتھ
لفظ مذکور کے عام اور مناسب معنون مین ہے - جس سے مین اسکی یہ مراد سمجھتا ہون کہ اسکا استعمال
ان خاص معنون مین نہین کیا گیا جو کہ مقننان انگلستان مین مروج ہین- اس راے کی تائید اس
فقرہ مندرجہ فیصلہ مذکور سے ہوتی ہے "اب سوال یہ ہے کہ لفظ "خریدار" کے دفعہ مذکور مین کیا
معنے ہین ؟ وہ ایک ایسا شخص نہین ہو سکتا جو کہ ایک رہن کو بطور رہن کے خرید کرے کیونکہ ایسا
کرنا ایک انتقال رہن کے مطابق ہوگا یا وہ ایک ایسے شخص کی صورت ہوگی جو ایک رہن کو اس صریح اور
صاف فہمیدگی سے حاصل کرے کہ وہ سواے رہن کے اور کچھ نہین ہے اسلئے اس ہی حکام عالیمقام
کی راے مین کوئی ایسا شخص مراد ہونا چاہیئے جو اس شے کو خرید کرے جو دراصل رہن ہو جبکہ اسکے روبرو یہہ
بیان کیا جاے اور اسکو کامل طور پر یقین ہو کہ وہ ایک رہن نہین ہے، بلکہ ایک کامل استحقاق ہے" وہ
خریدار جسکا کہ وہان ذکر کیا گیا ہے بلا شبہ طور پر ایک ایسا خریدار ہے جو کامل استحقاق خرید کر رہا ہو- یا یہہ
خیال کرتا ہو کہ وہ کامل استحقاق خرید رہا ہے- عبارت مستعملہ حکام عالیمقام مین ایک بیع کا حوالہ دیا گیا ہے
جس مین ایک بائع اور مشتری فریقین ہون- اسمین ایک ایسے شخص کا ذکر نہین ہے جو کہ ایک کامل استحقاق
اپنے حق مین ظاہر کر کے جائداد کو رہن کرے بلکہ ایک ایسے شخص کا ذکر ہے جو کہ اپنے آپ مین کامل
حق بیان کر کے اسکو بیع کر رہا ہو یہی اثر فیصلہ فاضل ججان بمقدمہ موتھو کمبالنگا (۱) ونا یادر ما دیاراجہ
بنام کیساوا پتو ول (۲) کا ہے- ایک مزید وجہ یہ قرار دینے کی کہ میری تعبیر درست ہے ان نادرست نتائج
کی ہے جو کہ اسصورت مین پیدا ہونگے اگر لفظ "خریدار" کی نسبت یہ قرار دیا جاوے کہ اسمین ایک
رہن شامل ہے- ایک بے ترتیبی جیسے ہمنے حکم استصواب مین ظاہر کی ہے یعنی یہہ کہ مرتہن شکمی کو استحقاق
تصرف قدیم عرصہ بارہ سال مین حاصل ہو جائیگا مگر مرتہن کو جس سے کہ اسنے استحقاق اخذ کیا ہے ایسا استحقاق
عرصہ ساٹھ سال مین بھی حاصل نہوگا جسکی وجہ سے فریب کو تحریک ہوتی ہے- اس عذر کے جواب
مین اپیلانٹ کے وکیل نے یہہ بیان کیا ہے کہ وہ اب اس شے کا دعوے نہین کر سکتا جو کہ اسکو مد ۱۴۴
کے رو سے حاصل ہوتی ہے یعنے ایک کامل استحقاق کا بلکہ وہ صرف استحقاق رہن کا دعوے کرتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۶-

(۲) ملاحظہ ہو فٹ نوٹ (۱) بر صفحہ ۴۷۴ و ۴۷۵ -

اور وہ مدعی کو عام ساٹھ سال کی میعاد انفکاک کیواسطے عطا کرنے کو تیار ہے۔ لیکن یہ فرض کرکے
کہ یہ عذر درست ہے ایک اور مشکل پیدا ہوتی ہے جسکا کوئی چارہ نہیں۔ یعنے مدعی پر ایک ایسے
رہن شکے انفکاک کا بار ڈالا جاتا ہے جو کہ اُسنے ہرگز نہین کیا اور جسکا قرضہ اُسنے ہرگز نہین اُٹھایا
ابتدائی مرتہن نے وہ روپیہ حاصل کیا ہے جو کہ رہن شکمی پر اٹھایا گیا تھا اور اگر مدعی پر
لازم ہو کہ وہ بجائے مرتہن اول کے رہن شکمی کا روپیہ ادا کرے تو شخص مذکور کو خود اپنے
فریب سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیجائیگی۔ کوئی ایسے وسایل ظاہر نہین کئے گئے جنکے ذریعے
ابتدائی مرتہن رہن شکمی کے انفکاک پر مجبور کیا جاسکے۔ چنانچہ اگر مدعی اپنی جایداد کو واپس لینا
چاہے تو اوسکو وہ مواخذہ بر جایداد مذکور ادا کرنا ہوگا جو کہ اُسنے پیدا نہین کیا اور جسکی موجودگی
کا اوسکو کچھ علم نہین ہے مگر ابتدائی مرتہن کو جسنے کہ شکمی مرتہن کو ناقص استحقاق عطا کیا ہے اور
شکمی مرتہن کو جسکو ناقص استحقاق حاصل کیا ہے بجرم مالک کے نقصان سے فائدہ پہونچیگا جب
مدعی شکمی مرتہن کا روپیہ ادا کردیگا تو کوئی ایسے وسایل معلوم نہین ہوتے جنکے کہ ذریعے وہ زر
مذکور کے ابتدائی مرتہن سے وصول کرنے کے قابل ہوگا۔ کیونکہ ابتدائی مرتہن انفکاک
کا خواہان نہین ہے اور وہ ادائیگی جو مدعی نے کی ہے ایک بالارادہ ادائیگی ہے ناقابل وصولی
ہے۔ بصورت ایک خریدار منجانب مرتہن کے جو کہ زیر دفعہ ۳۴ محفوظ کیا گیا ہے صورت بالکل مختلف
ہوگی کیونکہ زرشن مرتہن کے قبضہ مین ہوگا اور وہ اُس سے بلاشبہ طور پر ایک ایسی نالش مین
وصول کیا جاسکیگا جو مناسب طور پر مرتب کیگئی ہو خواہ بطور ہرجانہ کے کسی اور طرح پر۔
مگر ایسا طریق صورت موجودہ مین مہیا معلوم نہین ہوتا پس جبکہ مرتہن سکمی ایک خریدار حسب
منشا دفعہ ۳۴ ہیکے جانے سے اسقدر سخت نتائج پیدا ہونگے تو مجھے یہ قرار دینا چاہئیے
کہ وہ ایسا خریدار نہین ہے۔ اسلئے مین استفسار نمبر ا کا جواب نفی مین دیتا ہون۔

پریوی کونسل

باجلاس لارڈ ہالڈین صاحب و لارڈ ڈنیڈن صاحب و لارڈ ابرشا صاحب و سر رچرڈ کچ صاحب

۱۹۲۱ء
۱۸ جون و ۱۳ جولائی

رنگیا گونڈن و دیگر (مدعیان) اپیلانٹان بنام نینجپا راؤ وغیرہ (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان -

[بر طبق اپیل بنا راضی فیصلہ ہائیکورٹ مدراس]

ایک جزو دعوی کا ترک نالش کرنیسے کیا جانا یا اسکی بابت نالش کرنیسے فروگذاشت کا ہونا مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۵ سنہ ۱۹۰۸ء دفعہ ۲ (تشریح سوم) و دفعہ ۱۱ - نالش ماقبل میں اس چارہ جوئی کا دعوی نکرنا جسکا کہ مدعی مستحق ہو - امر فیصل شدہ - وجہ جوابدعوے کا پیش نہ کرنا -

اپیلانٹان اور رسپانڈنٹان نے ایک اقرار نامہ ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں بدین مضمون تحریر کیا تھا کہ اشخاص موخر الذکر بحق اشخاص اول الذکر کے ایک حقیت کا فی فروخت کرینگے اپیلانٹان پر لازم تھا کہ تاریخ اقرار نامہ سے کاشت کافی کریں اور اسکے اخراجات بہم پہونچائیں - مگر بعض منہائے بر جائداد مذکور بحق شخص ثالث کو محفوظ کرنیکو واسطے قبضہ سو جولائی تک رسپانڈنٹان کو حاصل رہنا تھا مگر انکو مہتمم پر لازم تھا کہ تابع ہدایات اور اختیار اپیلانٹان کے عمل کرے اور انکے احکام کی تعمیل کرے اس تاریخ پر بیع مکمل کیجانی تھی - شرائط اقرار نامہ مذکور کی تعمیل کچھہ عرصہ تک کیجاتی رہی تھی مگر رسپانڈنٹان نے مجوزہ انتقال کی نسبت اعتراضات کئے تھے اور تکمیل بیع میں درنگ واقعہ ہوئی تھی - ہر ایک فریق دوسرے فریق پر درنگ کا الزام لگاتا تھا اسپر تنازعات شروع ہوگئے تھے اور رسپانڈنٹان نے جائداد کا کام چلنے میں خلل اندازی کی تھی - ہر ایک فریق نے بمقابلہ دوسرے فریق کے نالش رجوع کی تھی مگر اپیلانٹان نے اپنے جوابدعوے بنالش رسپانڈنٹان یا خود اپنی نالش کے عرضیدعوے میں کبھی تکمیل بیع کا دعوی نہ کیا تھا گو رسپانڈنٹان نے اپنے عذرات میں یہہ بیان کیا تھا کہ وہ ختم ہوچکی ہے - عذرات و تنقیحات بنالشات مذکورین میں قبضہ اور معاوضہ خلل اندازی کے متعلق سوالات اٹھائے گئے تھے اور فیصلجات بنالشات مذکورین میں سوائے سوالات مذکورہ کے اور کسی سوال کے متعلق کارروائی نہ کیگئی تھی -

جوڈیشل کمیٹی نے تجویز کی کہ نالش ما بعد مرجوعہ اپیلانٹان بغرض تعمیل متعلق اقرار نامہ بموجب دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے - اقرار نامہ مذکور صرف ایک ہی بناء دعوے ہر دو نالشات مرجوعہ اپیلانٹان میں تھا اور نالش ماقبل میں انہوں نے اسکو عادی قبضہ اور ہرجانہ کی بناء قرار دیا تھا اور وہ اب اسکو انتقال جائداد کے دعوی کی بناء قرار نہیں دیسکتے تھے جسکا کہ دعوی انہوں نے پہلی نالش میں نکیا تھا -

ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تھا کہ پہلا تنازعہ بطور امر فیصل شدہ کبھی زیر دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی اسوجہ سے مانع تھا کہ اپیلانٹان کو چاہئے تھا کہ اپنے دعوی تعمیل متعلق کو بطور جواب کے نالش رسپانڈنٹان بابت سنہ ۱۹۰۱ء میں پیش کرتے اسلئے

سنہ ۱۹۰۱ء
رنگیا گونڈن
بنام
نہنجیا راؤ

اُنکا استحقاق اُس چارہ جوئی کی بنسبت زیر تشریح سوم دفعہ مذکور ممنوع السماعت تہا جو ڈیشل کمیٹی نے امر مذکور کا فیصلہ کرنیکے بغیر ہائیکورٹ کے فیصلہ بہ بنائے دفعہ ۴۳ کو بحال رکہا تہا۔

اپیل بنا راضی ڈگری مورخہ یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء صادرہ ہائیکورٹ مدراس جسکی رو سے ڈگری ۲۸ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء صادرہ سب آرڈینیٹ جج نیلگری بحق اپیلانٹان (مدعیان) منسوخ کی گئی تہی۔

۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء سے پہلے رسپانڈنٹان جو ایک مشترکہ خاندان اہل ہنود کے اراکین اور برادران تہے اور نہنجیا راؤ رسپانڈنٹ نمبر ا اُس خاندان کا مہتمم تہا ایک جایداد کافی واقعہ پہاڑی نیلگری موسومہ بہ دیو شیو ڈرو ڈیلی اسٹیٹ کے مالکان تہے جو انہوں نے سر ای گورلینگٹن کے پاس بر زر دو رہن بعوض مبلغ ۰۰۰ روپیہ کی کفول کی ہوئی تہی

۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کو اپیلانٹان اور رسپانڈنٹان نے ایک اقرار نامہ بیع شیو ڈرو ڈیلی اسٹیٹ کا بعوض مبلغ ۰۰۰ روپیہ کے تحریر کیا تہا جسمیں جیساکہ اقرار نامہ میں بیان کیا گیا تہا مبلغ ۰۰۰ روپیہ اپیلانٹان نے رسپانڈنٹان کو پیشگی ادا کیا تہا۔ اس اقرار نامہ کی رو سے رسپانڈنٹان نے اُس موسم کی پیداوار ۳۰ ٹن کافی کی گارنٹی دی تہی اور یہ اقرار کیا تہا کہ اپیلانٹان کو چاہیے کہ اپنے پاس بطور گارنٹی اُس پیداوار کے مبلغ ۰۰۰ رکہیں۔ اور یہ شرط کیگئی تہی کہ اپیلانٹان کو چاہیے کہ مرتہن کو مبلغ ۰۰۰ ادا کریں اور باقی ۰۰۰ روپیہ رسپانڈنٹ کو مابین یکم اپریل اور ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء کے ادا کریں۔ اقرار نامہ مذکور میں یہ بہی شرط کیگئی تہی کہ کسی فریق کیطرف سے قصور کئے جانے پر تاوان ادا کیا جانا چاہیے اور اُسمیں یہ حکم دیا گیا تہا کہ جایداد کا خرچ اپیلانٹان کیطرف سے ادا کیا جانا چاہیے مگر قبضہ جایداد و مرتہنان کو محفوظ کرنیکے واسطے ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء تک رسپانڈنٹان کے پاس رہنا چاہیے مگر اُن کے مہتمم پر لازم تہا کہ تابع ہدایات اور اختیار اپیلانٹان کے عمل کرے اور اُنکے احکام کی تعمیل کرے۔

چنانچہ اپیلانٹان نے کاشت اور اہتمام جایداد بوساطت خود اپنے ملازمان کے کرنی شروع کی تہی اور انہوں نے جملہ ضروری اخراجات مہیا کر کے پیداوار جمع کر لی تہی۔ مگر معاملہ کی تکمیل میں کسیقدر درنگ وقوع میں آئی تہی۔ مگر ماہ اگست سنہ ۱۸۹۱ء کے اخیر میں رہنامہ کا ایفا کیا گیا تہا اور دیگر ادائیگی ہائے اپیلانٹان نے کی تہیں جو کل مبلغ ۰۰۰ روپیہ کی حد تک پہونچتی تہیں اور باقی مبلغ ۰۰۰ انکی طرف سے بحق رسپانڈنٹان قیمت جایداد میں سے واجب الادا باقی رہے تہے۔

۲۴ اگست کو اپیلانٹان نے ضروری مسودہ انتقال تیار کرا کے اُس رسپانڈنٹ نمبر ا کے پاس بہیجا تہا جس نے اُسپر خود اپنی طرف سے اور دیگر رسپانڈنٹان کیطرف سے دستخط کئے تہے گویا کہ اُسنے اُس کو پسند کیا تہا

سنہ ۱۹۰۱ء
رنگیا گوندن
بنام
تنچپا راؤ

انتقال مذکور زاں بعد دوسرے رسپانڈنٹان کے پاس پہونچ گیا تھا جنہوں نے اُسکو پاس رکھ لیا تھا مگر وہ تحریر نہ کیا تھا۔

۵ ستمبر ۱۸۹۱ء کو رسپانڈنٹان نے اپیلانٹان کے نام ایک چٹھی تحریر کی تھی جسمیں انتقال کے متعلق اعتراضات کیئے گئے تھے اور اُس کے اخیر میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ:-

"آج سے پانچ یوم کے اندر تمکو چاہیئے کہ مطابق اقرار نامہ کے دستاویز کو مکمل کرو اور رجسٹرار کے دفتر میں روپیہ لیکر حاضر ہو اور رجسٹری کراکے جائیداد کا قبضہ حاصل کرلو۔ اگر تم ایسا نہ کروگے تو میں بذریعہ تحریر ہذا کے تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم تمکو تاوان کا ذمہ وار حسب شرائط مندرجہ اقرار نامہ قرار دینگے۔"

مزید خط وکتابت مابین فریقین کے ہوئی تھی اور رسپانڈنٹان نے ۱۱ ستمبر کو ایک چٹھی اپیلانٹان کے نام حسب ذیل تحریر کی تھی:- "چونکہ تمنے یہ معاملہ اس مزید میعاد کے اندر بھی مکمل نہیں کیا جو تمکو میری چٹھی مورخہ ۵ ماہ حال کے دیگئی تھی اسلیئے میں اپنے سپرنٹنڈنٹ کو ہدایات کرتا ہوں کہ وہ جائیداد کا کام ختم کرکے تمہارے نام یا تمہارے اور لوگوں کے نام یہ تحریر کرے کہ جائیداد میں دخل اندازی نکریں۔"

اُسی تاریخ کو اپیلانٹان نے ایک چٹھی رسپانڈنٹان کے نام تحریر کی تھی جسمیں یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ انتقال جسکے انہوں نے تحریر کئے جانیکے واسطے پیش کیا ہے اُسمیں درست طور پر شرائط اقرار نامہ درج ہیں اور رسپانڈنٹان سے استدعا کی گئی ہے کہ اُن کی تعمیل کریں۔ ۱۱ ستمبر کی شب کو رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے جائیداد کیطرف جاکر اپیلانٹان کے ملازمان کو اُسمیں سے بیدخل کردیا تھا۔ اس کی وجہ سے ایک فوجداری مقدمہ رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے برخلاف بھی کیا گیا تھا جو ۱۰ فروری ۱۸۹۲ء کو خارج کیا گیا تھا۔ مگر بر طبق نگرانی منجانب مجسٹریٹ رسپانڈنٹ نمبر ۱ مجرم قرار دیا گیا تھا اور اُسپر جرمانہ کیا گیا تھا۔

دوران تجویز فوجداری کارروائیات میں رسپانڈنٹان نے ۲۱ ستمبر ۱۸۹۱ء کو نالش نمبر ۵ ۱۸۹۱ء بخلاف اپیلانٹان کے عدالت سبارڈینیٹ جج نیلگرس میں رجوع کی تھی۔ اُس نالش کے عرضیدعوے میں بعد اقرار نامہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۱ء کا اور اس عذر کا ذکر کرکے کہ اپیلانٹان اُسکی شرائط کی تعمیل سے قاصر رہے ہیں رسپانڈنٹان نے یہ بیان کیا تھا کہ ۵ ستمبر ۱۸۹۱ء کو اُنہوں نے چٹھی مذکور تحریر کی تھی اور ۱۵ ستمبر کو اپیلانٹان نے ایک استغاثہ فوجداری واسطے مداخلت بیجا اور بلوہ کے بخلاف رسپانڈنٹ نمبر ۱ کے کیا گیا تھا اور اُنہوں نے ۱۹ ستمبر کو پھر جائیداد میں جاکر رسپانڈنٹان کو اُس سے بیدخل کیا تھا اور جائیداد کا قبضہ اُسوقت حاصل کیا تھا جو ہنوز تک اُن کے پاس ہے حالانکہ انکو معلوم تھا کہ انکو "کوئی حق یا وجہ ایسا کرنے کا حاصل نہیں ہے" اور رسپانڈنٹان نے

سنہ ۱۹۰۱ء
رنگیا گوندن
بنام
ننجپا راو

یہ استدعا کی تھی کہ عدالت کو چاہئے کہ اُنکو جائداد پر قابض کرے اور ایسی دیگر داد رسی عطا کرے جیسی کہ بلحاظ واقعات مقدمہ کے ضروری معلوم ہو۔ اُس عرضیدعوے کے داخل کئے جانے پر رسپانڈنٹان نے ایک درمیانی حکم امتناعی کی درخواست کی تھی جو یکطرفہ عطا کیا گیا تھا مگر بعد میں منسوخ کیا گیا تھا۔

اپیلانٹان نے اپنا جوابدعوے تحریری نالش مذکور (نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۱ء) میں داخل کیا تھا جس میں اُنہوں نے ابتدائی اقرارنامہ اور اُس سلسلہ افعال پر انحصار کیا تھا جو کہ خود اُنہوں نے بہ تعمیل قرارنامہ مذکور کے کئے تھے اور اُنہوں نے یہ عذر کیا تھا کہ اُنکا قبضہ مطابق اقرارنامہ کے تھا اور اُسمیں عدالت دست اندازی نکر سکتی تھی۔ اُنہوں نے مبلغ الف ۔۔ کا دعوے واسطے اخراجات اور اُس نقصان اور ہرجانہ کے کیا تھا جو کہ ان کو رسپانڈنٹان کے حکم امتناعی کی وجہ سے پہونچا تھا۔

۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو اپیلانٹان نے ایک عرضیدعوے عدالت سبارڈینٹ جج نیلگریز میں (نالش نمبر ۳۷ سنہ ۱۸۹۱ء) بخلاف رسپانڈنٹان کے رجوع کیا تھا جسمیں بحالی قبضہ زیر دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص (۱ سنہ ۱۸۷۷ء) کی استدعا کیگئی تھی اور ایک حکم امتناعی بخلاف رسپانڈنٹان بدین مضمون کی کہ وہ اُن کے قبضہ و اہتمام جائداد میں خلل اندازی نکریں۔

اُس نالش میں (جو نالش نمبر ۳۷ سنہ ۱۸۹۱ء تھی) رسپانڈنٹان نے اپنا جوابدعوے تحریری داخل کیا تھا جسمیں اُنہوں نے اپیلانٹان کے استحقاق قبضہ یا ہرجانہ سے اسوجہ پر انکار کیا تھا کہ اپیلانٹان نے معاہدہ کو توڑا ہے اور کہ اُنہوں نے خود معاہدہ کو ختم شدہ متصور کیا ہے اور خود اپنے حقوق کا اظہار کیا ہے۔ ان نالشات میں ذیل کی تنقیحات تجویز کے واسطے قایم کیگئی تھیں۔ نالش نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۱ء میں جسمیں رسپانڈنٹان مدعیان تھے اور اپیلانٹان مدعا علیہم تھے تنقیحات یہ تھیں (۱) بروئے شرایط اقرارنامہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کے فریقین میں سے ہر ایک کس قبضہ اراضی متدعویہ کا مستحق ہے؟ (۲) آیا شرایط اقرارنامہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء دربارہ استحقاق اُس قبضہ کے جوکہ اُنکی رو سے ہر ایک فریق کو عطا کیا گیا تھا بعد میں کسیطرح پر تبدیل کیگئی ہیں اور اگر کیگئی ہیں تو کسطرح پر؟ (۳) آیا مدعا علیہم نے ناجایز طور پر مدعیان کو جائداد متنازعہ سے بیدخل کیا ہے؟ (۴) آیا مدعیان جائداد متنازعہ کے قبضہ کے مستحق ہیں؟ (۵) آیا مدعا علیہم کل یا کسی جز و معاوضہ متدعویہ کے مستحق ہیں؟۔

نالش نمبر ۳۷ سنہ ۱۸۹۱ء (مرجوعہ اپیلانٹان بخلاف رسپانڈنٹان) میں تنقیحات یہ تھیں (۱) آیا مدعیان مقدمہ حال میں معاوضہ حاصل کر سکتے ہیں اور اگر کر سکتے ہیں تو کس حد تک؟ (۲) آیا مدعیان جائداد متنازعہ پر

سنہ ۱۹۰۱ء
رنگیا گونڈن
بنام
ننجیا راؤ

بروقت ارجاع نالش کے قابض تھے اور اگر تھے تو کسطرح پر اور کس حد تک انکی استدعائے قبضہ بنالش ہذا منظور کیجا سکتی ہے؟ (۳) آیا کسی وجہ سے مدعیان اُس حکم امتناعی کے مستحق ہیں جسکی کہ وہ استدعا کرتے ہیں؟

بر رضامندی فریقین کے ہر دو نالشات کا فیصلہ ایک ہی شہادت پر کیا گیا تھا۔

۱۰ اگست ۱۸۹۳ء کو سبارڈینیٹ جج نے ہر ایک نالش میں جداگانہ فیصلہ صادر کیا تھا۔

نالش نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۱ء میں اُسنے تنقیح اول پر یہ قرار دیا تھا کہ مدعیان (رسپانڈنٹان) جائیداد کا قبضہ اُس وقت تک پاس رکھنے کے مستحق تھے جبتک کہ وہ بیع جسکا کہ اقرار ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کے اقرارنامہ کے رو سے کیا گیا تھا عمل میں نہ آئے تنقیح دوم پر یہ کہ شرائط اقرارنامہ جہانتک کہ انکا تعلق استحقاق قبضہ جائیداد کے ساتھ تھا بعد میں تبدیل نہ کیگئی تھیں اور تنقیح سوم پر یہ کہ مدعا علیہم اپیلانٹان نے ناجائز طور پر مدعیان رسپانڈنٹان کو بیدخل کیا تھا تنقیح چہارم پر یہ کہ مدعیان (رسپانڈنٹان) قبضہ کے مستحق تھے اور تنقیح پنجم پر یہ کہ مدعا علیہم (اپیلانٹان) مدعیان (رسپانڈنٹان) کی درخواست حکم امتناعی کی تردید کرنیکے خرچہ کے مستحق تھے۔ اپنے فیصلہ کے آخر میں اُسنے یہ بیان کیا تھا کہ "بالآخر میں یہ رائے ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے صورت حال میں اپنے آپ کو صرف سوال قبضہ تک محدود رکھا ہے جیسا کہ میں نے بروقت سماعت کے وکلا کے روبرو رائے ظاہر کی تھی مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے روبرو سوائے ان واقعات کے اور کوئی امر مقدمہ کی نسبت کارروائی کرنیکے لئے موجود نہیں ہے"

نالش نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۱ء میں سبارڈینیٹ جج نے یہ قرار دیا تھا کہ مدعیان اپیلانٹان کسی معاوضہ کے مستحق نہ تھے تنقیح دوم پر یہ کہ چونکہ وہ دراصل قابض تھے اور وہ قبضہ کے مستحق نہ تھے اس لئے وہ ڈگری قبضہ کے مستحق نہ تھے اور تنقیح سوم پر یہ کہ وہ ایک عارضی حکم امتناعی کے مستحق تھے جس کے رو سے مدعا علیہم رسپانڈنٹان اُن کے اہتمام جائیداد میں خلل اندازی کرنے سے باز رکھے جائیں۔

اپیل ہائے بنا راضی ڈگریات بہ ہر دو نالشات مذکورہ کے صاحب جج ضلع کے پاس کئے گئے تھے جس نے ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۳ء کو ہر دو اپیل ہائے میں ایک ہی فیصلہ صادر کیا تھا۔ اُس نے اُن قرارداد ہائے امور واقعہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا جو عدالت اول نے قلمبند کی تھیں اور سبارڈینیٹ جج کی ڈگریات کو بحال رکھا تھا سوائے اس کے کہ اُس نے شرائط حکم امتناعی جاری کردہ بنالش نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۱ء کو تبدیل کیا تھا۔ اُس نے یہ قرار دیا تھا کہ حکم امتناعی مذکور میں ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کے اقرارنامہ کی شرائط سے تجاوز کیا گیا تھا چنانچہ اُسنے اُس کو اپنی رائے میں شرائط اقرارنامہ کی تعمیل کرنیکے ترمیم کیا تھا اور نالش کو ایک ایسا حکم

امتناعی بنایا تہا جس کے روسے بایعان (رسپانڈنٹان حال) جائیداد کی نسبت مشتریاں کے تقرر کی نسبت اور طرح پر عمل کرنے سے باز رکہے گئے تہے جبتک اقرار نامہ ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء منسوخ کیا جائے یا اُس کی بجائے کوئی اور اقرار نامہ فریقین تحریر کریں یا وہ حسب ضابطہ طریق قانونی سے کالعدم ہوجائے یا کالعدم قرار دیا جائے۔

۱۴ - نومبر سنہ ۱۸۹۳ء کو وہ نالش جسمیں کہ اپیل ہذا پیدا ہوا ہے اپیلانٹان نے عدالت سبارڈینیٹ جج چنگلپٹ میں رجوع کی تہی۔ عرضیدعوے میں بعد اقرار نامہ ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کا ذکر کرنیکے اور ان واقعات کا جو کہ اُس کے بعد وقوع میں آئے تہے اور بعد یہ بیان کرنیکے کہ وہ شرائط اقرار نامہ کی تعمیل کرنے اور باقی قیمت جائیداد کے ادا کرنے کو تیار ہیں اُنہوں نے یہ بیان کیا تہا کہ اُنہوں نے ایک مناسب انتقال نامہ رسپانڈنٹان کے پاس اُنکی طرف سے تحریر کئے جانیکے واسطے ارسال کیا تہا مگر اُنہوں نے اُس کے تحریر کردینے سے انکار کیا تہا۔ اُنہوں نے اقرار نامہ کی تعمیل مختص کی استدعا کی تہی اور نیز اُس کی خلاف ورزی کے ہرجانہ کی یا علی سبیل البدل واسطے ہرجانہ اور واپسی اُس روپیہ کے جوکہ اُنہوں نے ادا کیا ہے معہ اُس کے سود کے اور کہ ایسی ہرجانہ کے واسطے انکا مواخذہ جائیداد پر عاید کیا جائے۔

رسپانڈنٹان نے ایک تحریری جوابدعوے داخل کیا جسمیں اُنہوں نے اپیلانٹ کے استحقاق تعمیل مختص یا ہرجانہ سے انکار کیا تہا اور اُنہوں نے عدم تعمیل اقرار نامہ کو اپیلانٹان کے نادرست اور ناجایز طریق عمل کیطرف منسوب کیا تہا اور یہ بیان کیا تہا کہ اُنہوں نے نامناسب طور سے جائیداد کا قبضہ حاصل کرلیا ہے اور کوئی مسودہ انتقالنامہ پیش نکیا تہا اور نہ بقایا زرثمن ادا کیا گیا تہا۔ نیز اُنہوں نے اُن فیصلجات پر انحصار کیا تہا جو کہ اُن کے حق میں نالشات اول نمبر ۵۵ نمبر ۳۱ سنہ ۱۸۹۱ء میں صادر ہوئے تہے۔

بوقت سماعت کے ایک اعتراض کیا گیا تہا جو عذرات میں نہ اُٹہایا گیا تہا کہ بروئے احکام دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالش چل نہ سکتی تہی کیونکہ اپیلانٹان نے اقرار نامہ کے تعمیل مختص کی استدعا نالش نمبر ۳۱ سنہ ۱۸۹۱ء میں نہ کی تہی۔ سبارڈینیٹ جج نے نالش نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۴ء میں فیصلہ صادر کیا تہا۔ نسبت عذر مذکور کے اُنہوں نے یہ بیان کیا تہا کہ "عدالت کو مخاطب کرنیوقت مسٹر بارٹن نے ایک ایسا عذر اُٹہایا تہا جو بیان تحریری میں اُٹہایا نہ گیا تہا۔ اُنہوں نے یہ بحث کی تہی کہ نالش بخلاف احکام دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہونیکی وجہ سے ناقص ہے کیونکہ مدعیان نے دادرسی حال کی استدعا بروقت ادخال نالش ابتدائی نمبر ۳۱ سنہ ۱۸۹۱ء کے نکی تہی نالش مذکور مدعیان نے بطور ایک بالمقابل نالش کے بخلاف مدعاعلیہم کی نالش

سنہ ۱۹۰۱ء
رنگیا گونڈن
بنام
نینجپا راو

ماقبل نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۱ء کے رجوع کی تہی مدعا علیہم نے قبضہ کا دعوے کیا تہا اور مدعیان نے ایک حکم امتناعی مدین مضمون کی استدعا کی تہی کہ مدعا علیہم اُن کے قبضہ اور اہتمام جائیداد میں خلل اندازی کرنے سے باز رکہے جائیں۔ میں یہ معلوم نہیں کرسکتا کہ کسطرح چیز دعوے حال بروئے دفعہ محولہ کے ممنوع السماعت ہے دادرسی مستدعیہ بنالش ماقبل داخل کردہ مدعی ایک خاص بنائے دعوے پر مبنی تہی یعنی یہ کہ مدعا علیہم نے شرائط اقرار نامہ کی خلاف ورزی کی ہے اور صریحی طور پر مدعیان کو قبضہ و اہتمام جائیداد سے محروم کیا ہے جس کے کہ وہ بروئے اقرار نامہ کے مستحق تہے مدعا علیہم نے بخلاف ازیں بروئے اپنی نالش کے قبضہ کا مستحق ہونیکا دعوے کیا تہا اور فریقین سوالات مذکور کی حدتک محدود تہے اور نیز اپنے اپنے حقوق زیر اقرار نامہ مذکور کی حدتک۔ مدعیان نے اپنے استحقاق ارجاع نالش تعمیل مختص معاہدہ کو کسطرح بر زائل نہ کردیا تہا کہ اُنہوں نے اوّلاً اپنے حقوق بروئے اقرار نامہ کے محفوظ کرانے کی نالش کی تہی۔ مدعا علیہم نے معاہدہ کے ترک کرنیکی نالش نہیں کی تہی اور وہ فیصلجات جو نالشات مذکور میں صادر ہوئے تہے دراصل یہ ہیں کہ فریقین اپنی اپنی حیثیت پر رکہے جائیں۔ اس لئے میں یہ خیال نہیں کرتا کہ مدعیان اُس دادرسی کی نالش کرنیسے ممتنع ہیں جسکا کہ وہ اب دعوے کرتے ہیں"

نتیجہ یہ ہوا تہا کہ آخر ایک ڈگری واسطے تعمیل مختص اور مبلغ ... روپیہ ہرجانہ کے عطا کی تہی۔

مدعا علیہم (رسپانڈنٹان حال) نے اس فیصلہ کی ناراضی سے ہائیکورٹ میں اپیل کیا تہا۔

وجوہات اپیل جہانتک کہ وہ ضروری ہیں یہ تہیں کہ نالش بروئے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے اور اسلئے مدعیان ایک ڈگری تعمیل مختص یا ہرجانہ کے مستحق نہیں ہیں۔

ہائیکورٹ (شفرڈ صاحب و لبسٹ صاحب جسٹسان) نے فیصلہ نالش مذکور کا ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء کو بدیں قرار داد صادر کیا تہا کہ مدعیان تعمیل مختص کے مستحق نتہے کیونکہ نالش بروئے تنازعہ ماقبل کے بطور امر فیصل شدہ کے ممنوع السماعت تہی اور نیز اس وجہ سے کہ وہ بحوالہ احکام دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے چل نہیں سکتی۔ مگر اُنہوں نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعیان اُن جملہ رقوم کے دلاپانیکے مستحق ہتے جوکہ اُنہوں نے بطور زر ثمن کے ادا کی تہیں معہ اُن کے سود بشرح ۹ فیصدی کے تاریخ ادائیگی سے اور کہ اُن کو چاہیے کہ بخلاف ازیں اُن جملہ منافعجات کا حساب وکتاب دیں جوکہ اُنہوں نے اُسوقت سے استعمال کئے ہیں جبسے کہ اُنہوں نے جائیداد کا قبضہ حاصل کیا ہے چنانچہ اُنہوں نے سبارڈینٹ جج کی ڈگری کو منسوخ کرکے مقدمہ کو اُسکو باسفرض دیئے حساب وکتاب کے لینے کے واسطے واپس کیا تہا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رنگیا گونڈن
بنام
نیچپا راؤ

سب آرڈینیٹ جج نے حسب ضابطہ یہ قرار دیا تھا کہ کوئی رقم بحق مدعیان بربنائے حساب وکتاب واجب الادا نہیں ہے۔

یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو ہائیکورٹ (مسٹر جسٹس شفرڈ صاحب و ڈیویس صاحب جسٹسان) نے ایک آخری ڈگری مقدمہ میں صادر کی تھی جس کے رو سے اُنہوں نے نالش کو معہ خرچہ خارج کیا تھا۔

امور قانونی مذکورہ بالا پر ہائیکورٹ (مسٹر جسٹس شفرڈ صاحب و لسٹ صاحب جسٹسان) نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ اگر نالش حال ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء میں بجائے نومبر سنہ ۱۸۹۳ء کے رجوع کیگئی ہوتی تو کوئی ایسے سوالات موجود نہوتے جنکا کہ فیصلہ مابین فریقین کے کیا جانا ضروری ہوتا سوائے سوال متعلق بہ درستی رقم بقایا واجب الادا اور درستی شرائط انتقال کے۔ ایک غلطی مدعیان نے دربارہ رقم مذکور کے کی تھی اور شاید (گو یہ امر صریح نہیں) مدعاعلیہم نے بھی غلطی کی ہو۔ کوئی خلاف ورزی کسی ضروری شرط معاہدہ کی نکیگئی تھی جس کے رو سے مدعیان تعمیل مخصوص کے مستحق بروئے احکام دفعہ ۲۴ ایکٹ دادرسی خاص کے نہ رہتے۔ اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کے بعد مدعیان نے کوئی نیت معاملہ کو ترک کرنے اور اپنے دعاوی بروئے معاہدہ سے دست بردار ہونے کی ظاہر کی تھی۔ مگر ہماری رائے میں مدعیان کا اپنے استحقاق بروئے معاہدہ پر اصرار کرنا جبکہ انپر مدعاعلیہم نے ایک نالش سنہ ۱۸۹۱ء میں کی تھی اُن کے دعوے حال کا مانع ہے۔ نالش نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۱ء نیچپا اور اُس کے شرکاء نے واسطے دلا پانے قبضہ جائداد کے رجوع کی تھی۔ عرضی دعوے میں دراصل یہ بیان کیا گیا تھا کہ معاہدہ بیع بباعث قصور خریداران کے زائل ہوگیا تھا۔ خریداران نے اپنے جواب دعوے تحریری میں درست طور پر موجودگی معاہدہ پر اصرار کرکے یہ بیان کیا تھا کہ وہ بتعمیل اُس کی شرائط کے قابض ہیں۔ قرارداد یہ تھی کہ خریداران نے ار ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء سے پہلے جبکہ اُن کے ملازمان بائعان سے بدل کئے گئے تھے عملی طور پر جائداد پر قابض تھے اس امر کا ذکر مدعیان نے خود اپنے عرضی دعوے حال (کے فقرہ نمبر ۲) میں کیا ہے اور اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ یہ ایک امر واقعہ ہے اُنکا قبضہ خواہ بائعان کے ساتھ شترکہ ہو یا قطعی ایسا قبضہ تھا جو اُنکو بحیثیت خریداران کے دلایا گیا تھا ایسا امر غیر ضروری ہے کہ معاہدہ تحریری میں اُس کے متعلق حکم نہیں ہے۔ پس اس صورت میں وہ جواب جو کہ مدعیان نے اُس دعوے کا دیا تھا جو انکے برخلاف نالش سنہ ۱۸۹۱ء میں کیا گیا تھا ایک بہتر جواب تھا۔ اسطرح معاہدہ کی تعمیل مخصوص کے مستحق بر طبق ادائیگی بقایا زر واجب الادا کے ہونے پر وہ یہ کہنے کے مستحق تھے کہ اُنکا قبضہ جائز تھا وہ یہ نہ کہہ سکتے تھے کہ اُنکو واقعی طور پر جائداد میں بہتر استحقاق حاصل ہے مگر وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ بباعث اس قصور بائعان کے کہ اُنہوں نے انتقال نامہ تحریر نہ کیا تھا اُن کا استحقاق مکمل نہ کیا گیا تھا

سنہ ۱۹۰۱ء
گنگیا گونڈن
بنام
تنجیا راؤ

معاہدہ کی موجودگی ایک ایسا امر تہا جو نالش سنہ ۱۸۹۱ء میں وجہ جواب بنایا جاسکتا تہا اور بنایا جانا چاہئیے تہا۔ اس سے کچہہ فرق نہیں آتا کہ جوابدعوے مذکور اُٹہایا جاکر نامنظور کیا گیا تہا کیونکہ قیاس اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ نامنظور کیا جاتا اگر واقعات مناسب شہادت سے ثابت کئے گئے ہوتے۔ اسلئے نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ سوال معاہدہ امر فیصل شدہ قرار دیا جانا چاہئیے اور نالش جہانتک کہ اسکی رو سے تعمیل مختص کی استدعا کیگئی ہے ناکام رہنی چاہئیے۔ ایک اور بلاواسطہ وجہ جسپر کہ ہماری رائے میں مدعیان کی نالش ناکام رہنی چاہئیے یہ ہے کہ وہ بنائے دعوے جسپر اُن کی نالش مبنی ہے اس بنائے دعوے کے مشابہ ہے جسپر کہ اُنہوں نے نالش سنہ ۱۸۹۱ء مبنی رکہی تہی۔ سبارڈینیٹ جج نے یہ خیال کیا ہے کہ موخر الذکر نالش صرف قبضہ میں خلل اندازی کرنے کے واسطے کیگئی تہی۔ مگر ملحوظی عرضیدعوے کے اور اُسکا مقابلہ عرضیدعوے نالش حال کے ساتہہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہم بیانات ہر دو عرائض دعاوی میں یکساں ہیں۔ دونوں میں مدعیان نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک معاہدہ موجود ہے اور اُنہوں نے اُسی کے تابع قبضہ حاصل کیا ہے۔ اپنے دعوے سنہ ۱۸۹۱ء کی تائید میں مدعیان نے شہادت متعلق یہ معاہدہ پیش کی تہی جو اُنہوں نے نالش حال میں بہی پیش کی ہو۔ اسطرح پر ایک اور معیار یکسانیت بنائے دعوے بہی پیدا ہوتی ہے (ملاحظہ ہو مقدمات محولہ بمقدمہ برنسڈن بنام ہمفرے (۱)) ممکن ہے کہ مدعیان پہلی نالش میں محض امر واقعہ قبضہ پر انحصار کرتے اور اُس صورت میں نالش حال کے رجوع کرنے سے ممتنع ہوتے مگر اُنہوں نے معاہدہ کو بطور ایک وجہ نالش دوم کے محفوظ نہ رکہا تہا۔ اُنہوں نے سنہ ۱۸۹۱ء میں اُسپر ایک تنقیح قایم کرا کے اپنے دعوے قبضہ کو اُسی پر مبنی رکہا تہا۔ نالش حال میں وہ پہر اُسی کے متعلق تنقیح قایم کرانا اور اُسی پر اپنے دعوے تعمیل مختص کو مبنی رکہنا چاہتے ہیں۔ وہ دادرسی جسکی وہ استدعا کرتے ہیں مختلف ہے مگر وہ اہم واقعات جنسے کہ اُنکو بنائے دعوے حاصل ہوتا ہے دونوں مقدمات میں یکساں ہیں۔ ان وجوہات پر ہماری یہ رائے ہے کہ استدعائے تعمیل مختص منظور نہیں کیجا سکتی اور کہ وہ ڈگری جو اُسکے مطابق صادر کیگئی ہے منسوخ کیجانی چاہئیے"

بعد فیصلہ ہائیکورٹ کے مدعیان (اپیلانٹان حال) نے ایک نالش نمبر ۲ بابت سنہ ۱۸۹۴ء بخلاف مدعا علیہم (رسپانڈنٹان حال) کے رجوع کی تہی جسمیں بطور منتقل الیہم مرتہنان ٹیوڈر ویلی اسٹیٹ کے اُنہوں نے ہائیکورٹ سے ایک ڈگری واسطے اُس رہن کی رقم کے جو سرای جارج لینگٹن نے حاصل کیا تہا معہ سود اور خرچہ کے حاصل کی تہی۔

(۱) (سنہ ۱۸۸۲ء) لا رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱۴ صفحہ ۱۴۱ لغایت صفحہ ۱۴۵

سنہ ۱۹۰۱ء
رنگیا گونڈن
بنام
نجپاراؤ

برطبق اپیل ہذا مسٹر جے ایچ سے برنس بجانب اپیلانٹان نے یہ عذر کیا تہا کہ نالش بروئے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے امر فیصل شدہ نہتی۔ کیونکہ ایک نالش کے زیر دفعہ مذکور ممنوع السماعت ہونیکے واسطے معاملہ زیر تنقیح کا فیصلہ ناطق طور پر پہلی نالش میں ہونا ضروری ہے۔ نالش ہذا کا امر مابہ النزاع کبہی ناطق طور پر فیصل نہیں ہوا (مقدمہ پرشوتم گیر بنام نربدا گیر (۱) کا حوالہ دیا گیا تہا) نسبت دفعہ ۴۳ مجموعہ مذکور کے اپیلانٹان بر وقت رجوع نالش نمبر ۳ بابت ۱۸۹۱ء کے اقرارنامہ کی تعمیل مخصص کا دعوے کرنیکے مجاز نہ تہے سوال اسوقت یہ تہا کہ آیا فریقین بروئے اقرارنامہ کے جائداد کو استعمال میں لاسکتے تہے یا نہیں کوئی انتقال بحق اپیلانٹان کے تحریر نکیا گیا تہا چنانچہ وہ قبضہ کی استدعا نکرسکتے تہے اور تعمیل مخصص کے مستحق نتہے اسلئے کوئی ایسا دعوے یا چارہ جوئی ترک نہیں کیا گیا جس کے کہ مستحق وہ حسب منشاء دفعہ ۴۳ تہے۔ وہ وجوہات جنپر کہ ہائیکورٹ نے مقدمہ کو فیصل کیا ہے رسپانڈنٹان نے پیش نہیں کیں اور نہ انکی نسبت عدالت ادنیٰ میں تنقیحات قایم کیگئی نہیں اور عذر امر فیصل شدہ کا وجوہات اپیل بہائیکورٹ میں ہی اوٹہایا گیا تہا۔

مسٹر جے ڈی مین بجانب رسپانڈنٹان :۔ وجوہات فیصلہ ہائیکورٹ کی نسبت گو وہ صریح طور پر عذرات اور تنقیحات میں اوٹہائی نگئی تہیں ہر دو عدالت ہائے ماتحت میں بحث کیگئی تہی اور بیضابطگی اگر کوئی ہو زیر دفعہ ۸۷ ۳ مجموعہ مذکور ایک وجہ اپیل نہیں ہے۔ بوقت پہلی نالشات نمبر ۵۵ و ۳ بابت ۱۸۹۱ء کے سوال دربارہ جاری رکہنے جائداد کے بروئے اقرارنامہ ختم ہوچکا تہا اور اپیلانٹان اوسپر قابض تہے پس کیوں انہوں نے اپنا دعوے تعمیل مخصص اقرارنامہ پیش نکیا تہا؟ پس جب انہوں نے سوال مذکور اسوقت پیش نکیا تہا تو وہ اب بروئے تشریح سوم دفعہ ۱۳ اور دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تعمیل مخصص کی نالش کرنیسے ممتنع نہیں ہیں۔ مزید براں بروئے نالش نمبر ۴ بابت ۱۸۹۶ء کے اپیلانٹان نے اپنے آپکو اوس اقرارنامہ کی تعمیل سے قاصر رکہا ہے جس کے کہ مؤثر کرانیکی وہ اب استدعا کرتے ہیں۔ ان کی حیثیت مدعیٰ بنالش مذکور ان کے دعوے بنالش حال کے بالکل نامطابق ہے۔ اگر فیصلہ ہائیکورٹ ان وجوہات پر منسوخ کیا جائے جنپر کہ وہ صادر کیا گیا ہے تو مقدمہ دیگر سوالات کے فیصل کئے جانیکے واسطے ہائیکورٹ میں واپس کیا جانا چاہئے۔

مسٹر برنس نے اسکی جواب میں مقدمہ شیوساگر سنگہ بنام سیتارام سنگہ (۲) کا حوالہ دیا تہا۔

(۱) (۱۸۹۹ء) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۶ صفحہ ۵۸ و انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۵۵ -
(۲) (۱۸۹۶ء) " " " جلد ۲۴ صفحہ ۵۰ و " " کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۶۱۶ -

سنہ ۱۸۹۲ء
رنگیا گونڈن
بنام
تنجیا رائر

۱۳ جولائی کو حکام عالیمقام کا فیصلہ لارڈ با بہدس صاحب نے حسب ذیل صادر فرمایا تہا۔

تجویز:۔ رسپانڈنٹان اپیل ہذا جو نالش ابتدائی میں مدعا علیہم تھے ایک خاندان اہل ہنود کے اماکین ہیں جس کا مہتمم منجا پا تہا ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کو انہوں نے ایک تحریری اقرار نامہ اپلانٹان کیساتھ جو عدالت ماتحت میں بیان تھے دوبارہ فروخت ایک کافی کے باغ کے کیا تہا جس کی کہ مدعا علیہم تابع بعض رہنہ کے مالکان تھے۔

اقرار نامہ مذکور کسیقدر خاص نوعیت کا ہے قیمت مبلغ ... مقرر کیگئی تہی جس میں سے ... ادا کئے گئے تھے بائعان اس امر کی ذمہ داری اٹھائی ہے کہ ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء تک ۳۰ ٹن کافی مہیا کریں گے اور بطور اس کی کفالت کے خریداران پر لازم تہا کہ مبلغ ... اپنے پاس رہنے دیں خریداران پر لازم ہے کہ مبلغ ... مرتہن کو ادا کریں جس کے بعد مبلغ ... اسکے حق میں واجب الادا باقی رہیگا۔ باقی مبلغ ... یکم اپریل سے ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء تک نقد ادا کیا جاتا تہا۔ فریقین میں سے کسی کی طرف سے عدم تعمیل اقرار نامہ پر تاوان مقرر کیا گیا ہے۔ کاشت اراضی کے واسطے ذیل کی شرط کیگئی تہی:۔ "چونکہ جایداد مذکور ہمارے قبضہ میں ۳۱ جولائی تک رہیگی اسلئے ہمپر لازم ہے کہ جایداد کی حفاظت اسطرح پر کریں کہ اپنی سپرنٹنڈنٹ سے اُن جملہ احکام کی تعمیل کرائیں جو کہ تمہاری طرف سے جایداد میں کام کرنیکے لئے کئے جائیں ہمکو چاہیے کہ آیندہ یکم اپریل تک تمہارے پاس ایک فہرست اُن اشیاء کی ارسال کریں جو جایداد مذکور سے ملحق ہوں اور مویشیوں کا قبضہ تاریخ مذکور تک تمہارے حوالہ کردیں۔"

ماہ اگست سنہ ۱۸۹۱ء کے آخری جزو تک شرائط اقرار نامہ کی تعمیل کیگئی تھی مگر میعاد تکمیل میں درنگ کیگئی تھی۔ خریداران نے جایداد کی کاشت کر کے رہن نامے کا ایفا کردیا تہا اور بعض دیگر ادائگی بہی بائعان کیطرف سے کی تہیں جو سب ملکر مبلغ ... کی حد تک پہنچی تہیں اور مبلغ ... باقی رہتے تھے۔ اسپر تنازعات شروع ہوئے تھے اور ہر ایک فریق دوسرے پر درنگ کا الزام کرتا تہا ماہ ستمبر کے شروع پر ہر ایک نے دوسرے سے یہ مطالبہ کیا تہا کہ اقرار نامہ کی تکمیل چار یا پانچ یوم کے اندر کرے اور بصورت قصور کئے جانیکے مقرر کردہ تاوان کی نالش کرنیکی دہمکی دیگئی تہی۔ بائعان نے خریداران کے کام میں دست اندازی کی تھی۔ فوجداری کارروائیات جو ایسی صورتوں میں عام طور پر ہوتی ہیں کیگئی تہیں اور ازاں بعد تنازعہ دیوانی حال شروع ہوا تہا جس سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے۔

۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو بائعان نے نالش نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۱ء بخلاف خریداران کے رجوع کی تھی انہوں نے قبضہ جایداد اور عام دادرسی کی استدعا کی تہی خریداران نے نالش مذکور میں جوابدہی داخل کیا تہا اور نیز ایک نالش نمبر ۶۰ سنہ ۱۸۹۱ء بخلاف بائعان کے رجوع کی تہی نالش نمبر ۵ میں خریداران نے اقرار نامہ پر

سنہ ۱۹۰۱ء
نگیا گونڈن
بنام
نبچا راو

اصرار کیا تھا اور بیٹے کہ ہم میں خلل اندازی کئے جانے کے ہرجانہ کی استدعا کی تھی - نالش نمبر ۲۷ میں انہوں نے یہ استدعا کی تھی کہ اولاً قبضہ زیر احکام دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص بحال کیا جائے جو احکام کہ بحالی قبضہ کے متعلق اس صورت میں ہیں جبکہ بیدخلی سوائے حسب ضابطہ طریق قانون کے اور طرح پر وقوع میں آئے ثانیاً یہ کہ مبلغ الف روپیہ بطور ہرجانہ خلل اندازی کے دلایا جائے ثالثاً یہ کہ ایک حکم امتناعی واسطے محفوظ کرنے ان کے اہتمام اور قبضہ کے عطا کیا جائے - جوابدعوے میں بائعان نے اپنا بیان دربارہ تنازعہ کے دیا تھا اور اس امر پر اصرار کیا تھا کہ معاہدہ کو خریداران نے توڑا ہے کیونکہ وہ اس کی تکمیل سے قاصر رہے ہیں اور معاہدہ بائعان نے ۱۰ ستمبر کو ختم شدہ متصور کیا تھا اور کہ انکے برخلاف کوئی دادرسی نہیں کیجا سکتی -

ہردو نالشات کی سماعت ایک ہی شہادت پر کیگئی تھی اور ۱۰ اگست سنہ ۱۸۹۲ء کو سبارڈینیٹ جج نے ہر ایک نالش میں جداگانہ فیصلہ صادر کیا تھا نالش نمبر ۵۵ میں اسنے یہ قرار دیا تھا کہ بروئے شرائط اقرارنامہ کے فریقین کا یہ منشا رہا تھا کہ بائعان کو تکمیل بیع تک قبضہ حاصل رہنا چاہئیے اور کہ خریداران نے ناجائز طور پر انکو بیدخل کیا ہے مگر اس نے انکو کسی معاوضہ کا مستحق قرار ندیا تھا - نالش نمبر ۲۷ میں اسنے قبضہ کے متعلق یہی فیصلہ کیا تھا اور قرار دیا تھا کہ خریداران کسی معاوضہ کے مستحق نہیں ہیں - مگر وہ عارضی حکم امتناعی کے مستحق ہیں جس کے رو سے بائعان ان کے اہتمام میں خلل اندازی کرنیسے باز رکھے جائیں - اپنے فیصلہ بنالش نمبر ۵۵ میں اسنے ذیل کی رائے ظاہر کی تھی: " بالآخر میں یہ ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے مقدمہ ہذا میں اپنے آپ کو محض امر واقعۂ قبضہ و بیدخلی تک محدود رکھا ہے جیسا کہ میں نے بروقت سماعت کے وکلاء کے روبرو رائے ظاہر کی تھی - میری رائے میں میرے روبرو صرف یہی واقعات مقدمہ کے متعلق کارروائی کرنے کے لئے موجود ہیں "

دراصل کسی دادرسی کی استدعا نکیگئی تھی اور نہ کوئی تنقیح کسی نالش میں کسی امر کے متعلق سوائے قبضہ یا معاوضہ کے قائم کیگئی تھی خریداران نے تکمیل قرارنامہ کی استدعا کی تھی اور نہ بائعان نے اسکی منسوخی کی استدعا کی تھی - خریداران نے ہردو نالشات میں صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تھا - ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۸۹۳ء کو اسنے ہردو ڈگریات بحال رکھی تہیں صرف نمونہ حکم امتناعی میں ترمیم کی تہی - بعد ترمیم کے حکم امتناعی مذکور کے رو سے " بائعان جائیداد میں کسی اور طرح پر سوائے اس طریق کے جو کہ مشتریان مقرر کریں کارروائی کرنیسے باز رکھے گئے ہیں جبتک کہ اقرارنامہ (دستاویز الف) منسوخ نکیا جائے یا اس کی بجائے فریقین کوئی اور اقرارنامہ تحریر نہ کریں یا وہ کسی طریق قانونی سے کالعدم نہ ہو جائے "

سنہ ۱۹۰۱ع
رنگیا گونڈن
بنام
تنجپا رائو

۱۴ / نومبر سنہ ۱۸۹۶ع کو خریداران نے اپنا موضع جو ائے بنا نالش حال رجوع کیا تہا جسمیں اقرارنامہ ۲۲ / مارچ سنہ ۱۸۹۱ع کی تعمیل مخصوص کی استدعا کیگئی تہی۔

۲۰ / اپریل سنہ ۱۸۹۷ع کو سبارڈینیٹ جج نے ایک ڈگری اُنکے حق میں صادر کی تہی۔ بروقت تجویز کے اُنکے روبرو بائعان نے ایک عذر قانونی اُٹہایا تہا جو کہ اُن کے عذرات یا تنقیحات میں نہ اُٹہایا گیا تہا۔ وہ دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر مبنی تہا جسمیں یہ حکم ہے کہ ہر ایک نالش میں وہ کل دعوے شامل ہونا چاہئیے جسکی کہ بنا پر دعوے کرنیکا مدعی مستحق ہو اور کہ اگر مدعی اپنے دعوے کے کسی جزو کی بابت نالش کرنیسے قاصر ہو تو وہ بعد میں جزو ترک کردہ کا دعوے نکر سکیگا۔ فاضل جج مذکور کا یہ خیال تہا کہ مقدمہ دفعہ مذکور کی ذیل میں نہ آتا تہا کیونکہ نالش نمبر ۳ / سنہ ۱۸۹۱ع ایک بالمقابل نالش بمقابلہ نالش نمبر ۵۵ کے تہی اور فریقین میں سے کسی نے سوائے قبضہ یا بیدخلی کے کسی اور شئے کے متعلق کارروائی کرنیکی استدعا نہ کی تہی۔

بائعان نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا تہا جسمیں اُنہوں نے پہر وہی وجوہات پیش کی تہیں جو عدالت اول میں اُٹہائی گئی تہیں اور اپنا جواب زیر دفعہ ۴۳ ایراد کیا تہا۔ بروقت سماعت اپیل کے اُنہوں نے یہ مزید عذر اُٹہایا تہا کہ امر زیر بحث کا فیصلہ خریداران کے برخلاف بروئے فیصلجات بنالشات سنہ ۱۸۹۱ع کے کیا گیا ہے۔

۱۲ / اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ع کو ہائیکورٹ نے اپیل کا فیصلہ کیا تہا۔ اُنہوں نے یہ قرار دیا تہا کہ نالش چل نہیں سکتی اولاً اسوجہ سے کہ امر مذکور امر فیصل شدہ ہے اور ثانیاً اسوجہ سے کہ مقدمہ دفعہ ۴۳ کی ذیل میں آتا ہے۔ بنسبت وجہ اول کے بلحاظ نمونہ نالشات سنہ ۱۸۹۱ع اور اُن فیصلجات کے جنکے کہ روسے اُنکا خاتمہ کیا گیا تہا کوئی اہم مشکل ہوتی نہیں ہے مگر حکام عالیمقام کے واسطے اس امر کا فیصل کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ وہ فاضل ججان کے ساتہ وجہ دوم میں کامل طور پر اتفاق کرتے ہیں۔ اقرارنامہ مذکور بنائے دعوے نالش نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۱ع میں تہا۔ کوئی اور بنائے دعوے موجود نتہا۔ یہ سچ ہے کہ خریداران نے صرف قبضہ کی نالش کی تہی مگر بلا واسطہ اقرارنامہ کے انکے پاس کوئی دعوے قبضہ موجود نتہا جسکے کہ اُنکو عطا کرنیسے انکار کیا گیا تہا اور نہ کوئی دعوے دربارہ اُس انتقام کے تہا جو اُنکو عطا کیا گیا تہا۔ بائعان نے یہ بیان کیا تہا کہ کوئی اقرارنامہ اب مؤثر نتہا۔ صحیح طریق خریداران کے واسطے یہ تہا کہ اُسکی تعمیل کا مطالبہ کریں کسیوجہ سے اُنہوں نے ایسا نکیا تہا۔ اُنہوں نے اقرارنامہ کو دعوے قبضہ دہرجانہ کی بنا قرار دیا تہا۔ نالش ہذا میں اُنہوں نے اُسکو بنائے دعوے انتقال جائیداد بنایا ہے۔ مگر مجموعہ میں درست طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُنکو ایسا نکرنا چاہئیے۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رنگیا گوندن
بنام
منجپہ راؤ

ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تھا کہ خریداران اُس روپیہ کے دلاپانیکے مستحق تھے جوکہ اُنہوں نے بطور زرثمن کے ادا کیا ہے مگر اُنپر یہ بھی لازم ہے کہ اُس منافعہ کا حساب و کتاب دیں جوکہ اُنہوں نے اپنے انتظام کے دوران میں حاصل کیا ہے۔ نالش واسطے حساب کتاب لئے جانیکے واپس بھیجی گئی تھی اور قرار یہ دیا گیا تھا کہ خریداران کے حق میں کوئی رقم واجب الادا نہیں ہے اسلئے ہائیکورٹ نے یکم ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو نالش معہ خرچہ خارج کی تھی حکام عالیمقام نہایت عجز سے حضور ملک معظم شہنشاہ ہند کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اپیل ہذا خارج کیا جائے اپیلانٹاں کو خرچہ ادا کرنا چاہیئے۔

اپیل خارج کیا گیا۔

سالسٹر منجانب اپیلانٹان: مسٹر آر ٹی لنکر۔

سالسٹران منجانب رسپانڈنٹان: میشرز کوڈل اینڈ آرم سٹرانگ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سبرامنیا ایا صاحب جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۱ء ۱۱، ۲۲ و ۱۳ فروری

کدالا ریدی و یک کس دیگر (مدعیان نمبر ۲ و ۳) اپیلانٹان بنام نرلسی وغیرہ (مدعاعلیہم) رسپانڈنٹان*

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۶۳ - نالش بخلاف ایک مجنون کے جو مجنون قرار نہ دیا گیا ہو - ایکٹ مجنونان (عدالتہائے ضلع) - ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء دفعات ۲ و ۲۳ - عدالت کیطرف سے مجنون کا ولی دوران مقدمہ مقرر کیا جانا - عملدرآمد -

مدعی نے ایک نالش بخلاف چند مدعاعلیہم میں مدعاعلیہا نمبر ۱ کا ذکر (جو بیوہ تھی مگر نابالغ نہ تھی) بطور ایک فاتر العقل کے کیا تھا اور اُسپر بوساطت اُسکی ماں اور ولی کے نالش کی تھی۔ مدعاعلیہا نمبر ۱ بروئے ایکٹ مجنونان (عدالتہائے ضلع) ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء کے مجنون قرار نہ دی گئی تھی اور نہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عدالت اول نے اپنا اطمینان اس امر کی نسبت کر لیا تھا کہ مدعاعلیہا نمبر ۱ در اصل مجنون تھی یا یہ کہ اُسکے ولی مقرر کردہ مدعی کو بطور مناسب شخص کے پسند کیا تھا۔ نالش کی جوابدہی صرف مدعاعلیہ نمبر ۲ نے کی تھی - بجز دفعہ ۴۶۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے احکام مندرجہ دفعات ۴۴۰ لغایت ۴۶۲ (جنکا تعلق پیروی نالشات منجانب و بخلاف نابالغان کے ساتھ ہے) کی نسبت یہ ہدایت کیگئی ہے کہ وہ بہ تبدیل مراتب تبدیل طلب اُن اشخاص فاتر العقل کی صورتوں سے متعلق ہیں جوکہ زیر ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء یا کسی اور قانون نافذ الوقت کے رو سے مجنون قرار دیئے گئے ہوں۔

* اپیل دوم نمبر ۱۲۳۸ سنہ ۱۸۹۹ء بر خلاف ڈگری ایم ڈی بیل صاحب ڈسٹرکٹ جج گوداوری بمقدمہ اپیل نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۸ء مشعر ترمیم ڈگری ایم کرشنا سامی نیدو ایکٹنگ ڈسٹرکٹ منصف نرساپور بمقدمہ ابتدائی نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۷ء

سنہ ۱۹۰۱ع
کدلاربدی
بنام
رلیسی

اس عذر کو کئے جانے پر کہ نالش ناقص ہے اور وہ اس وجہ سے خارج کیجانی چاہئے کہ مدعا علیہا مجنون قرار نہیں دیگئی - تجویز ہوئی کہ چونکہ استحقاق ارجاع نالش بخلاف مجنون کے بلاشبہ طور پر موجود تھا اسلئے بصورت عدم موجودگی کسی حکم مندرجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جسکی رو سے نالشات بخلاف اشخاص مجانین کے متعلق حکم دیا گیا ہو جو کہ زیر ایکٹ مذکور مجنون قرار نہ دیئے گئے ہوں - عدالت کو چاہئے تھا کہ ایک ایسا بے والی شخص کو ولی دوران مقدمہ مقرر کرتا اس امر کے ثابت کئے جانے پر کہ مدعا علیہا نمبر ۱ در اصل فاتر العقل ہے -

نالش واسطے استقرار حق کے - مدعی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ اور مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت نمبر ۹ بحیثیت ورثاء بازگشت کے بروئے دہرم شاستر بعض جائیداد کے مستحق ہیں جو کہ مدعا علیہا نمبر ۱ کے نام بطور جائیداد حین حیاتی بیوہ کے منتقل ہوئی ہے - مگر مدعا علیہا نمبر ۱ (جو بیوہ تھی مگر نابالغ نہ تھی) فاتر العقل تھی اور جائیداد اسکے برادر کے قبضہ اور استعمال میں تھی جو کہ بطور مدعا علیہ نمبر ۲ کے نالش میں شامل کیا گیا تھا - مدعی نے یہ الزام لگایا تھا کہ مدعا علیہا نمبر ۱ کی ماں اور ولیہ نے ورثاء بازگشت کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کے واسطے جائیداد بروئے ایک بیعنامہ کے مدعا علیہ نمبر ۲ کے نام منتقل کر دی ہے جو رجسٹری کرایا گیا ہے مگر جو سازشی اور بلا بدل تھا اور جس کے واسطے کوئی ضرورت جائز موجود نہ تھی - مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ اسنے مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت نمبر ۹ کے حقوق بازگشتی خرید کر لئے ہیں اسلئے وہ بطور تنہا وارث بازگشت کے مستحق ہے اور نیز یہ کہ مدعا علیہا نمبر ۱ کا شوہر ۲۰ سال قبل ارجاع نالش کے فوت ہو چکا ہے - مدعا علیہم میں سے صرف مدعا علیہ نمبر ۲ نے نالش کی جوابدہی کی تھی - اسنے جملہ بیانات مندرجہ عرضی دعوے کی مخالفت کی تھی - مدعا علیہا نمبر ۱ کا ذکر عرضی دعوے میں بطور فاتر العقل کے کیا گیا تھا اور اسکی طرف سے اس کی ماں پر بحیثیت اسکی ولیہ کے نالش کیگئی تھی - مدعی بعد ارجاع نالش کے فوت ہو گیا تھا اور اسکے دو پسران اسکی بجائے شامل مسل کئے گئے تھے -

دعویٰ واسطے استقرار اس امر کے تھا کہ انتقال مذکور کالعدم ہے جہانتک کہ اسکو رو سے مدعا علیہا نمبر ۱ کے استحقاق حین حیاتی سے بڑھکر منتقل کیا گیا ہے - منصف ضلع نے نالش کے متعلق بربنائے واقعات کے کارروائی کر کے بالآخر اسکو خارج کیا تھا - مدعی کے پسران نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تھا جسنے اپنے فیصلہ میں یہ ظاہر کیا تھا کہ بیوہ مدعا علیہا نمبر ۱ فاتر العقل بیان کیگئی ہے اور اسپر بوساطت اسکی ماں کے نالش کیگئی ہے - بحوالہ دفعہ ۴۶۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اسنے یہ بیان کیا تھا کہ ولی ذات فاتر العقل صرف اس صورت میں مقرر کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ زیر ایکٹ ۳۵ بابت ۱۸۵۸ء فاتر العقل قرار دیا گیا ہو اسنے مقدمہ مستیا بنام لوتھایا (۱) کا حوالہ دیا تھا مدعا علیہا نمبر ۱ مجنون قرار نہ دی گئی تھی اسلئے اسنے یہ قرار دیا تھا

(۱) انڈین لا رپورٹ ... مدراس ...

کہ نالش ناقص تھی اور اُس نے اُسکو وجہ مذکور پر خارج کیا تھا۔

مدعیان نمبر ۲ و نمبر ۳ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

کے راما چندرا ایار (از طرف سندرا ایار) منجانب اپیلانٹان نے یہ عذر کیا کہ گو ایک فاتر العقل نیز ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء مجنون قرار نہیں دیا گیا ہو تاہم وہ بوساطت رفیق قریب تر کے نالش کرسکتا ہے یا اُسپر بوساطت ولی دوران مقدمہ کے نالش کیجا سکتی ہے۔ صورت حال میں مدعا علیہا نمبر ۱ کا ذکر بطور فاترالعقل عورت کے کیا گیا تھا اور اُسکی طرف سے نالش میں اُسکی ماں بطور ولی دوران مقدمہ کے بیان کیگئی تھی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں اس امر کے متعلق کوئی حکم نہیں ہے کیونکہ دفعہ ۴۶۳ صرف اُن مقدمات سے متعلق ہے جنمیں کہ مجانین بردئے قانون کے مجانین قرار دیئے گئے ہوں پس اس صورت میں عدالت کو اختیار حاصل تھا کہ بطور عدالت ایکوٹی کے قرین انصاف طریق پر عمل کرے جیسے کہ انگلستان کی عدالت چانسری ایسے واقعات کی موجودگی میں عمل کرتی اور وہ ایک نا قابل شخص کا ولی مقرر کرسکتی تھی۔ احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی مکمل نہیں ہیں (ملاحظہ ہو نو بو خاں بنام سیتا (۱) و پرانسکھرام بنام بائی لاڈ کور (۲)) اور نہ دفعہ ۴۶۳ ایک حال جیسے مقدمہ میں عدالت کو اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ ایک ولی مقرر کیا جاوے اور نہ وہ اُس کو کسی اور طرح پر عمل کرنے سے باز رکھتی ہے۔ اگر یہ عذر درست نہ ہو تو ایک مجنون کا دائن جملہ استحقاق ارجاع نالش سے باز رکہا جا سکتا ہے اگر مجنون کے رشتہ داران اُس کو زیر قانون دیوالیہ قرار دلانے سے انکار کریں کیونکہ زیر ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء صرف رشتہ داران ہی ایسے تقرر کی درخواست کرسکتے ہیں (ملاحظہ ہو سبا یا بنام بوتہایا (۳)) اُنہوں نے یہ عذر کیا تہا کہ اہم استحقاق ایک دائن کا مدیون پر نالش کرنیکا بروئے ایک مجموعہ ضابطہ کے زائل نہیں کیا جا سکتا۔ مقدمات ذیل کا بھی حوالہ دیا گیا تہا:۔ ونیکٹرامنا رام بہاٹ بنام تمیا دیوایا (۴) لکارام اننت جوشی بنام وٹہل جوشی (۵) سنکو بنام پتا ما (۶) او ماسندری داسی بنام راجی بلدار (۷) و نراین بنام کرشنا (۸)

پی نگابہوشنام منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے یہ استدعا کی تھی کہ انگلستان کا عملدرآمد چانسری معاملہ ضابطہ ہندوستان میں رہنما نہیں ہوسکتا جہانتک ایک فریق نالش فاتر العقل قرار دیا گیا ہو تو اُسکا ولی صرف زیر دفعہ ۴۶۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقرر کیا جا سکتا ہے دفعہ مذکور میں صرف یہ حکم ہے کہ احکام باب ۳۱

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۶۵۴ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۔
(۴) " " بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۴۲ (۵) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۶۵۴ (۶) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۸۰
(۷) " " کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۲ (۸) " " مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۱۴

سنہ ۱۹۰۱ء
کدالاریدی
بنام
نرلیسی

مجموعہ ضابطہ دیوانی اشخاص فاترالعقل سے متعلق ہونے چاہئیں اگر وہ زیر ایکٹ ۳۵ ۱۸۵۸ء فاترالعقل قرار دیئے گئے ہوں۔ ایسے حکم کے دیئے جانیکی وجہ یہ ہے کہ تحقیقات دربارہ درستی عقل یا فاترالعقل ہونیکے زیادہ تر مشکل بہ نسبت تحقیقات دربارہ عمر کے ہے یعنی دربارہ بلوغ یا عدم بلوغ کے کیونکہ اُس تحقیقات میں طبعی اور درست شہادت درکار ہوتی ہے جو کہ اُن جملہ عدالت ہائے سے کیجانی ممکن نہیں ہے جنسے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہو۔ اسلئے مجموعہ میں قرین انصاف طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ درصورتیکہ اولیا منجانب عدالتہائے کے اُن جملہ اشخاص کی نسبت مقرر کئے جاسکتے ہیں جو فاترالعقل قرار دیئے گئے ہوں یا ثابت کئے گئے ہوں۔ عدالتہائے کو چاہئے کہ اشخاص فاترالعقل کے اولیا مقرر نہ کریں جبتک کہ وہ زیر ایکٹ مجانین (عدالت ہائے ضلع) ۳۵ ۱۸۵۸ء مجانین قرار نہ دیئے گئے ہوں جو مفصلات سے متعلق ہے۔ زیر ایکٹ مذکور تحقیقات دربارہ جنون کے صرف عدالت ضلع سے یا اُسکے زیر نگرانی کیجاسکتی ہے (ملاحظہ ہو دفعات ۲ و ۳ و ۲) اور اسطرح پر بہتر ذمہ واری کا حکم دربارہ درستی تحقیقات کے دیا گیا ہے۔ یہ امر کہ ایک مدعی دائن پر جو مجنون مدیون کے برخلاف داد رسی بوساطت عدالتہائے دیوانی کے حاصل کرنا چاہئے اوّلاً لازم ہے کہ مجنون قرار دلانیکے واسطے تحقیقات کرائے ایک ایسا امر معلوم ہوتا ہے جسمیں مشکلات شامل ہیں۔ مگر دیگر احکام بھی ایسے موجود ہیں جنمیں مساوی مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ مثلاً نابالغ مدعا علیہ کی صورت میں ولی دوران مقدمہ کا تقرر حاصل کرنا۔ اُنکی استدعا کی کہ مدعی کو چاہئے کہ اوّلاً ایک قرارداد زیر ایکٹ ۳۵ ۱۸۵۸ء حاصل کرے اور ازاں بعد عدالت سے تقرر ولی کی استدعا کرے۔ وہ فہرست اشخاص جو تحقیقات کی درخواست کرنیکے مستحق ہیں جو دفعہ ۳ ایکٹ ۳۵ ۱۸۵۸ء میں درج ہے مکمل معلوم نہیں ہوتی جیسا کہ عذر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ صریح طور پر مقدمہ نرائنا بنام کرشنا (۱) میں ظاہر کیا گیا ہے ایک تنازعہ کنندہ کو چاہئے کہ تحقیقات زیر ایکٹ ۳۵ ۱۸۵۸ء کی درخواست کرے اور بعد حاصل کرنے اس قرارداد کے کہ وہ شخص جس کے برخلاف کارروائی کرنیکی استدعا کیگئی ہے فاترالعقل ہے) اُسکو بوساطت مناسب طور پر مقرر کردہ ولی کے فریق بنائے۔

تجویز۔ صاحب جج کے فیصلہ کا اثر یہ ہے کہ اُن اشخاص کے حق میں انصاف کرنیسے انکار کیا جائے جو مجنون پر نالش کرنیکے مستحق ہوں مگر جو رشتہ داران ہونیکی وجہ سے مجنون کو زیر ایکٹ ۳۵ ۱۸۵۸ء مجنون قرار دلانے کے مستحق نہ ہوں۔ یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ مشکل عدالت کو مقدمہ نرائنا بنام کرشنا (۱) میں پیش آئی تھی جہاں یہ قیاس کیا گیا تھا کہ کوئی فریق نالش مجنون کو مجنون قرار دلا سکتا ہے۔ گو مقدمہ متعلقہ صاحب جج

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۱۲ لغایت ۲۱۷ -

شنہ ۱۹۰۱ء کدالاریدی بنام نلیسی

(سبایا بنام بوتہایا (۱)) میں یہ ظاہر کیا گیا تہا کہ صرف خاص خاص شخص اس معاملہ کی تحریک کر سکتے ہیں۔ پس بصورت عدم موجودگی کسی حکم کے مجموعہ ضابطہ دیوانی میں اُس شخص کے متعلق جو فاترالعقل ہو اور جو زیر ایکٹ مذکور ایسا قرار نہ دیا گیا ہو ہمکو وہ قاعدہ اختیار کرنا چاہئیے جو عدالت ہائے انگلستان میں مروج ہے اور مجنون مدعا علیہ کی محفوظیت کے واسطے ولی دوران مقدمہ مقرر کئے جانیکا حکم دینا چاہئیے کیونکہ استحقاق ارجاع نالش بخلاف مجنون کی نسبت کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ ایک مشابہ طریق کی پیروی ہائیکورٹ ہائے بمبئی و الہ آباد کی ہے (ملاحظہ ہو ونیکٹا رامنا رام بہاٹ بنام تمیا دیو یا (۲) وبنو خاں بنام سپتا (۳) کا د پرشرام بنام بائی لاڈکور (۴))۔

اس لئے عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری منسوخ کیجاتی ہے اور اپیل مع ضابطہ تعمیل کئے جانیکے واسطے بہیجا جاتا ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا منصف ضلع نے اپنا اطمینان اس امر کی نسبت کر لیا تہا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ مجنون ہے اور اسنے مجوزہ ولی دوران مقدمہ کو بطور مناسب اور قابل شخص کے پسند کیا تہا۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو وہ اب کیا جانا چاہئیے خرچہ عدالت ہذا نتیجہ مقدمہ پر عاید ہوگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بہشیام ایانگر صاحب جسٹس

۱۳ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

ہریشچندر دیو (مدعی) اپیلانٹ بنام نرائنا دیک کسن دیگر (مدعا علیہم) رسپانڈنٹان*

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ شنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۵۰۶۔ نالش از قسم مطالبہ خفیفہ۔ عرضیدعوی کا مچلکہ پر مبنی ہونا مگر اُسمیں استدعا در بارہ مواخذہ کرانے ایک مواخذہ کے کیا جانا۔ اپیل دوم۔

ایک نالش متدائرہ بعدالت منصف میں ایک زمیندار نے یہ بیان کیا تہا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے جو ایک مزارعہ اُسکی حیثیت پر ہے ایک مچلکہ بعض اراضیات کی نسبت تحریر کیا تہا جو رجسٹری کرایا گیا تہا اور کہ مدعا علیہ نمبر ۲ اراضیات مذکور پر قابض ہے اور قسط متذکرہ بہ مچلکہ مذکور کی ادائگی میں قصور کیا گیا ہے عرضیدعوی میں

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۴۰۰ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۲

(۳) ،، ،، الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۲ (۴) ،، ،، ،، جلد ۲۳ صفحہ ۶۵۳

* اپیل دوم نمبر ۱۲۵ سنہ ۱۹۰۱ء بنا راضی ڈگری ایف مترے صاحب ڈسٹرکٹ جج گنجام مقدمہ اپیل نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری رگہاو تدرارائو منصف ضلع سومپیتا بالشمول ابتدائی نمبر ۵۸ سنہ ۱۸۹۶ء۔

سنہ ۱۹۰۱ء
بلیشچندر دیو
بنام
غزائیا

کوئی اور بیانات درج نتھے مگر ایک ڈگری بقایا قسط کی استدعا کرکے اخیر میں یہ استدعا کیگئی تھی کہ مواخذہ متعلق بہ قسط مذکور موثر کیا جائے۔

تجویز ہوئی کہ عرضیدعوے واسطے موثر کرانے شرائط مچلکہ کے سمجھا جانا چاہئے اسلئے نالش کی نوعیت ظاہر خفیفہ کی تھی اور کوئی اپیل دوم ہو سکتا تھا۔

ملاپودی بالاکرشنیا بنام دنیکٹا نرسمہا اپا راؤ (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۲۹) کی پیروی کیگئی۔

نالش واسطے دلاپانے مبلغ ۱۱۷۵ کے عرضیدعوے حسب ذیل الفاظ میں تھا:۔ "۲۶ جنوری ۱۸۹۱ء کو مدعاعلیہ نمبر ۱ نے ایک رجسٹری شدہ مچلکہ بحق مدعی کے تحریر کر دیا تھا جس کی رو سے یہ شرط کیگئی تھی کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ مبلغ ۱۲ سالانہ دو مساوی اقساط میں ایک ۱۵ جولائی کو اور دوسری ۱۵ اکتوبر کو ۲ بحڑ ۴ سنٹ اراضی زراعتی کی بابت جو ناریل کا باغ تھا ادا کیا کریگا جو اس کو زراعتی موضع سیلا کوتوروین میں دیگئی تھی اور جو مدعی کی زمینداری بنائی تھی اور بصورت ادائیگی قسط میں قصور کئے جانیکے وہ معہ سود بشرح ایک روپیہ فیصدی فیماہ کے اسے ادا کریگا۔ مدعاعلیہم نے ابتک فصلی سنین ۱۳۰۲ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ کی اقساط اور پہلی قسط ۱۳۰۷ کی ادا نہیں کیں اس نالش کا بنائے دعوے ۱۶ جولائی و ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۴ء و ۱۸۹۵ء و ۱۸۹۶ء اور ۱۶ جولائی ۱۸۹۷ء کو موضع سیلا کوتوروین پیدا ہوا تھا جو عدالت ہذا کے حدود اختیارات کے اندر واقع ہے" (بعد بیان کرنے تفصیل کے جدولی نمونہ پر جو کل رقم مبلغ ۱۱۷۵ کی بناتی تھی عرضیدعوے کے اخیر میں استدعا ذیل کیگئی تھی)۔ "اسلئے مدعی زر مذکور (۱۱۷۵) معہ خرچہ و سود مابعد کی ڈگری کا خواستگار ہے اور نیز ایسی دیگر دادرسی کا جو کہ عدالت مناسب سمجھے اور کہ زر مذکور مدعاعلیہم سے اور بذریعہ نیلام ناریل کے باغ مذکور کے جبکہ وہ استعمال کرتے ہیں دلایا جائے۔ چونکہ معلوم یہ ہوا ہے کہ باغ مذکور مدعاعلیہ نمبر ۲ کے قبضہ میں ہے اسلئے وہ نالش ہذا میں فریق بنایا گیا ہے"۔

منصف نے ڈگری بحق مدعی کے اور بخلاف صرف مدعاعلیہ نمبر ۱ کے رقم متدعویہ کی نسبت صادر کی تھی۔ منصف نے یہ بیان کیا تھا کہ:۔ "دوسرا سوال فیصلہ طلب یہ ہے کہ آیا مدعی اس اراضی پر مواخذہ کا دعوےٰ کرنیکا مستحق ہے جس سے کہ مچلکہ زیربحث کا تعلق ہے۔ مطابق جدید ترفیصلہ ہائیکورٹ کے اس سوال کا جواب نفی میں دیا جانا چاہئے (ملاحظہ ہو گجاپتی راجہ بنام سریانراین (۱))۔ اگر مدعی ایک مواخذہ کا دعوےٰ کرنیکا مستحق ہو تو نالش ہذا جو کمتر از مبلغ ۵۰۰ کے دلاپانیکے واسطے رجوع کیگئی ہے قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہوگی۔ مدعاعلیہ نمبر ۲ نے اسی بناپر ایک اعتراض کیا ہے اس لئے میں نے اس سوال پر غور کیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۱۱

سنہ ۱۹۰۱ء
پیر پشو پتی دیو
بنام
منا سیا

کرایا عرضیدعوے مدعی کو اس غرض سے واپس دیا جانا چاہیئے کہ وہ اُسی صیغہ مطالبہ خفیفہ میں رجوع کرے اگر وہ ایسا کرنا چاہے یا کہ نالش صیغہ ابتدائی میں جاری رہنے دیجائے۔ بروقت ارجاع نالش کے ایک سند ہائیکورٹ ہذا کی اس امر کے قرار دینے کیواسطے موجود تھی کہ ایک حال جیسی صورت میں ایک مواخذہ بر اراضی بھی مالک اراضی فسطو اجیٹ دا و بجانب اراضی مذکور کی نسبت موجود ہے (ملاحظہ ہو نوٹ بمقدمہ وینکٹا راما داس بنام چاماچہ وزیانگرم (۱) اور مقدمہ محولہ بمقدمہ مذکور)۔ مدعی مجاز تہا کہ اپنی نالش کو عدالت کے نمبری صیغہ میں دائر کرے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جدید ترفیصلہ کا اثر جس کے روسے قانون متعلق بہ ایں امر میں تبدیلی کیگئی ہے اُس حد تک وسیع کرنا ضروری نہیں ہے کہ اسکو روسے نالش بطور ایک نالش بصیغہ مذکور کے چل سکے اور اُسکا صیغہ مطالبہ خفیفہ میں رجوع کیا جانا ضروری ہوجائے اسمیں شبہ نہیں کہ مدعی اس امر کا مستحق نہیں ہے کہ اراضی پر ایک مواخذہ قایم کرائے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ نالش اُس صیغہ نمبری سے خارج کیجائے جسمیں کہ وہ بروقت ارجاع کے رجوع کئے جانیکے قابل تھی پس اس تنقیح کا فیصلہ ایسا ہی کرتا ہوں نتیجہ یہ ہے کہ میں ایک ڈگری بحق مدعی صرف بخلاف مدعا علیہ نمبر ا کے رقم متدعویہ کی نسبت معہ خرچہ اور سود بشرح ۶ فیصدی فیسال کے تاریخ ارجاع نالش سے تاریخ ادائگی تک۔ صادر کرتا ہوں۔ مدعا علیہ نمبر ۲ بری الذمہ کیا جاتا ہے۔ وہ اپنا خرچہ خود برداشت کرے "۔ صاحب جج ضلع نے اس ڈگری کو بر طبق اپیل کے بحال رکھا تہا۔

مدعی نے اپیل دوم حال رجوع کیا تہا جسمیں یہ دعوے کیا تہا کہ ڈگری بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے بہی صادر کیجانی چاہیئے تھی۔

سندرا ایار منجانب اپیلانٹ۔

دی کرشنا سامی ایار منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲۔

شفرڈ صاحب جسٹس۔ میری رائے میں نالش کی نوعیت بلحاظ جملہ بیانات مندرجہ عرضیدعوے و متعلقہ کے معلوم کیجانی چاہیئے۔

عرضیدعوے حال میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ ایک مچلکہ مدعا علیہ نمبر ا نے تحریر کیا تہا اور مدعا علیہ نمبر ۲ قابض جایداد بیان کیا گیا ہے کوئی اور بیانات نہیں کئے گئے۔ اسکے بعد ایک استدعا دربارہ موثر کرانے مواخذہ کے کیگئی ہے۔ بیانات مذکور میں کوئی ایسا امر داخل نہیں ہے جسکے روسے ایسی استدعا جایز ہوسکے پہلو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ عرضیدعوے صرف بطور ایسے عرضیدعوے کے پڑہا جانا چاہیئے جو واسطے موثر کرانے شرائط مچلکہ کے ہو اسلئے نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کی تھی

---

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۳ نوٹ

سنہ ۱۹۰۱ع
ہرشچندر دیو
بنام
منوینا

اپیل دوم ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

بھشیام ایانگر صاحب جسٹس:۔ اگر سوال متنازعہ غیر منفصل ہوتا تو میں یہ قرار دینے پہ آمادہ ہوتا کہ اسی اپیل کی فیصلہ کرنیمیں کہ آیا اپیل دوم بروئے احکام دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی ممنوع السماعت ہے مجموعہ نالش بطور ایسی نالش کے متصور کرنی چاہئے جیسی کہ وہ مرتب کیجانی چاہئے تھی بلکہ بطور ایسی نالش کے متصور کرنی چاہئے جیسی کہ وہ دراصل مرتب اور دایر کیگئی ہے الاجبکہ مدعی نے عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیار سماعت سے بچنے کے واسطے اور نالش کو عام عدالتہائے میں رجوع کرنیکے لئے ایسی دادرسی کا دعوے ایزاد کیا ہو جس کے کہ وہ قانوناً مستحق نہو لیکن اسکو علم ہو مگر بہ پیروی فیصلجات عدالت ہذا بمقدمات ٹاپودی بالاکرشنیا بنام ونیکٹا نرسمہا اپاراؤ (۱) و فیصلہ مقدمہ پدماوا تہما بنام وینکٹا گری راجہ (۲) کے میں اپیل دوم کے معہ خرچہ خارج کرنے میں اتفاق کرتا ہوں۔

صیغہ اپیل دیوانی

سنہ ۱۹۰۱ع
۱۰ اپریل

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و شفرڈ صاحب جسٹس

کوڈے۔ ہمی چیٹی (مدعا علیہ نمبر ۲) اپیلانٹ بنام رتہناویلو چیٹی وغیرہ (مدعی و مدعا علیہم نمبر ۱ و ۳ و ۴ و ۵) رسپانڈنٹان

فرمانشاہی مدہ ۱۵ – تجویز – حکم متضمن ہدایت بنام ریسیور نالش کے درباره قرض دینے روپیہ کے بغرض جوابدہی بجانب ولی دوران مقدمہ کے – اپیل –

وہ حکم جس کی رو سے ریسیور نالش کو ہدایت کیگئی ہو کہ وہ ولی دوران مقدمہ کو بدین غرض روپیہ قرض دے کہ وہ مدعا علیہ کیطرف سے نالش کی جوابدہی کرنیکو قابل ہو ایک تجویز حسب منشاء مدہ ۱۵ فرمانشاہی نہیں ہے اور اسکی نارضی سے کوئی اپیل دوم نہیں ہو سکتا۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۲۹ (۲) اپیل دوم نمبر ۱۵۹۳ سنہ ۱۸۹۹ع (غیر رپورٹ شدہ) تجویز صادر کردہ سبرامنیا ایار صاحب و بنسن صاحب جسٹسان مورخہ ۲ نومبر سنہ ۱۹۰۰ع حسب ذیل ہے: "بروئے اس قرارداد کے کہ ایواب مذکور بطور ایک جز ولگان ادا کئے گئے ہیں وہ شمولیت ۱۳ جمیع دوم ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ مفصلات کی ذیل میں نہیں آتے اسلئے وہ ویسے ہی لگان ہیں جیسے کہ جودی ہے اور مطابق فیصلہ نظیر مفصلہ کامل بمقدمہ سندارام ایر بنام سیتا ناگمن (انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۵۴۰) کے جملہ نالشات لگان قابل سماعت عدالتہائے مطالبات خفیفہ ہیں۔ رقم متنازعہ حال مبلغ ۵۰ ص سے کمتر ہے اسلئے کوئی اپیل دوم ہو نہیں سکتا۔ یہ امر واقعہ کہ مدعی نے بیان کیا تھا کہ وہ جودی وغیرہ دلاپانیکا مستحق اراضی کی زمینداری پر تھا حال جیسی صورت میں نالش کی نوعیت کو تبدیل نہیں کرتا ملاحظہ ہو ٹاپودی بالاکرشنیا بنام ونیکٹا نرسمہا اپاراؤ (انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۲۹) اسلئے اپیل دوم ناقابل سماعت ہے اور معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے"۔

* اپیل صیغہ ابتدائی نمبر ۴ سنہ ۱۹۰۱ع بنارضی فیصلہ مسٹر جسٹس بنام منشی دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ع

۱۹۰۱ء
کپوسامی چیٹی
بنام
رتہناویلو چیٹی

نالش واسطے تقسیم کے۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نالش میں رسیور مقرر کیا گیا تہا اور وہ بغرض اظہار وجہ اس امر کے طلب کیا گیا تہا کہ کیوں نہ مبلغ ۵۰۰ اُس سرمایہ میں سے جو اُس کے قبضہ میں ہے مدعا علیہ نمبر ۴ کو واسطے اخراجات جوابدہی از طرف مدعا علیہ نمبر ۱ کے ادا کرنا چاہئے جسکی کہ طرف سے مدعا علیہ نمبر ۴ کو عدالت نے ولی دوران مقدمہ مقرر کیا ہوا تھا۔ فاضل جج کمرہ داحد نے ایک حکم بدیں ہدایت صادر کیا تہا کہ مدعا علیہ نمبر ۲ زر مذکور ادا کرے۔

اس حکم کی ناراضی سے مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپیل حال رجوع کیا ہے۔

کرشنا ماچیریر و بہشیام اینگر منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے یہ ابتدائی عذر اُٹہایا کہ کوئی اپیل زیر دفعہ ۵۸۸ فرمانشاہی نہ ہو سکتا تہا کیونکہ یہ ایک تجویز حسب منشاء دفعہ مذکور نہ تھی۔

سیشاگری اییار (معیت ایس سبرامنیا ایار) و وی کرشنا سامی اینگر منجانب اپیلانٹان: فیصلہ مقدمہ آر بنام آر (۱) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب التوا کے عطا کرنے سے انکار بھی کیا جائے تاہم اپیل ہو سکتا ہے (اشفرڈ صاحب جسٹس: سوال التوا اس مقدمہ میں بالکل ضمنی تھا) فیصلہ مذکور میں صریح طور پر یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ حکم جسکی کہ رو سے التوا سے انکار کیا جائے ایک تجویز ہے۔ مزید براں تعریف لفظ تجویز بمقدمہ جسٹان چپس کلکتہ بنام اورینٹل گیس کمپنی (۲) ایک حال جیسے حکم پر حاوی ہے۔ ایک جدید تر مقدمہ کمرشل بنک آف انڈیا لمیٹڈ بنام سبجو صاحب (۳) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایک حکم زیر دفعہ ۲۴۷ قابل اپیل ہے۔ تعریف "تجویز" مندرجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے بہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اپیل ہو سکتا ہے۔

کرشنا ماچیریر نے جواباً یہ عذر کیا کہ حکم زیر بحث صرف درمیانی حکم تہا اور اُسکی رو سے قطعی طور پر حقوق فریقین کا فیصلہ نکیا گیا تہا۔

تجویز:— یہ سوال کہ آیا وہ حکم جسکی کہ ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے ایک تجویز حسب منشاء فرمانشاہی ہے بحالہ اُن واقعات کے سمجھا جانا چاہئے جو کہ بوقت صدور حکم کے موجود ہوں۔ حکم ہذا کے رو سے اپیلانٹ کو بحیثیت رسیور کے حکم دیا گیا ہے کہ ایک رقم زر نقد کے از فریقین نالش کو جوابدہی کے واسطے قرض دے۔ عموماً جب روپیہ اس طرح پر قرض دیا جاتا ہے تو بالآخر ڈگری میں اُس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۸۰
(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۳۳۴
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۲۵۲

سنہ ۱۹۰۱ء
کپتوسامی چیٹی
بنام
رتہنا ویلو چیٹی

اگر مدعی ایک نالش میں کامیاب ہو تو وہ روپیہ جس کے کہ قرض دینے کیواسطے اسکو کہا گیا ہے جو اُس جوابدہی کے واسطے ضروری ہے جو نابالغ مدعا علیہ کیطرف سے کیجانی ہے بطور ایک جزو خرچہ مدعی کے واجب الوصول ہے حکم مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک حکم دربارہ قرض دینے ایسے روپیہ کے ہے جو ایک خاص صورت میں واجب الوصول ہوگا۔ اِن معنوں میں وہ ناطق حکم نہیں ہے اور اُس کے رو سے ناطق طور پر کسی استحقاق یا سوال مابین فریقین کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ ہم موجودہ حکم کو ایک حکم التوائے اجرا یا حکم بغرض دینے کفالت خرچہ سے ممیز نہیں کر سکتے۔ مقدمہ آر بنام آر (۱) میں یہ فیصلہ کرنا ضروری تھا کہ حکم مذکور جہاں تک کہ وہ ایک حکم التوائے تھا قابل اپیل تھا۔ وہ جزو حکم زیر اپیل عدالت اپیل نے غیر منفصل چھوڑ دیا تھا۔ ہمکو اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کرنا چاہئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس

۱۲ و ۱۳ فروری
و ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

الاپی کویا و یک کس دیگر (مدعا علیہم نمبر ۷ و ۸) اپیلانٹان بنام ستا کویا وغیرہ (مدعا علیہم نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۵) ریسپانڈنٹان*

شرع محمدی - ہبہ ایک ثلث استحقاق واہب واقعہ جائداد کا - موہوب لہم کا قابض نہ کیا جانا - جائز ہبہ مسلہ مشاع -

ایکٹ عدالت ہائے دیوانی (مدراس) - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۳ء دفعہ ۱۶ -

بعض جائداد زیر ایکٹ حصول اراضی حاصل کیگئی تھی - دو اشخاص نے اُس معاوضہ میں حصہ داری کا دعویٰ کیا تھا جو کہ اُسکی بابت ادا کیا جانا تھا - اُنہوں نے بیان کیا تھا کہ جائداد متنازعہ اُنکے حق میں بذریعہ ایک رجسٹری شدہ دستاویز ہبہ کے منتقل کیگئی تھی اور یہ کہ وہ اُنکو انتقال کنندہ کی تفویض میں بطور ایک حصہ دار برو‌ئے شرع محمدی بجائداد متوفی رشتہ دار کے آئی تھی - دستاویز ہبہ میں اس امر واقعہ کا ذکر کیا گیا تھا کہ انتقال کنندہ جائداد مذکور میں ایک ثلث حصہ کا مستحق ہوا تھا اور اُسکی مدد دعویداران کو اختیار دیا گیا تھا کہ انتقال کنندہ کے حصص مزارعان اور اُن دیگر اشخاص وصول کریں جو جائداد پر مدیونہ بالا شاکیے یا اصالتاً قابض ہیں اور دعویداران کو ہدایت کیگئی تھی کہ بطور ہبہ بحق اُنکی مسجد کے زر مجتمعہ کا ایک ثلث حاصل کریں - دعویٰ کو عدالت اول نے اس وجہ پر نامنظور کیا تھا کہ ہبہ برو‌ئے شرع محمدی کے ناجائز تھا کیونکہ دعویداران بحیثیت موہوب لہم کے جائداد پر قابض نہ کئے گئے تھے

(۱) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۴ صفحہ ۸

* اپیل نمبر ۶۶ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی فیصلہ ثالثی کے کرشنا راؤ صاحب ڈسٹرکٹ جج ملابار جنوبی واقعہ کلیکٹ مقدمہ متفرق حصول اراضی نمبر ۱۸۹ سنہ ۱۸۹۹ء بابت -

سنہ ۱۹۰۱ء
الفلی کویا
بنام
منناکویا

اور نمبر ا سے جسکے ہبہ ایک غیر مجدد حصہ کے متعلق کیا گیا تہا وہ بروئے شرع محمدی بباعث بیع مشاع کے ناجائز تھا۔
تجویز ہوئی کہ گو مسئلہ مشاع پریزیڈنسی مدراس میں مروج تہا تاہم دعویداران سعاو متعاعلیہ لا پانیکے مستحق تہے۔
سوال۔ آیا مسئلہ مشاع پریزیڈنسی مدراس میں مروج ہے۔
اینمینسن صاحب جسٹس:۔ جواز ہبہ کا سوال ایک ایسا سوال ہے جو متعلق بہ جانشینی یا وراثت یا ازدواج یا قوم یا متعلق کسی رواج مذہبی
نہیں ہے جیسا کہ ایکٹ عدالت ہائے دیوانی مدراس سنہ ۱۸۷۳ء میں مذکور ہے لیکن قواعد شرع محمدی متعلق بہ ہبہ فی نفسہ اسقدر خوا
ہونے چاہئیں کہ تابع سوال مذکور فیصل کیا جانا چاہئے۔
بروئے شرع محمدی جیسے کہ وہ عدالت ہائے پریزیڈنسی ہذا سے اختیار کیا جاتا ہے بہ ضروری نہیں ہے کہ جملہ صور توں میں قبضہ ضرور
عطا کیا جانا چاہئے اور یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا محدود تر قاعدہ متعلق قبضہ بہی ضروری ہے اور کہ آیا وہ طریقہ انتقال جو کہ قانون
اور اہل ہنود کے بصورت میں بروئے دفعہ ۱۲۳ ایکٹ انتقال جائداد ضروری قرار دیا گیا ہے اور جسکے تحت حال میں انتقال
واجبی بذریعہ رجسٹری شدہ دستاویز جسپر دو گواہان تصدیق کی ہے اور جسپر واہب نے دستخط کئے ہیں بلحاظ انتقال
کے ویسا ہی موثر قرار دیا جانا چاہئے جیسا کہ وہ اگنی قبضہ دینے تا اہل اسلام ہے مقدمہ محمد بخش خاں بنام حسینی بی بی
انڈین اپیلز جلد ۱۵ صفحہ ۸۱ و انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴ کا حوالہ دیا گیا۔
اپیل بناراضی فیصلہ بیار ڈسٹرکٹ جج باراہ اس فیصلہ ثالثی کے جو ایک سپیشل ڈپٹی کلکٹر نے صادر کیا تہا اور جسکا تعلق ایک
استصواب زیر دفعہ ۳۰ ایکٹ حصول اراضی کیا تہا سپیشل ڈپٹی کلکٹر نے ایک قطعہ زمین توسیع ریلوے کے واسطے مقام ... میں
حاصل کیا تہا اور اسکا معاوضہ تا بلغ مبلغ مالیت ۵۰۰ روپیہ کے دلایا تہا۔ اس رقم کا دعوی چند اشخاص نے کیا تہا جنمیں سے
مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۴ بہیں جنہوں نے یہ عذر کیا تہا کہ ایک شخص مسمی کہنائین کویا (متوفی) مبلغ ما کے رہن پر جائیداد متنازعہ
کا قابض تہا اور کہنائین کویا مذکور فوت ہو گیا تہا اور بطور اپنے ورثا کے ایک بیوہ اور ایک سوتیلی بہن اور اپنے چچا کا پوتا
کندم کوننگری محمد چہوڑ گیا تہا اور کہ مطابق شرع محمدی کے ورثا مذکور مختلف حصص کے مستحق تہے اور کہ محمد ... نے اپنے
حصہ کا ایک ثلث بذریعہ ایک رجسٹری شدہ ہبہ نامہ کے مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۴ کے نام ۱۴ اگست سنہ ۱۸۹۷ء کو منتقل
کر دیا تہا۔ اس دستاویز کے اہم جزو ناسے (جو بطور دستاویز نمبر ا کے داخل کی گئی تہی) حسب ذیل تہے: "جائیداد ہائے
متروکہ متوفی کہنائین کویا ولد س ک جو میرے متوفی دادا الف کا بہائی تہا کے ک ہمشیرہ حقیقی کہنائین کویا
اور اس کی زوجہ ب اور میں خود مستحق ہیں۔ کہنائین کویا ۲۵ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء کو فوت ہوا تہا۔ اسکی جائیداد
مطابق شرع اسلام چوبیس حصص میں منقسم کی جاتی ہیں اس کی زوجہ کو چوتہا حصہ یعنی 6/24 اور ... کو
ک کو چہٹا حصہ یعنی 4/24 اور مجھکو 14/24 حصص حاصل ہوتے ہیں میں اقرار نامہ ...

(مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے) بدین غرض تحریر کرتا ہوں کہ میرے حصص مطابق شرع اسلام کے مزارعان اور اُن دیگر اشخاص سے جو جائیداد پر قابض ہوں مطابق شرائط مفصلہ ذیل کے وصول کر و میں تمکو اور اشخاص ذیل (؟) ...... کو جنکو کہ میں تمہارے ساتھہ ذاتی امداد دینے کے واسطے شامل کرتا ہوں اختیار دیتا ہوں کہ تم میرے چودہ حصص مصالحتاً یا بذریعہ ارجاع ثالثات کے وصول کرو اور تمکو چاہئے کہ وہ جملہ رقوم صرف کرو جو کہ اُس کام کے واسطے ضروری ہوں۔ بیں وضع کرنے اخراجات کے رقوم وصول کردہ کے بابت میں اس امر میں تعلق کرتا ہوں کہ زر لگان تین حصص میں تقسیم کیا جائے۔ ایک حصہ بطور ہبہ کے تمہاری مسجد کے نام منتقل کیا جاتا ہے۔ ایک حصہ مجھکو دیا جانا چاہئے اور باقی ثلث چھہ حصص میں منقسم کیا جائے جنمیں سے دو حصص تمسے حاصل کئے جائیں اور باقی چار حصص ...... کو دیئے جائیں۔ میں بذریعہ تحریر ہذا کے تمکو کامل اختیار دیتا ہوں کہ رقوم واجب الادا اپنی حصہ من کو وصول کرو اور جملہ امور جو اُس کے واسطے ضروری ہوں عمل میں لاؤ۔ میں قرار کرتا ہوں کہ نہ تو مجھے اور نہ کسی اور شخص کو اختیار ہوگا کہ اقرار نامہ ہذا کی شرائط کے خلاف عمل کرے اور اگر کوئی ایسا عمل کرے تو وہ ناجائز ہوگا"

سبارڈینیٹ جج نے اس امر پر غور کر کے توقف کہ آیا وہ انتقال جسکا ذکر مدعاعلیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے کیا ہے اور جسکا تعلق ثلث حصہ مدعی کے دعوے داقعہ جائیداد کے ساتھ ہے ایک جائز انتقال ہے یہ بیان کیا ہے کہ "میری یہ رائے ہے کہ اگرچہ اُنکا انتقال کنندہ محمد کہناین کے ورثا میں سے ایک کا نمائندہ ہی ہو تاہم اُنکا دعوے چل نہیں سکتا۔ اُنکا انتقال نامہ (دستاویز نمبر ۱) تحریر کردہ محمد بروئے شرع محمدی کے ناجائز ہے۔ وہ دراصل ایک دستاویز ہبہ ہے اور چونکہ وہ جائیداد جو اسکی رو سے منتقل کیگئی تھی موہوب لہم کے قبضہ میں نہ دیگئی تھی اسلئے ہبہ بحال نہیں کہا جا سکتا۔ یہ عدم جواز اسوجہ سے کم نہیں ہے کہ دستاویز مذکور کے روسے ایک غیر محدود حصہ کے متعلق کارروائی کیگئی ہے جس کے کہ واہب کی ملکیت ہونیکا ذکر کیا گیا ہے۔ حصہ مذکور تقسیم کئے جانیکے قابل تھا اسلئے استثنائے مطابق قاعدہ مشاع کے جو اُس سے متعلق کیا گیا ہے متعلق ہوتا تھا (ملاحظہ ہو حسین بنام شیخ میران (۱))۔ قاعدہ مذکور عام طور پر ہائیکورٹ الہ آباد نے مقدمہ رحیم بخش بنام محمد حسن (۲) میں حسب ذیل بیان کیا ہے "واقعی حوالگی قبضہ جائیداد ہبہ کردہ ایک شرط ماتقدم جواز انتقال ملکیت بحق موہوب لہ کی ہے اور اسمیں شبہ نہیں کہ بباعث سخت احکام قانون مذکور متعلق بہ این امر کہ اُس جائیداد کے ہبہ جات جسکا قبضہ مشترک طور پر رکھا گیا ہو ناجائز قرار دیئے گئے ہیں کیونکہ کامل اور ناطق قبضہ مشترکہ و غیر منقسمہ حصص کا موہوب لہ کو عطا نہیں

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۴۶

(۲) ،، ،، الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۹ -

۱۹۰۱ الابی کرتا بنام مشاکویا

کیا جاسکتا۔ بلاحظہ نوٹ نمبر ۴ بر صفحہ ۵۲۳ "دیجسٹ ویلی صاحب" اُسنے دعوے کو نامنظور کیا تھا اور مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کو خرچہ مستصواب ادا کرنیکا حکم دیا تھا۔

فیصلہ مذکور کی ناراضی سے مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے اپیل حال رجوع کیا۔

جے ڈبلیو روز بری بجانب اپیلانٹ:- اپیلانٹاں کا عذر یہ ہے (۱) کہ دستاویز نمبر ۱ ایک ہبہ نامہ نہیں ہے بلکہ ایک انتقال بعوض زر بدل کے ہے اور (۲) اگرچہ وہ ہبہ نامہ ہی ہو تاہم وہ جائز ہے کیونکہ قواعد شرع محمدی اُس سے متعلق نہیں ہیں۔ لیکن بہ نسبت عذر اول کے دستاویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک ہبہ نہیں ہے اور مسند علیہ کہا گیا ہے کہ سبارڈینیٹ جج کی تعبیر غلط ہے۔ حجت دوم پر میری بحث یہ ہے کہ عدالتہائے پریزیڈنسی مدراس کو اختیار دیا گیا ہے کہ شرع محمدی کو صرف زیر دفعہ ۱۶ ایکٹ عدالتہائے دیوانی استعمال کریں بروئے دفعہ مذکور کے عدالتہائے کو اختیار نہیں دیا گیا کہ شرع محمدی کو ہبہ جات کی صورت میں استعمال کریں خواہ وہ اہل اسلام سے متعلق ہوں۔ اسمیں شبہ نہیں کہ عدالتہائے نے شرع محمدی متعلق بہ ہبہ جات کا استعمال کیا ہے مگر بطور قاعدہ شرع محمدی کے نہیں بلکہ بطور ایک قاعدہ انصاف اور عدل اور نیک نیتی کے زیر ضمن (ج) دفعہ ۱۶ ایکٹ عدالتہائے دیوانی [اُسنے مقدمات ذیل کا حوالہ دیا تھا: سماۃ شمس النسا بنام سماۃ زہرہ بیبی (۱) سماۃ چاندو بنام حکیم عالم الدین (۲) ابراہیم صاحب بنام منیر الدین صاحب (۳) شیخ قدرت اللہ بنام موہنی موہن شاہا (۴) دگوبند دیال بنام عنایت اللہ (۵)]۔ ایکٹ انتقال جائیداد کے وضع کئے جانیکے بعد عدالتہائے اب مجاز نہیں ہیں کہ زیر ضمن (ج) دفعہ ۱۶۔ ایکٹ عدالتہائے دیوانی عمل کریں کیونکہ ایک خاص قاعدہ (یعنے قاعدہ وضع کردہ بروئے ایکٹ انتقال جائیداد) متعلق بہ ہبہ جات موجود نہیں ہے۔ اسلئے قواعد شرع محمدی متعلق بہ ہبہ جات اب بطور قواعد شرع محمدی یا بطور قواعد انصاف کے استعمال نہیں کئے جاسکتے اور نہ دفعہ ۱۲۹ ایکٹ انتقال جائیداد کے رو سے ایکٹ مذکور اہل اسلام سے غیر متعلق ہو جاتا ہے۔ دفعہ مذکور سے صرف یہ مراد ہے کہ جہاں عدالتہائے کو شرع محمدی کے استعمال کرنیکا اختیار دیا گیا ہو تو انکو چاہئے کہ اسکا استعمال کرتی رہیں۔ ایکٹ انتقال جائیداد کل انڈیا سے متعلق ہے اور بعض حصص انڈیا سے شرع محمدی متعلق بہ ہبہ جات قانون ملک کے طور پر متعلق ہے

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۱ صفحہ ۲ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۱ صفحہ ۲۸

(۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۲۶ (۴) بنگال لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۳۴

(۵) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۷۷۵

۱۹۱۱ء
الابی کویا
بنام
مشا کویا

(ملاحظہ ہو ایکٹ قوانین پنجاب ۱۸۷۲ء دفعہ ۵ و ایکٹ قوانین ممالک متوسط نمبر ۲ ۱۸۷۵ء دفعہ ۵ - ایکٹ قوانین اودھ ۱۸۷۶ء دفعہ ۳) سبارڈینیٹ جج کو چاہئیے تھا کہ قانون ہیا کردہ بروئے ایکٹ انتقال جائیداد کو متعلق کرتا اور بروئے ایکٹ مذکور کے کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جس کے رو سے دستاویز نمبر ۱ ناجائز ہو جائے - اگرچہ عدالت ہائے شرع محمدی متعلق بہ ہبہ جات کو متعلق ہی کر سکیں بطور قاعدہ شرع محمدی کے نہیں بلکہ بطور قاعدہ عدل و انصاف و نیک نیتی کے تاہم وہ قانون اسلام متعلق بہ شاع کے استعمال کرنے سے پہلے تامل کرینگی - حکام عالی مقام پریوی کونسل نے اس قاعدہ کو مقدمہ شیخ محمد ممتاز احمد بنام زبیدہ جان (۱) میں حقارت کی نظر سے دیکھا ہے کیونکہ وہ ترقی کردہ صورت تہذیب کے خلاف ہے اور اسلئے وہ قرین عدل و انصاف نہیں کہلا سکتا -

سندر ایار منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۱ و نمبر ۲ - میں اولاً یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپیلانٹان کو کوئی حق کارروائیات کے خود اپنے نام سے چلانیکا حاصل نہیں ہے - دستاویز نمبر ۱ صرف ایک مختار نامہ ہے - ایسی صورت میں کارروائیات اصل مالک کے نام سے کیجانی چاہئیں تھیں - قانون متعلق بایں امر صریح ہے - اگر دستاویز نمبر ۱ ایک ہبہ نامہ ہو اور زربدل بیان کردہ دراصل کوئی زربدل نہو تو استدعا یہ کیجاتی ہے کہ سبارڈینیٹ جج شرع محمدی متعلق بہ ہبہ جات کے متعلق کرنیمیں درستی پر تھا دفعہ ۱۲۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایکٹ انتقال جائیداد جہانتک کہ اسکا تعلق ہبہ جات کے ساتھ ہے اہل اسلام سے متعلق نہیں ہے اور اسلئے اگرچہ عدالت کوئی اختیار در بارہ استعمال شرع محمدی کے حاصل نہ بھی ہو تاہم وہ بطور ایک قاعدہ عدل و انصاف و نیک نیتی کے اسکو زیر ضمن (ج) دفعہ ۱۶ ایکٹ عدالتہائے دیوانی عمل کر سکتی ہے عدالتہائے شرع محمدی کو استعمال کر رہی ہیں اور یہ کہنا اب بعد از وقت ہے کہ وہ پریزیڈنسی ہذا میں استعمال نکیا جانا چاہئیے - میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ صورت حال سے متعلق کیا جانا چاہئیے - کوئی قبضہ بروئے دستاویز نمبر ۱ کے عطا نہیں کیا گیا - مقدمات مدراس ابتک اس خیال پر مبنی رہے ہیں کہ شرع محمدی تمام اہل اسلام سے متعلق ہے ملاحظہ ہو حسین بنام شیخ میران (۲) شریفہ بیبی بنام غلام محمد دستگیر خاں (۳) - بموجب ایکٹ عدالتہائے دیوانی مدراس دفعہ ۱۶ کے بھی یہ ایک سوال متعلق بہ جانشینی ہے کیونکہ جانشینی میں بروئے ہبہ کے خلل واقعہ ہو سکتا ہے - شرع محمدی متعلق بہ ہبہ جات کے مسلمانوں سے متعلق کرنے میں کوئی بات خلاف عدل و انصاف و نیک نیتی کے موجود نہیں ہے -

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۶۰ و لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۵

(۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۴ - (۳) ، ، ، ، مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۴۴

سنہ ۱۹۰۱ء
الابی کویا
بنام
منشا کویا

سجے ایل روز پرپو جوانا:- ہمیں شبہ نہیں کہ عدالتہائے نے شرع محمدی کو متعلق کیا ہے مگر بطور قاعدہ شرع محمدی کے نہیں بلکہ بطور قاعدہ عدل و انصاف کے (ملاحظہ ہو شیخ قدرت اللہ بنام مہنی موہن شاہا (۱) و ابراہیم صاحب بنام منیر الدین صاحب (۲)) یہ سوال کہ آیا قانون مذکور کے اسطرح پر استعمال کرنیکا اختیار بعد وضع کئے جانے ایکٹ انتقال جائداد کے موجود ہے ایک ایسا سوال ہے جس پر کبھی غور نہیں کیا گیا۔

شفرڈ صاحب جسٹس:- بعد اس کے کہ ہمنے دستاویز ۲۰ ر اگست ۱۸۹۵ء کا ترجمہ کرا لیا ہے میری یہ رائے ہے کہ اپیلانٹان جو تہنگل ہائے ہیں صریح طور پر اُس روپیہ کے مستحق ہیں جو کہ حصہ منتقل کردہ بحق مسجد منجانب محمد بنتا ہے۔ اُس دستاویز کے روسے اُن تہنگل ہائے کو اختیار وصولی حصہ جائداد کھنائن کو یا عطا کیا تھا۔ وہ میری رائے میں کلکٹر سے کل حصہ محمد واقعہ سرمایہ وصول کردہ کا دعوے کرسکتے تھے۔ میری رائے میں مقدمہ ہذا ایسا نہیں ہے جس سے کہ اصول شرع متعلق کیا جاسکتا ہو اگرچہ یہ غرض بھی کیا جائے کہ اصول مذکور پرپریذیڈنسی ہذا سے متعلق ہے۔ میں فیصلہ ثالثی کو منسوخ کرکے مقدمہ کو مطابق قانون کے فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بھیجتا ہوں۔ خرچہ نتیجہ مقدمہ پر عاید ہوگا۔

منسن صاحب جسٹس:- صورت حال میں بیان یہ کیا گیا ہے کہ کھنائن نے ایک حق انتفاعی بعض اراضی کا بعوض مبلغ مال کے حاصل کیا تھا بر طبق اُسکی وفات کے اُسکو حقوق کا نمداری اُسکی بیوہ اور اُسکی سوتیلی بہن اور اُسکے بیچا کے پوتے محمد کے نام منتقل ہوئے تھے جو بروئے شرع محمدی کے حصہ داران تھے۔ محمد مذکور نے اپنے حصہ کا ایک ثلث بذریعہ ایک رجسٹری شدہ دستاویز ہبہ کے مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ کے نام منتقل کردیا تھا۔ اراضی مذکور بروئے ایکٹ حصول اراضی کے حاصل کیگئی تھی اور مدعا علیہم نمبر ۲ و نمبر ۳ نے ایک حصہ معاوضہ ادا کردہ کا دعوے کیا تھا۔

سب آرڈینیٹ جج نے انکا دعوے اسوجہ پر نامنظور کیا تھا کہ ہبہ بروئے شرع محمدی کے ناجائز ہے کیونکہ جائداد ہبہ کردہ کا قبضہ موہوب لہم کو عطا نکیا گیا تھا اور نیز اسوجہ سے کہ جو کچھ عطا کیا گیا تھا وہ ایک غیر محدود حصہ تھا اسلئے وہ بروئے شرع محمدی کے بباعث شیوع یا تذبذب کے ناجائز تھا۔ وہ سوالات جو فیصل کئے جانیکے واسطے اٹھائے گئے ہیں یہ ہیں:- (۱) آیا قواعد شرع محمدی مقدمہ ہذا سے متعلق ہیں؟ اور

(۲) اگر ایسا ہے تو آیا ہبہ مطابق قانون مذکور کے ناجائز ہے؟ -

---

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۴

(۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۲۶ -

سنہ ۱۹۰۱ء
الابی کویا
بنام
منشا کویا

میری یہ رائے ہے کہ شرع محمدی بذاتہ کوئی علاقہ نہیں رکھتی مگر وہ قاعدہ جو کہ ہبہ مقدمہ سے بروئے شرع محمدی کے متعلق ہبہ ہے متعلق کیا جاسکتا ہے اگر وہ مطابق عدل و انصاف و نیک نیتی کے ہو۔ دفعہ ۱۶ ایکٹ عدالت ہائے دیوانی مدراس ۱۸۷۳ء سے یہ امر صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے جو بالفاظ ذیل ہے:۔

"جب کسی نالش یا کارروائی میں کسی عدالت کے واسطے زیر ایکٹ ہذا ضروری ہو کہ کسی سوال متعلق بہ جانشینی یا وراثت یا ازدواج یا قوم یا کسی رواج مذہبی کا فیصلہ کرے تو۔

"(الف)۔ شرع محمدی بصورت فریقین کے مسلمان ہونیکے اور دھرم شاستر بصورت انکے ہندو ہونیکے یا۔

"(ب) کوئی رواج (اگر موجود ہو) جو قانون کی وقعت رکھتا ہو اور فریقین یا جائداد زیر بحث سے متعلق ہو ایک قاعدہ فیصلہ بنانا چاہئے الا جبکہ ایسا قانون یا رواج بذریعہ کسی ایکٹ وضع انفعال قانون کے تبدیل یا متروک کیا گیا ہو۔

"(ج) اُن صورتوں میں جہانکہ کوئی خاص قاعدہ موجود نہو عدالت کو چاہئے کہ مطابق عدل و انصاف و نیک نیتی کے عمل کرے"

جو از ہبہ صورت حال میں "ایک سوال متعلق بہ جانشینی یا وراثت یا ازدواج یا قوم یا کسی مذہبی رواج کے" نہیں ہے اس لئے قواعد شرع محمدی متعلق بہ ہبہ جات ضروری طور پر ایسے قواعد نہیں ہیں جنکہ رو سے ہمکو سوال مذکور کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ یہ رائے مطابق رائے اجلاس کامل الہ آباد ہائیکورٹ بمقدمہ گوبند دیال بنام عنایت اللہ (۱) کے ہے ایکٹ عدالت ہائے دیوانی بنگال کی تعبیر کرنے میں جسکہ الفاظ مشابہ الفاظ ایکٹ عدالتہائے دیوانی مدراس کے ہیں یہ قرار دیا گیا تہا کہ "عدالت پر لازم نہیں ہے کہ شرع محمدی کا استعمال دعاوی شفع میں کرے مگر وجوہات عدل و انصاف پر قانون مذکور کا استعمال ہمیشہ اُن کے مابین دعاوی شفع میں کیا گیا ہے"

نیز مقدمہ اجلاس کامل شیخ قدرت اللہ بنام مہنی موہن شاہا (۲) میں سر بارنس پیکاک صاحب چیف جسٹس نے صفحہ ۱۶۹ پر یہ بیان کیا ہے کہ "شرع محمدی قانون برٹش انڈیا نہیں ہے وہ صرف اُس حد تک قانون ہے جہانتک کہ قوانین ہندوستان کے رو سے اسکی تعمیل کی ہدایت کیگئی ہے . . . . . ہمپر ریگولیشن ۴ سنہ ۱۷۹۳ء قابل پابندی ہے الا جہانتک کہ قانون کی ترمیم بروئے ریگولیشن ۷ سنہ ۱۸۳۲ء کے کیگئی ہے" بعد ازاں اُس نے دفعہ ۱۵ اول الذکر ریگولیشن کا حوالہ دیا ہے جو اغراض حال کے واسطے مشابہ الفاظ ایکٹ عدالت ہائے دیوانی بنگال ۱۸۷۱ء و دفعہ ۱۶ ایکٹ عدالت ہائے دیوانی مدراس کے ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۷۵ بصفحہ ۷۸۱

(۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۳۴ بصفحہ ۱۶۹

سنہ ۱۹۱۰ء
الابی کویا
بنام
مشا کویا

ایسا ہی مقدمہ ابراہیم صاحب بنام منیرالدین صاحب (۱) میں لوسے صاحب چیف جسٹس نے بیان فرمایا ہے کہ :" شرع محمدی اہل سلام پر بمقابلہ دیگر اشخاص کے زیادہ تر قابل پابندی نہیں ہے الا اُن امور میں جنہیں کہ وہ متعلق قرار دیا گیا ہو۔ اسلئے وہ اسوجہ سے قانون ہے کہ وہ یکے از منبع ہائے قانون متعلق اُن امور کے ہے جنسے کہ وہ متعلق ہوتا ہے مگر جہاں وہ اسطرحپر تسلیم نکیا گیا ہو تو وہ محض اسوجہ سے مروجہ قانون ہو سکتا ہے کہ وہ قرین عدل و انصاف و نیک نیتی ہے ...... اسلئے سوال یہ ہو جاتا ہے کہ آیا ایک ایسے مستثنے قاعدہ کا متعلق کرنا قرین عدل و انصاف ہے جو خلاف اُس اصول قانون کے ہو جو اس جگہ تسلیم کیا گیا ہے "

اسکے بعد صاحب موصوف نے اسوجہ کا امتحان کیا ہے جسپر کہ قاعدہ شرع محمدی متعلق بہ شفع مبنی ہے جس کے کہ مؤثر کرانے کی استدعا اُس مقدمہ میں کیگئی تھی اور اُنہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ " میری یہ رائے ہے کہ وہ صریح طور پر خلاف عدل و انصاف و نیک نیتی کے ہے اور کہ کوئی ایسا فرض اس پریزیڈنسی میں اہل اسلام یا کسی اور شخص پر عاید نہیں ہے "

دوران حجت میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ دفعہ ۱۲۹ ایکٹ انتقال جائیداد مفہوم طور پر شرع محمدی کو متعلق بناتی ہے مگر یہ درست نہیں ہے۔ دفعہ ۱۲۹ میں صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ " کوئی حکم مندرجہ باب ہذا (متعلق بہ ہبہ جات) ایسا متصور نہ کیا جانا چاہیئے کہ اسکی رو سے کسی قاعدہ شرع محمدی میں خلل اندازی کیگئی ہے " یعنی اگر کوئی ایسا قاعدہ شرع محمدی موجود ہو جو کہ عدالت ہائے سے بطور قانون کے استعمال کیا جاتا ہو تو ایمیں کسی حکم مندرجہ باب ہذا سے خلل واقعہ نہونا چاہئے اُسکا استعمال عدالتہائے سے بطور قانون کے اسیطرحپر جاری رکھا جانا چاہئے گویا کہ باب ہذا وضع نہیں کیا گیا۔ ایکٹ انتقال جائیداد کی اس دفعہ پر اور نیز قانون مقدمات دیگر حصص ہندوستان پر غور کرنے میں یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ ایکٹہائے عدالتہائے دیوانی بہت سے صوبجات میں شرع محمدی متعلق بہ ہبہ جات خصوصیت کے ساتھ اُن صوبجات میں مابین اہل سلام کے متعلق قرار دیا گیا ہے (مثلاً صوبجات متوسط میں ملاحظہ ہو دفعہ ۵ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۷۵ء اور پنجاب میں دفعہ ۵ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ء اور اودھ میں دفعہ ۳ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ء) صوبجات مذکور میں شرع محمدی متعلق بہ ہبہ جات بباعث ایکٹہائے عدالتہائے دیوانی کے متعلق ہوتا ہے اور اسمیں قواعد ایکٹ انتقال جائیداد متعلق بہ ہبہ جات کی رو سے خلل واقعہ نہیں ہوتا۔ دیگر حصص ہندوستان میں قواعد دہرم شاستر کو قانون کی رو سے متعلق نہیں کئے گئے تاہم عدالت ہائے سے بباعث قرین عدل و انصاف و نیک نیتی ہونیکے اختیار کئے گئے ہیں اور وہ مابین اہل اسلام کے درست طور پر مؤثر کئے جاتے رہے ہیں بلبعض قواعد شرع محمدی متعلق بہ شفع

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۲۶ لغایت صفحہ ۳۱

۱۸۹۰ء الابی کویا بنام مشتا کویا

اسیطرح بنگال اور ممالک مغربی وشمالی میں بھی اختیار کئے گئے ہیں گو مدراس میں نہیں ایسے قواعد بظاہر ایکٹ انتقال جائیداد سے غیر موثر ہونگے لیکن عدالت ہائے انکو قرین عدل و انصاف و نیک نیتی ہونیکی وجہ سے موثر کرتی رہیں۔

اب ہم واقعات مقدمہ ہذا کیطرف عود کرتے ہیں میری یہ رائے ہے کہ ہبہ ان وجوہات میں سے کسی وجہ سے ناجائز نہیں ہے جو کہ ہمارے ڈسٹرکٹ جج نے بیان کی ہیں۔ قاعدہ شرع محمدی متعلق بہ مشاع کی تعریف حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بطور اس قاعدہ کے کی ہے کہ "ایک غیر منقسم حصہ کا ہبہ ایک ایسی جائیداد میں جو قابل تقسیم ہو اس وجہ سے جائز نہیں ہے کہ اس سے تذبذب پیدا ہوتا ہے"۔ ہمارے روبرو کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ نہیں دیا گیا اور نہ ہمکو کوئی ایسا مقدمہ معلوم ہے جسمیں عدالت ہذا نے یہ قرار دیا ہو کہ قاعدہ مندرجہ شرع محمدی پریزیڈنسی ہذا سے متعلق ہے۔ مقدمہ حسین بنام شیخ میران (۱) میں ایک بانیے جسکا ایک مکان میں حصہ حاصل تھا۔ اپنی دختر کو اس حصہ کا ایک نصف عطا کیا تھا جسکا کہ وہ مستحق تھا جواز ہبہ کی نسبت بوجہ مشاع کے اعتراض کیا گیا تھا مگر عدالت نے یہ قرار دیا تھا کہ ہبہ بباعث غیر منقسم ہونیکے کالعدم نہ تھا۔ پس کوئی وجہ اس امر کی معلوم نہیں کرسکتا کہ کیوں موجودہ ہبہ زیادہ تر غیر منقسم یا زیادہ تر باعث تذبذب بہ نسبت ہبہ مقدمہ مذکور کے سمجھا جانا چاہئیے۔ مقدمہ پریوی کونسل محولہ بالا میں (محمد بخش خاں بنام حسینی بیبی (۲)) حکام عالیمقام نے بحوالہ مسئلہ مشاع کے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ "بروئے شرع محمدی کے یکے از دو حصہ داران اپنا حصہ دوسرے کو دے سکتا ہے اور یہ ابتدا کیا ہے کہ "فرض کرو حصہ داران تین ہوں۔ کونسا امر مانع اس بات کا ہے کہ انمیں سے ایک اپنا حصہ باقی دو میں سے ایک کو عطا کردے؟ مسٹر ڈوئن سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اس سے کونسا تذبذب پیدا ہوگا۔ مسٹر ڈوئن نے یہ بیان کیا تھا کہ مسئلہ مذکور نہایت باریک مسئلہ ہے۔ اسکو مقدمہ حال تک وسیع کرنا گویا اسکو بہت ہی باریک بنانا ہے جو حکام عالی مقام کی رائے میں ایک غیر محدود وسعت ہے" (صفحہ ۱۰۷) اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسئلہ مشاع ایک مذبذب اور قیاسی مسئلہ ہے۔ کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اسکو عدالتہائے پریزیڈنسی ہذا نے استعمال کیا ہے اور نہ انصاف اور نیک نیتی مقتضی اس امر کے ہیں کہ ہم ہبہ متنازعہ حال کو بباعث تذبذب آمیز ہونیکے کالعدم قرار دیں۔

نسبت اس اعتراض کے کہ قبضہ موہوب لہم کو عطا نکیا گیا تھا میں یہ رائے ظاہر کرتا ہوں کہ شرع محمدی اختیار کردہ عدالتہائے ہذا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۹۴ (۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۵ صفحہ ۸۱

(۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴ بصفحہ ۷۰۱

سنہ ۱۹۰۱ء الابی کویا بنام منیا کویا

مقتضی اس امر کی نہیں ہے کہ جملہ صورتوں میں فوراً قبضہ عطا کیا جانا چاہئے اور یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا محمڈن قاعدہ دربارہ قبضہ کے بہ موجودہ ضروریات کے لائق ہے اور کہ آیا وہ طریق انتقال جو یوروپین اور اہل ہنود پر بموجب دفعہ ۱۲۳ ایکٹ انتقال جائیداد کے ضروری قرار دیا گیا ہے اور جس کو کہ فریقین حال نے اختیار کیا ہے یعنی انتقال بذریعہ رجسٹری شدہ دستاویز کے جس پر دو گواہان نے تصدیق کی ہے اور واہب نے دستخط کئے ہیں بلحاظ عدل و انصاف کے بطور حوالگی قبضہ کے اہل اسلام کی صورت میں بھی مؤثر نہ سمجھا جانا چاہئے تحقیق اور شہرت اور باضابطگی جو کہ حوالگی قبضہ سے ملحق ہیں کم از کم بہتر طور پر رجسٹری شدہ اور مصدقہ دستاویز کے رو سے پورے ہو جاتے ہیں اور کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ نہیں دیا گیا جس میں وہ انتقال جس کی شہادت ایسے طریق پر ملتی ہو بہ پریزیڈنسی ہذا میں عدم حوالگی قبضہ کی وجہ سے ناجائز قرار دیا گیا ہو۔

مقدمہ قادر حسین صاحب بنام حسینی بیگم صاحبہ (۱) میں دستاویز بظاہر رجسٹری شدہ تھی اور واہب جائیداد کے منافع جات کو اپنی وفات تک حاصل کرتا رہا تھا۔ خواہ یہ امر کیسا ہی ہو مقدمہ محمد بخش خاں بنام حسینی بی بی (۲) محولہ بالا میں حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ قرار دیا تھا کہ واہب کے داخلی قبضہ موہوب لہم کو فوراً عطا کرنا ضروری تھا اور کہ جہاں دستاویز موہوب لہ کو قبضہ حاصل کرنے کا مستحق بناتی ہو اور واہب نے اپنی جملہ کوشش ہبہ کے مکمل کرانے کے واسطے کی ہو تو کوئی اعتراض ہبہ کی نسبت اس وجہ پر نہیں کیا جا سکتا کہ واہب نے قبضہ عطا نہیں کیا تھا یا یہ کہ قبضہ موہوب لہ کو بروقت ہبہ کے عطا نہ کیا گیا تھا۔ صورتحال میں دستاویز نمبرا کے رو سے موہوب لہم کو اس امر کا اختیار دیا گیا تھا کہ جائیداد مزارعان اور دیگر اشخاص قابض سے بذریعہ ارجاع نالشات کے یا مصالحتاً حاصل کریں۔ ایسا ہبہ اس وجہ سے ناجائز متصور نہیں کیا جا سکتا کہ بروقت انتقال کے واہب نے موہوب لہم کو قبضہ عطا نہ کیا تھا۔

اس لئے میں سبارڈنیٹ جج کے فیصلہ کو منسوخ کر کے درخواست کو مطابق قانون فیصل کئے جانے کے واسطے واپس بھیجتا ہوں۔

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۱۱

(۲) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ نمبر ۶۸۴ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۵ صفحہ ۸۱ -

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر ڈیویس صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس و بھاشیام آئنگر صاحب جسٹس

۲۵ تا ۲۹ مارچ و یکم تا ۴ و ۱۰ تا ۱۲ و ۱۷ اپریل و یکم مئی سنہ ۱۹۰۱ء

ملک معظم قیصر ہند بنام تروِل ریڈی وغیرہ *

ایضاً بنام سبّی ریڈی †

مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعات ۲۸۵، ۵۳۷ - تجویز جرم قتل عمد کا صاحب جج اور دو اسیسران سے شروع کیا جانا - یکے از اسیسران کا ایک جز و تجویز میں غیر حاضر رہنا - اسیسر مذکور کا پھر اپنی جگہ اجلاس کر کے اپنی رائے ظاہر کرنا اور اُس رائے کا صاحب جج سے قلمبند کیا جانا - جواز تجویز جرم - سازش - اعانت - مجموعہ تعزیرات ہند ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۱۰۹ -

ایک تجویز جرم قتل عمد اور سازش قتل عمد اور اعانت قتل عمد حسب ضابطہ طور پر سیشن جج اور دو اسیسران نے شروع کی تھی اور وہ قریباً سات ہفتہ تک جاری رہی تھی - اُس عرصہ میں یکے از اسیسران کو اجازت دیگئی تھی کہ وہ دو کامل یوم اور ازاں بعد پانچ نصف نصف یوم غیر حاضر رہے جسکی وجہ یہ تھی کہ اُسکی ماں فوت ہوگئی تھی اور رسم کریا کرم کا ادا کرنا اُسپر لازم تھا اسکے بعد وہ پھر اپنی جگہ پر آگیا تھا اور تجویز کے ختم ہونیکے وقت تک کام کرتا رہا تھا وہ جملہ بیانات جو اُسکی موجودگی میں قلمبند کئے گئے تھے واپسی پر اُسکو پڑھکر سنائے گئے تھے - تجویز کے ختم ہونے پر سیشن جج نے ہر ایک اسیسر کی رائے طلب کی تھی اور اُس کو قلمبند کیا تھا - ہر ایک اسیسر کی یہ رائے تھی کہ جملہ ملزمان مجرم تھے اور صاحب جج نے اُنکی رائے کے ساتھ اتفاق کر کے ملزمان پر تجویز ثبوت جرم کی تھی قیدیوں نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا جہاں یہ عذر کیا گیا تھا کہ صاحب جج نے اُس اسیسر کو جو غیر حاضر رہا تھا

---

* تجویز مستغاثہ نمبر ۱۴ سنہ ۱۹۰۱ء ارسال کردہ ڈبلیو ایم تھاربرن صاحب سشن جج کرنول بغرض بحالی حکم پھانسی صادرہ اُس جج بمقدمہ قلمندرہ نمبر ۳۲ سنہ ۱۹۰۰ء - اسمقدمہ میں ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۴ و نمبر ۵ نے اپیل فوجداری نمبر ۴۵ سنہ ۱۹۰۱ء کیا تھا - ملزم نمبر ۲ نے اپیل فوجداری نمبر ۴۲ سنہ ۱۹۰۱ء اور ملزمان نمبر ۳ و نمبر ۶ نے اپیل فوجداری نمبر ۷۰ سنہ ۱۹۰۱ء بنا راضی حکم سزا حبس دوام بعبور دریائے شور کے کیا تھا - ملزمان نمبر ۷ و نمبر ۸ نے اپیل فوجداری نمبر ۷۰ سنہ ۱۹۰۱ء اور ملزم نمبر ۹ نے اپیل فوجداری نمبر ۷۰ سنہ ۱۹۰۱ء کیا تھا - پیروکار سرکار نے اپیل فوجداری نمبر ۲۸ سنہ ۱۹۰۱ء زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی حکم بریت ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۹ از الزام سازش قتل عمد کے کیا تھا -

† تجویز مستغاثہ نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۱ء ارسال کردہ جی ڈبلیو فنشن صاحب سشن جج کرنول بغرض بحالی حکم سزائے پھانسی صادرہ بمقدمہ قلمندرہ نمبر ۱ سنہ ۱۹۰۱ء - اس مقدمہ میں ملزم نے اپیل فوجداری نمبر ۴۳ سنہ ۱۹۰۱ء کیا تھا -

سنہ ۱۹۱۰ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
تیمل سپدی ریدی

ہو اپنی تجویز پیدا جاتی کی ابتدا دفعہ میں وزیر اُنکی رائے کے طلب کرنے اور اُسپر عمل کرکے مقدمہ کے فیصل کرنیمیں خلاف قانون عمل کیا ہو اور کہ تجویز ثبوت جرم منسوخ کیجانی چاہیے۔

تجویز ہوئی (باختلاف رائے دوئیں صاحب جسٹس) کہ قرارداد حکم سزا جسکی کہ نارضی ہو اپیل کیا گیا ہو ایک عدالت مجاز سماعت نے حسب منشا دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر کیے تھے اور کہ نقص تجویز اُسکی جوازمیں خلل انداز نہوتا تہا اور وہ دفعہ مذکور کے سبب سے رفع ہوجاتا تہا اگرچہ بالعکس مذکور ہے "دراصل بے انصافی وقوع میں آئی ہی" اور کہ کوئی ایسی بے انصافی ثابت نہ کیگئی تھی۔

از جسٹس ایائنگر صاحب جسٹس - ہر دو مجموعہ تعزیرات ہند کے سازش ماسوا اُن صورتوں کے جنکو کہ تعلق دفعات ۳۱۱ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۱۲۱ الف میں حکم ہے محض ایک قسم اعانت کی ہے جہا کہ اُس سازش کی وجہ سے کوئی فعل یا ترک فعل وقوع میں آئے اور وہ ایک صریح جرم کی حد تک پہونچے کیونکہ ہر ایک صریح جرم کی اعانت سازش سے کیجا سکتی ہے۔

الزامات قتل عمد و سازش قتل عمد و اعانت قتل عمد یہاں مقدمہ متصوبہ (مقدمہ سشن نمبر ۳ سنہ ۱۹۱۰ء) میں نو اشخاص پر حسب مذکور الزام لگایا گیا تہا دوسرے مقدمہ متنسوبہ (مقدمہ سشن نمبر ۷ سنہ ۱۹۱۰ء) میں ایک شخص پر سازش قتل عمد کا الزام لگایا گیا تہا اور ملزم مقدمہ موخر الذکر کی تجویز الگانہ طور پر کیگئی تھی کیونکہ وہ پہلے ملزمان کے ساتھہ تجویز کیئے جانے کے وقت گرفتار نہوا تہا شہادت جملہ عملی اغراض کے واسطے ہر دو صورتوں میں یکساں تہی۔

الزام مقدمہ سشن نمبر ۳ ۵ سنہ ۱۹۱۰ء میں حسب ذیل بیان کیئے گئے تھے:- (۱) تم ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو یا اُسکے قریب مقام ...... پر سپتی ریدی (ملزم مقدمہ سشن نمبر ۷ سنہ ۱۹۱۰ء) کے ساتھہ اور ملزم نمبر ۹ کے ساتھہ متوفی رنگا ریدی کو ہلاک کرنیکی سازش کی تھی اور کہ بہ تعمیل اُس سازش کے متوفی رنگا ریدی ۱۱ جون سنہ ۱۹۱۰ء مقام رلاگو پر قریباً ۱۱ بجے دن کے قتل کیا گیا تہا اور تمنے اسطرح ایک جرم قابل سزا زیر دفعات ۳۰۲ و ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے جو قابل سماعت عدالت سشن کرنول ہے (۲) تم ملزمان نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ و نمبر ۸ نے بشمولیت ملزمان نمبر ۱ و ۲ کے ۱۱ جون سنہ ۱۹۱۰ء کو مقام رلاگو پر حدود ...... کے اندر واقعہ ہے متوفی رنگا ریدی کو قتل کیا ہے اور تمنے اسطرح جرم قابل سزا زیر دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے جو قابل تجویز بجانب عدالت سشن کرنول ہے (۳) کہ تم ملزم نمبر ۹ نے ...... ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو یا اُس کے قریب ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ کے ساتھہ رنگا ریدی کو قتل کرنے کی سازش کی تہے جس کی وجہ سے رنگا ریدی

سنہ ۱۹۱۰ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
تردل ریدی وغیرہ

مذکور ۱۱ر جون سنہ ۱۹۰۹ء کو قتل ہوا تہا اور کہ تمنے رنگاریدی کے قتل میں اسطرحپر اعانت کی ہے کہ تم اُسکی نقل و حرکت کی اطلاع ۱۱ر جون سنہ ۱۹۰۹ء کو ملزم نمبر ۱ کو دیتے رہے ہو جس اطلاع کی تعمیل میں ملزمان نمبر ۱ لغایتہ نمبر ۸ نے رنگاریدی کو مقام رلاوگوپر ۱۱ر جون سنہ ۱۹۰۹ء کو قتل کیا تہا اور تمنے اسطرحپر جرم قابل سزا زیر دفعات ۳۰۲ و ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب عدالت سشن کرنول کے حدود اختیارات کے اندر کیا ہے۔"

الزام مقدمہ سشن نمبر ۱ سنہ ۱۹۱۰ء میں بیانات ذیل درج تہے:۔" (۱) کہ تم (سباریدی) نے ۱۹ر مارچ سنہ ۱۹۰۹ء کو یا اُسکے قریب مقام ۔ ۔ ۔ ۔ پر ایک سازش ۔ ۔ ۔ ۔ (ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۹ مقدمہ سشن نمبر ۳۵ سنہ ۱۹۰۹ء) کے ساتہہ واسطے قتل کرنے رنگاریدی کے کی تہی جس کی تعمیل میں رنگاریدی مذکور ۱۱ر جون سنہ ۱۹۰۹ء کو قتل کیا گیا تہا اور تمنے اسطرحپر ایک جرم قابل سزا زیر دفعات ۳۰۲ و ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب حدود اختیارات عدالت سشن کرنول کے اندر کیا ہے (۲) کہ تمنے ۱۱ر جون سنہ ۱۹۰۹ء کو یا اُس کے قریب مقام رلاوگوپر جو حدود اختیارات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے اندر واقعہ ہے جرم قتل عمد کا ارتکاب بباعث قتل کرنے رنگاریدی کے کیا ہے اور اسطرحپر جرم قابل سزا زیر دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے جو عدالت سشن کرنول کے اختیار سماعت کے اندر ہے۔"

ذیل کا مختصر بیان شہادت استغاثہ کے اثر کے متعلق فیصلجات ہائیکورٹ میں سے تیار کیا گیا ہے:۔ متوفی رنگاریدی بی۔اے۔بی۔ایل ایک وکیل درجہ اول تہا جو ضلع اننتاپور میں بمقام گوتی میں کاروبار کرتا تہا ملزم نمبر ۱ و ملزم نمبر ۲ کا بہنوئی تہا اور وہ دونوں مالدار اور باحیثیت اشخاص تہے ملزمان نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ ملزم نمبر ۱ کے ملازمان تہے۔ بیان یہ کیا گیا تہا کہ ملزمان نمبر ۶ و نمبر ۷ و نمبر ۸ کو ملزم نمبر ۱ نے یا ملزم مقدمہ دوم یعنی سباریدی نے قتل عمد کے ارتکاب کرنیکے واسطے مقرر کیا تہا۔ ملزم نمبر ۲ وکیل درجہ دوم تہا جو مقام گوتی میں کاروبار کرتا تہا اور وہ ملزم نمبر ۱ کا غیر منقسمہ برادر تہا۔ ملزم مقدمہ سشن نمبر ۱ سنہ ۱۹۱۰ء یعنی سباریدی بہی ملزم نمبر ۱ کا سالہ تہا اُس کی شادی سباریدی کی ہمشیرہ سے ہوئی تہی مطابق بیان استغاثہ کے رنگاریدی کا قتل ذیل کے طریق پر کیا گیا تہا:۔ ۱۱ر جون سنہ ۱۹۰۹ء کو متوفی بی رنگاریدی وکیل ایک گاڑی میں بمقام ریال چرو دسے آ رہا تہا جہاں سے وہ ۱۰ بجے صبح کے

سنہ ۱۹۰۱
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ترول ملیڈو یستی ریڈی

روانہ ہوا تہا اور اپنے باپ کے گہر کو جو مقام چالاداگو نٹی میں واقع ہے اور جو سات میل کے فاصلہ پر تہا آ رہا تہا اور اُس کے ساتھ اُسکا گماشتہ نرائن ریڈی اور اُس کے دو موکل تہے جو ایک دوسرے گاؤں موسوم بہ ہنومنتو کے رہنے والے تہے۔ راستہ میں دونوں موکلان ایک ندی سے پانی پینے کے واسطے اُتر سے اور پہر کچہہ فاصلہ تک گاڑی کے پیچہے پیچہے چلتے رہے جیگاڑی ندی کی خشک تہ پر پہونچی اُسوقت قریبا ۱/۲ ۱۱ بجے کا وقت تہا۔ پہلے آہستہ ملزمان بمقدمہ اول اور ستبا ریڈی نے گاڑی کو روک لیا اور اُسپر پتھر مارنے شروع کئے۔ ملزم نمبر ا نے پستول کا فایر گاڑی کیطرف کیا مگر وہ بےسود ہوا۔ رنگا ریڈی نے اس کے جواب میں ایک فایر پستول کا کیا جو نرائن ریڈی ساتہہ لایا تہا مگر وہ بہی بے اثر ثابت ہوا اسپر ملزمان نمبر ۵ و نمبر ۶ نے گاڑی والوں کو لاٹھی سے مارنا شروع کیا اور اُنکو نیچے اُتار دیا۔ ملزم نمبر ۷ نے وہ رسی کاٹ دی جس کے کہ ساتہہ بیل بندہے ہوئے تہے۔ نرائن ریڈی گماشتہ نے گاڑی سے اُتر کر بہاگنا چاہا مگر اُسکا تعاقب ملزمان نمبر ۵ و نمبر ۶ نے کیا اور اُسکو پکڑکر واپس لے آئے اور اُنہوں نے دو اشخاص کو جو پاسپلی کے رہنے والے تہے (اور جو فساد دیکہکر دوڑتے آرہے تہے) یہ دہمکی دی کہ اگر وہ آگے بڑہے تو جان سے مارے جائینگے۔ ملزمان نمبر ۲ و نمبر ۴ و نمبر ۷ نے اس اثنا میں رنگا ریڈی کو گاڑی سے کہینچ لیا اور ملزم نمبر ۲ اور ستبا ریڈی نے اُسکو اپنے کلہاڑوں سے کاٹ ڈالا اور ملزم نمبر ا نے اُسکا گلا بالآخر ایک کان سے دوسرے کان تک کاٹ دیا۔ جاتے وقت ملزم نمبر ا وہ پستول اپنے ساتہہ لیگیا جسکا کہ متوفی نے فایر کیا تہا۔ ملزم نمبر ۳ ایک لاٹھی لیکر حاضر تہا مگر بیان کیا گیا ہے کہ اُسنے قتل میں کوئی اہم حصہ نہ لیا تہا۔ دو رعیتان جو قریبا نصف میل کے فاصلہ پر کہیتوں میں کام کر رہے تہے گولی کی آواز سنکر موقعہ پر پہونچ گئے تہے جنہوں نے قاتلوں کا طریق عمل دیکہا تہا۔ اُنہوں نے ملزمان نمبر ا و نمبر ۲ اور ستبا ریڈی کو شناخت کیا جنکو وہ پہلے سے جانتے تہے اور انہوں نے قتل کا ذکر نرائن ریڈی سے کیا تہا۔

جملہ ملزمان نے مجرم ہونیکا عذر کیا تہا اور سب کا جواب یہ تہا کہ وہ قتل کیوقت کسی اور جگہ تہے اور کہ اُنکو کچہہ علم نہیں ہے کہ قتل کس طرح پر یا کس سے ہوا ہے۔ اُنہوں نے یہ ظاہر کیا تہا کہ اُنپر جہوٹا الزام لگایا گیا ہے کیونکہ اصلی مجرمان معلوم نہیں ہو سکے اور نیز اسوجہ سے کہ بہت قدیم اور سخت دشمنی مابین متوفی کے باپ اور ملزمان نمبر ا و نمبر ۲ کے مذہبی تہی اور باقی ملزمان اسوجہ سے شامل کئے گئے ہیں کہ وہ کم و بیش رشتہ داری اُن کے ساتہہ رکہتے ہیں۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
تندو ل بہت بستی ...

ملزمان مقدمہ سشن نمبر ۵۳ سنہ ۱۹۰۱ء کی تجویز عدالت سشن میں شروع ہوئی تھی جسمیں صاحب سشن جج کے ساتھ دو اسیسران بیٹھے تھے تجویز ۲۳ اگست سنہ ۱۹۰۱ء کو شروع ہوکر ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو ختم ہوئی تھی۔ ۵ ستمبر کو ۲ بجے دوپہر کے بعد اسیسر نمبر ۱ صاحب جج کی اجازت سے عدالت سے غیر حاضر رہا اور ۶ اور ۷ ستمبر کو غیر حاضر رہا تھا مگر تجویز جاری رہی تھی۔ ۸ اور ۹ ستمبر کو عدالت کا اجلاس نہوا تھا اور اسیسر نمبر ۱ - ۱۰ ستمبر کو حاضر ہوگیا تھا مگر ۱۶ اور ۱۷ اور ۱۸ اور ۱۹ ستمبر کو وہ ایک بجے تک عدالت کی اجازت سے غیر حاضر رہتا رہا تھا اس غیر حاضری کی وجہ ایک کافی وجہ تھی اور اسکا ذکر فیصلہ ڈیویژن صاحب جسٹس و بہشیام ایانگر صاحب جسٹس میں کیا گیا ہے۔ مقدمہ سشن نمبر ۱ سنہ ۱۹۰۱ء کی سماعت اور تجویز بعد میں کی گئی تھی۔ مقدمات مذکور کا نتیجہ حسب ذیل تھا:- مقدمہ سشن نمبر ۵۳ سنہ ۱۹۰۱ء میں پہلے آٹھ ملزمان پر جرم قتل عمد کی تجویز ہوا اور ملزم نمبر ۹ پر اعانت قتل عمد کی تجویز کی گئی تھی- ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۹ الزام سازش سے بری کئے گئے تھے سبکو سوائے ملزمان نمبر ۳ و نمبر ۶ کے پھانسی کا حکم دیا گیا تھا جنکو کہ حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم دیا گیا تھا۔ مقدمہ سشن نمبر ۱ سنہ ۱۹۰۱ء میں بھی ملزم پر تجویز ثبوت جرم کیا گیا اور اُس کو پھانسی کا حکم دیا گیا تھا۔

جملہ ملزمان نے اپیل کیا۔

وکیل سرکار نے بھی زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بناراضی اُس فیصلہ کے اپیل کیا جسکے رو سے ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۹ مقدمہ سشن نمبر ۵۳ سنہ ۱۹۰۱ء میں سازش قتل عمد کے جرم سے بری کئے گئے تھے۔ اپیل مذکور پر نمبر ۲۰۸ سنہ ۱۹۰۱ء ثبت کیا گیا تھا۔

مسٹر جان ایڈم منجانب ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۴ و نمبر ۵ مقدمہ نمبر ۲۱ سنہ ۱۹۰۱ء و اپیل فوجداری نمبر ۲۰۸ سنہ ۱۹۰۱ء نے یہ ابتدائی عذر کیا کہ تجویز عدالت سشن اس وجہ سے ناجائز ہے کہ اسیسر نمبر ۱ ایک حصہ تجویز کے دوران میں غیر حاضر رہا تھا۔ اُنہوں نے یہ عذر کیا تھا کہ وہ شہادت جو اُسکی غیر حاضری میں قلمبند کی گئی تھی نہایت اہم تھی اور کہ اس سے ناجائز طور پر اپنی رائے دربارہ کل مقدمہ کے ظاہر کرنیکو کہا گیا تھا اُنہوں نے بیان کیا تھا کہ اسیسر نمبر ۱ ایک مستعفی سب مجسٹریٹ تھا اور اُسکی شہادت نہایت با وقعت تھی اور اس سے بلاشبہ طور پر نہ صرف دوسرے اسیسر کی رائے پر بلکہ خود جج کی رائے پر بھی اثر پڑا ہوگا۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
تماں پدی ویتی ریڈی

اُسنے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بابولال (۱) کا حوالہ دیا تہا - اگرچہ ملزمان کیطرف سے عدالت ماتحت میں اُسکے متعلق کوئی اعتراض نہیں کیا گیا ہو تاہم عدالت اپیل اُسپر اب غور کرسکتی ہے کیونکہ فوجداری تجویز میں کوئی ترک استحقاق نہیں ہوسکتا بالخصوص جبکہ عدالت کے اختیار سماعت کے متعلق بحث ہو - اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ زیر دفعہ ۲۶۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری عدالت سشن مناسب طور پر مقرر کردہ نہیں ہے اِلّا جبکہ اُسمیں کم از کم دو اسیسران موجود ہوں اور کہ دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں کم از کم دو اسیسران کی موجودگی کا حکم کل تجویز کے دوران میں دیا گیا ہے اور نیز دفعہ ۲۸۵ مجموعہ مذکور میں گو ہمیں ایک خاص طریق ضابطہ بر طبق عدم موجودگی ایک اسیسر کے درج ہے کوئی حکم بدیں مضمون نہیں دیا گیا کہ ایک اسیسر بعد غیر حاضر رہنے کے مقدمہ کے آخری مرحلہ میں پھر شامل ہوسکتا ہے اور کل مقدمہ کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرسکتا ہے اُسنے یہ استدعا کی تہی کہ ایک اسیسر کی عدم موجودگی محض بے ضابطگی نہیں ہے جو دفعہ ۵۳۷ کے رو سے رفع ہوسکے - اسمیں شبہ نہیں کہ تجویز پچھلے مرحلوں میں جائز تہی مگر وہ اُس وقت سے ناجائز ہوگئی تہی جبکہ غیر حاضر اسیسر کو اپنی جگہ پر آجانے کی اجازت دیگئی تہی یا کم از کم جبکہ غیر حاضر اسیسر کی رائے پوچھی گئی تہی اور قلمبند کیگئی تہی - مقدمہ ملکہ معظمہ بنام مہا لال (۲) اور دفعہ ۲۸۹ دفعہ تحتی (۲) مجموعہ ضابطہ فوجداری کا حوالہ باظہار اس امر کے دیا گیا تہا کہ کل ضابطہ عدالت ماتحت ناجائز ہوگیا تہا - صرف اسیسر نمبر ۱ کی رائے کا حاصل کرنا ناممکن تہا کیونکہ اصلی سوال دربارہ اُس امر کے تہا جو اُس رائے سے اسیسر نمبر ۲ اور جج کی آرائے پر ہوا تہا - اُسنے مقدمات ملکہ معظمہ بنام محمد محمود خاں (۳) و ملکہ معظمہ بنام بابولال (...) کارروائیات مدراس ہائیکورٹ مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء (۴) و ملکہ معظمہ بنام رام لال (۵) کا حوالہ باظہار اس امر کے دیا تہا کہ کل کارروائیات عدالت ماتحت ناجائز تہیں اور نیز مقدمہ ملکہ بنام مانم ل (۶) کا حوالہ باظہار اس امر کے دیا تہا کہ صاحب جج پر لازم تہا کہ ہر ایک اسیسر کی رائے لیتا اس لئے اسیسر نمبر ۱ کی رائے صرف بے سود متصور ہوسکتی تہی -

مسٹر سی سنبا چھی ایا بجانب ملزم نمبر ۲ نے یہ عذر کیا تہا کہ اسیسر نمبر ۱ کی رائے کا حاصل کرنا محض غلطی ضابطہ نہ تہا بلکہ وہ تجویز کی جڑ تک پہنچتا تہا اُسنے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ایاسیا نامندے (۷) کا حوالہ دیا تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۱۰۶ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۱
(۳) " " " جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۷ (۴) ماینرز کرمنل رولنگز طبع سوم صفحہ ۹۲۷ (۵) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۶ (۶) ویکلی رپورٹر جلد ۲ صفحہ ۴۴ (فوجداری) (۷) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۲۰ -

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
تروول ریڈی دستگیری

مسٹر سی کرشنن منجانب ملزمان نمبر ۳ و نمبر ۸ نے بھی اسی امر پر بحث کی۔
مسٹر ٹی راماچندرا ایار منجانب ملزمان نمبر ۷ و نمبر ۹ نے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اننت رام (۱) کا حوالہ دیا۔
سنکرن نیار و سندرا ایار منجانب ملزم نمبر ۵ نے وہی اعتراض کرکے یہ بحث کی کہ ایک اسیسر کی رائے اُسی وقعت کی نگاہ سے نہ دیکھی جانی چاہئیے جیسے کہ ایک شریک جرم کی شہادت کیونکہ تجویز صورت حال میں ایک تجویز منجانب صاحب جج بوساطت دو اسیسران کے متصور کیجانی چاہئیے۔ اسیسر کی رائے تردید کئے جانیکے ناقابل تھی۔ رائے مذکور کا قلمبند کیا جانا ایک جائز فعل تھا دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری صرف اُن مقدمات سے متعلق ہے جہانکہ کارروائیات قانوناً جائز ہوں گو بے ضابطگی ایسے طریق پر وقوع میں آئی ہو جس سے واقعات مقدمہ میں خلل واقعہ ہو۔ انہوں نے یہ عذر کیا تھا کہ اگر وہ اشخاص جنکو ایسا کرنیکا کوئی حق حاصل نہو عدالت کی امداد کے واسطے طلب کئے گئے ہوں تو عدالت کا تقرر ناجائز ہو جاتا ہے انہوں نے مضمون متعلق بہ اسیسران مندرجہ صفحات ۴۹۰ و ۴۹۳ جلد ۱ انسائیکلوپیڈیا آف لاز آف انگلینڈ کا حوالہ دیا۔
سیشاچیریو و ایم آر کرشنا ایار منجانب ملزم مقدمہ مستغویہ نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۱ء و اپیل فوجداری نمبر ۱۹۱ سنہ ۱۹۰۱ء پیروکار سرکار (مسٹر ای بی پاول) بہردو مقدمات مذکور و اپیل داخل کردہ از طرف سرکار نے یہ عذر کیا کہ گو وہ ضابطہ جسکی شکایت کیگئی ہے بے ضابطہ ہی ہو تاہم اُس سے تجویز ناجائز نہیں ہوتی اور نقص مذکور بروئے دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رفع ہو جاتا ہے۔ وہ اعتراض جو کہ بروقت تجویز کے کیا گیا تھا اُسپر صراحت کے ساتھ زور نہ دیا گیا تھا اور اُسکی رائے میں وہ طریق جو اختیار کیا گیا تھا عملی طور پر بلا کسی مزاحمت کے استعمال کیا گیا تھا۔ غیر حاضر اسیسر کی رائے نظر انداز کیجا سکتی تھی اور وہ بے وقعت اور کالعدم متصور کیجا سکتی تھی۔ اگر وہ بعد غیر حاضری کے واپس نہ آتا تو کوئی سوال پیدا نہوتا۔ یہ امر واقعہ کہ وہ اپنی جگہ پھر واپس آگیا تھا اور اُسنے بعد سماعت کرنے کل شہادت کے جو اُسکی عدم موجودگی میں قلمبند کیگئی تھی اپنی رائے ظاہر کی تھی کسی بے انصافی کا باعث نہیں ہو سکتا۔
یکم مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو حکام ہائیکورٹ نے ابتدائی عذر کے متعلق حسب ذیل فیصلہ صادر کیا۔
ڈیوس صاحب جسٹس:۔ بنسبت اُس ابتدائی عذر کے کہ اپیلانٹان کی تجاویز ثبوت جرم قانوناً اسوجہ سے ناقص ہیں کہ مقدمہ کی تجویز ایک عدالت مجاز سماعت نے نہ کی تھی واقعات حسب ذیل ہیں: تجویز

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۴ صفحہ ۲۹۲ لغایت صفحہ ۲۹۵

۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
تروپال ریڈی وتیسی ریڈی

۳۰ اگست ۱۹۰۱ء کو دو اسیسراں کی امداد سے درست طور پر شروع کیگئی تہی اور وہ باضابطہ طور پر ہر دو اسیسران کی امداد سے ۵ ستمبر تک جاری رہی تھی۔ اُسدن بعد دوپہر کے اور اُسکو بعد دو یوم متواتر یعنی ۶ و ۷ ستمبر کو اسیسر نمبر ا کو اجازت دیگئی تھی کہ وہ بباعث قریب المرگ ہونے اپنی ماں کے غیر حاضر رہے مگر تجویز باقیماندہ ایک اسیسر کی امداد سے جاری رکہی گئی تھی۔ صاحب جج نے مزید خدمات اسیسر نمبر ا کو ترک کیا تہا جیسا کہ وہ زیر دفعہ ۲۸۵ (۱) مجموعہ ضابطہ فوجداری کرسکتا تہا اور جیسا کہ وہ اُسصورت میں کرسکتا تہا اگر وہ سماعت کو ملتوی نہ رکہہ سکتا۔ کیونکہ اسیسر مذکور کے ۱۰ ستمبر کو عدالت میں واپس آنے پر جو کہ مقدمہ کی تاریخ مقرر تھی صاحب جج نے اسیسر مذکور کو پہر اسیسر نمبر ا کیطرح قایم کیا تہا اور بیانات گواہان استغاثہ نمبر ۴۴ لغایتہ نمبر ۶۲ جو اُس کے ۲½ دن کی غیر حاضری میں لئے گئے تہے اُس کو دکہلائے گئے اور پڑہکر سنائے گئے تہے۔ تجویز بامداد دو اسیسران کے ۱۴ ستمبر تک جاری رہی تھی مگر اُسکے بعد ۳ یا ۴ یوم تک اسیسر نمبر ا کو پہر اجازت دیگئی تھی کہ وہ ہر روز ایک پچہلے دن تک غیر حاضر رہے تاکہ وہ اپنی ماں کی رسومات کریاکرم ادا کرسکے اور تجویز اُسکی عدم موجودگی میں جاری رکہی گئی تھی صرف ایک ہی اسیسر سے امداد لیگئی تھی۔ مگر وہ اُن بیانات کو جو اُسکی عدم موجودگی میں لئے جاتے تہے ہر روز بعد دوپہر کے عدالت میں آکر پڑہ لیا کرتا تہا۔ وہ بیانات جو ان موقعوں پر لئے گئے تہے ملزمان کے گواہان کے تہے۔ ۱۹ ستمبر یا ۲۹ ستمبر تک جبکہ گواہان کی شہادت ختم ہوئی تھی اور ۱۵ اکتوبر تک جبکہ تجویز ختم کیگئی تھی ہر دو اسیسران یکجا اجلاس کرتے رہے تہے اور تجویز کے اخیر پر ہر ایک کی رائے لیجاکر حسب ضابطہ قلمبند کیگئی تھی۔

اسطرح پر یہ امر صریح ہے کہ تجویز ہر دو اسیسران کی امداد سے ختم کیگئی تھی اور صاحب جج کو کاغذات سے بہی یہی ظاہر ہوتا ہے نہ تو اُس کے فیصلہ میں اور نہ کہیں اور کوئی ایسا امر موجود ہے جس سے یہہ ظاہر ہو کہ دونوں اسیسران کل تجویز کے دوران میں اجلاس نہ کرتے رہے تہے۔

میرے فاضل ہم جلیسان کی یہ رائے ہے کہ منصور یہ کیا جانا چاہئے کہ تجویز ۵ ستمبر کو اور اُسکے بعد صرف ایک اسیسر کی امداد سے کیگئی تہی جو زیر دفعہ ۲۸۵ (۱) مجموعہ ضابطہ فوجداری جائز طریق تہا اور کہ دوبارہ اجلاس اسیسر نمبر ا کا اور اُسکا کارروائیات میں حصہ لینا بعد اس کے کہ وہ ۵ ر سے ۷ ر ستمبر تک غیر حاضر رہا تہا ایک ایسی بیضابطگی سمجھی جانی چاہئے جس سے کوئی بے انصافی وقوع میں نہ آئی تہی

میں اس رائے کو تسلیم کرنیکے نا قابل ہوں - اولاً صاحب جج نے بطور امر واقعہ کے زیر دفعہ ۲۹۸ (۱)
عمل نکیا تھا اور نہ اُنہوں نے ایسا کرنے کا اقرار کیا ہے - ثانیاً اسیسر نمبر ا کی اُس رائے سے جسکے رو سے اپیلانٹان
مجرم قرار دیئے گئے تھے اُنکو مثبت طور سے نقصان پہونچا ہوگا - اسیسر نمبر ا ایک مستعفی سب جج ہے
جنکو فوجداری امور میں ملکہ حاصل ہے اور یہ امر نہایت اغلب ہے کہ اُنکی رائے سے اسیسر نمبر ۲ کے دلپر
بہت اثر ہوا ہوگا جو ایک تاجر ہے اور اس قسم کے علم سے بے بہرہ ہے - اگر اسیسر نمبر ۲ ہی سے
رائے طلب کیگئی ہوتی اور اسیسر نمبر ا کی رائے نلیجاتی تو ممکن تھا کہ اُنہوں نے مختلف رائے ظاہر کی ہوتی -
بہرحال اسیسر نمبر ا کی رائے لینے سے یہ نتیجہ پیدا ہوا تھا کہ ہر دو اسیسران نے اتفاق کر لیا تھا اور اُس سے
صاحب جج کے دلپر زیادہ تر اثر ہوا تھا بہ نسبت اُس کے جو تنہا اسیسر کی رائے سے ہوتا - اسیسر کی رائے
یا استعمال اُس جوڈیشل اختیار کے دیجاتی ہے جو کہ اُسکو قانوناً عطا کیا گیا ہے اور صاحب جج پر لازم ہے
کہ اُس کو ملحوظ رکھے - وہ اُسکو ترک نہیں کر سکتا - بلحاظ حیثیت اسیسر نمبر ا کے صاحب جج کے دل پر
بلا شبہ طور پر اُس کی رائے کا اثر ہوا تھا جبکہ اُنہوں نے اپنا نتیجہ بہت سے مشتبہ امور مقدمہ کے متعلق
اخذ کیا تھا جیسا کہ خود اُس نے اپنے فیصلہ میں ظاہر کیا ہے - مگر اُس کو کوئی حق اُس رائے کے
طلب کرنے اور لینے کا حاصل نتھا اور اُس کے لینے سے اُسکا فیصلہ ناجائز ہوگیا تھا میں کوئی مشابہت
مابین اسیسران مقدمات دیوانی انگلستان اور اسیسران مقدمات فوجداری ہندوستان کے معلوم
نہیں کر سکتا - وہ عدالت جسمیں ایک جج اور دو یا زیادہ اسیسران اجلاس کرتے ہوں جس سے کہ ہر ایک
شخص کی تجویز عدالت سشن میں یکجائی ضروری ہے جبکہ وہ قابل تجویز جوری نہو - میری رائے میں
ایک مصالحت مابین تجویز منجانب جج و جوری اور تجویز منجانب تنہا جج کے ہے - وہ ایک ایسا استحقاق
ہے جسکا استفادہ صرف رعایا کی حد تک محدود نہیں ہے - کیونکہ بصورت اپیل منجانب ملزم مقدمہ
اسیسران کمسرکار کیطرف سے بھی ویسا ہی انحصار اسیسران کی رائے پر کیا جا سکتا ہے اگر وہ بحق
تجویز جرم کے ہو جیسا کہ ملزم اُس صورت میں انحصار کر سکتا ہے جبکہ اُنکی رائے تجویز جرم کے خلاف ہو -
اصلی وجہ یہ امر بطور امر واقعہ کے سمجھنا چاہئے کہ تجویز مذکور ایک ایسی تجویز تھی جو دو اسیسران کی امداد سے
کیگئی تھی جیسا کہ قانوناً ضروری تھا (ملاحظہ ہو دفعہ ۲۶۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری) - وہ دو اسیسران کی
امداد سے شروع کیگئی تھی اور انہی دو کی امداد سے ختم ہوئی تھی اور وہ بیانات جو اسیسر نمبر ا کی عدم موجودگی
میں لئے گئے تھے اُنکی حوالہ دہی کی بطور ایک ایسے عہدہ دار کے کئے گئے تھے جس نے کہ کل تجویز میں حصہ لیا تھا

سنہ ۱۹۱۰ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ترومل [illegible]

اسیسر نمبر ا کی عدم موجودگی کل ۴ یا ۴½ یوم تک رہی تھی جبکہ استغاثہ اور ملزمان دونوں کے گواہان کی شہادت لیجارہی تھی جسمیں سب ۳۰ یوم صرف ہوئے تھے۔ چنانچہ ایک جائز طور پر منعقد شدہ عدالت ۲۶ یوم تک رہی تھی اور ۴ یوم تک ایسی منعقد شدہ عدالت نہ تھی پس سوال یہ ہے کہ آیا اگر اُس تجویز میں جو صاحب جج سے بامداد دو اسیسران کے کیجائے یکے از اسیسران بہت سا وقت غیر حاضر رہے جسوقت میں کہ نہایت اہم جز و تجویز کا ہو رہا ہو یعنی گواہان کی شہادت لیجارہی ہو عدالت ایک عدالت مجاز سماعت نہیں رہتی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ ایسے واقعات کی موجودگی میں تجویز کالعدم اور غیر مؤثر ہوجاتی ہے کیونکہ دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں یہ قاعدہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر تجویز ملتوی رکھی جائے "تو جوری یا اسیسران کو چاہیئے کہ مقرر کردہ تاریخ اجلاس اور ہر ایک مابعد کی اجلاس میں تجویز کے ختم ہونے تک حاضر رہے" اس سے میری رائے میں یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ملزمان کی تجویز جرم منسوخ کیجانی چاہیئے اور تجویز جدید کا حکم دیا جانا چاہیئے۔

بنسن صاحب جسٹس:۔ میری رائے میں ابتدائی عذر جائز نہیں ہے۔

قانوناً یہ ضروری نہیں ہے کہ تجویز دو اسیسران کی امداد سے اخیر تک کیجانی چاہیئے۔ اسکی رو سے یہ ضروری ہے کہ تجویز دو اسیسران کی امداد سے شروع کیجائے۔ مگر اُسمیں ایک خاص حکم (دفعہ ۸۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری) واسطے لاچاری غیر حاضری یکے از اسیسران بعد شروع ہونے تجویز کے۔ دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں قانون میں اجازت دیگئی ہے کہ تجویز جاری رکھی جائے اور صرف ایک اسیسر کی امداد سے ختم کیجائے۔ صرف اُس صورت میں جبکہ ہر دو اسیسران لاچاری سے غیر حاضر ہوجائیں کارروائیات ملتوی رکھی جانی چاہئیں اور جدید تجویز جدید اسیسران کی امداد سے کیجانی چاہیئے۔ صورتحال میں ایک اسیسر اخیر تک حاضر رہا تھا اور اگر دوسرے اسیسر کو بعد کچھ عرصہ غیر حاضر رہنے کے واپس آنیکی اجازت نہ دیجاتی تو جواز تجویز کے متعلق کوئی سوال پیدا نہ ہوسکتا تھا۔ یہ سچ ہے کہ قانون میں یہ حکم نہیں ہے کہ جب ایک اسیسر غیر حاضر ہوجائے تو اُس کو واپس آکر کارروائیات کے آخری مرحلہ میں حصہ لینے کی اجازت دیجانی چاہیئے اور کہ سشن جج کو چاہیئے تھا کہ صورت حال میں اُس کو ایسا کرنیکی اجازت نہ دیتا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ اُسکا ایسا کرنا ایک بیضابطگی تھا۔ مگر قانون میں صریح طور پر یہ حکم ہے (دفعہ ۵۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ملاحظہ طلب) کہ بیضابطگی بکارروائیات کوئی وجہ منسوخی قرار دیا حکم سزا کی نہیں ہے۔ "الا جبکہ بیضابطگی مذکور سے فی الواقعہ بے انصافی وقوع میں آئی ہو" اس امر کے ثابت کرنیکا بار ثبوت [illegible] [illegible] ہے کہ دراصل بے ضابطگی مذکور سے بے انصافی وقوع میں آئی ہے صورت حال میں یہ ثابت

سنہ ۱۹۱۰ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
نرو پل تیمبپتی ریڈی

نہیں کیا گیا۔ اسلئے میری رائے میں ابتدائی عذر جائز نہیں ہے اور نامنظور کیا جانا چاہئے۔

ہشیام ایانگر صاحب جسٹس: - اپیل ہائے حال مقدمہ سشن نمبر ۳۵ سنہ ۱۹۱۰ء بحضور سشن جج ضلع کرنول میں پیدا ہوئے ہیں مقدمہ مذکور کی تجویز ۲۳ اگست سنہ ۱۹۱۰ء کو شروع ہوئی تھی اور ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کو ختم کیگئی تھی جبکہ فیصلہ محفوظ رکھا گیا تھا فیصلہ ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کو صادر کیا گیا تھا اور پہلے آٹھ ملزمان پر قتل عمد اور ملزم نمبر ۹ پر اعانت قتل عمد کی تجویز جرم کیگئی تھی تجویز بحضور عدالت سشن دو اسیسران یعنے گنڈو رام اور پی سیشیا چیٹی کی امداد سے کیگئی تھی جنکا حوالہ بعد ازیں بطور اسیسران نمبر ا و نمبر ۲ کے دیا جائیگا۔ اسیسر نمبر ا کو صاحب جج نے اجازت دی تھی کہ مقام گوتی میں اپنی ماں کے فوت ہونے کے وقت ۵ ستمبر کے ۲ بجے دن کو چلا جائے اور وہ ۶ اور ۷ ستمبر کو بھی غیر حاضر تھا مگر تجویز اسکی عدم موجودگی میں جاری رہی تھی۔ مقدمہ کی تجویز ۸ تاریخ کو اور ۹ تاریخ کو اتوار کے دن جاری نہ رہی تھی اور مقدمہ پیر کے دن ۱۰ تاریخ پر ملتوی رکھا گیا تھا جس تاریخ پر اسیسر نمبر ا واپس آیا تھا اور کل تجویز کے دوران میں شامل رہا تھا مگر ۱۶ اور ۱۷ اور ۱۸ اور ۱۹ ستمبر کو اسکو اجازت دیگئی تھی کہ ایک ہفتہ دن تک غیر حاضر رہے تاکہ وہ اپنی متوفی ماں کی رسومات کریا کرم ادا کرسکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جملہ بیانات جو اسکی عدم موجودگی میں قلمبند کئے گئے تھے اسکو دکھائے گئے تھے اور اسکو پڑھکر سنائے گئے تھے۔ یہ عذر نہیں کیا گیا کہ کوئی کافی وجہ اسکی غیر حاضری کی ایام مذکور میں موجود تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عذر کسی طرف سے دربارہ اس امر کے نکیا گیا تھا کہ صاحب جج اسکو ایام مذکور میں غیر حاضر رہنے کی اجازت ندے۔ صاحب جج نے اپنی چٹھی مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء میں یہ بھی رپورٹ کی ہے کہ جب اسیسر نمبر ا واپس آیا تھا۔ تو کسیقدر شبہات دربارہ جواز واپسی اسیسر مذکور ہے کے ظاہر کئے گئے تھے اور خود اسکے دل میں بھی پیدا ہوئے تھے مگر بالآخر فریقین کے اتفاق سے یہ فیصل کیا گیا تھا کہ اسکو واپس آنیکی اجازت دیجا سکتی ہے کیونکہ جواز تجویز میں کسی صورت میں خلل واقعہ ہو سکتا تھا کیونکہ ایک اسیسر کل تجویز کے دوران میں حاضر رہا تھا۔ یہی وکیل جو سب ملزمان کیطرف سے عدالت سشن میں حاضر تھا عدالت ہذا میں بھی بطور وکیل ملزم نمبر ۲ کے حاضر ہوا تھا جو اپیل نمبر ۴۸ سنہ ۱۹۱۱ء میں اپیلانٹ ہے۔ اور اسنے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے اعتراض مذکور کو ترک نکیا تھا گو انہوں نے اسپر زور ندیا تھا اور نہ کوئی اصرار بعد اسوقت کے ظاہر کیا تھا جبکہ صاحب جج نے یہ فیصل کیا تھا کہ تجویز میں واپسی اسیسر نمبر ا سے خلل واقعہ نہیں ہو سکتا۔ وہ بیان وکیل جو عدالت ہذا میں کیا گیا تھا کہ انہوں نے عذر مذکور کو ترک نہ کیا تھا تسلیم کیا جانا چاہئے مگر صاحب جج نے وکیل مذکور کا مختار

سنہ ۱۹۱۶ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ترول ریڈی وشنی ریڈی

غلط طور پر یہ سمجھا ہو کہ انہوں صاحب جج کی رائے سے اتفاق کیا ہے یہ نہایت افسوسناک امر ہے کہ کوئی اشتباہ ایک ایسے امر کے متعلق معلوم کیا گیا ہو جو بالکل صریح ہے اور نہ اسیسر نمبر ۱ کو اپنی جگہ پر واپس آنے کی اجازت دیجانی تھی اس لئے کہ تجویز صرف باقیماندہ ایک اسیسر کی امداد سے زیر دفعہ ۲۸۵ (۱) کیجاتی پیروکار سرکاری نے جو عدالت سشن میں بھی حاضر تھا اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ اسیسر نمبر ۱ کو بحیثیت اسیسر کے اپنی جگہ پر واپس آنیکی اجازت نہ دیجانی چاہئے تھی۔ تجویز کے اخیر پر سشن جج نے ہر ایک اسیسر کی رائے طلب کی تھی اور اُس کو قلمبند کیا تھا جسمیں یہ مضمون تھی کہ جملہ ملزمان مجرم ہیں اور صاحب جج نے اُس رائے کے ساتھ اتفاق کر کے ملزمان پر تجویز جرم کی تھی۔ واقعات مذکورہ بالا پر ایک ابتدائی اعتراض بدیں مضمون کیا گیا ہے کہ صاحب جج نے اسیسر نمبر ۱ کو اپنی جگہ پر پھر واپس آنیکی اجازت دیکر اور اسکی رائے کو مقدمہ کے فیصل کرتے وقت ملحوظ رکھنے میں خلاف قانون عمل کیا ہے اسلئے تجویز منسوخ کیجانی چاہئے اور تجویز بثبوت جرم منسوخ کیجانی چاہئے۔

میری رائے میں قرارداد و حکم سزا جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے آیا ہیں جو بمطابق شہادت مرتبہ و دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بحال رکھے گئے ہیں اور کہ نقص تجویز کیوجہ سے کوئی حرج نہیں خلل واقع نہیں ہوتا اور کہ نقص مذکور زیر دفعہ مذکور رفع ہو سکتا ہے اگر بعینا لطفاً مذکور ہے فی الواقعہ بے انصافی تو عمیق نہیں آئی۔

وہ اہم عذرات جو بتائید ابتدائی عذر کے کئے گئے ہیں یہ ہیں کہ اسیسران اراکین عدالت میں اسلئے عدالت کا انعقاد ناجائز طور پر ہوا تھا جبکہ اسیسر نمبر ۱ کو اجازت دیگئی تھی کہ وہ ۱۰ ستمبر کو اپنی جگہ پر واپس آئے۔ اور کہ اگرچہ اسیسران اراکین عدالت نہیں ہوں تاہم چونکہ سشن جج نے اسیسر نمبر ۱ کی رائے طلب کی تھی حالانکہ قانوناً وہ اسیسر کی حیثیت نہ رکھتا تھا اور نیز مقدمہ کا فیصلہ اُس رائے کے مطابق کیا تھا اسلئے قرارداد و حکم سزا جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے قانوناً ایک عدالت مجاز سماعت کا صادر کردہ متصور نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ان عذرات میں سے کوئی ایک بھی پایہ ثبوت پہنچی ہو تو وہ مقدمہ کی جڑ تک پہونچیگا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ تجویز جدید کا حکم دینا پڑیگا دفعہ ۲۶۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں یہ حکم ہے کہ جملہ تجاویز بحضور عدالت سشن یا تو بوساطت جوری کے یا بامداد اسیسران کے ہونی چاہئیں صورت موخر الذکر میں دفعہ ۲۸۴ کے رو سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ کم از کم دو اسیسران منتخب کئے جانے چاہئیں اس کے بعد دفعہ ۲۸۵ میں یہ حکم ہے کہ اگر ایک اسیسر کسی وجہ کافی سے باجنت

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظم قیصر ہند
بنام
متوسل ریڈی وبتی ریڈی

کل تجویز کے دوران میں حاضر نہ ہوسکے تو تجویز صرف پسماندہ اسیسر کی امداد سے جاری رہنی چاہیئے اور اگر سب اسیسران اضطراری طور پر غیر حاضر رہیں یا غیر حاضر ہوجائیں تو کارروائیات ملتوی رکھی جانی چاہئیں اور جدید تجویز جدید اسیسران کی امداد سے کیجانی چاہیئے۔

بحوالہ ان احکام کے تسلیم کیا گیا ہے کہ تجویز جائز طور پر دو اسیسران کی امداد سے شروع کیگئی تھی اور کوئی اعتراض در بارہ تجویز مقدمہ کے باشمولیت قرار داد و حکم سزا کے نہیں کیا جاسکتا تھا اگر صرف اسیسر نمبر ۲ ہی ۵ ستمبر کے ۲ بجے سے جاری رہتا جبکہ اسیسر نمبر ۱ رخصت لیکر چلا گیا تھا۔ سند ات محولہ سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ تجویز ناجائز ہوگی اگر وہ صرف ایک اسیسر کی امداد سے شروع کیجائے گی یا ایسے نام ایک دوسرا اسیسر بھی شامل ہو جو باعث اندھا یا بہرا ہونیکے کارروائیات کو سمجھنے کے ناقابل ہو (ملاحظہ ہو کارروائیات مدراس ہائیکورٹ مورخہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء (۱) ملکہ معظمہ بنام بابولال (۲)) یا اگر اسکا خاتمہ پسماندہ اسیسر کے کل تجویز کے دوران میں حاضر رہنے پر ہو (ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام محمد محمود خاں (۳)) یا اگر ایک جزو تجویز یعنی مزید شہادت کا لیا جانا نئے اسیسر کی مدد حاصل کئے جانیکے عمل میں آئے (ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام رام لال (۴)) ان فیصلجات کا حصول یہ ہے کہ ان مقدمات میں جنکی تجویز جوری سے نکیجائے یہ امر حکمیہ ہے کہ صاحب جج کو تجویز کم از کم دو اسیسران کی امداد سے شروع کرنی چاہئیے اور کم از کم ایک اسیسر کا کل تجویز کے دوران میں حاضر ہونا ضروری ہے پس سشن جج کا اختیار سماعت در بارہ شروع کرنے تجویز کے اور اسکا اختیار در بارہ جاری رکھنے تجویز کے اس امر پر منحصر ہیں کہ وہ کم از کم دو اسیسران کو اپنی امداد کے واسطے منتخب کرے اور انمیں سے کم از کم ایک اسیسر کل تجویز کے دوران میں حاضر رہے۔ بالفاظ دیگر یہ دو امور مذکورہ اسکے استعمال اختیار کی شرائط مالتقدم ہیں اسلئے کوئی قرار داد و حکم سزا جو سشن جج نے امور مذکورہ کے خلاف صادر کیا ہو ایسا ہوگا جو ایک عدالت مجاز سماعت نے صادر کیا ہو اور نقص ایک ایسا نقص نہیں ہے جو بروئے دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری یا دفعہ ۱۶۷ ایکٹ شہادت کے رفع ہوسکے۔

مقدمہ درخواست نرائنداس (۵) میں ایک تنہا جج نے یہ قرار دیا تھا کہ ملزم کی بریت بغیر اسیسران کی رائے کو

---

(۱) اپیل ریفرڈ کریمنل رولنگ نمبر سوم صفحہ ۹۲۷ (۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۱۰۶
(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۷ (۴) " " " جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۶
(۵) " " " جلد ۱ صفحہ ۶۱۰

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
ترمل سیدی

صرف ایک بیضابطگی ہے گو وہ اہم بیضابطگی ہے اور کہ وہ زیر دفعات ۴۲۸ و ۳۰۰ ایکٹ ۱۸۸۲ء رفع ہو سکتی ہے جو مطابق دفعہ ۵۳۷ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء کے ہے۔ بلحاظ اُس رائے کے جو کہ مینے قبل ازیں ظاہر کی ہے مجھے یہ ایزاد کرنا ضروری نہیں ہے کہ میں فیصلہ مذکور سے اختلاف کرتا ہوں اور کہ اگر سشن جج کو مقدمہ کا فیصلہ بغیر اسیسراں کی رائے لینے کے کرنا چاہئیے تو وہ دراصل تجویز بلا امداد اسیسراں کے کریگا اور کہ اُسکا حکم سزا بطور ایک حکم مصدرہ عدالت مجاز سماعت کے متصور ہوگا (ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام متھم لال (۱) و ملکہ معظمہ بنام منالال (۲)) صورتحال میں شرائط مذکورہ میں سے کسی کی خلاف ورزی نہیں کیگئی اور سوال کے متعلق جو در بارہ اس امر کے اُٹھایا گیا ہے کہ کیا اسیسراں کو اجازت دیگئی تھی کہ بعد ایک جزو تجویز میں حاضر رہنے کے غیر حاضر رہے اور پھر اپنی جگہ آکر تجویز کے اخیر میں اپنی رائے ظاہر کرے کوئی بلا واسطہ سند موجود نہیں ہے اور اسلئے چونکہ فی الحال ایک جدید تمثیل ہے اسلئے وہ اُن مسلمہ اصولہائے مشابہت ہائے کے تابع ہونا چاہئیے کہ پیروی آجتک مشابہ مقدمات میں کیگئی ہو (ملاحظہ ہو رائے ولس صاحب جسٹس بمقدمہ جتندر موہن ٹاگور بنام گنندر موہن ٹاگور (۳) و رائے لارڈ ڈنلیسڈیل بمقدمہ مایر ہوس بنام رنل (۴))۔

اب میں اُن اصولہائے اور مشابہت ہائے پر غور کرتا ہوں جنکا تعلق اُس سوال سے ہے جو مقدمہ ہذا میں اُٹھایا گیا ہے۔ اصولہائے مذکور صحیح طور پر اُن احکام سے اخذ ہو سکتے ہیں جنکا کہ تعلق تجویز بامداد اسیسران کے ساتھ ہے جو خلاف احکام متعلق بہ تجویز بامداد جوری کے ہیں۔ صورت موخر الذکر میں تجویز بوساطت جوری کے عدالت سشن میں ہوتی ہے اور ہر دو عدالت ہائے کے فرائض جو ایک محفوظ عدالت بناتے ہیں علی الترتیب دفعات ۲۹۸ و ۲۹۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں درج ہیں۔

جوری ایک عدالت یا جماعت بناتی ہے جسمیں ایک میر مجلس ہوتا ہے اور اُسکی رائے ایک جماعت کی رائے ہوتی ہے اور جب اراکین جماعت مذکور میں اتفاق ہو تو کثرت کی رائے بطور رائے جوری کے غالب آتی ہے۔ اہالیان جوری کو بعد تقرر میر مجلس کے حلف دیا جاتا ہے اور بعد صاحب جج کی طرف سے تنبیہ کئے جانیکے جوری مجاز ہے کہ اپنی رائے پر غور کرنیکے واسطے برخواست ہو جائے اور اگر اُنمیں اتفاق ہو تو صاحب جج انکو دوبارہ غور کرنیکے واسطے کہہ سکتا ہے۔ اگر دوران تجویز میں جانب جوری میں کوئی رکن جوری کا لاچاری سے غیر حاضر ہو جائے یا اگر یہ معلوم ہو کہ اہالیان جوری میں سے

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۳ (مقدمہ فوجداری)۔ (۲) انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۴۴۳
(۳) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ضمیمہ صفحہ ۴۷ بصفحہ ۶۸۔ (۴) کلارک اینڈ فنلی رپورٹ جلد اول صفحہ ۵۴۶

۱۹۲۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ترومل پیدا بھی ریڈی

کوئی ایک شخص اُس زبان کو سمجھنے کے ناقابل ہے جس میں شہادت دیجاتی ہے یا جس میں اُسکا ترجمہ کیا جاتا ہے تو ایک جدید رکن جوری کا اضافہ کیا جا سکتا ہے یا جوری برخواست کرکے جدید جوری منتخب کیجا سکتی ہے۔ مگر ہر ایک صورت میں تجویز از سر نو شروع ہونی چاہئیے۔ مگر بصورت تجویز بامداد اسیسرون کے اسیسران ایک جماعت نہیں بناتے اور ہر ایک ذاتی طور پر عمل کرتا ہے اور اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور صاحب جج پر لازم ہے کہ ہر ایک کی رائے جداگانہ طور پر حاصل کرکے اُس کو قلمبند کرے صاحب جج ہی صرف قانون کا جج ہوتا ہے اور فیصلہ کا امر واقعہ اور اسکی ذمہ داری صرف اُسی پر ہوتی ہے گو مقدمہ کے فیصل کرنے میں امید یہ کیجاتی ہے کہ وہ ہر ایک اسیسر کی رائے کو ملحوظ رکھے اور دوران تجویز میں وہ مجاز ہے کہ کبھی کسی امر متعلق بہ شہادت گواہ یا کسی اور امر کے متعلق مشورہ لے۔ اسیسران پر یہ لازم نہیں ہوتا کہ مشورہ کرنیکے واسطے برخواست ہوں اور اپنی رائے قایم کریں۔ اسیسران کی صورت میں اصول یہ ہے کہ صاحب جج کے روبرو ذاتی اور بلا واسطہ رائے ہر ایک اسیسر کی موجود ہونی چاہئے قبل نفاذ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۸۸۲ء کے صاحب جج پر لازم تہا کہ اسیسران کی رائے طلب کرے بغیر اس کے کہ شہادت کا خلاصہ اُنکے روبرو پیش کرے۔ اس کی غرض یہ تھی کہ اس امر کا امکان روکا جائے کہ اسیسران پر اپنی رائے کے قایم کرتے وقت صاحب جج کا اثر نہ پڑے۔ اس امر کے متعلق انڈین لا کمشنران مقرر کردہ زیر سٹیٹوٹ ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۹۵ دفعہ ۲۲ نے اپنی پہلی رپورٹ منسلکہ بہ مسودہ مجموعہ میں جو کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۶۱ء کی بنا بنا ہے صفحہ ۱۵ پر حسب ذیل رائے ظاہر کی تھی :- ایک فرق مابین جوری کی رائے لینے اور اسیسران کی رائے لینے کے پیش کیا گیا ہے بصورت اول الذکر میں صاحب جج جوری کی ہدایت کے واسطے شہادت کو مرتب کرتا ہے اور ازاں بعد اُن کی رائے طلب کرتا ہے بصورت موخرالذکر میں صاحب جج اسیسران کی رائے بلا اظہار خود اپنی رائے کے طلب کرتا ہے۔ مناسب طور پر یہ قیاس کیا گیا ہے کہ دیسی اسیسر جبکہ اُسکی اپنی رائے عدالت میں زیر بحث ہو اغلباً صاحب جج کی رائے کی طرفداری کریگا۔ ہمنے اس نقص کو رفع کرنیکی کوشش ضابطہ مصرحہ کردہ کا حکم دینے میں کی ہے" مگر مجموعہ ۱۸۸۲ء میں ایک اختیار دہندہ حکم ایزاد کیا گیا تہا جو مجموعہ حال میں بھی قایم رکہا گیا ہے جسکی رو سے صاحب جج کو شہادت کے مرتب کرنیکا اختیار اسیسران کی رائے لینے سے پہلے دیا گیا ہے میری رائے میں اس حکم کا فائدہ جہاں سے صرف اُن صورتوں میں اٹھایا جانا چاہئیے جہاں کہ واقعات تذبذب آمیز مخلوط ہوں اس لئے یہ امر قرین مصلحت ہو کہ اُن کی تشریح یا ترتیب کیجائے اُن صورتوں میں بھی

۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
نزول بیبی کرشنجی

صاحب جج کو یہ چاہیے جیسا کہ وہ جوری کو متنبہ کر تو فقت کر سکتا ہے کہ اپنی رائے کسی ایسے سوال امر واقعہ کی نسبت ظاہر کرے جو مقدمہ میں پیدا ہوتا ہو۔ فرق مابین تجویز بوساطت جوری اور تجویز بامداد اسیسران یہ ہے کہ صورت اول الذکر میں جوری اصلی عدالت ہوتی ہے مگر انکی امداد صاحب جج کرتا ہے اور بعض امور میں صاحب جج انکو ہدایت کرتا ہے۔ مگر موخر الذکر صورت میں صاحب جج ہی عدالت ہوتا ہے اور اسیسران اسکی امداد کرتے ہیں۔

"وہ عدالت جسپر مقدمہ کی تجویز کرنا لازم ہے خود صاحب جج ہے اور فیصلہ صرف اسیکا فیصلہ ہوتا ہے اسیسران جو جج کی امداد کرتے ہیں کوئی حصہ فیصلہ کے صادر کرنے میں نہیں لیتے۔ وہ اسکو ذمہ وار نہیں ہوتے اور انکا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ وہاں صرف جج کی امداد کے واسطے موجود ہوتے ہیں" (رائے بریٹ صاحب اسٹرآف رولز بمعاملہ بریل (۱))۔

وجوہات بالا پر میری مسلسل طور پر یہ رائے ہے کہ اسیسران عدالت سشن کے اراکین نہیں ہوتے اسلیے عدالت سشن کا انعقاد صورت حال میں ناجائز نتھا اس وجہ سے کہ اسیسر نمبر ا کو اپنی جگہ پر واپس آنیکی اجازت دیگئی تھی۔ اگر اسیسران اراکین عدالت ہوں اور اسیسر نمبر ا نے بطور ایک رکن عدالت کے بعد اپنی واپسی کے عمل کیا تھا تو گو وہ اسوقت اسیسر نرہا تھا جبکہ وہ ۵ ستمبر کو چلا گیا تھا اور مقدمہ اسکی عدم موجودگی میں جاری رہا تھا تاہم یہ ممکن ہے کہ قرارداد اور حکم سزا عدالت مجاز سماعت کے صادر کردہ متصور نہیں کئے جاسکتے اور نقص مذکور زیر دفعہ ۵۳۷ رفع نہیں ہوسکتا دوران بحث میں مسٹر اڈم وکیل اپیلانٹ مقدمہ اپیل نمبر ۵۵۸ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ آیا قرارداد اور حکم سزا کا منسوخ کیا جانا ضروری ہوتا اگر صاحب جج کو تجویز کے ہونے پر اپنی یہ غلطی معلوم ہوتی کہ انہوں نے اسیسر نمبر ا کو اپنی جگہ پر پھر واپس آنیکی اجازت دی ہے اور اسکو اس وجہ سے اسکی رائے لینے سے اجتناب کرنا چاہیے تھا اور صرف دوسرے اسیسر کی رائے لیکر اسی پر عمل کرنا چاہیے تھا۔ مگر صحیح وجوہات پہ ذی علم وکیل مذکور نے بلاواسطہ جواب دینے کی مبادرت نکی تھی۔ یہ حجت کہ اسیسران اراکین عدالت ہیں کسیقدر وقعت رکھتی اگر سوال مذکور زیر ایکٹ ۱۸۶۲ء یا زیر مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۶۱ء پیدا ہوتا۔ بہر حال ایسی حجت زیر دفعہ ۲۲۴ ایکٹ مذکور و زیر دفعہ ۲۲۴ مجموعہ مذکور قابل قدر ہوتی جو بالفاظ ذیل تھی: "ایک تجویز روبرو عدالت سشن میں جو بوساطت جوری کے ہو تجویز بامداد دو یا زیادہ اسیسران کے بطور اراکین عدالت کے کیجانی چاہیے"

(۱) لا رپورٹ پریویٹ ڈویژن جلد ۹ صفحہ ۱۴۱۔

سنہ ۱۹۰۱ع
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ترول ریڈی بسی ریڈی

فقرہ دیا بطور اراکین عدالت کے باہم مضمون دفعہ ۲۳ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۶۱ء میں موجود تھا اور نہ وہ مجموعہ سنہ ۱۸۸۲ء یا مجموعہ ۱۸۹۸ء میں پیدا کیا گیا تھا۔

گو اسیسران اراکین عدالت نہیں ہوتے تاہم چونکہ یہ امر حکمیہ ہے کہ عدالت کی امداد تجویز کے ختم ہونے تک کم از کم ایک اسیسر کے کل دوران تجویز میں حاضر رہنے سے کیجاتی چاہیئے آیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسیسر نمبر ۲ بلحاظ واقعات کے جائز طور پر بطور ایسے اسیسر کے متصور نہیں کیا جا سکتا جو جائز طور پر بعد واپسی اسیسر نمبر ۱ کے دوران تجویز میں حاضر رہا تھا۔

سوال مذکور اٹھایا نہیں گیا تھا اور نہ اسپر بحث کیگئی تھی۔ مگر میری رائے میں صرف یہی ایک ایسا سوال تھا جسپر غور کرنا ضروری تھا اور بالخصوص بحوالہ اُسی سوال کے مینے بہت سے احکام مجریہ متعلق بہ انعقاد و حیثیت اہالیان جوری و اسیسران کا حوالہ دیا ہے۔ اگر اسیسران جوری کیطرح بطور ایک جماعت کے عمل کریں تو بصورت جماعت مذکور کے ایک شخص کی حد تک کم ہو جانیکے پسماندہ اسیسر تنہا عمل کر سکتا ہے تو یہ حجت کہ اسیسر نمبر ۲ کی نسبت یہ متصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ جائز طور پر بطور پسماندہ اسیسر کے عمل کرتا رہا تھا بعد اس کے کہ اسکو ساتھ اسیسر نمبر ۱ شامل ہوا تھا جسکو شامل ہونیکی اجازت نہ دیجانی چاہیئے تھی اور اسطرح پر دونوں ایک جماعت بناتے تھے ایک ناطق حجت ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں وہ رائے جو ظاہر کیگئی تھی ایک ذاتی رائے نہ ہوگی بلکہ ایک جماعت کی رائے ہوگی جسکو اراکین خود وہ اور دوسرا اسیسر تھے اور چونکہ جماعت مذکور کا انعقاد ناجائز تھا اسلئے بات ایسی ہی تھی گویا کہ تجویز بلا امداد کسی اسیسر کے جاری رکھی گئی تھی مگر وجوہات بیان کردہ پر یہ امر صریح ہے کہ اسیسران ایک جماعت یا عدالت نہیں بناتے اور انمیں سے ہر ایک بلا مداخلت دوسرے اسیسر یا اسیسران کے عمل کرتا ہے پس پسماندہ اسیسر کی حیثیت اور اسکی رائے کے جواز میں کسیطرح اس امر سے خلل واقع نہیں ہوتا کہ اسیسر نمبر ۱ کو خلاف قانون طریق پر اپنی جگہ پھر واپس آنیکی اجازت دیگئی تھی۔

دوسرے عذر بحولہ بالا تائید عذر ابتدائی پر زیادہ تر انحصار اس ذی علم وکیل نے کیا ہے جو اپیلانٹ کی طرف سے اپیل نمبر ۵۰۰ میں پیش ہوا تھا۔ اُسنے یہ حجت کی ہے کہ صاحب جج نے اسیسر نمبر ۱ کی رائے طلب کرکے اغلباً اسی کو ملحوظ رکھکر مقدمہ میں نتیجہ اخذ کیا ہے اور جسسے اسکا فیصلہ ناجائز ہو جاتا ہے اور منسوخ کیا جانا چاہیئے۔ اُسنے یہ بھی حجت کی ہے کہ وہ عدالت سشن کے فیصلہ کا مستحق ہے اور عدالت ہذا بحیثیت عدالت استصواب یا اپیل کے خود اپنا فیصلہ بجائے سشن جج کے فیصلہ کے صادر نہیں کر سکتی بعد اس کے

۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
تروالی بیدی کاڈی وغیرہ

کونسل میں سے اسیسر نمبر ا کی رائے خارج کیجائے جس کو کہ سشن جج نے ملحوظ رکھا ہے۔ اگر یہ حجت درست ہو تو اسکا نتیجہ صرف یہ ہوگا کہ تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ کئے جاوینگے اور سشن جج کو ہدایت کیجائیگی کہ جدید فیصلہ بربنائے شہادت مندرجہ مسل کے بلا ملحوظ رکھنے اسیسر نمبر ا کی رائے کے صادر کرے یہ خیال کرنا ضروری نہیں ہے کہ ایک مقدمہ قابل تجویز بامداد اسیسران میں کیا نتیجہ ہوگا جسمیں صاحب جج خود اپنی رائے کے مطابق اور اپنی ذمہ داری پر فیصلہ صادر کرے گو وہ اسیسران کی رائے کو بھی ملحوظ رکھے - یہ امر ناجایز نہیں ہے کہ علاوہ اپنی رائے ظاہر کرنیکے جبکہ تجویز کے اخیر پر اُسکو ایسا کرنیکے واسطے کہا گیا تہا اسیسر نمبر ا نے بعد واپس آنے کے کوئی حصہ تجویز میں لیا تہا یعنی کوئی سوالات گواہان سے بوساطت عدالت کے کئے تہے یا بصورت دیگر کوئی حصہ تجویز میں لیا تہا - آیا یہ حجت کیجاسکتی ہے کہ گو اسیسر نمبر ۲ جایز طور پر بطور پسماندہ اسیسر کے ۵ ستمبر کے بعد عمل کرتا رہا تہا تاہم اُسکی رائے اسوجہ سے ناجایز ہو جاتی ہے کہ اسیسر نمبر ا سے اپنی رائے پہلے ظاہر کرنیکو کہا گیا تہا؟ اگر ایسی حجت تسلیم کیجائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ عین وہی صورت ہوگی گویا کہ صاحب جج نے بلا اسیسران کی رائے لینے کے مقدمہ کا فیصلہ کیا تہا جسصورت میں کہ جدید تجویز کیجانی ضروری ہوگی - ممکن ہوسکتا ہے کہ اسیسر نمبر ا ایک مستعفی سب مجسٹریٹ ہو اور اسیسر نمبر ۲ ایک معمولی تاجر ہے جو قانونی علم سے بے بہرہ ہو - مگر اس امر واقعہ سے کوئی قیاس امر واقعہ یا قانون کا یہ مضمون پیدا نہیں ہوسکتا کہ شخص اول الذکر زیادہ تر قابل شہادت مقدمہ کی نسبت رائے قایم کرنیکے لئے بہ نسبت شخص موخر الذکر کے ہے یا کہ شخص موخر الذکر پر اپنی رائے ظاہر کرتے وقت پہلے شخص کی ظاہر کردہ رائے سے اثر پڑا تہا - یہ فرض کرکے جیسیکہ میری رائے میں صورت موجود تھی کہ وہ رائے شخص موخر الذکر کی موجودگی میں ظاہر کیگئی تہی - اگرچہ دراصل اُسپر ایسا اثر پڑا بھی ہو تاہم اُسکی رائے ناجایز نہوگی خواہ اُس رائے کو کوئی وقعت عطا کیجانی ہو اُس وقعت سے زیادہ تر جو کہ کسی اسیسر مقدمہ سشن کی رائے کو عطا کیجانی ہو جبکہ اُسکی رائے ناجایز ہو جائے کیونکہ اُس کے قایم کرتے وقت اُسپر ملزم کے وکیل کی فصاحت یا ذات کا اثر پڑا تہا یا صاحب جج کی اُس رائے کا جو کہ وقتاً فوقتاً دوران تجویز مقدمہ میں ظاہر کیگئی تھی - قانوناً جیساکہ میں قبل ازیں ظاہر کیا ہے ایک اسیسر کی رائے خود اُسکی ذاتی رائے ہے اور وہ ویسی ہی تسلیم کیجانی چاہئے خواہ اُس کے قایم کرنیمیں اُسپر کیسے ہی امور کا اثر پڑا ہو لیکن کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے قابل پذیرائی نہوگی کہ اُسکی رائے پر اُس کے شریک اسیسر

سنہ ۱۹۱۰ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ترومل پیدی ہبیجی

یا کسی اور شخص یا کسی امر واقعہ کا اثر پڑا تھا اگر ایسا اصول تسلیم کیا جائے تو ہم کس جگہ محدود ہونا چاہئے؟ فرض کرو کہ صورت حال میں ہر دو اسیسران کل تجویز کے دوران میں حاضر رہے تھے۔ آیا تجویز اسوجہ سے منسوخ کیجانی چاہئے کہ دوسرے اسیسر کی رائے جو پہلے اسیسر کی رائے کے مطابق تھی اسوجہ سے ناجائز ہوگئی ہے کہ اسپر پہلی رائے کا اثر پڑا تھا اور صاحب جج کو دوران تجویز باماداد دو اسیسران میں ہر ایک اسیسر کی رائے سے تائید اٹھانا چاہئے۔ مگر دراصل اسکے روبرو صرف ایک اسیسر کی رائے موجود تھی جس سے ہر دو اسیسران کی رائے میں اتفاق ہوا تھا جسوجہ سے صاحب جج کے دل پر زیادہ تاثر بہ نسبت ایک تنہا اسیسر کی رائے کے پڑا تھا“

یہ کل حجت فرائض عدالت استصواب یا اپیل بروئے قانون ہند کی غلط فہمی سے پیدا ہوئی ہے وہ صرف عدالت واسطے غلطی کے نہیں ہے بلکہ ایک عدالت استصواب یا اپیل یا نگرانی زیر دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری و دفعہ ۱۶۷ ایکٹ شہادت ہند سے جسپر یہ لازم نہیں ہے کہ قرار دادیا حکم سزا مصدرہ عدالت مجاز سماعت کو کسی غلطی یا ترک فعل یا بیضابطگی کیوجہ سے تبدیل یا ترمیم یا منسوخ کرے اِلّا جبکہ اُس کے فیصلہ میں ایسی غلطی یا ترک فعل یا بیضابطگی کیوجہ سے دراصل بے انصافی وقوع میں آئی ہو یا جبتک کہ بلا واسطہ اُس شہادت کے جسکی نسبت اعتراض کیا گیا ہو اور جو تسلیم کیگئی ہو کوئی کافی شہادت فیصلہ کو جائز بنانیکے واسطے موجود نہو یا اگر نامنظور کردہ شہادت لیجاتی تو اُسپر فیصلہ کا منسوخ کرنا ضروری ہوتا۔ صرف ایک ہی سوال جسپر اب غور کرنا ضروری ہے یہ ہے کہ آیا غلطی یا بیضابطگی جو صاحب جج نے کی ہے ایسی ہے جو دفعات مذکورہ میں سے کسی کے مدد سے رفع ہو سکتی ہے اگر عدالت ہذا کا اطمینان ہو جاوے (بعد نامنظور کرنے اسیسر نمبر ا کی رائے کے) کہ تجویز جرم درست ہے اور دراصل کوئی بے انصافی وقوع میں نہیں آئی اور کہ ملزمان کو کسیطرح اپنی جوابدہی میں اسوجہ سے نقصان نہیں پہونچا کہ اسیسر نمبر ا کو اپنی جگہ واپس آنیکی اجازت دیگئی تھی۔ دفعہ ۱۶۷ ایکٹ شہادت بلاواسطہ طور پر مقدمہ ہذا سے متعلق نہیں ہوتی کیونکہ وہ صرف نامناسب اقبال یا انکار شہادت سے متعلق ہے اور اصطلاحی طور پر ایک اسیسر کی رائے جسپر صاحب جج کو نتیجہ اخذ کرتے وقت ملحوظ رکھنا چاہئے بطور کسی زیادہ تر یا دفعت شہادت کے متصور نہیں کیجا سکتی بہ نسبت ایک اقبال شریک جرم کے جو خود اُس کے اور دیگر ملزمان کے برخلاف ہو جو مشترک طور پر اُس کے ساتھ تجویز میں شامل ہوں۔ جو اقبال زیر دفعہ ۳۰ ایکٹ شہادت عدالت کو ملحوظ رکھنا چاہئے اور وہ اصطلاحی طور پر شہادت متصور کیا جا سکتا ہے (ملاحظہ ہو ملکہ معظمہ بنام کہندیا بن پانڈو (۱))

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۶۶

سنہ ۱۹۱۰ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
تروملی ریڈی

اس لئے مقدمہ کی نسبت زیر دفعہ ۵۳۷ بطور ایسی غلطی یا بے ضابطگی کے عمل کیا جانا چاہئے جسکا ارتکاب صاحب جج نے اپنی کارروائیات میں بروقت تجویز کے کیا ہے کیونکہ اُنہوں اسیسر نمبر ۱ کی رائے کو لیکر اسیسر بطور ایک جج اب کے عمل کیا تھا جبکہ در اصل اور قانوناً اُسکی حیثیت اسیسری کو زائل کر دیا تھا جبکہ وہ رخصت لیکر چلا گیا تھا اور مزید تجویز اُسکی واپسی تک ملتوی نہ رکھی گئی تھی۔ اس امر کا فیصلہ کرنے میں کہ آیا ایسی غلطی یا بے ضابطگی سے دراصل بے انصافی وقوع میں آئی ہے عدالت ہذا بطور ایک عدالت اپیل یا استصواب کے اس اصول کے تابع ہے جو دفعہ ۱۶۷ ایکٹ شہادت ہند میں مشابہ صورت ناجائز پذیرائی شہادت میں درج ہے یہی طریق اُس وقت اختیار کیا گیا ہے جبکہ عدالت ماتحت نے ایک شخص پر بروئے اُس شہادت کے تجویز جرم کی ہو جو شامل مسل ہو بشمولیت ایک مفروضہ اقبال شریک ملزم کے اگر عدالت ہذا کی یہ رائے ہو کہ بغیر اقبال حسب منشاء دفعہ ۳۰ ایک اقبال نہیں ہے یا کسی اور وجہ سے وہ صاحب جج سے ملحوظ نہ رکھا گیا ہو۔ عدالت ہذا کو تجویز جرم محض وجہ مذکور پر منسوخ نہ کرنی چاہئے اور نہ تجویز جدید کا حکم دینا چاہئے اور نہ سشن جج کو ہدایت کرنی چاہئے کہ جدید فیصلہ اقبال مذکور کو نظر انداز کر کے صادر کرے۔ مگر عدالت ہذا کو اس امر کے فیصل کرنیکی ذمہ داری اُٹھانی چاہئے کہ آیا بلا واسطہ اور قطع نظر ایسے اقبال کے تجویز جرم بحال رکھی جانی چاہئے یا کہ منسوخ کیجانی چاہئے ایسا اقبال اصطلاحی طور پر شہادت بخلاف شریک ملزم کے نہیں ہے اسلئے مقدمہ کی نسبت بلا واسطہ طور پر دفعہ ۱۶۷ ایکٹ شہادت میں حکم نہیں دیا گیا بلکہ اُس کی نسبت بطور ایک غلطی یا بے ضابطگی کے حسب منشاء دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری عمل کیا جانا چاہئے۔ مگر اس امر کا فیصلہ کرنے میں کہ آیا غلطی یا بے ضابطگی زیر دفعہ مذکور رفع ہو جاتی ہے عدالت اُس اصول کے تابع ہے جو بروئے دفعہ ۱۶۷ ایکٹ شہادت کے مقرر کیا گیا ہے اور میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کسطرح جیسا یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ اگرچہ قرار داد و حکم سزا جسکی نا راضی سے اپیل کیا گیا ہے ایک عدالت مجاز سماعت کے صادر کردہ بھی ہوں تاہم نقص مذکور زیر دفعہ ۵۳۷ رفع نہیں ہو سکتا۔ گو عدالت ہذا یہ نتیجہ اخذ کر سکے کہ ملزمان کو اپنی جواب دہی میں اُس بے ضابطگی سے نقصان نہیں پہونچا جسکی شکایت کیگئی ہے اور کہ تجویز جرم بروئے شہادت مندرجہ مسل کے بعد مسترد کرنے اسیسر نمبر ۱ کی رائے کے جائز تھی۔ حجت یہ کیگئی ہے کہ ایک اسیسر کی رائے ایک جوڈیشل رائے ہے اور وہ وہی وقعت نہیں رکھتی جو ایک شریک جرم کی رائے یا شریک ملزم کا اقبال رکھتا ہو اسلئے دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری مقدمہ سے متعلق نہیں ہو سکتی اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ایک اسیسر کی جوری کسطرح ایک ملازم سرکاری ملاحظہ ہو دفعہ ۲۱ ضمن (۵) مجموعہ تعزیرات ہند

۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
تروال ویدیا کی

اور اہل جوری کیطرح اُس سے امید کیگئی ہے کہ اُس شہادت پر اپنی رائے قائم کرکے ظاہر کرے جو بروقت تجویز کے دیگئی ہو اور اپنے ذاتی علم متعلق کسی واقعہ متعلقہ پر عمل نکرے بغیر اُسکی شہادت بطور ایک گواہ مقدمہ دینے کے (ملاحظہ ہو دفعہ ۲۹۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری) اور نیز اُس کو اہل جوری کیطرح اجازت دیجاسکتی ہے کہ بوساطت عدالت کے اُن گواہان پر سوالات کرے جو اپنا بیان دے رہے ہوں (ملاحظہ ہو دفعہ ۱۶۶ ایکٹ شہادت) اگر اسیسر کی رائے بلاشبہ طور پر کسی معنوں میں ایک جوڈیشل رائے نہیں ہے گو اُسکا حوالہ بطور ایک رائے از قسم جوڈیشل دینے کے متعلق کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا مگر میری رائے میں اسیسران مشابہ طبعی گواہان کے ہیں اور اصولاً ایک اسیسر کی رائے دراصل وہی وقعت رکھتی ہے جیسی کہ ایک طبعی گواہ کی رائے ہو۔ مختصر نظر ثانی کرنے اور قانون ہند متعلق بہ تجویز مقدمات فوجداری بامداد اسیسران سے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ درست رائے ہے اور نیز وہ مطابق اسیسران بمقدمات دیوانی انگلستان کے ہوتے ہیں بالخصوص مقدمات اڈمیرلٹی اور کلیسائی وغیرہ میں (ملاحظہ ہو جلد ۱ انسائیکلوپیڈیا آف لاز آف انگلنڈ صفحہ ۳۴۴) جب کہ پہلا قانون ہند جس کے روسے یوروپین عہدہ داران کو جو عدالت سشن میں اجلاس کرتے ہوں اس امر کا اختیار دیا گیا تھا "کہ دو یا زیادہ دیسی معزز اشخاص کو امداد کے واسطے مقرر کریں" بدیں غرض "انکو اُن کی آرائے متعلق بہ شہادت سے فایدہ پہونچے" ریگولیشن ۶ ۱۸۳۲ء ہے جو صرف بنگال سے متعلق تھا۔ ایکٹ ۷ ۱۸۴۳ء کے روسے وہ طریق پریزیڈنسی مدراس سے متعلق کیا گیا تھا اور ایکٹ مذکور کی دفعہ ۲ کے روسے یہ حکم دیا گیا تھا کہ سشن ججان مجاز ہیں کہ مقدمات فوجداری کی تجویز میں اپنے آپکو معزز دیسی اشخاص کی یا دیگر اشخاص کی امداد سے مستفید کریں یعنی اسطرح پر کہ ایسے دو یا زیادہ اشخاص کو اسیسران یا اراکین عدالت بنائیں۔ بدیں غرض کہ "انکو اُنکی آرائے متعلق بہ شہادت سے فایدہ پہونچے" یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ ہر ایک اسیسر کی رائے جداگانہ طور پر دیجانی چاہئیے اور اُس پر جداگانہ بحث کیجانی چاہئیے اور اگر ضروری ہو تو وہ قلمبند کیجانی چاہئیے۔ میں یہ رائے بھی ظاہر کرسکتا ہوں کہ زیر ایکٹ مذکور اسیسران کی رائے ایک ایسی وقعت رکھتی تھی جو بعد وضع ہونے مجموعہ ۱۸۶۱ء کے زائل ہوگئی ہے اسطرح پر یہ معلوم ہوگا کہ واضعان قانون نے ان یوروپین اشخاص کے واسطے جو انصاف کی مسند پر بیٹھے ہوں اور ممالک غیر میں ہوں اور رسم و رواج ہائے و عادات فریقین و گواہان سے ناواقف ہوں اور انکی طریق عمل سے کہ وہ گواہان کا موازنہ نہ کرسکتے ہوں یہ حکم دیا ہے کہ وہ دو یا زیادہ دیسی معزز اشخاص کی رائے سے مستفید ہوں جو بطور ایسے اسیسران کے عمل کریں جن کو ایسا علم اور واقفیت حاصل ہو پس جبکہ اصول

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
تروول رنگید دیتی ریڈی

متعلق بہ تقرر اسیسران ہندوستان میں حسب مذکورہ بالا ہے اور جو ویسا ہی ہے جیسا کہ انگلستان میں جیوریوں کا مقدمات محولہ میں ہے تو اسیسر کی رائے جو اُس کل مقدمہ کے متعلق ظاہر کیگئی ہو جسکی تجویز عدالت سشن کے روبرو کیگئی ہو یا اُس کے کسی جزو کے متعلق اصولاً وہی حیثیت رکھتی ہے جیسی کہ اُس شخص کی رائے یا شہادت رکھتی ہے جو کہ خصوصیت کے ساتھ مملکت غیر کے قانون یا علم یا ہنرمندی میں قابلیت رکھتا ہو۔

پس بوجہ برکہ اسیسران عدالت سشن کے اراکین نہیں ہیں اور کہ تجویز مقدمہ ہذا جائز طور پر دو اسیسران کی امداد سے شروع ہوئی تھی اور یکے از اسیسران کل تجویز کے دوران میں اُسکے اخیر تک حاضر رہا تھا اور کہ اُس کی حیثیت اسیسری میں خلل واقع نہیں ہوا اور اُس کی وہ رائے جو صاحب جج نے تجویز کے اخیر میں قلمبند کی ہے اور جو صاحب جج کے اس طریق عمل سے ناجائز نہیں ہوگئی اُسنے اسیسر نمبر ۱ کو اپنی جگہ پر واپس آنیکی اجازت دی تھی اور تجویز کے اخیر میں اُس کی رائے بطور ایک اسیسر کی رائے کے طلب کی تھی بلکہ ایسا عمل سشن جج کا صرف ایک غلطی یا بیضابطگی بدوران تجویز ہے جس کے رو سے ملزم کو در اصل نقصان نہیں پہونچا اور وہ نقص زیر دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری رفع ہو سکتا ہے۔

میں ابتدائی عذر کو نامنظور کرتا ہوں اور مقدمہ کی سماعت بربنائے واقعات کے کرتا ہوں اور میں تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کرتا ہوں یا بحال رکھتا ہوں جیسا کہ عدالت ہذا کی رائے میں شہادت مقدمہ سے ضروری معلوم ہو بلا لحاظ رکھنے اسیسر نمبر ۱ کی رائے کے خواہ اُسکی رو سے ملزمان کی تجویز جرم جائز ہوتی ہو یا نہ

ابتدائی عذر کے منسوخ کئے جانے پر مقدمہ کی سماعت بربنائے واقعات کے کیگئی تھی۔

اُنہی وکلا نے شہادت کے متعلق بھی بحث کی۔

وکیل سرکار (مسٹر ای بی پاول) بتائید تجاویز جرم۔

بالآخر ہر دو مقدمات میں بربنائے واقعات کے فیصلجات صادر کئے گئے تھے اور جملہ حکام ہائیکورٹ نے سب ملزمان کے بری کرنے میں اتفاق کیا تھا۔

سوال سازش کے متعلق بھشیام ایانگر صاحب جسٹس نے حسب ذیل کارروائی کی تھی:۔

بھشیام ایانگر صاحب جسٹس:۔ پہلا الزام بخلاف ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ بمقدمہ سشن نمبر ۵۲ سنہ ۱۹۰۱ء کے بالفاظ ذیل ہے:۔ تم ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ نے ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء کو یا اُس کے قریب ایک سازش ملزم نمبر ۹ بمقدمہ مذکور اور ستابدی ملزم بمقدمہ سشن نمبر ۱ سنہ ۱۹۰۱ء کے ساتھ

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ترول ویدیا بستی ریڈی

واسطے قتل کرنے ستو فی رنگاریدی کے کی ہے اور نیز یہ کہ بہ تعمیل سازش مذکور کے رنگاریدی ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۰ء کو قتل کیا گیا تھا اور یہ کہ تم نے اسطرح پر ایک جرم قابل سزا زیر دفعات ۳۰۲ و ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے۔" پہلا جزو تیسرے الزام بخلاف ملزم نمبر ۹ کا مقدمہ سشن نمبر ۵۳ سنہ ۱۹۰۰ء میں بالفاظ ذیل ہے "یہ کہ تم ملزم نمبر ۹ نے ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کو یا اُس کے قریب ایک سازش ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ کے ساتھ اور بستی ریدی ملزم مقدمہ سشن نمبر ۱ سنہ ۱۹۰۱ء کے ساتھ واسطے قتل کرنے رنگاریدی کے کی ہے جس کی وجہ سے رنگاریدی مذکور ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۰ء کو قتل کیا گیا تھا۔" مقدمہ سشن نمبر ۱ میں جس کی تجویز مخلف سشن جج نے کی تھی پہلا الزام بخلاف بستی ریدی ملزم کے مقدمہ مذکور حسب ذیل تھا: "یہ کہ تم ملزمان نے ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء کو یا اُس کے قریب ایک سازش ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۹ مقدمہ سشن نمبر ۵۳ کے ساتھ واسطے قتل کرنے رنگاریدی کے کی تھی جسکی تعمیل میں رنگاریدی ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۰ء کو قتل کیا گیا تھا اسلئے تم ملزمان نے ایک جرم قابل سزا زیر دفعات ۳۰۲ و ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا ہے۔"

ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ مقدمہ اول الذکر و ملزم مقدمہ موخر الذکر پر خود جرم قتل عمد کا بھی الزام لگایا گیا تھا اور ملزم نمبر ۹ مقدمہ اول الذکر پر اعانت قتل عمد کا کیونکہ اُسنے ملزم نمبر ۱ مقدمہ مذکور کو ۱۱ جون سنہ ۱۹۰۰ء کے نقل و حرکت رنگاریدی کی اطلاع دی تھی دوسرا الزام مقدمہ اول الذکر میں کافی درستی کے ساتھ مرتب نکیا گیا تھا تاکہ ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ پر ملزمان نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ و نمبر ۸ کے ساتھ قتل عمد کا بھی الزام لگایا جاتا۔ مگر یہ امر صریح ہے کہ ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ کو اس نادرستی سے نقصان نہ پہونچا تھا اس لئے نقص مذکور بروئے دفعہ ۵۳۵ (۱) مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رفع ہو جاتا ہے مقدمہ نمبر ۵۳ میں ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۹ الزام سازش سے بری کئے گئے ہیں اور گورنمنٹ نے اپیل نمبر ۱۰۲۹ سنہ ۱۹۰۰ء بناراضی ایسی بریت کے کیا ہے۔ مقدمہ سشن نمبر ۱ سنہ ۱۹۰۱ء میں ملزم پر نہ صرف قتل عمد کا بلکہ برائے نام الزام سازش بھی لگایا گیا ہے اور اُسنے اپیل نمبر ۲۴۳ سنہ ۱۹۰۱ء بناراضی تجاویز جرم ہر دو امور مذکور کے کیا ہے۔

الزام سازش ہر دو صورتوں میں غلط فہمی قانون متعلق بہ سوال مذکور پر مبنی ہے جو نہ صرف الفاظ قرارداد جرم بلکہ اس امر واقعہ سے بھی صحیح ہے کہ ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ مقدمہ سشن نمبر ۵۳ و ملزم مقدمہ نمبر ۱ پر اہم جرم قتل عمد کا بھی الزام لگایا گیا ہے قانون متعلق بہ سوال سازش زیر دفعات ۱۰۷ و ۱۰۹

۱۹۱۰

مجموعہ تعزیرات ہند پر عدالت ہذا کے اجلاس کامل نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام سبرامنیا ایار (۱) میں غور کیا تھا اور میں ڈیوس صاحب بنسن صاحب اور صاحب شان کی اس رائے سے کامل طور پر اتفاق کرتا ہوں کہ بروئے مجموعہ تعزیرات ہند کے سازش صرف ایک قسم اعانت کی ہے جبکہ ایک فعل یا ناجائز ترک فعل بہ تعمیل سازش مذکور کے وقوع میں آئے اور ایک صریح جرم کی حد تک پہنچے کیونکہ ہر ایک صریح جرم کی اعانت سازش سے کیجا سکتی ہے۔

بموجب قانون انگلستان کے سازش یا اتفاق ایک ناجائز فعل کے کرنے یا ایک جائز فعل کو ناجائز وسائل سے کرنیکا بذاتہ ایک فوجداری جرم کی حد تک پہونچتا ہے۔ مجموعہ تعزیرات ہند میں قانون انگلستان متعلق بہ سازش کی پیروی صرف چند مستثنے صورتوں میں کیگئی ہے جو زیر دفعات ۱۲۱ (جنگ) ۴۰۰ (متعلق بہ جماعت ڈاکواں) ۴۰۱ (متعلق بہ جماعت سارقان) ۴۰۲ (خلاف قانون جماعت ڈاکوؤں میں شامل ہونا) و ۱۲۱ الف (جنگ کرنیکی سازش کرنا) قابل سزا بنائے گئے ہیں۔ ان صورتوں میں خواہ کوئی فعل کیا گیا ہو یا نہ یا جرم کا ارتکاب بہ تعمیل سازش کے ہوا ہو سازش کرنیوالا مستوجب سزا کا ہے اور نیز وہ ہر ایک جرم مرتکبہ بہ تعمیل سازش مذکور کا مستوجب سزا ہوگا۔ جملہ دیگر صورتوں میں سازش صرف ایک قسم "اعانت جرم" کی ہے جیسے کہ فقرہ مذکور کی تعریف اور تشریح دفعہ ۱۰۷ کیگئی ہے اور وہ وہی وقعت رکھتی ہے جیسے کہ اعانت کی ہو۔ ان ہر دو اقسام اعانت کی لحاظ سے ایک فعل یا ترک فعل بہ تعمیل سازش یا واسطے بالارادہ امداد کے ضروری ہے۔ اگر دو یا زیادہ اشخاص سازش کریں تو جرم اعانت بذریعہ سازش کی غرض نہ صرف سازش ہوتی ہے بلکہ ایک فعل یا ناجائز ترک فعل کا بہ تعمیل سازش مذکور عمل میں لانا اور ایک شئے کا کیا جانا ہے جسکی کہ اعانت کیگئی ہو۔ اگر ایک شخص ایک ہی وقت دوسرے شخص کو دس یا زیادہ اشخاص کے قتل کرنے یا ان گھڑیوں کو چرانیکی تحریک دے جو دس یا زیادہ اشخاص کے قبضہ میں ہوں تو اوس نے بالضرور طور پر دس یا زیادہ قتل ہائے عمد یا دس یا زیادہ سرقہ ہائے کی اعانت کی ہے۔ یہ امر کامل طور پر غیر ضروری ہے کہ آیا تحریک ایک ہی وقت کیگئی تھی یا مختلف اوقات پر۔ ایسا ہی اگر دو یا زیادہ اشخاص دس یا زیادہ اشخاص کے قتل عمد کی سازش کریں یا ان گھڑیوں کے چرانیکی جو دس یا زیادہ اشخاص کی ملکیت ہوں اور انمیں سے ایک یا زیادہ قتل ہائے عمد یا سرقہ بہ تعمیل سازش مذکور کے کریں تو دیگر اشخاص اسقدر قتل ہائے کی اعانت ہائے کے مجرم ہونگے۔

(۱) درخواست متفرق فوجداری نمبر ۱۴ سنہ ۱۹۰۹ء (غیر رپورٹ شدہ)

سلطنت ۱۹۱۱ء
حکومت معظم قیصر ہند
بنام
ترول سیتی کرشنا

میری رائے میں معیار یہ نہیں ہے کہ آیا تحریک یا سازش ایک فعل بناتی تھی بلکہ یہ ہے کہ آیا وہ فعل یا افعال جسکی یا جنکی اعانت بذریعہ تحریک یا سازش کے کیگئی تھی اگر انکا ارتکاب ایک ایسے شخص نے کیا ہو جو قانوناً جرم کا ارتکاب کرنیکے قابل ہو اور اُسکی نیت یا علم معاون کی نیت یا علم کے مساوی ہو ایک ہی جرم بنا تے یا ایک سے زیادہ۔ صورت اول الذکر میں صرف ایک ہی جرم اعانت ہوگا مگر موخر الذکر صورت میں اُسقدر جرائم اعانت جسقدر کہ تعداد جرائم کی ہو۔

دفعہ ۱۰ ایکٹ شہادت ہند میری رائے میں کوئی تعلق اس سوال کے ساتھ نہیں رکھتی کہ کس حد تک سازش در بارہ ارتکاب ایک جرم یا قابل ارجاع نالش نقصان کے ایک جرم زیر مجموعہ تعزیرات ہند ہے۔

یہ کہنا ایک نا درست مسئلہ ہے کہ ایک شخص بطور معاون بذریعہ سازش کے قابل الزام ہوتا ہے خواہ وہ اُس اصلی جرم کے الزام کا بھی مستوجب ہو جس کی کہ اعانت کیگئی ہو علی سبیل البدلیت نہیں بلکہ مشترک طور پر یعنی یہی بات ہر دو مقدمات میں کیگئی ہے۔ ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ مقدمہ سشن نمبر ۵۳ و ملزم نمبر ۱ پر اصلی جرم قتل عمد کا بھی الزام لگایا گیا ہے اور نیز یہ کہ اُنہوں نے متوفی کے قتل میں سازش کی ہے جسکی تعمیل میں وہ ۱۱ جون کو قتل کیا گیا تھا ایک شخص پر بطور معاون اور نیز ارتکاب کنندہ جرم معاونت کردہ کا الزام نہیں لگایا جا سکتا جیسا کہ ایک شخص پر ایک جرم کے اقدام اور ارتکاب کا الزام نہیں لگایا جا سکتا بحوالہ اس امر کے دفعہ ۱۱۴ مجموعہ تعزیرات ہند کیطرف توجہ دلانا بہتر ہوگا جسمیں یہ حکم ہے کہ جب وہ شخص جو بصورت غیر حاضر ہونیکے بطور معاون کے مستوجب سزا ہو حاضر ہو جبکہ اُس جرم کا ارتکاب کیا جائے جس کی کہ اعانت کا وہ مجرم ہوتا تو اُس کی نسبت یہ تصور کیا جانا چاہئے کہ اُسنے فعل یا جرم مذکور کا ارتکاب کیا ہے۔ دفعہ مذکور میں یہ حکم ہے کہ اُسکی نسبت یہ تصور کیا جانا چاہئے کہ اُسنے خود جرم مذکور کا ارتکاب کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ اُسی سزا کا مستوجب ہوگا جسکا بصورت ارتکاب جرم کے ہوتا۔

مقدمہ سشن نمبر ۵۳ و نمبر ۱ میں ملزمان نمبر ۱ و نمبر ۲ مقدمہ اول الذکر و ملزم مقدمہ موخر الذکر کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ رنگا ریڈی کے قتل کیوقت حاضر تھے اور دراصل اُنہوں نے اُسکو قتل کرنے میں حصہ لیا ہے۔ ان واقعات کی موجودگی میں یہ تعجب کی بات ہے کہ اُن پر قتل رنگا ریڈی اور نیز اعانت قتل عمد کا الزام لگایا گیا ہے پیروکار سرکاری نے اس امر کے ظاہر کئے جانے کے وقت یہ کہا تھا کہ وہ الزام سازش بر اپیل کی تائید نہیں کرتا اور ملزم مقدمہ سشن نمبر ۱ سنہ ۱۹۱۰ء کی تجویز جرم کی بحالی پر زور دیتا ہے

ملزم بستی ریدی پر مقدمہ کروں ایم جرم قتل عمد اور شرکی اعانت بذریعہ سازش کا الزام لگایا گیا تہا اور دو فرد جرائم
کی تجویز کیگئی تہی مگر استغاثہ ان امور پر انحصار کیا تہا کہ سازش بحوالہ الزامات مذکورہ کے ثابت ہوتی ہے جرم اعانت شہادت
دربارہ الزام قتل عمد کے ہر دو صفحات میں ہیں اور نیز جرم اعانت کے متعلق بخلاف ملزم نمبر ۲ مقدمہ سیشن نمبر ۱۹ سنہ ۱۹۰۱
کے کیونکہ نتیجہ مذکورہ بستی کے فعل و حرکت ا ارجن کی اطلاع دی گئی تہی سوال اشتمال بیجا جرائم پر جو تعلیم کیا ہے پہلے نشان نے
اپیل نمبر ۲۴۴ میں اٹھایا ہے غور کرنا غیر ضروری ہے میری رائے میں اپیل نمبر ۲۰۲ خارج کیا جانا چاہئے اور
تجویز جرم بستی ریدی بمقدمہ سیشن نمبر ا دربارہ سازش کے منسوخ کیجانی چاہئے -

---

نوٹ: بعد صدور فیصلہ مقدمہ ہذا کے بہت ایام ایا مگر صاحب جسٹس نے وکیل سرکار اور دیگر اراکین بار کو جو بطور دکلار مقدمہ کے حاضر تھے حسب ذیل طور پر مخاطب کیا تہا: "اب بعد صدور فیصلہ مقدمہ ہذا کے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں عدالت میں اس امر کا اظہار کروں کہ دوران سماعت اپیل ہذا میں جس میں تین ہفتہ سے زیادہ وقت صرف ہوا ہے مجھے ڈاک کی معرفت تین پرائیویٹ خط بحوالہ مقدمہ ہذا کے حاصل ہوئے ہیں - وہ سب انگریزی زبان میں ہیں اور دو پر انگریزی دستخط تحریر کنندہ کے ہیں اور ایک تلگو زبان کے - آیا یہ خطوط ان صنفوں سے اصلی ہیں یا نہیں کہ جنکے دستخط اُنپر ہیں وہ اُنکی نویسندگان ہیں یا وہ کسی اور سے تحریر کئے ہیں میں نہیں کہہ سکتا - پہلا خط جو دوران اپیل کو مجھے ملا تہا اور میں نے اسیدن کہولا تہا مگر میں نے آج ہی اُس کو پڑہا ہے ایک طویل خط ہے جسمیں شہادت یا فرضی شہادت مقدمہ کی تشریح کیگئی ہے اور اُس نتیجہ کے حق میں بہت سی دلائل پیش کیگئی ہیں جو کہ نویسندہ مجھسے اخذ کرانا چاہتا ہے - باقی دو خطوط کے نویسندگان مجھے مشورہ دیتے ہیں کہ مجھکو کسطرح مقدمہ میں کارروائی کرنی چاہئے اور کس کے حق میں مجھکو بلحاظ انصاف کے اور خود اپنے فایدہ کے واسطے فیصلہ دینا چاہئے - ان ہرسہ چٹہیات کے نویسندگان خواہ وہ کوئی ہوں مستوجب توہین عدالت کا ارتکاب اسطرح پر کیا ہے کہ بذریعہ ڈاک کے ایک جج عدالت ہذا کو مبینہ فرضی خطوط لکہے ہیں کہ انکو فیصلہ متعلق جوڈیشل امر میں دخل اندازی کریں جو ایک نہایت اہم امر ہے کہ اشخاص مذکور اور دیگر اشخاص کو جو کہ اسطرح پر انصاف میں دخل اندازی کرنا چاہیں یہ جاننا چاہئے کہ ایسی خط و کتابت کرنا اہم توہین عدالت ہے اور کہ چارٹرڈ ہائیکورٹ ہند ایک اعلے عدالت ہے جو توہین عدالت کے معاملہ میں سرسری طور پر عمل کر سکتی ہے گو اسکا ارتکاب عدالت کے رو برو نکیا گیا ہو اور اسکو اختیار ہے کہ مجرم کو سرسری طور پر سزا دے اور یہ اختیار مذکور بطور شبہ طور پر شاذ و نادر صورت میں استعمال کیا جا سکتا ہے مگر وہ بالضرور استعمال کیا جائیگا اگر اسکی کبہی ضرورت معلوم ہو تاکہ آئندہ انصاف میں دخل اندازی کرنیکا اقدام نکیا جاسکے - میں اب اُن چٹہیات کو ضائع کرنیکی غرض سے مہتمم عدالت کے حوالہ کرتا ہوں"

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و باڈم صاحب جسٹس

راتیا (مدعا علیہ) اپیلانٹ بنام سوتیا (مدعی) ریسپانڈنٹ

عدالتی استغاثہ - قرارداد متعلق بہ مناسب و اغلب وجہ کی موجودگی کے -

مدعی پر مدعا علیہ نے یہ الزام لگایا تھا کہ اُس نے مدعا علیہ کی فصل تلف کر دی ہے اور اُسپر تجویز ثبوت جرم کی گئی تھی جو بر طبق اپیل کے بحال رکھی گئی تھی اسپر ایک درخواست نگرانی مدعی نے ہائیکورٹ میں جو کی تھی جبکہ مقدمہ عدالت اپیل ماتحت میں واپس بھیجا گیا تھا جسنے پھر تجویز جرم کو بحال کیا تھا مگر ہائیکورٹ نے تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کیا تھا مدعی نے اسپر جانب عدالتی استغاثہ کی نالش کی ہو منصف ضلع نے نالش کو بدیں قرار داد خارج کیا تھا کہ مدعا علیہ کے پاس مناسب و اغلب وجہ استغاثہ دائر کرنے کی موجود تھی سبارڈینیٹ جج نے اس ڈگری کو منسوخ کر کے فیصلہ بحق مدعی کر دیا تھا اُس نے بیان کیا تھا کہ منصف نے یہ خیال کیا ہے کہ موجودگی مناسب و اغلب وجہ کا قیاس اس امر واقعہ سے کیا جانا چاہیئے کہ مدعی پر تجویز ثبوت جرم کی گئی تھی اور یہ کہ اسکی تجویز جرم بر طبق اپیل کے بحال رکھی گئی تھی مگر ہائیکورٹ کا فیصلہ ملحوظ رکھا جانا چاہیئے تھا جو بحق مدعی تھا اُسنے یہ ایزاد کیا تھا کہ بلحاظ واقعات کے استغاثہ منجانب مدعا علیہ ایسا متصور کیا جانا چاہیئے جو عداوتاً کیا گیا تھا اپس نتیجہ میں اس تنقیح کا فیصلہ بحق مدعی کے کرتا ہوں اور یہ قرار دیتا ہوں کہ مدعا علیہ نے مدعی پر جھوٹا اور عداوتی استغاثہ بلا موجود ہونے کسی مناسب و اغلب وجہ کے کیا تھا۔

تجویز ہوئی کہ اس قرارداد پر مدعی بحیثیت طور پر عدم موجودگی غائب مناسب وجہ کے ثابت کرنیکا موجب ہو سبارڈینیٹ جج نے امر واقعہ عداوت کا قیاس کیا تھا کہ مدعی کی تجویز جرم کو بالآخر ہائیکورٹ نے منسوخ کیا تھا اور عداوت کا خیال کر کے اُس نے تنقیح کا فیصلہ بحق مدعی کے کیا تھا۔ اغلب وجہ کی عدم موجودگی فالانا عداوت کا قیاس پیدا نہیں کرتی +

باڈی بنام کوین نشورنس کمپنی (انڈین لا رپورٹ بمبئی جلدہ ۲ صفحہ ۳۴۳) و ہال بنام وینکٹا کرشنا (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۴) کی پیروی کی گئی +

نالش واسطے نالش ہرجانہ عداوتی استغاثہ کے مدعی نے یہ بیان کیا گیا تھا کہ مدعا علیہ نے جھوٹا اور عداوتاً اور بغیر موجود ہونے مناسب و اغلب وجہ کے مدعی پر یہ الزام لگایا تھا کہ اُسنے مدعا علیہ کی فصل کو نقصان پہونچایا ہے مجسٹریٹ درجہ دوم نے مدعی کو مقدمہ کی تجویز کی تھی مدعی پر تجویز ثبوت جرم کی تھی اور تجویز جرم مذکور کو بر طبق اپیل کے اسسٹنٹ مجسٹریٹ ضلع بسروا نے بحال رکھا تھا اسپر ایک درخواست فوجداری ہائیکورٹ میں گذری تھی جبکہ مقدمہ مذکور اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے پاس مکرر واپس بھیجا گیا تھا جسنے پھر تجویز جرم کو بحال رکھا تھا

اپیل دوم نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۸ء بنا راضی ڈگری پی ایس گورو مرتی ایا سبارڈینیٹ جج گنجام واقع مقام چکاکول مقدمہ اپیل نمبر ۲۳۹ سنہ ۱۸۹۵ء شمولہ تنسیخ ڈگری کے جس کو سندرا ایار اجنگ منصف ضلع بسروا نے بمقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۵۰ سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۹۱۰ء راتھیا بنام سوتایا

تک ہائیکورٹ نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی مجرم نہ تہا اور تجویز ثبوت جرم منسوخ کیگئی تہی۔ مدعی نے اب ہرجانہ کی نالش کی ہے مدعاعلیہ نے یہ عذر کیا ہے کہ الزام جہوٹا نہ تہا اور کہ اُسکے نالش مناسب اور اغلب وجہ ملزم پر استغاثہ کرنے کی موجود تہی نیز اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ ہائیکورٹ نے استغاثہ کو جہوٹا قرار نہیں دیا۔ تنقیحات یہ تہیں:۔ (۱) آیا فوجداری مقدمہ عداوت سے اور بلا موجودگی مناسب و اغلب وجہ کے رجوع کیا گیا تہا؟ (۲) کس ہرجانہ کا اگر کوئی ہو مدعی مستحق ہے؟ منصف ضلع نے قرار دیا تہا کہ مناسب و اغلب وجہ موجود تہی اور اسلئے نالش کو خارج کیا تہا مگر اُس نے ہرجانہ کی تشخیص مبلغ .. روپیہ اُس صورت مین کی تہی جبکہ اُسکی قرار داد مذکور منسوخ کی جائے +

مدعی نے سب آرڈینیٹ جج کے پاس اپیل کیا تہا جس نے منصف کی ڈگری کو منسوخ کیا تہا۔ شہادت پر غور کرکے اُسنے قرار دیا تہا کہ مدعاعلیہ کا بیان دربارہ کاٹنے مینہ زراعت کے غلط اور بے بنیاد ہے اور نیز یہ کہ اُسکو مدعی نے تلف کر دیا ہے۔ اُسنے یہ بھی بیان کیا تہا کہ : "مقدمہ سوامی نایدو بنام سبرامینا مدالی (۱) و باپیراز و بنام چیاونکیا (۲) پر انحصار کرکے عدالت ماتحت نے یہ خیال کیا تہا کہ چونکہ سب مجسٹریٹ نے مدعی پر تجویز ثبوت جرم کی ہے اور تجویز جرم مذکور کو ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ بیزواد نے بحال کہا تہا اسلئے مناسب وجہ استغاثہ کی موجودگی کا قیاس کیا جانا چاہئے اور مدعی کی نالش ہرجانہ خارج کیجانی چاہئے مگر جیسا کہ حکام ہائیکورٹ نے بیان کیا ہے فیصلہ مقدمہ باپیراز و بنام چیاونکیا (۲) در اصل اپیلانٹ کے خلاف نہیں ہے۔ مقدمہ باپیراز و بنام چیاونکیا (۲) پر غور کرتے وقت حکام ہائیکورٹ نے مقدمہ ویرانا بنام نگیا (۳) مین یہ بیان کیا ہے کہ "مقدمہ محولہ جلد سوم مدراس ہائیکورٹ رپورٹ صفحہ ۲۳۸ کوئی سند فیصلہ عدالت اپیل کے نظر انداز کرنے کی نہیں ہے بلکہ صحیح طور پر اسکے خلاف ہے" صفحہ ۲۴۰ پر ججان نے بیان کیا ہے کہ "ہماری مراد یہ کہنے کی نہیں ہے کہ ہر ایک صورت مین ایک عدالت مجاز کا فیصلہ بخلاف مدعی کے بطور ایک کامل جواب نالش کے سمجہا جانا چاہئے کیونکہ یہ امر صریح ہے کہ ایسے واقعات موجود ہو سکتے ہین جو ضروری طور پر اُسکو کسی ایسے اثر سے محروم کرین" اسلئے عدالت اپیل کا فیصلہ امر مذکور کے فیصلہ کرنے مین حسب ضابطہ طور پر ملحوظ رکہا جانا چاہئے اور وہ بلاشبہ طور پر اپیلانٹ کے حق مین ہے (۱) بلحاظ واقعات مقدمہ کے استغاثہ مدعاعلیہ عداوتی متصور کیا جانا چاہئے جیسا کہ مسٹر الیگزنڈر نے اپنی کتاب ٹارٹس کے صفحہ ۱۵ پر بیان کیا

(۱) مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰۔

(۲) " " " جلد ۳ صفحہ ۲۳۸۔

(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۲ ۔

سنہ ۱۹۰۰ع
راماسوامی
بنام
ستو ایا

(۲) چنانچہ مین تنقیح مذکور کا فیصلہ بحق اپیلانٹ کے اور برخلاف ریسپانڈنٹ کر کے یہ قرار دیتا ہون کہ شخص موخر الذکر نے شخص اول الذکر پر جھوٹا اور عداوتی استغاثہ بلا موجود ہونے کسی مناسب یا غالب وجہ کے کیا تھا؟ +

مدعاعلیہ نے اپیل دوم حال رجوع کیا +

رامچندر راؤ صاحب منجانب اپیلانٹ نے یہ استدعا کی تھی کہ نالش خارج کیجانی چاہیئے تھی کیونکہ مدعی پر تجویز جرم ہوگئی تھی جسکے رو سے یہ سمجھا جانا چاہیئے کہ غالب و مناسب وجہ استغاثہ موجود تھی اُس نے مقدمات نال بنام وینکیٹا کرشنا (۱) وابرتھ بنام نارتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی (۲) کا حوالہ دیا تھا۔ نیز اُس نے استدعا کی تھی کہ عدالت اپیل ماتحت نے کوئی بلاواسطہ قرارداد دربارہ عدم موجودگی مناسب اور غالب وجہ کے قلمبند نہین کی۔ +

مسٹر ڈی شیمیر منجانب ریسپانڈنٹ نے یہ عذر کیا کہ سبارڈینیٹ جج کی قرارداد شہادت پر غور کرکے قلمبند کیگئی تھی اور وہ ایک ایسی قرارداد تھی جسکی نسبت اب اعتراض نہین کیا جا سکتا۔ اگرچہ قرارداد مذکور صریح نہ بھی ہو تاہم کوئی ضرورت یا موقع کسی مزید تحقیقات متعلق بہ موجودگی مناسب و اغلب وجہ کا موجود نہ تھا کیونکہ صاحب جج نے مدعاعلیہ کی زراعت کی وجود ہی کو تسلیم نہین کیا جسکے کہ تلف کرنیکا مدعی پر الزام لگایا گیا تھا۔ اگر کوئی زراعت موجود نہ تھی تو اُسکے تلف کرنیکا الزام بالضرور جھوٹا ہونا چاہیئے اور کسی غالب یا مناسب وجہ کا موجود ہونا ممکن نہ تھا (بیرازو بنام چناونکیتا (۳) ویرانا بنام نگیا (۴) کا حوالہ دوران مقدمہ مین دیا گیا تھا) +

حکام موصوف نے تجویز ذیل صادر کی تھی :-

سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس - صورت حال مین میری یہ رائے ہے کہ سبارڈینیٹ جج کی ڈگری منسوخ کیجانی چاہیئے اور منصف ضلع کی ڈگری بحال کیجانی چاہیئے +

تنقیح بمقدمہ ہذا درست طور پر قایم کیگئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ سبارڈینیٹ جج نے اُس تنقیح کو نہین سمجھا جو کہ اُس سے فیصل کیا جانا تھا۔ اپنے فیصلہ مین اُسنے واقعات پر نظر ڈالکر بیان کیا ہے (فقرہ نمبر ۱) کہ "مدعیلی ظاہر ہے کہ استغاثہ منجانب مدعاعلیہ کی نسبت یہ تصور کیا جانا چاہیئے کہ وہ عداوت سے کیا گیا تھا" اور اُس نے فقرہ نمبر ۲ مین بیان کیا ہے کہ "چنانچہ مین تنقیح مذکور کا فیصلہ بحق اپیلانٹ کے کرتا ہون" اگر اُس نے صرف تنقیح مذکور کا فیصلہ بحق مدعی کے کیا ہوتا تو اُسکی قرارداد ایک قرارداد امر واقعہ ہوتی اور بر طبق اپیل دوم منسوخ نہیں کیجا سکتی

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۹۔

(۲) لا رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۴۴۰۔

(۳) مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۳۰۔

(۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۰۶ بصفحہ ۸۔

ملاحظہ ہو فیصلہ اجلاس عالی مقام پریوی کونسل مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء بمقدمہ مالوی بنام دی کوینز لینڈ انشورنس کمپنی (۱)
بجا ہے ظاہر کیا گیا ہی کہ سوال وجہ مناسب و اغلب جبکہ مقدمہ کی تجویز بلا وساطت جوری کی گئی ہی ایک سوال امر واقعہ ہی
جسکا فیصلہ ایک ہی شخص سے کیا جانا چاہیئے مگر فقرات نمبر ۱ و نمبر ۲ فیصلہ کو ملاکر پڑھنے سے مجھے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عدالت ماتحت
جج نے اس امر واقعہ عداوت کا قیاس کیا تہا کہ ملزم کی تجویز جرم کو بالاخر ہائیکورٹ نے منسوخ کیا تہا چنانچہ عداوت کا
قیاس کرکے فاضل ججوں کو رد تنقیح کا فیصلہ بحق مدعی کر دیا ہی۔ عدم موجودگی وجہ مناسب قانوناً عداوت کا قیاس پیدا
نہین کرتی ملاحظہ ہو محمد علی بنام جنکنس (۲) و فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ ہل بنام ونکیٹا کرشنا (۳) جو لارڈ بوون صاحب
کے فیصلہ مقدمہ ابراتہ بنام نارتہ ویسٹرن ریلوے کمپنی (۴) پر مبنی ہی۔ میری رائے مین فاضل جج نے سوال عدم
موجودگی مناسب و اغلب وجہ پر غور کرتے وقت قانوناً غلطی کی ہے۔

کامیاب ہونیکے واسطے مدعی پر لازم ہی کہ وہ مثبت طور سے یہ ثابت کرے کہ مدعا علیہ بلا مناسب و اغلب وجہ کے
عمل کیا تہا منصف ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعا علیہ کے پاس کافی اور مناسب وجہ استغاثہ کرنیکی موجود نہی ایسکو ایسطے
یہ قرار دینا ضروری نہ تہا مگر اسمین شبہ نہین کہ اسمین یہ قرار داد شامل ہی کہ مدعی نے یہ ثابت نہ کیا تہا کہ مدعا علیہ
کے پاس مناسب و اغلب وجہ موجود نہین ہی۔ بروی شہادت کے مجھے یہ معلوم ہوتا ہی کہ مدعی مثبت طور پر یہ ثابت
کرنیسے قاصر رہا ہی کہ مدعا علیہ کے پاس مناسب و اغلب وجہ موجود نہ تہی اور میری رائے مین نالش درست طور پر خارج کی گئی تہی
میری یہ رائے ہے کہ اپیل ہذا معہ خرچہ ہر دو عدالتہائے ماتحت کے منظور کیا جانا چاہیئے۔

باڈم صاحب جج ۔ ہنا اپیلانٹ اس نالش عداوتی استغاثہ مین مدعی تہا جسمین منصف ضلع نے نالش کو
بدین قرار داد خارج کیا تہا کہ مدعا علیہ کے پاس اغلب و مناسب وجہ استغاثہ بخلاف مدعی رجوع کرنیکی موجود تہی مگر
بر طبق اپیل کے سب آرڈینیٹ جج نے انکی ڈگری کو منسوخ کر کے فیصلہ بحق مدعی کے صادر کیا تہا اور ہرجہ روپیہ ہرجانہ دلایا تہا
اس فیصلہ کی ناراضی سے مدعا علیہ نے اپیل دوم حال رجوع کیا ہی۔ اگر سب آرڈینیٹ جج نے اس تنقیح کا فیصلہ بحق مدعی کے
اسطرح پر کیا ہو نا چاہیئے کہ انہون اپنے فیصلہ کی شروع مین بیان کیا ہے تو عدالت ہذا کو داخلہ کوئی سوال موجود نہوتا
کیونکہ سوال متنازعہ صرف ایک سوال امر واقعہ تہا اور صرف ایک ہی جج سے بطور جج قانون و واقعات کے فیصل کیا جا سکتا تہا

(۱) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۴۵ صفحہ ۳۳۲ ۔ (۲) بریشوال ولاڈ نفس پورٹ جلد ۵ صفحہ ۵۸۸ ۔
(۳) لاء رپورٹ کوئینز بنچ ڈویژن جلد ۱۱ صفحہ ۴۴۰ ۔
(۴) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۳۱ صفحہ ۳۹۴ ۔

سنہ ۱۹۱۴ء
راسیا
بنام
ستویا

سنہ ۱۸۹۷ع راۓ سنگ بنام سوتیا

ملاحظہ ہو مادہی بنام کوین انشورینس کمپنی (۱)۔ مگر سبارڈینیٹ جج نے یہ طریق اختیار نہین کیا اور مشکل صورت حال مین اس طریق کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے جسکو کہ مطابق فاضل جج نے اپنی راۓ فیصلہ شدہ کو مین ظاہر کی ہے مدعی پر ماہ جون سنہ ۹۳ع مین مدعا علیہ نے مداخلت بیجا اور بلوہ اور ضرر رسانی کا الزام لگایا تہا اسپر تجویز جرم کی گئی تہی اور بر طبق اپیل کے تجویز جرم مذکور بحال رکہی گئی تہی۔ اسکے بعد ایک درخواست نگرانی فوجداری ہائیکورٹ مین کیگئی تہی اور ماہ ستمبر سنہ ۹۴ع مین ہائیکورٹ نے تجویز جرم مذکور کو منسوخ کیا تہا۔

ہمارے روبرو یہ حجت کیگئی تہی کہ چونکہ ہائیکورٹ کا حکم مشعر منسوخی تجویز جرم مین ان دفعات مین سے ایک کا ذکر کیا گیا تہا جسکو کہ تا بہ ملزم پر تجویز جرم کیگئی تہی اسلئے متصور یہ کیا جانا چاہئے کہ تجویز جرم زیر دفعہ مذکور اب تک اسکے خلاف موثر ہے اسلئے نالش حال چل نہین سکتی۔ میری یہ راۓ ہے کہ ترک مذکور محض غلطی کی وجہ سے کیا گیا تہا اور وہ مقدمہ مین خلل انداز نہین ہوتا کیونکہ ہائیکورٹ کے حکم کے اخیر مین بیان کیا گیا ہے کہ "درخواست دہندگان کی تجاویز جرم اور وہ احکام سزا جو انپر صادر کئے گئے ہین منسوخ کئے جاتے ہین اور جرمانہ اگر وصول کیا گیا ہو واپس کیا جانا چاہئے" اس سے صریح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ منشا یہ تہا کہ جملہ تجاویز جرم ہر ایک دفعہ کے تابع جنکی کہ تجویز ملزمان پر کیگئی تہی منسوخ کیجانی چاہئین۔

منصف ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ بروۓ واقعات کے ایک مناسب و بلا وجہ استغاثہ کی موجود تہی اس قرار داد مین اس نے ضرورت سے زیادہ تجاوز کیا تہا۔ مگر بر طبق اپیل کے سبارڈینیٹ جج نے ڈگری مذکور کو منسوخ کیا ہے اپنے فیصلہ کے شروع مین سبارڈینیٹ جج نے سوال فیصلہ طلب کا ذکر درست طور پر کیا ہے یعنی یہ کہ "آیا فوجداری مقدمہ عداوت سے اور بغیر مناسب اور بلا وجہ کے کیا گیا تہا" مگر جہانتک کہ مین اسکے فیصلہ سے معلوم کر سکتا ہون اسکا جواب اس سوال کی نسبت جو اسنے وجوہات پیش نہین ہوا اسنے اولاً اس سوال مرا واقعہ پر غور کیا ہے کہ آیا وہ الزام جو مدعا علیہ نے مدعی کے برخلاف لگایا تہا درست تہا اور اسنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وہ درست نہ تہا۔ ان بعد اسنے اس سوال پر غور کیا ہے کہ آیا پہلی تجاویز جرم جو بر طبق فوجداری مقدمہ کے بخلاف مدعی کے کیگئی ہین غور کیا جانا چاہئے یا نہین۔ مگر اسنے کوئی نتیجہ جہانتک کہ مین معلوم کر سکتا ہون بارہ ابتدائی تجویز جرم اور اسکی بحالی بر طبق اپیل کے اخذ نہین کیا گو اسنے یہ فیصلہ نہین کیا کہ فیصلہ ہائیکورٹ پر غور کیا جانا چاہئے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رامیا
بنام
ستویا

اور جیسا کہ مین سمجھتا ہون اُسنے یہ بیان کیا ہو کہ چونکہ فیصلہ مذکور بحق مدعی کے ہو" اسلئے متصور یہ کیا جانا چاہیے کہ استغاثہ مدعاعلیہ نے عداوت سے کیا تہا" اور زان بعد اُس نے بیان کیا ہو کہ "چنانچہ مین تنقیح مذکور کا فیصلہ بحق اپیلانٹ کے اور بخلاف ریسپانڈنٹ کرتا ہون اور قرار دیتا ہون کہ شخص آخر الذکر نے شخص اول الذکر پر جہوٹا اور بعداوت استغاثہ بلا مناسب و با غلب وجہ کے کیا تہا" اگر جیسا کہ اُس نے بیان کیا ہو اُس نے یہ اسوجہ سے قرار دیا ہو کہ اُس نے عداوت کو قرار دیا ہے اور عداوت اسوجہ سے قرار دی ہو کہ فیصلہ ہائیکورٹ مدعاعلیہ کے برخلاف اور مدعی کے حق مین تہا تو وہ قانوناً ایسا کرنے کا مجاز نہ تہا اور اسکی ڈگری منسوخ کیجانی چاہئے ۔ ظاہر یہ کیا گیا ہو کہ اسکی مراد یہ ہو کہ اُسنے یہ نتیجہ کل واقعات سے اخذ کیا ہو لیکن اگر یہ درست ہو تو اُس نے بلاشبہ طور پر یہ بیان نہین کیا اور الفاظ "چنانچہ مین قرار دیتا ہون الخ" اُس جگہ تحریر نہ کئے جاتے جہانکہ وہ لکھے گئے ہین مزید برآن اُس نے جملہ واقعات یا الزامات پر غور نہین کیا اُس نے صرف اُن واقعات پر غور کیا ہو جو الزام ضرر رسانی سے متعلق تہے اور اُسنے سوال مداخلت بیجا بالمرہ پر غور نہین کیا اور مجہو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی نسبت یہ متصور نہین کیا جا سکتا کہ اُس نے اُن واقعات کی بنا پر منصف ضلع کی ڈگری کو منسوخ کرنیکا نتیجہ اخذ کیا تہا جنکا کہ حوالہ اُس نے اپنے فیصلہ مین نہین دیا ۔ میری یہ رائے ہے کہ اُس نے اپنے فیصلہ کے دوران مین قانونی حیثیت فریقین کو ملحوظ نہین رکہا ۔ اُس نے عداوت کا قیاس اس امر واقعہ سے کیا ہو کہ ہائیکورٹ نے تجویز کو منسوخ کیا تہا اور اُس نے عدم موجودگی مناسب یا غلب وجہ کا قیاس اسوجہ سے کیا ہو کہ اُسنے عداوت کو قرار دیا ہے ۔

مین اسکی ڈگری کو منسوخ کرکے منصف ضلع کی ڈگری کو مع خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت کے بحال کرتا ہون میری یہ رائے ہے کہ مدعی نے "عدم موجودگی مناسب یا غلب وجہ استغاثہ از طرف مدعاعلیہ" کو ثابت نہین کیا ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و بھشیام ایانگر صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۱ء ۱۸ اپریل

رامچندر پدایاچی (مدعاعلیہ نمبر ۲) اپیلانٹ **بنام** کوندا چیٹی (مدعی) ریسپانڈنٹ*

دہرم شاستر۔ معاہدہ منجانب منتظم رکن خاندان مشترکہ کے جسکو اراکین ایک باپ اور دو پسران ہوں۔ مابعد کی تقسیم جسکی رو سے ایک پسر منقسم ہوگیا تہا۔ ذمہ داری منقسم پسر را نیز اُس جائداد خاندانی کے جو تقسیم مین حاصل کیگئی ہے در بارہ اُس نقصان کے جو معاہدہ کے تابع پیدا ہو +

جبکہ ایک باپ اور دو پسران بطور ایک غیر منقسمہ تجارتی خاندان اہل ہنود کے کاروبار کرتے تہے تو باپ نے بحیثیت منتظم رکن کے ایک معاہدہ تحریر کیا تہا جسکی رو سے اُس نے ذمہ اُٹہایا تہا کہ وہ مدعی کا وہ نقصان پورا کردیگا جو بعض روانگی ہائے تیل کے متعلق اُسے پہونچے۔ اس معاہدہ کے بعد ایک از پسران مذکور خاندان سے منقسم ہوگیا تہا۔ مدعی کو نقصان پہونچنے پر اُس نے معاہدہ مذکورہ کے موثر کرانیکی نالش بخلاف منقسم پسر اور نیز دو دیگر اراکین خاندان کے کی تہی +

تجویز ہوئی۔ کہ پسر مذکور صرف اُس جائداد خاندانی کی حد تک ذمہ دار تہا جو کہ اُسکے قبضہ مین بر وے تقسیم آئی تہی +

کرشنا سامی کونن بنام راما سامی ایار (انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۹) سے تمیز کیگئی +

نالش واسطے زرنقد کے۔ مدعی نے بعض نقصانات کی رقم کے دلا پانیکی نالش کی تہی جو کہ اُسکو بعض بیع ہائے تیل سے جو تہر مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۳ مدعاعلیہ نمبر ۱ کے پسران تہے جنہے بحیثیت منتظم رکن خاندان کے کاروبار واسطے فائدہ خود اپنے اور اپنے پسران کے بطور غیر منقسم خاندان کے چلایا تہا اس حیثیت سے مدعاعلیہ نمبر ۱ نے مدعی کے نام جنوری سنہ ۱۸۹۶ء اور ماہ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کے مابین چند روانگی ہائے تیل از سال کی نہین و اُسنے ذمہ اُٹہایا تہا کہ وہ اُس نقصان کو پورا کردیگا جو کہ مدعی کو اُس تیل کو کام مین لانے سے پہونچے مدعی اب یہ بیان کیا تہا کہ مبلغ ۵/... روپیہ کی رقم نقصان مذکور کے متعلق واجب الادا ہے۔ مدعاعلیہ نمبر ۲ نے دعویٰ مذکور کی مخالفت کی تہی اور یہ عذر کیا تہا کہ وہ ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء مین خاندان سے جدا ہوگیا ہے اور اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ ماہ اگست سنہ ۱۸۹۹ء مین فوت ہوگیا تہا اُس نے ذمہ داری قرضہ سے انکار کیا تہا جسکی نسبت اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ وہ مدعاعلیہ نمبر ۱ نے خود اپنی ذمہ داری پر اُٹہایا ہے اور اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ بحیثیت منقسم رکن کے وہ مدعی کا ذمہ دار نہین ہے مدعاعلیہ نمبر ۳ نے مدعی کو اپنے دعوے کے ثابت کرنے کے واسطے کہا تہا اور اُس نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ بہرحال اُس مشترکہ ترکہ خاندان کی حد تک ذمہ دار ہے جو کہ اُسکے قبضہ مین آیا ہے +

---

* اپیل صیغہ ابتدائی نمبر ۷ سنہ ۱۹۰۱ء بنا راضی ڈگری باڈم صاحب جسٹس بمقدمہ ابتدائی نمبر ۲۲ سنہ ۱۹۰۰ء +

سنہ ۱۹۰۰ء
راپچنیپیاپامی
بنام
گونڈیا چیٹی

عدالت نے یہ قرار دیا تھا کہ مدعا علیہ نمبر ا مدعی کے ساتھ بطور منیجر غیر منقسمہ خاندان تجارتی اہل ہنود کے کاروبار کرتا رہا ہے جو از طرف اور واسطے فائدہ غیر منقسمہ خاندان مذکور کے کیا جاتا تھا اور کہ مدعا علیہ نمبر ا نے اپنے افعال سے مدعی پر یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ شترکہ حق کاروبار مذکور میں رکھتا تھا اور اسکو سند ہی چلاتا تھا نیز یہ کہ مدعا علیہ نمبر ۲ ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء میں خاندان مشترکہ سے الگ ہو گیا ہے مگر کوئی نوٹس ایسی علیحدگی کا مدعی کو نہ دیا گیا تھا۔ مدعا علیہ نمبر ۲ جملہ معاملات پر ذمہ دار قرار دیا گیا تھا اور نیز بہ دوان کاروبار ہاے کے جو ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء سے پہلے کئے گئے تھے مقدار نقصانات مذکور وضع کرنے جملہ منافعہا ئے کے مبلغ عہ حارہ ۵ روپیہ رہتی۔ مدعا علیہ نمبر ۲ ذاتی طور پر ذمہ دار قرار دیا گیا تھا۔ مدعا علیہ نمبر ۲ کی طرف جائداد خاندان مشترکہ کی حد تک محدود کر دی گئی تھی

مدعا علیہ نمبر ۲ نے اپیل ماتحت رجوع کیا۔

سوامی ایار و رنگا راما نوجا چیر بجانب اپیلانٹ:۔ اپیلانٹ کے باپ (مدعا علیہ نمبر ا) نے مدعی کے مالکان سے نیل کی جو انگی ہا ۔ سے کرنیکے واسطے روپیہ قرض لیا تھا جو ایک کمیشن ایجنٹ تھا اور اس نے ذمہ اٹھایا تھا کہ وہ مدعی کا وہ نقصان پورا کریگا جو کہ انکو اسباب کے فروخت میں پہونچے۔ روانگی اسباب کی جانیکے بعد اپیلانٹ اور اسکے باپ کے مابین تقسیم ہوئی تھی اور ایک دستاویز دست برداری اپیلانٹ نے بحق اپنے باپ کے تحریر کر دی تھی۔ دست برداری مذکور ایک مناسب دست برداری ہے کوئی تنقیح اس امر کے متعلق قائم نہیں کیگئی کہ آیا وہ مناسب ہے اور نہ کوئی قرار داد اسکے ایسا ہونیکے متعلق قلمبند کیگئی ہے۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ اپیلانٹ ان قرضجات کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بنا دعوے بعد تاریخ تقسیم کے پیدا ہوا تھا اور یہی فرض کر کے کہ معاہدہ قبل تقسیم کے کیا گیا تھا بیٹا ذمہ دار نہیں ہے کیونکہ بر بنا دستاویز دست برداری کے قرضجات خاندان کا ایفا اُس جائداد سے کیا جانا چاہئے جو مدعا علیہم نمبر ا و نمبر ۲ کے قبضہ میں ہیں۔ بنا دعوے کی تاریخ وہی ہے جبکہ نقصان ہوا تھا اور چونکہ نقصان بعد تقسیم کے ہوا تھا اسلئے اپیلانٹ اسکا ذمہ دار نہیں ہے [ہشیام ایانگر صاحب جسٹس:۔ قرض انکے دئے جانیکی تاریخ پر پیدا ہوا تھا بر وقت بیع اسباب کے ایک جزو قرضہ کا ایفا کیا گیا تھا اور باقی غیر سود رہے ہے۔ یہ نقصان ایسا قرضہ نہیں ہے جو تاریخ بیع پر پیدا ہو بلکہ ایسا قرضہ ہے جو ابتدائی قرضہ کی تاریخ پر پیدا ہوا تھا]

سنہ ۱۹۰۰ع
رامچندر
بنام
گوندیا جیٹی

ایک منقسم پسر ذاتی قرضجات پدر کا ذمہ وار نہیں ہر گو وہ تقسیم سے پہلے لیا گیا ہو۔ ملاحظہ ہو کرشنا سامی کونن بنام راما سامی ایار (۱) [بہشیام ایانگر صاحب جلس: مقدمہ مذکور صحیح طور پر ممیز کئے جانیکے قابل ہو اُس مقدمہ مین نالش والین نے بخلاف صرف باپ کے بعد از تقسیم رجوع کی تہی اور بطبق اجرا کے اُس جایداد کے حاصل کرنیکی کوشش کیگئی تہی جو کہ بیٹے کے حصہ مین آئی تہی۔ اگر بیٹا شریک مدعاعلیہ بنایا گیا ہوتا تو وہ جایداد جو اُسکے حصہ مین آئی ذمہ وار بنائی جاتی] ؟

ایم کرشناما چیریر وکیل مدعی نے دیا تہا اور منجانب سایانٹ نے یہ عذر کیا کہ قرضہ اُسوقت اٹہایا گیا تہا جبکہ وہ لیا گیا تہا اور کہ بیٹا باپ کے اٹہائے ہوئے قرضجات کا ذمہ وار ہے خواہ غلط یا صحیح درست ہو [انکی سماعت صرف بحوالہ یادداشت عذرات کیگئی تہی] +

تجویز۔ صورت حال مین مدعاعلیہ نمبر۲ اپنے باپ سے ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۹۸ع مین منقسم ہوا تہا۔ اُس تاریخ سے پہلے مدعاعلیہ نمبر ۱ پدر مدعاعلیہ نمبر۲ نے ایک معاہدہ بحیثیت منتظم رکن خاندان غیر منقسمہ کیا تہا جسکے رو سے اُسنے یہ ذمہ اُٹہایا تہا کہ بصورت کسی حوالگی تیل مین قصور کئے جانیکے وہ مدعاعلیہ نمبر۱ مدعی کو وہ نقصان پورا کر دیگا جو کہ اُسکو پہونچے۔ وہ مالی ذمہ داری جسکو کہ مدعی صورت حال مین موثر کرانا چاہتا ہو اُس معاہدہ سے پیدا ہوتی ہو جو قبل تقسیم کے کیا گیا تہا عرضی دعوی مین ایک ایسی بنا دعوے کا بیان نہین کیا گیا جسکی رو سے مدعی ایک ذاتی ڈگری کا مستحق بخلاف مدعاعلیہ نمبر۲ کے انہی صحیح ہو کی نسبت ہو اور مسٹر کرشناما چاری منجانب سایانٹ نے تسلیم کیا ہو کہ وہ اُسکو برخلاف ذاتی ڈگری کا مستحق نہین ہو۔ ہماری رائے مین مدعی بخلاف مدعاعلیہ نمبر۲ اُس ذمہ داری کے متعلق ڈگری کا مستحق ہو مگر مدعاعلیہ نمبر۲ کی ذمہ داری اُس جایداد خاندانی کی حد تک محدود ہو جو کہ اُسکے قبضہ مین بر وقت تقسیم کے آئی تہی چنانچہ ڈگری ترمیم کی جانی چاہئے +

وہ مقدمہ جسپر کہ اپیلانٹ نے انحصار کیا ہو کرشنا سامی کونن بنام راما سامی ایار (۱) صحیح طور پر مقدمہ حال سے ممیز کئے جانیکے قابل ہو۔ اُس مقدمہ مین نالش بعد تقسیم کے بخلاف صرف باپ کے رجوع کیگئی تہی اور اُسمین فیصل کر دیا تہا کہ وہ جایداد جو بیٹے نے بذریعہ اُس تقسیم کے حاصل کی ہو جو قبل از ارجاع نالش کیگئی تہی اُس ڈگری کے اجرا مین قرق نہ کیجا سکتی تہی جو بخلاف صرف باپ کے نالش کے مین حاصل کیگئی تہی۔ مقدمہ مذکور مدعی کے حقوق بطبق اجرا پر منحصر تہا

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۹۔

سنہ ۱۹۰۰ء راجیندرو بنام گوند یا چیٹی

نہ کہ صورت حال کیطرح اب سوال یہ ہے کہ آیا مدعی بمقابلہ پسر کے فیصلہ کا مستحق ہو اپیلانٹ کو خرچہ اپیل ہمارا ادا کرنا چاہیے +

نسبت یادداشت عذرات کے مدعی کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ رقم جسکا کہ دعویٰ واسطے سود و مالی وغیرہ کے کیا گیا ہے وہ اصل امر مالی ذمہ داری سے متعلق ہو جو بروے اُس معاہدہ کے پیدا ہو جو قبل تقسیم کے کیا گیا ہو حساب کتاب سے اس امر کی تائید ہوتی ہے اور اپیلانٹ کا وکیل یہ ثابت کرنیکے ناقابل رہا ہے کہ اصلی واقعات کی کوئی اور صورت ہے۔ ذمہ داری مدعاعلیہ نمبر ۲ درباره رقم متدعویہ بہ یادداشت عذرات کے بھی اُس جائیداد کی حد تک محدود ہوگی جو کہ اُسکے حصہ میں بطریق تقسیم کے آئی تھی +

یادداشت عذرات معہ خرچہ منظور کیجاتی ہے +

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیا ایانگر صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۰ء ۱۲ مارچ و ۲۲ اپریل

بھوجنگا راؤ (مدعاعلیہ) اپیلانٹ **بنام** دنکیتا و یک کس دیگر (مدعیان) رسپانڈنٹان*

ایکٹ وصولیابی لگان (مدراس)، ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ ۶۹۔ اپیل کے پیش کرنے میں ڈرنگ کرنا۔ عدالت کا اختیار دیر معاف کرنیکا +

نیچے دفعہ ۶۹ ایکٹ وصولیابی لگان عدالت کو کوئی اختیار اُس دیر کو معاف کرنیکا حاصل نہیں ہے جو ایک اپیل بابتہ فیصلہ عدالت اول کے پیش کرنے میں کیگئی ہو جو فیصلہ کہ اُس نالش میں صادر کیا گیا ہو جو ایک مزارعہ نے واسطے منسوخ کرانے اُس قرقی کے رجوع کی ہو جو مالک اراضی نے زیر احکام ایکٹ وصولیابی لگان مدراس کی ہو +

نالش منجانب مزارعان واسطے منسوخی اُس قرقی کے جو ایک مالک اراضی نے زیر احکام ایکٹ وصولیابی لگان کرائی تھی۔ ایکٹنگ سب کلکٹر نے مدعیان کے حق میں ڈگری دی تھی۔ مدعاعلیہ نے ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج کے یہاں اپیل کیا تھا جسنے اپیل کو معہ خرچہ خارج کیا تھا +

مدعاعلیہ نے اب اپیل دوم حال رجوع کیا ہے +

کے سبرامینا سنز ہی منجانب رسپانڈنٹان نے یہ ابتدائی عذر کیا تھا کہ اپیل بعدالت اپیل ماتحت ایک یوم بعد از وقت کیا گیا تھا اور عدالت کو کوئی اختیار اس ڈرنگ کے معاف کرنیکا حاصل نہ تھا۔ دفعہ ۶۹ ایکٹ وصولیابی لگان (نمبر ۸ (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء) کی رو سے صرف تیس یوم کی میعاد اپیل کے داخل کرنیکے واسطے عطا کی گئی ہے

---

* اپیل دوم نمبر ۱۰ سنہ ۱۹۰۰ء بمنشاء ڈگری مسٹر ... صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج گوداوری بمقدمہ اپیل نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۹ء نسبت ڈگری فیصلہ ڈبلیو ٹی فلپس صاحب ایکٹنگ سب کلکٹر گوداوری بمقدمہ نالش سرسری نمبر ... سنہ ۱۸۹۹ء +

سنہ ۱۹۰۰
ہیو جینگاراؤ
بنام
نلکیا

فیصلہ عدالت اول ۲ مارچ ۱۸۹۹ء کو صادر کیا گیا تہا اور اپیل بعدالت ضلع ۶ اپریل ۱۸۹۹ء کو یعنے بعد منقضی ہونے تیس یوم کی میعاد عطا کردہ قانون کے داخل کیا گیا تہا۔ دفعہ ۶۹ ایکٹ وصولیابی لگان کی شرطین یہ بیان کیا گیا ہے کہ دیگر شرط یہ ہے کہ اپیل عدالت ضلع مین تاریخ فیصلہ سے عرصہ تیس یوم کے اندر رجوع کیا جاویگا اس نے یہ حجت کی تہی کہ اس شرط کے حکم سے صرف ایک محدود استحقاق اپیل عطا کیا گیا ہے اور کہ اگر درخواست اپیل عرصہ تیس یوم کے اندر پیش ہو تو استحقاق اپیل زائل ہو جاتا ہے ایکٹ مذکور مین کوئی ایسا حکم درج نہین ہے جسکے رو سے عدالت کو درنگ کے معاف کرنیکا اختیار دیا گیا ہے اگرچہ مناسب وجہ بہی ظاہر کیجاوے ایسا اختیار صرف بر طبق احکام ایکٹ میعاد کے عطا کیا گیا ہے جسکو متعلق ہونا یہ عذر کیا گیا تہا کہ ان مقدمات پر حاوی نہین ہے جو زیر ایکٹ ہائے رجسٹری و وصولیابی لگان پیدا ہوتے ہون موخر الذکر ایکٹ ہا کی نسبت یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسے مجموعہ جات قانون ہین جو بذاتہ مکمل ہین اور احکام ایکٹ میعاد ان میعادات سے متعلق نہین ہے جنکو کہ متعلق ان مین حکم دیا گیا ہے (اسنے سندات ذیل کا حوالہ دیا۔ ویرابا بنام ابیاہ (۱) ایپاراؤ سنائی اسوا راؤ بنام کرشنا مرتی (۲) منفصلہ ایکٹ رجسٹری و کی را گہاپایا نیم بہادر بنام سیتہا لا نیدو (۳) دسمبا سواچری بنام راما سامی ریدی (۴) منفصلہ ایکٹ وصولیابی لگان] اور نہ دفعات ۱۰ و ۱۱ ایکٹ عبارات عامہ صورت حال ہذا سے متعلق ہوتی ہین کیونکہ ایکٹ مذکور پیشین نہین ہے اور ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۶۵ء اس سے پہلے نافذ ہوا تہا۔ مزید بران سندات سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ عدالت کو کوئی عام اختیارات درنگ کے معاف کرنیکے واسطے قطع نظر احکام ایکٹ میعاد و ایکٹ عبارات عامہ کے حاصل تہے اگرچہ وجہ کافی بہی ظاہر کیجاوے اور ادعا کیا کہ عدالت نے کبہی ایسے اختیار کا استعمال نہین کیا الا جبکہ آخری یوم میعاد کا تعطیل کا دن ہو (ملاحظہ ہو دسمبا سواچری بنام راما سامی ریدی (۴) جسمین مقدمہ شنوشی بہوتن راؤ بنام گوبند چندرا راؤ (۵) کی پیروی کیگئی تہی) ✦

سندرا ایار و لی دی وید یا ناتہا ایار منجانب اپیلانٹ نے یہ عذر کیا کہ کوئی ایسی وجہ ضرور موجود ہوگی جسکی کہ باعث صاحب جج کو درنگ کو معاف کرنیکی تحریک ہوئی تہی درنگ صرف ایکدن کی تہی۔ ایام تعطیلات ایسٹر بیچ ہی مین پڑگئے تہے۔ آخری دن ایک تعطیل کا دن ہو سکتا تہا۔ انہوں نے ظاہر کیا تہا کہ عدالت کو ذاتی اختیار دیر و درنگ کے معاف کرنیکا حاصل تہا اگر مناسب وجہ ظاہر کیجاتی ✦

(۱) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۸ صفحہ ۹۹۔

(۲) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۲۴۹۔

(۳) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۲۷۶ نوٹ

(۴) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۹۔

(۵) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۱۔

۱۹۰۰ ستمبر ۲۳ … بنام …

ملاخر ایک رپورٹ اس امر کے معلوم کرنیکے واسطے طلب کیگئی تہی کہ آیا وہ آخری دن جسدن کہ اپیل پیش کیا جاتا تہا تعطیل کا دن تہا اور نیز واسطے معلوم کرنے اس وجہ کے جسکہ درنگ کو معاف کیگئی تہی ٭

ایک رپورٹ بدین مضمون کر کئے جاری ہوئی کہ آخری دن تعطیل کا دن نہ تہا اور معلوم ہوتا ہو کہ ایک نیک نیت غلطی تاریخ صدور فیصلہ کے متعلق کیگئی تہی حکام ہائیکورٹ نے تجویز ذیل صادر کی تہی:۔

تجویز:۔ بلحاظ صریح عبارات دفعہ ۶۹ ایکٹ وصولیابی لگان کے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ صاحب جج اس درنگ کو معاف کرنیکا مجاز تہا جو کہ اپیل کے پیش کرنے مین کیگئی تہی۔ اگر وہ ایسا کرسکتا تو ہمکو اس امر کے قرار دینے مین مشکل پیش آتی کہ بیان حلفی سے کافی وجوہات ظاہر ہوتی تہین ٭

ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین ٭

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بہشیام ایانگر صاحب جسٹس

۲۲ اپریل سنہ ۱۹۰۱ع

اپی چینی نیار (ضامن) سائل بنام لانجی راؤ اس سیٹھ دیک کن نگر ڈگریدار و مدیون ڈگری مسئول الیہ نمبر …

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع دفعہ ۳۳۶ ضامن کا یہ ذمہ ٹہانا کہ مدیون ڈگری کو ایک درخواست واسطے دیوالیہ قرار دئیے جانیکو کرنی چاہیئے۔ مدیون ڈگری کی طرف سے درخواست دیوالیہ کا کیا جانا۔ … مین حاضر نہ ہونیسے قاصر رہنا ضامن کا سبکدوش ہونا ٭

الف ایک مدیون ڈگری کا ضامن ہوا تہا جسنے ذمہ ٹہانا تہا کہ وہ مدیون ڈگری کو طلب کئے جانے پر عدالت مین حاضر کردیگا اور کہ اسکو ایک درخواست دیوالیہ قرار دئیے جانیکی بابت کرنی چاہئے۔ مدیون ڈگری نے ضابطہ کے موافق ایک درخواست دیوالیہ کی تہی لیکن وہ طلب کئے جانے پر حاضر ہونے سے قاصر رہا تہا اور درخواست مذکور خارج کیگئی تہی۔ درخواست اجراء بخلاف ضامن کئے جانے پر ٭

تجویز ہوئی کہ ڈگری کا اجراء اسکے برخلاف نہ کرایا جاسکتا تہا ٭

درخواست واسطے اجراء ڈگری کی۔ درخواست یہ کیگئی تہی کہ ایک شخص اپی چینی نیار جو مدیون ڈگری کا ضامن ہوا تہا گرفتار کیا جاوے ضامن نے ایک درخواست کی تہی جسمین ذیل کا بیان درج تہا مگر وہ مصدقہ نہ تہی:۔

٭ درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۱۹۶ سنہ ۱۹۰۰ع زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکی رو سے ہائیکورٹ مین استدعا کیگئی تہی کہ حکم صادرہ بابو ماڈ ریسپل منصف ضلع سلیکٹ بمقدمہ درخواست متفرق نمبر ۳۰۵ سنہ ۱۹۰۰ع کی نگرانی کیجائے ٭

سنہ ۱۹۰۰ع
امبنی چینی نیار
بنام
لالجی لامداس

"سائل مدعا علیہ ضامن ہوا تہا جسکے رو سے اُسنے ذمہ اُٹہایا تہا کہ وہ مدعا علیہ کو طلب کئے جانے پر عدالت مین حاضر لائیگا
اور مدعا علیہ سے ایک درخواست دیوالیہ قرار دیئے جانیکے لئے کرائیگا اور اسکے علاوہ اور کچہہ ذمہ نہ لیا گیا تہا۔ مدعا علیہ نے
ایک درخواست دیوالیہ کی تہی اور وہ کسی وجہ سے خارج کیگئی تہی اسکے بعد سائل نے مدعا علیہ کو عدالت مین حاضر کیا تہا
اور ایک درخواست ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۰ع کو عدالت مین بدین استدعا کی تہی کہ اُسکا ضمانت نامہ فسخ کیا جاے۔ اسپر یہ
حکم دیا گیا تہا کہ معاملہ کا فیصلہ اُسوقت کیا جائیگا جبکہ ڈگریدار اجرا کی درخواست کریگا۔ اب ڈگریدار نے اجرا کی درخواست
سائل کے برخلاف بہی کی ہے۔ کوئی وجہ سائل کے برخلاف ڈگری کے اجرا کی درخواست کئے جانیکی موجود نہین ہے
سائل نے مدعا علیہ کو عدالت مین حاضر کردیا تہا اور عدالت نے کسی وقت سائل کو مدعا علیہ کو عدالت مین حاضر لانے
کیواسطے نہین کہا۔ اُسنے یہ استدعا کی تہی کہ درخواست اُسکے مقابلہ مین خارج کیجائے اور کہ ضمانت نامہ فسخ کیا جاوے +

منصف مذکور نے ذیل کا حکم صادر کیا تہا: "فریقین کے وکلا کی سماعت کیگئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ فقرہ "حالت کئے
جانے پر ضامن مدیون ڈگری کو عدالت مین حاضر کردیگا" سے کیا مراد ہے۔ ضامن کے وکیل نے یہ عذر کیا ہے کہ محض زبانی
مطالبہ اُس تاریخ پر جو کہ درخواست دیوالیہ کی سماعت کے واسطے مقرر کیگئی تہی کافی نہ تہا بلکہ باضابطہ نوٹس تحریری
ضامن کو دیا جانا چاہیے تہا کہ وہ فلان خاص دن پر مدیون ڈگری کو حاضر لائے اور چونکہ کوئی ایسا نوٹس تحریری
نہیں دیا گیا تہا اسلئے ضامن کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہیے کہ اُسنے اپنے ضمانت نامہ کی شرط کو توڑا ہے۔ ضمانت نامہ
مین یہ بیان نہین کیا گیا کہ ضامن سے بذریعہ نوٹس تحریری کے اس امر کا مطالبہ کیا جانا چاہیے کہ وہ فلان خاص دن
پر مدیون کو حاضر لائے۔ مدیون ڈگری کو حکم دیا گیا تہا کہ وہ بیانات مندرجہ درخواست دیوالیہ کو ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۹ع
کو دن ثابت کرے۔ اسدن ضامن کا فرض تہا کہ مدیون کو عدالت مین حاضر کرے۔ اُسدن مدیون طلب کیا گیا
تہا مگر وہ غیر حاضر تہا اسوجہ سے درخواست دیوالیہ خارج کیگئی تہی۔ مطابق شرط ضمانت نامہ کے کیا گیا تہا چونکہ
ضامن اُس مطالبہ کی تعمیل سے قاصر رہا تہا اسلئے اُسکی ضمانت ضبط کیجانی چاہیے۔ اسلئے اُسکی درخواست نامنظور
کیجاتی ہے۔ وارنٹ گرفتاری ۲۷ ماہ حال کے واسطے جاری کیا جاوے" +

اُس حکم کی نارضی سے ضامن نے درخواست نگرانی دیوانی حال رجوع کی ہے +

سنہ ۱۹۰۰ء
اببی چینی نیار
بنام
لالجی رامداس سیٹھ

گووندا مینن منجانب ریسپانڈنٹ ۔

کے آر سبرا مینا ستری منجانب ریسپانڈنٹ ۔

تجویز: درخواست حال تابع احکام ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ منفصلات کے کیجانی چاہئی تہی نہ کہ زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔

واقعات صراحت کیساتھ بیان نہیں کئے گئے مگر قطع نظر اسکے جو کہ ضامن کی درخواست میں بیان کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے کہ درخواست علیہ الیہ درست وقت پر کیگئی تہی اور کہ اسکے بعد بلاوجہ ڈگری طلب کیجانے پر حاضر ہونیکے قاصر تہا۔ ان واقعات پر بہ پیروی فیصلجات کیلاش چندر رشا بنام کرسٹو فو ریدی (۱) و دادکا داس بنام شوتما سوہنم جیسے بہائی داؤد خان (۲) کے ہلویہ قرار دینا چاہئے کہ ضامن ذمہ دار قرار دیا جاسکتا تہا ہمکو عدالت ماتحت کا حکم منسوخ کرنا چاہئے خرچہ درخواست ہذا ریسپانڈنٹ نمبر ا سے ادا کیا جانا چاہئے ؟

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بنسن صاحب جسٹس ۔

۱۴ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۱ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ فروری و ۴ و ۵ و ۷ و ۲۲ مارچ و ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

کاچی یووا رنگپا کلکا تہولا اُدیار (مدعاعلیہ نمبر ۱) اپیلانٹ

بنام کاچی کلایا نارنگپا کلکا تہولا ادیار و یک کس دیگر (مدعی و مدعاعلیہ نمبر ۲) ریسپانڈنٹ *

دہرم شاستر - ناقابل تقسیم جائیداد کا انتقال بہ استحقاق نزدیک ترین شریک اعلی شاخ کا - ناقابل تقسیم جائیداد - ابتدائی امور دربارہ ناقابل تقسیم ہونیکے - ذخیلداران کا بیدخل کیا جانا - بازبحالی زیر حکومت برطانیہ بعد انقضاء اس میعاد کے جبتک کہ وہ ملتوی رہا تہا اور متعلق بہ ناقابل تقسیم ہونیکا جاری رہنا ۔

ہندو قانون متاکشرا کی جبکہ جائیداد ناقابل تقسیم بوجہ پسماندگی کے ایک شاخ سے دوسری شاخ میں منتقل ہو جاتی ہے تو وہ فی نفسہ اس قبیلہ کے نام منتقل نہیں ہو جاتی جو بلحاظ خون کے قریب تر ہو بلکہ اسکو نام منتقل ہوتی ہے جو نزدیک ترین شریک اعلی شاخ ہے ایک ناقابل تقسیم زمینداری کی تین زوجگان تہین پہلی عورت کو کوئی اولاد نہ تہی دوسری سے اسکو اولاد ذکور و تیسری سے اسکی اولاد اناث تہی ۔ زمیندار مذکور کی وفات پر اسکا وارث اولاد ذکور زوجہ ثانی بعدہ کا پسر اور زوجگان بعد تہا جو کئی سال تک جائیداد پر قابض رہا تہا بعدہ کی وفات پر جائیداد کا قبضہ اسکے حقیقی برادر نے حاصل کیا تہا جیسے کہ پسر اور پسر سے بیان کیا تہا کہ وہ نزدیک ترین وارث مذکور ہیں -

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۱ ۔ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۰ ۔

* اپیل نمبر ۱۱۴ و نمبر ۱۶۱ و نمبر ۱۶۲ و نمبر ۱۶۳ و نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۹ء بنارضی ڈگری اے ایل سی مور صاحب سب جج ضلع ترچنا پلی مقدمہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۶ء ۔

سنہ ۱۹۰۰ء

کاچی ٹیدار جگپا کلا
بنام
کاچی کلایا نایخکیا

تجویز ہوئی کہ ریاست پوتانرو میں نظر بہ اعلیٰ شاخ کا تہا اور وہ ولی جو چہوٹی شاخ سے تعلق رکہتا تہا تو تقسیم کا مستحق تہا ۔
نذر گنتی لچما گرو بنام نیکیہ چلا پتی نیابی درود انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۹ کی پیروی کی گئی ببر لیپنا پاپنیا چو کاتلدو بنام سوا لینا
پلائی انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۳۱۶ کا حوالہ دیا گیا ۔

سوال متعلق بہ بار ثبوت قابل تقسیم ہونے پر غور کیا گیا ۔

ایک جائداد کا قبضہ ۱۷۶۵ء تک بطور ایک ناقابل تقسیم پلایام کے صرف ایک ہی رکن خاندان کو پاس تہا مدت تک بوجہ عام قاعدہ وراثت کے مستثنیٰ تہی ۱۷۶۵ء میں پلایاگر کو (جو قابض حال کا مورث اعلیٰ تہا) قبضہ جائداد سے نکالدیا گیا اور دوسرے شخص کو قبضہ دیا گیا تہا وہ میسور کو بہاگ گیا تہا اور وہ ۱۷۸۱ء میں واپس آیا اور ۱۷۸۳ء تک جائداد پر عارضی طور سے قابض رہا تہا جبکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی امداد کی تہی ۱۷۸۵ء میں وہ جائداد پر بطور پالیگار کے قابض کیا گیا تہا مگر ادائگی قسط میں قصور کرنے پر پلایام ایک منتظم کے قبضہ میں دیا گیا تہا جب تک کہ ملک کو نواب کے حوالہ کیا گیا تہا ۱۷۹۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے پہر ملک کو اپنے ہاتہ میں لیا تہا اور پلایاگر نے پہر جائداد کا قبضہ بطور پالیگار کمپنی کی تابع حاصل کیا تہا ۱۷۹۲ء میں پلایاگر فوت ہو گیا تہا وہ وہی پلایاگر تہا جو ۱۷۶۵ء میں بیدخل کیا گیا تہا اسکا جانشین اسکا بیٹا تہا جو ۱۸۰۱ء میں جبکہ کمپنی نے ملک پر قبضہ حاصل کیا تہا فوت ہو گیا تہا اور ایک سوتیلا چچا یا بہائی بیاولد چہوڑ گیا تہا گورنمنٹ نے ۱۸۰۲ء میں اپنی نیت ظاہر کی تہی کہ وہ اس سوتیلے برادر کو پلایام کا وارث ایک زمینداری حیثیت سے بنائیگی اور اسکے بعد یہ ہدایت کی تہی کہ سوتیلا برادر مذکور کو پلایام کا کارگذار بنایا جاے جبتک کہ سند تیار ہو جاے مگر سوال بحالی قبضہ پر تجویز کیا گیا تہا اور عارضی طور پر پلایاگر کو پلایام کی آمدنی میں سے دس فیصدی کا وظیفہ عطا کیا گیا تہا ۱۸۰۳ء میں کمشنر نے ... جاتا رہا تہا جبکہ بر ذمہ مال اپنی نیت پلایاگر کو پلایام کا اہتمام بر قرار رکہنے جدید انتظام کے عطا کرنیکی ظاہر کی تہی اور یہ تجویز کی تہی کہ اسکو ایک جاگیر عطا کیجاے جس سے ۱۵ فیصدی کا منافع آمدنی میں سے حاصل ہو اور اسپر ایک تشخیص مالگذاری کیجاے اس تجویز میں پلایاگر نے رضامندی دی تہی مگر انتظام مذکور میں تبدیلی کیگئی تہی اور پلایاگر کو آمدنی میں سے دس فیصدی عطا کیا گیا تہا ۱۸۱۵ء میں ہدایات بدین مضمون جاری کیگئی تہیں کہ پلایاگر کو منفصلہ مالیت کے مواضعات عطا کیے جاویں جو اسکی اُسوقت کی آمدنی کے برابر فائدہ دیں خواہ وہ کسی سے حاصل ہوتی ہو یہ بہی ظاہر کیا گیا تہا کہ مواضعات مذکور زمینداری حیثیت پر عطا کیے جانے ہیں گورنمنٹ کی منظوری حاصل کرکے ایک مشتمل سند ماہ دسمبر ۱۸۱۶ء میں عطا کیگئی تہی اور آخری پلایاگر کا سوتیلا برادر قابض کیا گیا تہا مدعا علیہ نمبر ۱ جسکے کہ قبضہ میں زمینداری تاریخ ارجاع نالش پر تہی مذکور پلایاگر کی اولاد میں تہا اور وہ سند مذکور کے مستفید کی اولاد از بطن زوجہ دوم میں تہا ۔ مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۲ خاندان سے علی الساکن تیسری زوجہ کے علاقہ رکہتی تہے ۔ مدعی تقسیم کی نالش کی تہی عذر یہ کیا گیا تہا کہ زمینداری ابتدا ہی سے ناقابل تقسیم تہی اور کہ سند عطا کردہ ۱۸۱۶ء کی رو سے اسکو ناقابل تقسیم ہونیکی نوعیت جو ہمیشہ سے اسکے ساتہ ملحق تہی تبدیل نہ کیگئی تہی ۔

تجویز ہوئی کہ جائداد ناقابل تقسیم تہی ۔

1900
یہ واقعہ کہ جائیداد کا ناقابل تقسیم ہونا انکار
بنام
جائیداد غیر منقسم کا ہونا
ادا یار

نالش واسطے تقسیم ایک زمینداری کے اور اگر وہ ناقابل تقسیم قرار دیجائے تو وہ مستحق دلایا پانے کل زمینداری کے مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ زمینداری اودایار پلایام مطابق عام دہرم شاستر کے قابل تقسیم ہے اور وہ بطور ایک رکن خاندان مشترکہ اہل ہنود کے اسکے چہارم حصہ کا مستحق ہے علی سبیل البدل اسنے یہ دعویٰ کیا تھا کہ بصورت زمینداری کے ناقابل تقسیم قرار دیئے جانیکے وہ کل زمینداری مذکور کے دلایا پانے کا مستحق ہے مدعاعلیہ نمبر ۱ موجودہ قابض جائیداد سے فوقیت کے ساتھ ہے اور بطور مزید امر علی سبیل البدل کے اسنے گذارہ کا دعویٰ کیا تھا۔ عرضیدعوی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ بعض مواضعات (جو تعداد میں ۵ ہیں) ایک سند ملکیت استمراری عطا کردہ ۱۸۰۲ء میں شامل تھے اور وہ ایک زمینداری موسومہ اودایار پلایام بناتے تھے اور کہ ایک شخص کا چی رنگپا رجیکا کہ ذکر بعد میں بطور استمرار زمیندار کے کیا گیا ہے بطور مالک حاصل کرنیوالے کے اسکا استعمال اپنی وفات سے وقوعہ ۱۸۲۳ء تک کرتا رہا تھا اور کہ متوفی اپنے پیچھے چار پسران چھوڑ گیا تھا یعنی موتہو کلیانا ویراسا دو جایا جو سب ملکر ایک مشترکہ خاندان اہل ہنود بناتے تھے اور اکٹھے رہتے تھے اور موتہو جو سب میں بڑا تھا بطور اعلیٰ رکن مشترکہ خاندان مذکور کے جائیداد پر قریباً چھ ماہ تک قابض رہا تھا اور پیچھے اپنے تین برادران کلیانا ویراسا اور جایا کو پیچھے چھوڑکر اور نیز ایک نابالغ پسر کاچی کو چھوڑکر فوت ہوگیا تھا اسوقت جائیداد کا قبضہ اہتمام کورٹ آف وارڈس نابالغ مذکور کی وفات وقوعہ ۱۸۴۲ء تک حاصل کرلیا تھا جو قریباً چھ سال کا عرصہ تھا بظاہر اس خیال سے کہ جائیداد آگے جاکر جانشینی کو ہے اور وہ نابالغ مذکور کے نام منتقل ہوئی ہے مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ خیال مذکور نادرست تھا اور کہ زمینداری جملہ ارکین شراکت کی مشترکہ ملکیت تھی اور وہ مطابق عام دہرم شاستر کے قابل تقسیم تھی۔ نابالغ مذکور ۱۸۴۲ء میں لاولد فوت ہوا تھا جبکہ وہ ابھی نابالغ ہی تھا جسپر کلیانا (مذکورہ بالا) نے جائیداد کا قبضہ (جیسا کہ مدعی نے بیان کیا ہے) خاندان کیطرف سے حاصل کرلیا تھا اور وہ اپنی وفات وقوعہ ۱۸۵۸ء تک اسپر قابض رہا تھا۔ کلیانا کی بعد ذیل کے رشتہ داران زندہ رہے تھے اسکے بھتیجے کا پسر (یعنی مدعاعلیہ نمبر ۱) اور تین بھتیجے (یعنی (۱) پریاسامی (۲) مدعی اور (۳) مدعاعلیہ نمبر ۲) جو نابالغ پسران کلیانا کے سب سے چھوٹے برادر کے تھے اور جملہ دیگر ارکین شراکت اس سے پہلے فوت ہوگئے تھے مدعی نے اُن ۵ مواضعات کی تقسیم کا دعویٰ کیا تھا جو ابتداً زمینداری میں شامل تھے اور نیز بعض دیگر جائیدادہائے کی تقسیم کا جنکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ آمدنی جائیداد خاندانی میں سے حاصل کیگئی ہیں

سنہ ۱۹۰۱ع
کاچی یو وارنگیا کلکانر
بنام
کاچی کلایا نانگیا کلکٹ
اودایار

مدعی نے یہ الزام لگایا تہا کہ کلیانا کی وفات پر مدعا علیہ نمبر ا نے کلیانا کی بیوہ کے ساتہہ سازش کر کے ایک وصیت بناکر جسکی کہ درستی اور جواز کی نسبت مدعی اعتراض کرتا ہی ناجائز قبضہ زمینداری اور دیگر جایداد ہای زیر مجوزہ عرضیدعوی کا حاصل کر لیا ہی اور کہ مدعا علیہم نمبر ۳ لغایتہ نمبر ۶ نے اسیطرح بیوہ کے ساتہہ سازش کر کے بعض دیگر جایداد ہای کا قبضہ حاصل کر لیا ہی مدعا علیہ نمبر ۷ اسوجہ سے فریق بنایا گیا تہا کہ اُسنے ایک جزو جایداد خرید کیا تہا عرضیدعوی مین یہ بہی بیان کیا گیا تہا کہ مدعی کے برادر پیریا سامی (متوفی) نے اپنی نابالغیت مین نالش ابتدائی نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۶ع بوساطت اپنی ماں کے بطور رفیق قریب ترا اُسی ضلع مین بخلاف مدعا علیہ نمبر ا حاصل کرنے واسطے دلاپانے کل زمینداری کے رجوع کی تہی اور ایک راضی نامہ کر لیا تہا چونکہ وہ اسطرح مضر تہا اور غلط فہمی نوعیت جایداد و دہرم شاستر پر مبنی تہا مدعی نے یہ استدعا کی تہی کہ راضینامہ مذکورہ تو مدعی اور نہ مدعا علیہ نمبر ۲ حال پر قابل پابندی ہی جو نالش ابتدائی نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۶ع مین فریق نہ تہے۔ پیریا سامی ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۷ع مین لاولد فوت ہوا تہا جبکہ تہوڑا عرصہ بعد حصول سن بلوغ کے اُسے گذرا تہا۔ مدعی نے ماہ جون سنہ ۱۸۹۷ع مین سن بلوغ حاصل کیا تہا مدعی نے اولاً یہ دعوی کیا تہا کہ چونکہ جایداد ہای زیر بحث قابل تقسیم مشترکہ جایداد ہای خاندان ہین اور تابع عام دہرم شاستر کے ہین اسلئے وہ اُنمین چہارم حصہ کا مستحق تہا اور مدعا علیہ نمبر ۲ دوسری چوتہائی کا مستحق تہا اور ثانیاً یہ کہ درصورتیکہ عدالت یہ قرار دے کہ جایداد ناقابل تقسیم ہی اور ایک ہی وارث کے نام منتقل ہو سکتی ہے تو مدعی کل جایداد کا دعوی معہ گذشتہ اور آئندہ منافعہ جات کے قطعی طور پر لینیکا مستحق تہا اور ثالثاً درصورتیکہ عدالت جایداد کو ناقابل تقسیم قرار دے اور یہ قرار دے کہ مدعی مطابق دہرم شاستر کے فوقیت کے ساتہہ وارث نہین ہی تو وہ مناسب گذارہ کے دلاپانے کا مستحق ہی۔ بنائے دعوی کے پیدا ہونیکی تاریخ جون سنہ ۱۸۹۷ع بیان کیگئی تہی جبکہ مدعی نے سن بلوغ حاصل کیا تہا ٭

مدعا علیہ نمبر ا موجودہ قابض زمینداری نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ ۵۰ موضعات جنکا ذکر عرضی دعوی مین کیا گیا ہی اور جو سنہ ۱۸۱۷ع کی سند مین درج ہین معہ چند دیگر موضعات کے قدیم پالایام اودایار پالایام کا باقی ہین جو زمانہ قدیم سے اُس کے اجداد کی ملکیت چلا آیا ہے اور جو ناقابل تقسیم جایداد ہی اور ایک ہی رکن خاندان کے قبضہ مین رہ سکتی ہے جس کے کہ دیگر اراکین صرف گذارہ کے مستحق ہین اور گذارہ لیتی رہی ہین

سنہ ۱۹۰۱ع

زمیندار تگلیانا کلکا تھوالا اور دیگر بنام کلیانا دنگیا تگتا تھوالا و دیگر

اُس نے یہ دعوے کیا تہا کہ برٹش گورنمنٹ کیطرف سے ۱۸۰۱ع ایکٹ زیر ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۳ع سند عطا کیگئی جابتیہ
رباتی سواصفات محلوکہ خاندان پہلے سے ضبط کیجاچکے تہی یا ناقابل تقسیم نوعیت جائیداد یا بالا یام یا اُسکو سلسلہ وراثت
کو تبدیل نہ کرتی تہی اور نہ کر سکتی تہا۔ ایسا کہیکا تہا اُسنے یہ سے انکار کیا تہا کہ زمینداری زمیندار استمرار کی جائیداد
حاصل کردہ خود تہی جیسا کہ عرضی دعوے مین بیان کیا گیا تہا اور اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ اگرچہ بروے سند کہ جاری کیگئی تہی
کے زمینداری قانوناً زمیندار استمرار کی حاصل کردہ ہوگئی تہی تاہم ناقابل تقسیم ہونیکی نوعیت اور اُسکی بروے قانون
جیٹھانسی کے اور رواج خاندان کو منتقل ہونیکی نوعیت تبدیل نہوئی تہی بلکہ وہ جاری رہی تہی اُس سے
اس امرکو تسلیم کیا تہا کہ استمرار زمیندار چار پسران چہوڑ گیا تہا مگر اُس نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ وہ ایک عام مشترکہ
خاندان اہل ہنود بناتے تہے یا اسی حیثیت سے رہتے تہے اُس نے یہ بیان کیا تہا کہ پہلے تین پسران مذکور بیز
ست زوجہ دوم کے بطن سے تہے اور چوتہا زوجہ سوم سے تہا اور کہ بر طبق وفات استمرار زمیندار وقوعہ ۱۸۳۳ع
کے بڑا پسر سوتہو بطور زمیندار کے اپنے چہوٹے براوران کو محروم کرکے وارث ہوا تہا اور وہ جائیداد پر خود اپنے
استحقاق سے بمحرومی دیگر ارکین خاندان کے قابض ہوا تہا نہ کہ بطور اعلی یا منتظم رکن مشترکہ خاندان اہل ہنود
کے جیسا کہ مدعی نے عذر کیا ہے اُس نے یہ دعوے کیا تہا کہ نابالغ پسر سوتہو کا بروے استحقاق کے زمینداری
کا وارث بروے قاعدہ جیٹھانسی کے ہوا تہا اور کہ کورٹ آف وارڈس نے مناسب طور پر اُسکی طرف سے اہتمام
حاصل کیا تہا اور کہ بر طبق وفات نابالغ مذکور کے جو ۱۸۴۲ع مین وقوع مین آئی تہی کلیانا مطابق قاعدہ جیٹھانسی
کے وارث ہوا تہا اور جائیداد پر خود اپنے استحقاق سے اور دیگر ارکین خاندان کو محروم کرکے وارث ہوا تہا
نہ کہ از طرف خاندان کے اور وہ ۱۸۵۸ع مین فوت ہوا تہا۔ پراتا حقیقی برادر کلیانا اور نیز دو پسران
پراتا کاچی وسوتہو۔ کلیانا سے پہلے فوت ہوچکے تہے اور نیز وجایا سوتیلا بہائی کلیانا کا جسکا ذکر پہلے کیا جاچکا ہے
فوت ہوچکا تہا۔ چنانچہ کلیانا کی وفات وقوعہ ۱۸۵۸ع پر پسماندہ ذکور ارکین خاندان مدعا علیہ نمبر ۱ جو پراتا کے
پسر سوتہو کا پسر تہا جو کلیانا کا حقیقی بہتیجہ تہا) اور مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۲ اور ریاسامی (متوفی) تہے تین موخرالذکر
اشخاص کلیانا کے بہتیجے (سوتیلے) یعنی کلیانا کے سوتیلے برادر وجایا کے پسران تہے۔ مدعا علیہ نے یہ عذر کیا تہا کہ وصیت
اصلی اور جائز تہی اُس نے دیگر بیانات مندرجہ عرضی دعوے کی تردید کرکے یہ عذر کیا تہا کہ استمرار زمیندار کی زوجہ دوم
جسکی کہ اولاد مین مدعی ہے) اور نیز جماعت سے تعلق رکہتی تہی اسوجہ سے اُسکی اولاد دوسری زوجہ کی اولاد وراثت سے محروم کیگئی تہی

سنہ ۱۹۰۱ع
کاچی یووار گنگ کملا اودیار
بنام
کاچی کلایا نار گنگپا کملا اودیار

جسکی کہ اولاد مین سے مدعاعلیہ نمبر ۱ ہے جو اُسی جماعت اور رتبہ کی تہی جسکا کہ اُسکا شوہر تہا۔ مدعاعلیہ نمبر ۱ نے یہ بھی عذر کیا تہا کہ بحیثیت قائم مقام اپنے دادا راستا کے جو دجایا سے عمر مین بڑا تہا مدعاعلیہ نمبر ۱ مطابق قاعدہ جٹھہانسی کے جو ناقابل تقسیم جائیداد کی وراثت پر حاوی ہے کلیانا کی وفات پر مدعی اور اُسکی برادر اُنکی نسبت فوقیت کیساتہہ مستحق ہے۔ اُسنے یہ بھی عذر کیا تہا کہ بموجب رواج خاندان کے وراثت بروے جٹھیہانسی تقدم بلحاظ زوجہ کے تابع ہے ورثہ بروے رواج مذکورہ کے وہ بحیثیت اولاد بڑی زوجہ کے مدعی کی نسبت فوقیت کیساتہہ مستحق ہی اُسنے علاوہ ازین اُس رضانامہ پر انحصار کیا تہا جو پاپاسامی کے دل نے عدالت کی اجازت سے کیا تہا اور جسکی تعمیل مین ڈگری مورخہ ۲۴ اگست سنہ ۱۸۶۸ع نالش ابتدائی نمبر ۲ بابت سنہ ۱۸۶۶ع مین صادر ہوئی تہی جسکی رو سے مدعاعلیہ نمبر ۱ کا استحقاق دربارہ [illegible] زمینداری [illegible] متعلقات بطور قائم مقام اعلے شاخ خاندان کے تسلیم کیا گیا تہا اور جسکی رو سے حکم دیا گیا تہا کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ کو چاہیئے کہ مدعی کے [illegible] بہائی پاپاسامی کو اور مدعی کو اور اُنکی [illegible] بیان مدعاعلیہ نمبر ۱ کو گذارہ دیوے۔ اُس نے یہ بیان کیا تہا کہ تعمیل ڈگری مذکور کے ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۹ع تک گذارہ دیا جاتا رہا ہی اور نالش حال انکی وجہ سے منفصل شدہ ہے۔ نیز اُس نے ایک تاویز رضانامہ و دست برداری تحریر شدہ ابین خود [illegible] مدعی و مدعاعلیہ نمبر ۳ مورخہ ۳ اگست سنہ ۱۸۹۰ع پر انحصار کیا ہی جسکی رو سے مدعاعلیہ نمبر ۱ کا استحقاق زمینداری و ملحقات زمینداری مطابق قاعدہ جٹھہانسی و رواج خاندان کے تسلیم کیا گیا تہا اور مدعی اور اُسکے برادران کیواسطے گذارہ کی ادائگی محفوظ کیگئی تہی اور مدعی اور اُسکے برادران نے دعاوی بخلاف مدعاعلیہ نمبر ۱ یا زمینداری ترک کردیئے تہے۔ نیز اُس نے ایک اور ڈگری پر بطور مانع نالش حال کے انحصار کیا تہا یعنے ڈگری بنالش ابتدائی نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۱ع پر جو مدعی کے باپ جایا نے بخلاف کلیانا کے رجوع کی تہی جسمین مدعی کے باپ نے گذارہ کا دعوے اس بنا پر کیا تہا کہ زمینداری ایکہی وارث کے نام منتقل ہونیکے قابل ہے اور ایک ڈگری حاصل کی تہی۔ ڈگری مذکور کا اجرا مدعی کا باپ وقتاً فوقتاً کراتا رہا ہے اور نیز مدعی اور اُسکا برادر بوساطت اپنی مان اور ولی کے کراتے رہے ہین

سنہ ۱۹۰۰ع
یوداریگیا کلکتا تھولا اُدایار
بنام
ہایا نار نگیا کلکتا تھولا اُدایار

نیز اُسنے میعاد کا عذر اُٹھایا تھا. خواہ نالش واسطے تقسیم کے ہو یا واسطے قبضہ ناقابل تقسیم زمینداری کے اور یہ بھی عذر کیا تھا کہ مدعی اس سے زیادہ دعوے کرنے سے ممتنع تھا جبکی کہ ڈگری اُسکو نالش ابتدائی نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۸۶ع مین دلگئی تھی اور جبکی کہ متعلق دست برداری ماہ اگست سنہ ۱۸۸۷ع مین حکم تھا مزید جوابات بوجہ تمسک بیجا اُٹھائے گئے تھے اور کہ وادرسی مستدعیہ بہم اور نامطابق بنائے دعوے کے مبنی ہین +

شجرہ ذیل سے رشتہ فریقین کا اُور اولاد استمرار زمیندار کا ظاہر ہوتا ہے جسکا کہ ذکر کیا گیا ہے :-

کاچی رنگیا تھولا اُدایار زمیندار استمرار سنہ ۱۸۳۰ع مین فوت ہوا۔

زوجہ اول — زوجہ دوم — زوجہ سوم سبال

لاولد فوت ہوئی۔ | دوتھو دجایا۔ | کلیانا رنگیا | پراسنا رنگیا۔ | وجایار نگیا۔

زمیندار دوم سنہ ۱۸۳۶ع مین فوت ہوا۔ زمیندار چہارم سنہ ۱۸۹۸ع مین فوت ہوا۔ سنہ ۱۸۶۲ع مین فوت ہوا۔ سنہ ۱۸۴۳ع مین فوت ہوا

کاچی رنگیا زمیندار سوم۔ سنہ ۱۸۴۲ع مین فوت ہوا۔

پریاسامی المعروف۔ جیا سامی۔ پریاسامی۔ مدعی مدعا علیہ نمبر ۲

کاچی رنگیا۔ المعروف تھودبایہ سنہ ۱۸۸۸ع مین فوت ہوا۔

یوداریگیا مدعا علیہ نمبر ۱۔
زمیندار حال۔

مدعا علیہ نمبر ۲ نے مدعی کے دعوے تقسیم کی تائید کی تھی اور استدعا کی تھی کہ چہارم حصہ اُسکو عطا کیا جائے اُسنے مدعی کے حق استحقاق سے بوجہ پرانکار کیا تھا کہ زمینداری قابل تقسیم تھی +

مدعا علیہ نمبر ۳ نے اس عذر کی تائید کی تھی کہ زمینداری ناقابل تقسیم تھی اُسنے اپنا استحقاق اُن جایدادہای کی نسبت بیان کیا تھا جنپر کہ اُسکا ناجائز طور سے قابض ہونا عرضیدعوی مین بیان کیا گیا تھا +

مدعا علیہم نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۶ نے اس امر سے انکار کیا تھا کہ مدعی بطور وارث کے مستحق تھا اور اُس نے کلیانا کی وصیت پر انحصار کیا تھا جسکی رو سے اُنہون نے جایدادہای کا قبضہ جداگانہ طور پر حاصل کیا تھا +

مدعا علیہ نمبر ۸ نے جس نے دیگر اشخاص کے جوابات کو اختیار کیا تھا یہ بیان کیا تھا کہ اُس نے جایدادہائے مقبوضہ خود بعض مع ہبہ بعض بر رُوئے وصیت کلیانا سے خرید کی ہین جسکی نسبت اُسنے عذر کیا تھا کہ وہ جائز ہے +

مدعی نے ایک بیان تحریری جواب مین داخل کیا تھا +

سنہ ۱۹۰۰ع
کاچی یوولا نگیا کو
آدا یار
بنام
کاچی کلایا نارنگیا یتم
آدا یار

تنقیحات جو تعداد مین ۲۵ تھین منجملہ دیگر سوالات کے سوالات ذیل کے متعلق قایم کیگئی تھین : ۔ (۱) آیا مدعی ایک ہی نالش مین علی سبیل البدل بنا ہائے دعویٰ کو شامل کرسکتا تہا اور (۲) مزید علی سبیل البدل عوض نان و نفقہ کو (۳) آیا مدعی اور انکی شاخ خاندان جائیداد ہائے خاندانی سے محروم تہے اور اگر یہ درست ہے تو آیا نالش زاید المیعاد تھی (۴) ایک اور تنقیح بربنائے میعاد بلحاظ جائیداد کے ناقابل تقسیم ہونیکے (۵) و (۶) آیا نالش ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۶ع یا نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۸۶ع بطور امر فیصل شدہ کے حائل ہوئی تھی یا (۷) آیا ڈگری نالش سوخر الذکر مدعی سے زیادہ گذارہ کا دعویٰ کرنیسے مانع آتی تھی جبکہ اسمین حکم دیا گیا تہا (۸) آیا ایک جائز راضینامہ و دستبرداری ۲۴ اگست سنہ ۱۸۹۲ع کو تحریر کیگئی تہی جیسا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کا بیان ہے اور اگر یہ درست ہے تو آیا مدعی نالش حال چلا سکتا ہے جبتک کہ پہلے اسے منسوخ نہ کرالے (۱۱) آیا جملہ دیگر جائیداد ہائے ما سوائے انکے جبکہ دعویٰ مدعا علیہ نمبر ۱ نے بطور جدا گانہ جائیداد کے کیا ہے نا قابل تقسیم اور مطابق قاعدہ جیٹھانسی کے ایک ہی وارث کے نام منتقل ہونیکے قابل تہین (۱۳) اور اگر ایسا ہے تو آیا بربنا جائیداد کے ناقابل تقسیم ہونیکے مدعی کی شاخ یا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کی شاخ خاندان انکی وارث ہونے کی مستحق ہے (۱۴) آیا اتمراز زمینداری کی تیسری زوجہ ایسی قوم اور حیثیت کی تھی جو زوجہ دوم کی قوم و حیثیت اونچی تھی اور اگر ایسا ہے تو آیا اسوجہ سے مدعا علیہ نمبر ۱ فوقیت کیساتھ وارث ہونیکا مستحق تہا (۱۶) آیا بربنائے رواج خاندان کے وراثت بربنائے قاعدہ جیٹھانسی تقدم ازدواج زوجگان کے تابع تہی اور اگر ایسا ہے تو آیا مدعا علیہ نمبر ۱ بطور بڑے بیٹے کے بوجہ پیرمدعی کی نسبت فوقیت کے ساتھ وارث ہونیکا مستحق تہا (۱۷) آیا کلیا نا کی وصیت جائز اور اصلی تھی اور وہ کلایا جنوا مدعی پر قابل پابندی تہی (۲۰) مناسب شرح گذارہ کی جو مدعی کو دیا جانا چاہئے کیا تہی ۔ (۲۳) آیا نالش بربنائے دفعہ ۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اسوجہ سے ممنوع السماعت تھی کہ نالش ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۶ع بلا اجازت رجوع جدید نالش کے واپس لیگئی تہی ؂

وہ جائیداد ہائے غیر منقولہ جنکا کہ دعویٰ کیا گیا تہا دو صیغہ وسایل سے حاصل کیگئی تہین ۔ اصل زمینداری مین ۶۵ مواضعات شامل تہے جو کہ سند سنہ ۱۸۰۲ع مین درج تہے ، دیگر جائیداد ہائے کی تفصیل فہرست منسلکہ عرضی دعویٰ مین بیان کیگئی تہی اور ان مین اراضیات پنائی اور دیگر اراضیات معہ مکانات بین الحدود زمینداری مذکور شامل تہے اور نیز وہ مکانات اور اراضیات جو انکے حدود سے باہر تہے مگر مدعا علیہ نمبر ۱ کے قبضہ مین تہا اور جائیداد ہائے منقولہ (زیادہ تر زیورات) بقبضہ مدعا علیہ نمبر ۱ باستثنائے چند کے جنکا کہ دعویٰ اس نے بطور حاصل کردہ خود کیا تہا اور وہ خیرات ہائے جنکا کہ قبضہ اور اہتمام مدعا علیہ نمبر ۱ کو حاصل تہا اور نیز بعض جائیداد ہائے غیر منقولہ بقبضہ مدعا علیہم نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ ؟ ۔

سنہ ۱۹۰۱ع
تنیا کلکتا تہولا اور ایک
بنام
تنیا کلکتا تہولا اور ایک

مقدمہ کی تجویز صاحب جج ضلع ترچنا پلی نے کی تہی۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے اس امر کو تسلیم کیا تہا کہ زمینداری کی سند سنہ ۱۸۰۱ع میں عطا کیگئی تہی اُسکا دعویٰ یہ تہا کہ اُسمین صرف ایک جزو ابتدائی پلایام سو رتان مدعا علیہ مذکور شامل تہا اور سند کے جاری کئے جانیکے سے وہ حیثیت ناقابل تقسیم ہونے زمینداری کی تبدیل نہوئی تہی جو ابتدائی پلایام سے ملحق تہی اور سند کا منشا اُسکو زائل کرنیکا نہ تہا اور نیز یہ کہ اگرچہ استمرار زمیندار زمینداری کا حاصل کرنیوالا ہی تہا تاہم یہ مرد قوم کردہ اُسکی جایداد حاصل کردہ خود ہو گئی تہی ناقابل تقسیم ہونیکی حیثیت مین خلل انداز نہین ہوتا اور وہ مطابق قاعدہ جنیہا نسلی در رواج خاندان کو منتقل ہوتی ہے مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۲ نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ اور ایلا پلایام کبھی ناقابل تقسیم تہا اور انہون نے یہ عذر کیا تہا کہ اگرچہ وہ ایسا تہا بھی تاہم پرانا پلایام نواب نامور کرنا ٹک کے زمانہ مین ختم ہو چکا تہا اور وہ کبھی بحال نہین کیا گیا سنہ ۱۸۰۱ع مین گورنمنٹ نے ایک بید عطیہ سے موضعات کا استمرار زمیندار کو جس مین کیا تہا جو موضعات ناقابل تقسیم تہے اور مطابق عام قواعد وراثت کے منتقل ہوتے ہین۔ صاحب جج ضلع نے اور ایلا پلایام کی تواریخ پر جہانتک کہ وہ دستاویزی شہادت سے معلوم ہو سکتی تہی غور کیا تہا اُس نے مقامات ذیل کی نسبت بھی بلا ما د بنا نکالا یعنی وہ (۱) دنگنشمی چتی نام کنداسامی (۲) وسیدا بالی بنام زمیندار گنگاپوری (۳) کا حوالہ دیا تہا اور بالآخر اُس نے یہ قرار دیا تہا کہ پلایام اور ایلا پلایام کا شروع مین ناقابل تقسیم تہا اور کہ وہ سنہ ۱۷۶۵ع تک بطور ناقابل تقسیم ریاست کے پلایا گر کے قبضہ مین تہا جبکہ اُسکا بیدخل کیا جانا بیان کیا گیا ہے تاہم اُسنے اس امر پر غور کیا تہا کہ آیا بعد مین کوئی ایسا امر وقوع مین آیا تہا جسکی وجہ سے ریاست قابل تقسیم ہو گئی تہی معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۷۶۵ع میں پلایا گر کو نواب کرناٹک نے معزول کر دیا تہا اور وہ میسور کیطرف بہاگ گیا تہا اور سنہ ۱۸۰۰ع مین اسپلایا گر پلایام کا قبضہ حاصل کر لیا تہا اس جزو مقدمہ کے متعلق صاحب جج ضلع نے یہ بیان کیا تہا کہ:۔

"۲۰۔ مدعی کا عذر یہ ہے کہ خواہ پلایام کی ابتدا کچھ ہی ہو اور خواہ سنہ ۱۷۶۵ع مین اُس کی کچھ ہی حیثیت رہی ہو تاہم اُس سال میں پلایا گر کا بیدخل کیا جانا عملی طور پر اُن جملہ امور کو زائل کر دیتا تہا اور کہ موجودہ قبضہ جایداد کی بنا سند سنہ ۱۸۰۱ع ہے جسکی رو سے ناقابل تقسیم جایداد عطا نہ کیگئی تہی۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے یہ تسلیم کرتے کہ اگر یہ درست ہے تو جایداد قابل تقسیم ہو سکتی ہے یہ عذر کیا ہے کہ در اصل جو کچھ کہ سنہ ۱۸۰۱ع اور شروع کے سنین اُنیسوین صدی مین کیا گیا تہا

(۱) امور زمانہ انڈین اپیلز جلد ۹ صفحہ ۲۲ بصفحہ ۵۸۔

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۴۰۔

(۳) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد صفحہ ۲۸ بصفحہ ۹۱۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کاچی پودا رنگیا پلائی
بنام
کاچی کلایا ما رنگیا

وہ اُس سطح کالعدم بنا ماتہا جو سنہ ۱۷۶۵ء مین کیگئی تہی اور پلایا گر کو اُسکی پرانی ریاست یا اُسکا ایک جز قابض کرتا تہا جو اُسپر پلایا کسی بحالی کے قابض ہو سکتا تہا اگر ضبطی مذکور نہ کیگئی ہوتی ۔

"۲۹ - پس سوال اس حد تک پہونچتا ہے کہ آیا عطیہ سنہ ۱۸۱۷ء ایک بعد ریاست کا مملکت برٹش گورنمنٹ سے عطا کرتا تہا یا محض بحالی ریاست ما قبل جو کہ سطح کے قبضہ مین بطور جدی ریاست کے تہی اور کچہ عرصہ کیواسطے ضبط کیگئی تہی ۔

"مدعا علیہ کا دعویٰ زیادہ تر اس عذر پر منحصر ہے کہ پلایا گر جو سنہ ۱۷۶۵ء مین بیدخل کیا گیا تہا اُس نے قریباً سنہ ۱۷۸۰ء مین واپس کر پلایام کا قبضہ حاصل کر لیا تہا اور وہ زان بعد پہر نواب کے تابع و قابض رہا تہا جبتک کہ کرناٹک قطعی طور پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سنہ ۱۸۰۱ء مین منتقل کیا گیا تہا ۔

"ریفقرات نمبر ۱۵ دستاویز نمبر ۲ اور رپورٹ مسٹر والیس) سے ظاہر ہوتا ہے کہ پلایا گر حیدر علی کی امداد سے سنہ ۱۷۸۰ء مین نواب کی فوج کو نکالنے اور اپنے پلایام پر قبضہ حاصل کر لینے مین کامیاب ہوا تہا سنہ ۱۷۸۳ء مین جبکہ مالگذاری کرناٹک کمپنی کے نام منتقل کیگئی تہی تو وہ اپنی ضلع کا لگان دار بنایا گیا تہا اُسکا ذکر دستاویز نمبر ا مورخہ سنہ ۱۷۹۲ء مین اسطرح کیا گیا ہے اور عدم ادائیگی قسط کی وجہ سے قید کیا گیا تہا اور دو سال بعد اُسکو اپنی پلایام مین رہنے کی اجازت دیگئی تہی چونکہ اُسکو داؤ یا ملازمت کے لگان پر دیا گیا تہا وہ پہر سنہ ۱۷۹۰ء مین لگاندار بنا تہا اور کرناٹک کے نواب کو پہر عطا کر جانے تک ایسا ہی رہا تہا اور بعد چندے سود کو ششماہی کے جو اُسنے اپنی پلایام کا اختیار حاصل کرنیکے واسطے کی تہین سنہ ۱۷۹۶ء مین وہ مشکلات پیدا ہوئی تہین جنمین سنہ ۱۷۹۸ء مین کچھ کامیابی اور ناکامیابی ہوئی کے بعد بالآخر ایک انتظام چپابا مدالی کو ساتہہ کیا گیا تہا۔ انتظام مذکور یہ تہا کہ پلایا گر نے اپنا وظیفہ اور کول یا پولیس فیس اور اراضیات کمبا تم حاصل کی تہین ۔

"۳۱ - اب سنہ ۱۷۸۱ء مین پہلا انتظام کرناٹک کا کیا گیا تہا اُسوقت پلایا گر نے اگر مسٹر والیس کا بیان درست ہو تو اپنے پلایام کا قبضہ حیدر کی امداد سے حاصل کیا ہوا تہا مگر برٹش گورنمنٹ منتقل الیہم کو یہ اختیار حاصل نہ تہا کہ پلایا گر کو اُسوقت اپنے پلایام پر قابض کرتے اور کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ نواب نے ایسا ہی کیا تہا یا اُسکا منشا ایسا ہی کرنیکا تہا ۔ "سند انتقال سے ظاہر ہوتا ہے کہ نواب کو نہ کہ گورنر کو جدید سندات کے پلایا گران کے نام جاری کرنیکا اختیار حاصل تہا (ملاحظہ ہو کتاب ایچیسن صاحب دربارہ انتظامات وسندات وغیرہ جلد طبع سوم صفحہ ۱۳۵)؟

سنہ ۱۹۰۱ع
یودا رنگیا کلکا تہولا اُدا یار
بنام
کلایا نارنگیا کلکا تہولا اُدا یار

یہ ۱۸۰۵ع میں اُن وجوہات پر جنکی کہ تشریح اُسی کتاب کے صفحہ ۳۰ میں کیگئی ہے جدید انتظامات کا لوازمہ کے ساتھ کرنا ضروری ہو
گیا تھا۔ ابتدائی رسالہ نمبرہ بکتاب مذکور میں ودایار پلایام کا ذکر بطور یکے از موضعات مالگذاری کے کیا گیا ہے اور
مدات ۵ و ۶ عہدنامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اضلاع مذکور تابع عملداران نواب کے تھے نہ کہ تابع پلایاگاران کی ۱۸۰۵ع میں
قیاس یہ کیا جاسکتا ہے کہ نواب نے کسی پلایاگار ودایار پلایام کو تسلیم نہ کیا تھا۔ چنانچہ ۱۷۹۲ع میں جبکہ کمپنی کو وصولی
پیشکش کا اختیار دیا گیا تھا جو پلایاگاران کیطرف سے واجب الادا تھی جسکا کہ خصوصیت کے ساتھ فہرست نمبر ۱ میں ذکر
کیا گیا ہے (دیکھو عہدنامہ نمبر ۶ ملاحظہ طلب) اودایار پلایام کا ذکر فہرست اول میں نہیں ہے مگر اُسکا ذکر فہرست نمبر ۲
میں ہے جو ضلع ترچناپلی یعنی یکے از اُن اضلاع میں شامل ہے جو کہ زیر مد ۸ اُس بقایائے پیشکش کی عدم ادائیگی کی
صورت میں سرکار رہن ہو گئے تھے جو ہر سال بحق کمپنی کے منجانب نواب کرناٹک کے واجب الادا تھی +

یہ امر کہ کسی دستاویز پیش کردہ میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ کوئی بحالی نواب کی گورنمنٹ
کیطرف سے کسی وقت کیگئی تھی اور اگر یہ درست ہو جیسا کہ مسٹر والیس نے بیان کیا ہے کہ پلایاگار بطور لگاندار اپنے ضلع کے
تسلیم کیا گیا تھا تو اُس سے وہ پلایاگار نہیں ہو جاتا اُس نے اپنی مملکت اگر حاصل کی تھی تو استعمال اسلحہ سے حاصل کی تھی
جو کہ اُسنے بمقابلہ اپنے تسلیم کردہ حکمران کے استعمال کئے تھے اور وہ اب بطور کم و بیش کامیاب باغی کے قابض ہوا تھا اُس
نے صرف یہ تسلیم کیا تھا کہ وقتاً فوقتاً اُسکو اپنے پلایام کی مالگذاری کے مقرر کرنیکی اجازت دیگئی ہے ؛

یہ جہانتک کہ میں معلوم کر سکتا ہوں شہادت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ضبطی کالعدم بنائی گئی تھی یا برٹش گورنمنٹ
نے مقبوضہ کو بحال کیا تھا۔ بخلاف ازین گورنمنٹ مدراس نے نہایت صراحت کے ساتھ کسی استحقاق پلایاگر
دربارہ دعوے بحالی کے تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا۔ نواب کا استحقاق معزولی پلایاگر حسب مرضی خود تسلیم کیا گیا تھا اور صریح
طور پر یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صرف رعایت برٹش گورنمنٹ پر انحصار کر سکتا ہے دستاویز کی عبارت
(اقتباس از حکم گورنمنٹ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۸۰۲ع) فقرہ نمبر ۲ سے صریح طور پر ظاہر ہوتا
ہے کہ ۱۸۰۲ع میں گورنمنٹ نے صریح طور پر کسی دعوے بحالی کی موجودگی سے انکار
کیا تھا۔ اس تاریخ ۱۷ جولائی ۱۸۰۲ع سے ۱۸۱۴ع تک شہادت موجود نہیں ہے اور ۱۸۱۴ع
تک پلایا میانسے کا کوئی ذکر مسموع نہیں ہوا جبکہ بورڈ مال نے اس معاملہ کیطرف گورنمنٹ کی توجہ منعطف کی تھی

سنہ ۱۹۰۱ء
کاچی لا وارنگیا
بنام
کاچی کلایا مانگیا

اور اس امر کی تشریح کی تہی کہ وہ پلایاگران کی بحالی کو ایک غیر ملکی امر خیال کرتے ہین (فقرہ نمبر ۲۲ دستاویز غ) اور انہوں نے تجویز پیش کی تہی کہ اسکی بجائے مواضعات بطور جاگیر کے عطا کئے جاوین جن سے کہ انکو اسیقدر آمدنی حاصل ہو جسقدر کہ بصورت بحالی قبضہ پلایا مہاں کے ہوتی۔ گورنمنٹ نے حکم مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء (دستاویز الف الف) کی رو سے اُس انتظام کو پسند کیا تہا جسکے رو سے پلایاگران کو اپنی اراضیات ترک کرنی پڑی تہین اور انکی بجائے انکو ایسا قبضہ عطا کیا گیا تہا جس سے کہ کل پلایام ہا کی آمدنی کا دسوان حصہ حاصل ہو۔ مدعاعلیہ نے ایک امر کا اظہار (فقرہ ۱۴) "اپنی اراضیات کو ترک کرین" سے ظاہر کیا ہو مگر بلحاظ اس امر واقعہ کے کہ خفیف سی شہادت بہی باظہار اس امر کے موجود نہین کہ وہ کسی اراضی پر بحیثیت پلایاگران کے قابض تہے یہ امر صریح ہو کہ فقرہ مذکور کا استعمال درست طور پر کیا گیا ہے اور اُس سے در اصل یہ مراد ہو کہ "وہ اُس امید کو ترک کردین جو کہ انکو اپنے پہلے پلایام کے حاصل کرنیکی واسطے ہو" شہادت سے بلاشبہ طور پر یہ ظاہر ہوتا ہو اور اسکا مفصل حوالہ یہان دینا غیر ضروری ہو کہ گورنمنٹ کو اراضیات کا حاصل تہا اور وہ پلایاگران کو وظیفہ دیتی تہی۔ بین الطور ایک جزو شہادت کے اس امر واقعہ کا اظہار کرسکتا ہون کہ سنہ ۱۸۱۷ء مین ایک کلکٹر ایک کن خاندان پلایاگر کیطرف سے حصار اُنکی کی دلایا نیکے واسطے نہین بلکہ دس فیصدی کے وظیفہ مالگذاری کی ہمہ کیواسطے عرصہ پندرہ سال کیلئے بغیر سنہ ۱۸۰۲ء سے رجوع کی گئی تہی (ملاحظہ ہو دستاویز نمبر ۳۴)؟

"۳۳ اسکے بعد خط و کتابت متعلق بہ خطیہ سند (دستاویزات الف ج والف د والف ہ والف و والف ی) ہو اور اُسمین کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ کسی بحالی ریاست کہنہ کے لئے جانیکا منشا رہا یا کوئی نیت اس رائے سے اختلاف کرنیکی موجود تہی جو صراحت کے ساتہ دستاویز (و) مین بدین مضمون ظاہر کیگئی تہی کہ کسی بحالی پلایام کا منشا نہین ہے بلکہ صرف یہ منشا ہو کہ قدیم خاندان کو کسی حد تک رضتیار اور عزت عطا کیجائے محض ایک عمل عنایت کے طور پر (ملاحظہ ہو دستاویز نمبر ۳۵ فقرہ نمبر ۲) میری رائے مین بلحاظ صحیح بیان گورنمنٹ مندرجہ دستاویز مذکور کے یہ عذر کرنا بیجا ہو اور نہ یہ عذر کیا جاسکتا ہے کہ اگر پلایام ضبط کیا گیا تہا تو مدراس گورنمنٹ کو انکی نسبت حسب مرضی خود کارروائی کرنے کا اختیار حاصل تہا یہ حجت کرنا بے سود ہو کہ پلایام کا قبضہ پلایاگر کے حق مین بحال کیا گیا تہا کیونکہ بعض چٹھیات مین کلکٹران نے اُسکا ذکر بطور پلایاگر یا زمیندار کے کیا ہو اور اُسکو مخاطب کرکے "تمہاری ریاست" کے الفاظ کا استعمال کیا ہو اور سہو جب سے کہ بورڈ مال اور گورنمنٹ کی خط و کتابت مین کسی جگہ لفظ "بحالی" استعمال کیا گیا ہو +

سنہ ۱۹۰۱ء
کاچی پولی نگیا
بنام
کاچی کلیانا رنگپا

بہ سبب مجھے صحیح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ برٹش گورنمنٹ نے کیا تھا وہ یہ تھا کہ اُس شخص کو جو بصورت بیدخلی سنہ ۱۷۶۵ء
کے نکلوا جانیکے سنہ ۱۸۰۱ء میں اودیار پلایام کا پلایاگر ہوتا اُسکے نقصان پلایام کا معاوضہ دیا گیا تھا بعوض اُس شئے
کے جسکا کہ ذکر مسٹر والیس نے "انصاف اور مصلحت" کے الفاظ میں کیا ہے۔ گورنمنٹ نے اس امر کو تسلیم کیا تھا کہ بیدخلی مذکور
گو جایز تھی اغلباً مبنی بر بے انصافی تھی (دستاویز ق) اور یہ خیال کیا تھا کہ یہ امر مصلحت ملکی کے مطابق ہوگا اگر کسی حد
تک پرانے خاندان کے اعلے رکن کا اطمینان کیا جاوے ۔

۳۵۔ اگر اس سوال پر مزید بحث کرنا ضروری ہو تو ہمکو صرف اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا کچھ عطا کیا گیا تھا مقدمہ
راسند (۱) میں سنہ ۱۸۰۱ء میں پلایام کا قبضہ بحال کیا گیا تھا صورت حال میں یہ امر صریح ہے کہ کوئی ایسی بحالی نہ کیگئی تھی
گورنمنٹ نے بیان کردہ پلایاگر کے وارث کو ۷۵ موضعات عطا کئے تھے جو ایک موقعہ پر ایک جزو پلایام کا بناتی تھی اور
جنکی نسبت یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ (مقابلہ کیجو ہمراہ دستاویزات الف و الف ۱ کے) اُن سے اس آمدنی کے برابر آمدنی
ہوتی تھی جو پرانے پلایام سے حاصل ہوتی تھی اس سے یہ بحث کرنا مشکل ہے اگرچہ ناممکن نہو کہ پلایام یا اُسکے کسی جزو کا قبضہ
پرانی شرائط پر بحال کیا گیا تھا مگر ایسا نہ کیا گیا تھا۔ اگر ایک جزو پلایام کا قبضہ بحال کیا گیا ہوتا تو اس جزو سے متعلق اتنا
حصہ اُس پیشکش کا ادا کیا جاتا جو کہ ابتداءً کل پلایام سے واجب الادا تھا مگر صورت حال میں شرائط بالکل تبدیل کیگئی تھیں
موضعات جدید زمیندار کے حوالہ کئے گئے تھے جیسا کہ بعض جہات سے ظاہر ہوتا ہے اور انسے وہ پیشکش واجب الادا نہ تھی جو کہ
پہلی تھی پیشکش بطور ایک کم نام رقم کے مقرر کیگئی تھی۔ درحقیقت صریح طور پر اُس نقصان کو پورا کرنیکی تھی جو کہ
پلایام سے بیدخل ہونے پر پلایاگر کو پہونچا تھا تاکہ اُسکو اُس قدر آمدنی حاصل ہو جو مطابق اُسکے نقصان کے ہو ۔

۳۶۔ مقدمہ نوزد (۲) کیطرح مصلحت عامہ سنہ ۱۸۰۱ء میں اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ اودیار پلایام کے پلایاگر کو ایک
ناقابل تقسیم ریاست عطا کیجائے اُسپر اُن ملکی خدمات کا کرنا لازم نہ تھا جو کہ اُس سے پہلے لیجاتی تھیں (مقابلہ کیجئے ہمراہ
دستاویز نمبر ۲) مصلحت سے صرف یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اُسکو اُسکے نقصان کا معاوضہ ملنا چاہیئے اور ایسا ہی کیا گیا تھا مطابق
اُس طریق کے جو کہ اُسوقت مروج تھا یعنی اُسکے کہ وہ طریق زیادہ تر پسند معطی لہ کے تھا (مقابلہ کیجئے ہمراہ دستاویز ب کے
جسمیں پلی پلایاگر نے اپنی اس خواہش پر زور دیا ہے کہ پہلے قدیم مکان میں رہے) شہادت میں کوئی ایسا امر موجود
نہیں ہے جس سے ظاہر ہو کہ کوئی وجہ اس امر کی موجود تھی کہ کیوں عطیہ منجملہ پرانے پلایام کے موضعات کے کیا گیا تھا

(۱) اپیل نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۵ء (غیر رپورٹ شدہ) ملاحظہ ہو تتمہ صفحہ ۲۱۴۔

(۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۲۴۰ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۲۸۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کاچی یووا رنگیا
بنام
کاچی کلایا مارنگیا

اس عطیہ کا اسطرح پر کیا جانا طبعی تہا اور معطی الہ نے طبعی طور پر اُسکو پسند کیا ہوتا مگر با این ہمہ عطیہ بطور معاوضہ کے نہ تہا نہ بطور بحالی کردہ دراصل ایک عطیہ پہلی آمدنی کا نہ کہ پہلی ریاست کا تہا نیز کوئی حجت عام اشتہارات گورنمنٹ یا نیت خود جاری کردہ بابت ۱۸۰۱ء و ۱۸۰۲ء پر مبنی نہیں کیجا سکتی مقدمہ ہذا تابع اُن احکام گورنمنٹ کے ہے جنکا کہ حوالہ ہم اوپر دے چکے ہیں اور نسی نہایت صراحت کے ساتہ گورنمنٹ کی نیت ظاہر ہوتی ہے اُسکی نیت بحالی کی نہ تہی بلکہ عنایت کرنی یا معاوضہ دینے کی تہی +

۲۷ - اور نہ مجہہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس سوال میں خلل واقع ہوتا ہے کہ وہ شخص جسکے حق میں عطیہ کیا گیا تہا وہی شخص تہا جو کہ پالیگر ہوتا اگر حقیقت میں کبہی خلل اندازی نہ کیگئی ہوتی۔ امر واقعہ مذکور پر بطور ایسے امر کے انحصار کیا گیا تہا جس سے مقدمہ ہذا بعض دیگر مشابہ مقدمات سے ممیز ہوتا ہے اور اگر یہ امر اسقدر صحیح ہوتا کہ عطیہ بحالی نہ تہا تو حجت مذکور کسیقدر با وقعت ہوتی مگر چونکہ عطیہ صرف بطور معاوضہ کے تہا اسلئے وہ طبعی طور پر اُس شخص کے حق میں کیا گیا تہا جسکو کہ ضبطی سے نقصان پہونچا تہا اس امر واقعہ پر کہ عطیہ بحق ایک کسی پرانے خاندان کے کیا گیا تہا بلا شبہ طور پر مقدمہ ہنساپور (۱) میں غور کیا گیا تہا اور وہ گورنمنٹ کی اس نیت کی شہادت سمجہا گیا تہا کہ زمینداری کا قبضہ بحال کیا جائے اُس مقدمہ میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ معاملہ ایک جدید حقیقت کو پیدا نکرتا تہا بلکہ ایک تبدیلی مزارعہ بروئے استعمال ممتنع المقاومت سے پیدا کرتا تہا اور صورت حال میں بہی جیسا کہ میں نے ابہی بیان کیا ہے یہ امر واقعہ مشابہ نیت کی شہادت ہوگا اگر گورنمنٹ نے انکو خلاف صرف اظہار نیت ہی نہ کیا ہو بلکہ فی الواقعہ زمینداری کا قبضہ بحال کیا ہو مقدمہ ہنساپور (۱) میں زمینداری کا قبضہ بحال کیا گیا تہا صورت حال میں ایسا نکیا گیا تہا اسمیں شبہ نہیں کہ مسٹر بہشیام ایانگر نے یہ حجت کی تہی کہ گورنمنٹ ازعوض کم کرنے پیشکش کے زمینداری پر بعض مواضعات اپنے پاس رکہہ لئے تہے اور باقی مواضعات کا قبضہ زمیندار کے حق میں بحال کیا تہا مگر یہ ایک ایسی تعبیر عطیہ کی ہے جسکی تائید خط وکتابت سے ہرگز نہیں ہوتی +

۲۸ - پس میرا نتیجہ یہ ہے کہ زمینداری کا قبضہ بحال نہ کیا گیا تہا بلکہ بعض مواضعات کا عطیہ عنایتی طور پر پالیگر کے حق میں اُس نقصان کو پورا کرنیکے واسطے کیا گیا تہا جو کہ اُسے پہونچا تہا۔ ممکن ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ کی نیت کسی وقت پر پالیم کا قبضہ بحال کرنیکی ہو (ملاحظہ ہو دستاویزات ۳۴ الف و ۵۲ (ب) فقرہ چہارم) مگر نیت مذکورہ اگر وہ موجود تہی پوری نہوئی تہی۔ پرانی ریاست کا قبضہ بحال کرنا ناممکن سمجہا گیا تہا اور بہتر یہ سمجہا گیا تہا

(۱) سورنا انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۱ بصفحہ ۳۴ و ۳۶ -

سنہ ۱۹۰۱ء
کاچی یوا رنگیا
بنام
کاچی کلا یار نگیا

کہ پرانی آمدنی کا عطیہ منسوخ کردہ پالیام کو نقصان کا معاوضہ دینے کیواسطے دیا جائے اور اُن امیدوں کے پورا کرنے کیواسطے جو کہ اُنکو ابتدائی اظہار نیت یہ دستاویز نمبر ۵۲ (ب) کی وجہ سے ہوئی تہین - بالآخر مین قرار دیتا ہون کہ موجودہ زمینداری اور ایار پالیام بطور ایک جدید ریاست کے گورنمنٹ نے ۱۸۰۱ء (دستاویز الف ک) کو عطا کیگئی تہی - الفاظ "بعوض جملہ پرانے حقوق کے" جو سند مذکور مین ہین اُنسے یہ مراد نہین ہو سکتی کہ "بعوض اس بات کے تم نے وہ جملہ حقوق ترک کر دیے ہین جنکا تم استعمال کرتے ہو" کیونکہ دستاویز واس امر کے متعلق نہایت صحیح ہے کوئی استحقاق بعد ضبطی ۱۷۶۵ء کے موجود نہ تہا - زیادہ سے زیادہ اُنسے صرف یہ مراد ہو سکتی ہے "بعوض نقصان تمہارے پہلے حقوق کے" یا جیسا کہ پیرا ز جانشینان سابق عدالت ہذا نے ایک مشابہ سند کے متعلق قرار دیا ہے جو اریا یور زمیندار کو عطا کیگئی تہی اُنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے وہی کچھ کیا تہا جو رحم کا منشا زمیندار کے واسطے کرنیکا تہا اور اُس نے کسی بیانات مبنی بر شرائط ماقبل پر غور کرنے سے انکار کیا تہا ۔

"۳۹ - ازان بعد حجت یہ کیگئی ہے کہ اگرچہ زمینداری ۱۸۰۱ء سے ہی سمجہی جاوے کہ سند عطا کیگئی تہی تاہم اس سے ابتدائی شرط نا قابل تقسیم ہونیکی ملحق ہوگی کیونکہ وہ ایک رواج خاندانی ہے اور خاندان نے اُسکو جاری رکہنا پسند کیا ہے اور سند (دستاویز الف ک) مین کوئی امر با اظہار اسبات کے موجود نہین کہ پہلے رواجات ترک کر دیے گئے ہین صورت حال مین مقدمہ تو زودو کا ایکطرح کوئی ایسی شرط سند مین موجود نہین جسکی رو سے زمینداری حسب منشا زمیندار قابل انتقال بنائی گئی ہو - نا قابل تقسیم ہونیکا رواج بطور ایک ملکی رواج کے زمیندار سے ملحق نہین ہوتا بلکہ وہ خاندان سے ملحق ہوتا ہے اور خاندان نے صورت حال مین جدید عطیہ کو حاصل کرنے پر پرانے رواج کو جاری رکہنا پسند کیا تہا اسلیئے وہ جدید عطیہ سے ملحق ہے کم از کم اسوقت تک جبتک کہ خاندان اُسکو تبدیل کرنا چاہے ۔

"۴۰ - یہ تسلیم کیا جانا چاہیے کہ ارجاع نالش حال کی تاریخ تک خاندان نے کوئی قطعی نیت رواج مذکور سے انحراف کرنیکی ظاہر نہین کی جو کہ اُنکی پالیام سے متعلق تہا - الا نالش ۱۸۹۲ء (دستاویز نمبر ۳۴) اور ایک درخواست (دستاویز الف ق) مین جو نہایت تذبذب آمیز ہے اور کسی موقعہ پر یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ خاندان یا گورنمنٹ مدراس یا اس کے عہدہ داران مین سے کسی نے کسی وقت ریاست کو قابل تقسیم سمجہا ہے مین یہ کہتا ہون کہ دستاویز الف ق نادرست ہے کیونکہ اُس مین کوئی استدعا واسطے کسی تقسیم جائداد کے نہین کی گئی اور نہ صریح طور پر کسی استحقاق تقسیم کا ذکر کیا گیا ہے

(۱) لا رپورٹ انڈین پیپر جلد ۔ صفحہ ۳۰۸ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ ۔

سنہ ۱۹۰۱
کاچی یووا رنگیا
بنام
کاچی کلایانا رنگیا

بلکہ صرف یہ بیان کیا گیا ہو کہ صرف وہ اشخاص جنہوں نے متوفی زمیندار کی چہا کو آگ دی تہی اُسکے وارث ہونیکے مستحق ہیں اور جو اُس شخص کے ہین جنہوں نے ایسا نہین کیا۔ بظاہر غرض یہ تہی کہ اُس جانشین کو محروم کیا جاے جسکو گورنمنٹ نے تسلیم کیا تہا اور غرض مذکور کو حاصل کرنیکے لیے اُن سب طرح سائیلان نے اپنے آپکو بطور ما فوق ورثا کے پیش کیا تہا مگر انہون نے کہین یہ بیان نہین کیا کہ ہر ایک اُنمین سے ایک حصہ وراثت کا مستحق ہی لیکن اگر رواج جیسا کہ حجت کیگئی ہی ایک ایسا رواج ہی جو کہ خاندان حسب مرضی خود تبدیل یا بحال کر سکتا ہی تو اس حجت کی تردید کرنا مشکل ہے کہ چونکہ مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۲ جو اِس خاندان کے حقداران حال کی کثرت بناتے ہین اُسکو تبدیل کرنا چاہتے ہین اور عدالت کو چاہیئے کہ اُنکو ایسا کرنیکی اجازت دے ✦

۴۱۔ مگر حجت مذکور نادرست ہے کیونکہ اُسکے رو سے رواج مذکور زمینداری کے ساتھ بلا کسی حد کے متعلق کیا گیا ہی اصل بات یہ معلوم ہوتی ہی کہ وہ پالیاگر یا راجا سے متعلق ہے اگر راجہ ایک جزو راج کو منتقل کر دے تو وہ جزو منتقل الیہ کے قبضہ مین ناقابل تقسیم نہین ہو سکتا۔ مگر بخلاف ازین یہ صحیح طور پر قانون ہی کہ اگر راجہ دیگر جائداد اپنے راج سے یا خرید کرے تو وہ محض اِس واقعہ خرید سے اُسکے قبضہ مین ناقابل تقسیم نہین ہو جاتی۔ اگر رواج مذکور اُسکے ساتھ بلا کسی حد کے متعلق ہو تو یہ نتیجہ بالضرور پیدا ہوگا کہ اُسکی جملہ جائداد ما حاصل کردہ اُسکی تابع ہونگی۔ مگر قانون یہ ہی کہ صرف وہ مقبوضات جو راج مین پیدا ہون رواج مذکور کے تابع ہین جن سے مفہوم ہوتا ہی کہ وہ بحیثیت راجہ کے خرید ہونی ضروری ہین صورت حال مین کوئی راج موجود نہین ہی وہ سنہ ۱۷۶۵ع مین زائل ہو گیا ہی اسلیے کوئی راجہ موجود نہین اس سے یہ نتیجہ پیدا نہین ہوتا کہ چونکہ جائداد جو ایک پالیاگر کے قبضہ مین بحیثیت پالیاگر ہو ناقابل تقسیم ہی اسلیے وہ جائداد بھی جو اُسی شخص کے قبضہ مین بحیثیت رعیت گورنمنٹ کے ہو مثلاً بطور ایک عام زمیندار کے۔ ناقابل تقسیم ہی (ملاحظہ ہو مقدمہ شیواگنگا(۱)) اور نہ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ وہ جائداد جو ایک پالیاگر کے قبضہ مین بطور ناقابل تقسیم جائداد کی ہو اُسکی اولاد کے قبضہ مین بھی جو پالیاگران نہون ایسی ہی ہوگی ریاست زیر بحث کا معطی لہ کبھی پالیاگر نہ تہا اور وہ صرف گورنمنٹ سے ایسا بنایا جا سکتا تہا جو اُس صورت مین مفہوم ہوتا اگر اُسکے قبضہ مین وہ اراضیات بحال کیجاتین جو پرانا پالیام بناتی تہین مگر عطیہ سنہ ۱۸۱۷ع سے ایسا مفہوم نہوتا تہا ✦

۴۲۔ اُس مین شبہ نہین کہ خاندان کا طریق عمل ایک امر قابل غور مندرجہ شہادت ہو۔ مگر مقدمہ بلگام(۲) سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اُسپر ثبوت ایک رواج کی انحصار نہین کیا جا سکتا جبکہ وہ ایک پرانا ہو مثلاً صورت حال مین سنہ ۱۸۱۷ع سے

(۱) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۱ بصفحہ ۴۳۔

(۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۴ صفحہ ۱۱۸ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ بصفحہ ۲۶۴ ✦

سنہ ۱۹۰۱ع
کاچی یوواڑنگیا
بنام
کاچی کلایا ناڈنگیا

اسمین شبہ نہین کہ مقدمہ ہذا مین اختلاف موجود ہو کیونکہ صورت حال مین پرانا خاندان زمینداری پر قابض ہو اور بلا کسی عذر اعتراض درباره درستی شجرہ نسب مدعا علیہ کے یہ امر نہایت صریح معلوم ہوتا ہو کہ پلا پالم قبل ۱۸۰۶ع کے نا قابل تقسیم تہا مگر مقدمہ ہذا کی وجہ مذکور پر تمیز کرنیکے لئے ایک ایسے رواج کا ثابت کرنا ضروری ہوگا جسکے روسے جملہ جدید اراضی حاصل کردہ پلا پالم یا تو نا قابل تقسیم ہون یا وہ اعلیٰ رکن خاندان کے اختیار تمیزی پر ایسی ہی متصور کیجا سکتی ہون ایسا رواج بیان مین نہین کیا گیا اور اسلئے خواہ خاندان کی رائے کچھ ہی ہو وہ اراضیات جو انکو ۱۸۰۶ع مین عطا کیگئی تہین نا قابل تقسیم نہین محض اس وجہ سے کہ انکو سورہتان ایک موقعہ پر جبکہ قابل تقسیم پلا پالم پر قابض تہے اور تدان بعد انکو اپیل کر دیا تہا۔ بالفاظ دیگر خاندان کا طریق عمل بہتر شہادت ہو سکتا ہو جب سوال یہ ہو کہ آیا ایک قدیم پلا پالم قابل تقسیم ہو یا نا قابل تقسیم۔ مگر وہ بالخصوص اس امر کے کچھ مفید نہین ہو کہ موجودہ عطیہ نا قابل تقسیم ہو گو وہ ایسا ہی متصور کیا گیا ہو ۔

اُس تنقیح نمبر ا پر یہ قرار دیا تہا کہ زمینداری قابل تقسیم نہی اور کہ مدعی و مدعا علیہ نمبر ا کو سورہتان ایک قدیم اور نا قابل تقسیم پلا پالم پر قابض تہے مگر انہون نے اسکو اپیل کر دیا تہا اور کہ موجودہ زمینداری کامل طور پر ایک جدید عطیہ بحق استمرار زمیندار کو ۱۸۰۱ع مین کیا گیا تہا ۔

درباره اُن جایدادہا کہ جو ماسوائے اصلی زمینداری کے ہین صاحب جج ضلع نے حسب ذیل قرار دیا تہا۔ نسبت جایداد غیر منقولہ کے جو حدود زمینداری کے اندر واقعہ ہین وہ ایک جزو زمینداری کا بنتے ہین نسبت اُن بعض جایدادہائے غیر منقولہ کے جو حدود زمینداری کے باہر واقعہ ہین یہ کہ وہ زمینداری مین شامل نہ تہین اور وہ کلیا نا کی جداگانہ جایداد نہ تہین اغلباً وہ سرمایہ زمینداری سے خرید کیگئی تہین اور کہ وہ قابل تقسیم تہین اور نسبت باقی جایدادہائے غیر منقولہ کے جو زمینداری سے باہر واقعہ تہین یہ کہ وہ بطور ایک جزو زمین کے متصور کیجانی چاہئین اسپر مؤخر الذکر کے متعلق اُسنے مقدمہ لکشمی تہی بنام کوندا سامی (۱) و راما سامی نائک بنام سندرا لنگا سامی نکیانا مٹ (۲) کا حوالہ دیا تہا ۔

درباره سوال تردد کری بنالش ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۶ع کے اور دستبرداری ماہ اگست سنہ ۱۸۸۶ع کے جو تنقیح ہشتم مین اُٹہایا گیا تہا اُسنے یہ بیان کیا تہا: ۔ نالش ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۶ع میں مدعی کی ماں اور پاپی ال نے بطور رفیق قریب مدعی کے سبب نابالغی بادیہ پا سامی متوفی کے مدعا علیہ نمبر ا پر زمینداری کی نالش کی تہی ۲۴ اگست سنہ ۱۸۸۹ع کو ایک راضی نامہ کیا گیا تہا اور اُسکے واسطے صاحب جج ضلع نے نابالغ مدعی کیطرف سے منظوری دی تہی جسکی رو سے مدعی کا دعوے زمینداری کلیتاً ترک کیا گیا تہا اور اُس نے اپنے اور اپنے برادران کے گذارہ کیواسطے ایک حصہ

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۵۴ -

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۲۴ و صفحہ ۴۴۴ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کاچی پیدوا نگیا
بنام
کاچی کلا یا نگیا

ماہوار اور ایک رقم مبلغ ـــــ روپیہ کی واسطے ادائگی اخراجات نالش و شادی خود و برادران خود کے
حاصل کی تھی۔ ایک دستاویز اُسی تاریخ کی اوپائی امل نے بطور ولیہ پریاسامی و اُسکے برادران مدعی و مدعا علیہ نمبر ۲ حال
کی تحریر کی تھی جسکی رو سے مطابق راضی نامہ کے اُسنے اپنی طرف سے جملہ دعوے زمینداری ترک کر دیا تھا۔ مدعی اب
یہ عذر کرتا ہے کہ نہ تو راضی نامہ اور نہ دست برداری اُسپر قابل پابندی ہے دست برداری کی نسبت اُسنے یہ بیان
کیا ہے کہ وہ فریبانہ طور پر بعد راضی نامہ کے حاصل کر لی گئی تھی اور اُسپر پہلے کی تاریخ لکھی گئی تھی۔ مدعا علیہ نمبر ۲ نے یہ عذر
کیا ہے کہ راضی نامہ اور ڈگری بربنائے راضی نامہ مدعی پر قابل پابندی ہیں کیونکہ وہ ایک انتظام خانگی ہے جو اُن جملہ
تنازعات کا تصفیہ کرنیکے واسطے کیا گیا تھا اور اُسکا اختیار اوپائی امل کو بطور ولیہ مدعی کے حاصل تھا۔ دستاویز
دست برداری مطابق اس عذر کے تاریخ راضی نامہ پر تحریر کر لی گئی تھی اسوجہ سے کہ زمیندار نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ ایک
ایسی دستاویز تحریر کیجائے جو اُن نابالغان پر قابل پابندی ہو جو فریق نالش نہ تھے۔ مدعی یہ عذر کرتا ہے کہ راضی نامہ
مذکور دباب ناجایز سے حاصل کیا گیا تھا یا غلط بیانی سے اور وہ کسی پر قابل پابندی نہیں ہے۔ مگر میری راے میں
یہ ہرگز ثابت نہیں کیا گیا۔ اور سب شہادت متعلق بہ این امر کی نسبت کارروائی کر کے بالآخر یہ قرار دیا تھا
کہ ولیہ کا فعل راضی نامہ تحریر کر دینا مناسب اور قرین عقل تھا کیونکہ شخص پریدو انیت نے اُس سے ایک مناسب
گذارہ حاصل کیا تھا اور وہ ایک مشتبہ اور بیانچ نالش کے اخراجات سے سبکدوش ہو گیا تھا اور مابین پریاسامی
اور مدعا علیہ نمبر ۲ کے ڈگری بربنائے راضی نامہ قابل پابندی تھی مگر چونکہ پریاسامی فوت ہو چکا ہے اور چونکہ مدعی
نالش ابتدائی نمبر ۲ بابت ۱۸۸۶ء میں فریق نہ تھا اسلئے اُسپر وہ ڈگری قابل پابندی نہیں ہو سکتی نسبت راضی
نامہ اور دست برداری ماہ اگست ۱۸۸۷ء (دستاویز نمبر ۴) کے جنمیں ولی نے صحیح طور پر مدعی کیواسطے جملہ دعاوی
زمینداری بعوض اُن رقوم کے ترک کر دیئے تھے جو راضی نامہ میں مقرر کی گئی تھیں اور جو فریقین نے اس غرض سے مقرر
کی تھیں کہ جملہ تنازعات خاندانی کا قطعی فیصلہ کیا جاوے اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ اگر ایسا انتظام مناسب اور مفید معاملہ قرار دیا
جاوے تو وہ بلا شبہ طور پر مدعی پر قابل پابندی ہوگا۔ اُسنے شہادت متعلق بہ این امر پر غور کر کے قرار دیا تھا کہ
دست برداری اُسی تاریخ پر لکھی گئی تھی جو کہ اُس میں درج ہے اور کہ ولیہ (مادر مدعی) کو معلوم تھا کہ
اُس کا منشاء راضی نامہ کی طرح ایک قطعی تصفیہ تنازعہ مابین خاندان خود و خاندان زمیندار کا ہے

سنہ ۱۹۰۱ء
کاچی پودار نگیا
بنام
کاچی کلایا مارگیا

مگر اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ مدعی اسکو روکنے اس امر سے ممنوع نہ تھا کہ زمینداری کو دلا پانیکی نالش کرے اور کہ معاملہ ایسا نہ تھا جسکو کہ ایک ثالثی شخص برولائیت یہ قابل پابندی بناسکے اور کہ گو انتظام ایک مناسب انتظام بر پاساگی کے واسطے تھا تاہم وہ مدعی کیواسطے ایسا نہ تھا کیونکہ اُسکو اپنے برادر کے فائدہ کیواسطے اپنے حقوق ترک کرنے پڑتے تھے اور کہ مدعی کا گذارہ محفوظ تھا خواہ بر پاساگی کچھ ہی کیا ہو اور وہ یہ پاساگی کی کامیابی متنازعہ کو رہنے دیا نہو سکتا تھا اُسنے یہ بھی قرار دیا تھا کہ اگرچہ دست برداری کی تعبیر اسطرح پر بھی کیجا سکے کہ وہ مدعی کو زمینداری کے واسطے بطور نا قابل تقسیم زمینداری کی نالش کرنیسے باز رکھتی ہے تاہم وہ اُسکو اُسمین سے ایک حصہ کا دعوے اسوجہ پر کرنیسے باز رکھتی تھی کہ وہ قابل تقسیم ہو کیونکہ نالش ابتدائی نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۸۶ء کی جوابدہی اس بنا پر کیگئی تھی کہ زمینداری نا قابل التقسیم نہیں راضی نامہ اسی قیاس پر مرتب کیا گیا تھا اور یہی راے دست برداری مین بطور یقین والیہ کے ظاہر کیگئی تھی جسنے بظاہر ہرگز یہ قیاس کیا تھا کہ اُسکے پسران بذریع تقسیم کے حصہ پانیکے مستحق ہین اُسنے مقدمات ڈایرکٹران لنڈن اینڈ ساوتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی بنام بلیک مور (۱) ویار وتی بنام تھر وتالمی (۲) کا حوالہ با ظہار اسکے دیا تھا کہ عام الفاظ ایک دست برداری کے اُن امور تک محدود ہوتے ہین جو اُسوقت فریقین کے خیال مین ہون اور اُنکی تعبیر بحوالہ امر مدعا بہا دستاویز کے کیجانی چاہئے اور اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ فریقین کیطرف سے ایک غلطی امر واقعہ کیگئی ہے اور کہ دست برداری سے وہ نوعیت واقعات مکمل نہوئی تھی جسکا کہ موجود ہونا ثابت کیا گیا ہو اُسنے مقدمہ سبر امنیا تلاور بنام سو کا تلاور (۳) و سبیہ تلو بنام ارنا چالا تلو (۴) کا حوالہ دیکر یہ قرار دیا تھا کہ مدعی ایک حصہ زمینداری کی نالش کرنیسے ممنوع نہ تھا +

تنقیح ہفتم پر اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ چونکہ مدعی ایک فریق راضی نامہ نہ تھا اسلیے وہ صرف نہ گذارہ خور کی نالش کرنیسے ممنوع نہ تھا کیونکہ اُسکو ڈگری کو روسے کوئی خاص گذارہ عطا نہ کیا گیا تھا تنقیح پنجم پر اُسنے یہ قرار دیا تھا کہ نالش اسوجہ سے ممنوع السماعت نہتی کہ نالش ابتدائی نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۶ء مین مدعی نے باپسے ایک ڈگری گذارہ حاصل کی تھی تنقیح نمبر ۱ پر اُسنے قرار دیا تھا کہ مبلغ ۱۵ روپیہ ماہوار کا دعوے مدعی مناسب تھا بطور پر تصور ہونے کے مستحق گذارہ کرسکتا تھا

(۱) لا رپورٹ ہاوس آف لارڈس جلد ۹ صفحہ ۶۱۰ ـ
(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۴ ـ
(۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۳۳۷ ـ
(۴) ،، ،، ،، جلد ۵ صفحہ ۳۴۴ ـ

سنہ ۱۹۰۱ع
کالی پوانگیا
بنام
کالی کالانا تنگیا

تنقیحات نمبر ۱ و نمبر ۲ پر اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی کا سبیل البدل بنا ہو دعوی کیتا ل کرسکتا تہا اور یہ اجازت جو کہ گذشتہ
عطا کی تہی اعلی سبیل البدل دعوی زر نان و نفقہ کو بروقت سماعت کے اس امر پر اتفاق کیا گیا تہا کہ کوئی عوض کسی تقدم ذات
وحیثیت زوجگان پر مبنی نہ رکہا جانا چاہئے اور تنقیح متعلق بامر مذکور خارج کر دی گئی تہی ؛
سوال میعاد کے متعلق جو تنقیح نمبر ۳ میں اُٹھایا گیا تہا اصل بنا یہ ہے کہ جائداد مشترکہ جائداد خاندان ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ
مدعاعلیہم نمبر ۱ یہ عذر کرتا ہے کہ مدعی کے باپ کا استحقاق بغرض نالش تقسیم کے قبل اُسکی وفات کے زائد المیعاد ہو گیا تہا اور وہ زائل ہو گیا ہے
اسلئے مدعی کا دعوی بہی زائد المیعاد ہے۔ مدعی کا باپ سنہ ۱۸۳۳ع میں پیدا ہوا تہا اور سنہ ۱۸۹۳ع میں فوت ہوگیا تہا اُسکی پرورش
و گذارہ حاصل کرتا رہا ہے۔ جائداد زمینداری استمراری کی قبضہ میں حاصل کردہ خود تہی ور وہ سنہ ۱۸۳۴ع میں فوت ہوگیا تہا اور چار پسر
چہوڑ گیا تہا جن میں سے مدعی کا باپ دو سال کی عمر کا تہا سب سے بڑا پسر جو تہو زمینداری کا وارث ہوا تہا اور سنہ ۱۸۳۶ع میں
فوت ہوگیا تہا۔ اُسکا پسر مدعی کے باپ کا بہتیجا اُسکا وارث زیر ولایت کورٹ آف وارڈس ہوا تہا اور یہ
دوران نابالغیت سنہ ۱۸۴۲ع میں فوت ہوا تہا۔ اُسکا وارث اُسکا چچا کلیانا مدعی کے باپ کا بڑا بہائی ہوا تہا جو سنہ ۱۸۵۵ع میں
فوت ہوگیا تہا مدعی کا باپ سنہ ۱۸۳۴ع میں فوت ہوگیا تہا سنہ ۱۸۳۶ع میں مدعی کے باپ کی ماں کو مبلغ ــ ماہوار گذارہ دیا
گیا تہا (ملاحظہ ہو دستاویزات نمبر ۱۲ و نمبر ۱۳ ب) اور اُسکے برادران کو تا رہائی کا وظیفہ فرداً فرداً دیا گیا تہا سنہ ۱۸۴۲ع
میں مبلغ ــ ماہوار کا وظیفہ کلکٹر کیطرف سے اُسکو بتجویز کیا گیا تہا (دستاویز نمبر ۵)۔ مگر اُسی سال اُسکا برادر کلیانا زمینداری
کا وارث ہوگیا تہا۔ مدعی کا باپ اُسوقت ۹ سال کی عمر کا تہا سنہ ۱۸۴۵ع میں اُسکی ماں نے گذارہ کی نالش کرکے ایک ڈگری
مبلغ ــ ماہوار کی حاصل کی تہی سنہ ۱۸۶۰ع میں جبکہ مدعی کا باپ ۲۰ سال کی عمر کا تہا اُسنے گذارہ کی نالش کرکے
مبلغ ــ ماہوار کی ڈگری حاصل کی تہی (ملاحظہ ہو دستاویز الف ن) اور وہ اپنی وفات سنہ ۱۸۹۳ع تک اپنا وظیفہ لیتا رہا
تہا اسکے بعد اُسکی بیوہ کو بشرح ــ ماہوار (دستاویز نمبر ۲۸) وظیفہ ملتا رہا تہا تا آنکہ نالش نمبر ۲ بابت سنہ ۱۸۹۵ع رجوع
کی گئی تہی جب کہ اُسکا تتمہ اسطرح پر ہوا تہا کہ مبلغ ــ مدعی اور اُسکے دو برادران کو عطا کیا گیا تہا۔ یہ معلوم
نہیں کہ مدعی یا اُسکے مدعی کا باپ زمیندار کے خاندان کے ساتھ کسی وقت رہتا رہا تہا۔ دستاویز الف ق سے
ظاہر ہوتا ہے کہ استمرار زمینداری کا جانشین ہونے سے پیشتر زمانہ میں جداگانہ طور پر رہتا تہا قبل اسکے کہ وہ زمینداری کا
وارث ہوا تہا۔ مگر اس امر واقعہ سے اُس سوال میں خلل واقع نہیں ہوتا جو کہ تنقیح میں اُٹھایا گیا ہے۔ مدعاعلیہان کیطرف سے
یہ عذر کیا ہے کہ مدعی کا باپ سنہ ۱۸۶۱ع میں تقسیم کی نالش کرنے سے ممنوع تہا اسلئے بنا و دعوی کی تاریخ دعوی

جبکہ سوتہو نے زمینداری کا قبضہ بطور جانشین استمرار زمیندار گزشتہ ۱۸۳۰ء مین حاصل کیا تہا اور سولہ سال کی عمر کو سن بلوغ متصور کرکے اُسوقت سے ۱۲ سال کی میعاد زیر ضمن دفعہ ۸ ایکٹ لمیٹیشن ۱۸۰۲ء عطا کی ہی سوال یہ ہی کہ بنائے دعوے کب پیدا ہوتا تہا معاعلیہ نمبر ۱ نے یہ عذر کیا ہی کہ چونکہ سوتہو جائداد قابل تقسیم پر بطور جائداد ناقابل تقسیم کے قابض تہا اسلئے اُسکا قبضہ شرکا کے مقابلہ مین مخالفانہ تہا اور اُسکا بنائے دعوے اُسوقت پیدا ہوا تہا جبکہ اُس نے اپنا یہ قبضہ ابتداً شروع کیا تہا مگر محض یہ امر واقعہ کہ فریقین نے یہ باور کیا تہا کہ جائداد ناقابل تقسیم تہی در حالیکہ چہوٹے شرکا نے باوجود حصہ پانے کا حق رکہنے کے بجائے اُسکے گذارہ لینا پسند کیا تہا جہانتک کہ مین معلوم کرسکتا ہون علاوہ رکن خاندان کی حیثیت کو بمقابلہ دیگر اراکین مخالفانہ نہیں بناتا جبتک کہ اُنکا استحقاق تقسیم ممنوع السماعت ہوسکر (مقابلہ کیجئے ہمراہ سری راجہ ویرا دیوی گرو بنام سری راجہ سریانرائیناد ہستراجو بہادر گرو (۱)) کہ جسکو کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے مقدمہ بلگام (۲) مین بحال رکہا ہی بنائے دعوے اُسوقت تک پیدا نہین ہوتا جبتک کہ شرکا کامل طور پر محروم نکئے جائین (گوندان پلائی بنام چدامبرام پلائی (۳)) اور وہ کامل طور پر محروم نہین ہوجاتا اگر وہ جائداد خاندانی سے گذارہ حاصل کرتا رہے۔ یہ کہنا درست نہین ہے جیسا کہ ظاہر کیا گیا تہا کہ وصولی گذارہ سے استحقاق حصول حصہ سے محروم ہونا ثابت ہوتا ہی رائے مندرجہ مقدمہ راگہونا تہ بالی بنام مہاراج بالی (۴) اس حد تک نہین پہنچتی۔ صورت حال مین عین مطابق صورت مقدمہ بلگام (۲) کے معلوم ہوتی ہی جہانکہ چہوٹے اراکین نے غلطی سے گذارہ کا حاصل کرنا تسلیم کیا تہا اور وہ بحیثیت شرکا کے قبضہ سے محروم شدہ قرار دئے گئے تہے اسلئے میری یہ رائے ہی کہ مدعی کے باپکا دعوے بروے ایکٹ لمیٹیشن ۱۸۰۲ء کے سنہ ۱۸۶۱ء مین زائد المیعاد نہوا تہا اسلئے بعد ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء یکم جنوری سنہ ۱۸۶۲ء کو نافذ ہوا تہا اس ایکٹ کی روسے مدعی کے باپ کو اُس شخص کی کی وفات سے بارہ سال کی میعاد عطا کی گئی تہی جس کی وساطت سے جائداد منتقل ہوئی تہی یا کہ تاریخ آخری ادائگی بحساب حصہ خود سے (دفعہ ۱ ضمن ۱۲) وہ شخص جس کی وساطت سے جائداد منتقل ہوئی تہی شاید مدعی کا دادا قرار دیا جاسکتا باوجود اُن آرائے کے جو مقدمہ گوندان پلائی بنام چدامبرام پلائی (۳) مین ظاہر کیگئی ہین۔ مقابلہ کیجئے ہمراہ نسیجی چپا بنام دبیہ چپارہ (۵) اور اس صورت مین مدعی کے باپکا دعوے بلاشبہ طور پر زائد المیعاد ہوتا اگر اُسنے آمدنی مین سے حصہ نہ لیا ہوتا۔ مگر جیسا کہ مین نے اوپر ظاہر کیا ہی مجھکو یہ معلوم ہوتا ہو کہ

۱۹۰۱
کاپی بیوداننگیا
بنام
ساچی کلا یا بلبیا

(۱) اپیل نمبر ۴ سنہ ۱۹۰۱ء (غیر رپورٹ شدہ)

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۵۰ = لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۱۱۸۔

(۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۹۹۔

(۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۷۷ بصفحہ ۹۳ = لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۲۔

(۵) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۹ صفحہ ۲۹ بصفحہ ۳۰۔

سنہ ۱۹۰۱
کاچی یوولر ٹنگیا
بنام
کاچی کلایا نارنگیا

وظیفہ کا حاصل کرنا گویا آمدنی خاندان مین سے حصہ لینا ہے اور سوال صرف یہ ہے کہ آیا وہ ادائگی نان گذارہ جو کہ انکو حق مین کیگئی تہین بحساب انکو حصہ جایداد کے کیجاتی تہین۔ بمیری رائے مین اس سے انکار نہین کیا گیا کہ وہ باضابطہ طور پر وہ گذارہ لیتا رہا تہا جو کہ انکو نالش ابتدائی نمبر ۶ سنہ ۱۸۶۰ع مین عطا کیا گیا تہا یا بہر حال یہ بیان نہین کیا گیا کہ کسی دو ادائگی نان کے مابین بارہ سال کا عرصہ گذارا تہا۔ عذر یہ کیا گیا ہے کہ گذارہ کسی مبینہ حصہ کیواسطے نہین بلکہ اسوجہ سے ادا کیا جاتا تہا کہ مسطورالیہ حصہ جایداد کا مستحق نہ تہا اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ”بحساب“ سے مراد ”بباعث تسلیم کرنے“ استحقاق حصہ کے نہین ہے بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ ”بباعث موجود ہونے استحقاق مذکور کے“ مجہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موخرالذکر معنی درست ہوسکتے ہین جبکہ ادائگی اسطرح کی ہو کہ خاندان کیطرف سے جو ارکن کی استحقاق کو تسلیم کر کے انکے حق مین کیجائے گو فریقین غلطی سے ادائگی مذکور کو ایک ایسے استحقاق کیطرف منسوب کرین جو موجود نہو تو وہ اس استحقاق کیطرف منسوب کیجا سکتی ہے جو موجود ہو اسلئے وہ بحساب استحقاق مذکور کیجاتی ہے گو بطور تسلیم کرنے اس استحقاق کے نہین میری یہ رائے نہین ہے کہ بلحاظ واقعات کے موجودہ استحقاق سے انکار کیا گیا تہا۔ ایک استحقاق تسلیم کیا گیا ہے اور اسکے تسلیم کرنیکا نتیجہ وہی ہے گویا کہ واقعی استحقاق تسلیم کیا گیا ہے چونکہ ایک ایسا جایز استحقاق موجود ہے جسکی کہ طرف ادائگی منسوب کیجا سکتی ہے اور کوئی واقعی انکار استحقاق مذکور کا نہین کیا گیا اسلئے ادائگی اُسکی طرف منسوب کیجا سکتی ہے گو وہ واقعی طور پر اُس نیت سے نہ کیگئی تہی۔ اگر یہ درست ہے تو مدعی کو یا کا دعوے برو ئے ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع کے زائد المیعاد نہ تہا اور نہ وہ برو ئے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ع کے زائد المیعاد تہا کیونکہ بعد اُس ایکٹ کے نافذ ہونیکے کوئی دعوے اور انکار نہ کیا گیا تہا اور نہ اُسکا دعوے برو ئے ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع کے زائد المیعاد تہا کیونکہ وہ اپنا گذارہ باضابطہ طور پر وصول کرتا رہا تہا اور محروم نہ کیا گیا تہا اسلئے دعوے تقسیم زائد المیعاد نہین ہے۔

تنقیح نمبر ۲ پر صاحب جج ضلع نے کوئی قرارداد قلمبند نہ کی تہی کیونکہ اُسنے زمینداری کو قابل تقسیم قرار دیا تہا۔

تنقیح نمبر ۷ پر اُسنے قرار دیا تہا کہ وصیت پر زمیندار نے چند منٹ فوت ہونے سے پہلے دستخط کئے تہے اور کہ وہ بعد ازان ڈپٹی کلکٹر کے قبضہ مین کچہ عرصہ تک رہی تہی اور بعد وہ کلکٹر کی تفویض مین رہی ہے۔ یہ ظاہر نہین کیا جا سکتا کہ وہ بعد دستخط کئے جانیکے تبدیل کیگئی تہی اُسنے یہ بہی قرار دیا تہا کہ زمیندار کو معلوم تہا کہ اُسنے ایک وصیت پر دستخط کرنیکے اپنے اُسنے دستاویز مذکور کو پسند کر کے اُسپر دستخط کئے تہے اور کہ اُس پر دستخط کرنے کے واسطے دباؤ ناجایز نہ ڈالا گیا تہا

سنہ ۱۹۰۱ع
ماچی لیدنا ناندیا
بنام
ماچی کلایا نانگیا

مگر صاحب جج نے کوئی صریح قرارداد اس امر کے متعلق قلمبند نہیں کی تہی کہ آیا وصیت قانوناً جائز تہی اور وہ دعویدار تقسیم جائداد جدی کو برخلاف موثر ہو سکتی تہی یا نہ اُنہوں نے بیان کیا ہی کہ وہ جائداد جو اُنہوں نے حاصل کی وہ خود کرستلی جائداد ہو سکتی ہی مگر یہ ظاہر نہیں کیا گیا تہا کہ کلیا تا کے پاس کوئی جائداد حاصل کردہ خود جداگانہ طور پر تہی ٭

نتیجہ یہ ہی کہ اُسنے ایک ڈگری بدین قرارداد صادر کی تہی کہ جائداد متنازعہ قابل تقسیم ہی اور مدعی و مدعا علیہ نمبر ۱ میں سے ہر ایک چہارم حصہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ پر قابض ہونے کا مستحق ہی اور اُسنے دیگر دادرسی عطا کی تہی ٭

اس ڈگری کی ناراضی سے مدعا علیہ نمبر ۱ نے اپیل حال رجوع کیا ؟ -

سروی بہشیام ایانگر و راما سبا ایار و سنکرن نیار و نزدو دنیکیا چیر یر دا آبا ایار و الیس ہر نیو اسا ایانگر منجانب ایپلانٹ - سنکرن نیار - جیسا کہ شہادت سے ظاہر ہوتا ہی موجودہ پلایام ابتدائاً ایک خود مختار راج تہا اسلئے پلایام قبل سنہ ۱۷۶۵ء کے بلا شبہ طور پر ناقابل تقسیم تہا (ملاحظہ کرو) لچھمی دیواماہ بنام ویگاما نید و (۱) پیدا امانی بنام زمیندار مرنگاپوری (۲) و لکشمی تہی بنام کنتا سامی (۳) - پلایاگر سنہ ۱۷۶۵ء کو معزول کیا جانا پلایام کا ضبط کیا جانا نہ تہا - پلایاگر نے سنہ ۱۷۶۸ء میں دوبارہ قبضہ حاصل کر لیا تہا اور عملی طور پر سنہ ۱۸۰۱ء تک پلایام پر قابض رہا تہا - یہ دوران انتقالات کے ناٹک گورنمنٹ اور برٹش گورنمنٹ ز بطور پلایاگر کے تسلیم کیا تہا - بروے شرع محمدی کے نواب کو کوئی حق باغی کی جائداد کو ضبط کر دینے کا حاصل نہ تہا (بابو بیر پرتاب ساہی بنام مہاراجہ راجندر پرتاب ساہی (۴) بابو گنگ دہاری سہاے بنام مہاراجہ راجندر پرتاب ساہی (۵) جملہ واقعات بیان کردہ بہ رپورٹ مسٹر والس مورخہ ۶ بہمی سنہ ۱۸۰۲ع (دستاویز نمبر ۵۲) زیادہ سے زیادہ صرف یہ ظاہر کرتے ہیں کہ نواب کیطرف سے عارضی دست اندازی پلایاگر کے انتظام پلایام میں کیگئی تہیں ایجنسی صاحب کے مہذا مجات سے عملی طور پر کچھہ ظاہر نہیں ہوتا - اگر اُنسے کچھہ ظاہر ہوتا ہی تو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اور ایا ریلایام بطور پلایام کے جاری رہا تہا - پلایام تلف نہ کیا گیا تہا اور نہ وہ نواب کی مملکت میں شامل کیا گیا تہا اور لفظ "زمیندار" میں جو کچھہ اُس سے اُسوقت مراد لیجاتی تہی کوئی امر ایسا پیر کے خلاف موجود نہ تہا اُس سے صرف انتظام تخمیص ایک خاص عرصہ کیواسطے ظاہر ہوتی ہی

(۱) سوزنا انڈین اپیلز جلد ۹ صفحہ ۶۶ -

(۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۲۰ بصفحہ ۲۹ و ۲۹۵ -

(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۵۴ -

(۴) سوزنا انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۱ بصفحہ ۳۳ -

(۵) (سنہ ۱۸۶۴ع) ویکلی رپورٹر صفحہ ۹۸ (اجلاس کامل) -

سنہ ۱۸۹۹ء
مقدمہ زمینداری اودیار پلایام

یہ فرض کرکے کہ ایک ضبطی کیگئی تھی معاملات سنہ ۱۷۹۲ء (دستاویز ب اشتہار مدراس گورنمنٹ مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۰۲ء و دستاویز نمبر ۵۲ الف چٹھی مسٹر والس مورخہ ۲ جنوری سنہ ۱۸۰۲ء) ضبطی مذکور کے کالعدم بنانیکی حد تک پہنچتی تھی یا کم از کم بحالی کی حد تک جیسے کہ مقدمہ ہنساپور (۱) میں کیگئی تھی۔ ہر ایک صورت میں جائیداد قابل تقسیم جاری رہتی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو مقدمہ شواگنگا (۲) ایسٹ انڈیا کمپنی کی پالیسی اسوقت کی دستاویزات ت و نمبر ۵۴ (اشتہار مدراس گورنمنٹ مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۰۲ء و یکم دسمبر سنہ ۱۸۰۲ء) سے ظاہر ہوتی ہے جنسے صحیح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی نیت یہ تھی کہ پلا یام کا قبضہ پلایاگران کے حق میں مستقل تشخیص پر بحال کیا جائے۔ مسٹر والس کی چٹھی مورخہ ۲ جنوری و ۱۹ فروری سنہ ۱۸۰۲ء (دستاویزات ۵۲ الف و ۵۱ (ب)) اور انکے جواب مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۸۰۲ء (دستاویز نمبر ۵۳ (ب)) سے صحیح نیت گورنمنٹ کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ پلایاگر پلایام پر قابض کیا جائے وہ اور اس سے پہلی کارروائیات گورنمنٹ مورخہ ۲۷ فروری سنہ ۱۸۰۲ء (دستاویز نمبر ۶۶) جسکے رو سے استمرار زمیندار اپنے متوفی سوتیلے برادر کا جانشین قرار دیا گیا تھا اس امر واقعہ کے تسلیم کئے جانیکی حد تک ہو پہنچتے ہیں کہ کوئی ضبطی نہیں کیگئی تھی اور کہ کم از کم اگر کوئی ضبطی کیگئی تھی تو اسکے بعد بحالی کیگئی تھی۔ گورنمنٹ کے حکم مورخہ ۷ جولائی سنہ ۱۸۰۲ء (دستاویز و) اور بورڈ کی چٹھی مورخہ ۴ اگست سنہ ۱۸۰۲ء (دستاویز ض) اور مابعد کی کارروائی از سنہ ۱۸۰۳ء لغایت سنہ ۱۸۱۶ء سے بحال مذکور میں خلل واقع نہیں ہوتا اور انکا تعلق ایک جدید عطیہ کے ساتھ اس بنا پر نہیں ہے کہ ضبطی کیجا چکی تھی بلکہ انکا تعلق ان پیچیدہ تجاویز کیساتھ تھا جو کہ واسطے بندوبست پلایام کے کیگئی تھیں دس فیصدی وظیفہ پلایاگر کے حقوق مالکانہ بناتا تھا حالانکہ گورنمنٹ نے پلایام کا انتظام اسکی طرف سے اسوقت تک حاصل کیا تھا جبتک کہ ایک مناسب انتظام مکمل کیا جائے (اس نے رپورٹ پنجم م جلد ۲ صفحات ۲۲ و ۳۲۸ اور تعریف لفظ "زمیندار" کا حوالہ دیا تھا) گورنمنٹ کی نیت یہ تھی کہ ریاست کو معہ اسکے پرانے ملحقات کے حقیت زمینداری پر جاری رکھے۔ کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ کا منشا نوعیت جائیداد کو تبدیل کرنیکا تھا۔ مقدمہ حال مطابق مقدمہ راماند (۳) کے ہے جہانکہ کل قانون پر صحیح طور سے نظر ثانی کیگئی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو چناپل بنام اکہولوامل (۴) جہانکہ حکام ہائیکورٹ (متوسامی ایر صاحب و شفرڈ صاحب جسٹسان) نے حسب ذیل قرار دیا تھا:-

(۱) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۱ (۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۸ صفحہ ۹۹ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۴۲۹ -
(۳) اپیل نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۸ء (غیر رپورٹ شدہ) ملاحظہ ہو آئندہ صفحہ ۶۱ (۴) اپیل نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۸ء (غیر رپورٹ شدہ)-

سنہ ۱۹۱۰ء
مقدمہ زمینداری
اوڈیار پلایام

"اسلیئے ہماری یہ رائے ہے کہ سب آرڈینیٹ جج کی یہ رائے کہ پلایام کا قبضہ فیوڈل یا فوجی حیثیت پر قبل برٹش حکومت کے رکہا گیا تہا اور کہ وہ کم از کم ۱۸۵۵ء سے جاری ہے اور کہ حقیقت سے ایک قیاس نا قابل تقسیم ہونیکا پیدا ہوتا ہے" اور نیز یہ کہ "پس کل شہادت پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقت جسپر کہ پلایام کا قبضہ برٹش حکومت سے پہلے رکہا گیا تہا یہ قیاس پیدا کرتا ہے کہ وہ ابتدا ًنا قابل تقسیم تہا۔ گو وہ نا پیدا از عرصہ ۱۳ سال سے چلا آتا ہے تاہم اسوقت سے کوئی تقسیم نہیں کیگئی اس سے قیاس مذکور کی تائید ہوتی ہے۔ اس تاریخ خاندان سے جسکی کہ تائید اُن بیانات سے ہوتی ہے جو ۱۸۲۲ء سے کئے گئے ہیں جبکہ کوئی اختلاف خاندان میں موجود نہتا قوی طور پر جائداد کے نا قابل تقسیم ہونیکی تائید ہوتی ہے۔ بہت سے پلایام ہائے متصلہ کے رواج سے بہی جو اسی قوم کی ملکیت ہیں نا قابل تقسیم ہونیکی تائید ہوتی ہے"

سر دی بہشیام اینگر نے بحث مذکور کو جاری رکہا:- اوّلاً اس بنا پر کہ کوئی ضبطی نکیگئی تہی یا اگر کیگئی تہی تو بحالی کیگئی تہی اسلیئے جائداد نا قابل تقسیم ہے (ملاحظہ ہو منا داہو گندما تو ار بنام دوراسنگا تیوار (۱) مقدمہ ہنساپور (۲)) واسطے مقدمات کالعدم قرار دیئے جانے ضبطی کے ملاحظہ ہو پرنس مرزا جہاں قدر بہادر بنام نواب افسر بہو بیگم (۳) و پرنس مرزا جہانقدر بہادر بنام بادشاہ بہو صاحبہ (۴) و نرائینا بنام چینگالما (۵) جائداد معطی لہ کے قبضہ میں محصلہ خود ہو سکتی ہے مگر اسکے رو سے اسکے قدیم رواجات محفوظ رکہے گئے ہیں جیسا کہ مقدمہ ہنساپور (۲) میں اور مقدمہ شوا گنگا (۶) میں قرار دیا گیا تہا۔ صورت حال قوی تر ہے۔ صورتحال میں سند اُس شخص کو عطا کیگئی تہی جو وارث تہا۔ اسمیں کوئی انتقال حق دوسری شاخ خاندان کے مقدمہ ہنساپور (۲) یا مقدمہ شوا گنگا (۶) کیطرح ہوا تہا۔ مقدمہ راجہ دینکٹا نرسمہا اپا راؤ بہادر بنام راجہ نرسیا اپا راؤ بہادر (۷) اس سے بالکل مختلف تہا۔ اس مقدمہ میں ایک جائداد دو میں منقسم کیگئی تہی اور مالک جدید زمینداری بحق رامچندر کہ پیدا کیگئی تہی جو وارث نہتا اور نہ جائداد نا قابل تقسیم پر قابض تہا مزید براں وہاں کوئی رواج قابل تقسیم ہونیکا خاندان میں بعد ۱۸۰۲ء کے موجود نہتا اور اراکین خاندان نے جائداد کو قابل تقسیم متصور کیا تہا۔ آرائے حکام عالیمقام پریوی کونسل دربارہ فقرات مندرجہ سند متعلق بہ انتقال و میعاد بحق ورثا ریا العبد میں مقدمہ رانی سرتاج کواری بنام

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۹ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۷ صفحہ ۹۹ (۲) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۱
(۳) ،، ،، کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۷ و ،، ،، ،، جلد ۱۹ صفحہ ۶ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۱ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۴ (۵) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱ (۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۹۹ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۵ صفحہ ۹۹ (۷) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۳۸ -

سنہ ۱۹۱۰ء
مقدمہ زمینداری
اودیار پلایام

رانی دیوراج کواری (۱) چنداں اہم نہیں ہیں۔ وہ صرف ایک جدی جائداد ناقابل تقسیم ہے جو قابل انتقال ہے
یہ کہنا کہ ایک جائداد اسوجہ سے قابل تقسیم ہے کہ وہ قابل انتقال ہے درست نہیں۔ وہ فقرات مندرجہ
سند جنکے رو سے انتقالات کی اجازت دیگئی ہے بلاشبہ طور پر ناقابل تقسیم نوعیت کے نامطابق نہیں ہیں
اُسنے فیصلہ سر آر تہر ولہوس صاحب بمقدمہ متو دہو گندا تواربنام ڈورا سنگہا توار (۲) دسواسبرامنیا ناگمر
بنام کرشنامل (۳) کا حوالہ دیا۔ مقدمہ نوزود (۴) کی تشریح مقدمہ شو الگنگا (۲) میں یہ کیگئی ہے کہ وہ
ایک مقدمہ ایک ایسی ریاست کے پیدا کرنیکا ہے جو کسی ریاست با استحقاق سے قبل عطا کئے جانیکے سند
کے مشابہ ہو سکتی تھی۔ یہ ایک درست تمیز ہے۔ صورتحال ہیں اگرچہ یہ فرض کیا جائے کہ سند استحقاق
کی جز ہے جائداد پرانے پلایام اور دستاویز استحقاق کے مشابہ ہو سکتی ہے۔ دستاویز میں صرف
تمہید ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء کا تکرار کیا گیا ہے اور ایسی آرائے ظاہر کیگئی ہیں جنکو کہ ایکدفعہ گورنمنٹ نے
دربارہ قابل وراثت نوعیت پلایام ہائے کے اختیار کیا تہا اُسنے مقدمہ مرنگاپوری (۵) کا حوالہ دیا تہا۔
مقدمہ سر بمینتو راجہ برلا گدا ملک لد جونا بنام سر بمینتو راجہ برلا گدا درگا (۶) عین متعلق ہے۔ مقدمہ زمیندار
مرانگی بنام سری راجہ ستر وچرلا راسہا ورراز و (۷) میں واقعات خاص قسم کے تہے۔ ایک جدید
عطیہ زمینداری پہلے زمیندار کے پسر کے حق میں کیا گیا تہا جو زندہ تہا بعوض اُس مالی وظیفہ کے جسکا
کہ اقرار بحق چند اراکین خاندان کے کیا گیا تہا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ سند مطابق عام الفاظ کے تہی
مگر جائداد کے ساتھ ایسی کارروائی کیگئی تہی اور کوئی ثبوت کسی رسم ورواج وراثت بروے جیٹہائی
کا موجود نتھا اور اسی امر پر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے زیادہ تر زور دیا تہا علاوہ بریں ریاست
ایک جدید خاندان میں تہی جسکے یہاں کوئی ایسا رواج موجود نتھا۔ مقدمہ سری راجہ ورا ادرا اتہو درائل
راجہ لکشمی دیوی گرو بنام سری راجہ ورا ادرا اتہو درائل سریا نرائنا دہتراز و بہادر گرو (۸) میں کوئی امر
اس رائے کے خلاف موجود نہیں ہے۔ صورتحال میں وہ ریاست جو سند ۱۸۰۳ء میں شامل ہے پرانے
پلایام سے بنتی ہے اور منشاریہ تہا کہ گورنمنٹ کیطرف سے پرانا پلایام بحال کیا جائے وسعت

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۵ صفحہ ۱۵۰ و انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۷۲ (۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۸ صفحہ ۹۹ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۹۰ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۸۷ (۴) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۴۳ و ،، ،، ،، جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ (۵) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۲۸۰ (۶) ،، ،، ،، جلد ۴ صفحہ ۱۳۴ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۸۶ (۷) ،، ،، ،، جلد ۸ صفحہ ۵۴ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۰ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۲۴۶ (۸) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۵۶

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اودیاپا بنام پلایام

کم کیگئی تھی مگر جسا کہ بہی علی التناسب تشخیص بھی کم کیگئی تھی - استمرار زمیندار کو جسقدر آمدنی عطا کیگئی تھی جسقدر کہ پیرانے پلایام سے حاصل ہوتی تھی - یہ انتظامات پلایاگر کی رضامندی سے اُس کی سہولیت اور فایدہ کے واسطے کئے گئے تھے - ثانیاً اگرچہ ایک جدید عطیہ بہی کیا گیا تہا تاہم گورنمنٹ کی نیت بالکل مطابق اسکی ناقابل تقسیم نوعیت کے احراز کے تہی - بطور کم بیش ہمعصر شہادت اس نیت کی جو معاملات سنہ ۱۸۰۱ء و ۱۸۰۲ء میں ظاہر ہوتی ہے ملاحظہ ہو سلسلہ دستاویزات نمبر ۶۷ مزید براں ایک خاندان قدیم از قسم حال مجاز ہے کہ رواج مذکور کو ایک جدید حاصل کردہ یا پیدا کردہ ریاست سے متعلق کرے یہ ایک بنا رقانون دربارہ ایزاد یہائے ریاستہائے ناقابل تقسیم کے ہے جبکہ ایک فی ہم خاندان ایک ناقابل التقسیم جایداد پر قابض ہو تو وہ رواج مذکور کو جاری رکہہ سکتا ہے بخصوص اُسکو اُس جایداد کے ساتہہ جاری رکہنے سے جو کلاً یا جزواً پرانی ریاست کی بجائے ہو - (ملاحظہ ہو چودہری چنتامن سنگہ بنام سماۃ نولکہو کنواری (۱) مقدمہ دیو راکُٹا (۲) ٹہاکر ستر پال سنگہ بنام ٹہاکر جگ سنگہ پال (۳) لکشمی پتہی بنام کندا سامی (۴) تارالال سنگہ بنام سردیو سنگہ (۵) صورت حال مدعی میں ۹۰ سال سے ایک رواج موجود ہے اور چار پشت ہائے سے جاری ہے - دستاویزی شہادت بالخصوص بہت زیادہ ہے مقدمہ باباجی بنام نراین (۶) میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ وظیفہ جو بعوض سرانجام کے ہو ناقابل انتقال ہے -

ثالثاً بہ نسبت سوال میعاد کے اگرچہ جایداد قابل تقسیم ہو تاہم مدعی کا خاندان بروئے میعاد کے ممنوع ہے (ملاحظہ ہو ریگولیشن ۲ سنہ ۱۸۰۲ء ضمن (۲) دفعہ ۱۸ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ۱ ضمن ۱۳ و دفعہ ۱۲ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء) - مدعی کا باپ زیر ریگولیشن ۲ سنہ ۱۸۰۲ء ممنوع تہا - اگر ایسا نہو تاہم وہ بروئے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کے ممنوع السماعت تہا - اسکی طرف سے گذارہ کا حاصل کیا جانا اس امر کے بہ مطابق تہا کہ وہ اپنے حصہ سے محروم کیا جائے - بخلاف ازیں اسکی رو سے اسکے مشترکہ حقوق زایل ہوجاتے ہیں گذارہ اسکے حصہ کی نسبت حاصل نکیا گیا تہا - انہی مقدمات گوونددن پلائی بنام چدامبرام پلائی (۷) دکشنا منیشا کمندو بنام سیرو کمارو دیبیا (۸) دستاپا بنام راجیوراسستردلو (۹) دابا گوبنام

(۱) لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ و انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۳ (۲) لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۴ صفحہ ۱۰۴ و انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۴۰۶ (۳) لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۳ صفحہ ۳۷ و انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱ (۴) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۵۴ (۵) لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۳۳ و انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۷۰۴ (۶) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۳۴۰ صفحہ ۴۴۳
(۷) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۹۹ (۸) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۱۹۳ (مقدمہ دیوانی) (۹) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۳۵۴ -

سنہ ۱۹۰۱ء
بقدمہ زمینداری
اودایارپلا بنام

ستیتائی امو (۱) جو الاکجش بنام دہرم سنگہ (۲) ونیسمی چہبا بنام دلبہہ چہبا (۳) اپّاسامی اودایار بنام سبرامنیا اودایار (۴) کرشنا دبن چودہری بنام سریتی ہرکماری چودہرانی (۵) پرمسنو کمار کچی بنام شاماچرن کمرجی (۶) لکشمن داوناگ بنام رامچندر داوناگ (۷) ورامچندر نرائن بنام نرائن مہادیو (۸) رائے رگہوناتہہ بالی بنام رائے مہاراج بالی (۹) اور نیز دستاویزات یعنے کاغذات پورڈ نمبر ۲۶،۴۵ مورخہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۳۵ء ودو دستاویز نمبر ۲۹ یعنے بیان کاپی وجایارنگپا مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۶۷ء بنالش ابتدائی نمبر ۵۰ سنہ ۱۸۶۹ء بعدالت ضلع ترچناپلی اور زبانی شہادت گواہان مدعی نمبر ۶ و نمبر ۱۳ اور دستاویز نمبر ۲ (ق) یعنے نوٹس مورخہ ۶ مارچ سنہ ۱۸۳۴ء اور درخواست نمبر ۸ منجانب اوپائی زن بنام زمیندار اور دستاویز الف ق عرضی بنام کلکٹر ترچناپلی مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۸۳۵ء ودستاویز نمبر ۱ اجی مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۸۳۵ء از طرف کلکٹر ترچناپلی بنام زمیندار و دستاویز نمبر ۲ اقتباس از کار روائی بورڈ مورخہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۳۵ء وغیرہ اور نالشات نان ونفقہ کا حوالہ دیا]۔

مدعی کے باپ کی نالش گذشتہ بطور امر فیصل شدہ کے دعوائے تقسیم میں حائل ہوتی ہے (ملاحظہ ہو ہمنت سنگہ ہیر سنگہ بنام گنپت سنگہ (۱۰) و بابو شیو لوچن سنگہ بنام بابو صاحب سنگہ (۱۱))۔ متوفی زمیندار کلیانا رنگپا نے ایک جایداد ناقابل تقسیم بذریعے تصرف قدیم کے حاصل کی تہی (ملاحظہ ہو سری راجا دیرا وراہتو درائل راجا لکشمی دیوی گرو بنام سری راجا دیرا وراہتو درائل سریا نرائن وتہرا گرو بہاہ گرو (۱۲) مادہو بنام نلاکینا (۱۳) سنکرن بنام پیریاسامی (۱۴) نرائن جگناتہہ ڈکشیت بنام واسو دیو وسنو ڈکشیت (۱۵) نکیت رامچندرا سنگہ بنام سریمتی مادہو کماری (۱۶) اناسامی پلائی بنام رامکرشنا مالیار (۱۷) بیداپابن بہوجینگاپا بنام سوامیراو شتر بنواس (۱۸))۔

(۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۳۷ (۲) مورز انڈین اپیلز جلد ۳ صفحہ ۱۱۵ (۳) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۲۵ صفحہ ۲۹۷ بصفحہ ۳۰۰
(۴) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۵ صفحہ ۱۲۶ وانڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۲ (۵) ویکلی رپورٹر جلد ۲۵ صفحہ ۳۰۶ (مقدمہ دیوانی) (۶) دیکہو پورپسر جلد ۱ صفحہ ۱۵۴ (مقدمہ دیوانی) (۷) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۶ صفحہ ۱۸۱ وانڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۸ (۸) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۶ ونوٹس حاشیہ (الف) و (ب) بصفحہ ۲۲۳ و ۲۲۱ (۹) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ وانڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۷۰ بصفحہ ۷۰۲
(۱۰) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۴۹ بصفحہ ۹۶ (۱۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۶۳ وانڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۷ بصفحہ ۱۸ (۱۲) اپیل نمبر ۳ بابت سنہ ۱۸۹۱ء (غیر رپورٹ شدہ) (۱۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۴۴ (۱۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۷۶
(۱۵) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ (۱۶) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ وانڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۸۰۸
(۱۷) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۹ (۱۸) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۲۸۶ وانڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۵۵۴۔

سنہ ۱۹۰۴ء
مقدمہ زمینداری
اودایار پلایام

مدعی کا دعوے علی سبیل البدل کل جائداد کی نسبت بربنائے ناقابل تقسیم ہونیکے اسوجہ پر مبنی ہے کہ وہ قابل ترجیح وارث ہے یہ عذر غلط فہمی مقدمہ بنیکسٹودیب بر موتو بنام سیر جیندر ٹہاکر (۱) پر منحصر ہے جسکا کہ فیصلہ مطابق قانون دیابہاگا کے کیا گیا تہا جسمیں پسماندگی نامعلوم ہے (ملاحظہ ہو سبرامنیا پاندیا چوکا تلوار بنام سواسبرامنیا پلائی (۲) مقدمہ نراگنتی اچما گرو بنام وینکٹا چلاپتی نیا نیورو (۳) عین متعلق ہے۔ اسمیں قانون انتقال مندرجہ رانی سرتاج کواری بنام رانی دیوراج کواری (۴) سے کوئی خلل واقع نہیں ہوا ہے جس مقدمہ کے رو سے صریح طور پر تمیز مابین وراثت اور انتقال کے تسلیم کیگئی ہے اور اسکی پیروی مقدمہ متعدد وگندہا توار بنام پرماسامی (۵) و سبرامنیا پاندیا چوکا تلوار بنام سواسبرامنیا پلائی (۶) وراجا جوگندر وبہوپتی ہریچرن جہاپتر بنام نتیانندمان سنگہ (۷) میں کیگئی ہے۔ بروئے اصول قایممقامی کے مدعاعلیہ نزدیک تر ہے (ملاحظہ ہو دیبی پرشاد بنام ٹہاکردیال (۸) و بہیل دہس بنام چونی لال (۹) مقدمہ پترہ (۱) کو حکام پریوی کونسل نے ایک پہلی مقدمہ مدراس میں تسلیم نہیں کیا جو ایک صریح سند ہے (ملاحظہ ہو ستر یراجانیو مولا وینکیا بہام ستر یراجا نیو مولا بوچیا وگوندورا (۱۰)) وہ مقدمات جنکا کہ حوالہ دہرماشاستر میں صاحب تحقیق نے شتم میں صفحہ ۵۴۵ پر دیا گیا ہے (ملاحظہ ہو اچل رام بنام اودائے پرتاب ادہیادت سنگہ (۱۱) و نرندر بہادر سنگہ بنام اچل رام (۱۲)) مقدمات متعلق بہ وراثت بازگشتی بعداز بیوہ کے ہیں جہانتک مسلمہ طور پر پسماندگی کا اصول متعلق نہیں ہوتا۔

راما سبا ایار نے حجت کو جاری رکہا۔ ڈگری بہ بنا راضینامہ دست برداری بنالش ماسبق مدعی اور مدعاعلیہ نمبر ۲ پر قابل پابندی ہیں۔ اگرچہ مقدمہ پیارادی ملالی بنام ادہمیولامالی (۱۳) اپناک بہتر قائل ہوتا ہم وہ متعلق نہیں ہوتا۔ صاحب جج ضلع نے قرار دیا ہے کہ وصیت دراصل جائز طور پر تحریر کیگئی تہی۔ ناقابل تقسیم ہونیکی بنا پر وصیت مذکور مدعی کو خارج کرتی ہے لاسنی مقدمہ

(۱) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۳ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳۱۲ بصفحہ ۳۳۰ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۰ (۴) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۵ صفحہ ۱۵۱ و انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۷۰ (۵) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۸ صفحہ ۱۲۸ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۱۱ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۴ (۶) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۳۴۴ بصفحہ ۳۴۳ (۷) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۸ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۱ (۸) ،، ،، الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۰۵ (۹) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۹ (۱۰) مورز انڈین اپیل جلد ۹ صفحہ ۳۴۳ (۱۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۱۵۱ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۱۵ (۱۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۷۷ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۶۴۹ (۱۳) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۲۲۴۔

سری راجا وینکٹا سر یا ماہی پتی راما کرشنا راؤ بہادر بنام کورٹ آف وارڈس (۱) کا حوالہ دیا)۔

سندرا ایار دیہشیام ایانگر بجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱:۔ دستاویز نمبر ۵۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۷۶۵ء میں ضبطی کیگئی تھی پلایام نائل ہوگیا تھا۔ اس تاریخ سے پلایاگر صرف ایک لگان دہندہ یا کاشتکار تھا اور وہ حیثیت بھی اسکو گاہے گاہے حاصل ہوتی تھی۔ اسکا استحقاق دربارہ پلایام کے کبھی تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ دستاویز ق سے قطعی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ پرانی جائداد بحال کیگئی تھی اور پلایاگر صرف رعایت گورنمنٹ کو مدنظر رکھ سکتا تھا۔ وہ عہدنامجات جو نواب کے ساتھ تحریر کئے گئے تھے جنکا ذکر کتاب بیلی صاحب میں کیا گیا ہے قطعی طور پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ پلایاگر موجود نہ تھا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ گورنمنٹ کا منشا سنہ ۱۸۰۲ء میں (دستاویز نمبر ۶۶ ملاحظہ طلب) پلایام کا قبضہ بحال کرنے کا تھا مگر اسنے بعد میں اپنی نیت تبدیل کر لی تھی۔ تبدیلی مذکور دستاویز و سے ظاہر نہیں ہو سکتی مگر وہ کافی طور پر دستاویز ذ سے ف د ب و غ سے ظاہر ہوتی ہے (اقتباس از کارروائیات بورڈ مورخہ ۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۱۵ء) سنہ ۱۸۰۲ء سے سنہ ۱۸۱۴ء تک کوئی واقعہ دو تعمیم نہیں آیا۔ دس فیصدی صرف ایک مناسب گذارہ تھا۔ وہ جائداد جو بروئے سند سنہ ۱۸۱۶ء کے عطا کیگئی تھی وہ نہتھی جو کہ پہلے پلایاگر کے قبضہ میں تھی اور نہ وہ پہلی ریاست کی بحالی کی حد تک پہونچتی تھی۔ ایک جدید ریاست جسمیں چند مواضعات شامل تھے مقدمہ نور ود (۲) کیطرح عطا کیگئی تھی۔ استدعا یہ کیگئی ہے کہ مقدمہ مذکور درست طور پر متعلق ہوتا ہے۔ اپیلانٹ کا عذر جو اس قیاس پر مبنی ہے کہ ان مواضعات کی آمدنی جو سند میں شامل تھے پرانے پلایام کی آمدنی بناتی ہے۔ نادرست ہے۔ دراصل صرف ایک حصہ پرانے پلایام کا عطا کیا گیا تھا۔ اور یہ امر صریح نہیں ہے کہ آمدنی ایک ہی تھی۔ اگرچہ وہ ایک ہی ہو تاہم وہ حیثیت جسکا کہ عذر کیا گیا ہے پیدا نہیں ہوتی سند استحقاق کی جڑھ ہے اسکے رو سے مواضعات عطا کئے گئے تھے نہ کہ پلایام۔ وہ پہلے حقوق جنکا کہ حوالہ دستاویزات الف ۸ و الف ک میں دیا گیا ہے کودل اور کامنیدری سے متعلق ہیں۔ اپیلانٹان نے لفظ "زمیندار" مستعملہ بدستاویز الف ک پر انحصار کیا ہے مگر وہ صرف ایک تشریحی لفظ ہے۔ مگر دستاویز الف ک فقرہ (۲) کے رو سے بعض مواضعات میں حقوق زمینداری عطا کئے گئے ہیں۔ یہ امر اہم ہے کہ ایک مشروط سند ضروری تھی (ملاحظہ ہو دستاویز الف ف) مقدمہ مرانگی صورتحال پر حاوی ہے۔ یہ امر واقعہ کہ خاندان نے ہمیشہ جائداد کو ناقابل تقسیم قرار دیا اسکی درست نوعیت کو

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۲۶ صفحہ ۸۳ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۲ (۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۳۸ و انڈین مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ (۳) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۹ صفحہ ۵۴۴ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۳۹۰ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۸۰ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۴ صفحہ ۱۴۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اودایار پلایام

تبدیل نہیں کرسکتی (ملاحظہ ہو بلگام (۱)) مقدمہ شو گنگا (۲) میں جائیداد زمیندار کو بطور ایک حکمران کے عطا کیگئی تہی - مقدمہ دوار اکوٹا (۳) میں تاریخ عطائے سند پر استمرار زمیندار جائیداد پر قابض تہا - وہ اصول جو فیصلجات مذکور میں درج ہے یہ ہے :- اگر معطی لہٗ قابض ہو اور اسکو سند عطا کیجائے تو سند سے نوعیت جائیداد میں خلل واقعہ نہیں ہوتا اور وہ ساتھ انہی شرائط کے باقی رہتی ہے جنپر کہ اسکا قبضہ پہلے حاصل تہا - لیکن اگر سند ایک ایسے شخص کو عطا کیجائے جو در اصل ایک نا قابل تقسیم زمینداری پر قابض ہو تو سند مذکور استحقاق کی جڑ ہوتی ہے اور اسکی روسے صرف عام قابل تقسیم جائیداد مطابق دہرم شاستر کے حاصل ہوتی ہے عدالت صدر نے بہی زمینداری کے متعلق یہ قرار دیا تہا کہ وہ استمرار زمیندار کی جائیداد حاصل کردہ خود بروئے سند تہی جس سے وہ حقوق اراکین خاندان کے زائل ہو جاتے تہے جو کہ انکو قبل عطیہ سند کے حاصل ہوں کیونکہ وہ معطی لہٗ کی اولاد نہ تہے مقدمہ ہنساپور (۴) میں کوئی سند عطا نکیگئی تہی اور جائیداد کامل طور پر عطا کیگئی تہی - یہ دوسری معیار ہے - وہ حجتہائے جو اپیلانٹ نے سوال رواج کے متعلق پیش کی ہیں مسموع نہیں ہو سکتیں کیونکہ رواج پرانے پلایام کے ساتھ ہی ختم ہوگیا تہا مقدمہ رامند (۵) میں در اصل کوئی ضبطی نکیگئی تہی اور بروقت عطا کئے جانے سند کے سنگلسوری اسپر قابض تہی -

نسبت سوال میعاد کے مدعی کے باپ کا دعوے زیر ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء یا ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء زائد المیعاد نتہا - وہ وظیفہ حاصل کرتا تہا اور اسکے دعوے کو میعاد سے محفوظ کرنیکے واسطے صرف اسیقدر کافی تہا - گذارہ ایک طرح مشترکہ جائیداد خاندانی میں سے حصہ لینے کا ہے - ملاحظہ ہو مقدمہ بلگام (۱) اسمیں شبہ نہیں کہ وہ جدا رہتا تہا مگر اس سے اسکے استحقاق میں خلل واقعہ نہیں ہوتا مقدمات محولہ کو کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ سوال صرف یہ ہے کہ آیا وہ محروم کیا گیا تہا دیکہو مقدمہ گوونداپلائی بنام چیدامبرا پلائی (۶) کا جو الدہا جبتک کہ وہ وظیفہ لیتا رہا تہا کوئی محرومیت وقوع میں نہ آئی تہی ملاحظہ ہو ایادامیانار بنام منیلا دیکھی ایل (۷) جی این ڈی جہارا جولنگرو بنام وی زمیندار اوپنٹولو (۸) امبیکا چرن شیٹ بنام ابہگوبتی چرن شیٹ (۹) چندر ہنی میا بنام ہہاراج جینبی (۱۰) و

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۴ صفحہ ۱۱۸ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ (۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۹ صفحہ ۹۹ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۹۰ (۳) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۸ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۶ (۴) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۱ (۵) اپیل نمبر ۸۹ سنہ ۱۸۹۱ء (غیر رپورٹ شدہ) ملاحظہ ہو اینا صفحہ ۶۱۳ (۶) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۹۹ (۷) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۵ (۸) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۳ (۹) ویکلی رپورٹر جلد ۳ صفحہ ۱۴ مقدمہ دیوانی (۱۰) ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۵ مقدمہ دیوانی -

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اودا یار بنام

رنجیت سنگھ بنام کور گجراج سنگھ (۱)) - گذارہ لینا گویا ایک شریک کا اپنے حصہ جائیداد پر باستحقاق واقعہ ایک حصہ جائیداد مشترکہ خاندانی کی آمدنی حاصل کرنا ہے ایک ڈگری گذارہ ایک دعوائے تقسیم پر بطور امر فیصل شدہ کے حائل نہیں ہو سکتی - استدعا کیگئی ہے کہ مقدمہ ہمت سنگھ بنام گنپت سنگھ (۲) درست قانون نہیں ہے ایک رکن خاندان مشترکہ کا صرف گذارہ کی نالش کر سکتا ہے گو وہ تقسیم کا مستحق ہے (ایا و و میا ناد بنام نیلا و اچی اتل (۳)) صلحنامہ اور دست برداری بنا لنش ماسبق اس قیاس سے کئے گئے تھے کہ جائیداد ناقابل تقسیم تھی - انکو اطلاق اور اثر پر صرف بحوالہ ان واقعات کے غور کیا جانا چاہئے جو اسوقت متنازعہ اور فریقین کے خیال میں تھے - ملاحظہ ہو ڈائرکٹران انڈیان وسو تھ ولیسٹرن ریلوے کمپنی بنام بلیک مور (۴) سبرامنیا تلوار بنام سوکا تلوار (۵) سیمم پیے بنام ارناچلا اروتگل چیٹے (۶) پیریا سامی بنام سلکائی توار (۷) پاروتی بنام تہرو پلائی (۸) راماتما بنام سبتیا (۹) لیلا نند سنگھ بنام حمید الدین (۱۰) شرنر بنام شرنر (۱۱) ولیہ (ماں) کو کوئی اختیار اس امر کا حاصل نہ تھا کہ مدعی اور مدعا علیہ نمبر ۲ پر ایسا صلحنامہ قابل پابندی بنا دے -

صاحب جج ضلع کی قرار داد دربارہ وصیت کے ناکافی ہے - دراصل کوئی قابل اعتبار شہادت اس امر کی موجود نہیں کہ وہ بروئے ان ہدایات کے تیار کیگئی تھی جو موصی نے دی تھیں اور کہ محض پڑھا جانا وصیت کا ایک مرتے ہوئے شخص کے سامنے کافی طور پر یہ ظاہر نہیں کرتا کہ وہ اسکی وصیت ہے اور اسمیں اسکی خواہشات درج ہیں - سوال دہرم شاستر کے متعلق مدعی ما فوق وارث ہے اگر جائیداد قابل تقسیم ہے - وہ جو منتخب کرنے وارث جائیداد ناقابل تقسیم کے وہی قواعد متعلق ہوتے ہیں - استدعا کیگئی ہے کہ مقدمہ نرا گنتی اچاما گیرو بنام وینکیاچلا پتی نیا سیورو (۱۲) اب بہتر قانون نہیں ہے - قواعد مذکور مقدمہ سبرامنیا پاندیا چوکہا تلوار بنام سوا سبرامنیا پلای (۱۳) میں بیان کئے گئے ہیں - اسمیں شبہ نہیں کہ قواعد مذکور میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ نزدیکی خون کوئی وجہ فوقیت کی نہیں ہے اور کہ جائیداد اغراض وراثت کے واسطے قابل التقسیم متصور کیجانی چاہئے مگر اس سے مدعا علیہ نمبر ۲ کی امداد نہیں ہوتی اسکے نزدیک ترین جماعت ہائے رشتہ داران کا معلوم کرنا ضروری ہے جسمیں تنہا وارث پایا جائے یعنی جماعت بلحاظ

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۹ (۲) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۹۶ (۳) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۴۵ (۴) .. ہاؤس آف لارڈس جلد ۴ صفحہ ۶۱۰ (۵) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴ (۶) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۴۴ (۷) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۸۷ (۸) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۳۴ صفحہ ۳۲۸ (۹) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۹۳ (۱۰) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۵۷۶ (۱۱) اللکھڈ چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۸۲۹ (۱۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۵۰ (۱۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳۱۶ -

سنہ ۱۹۰۶ء
مقدمہ دیوانی
نودو اپیل ۱۲۱

دیبادرزادگان وغیرہ صوبہ بنگال میں مدعی اور مدعاعلیہ نمبر ۲ بلحاظ جماعت کے نزدیک تر ہیں۔ مدعاعلیہ نمبر ۱ دور تر جماعت کا رکن ہے۔ اصول عام مقامی ریاست ہائے ناقابل تقسیم سے متعلق نہیں ہے کیونکہ وہ درحقیقت کوئی جائیداد مشترکہ خاندان نہیں ہوتی ہیں اور استحقاق بروئے پیدائش ریاستہائے ناقابل تقسیم سے متعلق نہیں ہوتا (ملاحظہ ہو رانی سرتاج کواری بنام رانی دیوراج کواری (۱)) مقدمہ ننا گنتی اچا گرو بنام ونکٹا چلا پتی نیانیوڑو (۲) اسی اصول پر مبنی تھا اور وہ در اصل بروئے مقدمہ سبرامنیا پانڈیا چوکا تلوار بنام سوامی سبرامنیا پانڈی (۳) منسوخ کیا گیا ہے اور اسکو اصول کو حکام پریوی کونسل نے مقدمہ رانی سرتاج کواری بنام رانی دیوراج کواری (۱) میں منسوخ کیا ہے۔

ایڈووکیٹ جنرل (آنریبل مسٹر جے اہی بی ولس) وہی کرشنا سامی ایار منجانب ریسپانڈنٹ نمبر ۲ نے قابل تقسیم ہونے کے سوال کے متعلق یہ حجت کی کہ ایک مؤثر ضبطی جائیداد سنہ ۱۸۰۳ء میں کیگئی تھی جیسا کہ مسٹر ولس کی رپورٹ سے ثابت ہوتا ہے اور جیسا کہ مسٹر ایچیسن کے عہدناموں سے ظاہر ہوتا ہے سنہ ۱۸۰۳ء میں کوئی بحالی کیگئی تھی۔ بظاہر ایک قطعہ پر گورنمنٹ کی یہ مرضی تھی کہ پلایام بحال کیا جاتا مگر وہ نیت اسکی کامل اطلاع کے حاصل کئے جانے پر ترک کیگئی تھی جو مسٹر ولس کی رپورٹ میں شامل ہے جسکو بعد گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ پلایگر کو کوئی میعاد والے حاصل نہیں جسکی کہ تائید قبضہ قدیم یا التصرف قدیم سے ہوتی ہو اور کہ معاملات سنہ ۱۸۰۱ء و سنہ ۱۸۰۳ء اور خود سند کے الفاظ سے ظاہر ہوتا تھا کہ ایک جدید ریاست سنہ ۱۸۰۳ء میں پیدا کیگئی تھی جس میں چند مواضعات شامل تھے جو ایک خفیف جزو پرانے پلایام کا تھے اور کہ عطیہ کی نوعیت بطور معاوضہ کے استمرار زمینداری کے تھی جیسا کہ مقدمہ نوزود (۴) میں فیصلہ کیا گیا ہے ایسی جدید ریاست مطابق عام قواعد ہر شاستر کے منتقل ہونیکے قابل بھی تھی (انہوں نے مفصل طور پر بہت سی دستاویزات اور بہت سے مقدمات محولہ بالا کی نسبت بحث کی)۔

دوران بحث فریقین میں سندات ذیل کا بھی حوالہ دیا گیا تھا:۔ گلیکس لاف آف سرٹی منر جلد ۱ صفحہ ۴۵۴ ولکس ہسٹری جلد ۱ صفحہ ۱۲ فٹ نوٹ ترچناپلی ڈسٹرکٹ مینول صفحہ ۲۰۵ و مابعد رپورٹ پنجم مدراس پریسیڈنسی جلد ۲ صفحات ۳۰۴ و ۶۲۲۔ ملز ہسٹری آف انڈیا و کالڈویلس ہسٹری آف تنی ولی صفحات ۲۰۴ اور ۲۰۱۔ عہدنامجات ایچیسن صاحب کی طبع سوم جلد ۵ عہدنامہ نمبر ۵ حالات ۵ و ۶ عہدنامہ نمبر ۷

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۵ صفحہ ۵۱ و انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۷۲ (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۵۰ (۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۳۱۶ (۴) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۳۸ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۲۸۔

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
ادوایار پلایام

ملات ۳ و ۵ و ۶ و ضمیمہ جات ۱ و ۲ - عہدنامہ سنہ ۱۷۹۲ء صفحہ ۲۴ ملات ۱ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۸ -
عہدنامہ سنہ ۱۷۹۵ء ملات ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۱۳ اور انتقال سنہ ۱۸۰۱ء صفحہ ۵۸) -

تجویز: - اصلی سوال صورت حال میں یہ ہے کہ آیا وہ ریاست جو زمینداری ادوایار پلایام کے نام سے موسوم ہے مدعی کے خاندان کی قابل تقسیم جائداد ہے یا کہ اسکا قبضہ بطور ناقابل تقسیم ریاست کے رکھا گیا ہے صاحب جج ضلع نے یہ قرار دیا ہے کہ ابتدائی پلایام تا وقت سند عطیہ جو مدعا علیہ کے آبا کو سنہ ۱۸۰۲ء میں دیگئی کے مطابق دیگر پلایام ہائے کرناٹک کے ناقابل تقسیم تہا - بعد شہادت کو پڑہنے اور بحث متعلق بہ شہادت پر غور کرنیکے ہماری یہ رائے ہے کہ وہ نتیجہ جو انہوں نے اخذ کیا ہے درست ہے اور اسمیں کچہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ پلایام سنہ ۱۷۶۵ء تک صرف ایک ہی رکن خاندان کے قبضہ میں رہتا تہا اور وہ تابع عام قاعدہ ورثہ کے نہ تہا -

وہ سوال جسکی کہ متعلق اصل تنازعہ موجود ہے یہ ہے کہ آیا بلحاظ ان واقعات کے جنکی کہ موجودگی میں سنہ ۱۸۰۲ء میں سند عطا کیگئی تہی جائداد مندرجہ سند کو مدعا علیہ کے خاندان کے قبضہ میں انہی مختلف شرائط پر آئی تہی جنپر کہ ابتدائی پلایام کا استعمال کیا جاتا تہا مدعی کا جواب یہ ہے کہ وہ جائداد جو سند میں شامل تہی قطعی طور پر ایک جدید جائداد تہی اور کہ ناقابل تقسیم ہونیکی حیثیت ہرگز اس سے متعلق نہ تہی - اہم وجوہات اسکے عذر کی یہ ہیں کہ سنہ ۱۷۶۵ء سے سنہ ۱۸۰۱ء تک زمینداری خاندان کے قبضہ میں نہ تہی اور کہ جائداد عطا کردہ سنہ ۱۸۰۲ء میں صرف ایک جزو اس جائداد کا شامل تہا جو کہ پہلے پلایگر کے قبضہ میں تہی بحث یہ کیگئی ہے کہ ایک جدید عطیہ لا خراج رعایت کے طریق پر استمرار زمینداری اسکے حق میں کیا گیا تہا اور کہ یہ ہرگز نیت نہ تہی کہ اسکو جائداد مذکور پر پرانے پلایام کیطرح ناقابل تقسیم طور سے قابض ہونا چاہئیے - جو کچہ کم و بیش درباب پلایام کے ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۰۱ء سے معلوم ہے وہ مسٹر والس کی رپورٹ مورخہ ۳۰ مئی سنہ ۱۸۰۱ء دستاویز نمبر (؟) سے ظاہر ہوتا ہے - اسسے معلوم ہوتا ہے کہ پلایگران ریاست ادوایار پلایام کو بلا مزاحمت قبضہ تا پلایام کا زمانہ قدیم سے تا عمر مدعا علیہ سنہ ۱۷۶۵ء کے وقت تک حاصل رہا جبکہ انکو نواب کرناٹک نے معزول کر دیا تہا اور وہ میسور کو بہاگ گئے تہے نیز معلوم ہوتا ہے کہ حیدر علی کی امداد سے ۱۷۸۲ء میں واپس آئے تہے اور انہوں نے نواب کے عملداران کو نکالدیا تہا اور اپنے آبائی پلایام کا قبضہ جبراً سنہ ۱۷۸۳ء میں حاصل کیا تہا جبکہ انہوں نے کمپنی کی امداد کی تہی اور کہ دوران پہلے انتقالات مالگذاری کرناٹک میں جو بحق کمپنی کے سنہ ۱۷۹۲ء میں کیا گیا تہا وہ اپنے اپنے پلایام ہائے پر بطور مالگذاران کے قابض ہوئے

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اودیار پلایام

مگر وقت پر قسط کے ادا کرنیمیں قصور کرنیکی وجہ سے وہ قید کئے گئے تہے اور پلایا جہاں کے کا اہتمام بکچہ از اعلی ملازمان پلایاگر اودیار پلایام کو عطا کیا گیا تہا جبتک ملک کا قبضہ نواب کو عطا کیا گیا تہا سنہ ۱۷۹۰ء میں کمپنی نے پہر ملک کا اختیار حاصل کر لیا تہا اور اسی اثنا میں جیسا کہ حوالہ مسٹر والس نے ریلیٹ تمثال دوم کے دیا ہے پلایاگران نے پہر بطور جاگیرداران کے تابع کمپنی کے قبضہ حاصل کر لیا تہا پلایاگر سنہ ۱۷۶۵ء سے سنہ ۱۷۹۲ء تک مستمر زمیندار کا باپ تہا اسکی وفات موقوعہ سنہ ۱۷۹۲ء پر اسکا جانشین استمرار زمیندار کا بڑا سوتیلا بہائی ہوا تہا جو سنہ ۱۸۰۱ء میں فوت ہوگیا تہا سنہ ۱۷۹۸ء میں مسٹر والس نے یہ بیان کیا ہے کہ چنایا مدالی مہتمم ہوا تہا اور ماہواری وظیفہ مبلغ السے کا پلایاگر کو عطا کیا گیا تہا جو علاوہ اسکی اپنی وظیفہ کو لگر اور نیز اراضیات کمباتم پر قابض رہا تہا۔ چہٹی ماہ اگست سنہ ۱۸۰۱ء (دستاویز ب) میں مسٹر والس نے چنایا مدالی کا ذکر بطور مہتمم کے کیا ہے۔ کوئی مزید شہادت دربارہ اُن شرائط کے موجود نہیں ہے جنپر کہ وہ قابض تہا۔ اُسکی چہٹی مورخہ ۳۰ رمئی سنہ ۱۸۰۲ء دستاویز نمبر ۵۳) میں مسٹر والس نے یہ ظاہر کیا ہے کہ خواہ پلایاگران کو نواب نے سنہ ۱۷۶۵ء میں خارج کئے جانیکی کچہہی وجہ ہو وہ در اصل کمپنی نے نظر انداز کیا تہا کیونکہ اُسنے بیان کیا ہے کہ:۔ دوران انتظامات ملک میں پلایاگران کو ہر ایک حد تک وہ اختیار عطا کیا گیا تہا جو کہ ہمارے عارضی اختیارات کرنا تک صوبجات شمالی ہمکو عطا کہنیکے قابل بنانے تہے"۔ یہ امر واقعہ کہ پلایاگر نے اپنی حیثیت کو لگر کو بحال رکہا تہا دیگر دستاویزات سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً دستاویزات نمبر ۱ و نمبر ۲ مورخہ سنہ ۱۷۹۲ء و سنہ ۱۷۹۶ء اور نیز دستاویزات مابعد سے۔ یہ امر کہ وہ واقعی قابض اراضیات پلایام کا نہ تہا بلکہ صرف اُسوقت زیر قلعہ پر قابض تہا جبکہ کمپنی نے سنہ ۱۸۰۱ء میں ملک کا قبضہ حاصل کر لیا تہا نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے اور کسی درست وجہ سے وہ محروم کیا گیا تہا اور یہ کہ عارضی بیدخلی یا کہ کامل محرومی کا منشا نواب کا تہا ایک امر قابل غور ہے۔ جو کچہہ کہ صحیح ہے وہ یہ ہے کہ ہر دو موقعوں پر جبکہ کمپنی کو ایسا کرنیکا اختیار حاصل تہا۔ اُنہوں نے اُسکو بطور لگاندار کے دوبارہ قابض کیا تہا اور جب چنایا مدالی قلیل عرصہ کے واسطے قابض تہا اُسوقت پلایاگر کو ایک وظیفہ ملتا تہا اور ہمیشہ عہدہ کو لگر بمعہ اُسکے محفوظات کے قابض رہا تہا۔

کسیقدر زور اُس طریق پر دیا گیا ہے جس کے کہ مطابق پلایام کی بنسبت عہدنامجات سنہ ۱۷۸۱ء و سنہ ۱۷۹۲ء میں کارروائی کیگئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ عہدنامہ موخر الذکر میں وہ فہرست جاگیرداران کے میں شامل نہیں ہے جسکی کہ پیشکش بروئے مدبحم کے کمپنی کے نام منتقل کیگئی ہے ضمیمہ دوم میں

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اودایار پلایام

جسمیں فہرست اُن اضلاع کی درج ہے جنکا کہ اہتمام حاصل کرنیکا اختیار کمپنی کو بعض واقعات کے وقوع میں آنے پر دیا گیا تہا اس امر کا ذکر کیا گیا ہے ۔ زاں بعد وہ ترچناپلی کے ساتہہ شامل کیا گیا ہے فقرہ یہ ہے کہ وہ ترچناپلی کی شمولیت واریر پولیم واریالور کے" مسٹر والس کی چٹھی مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۸۰۱ء کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت پلایام مذکور ایک جزو ضلع ترچناپلی کا متصور کیا جاتا تہا یہ ایک قوی امر حق مدعا علیہ کے ہوتا اگر پلایام کا ذکر پہلے ضمیمہ میں کیا جاتا اور اُسکا ترک کرنا بلا شبہ طور پر ایک ایسا امر ہے جو کہ اُسکو برخلاف ملحوظ رکہا جانا چاہئے ۔ مگر امر مذکور چنداں اہم نہیں ہے ۔ کیونکہ اس امر کی کوئی تحقیق نہیں ہے کہ تفصیل پلایات جو ضمیمہ اول میں درج ہے ایک مکمل فہرست ہے بروئے پہلے عہدنامہ سنہ ۱۷۸۱ء کے پلایات جات اور دیگر اراضیات کمپنی کے پاس منتقل کی گئی تہیں ۔ یہ امر صریح طور پر مد ۵ سے ظاہر ہوتا ہے تاہم ضمیمہ میں کسی پلایام کا نام ماسوائے واریر پولیم کے نہیں دیا گیا مگر اُسمیں ترچناپلی اور مدورا شامل ہیں ۔ اگر ترچناپلی اور مدورا میں ماسوائے اُنکے دیگر پلایات جات شامل ہوتے جنکا کہ ذکر عہدنامہ دوم کے پہلے ضمیمہ میں کیا گیا ہے تو یہ معلوم ہوتا کہ منشا یہ تہا کہ پلایات جات ضمیمہ دوم میں شامل کئے جائیں سلطنت دیگر قیاس یہ کیا جانا چاہئے کہ کمپنی نے سنہ ۱۷۹۲ء میں اُس کفالت میں سے کچہہ حصہ ترک کر دیا تہا جو کہ اُنکو بروئے پہلے عہدنامہ کے حاصل ہوئی تہی جو نہایت غیر اغلب معلوم ہوتا ہے ہماری ہرگز یہ رائے نہیں ہے کہ عہدنامہ جات سے کوئی حد بندی اس سوال پر پڑتی ہے ۔ ہمکو دیگر وسائل سے معلوم ہوا ہے کہ سنہ ۱۷۸۱ء و سنہ ۱۷۹۲ء میں پلایاگر واقعی طور پر قابض تہا ۔ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۰۱ء کو آخری عہدنامہ نواب کے ساتہہ مکمل کیا گیا تہا اور اُسی تاریخ کے اشتہار کے ذریعہ سے زمینداران و پلایگران وکولنگاران وغیرہ کو اطلاع دیگئی ہے کہ ملک کی حکومت اور بالخصوص مالگذاری کے وصول کرنیکا حق کمپنی کے نام منتقل ہو گیا ہے (دستاویزت) ۔ اُسی سال ماہ دسمبر میں ایک جدید اشتہار جاری کیا گیا ہے جسمیں ہتیار چہین لینے اور انہدام قلعہ جات کا اعلان کیا گیا تہا کہ ایک رواج مستقل تشخیص کا جاری کیا جائیگا (صفحہ ۵۰۴) اس اثنا میں مسٹر والس نے ضلع ترچناپلی کا اہتمام حاصل کر لیا تہا (دستاویز ملاحظہ طلب) اور اُسنے کئی ایک چٹھیات تحریر کی ہیں جو داخل کیگئی ہیں ۔ آخری چٹھی بماہ دسمبر میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ قلعہ پلایاگر کے قبضہ میں ہے ۔

۲ جنوری سنہ ۱۸۰۲ء کو مسٹر والس نے پلایاگر کی وفات کا اعلان کیا تہا اور بعد ذکر کرنے بلا اہتمام حالت ملک کے اُسنے اُس طریق کے متعلق احکام طلب کئے ہیں جسکی کہ مطابق اُسکو پلایاگر کے برادر کے ساتہہ سلوک کرنا چاہئے "آیا بطور جانشین و مادی متوفی کے یا نہیں" ۔ اس چٹھی کا جواب از طرف گورنمنٹ ایک

سنہ ۱۹۰۱ء
معتمد سند زمینداری
اور ایلد پلایام

چٹھی مورخہ ۲۷ فروری ۱۸۰۲ء میں دیا گیا تھا جسمیں مذکورہ بالا اشتہار ماہ دسمبر کا حوالہ دیکے بالآخر گورنمنٹ کی بہ نیت ظاہر کیگئی ہے کہ "متوفی پلایاگر اور ایلد پلایام کے برادر کو زمینداری حیثیت پر اُسکا جانشین بنایا جائے" اور یہ خواہش کیگئی تھی کہ معمولی سند تیار کرکے ارسال کیجائے بیان یہ کیا گیا ہے کہ یہ امر مطابق اصول گورنمنٹ کمپنی کے ہے اور نیز مطابق سفارش بورڈ کے (صفحہ ۶۰) - ۸ مارچ ۱۸۰۲ء کو ایک اور چٹھی بورڈ نے مسٹر والس کے نام بدیں اطلاع تحریر کی تھی کہ پلایاگر کا برادر پلایام کا فی الفور تحویل سپرد کیا جانا چاہئے جبکہ سند تفویضگی مرتب ہوجائے (صفحہ ۳۳۰) -

ان چٹھیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیت اُسوقت یہ تھی کہ ایک مکمل اور مستقل بحالی پلایاگر کی کیجائے تیاری سند ایک قسم یا ضابطہ شرط سے کسیقدر زیادہ متصور کیگئی تھی - ۳۰ مئی ۱۸۰۲ء کو مسٹر والس نے وہ رپورٹ تحریر کی ہے جسکا کہ مفصل ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے - اُنکی رائے بحق بحالی کے ہے - انکی رائے میں یہ ایک ایسی تجویز ہے جو قرین انصاف و مصلحت ہے - مگر اُسنے فوراً بحال کیئے جانیکی دانائی کے متعلق اشتباہ کیا ہے کیونکہ اُس کے خیال میں ضمانت اور محفوظیت اشخاص ضلع کی نسبت شرط کر لینا ضروری تھا - اُسنے بطور عارضی تجویز کے ماہواری وظیفہ الف .. بحق پلایاگر تجویز کیا تھا -

مسٹر والس کی تجویز کو بورڈ نے گورنمنٹ کے حضور میں پیش کیا تھا جسنے اُسکو پسند کیا تھا (صفحہ ۳۳۹) ماہ جولائی میں جسمیں کہ ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء صادر کیا گیا تھا گورنمنٹ نے معاملہ پلایاگران کی نسبت ایک چٹھی میں کارروائی کی ہے جو ۱۰ ماہ جولائی کی مرقومہ ہے - اُسکی شرح میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی امید نہ تھی کہ پلایاگران کو ہوں قیاس کردہ امانت اور نرمی گورنمنٹ پر مبنی ہونی چاہئیں اور اُن مستقل نظام کی تجویز بلحاظ برگزیدہ اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۰۱ء کا اور مالیت اراضیات کی نسبت تحقیقات کئے جانیکی ضرورت کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ وہ فوجی خدمات تبدیل کیجائیں جو پہلے لیجاتی تھیں - بالآخر اُسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ضروری تحقیقات کے دوران میں پلایام کی کل مالگذاری کا دس فیصدی پلایاگر کو ادا کیا جانا چاہئے - اس حکم کے منشا کی اطلاع کلکٹر کو ۱۲ اگست ۱۸۰۲ء کی چٹھی میں دیگئی ہے دس فیصدی کا وظیفہ معہ بقایا اُس تاریخ سے جبکہ کہ ملک کا قبضہ کمپنی کو حاصل ہوا تھا منظور کیا گیا تھا

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اودیار پلایام

اور اُس تاریخ سے ضرور پلایاگر وظیفہ حاصل کرتا رہا ہوگا اور نیز ۵۰۰ ان زراعتی کا ول کا انچارج رہا ہوگا۔ کوئی تبدیلی ۱۸۰۲ء تک عمل میں نہ آئی تھی جبکہ سوال مذکور کلکٹر اور بورڈ نے از سر نو اٹھایا تھا وہ تجویز جو اُس وقت کیگئی تہی یہ تھی کہ ہر ایک پلایاگر کو ایک جاگیر عطا کیجائے جس سے ۲۳ فیصدی مالگذاری کی آمدنی حاصل ہو اور نیز برائے نام لگان ایک سو پگوڈا کا مقرر کیا جائے۔ کلکٹر کو یہ ہدایت کیگئی تہی کہ پلایاگران کا منشا معلوم کرے۔ ساتھ ہی یہ بیان کیا گیا ہے کہ بورڈ کا منشا اس نیت سے انحراف کرنیکا نہیں ہے جسکی کہ اطلاع پلایاگران کو دیگئی ہے یعنی اس نیت سے کہ انکو اپنے اپنے پلایا جات کا اہتمام تابع ایک جدید انتظام کے عطا کیا جائے۔

کلکٹر کی رپورٹ جسمیں پلایاگران کی رضامندی ظاہر کیگئی ہے ۸ ستمبر ۱۸۱۲ء کی مرقومہ ہے (صفحہ ۷۰) قبل مارچ ۱۸۱۶ء کے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور تجویز پیش کیگئی ہتی کیونکہ اُس کا دیگی منٹ نے اُس تجویز کی منظوری دی ہتی جسکی رو سے ہر ایک پلایاگر کو ایک قصبہ عطا کیا جانا تہا جس سے کہ کل جمعہائے میں سے دس فیصدی کا منافعہ اُسے حاصل ہوتا اور بیان یہ کیا گیا ہے کہ پلایاگروں نے اُس تجویز کو منظور کر لیا تہا (صفحہ ۸۵)۔ ماہ دسمبر ۱۸۱۶ء میں کلکٹر نے بورڈ کے پاس ایک رپورٹ ارسال کر کے مزید ہدایت دربارہ اودیار پلایام کے حاصل کی تہیں۔ اس رپورٹ میں اُسنے بیان کیا ہے کہ پلایاگر سہار پگوڈا ہائے ۸۱۱۶۔۳۰۔۳۴۴ وصول کرتا رہا ہے جنمیں سے ۱۰۱۴۔۴۸۴ اکالی منیم ہائے اور کینی ولی سے وصول کئے جاتے تہے۔ ۲۰ جنوری ۱۸۱۷ء کو بورڈ نے ضروری ہدایات دی ہیں کہ مالیت اُن مواضعات کی جو ہر ایک پلایاگر سا داکئے جانے چاہئیں مساوی اُس کل آمدنی کے ہونی چاہئے جو کہ پلایاگر کو خواہ کسی وسیلہ سے حاصل ہوتی ہو۔ ان چٹھیات میں صریح طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ مواضعات زمینداری حیثیت پر عطا کئے جانے ہیں اور جاگیر کا خیال ترک کیا گیا تہا ان ہدایات کو گورنمنٹ نے پسند کیا تہا اور آخر کار ایک شرط سند ۱۳ دسمبر ۱۸۱۷ء کو عطا کیگئی ہتی اور پلایاگر قابض کیا گیا تہا۔

قبل ان حالات کی نسبت کارروائی کرنیکے جو کارروائیات گورنمنٹ مابین ۱۸۲۲ء و ۱۸۴۲ء کے پیدا ہوتے ہیں اُن واقعات کا ذکر کرنا مناسب ہوگا جو بعد عطا کئے جانے سند کے پیدا ہوئے تہے۔ کیونکہ واقعات مذکور پر بالطبع اُس طریق سے انحصار کیا گیا ہے جسکو کہ مطابق جائداد معافیان اور اراکین خاندان زمینداری سمجھا جاتا تہا۔ ماہ مئی ۱۸۲۲ء میں بورڈ نے کلکٹر کو یہ ہدایت کی تھی کہ ایک رپورٹ ارسال کرے جسمیں ایک فہرست جائداد قدیم زمینداری واقع ضلع خود کی درج ہو مگر انہیں وہ زمینداریاں شامل نہوں جو مطابق اصول نسبت دوامی کے پیدا کیگئی ہیں

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اودیار پالیام

" بلکہ صرف وہی جو کہ قائم مقامان قدیم مستہامنہائے کے قبضہ میں ہوں خواہ وہ اب زمینداران یا پالیا گران یا کسی اور نام سے موسوم ہوں " (صفحہ ۲۰۱) اس کے جواب میں کلکٹر نے اودیار پالیام کا نام لیا ہے اور اُسکا ذکر جدولی نمونہ کے مطابق کیا ہے (صفحہ ۱۹۱) - ممکن ہے کہ یہ کلکٹر کی غلطی ہو (گو اِس تازہ واقعہ کی نسبت غلطی کا کیا جانا اغلب نہیں) مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ غلطی مذکور درست کیگئی تھی اور ہمکو معلوم ہوتا ہے (ملاحظہ ہو دستاویز نمبر ۱۲) کہ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۲۱ء میں کلکٹر نے ایک عطیہ یا پروانہ یا سند اُس زمیندار کے متعلق طلب کی تھی اور غالبًا حاصل نکی تھی جو کہ زمیندار مہیا کرنیکے قابل تھا (صفحہ ۱۹۹) - ماہ اگست سنہ ۱۸۳۵ء میں استمرار زمیندار فوت ہوگیا تھا کلکٹر نے اس امر واقعہ کی رپورٹ بورڈ کے پاس کی تھی اور اُسکا سب سے بڑا پسر جانشین تسلیم کیا گیا تھا - اُنہوں جدید زمیندار کو یہ بھی اطلاع دی تھی کہ ایک یوم گدی نشینی کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اور کہ اُن اعزاز کے متعلق ہدایات دیجئی ہیں جو کہ دیوستانم ہائے کو بخشے جاتے تھے (صفحہ ۲۰۰) - کلکٹر کی کارروائیات کو بورڈ نے بحال رکھا تھا - اُسی ماہ اگست میں ایک عرضی کلکٹر کے پاس کیگئی تھی جسمیں اُس حکم کے متعلق شکایت کیگئی تھی جو کلکٹر نے صادر کیا تھا اور اسمیں یہ بیان کیا گیا تھا کہ سائلان یعنی جدید زمیندار کا برادر خورد اور مدعی کا باپ اور اُسکی ماں زمینداری کے مستحق تھے کیونکہ اُنہوں نے استمرار زمیندار کی کھیتی کو آگ لگا دی تھی - ایک سبب جسقدر مذکور بیان کیا گیا ہے یہ بیان نہیں کیا گیا کہ کسطرح سائلان زمین کے استعمال کرنیکے مستحق ہیں اور درخواست کی نسبت اور کچھہ نہ سنا گیا تھا دوسرا زمیندار ماہ جنوری سنہ ۱۸۳۶ء میں فوت ہوگیا تھا اور ایک اکلوتا نابالغ پسر چھوڑ گیا تھا جسکے نام کلکٹر کی رائے میں جائیداد منتقل ہوئی تھی - ماہ جون میں کلکٹر نے یہ سفارش کی تھی کہ جائیداد کا اہتمام کورٹ آف وارڈس سے حاصل کیا جائے جسکی ایک وجہ یہ بیان کیگئی تھی کہ مذکورہ بالا دو برادران میں دشمنی ہے مابعد یہ بیان کیا ہے کہ برادران مذکور جائیداد سے کسیقدر گذارہ حاصل کرنیکے مستحق ہیں سفارش ہائے مذکور کو بورڈ اور گورنمنٹ نے منظور کیا ہے چنانچہ ۲۸ جون کو کلکٹر نے بڑے بھائی کو اطلاع دی تھی کہ کسقدر رقوم انکو اور اُنکی ماں اور بھائی کو اور مدعی کی دادی کو عطا کیجائینگی - ایک دیگر رپورٹ اس امر کے متعلق ماہ اگست میں کیگئی تھی (صفحہ ۲۵۵) سنہ ۱۸۴۲ء میں تیسرا زمیندار فوت ہوگیا تھا اور اسکا چچا جو دو برادران مذکور میں سے بڑا تھا بطور اُسکی جانشین کے مقرر کیا جانا تجویز ہوا تھا چنانچہ وہ کل جائیداد پر قابض کیا گیا تھا (صفحہ ۲۰۵) -

اُسنے بعد ایک انتظام بابت گذارہ دیگر اراکین خاندان کے بشمولیت چھوٹے برادر اور مدعی کے باپ کے کیا گیا تھا

(ملاحظہ ہو صفحات ۳۰۶۰ و ۳۴۳) - قبل اسکے ختم کئے جانیکے معلوم ہوتا ہے کہ اوریائی اور مستبال نے درخواستہائے کی تہیں جو دونوں خارج کیگئی تہیں (صفحات ۳۵۹ و ۳۰۴ و ۴۰۸ و ۵) سنہ ۱۸۴۲ء میں بعد چوتھے زمیندار کے قابض ہونیکے کلکٹر نے اسکو حکم دیا تھا کہ مناسب انتظام اوریائی کیبابت کرے (صفحہ ۲۰۷) اور سنہ ۱۸۵۰ء اور سنہ ۱۸۵۲ء میں ایسی ہی دیگر شکایات دربارہ گذارہ اُس کے برادر کے کیگئی تہیں -

وہ پہلا تنازعہ جسکی کہ شہادت ہمارے پاس موجود ہے اُس دعوے سے پیدا ہوا تھا جو استمراری زمیندار کے برخلاف قبل جاری کئے جانے سند کے کیا گیا تھا - مدعی بظاہر چہوٹی شاخ خاندان کا ایک رکن تھا اور اسنے سنہ ۱۸۱۲ء میں اُس دس فیصدی وظیفہ میں سے جو مدعا علیہ کو ملتا تھا گذارہ کا دعوے کیا تھا - واقعی دعوے دربارہ نصف حصہ وظیفہ مذکور کے تھا اور وہ اس وجہ پر نامنظور کیا گیا تھا کہ زمیندار بمطابق رسم و رواج ملک کے حصص میں منقسم کئے جانیکے قابل نہیں - یہ ایک تنہا مثال ہے جسمیں ایسا دعوے کیا گیا تھا - سنہ ۱۸۱۳ء میں ایک نالش بخلاف استمراری زمیندار کے جانکی نے اپنے پسر کیطرف سے گذارہ کے واسطے کی تھی جسکا بدعوی یہ تھا کہ مدعی کا باپ ولدالحرام بیان کیا گیا ہے - مگر اس سوال کی تجویز کرنیکے بغیر عدالت صدر نے نالش کو اسوجہ پر خارج کیا تھا کہ زمینداری مدعا علیہ کی جائیداد مکسوبہ خود ہے - سنہ ۱۸۴۸ء میں مستبال زوجہ سوم استمراری زمیندار نے گذارہ کی نالش کی تھی - اُسمیں چوتھا زمیندار مدعا علیہ تھا - جواب دعوے یہ تھا کہ مدعیہ کی شادی جائز طور پر ہوئی تھی - مگر صدر امین نے دعوے کو اسوجہ پر منظور کیا تھا کہ دیگر بیوہ شدہ عورتان خاندان کی گذارہ لیتی ہیں (صفحہ ۱۵۱) - اپیل جو عدالت صدر میں کیا گیا تھا خارج ہوا تھا - سنہ ۱۸۴۰ء میں مدعی کے باپ نے ایک نالش چوتھے زمیندار کے برخلاف رجوع کی تھی - اُسمیں ایک اپیل اور ایک اپیل دوم کیا گیا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ سول جج کو یہ معلوم کرنیکی ہدایت کیگئی تھی کہ کسقدر رقم بطور گذارہ کے واجب الادا ہے اور ایک ڈگری بالآخر صادر کیگئی تھی جسکو بر طبق اپیل کے جوڈیشل کمیٹی نے بحال رکھا تھا (صفحات ۱۲۹ و ۲۱۴) فیصلہ اپیل مذکور کو مدعی نے بظاہر اس غرض سے پیش کیا ہے کہ اُسمیں یہ قیاس کیا گیا تھا کہ زمینداری استمراری زمیندار کے قبضہ میں حاصل کردہ خود تھی (صفحہ ۱۱۲) -

آخری نالش سنہ ۱۸۶۸ء میں پیپاسامی مدعی کے بڑے برادر نے رجوع کی تھی (صفحہ ۲۳۳) بحیثیت نابالغ ہونیکے اسنے بوساطت اپنی ماں اور رفیق قریب کے نالش کی تھی - عدالت کی منظوری سے معاملہ کا راضی نامہ ان شرائط پر ہوگیا تھا

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اودایار پلایام

کہ مدعا علیہ کو چاہئیے کہ مدعی اور اوس کے دو برادران کے گذارہ کے واسطے مبلغ ... ادا کرے اور آئندہ ہر سہ ماہی کو مبلغ ... ادا کرتا رہے اور علاوہ اسکے مبلغ ... بطور خرچہ اور گذشتہ نان نفقہ کے ادا کرے۔ ڈگری میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کو بطور رکن اعلے شاخ خاندان کے اور بموجب رواج کے زمینداری اور اسکے ملحقات پر قابض رہنا چاہئیے۔ یہ نالش ایک دست برداری مال کی اپنے تین پسران کیطرف سے تحریر کی تھی۔ ڈگری مذکور کا اجرا کیا گیا تھا اور وہ رقوم جو اسکو دیجی واجب الادا تھیں ماں کیطرف سے وصول کیجاتی رہی تھیں جبتک پریاسامی نابالغ تھا اور بعد اسکے خود پریاسامی سے ۱۸۹۹ء تک۔ پریاسامی ماہ اپریل ۱۸۹۹ء میں فوت ہوا تھا اور نالش حال ماہ نومبر میں رجوع کیگئی تھی۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ آٹھ سال کے عرصہ دراز میں ۱۸۰۲ء سے ۱۸۹۹ء تک عہدہ داران سرکار یا اراکین خاندان کے افعال سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ جائیداد قابل تقسیم جائیداد ایک غیر منقسم خاندان اہل ہنود کی تھی بلکہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسکو بطور ایک ناقابل تقسیم ریاست کے متصور کرتے تھے۔ اس زمانہ میں چار اشخاص زمینداری کے قابض ہوئے تھے اور کئی درخواستہائے اور تنازعات اور نالشات دربارہ مقدار اوس گذارہ کے کیجاتی رہی تھیں جو کہ زمیندار کیطرف سے اراکین خاندان کے ادا کیا جاتا تھا تاہم کسی صورت میں تقسیم کا دعوے نکیا گیا تھا گو اکثر اوقات زمیندار کے پسران ایکدوسرے سے علیحدہ رہتے تھے اور دشمنی رکھتے تھے۔ مدعی کی ماں کو اسکی نالش (نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۷۶ء) میں دو لائق قانون دانان شمالی ہند (مسٹر اینیا ایار و سوبیشیا ایانگر) نے مشورہ دیا تھا۔ یہ باور کرنا مشکل ہے کہ انہوں اراضی نامہ اور دست برداری بنالش مذکور از طرف پسران خود میں رضامندی دی ہوتی اور کسی رکن خاندان نے اسقدر سنین کے عرصہ میں تقسیم کا دعوے نکیا ہوتا الا اس عام خیال پر کہ جائیداد ناقابل تقسیم ہے۔

فریقین کی دلائل زیادہ تر اوس فعل کے اثر پر منحصر تھیں جو کہ عہدہ داران نے مابین ۱۸۰۲ء اور ۱۸۰۴ء کے کیا تھا اور دو سوالات پر بحث کیگئی تھی یعنی ۱۸۰۲ء میں گورنمنٹ کی نیت کیا تھی اور کہ آیا اوس نیت میں ۱۸۰۴ء میں کوئی تبدیلی ہوئی تھی بحث یہ کیگئی ہے کہ ۱۸۰۲ء میں منشا یہ تھا کہ زمانہ قدیم کیطرح پلایام کا قبضہ بحال کیا جائے اور موخر الذکر سن میں گورنمنٹ نے اپنی نیت تبدیل کرلی تھی اور آخری ریزولیوشن بہر حال ایک بالکل جدید جائیداد کے پیدا کرنیکے واسطے تھا۔ خواہ گورنمنٹ کی نیت ۱۸۰۲ء میں کچھ ہی ہو دربارہ سوال ناقابل تقسیم ہونے جائیداد کے ہم شہادت میں کوئی ایسا امر معلوم نہیں کرتے جس سے یہ خیال جائز طور پر کیا جاسکے کہ ایسی تبدیلی نیت کیگئی تھی جیسے کہ ظاہر کیگئی ہے گورنمنٹ کی نیت کی

سنہ ۱۹۱۶ء
مقدمہ زمینداری
اداپا پلایام

اطلاع پلایاگر کو غالباً اُسی سال کے دوران میں دیگئی تھی جبکہ وہ قایم کیگئی تھی۔ اُس نیت سے بورڈ نے صریح طور پر ظاہر کیا ہے کہ کوئی منشاء انحراف کرنیکا موجود نتھا۔ صرف پلایاگر کے ساتھ مشورہ کرنیکے بعد اس تجویز پر عمل کیا جانا تھا جو کہ سنہ ۱۸۱۲ء میں کیگئی تھی۔ آخری انتظام پلایاگر کی رضامندی سے کیا گیا تھا (صفحہ ۵۰) صحیح غرض بورڈ کی یہ تھی کہ پلایاگر کو اُس فایدہ کے برابر رقم عطا کیجائے جو کہ زمیندار کو حقیقت سے حاصل ہونیکی امید تھی بجائے ایک طویل قطعہ ملک پر قابض کئے جانیکے جسکی نسبت بورڈ کو یہ اندیشہ تھا کہ پلایاگر اُسکا اہتمام کرنیکے قابل نہوگا اور اسکو علی التناسب کثیر پیشکش ادا کرنی پڑیگی اُسکو قبضہ میں صرف تھوڑا سا حصہ اور صرف برائے نام لگان پر دیا گیا تھا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ اُس طریق میں تبدیلی کیگئی تھی جسکو کہ مطابق سنہ ۱۸۰۲ء کی تجویز مذکور کیجانی تھی مگر تبدیلی مذکور پلایاگر کی مرضی سے کیگئی تھی اور بصورت دیگر تجویز مذکور بحال رہنے دیگئی تھی۔ یہ امر واقعہ کہ بعض مواضعات جو پرانے پلایام میں شامل تھے زمینداری میں شامل نکیئے گئے تھے بلحاظ اس تعبیر مقدمہ کے غیر ضروری ہے۔ وہ اس وجہ سے خارج کئے گئے تھے کہ پلایاگر نے اُنکو ترک کر دینے کا اقرار آسان تر شرایط پیشکش مقرر کیئے جانیکی عوض کیا تھا جب یہ عذر کیا گیا ہے کہ پلایاگر نے صرف دس فیصدی کا منافعہ بجائے ۳۴ فیصدی کے منظور کیا تھا جو اُسکو اُس صورت میں حاصل ہوتا اگر کل پلایام کا قبضہ معمولی شرایط پر بحال کیا جاتا تو یہ امر یاد رکھا جانا چاہئے کہ ۳۴ فیصدی میں سے زمیندار کو اخراجات اہتمام کل پلایام ادا کرنے پڑتے اور اُسکو خراب موسموں کی کم آمدنی کا خطرہ رہتا اور بہر صورت ۶۶ فیصدی سرکار کو ادا کرنا پڑتا جو کئی لاکھ تک پہونچتا بظاہر خیال یہ کیا گیا تھا کہ جب یہ امور ملحوظ رکھے گئے تھے تو زمیندار کو دس فیصدی سے زیادہ فایدہ حاصل ہوتا تھا کیونکہ بورڈ نے ۱۲ مئی سنہ ۱۸۱۴ء کو بیان کیا تھا کہ اس قدر جاگیر کافی ہوگی جس سے موجودہ آمدنی کے برابر فایدہ ہو۔ یہ امر صریح ہے کہ بورڈ کا منشاء جہانتک کہ اُنہوں نے نیت ظاہر کی تھی یہ تھا کہ زمینداری کی مالی حالت اُس سے کمتر ہونی چاہئے جو اُس صورت میں ہوتی اگر وہ کل پلایام پر قابض کیا جاتا نتیجہ یہ تھا کہ وہ مواضعات جو سند میں شامل تھے اُنکی آمدنی کا تخمینہ اُس رقم سے کسیقدر زیادہ لگایا گیا تھا جو کہ پلایاگر بطور دس فیصدی کے حاصل کرتا تھا اور اسکے علاوہ دیگر مواضعات اُس آمدنی کو پورا کرنیکے واسطے شامل کئے گئے تھے جو سالانہ

سنہ ۱۹۲۰ء
مقدمہ زمینداری
اوداپار پلایام

مقدار جمع لئے کول کو پورا کریں۔

جہانتک کہ ہم معلوم کرسکتے ہیں شرائط سند میں کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جس سے یہ خیال جائز طور پر پیدا ہو کہ کوئی شئے ماسوائے ایک انتظام کے یکجائی مقصود تھی۔ پہلے حقوق کا حوالہ دینے میں اغلباً وہ رسوم کول ملحوظ رکھی گئی تھیں جبکا کہ استعمال اسوقت تک زمیندار کرتا رہا تھا اور شاید امی احتیاط کا بھی جوکہ انہی مطابق حکم گورنمنٹ مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۱۶ء کے ترک کی تھیں (صفحہ ۸۵)۔ ماسوائے اس حوالہ کے دستاویز مذکور کسی اہم امر میں اس دستاویز سے مختلف نہیں ہے جو کہ مقدمہ دیوار کوٹا (۱) میں دیگئی تھی۔ دستاویز مذکور کے اہم جزو میں جو تیسرے فقرہ سے شروع ہوتا ہے محض مستقل سالانہ جمع کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ زمینداری پر مقرر کیگئی تھی۔

کوئی شہادت دربارہ ان وجوہات کے پیش نہیں کیگئی جنپر کہ پلایاگر کے ساتھ انتظام کرنیمیں درنگ کیگئی تھی۔ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کوئی ایسا امر وقوع میں آیا تھا جسکی وجہ سے گورنمنٹ کو اپنا ارادہ تبدیل کرنا پڑا تھا صرف یہ مفہوم کیا جاسکتا ہے کہ بلحاظ حالت ملک شاید حیثیت پلایاگر کے عہدہ داران نے اس امر کو اسپر اسقدر ذمہ داری کا ڈالنا مناسب نہ سمجھا تھا جسقدر کہ بصورت کل پلایام کا قبضہ عام شرائط پر بحال کرنیمیں شامل ہوتی۔ یہ چند مواضعات کا بعوض ان رسوم کول کے ایزاد کیا جانا جبکا کہ استعمال اسوقت تک کیا جاتا رہا تھا ایک ایسا امر واقعہ نہیں ہے جسکا کہ استعمال زمیندار کے برخلاف کیا جاسکے کو لگر کے فرائض عہدہ پلایاگر سے ملحق تھے اور اسکو رسوم یا اراضیات سے معاوضہ ملتا تھا گورنمنٹ مجاز تھی کہ رسوم مذکور کو ضبط کرتی یا اراضیات بیدخل کرتی اور اسکی خدمات کا مطالبہ نکرتی۔ ایکطرف سے زمیندار کا سنہ ۱۸۱۶ء تک کو لگر تسلیم کیا جانا اور اسکو معاوضہ ادا کیا جانا گورنمنٹ کی یہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ زمیندار کی مالی حیثیت کو نقصان نہ پہونچے۔

اب ہم ان واقعات کیطرف عود کرتے ہیں جنکی کہ موجودگی میں سنہ ۱۸۰۲ء کا ریزولیوشن صادر کیا گیا تھا۔ ہمکو اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا اسوقت گورنمنٹ کی یہ نیت تھی کہ پلایاگر کی حقیت کی شرائط مابین خود و اراکین خاندان خود کو تبدیل کیا جائے۔ کمپنی کی گورنمنٹ کے اصولہائے جنکی کہ تعمیل میں گورنمنٹ نے پلایاگر کے متعلق عمل کیا تھا انمیں یہ اصول شامل تھا کہ وہ فوجی خدمات اب نہ لیجائیں جو پہلے پلایاگران سے لیجاتی تھیں اور کہ پلایام کا قبضہ پلایاگر کو محفوظ طور پر بحال رہے اور ایک دوامی بندوبست

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۷ صفحہ ۱۳۴ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۶۰۴۔

سنہ ۱۹۰۱ء

مقدمہ زمینداری اوڈوایار پلایام

طریق مروج کیا جائے۔ اُن اصولہائے پر گورنمنٹ نے بیان کیا ہے کہ اُسکا منشا رعمل کرنیکا ہے باوجودیکہ
اُسکی رائے میں پلایاگر اُسکا دعوے بطور ایک امر استحقاق کے نکر سکتا تہا - یہ یاد رکہا جانا چاہئے کہ مطابق
اُس رائے کے جو اُسوقت اختیار کیگئی تہی زمینداری مال کی حقیت بالعموم ایسی متصور کیگئی تہی کہ اُس سے
مشکل سے کوئی خیال زمین کی مالکیت کا پیدا ہوتا ہے (ملاحظہ ہو فقرہ نمبر ۴ ہدایات بنام کلکٹر صفحہ ۲۱
رپورٹ پنجم و نیز تمہید ریگولیشن ۲۵ سنہ ۱۸۰۲ء و مقدمہ میر اگی (۱)) -

مگر ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ کمپنی کی گورنمنٹ نے برابر یکساں طور پر پلایاگر کے دعاوی کو بطور ایک امر انصاف کے
تسلیم کیا تہا اگرچہ بطور ایک قانونی حق کے نہ سمجہا ہو - جبکہ اُسکو عارضی اختیار دوران دو انتظامات میں
حاصل تہا تو اُنہوں نے پلایاگر کو جملہ اختیارات پلایام میں عطا کئے تہے جو کہ وہ اُسوقت عطا کر سکتے تہے جبکہ
چنایا مدالی عارضی طور پر قابض تہا ایسے واقعات کی موجودگی میں جنکی تشریح نہیں کیگئی تو اُنہوں نے
اُس کے حق میں ایک وظیفہ مبلغ الف ۱۰۰ ماہوار کا محفوظ کیا تہا اور جس دن سے کہ کرناٹک کمپنی کے
اختیار میں آگیا تہا تو اُسکو پلایام کی مالگذاری میں سے دس فیصدی عطا کیا گیا تہا (ملاحظہ ہو ستا و نزغ) -

دس فیصدی کا گذارہ کل مالگذاری سے بہی اس رائے کے مطابق ہے کہ پلایاگر کا حق دراصل تسلیم
کیا گیا تہا کیونکہ یہ ایک معمولی وظیفہ بحق پلایاگراں کے یا دیگر قدیم مالکان اراضی کے اُس تحقیقات کے
دوران میں تہا جو درباره مقدار اُس پیشکش کے کیجائے جو کہ اُنکی جائیداد ہائے سے مستقل طور پر حاصل کیجانی ہو
اور جو اُن سندات میں درج کیجانی ہو جو کہ اُسوقت جملہ جائیداد ہائے کے واسطے بندوبست دوامی کی مصلحت
کو پورا کرنیکے واسطے تیار کیجاتی ہتیں یہ امر فقرات نمبر ۴۱ و نمبر ۴۲ ہدایات مذکورہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے
اگر حکم مورخہ فروری سنہ ۱۸۰۲ء کے فوراً بعد پلایاگر قابض کیا جاتا اور ایک سند زیر ریگولیشن سنہ ۱۸۰۲ء جاری
کیجاتی یا اگر مقدمہ ہنسا پور (۲) کسطرح کوئی سند جاری نکیجاتی تو یہ مشکل سے کہا جا سکتا تہا کہ کوئی
نیت جائیداد کی ناقابل تقسیم نوعیت کو تبدیل کرنیکی موجود تہی - فوجی خدمات سے سبکدوش کرنا اور سند کا
عطا کیا جانا بلاشبہ طور پر یہ ظاہر نکرتا تہا کہ نیت وہی تہی جو بیان کیگئی ہے پس اس سے کیا فرق آ سکتا ہے

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۰ صفحہ ۵۴ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۰ نیز صفحہ ۲۸۵ و جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۷ و صفحہ ۲۴۴ -

(۲) مورز انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۱ -

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
امروادا پلاپایام

کہ پلاپایاگر جو واقعی طور پر قابض نہ کیا گیا تھا پندرہ سال تک بعد بحالی کے بطور ایک ایسے قابض راضی کی متصور کیا جاتا رہا تھا جسکے کہ ساتھ ہی انتظام کیا جاتا تھا؟ حجت مدعی کیطرف سے یہ ہونی چاہیے کہ قبضہ سے محروم رکھے جانیسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کا منشا، نوعیت جائیداد کو تبدیل کرنے اور ایک جائیداد عطیہ کے کرنیکا تھا۔ اس حجت کے ساتھ ہمنے قبل ازین کارروائی کی ہے۔ ہمکو یہ امر زیادہ تر مناسب معلوم ہوتا ہے اگر قرار دیا جائے کہ گورنمنٹ نے پلاپایاگران کے دعاوی کو تسلیم کرکے اور اسکا یہ منشا رہونیکے کہ انکو بالآخر کامل طور پر موثر کیا جائے ہرگز ناقابل تقسیم ہونیکے سوال پر غور نکیا تھا اسلیے اسکا منشا یہ تصور کیا جانا چاہیے کہ ماسوائے اس حد کے جہانتک کہ حقیت بروئے سند کے تبدیل کیجاسکے جائیداد اُسکی پہلی حالت قائم رہنی چاہیے۔ مقدمہ نوزوڈ (۱) جسپر کہ انحصار کیا گیا تھا موجودہ صورت سے ایک سے زیادہ امور میں تمیز کیے جانیکے قابل ہے۔ اُس مقدمہ میں سنہ ۱۷۹۳ء سے سنہ ۱۸۰۲ء تک کوئی رکن خاندان قابض نتھا لہٰذا اُنکے حقوق قطعی طور پر التوا میں تھے۔ یہ بیان نہیں کیا گیا کہ کوئی وظیفہ زمینداری کے پسران میں سے کسی نے حاصل کیا تھا سنہ ۱۸۰۲ء میں دو پرگنہ جات جو صرف ایک خفیف جزو ابتدائی زمینداری کا تھے راجندر دوم کو عطا کیے گئے تھے۔ مگر کثیر تر جزو زمینداری کا سب سے بڑے پسر کو عطا کیا گیا تھا جسکے کہ قبضہ میں کل زمینداری سنہ ۱۷۹۳ء تک رہی تھی صحیح طور پر صورتحال میں راجندر نے ایک حصہ جائیداد حاصل کی تھی گو سب سے بڑے پسر کی صورت مختلف ہو جسکے کہ دعوے کے متعلق مجوزہ ڈویژنل کمیٹی نے کسی رائے کے ظاہر کرنیسے اجتناب کیا تھا علاوہ ازیں طریق عمل بعد از سنہ ۱۸۰۲ء کی شہادت موجود تھی جس سے وہ نیت ظاہر ہوتی تھی جو کہ خاندان میں اختیار کیگئی تھی۔ مگر صورتحال میں اس قسم کی جملہ شہادت سے یہ رائے ظاہر ہوتی ہے کہ جائیداد ناقابل تقسیم ہے۔ یہ موخر الذکر رائے مقدمہ مرنگی (۲) سے بھی متعلق ہوتی ہے اُس مقدمہ میں ایک کامل انقطاع قبضہ خاندان کا سنہ ۱۷۶۰ء سے سنہ ۱۷۹۴ء تک رہا تھا جبکہ گنگا راز نے جو بڑی شاخ خاندان کا ایک رکن تھا قبضہ حاصل کیا تھا۔ علاوہ امر واقعہ مذکور کے کوئی ایسا امر موجود نتھا جسپر کہ یہ نتیجہ مبنی ہو سکتا کہ گورنمنٹ کا منشا ایک ناقابل تقسیم زمینداری کے پیدا کرنیکا تھا (ملاحظہ ہو زمیندار مرانگی بنام سری راجہ سترو چرلا رامبھدرا راز (۲)) اور اس امر کے متعلق شہادت موجود تھی کہ سنہ ۱۷۹۳ء میں کیا کچھ وقوع میں آیا تھا جس سے کمیٹی کی رائے میں قطعی طور پر اس نیت کی تردید ہوتی تھی عین یہی حجت ہائے مقدمہ رامند (۳) میں بھی استعمال کیگئی تہیں

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۷ صفحہ ۳۸ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۲۸
(۲) ،، ،، ،، جلد ۱۳ صفحہ ۵۴ و ،، ،، ،، جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۸ بصفحہ ۳۰۵ و انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۷ بصفحہ ۲۴۴ ۔ (۳) اپیل نمبر ۷ سنہ ۱۹۰۱ء (غیر رپورٹ شدہ) ملاحظہ ہو صفحہ آئندہ ۶۱۳ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
امدایار پلایام

جو کہ ہمارے روبرو استعمال کیگئی ہیں۔ اس مقدمہ میں بہی منگا لیسوری جیکے کہ حق میں ایک ضابطہ استقرار سنہ ۱۸۹۵ء میں کیا گیا تہا چند سال تک قابض نکیگئی تہی اور اسکے بعد بہی اسوقت قابض کیگئی تہی جبکہ انہوں نے ایک محلکہ تحریر کر دیا تہا۔ اس امر کی شہادت موجود نہتی کہ کمپنی نے اسکو جدید منافعات جائداد کے اس عرصہ کے واسطے ادا کئے تہے جبتک کہ وہ انکے اہتمام میں رہی تہی۔ مسٹر سوامی ایار صاحب جسٹس نے یہ خیال کیا تہا کہ واقعات مذکورہ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ناقابل تقسیم ہونیکی نوعیت میں خلل اندازی کا کیا جانا مقصود تہا۔ اس مقدمہ میں ایک تبدیلی مزارعہ کی کیگئی تہی اور ہمیں شبہ نہیں کہ حقیت کی فوجی نوعیت ترک کیگئی تہی اور نیز پہلے ہی ایک مستقل پیشکش کے مقرر کرنیکی نیت تہی مگر منگا لیسوری بطور جانشین پلایا پٹ کے تسلیم کیگئی تہی اور کوئی جدید جائداد عطا نکیگئی تہی۔ مسٹر سوامی ایار صاحب جسٹس کی آرائے اگر صورتحال سے متعلق کیجائیں تو وہ ویسی ہی بہتر طور پر متعلق ہوتی ہیں۔ گو ہمیں شبہ نہیں کہ مقدمہ راماند (۱) میں فیصلہ ایک اور امر پر مبنی رکہا گیا تہا۔

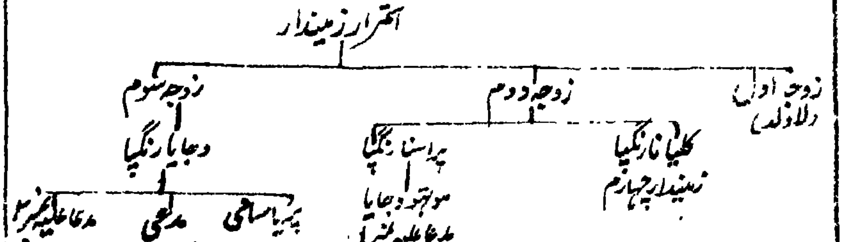
جملہ شہادت تا تاریخ اجرائے سند کو یکجا ملحوظ رکہکر ہم ان نتایج کے ساتہہ اتفاق کرنیکے ناقابل ہیں جو کہ صاحب جج ضلع نے اخذ کئے ہیں اور نہ ہم اس عذر کو تسلیم کر سکتے ہیں کہ مقدمہ کی نسبت اس بنا پر کارروائی کیجانی چاہئیے کہ پلایام پلایاگر کے خاندان سے قطعی طور پر سنہ ۱۸۰۱ء میں زائل ہو چکا تہا چنانچہ سنہ ۱۸۰۲ء میں ایک بالکل جدید عطیہ کیا گیا تہا کوئی شہادت دربارہ کسی ضبطی جائداد بجانب نواب کے موجود نہیں ہے اور کمپنی کے طریق عمل قبل از سنہ ۱۸۰۱ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ بجائے یہ قرار دینے کے کہ ایک ضبطی کیگئی تہی انہوں نے پلایاگر کے دعاوی کو موثر کرنیکے واسطے حتی الامکان کوشش کی تہی۔ ماہ فروری سنہ ۱۸۰۱ء میں گورنمنٹ کی نیت صریح ہے یعنی یہ کہ متوفی پلایاگر کی بجائے اسکا برادر وارث ہونا چاہئیے اور اسوقت سے وہ کل آمدنی جائداد معہ بقایا وصول کرتا رہا تہا جبکہ کرناٹک کمپنی کے قبضہ میں آیا تہا۔ در اصل بحالی قبضہ جائداد کیگئی تہی اور جبتک یہ نہ کہا جا سکے کہ فعل مذکور مابعد کی کارروائیات گورنمنٹ کے رو سے منسوخ کیا گیا تہا اور ضبطی عمل میں آئی تہی تب تک ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ کسطرح وہ مواضعات جو بالآخر سند میں شامل کئے گئے تہے ایسے کہلا سکتے ہیں جو بطور صرف معاملہ رعائیتی کے سنہ ۱۸۰۲ء میں عطا کئے گئے ہوں

(۱) اپیل نمبر ۸۹ سنہ ۱۸۹۱ء (غیر رپورٹ شدہ) ملاحظہ ہو آئندہ صفحہ ۶۱۴

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اودایارپلایام

ہمنے قبل ازیں اپنی وجوہات یہ قرار دینے کی بیان کی ہیں کہ گورنمنٹ کیطرف سے نیت کا تبدیل کیا جانا اپنی ریزولیوشن مورخہ فروری سنہ ء کو منسوخ کرنے یا جائیداد کو ضبط کرنیکی حد تک نہ پہونچا تہا - ہماری رائے میں ناقابل تقسیم ہونیکے سوال کا فیصلہ اسکے علاوہ کسی اور طریق پر نکیا جانا چاہئے جسطرح کہ اُسکو تصور کیا جاتا اگر سنہ ء میں سند عام استمراری عطا کیجاتی - سوال مذکور کو مذکورہ بالا طریق پر تصور کرکے اور شہادت متعلق باستعمال قدیم پلایام کو ملحوظ رکھکر اور نیز شہادت متعلق بایں امر کو کہ سنہ ء کے بعد زمینداری کا استعمال کسطرح پر کیا جاتا رہا تہا ہماری یہ رائے ہے کہ یہ امر کافی طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ چونکہ پیانا پلایام ناقابل تقسیم تہا اسلئے منشا یہ تہا کہ زمینداری بہی ناقابل تقسیم ہونی چاہئے -

مگر مدعی نے یہ عذر کیا ہے کہ اگرچہ زمینداری ناقابل تقسیم ہے تاہم وہ کلیانارنگپا زمیندار چہارم کا جو سنہ ء میں فوت ہوا تہا مدعا علیہ نمبر ا کی نسبت فوقیت کے ساتہہ وارث ہونیکا مستحق تہا جو در اصل اُسکا جانشین بنا ہے رشتہ فریقین شجرہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے :-



مدعی کا عذر یہ ہے کہ چونکہ وہ زمیندار چہارم کے برادر کا پسر ہے اسلئے باوجودیکہ وہ سوتیلا ہی ہو نزدیک تر جماعت ورثا میں بہ نسبت مدعا علیہ نمبر ا کے شامل ہے جو زمیندار چہارم کے حقیقی برادر کا پوتا ہے اور چونکہ وہ نزدیک تر جماعت میں شامل ہے اسلئے اُسکو مدعا علیہ نمبر ا سے جو بعید تر جماعت کا رکن ہے فوقیت دیجانی چاہئے -

بتائید اس عذر کے اُسنے فیصلہ حکام پریوی کونسل مقدمہ نمبر (۱) اور فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ نمبر

(۱) مورنا انڈین اپیلز جلد ۲ صفحہ ۵۲۳

سنہ ۱۹۲۱ء
مقدمہ زمینداری
اودایار بنام

پنڈایاچو کا تلوار بنام سواسبرامنیا پلائی (۱) پر انحصار کیا ہے۔ اس عذر کا مختصر جواب یہ ہے کہ مقدمہ ہٰذا (۲) کا فیصلہ جیسے کہ قبل ازیں عدالت ہٰذا نے ظاہر کیا ہے (ملاحظہ ہو سبرامنیا پانڈیا چو کا تلوار بنام سواسبرا منیا پلائی (۱)) بحوالہ قانون دایا بہاگا کے کیا گیا تھا جسمیں پسماندگی بطور تفصیل کنندہ انتقال جائیداد کے تسلیم نہیں کیگئی اسطرح پر وہ پریزیڈنسی ہٰذا سے متعلق نہیں ہے جہانتک قانون پسماندگی مطابق متاکشرا کے حاوی ہے اور جو ایک تفصیل کنندہ ذریعہ اُس ناقابل تقسیم جائیداد کی وراثت کے متعلق ہے جو ایک غیر منقسم خاندان اہل ہنود کے قبضہ میں ہو۔ یہ امر صریح طور پر مسٹر صاحب چیف جسٹس و متوسامی ایار صاحب جسٹس نے مقدمہ نراگنتی اچاگرو بنام وینکٹا چلاپتی نیا نورو (۳) میں قرار دیا ہے۔ جہانتک انہوں نے ایک پہلے فیصلہ عدالت ہٰذا بمقدمہ رامیا بنام رنگانیا کما (۴) پر اور بعض آرائے حکام پریوی کونسل بمقدمہ کتا ماناچیار بنام راجہ شو اگنگا (۵) پر انحصار کیا تھا۔ مقدمہ نراگنتی اچاما گرو بنام وینکٹا چلاپتی نیا نورو (۳) میں مقابلہ مابین چھوٹے چچا آخری زمیندار اور بڑے چچا کے پوتے کے تھا اور قرار دیا گیا تھا کہ موخرالذکر شخص کو اعلیٰ تر حق حاصل تھا۔ عدالت نے یہ وسیع قاعدہ قائم کیا تھا: "بدیں سبب کہ جائیداد جو ناقابل تقسیم ہے جب پسماندگی کے ایک شاخ سے دوسری شاخ میں منتقل ہو جائے تو وہ ضروری طور پر ایسے شریک کے نام منتقل نہیں ہوتی جو بلحاظ خون کے قریب تر ہو بلکہ نزدیک تر شریک اعلیٰ شاخ کے نام منتقل ہوتی ہے" (صفحہ ۲۶۷)۔

قاعدہ مذکور کو صورتحال سے متعلق کرکے یہ امر صریح ہے کہ مدعا علیہ نمبر ا نزدیک تر شریک اعلیٰ شاخ کا ہے اسلئے وہ مدعی کی نسبت فوقیت کے ساتھ مستحق ہے جو چھوٹی شاخ کا ایک رکن ہے مدعی یہ عذر کرتا ہے کہ ایک مختلف اصول عدالت ہٰذا نے مقدمہ سبرامنیا بنام سواسبرامنیا پلائی (۱) میں قائم کیا تھا۔ مگر یہ امر مشتبہ ہو سکتا ہے کہ آیا بروئے اُن اصولہائے کے جو اُس مقدمہ میں قرار دیئے گئے ہیں مدعی بمقابلہ مدعا علیہ نمبر ا کے فوقیت کے ساتھ حق رکھ سکتا ہے کیونکہ ایک غیر منقسم خاندان میں قرابت خون غیر ضروری ہے قائم مقامی کا مسئلہ مدعا علیہ نمبر ا اور مدعی کو علی الترتیب اپنے دادا اور باپ کی حیثیت عطا کرتا ہے اسلئے وہ مساوی قرابت متوفی زمیندار کے ساتھ رکھتے ہیں (قطع نظر کسی سوال سوتیلا ہونیکے) اور اس صورت میں جبکہ مدعا علیہ نمبر ا مدعی سے عمر میں بڑا ہے اسلئے وہ ناقابل تقسیم جائیداد کو مدعی کی نسبت فوقیت سے حاصل کریگا خواہ یہ امر کسیطرح پر ہو عدالت ہٰذا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۳۱۶ بصفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۸ و ۳۳۰ (۲) مورز انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۵
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۴ صفحہ ۲۵۰ بصفحہ ۲۶۷ (۴) اپیل نمبر ۲۰ بابت ۱۸۹۶ء (غیر رپورٹ شدہ) (۵) ،، ،، جلد ۹ صفحہ ۵۱۶ بصفحہ ۵۴۳

سنہ ۱۹۰۱ع
مقدمہ زمینداری
اودایاریا یام

مقدمہ سبرامنیا پانڈیا چوکا لگوا بنام سبرامنیا پلائی (۱) کے فیصل کرنیمیں فیصلہ مقدمہ نراگنتی بنام وینکٹا چلاپتی نیانیو رو (۲) کو منسوخ نکیا تہا اور نہ اُس سے ختلاف کیا تہا اور ہماری یہ رائے ہے کہ ہمیں مذکورالذکر فیصلہ قابل پابندی ہے جو ایک صد بدتر فیصلہ عدالت ہذا کے مطابق ہے -

اسلئے ہم یہ قرار دیتے ہیں کہ مدعاعلیہ نمبر ۱ جایداد ناقابل تقسیم کا وارث بمقابلہ مدعی کے فوقیت کے ساتہ ہونے کا مستحق ہے -

مگر مدعی نے یہ عذر کیا ہے کہ بعض جزو باقی جایداد متدعویہ جایداد ناقابل تقسیم میں شامل ہیں بلکہ وہ قابل تقسیم ہیں جسکو کہ ایک حصہ وکا مدعی مستحق ہے باوجودیکہ فیصلہ ریاست کے ناقابل تقسیم ہونیکا کیا گیا ہے -

نسبت اراضیات مندرجہ فہرست الف منسلکہ عرضیدعوے کے صاحب جج ضلع نے قرار دیا ہے کہ وہ سب ایک جزو زمینداری کا بناتی ہیں باستثنائے دیہات ہوا صعات اموائی رتلوا اور دونائی رتلو کے وہ ابتدا اور اسنرار زمیندار نے حاصل کئے تہے اور صاحب جج ضلع نے قرار دیا ہے کہ انمیں سے دو ثلث زمیندار سے زمیندار کے نام منتقل ہوئے تہے اور ایک ثلث عدالت کے حکم سے فروخت کیا گیا تھا اور کچہہ عرصہ تک خاندان کے قبضہ سے باہر رہا تہا مگر وہ حصہ زمیندار نے ۱۸۸۵ع میں پہر خرید کرلیا تہا جملہ صورتوں میں خرید بذریعہ بظاہر سرمایہ زمینداری سے کیگئی تہیں - صاحب جج ضلع نے یہ خیال کیا ہے کہ وہ ثلث جو زمیندار نے دوبارہ خرید کیا تہا اُسکا منشا اُن دو ثلث بارے میں پہہ شامل کئے جانیکا تہا جو کہ زمیندار سے زمیندار کے نام منتقل ہوچکے تہے اور اُسکی یہ رائے ہے کہ وہ دو ثلث قابل تقسیم قرار دئے جانے چاہئیں کیونکہ زمیندار چہارم نے اُس نالش میں جو اُسنے خریدار کے برخلاف اُس ثلث کے دلاپانیکے واسطے کی تہی جایداد کو بطور قابل تقسیم جایداد کے متصور کیا تہا - مگر ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ یہ ایک درست رائے ہے زمیندار نے اولاً جایداد کا دعوے بطور باقیات و اپنی زمینداری کے کیا تہا - اور صرف اُسوقت جبکہ اُسکا دعوے نامنظور کیا گیا تہا اُسنے دوسرے عذر کو اختیار کیا تہا اور اُسکو قابل تقسیم متصور کیا تہا - اُسکا پہلا عذر بہی دوسرے کیطرح اغلباً درست تہا - یہ ثابت کرنیکا بار مدعی پر ہے کہ جایداد مذکور قابل تقسیم ہے ہماری رائے میں وہ ایسا کرنیسے قاصر رہا ہے - وہ طریق جسکے کہ مطابق جایداد حاصل کیگئی تہی اور زمیندار سے زمیندار کے نام منتقل ہوئی تہی ہمکو اس نتیجہ کیطرف رہنمائی کرتا ہے کہ وہ مطابق دیگر جایداد مندرجہ فہرست الف کے ایک جزو زمینداری ہے اور وہ اُسکے ساتہہ ہی مدعاعلیہ نمبر ۱ کے نام منتقل ہوئی تہی -

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۳۱۶ بصفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۷ و ۳۴۰ (۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۵۰ بالصفحہ ۲۶۷

سنہ ۱۹۰۱ع
مقدمہ زمینداری
اودایارپالیام

یہ قرار دیکر کہ زمینداری ناقابل تقسیم ہے اور کہ کوئی جائیداد قابل تقسیم موجود نہیں ہے اُن سوالات کا فیصل کرنا غیر ضروری ہے کہ جو دو اصل سوالات قانونی ہیں اور جو مقدمہ میں پیدا ہوتے اگر جائیداد قابل تقسیم ہوتی - مگر بلحاظ ممکن نتیجہ اپیل بحضور پریوی کونسل کے اور اس غرض سے کہ ممکن طور پر آئندہ تنازعہ کو روکا جائے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنی قرارداد در بارہ جواز وصیت متوفی زمیندار کے قلمبند کریں - اُس تنقیح پر افسوس ہے کہ صاحب جج ضلع نے کوئی قرارداد قلمبند نہیں کی - صاحب جج نے یہ قرار دیا ہے کہ زمیندار کو معلوم تھا کہ مسودہ اور اصل وصیت میں کیا مضمون تھا اور اُسنے اُسکو پسند کیا تھا گو وہ سب سے پہلا شخص اُس خیال کے پیدا کرنیوالا نہ تھا جسکے کہ لحاظ سے جائیداد اُس طریق پر منتقل کیگئی تھی جو وصیت میں درج تھا (فقرہ نمبر ۱۰۶) اور کہ ۲۰ تاریخ کو اُس کو کافی حواس یہ معلوم کرنیکے واسطے حاصل تھے کہ وہ کیا کچھ کر رہا ہے اور اُسکو معلوم تھا کہ وہ ایک وصیت پر دستخط کر رہا ہے (فقرات نمبر ۹ و نمبر ۹۳) - اُسنے بہ جنگارا و کی شہادت کو نامنظور کیا ہے جہانتک کہ اُسنے یہ بیان کیا ہے کہ درست نقل وصیت ۲۰ تاریخ کی صبح تک مکمل ہوئی تھی - اُسنے ڈپٹی کلکٹر کی شہادت کو معتبر سمجھا ہے اور اُسنے یہ بیان نہیں کیا کہ وہ رنگاسامی ایانگر کی شہادت کو معتبر نہیں سمجھتا گو اُسنے اُسکو نہایت قابل اعتبار گواہ نہیں سمجھا - یہ سمجھنا کس قدر مشکل ہے کہ کونسا شبہ صاحب جج کے دلمیں باقی رہا تھا کیونکہ یہ بیان نکیا گیا تھا اور نہ در اصل ثابت کیا گیا تھا کہ وصیت جسکے مضامین کا موصی کو علم تھا دباب ناجائز سے حاصل کیگئی تھی - یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہ امر بالکل غیر ضروری ہے کہ زمیندار نے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے مشورہ پر وصیت تحریر کرنے میں عمل کیا تھا بشرطیکہ اُسکو مضامین دستاویز کا علم ہو اور اُسپر داب ناجائز نہ ڈالا گیا ہو - بظاہر صاحب جج کے شبہات اُس عبارت سے پیدا ہوئے تھے جسکا کہ استعمال ڈپٹی کلکٹر اور گواہ رنگاسامی نے اپنی دو چٹھیات (دستاویزات ک و م) میں کیا تھا - ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ رنگاسامی جبکہ وہ ۱۶ تاریخ کو ڈپٹی کلکٹر کا انتظار کر رہا تھا تاکہ ایک وصیت تحریر کرے بعد میں فریب دہندگان سے ورغلایا گیا تھا اور اُس وصیت کے تحریر کرنے پر مجبور کیا گیا تھا جسپر کہ ۲۰ تاریخ کو دستخط کئے گئے تھے - اس رائے کی تائید میں کوئی شہادت موجود نہیں اور وہ بالکل نامطابق گواہ رنگاسامی کے اس طریق عمل کے ہے کہ وہ وصیت لیکر ڈپٹی کلکٹر کے پاس نکتہ چینی کرنیکے واسطے گیا تھا - اگر رنگاسامی کا بیان معتبر سمجھا جائے تو یہ امر بالکل صریح ہے کہ وصیت کو زمیندار نے پسند کیا تھا ہمیں شبہ نہیں کہ صاحب جج نے ایسا ہی قرار دیا ہے مگر اُسنے یہ رائے ظاہر نہیں کی کہ کسطرح پر رنگاسامی کی تائید ڈپٹی کلکٹر نے کی تھی - یہ ظاہر نکیا گیا تھا کہ کوئی امر متعلقات وصیت میں اس شبہ کو جائز بنانیکے واسطے موجود ہے بہر حال ہماری یہ رائے ہے کہ تنقیح

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زبیدہ بی
اور ایار پلا یام

متعلق بہ وصیت کا فیصلہ بحق مدعا علیہ نمبر ۱ کے کیا جانا چاہئیے -

مدعیکو کوئی دعوے اس جائداد کی نسبت حاصل نہیں ہو سکتا جو زمیندار چہارم حاصل کی تہی جو بروے وصیت کے منتقل ہوگئی تہی اور وصیت مذکور کو ہمنے جایز قرار دیا ہے -

بالآخر مدعی نے یہ دعوے کیا ہے کہ اگر جائداد ناقابل تقسیم ہو اور اگر مدعا علیہ نمبر ۱ اسپر قابض ہونیکا مستحق ہے تو مدعی کو ایک وظیفہ گذارہ کیواسطے مبلغ ۱ســـ ماہوار کا اور مبلغ ۵ســـ شادی کیواسطے ملنا چاہئے کوئی حجت ہمارے روبرو دربارہ اخراجات شادی کے نہیں کیگئی - صاحب جج ضلع نے یہ خیال کیا تہا کہ گذارہ دعوے سے بہت زیادہ ہے اور انہوں نے مدعی کو مبلغ ۱۱۷ ماہوار کی ڈگری دی تہی یعنی اس رقم کا ایک ثلث جو مدعی اور اسکے برادران کو بروے ڈگری نالش ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۶ع کے عطا کیا گیا تہا - مدعا علیہ نمبر ۱ نے اس رقم کی نسبت بہت زیادہ ہونیکا عذر کیا ہے - وہ اسکو مبلغ ۸ ماہوار کی حد تک کم کرانا چاہتا ہے - مگر ہماری یہ راے ہے کہ وہ ایک مناسب رقم ان وجوہات پر ہے جنکا ذکر صاحب جج ضلع نے اپنے فیصلہ کے فقرہ نمبر ۱۵ میں کیا ہے -

ان قراردادہاے کا نتیجہ یہ ہے کہ جملہ اپیلیں منظور کیجاتی ہیں اور نالش خارج کیجاتی ہے الا جہانتک گذارہ واجب الادا بحق مدعی بجانب مدعا علیہ نمبر ۱ کا تعلق ہے - مدعی کو اس گذارہ کی ڈگری عطا کیجاتی ہے جسکا موجزہ جائداد مندرجہ فہرست الف پر ہے جو مطابق تواریخہاے مندرجہ دستاویز نمبر ۳۲ (ہ) کے ادا کیا جاوے مدعیکو کل خرچہ ماسواے اسکے ادا کرنا چاہئیے جو مقدار گذارہ متدعویہ مقدمہ اپیل نمبر ۱۱۴ سنہ ۱۸۹۹ع پر واجب الادا ہو وہ اس رقم پر مدعا علیہ نمبر ۱ سے خرچہ پانیکا مستحق ہے - تمامی مستغیث مذکور کی جملہ اپیلہاے معہ خرچہ منظور کیجاتی ہیں +

اپیل ہاے بہر ۱۳ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کو پیش ہوئے تہے -

ایس سرینواسا ایانگر بجانب اپیلانٹ نے یہ عذر کیا تہا کہ لحاظ نتیجہ فیصلہ کے بعد اپیل معہ خرچہ خارج کیجانی چاہئیے تہی -

ایڈووکیٹ جنرل (آنریبل مسٹر جے اپی وایس) بجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱ نے یہ حجت کی تہی کہ مدعا علیہ نمبر ۲ بہی ایک ڈگری گذارہ کا مستحق نالش ہذا میں تہا وہ جداگانہ نالش کے کرنے پر مجبور نکیا جانا چاہئیے حقوق خاندان کا فیصلہ کیا گیا تہا اور عدالت انکو اراکین کو گذارہ عطا کر سکتی تہی - اس قرارداد پر کہ جائداد ناقابل التقسیم تہی مدعا علیہ نمبر ۲ اندنیز مدعی گذارہ کا مستحق تہا -

ایس سرینواسا ایانگر نے جواباً یہ عذر کیا کہ چونکہ نالش تقسیم خارج کیگئی تہی اسلئے کوئی ڈگری بحق مدعا علیہم صادر نکیجا سکتی تہی مدعی نے ورثاے تین نالشات کو جمع کیا تہا یعنی نالش تقسیم و نالش بیدخلی و نالش بابت دخلعیہ کو - وہ پہلی نالشات کے

سنہ ۱۹۰۱ء
مقدمہ زمینداری
اوڈیار پلایام

خارج کیجاتی ہے صرف نالش نان و نفقہ باقی رہتی ہے جسمیں مدعا علیہ نمبر ۲ ایک ضروری فریق نتھا - کوئی ڈگری نان و نفقہ بحق ایک مدعا علیہ کے صادر کیجا سکتی تھی اور کل نالش سوائے دعوائے نان و نفقہ کے خارج کیگئی تھی - اگر دعوی تقسیم کامیاب ہوتا تو ہر ایک کے حقوق معلوم کئے جاتے اور اسصورت میں مدعا علیہ کو دادرسی عطا کیجاتی گویا کہ وہ مدعیان تھے -

تجویز :- مدعی کی یادداشت عذرات خارج کیجاتی ہے - بلا خرچہ واجب الادا منجانب مدعی کے خرچہ مبلغ ۔۔۔ بطور خرچہ وجوہات نمبر ا و نمبر ۲ یادداشت عذرات کے شامل کیا جائے -

ایڈوکیٹ جنرل منجانب مدعا علیہ نمبر ۲ نے یہ استدعا کی ہے کہ ڈگری میں ایک شرط واسطے گذارہ اسکو مدعی کے برباد کیجاوے - اسمیں شبہ نہیں کہ ایسی شرط ایک ڈگری تقسیم میں زیادہ کیجا سکتی ہے مگر اسصورتحال میں مدعی اپنے دعوی حصول کل زمینداری بخلاف مدعا علیہ نمبر ا میں ناکامیاب رہا ہے اور مقدمہ ایسا نہیں ہے جسمیں کہ ڈگری بحق ایک مدعا علیہ کے اور بخلاف دوسرے مدعا علیہ صادر کیجا سکے - اسمیں شبہ نہیں کہ مدعا علیہ نمبر ۲ کسی دعوی گذارہ کے کرنے سے ممتنع نہیں ہے جو اسکو حاصل ہو -

مقدمہ رامند

باجلاس منو سامی ایار صاحب جسٹس و لسن صاحب جسٹس

اپیل نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۱ء

نالش بطلب قبضہ کے - مدعی نمبر ا اور مدعا علیہ نمبر ا دو پسران متوفی زمیندار رامند ہیں جو سنہ ۱۸۵۹ء میں فوت ہوا تھا - مدعی نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ اور مدعا علیہ ایک غیر منقسم خاندان اہل ہنود تابع قانون مشترکہ کے اراکین ہیں اور کہ مدعی کا باپ اپنے پسران سے غیر منقسم تھا جو اسکی وفات کی تاریخ پر نابالغان تھے - مدعی سنہ ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوا تھا اور مدعا علیہ سنہ ۱۸۵۲ء میں اور کہ کورٹ آف وارڈس نے ناجائز طور پر زمینداری کا قبضہ مدعا علیہ کے حاصل کیا تھا اور انکا قبضہ سنہ ۱۸۷۳ء تک قائم رکھا تھا جبکہ وہ مدعا علیہ کے حوالہ بر طبق حصول سن بلوغ کر دیا گیا تھا - مدعی نے ماہ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء میں تقسیم کا مطالبہ کیا تھا مگر اس سے انکار کیا گیا تھا اور اب اسنے اس امر کے استقرار کا دعوی کیا ہے کہ وہ اور مدعا علیہ ایک غیر منقسم خاندان اہل ہنود کے اراکین ہیں جو قانون تقسیم کے تابع ہے اور اسنے نصف جائداد اور اسکو واصلات کا دعوی تاریخ عرضی دعوی تک کیا تھا اور کہ ایک حکم امتناعی کا بذریعہ مدعا علیہ جائداد کو منتقل یا ضائع کرنے یا اسکو مواخذہ دار بنانے سے بار رکھا جاوے اور کہ ایک رسیور مقرر کیا جاوے -

اسکی جوابدہی مدعا علیہ نے یہ عذر کیا تھا کہ زمینداری رامند ایک قدیم زمینداری ناقابل التقسیم ہے جو عرصہ دراز سے شروع تک راجکو نام سے موسوم رہی ہے اور کہ وہ ہمیشہ ایک ہی وارث کے نام منتقل ہوتی رہی ہے اور اسکا استعمال بطور ناقابل تقسیم جائداد کے کرتا رہا ہے اور وہ مطابق قاعدہ یا رواج جانشینی کے بطور رواج یا گدی رو اجا ایک ہی شخص کے نام منتقل ہوتی رہی ہے - اسنے اس امر سے انکار کیا تھا کہ خاندان قانون مشترکہ کا تابع ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یا کہ قیاس بارہ قابل التقسیم ہونیکے جو قانون مذکور کی رو سے پیدا ہوتا ہے ریاست مذکور سے متعلق تھا - اسنے یہ عوی کیا تھا کہ ریاست بروئے قاعدہ مذکورہ اسکو نام بحق دعوی مدعی کے منتقل ہوئی ہے اور علاوہ اسکے وصیت پر انحصار کیا تھا جسکا کہ متوفی زمیندار کیطرف سے تحریر کیا جانا بیان کیا گیا تھا - اسکے سوا یہ بیان کیا تھا کہ وہ درست طور پر کورٹ آف وارڈس کیطرف سے جائداد پر قابض کیا گیا ہے -

تنقیح اول میں یہ سوال پیدا کیا گیا تھا کہ آیا زمینداری معہ اسکے ملحقات کے ناقابل التقسیم جائداد ہے اگر نہیں تو کسی ہے یا کہ وہ قابل التقسیم ہے جیسا کہ مدعی نے

مقدمہ رامند

بیان کیا ہے جسکو حاکم جج ضلع نے اسکا فیصلہ مدعیکے برخلاف کیا تھا۔ تنقیح دوم میں جواز واثر وصیت کے متعلق سوال تھا جن دستاویزوں پر فریقین نے بطور شہادت انحصار کیا گیا تھا کہ متوفی زمیندار نے ریاست کو ناقابل تقسیم متصور کیا ہے۔ حاکم جج ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ وہ کوئی روشنی سوال مذکور پر نہیں ڈالتی تہی اور آخر الذکر دستاویز کی درستی کے متعلق کوئی رائے ظاہر نہیں کی تہی۔

نالش خارج کیگئی تہی۔ ہٹ ڈگری کی نا رضامندی سے مدعی نے اپیل حال رجوع کیا۔

مسٹر ایچ جی ڈیوڈ برن و راجہ چندر راؤ صاحب و دی رنگا چیریر و دی نگرا راما نوجا چیریر و ٹی رنگا چیریر بجانب اپیلانٹ۔

ایس سبرامنیام و آنریبل دی بہشیام ایانگر و دی سی ایسکا چیریر و سوگنا مدالیار بجانب رسپانڈنٹ۔

ذیل کے اقتباسات ان بعض دستاویزات کے ہیں جو عدالت کے روبرو موجود تہیں۔ دیگر دستاویزات کافی طور پر تجویز میں درج کیگئی ہیں۔ ایک چٹھی کلکٹر تنی ولی کی مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۷۹۱ء بنام کمیٹی مالگذاری (دستاویز نمبر ۲۵) ہے جسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ راجہ رامند اپنی ہی تاکید سلکسی کے ذریعہ لوگوں کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ سالانہ لگان ادا کریں اور وہ جملہ اشیا تجارتی پر محصول لیتا ہے۔ دو دیگر چٹھیات کلکٹر مذکور کی اسی کمیٹی کے نام مورخہ مارچ و مئی ۱۷۹۱ء (دستاویزات نمبر ۲۳ و ۲۴) کی جسمیں مقدار پیشکش واجب الادا منجانب راجہ رامند کا حوالہ دیا گیا ہے۔ متن اقرار نامہ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۷۹۵ء تحریر کردہ لارڈ ہوبرٹ گورنر فورٹ سینٹ جارج از طرف ایسٹ انڈیا کمپنی و نواب محمد علی والاجاہ وغیرہ و بطور بہتر انتظام اضلاع موسومہ بہ مار وار اعظم یا رامند پورم کے (دستاویز الف ۴۴) جسمیں منجملہ دیگر امور کے احکام ذیل درج تہے (۱) کہ ادائے متہو رامنگا سیتو پتی پلایا گر کا اسیوقت مقرر کیا جانا چاہئے جبکہ وہ شخص جو اسکا وارث ہونیکا مستحق ہو حسب اطمینان طور پر معلوم ہو جائے (۲) کہ نواب کو چاہئے کہ مار وار اعظم یا رامند پورم کو کامل اختیار کمپنی میں عرصہ تین سال کیواسطے بغرض تحصیل مالگذاری و جملہ معاملات گورنمنٹ و احکام وغیرہ کے دیدے (۳) کہ ایسا کرنے میں نواب کی نسبت صریحاً یہ متصور کیا جائیگا کہ صرف وہ حقوق عرصہ مذکور کیلئے معطل رہینگے جو رامند پلایا گر کی معاہدہ العقد واقعات سے ہر ہائینس جملہ معاملات مروجہ کے مد میں تسلیم کی گئی تہیں۔ (۴) کہ عرصہ تین سال کے منقضی ہونیکے بعد پیشکش جو کمپنی کو ہر ہائینس کی بابت ادا کرنا ہو مستقل طور پر طے کیجائیگی (۵) کہ ایک رقم جو دس فیصدی مالگذاری سے کم نہو شخص نامزد پلایا گر کے گذارہ کیلئے دیجائے۔ اور کہ معزول شدہ پلایا گر اور اسکے کنبہ کے گذارہ کے لئے بہی کوئی مشاہرہ ملنا چاہئے۔ (۶) و (۷) کہ چونکہ کسیقدر تعداد افواج سبندی کے خورد و نوش کا انتظام کرنا ہوگا اور ملک رامند کی مالگذاری سے انکی تنخواہ ادا ہوگی اسلئے جانشین پلایا گر کسی موقع پر پیادگان مہیا کرنیکا ذمہ دار نہوگا (۹) کہ بعد منہائی رقم بابت گذارہ مذکورہ پلایا گر متہو رامنگا سیتو پتی اور اسکے کنبہ کو مشاہرہ بابت گذارہ اسکو جانشین و تنخواہ افواج سبندی و پیشکش و صلی و خرچہ بابت تحصیل مالگذاری کے بقایا سالانہ ہر ہائینس نواب صاحب کو دیا جائے۔ (۱۲) اس شخص کی حیثیت پر جو نامزد کردہ پلایا گر کا جانشین ہو معاہدہ کنندگان کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

اقتباس از یادداشت مشورہ بورڈ آف ریونیو مورخہ ۳ جولائی ۱۷۹۵ء (دستاویز نمبر ۶۴ الف) متعلق استحقاق جانشینی پلایا گری رامند و نامزدگی منگالیسوار ناچیر ہمشیرہ پلایا گر مذکور بطور جانشین کے۔

چٹھی کلکٹر مدراس بنام اسسٹنٹ کلکٹر تنی ولی و مارواڑ مورخہ ۵ فروری ۱۸۰۳ء (دستاویز نمبر ۵۲) جسمیں درخواست کیگئی تہی

مقدمہ رامند

کہ رانی کو لبشرائط مصرحہ رپورٹ خود بنام سپیشل کمیشن متعلق امر نگرد رامند زمینداری پر کامل طور پر قابض کیا جائے ۔

اقتباس از سند مورخہ ۸ اپریل ۱۸۰۳ء (دستاویز د) جو سنتوپتی ناچیر زمیندار نئی رامند کو عطا ہوئی تھی جسمیں بیذکر تھا کہ چونکہ اراضیات واگذاشتہ کی بابت سرکاری جمع ہرگز کبھی مقرر نہیں کیگئی اور چونکہ گورنمنٹ کا دستور ہے کہ وہ بغرض حصول جمع اضافہ شدہ زمینداران کو محروم کر کے اپنی طرف سے شخصاً س بغرض انتظام زمینداری مقرر کرتی ہے اور اس سے جملہ اراضیات پر مفہومی استحقاق اور قبضہ مالکانہ کا حقیقی استعمال حکمران کو حاصل رہتا ہے اور کہ اس قسم کا انتظام مستقل بہبودی ملک کے لئے مضر ہو سکتا ہے لہذا برٹش گورنمنٹ نے زمینداران کو آئیندہ انکی اراضیات میں مستقل ملکیت عطا کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا تھا ۔ اسپر رامند کی زمینداری کی جمع معین کیگئی تھی ۔

اقتباس از چٹھی سپیشل کمیشن بنام لارڈ کلائیو مورخہ ۵ اپریل ۱۸۰۳ء (دستاویز ۵۶) :- ان حالات پر جو بغاوت کا باعث ہوئے اور راجہ رامند کی معزولی ما بعد پر کاغذات سرکار میں بہت بحث کیگئی ہے چنانچہ وہ معاہدہ جو ہز ہائنس متوفی نواب ارکاٹ کے ہمراہ بغرض انتظام معاملات رامند بذریعہ افسران کمپنی ہوا تھا آنریبل کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے پاس بھیجا گیا اور آنریبل کورٹ موصوف نے اسپر اپنے خیالات ظاہر کئے تھے ۔ چونکہ معزول شدہ راجہ کی ہمشیرہ منگلیسورنا چیر بحیثیت رانی معاہدہ متذکرہ صدر کے زمینداری کی جائز جانشین باضابطہ طور پر تسلیم کیگئی ہے اسلئے ضلع رامند انجناب بہ اجلاس کونسل کی اجازت منظوری سے رانی کے نام لبشرط تصفیہ دوامی بندوبست مالگذاری کے منتقل کیا گیا ہے ۔ اور اب ہم حضور با اجلاس کونسل کے پاس دو دستاویزات بغرض منظوری روانہ کرتے ہیں جنکو ہم نے مستقل زمینداری پر رامند کی مالگذاری آئیندہ معین کرنا تجویز کر رکھا ہے ۔"

چٹھی از بورڈ اوف ریونیو بنام چیف سکرٹری گورنمنٹ مورخہ ۶ اپریل ۱۸۰۴ء (دستاویز ۶۱) جسکا مضمون تھا کہ نابالغ رانی جو کچھ عرصہ پیشتر بیاہی گئی تھی بچہ جننے کیساتھ ہمیں فوت ہو گئی اور لاولد ہے اور کہ اسکی جانشین اسکی ہمشیرہ دوریا راجا ناچیر ہوئی ہے جو متوفی زمیندار راماسامی سیتوان کی تنہا زندہ اولاد تھی ۔ اور کہ حین حیات متوفی میں جائیداد کورٹ آف وارڈس کے اہتمام میں نتھی بلکہ منتھو ویروڈی ناچیر بیوہ سابق زمیندار اناسامی سیتوپتی اور اسکی بہائی متھو چیلا تیوان کے اہتمام میں بموجب خواہش متوفی زمیندار راماسامی کے تھی اور ساتھ ہی یہ بھی تجویز تھی کہ اہتمام میں کسی تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں ہوئی اسکے کہ والدہ پاروتا ناچیر نابالغہ بجائے منتھو ویروڈی ناچیر کے گارڈین بنائیجائے ۔ چٹھی کے اختتام پر حسب ذیل عبارت درج تھی "یہ بھی ہدایت ہوئی ہے کہ میں اسموقعہ پر غلط بیان مندرجہ فقرہ دوم چٹھی دفتر ہذا مورخہ ۲۰ رفروری گذشتہ کی اصلاح کر دوں یعنی یہ کہ اندروئے دہرم شاستر زمیندار متوفی کی دو دختران میں سے بڑی اسکی وارث تھی ۔ بموجب قانون مذکور اسکی بیوہ جو منصب گارڈین کے لئے تجویز ہوئی اسکی وارث تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں جانشینی رواج خاندان کے تابع رکھی گئی ہے "

بتاریخ ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء حکام موصوف نے تجویز حسب ذیل صادر فرمائی :-

منتوسامی ایا صاحب جسٹس ۔ دعوے ہذا بابت تقسیم زمینداری رامند واقع ضلع مدورا کے تھا ۔

مقدمہ رامند

زمیندار متوفی ایک شخص متھورا م لنگا سیتوپتی تہا جو فروری ۱۸۷۳ء میں دو پسران اور تین ہیوگان اور پانچ دختران چھوڑ مرا۔ ریسپانڈنٹ بہاسکارا سامی سیتوپتی زمیندار حال اس کا سب سے بڑا بیٹا از بطن مُتا ناچیر ہے اور اپیلانٹ دینا کارا سامی اس کا دوسرا پسر اس کی چوتھی بیوی دورا راجا ناچیر کے بطن سے ہے۔ اول الذکر ۳ نومبر ۱۸۶۸ء کو اور موخرالذکر ۲۶ اپریل ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوا۔ متھورا لنگا کی زندگی میں کورٹ آف وارڈس نے اس اہتمام کے رو سے زمینداری کا اہتمام کیا جو اس قرضہ کی بیباقی کے لئے کیا گیا تہا جو گورنمنٹ نے اُسے دیا تہا اور اسکی وفات پر ریسپانڈنٹ کی نابالغی کے زمانہ بہر کورٹ آف وارڈس اس پر قابض رہا۔ نومبر ۱۸۸۹ء میں ریسپانڈنٹ سن بلوغ کو پہونچا اور کورٹ آف وارڈس نے اسے قبضہ جایداد دیدیا۔ اپریل ۱۸۸۹ء میں اپیلانٹ ۱۸ سال کا ہوا اور اس نے نالش ہذا ۲۷ جنوری ۱۸۹۰ء کو دایر کی۔

عرضی دعوے میں درج ہے کہ نومبر ۱۸۸۹ء میں اپیلانٹ نے تقسیم کا مطالبہ کیا مگر تقسیم کرنے سے انکار کیا گیا اور کہ تاریخ مذکور پر بنائے دعوے پیدا ہوا۔

بنائے دعوے جو عرضی دعوے سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ زمینداری رامند عام مشترکہ جایداد ہے اور کہ اپیلانٹ تقسیم اور قبضہ نصف جایداد کا مستحق ہے۔ برخلاف اس کے بیان ریسپانڈنٹ یہ ہے کہ زمینداری ناقابل تقسیم جایداد ہے جس پر ایک وقت میں صرف ایک ہی رکن خاندان قابض رہ سکتا ہے اور کہ اُس کی وراثت قاعدہ جیٹھانسی کے تابع ہے۔ اس کا جواب دعوے رواج خاندان اور نوعیت جایداد قبل بندوبست دوامی و حکومت برطانیہ بطور رواج پالیم پلیٹی یا علاقہ باجگذار پر مبنی ہے اس لئے اصل سوال یہ ہے کہ آیا زمینداری رامند قابل تقسیم ہے یا نہیں۔ عدالت مرافعہ اولی نے ریسپانڈنٹ کے عذر کو تسلیم کیا ہے یعنے یہ کہ جایداد ناقابل تقسیم تہی۔ یہی وجہ اپیل ہذا کی ہوئی ہے۔

اپیلانٹ کی طرف سے بڑا عذر یہ کیا گیا ہے کہ ناقابل تقسیم ہونے کا کوئی کافی ثبوت نہیں ہے۔ اور کہ شہادت تجویز سبارڈنیٹ جج کی موید نہیں۔ رامند کی ملکی تاریخ قبل حکومت برطانیہ سے اہم تواریخی شہادت مقدمہ ہذا میں حاصل ہوتی ہے۔

موجودہ زمینداری رامند سیتو گنگا ملک ماٹ وار کے نام سے موسوم ہے جو جنوبی ہندستان کا اصلی اور قدیمی باشندہ ہے۔ انکی تمدنی اور شادی کے رواج اور خاندانوں کی تقسیم علیحدہ تہی اور زمانہ قدیم میں وہ جنگجو و لیے قاعدہ قوم تہی۔

مقدمہ
رامسند

میکنزی کے "مجموعۂ مسودات قلمی" سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداً کسیلون سے آئے تھے خواہ یہ کچھ ہی ہو مگر از روئے تاریخ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ پانڈی خاندان کے بہت پہلے زمانہ سے جنوبی افریقہ میں آباد ہوئے تھے اور کہ زمینداران کے آباؤ اجداد سوار فرقہ تھے۔

خاندان زمیندار سیتوپتی خاندان کے نام سے مشہور ہے اور زمانہ قدیم سے یہی اسکا نام چلا آتا ہے لفظ "سیتوپتی" سے مراد سیتو کا آقا یا گارڈین متبرک اشرک واقعہ رامیسورم ہے۔ اسقدر بعید زمانہ کی نسبت بیقین یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ کب اور کس سے اور کسطرح پر اس خاندان نے سیتوپتی کا منصب و عہدہ حاصل کیا۔ مگر خاندانی اور مشہور قصص کے رو سے دیتا راما جو رامایکی کے منظوم جنگنامہ "رامائن" کا ہیرو تھا پہلے پہل سیتوپتی ہوا۔ (ملاحظہ ہو دستاویز ۴۰ وڈسٹرکٹ مینول مولفہ نلسن صاحب حصہ سوم صفحہ ۱۲)

خواہ وہ اوتار راما یا جیسا کہ جلد ۲ "ایشیاٹک جرنل" میں مذکور ہے کوئی شہنشاہ ہندوستان تھا جس نے اس خاندان کو سیتوپتی کا عہدہ و استحقاق عطا کیا ہو یہ امر بخوبی مانا جاسکتا ہے کہ خاندان نہایت قدیمی ہے اور اسکو لقب مذکور کئی صدیوں سے حاصل تھا لفظ "سیتوپتی" سے مراد حیثیت حکمران ہے اور بحیثیت اس لفظ سے مراد خاندان کا حکمران راجا ہوتا تھا جیسا کہ بوڈال نے اپنی کا عہد نامہ یا بہ نشان دستاویز ۳ میں بیان کیا ہے۔ ایبلاٹ نے خود ظاہر کیا کہ اسکا مطلب اپنی چھٹی بنام ریپانڈرٹ (دستاویز ۲۷) میں بھی تھا جس میں کہ اسنے بیان کیا تھا کہ اسکو "سیتوپتی" کے لقب سے پکارنا ایک قسم کا طعن ہے۔

ملکی تاریخ رامسند پر غور ہو سکتا ہے جہانتک کہ وہ منصب سیتوپتی خاندان و نوعیت جائیداد سے ہے (۱) زمانہ مرہٹہ (۲) ابتدائی تاریخی زمانہ (۳) جدید تاریخی زمانہ کے جو ۱۶۰۵ء سے شروع ہوا متعلق ہے۔ پہلے زمانہ کے متعلق ٹیلر صاحب کے "مسودات تواریخی" میں صفحہ ۳ پر یہ مذکور ہے کہ دیکھا یا ناناگارم کے زمانہ سے پہلے جو کچھ کہ آگاہی ہمیں حاصل ہو سکتی ہے وہ صرف سنالا پینالار قومی تاریخ مدورا سے ہی حاصل ہوتی ہے جس میں یہ مذکور ہے "سیتو رائن سوار ضلع ہے جسکا نام سیتو یا خاکنائے رامیسورم ہے جو ایک زمانہ میں خاکنائے تھی گو اب سمندر کی بتدریج ترقی سے وہ اب ایک جزیرہ ہے)" کے نام سے ہی مشہور ہے۔ دستاویز نمبر ۵ میں یہ درج ہے کہ از منہ قدیم میں کسی شہنشاہ نے سات مارواڑیوں کو بہ ترتیب متصل رامیسورم کی نگہبانی کے لیے مقرر فرمایا اسنادکو بغرض رہائش لگان اور وہیات مقدمہ عطا کیے تھے

اب جبکہ ہم ۱۶۰۵ء سے قبل کے زمانہ تاریخی کیطرف عود کرتے ہیں تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ رامسند کے راجگان پانڈیہ بادشاہان مدورا کے باجگذار تھے ٹیلر کے "مشرقی تواریخی مسودات" صفحہ ۴ میں یہ مذکور ہے کہ سیتو بتیوں نے ایکدفعہ اپنے آقاؤں کو مدورا میں مغلوب کیا ورنہ زمانہ تک یہ باجگذار رہے۔ کتاب مسیارڈ بیٹ جج نے دیگر کتب متعلق قدیم تاریخ جنوبی ہندوستان سے بہت اقتباسات درج کیے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجگان رامسند بالعموم پانڈیہ خاندان کے بادشاہان کے باجگذار تھے گو کسیوقت اول الذکر نے موخر الذکر کو مطیع کرکے شاہی لقب حاصل کر لئے تھے۔ نیز ڈسٹرکٹ مینول حصہ سوم صفحہ ۱۱۱ و ۱۳ میں نلسن صاحب متعدد سیتو بتیوں کے نام تحریر کرتا ہے جنہوں نے دیار گھنتا سیتوپتی جایا تنگار گھنتا سیتوپتی۔ کرونٹ منگالا سیتوپتی وغیرہ کو ملا کر جنہوں نے چولا بادشاہ اور کنارا بادشاہان کے حملہ کو جو سعد پانڈیہ پر کیا گیا تھا پسپا کر کے نہیں مطیع لیا تھا اور ہندو بادشاہان کی جنہا میں جو مسلمان حملہ آوروں کے مقابل میں مجیب الکلام رائے (ہندو بادشاہ) یا ناگرم قائم ہوا پانڈیہ بادشاہ کی طرفداری کی۔ اب ہم منصب سیتوپتی خاندان کیطرف عود کرتے ہیں گورنمنٹ نے دستاویز ۴ مورخہ ۱۲ جون ۱۸۰۳ء میں بیان کیا کہ انکا زمینداری متعلق النسب کی قدامت و عظمت کے متعلق اوپر اشارہ کیا جاچکا ہے سیتوپتی خاندان

مقدمہ راسند

جسکا قائمقام راسند کا زمیندار ہے جنوبی ہندوستان کے بڑے فرقہ موسومہ مارواڑی کا سرغنہ ہے وہ خاندان پانڈیہ کے باجگذار تھے جنکے زوال پر بہیر چند پشتون تک شاہی اقتدار حاصل ہوا۔ اور انہوں نے اپنی فتوحات جزیرہ نما کے تمام جنوبی حصہ اور سیلون کے حصہ کثیر میں پہیلا دین۔ مگر سب سے بڑہکر یہ کہ جیسا انکا نام ظاہر کرتا ہے وہ رامیسورم کے پوتر تیرتہ کے سیتوپتی یا محافظ تھے یا گارڈین ہین۔ اس تعلق کی وجہ سے ہزارہا جاتریوں میں وہ مشہور ہیں جو مقام مذکور میں دیوتا رام کے مندر کے درشن کو ہر سال آتے ہین اور جو مستقل سے یقین رکہتے ہین کہ پہلا سیتوپتی خود بہادر اوتار ہی ہوا تہا۔

قبل اسکے کہ مین سنہ ۱۵۰۰ء کے زمانہ کورون مین نایک خاندان کی تاریخ مین دو ضروری واقعات کا ذکر کرنا مناسب سمجہتا ہون اول حکومت پانڈیہ مین سلسلہ فوجی جماعت بر بنائے باجگذاری کا عمل درآمد ہونا ہے۔ قریب سنہ ۱۵۹۰ء کے وسوا ناتہا نایک فاتح مدورا و بانی خاندان نایک نے ۷۲ برج قلعہ مدورا سے ہر ایک برج کا چارج ایک خاص سردار کے حوالہ کیا جسکو پولی گر یا پلا یا گر کے نام سے موسوم کیا اور یہ اسکا فرض قرار دیا کہ وہ ہر وقت اپنی چوکی کی محافظت کرے۔ ہر ایک پلایاگر یا سردار کو اس نے ملک کی ایک خاص سرحد حوالہ کر رکہی تہی اور ہر ایک کے تین فرائض قرار دئے تہے یعنی (۱) پلایا پٹ مین امن قائم رکہنے کی ذمہ داری (۲) ایک معین تعداد قائم رکہنے اور بوقت ضرورت شاہی فوج کے ہمراہ خدمت مین شریک کرنیکی ذمہ داری۔ اور سوئم علاوہ ظاہر ہو جائیگا سیتوپتیان ۲، پلایاگرون کے سر پرست تہے اور نایک بادشاہان کی تاریخ مین انکا اہم ذکر ہے یہ سلسلہ فوجی اسوقت تک جاری رہا جبکہ انکی بجائے مستقل استمراری زمینداریاں سنہ ۱۸۰۲ء میں قائم کی گئیں۔ ریاست کا بندوبست وہی ہوا یہ امر قابل غور ہے کہ بحیثیت محافظ امن بادشاہ کے ہر ایک پلایاگر اپنے پلایاپٹ کا چیف مجسٹریٹ تہا بحیثیت باجگذار سردار کے وہ اپنے محاصل جمع کرتا اور بحیثیت فوجی سردار کے وہ ایک فوج صوبہ کا کمانڈر ہوتا تہا اور بلحاظ علی ہر شے سے زیادہ بہاری تہا سکہ سے اور بلحاظ کسی مزید اتفاقی مداخلت کے جو اس حاکم کی طرف سے ہو سکا کہ وہ باجگذار ہے بحیثیت انکے تعلق باہمی و طاقت متناسب اور دیگر موجودہ حالات کے مستحق فی الواقع شاہی اختیارات استعمال کرتا۔

دوسرا تاریخی زمانہ جسکا میں نے ذکر کیا ہے خاندان مارواڑ کا چند روزہ زوال ہے جبکہ وہ سنہ ۱۷۲۰ء مین نایک حاکم مشہور کرشنا پا نایک کے ذریعہ سے پہر بحال ہوا تہا۔ نلسن صاحب اپنے ڈسٹرکٹ مینول " حصہ سوئم صفحہ ۱۱۲ مین بیان کرتا ہے کہ پانڈیہ بادشاہ کلا سیکھرا نامی جو دوسرا تاتہا نایک سے پہلے ہوا تہا فریب سے جاپانگا رگوناتہا سیتوپتی ورث اعلیٰ سیتوپتیان سنہ ۱۶۰۵ء کو اسکی مازادون طاقت کے حسد اور ڈر سے قتل کر دیا اور اس طرح بہت عرصہ کیلئے قدیمی مارواڑی خاندان کو نابود کر دیا۔ مونٹ جل کی کتاب " ازمنہ تحقیق " کے خاندان مذکور کوئی ۱۵ سال گمنام رہا۔ سنہ ۱۶۰۵ء مین مشہور کرشنا نایک بسیوراما ناتہا نایک ملک پانڈیہ کا حکمران ہوا اور ملک راسند اسوقت دو کمشنران مقرر کردہ نایک بادشاہ کے زیر اہتمام تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انکا اہتمام کچہ مفید تہا کوئی امن قائم نہ تہا ہر ایک طرف مین مشکلات پیدا تہین عام شرکین جو دو تین برس ہو گئین جاتریان رامیشورم سے معاوضہ محافظت لیا جاتا تہا ہر ایک گاؤن کا تلوہ اگ تہا جنگلی اور جنگجو قوم نے جو زمین کاشت کرتی تہین سرکاری مالگذاری ادا کرنی بند کر دی اور ماندین حالات جاتریون نے قدیمی مارواڑی خاندانی کی بحالی کیلئے شہد دیکار کی۔ متذکرہ بالا برائیون کی اصلاح اور جاتریون کو مطمئن کرنیکی غرض سے مشہور کرشنا پا نایک نے خاندان مذکور کو از سر نو قائم کیا اور صدر یکا نجف اداین کو راسند کا سیتوپتی مقرر کیا اور اسے مدورا کے ۷۲ پلایاگران کا افسر بنا دیا (ملاحظہ کتاب نلسن ڈسٹرکٹ مینول حصہ سوئم صفحہ ۱۰۹) یہ بحالی راسند کی ملکی تاریخ کا آغاز ہے اور تاریخی شہادت جہانتک ملسکتی ہے نہ تو غیر مسلسل اور نہ ہی ناکمل ہے بلکہ پہلے سے بہی زیادہ کامل اور مسلسل ہے۔

مقدمہ راسنہ

ان میں مشنریان کی تصانیف سے جو سولہوین صدی سے علاوہ یادریان اشاعت مذہب عیسوی میں کوشان تھے اہم مواد تاریخ موجودہ کی عام صحت کی تصدیق کے لئے حاصل ہوتا ہے اور مسٹر نیلسن نے مدورا مینول حصہ سوئم صفحہ ۱۴۰ میں بیان کرتا ہے کہ جیسوئیٹ مدورا کے عیسائی لوگون کی تصدیق سے مدورا کی موجودہ تاریخ بحیثیت مجموعی معقول طور پر صحیح ہے۔

اس عرصہ مین یعنی ۱۶۰۵ء لغایتہ ۱۷۲۹ء اٹھارہ سیتوپتی جنکے نام فہرست منسلکہ میں مندرج ہین رامند پر بحیثیت پالیگران حکمران رہے۔

فہرست سیتوپتیان رامند از ۱۶۰۵ء لغایت ۱۷۲۹ء (۱) صدیکا عرف اداکن سیتوپتی ۱۱ سال حکمران رہکر ۱۶۲۱ء میں فوت ہوا۔ (۲) کوتن سیتوپتی اسکا بیٹا ۱۴ سال حکمران رہا۔ (۳) صدیکا عرف دلاور سیتوپتی اسکا بیٹا یا بھائی ۱ سال حکمران رہا۔ (۴) تین اشخاص کیسے حکمران رہے از ۱۶۳۵ء لغایتہ ۱۶۴۵ء (۵) رگھوناتھہ عرف ترومالائی سیتوپتی نمبر ۳ کا ہمشیرہ زادہ ۲۶ سال اور تین ماہ تک ۱۶۷۲ء تک رہے۔ (۶) راجا سورا سیتوپتی پسر یا برادر نمبر ۵ ـ ۶ ماہ تک رہا۔ (۷) اتھانا سیتوپتی ہمشیرہ زادہ یا برادر نمبر ۵ تین ماہ تک (۸) رگھوناتھہ عرف کیلاوان نمبر ۵ کے چچا کا پوتا ۱۶۷۴ء سے ۱۶ سال تک۔ (۹) وجایا رگھوناتھہ سیتوپتی نمبر ۵ کا ہمشیرہ زادہ ۱۵ سال تک (۱۰) سنڈایا راین سیتوپتی نمبر ۹ کا ہمشیرہ زادہ چار ماہ تک (۱۱) سندرا پاراکرم سنتی سوایا سیتوپتی نمبر ۹ کا داماد (۱۲) بوانی شنکر سیتوپتی نمبر ۸ کا پسر غیر صحیح النسب ۳ سال اور آٹھ ماہ تک (۱۳) تنا عرف کتھیو رگھوناتھہ سیتوپتی ہمشیرہ زادہ نمبر ۹ کا چھ سال تک (۱۴) سیوا کار عرف سیتوپتی عرف کتھیو کار سیتوپتی پسر نمبر ۱۳ تیرہ سال تک (۱۵) اکاتھار سیتوپتی ہمشیرہ زادہ نمبر ۱۴ ایک سال تک۔ (۱۶) چیلا تیوار عرف وجایا رگھوناتھہ سیتوپتی ہمشیرہ زادہ نمبر ۱۴ تیس سال اور نو ماہ تک (۱۷) متو تیرو وائی ناچیر ہمشیرہ نمبر ۱۶۔ میتھو رامانگا سیتوپتی پسر نمبر ۱۷۔ نواب ۱۷ سال اور سیتوپتی ۲۸ سال حکمران رہے۔

قطع نظر کتب تواریخ مذکورہ متذکرہ ہین متعدد سیتوپتیان اور انکے رشتہ باہمی کی اطلاع دستاویزات ۲، ۴، ۵ اور شجرہ نسب ۵۸ الف اور دستاویز کے اور آل سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ دستاویز ۴ وہ رپورٹ ہے جو کلکٹر مسٹر پاونی نے ۱۸۰۳ء میں سیتوپتی خاندان میں حسب رواج جانشینی کی تقریب پر بعد ان تحقیقات کے کی جو بر بنائے احکام گورنمنٹ کیگئی تھی۔ دستاویز ۵ الف شجرہ نسب ہے۔ مرعیہ رانی سیوا گامی ناچیر دختر سیتوپتی نمبر ۱۶ اسمی متھو رام لنگا نے نالش نمبر ۳ ۱۸۱۳ء میں داخل کیا تھا۔ اور دستاویز ک ایک اور شجرہ نسب ہے جو مقدمہ مذکور مین داخل کیا گیا تھا۔ دستاویز ۵ متعدد سیتوپتیان کی فہرست ہے جو مسٹر راؤ ملار نے ۱۸۰۲ء مین بدوران تحقیقات کے مرتب کی تھی جو اسوقت بر بنائے احکام کلکٹر کیگئی تھی۔ دستاویز ل مین متعدد سیتوپتیان اور انکا رشتہ باہم ذکر اور انکی میعاد حکومت بر رامند مذکور ہین اور یہ اس کتاب کا ترجمہ ہے جسکا حوالہ مسٹر پاونی نے اپنی چٹھی دستاویز ۶ ی ۱۸۰۳ء میں دیا ہے۔

گیارہوین سیتوپتی کا نام صرف شجرہ نسب نمبر ۵ الف اور ایشیاٹک جرنل ہی مین پایا جاتا ہے اور یہ نام دیگر کتب تواریخ پامسن صاحب کے ڈ شرکٹ مینول مین موجود نہین ہے اور نیز اسکے نام کا دستاویز ک اور ل مین کوئی پتہ نہین چلتا کسیقدر وجہ شک کی یہ ہو کہ آیا ایسا کوئی سیتوپتی فی الواقعہ ہوا تھا مگر جہانتک سوال ناقابلیت تقسیم کا تعلق ہے اسکی فہرست مین شامل یا غیر شامل ہونے سے کوئی فرق نہین پڑتا۔

نسبت ان تین شخصون کے جو فہرست مین اکٹھے حکمران کہلائے گئے ہین ترومالا نائک بادشاہ مدورا نے انکو آپس میں کچھ عرصہ کیلئے علاقہ رامند تقسیم کر دیا تھا۔

نوٹ:- تین سال کیلئے دلاور سیتوپتی کے زمانہ مین اسکا برادر غیر صحیح النسب تمبا تک رامند پر حکمران رہا۔

مقدمہ رامند

میں ان حالات کا ذکر کرونگا جنکی بابت تقسیم مذکور عمل میں آئی تھی اور کہ وہ کہانتک بعد میں جائداد کے قابل تقسیم ہونیکے بارہ میں شہادت کا کام دیکتی ہیں - رشتہ سیتوپتیان مندرجہ فہرست متعدد شجرون میں دیگیا ہے گو بعض صورتون میں انکا ایک دوسرے سے اور کتب تواریخ سے مقابلہ کرنیسے یہ امر مشتبہ ہو جاتا ہے کہ آیا سیتوپتی اپنے وارث نابینا کا لڑکا یا بھائی یا بہانجا تھا - مگر یہ اختلاف چندان اہم نہیں ہے بجز اسکے کہ جہان وہ متعدد نظائر بیان کرتا ہے جنمیں کہ درثت ملنے پر مابین برادران کے تنازعہ ہوا - مگر یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بموجب رواج خاندان کے لڑکا ہی ہمیشہ اپنے باپکا وارث ہوا کرتا تھا اور بصورت عدم موجودگی پسر یا کسی اور ورثاء ذکور کے دیگر ورثا کے حقوق غور طلب ہوتے تھے -

نسبت رواج جانشینی بدعدالت ماتحت مہاد کے رواج سلسلہ ذکور میں ذکور ورثاء کو ہی ملا کرتا اور بصورت عدم موجودگی ورثائے ذکور بہانجے کو - نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی سیتوپتی کی کوئی لڑکی ہوتی اور اسکی شادی ہو جاتی تو اسکا خاوند اسکی طرف سے جانشین ہونیکا مستحق ہوتا (دستاویزات ۴۳ الف - ۴۶ ل در ملفوفات دستاویز ۶۴) اور ان کی عدم موجودگی میں رامند کے بڑے بڑے آدمی جمع ہوکر خاندان کے متعلقین میں سے کسی کو جانشین نامزد کرتے - مگر سنہ ۱۸۰۵ء میں کلکٹر نے دستاویز ۵ میں درج کیا کہ برخلاف رواج سابق کے دختران کے شوہرون کو یہ حق نہیں پہونچتا - اس زمانہ میں سیتوپتیان کی بیبیان ستی ہوجایا کرتی تھیں اور بعض دفعہ ساتھ ہی مر جایا کرتی تھیں اور کوئی عورت راج نہ کرتی تھی صرف ایک ہی عورت کا ذکر قبل سنہ ۱۸۰۳ء سیتوپتیان میں ہوا اسکا نام سیتوپتی دانی ناچیر تھا جو بطور خود سیتوپتی ہوئی اور ان میں سے لڑکی نابالغی کے زمانہ میں ملکہ بنی تھی - دستاویز آ میں جو ایک مستند کتاب کا ترجمہ ہے اور سنہ ۱۷۹۵ء کی ایک عمدہ تاریخی شہادت تصور کیجاتی ہے جانشینی کا خلاصہ مندرج ہے اسکی رو سے پہلے سیتوپتی کے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی سیتوپتیان اول و دوم متعدد زمانہ راج کیا بعدہ دیگرے جانشین ہوئے تیسرے سیتوپتی کے لاولد مرنے پر جائداد آخر کار اسکے بہانجے سیتوپتی نمبر ۵ کو پہونچی جسکے دو پسران سیتوپتیان ششم و ہفتم تھے جو کہ بعد دیگرے جانشین ہوئے اسکے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی بیوہ نہ ہوا - دستاویز ل میں یہ مذکور ہے کہ ماروار کے متعین جمع ہوکر دیوان اعظم چند ر راولات سے مشورہ کرنیکے بعد ایک رشتہ دار بعید کو سیتوپتی نمبر ۸ منتخب کیا اس سیتوپتی کا جانشین اسکا بہانجا سیتوپتی نمبر ۹ ہوا جسکے دو بہانجے جو یکے بعد دیگرے بطور سیتوپتیان دہم و یازدہم کے جانشین ہوئے بہوانی شنکر سیتوپتی دوازدہم سیتوپتی ہشتم کا پسر ولد الحرام تھا اور سیتوپتی نمبر ۱۰ کی جانشینی کی نسبت تنازع کیا گیا اور اسکو قتل کرکے کچھ عرصہ کیلئے علاقہ غصب کر لیا گیا - سیتوپتی سیزدہم کا جانشین اسکا بیٹا سیتوپتی ۱۴ ہوا جسکے دو بہانجے سیتوپتیان پنجم و ششم تھے جو علاقہ پر یکے بعد دیگرے قابض ہوئے سیتوپتی نمبر ۱۷ سوہویں کی ہمشیرہ تھی اور سیتوپتی اٹھارہوان اسکا بیٹا تھا -

یہ ایک خاص امر واقعہ ہے کہ اس تمام عرصہ میں یعنی سنہ ۱۶۰۴ء سے سنہ ۱۸۰۳ء تک علاقہ پر صرف ایک ہی شخص ایک وقت قابض رہا بجز دو صورتوں کے جن میں تقسیم منقسمہ مشترکہ استحقاق کیطرف منسوب نہیں ہو سکتی - الغرض قریباً دو صدی تک یہاں پیشتر قبل حکومت برطانیہ کے سیتوپتی خاندان کی کوئی تقسیم نہیں ہوئی - اسکی وقعت بطور شہادت بابت ناقابلیت تقسیم اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ تاریخ رامند ... زمانہ میں ہی تقسیم کا کوئی تنازعہ نسبت دو ستنیات متذکرہ صدر کے تقسیم اول جو سنہ ۱۶۹۶ء میں آن ترین شخص کے مابین ہوئی جنکے نام فہرست سیتوپتیان میں نمبر ۲ پر درج ہیں اور جو رامند کے مختلف حصص کا مالک ہو گیا - ریاست کا نتیجہ تھی اور واقعات جو مسٹر صاحب نے اسمارہ میں ایجنسی کے حصہ سوم باب ۱ صفحہ ۱۲ و ۱۹ و ۳۰ میں بیان کیے ہیں مختصراً یہ ہیں

مقدمہ راسنہ

تیسرا یعنی ولادی سیتوپتی جس نام سے کہ وہ مشہور تھا سنہ ۱۷۱۰ع میں راسنہ کا پالیگر ہوا اور سنہ ۱۷۲۸ع میں فوت ہوگیا اور اسکے بعد اسکی بیٹی گنگا یا نا چیر کے تین پسران تھے۔ چونکہ وہ لاولد تھا اسلئے اسنے سب سے بڑے بھانجے کو اپنا جانشین مقرر کرنیکا منشا علانیہ ظاہر کیا مگر ان میں ایک شخص تمبی پسر ناجائز سیتوپتی اول مزاحم ہوا۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں تمبی مدورا کے بادشاہ نایک کو اپنی طرف کرنے اور اپنے آپ کو بجائے ولادی سیتوپتی کے سیتوپتی مقرر کرنے میں کامیاب ہوا اگر ولادی جسکے مددگار مارواڑی تھے اپنے عہدے سے برطرف ہونے سے انکار کیا اور پیر ترو نایک نے اپنی افواج راسنہ کو بھیجیں اور ولادی کو قید کرلیا اور اسی مدورا کے جیلخانہ میں قید کردیا۔ یہ دیکھکر کہ اسکی تمام کوششیں بابت مارواڑیوں کے تمبی کے سرداری منوانے میں رائیگان گئیں وہ اپنی کارروائی سے دست بردار ہوگیا اور ولادی کو دوبارہ سردار بنادیا۔ تمبی کو امن قائم رکھنے کیلئے سخت تنبیہ کی۔ مگر چند سال بعد تمبی کے گروہ نے پیر شوت سا کی اور سیتوپتی کو قتل کردیا مگر مارواڑی بارہنی سے متعرض ہوے اور اسکو اپنا سردار ماننے سے انکار کردیا۔ اسپر ترو مالا نایک نے راسنہ کو تین حصوں پر منقسم کردیا اور تمبی کو ایک حصہ جسمیں سیوا گنگا شامل تھا دیا اور ایک دوسرا حصہ رگھوناتھ ولادی کے سب سے بڑے بھانجے کو دیا اور باقی تیسرا حصہ اسکے دیگر دو بھانجوں تنا کا تیوان و بانیکا تیوان کو دیا۔ مگر تنا کا تیوان کچھ عرصہ بعد فوت ہوگیا اور رگھوناتھ نے اسکا تیسرا حصہ بذریعہ جبر کے اپنے شامل کرلیا تمبی بھی ساکت رہا اور کچھ بہت عرصہ زندہ نہ رہا اور اسکا حصہ بھی اسیطرح رگھوناتھ کے قبضہ میں چلا گیا اور رگھوناتھ پر ترومالا نایک کی طرف سے کسی قسم کی مداخلت کے بدون راسنہ کا علاقہ پھر ایک ہی ہوگیا۔ ان واقعات پر وکیل اپیلانٹ بحث کرتا ہے کہ ایک ہی جنس کی زمین کا حق مابین جو سب آپسمیں بھائی تھے علاقہ کی تقسیم ہوئی اور اسلئے یہ زمینداری کے قابل تقسیم ہونیکی شہادت ہے۔ یہ حجت جیسی در حقیقت معترض کی ہے قبول نہیں کرسکتا۔ اوّلاً تقسیم شرکا کی طرف سے اپنے مشترک استحقاق کو علیحدہ کرنیکے لئے نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ تقسیم رگھوناتھ سیتوپتی کو بلا اختیار مرضی کے ابر خلاف مارواڑیوں کی خواہش کے ایک زبردست طاقت کے حکم سے کرنی پڑی جسپر اسکا یا انکا کوئی بس نہ چلتا تھا۔ ثانیاً یہ کہ تقسیم جو بوجہ نہ ہونے شرکت کے نہیں ہوئی تھی رگھوناتھ اور اسکے برادران کا شریک نہ تھا اسکو نصف حصہ ملا اور بیرونی کہ رگھوناتھ و اسکے برادران میں ہر ایک باقی کے ¼ حصہ کے مستحق تھے مگر سب سے بڑے بھائی کو نصف حصہ ملا۔ مزید یہ کہ علاقہ کی تقسیم صرف عارضی تھی اور اسکے دوبارہ ایک ہی علاقہ ہوجانے میں حاکم مزاحم نہیں ہوا۔ اسموقعہ پر وکیل اپیلانٹ ہمیں تمبی کے نام کے دستاویزات میں درج ہونیکی متوجہ کرتا ہے مگر یہ ایک غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اسکی تصدیق کتب تاریخ کرتی ہیں اور ان میں تمبی کی زندگی کا فیصلہ کرکے تقسیم ثانی مابین سیتوپتی سیز وہم و ساسی ودن تیوار کے سنہ ۱۷۳۰ع میں ہوئی اور اسکے روسے سیوا گنگا زمینداری راسنہ سے علیحدہ ہوکر سنہ ۱۷۳۰ع میں اسکی ایک شاخ بنی۔ بیوانی شنکر سیتوپتی یازدہم ایک غاصب قرار دیا گیا تھا اور ساسی ودن اور سیتوپتی سیزدہم نے راجا تنجور اور پدوکوٹہ کے تونڈیمن سے اعانت حاصل کرکے اسکے ساتھ شریک ہوکر بیوانی شنکر کو شکست دی اور علاقہ راسنہ پر فتح حاصل کیا منجملہ فتوحات کے راجا تنجور کو ایک حصہ اسکی اعانت کے صلہ میں دیا گیا اور پدوکوٹہ کے تونڈیمن کو اعانت کے صلہ میں پدوکوٹہ پر قابض رہنے دیا گیا اور باقی مابین سیتوپتی سیزدہم اور ساسی ودن کے جسکے فتح راسنہ میں اسکی مدد کی بنسبت ۳/۵ و ۲/۵ تقسیم کیا گیا۔ یہ کوئی تقسیم مابین شرکا کے نہ تھی بلکہ ایک معاملہ بصورت تقسیم علاقہ مفتوحہ مابین چار سورماؤں کے تھا۔ جو ایک شریک دشمن کے نیست و نابود کرنے میں شریک ہوے تھے بنابریں ہم ان ہر دو تقسیموں میں سے کسی کو بھی بطور شہادت متعلق قابل تقسیم ہونے بلحاظ استحقاق مشترک عام تسلیم کرنے میں

مقدمہ
راما سند

اپیلانٹ کیطرف سے پیر بحث کیگئی ہے کہ اس عرصہ مین تقسیم کی عدم موجودگی ناقابلیت تقسیم کا کوئی ثبوت نہین ہوسکتی اور کہ متعدد صورتون مین صرف ایک ہی وارث موجود تھا جبکہ وراثت ایک سیتوپتی سے دوسرے کو پہونچی۔ سبارڈینیٹ جج اپنی تجویز کے فقرہ ۱۰ مین بیان کرتا ہے کہ سنہ ۱۸۵۰ء سے پہلے برادران کے مابین مقابلہ کی پانچ نظیرین موجود ہین مگر اپیلانٹ کیطرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ ان مین سے کوئی بھی ثابت نہین کیگئی ہے مگر اس سے انکار کیا گیا کہ سیتوپتیان ششم و شانزدہم کے بھائی موجود تھے اور کہ سنہ ۱۷۶۰ء اور سنہ ۱۸۵۰ء کے درمیانی عرصہ مین کم از کم مقابلہ کی دو نظیرین ہین یعنی بنسبت سیتوپتی ہفتم کے ہین کوئی شک نہین کہ اسکا نام شجرہ ہفتم (دستاویز ک) مین جسپر کہ اپیلانٹ نے حصر رکھا ہے بطور سیتوپتی ثانی کے مندرج تھا مگر وہ بموجب دستاویزات ۵۰ و ۵۰ الف اور بموجب جدید دستاویز ل کے وہ برادران تھے۔ کتب تواریخ مین بموجب نلسن صاحب کے ڈسٹرکٹ مینول اور شیل صاحب کے مسودات قلمی کے وہ باپ بیٹا تھے مگر بمول کے نقشہ خاندان اہالیان جنوبی ہند مین اور ایشیاٹک جرنل کے ستارہ کل مین اور زعوش کے گزیٹیر مین وہ بھائی بیان کئے گئے ہین۔ یہ معلوم کرکے کہ فہرست مندرجہ دستاویز ۵۰ اور کثیر التعداد کتب تواریخ شجرہ نسب ۵۰ الف اور دستاویز ل کے مطابق ہین مین سبارڈینیٹ جج سے دوسرے اور تیسرے سیتوپتی کے حقیقی رشتہ باہمی کے بارہ مین اختلاف کرنیکی کوئی وجہ نہین پاتا۔ سیتوپتی ششم و ہفتم کی بابت دستاویز ک مین یہ ذکر نہین ہے کہ انکا آپس مین کیا رشتہ تھا مگر شجرہ نسب ۵۰ الف اور دستاویز ل مین وہ بھائی مندرج ہین حالانکہ بموجب فہرست دستاویز ۵۰ سیتوپتی ہفتم سیتوپتی ششم کا بھانجا تھا۔ مگر دستاویز ۵۰ مین جو وہ فہرست ہے جو سنہ ۱۸۰۹ء مین مسٹر لشکٹ کے کلکٹری کی تحقیقات پر مرتب ہوئی تھی آدانا کا نام بسلسلہ دیانا و ذکر مین مندرج ہے بجز اپنے کتب تواریخ کے تین ان مین بھائی بتلاتی ہین اور یہی امر دستاویز مین اس امر مین بھی وزن شہادت سبارڈینیٹ جج کی رائے کی تائید مین ہے۔

بلحاظ اس امر کے کہ سیتوپتی ششم پسران چھوڑ مرا انہین لوگون نے اپیلانٹ کا عذر قابل تعریف ہے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ سیتوپتی ہفتم جو اسکا جانشین ہوا اسکا بھانجا تھا اور چونکہ حسب رواج خاندان کے سیتوپتی ہشتم بجائے دیگر اشخاص کی بموجب دستاویز ۵۰ کا پسر اپنے والد کا جانشین ہوتا اسلئے یہ غالب ہے کہ یا تو سیتوپتی ششم کا کوئی بیٹا نہوگا اور یا وہ اس سے پیشتر فوت ہوگیا ہوگا۔ سبارڈینیٹ جج نلسن صاحب کے ڈسٹرکٹ مینول اور چٹھی مشنری مندرجہ مینول مذکور پر حصر کرتا ہے مگر حصہ سیوم صفحہ ۲۴۲ پر نلسن صاحب لکھتا ہے کہ "یہ غالب معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو سیتوپتی ہفتم اور نہ ہی رگھناتھ سیتوپتی ہشتم کا حقیقی پسر تھا کیونکہ وہ اپنے اصلی بیٹے کے مقابلہ مین بلالحاظ دلوانی شنکر شیوان کو اپنا جانشین نامزد کرتا اور بڑے بیٹے کو چھوڑ کر چھوٹے کو بشکل جانشین کرتا۔" پھر شجرہ نسب دستاویز ۵۰ الف اور دستاویزات ۵۰ و ل اس بات مین متفق ہین کہ سیتوپتی ہفتم سیتوپتی ششم کی ہمشیرہ سما کنکل ناچیر کا پسر تھا اور اسلئے بصورت مین سیتوپتی ششم کے پسر کی نظیر کو بطور ایک نظیر مقابلہ مابین برادران کے تسلیم کرنا بطور خیال ہین کرنا غلط ہے کہ سنہ ۱۷۶۰ء اور سنہ ۱۸۵۰ء کے درمیانی عرصہ مین بجائے نظیرین جانشینی کے درمیان مقابلہ کی بجائے پانچ کے موجود نہین جیسا کہ سبارڈینیٹ جج کا خیال تھا مگر میرا خیال ہے کہ سیتوپتیان پانزدہم و شانزدہم کا عذر بھی وراثت ناقابل تقسیم کی صورت مین ایک بعد دیگرے جانشین ہوئے۔

منصب سیتوپتیان اور انکی علاقہ کی نوعیت کے بارہ مین وہ نتیجہ جس پر سبارڈینیٹ جج پہونچا یہ تھا یعنی یہ کہ اس عرصہ مین زمینداری ایک طرح پر سلطنت تھی لاریب ہے مشہور کر رکھا تھا کہ جب سنہ ۱۷۲۰ء مین وارث خاندان کا مسرف زوال کیا تھا سیتوپتی کو دورا اور تنہی ولی چلا گیا ان کا سردار مقرر تھا جیسا کہ ملک سے چلا گیا ان کے اختیارات پر انکی لڑی موروثی چنانچہ برطانیان اور کلکٹر ان کے اختیار ہوگئی گوشش کرکے یا کر انکی سیتوپتیان ابتدا سے خرچ دیکے

مقدمہ رامند

دیا تھا مگر پنجم سیتوپتی نے تعالا نایک کی ایسی خدمت کی جبکہ فوج میسور نے مدورا پر حملہ کیا اور اسکو سخت خطرہ میں ڈالدیا کہ منجملہ اُن رعائتوں کے جو اس خدمت کے صلہ میں کیگئی تھیں انمیں یہہ بھی رعائت کی کہ اسکو خراج معاف کردیا (ملاحظہ ہو نلسن صاحب کا ڈسٹرکٹ مینول حصہ سوئم صفحات ۱۴۱ و ۱۳۵) لائق ملاحظہ طلب سیتوپتیان کا منصب بالعموم سرداری یا گر کا منصب ہوتا تھا مگر آٹھوین سیتوپتی نے قیا بود کا اجداد تا رکن نایک حکمراں کو لڑائی میں شکست دی اور اپنی خودمختاری کا اعلان کرکے خود شاہی اختیارات حاصل کرلی سیتوپتیان لڑائی کرتے اور کبھی صلح کرتے رہے بعض علاقوں سے دست بردار ہوکر جدید علاقہ حاصل کرتے مگر اکثر اوقات نایک بادشاہ سے کوئی مشورہ حاصل کیا جاتا۔

سیتوپتیان نے شہر اودہ کے ترک شا ختشام کو قائم رکھا اور وہ راجہ کہلاتے تھے اور انکی جائے سکونت ”محل“ کہلاتی تھی انکے اپنے دلاوے یا وزیر اعظم ہوتے اور انکی اپنی ہی افواج اور اپنے ہی سکہ ہوتے تھے جو سیتوپتی سکہ کہلاتے تھے مسٹر بارڈ مینٹ جج نے بڑی بسط کیساتھ اپنی تجویز کے فقرہ چہارم میں ان متعدد شاہی اختیارات و حقوق کو بیان کیا ہے جو بموجب تحقیقات مسٹر مشتریان کے سیتوپتیان ۱۶۰۵ء اور ۱۷۲۱ء کے درمیان عمل میں لاتے تھے اور انسے کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی کہ رامند ایک قسم بادشاہت یا راج کے تھا۔

قطع نظر تاریخی شہادت کے متعدد دستاویزات موجودہ سے بھی یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے تین کاپر پلیٹ (تانبے کی تختی کا پیمانہ) عطیہ اراضی (دستاویزات نمبر ۱ الف و ۲ ب) مورخہ دسمبر ۱۶۰۹ء اگست ۱۶۹۰ء اور اکتوبر ۱۷۳۳ء ہیں اور ان میں سیتوپتیان عطا کنندہ عطیہ کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے جن سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ مشہور و معروف شاہزادے تھے۔ تین اور عطیہ جو بابت شکارگاہ مچھلی ماہی گیری ... کوان تین سندوں کیلئے جو تھے گورنمنٹ کی کارروائی میں جو بطور دستاویز ۱۲ کے پیش ہوئی ہے مذکور ہیں اور انسے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۶۲۱ء ۱۶۹۹ء اور ۱۷۳۴ء میں سیتوپتیان شہزادے تھے اور ۱۷۳۴ء میں سیتوپتی کا نام فاتح سیلون و جفنا بھی رکھا گیا۔ ایک اور دستاویز نمبر ۲۶ ہے جو ایک چٹھی ناسامی سیتوپتی بنام کلکٹر مورخہ ۱۷۹۴ء ہے اسمیں مکتوب نگار نے ۱۷۸۵ء میں جو پرانا سیتوپتی نے ڈچ قوم کیساتھ معاہدہ کیا تھا اور انکو اس میں تعمیر کارخانہ اور بعض عمارات کی اجازت دی تھی۔

پھر کلکٹر تنی ولی نے ۲ دسمبر ۱۸۰۱ء کی چٹھی میں لکھا ہے کہ ”رامند کا راجا جو بنسبت نواب کے معاملات کے اپنے معاملات کیطرف زیادہ متوجہ ہے اسوقت ڈچ قوم کو مجبور کررہا ہے کہ وہ اسی سالانہ خراج ادا کریں اور انکی تمام اشیاء آمد و برآمد پر محصول لگاتا ہے“ مزید برآں دستاویز نمبر ۳ ایک مچلکہ ہے جو دلاوی یا وزیر رامند نے راجا کو ۱۷۹۲ء میں لکھکر دیا تھا کہ وہ اپنے فرائض کو وفاداری سے سرانجام دیگا اور فرائض مندرجہ مچلکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیتوپتی اسوقت بھی شاہی اختیارات استعمال کرتا تھا اگرچہ نواب کو خراج دیا کرتا تھا۔

متذکرہ بالا تاریخی اور دیگر شہادت سے جہانتک کہ یہہ سوال قابلیت تقسیم سے تعلق رکھتی ہے۔ اولاً اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بحیثیت ایک خراج گذار علاقہ کے رامند ایک فوجی جاگیر تھا جو ناقابل تقسیم ہے۔ ثانیاً یہ کہ بحیثیت پرنسپل جنوبی پالیہ پٹان مدورا و تنی ولی کے یہ ایک پرنسپلٹی بصورت ایک راج کے تھی جو ویسا ہی ناقابل تقسیم ہے مزید برآں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات یہ ایک حقیقی بادشاہت بھی ہے جو قانون تقسیم کے تابع نہیں ہے بمقدمہ [illegible] بنام متھو رامالنگا سیتوپتی (۱) جوڈیشل کمشنر نے ایک راج کو ناقابل تقسیم قرار دیا تھا۔ بمقدمہ ناگنی [illegible] بنام [illegible] (۲) پریوی کونسل نے ایک پالیہ پٹ کو از قسم راج یا پرنسپلٹی قرار دیا تھا مزید برآں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رامند کی صدیوں کی تاریخ میں کوئی تقسیم متعلق شرکت کے قائم کرنے کی غرض سے نہیں ہوئی اگرچہ ۱۶۰۶ء اور ۱۷۹۳ء کے درمیان ... کئی بستیاں ایسی ... جن میں وقتاً فوقتاً بھائیوں میں ... ہوتا تھا

(۱) مدراس انڈین اپیلز جلد ۱ صفحہ ۲۹۰، صفحہ ۳۰۳ و ۳۱۵۔ (۲) انڈین اپیلز جلد ۸ صفحہ ۹۹۔

مقدمہ
رنسد

تاہم منصب چیتان بحیثیت حکمران یا پرنسپل یا پاگران اور انکے علاقے کی نوعیت بحیثیت راج یا پرنسپلٹی یا پلایاٹ اور انکی تاریخ میں کسی تقسیم کا نہ ہونا ہونا ان سب وجوہات متعلقہ کے ناقابلیت تقسیم کی حکم شہادت میں جس جگہ مقدمہ ٹہاکر دیو سنگ بنام ٹہاکر دیوجی کھنگرا (۱) کا ذکر کرنا مناسب سمجھا ہے جسپر وکیل اپیلانٹ نے حصر کیا ہے۔ اسمین کوئی شبہ نہیں کہ مقدمہ مذکور میں چھہ سات پشتون تک کوئی تقسیم نہیں ہوئی مگر ایک تقسیم ایک رکن کے قابض ہونیکی کوئی شہادت موجود نہتی ساور پریوی کونسل نے قرار دیا ہے کہ اول الذکر بدون مؤخر الذکر کے ناقابلیت تقسیم کا کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا حکام عالیمقام جوڈیشل کمیٹی نے اس مقدمہ کو اس مقدمہ سے ممیز کیا جسمین چھہ سات پشتون تک نہ صرف تقسیم ہی نہوئی تھی بلکہ اس امر کا بھی ثبوت تھا کہ عرصہ مذکور میں علاقہ بطور ایک ناقابل تقسیم جایداد کے ایک ہی وارث کو ملتا رہا۔ اس مقدمہ میں جو ہمارے روبرو پیش ہے نہ صرف کوئی تقسیم ہی نہوئی تھی بلکہ ہمارہ پشتون تک علاقہ بطور ایک قابل تقسیم علاقے کے ایک ہی وارث کو ملتا رہا۔ واقعات خاندان غیر مسلسل رواج کی ناقابلیت تقسیم کا قیاس پیدا کرنیکے لئے کافی ہیں ناقابلیت تقسیم کے حق میں ایک مزید قیاس راسند کی نوعیت بحیثیت راج یا پرنسپلٹی سے پیدا ہوتا ہے۔

قبل اسکے کہ ہم ۱۷۹۵ء کے بعد کے زمانہ کو لیں مناسب ہے کہ اُن وجوہات پر غور کیا جاوے جنپر قابلیت تقسیم کے بارہ میں وکیل اپیلانٹ نے زور دیا ہے۔ یہ بحث کیگئی ہے کہ اگر یہہ فرض کر لیا جاوے کہ راسند ایک راج یا ایک ناقابل تقسیم علاقہ متھو را لنگا سیتوپتی نمبر ۱ کے زمانہ تک تھا۔ جو ۱۷۶۲ء میں راجہ ہوا اور اُسوقت صرف ایک خانہ گذار ہوگیا اور ۱۷۹۵ء میں راسند اسکی بغاوت کی وجہہ سے ضبط کیا گیا اور اسلئے وہ ناقابل تقسیم نرہا۔ اسلئے ہمیں ان حالات پر غور کرنا پڑتا ہے جو ہمارہ بین سیتوپتی کے دوران حکومت اسکی بغاوت کی وجہہ سے گذری۔ سدو راہ کا بچہ تھا جبکہ وہ اپنے ماموں چیلا تیوار کا جانشین ۱۷۶۲ء میں بنا اور اسکی والدہ ملکہ ریجنٹ بنی۔ اس عرصہ میں ایک شخص دیلا یاسر ویکارن بھی جو ایک بہادر دلاور یا وزیر اعظم راسند کئی سال تک رہا چندا صاحب کا طرفدار ہو کر ناٹک کی لڑائیوں میں شریک رہا تھا فوت ہوگیا۔ ۱۷۷۱ء میں ہمو تھا رام پلّے سپاہ نواب کا دشمن ہوا اور محاصرہ بعد ازاں ۱۷۷۲ء میں شامل ہوا اور ۱۷۷۲ء میں راجا تنجور کو جو نواب محمد علی کا طرفدار تھا شکست دی ۱۷۷۲ء میں سابق ایسٹ انڈیا کمپنی نے جسنے نواب کی مدد کی کرنیل جوزف سمتھہ کے ماتحت ملک راسند میں ایک فوج روانہ کی جسنے اسے زیر کیا اور نابالغ راجا اور ملکہ ریجنٹ اسکی والدہ کو اسیر سلطانی بنا لیا۔ ملک راسند اسوقت علاقہ نواب کے ساتھہ ملحق کیا گیا اور اسوقت سے سات سال تک بذریعہ خانہ گذاران کے اسکا انتظام ہوتا رہا۔ مگر ۱۷۸۰ء میں سیتوپتی خاندان کے ایک رشتہ دار پلاتیوان کی سرکردگی سے راسند میں بغاوت ہوئی اور اس موقع پر جبکہ رعایا نے نواب کے برخلاف بغاوت کی تھی تو متھو را لنگا کو جو اسوقت ترچناپلی میں قید تھا اسکی آبا و اجداد کے تخت پر دوبارہ مسند نشین کرانا مناسب خیال کیا گیا اور نواب کے ساتھہ معاہدہ اطاعت کرنے پر وہ تخت نشین کرایا گیا۔ یہ تخت نشین سیتوپتی اسوقت نواب کو ۱۷۵۰۰۰ روپیہ خراج دیا کرتا تھا اور ۱۷۹۱ء میں خراج ۲۲۰۰۰ روپیہ کیا گیا (دستاویز ۲۹) ۱۷۹۲ء میں سابق ایسٹ انڈیا کمپنی نے نواب کے ساتھہ معاہدہ کیا جسکی رو سے پلایاگر پیشکش کا انتظام مؤخر الذکر نے اول الذکر کو دیدیا۔ ۱۷۹۵ء میں متھو را لنگا مجرم بغاوت قرار دیا گیا اور اسکو معزول کرنا ضروری خیال کیا گیا (کتاب نلس صاحب حصہ سیوم و چہارم صفحات ۲۹۲ و ۳۵۲) ان واقعات پر بحث کرنی کو دہرانا ممکن نہیں ہے۔ یہہ صحیح ہے کہ راسند ۱۷۷۲ء میں فتح ہوا تھا۔ مگر ۱۷۸۰ء میں پھر واپس کیا گیا کسی شہادت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو کچھ کہ واپس دیا گیا تھا وہ سابقہ پلایاٹ نہ تھا بلکہ کوئی اور علاقہ تھا شرط پیشکش کوئی ایسی نظیر نہیں ہے جو پلایا علاقہ متعلقہ کے متنازعہ کی خراج کی ذمہ داری تھی جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے معزول ہونے تک متھو را لنگا راجہ کہلاتا تھا۔ اسکی اپنی افواج تھیں اور کسی [illegible] ہی

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد اول صفحہ [illegible]

مقدمہ راسند

انفصالات کی ضبطی کا جو وہ استعمال کیا کرتے تھے تو پتہ نہیں چلتا۔ بتعلق اس امر کے ہمیں دستاویز نمبر ۴ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جو ایک عنایت نامہ ہے اور جو نواب اللہ آغا صاحب نے متھورا مالنگا سیتوپتی کی بغیر وہنگا لیسو رناچیر کو بتاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۱۰ اگست ۱۷۹۵ء لکھ دیا تھا۔ متعلق بحالی متھورا مالنگا بمنشاء اس کے عنایت نامہ میں یہ مذکور ہے "اسکی قید کے ایام میں ہم نے اس پر رحم کیا ہے اور اپنی عاطفت میں لے لیا ہے یہ خیال کر کے کہ مقدرہ قید بھگت چکا ہے اور جو سزا دی ہے اور یہ کہ وہ آئندہ نیک چلن رہیگا اور تمہارے حضور میں اسکے مطابق عملدرآمد کریگا اسکو علاقہ راسند بشمول ملک کے حوالے کر دیا گیا اور اس سے اسکی عزت افزائی ہوئی اور وہ دوبارہ خوشحال ہو گیا" اسکی بعد کی چلنی اور راسند کی بحالی کا ذکر کرتے ہوئے نواب بیان کرتا ہے "چونکہ ہمیں تمہارا ونگا لیسوری جیسے پاس تھا اسلئے ہم نے ہمیں راسند بحال کیا اور علاقہ بندوبست تمہارے حوالے کر دیا" یہ بحث کی گئی ہے کہ الفاظ "پٹہ پر حوالے کیا گیا" اس سے یہ مراد ہے کہ متھورا مالنگا کا منصب اسکی بحالی کے بعد ایک پٹہ دار کے منصب سے کچھ زائد نہ تھا مگر ہم اس عذر کو معقول خیال نہیں کرتا الفاظ مذکور کا منشا یہ ہے کہ وہ خراج یا پیشکش ادا کیا کرے بصورت دیگر ہم اسکے علاوہ کا پلایاٹ رہنے اور دستاویزات ۲۵ و ۲۸ اور ۲۹ میں اسکا بطور راجہ کے شمار ہونے اور اسکا حقیقت پالیگار معہ دستاویز نمبر ۳ کے استعمال کرنیکی کیا پرواہ کر سکتے ہیں پھر ۱۸۰۱ء میں جبکہ پیشکش مبلغ ۲۲۰۰۰ روپیہ کر دیا گیا اور کلکٹر کو تصفیہ کرنیکی ہدایت کی گئی تو اسوقت پیشکش کا نام "راسند راجا کا خراج" رکھا گیا اور تصفیہ مذکورہ سے مراد یہ تعداد خراج ہی تھا جو متھورا مالنگا کو بطور پالیگار ادا کرتا تھا اصلی تعلق مابین اسکے اور نواب کے ۱۷۹۵ء سے ۱۷۹۵ء تک ایک پالیگار اور والی نعمت کا رشتہ تھا جیسا کہ مد ۳ دستاویز نمبر ۴۴ الف سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے اور بذریعہ معاہدہ متابعت مابین انکے یہی تھی اس عذر کی کوئی بنیاد نہیں کہ متھورا مالنگا کی معزولی پر راسند ضبط کیا گیا تھا۔

ازاں بعد نواب اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے مابین معاہدہ ہوا کہ راسند علاقہ کا کس طرح فیصلہ کیا جاتا اور یہ دستاویز جس پر تاریخ ۱۷۹۵ء ہے یعنی دستاویز ۴۴ الف ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ضبطی نہیں ہوئی تھی اور کہ ۱۷۹۵ء میں یا کسی اور وقت کسی ضبطی کا خیال نہ تھا مدات الغایۃ ۳ اس امر کے متعلق صریح ہیں مد اول میں متھورا مالنگا کی معزولی کا ذکر ہے اور اسمیں یہ درج ہے کہ "جانشین مقرر کیا جاتا ہے جو ہو کہ شخص مستحق جانشینی طمانت بخش طریق پر معلوم ہو جاوے" اس سے سیتوپتی خاندان میں امداد کے جاری رہنے کا پتہ چلتا ہے مد دوم میں یہ مذکور ہے کہ ضلع راسند گورنمنٹ کمپنی کی طرف ایسٹ انڈیا کمپنی کے پورے تصرف میں عرصہ تین سال تک بغرض جمع مالگذاری وجملہ اعمال گورنمنٹ و انصرام وغیرہ کے رکھا جاتا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ تاوان جو متھورا مالنگا کی بجائے کوئی خاندان سیتوپتی پر لگایا گیا تھا عرصہ تین سال کیلئے اور نہ اس سے زائد اسکے حقوق کو معطل کرتا تھا۔

مد سوم کے یہ الفاظ ہیں "وہ کیا ایسا کو متعین بھی سمجھا جائیگا کہ نواب نے عرصہ مذکور کیلئے صرف اپنے حقوق کو معطل کیا ہے جو راسند پالیگار کے معاہدہ تابعداری واطاعت نیز ادائے پیشکش بجملہ رسومات مروجہ کے سرکار تسلیم کئے گئے ہیں اس سے پھر کسی ضبطی کا خیال لازمی نہیں ہوتا ہے تینوں مدات کو یکجا پڑھنے سے یہ امر واضح ہے کہ معطلی حقوق خاندان بابت حکمرانی راسند تا میعاد تین سال کے علاوہ اور کچھ مقصود نہ تھا۔

مزید برآں مدات ۴ و ۶ و ۱۲ میں علاقہ کی نوعیت میں بعض تغیرات بطور ترقی انتظامی کے مذکور ہیں نمبر ۴ مد کے پیشکش کی تقرری دائمی تھی۔ مد ۶ اسکے رو سے سپاہی فوج بغرض حفاظت ملک اور امداد وصولی مالگذاری رکھی جاتی تھی اور انکی تنخواہ میں مالگذاری کی بچت ادا ہوتی تھی اور مد ۱۲ کے رو سے معزول شدہ پالیگار کا جانشین کسی موضع پر جاگیر حاصل کرنیکا مستحق نہ تھا۔ بیشک ان تغیرات کا منشاء

مقدمہ راسنڈ

معلوم ہوتا ہے کہ فوجی یا پالیں علاقہ کو ایک مستقل پیشکش کے ادا کرنیکا ذمہ دار بنا دیا گیا تھا اور منصب پالیگار کی بجائے [illegible] صاحب زمین کیا گیا جو انتظام ملکی کی ذمہ داری کا ذمہ دار ہوا کرتا ہے۔ مگر کسی نئے علاقہ کے قائم کرنے یا کسی امر متعلق علاقہ بحیثیت راج خاص ناقابلیت تقسیم یا خاص طریق جانشینی کو تبدیل کرنیکے منشاء کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ ملات ۱۷۹۹ و ۱۸۰۲ کی تعبیر ہمیشہ منشاء کے موافق ہونی چاہیے اور منگالیسور کا بلا پابندی کسی شرط کے اپنے بھائی کا جانشین ہونا کوئی سند نہیں ہے۔

میں باب تاریخ راسنڈ کے آخری زمانہ کو بیان [illegible] یعنی از ۱۸۰۵ء تا تاریخ نالش ہذا اس عرصہ میں اول سیتوپتی منگالیسوری ناچیر اٹھارہویں سیتوپتی کی ہمشیرہ تھی اور اسکے زمانہ کے بڑے بڑے واقعات یہ تھے اولاً گورنمنٹ کا انکو بروئے عہدنامہ دستاویز ۳۴ الف کے متھورامالنگا کا جانشین تسلیم کرنا ثانیاً علاقہ راسنڈ کا انکو دیا جانا اور ثالثاً سند ولایت دوامی کا ملنا اور سند استمراری کا انکے نام پر جاری ہونا۔ اپیلانٹ کی طرف سے یہ عذر کیا گیا ہے کہ دستاویز ۳۴ الف کی تحقیقی تعبیر کے رو سے علاقہ جو انکو عطا کیا گیا تھا سابقہ پالیاپٹ نہ تھا بلکہ ایک جدید علاقہ تھا جو ایک عام جائداد اہل ہنود کی طرح قابل تقسیم ہے مگر دستاویز کے رو سے عذر ہذا ناکامیاب رہتا ہے ایک استقرار ان الفاظ میں موجود ہے کہ باوجود معزولی متھورامالنگا کے تین سال کے عرصہ کے بعد پالیاپٹ کی جانشینی سیتوپتی خاندان میں اسکے رواج کے مطابق بدستور جاری رہیگی۔ ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہے کہ ۱۸۰۳ء میں جبکہ گورنمنٹ نے بذریعہ دستاویز ۴۴ اسکی جانشینی بحق منگالیسور قرار دی اور ۱۸۰۳ء میں بھی جبکہ راسنڈ کا از سر نو انکو قبضہ دیا گیا تو [illegible] پالیاپٹ ہی تھا بندوبست دوامی اسوقت تک رائج نہیں ہوا تھا اور پالیم یا فوجی علاقہ تبدیل نہیں کیا گیا تھا۔ یہ بھی مدنظر رہے کہ فوجی علاقہ میں تخمینہ [illegible] جو اسوقت مدنظر تھا برخلاف صریح منشاء کے ان دیگر امور میں کوئی تغیر مقصود نہیں ہو سکتا جو رواج کے ذریعہ اسکی ناقابلیت تقسیم یا وراثت کے متعلق لاحق ہو گئے تھے۔ بلاشبہ معاہدہ کی ضمن [illegible] پر حصر رکھا گیا ہے جس میں بلا منظوری نواب کے کسی غیر قوم کو زمین عطا کرنیکی ممانعت ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ یہی ممانعت جدید علاقہ قائم کرنیکا کام دیتی ہے۔ اپیلانٹ کا طرز استدلال کا مدعا اس امر واقعہ کو نظر انداز کرتا ہے کہ طاقت عظمیٰ عمدہ انتظام کی خاطر ذمہ داریہائے عائد کرنیکی مجاز ہے اور باجگذار پر انکا قبول کرنا ضروری ہے، خصوصاً ایسے نازک رشتوں میں جو غیر اقوام کے ساتھ ہوں اور باوجود اسکے علاقہ اور دیگر امور میں بالکل ویسا ہی رہتا ہے جیسا کہ وہ پیشتر تھا جیسا کہ مقدمہ نمبر دال میں ظاہر کیا گیا ہے سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ کا منشا منگالیسور کو علاقہ راسنڈ اسی صورت پر عطا کرنیکا تھا جس پر کہ وہ قبل معزولی متھورامالنگا کے تھا؟ یا کسی جدید علاقہ کے قائم کرنے اور نہ کہ صرف باستعمال تشدد کے فراہمہ تبدیل کرنیکا منشاء تھا۔ یہ استقرار کہ جانشینی جاری رہے اور کہ علاقہ کی کوئی ضبطی نہیں ہوئی بلکہ صرف تین سال کیلیے متفرق خاندان معطل ہو گئے ہیں سوال منشاء کی بابت ناطق فیصلہ ہے۔

عذر دوئم یہ ہے کہ جس طریق پر منشاء مذکور پورا کیا گیا ہے وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ جدید علاقہ قائم اور عطا کیا گیا تھا اسکا یہ جواب دینا ضروری ہے کہ ماہ مارچ ۱۸۰۳ء سے جبکہ بحالی ہوا ۱۸۰۳ء تک جبکہ سند جاری کیگئی مالک ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے اصلی منشاء کو ہرگز نہیں بدلا اور نہ ہی بدلنے کا کبھی خیال کیا۔ ہمشیرہ متھورامالنگا منگالیسور ناچیر کے کسی انتخاب بطور جانشین

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد [illegible] صفحہ ۴۳ [illegible] ۱۹ و انڈین لا رپورٹس مدراس سلسلہ [illegible] صفحہ ۱۲۲ —

منقصد
راسند

بتیجہ انکی ذختر کے معنی کسی جدید علاقہ کا قائم کرنا تھی جیسا کہ اسپلانٹ بیان کرتا ہی بلکہ حکمت عملی سے مزاعد کو تبدیل کرنا ہے واقعات
متعلق انتخاب منگا لیسوری بطور جانشین چھوڑا گیا ہیں۔ متھورا انگا کی معزولی پر منگا لیسو سے گورنمنٹ مدراس کو ایک میموریل بھیجا۔
جسمین یہ استدعا بیان کیا کہ جانشینی زمینداری سلسلہ اناث مین چلی ہی اور اسلئے اسکی بڑی ہمشیرہ کی وفات پر دستاویز ہے کہ بمقابلہ متھورا انگا
زمینداری اسکو پہونچتی ہے یہ کارروائی ۹ فروری ۱۸۹۵ء کو ہوئی تہی اور اسپر گورنمنٹ نے اُسے طلب کیا کہ وہ اپنے دعاوی ثابت کرے اور دستاویز
۵ ابہی اور کلکٹر بالاگر پیشکش مدراسی مسٹر پولی کو ہدایت کی کہ وہ معلوم کرے کہ جیسا کہ مدعی خاندان سیتوپتی کے حسب تزک (وارث ہوتے ہے
اور اعلاقہ راسند کی جانشینی سلسلہ اناث مین چلی ہی دستاویز ۳ مین منگا لیسوری کا یہ بیان تہا کہ راسند راج خاندان مین سے بڑی عورت
کو ملتا رہا ہی۔ اور کہ مسمی سیتوپتیان جو راسند پر حکمران رہے ہیں وہ انکی بہنوں کی بنسبت اتہام ملک اپنی طرف سے منتخب کئے ہوتے تہے۔ انکا یہ
بیان جو خاندان کی گذشتہ تاریخ سے متناقض ہی غالباً اسی وجہ سے تہا تاکہ یہ معلوم ہو کہ انکا دعوی متھورا انگا باغی کے ماتحت نہین ہی
بلکہ اسکے دعویٰ سے بڑہکر ہے اور یہی رواج خاندان ہے (ملاحظہ ہو انکا دوسرا میموریل مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۵ء)۔
کلکٹر نے خیال کیا کہ رواج کا حسن طور پر پتہ تین بڑے بڑے برہمنان رامیشورم و تین سیٹہ بند رام و تین حسن و معزز عمائد راسند سے
معلوم ہوسکتا ہی (دستاویز ۳۳) اسوقت معزول شدہ بالاگر کی متعدد بیویان اور ایک نابالغ لڑکی تہی جسکی شادی ایک بالغ کیسا تہہ
ہوچکی تہی نیز یہ بہی گمان تہا کہ مبادا متھورا انگا اس رائے پر اپنے سابق دیوان یا وزیر متیرالا پلائی کے ذریعہ اثر ڈالے اور وہ وسروں کو
اپنی واپسی اور بحالی کا یقین دلادے۔ بخلاف ازین مصلحت اسی بات کی مقتضا تہی کہ کہین نتخاب جانشین سے علاقہ راسند مین اسکا
رسوخ پہر تازہ نہو جاوے یا یہ انتخاب اسکی غلط یا ایسی حیثیت بالاگر کے خیال کو اور تقویت نہ دیدے نو اشخاص نے جن سے کلکٹر نے مشورہ لیا رواج
سیتوپتی خاندان یون بیان کیا (۱) کہ جانشینی پہلے سلسلہ ذکور کو پہونچتی ہے نہ کہ سلسلہ اناث کو (۲) کہ خواہ پسر ولد الحلال شیر خورد
ہی کیون نہو وہی سیتوپتی ہونا چاہئے عورتون کا حکومت پر کسی قسم کا استحقاق نہین ہے (۳) کہ اگر راجہ کی کوئی اولاد ذکور نہو اور اسکی
چہوٹی ہمشیرہ کا کوئی بیٹا ہو تو جانشینی اسی لڑکے کو ملتی ہی (۴) کہ اگر نہ تو راجہ اور نہ ہی اسکی ہمشیرہ کا کوئی لڑکا ہو تو اسصورت مین
راجہ کی دختر صحیح النسب کا شوہر وارث ہوتا ہے (۵) کہ اگر ورثاء مذکورہ میں سے کوئی نہو تو مارواڑی رئیس سابق سیتوپتی خاندان کے کسی نہایت ہی
قریبی رشتہ دار کو منتخب کرکے جانشین مقرر کرتے ہیں (دستاویز ۳۶) الغرض ان ۹ اشخاص نے جن سے مسٹر پافلی نے سوال جانشینی کا
استصواب کیا سوال مذکورہ کا فیصلہ متھورا انگا کے داماد کے حق مین کیا جو اسوقت بالغ تہا منگا لیسو دی نے اپنے دوسرے میموریل مین مرتب
پر اعتراض کیا کہ وہ رائے ناجائز حاصل کیگئی ہے اور اسپر کلکٹر نے ان اشخاص کا بیان لیا جن سے استصواب کیا گیا تہا اور انہون نے اپنی رائے کی
تصدیق کی اور انہین سے ایک نے اس رائے کی تائید مین ایک مستند کتاب پیش کی جسکو مسٹر پافلی نے ایک عمدہ تاریخی شہادت تصور کیا ہی پہر کلکٹر
اسکے بعد اس امر کے متعلق بعض رئیس و معتبر باشندگان راسند سے استفسار کیا مگر انکی آراء مختلف تہین انمین سے بعض کا یہ خیال تہا کہ جانشینی سلسلہ
اناث مین چلتی ہی مگر سات ہی سب نے بالاتفاق یہ ظاہر کیا کہ اگر سیتوپتی [illegible] تو وہ سب کے مقابل پر جانشین ہونے کا مستحق ہوتا ہے
لیکن اگر اسکی صرف ایک لڑکی اور اسکی ہمشیرہ کا ایک لڑکا ہو تو لڑکا [illegible] کلکٹر نے خیال کیا کہ یہ اطلاق اس امر کے کہ تمام

مقدمہ راست

سلطنت محمد نوں کیطرف نہین ہوتا ایسا منگا لیسو امی نے بیان کیا ہے (دستاویز ۱۶) اسلئے یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ متہور ابالنگا کے نابالغ داماد کا انتخاب بطور جانشین کے ملک مین متہور امالنگا کے رسوخ کے از سر نو تازہ ہونیکا گمان تھا اسلئے کلکٹر نے اپنی چٹھی بنام گورنمنٹ مین الفاظ ختم کی ہیں سب سے بہتر ممکن ذرائع سے مین امر جانشینی پر اپنی رائے ظاہر کرنے کی جرأت کی ہے ساتھ ہی مین امید کرتا ہون کہ حضور والا گورنر مدراس مجھکو معاف فرما دینگے اگر مین اپنے خیالات کو اسکے متعلق ظاہر کردون جو میری ناقص رائے مین از روئے حکمت عملی و مصلحت کے پلایاگر کی ہمشیرہ کے حق مین فیصل ہونی چاہئے کیونکہ اس خاندان کا یہہ قدیمی رواج ہے کہ دختر پلایاگر کی شادی سے پہلے اسکی ہمشیرہ سے مشورہ کرکے اسکی منظوری حاصل کیجائے مگر ایسا نہیں ہوا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ بار داری لڑکی کے خاوند کا سیتی تسلیم کرتے ہین بہت بخیبہ ظاہر ہوگا ہمشیرہ کی عمر سے غالبًا کوئی اولاد نہیں ہوئی لڑکی اور اسکا خاوند دونون نابالغ ہین املاک کے رواج کے مطابق لڑکی کی اسکی پھپی کی حفاظت مین ہونی چاہئے اور اگر یہ کیا جائے تو اس امر کے متعلق آئندہ کوئی نزاع نہ ہوگا۔ البتہ مال کا یہہ خیال تھا کہ وہ ان اشخاص کے حقوق کا مناسب لحاظ رکھنے کے خواہان تھے جنکے دعاوی سب سے اعلیٰ تھے بیدون اسکے کہ حکمت عملی کے اصول کو مدنظر رکھا جائے جو جانشینی کے تھے فیصلہ کے وقت کسقدر قابل تھا ان مفروضات کا علم رکھتے ہوئے کہ اس قسم کے سوال کے تصفیہ کرنے مین یا تو نواب یا کلکٹر پلایاگر پیشکش کو نقصان اٹھانا پڑیگا ان کے اتفاق سے جو موجودہ واقعہ پر ہوا اگر یہہ اتفاق مختلف وجوہ پر بھی ہوا انکی رائے کو اس قابل کر دیا ہے کہ موجودہ امر اچھی طرح غور کرین اور چونکہ یہ نہایت ہی مشکل ہوگا گو ناممکن ہو کہ نہایت کس طریق پر کوئی مخالف رائے صحیح قرار دیجائے اسلئے انکے فیصلہ سے اتفاق کرنا ہی سب سے مناسب طریق قابل تقلید معلوم ہوتا ہے۔ حکمت عملی کے متعلق انہوں نے بیان کیا ہے "یہہ ضروری ہے کہ معزول شدہ پلایاگر کو ملک مین کسی قسم کا رسوخ حاصل کرنے سے روکا جائے یا اسکے دوبارہ عنان حکومت لینے کے خیال کو باز رکھا جائے اور یہہ بھی نہایت ضروری ہے کہ جب کیطرف دیگر پلایاگران جنکے نامناسب کارروائیات اکثر اپنے متعدد اضلاع مین نقص امن کرتی ہین تباہی کے اندیشہ سے جنمین وہ مبتلا ہونے والے ہین ایسے ہی جرائم کے ارتکاب سے روکا جائے اور کہ ان حالات کو مدنظر رکھکر بوجہ معزول شدہ پلایاگر کی ہمشیرہ کو جانشین نامزد کیا اور نیز معزول پلایاگر کی دختر کو اسکے اہتمام مین دینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہون کہ اسکی آئندہ کی امید جانشینی گورنمنٹ کے سوال کے متعلق غور کیا جاوے جو امید کہ اسکی پھپی کے انتقال ہی سے پیدا ہو سکتی تھیں (دستاویز ۲۶ الف) لہذا گورنمنٹ نے جانشینی کا فیصلہ بحق منگا لیسو امی کے کیا اور کلکٹر کو معزول شدہ پلایاگر کی شیر خوار دختر کو اسکے اہتمام مین رکھنے کی ہدایت کیگئی اپنے فیصلہ کی اطلاع کلکٹر کو دیتے ہوئے گورنمنٹ نے یہ اظہار رائے کیا کہ "یہہ اہتمام ہمشیرہ معزول شدہ پلایاگر کی کو دیا گیا ہے جسکو ہدایت کیگئی ہے کہ وہ آئندہ ہر موقعہ پر مناسب نگہداشت کیا کرے اسلئے تم معزول شدہ پلایاگر کی دختر کو اسکی پھپی کے چارج مین رکھنے کی مناسب تدابیر عمل مین لاؤ۔ اسلئے چونکہ سرکار روائی فرض تمہارے اس یقین پر لائی گئی ہے کہ اس سے تمام اشخاص مطمئن ہو جاینگے اور ملک مین بہبودی کی امید کیجاتی ہے اسلئے تمہین ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس اعتبار کا ناجائز استعمال نہ کیا جائے جو کیا گیا ہے اور اگر مصوبہ کی اپنی پھپی سے علحدہ ہونیکا اندیشہ ہو تو تم اسکو اسکی پھپی کے اختیار سے باہر نکالنے مین کسی قسم کا تامل نہ کرو" (دستاویز ۲۹) گورنمنٹ نے اپنا فیصلہ منگا لیسو امی کو کہہ بھیجا اور کہا کہ مطابق سابق رواج کے گورنمنٹ نے سابق پلایاگر کی دختر کو اسکی نگرانی مین رہنیکا فیصلہ کیا ہے اور کہ وہ خفتہ ترین کے علاوہ خود اسکی کم سنی لڑکے ساتھ محبت کریگی یقین کرتی ہے

مقدمہ راسند

اندرون جوں وہ من اختیار رکھو اس لڑکی کی غور و پرداخت اور اسکی قوائے ذہنی کی ترقی کیلئے عمل مین آئیگی - جو انپر اب کیا گیا ہے ویسی ہی وہ گورنمنٹ کی خوشنودی کی مستحق ہوگی اور بصورت دیگر گورنمنٹ سخت ناراض ہوگی " (دستاویز ۴۹) گورنمنٹ نے نواب کو بھی اپنے فیصلہ کی اطلاع دی اور بتاریخ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۶ء منگالیسوہ بی نے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا جسکی وجہ سے دوبارہ راسند کا منصب پلا یاگر پر بحال کیا گیا ہے اور مناسب الفاظ مین اظہار کیا کہ وہ اپنی بھتیجی کی بہبودی کے معاملہ مین گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کریگی اور گورنمنٹ کو یقین دلایا کہ وہ لڑکی کو "اپنی ہی لڑکی" خیال کریگی، اور اسسے صدق دل کی الفت رکھیگی " (دستاویز ل) یہی اسباب ہین جنپر اس سوال کے متعلق رائے قائم کرنی ہے کہ آیا منگالیسوہ دی کا ستہو را ملنگا کا جانشین تسلیم کیا جانا بمنزلہ عطیہ ایک جدید صدقہ کے تہا میری دانست مین سبارڈینیٹ جج اس سوال کا جواب نفی مین دینے مین درستی پر تہا جسکا قانون متاکشرا ستہو را ملنگا کی بیویان اور انکی بعد انکی نابالغ لڑکی انکی جائز وارث تہین - اور خاندان کے ثابت شدہ رواج کے رو سے انکی نابالغ دختر کا نابالغ شوہر نابالغ دختر کیطرف سے جانشین پلا یاگر ہوتا مگر اسکے دعوے کا تسلیم کیجانا خلاف مصلحت معلوم ہوا - اور یہی ضروری خیال کیا گیا کہ سابق پلا یاگر کا رسوخ راسند مین ہمیشہ کیلئے معدوم کیا جائے - اور کسی کو یہ خیال ہو کہ انکی بحالی خلاف ہے، شاہی اختیارات کے رو سے جو میونسپل قانون سے متجاوز ہین اور از روئے حکمت عملی گورنمنٹ نے انکی نابالغ دختر کے بجائے انکی ہمشیرہ کو جانشین کیا، اور اولالذکر کو مؤخر الذکر کی حفاظت مین دیدین اسیدکہ آیا دختر مذکور آئندہ غالباً اپنی چچی کی جانشین بنیگی جو اس وقت لاولد تہی اور جسکی عمر سے معلوم ہوتا تہا کہ آئندہ اسکے یہان کوئی اولاد نہوگی - جہانتک کہ نابالغ دختر کی محرومی کا تعلق ہے فعل گورنمنٹ ایک ضابطہ فعل تہا مگر ساتھ ہی اسکی نابالغ کی سرپرستی کی قید لگادی گئی تہی جس سے یقین کیا جاتا تہا کہ اسکی چچی اسکو بیٹی بنائیگی اور وہ ایک ایسے وقت پر انکی وارث بن جائیگی جبکہ وہ لڑکی تہا جو انکے جانشین ستہو را ملنگا تسلیم کئے جاتے لیکن بالغ ہوئے معدوم ہوگئی ہونگی جس سے یہ قرار دینے کی کوئی وجہ نہین پاتا کہ ایک کرہ عطیہ یا عطیہ کسی جدید علاقہ کا تہا یا یہ کہ کوئی امر تبدیلی امر ازروے زاید تہا سا زکر عطیہ سے مراد ملکیت کی سابقہ معدومی ہے، جو ستہو نی خاندان کو بر سے عطیہ کے حاصل تہی مگر اس مقدمہ مین جو ہمارے روبرو پیش ہے ایسی ملکیت کی معدومی مقصود نتہی جو ستہو را ملنگا کی ملکیت سے بالکل جداگانہ ہو نہ یہ کہ کوئی جدید علاقہ قائم یا عطا کیا گیا تہا کیونکہ منگالیسوری یہ پلا یا پٹ تا کے لئے سابق پلا یاگر کی جانشین تسلیم کیگئی تہی اور بندوبست دوامی جاری نہین کیا گیا، اور تنشارہ کی نوعیت پلایم مین کوئی تغیر واقعہ نہین ہوا مگر اس مین شک نہین کہ فوجی علاقہ کو تغیر و تبدل کرنا اور بدعا ہی پیشکش مقرر کرنا اسوقت زیر غور تہا تا ہم خاندان سے کسی پلایہ کو سرکار کے نیکا منشا نتہا جیسا کہ پورے علاقہ کو معدوم کرنے اور اسکی جگہ جدید علاقہ کے قائم کرنیکا کوئی منشاء تہا جیسا کہ مقدمہ مذکور مین تہا - وکیل اپیلانٹ اسجگہ پر ہماری توجہ دستاویز م کی طرف راغب کرتا ہے جو ایک عہدنامہ کی نقل ہے جسکا ذکر ہو چکا ہے اسکی صحت کا کوئی ثبوت نہین بجز اسکے کہ اصل عنایت نامہ اساسی کیتوپی نے نالش ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۰ء مین پیش کیا تہا جیسا کہ دستاویز مذکور کی تحریرات منسلکہ سے معلوم ہوتا ہے منگالاسوری نے اپنے بیان مین اسکا حوالہ نہین دیا لیکن اگر مان ہی لیا جائے کہ وہ صحیح ہے تو اس امر سے منگالیسوری کے استحقاق کیلئے بنیاد قائم نہین ہوسکتی اسکے استحقاق کی اصل بنیاد وہی انکی جانشینی کا اعلان ہے جو برٹش گورنمنٹ نے بموجب معاہدہ مابین خود و نواب مورخہ ۱۸۹۶ء کیا اگر کسی عنایت کا وجود ہو بھی تو اسکی تعبیر بطور عطیہ کے جدید نہین ہوسکتی بلکہ اسکی یہ تعبیر ہونی چاہئے کہ وہ اظہار ایک خواہش کا تہا تا کہ خاندان مین ...

مقدمہ راسند

جاری رکھنے کے متعلق اسکے وعدہ پر غور کیا جائے۔ (ان بعد یہ بیان کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ ۱۹۰۵ء میں نیلامی بانضابطہ طور پر منگا لیسوری قرار دیگئی تھی مگر علاقہ کا قبضہ اُسے آٹھ سال تک نہ دیا گیا تھا اور جبتک اُسنے پٹہ یعنی دستاویز ۵۰ کی تجدید نہ کردی تھی مگر مجھکو معلوم نہیں ہوتا کہ کسطرح اُن حالات سے اصلی منشا کی تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے معاہدہ ہمراہ نواب کے ذریعہ سے راسند کے اہتمام کا ذمہ لیا تہا نیز یہ بحث کیگئی ہے کہ اہتمام کا ۸ سال تک وسیع کیا جانا ایک ایسا امر مخالف ہے ایسی مخالفت کی ظاہری وجہ کیا تھی۔ کلکٹر مسٹر لوشینگٹن کی چٹھی مورخہ ۰ ۱ اگست ۱۸۰۴ء (دستاویز ۴۹) سے یہ دیکھا تی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ زمین منگالی سوری پر رپورٹ کرتے ہوئے اُسنے یہ بیان کیا ہی کہ یہی وقت مناسب ہے کہ رانی کو اسکے مسلمہ موروثی حقوق پر بحال کیا جائے اُسنے یہ بہی کہا کہ ’’میں اپنے (بورڈ آف ریونیو) ایڈریس مورخہ ۱۷ مارچ ۱۸۰۴ء میں اپنے ارادے سے یہ رائے ظاہر کی ہے کیونکہ ملک راسند اسوقت کمپنی کے اہتمام میں ہے اسلئے ایسے انتظامات اسکے آئندہ کے اہتمام اور ملازمت بعوض تنخواہ کیلئے جاری کئے جا سکتے ہیں جسوقت کہ ملک متعرضہ جانشین کے حوالہ ہو۔ یا جیسا کہ گورنمنٹ اسبارہ میں مناسب خیال کرے اور کہ اسقدر عظیم ثبوت تحمل اور نیت دربارہ جداگانہ دعاوی کے جو اسکی بحالی جیسے سیوا گنگا سرداگر اور تنی ولی کے مغربی پالیگران کا اعتبار ایک ایسے وقت میں ہو سکتا ہے جبکہ اُن پالیگران کے برخلاف جو مشرقی کنارے میں کوئی فیصلہ کن تدابیر اختیار کرنی ضروری ہوں اور پالیگروں کو علاقجات کے آئندہ کے اہتمام کیلئے کسی جدید علاقہ کو قایم کرنا چاہیے یہ خیال ضرور دیکھی جو مدنظر کیا ہوگا اور نیز یہ کہ اس صوبہ کی بحالی تمام علاقجات کیلئے ایک مثال بنائی جائے۔ رانی کی روش میں میری بڑی فرضی ہے اُن تدابیر کو عمل میں لانے دیگی جو عمل میں لانی ضروری خیال کیجائیں خصوصاً فوجی خدمت کے نقد معاوضہ کی بابت اور کسی مزید اضافہ پیشکش کی بابت جسقدر کہ گذارہ ہو ملک اجازت دے۔ اس چٹھی میں کلکٹر نے روسالوں کے اسالک بارٹوں کا بہی ذکر کیا جس سے اس نے جبر ملک نے حصہ لیا۔

اب یہ بالکل صاف بات ہے کہ منگالیسوری کا قبضہ دینے میں توقف اسوجہ سے تہا کہ ملک راسند کے مسائل امنی کے بارہ میں پورا پورا غور کیا جائے تاکہ پیشکش دائمی ہو اور ایسے وسائل بہم پہونچائے جائیں جنسے انتظام کی بہبودی ہو یعنی یہ کہ فوجی خدمت کے عوض نقد تنخواہ دیجائے یہ کہنے کی گنجایش نہیں ہے کہ علاقہ کی نشانی ہو اسکے جملہ وجوہ پر بحث ہو متعلق تغیر بسلسلہ ورثا و نوعیت علاقہ بطور راج یا علاقہ فوجی کے دستاویزات ۵۲ و ۵۴ و ۵۶) جاری نہیں کی گئی تہیں جیسا کہ منشا تہا۔

یہ امر بجگہ قابل ذکر ہے کہ منگالیسوری سند کے اجراء سے قبل ہی قابض ہوگئی تھی اور کہ پٹہ موقوفہ (دستاویز ۵۰) سے منشا گورنمنٹ مندرجہ معاہدہ ۱۸۰۳ء میں کوئی تبدیلی ثابت نہیں ہوتی دستاویزات ۵۵ و ۵۶ سے جو ان شرائط کو بیان کرتی ہیں جنکے بموجب رانی کو قبضہ دیا گیا تہا یہی نتیجہ نکلتا ہے مقدمہ نمبر (۱) حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اس مقدمہ کو مقدمہ منشا یہ دو نمبر (۲) سے تمیز کیا ہی انہوں نے مقدمہ منشا یہ نمبر ۲ میں بیان فرمایا ہے کہ جبتک علاقہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں رہا قبضہ نہیں گیا تہا اور یہ قرار دیا گیا تہا کہ گورنمنٹ کا منشا زمینداری کو اسی حالت پر بحال کرنیکا تہا جو حالت اسکی قبل ضبطی کے تھی۔ مقدمہ مذکور میں جسقدر جدید علاقہ بناتا قایم کرنا تہا جسقدر کہ جبر مزید عرصہ سی تبدیل کرنیکا تہا مقدمہ مذکور میں جائیداد کا منتقل کیگئی تھی مگر مقدمہ نمبر (۱) میں علاقہ دیلیحدہ علیحدہ زمینداریوں میں تقسیم کیا گیا تہا اور ایک سنوط کیگئی تھی

(۱) الٰہ آباد سیریز جلد صفحہ ۔ بصفحہ ۳۹ و انڈین اپیلز ۔ جلد ۲ صفحہ ۔ (۲) مدراس انڈین اپیلز جلد ۱۲ صفحہ ۳۵ ۔

مقدمہ راجمند

جسکے رو سے اسکو جزوًا یا کلاً انتقال کرنیکی اجازت دیگئی تہی اور اسکے رو سے وہ شخص جو کبہی کسی علاقہ پر قابض نہین ہوا جو اسکے سب سے
بڑے وارث ذکور کے بجز نہیں ہو سکتا ہو وارث ہو سکتا تہا۔ مقدمہ حال مقدمہ نمبر (۱) سے بالکل غیر مشابہ ہے اور مقدمہ ہنساپور (۲) سے
بہت قوی تر ہے جبتک راجمند برٹش قبضہ مین رہا وہ تقسیم نکیا گیا تہا اور نہ اس سے کوئی جدید زمیندار بنایا گیا تہا وہ علاقہ بجنسہ
منگالیسوری کو دیا گیا تہا مقدمہ ہنساپور (۲) مین کم از کم ایک قسم بطی اور پہر از سر نو عطیہ وقوع مین آئے تہے مگر مقدمہ حال مین قدیمی
علاقہ کی جانشینی اس طریح سے برقرار رکہا گیا تہا جاری رکہی گئی تہی کہ مطلق جانشینی تین سال سے زیادہ نہین ہوگی مزید یہ کہ راج سنسانی قدیمی
اور ناقابل تقسیم راج تہا اور وہ کوئی جدید علاقہ نتہا جسکے واسطے تعلق سند استمراری سے استصواب ہو سکتا ہو۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ راجمند قابل تقسیم ہو گیا تہا کیونکہ بندوبست دوامی ہو چکا تہا اور سند (دستاویز د) منگالیسوری کے نام
جاری کی جا چکی تہی مین اس بات کو قبول نہین کر سکتا کہ جملہ قدیمی ناقابل تقسیم زمینداریان قابل تقسیم ہو جاتی ہین جبکہ انکا بندوبست
دوامی ہو جاتا اور جبکہ بابت سابقہ سند دی جاتی ہے [illegible] مدراج مابعد کی ناقابلیت تقسیم کے بوجہ بندوبست دوامی کے سند جاری ہو جا
یہ اصول مذکورہ کے متعلق [illegible] جس مین [illegible] شامل ہے خالف ہے جیسا کہ [illegible] ظاہر کیا ہے یہ سوال
وہ اصول [illegible] کسی خاندان کے کسی رکن کو عطا کیا گیا
تو سمجہا جاتا ہے کہ وہ [illegible] مطابق [illegible] ہم ناقابلیت تقسیم [illegible] وراثت [illegible] جانشینی مین
اصول [illegible] کہ قیاس [illegible] کہ بعد [illegible] عطیہ جدید صرف اس منشا کے مطابق
ہے کہ [illegible] ناقابل تقسیم [illegible] اور راجمند کے
منشا مذکور [illegible] راجمند [illegible] علاقہ کی [illegible] بندوبست دوامی [illegible]
سابقہ مسلمہ [illegible] کی بابت [illegible] علاقہ [illegible]
منگالیسوری کی جانشینی کے متعلق [illegible]
عندالدلیل [illegible] کہ منگالیسوری کی [illegible] ہمشیرہ کب فوت ہوئی اور [illegible]
متعلق کوئی شہادت ہمارے پاس پیش نہین کی گئی [illegible] منگالیسوری نے اپنی درخواست مین بیان [illegible]
کہ ان کی وفات پر علاقہ کی مستحق ہوئی [illegible] کلکٹر کی تحقیقات [illegible]
کوئی استحقاق پیش نہین کیا گیا [illegible] کہ ہمشیرہ [illegible] منگالیسوری
جانشینی [illegible] انتظامی امر تہا اور [illegible] حکومت عملی [illegible]
[illegible] جانشینی [illegible]
ناقابل تقسیم [illegible]
منگالیسوری کو [illegible] علاقہ [illegible]

مقدمہ رامند

غیر متعلق ہے اگر فرض کر لیا جاے کہ سابقہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے زمانہ ناظم منگالیسوری کو مجرا نہیں دیا اس سے صرف یہی ثابت ہوگا کہ سلطنت برطانیہ کے
بر اے عرصہ تین سال جو ما بعد ۱۸۰۳ع میں ہنگو بیتی عملی طور پر آٹھ سال تک جاری رہے اور مجھکو معلوم نہیں ہوتا کہ اس سے زمینداری کو قابل
تقسیم بنانے کا منشا کسطرح ثابت ہوتا ہے۔

بندوبست دوامی کے بعد کے زمانہ پر غور کرنے سے مجھ معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ میں حسب تفصیل ذیل چند جانشینان ہوئیں اور کوئی نظیر

(۱) منگالیسوری ناچیر (اشمرار زمیندارنی)۔

(۲) پسر متبنے ناساسی سیتوپتی۔ (عرف دعا یا رگھوناتہ سیتوپتی)

(۳) اُسکا پسر متبنے راماسوامی سیتوپتی۔

(۴) اُسکی دختر کلان منگالیسوری ناچیر۔

(۵) اسکی ہمشیرہ دوراراجا ناچیر

(۶) اسکی والدہ پرداتا وردہانی ناچیر

(۷) اُسکا پسر متبنے متہو راما لنگا سیتوپتی آخری زمیندار

اشمرار زمیندارنی نے ۱۷۹۵ع میں ایک شخص ناساسی اپنے شوہر متوفی کے ایک عینیدیدی کو متبنی کیا اور ۱۸۰۰ع میں ایک وصیت کی جسکے ذریعے
اُسکو وارث زمینداری قرار دیا۔ اس فعل سے ذریعہ اپنی بھتیجی کو محروم الارث کردیا جسکو گورنمنٹ نے اسکی اہتمام میں رکھا تہا جیکہ گورنمنٹ نے اسکو
متہو راما لنگا کا جانشین قرار دیا تہا میں امید کہ آخرش بھتیجی اپنی چچی کی وارث ہوگی جو بوجہ عمر رسیدہ ہونے کے اولاد ذکور کے قابل نہیں تھی۔ حالات
جنکے سبب بھتیجی محروم ہوگئی تہی دستاویز ج صفحہ ۱۰۰ میں مذکور ہیں اور اسی محرومی کی وجہ سے اگست ۱۸۰۹ع میں منگالیسوری کی وفات پر نالش
ابتدائی نمبر ۱۳ ۱۸۱۲ع جو ہوئی نالش مذکور میں سیوا گامی ناچیر زمینداری کی دعویدار مدعیہ ہوئی کہ والدہ موروثی ہالاگر کو ۱۷۹۵ع میں
برٹش گورنمنٹ نے ملکی معاملات کی وجہ سے معزول کر دیا تہا۔ مدعیہ زمینداری کا اہتمام منگالیسوری کو سپرد ہوا تہا اور وہ خود بہی اسی کی حفاظت
میں رکھی گئی تھی اور گورنمنٹ نے اسکے استحقاق جانشینی کو تسلیم کرلیا تہا اور ساتھ ہی تحت الحکم جاری ہوئے کہ اسکی یعنی سیوا گامی کیساتھ مہربانی کیساتھ
سلوک کیا جاے اور اسکو ایک ایسے طریق پر تعلیم دیجاے جو اسکی حیثیت اور جانشینی کے شایان ہو۔ ناساسی پسر متبنے نے اپنی تبنیت پر حصر رکھا اور یہ عذر کیا کہ عرصہ وقت
متہو راما لنگا معزول کیا گیا تہا اور منگالیسوری اسکی جانشین قرار دیگئی تھی اسکا جملہ استحقاق موخر الذکر کو منتقل اور حوالہ کیا گیا تہا پراونشل کورٹ
نے دعویٰ کی ڈگری دی اور قرار دیا کہ سیوا گامی ناچیر متہو راما لنگا کی وارث جائز تھی اور کہ اسکی گرفتاری اور قید کرنے میں گورنمنٹ کی کسی کارروائی سے
ثابت نہیں ہوتا کہ جانشینی اسکی املاک کیلئے ضبط ہوگئی تھی مگر بر طبق اپیل عدالت صدر دیوانی عدالت کونسل بروڈ نے یہ قرار دینے میں اتفاق کیا کہ منجانب
استحقاق زمینداری سنا تمرار تھی اور کہ وہ بیوہ منگالیسوری تبنیت کی مجاز تھی اور فی الواقعہ ناساسی سیتوپتی کو متبنی کیا گیا اور کہ فیصلہ
پراونشل کورٹ کی تائید نہیں ہوسکتی یہ مقدمہ بازی ۱۸۱۳ع سے ۱۸۲۳ع تک جاری رہی اور اسکے دوران میں ناساسی سیتوپتی فوت ہوگیا
اور اسکی زوجہ بیوہ متہو ویلائی ناچیر نے اپیل جاری رکہا اب یہ بحث کیجاتی ہے کہ سند ہی کے بنا استحقاق زمینداری قرار دیگئی تہی اسلئے

مقدمہ رامناد

عطیہ بنام گنگا لیسوری ایک ایسا عطیہ متصور ہونا چاہئے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اس مین کوئی شک نہین کہ حکمت عملی کیوجہ سے سلسلہ جانشینی بخاندان سیتوپتی متہور راما لنگا سے اسکی ہمشیرہ کو دیا گیا تہا مگر بوجوہات متذکرہ بالا ایک انتظامی معاملہ کے طریق پر موروثی استحقاق وراثت اسکو دیا گیا تہا جو سیتوپتی خاندان کو حاصل تہا اور جو کبہی ضبط نہیں ہوا تہا۔ بنا بر فیصلہ بصیغہ اپیل یہہ تہی کہ سنہ۔ ۔ ۔ مین صرف گنگا لیسوری سابقہ زمینداری سے اور نہ کہ اسکے وارث ما سبق پایا گر معزول شدہ سے مطالبہ جانشینی ہو سکتا ہے بیشک یہ ایک انتظامی معاملہ تہا جسکی وجہہ سے گنگا لیسوری کو منصب زمینداری نصیب ہوا۔ مگر معاملہ مذکورکے ذریعہ سے اسکو جانشینی بلا کسی شرط کے بحیثیت قائمقام خاندان سیتوپتی دیگئی تہی۔ اس اعتراض کا کوئی امر مؤید نہین ہے کہ عدالت ابتدائی اپیل نے قرار دیا تہا کہ علاقہ جو گنگا لیسوری کو حاصل ہوا ان معنون مین ایک جدید علاقہ تہا کہ وہ قابل تقسیم تہا اور اس ناقابل تقسیم علاقہ سے علیحدہ تہا جسکے مالک اسکی ورثائے ما سبق تہے مدعیان اپیلانٹ نے اس امر کو نظر انداز کر دیا ہے کہ جس صورت مین کوئی راج یا پرنسپلٹی کسی خاندان کی ملکیت ہو اور ساتہہ ہی پولٹیکل صورت بہی رکہتا ہو تو موخر الذکر اس سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے بدون اسکے کہ حالات متعلقہ اول الذکر بدلے یا رواج کو بدلا جاوے۔

ایک اور اعتراض ہے کہ راماسوامی کی ہر دو دختران ایک ہی وقت مین جانشین ہوئین نہ کہ یکے بعد دیگرے اور اس اعتراض کی تائید مین ہمین دستاویز ب کیطرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ دستاویز نا اسے غیر مطابق ہے جس مین دو راجا ناچیر کی جانشینی کے بارے مین ایک تجویز بغرض اہتمام سیجی گئی تہی۔ دستاویز ب کوئی جائز شہادت نہین ہے کیونکہ اسمین وہ بیانات درج ہین جو سنہ ۔ ۔ ۔ مین متاعہ متعلق درثہ کے دو رانی مین ایک عویدار مخالف نے کئے تہے۔ جبکہ ہم دیکہتے ہین کہ متہو چیلا تیوار نے خود نابالغہ گنگا لیسوری کیطرف سے بطور مہتمم اپنی ہمشیرہ متوتدو بائی ناچیر کی شراکت سے کام کرتا رہا تو اسکا بیان مندرجہ دستاویز ب قابل وقعت معلوم نہین ہوتا۔ یہ ممکن ہے کہ چونکہ ہر دو ہمشیرگان نابالغ تہین اسلئے اپنی والدہ اور نانی کے ہمراہ رہتی تہین مگر دستاویز ب سے ثابت نہین ہوتا کہ دختران بطور شرکت زمینداری پانے کے درج رجسٹر ہوئین تہین یا وہ ایسی تسلیم کیگئی تہین۔

اگرچہ سنہ ۔ ۔ ۔ کے بعد متعدد شریک ورثا کے یکے بعد دیگرے جانشین ہونے کی صرف ایک ہی نظیر موجود ہے مگر اہم جیسا کہ سار ڈینیٹ جج ظاہر کر چکا ہے عام یہی خیال تہا کہ کسی زمانہ مین ایک حکمران خاندان کا قائمقام ہی سیتوپتی ہوتا ہے اور کہ ایک وقت مین صرف ایک ہی رکن زمینداری پر قابض رہتا ہے۔ سنہ ۔ ۔ ۔ مین راماسامی سیتوپتی نے ظاہر کیا کہ سیتوپتیان اختیارات شاہی کا استعمال کیا کرتے تہے تاکہ وہ اپنے استحقاق کیطرف توجہ کر سکے جو وہ گنگا کے اور بہلی وقوعٹی کو رن (دستاویز ۲۷) مین بیان کرتا تہا۔ اسکی وفات پر سنہ ۔ ۔ ۔ مین خاندان کے رواج جانشینی کے متعلق ایک تحقیقات ہوئی (ملاحظہ ہو سلسلہ دستاویزات ۵۹) اور جوابات سلسلہ تحقیقات متعدد پسران از بطن مختلف ازدواج مین متاعلہ قرار دیتے ہین اور کہ زمینداری انمین سے صرف ایک ہی کو دیجاتی ہے۔ سنہ ۔ ۔ ۔ مین بورڈ آف ریوینیو نے گورنمنٹ کو لکہا کہ گنگا لیسوری دختر کلان راماسوامی سیتوپتی بہ کاظ خاص رواج خاندان (دستاویز ۱۰) کے نہ بلحاظ دہرم شاستر کے اسکی وارث تہی۔

پہر سنہ ۔ ۔ ۔ مین رواج خاندان متعلق جانشینی و بالخصوص حقوق داماد (دستاویزات ۵۸ و ۵۰ الف) کے بارے مین تحقیقات ہوئی جسکے مین متہو چیلا تیوار برادر حقیقی کلان راماسامی سیتوپتی نے زمینداری کو راج قرار دیکر دعوے کیا (دستاویز ب) سنہ ۔ ۔ ۔ مین بورڈ نے قرار دیا

مقدمہ رامند

حکمران راجا کو ہی سیتوپتی کا خطاب حاصل ہوتا ہی۔ ۱۷۳۲ء مین متعدد خطابات جو راجا کے رشتہ دارون کو حاصل تہے اور بعض اوقات اُس وقت کے آثار مین جبکہ سیتوپتی حکمران شہزادہ اور تعظیم کا سرچشمہ تہا۔ دستاویزات ۳۵ و ۳۶ و ۲ الف مین مذکور ہین ۱۷۶۳ء مین گورنمنٹ نے سیتوپتی خاندان کا ذکر منجملہ بعض حکمران خاندانہای جنوبی ہندوستان کے کیا (دستاویز ۳۹) نیز بیان خود استمرار زمینداری نے زمینداری کا دعوی اپنی بڑی بہن کے جانشین کی حیثیت سے کیا (دستاویز ۴۴) ما انشاء ابتدائی نمبر ۱۸۰۰ء مین سابق زمیندار نے علاقہ کو از قسم راج بیان کیا (کلکٹر مدورا بنام متہو رامالنگا سیتوپتی ۱ء) ملاحظہ طلب یس ۱۷۹۳ء سے بعد کی تاریخ خاندان سے ظاہر ہوتا ہی کہ علاقہ جو قبل بندوبست دوامی کے بطور ایک راج یا فوجی جاگیر کے ناقابل تقسیم تہا ابہی تک برابر ایک ناقابل تقسیم زمینداری رہی ہے مین اسجگہ بیان کیے دیتا ہون کہ سیوگنگا کی زمینداری اور علاقہ پدامتر جو جوڈیشل طور پر ناقابل تقسیم قرار دیئے گئے ہین رامند کی شاخین ہی ہین راج واقعہ پدوکوٹائی بہی ایک دستانج ہی قیاس ہی چاہتا ہی کہ جسصورت مین شاخین ناقابل تقسیم ہین تو کل بہی ناقابل تقسیم ہے۔

اپیلانٹ کی شہادت زبانی متعلق بہ امر قابلیت تقسیم کو سب آرڈینیٹ جج نے ناقابل اعتبار ٹہیرایا ہے اور اس امر کے متعلق اسکی قرارداد پر بر طبق اپیل کے اعتراض نہین کیا گیا۔

الغرض شہادت متعلق امر ناقابلیت تقسیم کا خلاصہ یہہ ہے۔

(۱) ۱۶۰۵ء سے پہلے اپنی تمام تاریخ مین جو کئی صدیون سے زیادہ کی بابت ہے رامند ہمیشہ ایک باجگذار علاقہ رہا تہا اور بعض اوقات ایک حقیقی بادشاہت بہی رہا (۲) از ۱۶۰۵ء لغایت ۱۷۲۰ء ہمیشہ ۲، جنوبی پراپاٹیا کے ماتحت رہا سیتوپتی ہشتم نے تابعت چہوڑ کر شاہی اختیار حاصل کرلیا اور اسکی دوران حکومت مین رامند ایک حقیقی بادشاہت تہا۔ (۳) اسکی کل تواریخ مین حقوق مشترکہ کے تسلیم کرنیکی خاطر رامند کی کبہی تقسیم نہین ہوئی۔ (۴) جبکہ متعدد دعویدار موجود ہوتے تہے تو صرف ایک ہی علاقہ کا وارث ہوتا ۱۸۰۳ء سے ایسی نظرین چہہ ہو چکی ہین۔ (۵) راج واقعہ پدوکوٹائی یعنی زمینداری سیوگنگا اور علاقہ پدامتر جو رامند کی شاخین ہین اور وہ ناقابل تقسیم ہین۔ (۶) بندوبست دوامی کے وقت سے اور اس سے پہلے ہی عام کو یہی معلوم تہا کہ رامند ناقابل تقسیم ہے۔

جو کچہہ کہ گذشتہ شہادت کے خلاف بحث کیگئی ہے حسب ذیل ہے: (۱) سیتوپتی سوئم کی وفات پر تقسیم ہوئی تہی۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہ استحقاق مشترک کیطرف منسوب نہین ہو سکتی (۲) ۱۷۷۳ء مین نواب کرناٹک نے رامند کو فتح کیا تہا اور وہ اسکے علاقہ کا حصہ ہوگیا تہا اسکا جواب یہہ ہے کہ نواب نے رامند ۱۷۸۰ء مین سیتوپتی ہشتم کو واپس دیدیا تہا۔ (۳) ۱۷۹۳ء سے اور ۱۷۹۵ء سے برابر سیتوپتی کا منصب صرف ایک کایہ دار کا منصب تہا اسکا جواب یہہ ہے کہ پیشکش کا عائد ہونا اور اسکا دوران اہتمام ایسٹ انڈیا کمپنی مین بڑہایا جانا کوئی ایسی امر نہین ہی جو قبضہ پرانے سے متعارض ہو ہو صرف ۱۸۰۳ء مین رامند کیصورت مین قطعی طور پر تبدیل کیا گیا تہا۔ (۴) عطائیہ نامہ یعنی دستاویز ۳ مین نواب لکہتا ہے کہ رامند متہو رامالنگا کو پٹہ پر دیا گیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۷۹۵ء مین جو کچہہ کہ واپس ہوا تہا وہ راج تہا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ نواب نے یہ الفاظ عام طور پر بہ معنی اظہار ذمہ داری ادائیگی پیشکش کے استعمال کئے تہے جسکو وہ عائد کرنیکا مجاز تہا علاوہ اسکے اصلی تعلق جو نواب نے باضابطہ طور پر دستاویز ۴۴ الف مین بیان کیا تہا ایک تعلق پایا گر بشرط ادائیگی خراج تہا۔

مقدمہ رامند

(۵) سیتوپتی ہفردہم کی معزولی پر رامند ضبط کیا گیا تہا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ دراصل باقاعدہ کوئی ضبطی نہوئی تہی اور کہ دستاویز ۴۴ الف مین ارادہ ضبطی کی صاف لفظون مین تردید کیگئی ہے (۶) علاقہ جو منگالیسوری ناچیر کو عطا کیا گیا تہا ایک جدید علاقہ تہا اسکا جواب یہہ ہے کہ اسکی جانشینی پلاپایٹ کی بابت اسکی پلاپایٹ نرنیٹہ سے قبل تسلیم کیگئی تہی (۷) محض اجرا سند استمراری سے قابل تقسیم ہوگیا تہا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہ وجہ معقول نہین ہے اور بصورتیکہ بموجب سابق رواج خاندانی ناقابلیت تقسیم پر زور دیا گیا ہے تو اس صورت مین قیاس یہی ہوتا ہے کہ علاقہ موجب اصول وراثت کے عطا کیا گیا تہا (۸) نو سال تک ایسٹ انڈیا کمپنی کا اہتمام جاری رہا اور کسی شہادت سے یہ ثابت نہین ہے کہ گورنمنٹ نے منگالیسوری کو پانچ سال کے اصلاحات کیجانے سے تبدیلی منشاء مفہوم ہوتی ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ یہ استنباط صحیح نہین ہے اور کہ اسکی تردید کلکٹر مسٹر روشنگٹن کی چٹہی اور منگالیسوری ناچیر کو بعد مین قبضہ رامند کے دیئے جانے سے ہوتی ہے (۹) محلکہ کے لئی جانے دستاویز ۴۴ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عطیہ شرطیہ تہا نہ کہ پہلے کی طرح قطعی۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ پلاپایٹ کی نسبت منگالیسوری کا استحقاق جانشینی سنہ ۱۷۹۵ء مین تسلیم کیا گیا تہا اور کہ اعلیٰ طاقت کی طرف سے حسن انتظام اور امن عامہ کی خاطر پلاپاگر پر اسکی رضامندی سے بعض قیود اور پابندیان کا عائد کیا جانا دیگر امور کے متعلق رواج ملک کو ملیامیٹ نہین کرتا (۱۰) فیصلہ مقدمہ سنہ ۱۸۳۱ء کہ سند زمینداری کی حقیقت کی بناہی اسبات کا ثبوت ہے کہ جدید علاقہ عطا کیا گیا تہا اسکا جواب یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۳۱ء مین جدید دعویدار کو اپنا استحقاق استمرار زمیندار سے نہ کہ اسکے وارث ماسبق پلاپاگر معزول شدہ سے چلانا چاہئے (۱۱) تعداد نظایر جنمین مقابلہ مابین برادران کے ہوا مگر پہر بہی کوئی تقسیم نہوئی قلیل ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اسکے خلاف کوئی نظائر موجود نہین ہین اور کہ زمانہ قدیم سے عدم موجودگی تقسیم اور نوعیت علاقہ بحیثیت راج یا پرنسپلٹی مع عام اطلاع ناقابلیت تقسیم کے اسکے حق مین زبردست شہادت ہین۔

مجلہ شہادت پر اور نیز اسپر جو کچھہ کہ اسکے خلاف کہا جاسکتا ہے غور کرنیکے بعد مجہکو نتیجہ سبارڈینیٹ جج کے اختیار کرنے مین کوئی تامل نہین ہے کہ زمینداری رامند ایک ناقابل تقسیم علاقہ ہے جبکہ یہ فرض کر لیا جائے کہ زمینداری ناقابل تقسیم ہے تو دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ آیا جانشینی قاعدہ حق جیٹہانسی کے تابع ہے کسی خاص رواج کے عدم ثبوت کی صورت مین قیاس یہی چاہتا ہے کہ قاعدہ مذکور کی پیدائش ہی وجہہ ترجیح ہے۔ اپنی تجویز کے فقرہ ۴۴ مین سبارڈینیٹ جج تحریر کرتا ہے کہ میرے روبرو اس امر سے انکار نہین کیا گیا کہ ایک وقت مین صرف ایک ہی شخص کے قابض ہونیکی صورت مین قاعدہ جیٹہانسی قابل اطلاق ہے۔ شہادت سے کوئی اور دجہہ ترجیح ظاہر نہین ہوتی اور نہ ہی اپیلانٹ کی طرف سے کوئی وجہہ ترجیح پیش کیگئی ہے۔ استحقاق اہتمام دیوستانم ہائے مندرجہ عرضیدعوی اور استحقاق نسبت بقایا دعوی کے وجہہ مندرجہ دستاویز کی بابت سبارڈینیٹ جج کے اس فیصلہ پر صیغہ اپیل مین اعتراض نہین کیا گیا کہ استحقاقات مذکور زمینداری کے ساتہہ منتقل ہوگئے ہین۔

اب مین دیگر تنقیحات مقدمہ کا فیصلہ کرتا ہون۔ نسبت تنقیح دوئم کے سبارڈینیٹ جج یہ قرار دیتی ہین درستی یہ ہے کہ اگر زمینداری قابل تقسیم تو معمولی طور پر زمیندار کا انتقال اپیلانٹ کے استحقاق بابت حصہ اقدم زمینداری مذکور پر موثر نہین ہوسکتا نہ ہی اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سابق زمیندار

دو پسران کے مابین مقابلہ کا لحاظ کیا تھا۔ اور نہ ہی اس سے کوئی رواج قاعدہ ثابت ہوتا ہے جو اس قسم کی صورت میں قابل اطلاق ہو۔ مزید برآن یادداشت اپیل میں سبارڈینیٹ جج کے فیصلہ متعلق تنقیح دوم کی نسبت کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔

تنقیح سوئم سراتہیٹو دپیناتی اور کونکریام جائداد کے متعلق ہے۔ اپیلانٹ نے انکی تفصیل نہیں بتلائی اگرچہ ان سے سبارڈینیٹ جج نے ریسپانڈنٹ کی تحریک سے ایسا کرنیکی ہدایت بھی کی تھی۔

نہ ہی انہوں نے اس امر کے متعلق کوئی شہادت پیش کی ہے اسکو کوئی دادرسی عطا ہونی ممکن نہیں ہے۔ بجز دو اراضی نسبت ان نمبرون کے جنکی نسبت تحریری بیانات کے فقرہ ہفتم میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ سابق زمیندار کے پیدا کردہ تھے مگر اس سے انکار نہیں کیا گیا کہ نمبرات ۱۳ بغرض بقایا پیشکش جو بابا گرسابق کی زندگی میں واجب الادا ہوگیا تھا فروخت کئے گئے تھے اور زمین کے سرمایہ سے ریسپانڈنٹ کے لئے خرید کئے گئے تھے بحیثیت پیدا کنندے سابق زمیندار نے پاچی ۳۲ اور کونکریام ۳۲ کو حسب مرضی خود منتقل کرنیکا مجاز تھا اور چونکہ انکا حصول بطریق وسعت استحقاق زمیندار بابت اراضیات کے ہوا اسلئے اسکی طرف سے کسی بیان یا کسی خاص رواج کی عدم موجودگی میں قیاس یہی چاہتا ہے کہ اسکی وفات پر انکو زمینداری میں شامل کرلینے کا ارادہ کیا گیا تھا۔ میری دانست میں سبارڈینیٹ جج نے صحیح طور پر تنقیح سوئم کا فیصلہ برخلاف اپیلانٹ کیا ہے۔

نسبت تنقیح چہارم کے جو جائداد ہای منقولہ موجودہ بروقت وفات زمیندار سابق سے متعلق ہے یہ انکار نہیں کیا گیا کہ ریسپانڈنٹ نے نیلام بعلت مالگذاری جو بغرض وصولی بقایا پیشکش کیا گیا اور جسکو اپیلانٹ نے منسوخ کرانیکی کوشش نہیں کی انکو سرمایہ زمین سے خرید کیا تھا۔ وہ بابت اس بقایا کے قابل نیلام تھی جو والد کے ذمہ قابل ادا تھا۔ سوال صرف یہ ہے کہ کیا اس منقولہ جائداد کا بغرض نیلام منتخب کیا جانا جس میں کہ ریسپانڈنٹ سے ایک حصہ کا حقدار تھا اور والد کا قرضہ اسکے اور زمینداری سے ادا ہونا تھا اسکو اسکے حصہ جائداد مذکور سے محروم کرسکتا ہے۔ قرضجات والد مابین پسران کے انکی جملہ جائداد سے قابل ادائگی کے ہیں اسلئے مناسب یہی ہے کہ ناقابل تقسیم زمینداری اور جائداد منقولہ جو رہگیا ہو۔ جو کہ قابل تقسیم ہے انکی مالیت کے لحاظ سے بحصہ رسد بلحاظ قرضجات مذکور میں لگائے جائیں مگر اپیلانٹ نے نیلام بعلت مالگذاری کو منسوخ نہیں کروایا اور نہ ہی اپنی تاریخ بلوغ سے چھ ماہ کے اندر اسکی منسوخی کے لئے نالش کی ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل جملہ امور پر ناکام رہتا ہے اور مع خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

لیسٹ صاحب جسٹس :- مین اتفاق کرتا ہون

۱۶ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و ڈیوین صاحب جسٹس

کرشنن نیار (سائیل۔ ضامن) سائیل **بنام** اتی تن نیار (فریق مخالف ڈگریدار) ریسپانڈنٹ *

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۳۳۶ و ۳۴۹۔ مدیون ڈگری کی بابت جبکہ اسکو ایک خاص وقت کے اندر حاضر لانیکا ضامن کوئی شخص ہو چکا ہے۔ مدیون ڈگری کا اس وقت کے ختم ہونے سے پہلے فوت ہو جانا۔ ضامن کی بابت۔ اجراء ڈگری بخلاف ضامن۔ عدم جواز *

ایک مدیون ڈگری حراست دیوانی سے بری کیا گیا تھا جبکہ ایک شخص اسکی ایک خاص عرصہ کے اندر حاضر لانیکا ضامن ہوا تھا۔ قبل انقضائے میعاد مذکور کے مدیون ڈگری فوت ہو گیا۔ اس پر ڈگریدار نے ایک حکم مشعر مؤثر کرانے ڈگری کے بخلاف ضامن مذکور حاصل کیا تھا *

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور خلاف قانون تھا۔ عدالت کو کوئی اختیار بطور مؤثر کرنے فرض مذکور کے بطور ایک ڈگری بخلاف ضامن کے حاصل نہ تھا۔ مزید برآں ضامن کی ذمہ داری مدیون ڈگری کی وفات پر زائل ہو گئی تھی *

اپیل منجانب ضامن ہائیکورٹ بطور ایک درخواست نگرانی کے متصور کیا گیا *

ایک مدیون ڈگری باجرائے ایک ڈگری کے گرفتار کیا گیا تھا۔ سائیل حال اسکا ضامن زیر دفعہ ۳۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہوا تھا چنانچہ مدیون ڈگری ایک خاص مدت کے واسطے بری کیا گیا تھا اس میعاد کے ختم ہونے سے پہلے مدیون ڈگری فوت ہو گیا اور سائیل نے اپنے ضمانت نامہ کو منسوخ کرانیکی درخواست کی مگر درخواست مذکور نامنظور کی گئی تھی۔ اسکے بعد ڈگریدار نے اجراء ڈگری کی درخواست بخلاف سائیل بطور ضامن کی تھی اور ایک حکم واسطے اجراء وارنٹ کے جاری کیا گیا تھا۔ سائیل نے درخواست مذکور کی مخالفت اس وجہ پر کی تھی کہ زر ڈگری جب تک ادا نہ ہووے اسکی بابت ڈگری کے ضمانت نامہ کے ذریعہ سرسری اجراء بخلاف ضامن کے وصول نہیں کیا جا سکتا۔ ضمانت نامہ مذکور کی رو سے سائیل نے یہ ذمہ اٹھایا تھا کہ وہ مدیون کو عرصہ ڈیڑھ ماہ کے اندر حاضر لائیگا اور بصورت ایسا نہ کرنے کے زر ڈگری کے ادا کرنیکا ذمہ لیا تھا۔ منصف نے ذیل کا حکم صادر کیا تھا: "مقدمہ ہذا میں مدیون کے پیش کئے جانے پر اسنے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ عرصہ ڈیڑھ ماہ کے واسطے رہا کیا جائے

نوٹ۔ اپیل دوم متفرق دیوانی نمبر ۸ سنہ ۱۹۰۱ء بنا راضی حکم ڈبلیو ایچ ویلش صاحب ڈسٹرکٹ جج مالابار جنوبی بمقدمہ اپیل نمبر ۲۱ سنہ ۱۹۰۰ء مشعر بحالی حکم ایم ... منصف ضلع ... بمقدمہ درخواست متفرق نمبر ۵۶ سنہ ۱۹۰۰ء *

سنہ ۱۹۰۱ء
کرشنن نیار
بنام
اتی نن نیار

کیونکہ وہ نیلامی پہاڑ ہی پر جاتا اسکے واسطے جانا چاہتا تہا اور ضامن نے یہ اقرار کیا تہا کہ وہ مدیون کو عرصہ مذکور کے بعد حاضر لائیگا اور بصورتیکہ ایسا نہ کیا تو وہ مبلغ مار للعہ روپیہ کی رقم ادا کردیگا اور اُسنے اقرار کیا تہا کہ رقم مذکور اُس سے بذریعہ اجراے ڈگری بخلاف ضامن مذکور کے وصول کیجاوے اسطرح پر باتفاق فریقین صحیح طور پر زیر دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی تہا کہ طریق وصولی جو ضامن نے بالارادہ مقرر کیا ہے یہ دفعات ۲۵۳ و ۳۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہی ضامنی ہے۔ یہ بیان کیا ہے کہ اُسنے ضمانت زیر دفعہ ۳۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی دی تہی اور اسلئے کو مقدمات محی الدین بنام چندو (۱) و منگیلا نٹوڈی کیون بنام رام چندر راجو (۲) کا حوالہ دیا ہے مگر انکے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ درخواست معہ خرچہ خارج کیجانی چاہئے ۔

صاحب جج ضلع نے بطبق اپیل کے یہ بیان کیا تہا کہ سائل نے بنا رہنی کا شتر نامنظور کی اور درخواست خود کو اپیل کیا ہے جسمیں یہ استدعا کیگئی تہی کہ درخواست فریق مخالف بغرض اجراے ڈگری بنا اثر ابتدائی نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۹۹ء بخلاف سائل خارج کیجاوے اولاً یہ عذر کیا گیا ہے کہ مدیون ڈگری کا اُس تاریخ سے پیشتر فوت ہو جانا جسکو حاضر لانیکے واسطے مقرر کیگئی تہی ضامن کو اُسکو حاضر لانیکی ذمہ داری سے سبکدوش کرتا ہے یہ دلیل صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ ضمانت نامہ میں کوئی شرط بدیں مضمون درج نہ تہی کہ ذمہ واری بصورت فوت ہو جانے مدیون کے زائل ہو جائیگی بلکہ شرط یہ تہی کہ ذمہ داری اُس صورت میں زائل ہوگی اگر مدیون ۲۴ جنوری کو حاضر لایا جاوے اگر ڈگریدار نے مدیون کو آزادی عطا کرنیسے اسکا بدل ادا کیا تہا۔ ثانیاً بعدہ عذر کیا گیا ہے کہ عدالت کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے کہ ضامن کو بطور مدیون کے متصور کرے کیونکہ قانون میں کوئی دفعہ اس ضابطہ کا استعمال ہو جو نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ دلیل درست نہیں ہے اور نہ میرے نزدیک کسی فیصلہ کا منشا ہو سکتا ہے کہ عدالت مذکور کو کوئی اختیار ... اگر یہ ... نہایت سخت ہوگا اگر عدالت کو یہ اختیار حاصل نہو کہ انکو بعض صورتوں میں آزادی عطا کریں جبتک قانون میں کوئی خاص طریق مقرر نکیا ہو کوئی ایسا قانون مجھے معلوم نہیں ہے جسمیں یہ بیان کیا گیا ہو کہ عدالت کو یہ نہیں ہے کہ ضامن کو بطور مدیون کے متصور کرے یا کہ ڈگریدار کو جدید نالش بربنائے ضمانت نامہ کرنیکا حکم دینا چاہئے جسمیں یہ کہنے کے ناقابل ہوں کہ عدالت کا ضابطہ خلاف قانون ہے اسلئے اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے ۔

ثانی اپیل ہذا میں یہ مستند سیانند نے ذیرہ ابتدائی عذر کیا کہ کوئی اپیل ہو نہیں سکتا ضامن ایک فریق نالش نہ تہا

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ ۔

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۹ صفحہ ۷۶۹ ۔

سنہ ۱۹۰۱ء
کرشنن نیار
بنام
اتی نعا نیار

اسلئے سوالات مابین انکے اور ڈگریدار کو ایسے سوالات ہیں جنکو کہ متعلق زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کار روائی نہیں کیجاسکتی اور نہ اپیل بنا راضی حکم زر قسم حال کی اجازت بروے دفعہ ۵۸۸ کے دیگئی ہے ۔

ہم سرکار اسیٹن منجانب اپیلانٹ نے عدالت سے درخواست کی کہ اپیل بطور ایک درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ کے متصور کیا جائے ۔

تجویز۔ حکم زیر بحث کی تائید کرنا ناممکن ہے یا تو حکم مذکور کلیتہً ناجائز تھا کیونکہ عدالت کو اختیار سماعت حاصل نہ تھا یا اگر ضمانت جائز طور سے لیگئی تھی تو فرض مذکور مدیون ڈگری کے فوت ہوجانے پر زائل ہوگیا تھا ہماری رائے میں عدالت ماتحت کو کوئی اختیار فرض مذکور کے بطور ڈگری موثر کرنیکا حاصل نہ تھا۔ اسلئے ہم اپیل کو بطور ایک درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متصور کرکے ہم احکام عدالتہائے ماتحت کو منسوخ کرتے ہیں۔ رسپانڈنٹ کو چاہئے کہ سائل کا کل خرچہ ادا کرے ۔

صیغہ اپیل دیوانی

۲۲ر اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیام آیانگر صاحب جسٹس

قادر بیبا صاحب وغیرہ (مدعا علیہم مدیونان) اپیلانٹان **بنام** عبدالرحمن صاحب (مدعی ڈگریدار) رسپانڈنٹ*

ایکٹ بٹوارہ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء دفعہ ۲ حکم درباره حوالگی ایک حصہ مکان بحق ڈگریدار۔ درخواست اجراء حکم نیلام زیر ایکٹ بٹوارہ ۔

دفعہ ۲ ایکٹ بٹوارہ سنہ ۱۸۹۳ء جسکی رو سے عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ نالشات تقسیم میں بجائے تقسیم کے جائداد کو نیلام کا حکم دے متعلق کیجاسکتی ہے جبکہ ایک ابتدائی حکم جسکی رو سے مدعی کا حصہ خاص کیا گیا ہو اور تقسیم کی ہدایت کیگئی ہو صادر ہوچکا ہے ۔

درخواست منجانب ڈگریدار زیر دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی باجراء ڈگری خود بروے ایک دستاویز تحریر کردہ ۵ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء مدعا علیہ نمبر ۲ اور اسکی زوجہ نے جواب دیا۔ مدعا علیہا نمبر ۴ کو شامل کیگئی ہے کیونکہ مدعا علیہ نمبر ۲ فوت ہوچکا ہے

* اپیل دوم متفرقہ دیوانی نمبر ۲۸ سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی حکم ایچ ہو برے صاحب ڈسٹرکٹ جج مدورا مقدمہ اپیل نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۹ء منشی بمال حکم او نامشن نیار منصف ضلع مدورا علاقہ درخواست اجراء نمبر ۹۹ سنہ ۱۸۹۶ء مقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۴ء

سنہ ۱۹۰۱
قدوری
ناظم
شیبا... (؟)

سائل حال کے پاس دو بارہ حصص فروخت کردئے تھے چنانچہ انکے نام بطور انکے حصص بعض مکان منجملہ ۲۴ حصص کے منتقل ہوگئے
تھے سائل حال نے نالش کرکے ایک ڈگری قبضہ بارہ حصص مذکورہ کو متعلق حاصل کی تھی اور اب ایک حکم بدین ہدایت
کہ حاصل کرنیکی استدعا کی تھی کہ مکان مذکور مطابق ڈگری کے ۲۴ حصص میں تقسیم کیا جاوے اور انمین سے ۱۲ حصص کا قبضہ اُسے
عطا کیا جاوے ۔ مدعا علیہ نمبر ۱ چھ حصص کا مستحق تھا اور باقی ۶ حصص بابت مدعا علیہم نمبر ۳ لغایت نمبر ۵ کی ملکیت تھے
یا مدعا علیہم نمبر ۶ لغایت نمبر ۸ کی ۔ مکان مذکور کا رقبہ ۲۰ مربع فٹ تھا اور مدعا علیہم نے یہ عذر کیا تھا کہ اسکی تقسیم بسہولت
نہیں کیجا سکتی اور انہوں نے یہ استدعا کی تھی کہ دفعہ ۲ ایکٹ بٹوارہ کے نیلام کیا جاوے منصف نے یہ بیان کیا تھا
کہ یہ درخواست تھا کہ ڈگری پانے والے واسطے والا نے قبضہ ۱۲/۲۴ حصہ مکان کو بذریعہ تقسیم بہ ہدایت ڈگری کی ہے
مدعا علیہم یہ عذر کرتے ہیں کہ مکان متنازعہ کی تقسیم بسہولت کی جا نہیں سکتی علاوہ زیر ایکٹ بٹوارہ نیلام
کیا جانا چاہئے یہ تیار آہیں تھا ۔ ہذا ایسا نہیں ہے جسمین کہ جایداد نیلام کیجانی چاہئے اسمین شک نہیں کہ اگر مکان موجودہ
صورت میں قائم رہنے دیا جاتا تو یہ امر زیادہ تر دقت آمیز بہ نسبت اس صورت کے ہوگا اگر وہ تقسیم کیا جاوے ۔ مگر مدعی کے
حصہ کی تقسیم کرنے سے مکان مذکور استعمال کے ناقابل نہیں ہو جاتا ۔ اغلباً جبکہ باقی جزو مکان کا تقسیم کیا جاتا ہوگا تو
اگر ایسا کرنا باقی حصہ داران دقت آمیز سمجھینگے تو وہ اسکو نیلام کرنیکے مجاز ہونگے اگر حصہ داران کے مابین بھی ایسا امر ضرور
یا سخت دقت آمیز نہو گا کہ مناسب تقسیم کیجاوے تو ہمین کچھ شبہ نہیں کہ انکی دقت میں تقسیم سے کچھ کمی نہوگی بلحاظ
نوعیت ان دیگر مکانات کے جنمین اس قسم جماعت کے لوگ رہتے ہیں جسکے کہ فریقین حال رکھتے ہیں ہمین یقین ہے
کہ مکان حال مناسب تقسیم کرنا قابل ہے ۔ میں نے خود مکان کا معاینہ کیا ہے اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ مناسب طور سے
تقسیم کیا جاسکتا ہے صرف مدعی کا حصہ منقسم کرنے سے کوئی دقت پیدا نہیں ہوتی ۔ منصف نے حکم دیا تھا کہ مدعی کو ایک
خاص حصہ مکان حوالہ کیا جاوے ۔ مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۴ و نمبر ۵ نے صاحب ضلع کے پاس اپیل کیا جسنے اپیل کو خارج کیا ۔

سوا سامی ایار منجانب اپیلانٹان ۔

ولی کرشنا سامی ایار منجانب ریسپانڈنٹ ۔

تجویز ۔ حجت یہ کیگئی ہے کہ عدالت مجاز نہیں ہے کہ احکام دفعہ ۲ ایکٹ بٹوارہ کو متعلق کرے کیونکہ ایک ابتدائی
حکم مشعر تقرر حصہ مدعی اور مشعر ہدایت تقسیم صادر ہو چکا ہے ہم ایکٹ مذکور کی اس تعبیر کو تسلیم کرنیکے قابل

سنہ ۱۹۰۱ء
قادر محی الدین
بنام
عبدالرحمن

ہین۔ دفعہ ۲ مین کوئی ایسا امر موجود نہین ہے جسکی رو سے اُسکا اطلاق اُن صورتون تک محدود کیا گیا ہو جنمین کہ کوئی حکم صادر نہ کیا گیا ہو اور دفعہ ۳ اگر ہدایت کے بموجب پڑھی جائے جیسا کہ بنایا گیا ہے کہ ایکٹ مذکور متعلق کیا جا سکتا ہے جبتک کہ تجویز تقسیم بالآخر صادر نہ کی گئی ہو یعنی جبتک کہ ڈگری زیر دفعہ ۲ ایکٹ مذکور صادر نہ کی گئی ہو یہ ثابت کرنا اُن اشخاص پر لازم ہے جو تقسیم کی نسبت مستدعی ہون اور کم از کم نصف جائیداد مین حق رکھتے ہون کہ تقسیم بلحاظ واقعات موجودہ کے مناسب اور سہل طریق پر نہین ہو سکتی اور کہ جائیداد کا فروخت کیا جانا جملہ حصہ داران کیواسطے زیادہ مفید ہوگا۔ بلحاظ نوعیت جائیداد یعنی مکان ہائے اور رقبہ مکان اور تعداد حصص کے ہمکو اسمین شبہ نہین ہے کہ تقسیم نامناسب اور دقت آمیز ہوگی اور کہ بیع جملہ فریقون کیواسطے مفید ہوگی منجملہ برآن دفعہ ۳ کی رو سے مدعا علیہم کو استحقاق خریداری حصہ مدعی عطا کیا گیا ہے کیونکہ وہ ایک اجنبی شخص ہے جسنے ایک جزو مکان خاندانی خرید کیا ہے اگر مدعا علیہم اپنے استحقاق مذکور کو استعمال نہ کرین تو حکم مندرجہ دفعہ ۲ کا متعلق کیا جانا ضروری ہوگا +

ہمکو ہر دو عدالتہائے ماتحت کے احکام منسوخ کرکے مقدمہ مطابق قانون فیصل کیجانیکے واسطے صاحب جج ضلع کے پاس ارسال کرنا چاہئے خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل ماتحت نتیجہ مقدمہ پر منحصر ہوگا +

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرنلڈ وہائٹ صاحب چیف جسٹس و ڈیوس صاحب جسٹس۔

۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

ملک معظم قیصر ہند بنام کرشنا ایار *

مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۲۳۴ (۲)۔ سابقہ بریت۔ بریت منجانب اسیران بر طبق الزام اعانت ڈاکہ و قتل عمد کے۔ مابعد کی تجویز جرم منجانب چوری در بارہ مال مسروقہ حاصل کرنیکے یہ عدالت کا اس جرم کی تجویز کرنے کا قابل ہونا جسکا بعد مین الزام لگایا گیا ہو +

پانچ اشخاص پر سشن جج کے روبرو بامداد اسیسران کے اجلاس فرمایا تھا یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اُنہون نے ڈاکہ بمعیت قتل عمد کا ارتکاب بر دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کیا ہے اور ملزم نمبر ۵ پر یہ کہ اُسنے انکی اعانت کی ہے۔

* اپیل فوجداری نمبر ۲۳ سنہ ۱۹۰۱ء و بنا بر حکم سزا صادرہ ایچ مو برلے صاحب سشن جج مدورا مقدمہ سشن نمبر ۹۰ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک معظم
بنام
موستنا اپار

معین بری کیا گیا تہا مگر شعبین بعد مین تین جج کے روبرو جو جوری کے ساتھ اجلاس فرماتہا یہ الزام لگایا گیا تہا کہ
اُسنے مال مسروقہ با وصف اس علم کے حاصل کیا ہے کہ وہ ڈاکہ زنی سے حاصل کیا گیا ہے الزام مذکور زیر دفعہ ۴۱۲ مجموعہ تعزیرات
ہند تہا جو دس ہی مجرم ہوئے کہ بالآخر سزا کی تہی ملزم پر تجویز جرم کیکے سزا کا حکم صادر کیا گیا تہا۔ وہ واقعات جنپر ملزم
پر مال مسروقہ حاصل کرنیکی تجویز لگیگئی تہی وہی تہے جنپر کہ وہ الزام اعانت ڈاکہ و قتل عمد سے بری کیا گیا تہا۔ وہ ڈاکہ جسکو
کہ ذریعہ مال مسروقہ مذکور سکا حصول کیا جانا بیان کیا گیا تہا وہی ڈاکہ تہا جسکے الزام میں امر مابہ البحث بنایا تہا
اس عذر کے بموجب کہ عدالت کو اختیار حاصل تہا کہ ملزم کی تجویز دوسری مرتبہ زیر ضمن (۲) دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ
فوجداری کرے کیونکہ مال مسروقہ حاصل کرنیکا الزام کی تجویز جوری سے کیجانی چاہیے اور نیز بسبب اسکے کہ وہ عدالت جسنے ملزم
کی تجویز پہلی مرتبہ کی تہی ایسی عدالت مجاز سماعت الزام حال نہ تہی *

تجویز ہوئی کہ تجویز جرم ناقص تہی *

اپیل نمبر ... تجویز جرم و حکم سزا اس الزام پر کہ بد دیانتی سے مال مسروقہ با وصف اس علم کے لیا گیا ہے کہ وہ بذریعہ ڈاکہ زنی کے
حاصل کیا گیا تہا زیر دفعہ ۴۱۲ مجموعہ تعزیرات ہند ملزم کی تجویز اس سے پہلے پانچ دیگر اشخاص کے ساتھ صاحب جج اور اسیسران کے
روبرو مقدمہ سشن نمبر ۶ سنہ ۱۹۰۱ء بعدالت سشن مدورا مین الزام اعانت ڈاکہ زنی و قتل عمد متعلق زیر دفعات ۳۹۶
و ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند لگیگئی تہی۔ دیگر پانچ اشخاص بمقدمہ مذکور پر ڈاکہ زنی اور قتل عمد کا الزام لگایا گیا تہا شہادت
یہ تہی کہ ۲ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کی صبح کو تالاب منگولم کے مشرقی جانب پر ڈاکہ زنی کیگئی تہی اور کہ دوران ڈاکہ مذکور
مین ایک شخص مسمی ونکٹا چلم پلائی ہلاک کیا گیا تہا سوال صرف یہ تہا کہ آیا چہ ملزمان جو اسوقت عدالت کے
روبرو تہے ایسے اشخاص تہے جنہون نے کہ ڈاکہ کا ارتکاب یا اعانت کی تہی شہادت یہ تہی کہ اپیلانٹ کے گہر مین سے
روپیہ برآمد ہوا ہے اور نیز ایک شخص نکالا یا نگرے گہر سے جو کہ وہان اپیلانٹ نے رکہا تہا۔ تجویز مذکور کا نتیجہ یہ تہا کہ جملہ
دیگر پانچ ملزمان مجرم قرار دیئے گئے تہے اور انکو حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم دیا گیا تہا مگر اپیلانٹ حال بری کیا گیا تہا
سشن جج نے اسیسران کے ساتھ اتفاق کرکے یہ قرار دیا تہا کہ اس امر کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ اسنے
ڈاکہ زنی مین کوئی حصہ لیا تہا یا اسکی اعانت کی تہی۔ اپیلانٹ پر بعد مین جوری کے روبرو عدالت سشن مین مقدمہ
نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۱ء بعدالت مذکور مین یہ الزام لگایا گیا تہا کہ اسنے مال مسروقہ حسب مذکورہ بالا حاصل کیا ہے موخر الذکر
مقدمہ مین یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ مال اسی ڈاکہ مین یعنی ۲ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کو ڈاکہ مین جو تالاب منگولم کے قریب
مارا گیا تہا حاصل کیا گیا ہے جسکہ دوران مین ونکٹا چلم ہلاک کیا گیا تہا جوری نے متفق مجرم ہونے کی رائے دی تہی اور سشن جج

سنہ ۱۹۰۱ء
سرکار معظم
بنام
کرشنا ایار

نے فیصلہ ذیل صادر کیا تھا۔ یہ مین چوری کی غرض کے ساتھ کامل طور پر اتفاق کرتا ہوں کیونکہ ثابت نہین ہے کہ ملزم کسی سازش میں شامل تھا جسکی غرض یہ ہو کہ لم کا ڈاکہ روپیہ لیا جاوے کو اگر کوئی تو عین ممکن ہے اسلئے اس بات کا علم ہونا چاہیے

کہ وہ روپیہ جو اُسنے رکھا یا تھا گھر مین کہا تھا مال مسروقہ ہے اور اُسکی مدد کی ہے ... سند بلا ملزم کی تربیت اس سے

اُسکو معلوم ہوا ہوگا کہ سند کو ڈاکہ زنی کا ایک حصہ ہے مین کوئی وجہ نہیں میری رائے مین اُس نے شخص جو ڈاکہ مین

حصہ لیا تھا اور اُس شخص کے گرنیکی نہین سمجھتا جو انتظار کر رہا تھا ... آگے بہت ساحہ لیدیا جاتا تھا

اسلئے مین اُسکو بھی جسپر الزام ہے دریافت کا حکم دیتا ہوں ❊

بنا برضی ان تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے ملزم نے اپیل حال کی ❊

سند لا یار بجانب ملزم ❊

پیروکار سرکار (مسٹر ای بی پاول) بتائید تجویز جرم ❊

تجویز۔ اپیل ہذا کی وجہ یہ ہے کہ ملزم پہلے سے انہی واقعات پر جو بیان کیے گئے ہیں اور دفعہ ۳۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت اُسکی تجویز بعلت اُس جرم کے ہو چکی جسکی کہ اب تجویز ہوئی ہے ❊

ملزم پر اول اعانت ڈاکہ زنی قتل عمد کا الزام لگایا گیا تھا اُسکی تجویز عدالت سشن مقدمہ سیشن کی ... اور

وہ بری کیا گیا تھا اُسکے بعد مین اُسپر جرم کا الزام لگایا گیا کہ اُسنے مال مسروقہ حاصل کیا ہے اور اُسکی تجویز سیشن جج

اور جوری کے روبرو ہوئی تھی اور جوری نے جنکو ... کی ابتدا ظاہر کی تھی صاحب جج نے جوری کی رائے کو تسلیم کر کے ملزم

پر مال مسروقہ حاصل کرنیکے جرم کی تجویز کی تھی۔ پیروکار سرکار بیان کرتا ہے کہ وہ یہ ثابت کر دینا کافی ہے کہ ...

جسپر کہ ملزم پر مال مسروقہ حاصل کرنیکے جرم کی تجویز نہیں کی گئی تھی وہ واقعات اُس سے مختلف ہیں جسپر کہ ... اور قتل

سے بری کیا گیا تھا۔ مگر اُسنے ضمن (۱) دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر انحصار کیا ہے جو بالفاظ ذیل ہے ❊

وہ جو شخص کسی ایسے جرم سے بری یا اُسکا مجرم قرار دیا جاوے جو چند افعال پر مشتمل ہو تو جائز ہے کہ اُسپر بعد ازان

برأت یا ثبوت جرم کے کسی جرم کا الزام جسکا ارتکاب اُسنے انہی افعال سے کیا ہو قایم کیا جاوے اور اُسکی تجویز

عمل میں آوے بشرطیکہ جس عدالت نے پہلی مرتبہ اُسکی تجویز کی ہو وہ اُس جرم کی تجویز کرنیکی مجاز نہ ہو جسکا الزام اُسپر

بعد قایم کیا جاوے۔ یہ اُس قاعدہ کے جو اُن اختیارات کے رو سے وضع کیا گیا ہے جو بموجب دفعہ ۲۶۹ مجموعہ ضابطہ

سنہ ۱۹۰۱ء ملک معظم بنام سرشنالیا ایار

فوجداری عطا کئے گئے ہیں مال مسروقہ حاصل کرنیکے الزام کی تجویز بوساطت جوری کیجانی ضروری ہے +

ہماری یہ رائے ہے کہ وہ عدالت جسنے کہ اولاً اسکی تجویز کی تھی یعنی عدالت سشن بحیثیت انعقاد اسشن کو مال مسروقہ کو حاصل کرنیکے جرم کی تجویز کرنیکے قابل نہیں تمثیلات (د) و (ہ) سے ظاہر ہوتا ہے کہ الفاظ "اسکی تجویز جرم کرنیکے مجاز نہو" سے یہ مراد ہے کہ وہ اسکو تجویز کا اختیار حاصل نہو۔ مال مسروقہ حاصل کرنیکا الزام ایک ایسا الزام نہ تھا جو اسیسران کی امداد سے تجویز کیجانیکے قابل ہوتا اسلئے صاحب جج مجاز نہ تھا کہ اسکی تجویز کیواسطے جوری کو طلب کرتا اگر اسنے مقدمہ کی تجویز اسیسران کی امداد سے شروع بھی کی ہوتی اور عدالت کے روبرو کوئی اعتراض نکیا جاتا تو بھی اسلئے کہ عدالت نے اپنی قرارداد قلمبند کی ہوتی تو تجویز صرف بوجہ بے ضابطگی ناجائز ہوتی اور اگر صاحب جج نے تجویز جرم کی ہوتی تو تجویز جرم کی نسبت اعتراض کیا جاسکتا تھا۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۵۳۶ (۲) مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ احکام قانون بالکل نامطابق اس عذر کے ہیں جو استغاثہ نے بدیں مضمون پیش کیا تھا کہ وہ عدالت جسکی تجویز اولاً ملزم نے کی تھی مال مسروقہ حاصل کرنیکے الزام کی تجویز کی مجاز نہ تھی - اپیل منظور کیا جانا چاہیے اور تجویز ثبوت جرم منسوخ کیجانی چاہیے ملزم رہا کیا جانا چاہیے +

صیغہ اپیل دیوانی

۲۴ اپریل ۱۹۰۱ء

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیام آیانگر صاحب جسٹس

میونسپل کونسل چدامبرم (مدعا علیہ) سائل **بنام** دنیکا نرایانا پلے (مدعی) رسپانڈنٹ *

ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع (مدراس) ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء دفعہ ۵۳ ضمیمہ الف شرط نمبر ۱ - وہ شخص جو بطور ساہوکار کے کام کرتا ہو - ذمہ داری ادائیگی ٹیکس پیشہ +

وہ شخص جو ساہوکار کا کام کرتا ہو اور جسکی آمدنی پانچ سو ۵۰۰ ماہوار سے کم ہو بہ دفعہ ۵۳ ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع مدراس ۱۸۸۴ء قابل اخذ ٹیکس نہیں ہے +

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۲۸ سنہ ۱۹۰۰ء زیر دفعہ ۲۵ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء جسکی رو سے ہائیکورٹ سے یہ استدعا کیگئی تھی کہ ڈگری صدر رویم دیوانی منصف ضلع چدامبرم مقدمہ عدالت خفیفہ نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۹۹ء کی نگرانی کیجائے +

سنہ ۱۹۰۱ء
میونسپل کونسل چدامبرم
بنام
ونکیا نابابا پلائی

نالش واسطے دلاپانے مبلغ للعہ کے جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تہا کہ وہ ناجایز طور پر مدعی سے بطور ٹیکس پیشہ کے وصول کیے گئے ہین مدعی ایک ساہوکار تہا جسکی آمدنی مدعاعلیہ کے وکیل نے مبلغ ـــ۵ ماہوار سے کمتر تسلیم کی ہی اور اس سے گذشتہ دو ششماہیون کا ٹیکس بحساب مبلغ عـــ۲ فی ششماہی کے وصول کیا گیا ہی۔ مدعاعلیہم نے شرط نمبر ۲ ضمیمہ الف ایکٹ میونسپلٹی ہای ضلع مدراس ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۴ء مرقومہ بروے مدراس ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۷ء پر انحصار کیا ہی کہ اُسکی روسے وصولی ٹیکس جایز ہے اور اُسنے یہ عذر کیا تہا کہ بروے شرط مذکور کے ایک ساہوکار ٹیکس مقرر کردہ برائے جماعت ہفتم (یعنی للعہ ماہوار) کے ادا کرنیکا مستوجب ہی گو اُسکی آمدنی اسقدر نہو جسقدر کہ وہ جایز طور پر سات جماعتہا ضمیمہ الف کی ذیل میں اسکے مدعی کا عذر یہ تہا کہ اُس سے کم آمدنی جسپر کہ کوئی ٹیکس لگایا جاسکتا ہی بروے جماعت وہ مبلغ ـــ۵ ماہوار یا اس سے زیادہ ہی اور ایکٹ مذکور مین وہ اشخاص ادائگی ٹیکس سے مستثنی مین جنکی کہ آمدنی مبلغ ـــ۵ ماہوار سے کم ہی ✣ منصف ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ مدعی پر ٹیکس کا ادا کرنا لازم نہ تہا اور اُسنے یہ حکم دیا تہا کہ اُسکو زر مذکور مدعاعلیہم سے واپس وصول کرنا چاہیے ✣

اس حکم کی ناراضی سے مدعاعلیہم نے درخواست نگرانی حال رجوع کی ہے ✣

ایڈووکیٹ جنرل (آنریبل مسٹر جی پی والس) منجانب سایل نے یہ عذر کیا تہا کہ ایکٹ مذکور کی دفعہ ۵۳ کا اثر یہ تہا کہ وہ جملہ اشخاص جو تجارتہای اور پیشہ ہای خاص کردہ ضمیمہ مذکور کرتے ہون مستوجب ادائگی ٹیکس بنائی گئی تہے جماعت بندی ضمیمہ مذکور کی غرض اُس جماعت کا فیصلہ کرنیکی ہی جسمین ایک شخص رکہا جانا چاہیے نہ کہ یہ فیصلہ کرنیکی کہ آیا وہ قابل ادائگی ٹیکس سے۔ چونکہ ساہوکار ٹیکس لگائی جانیکے قابل ہی اسلیے شرط مذکور کی روسے وہ کم از کم جماعت نمبر ۷ کی ذیل مین آتا ہے ✣

سوامی ایار منجانب ریسپانڈنٹ نے یہ استدعا کی کہ قطع نظر شرط مذکور کے وہ اشخاص جنکی آمدنی ـــ۵ ماہوار سے کم ہی ادائگی ٹیکس کے مستوجب نہین ہین۔ دفعہ ۵۳ کا اثر جبکہ وہ ضمیمہ مذکور کیساتہہ ملاکر پڑہی جاے یہ نہ تہا کہ وہ جملہ اشخاص جو بعض تجارتہای کرتے ہون قابل ادائگی ٹیکس ہین بلکہ یہ کہ وہ اشخاص جنکو خاص آمدنی ہوتی ہو ٹیکس ادا کرنیکو ذمہ دار ہین شرط مذکور کا اثر یہ تہا کہ جماعت مذکور کو ادنے اعلی جماعت بنائی بشرطیکہ شخص مذکور ذمہ دار ادائگی ٹیکس ہو۔ اُسکی روسے ادائگی ٹیکس کی ذمہ داری اُس صورت مین عاید نہین کیگئی جہان کوئی موجود نہو ✣

ایڈووکیٹ جنرل جواباً ✣

سکریٹری آف اسٹیٹ ۱۹۰۱ بنام وینکٹا نرایانا پائی

تجویز:- سوال یہ ہے کہ آیا وہ ساہوکار جنکی آمدنی مبلغ سے ۵ ہزار روپیہ سے کم ہے کسی ٹیکس کو ادا کرنیکا ذمہ دار زیر دفعہ ۳۲ ایکٹ میونسپلٹی ہائے ضلع ہے۔ قطع نظر شرط مذکور کے ضمیمہ مذکور میں وہ اشخاص شامل نہیں ہیں جنکی کہ آمدنی مبلغ سے کم ہو بیان یہ کیا گیا ہے کہ شرط مذکور کا اثر ان اشخاص پر ... ذیل لا ٹیکا ہے کہ جو تجویز کیا گیا ہے کہ ہر ایک ساہوکار کم از کم جماعت ہفتم کی ذیل میں بلا واسطہ انکی آمدنی کے ہونگا ٭

اگر آمدنی مبلغ سے کم نہو تو ہمکو شبہ نہیں کہ شرط مذکور کا وہی اثر ہوگا اور ہماری رائے میں واضعان قانون کا منشاء تھا یہ کہ از جماعتہائے مذکور کی ذیل میں وہ اشخاص لائے جائیں جو قطع نظر شرط مذکور کے کسی جماعت کی ذیل میں نہ آتے ہوں۔ یہ امر ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے جو شرط مذکور کے ... ہیں یعنی ہر ایک شخص مذکورہ جماعت اول جنکی آمدنی تنخواہ یا پنشن مبلغ سے ... یا انکی ... نتیجہ بصورت دیگر اسکے خلاف ہوگا اگر الفاظ مذکور سے جو وہ نہوں اور فقرہ ... بشرطیکہ ... کیا جائے ٭

درخواست معہ خرچہ خارج کیجاتی ہے ٭

عیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیام آیا نگر صاحب جسٹس

۲۴ اپریل سنہ ۱۹۰۱ع

وسوا ناتہن چیٹی (مدعا علیہ نمبر ۲) سائل بنام راماناتہن چیٹی غیرہ (مدعی و مدعا علیہم نمبر ۱ و نمبر ۳) ... *

مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع دفعات ۲۰۶ و ۶۲۲۔ ترک کسی امر کا تجویز میں۔ ڈگری بلا مطابق تجویز کے ہونا۔ ترمیم ڈگری زیر دفعہ ۲۰۶۔ چارہ جوئی بذریعہ اپیل۔ درخواست نگرانی کا ناقابل پذیرائی ہونا۔ ایکٹ ریلیف ... ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۸ع دفعہ ۵ ٭

ایک نالش کہ مدعا علیہم قبضہ میں بعض اراضی پر بر قابلہ پٹہ منجانب مدعی کے تھی جنہوں نے بیان کیا تھا کہ انہوں نے انکی اراضی پر مداخلت کی ہے اور وہ اسطرح پر اس رقبہ سے زیادہ رقبہ پر قابض ہوگئے ہیں جسکے کہ وہ مستحق ہیں اُسی زیادہ اراضی اور بقایا لگان کو دلا پانیکا دعویٰ کیا تھا۔ مدعا علیہم نے مداخلت سے انکار کیا تھا اور انہوں نے یہ عذر کیا تھا کہ اگر وہ ثابت کی جائے تو وہ مزید لگان ادا کرنے کو تیار ہیں انہوں نے بقایا لگان کی ذمہ داری

بجد درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ع زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکی رو سے استدعا کیگئی ہے کہ حکم مصدرہ پی ایس ... منصف ضلع سو ... مقدمہ درخواست متفرق نمبر ۲۴۹ سنہ ۱۸۹۹ع بمقدمہ ابتدائی نمبر ... سنہ ۱۸۹۶ع کی نگرانی کی جائے ٭

سنہ ۱۹۰۱ء
وسنداناتہن چیٹی
بنام
راماناتہن چیٹی

کو بہی تسلیم کیا تہا۔ مداخلت ثابت کیگئی تہی اور منصف ضلع نے فیصلہ صادر کیا تہا جسکی رو سے مدعا علیہم علاوہ لگان ایزادی لگان کے ذمہ دار قرار دیے گئے تہے۔ ایک ڈگری اسی کے مطابق مرتب کیگئی تہی۔ فیصلہ اور ڈگری دونوں میں اُس رقم کا کوئی ذکر نکیا گیا تہا جو سلسلہ عود بقایائے لگان کے واجب الادا تہی۔ اسپر مدعی نے ایک درخواست منصف ضلع کے پاس کی تہی جسنے حکم دیا تہا کہ ڈگری کی اسطرح ترمیم کیجائے کہ مدعا علیہم بقایائے مذکور کے ذمہ دار قرار دیے جائیں۔ یہ حکم تاریخ صدور ڈگری سے زیادہ از عرصہ ایک ماہ بعد صادر کیا گیا تہا۔ ایک درخواست کیجانب مدعا علیہم بنا راضی حکم ترمیم صادر کردہ منصف ضلع ہائیکورٹ میں کیجانے پر:۔

تجویز ہوئی کہ درخواست مذکور قابل پذیرائی نہ تہی کیونکہ سائل مجاز تہا کہ زیر دفعہ ۵ ایکٹ میعاد ڈگری ترمیم کردہ کی ناراضی سے اپیل کرتا باوجودیکہ تاریخ صدور ڈگری کو ایک ماہ کا عرصہ گذر چکا تہا +

نندا ماتہو بنام رگہونندن سنگہ (انڈین لا رپورٹ اجلد ۷ صفحہ ۲۸۲) پر غور کیا گیا +

درخواست نگرانی بنا راضی حکم منصف مورخہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء کہ جسکی رو سے ڈگری بنالش ابتدائی نمبر ۴۷ سنہ ۱۸۹۸ء ترمیم کیگئی تہی۔ سائل نالش نمبر ۴۷ سنہ ۱۸۹۸ء بعدالت منصف ضلع سوا گنگہ میں مدعا علیہ نمبر ۲ تہا۔ نالش مذکور مدعی اور فریق مخالف نے واسطے قبضہ اس اراضی کے رجوع کی تہی جسکی نسبت اُسنے بیان کیا تہا کہ وہ مدعا علیہم نے مداخلت کرکے اپنے قبضہ میں علاوہ اُس اراضی کے لیلی ہے جو کہ اُنکے قول میں درج ہے اور نیز واسطے دلاپانے بقایائے لگان کے بابت اراضیات قول واسطے فصلی سنہ ۱۳۰۲ لغایتہ سنہ ۱۳۰۶ء کے مدعا علیہم نے مداخلت سے انکار کیا تہا اور اُنہوں نے اپنی خواہش ظاہر کی تہی کہ اگر کوئی ایسی اراضی اُنکے قبضہ میں پائی جائے تو وہ اُسکا لگان ادا کرنیکو تیار ہیں اور اُنہوں نے ذمہ داری بقایائے لگان سنہ ۱۳۰۲ لغایتہ سنہ ۱۳۰۶ متعلق یہ اراضیات قول کو تسلیم کیا تہا۔ ایک کمشنر واسطے پیمایش کرنے اراضیات بقبضہ مدعا علیہم کے مقرر کیا گیا تہا اور اُسنے معلوم کیا تہا کہ ایک مداخلت کیگئی ہے اور منصف کے فیصلہ کے اخیر میں یہ بیان کیا گیا تہا کہ: "فریقین نے اُس حدبندی کو تسلیم کیا ہے جو کمشنر کی رپورٹ میں درج ہے مدعی نے اپنے دعوے حصول مزید اراضیات پر زور نہیں دیا پس صرف یہ باقی رہتا ہے کہ فیصلہ بحق مدعی کے واسطے لگان اُن مزید اراضیات کے صادر کیا جائے جو کہ کمشنر کی رپورٹ سے مدعا علیہم کے قبضہ میں پائی گئی ہیں اُس شرح سے جو کہ قول اور چہلکہ میں مقرر کیگئی ہے"۔ ایک ڈگری مرتب کیگئی تہی جسکی رو سے یہ قرار دیا تہا کہ مزید اراضی کے متعلق مدعا علیہم کو چاہئے کہ مدعی کو ہر سال بشرح [illegible] روپیہ فی جی کے لگان ادا کریں"۔ اسپر مدعی نے ایک درخواست منصف کے پاس زیر دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تہی جسکے فقرات نمبر ۲ و نمبر ۳ حسب ذیل ہیں:۔

سنہ ۱۹۰۱ء
رسوامانہن چیٹی
بنام
رامانانہن چیٹی

نالش واسطے دلایانے مزیدارضی کی یا واسطے ہدایت کرنے ادائیگی لگان اراضی مذکور سال بسال کی اور واسطے دلایانے بقایائے لگان فصلی ۱۳۰۳ لغایتہ سنہ ۱۳۰۶ متعلق باراضیات قول کے رجوع کیگئی تہی۔ مدعاعلیہم نے بقایا کو تسلیم کیا تھا مگر مزیدارضی پر مداخلت کرنیسے انکار کیا تھا۔ ڈگری میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مزیدارضی مدعاعلیہم کے قبضہ میں ہی اور اُسکے واسطے بشرح ... روپیہ فی چی کے لگان ادا کیا جانا چاہئے مگر کل بقایائے لگان دربارہ اراضیات قول کی فصلی ۱۳۰۳ لغایتہ سنہ ۱۳۰۶ء کی بابت جو بحق مدعی کے واجب الادا تسلیم کیا گیا تھا مگر اُسکا ذکر ڈگری میں نہ کیا گیا تھا اسلئے بیت ... مدعا نے ... درخواست کی تھی کہ عدالت مہربانی کر کے یہ ہدایت کرے کہ وہ رقوم مذکور جو غلطی سے ترک کیگئی ہیں ڈگری میں درج کیجائیں"۔ مدعاعلیہ نے درخواست مذکور کی مخالفت اسوجہ پر کی تھی کہ دفعہ ۲۰۶ متعلق نہیں ہوتی اور کہ مناسب چارہ جوئی بذریعہ نگرانی زیر دفعہ ۶۲۲ کی تھی منصف ذیل کا حکم صادر کیا تہا "میری یہ رائے ہی کہ وہ ترمیم کیجانی چاہیے جسکی کہ استدعا کیگئی ہے یہ ایک غلطی ڈگری کے مرتب کرنے میں تھی کہ سلسلہ دعوے اسمیں درج نکیا گیا تہا ترمیم منظور کیجاتی ہے"۔ بتعمیل اس حکم کے ڈگری کی ترمیم بایزادگی الفاظ ذیل کے کیگئی تہی :- "اور کہ مدعاعلیہم مدعی کو مبلغ ... بطور بقایائے لگان واجب الادا بابت مدعی از سنہ ۱۳۰۳ لغایتہ سنہ ۱۳۰۶ء کا درخرچہ حسب ذیل ادا کریں"۔ ترمیم مذکور اُس تاریخ سے ایک ماہ کے عرصہ کے بعد کیگئی تہی جسپر کہ ڈگری صادر کیگئی تہی ؛

مدعاعلیہ نے درخواست نگرانی حال زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنا راضی اُس حکم منصف کے کی تہی جسکے رو سے ڈگری کی ترمیم کیجانے کا حکم زیر دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی دیا گیا تہا ؛

کے سرینواسا ایانگر منجانب سائل :- منصف کو کوئی اختیار ڈگری کے ترمیم کرنیکا زیر دفعہ ۲۰۶ حاصل نہ تہا۔ کوئی منشیانہ یا حساب کی غلطی نہ کی گئی تہی اور نہ فیصلہ اور ڈگری میں کوئی اختلاف تہا ایسی ترمیم صرف بروئے نظر ثانی فیصلہ کے مناسب طور پر کیجا سکتی تہی علاوہ ضابطہ جو منصف نے اختیار کیا تہا غلط تہا۔ ہشیام ایانگر صاحب جسٹس :- منجانب ... چارہ جوئی بذریعہ اپیل بنا راضی مرمت ڈگری کی ہے۔ اگر اپیل کے کرنیکی میعاد منقضی ہوگئی ہے تو درنگ مذکور زیر دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت کیجا سکتی ہے)۔ مگر مقدمہ مندرا راسے بنام رگہیونندن سنگھ (۱) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ کوئی اپیل بنا راضی حکم مشعر ترمیم ڈگری کے نہیں ہو سکتی

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۰۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
وسوانا تہن چیٹی
بنام
راما تہن چیٹی

[نیز اُس نے مقدمات سوتہیان چیٹی بنام نراسو ویا (۱) و لکہو بیبی بنام سلامت علی (۲) کا حوالہ دیا ۔]

سندرایار و اننتا کرشنا ایار منجانب فریق مخالف (رسپانڈنٹ) ۔ عدالت ماتحت کو حکم زیر بحث کو صادر کرنے کا اختیار حاصل تہا یہ تسلیم کیا گیا ہی کہ عدالت ماتحت حکم زیر دفعہ ۶۲۳ صادر کر سکتی تہی ۔ یہ امر واقعہ کہ حکم مذکور کا زیر دفعہ ۲۰۶ صادر کیا جانا مقصود تہا اُسکو خلاف اختیار نہین بناتا ۔ اسلیئے ہائیکورٹ زیر دفعہ ۶۲۲ دست اندازی نہین کر سکتا نیز مدعا علیہ کی مناسب چارہ جوئی یہ تہی کہ وہ ڈگری مرتمہ کی ناراضی سے اپیل کرتا ۔ ایک اپیل جملہ ڈگریات زیر دفعہ ۵۴۰ کی ناراضی سے ہو سکتا ہی (ملاحظہ ہو نند ارائی بنام رگہو نندن سنگہ (۳) رائے اولڈ فیلڈ صاحب جسٹس) صرف ایک ہی مقدمہ مدراس جو تشریح مین خلاف اس عذر کے معلوم ہوتا ہی مقدمہ نرانیا سامی بنام تیسا (۴) ہے جہان نبیٹ صاحب جسٹس یہ بیان کیا ہی کہ کوئی اپیل بناراضی حکم متعلق ترمیم ڈگری کے نہین ہو سکتا مگر اس سوال پر کہ آیا مناسب چارہ جوئی بطور اپیل بناراضی مرتمہ ڈگری کے نہ تہی نبیٹ صاحب جسٹس نے غور نکیا تہا ۔ دوسرے فاضل جج متوسامی ایار صاحب جسٹس نے اس سوال اپیل پر بالکل غور نہین کیا اور اُنہون نے اپنے فیصلہ کو دیگر وجوہات پر مبنی رکہا ہے ۔ سوال حال مقدمہ غیر رپورٹ شدہ محولہ بالا مین اُٹہایا نہ گیا تہا ۔ مقدمہ پریشرما بنام سیلیٹا گریا (۵) سے بہی ظاہر ہوتا ہی کہ ہائیکورٹ کو بطریق نگرانی زیر دفعہ ۶۲۲ دست اندازی نکرنی چاہی اگر فریق مذکور کیواسطے دیگر چارہ جوئی ہائے مہیا ہون صورت حال مین مدعا علیہ بناراضی ترمیم شدہ ڈگری کے اپیل کر کے اُس چارہ جوئی کو حاصل کر سکتا تہا جسکا کہ وہ دراصل مستحق تہا ۔ بالآخر حکم مذکور بر بنائے واقعات کے درست تہا کیونکہ اُسکو رقم ڈگری مین وہ بقایا لگان درج کیا گیا تہا جو مدعا علیہ نے واجب الادا تسلیم کیا تہا اور جسکے متعلق کوئی تنازعہ نہ تہا ایسی صورتون مین ہائیکورٹ کو زیر دفعہ ۶۲۲ دست اندازی نکرنی چاہیے ملاحظہ ہو معاملہ بشارت علی چودہری (۶) و عبدالصدیق بنام عبدالعزیز (۷)

کے سر نیواسا ایانگر جواب ۔

تجویز ۔ سائل مجاز تہا کہ دفعہ ۵ ایکٹ میعاد فقرہ ۲ پر انحصار کر کے زیر دفعہ ۵۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مرتمہ ڈگری کی ناراضی سے اپیل کرتا گو تاریخ صدور ڈگری کو ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا تہا پس صورت مین ہماری

(۱) درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۹ء (غیر رپورٹ شدہ) ۔

(۲) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ ۔ (۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۹۲ ۔

(۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۶ صفحہ ۴۲۴ ۔ (۵) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۵ ۔

(۶) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۳ ۔ (۷) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۵۲ ۔

سنہ ۱۹۰۱
دسواناتھن چیٹی
بنام
راماناتھن چیٹی

یہ رائے ہے کہ درخواست زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکو روسے ترمیم ڈگری کی استدعا کیگئی ہے قابل پذیرائی نہیں ہے۔ محمود صاحب جسٹس نے سوال مذکور پر مقدمہ نندا رائے بنام رگھو نندن سنگہ (۱) مین بحث کرتے وقت اپیل بنا راضی ڈگری مرتبہ کے امکان کو نظر انداز کیا ہے اور اسوجہ پر اُسنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق کیجانی چاہئے۔ یہ امر تسلیم کیا جاتا ہے کہ محمود صاحب جسٹس کی رائے کی پیروی ایک یا دو مقدمات عدالت ہا مین کیگئی ہے مگر کسی ایسے درج رپورٹ شدہ مقدمہ کا حوالہ نہیں دیا گیا جسمین ایک بنچ ججان نے یہ قرار دیا ہو کہ اپیل بنا راضی مرتبہ ڈگری کے نہیں ہو سکتا ✦

ہم درخواست ہذا کو معہ خرچہ خارج کرتے ہین ✦

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیام ایانگر صاحب جسٹس

۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

سیلاتھی اَنی (مسایل) اپیلانٹ **بنام** سبارایا مُدالیار (فریق مقابل) رسپانڈنٹ *

وہرشاسترا ایک عیسائی فرنچ انڈیا کی بیوہ کا برٹش انڈیا مین سکونت تبدیل کر لینا۔ مستقل سکونت کا برٹش انڈیا مین حاصل کرنا۔ اُسکی جایداد بیوہ کی نوعیت ✦

ایک عیسائی فرنچ انڈیا کی بیوہ کا برٹش انڈیا مین سکونت تبدیل کرنا اور برٹش انڈیا مین مستقل سکونت حاصل کرنا اُس جایداد کی نوعیت کو تبدیل نہین کرتا جو کہ اُسکے قبضہ مین ہو اور اگر وہ اُس طریق قانون کو اختیار نکرے جو برٹش انڈیا کے اہل ہنود مین مروج ہو تو وہ جایداد جو اُسنے اپنے شوہر سے وراثت مین حاصل کی ہو اُسکے قبضہ مین مطابق رواجی قانون فرنچ انڈیا کے رہیگی ✦

درخواست زیر دفعہ ۶ ایکٹ سرٹیفکٹ جانشینی (سنہ ۱۸۸۹ء) جسکی رو سے یہ استدعا کیگئی تھی کہ ایک سرٹیفکٹ وراثت سائلہ کو عطا کیا جائے جسکی روسے اسکو اپنی سوتیلی مان وسیا تَل کے قرضجات وصول کرنیکا اختیار دیا جائے واقعات قرار دادہ صاحب جج ضلع یہ تھے کہ ایک عیسائی فرانسس مسمی کنداسامی مدالی مقام کریکل مین کچھہ جایداد رکھتا تھا۔ اُسکو فوت ہوئے قریباً پچاس سال کا عرصہ ہوا ہے جو اپنے ترکہ کا اسی منقسم تھا اور ایک دختر اپنی متوفی زوجہ کے بطن سے اور ایک بیوہ مسماۃ ولائی مذکور چھوڑ گیا تھا

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۸۲۔

* اپیل نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۱ء بنا راضی حکم ڈی براڈفٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج ارکاٹ جنوبی بمقدمہ درخواست متفرقہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۰ء

سنہ ۱۹۰۱ء
سیلاتہی انی
بنام
سبارایایڈاایہ

ایک گواہ نے یہ ثابت کیا تہا کہ بروے رواج فرنچ انڈیا کے ایک منقسمہ ہندو کی بیوہ جسکے یہاں کوئی اولاد نرینہ نہو اُسکی کل جایداد کو کامل طور پر حاصل کرتی ہے گویا وہ استری دہن ہے بیوہ مذکورہ نے فرانسیسی جایداد کریکل فروخت کرکے چدامبرام واقعہ برٹش انڈیا مین اراضیات خرید کی تہین اور ساہوکارہ کا کام شروع کیا تہا اور وہان اُسنے ایک کاروبار جاری قایم کی تہی جسکو چالیس سال کا عرصہ ہوا ہے اُس عرصہ مین وہ چدامبرام مین رہتا تہا اور اپنی جایداد واقعہ مملکت فرانس کو وقتاً فوقتاً دیکہنے جاتی تہی دستاویزات کریکل مین تحریر کرتے وقت اُسنے اپنا ذکر بطور وہانکی باشندہ کے کیا تہا اور برٹش انڈیا مین دستاویزات تحریر کرتے وقت اُسنے اپنا مسکن چدامبرام بیان کیا تہا صاحب جج ضلع نے قرار دیا تہا کہ اُسنے برٹش انڈیا مین مسکن حاصل کیا تہا سنہ ۱۸۹۳ء مین جبکہ وہ کریکل مین گئی ہوئی تہی اُسنے ایک وصیت بحق اپنے برادر سبایا مدالیار کے تحریر کی تہی جو درخواست ہذا مین فریق مخالف ہے۔ وہ چدامبرام کو واپس چلی گئی تہی اور وہان سنہ ۱۸۹۹ء تک رہکر فوت ہوگئی تہی۔ صاحب جج ضلع نے یہ خیال کیا تہا کہ وصیت جایز طور پر تحریر کیگئی تہی۔ سوتیلی دختر نے ایک درخواست واسطے سرٹیفکیٹ وراثت کی ہے۔ فریق مخالف دلائل کا برادر ہے جو بروے درخواست کے مدعی ہے لہذا اُسنے جایداد کا مستحق ہونیکا دعوےٰ کیا ہے اور وصیت پر انحصار کرکے وراثت جانشینی کی درخواست کی ہے صاحب جج ضلع نے برادر کے دعوےٰ کو منظور کیا ہے اُسنے قرار دیا تہا کہ جایداد کامل طور پر دلائل کی تفویض مین بروے رواج فرنچ انڈیا کے اُسکے شوہر کی وفات پر آئی تہی۔ وہ اُسکے حق مین مفوض ہی تہی گو اُسنے اپنا مسکن تبدیل کرلیا تہا۔ اُسنے بیان قانون ہندو بعد دہرم شاستر مین صاحب فقرہ نمبر ۵۴ کی پیروی کی تہی جو یہ ہین مضمون ہے کہ گو ایک ہندو اپنا مسکن تبدیل کردیتا ہے تاہم اسکا رواجی قانون اُس سے متعلق رہتا ہے اور اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ رواجی قانون فرنچ انڈیا کا دلائل سے متعلق تہا گو وہ برٹش رعیت ہوگئی تہی اُسنے ہدایت کی تہی کہ سرٹیفکیٹ برادر کے نام جاری کیا جاوے ✤

سوتیلی دختر سایلہ نے اپیل حال رجوع کیا ✤

سواسامی ایار منجانب اپیلانٹ ✤

وی کرشنا سامی ایار منجانب رسپانڈنٹ ✤

تجویز:- شہادت گواہ تسلیم کیجانی چاہیے جبکہ دوسرا اسمین کچہ شبہ نہین رہتا کہ مطابق قانون فرنچ کے موصیہ نے اپنے شوہر کی وفات پر کامل مالکیت جایداد حاصل کی تہی۔ مگر بیان یہ کیا گیا ہے کہ اُس کے برٹش انڈیا مین سکونت تبدیل کرنے سے اوس کی جایداد کی نوعیت تبدیل ہوگئی تہی

اور کہ اُنکے حقوق زان بعد ویسے ہی ہو گئے ہین جیسےکہ مطابق دھرم شاستر مروجہ ہماری عدالتون کے ہوتے ہین٭ ہماری رائے مین یہ قرار دینا ناممکن ہے کہ تبدیلی سکونت سے کوئی ایسا اثر پیدا ہوسکتا ہے یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ اُس نے اُس طریق قانون کو اختیار کیا تھا جو اُس جز و ہندوستان مین مروج ہے ٭

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس شفرڈ صاحب جسٹس و بھشیام آیانگر صاحب جسٹس

۲۲ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء

حکیم محمد اشرف حسین صاحب وغیرہ (مدعی وغیرہ) اپیلانٹان **بنام** سید محمد علی صاحب (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ٭

ایکٹ عدالتہاے دیوانی مدراس - ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۹۲ء دفعہ ۳ - اختیار سماعت - نالش واسطے فسخ معاہدہ ازدواج کے معاہدہ ازدواج مابین اُس شخص کے جو دولہا بننے والا ہو اور والدین اُس لڑکی کے جو دولہن بننے والی ہو - قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ - ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ پریزیڈنسی ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۹ (ق)٭

فقرہ "فسخ معاہدہ ازدواج" جو تدرق دفعہ ۱۹ ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ پریزیڈنسی مین درج ہے ہو اُس نالش کے استعمال کیا گیا ہے جو کہ قانون انگلستان مین سمجھی گئی ہے یعنی مابین اُن فریقین کے جو معاہدہ ازدواج کرنا چاہین نہ کہ مابین اُس شخص کے جو دولہا بننے والا ہو اور اُس لڑکی کے والدین جو دولہن بننے والی ہو ٭

بروے دفعہ ۳ ایکٹ عدالتہاے دیوانی مدراس سنہ ۱۸۹۲ء کے اختیار سماعت سٹی سول کورٹ کو جملہ نالشات از قسم دیوانی کی سماعت کا عطا کیا گیا ہے منجملہ دیگر نالشات کے اُن نالشات کا جو عدالت خفیفہ کی سماعت کے قابل نہو - بروے دفعہ ۱۹ (ق) ایکٹ عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے عدالت مطالبہ خفیفہ کو کوئی اختیار نالشات معاوضہ فسخ معاہدہ ازدواج کی سماعت کرنیکا حاصل نہین ہے ایک نالش عدالت سٹی سول کورٹ مین واسطے معاوضہ فسخ معاہدہ ازدواج کے رجوع کیگئی تھی مگر وہ معاہدہ جسکی کہ خلاف ورزی کا ذکر کیا گیا تھا مابین والدین لڑکی اور دولہا کے کیا گیا تھا ٭

تجویز ہوئی کہ عدالت کو کوئی اختیار حاصل نہ تھا کیونکہ ایسی نالش عدالت مطالبات خفیفہ کی سماعت سے مستثنیٰ نہ تھی ٭

نالش واسطے معاوضہ فسخ معاہدہ ازدواج کے - مدعی نے بربناے اُس معاہدہ کے نالش کی تھی جسکی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ

٭ اپیل سٹی سول کورٹ نمبر ۳۲ سنہ ۱۹۰۰ء بر ناراضی ڈگری مسٹر سی ارتباہی رام ایار سٹی سول جج مدراس مقدمہ ابتدائی نمبر ۳۴۴ سنہ ۱۸۹۹ء

سنہ ۱۹۰۱ء
حکیم محمد اشرف صاحب
بنام
سید ... صاحب

مابین اسکے اور مدعا علیہ اور مدعا علیہ کے باپ کے بدیں مضمون تحریر کیا گیا تہا کہ مدعی کی دختر کا ازدواج مدعا علیہ کیساتھ کیا جائے اُسنے یہ بیان کیا تہا کہ بالعوض معاہدہ مذکور کے اُسنے مدعا علیہ کو رقوم پیشگی دی تہیں مگر مدعا علیہ نے قریبًا آٹھہ ماہ ہوئے معاہدہ مذکور کو توڑ دیا ہے اُسنے اُن رقوم کے واپا پانے کی نالش کی تہی جنکا دیا جانا بیان کیا گیا تہا مع ہرجانہ کے جواب دعوی میں منجملہ دیگر امور کے یہ تہا کہ معاہدہ مذکور درمیان مدعی اور پدر مدعا علیہ کیا گیا تہا اور بباعث اختلاف مابین مدعی اور مدعا علیہ کے باپ کے معاہدہ کو توڑ دیا ہے اور کہ اپنے باپ کے حکم کی تعمیل میں مدعا علیہ نے مدعی کی دختر کے ساتہہ شادی کرنے سے انکار کیا ہے تنقیحات بربنائے واقعات کے قائم کیگئی تہیں اور صاحب جج نے اس گواہان مدعی کا اور تین گواہان مدعا علیہ کا بیان لیکر یہ قرار دیا تہا کہ مدعا علیہ نے مدعی کی دختر کے ساتہہ شادی کرنیکا معاہدہ کیا تہا اور کہ معاہدہ مدعی کی دختر جو نابالغ تہی جسکی طرف سے مدعی نے عمل کیا تہا اور مدعا علیہ کے مابین ہوا تہا اور کہ مدعا علیہ نے معاہدہ کو توڑا تہا سوال ہرجانہ پر اُسنے قرار دیا تہا کہ چونکہ مدعی نے اپنی دختر کیطرف سے نالش نہیں کی بلکہ خود اپنی طرف سے کی تہی اسلئے وہ ہرجانہ کا دعوی نکر سکتا تہا اور اگر وہ کر بہی سکتا تہا تاہم اسنے اپنے دعوی کو ثابت نہ کیا تہا اسنے نالش کو خارج کیا مگر بلحاظ طریق عمل مدعا علیہ کے بلا خرچہ۔

مدعی نے اپیل حال رجوع کیا۔

سواسامی ایار منجانب اپیلانٹ۔

وی کرشنا سامی ایار منجانب ریسپانڈنٹ۔

سوال اختیار سماعت پر عدالت نے غور کیا تہا۔

تجویز۔ اُن چند جداگانہ بنائے دعوی پر جنکا ذکر عرضیدعوے میں کیا گیا ہے صرف ایک ہی بناء دعوی تو عدالت مطالبہ خفیفہ کی سماعت سے طور پر مستثنی ہو سکتا ہے دعوے ہرجانہ فسخ معاہدہ ازدواج ہے۔

مگر وہ معاہدہ جو صورت حالمیں بیان کیا گیا ہے ایک معاہدہ مابین والدین اوس لڑکی کے جو دولہن بننے والی تہی اور دولہا بننے والے کے تہا نالش ایک نالش تنسیخ معاہدہ ازدواج حسب منشاء مد (ق) دفعہ ۱۹ ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ پریذیڈنسی نہیں ہے کیونکہ اس فقرہ میں جسکا استعمال کیا گیا ہے صریح طور پر بحوالہ نالش فسخ معاہدہ ازدواج ... قانون انگلستان سے ہے بلحاظ اس امر کے کہ شہر سول کورٹ کو کوئی اختیار سماعت حاصل تہا ہمکو ڈگری منسوخ کرکے عرضیدعوے کو واپس دینے جانے کی ہدایت کرنی چاہیے۔

ہم خرچہ کی نسبت کوئی حکم صادر نہیں کرتے۔

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس سر شفرڈ صاحب جسٹس و بہشیام ایانگر صاحب جسٹس

محمد خمار علی (مدعی) بنام رنگاراؤ (مدعا علیہ)* ۲۹ اپریل ۱۹۱۱ء

ایکٹ دستاویزات قابل بیع وشرے - ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۵۱ - پرمیسری نوٹ بحق دو یابندگان زر کے انتقال ظہری منجانب ایک یابندہ کے بحق دوسرے کے - نالش منجانب موسوم لہ تحریر ظہری کے بحیثیت مذکور - نالش کا قابل قیام ہونا - نالش منجانب موسوم لہ تحریر ظہری کے بحیثیت منتقل الیہ بابت تشخیص قابل رجاع نالش کے - تحریر ظہری کا شہادت انتقال ہونا

جبصورت میں کہ ایک پرامیسری نوٹ بحق دو یابندگان زر کے تحریر کیا گیا ہو جس میں سے ایک [illegible] تحریر کرے تو موسوم لہ تحریر ظہری بربنائے نوٹ مذکور کے بحیثیت موسوم لہ تحریر ظہری یا بحیثیت یکے از [illegible] نہیں کر سکتا مگر وہ ایک نصف حصہ رقم واجب الادا بر نوٹ مذکور کے بطور منتقل الیہ کے قابل رجاع نالش کے کر سکتا ہے گو ایسی تحریر ظہری بطور ایک تحریر ظہری کے بروئے قانون تاجران کے عامل نہیں ہو سکتی تاہم اسے بطور شہادت انتقال کے [illegible] تحریر ظہری کے انحصار کیا جا سکتا ہے -

قاعدہ نمبر ۴۲ قواعد ضابطہ عدالت مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی خلاف اختیار نہیں ہے -

مقدمہ بیان کردہ جج دوم عدالت مطالبات خفیفہ مدراس بغرض اظہار رائے ہائی کورٹ زیر قاعدہ نمبر ۴۲ قواعد ضابطہ عدالت مطالبات خفیفہ کے حسب ذیل الفاظ میں تھا: - مدعی نے مبلغ [illegible] واجب الادا بربنائے پرامیسری نوٹ تحریر کردہ بحق خود و ملیگری راؤ منجانب مدعا علیہ کے دلانے کی نالش کی تھی - بیان کیا گیا ہے کہ ملیگری راؤ نے نوٹ مذکور کا انتقال ظہری بحق مدعی کے کیا ہے - مدعا علیہ نے یہ ابتدائی عذر اٹھایا ہے کہ مدعی کو کوئی بنائے دعوے حاصل نہیں ہے - میری یہ رائے ہے کہ عذر مذکور بہتر بنا پر مبنی ہے - یہ امر صحیح ہے کہ بحیثیت یکے از دو یابندگان کے مدعی کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ مدعا علیہ سے ادائیگی کا مطالبہ کرے - مبینہ تحریر ظہری بحق مدعی منجانب ملیگری راؤ کے ناجائز ہے کیونکہ یکے از دو یابندگان کے تنہا طور پر انتقال ظہری نہیں کر سکتا (دفعہ ۵۱ - ایکٹ دستاویزات قابل بیع وشرے) عذر یہ کیا گیا ہے کہ قاعدہ مذکور انتقال ظہری بحق فریقہائے ثالث سے متعلق ہے نہ کہ صورت حال کی طرح انتقال ظہری بحق یکے از دو یابندگان سے مگر دفعہ مذکور میں کوئی ایسا استثنا قائم نہیں کیا گیا -

* مقدمہ متفرقہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۱۱ء بیان کردہ زیر قاعدہ نمبر ۴۲ قواعد ضابطہ برائے عدالت مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی مدراس بنالش نمبر ۱۶ سنہ ۱۹۱۱ء -

سنہ ۱۹۰۱ء
محمد غازی علی
بنام
رنگا راؤ

اور ہم اوسکو منظور کرنیکے مجاز نہیں ہیں میری یہ رائے ہے کہ نالش چل نہیں سکتی اور ہم اسکو مع خرچہ اور فیس اٹرنی مبلغ
[illegible] روپیہ کے خارج کرتے ہیں مدعی کے وکیل کی استدعا پر میں اپنے فیصلہ کو ہائیکورٹ کی رائے متعلق بابِ
سوال پیش کرنے کیلئے معطل رکھتا ہوں جو یہ ہے آیا بروئے واقعات بیان کردہ کے مدعی کی نالش چل سکتی ہے
قاعدہ نمبر ۴۲ قواعد ضابطہ عدالتہائے مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی حسب ذیل ہے اگر قبل یا بر طبق سماعت
ایک نالش کے یا ڈگری صادر ہونے کے بعد اس میں کوئی سوال قانون یا تعبیر دستاویز پیدا ہو جو تعبیر واقعات میں فعل انداز
ہو اور جسکے متعلق عدالت کو مناسب اشتباہ ہو تو عدالت مجاز ہوگی کہ خود اپنی تحریک سے یا فریقین میں
کسی کی درخواست پر بیان واقعات مقدمہ کے متعلق ترتیب دے اور اس امر کے متعلق جسمیں اشتباہ کیا گیا ہو
بیان مذکور کو مع اپنے اظہار رائے کے فیصلہ ہائیکورٹ کے واسطے ارسال کرے۔

مسٹر ٹی کرشنن منجانب مدعی۔

مسٹر اینگر اور اما منجانب مدعاعلیہ۔

حکام ہائیکورٹ نے آرائے ذیل ظاہر کی تھیں۔

شفرڈ صاحب جسٹس:۔ عذر یہ کیا گیا ہے کہ قاعدہ نمبر ۴۲ جو بخلاف اختیار ہے کیونکہ وہ خلاف
دفعہ ۶۹ ایکٹ عدالتہائے مطالبات خفیفہ پریذیڈنسی کے ہے۔ مگر یہ درست نہیں ہے قاعدہ و دفعہ مذکور مختلف امور
پر مبنی ہیں قاعدہ مذکور میں ایسی صورتوں کے متعلق حکم ہے جنکے متعلق صاحب جج کو کوئی اشتباہ ہو نہ کہ صورتہائے
تابع دفعہ مذکور کے متعلق۔
میری یہ رائے ہے کہ بحیثیت موسوم التحریر ٹھہری کے مدعی کو بر بنائے نوٹ کے نالش کرنی چاہیئے مگر بحیثیت منتقل الیہ
[illegible] حاملِ نوٹ کے وہ اسکے مؤثر کرانے کی نالش کرسکتا ہے چنانچہ میں سوال مقصوبہ کا جواب اثبات میں دیتا ہوں
بہشیام آئینگر صاحب جسٹس:۔ میں اپنے فاضل ہمپیشہ کیساتھ اس امر میں اتفاق کرتا ہوں کہ قاعدہ مذکور
خلاف اختیار ہے مدعی نے بحیثیت ایک از دو مشترک یابندگان پرمیسری نوٹ عند الطلب واجب الادا کے جو مدعاعلیہ
نے ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء کو تحریر کیا تھا مدعاعلیہ پر مبلغ ۱۱۱ روپے زر اصل مع سود واجب الادا بر بنائے نوٹ مذکور کے
دلاپانے کی نالش کی ہے مدعی نے تنہا بر بنائے تقویت اس امر کے کہ دوسرے مشترک یابند ملیگری راؤ نے اسکے حق میں
انتقال ظہری ۳ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو تحریر کردیا ہے نالش کی ہے مدعاعلیہ نے ابتدائی عذر کیا ہے کہ نالش چل نہیں
سکتی کیونکہ ایک از دو مشترک یابندگان نوٹ مذکور کا انتقال ظہری نہ کرسکتا تھا باوجودیکہ موسوم التحریر ظہری
دوسرا مشترک یابندہ تھا یہ عذر میری رائے میں بر دفعہ ۔ ایکٹ دستاویزات قابل بیع و شرا سے بہتر بنا پر

سنہ ۱۸۸۱ء
نلّہ ... علی
بنام
رنگا راو

مبنی ہے جو اس امر کے متعلق مطابق قانون انگلستان کے ہے اسلیئے مدعی بربنائے نوٹ مذکور کے نہ تو بحیثیت موسوم لہ تحریر ظہری کے اور نہ بحیثیت یکے از دو مشترک یا بندگان کے نالش کرسکتا ہے ہر ایک تحریر ظہری تبادلہ قابل بیع و شرے کے کی جو قانوناً مابین اُسکے فریقہائے کے اسطرح پر عائد ہو کر گویا ایک بل آف ایکسچینج فروخت کنندہ نے بحق موسوم لہ تحریر ظہری کے تحریر کیا ہے تو ایسی تحریر پر انتقال ظہری ایک استدعا مخاطب فروخت کنندہ بدین مضمون ہے کہ نویسندہ نوٹ (جو اس امر کے لحاظ سے سکار ہنوالے کی حیثیت رکھتا ہے) زر مذکور موسوم لہ تحریر ظہری یا کسی اور قابض علے سبیل جائز کو ادا کریگا (ملاحظہ ہو کتاب سٹوری صاحب دربارہ پرامیسری نوٹہائے طبع ہفتم دفعہ ۱۲۹ - اور کتاب بائیلیز صاحب دربارہ بلہائے طبع ۴ صفحہ ۱۰۸) کوئی ایسا امر موجب نہیں ہے جسکے رو سے ایک یا بندہ اسکے خود اپنے حق میں فروخت کرنے سے یا دو مشترک یا بندگان اسکا انتقال بحق یکے از خود کرنے سے ممتنع ہو رہے اسیطرح جسطرح ایک نویسندہ بل آف ایکسچینج کا اسکو خود اپنے حکم پر حسب الادا بنا سکتا ہے اگر صورت حال ہی مدعی نے بھی تحریر ظہری بحق خود پر دستخط کئے ہوتے تو بروقت تحریر ظہری کی اجمل حاج نالش کے تو نالش بحیثیت تحریر ظہری کے اسکی طرف سے چل سکتی تھی مگر گو نالش اسکی طرف سے بحیثیت موسوم لہ تحریر ظہری کی چل نہ سکے تاہم وہ مقدار واجب الادا بربنائے نوٹ بحیثیت ایک موسوم لہ تحریر ظہری کے وصول کرسکتا ہے اگر نالش کی نسبت کوئی اور اعتراض نہو کیونکہ دوسرے پابند نے اپنا استحقاق اُسکے حق میں منتقل کر دیا گو تحریر ظہری اسطرح پر رو سے قانون تاجرانہ کے عامل نہیں ہوسکتا تاہم اسپر بطور شہادت انتقال بطریق دست برداری التفصیل کیا جاسکتا ہے (ملاحظہ ہو چیسٹر بنام ولن (۱) ولوسٹیس بنام سکاون (۲)) دربارہ ملکیت راس کو استحقاق کے بحق مدعی بروے تحریر ظہری منتقل کئے جانیکے - اہم فرق مابین انتقال بذریعہ تحریر ظہری اور انتقال بطریق دیگر یہ ہے کہ چونکہ تحریر ظہری ایک دستاویز قابل بیع و شرے کے ہے کہ موخرالذکر صورت میں منتقل الیہ بل یا نوٹ میں بطور مال کو اس سے زیادہ حق حاصل نہیں کرسکتا جسقدر کہ انتقال کنندہ کو حق یا حقوق حاصل ہے مگر ہرگاہ صورت اول الذکر میں منتقل الیہ بروے تحریر ظہری کو جملہ حق و حقوق اور فوائد بلا نقص علے ... کے حاصل ہونگے (ملاحظہ ہو وہلی بنام فارسٹر (۳) وہارپ بنام فشر (۴) ورائے بیلی صاحب جسٹس بر صفحہ ۲۸۶ ما بعد)

(۱) سانڈرس من پورٹ جلد ۱ صفحہ ۹۶ -

(۲) کروو جینکینسن رپورٹ صفحہ ۱۹۹ -

(۳) لا جرنل کامن بینچ جلد ۲۰ صفحہ ۱۴۱

(۴) " " " " ۳۰ ۲۵۴

سنہ ۱۹۰۱ء
محمد غفار علی
بنام
رنگاراؤ

راجچند راؤ بنام حبیب حسن (۱) منقصلہ شفرڈ صاحب و مور صاحب جسٹسان مورخہ ۲ نومبر ۱۸۹۹ء و
کتاب بل آف ایکسچینج مولفہ چامرس صاحب طبع سوم صفحہ ۹ (۱) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بابت ایک بل یا پرامیسری
پرامیسری نوٹ ۲ فروری سنہ ۱۹۰۰ء سے پہلے منتقل کیا گیا تھا جس تاریخ پر ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر ترمیم ایکٹ
انتقال جائداد ۱۸۸۲ء نافذ ہوا تھا اسلیئے اس امر پر غور کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا انتقال ایک دعویٰ قابل
ارجاع نالش کا ماسوائے تحریر ظہری کے اور طرح پر بھی محفوظ کنندہ دفعہ ۱۳۵ ایکٹ مذکور [illegible] طریق پر بذریعہ تحریری
دستاویز کے کیا جا سکتا ہے جو زیر دفعہ ۱۳۰ ضروری ہے اور اگر ایسا ہے تو آیا تحریر ظہری بالصورت ایک حکم
یا استدعا از طرف نویسندہ بدیں مضمون کہ وہ نوٹ موسومہ بہ تحریر ظہری کرنے والا ایسے تابع ادائیگی رسوم
ذاوان واجب الاخذ زیر ایکٹ اسٹامپ بحق سرکار کے بطور ایک انتقال منجانب فروخت کنندہ سمجھا جاوے
عبارت ظہری دعویٰ قابل ارجاع نالش کے بذریعہ نوشتہ تحریری کے حسب منشا دفعہ ۱۳۰ ایکٹ کیا جا سکتا ہے

(۱) اپیل نمبر ۵ بابت سنہ ۱۸۹۷ء (غیر رپورٹ شدہ) ۔ فیصلہ مقدمہ مذکور شفرڈ صاحب قائم مقام چیف جسٹس و مور صاحب جسٹس نے صب ذیل
صادر کیا تھا ۔ مقدمہ پتا امبا دی مرار بنام کرشنن (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵) میں قرار دیا گیا تھا کہ
بغیر تحریر ظہری کو پرامیسری نوٹ عند الطلب واجب الادا کی بیع و شرا نہیں ہو سکتی صورت حال میں یہ کیا گیا ہے کہ
ایک جائز انتقال شئی قابل ارجاع نالش کا کیا گیا تھا اور یہ سند نہیں کیا گیا کہ بیع و شرا نوٹ کے متعلق کی گئی تھی مطابق قانون
انگلستان کے یہ صریح ہے کہ پرامیسری نوٹ کا انتقال منجانب قابض کے بھی کسی اور شئے قابل ارجاع نالش کو کیا جا سکتا ہے
منتقل الیہ کو وہ حقوق حاصل ہوتے ہیں جو کہ انتقال کنندہ منتقل کر سکتا ہے اور اس سے زیادہ نہیں ملاحظہ ہو مقدمہ بنام [illegible]
لا جرنل کامن پلیز جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۳) وہ استحقاق کو مطابق قانون تاجران کے حاصل نہیں کر سکتا جو کہ اسکو تحریر ظہری سے حاصل ہو سکتا ہے اور نہ
وہ قبل جوڈیکچر ایکٹ کے خود اپنے نام سے نالش کر سکتا ہے مگر انتقال بالہیئہ بطور ایک عادلانہ انتقال کو جائز ہے اس امر کی کوئی وجہ
موجود نہیں ہے کہ کیوں اس ملک میں اس خاص قسم کے شئے قابل ارجاع نالش کا منتقل الیہ ان حقوق کا مستحق نہیں ہے جو کہ تمام دیگر
منتقل الیہ عرفہ کو حاصل ہوتے ہیں اور کیوں وہ خود اپنے نام سے نالش نہیں کر سکتا جب تک [illegible] جو کہ [illegible]
قابل بیع و شرا کے کوئی اور طریق انتقال اسوائے تحریر ظہری کے مستثنیٰ کیا گیا ہے ہم ایکٹ مذکور میں کوئی شئے اس کے
جواز میں نہیں دیکھ سکتے ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرشفرڈ صاحب و بنسن صاحب جسٹسان

۲ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

کمال کٹی (مدعی) اپیلانٹ **بنام** ... علیہم رسپانڈنٹسان*

قانون ملابار۔ نالش بخلاف کرناون کے بحیثیت جنم تاروان کے۔ جائداد تاروان اکار ریڈگری کی قرق کیا (ا)۔ مابعد کا حکم واگذاری۔ نالش واسطے منسوخی حکم واگذاری کے۔ نالش کا برو کے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہونا مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۴۴۔

مدعی نے ایک نالش میں ایک ڈگری بخلاف کرناون خاندان مدعا علیہم کو حاصل کی تھی جو اعلیٰ رکن اور جنم تاروان کا تھا اور اسکے اجرا میں اسنے جائداد تاروان کو قرق کرایا تھا مدعا علیہم نے یہ عذر اٹھایا تھا کہ جائداد بروئے ڈگری کے ذمہ وار نہیں ہے اور جائداد کے واگذار کئے جانے کا حکم دیا گیا تھا نالش تب مجانب مدعی بخلاف مدعا علیہم بغرض منسوخی حکم موخرالذکر رجوع کئے جانے پر۔

تجویز ہوئی کہ نالش بروئے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے چل نہیں سکتی

نالش واسطے منسوخی ایک حکم کے جسکے رو سے جائداد قرقی سے واگذار کیگئی تھی۔ مدعی نے ایک ڈگری بخلاف کرناون مدعا علیہم کے بحیثیت رکن اعلیٰ اور جنم تاروان کے حاصل کی تھی اور اسکے اجرا میں اسنے جائداد تاروان کو قرق کرایا تھا اسکے بعد مدعا علیہم نے یہ عذر کیا تھا کہ جائداد مذکور بروئے ڈگری کے ذمہ وار نہ تھی اور عدالت منصفی نے سنہ ۱۸۹۸ء میں جائداد کے واگذار کئے جانیکا حکم دیا تھا۔ مدعی نے اب منسوخی حکم مذکور کی نالش کی ہے اور امر کے استقرار کی کہ حکم مذکور منسوخ کر کے یہ قرار دیا جائے کہ جائداد مذکور زیر ڈگری کی ذمہ وار ہے ... نیلام کئے جانیکی ذمہ وار ہے صاحب جج ضلع نے تنقیحات ذیل قائم کی تہیں۔ (۱) آیا نالش بروئے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے؟ (۲) آیا قرضہ تاروان پر قابل پابندی ہے؟

تنقیح اول کے متعلق انہے بیان کیا تہا کہ مدعی نے ایک درخواست نمبر ۴۴ سنہ ۱۸۹۸ء ہائیکورٹ میں ... نگرانی حکم عدالت ہذا مورخہ ۶ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء کے کی تہی۔ ہائیکورٹ نے ۵ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو درخواست نگرانی کو بوجہ خارج کیا تہا کہ عدالت ہذا کا حکم ایسا قرار دیا جانا چاہیئے جو زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ... ہو اور چارہ جوئی بذریعہ اپیل کے کی نہ کہ بذریعہ درخواست نگرانی کے ہائیکورٹ نے فیصل کیا تہا کہ حکم مذکور زیر دفعہ ۲۴۴ صادر کیا گیا تہا اسلئے کوئی جداگانہ نالش اسکی منسوخی کیواسطے زیر دفعہ مذکور رجوع نہیں ہو سکتی

* اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۰ء ... صاحب ڈسٹرکٹ جج ملابار ... نالش ابتدائی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۹ء ...

۱۹۱۱ء
کمال گٹی
بنام
ابرائی وغیرہ

میں تنقیح نمبر ۱ پر یہ قرار دیتا ہوں کہ نالش بروئے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے چل نہیں سکتی"۔

اُسنے نالش کو مع خرچہ خارج کیا تھا۔

مدعی نے اپیل حال رجوع کیا۔

مسٹر سو کورینتنن و سنکرن نیار منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر جان اینڈ مور ہیڈ و نمبیار منجانب رسپانڈنٹان۔

بنسن صاحب جسٹس :۔ مدعا علیہم بصورت عدم موجودگی شہادت بر عکس اُس ڈگری کے پابند تھے جو کہ اُن کے کرناون کے برخلاف اس نالش میں حاصل ہوگئی تھی جو اسکے برخلاف بحیثیت اعلیٰ رکن اور مہتمم تارواڈ کے رجوع کیگئی تھی جیسا کہ عدالت ہذا نے مقدمہ کمالاگٹی بنام بیاتہوا (۱) میں قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو اسو دیون بنام سنکرن (۲)) اگر ایسی ڈگری قابل پابندی ہے تو یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کس اصول پر مقابلہ ڈگری کی اغراض اجرا کیلئے علیحدہ اشخاص جداگانہ متصور کئے جا سکتے ہیں مگر ڈگری کا اجرا ان کے برخلاف کیا جا سکتا ہو تو یا امر مفہوم نہیں ہوتا کہ وہ فریق ڈگری یا قائم مقامان فریق ڈگری ہیں؟ میں کوئی وجہ معلوم نہیں کر سکتا کہ کیوں انکا دعویٰ ایسا متصور کیا جانا چاہیئے جسکے کہ متعلق زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کارروائی کیگئی ہو جیسا کہ عدالت ہذا نے مقدمہ کمالاگٹی بنام ابرائی (۳) میں قرار دیا۔ انکو بطور اشخاص اجنبی کے دعویٰ کرنیکی اجازت دینا زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اسی امر کی نامطابق معلوم ہوتا ہے کہ وہ ڈگری کے پابند ہیں اور نیز مصلحت دفعہ ۲۴۴ اور فیصلہ مقدمہ واسودیون بنام سنکرن (۲) کی نامطابق ہے۔ اسلئے میری یہ رائے ہے کہ صاحب جج ضلع کی ڈگری درست تھی اور اپیل ہذا مع خرچہ خارج کیا جانا چاہیئے۔

اگر مدعی کو اس نتیجہ پر کوئی سختی برداشت کرنی پڑی تو اسکی یہ وجہ ہے کہ اسنے غلطی سے صاحب جج ضلع کے حکم مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۸۹۵ء کی نار ضامندی سے درخواست نگرانی کرنیکی بجائے اُسکی منسوخی کرانے کیلئے اس عرصہ کے اندر جو قانوناً مقرر کیا گیا ہے اور اُسنے ایسا ہی کیا ہوتا اگر معلوم کر لیتے قاصر رہتا کہ حکم مذکور زیر دفعہ ۲۴۴ نہ کہ زیر دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا گیا تھا۔

جبکہ وہ غلطی ہائیکورٹ میں ظاہر کیگئی تھی تو مدعی ... مدعی ... درخواست کر سکتا تھا کہ اسکی درخواست نگرانی (مبنیہ ۲۴ دسمبر ۱۸۹۵ء) بطور اپیل کے متصور کیجائے اور وہ ضروری رسوم ادا کر سکتا تھا چونکہ اُسنے ایسا نہیں کیا اسلئے اُسکو اپنی غلطی کی نتائج برداشت کرنے چاہئیں۔

شفرڈ صاحب جسٹس :۔ میں اتفاق کرتا ہوں اگرچہ مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ مجھے اس سوال کے متعلق بہت شبہ رہا ہے۔

(۱) اپیل بنار اضی حکم نمبر ... ۱۸۹۸ء (غیر رپورٹ شدہ)۔ (۲) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۹ (۳) درخواست نگرانی دیوانی نمبر ... ۱۸۹۸ء (غیر رپورٹ شدہ)

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرنلڈ وھائیٹ صاحب چیف جسٹس و ڈیویس صاحب جسٹس

ملک معظم قیصر ہند **بنام** نگاسی لوکیا ۳۰ مئی سنہ ۱۹۱۰ع

ایکٹ عہد شکنی پیشہ وران - ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ع دفعات ۱ و ۲ - حکم عدالت کی تعمیل نہ ہونا - مجموعہ ضابطہ فوجداری - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ع دفعہ ۴۰۳ - جرم -

جرم زیر ایکٹ عہد شکنی پیشہ وران ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ع کو پیدا کیا گیا ہے غفلت یا انکار پیشہ ور بابت معاہدہ نہیں ہے بلکہ اسکا اس حکم کی تعمیل سے قاصر رہنا جرم ہے جسکے رو سے مجسٹریٹ نے پیشہ ور مذکور کو زر پیشگی کو واپس دینے یا معاہدہ کی تعمیل کی ہدایت کی ہو -

استغاثہ زیر ایکٹ عہد شکنی پیشہ وران ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ع واقعات - ایک استغاثہ مسٹر پیٹ جن جیمس نے مجسٹریٹ کے روبرو رجوع کیا تھا جسمیں ملزم معاعلیہ پر جو ایک پیشہ ور شخص ہے یہ الزام لگایا تھا کہ اسنے مبلغ جو مستغیث کے مالک سے کسی کام کے کرنیکے واسطے لیا تھا اور وہ اس کام کے کرنیسے قاصر رہا ہے جبکہ مستغیث کا بیان لیا گیا تھا معلوم ہوتا تھا کہ معاہدہ اسنے نہ کیا تھا بلکہ مسٹر پیٹ جن نے کیا تھا اور عذر یہ تھا یا گیا تھا کہ زیر دفعہ ایکٹ مذکور استغاثہ نادرست طور پر رجوع کیا گیا ہے اسپر مسٹر پیٹ جن نے استغاثہ کو عدالت کی اجازت سے واپس لے لیا مگر مجسٹریٹ نے یہ حکم قلمبند کیا کہ ملزم "زیر دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کیا گیا ہے" ایک جدید استغاثہ بعد میں اسی مدعاعلیہ کے برخلاف مسٹر پیٹ جن نے اسی قصور کے متعلق رجوع کیا تھا - اسپر مجسٹریٹ نے تجویز ذیل صادر کی تھی "مسٹر پیٹ جن کن ایلو نے ملزم کے برخلاف استغاثہ زیر دفعہ ۱ ایکٹ عہد شکنی پیشہ وران کیا ہے - اسی عہد شکنی کیواسطے ایک استغاثہ مسٹر پیٹ جن کے ایجنٹ (مسٹر جیمس) نے کیا تھا اور اسکے واپس لئے جانے پر ملزم زیر دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کیا گیا تھا - ملاحظہ ہو تجویز مقدمہ نمبر ۲ سنہ ۱۹۱۰ع - ملزم اب یہ عذر کرتا ہے کہ زیر دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری وہ اسی جرم کیواسطے دوبارہ تجویز کئے جانیکا سزاوار نہیں ہے - مستغیث یہ حجت کرتا ہے کہ تجویز زیر حصہ اول دفعہ ۲ ایکٹ معاہدہ ایک فوجداری کارروائی نہیں ہے اسلئے مجموعہ ضابطہ فوجداری اسی تجاویز سے متعلق نہیں ہے

﴿ ریفرینس فوجداری نمبر ۲۲ و نمبر ۲۳ سنہ ۱۹۱۰ع زیر دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری بابت اس تجویز کے جو صادر کردہ بر ملزم منجانب مسٹر جے گوپال راؤ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایلور بمقدمات تعلق نمبر ۱ و نمبر ۲ سنہ ۱۹۱۰ع

سنہ ۱۹۱۰ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
لنگاسی ہو گیا

مگر انہوں نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ ایسی تجاویز کے واسطے ضابطہ کیا ہونا چاہیئے۔ انہوں نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام عبدالرحیم (۱) پر انحصار کیا ہے . . . فیصلہ مذکور ایک عبید ترفیصلہ صادر کردہ ماہ فروری سنہ ۱۹۰۹ء ہی۔ مگر وہ بالکل خلاف مقامی ہائی کورٹ کی کارروائیات نمبر ۲۳۴ مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۸۷۹ء کے ہی (ملاحظہ ہو مجموعہ ایڈ صاحب صفحات ۵۸۴ لغایت ۶۴) جسمیں صریح طور پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ عہد شکنی جس کی کہ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء متعلق ہو ایک ایسا جرم نہیں ہے جسکے واسطے ایک افسر پولیس بلا وارنٹ گرفتار کر سکے۔ اگر جیسا کہ مدراس ہائیکورٹ نے قرار دیا عہد شکنی ایک فوجداری جرم ہی تو مجموعہ ضابطہ فوجداری ایسے جرائم سے متعلق ہی اور ایسے مقدمات قابل اجراء سمن ہیں اسلئے وہ ضابطہ جو مقدمات قابل اجراء سمن کے واسطے مقرر کیا گیا ہے زیر دفعہ ۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری ملحوظ رکھا جانا چاہیئے۔ اگر یہ رائے درست ہو تو وہ شخص جو زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کیا گیا ہو اُسپر انہی واقعات کی بناء پر اُسی جرم کی تجویز نہیں کیجا سکتی صورت حالمیں واقعات ایک ہی ہیں تبدیلی صرف مستغیث کی کیگئی ہی استغاثہ اول اسوجہ سے واپس لیا گیا تھا کہ معلوم یہ ہوا تھا کہ معاہدہ مستغیث کے ساتھ نہیں کیا گیا تھا بلکہ وہ مقرر کرنیوالا یا مالک تھا یا وہ بطور ایجنٹ کے عمل کر رہا تھا۔ جیسا کہ دفعہ ایکٹ مذکور میں خاص کیا گیا ہے مستغیث حال نے یہ بیان کیا ہے کہ وہ خود مقرر کرنیوالا ہے اور کہ معاہدہ اُسی کیساتھ کیا گیا تھا مقدمہ اول میں ملزم بعد تجویز کے شروع کئے جانیکے بری کیا گیا تھا اسلئے زیر دفعہ ۴۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ملزم کی تجویز اُسی عہد شکنی کے واسطے نہیں کیجا سکتی بلحاظ فیصلہ مقامی ہائیکورٹ متعلقہ بالا کے جو بالکل صریح ہے میں حکم مزید کارروائیات کو منسوخ کرکے ملزم کو زیر دفعہ ۲۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بری کرتا ہوں۔

اس حکم برتیت کی نارضامندی سے پیروکار سرکار نے اپیل حال رجوع کیئے۔

مسٹر ڈی لیشمیر۔ منجانب پیروکار سرکار نے یہ عذر کیا کہ پہلے حکم کا منشاء مدعا علیہم کو بری کرنیکا تھا اسلئے وہ مانع کارروائی حال نہ تھا کیونکہ دراصل کوئی برائت نہ تھی مجسٹریٹ کے واسطے ناممکن تھا کہ پہلے الزام پر ملزم کو بری کرتا کیونکہ اُسوقت کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا۔ محض تعمیل معاہدہ کا ایک جرم زیر ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء نہیں ہے وہ جرم جسکے کہ متعلق سزا دیجا سکتی ہے اُسکا ارتکاب صرف اُسوقت کیا جاتا ہے جبکہ وہ پیشہ ور شخص جسکے برخلاف پہلے سے ایک حکم زیر ایکٹ مذکور صادر کیا گیا ہو حکم مذکور کی خلاف ورزی کرے

(۱) انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ہٹاسی لو کیا

اُسکی عدم تعمیل حکم مذکور ایک جرم زیر دفعہ ۲ ایکٹ مذکور بنائی گئی ہے۔

ملزم کیطرف سے کوئی وکیل نہ تھا۔

تجویز مقدمہ اپیل فوجداری نمبر ۲۲ - وہ جرم جوکہ بروئے ایکٹ عہد شکنی پیشہ وران ۱۸۵۹ء کی پیدا کیا گیا ہے ایک غفلت یا انکار پیشہ ور از تعمیل معاہدہ خود نہیں ہے بلکہ پیشہ ور کیطرف سے اُس حکم کی تعمیل سے قاصر رہنا ایک جرم بنایا گیا ہے جو مجسٹریٹ نے بمضمون صادر کیا ہو کہ وہ زر قرضہ ادا کردے یا معاہدہ کی تعمیل کرے صورت حال میں مستغیث نے مقدمہ کو قبل مجسٹریٹ کیطرف سے کسی حکم کے صادر کئے جانیکے واپس لیا تھا چنانچہ کوئی جرم زیر ایکٹ مذکور موجود نہ تھا اسلئے ملزم کسی جرم سے بری نکیا جا سکتا تھا ہمارے واسطے اس امر پر غور کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا مجموعہ ضابطہ فوجداری جرائم زیر ایکٹ مذکور سے متعلق ہے صورت حالیں کوئی جرم موجود نہ تھا اور مجسٹریٹ اس قیاس پر عمل کرنیمیں بالکل غلطی پر تھا کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری متعلق ہوتا ہے اور اوسکا یہ فرض ہے کہ زیر دفعہ ۲۴۹ مجموعہ مذکور ملزم کو بری کرے۔ مجسٹریٹ کا حکم جہانتک کہ اُسکے روسے مستغیث کو استغاثہ کے واپس لینیکی اجازت دیگئی ہے بحال رکھا جاتا ہے اور جہانتک کہ اسکا منشاء مدعا علیہ کو بری کرنیکا ہے وہ منسوخ کیا جانا چاہیئے۔

مقدمہ اپیل فوجداری نمبر ۲۳ - جو کچھ کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مجسٹریٹ کا حکم جو اس امر پر مبنی ہے کہ مدعا علیہ پہلے سے اس معاملہ میں بری کیا گیا ہے منسوخ کیا جانا چاہیئے ہم مجسٹریٹ کو ہدایت کرتے ہیں کہ مقدمہ کو پھر شامل کاغذات کر کے اُسے قانون کے مطابق فیصل کرے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرنلڈ وھائٹ صاحب چیف جسٹس و منسن صاحب جسٹس

۱۰ اپریل و ۱۰ جولائی
سنہ ۱۹۰۱ء

ملک معظم قیصر ہند **بنام** اتناکی[*]

مجموعہ تعزیرات ہند - ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۳۱۷ - بچہ کا قطع تعلق کرنیکی نیت سے ڈالدینا - جرم کے لوازمات -

ایک عورت کے برخلاف یہ الزام لگائے جانے پر کہ اُس نے اپنے بچے کو زیر دفعہ ۳۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند ڈالدیا یا چھوڑ دیا تھا سشن جج نے یہ باور کیا تھا کہ ملزمہ نے بچہ کو ایک خاص جگہ پر اس نیت سے ڈالدیا تھا کہ وہ نزدیک کے کسی مکان سے اُٹھایا جائیگا اور وہ اُسکی پرورش کریگا اور اس نے اس کو بنیاد قرار دیکر بری کر دیا تھا کہ اُس جرم کا ارتکاب نہیں کیا گیا تھا

---

[*] اپیل فوجداری نمبر ۱۹۰ سنہ ۱۹۰۱ء زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی فیصلہ تجویز سشن جج کنارہ جنوبی مقدمہ فوجداری نمبر ۱۵ سنہ ۱۹۰۰ء -

سنہ ۱۸۸۳ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

بنام

انساکی

الزام لگایا گیا ہے کیونکہ بچہ بالارادہ ایسی جگہ رکھا گیا تھا جہانکہ وہ پایا جاکر اوسکی حفاظت کیجاوے جیسا کہ فی الواقعہ ہوا تھا)

تجویز ہوئی کہ بریت ناجایز تھی جرم زیر دفعہ ۳۱۷ کی غرض سے کہ بچہ قطعی طور پر قطع تعلق کرنیکی نیت سے چھوڑ دیا جائے

اور ڈالدینا یا چھوڑ دینا کا طریق اور وہ نتایج جو غالباً اس سے پیدا ہوں ضروری لوازمات نہیں ہیں گو امور مذکور برئیت صادر کرنے

ضم سزا کے ملحوظ رکھے جا سکتے ہیں۔

اپیل پیش کردہ پیروکار سرکار زیر دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا رضی حکم برایت۔

واقعات تجویز ذیل میں بیان کئے گئے ہیں۔

پیروکار سرکار مسٹر ای بی پاول منجانب سرکار۔

تجویز۔ ملزمہ نے جو ایک بھیک مانگنے والی عورت ہے اور بیوہ ہے اپنے ولد الحرام بچہ کو جو قریباً تین ماہ کا تھا۔ ایک نالی میں کہدیا تھا جو ایک شخص مسمی کار تہا کے مکان سے قریباً ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر تھی اور وہ خود دوسرے گاؤں میں بغیر کسی شخص کو اپنی حرکت کی اطلاع دیئے کو چلی گئی تھی۔ اور بظاہر اوسکی نیت یہ تھی کہ کبھی اس بچہ کے پاس واپس نہ آوے۔ وہ بچہ کار تہا نے اٹھا لیا تھا اور وہ اسکی حفاظت کرتا رہا تھا مگر بچہ پہلے ہی سے بیمار رہتا تھا اور چند یوم بعد فوت ہو گیا شہادت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا ڈالدینا وجہ ہلاکت یا باعث ہلاکت بچہ کا تھا۔

سشن جج نے نتیجہ اخذ کیا تھا کہ ملزمہ کی یہ نیت تھی کہ بچہ کار تہا سے اٹھایا جاوے اور وہ اسکی حفاظت کرے کیونکہ وہ بچہ کو ایسے مقام پر چھوڑ گئی تھی جہاں سے کہ اسکا خاندان ندی میں سے پانی لیتا تھا اسلئے سشن جج نے ملزمہ کو اس جرم سے بری کیا جسکا کہ الزام اسپر زیر دفعہ ۳۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند لگایا گیا تھا انہوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ دفعہ مذکور کی تعبیر اسی اصول پر کیجانی چاہیئے جو کہ قانون انگلستان میں ظاہر کیا ہے اور کہ فعل کو مجرمانہ بنانے کیواسطے ضروری ہے کہ چھوڑ دینے کا ارتکاب ایسے واقعات کی موجودگی میں کیا جاوے جن سے کہ بچہ معرض خطر میں ہو صورت حال میں بچہ بالارادہ طور ایسے مقام پر رکھا گیا تھا جہانکہ وہ پایا جاوے اور اسکی حفاظت کیجاوے جیسا کہ کیا گیا تھا پس اس جرم کا جسکا کہ ملزمہ پر الزام تھا ایسے ارتکاب نہیں کیا گیا تھا۔ ملکہ معظمہ بنام فیلیلی (۱) کا حوالہ طلب کیا گیا۔

پیروکار سرکار نے اب گورنمنٹ کیطرف سے بنا رضی حکم برئیت سے اپیل کیا ہے۔ وہ مقدمہ جسکا کہ حوالہ فاضل جج نے دیا ہے اس بات کے لئے کوئی نہیں ہے جو اس سے اختیار کی ہے اور وہی مقدمہ ملکہ معظمہ

---

(۱) لا ریکیل رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۷

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
اناکی

بنام مرعی (۱) محولہ پیروکار سرکار سے متعلق ہوتا ہے۔

ہمکو اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ رائے جو فاضل جج نے اختیار کی ہے نادرست ہے عبارت دفعہ ۳۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند بالکل مختلف عبارت سٹیٹوٹ انگلستان ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۰ دفعہ ۲۷ سے ہے۔ موخر الذکر دفعہ کے الفاظ یہ ہیں "جو کوئی شخص ناجائز طور پر ایک بچہ کو جسکی کہ عمر دو سال سے کم ہو ڈالدے یا چھوڑ دے جس کی وجہ سے اُس بچہ کی زندگی معرض خطر میں ہو جائے یا اُس بچہ کی صحت میں مستقل طور پر خلل واقع ہو یا غالباً ہو سکے وہ بد اطواری کا مجرم ہوگا" اور الفاظ مجموعہ تعزیرات ہند یہ ہیں کہ "جو کوئی شخص کسی بارہ برس سے کم عمر طفل کا باپ یا ماں یا محافظ ہو کر اس طفل کو کسی جگہ اس نیت سے ڈالدے یا چھوڑ دے کہ اُس طفل سے قطع تعلق کرے تو شخص مذکور کو سزا دیجائے گی الخ" بروئے سٹیٹوٹ انگلستان کے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ بچہ کی زندگی معرض خطر میں ہو یا کہ اسکی صحت میں مستقل طور سے خلل واقع ہو یا واقع ہونیکا احتمال ہو برعکس قانون ہندوستان کے کوئی ایسی حد موجود نہیں ہے بروئے قانون ہندوستان جرم کا منشاء یہ ہے کہ بچہ کسی جگہ قطعی طور پر قطع تعلق کرنیکی نیت سے چھوڑ دیا جائے۔ اسوقت پر بہت سے دیگر مقامات تعزیرات ہند کیطرح واضعان قانون نے زیادہ تر نیت ملزم کو نتائج فعل سرزدہ کو نظرانداز کیا ہے جو نتائج کہ ایک ضروری لوازمہ جرم کا بروئے قانون انگلستان بناتے ہیں۔ عبارت متعلقہ دفعہ ۳۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند بالکل صریح اور غیر مذبذب ہے اور جہاں ایسی بات موجود ہو تو بغرض درستی متولہ التعبیر کے ہم کو عبارت مذکورہ سے تجاوز کرنا نہ چاہئے۔ دفعہ میں ایسے الفاظ ایزاد کئے جائیں جو اسمیں موجود نہیں اور جن سے کامل طور پر اسکی منشاء کے اثر میں خلل واقع ہو اگر واضعان قانون کا منشاء قانون انگلستان کو نافذ کرنیکا ہوتا تو انکو مناسب الفاظ میں ایسا کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آتی۔

طریق ڈالنے اور چھوڑنے کا اور وہ نتائج جو اغلباً اُس سے پیدا ہوں ضروری لوازمات جرم زیر مجموعہ تعزیرات ہند نہیں ہیں گو وہ عموماً جرم کی سنگینی پر جو ... اصرار کرتے وقت ملحوظ کیے جا سکتے ہوں۔

حکم دیتے ہیں کہ رہائی منسوخ کرکے ملزم ... پر دفعہ ۳۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند کی تجویز کرنی چاہیئے۔

---

(۱) ... [illegible]

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظم قیصر ہند
بنام
اننا کی

بلحوظی قابل رحم حالات ملزمہ کے اسے یہ معلوم کر کے کہ بچہ ایسی جگہ چھوڑ گیا تھا جہاں کہ وہ علانیہ دیکھا جائے اور اس کی حفاظت کیجائے ہماری یہ رائے ہے کہ خفیف تر حکم سزا قرین انصاف ہوگا

ہم یہ ہدایت کرتے ہیں کہ ملزمہ اننا کی کو چند ماہ کی قید سخت کا حکم دیا جائے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر ڈیویس صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس۔

۲۵ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

وینکٹا چالا ریدی وغیرہ (فریق مخالف و قائم مقامان متوفی مدعی) اپیلانٹان

بنام

وینکٹا راما ریدی و یک کس دیگر (ساین نمبر ۲ و فریق مخالف نمبر ۱) رسپانڈنٹان ٭

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳۶۸ - ایزادی فریقہائے منجانب اپیلانٹ بطور قائم مقامان متوفی رسپانڈنٹ کے - اپیل کا خارج ہونا - درخواست اجرا منجانب بعض قائم مقامان کے - تنازعہ مابین قائم مقامان در بارہ اس امر کے کہ آیا انمیں سے بعض ناجایز طور پر شامل کئے گئے تھے - سوال قابل فیصلہ بصیغہ اجرا۔

مدعی نے ایک نالش میں ایک ڈگری حاصل کی تھی مدعا علیہ نے اپیل کیا تھا اور دوران اپیل مذکور میں مدعی فوت ہو گیا تھا اسپر مدعا علیہ نے چند اشخاص کو بذریعہ ایک درخواست بعدالت زیر دفعہ ۳۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے شامل کرایا تھا انہوں نے بیان کیا تھا کہ وہ مدعی کے قائم مقامان ہیں اپیل مذکور ناکامیاب تھا اور ان اشخاص میں سے بعض نے جنکو کہ مدعا علیہ نے بطور قائم مقامان مدعی کے شامل کرایا تھا ایک درخواست اجرا کی تھی جسمیں دیگر قائم مقامان جو کہ اسی طرح اپیل میں شامل کئے گئے تھے اس وجہ پر شامل نہ کئے گئے تھے کہ وہ درحقیقت قائم مقامان نہیں ہیں مگر ان دیگر قائم مقامان نے کارروائیات اجرا میں شامل کئے جانیکا دعویٰ کیا تھا منصف نے درخواست مذکور کو بسبب آخری فقرہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ملتوی رکھا تھا اور فریقین کو یہ ہدایت کی تھی کہ اپنے اپنے حقوق کا فیصلہ جداگانہ نالش میں کرائیں حکم مذکور کی نسبت جو اپیل کیا گیا تھا جبکہ صاحب جج ضلع نے منسوخ کیا تھا اور منصف کو ہدایت کی تھی کہ سوال مذکور کا فیصلہ کرکے اجرا کے متعلق کارروائی کرے۔

٭ اپیل دوم متفرق دیوانی نمبر ۱۷ سنہ ۱۹۰۰ء بنا بر ڈگری کے سی منا ویدن راجہ ڈسٹرکٹ جج ارکاٹ شمالی متعلقہ اپیل نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر منسوخی حکم پی ایس کرشنیا ایکٹنگ منصف ضلع شولنگھر متعلقہ درخواست اجرا نمبر ۲۰۰۴ سنہ ۱۸۹۹ء متعلقہ مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۳۶۳ سنہ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۹۰۱ع
رنگیٹا چالا ریڈی وغیرہ
بنام
وینکٹا راما ریڈی وغیرہ

تجویز ہوئی کہ حکم ... جائز تہا منصف کو کوئی اختیار بصیغہ اجراء کے اس سوال کے از سر نو اٹہانیکا حاصل نہ تہا کہ آیا بعض اشخاص جو بطور قایم مقامان متوفی مدعی کے شامل مسل کئے گئے تہے اور اس حیثیت سے اپیل میں بہ حیثیت مناسب جانب ریسپانڈنٹ یا فریقین کے شامل کئے گئے تہے یا نہیں۔

درخواست واسطے اجراء ڈگری کے۔ نالش تہا مدعی مسمی پیرول ریڈی نے خلاف ایک تہا مدعا علیہ مسمی وینکٹا راما ریڈی کے رجوع کی تہی مدعی نے ایکڈگری حاصل کی تہی جسکی نارضی سے مدعا علیہ نے ایک اپیل رجوع کیا تہا دوران اپیل مذکور میں مدعی فوت ہو گیا تہا اور مدعا علیہ نے بعض اشخاص کو بطور قایم مقامان مدعی کے بذریعہ ایکدرخواست زیر دفعہ ۳۶۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے شامل کرایا تہا اس درخواست میں انہوں نے بیان کیا تہا کہ وہ جملہ اشخاص مدعی کی خاندان کے غیر منقسم اراکین ہیں اور وہ بطور ورثا اور قایم مقامان قانونی کے ایزاد کئے گئے تہے۔

اپیل حسب ضابطہ بطور پر بغرض سماعت پیش ہوا تہا اور ابتدائی ڈگری بحال کہی گئی تہی ان اشخاص میں سے بعض نے جنکو کہ مدعا علیہ نے بطور قایم مقامان مدعی کے فریق بنایا تہا اب اجراء ڈگری مذکور کی درخواست کی ہے درخواست مذکور میں وہ دیگر اشخاص شامل نہیں کئے گئے جنکو کہ مدعا علیہ نے شامل کیا تہا۔ سایل نے انکے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ بعد وصل ابتدائی مدعی کے قایم مقامان نہ تہے اور نہ صرف سایلان ہی انکے قایم مقامان ہیں۔ دیگر مدعیہ قایم مقامان نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ بہی مشترک طور پر زر ڈگری کے مستحق ہیں اور انہوں نے اجراء میں شامل ہونیکے استحقاق کا دعوی کیا تہا۔ سایلان حال نے یہ عذر کیا تہا کہ یہ سوال کہ در اصل قایم مقامان کون تہے ایسا سوال نہ تہا جو کارروائیات اجراء میں منفصل کیا جا منصف ضلع نے اجراء کو ملتوی رکہکر فریقین کو ... نالش ... بابت ... آخری ... دفعہ ۲۴۴ کی بحثی اور درخواست کو نامنظور کیا تہا۔

اس حکم کی نارضی سے سائل ... نے اپیل کیا صاحب جج ضلع کے روبرو ... عذر تہا ... کیا گیا تہا کہ ... ہو نہیں سکتا مگر وہ مقدمہ جیتا تہل بنام ورو ... (۱) کی سند پر ... صاحب جج نے ... لکشمی بائی بنام بالکرشنا (۲) و کرشنپا ہو لا بنام ... (۳) ... بنام ... (۴) کا حوالہ دیکر یہ تجویز کیا تہا کہ صرف ایک ہی امر جو کارروائیات اجراء میں تصفیہ طلب ہے یہ ہے کہ آیا ریسپانڈنٹان بہی متوفی ڈگری دار کے قایم مقامان ہیں اور سوال یہ ہے کہ آیا اپیلانٹ جسنے ایکدفعہ خود اپنے صرف سے ڈگری حاصل کرنیکی تکلیف اٹہائی ہے

(۱) اپیل بنارضی حکم اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۶ع (غیر رپورٹ شدہ)

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۶۵

(۳) اپیل بنارضی حکم اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۶ع (غیر رپورٹ شدہ)

(۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۰

سنہ ۱۹۱۰ء
وینکٹا پاورنیدو وغیرہ
بنام
وینکٹا پالاریدی وغیرہ

اس امر پر مجبور کیا جانا چاہیئے کہ اور روپیہ صرف کرکے جدید ڈگری حاصل کرے قبل اسکے کہ وہ اجرا کرا سکے
رسپانڈنٹان کا عذر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹ اور وہ ملکر ایک غیر منقسمہ خاندان تہے اور یہ صحیح ہے کہ اپیلانٹ نے
کوئی عذر نکیا تہا جبکہ رسپانڈنٹان حال شامل کئے گئے تہے شمولیت مذکور مدیون ڈگری کی درخواست پر کر لیگئی
تہی یہ امر بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ رسپانڈنٹان نے کوئی کارروائیات اپیل کی تردید کیواسطے نکی تہیں
اور یہ اغلب ہے بلکہ ہے کہ وہ کوئی کارروائی جدید نالش خود اپنے صرف سے کر سکینگے اغلب ہے کہ کسی ایسی نالش میں جملہ
اقسام کی ضمنی تنقیحات اٹہائی جائینگی جنکا کوئی تعلق اس مقدمہ سے نہو جو کہ کارروائیات حال میں فیصل کیجانے
ہیں مزید براں انکا عذر یہ نہیں ہے کہ اپیلانٹ قایم مقام ... نہیں ہے کہ وہ ہی متوفی ڈگریدار کے قایم
مقامان میں اپیلانٹ متوفی کا بیٹا ہے اور ... یہ خلاف اس عدالت کے فیصلہ نہیں ہے
کہ بطریق اجرا کے احکام صادر کرنے سے جنکے کسی ... میں مثل واقعہ ہذا دفعہ ۲۳۴ کی رو سے
عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ خاص حکم واسطے محفوظیت حقوق رسپانڈنٹان یا کسی اور فریق ثانی کے صادر کرے
اور اپیلانٹ نے آمادگی ظاہر کی ہے کہ کسی قسم کی ضمانت ... کہ طلب کیجائے مہیا کرے اسلئے میری رائے میں امر
متنازعہ ایک ایسا امر ہے جو صیغہ اجرا میں فیصل کیا جانا چاہیئے "
اُسنے منصف کے حکم کو منسوخ کرکے اسکو ہدایت کی تہی کہ بعد سوال زیر بحث کا فیصلہ کرنیکے اجرا کی کارروائی
شروع کرے -

اس حکم کی نارضی سے مدعیان نمبر ۲ لغایت ۱۵ نے اپیل حال رجوع کیا -

سندرا اباد منجانب اپیلانٹان نے یہ عذر کیا کہ منصف کا حکم غلط تہا اور کہ صاحب جج ضلع نے بہی منصف کو
ایکی درخواست زیر دفعہ ۲۳۴ میں اس امر کے فیصل کرنیکی ہدایت کرنیمیں غلطی کی ہے کہ درحقیقت قایم مقامان کون ہے
درخواست مناسب طور سے خارج کیجانی چاہیئے تہی اور فریقین کو اپنے دعاوی کے نالش علیحدہ میں فیصل کرنیکی
ہدایت کیجانی چاہیئے تہی زیر دفعہ ۲۳۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی جب ایک اپیلانٹ فوت ہوجاتا تو اپیلانٹ مجاز ہے
کہ کسی شخص کو جسکو کہ وہ آخری فیصلہ نالش کیواسطے ضروری سمجہے شامل کرائے اور اسی دفعہ کے تابع وہ شخص
جو اسطرح پر شامل کیا گیا ہو یہ عذر کر سکتا ہے کہ وہ خود درحقیقت قایم مقام نہیں ہے مگر اوسکو کوئی اختیار ایسا
عذر کسی اور شخص کے متعلق حاصل نہیں گو کہ حکم صادرہ زیر دفعہ ۲۳۴ قابل اپیل ہے -

سنہ ۱۹۱۵ء

رنگیشا چاری وغیرہ

بنام

رنگمارا ریڈی وغیرہ

مقدمہ چیتا تہل بنام وردوجا جاپاپائی (۱) میں جسکا کہ حوالہ صاحب جج ضلع نے دیا ہی عدالت ضلع نے یہہ قرار دیا تہا کہ ایک اپیل ہوسکتا ہے مگر فیصلہ مذکور بر طبق اپیل دوم ہائیکورٹ نے منسوخ کیا تہا انہوں قرار دیا تہا کہ کہ منصف کے حکم کی نا راضی سے کوئی اپیل نہو سکتا تہا۔

سوا سا ایار مستجاب رسپانڈنٹان نمبر ۱ نے یہ استدعا کی کہ یہ سوال کہ درحقیقت فریقہا کون تھے ایک امر منا طور پر صیغہ اجرا میں فیصل کیے جانیکے قابل تہا مقدمہ لکشمی بائی بنام بالکرشنا (۲) سے یہ ظاہر ہوتا تہا کہ اگرچہ سوال مذکور بر طبق اپیل کی بہی اٹہایا جائے تاہم عدالت اوسکو فیصل نہیں کر سکتی اور اسکی نسبت بر طبق اجرا کے کاروائی کیجانی چاہیئے وہ رسپانڈنٹان جنکی کیطرف سے وہ حاضر ہوا تہا صرف قائم مقامان تہو نہ کہ فریقہائے سا اگر انکی یہ خواہش ہوتی کہ دیگر اشخاص کے شامل کیے جانیکی نسبت اعتراض کریں تاہم دفعہ ۳۶۸ کے تحت کوئی اختیار ایسا کرنیکا عطا نہ کیا گیا تہی بروے دفعہ ۲۳۴ کے شمولیت کا اختیار صرف مدعی کو دیا گیا ہے اور مدعا علیہم اسمیں یہ سوال نہیں اٹہا سکتے تہا کہ مدعیان ایسا کرنیکے مجاز زیر دفعہ ۴۷ ہیں مقدمہ محمد حسین بنام خوشحال (۳) میں جہاں یہ تفصیل کیا گیا تہا کہ عدالت کو اسکا فیصلہ کرنا چاہیئے

محمود صاحب جسٹس نے دوسرے جج سے اختلاف کیا تہا اور اُسنے مقدمہ اتہیا یا بنام ایاناد (۴) کی پیروی کی تہی جسمیں مقدمہ لکشمی بائی بنام بالکرشنا (۲) کی پیروی کیگئی تہی (محمود صاحب جسٹس نے یہ ظاہر کیا تہا کہ مقدمہ لکشمی بائی بنام بالکرشنا (۲) قبل ایکٹ ۱۸۸۲ء کے فیصل کیا گیا تہا جسمیں کہ آخری فقرہ متعلق یہ "قائم مقامان قانونی" پہلی دفعہ درج کیا گیا ہے۔) موجودہ دفعہ کی رو سے عدالت کو ہدایت دیگئی ہے کہ ایک مدعا علیہ کو آزاد کرے مگر اوسکو کوئی اختیار اسکے خارج کرنیکا نہیں دیا گیا اُسنے یہ استدعا کی تہی کہ ایک اپیل زیر ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ بنا راضی حکم منصف کی ہو سکتا تہا اُسنے مقدمہ سوامی نائیکر بنام رتناسامی نائیکر (۵) کا حوالہ دیا تھا۔

تجویز۔ ہم اپیلانٹ کے وکیل کو اس عذر کو تسلیم کرنیکے نا قابل ہیں کہ کوئی اپیل صاحب جج ضلع کی پاس نہو سکتا تہا کیونکہ منصف ضلع نے کسی سوال زیر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا فیصلہ نہ کیا تہا کیونکہ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ منصف نے ایک حکم مشعر انکار درخواست اجرا ڈگری صادر کیا تہا جبتک کہ اس سوال کا تصفیہ بذریعہ جداگانہ نالش کے نہ کرایا جائے کہ ابتدائی مدعی کی قائم مقامان قانونی کون ہیں صاحب جج ضلع کا حکم بر طبق اپیل جسکے رو سے ایسی تحقیقات کے بر طبق اجرا کیے جانیکی ہدایت کی گئی تہی ہمارے نزدیک بحال نہیں رکہا جا سکتا

(۱) اپیل بناراضی حکم اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۹۱۲ء غیر رپورٹ شدہ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۶۵۴۔

(۳) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۲ (۴) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۰

(۵) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۵۶۸

سنہ ۱۹۱۱ء
وینکٹا چالاریری وغیرہ
بنام
وینکٹا راما ریری وغیرہ

منصف کو کوئی اختیار بصیغہ اجراء اس سوال کو از سر نو اٹہانیکا حاصل نہتہا کہ آیا وہ اشخاص جو بطور قائممقام متوفی مدعی کے شامل کئے گئے تہے اور اسی حیثیت سے اپیل میں ریسپانڈنٹ بنائے گئے تہے مناسب طور پر بطور فریق شامل کئے گئے تہے یا نہیں۔ معاملہ مذکور کا فیصلہ عدالت اپیل نے قبل صدور ڈگری کے کیا تہا اور اسکی متعلق اجراء میں اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

اسلئے صاحب جج ضلع کا حکم منسوخ کیا جاتا ہے اور نیز منصف ضلع کا وہ حکم جسکے روسے ورثاء کو نالش کی ہدایت کیگئی ہے منصف ضلع کو ہدایت کیجاتی ہے کہ درخواست تولینے کا غذات میں پہر شامل کرکے اسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرے۔ خرچہ نتیجہ مقدمہ پر منحصر اور منتقب ہوگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیوس صاحب و منرو صاحب جسٹس

۲۶ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

کلشمانن چیٹی (مدعی ڈگری) اپیلانٹ **بنام** کتایان چیٹی (مدعا علیہ) ریسپانڈنٹ *

ایکٹ میعاد۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۹۔ درخواست اجراء زائد از عرصہ تین سال بعد پہلی درخواست کے مدیون ڈگری کیطرف سے میعاد کا عذر لیا جانا۔ درخواست مذکور کا فیصل ہونا۔ مابعد کی درخواست اجراء۔ مدراس و جبر پر کہ پہلی درخواست زائد المیعاد تہی۔ امر فیصل شدہ۔

ایک ڈگری ۱۶ مارچ ۱۸۹۳ء کو حاصل کیگئی تہی اور ایک درخواست اجراء ۸ فروری سنہ ۱۸۹۷ء کو پیش کیگئی تہی دوسری درخواست اجراء جولائی سنہ ۱۸۹۷ء کو پیش کی گئی تہی۔ جبکہ مدیون نے باوصف اسکا علم ہونیکے میعاد کا عذر نہ اٹہایا تہا درخواست مذکور پر ایک حکم بابت اجراء وارنٹ گرفتاری مدعا علیہ کے جاری کیا گیا تہا اور وارنٹ مذکور حسب ضابطہ جاری ہوا تہا درخواست مذکور سے تین سال اندر درخواست اجراء حال کیگئی تہی عذر یہ کیا گیا تہا کہ چونکہ درخواست سنہ ۱۸۹۷ء اس سے پہلے درخواست سنہ ۱۸۹۳ء سے زائد عرصہ تین سال بعد کیگئی تہی اسلئے وہ زائد المیعاد تہی اسلئے درخواست حال بہی زائد المیعاد ہونی چاہیے۔

---

* اپیل دوم متفرق دیوانی نمبر ۵ سنہ ۱۹۱۱ء متنازعہ حکم ایچ ہوبرلی صاحب ڈسٹرکٹ جج مدورا مقدمہ اپیل نمبر ۱۵ سنہ ۱۹۱۰ء منسوخ حکم ڈی ورایسا می ایا منصف ضلع ترنگودی متعلقہ درخواست اجراء نمبر ۲۳۳ سنہ ۱۹۱۰ء مقدمہ نالش ابتدائی نمبر ۶۲۵ سنہ ۱۸۹۲ء

۱۹۰۱ء

لکشمنن چیٹی بنام سنناتن چیٹی

تجویز ہوئی کہ مدیون ڈگری اب اُس عذر کے کرنیکا مجاز نہتا کہ ۱۸۹۰ء کی درخواست زائدالمیعاد تہی اسکو درخواست مذکور کا علم حاصل تہا اور اُسنے کوئی اعتراض اُسوقت نہ کیا تہا جبکہ قبل درخواست مذکور کے اجرا کا حکم دیا گیا تہا جو ایک فیصلہ درخواست مذکور تہا حکم مذکور پر عمل کیا گیا تہا اور اُسکی ناراضی سے کوئی اپیل نہ کیا گیا تہا اسلئے یہ سوال کہ آیا درخواست ۱۸۹۰ء زائدالمیعاد تہی ایک امر فیصل شدہ تہا کیونکہ اُس عدالت کو جسنے کہ اجرا کا حکم دیا تہا اس امر کے فیصل کرنیکا اختیار حاصل تہا کہ آیا ڈگری زائدالمیعاد ہے اور اُسنے ایک حکم ڈگری مذکور کے اجرا میں صادر کیا تہا اسلئے مقصود یہ کیا جانا چاہئیے کہ اُسنے یہ فیصل کیا تہا کہ درخواست مذکور زائدالمیعاد نہیں ہے۔

منگل پرشاد ڈچیٹ بنام گریجا کنٹ لاہری چودہری دلا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۸ صفحہ ۱۲۳ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۱) کی پیروی کی گئی۔

درخواست بصیغہ اجرا۔ ایک ڈگری بحق سائل کے مبلغ اسامی سے کی ۱۶ مارچ ۱۸۹۳ء کو صادر ہوئی تہی۔ درخواستہائے اجرا ۸ فروری ۱۸۹۴ء اور ۲ جولائی ۱۸۹۷ء (درخواست اجرا نمبر ۵۲۴ ۱۸۹۷ء) کو گئیگئی تہیں درخواست حال ۵ جنوری ۱۹۰۰ء کو گئیگئی تہی مدیون ڈگری نے اب یہ عذر کیا تہا کہ درخواست نمبر ۵۲۴ زائدالمیعاد تہی کیونکہ اُس سے اور اُس پہلی درخواست ۸ فروری ۱۸۹۴ء کے مابین تین سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا تہا سائل نے یہ جواب دیا تہا کہ مدیون ڈگری عذر مذکور کے کرنیسے ممتنع ہے کیونکہ اُسنے وہ عذر بروقت فیصل کئے جانے درخواست اجرا نمبر ۵۲۴ ۱۸۹۷ء کے نہیں کیا تہا گو اُسکو درخواست مذکور کا علم تہا معلوم ہوتا ہے کہ درخواست مذکور پر اجرا کا حکم دیا گیا تہا اور ایک وارنٹ واسطے گرفتاری مدیون کے جاری کیا گیا تہا جسکی ناراضی سے کوئی اپیل نہ کیا گیا تہا منصف نے مقدمہ منگل پرشاد ڈچیٹ بنام گریجا کنٹ لاہری چودہری (۱) کی پیروی کرکے یہ قرار دیا تہا کہ سوال مذکور فیصل کردہ متصور کیا جانا چاہئیے اور کہ وہ پہر اُٹہایا نہیں جاسکتا۔ اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ درخواست مذکور زائدالمیعاد تہی مدیون ڈگری نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جسنے اپیل کو منظور کیا۔

اس حکم کی ناراضی سے سائل نے اپیل حال رجوع کیا ہے

ونکٹا راماسستری منجانب اپیلانٹ نے یہ عذر کیا تہا کہ منصف کا حکم درست تہا اور مدیون ڈگری اس عذر کے کرنیسے ممتنع تہا کہ درخواست ۱۸۹۷ء زائدالمیعاد تہی کیونکہ اُس نے پہلے یہ عذر نہ کیا تہا اُسنے مقدمہ منگل پرشاد ڈچیٹ بنام گریجا کنٹ لاہری چودہری (۱) پر باظہار اس امر کے انحصار کیا تہا کہ سوال مذکور امر فیصل شدہ تہا۔ نیز اُسنے مقدمہ شیخ بدن بنام رام چندر پوچکیا (۲) کا حوالہ دیا تہا جس میں مقدمہ منگل پرشاد ڈچیٹ بنام گریجا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ و لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۸ صفحہ ۱۲۳ (۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۵۳۷۔

سنہ ۱۹۰۱ء
گلستان چیٹی
بنام
کتایان چیٹی

کنٹالاسری چودہری (۱) کا حوالا دیا گیا تہا ملاحظہ ہو مجموعہ بدراہات بنام ونکیٹش کوندشانہوگ (۲) ورام کرپال شکل بنام مستاۃ روپ کواری (۳)

کے سر خواسا یا نگر منجانب سپانڈنٹ یہ حجت کی کہ وہ حکم جبکہ معاملہ کو امر فیصل شدہ بنانیکے واسطے استعمال کیا گیا ہے بغیر واقعی نوٹس بحق اُسکے موکل کے دیئے جانیکے صادر کیا گیا تہا (ڈیوس صاحب جسٹس: نوٹس تہارے موکل کو نام جاری کیا گیا تہا اور سکو یہ قرار دینا چاہیئے کہ ایک کافی لتعمیل نوٹس کی گئی تہی)۔

تجویز۔ ہماری رائے یہ ہے کہ مدعا علیہ اب اُس عذر کے کرنیکا مجاز نہیں ہے کہ درخواست نمبر ۲۱۹ سنہ [illegible] زائد المیعاد تہی اوس کو درخواست مذکور کا علم تہا اور آس نے اسکے متعلق کوئی عذر نہ اٹہایا تہا اسپر منصف نے اجرا کا حکم دیا تہا اور ایک وارنٹ واسطے گرفتاری مدعا علیہ کے حسب ضابطہ طور پر جاری کیا گیا تہا وہ ایک فیصلہ درخواست تہا اور مزید براں اُسپر عمل کیا گیا تہا اور اُسکی نارضی سے کوئی اپیل نہیں کیا گیا اسلئے قرار دیا جانا چاہیئے کہ یہ سوال کہ آیا درخواست نمبر ۲۱۹ زائد المیعاد تہی۔ امر فیصل شدہ تہا۔ باستعمال الفاظ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے سبارڈینیٹ جج کو ۸ اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء کی درخواست پر اختیار سماعت اس امر کے فیصل کرنیکا حاصل تہا کہ آیا ڈگری ۸ اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء کو زائد المیعاد تہی اور اُس نے حکم دیا تہا کہ قرقی جاری کیجانی چاہیئے۔ خواہ وہ غلطی پر ہو یا درستی پر اسکی نسبت یہ تصور کیا جانا چاہیئے کہ اُس نے یہ فیصل کیا تہا کہ وہ زائد المیعاد نہ تہی منگل پرشاد دیچیت بنام گریجا کنٹ لاہری چودہری (۱)۔

چنانچہ ہم صاحب جج ضلع کے حکم کو منسوخ کرکے ہدایت کرتے ہیں کہ اجرا حسب استدعا کیا جائے۔ اپیلانٹ کا کل خرچہ سپانڈنٹ ادا کیا جانا چاہیئے۔

(۱) لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد [illegible] صفحہ ۱۴۳ و انڈین لاء رپورٹ کلکتہ جلد [illegible] صفحہ ۱۰۔

(۲) انڈین لاء رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ [illegible]۔

(۳) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ و لاء رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۱ صفحہ ۳۷

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیوس صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس

۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

اپورا ذرفریق مخالف علیہ ، اپیلانٹ **بنام** راماکرشنا چٹیار دسائل مدعی ، رسپانڈنٹ *

ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ - کارروائی تعمیل اجرار - ڈگری جسمیں محالکہ کی تحریر کرنے اور خرچہ کی ادائیت نیگئی ہو - خرچہ کا اجرا میں وصول کرنا - درخواست واسطے موثر کرانے تحریر محالکہ زائد از عرصہ تین سال پہلے ما بعد کی درخواست واسطے خرچہ کارروائیات اجرار کے میعاد -

ایک ڈگری سنہ ۱۸۱۲ء میں صادر کیگئی تہی جسکے رو سے مدعا علیہ کو ہدایت کیگئی تہی کہ ایک محالکہ تحریر کرے جسمیں کوئی حکم خرچہ کا متعلق نہ دیا گیا تہا عدالت اپیل نے ڈگری مذکور کو بحال کیا تہا اور خرچہ بھی دلایا تہا خرچہ مذکور معہ خرچہ کارروائیات اجرار سنہ ۱۸۱۳ء میں وصول کر لیا تہا اب دماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء میں مدعی نے ایکدرخواست اجرار واسطے موثر کرانے تحریر محالکہ بہ ہدایت عدالت کی ہے کہ درخواست زائد المیعاد نہیں ہے کیونکہ اس سے پہلے درخواستہائے اجرار سنہ ۱۸۸۵ء و سنہ ۱۸۸۶ء و سنہ ۱۸۸۹ء و سنہ ۱۸۹۲ء و سنہ ۱۸۹۵ء میں گئی تہیں دو آخری درخواستہائے اُس خرچہ کے دلاپانے کیواسطے گئی تہیں جو بحق کارروائیات اجرار میں دلایا تہا نہ کہ واسطے موثر کرانے تحریر محالکہ کے - آخری درخواست دادرسی مذکورہ کے واسطے سنہ ۱۸۹۲ء میں کیگئی تہی -

تجویز ہوئی - کہ درخواست زائد المیعاد تہی درخواستہائے سنہ ۱۸۹۵ء و سنہ ۱۸۹۶ء واسطے خرچہ کارروائیات اجرار کے درخواست اجرا ابتدائی ڈگری یا اجرار کسی جزو ڈگری مذکور کے نہ تہیں -

درخواست بصیغہ اجرا - سائل نے زیر دفعہ ۲۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکدرخواست واسطے موثر کرانے اس ڈگری کے کی تہی جو اُسنے ایک نالش میں حاصل کی تہی جو واسطے جبرا قبول کرانے ایک دوامی پٹہ کے اور تحریر کرانے محالکہ کے رجوع کی تہی مدعا علیہ بتاریخ ارجاع نالش نابالغ تہا اور مدعا علیہ نمبر ۲ اُسکا ولی بنایا گیا تہا ڈگری مذکور دسنہ ۱۸۸۱ء میں یہ ہدایت کیگئی تہی کہ مدعا علیہ نمبر ۱ کو پٹہ قبول کرنا چاہیئے اور محالکہ تحریر کر دینا چاہیئے بابت خرچہ کے متعلق کوئی حکم نہ دیا گیا تہا - مگر خرچہ عدالت اپیل نے عطا کیا تہا جب مدعا علیہ نمبر ۱ بالغ ہوا تہا تو اُسنے ڈگری مذکور کے برخلاف

---

* اپیل و متفرق دیوانی نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۱ء بنا راضی ڈگری ایل سی ملر صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج سالم مقدمہ اپیل نمبر ۸۲ سنہ ۱۹۰۰ء منسوخ بحالی ڈگری ایس سرینواسا اینگر منصف ضلع کرشناگری مقدمہ درخواست اجرار نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۹ء در نالش ابتدائی نمبر ۱۰۶۲ سنہ ۱۸۸۱ء عدالت منصف ضلع دہرماپوری

سنہ ۱۹۰۱ء فریب منسوخ کرانے کی کوشش کی تھی مگر وہ ناکامیاب ہاتہا مدعی نے ڈگری مذکور کے اجراء کی درخواست بخلاف
اپیداؤ معاعلیہ نمبر ایک کے کی سو معاعلیہ نے یہ عذر کیا ہے کہ درخواست مذکور زیر دفعہ ۲۰۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زائد المیعاد ہے وہ خرچہ
بنام جسکا کہ حکم عدالت اپیل نے دیا تہا سنہ ۱۸۸۳ء کے اجراء میں وصول کیا گیا تہا مابعد کی درخواستہائے حسب ذیل کیگئی تہیں
راماکرشنا چیٹیار سنہ ۱۸۸۵ء میں ایکدرخواست واسطے دلاپانے خرچہ درخواست سنہ ۱۸۸۳ء کے کیگئی تہی سنہ ۱۸۸۶ء میں ایکدرخواست واسطے
اجراء بتحریر مچلکہ اور وارنٹ گرفتاری واسطے خرچہ پہلی درخواست کے کیگئی تہی سنہ ۱۸۸۶ء میں اسی درسی کیواسطے درخواست
کیگئی تہی سنہ ۱۸۸۹ء میں خرچہ کیواسطے ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء میں واسطے خرچہ اور بتحریر کرانے مچلکہ کے ماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء
میں بھی واسطے خرچہ اور بتحریر کرانے مچلکہ سنہ ۱۸۹۵ء اور سنہ ۱۸۹۶ء میں واسطے وصولی خرچہ صرف اجرار کی نہ کہ واسطے تحریر کرانے
مچلکہ کے درخواست اجراء حال ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء کیگئی تہی منصف ضلع نے یہ قرار دیا تہا کہ درخواست مذکور زائد المیعاد
نہیں تھی کیونکہ ڈگری اس قسم کی نہ تہی جیسی کہ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں مذکور ہے اور نیز اسوجہ سے کہ پہلی درخواستہائے
اجراء سنہ ۱۸۹۴ء و سنہ ۱۸۹۵ء اور سنہ ۱۸۹۶ء میں کیگئی تہیں یہ بھی عذر کیا گیا تہا کہ درخواست مذکور ممنوع السماعت ہے
مگر یہ عذر بھی منصف نے منظور نہ کیا تہا کیونکہ پہلی درخواست جسپر کہ انحصار کیا گیا تہا واسطے وصولی خرچہ کی تہی
جسکا پہ جوئی کا کوئی تعلق دادرسی متدعویہ حال کیساتہہ نہیں ہے مگر ایک اور وجہ پر منصف نے درخواست کو خارج
کیا تہا جسنے یہ قرار دیا تہا کہ درخواست زائد المیعاد نہیں ہے اسنے اپیل کو منظور کیا تہا اور اجرار کا حکم دیا تہا۔
اس حکم کی ناراضی سے مدیون ڈگری نے اپیل حال رجوع کیا۔
رامچندر راؤ صاحب منجانب اپیلانٹ نے یہ بحث کی کہ درخواست زائد المیعاد ہے وہ آخری درخواست
جسپر کہ بطور محفوظ کنندہ میعاد کے انحصار کیا گیا ہے صرف خرچہ کیواسطے تہی اور وہ کاروائی ممد اجراء نہ تہی کیونکہ
خرچہ مذکور صرف ضمنی خرچہ تہا اور اہم دادرسی عطا کردہ بروے ڈگری میں شامل نہ تہا خرچہ مذکور وصول
کیا گیا تہا مگر وہ چارہ جوئی جسکی اب استدعا کیگئی ہے مچلکہ تحریر کرانے کی ہے جسکی میعاد درخواست خرچہ سے محفوظ
نہ ہو سکتی تہی۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ایراو
بنام
مالکرشنا پٹیار

سواسامی ایار منجانب رسپانڈنٹ نے یہ حجت کی کہ درخواست خرچہ ۱۸۹۰ء میعاد کو محفوظ کرتی تہی یہ ضروری نہ تہا کہ ہر ایک درخواست اجراء کل دادرسی عطا کردہ بروئے ڈگری کیواسطے کیجائے ایک ڈگری اجراء کنندہ ہر ایک درخواست میں مختلف دادرسی کی استدعا کر سکتا ہے باوجود اسکے ڈگری حسب منشاء دفعہ ۱۹۰ ازروئے منہی ہے گو وہ خرچہ جو ۱۸۹۴ء سے بعد وصول کیا گیا ہے ضمنی خرچہ کارروائیات اجراء کا تہا تاہم وہ خرچہ صرف ابتدائی ڈگری کے تابع وصول کیا جا سکتا تہا اسلئے انکی وصولی ایک وصولی بصیغہ اجراء ابتدائی ڈگری کی تھی اور وہ ایک کارروائی بتہ اجراء ڈگری ابتدائی تھی۔

تجویز:- ابتدائی ڈگری کے رو سے ہدایت کیگئی تہی کہ مدعا علیہ محلکہ تحریر کردے مگر اسمیں مدعی کو کوئی خرچہ نہ دلایا گیا تھا۔ عدالت اپیل نے مدعی کو خرچہ کی بہی ڈگری کردی تہی۔ اجراء ڈگری میں سے صرف محلکہ کا منجانب اپیلانٹ کے تحریر کرانا باقی بچا تھا جس بغرض کیواسطے آخری درخواست ۲۱ دسمبر ۱۸۹۲ء کو کیگئی تہی اور درخواست حال جو ۴ ستمبر ۱۸۹۹ء کو قریباً پانچ سال بعد اسی درخواست کے کیگئی ہے صریح طور پر زائد المیعاد ہے۔ درخواستہائے ۱۸۹۵ء و ۱۸۹۶ء ضمنی خرچہ اجراء کیواسطے کیگئی تہیں اور وہ درخواستہائے بغرض اجراء ڈگری یا کسی جزو ڈگری کے نہ تہیں۔ اپیل منظور کیا جاتا ہے اور درخواست اجراء مع اپیلانٹ کے کل خرچہ کے خارج کی جاتی ہے۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر آرنلڈ وہائیٹ صاحب چیف جسٹس و مسٹر جسٹس بنسن صاحب

۱۹۱۰ء* ۲۲ و ۲۳ جولائی ۱۹۱۰ء

ملک معظم قیصر ہند **بنام** ایاّن (ملزم مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۱۷ سنہ ۱۹۱۰ء) و ویلایا اور ایّا (ملزم مقدمہ نگرانی ...)

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعہ ۵۳۰ - تجویز ملزم منجانب ایسے مجسٹریٹ کے جسکا اختیار قانوناً نہ دیا گیا ہو -

جہوٹی گواہی دینے کا الزام زیر دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند - تجویز منجانب مجسٹریٹ درجہ اوّل گو واقعات سے جرم زیر دفعہ ۱۹۴ بہی ثابت ہو - اختیار سماعت -

بعض گواہان نے ایک ابتدائی تحقیقات روبرو مجسٹریٹ میں بیانات دیئے تہے جو ایک مقدمہ قتل عمد میں کیجاتی تہی اور انہوں نے بیانات مذکور کی تردید بروقت تجویز کے عدالت سشن میں کی تہی اسپر سشن جج نے منظوری دی تہی کہ انپر جہوٹی گواہی دینے کیواسطے نالش کیجائے جو ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند اور قابل تجویز مجسٹریٹ درجہ اوّل ہے اس ڈپٹی مجسٹریٹ نے جسنے کہ انکی تجویز کی تہی انکو مجرم قرار دیا تہا اور ملزمان نے اپیل کیا ہے اور اپیل کی ایک اور عدالت سشن میں سماعت کیواسطے ارسال کیگئی سشن جج نے یہ قرار دیا تہا کہ چونکہ جہوٹے بیانات بجواب الزام قتل عمد کے کئے گئے تہے اسلئے وہ جرم جسکے کہ واسطے ملزمان کی تجویز کیجانی چاہیئے تہی دفعہ ۱۹۴ مجموعہ تعزیرات ہند کی ذیل میں آتا تہا اسلئے انکی تجویز صرف عدالت سشن کرسکتی تہی نہ کہ مجسٹریٹ درجہ اوّل اُسنے انکی تجویز منجانب مجسٹریٹ درجہ اوّل کو زیر دفعہ ۵۳۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کالعدم متصور کرکے انکی تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کیا تہا اور انمیں سے ایک کو عدالت سشن کی سپرد بغرض تجویز زیر دفعہ ۱۹۴ مجموعہ تعزیرات ہند کیا تہا اور دیگر ملزمان کی صورت میں کوئی حکم نہ دیا تہا کیونکہ انکی رائے میں جس قدر سزا وہ بہگت چکے تہے کافی تہی -

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور غلط تہا کیونکہ مجسٹریٹ درجہ اوّل کی کارروائیات حسب منشاء دفعہ ۵۳۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کالعدم نہیں -

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنڈیا (انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۵۰۲) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا ہیڈ نوٹ میں اور مفصل طور پر فیصلہ میں بیان کئے گئے ہیں -

---

* مقدمات نگرانی فوجداری نمبر ۱۷ و نمبر ۱۸ سنہ ۱۹۱۰ء جو ہائیکورٹ میں بطور مقدمات ملفوفہ سنہ ۱۹۱۰ء کے پیش ہوئے تہے جبکہ اصل مقدمات نمبر ۹ و ۱۰ سنہ ۱۹۱۰ء بعدالت ڈپٹی مجسٹریٹ ارکاٹ جنوبی ضلع سے فوجداری مقدمہ ۲۱ سنہ ۱۹۱۰ء بعدالت سشن جنگل پٹ طلب کیگئی تہیں -

ملک معظم قیصر ہند
بنام
ایان وغیرہ

اے - پی - ایبروس مخانب ملزمان مقدمہ نگرانی فوجداری ۲۷ سنہ ۱۹۰۱ء۔

ٹی - ہنگاراچیریہ مخانب ملزم مقدمہ نگرانی فوجداری ۲۸ سنہ ۱۹۰۱ء۔

تجویز: - بعض گواہان نے ایک ابتدائی تحقیقات مقدمہ قتل عمد میں مجسٹریٹ کے روبرو بیانات دیئے تھے اور اُنہوں نے بیانات کی تردید عدالت سشن ارکاٹ جنوبی میں بوقت تجویز کے کی تھی اسپر عدالت سیشن نے اجازت دی تھی کہ اُنپر جرائم قابل سزا زیر دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کا استغاثہ کیا جا کیونکہ انہوں نے دو حلفی بیانات ایکدوسرے کے نقیض دیئے ہیں جنمیں سے ایک بالضرور جھوٹا ہونا چاہیئے چنانچہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے جرم قابل سزا زیر دفعہ مذکور کی تجویز جھوٹی گواہی دینے کیواسطے کی تھی ڈپٹی مجسٹریٹ کو کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہ ملی تھی کہ دو بیانات میں سے کون جھوٹا تھا اور نہ اُسنے کوئی قرارداد اس امر کے متعلق قلمبند کی تھی ملزمان نے عدالت سشن ارکاٹ جنوبی میں اپیل کیا اور انکے اپیلہا سشن جج چنگلی پٹ کے پاس منتقل کئے گئے تھے جسنے اپیلہا کی سماعت کرکے یہ نتیجہ اخذ کیا تہا کہ وہ بیانات جو اپیلانٹان نے ابتدائی تحقیقات کے متعلق دیئے تھے غالباً دروغ تھے اور چونکہ مقدمہ قتل عمد کا تہا اسلئے اُسنے قرار دیا تہا کہ وہ جرم جسکا اپیلانٹان نے ارتکاب کیا ہے غالباً زیر دفعہ ۱۹۴ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا تہا اسلئے وہ قطعی طور پر عدالت سشن کی تجویز کے قابل تہا نہ کہ مخانب مجسٹریٹ درجہ اوّل کے اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ چونکہ واقعات سے ایک جرم زیر دفعہ ۱۹۴ مجموعہ تعزیرات ہند ظاہر ہوتا ہے اسلئے مجسٹریٹ کو کوئی اختیار اپیلانٹان کی تجویز دربارہ جرم قابل سزا زیر دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے کرنیکا حاصل نہ تہا چنانچہ اُسنے تجویز ثبوت جرم زیر دفعہ مذکور کو منسوخ کیا تہا ایک مقدمہ (اپیل نمبر ۲) میں اُسنے کسی مزید کارروائی کے کئے جانے کی ہدایت نکی تہی کیونکہ اُسنے خیال کیا تہا کہ جسقدر سزا ملزم بھگت چکا ہے وہ کافی ہے دوسرے مقدمہ (اپیل نمبر ۱) میں اُسنے حکم دیا تہا کہ اپیلانٹ عدالت سشن سے تجویز کئے جانیکے واسطے زیر دفعہ ۱۹۴ مجموعہ تعزیرات ہند بھیجا جائے قلمبندلجات کا معائنہ کرکے عدالت ہذا نے اسکے مقدمات مذکو طلب کی تہیں اسکے ارسال کرنیکے ساتھہ فاضل سشن جج نے ایک نوٹ ارسال کیا ہے جسمیں مفصّل طور پر اپنی رائے دربارہ قانون کے اور دلائیل اُسکی تائید میں بیان کئے ہیں۔

ہمارے خیال میں اس نوٹ کے تحریر کرنیوقت فاضل جج نے عدالت ہذا کا فیصلہ مقدمہ ملک معظم قیصر ہند

سنہ ۱۹۰۱ء
ملک معظم قیصر ہند
بنام
ایان ودیلاپایا

بنام ویرا سامی گوندن (۱) موصول ہوا ہوگا جسمیں ایک ایسے مقدمہ عدالت مذکور کے متعلق کارروائی کرتیوقت ایک ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے یہ قرار دیا تھا کہ سشن جج نے ایک نادرست یا قانون کے متعلق اختیار کی ہے ملزم پر جرم قابل سزا زیر دفعہ ۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند کا الزام لگایا گیا تھا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے اُسکی تجویز جرم قابل سزا زیر دفعہ ۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے متعلق کی تھی اور اُسکو جرم مذکور پر اختیار سماعت حاصل تھا۔ بروئے فیصلجات عدالت ہذا کے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے بغیر اختیار سماعت کے عمل کیا تھا گو جرم مذکور واقعی طور پر ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۹۵ کی حد تک پہونچتا تھا۔ ہماری یہ رائے ہے کہ فاضل سشن جج نے بہتر طور پر فیصلہ مذکور کو تسلیم کیا ہوگا۔ مگر چونکہ اُسکی پھر بھی یہ رائے ہے کہ فیصلجات عدالت ہذا اُسکی رائے کی تائید میں ہیں اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ درست تعبیر قانون کو مختصر طور پر بیان کیا جائے۔ سشن جج نے دفعہ ۵۳۰ (ع) مجموعہ ضابطہ فوجداری پر انحصار کیا ہے جو بالفاظ ذیل ہے: "اگر کوئی مجسٹریٹ جو قانونًا ایسا کرنیکا مجاز نہو۔ . . . . کسی مجرم کے مقدمہ کی تجویز کرے . . . . تو اُسکی کارروائی کالعدم ہوگی"۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اگر ایک مجسٹریٹ کسی ایسے جرم کی تجویز کرے جو اُسکے اختیار سماعت سے باہر ہو تو اُسکی کارروائی کالعدم ہوگی۔ صورتحال میں ڈپٹی مجسٹریٹ نے مجرم کی تجویز کسی ایسے جرم کے واسطے نکی تھی جو اُسکے اختیار سماعت سے باہر تھا۔ اُسنے اُسکی تجویز ایک جرم قابل سزا زیر دفعہ ۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے متعلق کی تھی یعنی واسطے جرم قابل تجویز مجسٹریٹ درجہ اول کے جو اُسکے اختیار سماعت کے اندر تھا۔ اسلئے اُسکی کارروائیات کالعدم نتھیں اور سشن جج اُنکو کالعدم متصور کرنیمیں غلطی پر تھا۔ جہاں واقعات سے ایسا جرم ظاہر ہو جو مجسٹریٹ کے اختیار سماعت کے اندر ہو ہماری رائے میں یہ کہنا بالکل نادرست ہے کہ وہ قانونًا ملزم کی تجویز اُس جرم کے متعلق کرنیکا مجاز نہیں ہے جو اُسکے اختیار کے اندر ہو کیونکہ اُنہی واقعات سے ایک سخت تر جرم ظاہر ہوتا ہے جو اُسکے اختیار سے باہر ہے۔ اُسکو صحیح طور پر ایسا اختیار دیا گیا ہے یہ ایک اور سوال ہے کہ آیا ایسا کرنیمیں اُسنے مناسب طریق اختیار کیا ہے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ مجسٹریٹ کیواسطے یہ نامناسب ہے کہ وہ بالارادہ اُس سخت بنانیوالے امر واقعہ کو نظر انداز کرے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا جو اُسکے اختیار سے باہر تھا۔ مثلًا اگر مجسٹریٹ درجہ دوم اُس جبر کو نظر انداز کرے جسکا کہ ارتکاب سرقہ کرنیمیں کیا گیا ہو اور مقدمہ کی سماعت خود بطور ایک جرم سرقہ کے (دفعہ ۳۷۹) بجائے اسکے کہ مقدمہ کو زیر دفعہ ۲۰۹ مجسٹریٹ درجہ اول کے پاس ارسال کرے

(۱) مقدمہ نگرانی فوجداری نمبر ۔ سنہ ۱۹۰۱ء (غیر رپورٹ شدہ)

۱۹۰۱ء
ملکۂ معظم قیصر ہند
بنام
ایاوو ویلایا پا

اسصورت میں مجسٹریٹ درجہ دوم کا طریق عمل نامناسب ہے گا مگر اسکی کارروائیات کالعدم نہونگی۔ اگر نامناسب عملدرآمد مجسٹریٹ درجہ دوم کیوجہ سے بے انصافی وقوع میں آئی ہو یعنی سزا نامناسب دیگئی ہو تو مناسب علاج تہائی کے واسطے جائز ہوگا کہ جدید استغاثہ انہی واقعات پر بصیغہ ترجرم کے متعلق رجوع کریں (دفعہ ۴۰۳ مجموعہ تعزیرات ہند) اور ہماری رائے میں عدالت اپیل مجسٹریٹ کی کارروائیات کو منسوخ کرنیکی مجاز ہوگی اور تجویز جدید کا حکم دیگی۔ اگر انصاف ایسا کئے جانیکا مقتضی ہو مگر دوسری صورت میں نہیں۔ اور انکی منسوخی کیوجہ یہ نہوگی کہ وہ ابتدا ہی سے کالعدم تھیں بلکہ یہ ہوگی کہ وہ نامناسب تھیں اور انصاف انکی منسوخی کا مقتضی تھا۔ سشن جج نے اس تمیز کو معلوم نہیں کیا جو مابین کارروائیات بلا اختیار اور بدینوجہ کالعدم کے اور اُن کارروائیات کے موجود ہے جو نامناسب اور بدینوجہ قابل منسوخی ہوں مگر کالعدم نہوں۔ اسی نظر اندازی کیوجہ سے ہماری رائے میں سشن جج کو اُن اختیارات عدالت ہذا کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے جنکا کہ اُسنے حوالہ دیا ہے۔ یہ امر کہ آیا ہائیکورٹ کو بحیثیت عدالت نگرانی یا عدالت اپیل کے کسی خاص مقدمہ میں دست اندازی کرنی چاہیے کامل طور پر واقعات مقدمہ پر منحصر ہے اور نیز یہ کہ آیا دستاندازی قرین انصاف ہے۔

وہ تعبیر جو ہمنے بیان کی ہے ہماری رائے میں اُسکے مطابق ہے جو بمبئی ہائیکورٹ نے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنڈیا (۱) میں درباره دفعہ ۵۳۰ (ع) مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی ہے اور نیز وہ مطابق کل فیصلجات عدالت ہذا قبل وبعد از نفاذ مجموعہ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہے۔ اغراض حال کے واسطے اُن مقدمات کا حوالہ دینا کافی ہے جنکا کہ اقتباس سشن جج نے قانون جرائم مولفہ مائیرنہ حسب طبع سوم صفحات ۲۵۹ و ۷۰۱ و ۹۶۵ و ۹۶۷ و ۱۰۷۰ میں سے کیا ہے۔ اگر فاضل سشن جج مقدمات مذکور کو دوبارہ پڑھے اور اُس تمیز کو ملحوظ رکھے جو کہ ہمنے مابین کارروائیات بلا اختیار و بدینوجہ کالعدم کے اور نامناسب کارروائیات اور بدینوجہ قابل منسوخی کے کی ہے تو ہماری رائے میں اُس کو معلوم ہوجائیگا کہ اُنسے کوئی تائید اُسکی رائے متعلق بہ مناسب تعبیر ۵۳۰ (ع) کے نہیں ہوتی بلکہ وہ مطابق اُس قانون کے ہیں جو ہمنے بیان کیا ہے۔ مقدمات مذکور کی عبارت اسقدر صحیح ہے کہ انکا مفصل حوالہ دینا ضروری نہیں ہے مگر فاضل سشن جج نے اسقدر کامل طور پر ایک (اسمیں شبہ نہیں کہ غلطی سے) غلط اقتباس مقدمہ رپورٹ صفحہ ۵۹ کا کیا ہے جس سے کہ اُسکا مختصر حوالہ دینا ضروری ہوگیا ہے

(۱) انڈین لارپورٹ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۵۰۲۔

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
ایان ...

اسمقدمہ میں ایک مجسٹریٹ درجہ اول نے دو مجرمان کی تجویز دربارہ جرائم قابل سزا زیر دفعہ ۳۹۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے کی تہی سشن جج نے مقدمات مذکور کا استصواب اسوجہ پر کیا تہا کہ جرائم علی الترتیب زیر دفعات ۳۹۴ و ۳۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہیں اسلئے مجسٹریٹ کو کوئی اختیار مجرمان کی تجویز دربارہ جرم قابل سزا زیر دفعہ ۳۹۲ کرنیکا حاصل نتہا - ہائیکورٹ نے یہ ظاہر کیا تہا کہ بروئے قانون نافذ الوقت کے مجسٹریٹ کو کوئی اختیار زیر دفعہ ۳۹۴ کی تجویز کرنیکا حاصل نہتا اور ہائیکورٹ نے یہہ بہی ظاہر کیا تہا کہ اس امر کا فیصل کرنا مجسٹریٹ کے اختیار تمیزی پر منحصر تہا کہ آیا اسکو مقدمہ کی تجویز خود کرنی چاہئے (یعنے بطور مقدمہ زیر دفعہ ۳۹۲ کے) یا ملزم کو عدالت سشن کے سپرد کرنا چاہئے (یعنے بطور مقدمہ زیر دفعہ ۳۹۴ کے) - انہوں یہ رائے بہی ظاہر کی تہی کہ چونکہ مقدمہ چنداں اہم نتہا اسلئے مجسٹریٹ نے اسکا فیصلہ زیر دفعہ ۳۹۲ کرنیمیں درست اختیار تمیزی کا استعمال کیا ہے - اس سے زیادہ تر بلاواسطہ مقدمہ برخلاف سشن جج کی موجودہ رائے کے قیاس میں نہیں آسکتا - مگر ہماری یہ رائے ہے کہ انہوں یہ قیاس کیا تہا کہ جرم زیر دفعہ ۳۹۴ اسوقت (جیسا کہ ۰۰ آیہ) یا تو مجسٹریٹ درجہ اول یا عدالت سشن کی تجویز کے قابل تہا اور اسمیں شبہ نہیں کہ یہی وجہ انکی غلطی کی ہے - مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۶۱ء اسوقت نافذ تہا اور اسکی رو سے جرم زیر دفعہ ۳۹۴ مجموعہ تعزیرات ہند کی تجویز صرف عدالت سشن سے کیجا سکتی تہی جیسا کہ ہائیکورٹ نے اپنے فیصلہ میں ظاہر کیا ہے مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۷۲ء کے صادر ہونے تک جرم زیر دفعہ ۳۹۴ قابل تجویز منجانب مجسٹریٹ درجہ اول یا عدالت سشن نہ ہوا تہا -

دوسرے مقدمہ میں ملزم نے جرم قابل سزا زیر دفعہ ۳۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند کا ارتکاب کیا تہا (یعنی ڈاکہ زنی کا مہلک اوزار سے مسلح ہوکر) - مجسٹریٹ نے انکی تجویز جرم زیر دفعہ ۳۹۲ کے متعلق کی تہی - ہائیکورٹ نے تجویز جرم کو منسوخ کرکے عدالت سشن میں سپردگی کئے جانیکا حکم دیا تہا اسوجہ سے نہیں جیسا کہ سشن جج حال نے قیاس کیا ہے کہ جرم زیر دفعہ ۳۹۷ صرف عدالت سشن کی تجویز کے قابل ہے بلکہ اسوجہ سے کہ جرم زیر دفعہ مذکور کے پاداش میں کم از کم سات سال کی سزا دیجانی چاہئے اسلئے اس مجسٹریٹ کے واسطے جسکو اختیارات دو سال کی قید کا حکم دینے تک محدود ہے ... مطابق قانون کے سزا دینا ناممکن تہا اسمیں شبہ نہیں کہ ہائیکورٹ نے بیان ...

سنہ ۱۹۰۱ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
ایان ودیلایایا

کہ کمترین سزائے قید کی حد مقدمہ کو مجسٹریٹ کے اختیار سے باہر بناتی ہے مگر ہماری رائے میں ہائیکورٹ
کا یہ منشا نہ تھا کہ ایک مجسٹریٹ کیطرف سے جرم زیر دفعہ ۳۹۲ کی تجویز کیا جانا بالکل کالعدم ہے۔ ہائیکورٹ
نے صرف یہ بیان کیا تھا کہ "وہ حکم سزا...... ناجائز ہے اور منسوخ کیا جانا چاہئیے۔ ملزم عدالت سشن کے
سپرد کیا جانا چاہئیے" اسمیں شبہ نہیں کہ یہ حکم نہایت مناسب حسب حکم ملحوظی اسطریق کے تھا جسکے کہ
مطابق ہائیکورٹ نے انہی کارروائیات میں مقدمہ کا فیصلہ زیر دفعہ ۳۹۴ کیا تھا۔ ہماری رائے
میں ہائیکورٹ کا یہ خیال نہ تھا کہ تجویز زیر دفعہ ۳۹۲ جو بلا اختیار کیگئی ہے اسوجہ سے کالعدم ہے
بلکہ اُسکی رائے سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ حکم سزا جو قانوناً ضروری تھا مجسٹریٹ نے صادر نکیا تھا اور نہ
کرسکتا تھا اسلئے مقدمہ ایسی عدالت کے پاس جانا چاہئیے جو اُس سزا کے دینے کی مجاز ہو اسلئے
یہ امر قرین مصلحت تھا کہ کمتر سزا کا حکم منسوخ کیا جائے اور سپردگی بعدالت سشن کا حکم دیا جائے
جہانکہ جائز حکم سزا صادر کیا جا سکے۔ سشن جج نے بجاے تجویز ثبوت جرم مقدمات حال کو صرف اسوجہ پر
منسوخ کیا ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو مقدمات کی نسبت کارروائی کرنیکا کوئی اختیار حاصل نہ تھا اسلئے اُسکی
کارروائیات زیر دفعہ ۵۳۰ (ع) مجموعہ ضابطہ فوجداری کالعدم تھیں چونکہ وہ تعبیر قانون جو سشن
جج نے کی ہے نادرست ہے اور چونکہ بروئے واقعات کے اُسکی یہ رائے تھی کہ ہر دو ملزمان نے جھوٹی
گواہی دی تھی اسلئے ہم اُسکے احکام متعلق بہ ہر دو مقدمات کو منسوخ کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں
احکام سزا صادر کردہ مجسٹریٹ مناسب تھے اور مزید کارروائیات کا حکم اُن جرائم کے متعلق
کی کوئی ضرورت نہیں ہے جنکی کہ متعلق سشن جج نے یہ خیال کیا ہے کہ انکا ارتکاب بردفعات
۱۹۴ و ۱۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند کیا گیا ہوگا۔ وہ احکام سزا ریسٹور کئے جانے چاہئیں جو کہ مجسٹریٹ نے صادر
کئے تھے۔ +

سنہ ۱۹۰۱ع
۲۹ و ۳۰ جولائی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیویس صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس

نیتیانند اگنتایت (مدعا علیہ نمبر ۱) اپیلانٹ — گجاپتی واسودیوادیوو (مدعی) رسپانڈنٹ*

مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع دفعہ ۲۴۴ تشریح سوم - امر فیصل شدہ - درخواست بصیغہ اجرار واسطے دو دادرسی ہائے کے - حکم صادر کردہ جسکی روسے ایک دادرسی عطا کیگئی ہو اور دوسری کا کوئی حوالہ نہ دیا گیا ہو - مابعد کی درخواست واسطے دوسری دادرسی کے - عدالت کا اختیار عطائے دادرسی کو۔

ایک ڈگری کیسے روسے مدعی کو قبضہ اراضی معہ واصلات کے عطا کیا گیا تہا - مدعی نے بعد میں ایک درخواست بصیغہ اجرا اسی واسطے دلانے اراضی مذکورہ اور واصلات کے کی تہی - عدالت نے ایک حکم بہ تطبیق درخواست مذکور کے مدیں ہدایت صادر کیا تہا کہ مدعی اراضی پر قابض کیا جائے مگر اُسمیں کوئی حوالہ واصلات کا نہ دیا تہا - مدعی نے بعد میں ایک اور درخواست واصلات کے واسطے کی تہی جب عذر یہ کیا گیا تہا کہ چونکہ دادرسی واصلات بروقت تعمیل کرنے پہلی درخواست کے عطا نہیں کیگئی تہی اسلئے متصور یہ کیا جانا چاہئے کہ درخواست واصلات نامنظور کیگئی تہی اسلئے امر مذکور امر فیصل شدہ تہا - تجویز ہوئی کہ درخواست ممنوع الشنوائی نہیں ہے اور کہ قانون امر فیصل شدہ مندرجہ تشریح سوم دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقدمہ سے متعلق نہیں ہے۔

درخواست بصیغہ اجرار - نالش واسطے دلا پانے ۱۱ ایکڑ ۹ سینٹ اراضی کے تہی جسکی نسبت مدعی نے یہ عذر کیا تہا کہ وہ مدعا علیہ کے قبضہ میں علاوہ اُس ۸۰ ایکڑ اراضی کے ہے جسکا کہ اُس کو پٹہ عطا کیا گیا ہے - اور نیز واصلات کی استدعا کیگئی تہی - ڈگری مصدرہ سنہ ۱۸۹۳ع میں ۲۱ ایکڑ ۹ سینٹ اراضی متدعویہ کی واپسی کی ہدایت کیگئی تہی یا اُسقدر اراضی کی جسقدر کہ بعد پیمائش کے مدعا علیہ کے قبضہ میں اُس ۸۰ ایکڑ اراضی سے زیادہ پائی جائے - نیز اُسکی روسے مدعی کو واصلات کی ڈگری دیگئی تہی - اسکے بعد پے در پے کمیشن ہائے پیمائش اراضی کے واسطے جاری کئے گئے تہے جنکا نتیجہ یہ تہا کہ مدعا علیہ صرف ۱ ایکڑ ۱۴ سینٹ اراضی زائد پر قابض پایا گیا تہا اور عدالت نے ایک حکم بہ تطبیق درخواست ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۹۶ع کی بدیں ہدایت صادر کیا تہا کہ مدعی ۱ ایکڑ ۱۴ سینٹ اراضی پر قابض کیا جائے

---

* اپیل دوم متفرق دیوانی نمبر ۴۴ سنہ ۱۹۰۱ع بنا راضی ڈگری الیف ہے - صاحب ڈسٹرکٹ جج گنجام مجریہ مسماۃ اپیل نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۹ع بہ تصریح ہائی کام جی رنگا راؤ پنتلو ایکٹنگ منصف سومپیٹا مجریہ درخواست اجرار نمبر ۱۰۳ سنہ ۱۸۹۹ع بہ نالش ابتدائی نمبر ۵۵/سنہ ۱۸۹۲ع -

سنہ ١٩٠١ء
ننتیا سندا گنگا نٹ
بنام
گجاپتی داسو دیوا ڈو

حکم مذکور میں واصلات کے متعلق کوئی ذکر نہ کیا گیا تھا اور اسکی ناراضی سے کوئی اپیل نہ کیا گیا تھا۔ اب مدعی نے واصلات کی درخواست کی ہے مدعا علیہ نے یہ عذر کیا ہے کہ چونکہ مارچ ١٨٩٦ء کے حکم میں واصلات کا کوئی حوالہ نہ پایا گیا تھا اسلئے متصور یہ کیا جانا چاہئے کہ وہ نامنظور کیا گیا تھا منصف ضلع نے مدعا علیہ کو حکم دیا تھا کہ ایک ایکڑ ١٣ سینٹ اراضی کا قبضہ حوالہ کرے اور واصلات وخرچہ متدعویہ ادا کرے۔ مدعا علیہ نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تھا جسنے اپیل کو خارج کیا تھا۔

اس حکم کی ناراضی سے مدعا علیہ نے اپیل حال رجوع کیا۔

سندرا ایار بجانب اپیلانٹ نے یہ عذر کیا کہ وہ درخواست واصلات جو حال میں کیگئی ہے بطور امر فیصل شدہ کے بباعث حکم مورخہ مارچ ١٨٩٦ء کے ممنوع السماعت ہے۔ ڈگریدار نے اس درخواست میں قبضہ جائداد اور واصلات دونوں کی استدعا کی تھی۔ عدالت نے حوالگی قبضہ جائداد کا حکم دیا تھا مگر اسنے کوئی حکم واصلات کے متعلق نہ دیا تھا اسلئے متصور یہ کیا جانا چاہئے کہ درخواست مذکور جہانتک کہ اسکا تعلق واصلات کے ساتھ تھا نامنظور کیگئی تھی۔ اسنے یہ عذر کیا تھا کہ اصول امر فیصلشدہ زیر دفعہ ١٣ تشریح سوم مجموعہ ضابطہ دیوانی کارروائیات اجراء سے متعلق ہوتا ہے اسلئے درخواست حال ممنوع السماعت ہے۔

سی آر ترو ونکٹا چیریر بجانب رسپانڈنٹ نے مقدمہ مکتوم بنام امام (١) کا حوالہ باظہار اس امر کے دیا کہ عام اصول امر فیصلشدہ صرف ان امور سے متعلق ہے جنکا کہ واقعی طور پر فیصلہ کیا گیا ہو۔

تجویز:- منصف ضلع کا حکم مورخہ ٣١ مارچ ١٨٩٦ء ایسا تھا جسکے رو سے درخواست واصلات نہ تو منظور اور نہ نامنظور کیگئی تھی جسکی کہ ڈگری بحق مدعی کے صادر ہوئی تھی۔ حکم مذکور اس امر کی نسبت خاموش ہے۔ حجت یہ کیگئی ہے کہ چونکہ درخواست واصلات منظور نہ کیگئی تھی اور دوسری استدعا متعلق بہ حوالگی قبضہ اراضی منظور کیگئی تھی اسلئے متصور یہ کیا جانا چاہئے کہ درخواست واصلات نامنظور کیگئی تھی اور کہ امر مذکور امر فیصل شدہ ہے۔ ہم اس عذر کو تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ ڈگری مشعر عطائے واصلات ابتک کامل طور سے موثر ہے اور مدعی اس ڈگری کا اجراء اسوقت تک کرانیکا مستحق ہے جبتک وہ زندہ رکھی جائے اور ڈگری مذکور اسوجہ سے غیر موثر نہیں ہو سکتی کہ عدالت اجراء کنندہ ڈگری نے دعوئے بربنائے ڈگری مذکور پر کوئی حکم صادر نہیں کیا۔ اگر ایسے احکام صادر نہیں کئے گئے تو کوئی ایسا امر موجود نہیں ہے جسکو رو سے سایل ابھی استدعا پھر حسب ضابطہ کرنیسے ممنوع ہو

(١) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ١٠ صفحہ ٢٩٣۔

سنہ ۱۹۱۰ء
نتیا نندا گنتامت
بنام
گوپاپتی داسود یادو

قانون امر فیصل شدہ سند ریجہ تنقیح سوم دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ان جیسی صورتوں کو کوئی علاقہ نہیں رکھ سکتا۔

یہ امر کہ اصلات اس حرمنہ کسیقدر زیادہ عرصہ کیواسطے دلایا گیا ہے جسکی کہ اجازت بروئے دفعہ ۲۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دیگئی ہے نہ تو عدالتہائے ماتحت میں سے کسی عدالت میں اور نہ آجتک عدالت ہذا میں اُٹھایا گیا تھا ہم عذر مذکور کی سماعت کرنیسے اب انکار کرتے ہیں۔

اپیل معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیولیٹ صاحب جسٹس و مور صاحب جسٹس

یکم اگست سنہ ۱۹۱۰ء

ستبارا مایار وغیرہ (فریق مخالف) اپیلانٹان بنام کگال (سائل) رسپانڈنٹ نمبر۱۔

عملدرآمد- اجرائے ڈگری- ڈگری استقراریہ کی تعبیر غلطی سے بطور ایک ڈگری قابل اجرا کے کیا جانا احکام بصیغہ اجرا بعد نوٹس بنام مدیون دئے جانیکے اور بلا اُسکی طرف سے تردید کئے جانیکے۔ مابعد کا عذر بہ مضمون کہ ڈگری قابل اجرا نہتی- مدیون ڈگری پر سابقہ احکام کا قابل پابندی ہونا۔

ایک ڈگری جو بلحاظ نمونہ کے استقراریہ تہی اُسکی تعبیر بطور ایک ڈگری قابل اجرا کے کیگئی تہی اور چند موقعوں پر اُسکی اجرا کا حکم دیا گیا تہا بعد نوٹس کے بنام مدیون جاری کئے جانے اور اُسکی طرف سے تردید کئے جانیکے بغیر مدیون ڈگری کی جائداد قرق کیگئی تہی اور وہ رقوم جو واجب الادا بیان کیگئی تہیں ادا کیگئی تہیں۔ ایک مابعد کی درخواست اجرا کے کئے جانے پر یہ عذر کیا گیا تہا کہ پہلا حکم غلطی سے بروئے ڈگری کے صادر کیا گیا تہا اور کہ کوئی مزید حکم صادر نکیا جاسکتا تہا۔ تجویز ہوئی کہ مدیون ڈگری پر سابقہ احکام قابل پابندی تہے کیونکہ عدالت کی نسبت جسکہ وہ صادر کئے تہے یہ قرار دیا جانا چاہئے کہ اُسنے خواہ درست یا غلط طور پر یہ فیصلہ کیا تہا کہ ڈگری قابل اجرا تہی- وینکٹ نرسمہا نیدو بنام بایتا (انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۵) ڈکل شاہ چوٹے بنام گریجا کنٹ لاہری چودہری (انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۰) کی پیروی کیگئی۔

درخواست واسطے اجرا ایک ڈگری کے- تاریخ صدور ڈگری بر طبق اپیل نمبر ۲۶ مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء تہی سب آرڈینیٹ جج نے واقعات

* اپیل متفرق دیوانی نمبر ۶۹ سنہ ۱۹۰۹ء بنارامنی حکم جی ایف ٹی پاول صاحب ڈسٹرکٹ جج تنجور مقدمہ اپیل متفرق دیوانی نمبر ۱۵ سنہ ۱۹۰۸ء منسوخ کننده حکم پی ایس گوندرا ٹی آئیا سب آرڈینیٹ جج کمباکونم مقدمہ درخواست اجرا نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۷ء متعلق ابتدائی نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۸۶ء۔

۱۹۰۰ء
سبارامایار
بنام
نگاتل

حکم ذیل میں بیان کئے ہیں: "فیصلہ کا وہ جزو جس میں ڈگری شامل ہے بالفاظ ذیل ہے: "مدعاعلیہم کی نسبت یہ قرار دیا جانا چاہئیے کہ اُنپر لازم ہے کہ وہ مدعی کو مبلغ مالعہ فی سال دو اقساط میں یعنی مالعہ ہر سال یکم جنوری کو اور مبلغ مالعہ ہر سال یکم جولائی کو ادا کرے اور علاوہ ازین اُنپر لازم ہے کہ اُسکو مبلغ ما لعقد فوراً ادا کریں معہ کل خرچہ نالش کے"۔ اور بر طبق اپیل کے صرف اس قدر میں کمی کیگئی تھی جو عطا کیگئی تھی اسکو بعد اجرا رکی درخواستین ہوتی رہیں بطور درخواست نمبر ۳ مورخہ ۹ دسمبر ۱۸۹۳ء و نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۶ء کے کیگئی تھی او حکم قرقی یکم اگست سنہ ۱۹۰۱ء اور ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء اور ۱۶ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کو صادر کیا گیا تہا قبل حکمنامجات کے جاری کئے جانیکے مدیونان ڈگری نے رقوم واجب الادا کردی تہیں۔ آخری درخواست مارچ سنہ ۱۸۹۸ء میں یعنی درخواست حال سے عرصہ تین سال کے اندر کیگئی تہی۔ مقدمہ اشوتوش بنرجی بنام لکھی منی دیبیا (۱) میں یہ قرار دیا گیا تہا کہ "آئندہ گذارہ جو بروئے ڈگری دلایا گیا ہو بروقت واجب الادا ہونیکے بغیر کسی مزید نالش کے ڈگری مذکور کے اجرا میں وصول کیا جاسکتا ہے"۔ اور ہائیکورٹ مدراس نے مقدمہ وینکٹا نرا سمہا نیدو بنام پیا ناہ (۲) میں یہ قرار دیا تہا کہ "گو ایک ڈگری کے رو سے بلحاظ الفاظ کے ایک خاص دادرسی عطا نکیگئی ہو تاہم اُسکی تعبیر اُن احکام میں جو اُسکی بنا پر صادر کئے گئے ہوں بطور ایسی ڈگری کے کیگئی ہو جس کے رو سے دادرسی مذکور عطا کیگئی ہو تو عدالت مجاز نہیں ہے کہ مابعد کی درخواستہائے پر احکام مذکور کو غلط متصور کرکے ڈگری کی کوئی اور تعبیر کرے"۔

اُسنے یہ قرار دیا تہا کہ ڈگری کا اجرا کیا جاسکتا تہا۔ مدعاعلیہم نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا تہا جنہوں نے بیان کیا تہا کہ گو ڈگری کا منشا ایک ڈگری استقراریہ ہونیکا تہا جبکہ وہ صادر کیگئی تہی تاہم بعد میں اُسکی تعبیر بطور ایک ڈگری قابل اجرا کے کیگئی ہے اور کئی دفعہ اجرا کا حکم دیا جاچکا ہے اور زر واجب الادا بروئے ڈگری ادا کیا جاچکا ہے اُسنے مقدمہ وینکٹا نرا سمہا نیدو بنام پاپاہ (۲) پر انحصار کرکے قرار دیا تہا کہ یہ اب نہیں کہا جاسکتا کہ جملہ کارروائیاں سابقہ غلط تہیں اور کہ کوئی رقم قابل وصولی نہ تہی۔ اُسنے اپیل کو خارج کیا تہا۔

اس حکم دیسی کی ناراضی سے مدعاعلیہ نے اپیل دوم حال رجوع کیا۔

(۱) سی دیسیکا چیریر منجانب اپیلانٹان۔

(۲) کرشنا سامی ایار منجانب رسپانڈنٹ۔

تجویز: — ہم عدالت ماتحت کے ساتہہ اس خیال کے کرنے میں اتفاق کرتے ہیں کہ مقدمہ تابع فیصلہ وینکٹا نرا سمہا نیدو بنام پاپاہ (۲) کو ہم نے ایک ہی فرق جو ہمیں ہے (اگر کوئی ہے) یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ صورت حال میں

(۱) انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۳۹ (۲) انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۵۴

سنہ ۱۹۱۰ء
سبا راما ایار
بنام
نجگامل

مدیون ڈگری نے کبھی کسی درخواست اجرا کی تردید نہیں کی ہے ہماری رائے میں چونکہ مدیون ڈگری کو حکام ہائے مذکور کا علم تھا اسلئے اُس پر وہ احکام قابل پابندی ہیں جو اُنپر صادر کئے گئے ہیں کیونکہ قرار دیا جا نا چاہئے کہ اُس سبارڈنیٹ جج نے جسنے احکام مذکور صادر کئے ہوں خواہ درست یا غلط طور پر یہ فیصل کیا ہے کہ ڈگری قابل اجرا ہے (ملاحظہ ہو منگل پرشاد ڈیچٹ بنام گوبجا کنٹ لاہری چودہری (۱)) -

جیسا کہ حکام عالیمقام نے ایک مشابہ مقدمہ رام کرپال شکل بنام مساۃ روپ کنواری (۲) میں قرار دیا ہے یہ امر خلاف انصاف ہوگا اگر مدعی کو اب یہ کہا جائے کہ اُسکی وہ ڈگری جسکا اجرا گذشتہ بیس سال تک کیا جاتا رہا ہے نا قابل اجرا ہے *

اپیل معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنسن صاحب جسٹس و بھشیام ایانگر صاحب جسٹس

۳۰ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

امدومیاں و دیگر کس بیگ مدعا علیہم سائلان بنام محمد داؤد خاں بہادر (مدعی) ریسپانڈنٹ *

ایکٹ اوقاف مذہبی - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء دفعہ ۱۸ - اجازت نالش کا بر طبق ایسی درخواست کے عطا کیا جانا جو بذریعہ ایک غیر مصدقہ چٹھی کے کیگئی ہو اور جو عدالت کے روبرو سائل یا اُسکے وکیل نے پیش نکی ہو - جواز - مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۶۲۲ و ۴۷ و ۹۴ - درخواست نگرانی دیوانی بابت اُس حکم کے جو عطائے اجازت معہ اہم ضابطگی کا قابل قیام ہونا -

درخواستہائے بابت اجازت زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی بغرض حصول اجازت رجوع نالش حسب ضابطہ طور پر مصدقہ ہونی چاہئیں اور وہ یا تو سائل سے اصالتاً یا وکالتاً عدالت میں داخل کیجانی چاہئیں -

ایسی اجازت کا بربنا غیر مصدقہ درخواست کے عطا کیا جانا جو عدالت میں پیش نکیگئی ہو ایک اہم بے ضابطگی حسب منشاء دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے اور اُس حکم کی نارضی سے ایک درخواست نگرانی دیوانی ہوسکتی ہے جسکو بذریعہ منظوری دیگئی ہو -

ایسی درخواست کا نوٹس اُس شخص کو نہ دیا جانا جسپر کہ نالش کرنا مقصود ہو اجازت کو اگر دیگئی ہو بے ضابطہ نہیں بناتا -

---

(۱) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۳۰ صفحہ ۲۰۳ صفحہ ۱۳۱ و انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۳۰ صفحہ ۵۱ -

(۲) " " " جلد ۱۱ صفحہ ۷ صفحہ ۴۲ " " الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹

* درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۳۰۳ سنہ ۱۹۱۰ء زیر دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکو مدراس ہائیکورٹ میں یہ استدعا کیگئی تھی کہ حکم صادرہ ڈبلیو ایم تھاربرن صاحب سب ڈسٹرکٹ جج کرنول بمقدمہ درخواست متفرق دیوانی نمبر ۳۰ سنہ ۱۹۱۰ء کی نگرانی کیجائے -

سنہ ۱۹۱۰ء
امدو میاں
بنام
محمد داؤد خاں بہادر

وینکٹا پتیا بنام وینکٹا پتی (اپیل نمبر ۳۰ بابت ۱۹۰۵ء مندرجہ برصفحہ ۶۸۷) پسند کیا گیا -

درخواست واسطے نگرانی حکم صادرہ ڈسٹرکٹ جج کے جس کی رو سے اجازت اجراء نالش زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی ۱۸۶۳ء عطا کیگئی تھی ایک چٹھی صاحب جج ضلع کے نام بدیں بیان ارسال کیگئی تھی کہ دستخط کنندہ اس چٹھی کا ایک محضر نامہ تیار کردہ معززین مسلمانان باشندگان کرنول ارسال کرتا ہے جو بدیں مضمون ہے کہ بعض درگاہ ہائے کے مہتمان اُن فرائض کی تعمیل سے قاصر رہتے ہیں جو کہ انپر بروئے سند کے عاید کئے گئے ہیں چٹھی مذکور میں یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ جو کچھ محضر نامہ میں بیان کیا گیا ہے درست ہے اور کہ سرمایہ امانت جو قریباً [illegible] سالانہ کی حد تک پہونچتا ہے مہتمان کیجا طور پر استعمال کیا جاتا ہے نیز یہ استدعا کی تھی کہ اجازت زیر ایکٹ اوقاف مذہبی بدیں غرض عطا کیجائے کہ مہتمان مذکور پر نالش کیجائے - اسپر صاحب جج نے یہ حکم ظہر پر تحریر کیا تھا کہ "اجازت عطا کیجاتی ہے" نوٹس بنام مہتمان کے جاری نکیا گیا تھا اور نہ درخواست کی چٹھی کی تصدیق کیگئی تھی -

اس حکم کی ناراضی سے مہتمان مذکور سے درخواست نگرانی حال کی ہے -

مقدمہ اولاً ڈیویس صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تھا -

مسٹر ڈی شا بیر منجانب سائلان نے یہ عذر کیا تھا کہ اجازت زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی کا عطا کرنا ایک جوڈیشل فعل تھا اور کہ نوٹس درخواست مذکور کی تعمیل مہتمان پر کیجانی چاہئے تھی [illegible] روک دیا گیا تھا] -

سیشا گری ایار منجانب ریسپانڈنٹ (مدعی) نے بتائید حکم مذکور کے مقدمہ وینکٹا پتیا بنام وینکٹا پتی (۱) پر انحصار کیا تھا -

صاحب موصوف نے مقدمہ ایک بنچ کے پاس زیر قاعدہ نمبر ۱ قواعد مجلدہ متعلقہ اپیل مدراس ہائیکورٹ ارسال کر دیا تھا -

ازاں بعد مقدمہ بنچ مذکورہ بالا کے روبرو پیش ہوا تھا -

مسٹر ڈی شا بیر منجانب سائلان نے یہ عذر کیا تھا کہ حکم مذکور کو صادر کئے جانے میں ہم بخیال غلطی کیگئی ہے دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی کی رو سے یہ ضروری ہے کہ ایک بیان حلفی پر غور کیا جائے اور یہ فیصلہ کیا جائے کہ آیا بادی النظر میں وجوہات موجود ہیں [illegible] فیصلہ مناسب صورت پر کیا جائے اور وجوہات کی موجودگی کے متعلق ایک قرارداد قلمبند کیجائے اور ایک حکم مشعر عطائے اجازت صادر کیا جائے کیونکہ اجازت مذکور ایک شرط ماتقدم حق نالش کی ہے اجازت محض ایسی چٹھی پر دیدیگئی تھی جسکے بیانات کی تصدیق نکیگئی تھی اور نہ بغیر اطلاع اُن مہتمان کے جن پر کہ نالش کا کیا جانا مقصود تھا

(۱) اپیل نمبر ۳۰ سنہ ۱۹۰۵ء برصفحہ ۶۸۷ آئندہ)

سنہ ۱۹۰۱ء

امد میاں بنام محمد داؤد خان بہادر

مقدمہ وینکٹاپیا بنام وینکٹ پتھی (۱) ایک فیصلہ بربنائے نہایت خاص واقعات کے تھا کیونکہ مسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجازت اُس مقدمہ میں ابتدائی حساب وکتاب پر عدالت کی طرف سے غور کئے جانیکے بعد دیگئی تھی جو کہ خود اسنا نے پیش کیا تھا [اُسنے دفعہ ۳۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی و مقدمہ کرشنا سامی پنی کوندر بنام سوبھو کرشنا پنی کوندر (۲) کا حوالہ دیا - اور وہ رد کیا گیا تھا] -

(۱) اپیل نمبر ۳ ۹۵ سنہ ۱۸۹۵ء مقدمہ مذکورہ ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء کو مسٹر اسپنیار ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج صاحب تانجور نے فیصل کیا تھا. نالش مذکورہ عہدہ داروں کو معزولی کے لئے بنام بعض ہندو ... کی تھی عرضی دعوےٰ میں جو زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ اوقاف مذہبی داخل کیا گیا تھا یہ الزام لگایا گیا تھا کہ عہدہ داران وظیفہ نے ایک تحقیقات کی ہے اور اُس مختصر حساب وکتاب سے جو خود مدعا علیہم نے داخل کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جھوٹا حساب رکھا ہے اور سرمایہ میں استعمال بیجا کیا ہے۔ اجازت رجوع نالش زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی دیگئی تھی مگر وہ بغیر اطلاع درخواست اجازت مذکور مدعا علیہم کو دیئے جانیکے تھی۔ نالش اُس صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع جانشین کے پاس بغرض سماعت پیش ہوئی تھی جسنے کہ منظوری مذکور عطا کی تھی جبکہ ایک تنقیح اس امر کے متعلق قایم کیگئی تھی کہ آیا منظوری جائز ہے۔ صاحب جج ضلع نے یہ بیان کیا تھا کہ: "تنقیح نمبر ۱ پر میرے روبرو وکلاء فریقین نے بحث کی ہے - وہ امر جو اُٹھایا گیا ہے یہ ہے کہ آیا منظوری عطا کردہ زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی بلا اطلاع بنام فریق مخالف دیئے جانیکے ایک جائز منظوری ہے مجھے صحیح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حکم شدہ عطائے منظوری زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکور ایک جوڈیشل کارروائی ہے یہ اصول قانون ہے کہ کوئی جوڈیشل کارروائی یا ضابطہ بجا نہ لایا جائے جب تک کہ شخص ملزم پر نوٹس کی تعمیل نہ کیگئی ہو ہدایت فیصلہ ہذا قایم کیا گیا ہے فیصلہ جات مذکورہ کا حوالہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام شیخ بیاری (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۲۳۲) و گومیز بنام گولڈ لنگھم (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۱۹) میں دیا گیا ہے - یہ امر کہ منظوری کا عطا کرنا ایک جوڈیشل کارروائی ہے جسکی کہ نگرانی کا ہائیکورٹ کو اختیار حاصل ہے صحیح طور پر مقدمہ رنگنادتہا بنام دیوانیاگا (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۲) و سرینواسا بنام وینکٹا (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۸) سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسلئے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ منظوری رجوع نالش عطا کردہ زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی جائز نہیں ہے کیونکہ وہ فریق مخالف پر تعمیل نوٹس کئے بغیر عطا کیگئی تھی۔ بصورت عدم موجودگی جائز منظوری رجوع نالش کے نالش چل نہیں سکتی اور وہ زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ اوقاف مذہبی مع خرچہ خارج کیجاتی ہے" مدعی نے اپیل حال رجوع کیا اور فریقین وکالتاً حاضر تھے - عدالت نے تجویز ذیل صادر کی: "ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ عام اصول انصاف متعلق بہ سماعت فریق مخالف تصفیہ مقدمہ حال سے متعلق ہے کیونکہ ان الفاظ دفعہ مذکور سے کہ "بعد درخواست کا معاینہ کرکے" یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب جج کو منظوری دینے سے پہلے صرف معاینہ درخواست ضروری ہے - ان الفاظ سے صاحب جج پر اسکے علاوہ اور کچھ کرنا ضروری نہیں رہتا یعنی بطریق دیگر نوٹس دیکر فریقین کی سماعت کرنے ... اگر خود درخواست سے اُنکا اطمینان ہوجاے۔ اگر کوئی ایسی ضابطہ ابتدائی تحقیقات کرنی ضروری ہوتی تو دفعہ مذکور مختلف الفاظ میں وضع کیجاتی۔ اسلئے میری یہ رائے ہے کہ صاحب جج منظوری کو کالعدم تصور کرنے میں غلطی پر تھا اسوجہ سے کہ وہ بغیر تعمیل نوٹس کے جاری کیگئی تھی ہم انکی ڈگری کو منسوخ کرکے نالش کو مطابق قانون کے فیصل کئے جانیکے واسطے واپس بھیجتے ہیں۔ خرچہ نتیجہ مقدمہ پر منحصر و متعقب ہوگا"

(۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۳۶۴

سنہ ۱۹۰۱ء
احمد میاں
بنام
محمد داؤد خاں بہادر

سیشاگری ایار بجانب رسپانڈنٹ :- استدعا یہ کیگئی ہے کہ کوئی درخواست نگرانی دیوانی اس حکم کی نارضی سے نہیں ہوسکتی جسکے رو سے اجازت زیر ایکٹ اوقاف مذہبی عطا کیگئی ہے۔ دفعہ ۶۲۲ متعلق نہیں ہوتی کیونکہ (الف) کوئی عدالت اور (ب) کوئی مقدمہ اور (ج) کوئی فیصلہ موجود نہتا۔ مقدمہ پرتہا سارادہی ایانگر بنام راما نوجاچیر سوامی (۱) سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دفعہ ۶۴۷ کوئی تعلق ایسی درخواست کے ساتھ نہیں رکہتی۔ اس ایکٹ کے رو سے منظوری کا عطا کرنا ایک نیابتی فعل ہے ملاحظہ ہو میناکشی نیدو بنام سبرامنیا ستری (۲) [بہشیام ایانگر صاحب جسٹس نے دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور مقدمہ کرشنا سامی ہپنی کوندر بنام موتہو کرشنا پہنی کوندر (۳) کا حوالہ دیا] - مقدمہ پرتہا سارادہی ایانگر بنام راما نوجاچیر سوامی (۱) میں اپیل اجلاس کامل عدالت ہذا نے یہ قرار دیا تہا کہ دفعہ ۶۴۷ مشابہ درخواست سے کوئی علاقہ نہیں رکہتی۔ اجازت عطا کردہ زیر دفعہ ۹ مشابہ منظوری زیر دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے جو یا تو ایڈووکیٹ جنرل یا کلکٹر نے منظور کی ہو اور سندات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی منظوری کی نارضی سے کوئی اپیل یا نگرانی نہیں ہوسکتی۔ [بہشیام ایانگر صاحب جسٹس :- اجازت زیادہ تر مطابق اجازت عطا کردہ زیر مد ۱۲ فرمانشاہی کے ہے جسکی کہ نارضی سے ایک اپیل ہوسکتا ہے] - استدعا یہ کیگئی ہے کہ کوئی مشابہت مابین اجازت اسطرح عطا کردہ اور اجازت عطا کردہ زیر ایکٹ اوقاف مذہبی کے نہیں ہے - کیونکہ اگر اجازت زیر فرمانشاہی کے عطا کرنے سے انکار کیا جائے تو کل نالش کا فیصلہ ہوجاتا ہے اور درخواست دوم نہیں کیجاسکتی - مزید براں اپیل بنا راضی اجازت عطا کردہ زیر فرمانشاہی اس تعبیر کیوجہ سے منظور کیا گیا ہے جو کہ عدالتہائے نے لفظ "تجویز" مندرجہ مد ۱۵ فرمانشاہی کی کی ہے -

تجویز :- ہم تجویز عدالت ہذا مقدمہ وینکٹاپیا بنام وینکٹاپتہی (۴) سے اتفاق کرتے ہیں اسلئے ہمکو یہ قرار دینا چاہیئے کہ یہ امر واقعہ کہ کوئی نوٹس درخواست مدعا علیہم (رسائیلان حال) کو نہ دیا گیا تہا صاحب جج ضلع کے حکم متضمن عطائے اجازت ارجاع نالش کو مستوجب منسوخی نہیں بناتا اگر دیگر امور میں حکم مذکور مطابق قانون کے ہو - مگر ہم یہ قرار دیتے ہیں کہ اجازت ایک غیر مصدقہ چٹہی پر دیگئی تہی جو بظاہر عرضی التمیس داخل کیگئی تہی جسمیں ایک محضر نامہ بعض اشخاص مسلمانان کرنول کیطرف سے شامل تہا ہماری یہ رائے ہے

(۱) درخواست نگرانی دیوانی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۸ء مندرجہ نوٹ انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۱ صفحہ ۹۰
(۲) لا رپورٹ انڈین اپیلز جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۰ اور انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۲۶
(۳) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۴۶۴
(۴) اپیل نمبر ۲۳۹ سنہ ۱۸۹۹ء غیر مشتہرہ فیصلہ (۲۰۸) -

امد میان بنام محمد داد خان بہادر

کہ صاحب جج ضلع نے اہم بیضابطگی کے ساتھ حسب منشاء دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اختیار سماعت ہی کو ایک درخواست زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء متصور کرنے میں عمل کیا تھا۔ دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں یہ حکم ہے کہ بعض امور ضابطہ متفرق درخواستہائے از قسم حال میں بھی ملحوظ رکھے جانے چاہئیں جو نالشات نہیں ہیں۔ ہماری یہ رائے ہے کہ ایک درخواست زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۶۳ء مصدقہ ہونی چاہئے اور وہ اصالتاً یا وکالتاً بطور عرائض دعوے کے پیش کیجانی چاہئے۔

اسلئے ہمکو صاحب جج ضلع کا حکم معہ خرچہ عدالت ہذا منسوخ کرنا چاہئے۔

اپیل دیوانی

باجلاس بنسن صاحب جسٹس و بھشیام آئنگر صاحب جسٹس

۱۵ جنوری و ۲ اگست ۱۹۰۱ء

مناکشی اچی (فریق مخالف مدعی) اپیلانٹ بنام چناپا اودایان (سائل) رسپانڈنٹ*

مناکشی اچی (فریق مخالف۔ مدعی) اپیلانٹ بنام سداسیوا اودایان (سائل مدعا علیہ نمبر ۳) رسپانڈنٹ*

دھرم شاستر۔ ڈگری بخلاف قائم مقام خاندان کے جسکی رو سے جائیداد خاندانی پر مواخذہ عاید کیا گیا ہو۔ استحقاق اجراء بخلاف پسران مدعا علیہم کے گو وہ واقعی طور پر فریق نہ بنائے گئے ہوں مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۴۴۔

جبکہ بروئے شرائط ڈگری نان و نفقہ کے یہ امر صحیح طور پر ظاہر ہو کہ اسکا منشا ایک مواخذہ کے جائیداد پر عاید کرنیکا ہے اور کہ جائیداد زیر مواخذہ دیگر طریق پر شناخت کیجا سکتی ہو۔ تو یہ امر غیر ضروری ہے کہ ڈگری مذکور میں وہ جائیداد بذریعے پیمایش کے خاص نہ کیگئی ہو۔

ایک بیوہ نے تین غیر منقسم برادران پر ایک نالش نان و نفقہ کر کے ایک ڈگری حاصل کی تھی جسکے رو سے بعض جائیداد خاندانی پر نان و نفقہ متدعویہ کا مواخذہ عاید کیا گیا تھا مدعا علیہ نمبر ۱ کا پسر تاریخ صدور ڈگری پر

*اپیل ہائے دوم متفرق دیوانی نمبر ۹ و نمبر ۱۰ سنہ ۱۹۰۱ء بنارضی احکام جی ایف ٹی یادر صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع تنجور مقدمہ اپیل ہائے متفرق دیوانی نمبر ۶۱ و نمبر ۶۲ سنہ ۱۸۹۹ء مشعر بحالی ڈگری ہی ونکٹا راؤ صاحب منصف ضلع میاورام تتعلق درخواست ہائے متفرق نمبر ۱۴۴ و نمبر ۲۴۴ سنہ ۱۸۹۹ء بالش ابتدائی نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۶ء

۱۹۰۱ء
مناکشی اچی
بنام
چناپا اودایان و
سماسیوا اودایان

نابالغ تہا اور وہ اُسمیں فریق نہ بنایا گیا تہا - بیوہ مذکور نے جائداد قرق کرائی تہی - بر طبق وفات مدعا علیہ نمبرا بعد از صدور ڈگری کے اُسکا بیٹا بطور قایم مقام قانونی کے شامل کیا گیا تہا اور وہ جائداد کا دعوی بروے استحقاق پسماندگی کرتا تہا اور نیز اُسکو قرقی سے واگذار کرانیکی استدعا اسوجہ پر کی تہی کہ وہ بیوہ کے گذارہ کی ذمہ دار نہیں ہے -

تجویز ہوئی کہ چونکہ نان ونفقہ کا مواخذہ جائداد پر عاید کیا گیا تہا علاوہ ڈگری مذکور کے اجرا میں نیلام کیجا سکتی تہی گو پسر مذکور ڈگری میں ایک فریق نہ بنایا گیا ہو - اس امر کی نسبت کوئی عذر نکیا گیا تہا کہ قرضہ یا تو خلاف قانون یا خلاف اخلاق تہا اور ڈگری بخلاف صرف باپ کے ذاتی طور پر نہتی بلکہ بخلاف قایمقامان خاندان کے تہی -

متیا بنام ویرال (انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۳۸۳) کی پیروی کیگئی -

درخواست زیر دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدیں استدعا کہ بعض جائداد اسوجہ پر قرقی سے واگذار کیجائے کہ وہ سایل کے پاس بیع کیگئی تہی وہ نالش جسمیں کہ قرقی مذکور کیگئی تہی (یعنی نالش ابتدائی نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۴) ایک عورت مسماۃ مناکشی اچی نے جو بیوہ تہی بخلاف پونباللا اودایان اور دو دیگر اشخاص کے (جو اسکے متوفی شوہر کے غیر منقسم برادران تہے) واسطے نان ونفقہ کے رجوع کی تہی ایک ڈگری مشتمل ہدایات ذیل صادر کیگئی تہی: "یہ عدالت ہذا یہ حکم دیتی ہے اور ڈگری عطا کرتی ہے کہ ۱۶ کلمہاے دہان کے جو کہ ۱۰ ۱/۲ ماپ کے مارکل سے پیمایش کئے جائیں اور مٹی سے پاک ہوں معہ توڑی اور مبلغ ۱۰ روپیہ نقد کے مدعیہ کے گذارہ کے واسطے ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۴ء کو ادا کئے جائیں اور کہ اُسوقت کے بعد مدعا علیہم علیحدہ ہر سال ۲۰ مارچ کو دہان اور نقدی حسب مذکورہ بالا ادا کرتے رہیں جبتک کہ وہ زندہ رہے اور کہ اُس گذارہ کا مواخذہ جائداد ہاے منقولہ وغیر منقولہ مندرجہ عرضیدعوے پر عاید ہوگا اور کہ مدعیہ اُس کل گودم (کمرہ) میں رہایش رکہے جو مدعا علیہم کے گہر واقعہ پالاپور مندرجہ عرضیدعوے کے شمالی حصہ میں واقع ہے اور کہ وہ مکان مذکور کی سامنے کی چوکہٹ اور کہلی زمین کا استعمال کرے اور کہ جب مکان گرایا جا کر از سر نو تعمیر کیا جائے تو مدعیہ اُس مکان مدعا علیہم کے شمالی حصہ میں رہے جو فہرست نیلام میں واقع ہے اور وہ اُسکے صحن وغیرہ کو استعمال میں لائے اور جونہی کہ مکان واقعہ پالاپور تیار اور مکمل ہوجائے تو وہ اُسمیں رہایش رکہے اور اُسکو جنوبی برآمدہ کے اندر کے کمرہ کا استعمال کرے اور وہ اپنی حین حیات تک ایک درخت ناریل چہلا نیو ملیکا استعمال اُن درختان ناریل میں سے کرے جو مغربی ساحل الاکریکولم موضع فہرست نیلام میں واقع ہیں تفصیل جائداد ہاے منقولہ وغیر منقولہ مندرجہ

سن ۱۹۰۱ء
سناکشی اچی
بنام
چناپا ادوایان و
سدا سیوا ادوایان

عوضانہ عوض ہونے جو مدعیہ کے گذارہ کی ذمہ وار تھیں: ۱۔ چار ویلی اراضی ننجا و اراضیات پنجا وغیرہ بالیتی ... اے واقعہ موضع تہردیتھمبلام مملوکہ خاندان مدعا علیہم۔ تین ویلی اراضی نجا و پنجا وغیرہ بالیتی ... اور ایک مکان بالیتی ... جو تبادلہ کے طور پر حاصل کیا گیا تھا اور جو سرمایہ مدعیہ سے موضع پلاپور میں خرید کیا گیا تھا۔ نصف ویلی اراضیات نجا و پنجا وغیرہ بالیتی ... اور ایک زمین کا بالیتی ... واقعہ موضع مشہور اتاقہ مذکور۔ تقریباً ۲۵ مویشیان بالیتی ... اور دودھ دینے والی بھینسیں اور گائیں اور بیل وغیرہ بالیتی ... اثاث کاروبار نقدی تا بعد مبلغ ... کے اور زیورات ظروفات وغیرہ بالیتی ... ضمانت‘‘

بموجب ڈگری مذکورہ کے مدعیہ نے مکانات خاندان واقعہ پلاپور و تہردیتھمبلام قرق کرائے تھے سائل نے اپیل دوم متفرق دیوانی نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۰ء میں ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء میں یہ استدعا کی تھی کہ مکان واقعہ پلاپور قرقی سے واگذار کیا جائے۔ اُسنے بیان کیا تھا کہ وہ اُسکے پاس بعوض مناسب بدل کے فروخت کیا گیا ہے۔ منصف ضلع نے ذیل کا حکم صادر کیا تھا: ’’سائل ایک جزو جائیداد خاندانی مملوکہ مدیونان کا خریدار ہے۔ ڈگری کے رو سے غیر محدود طور پر جائیداد خاندانی گذارہ کی ذمہ دار بنائی گئی ہے۔ سائل کے وکیل نے مقدمہ بھیری دور تیابنام مدی ہتو راتیا (۱) کا حوالہ دیکر یہ عذر کیا ہے کہ ایسی صورتمیں ڈگری کے رو سے کوئی مواخذہ اُس خاص جائیداد پر عائد نہیں ہوتا جیسی کہ خریدار کے قبضہ میں قابل پابندی ہو۔ درخواست منظور کیجاتی ہے۔ جائیداد قرقی سے واگذار کیجائے‘‘

مدعیہ نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جب یہ ابتدائی عذر کیا گیا تھا کہ کوئی اپیل نہیں ہوسکتا۔ صاحب جج ضلع نے ذیل کا حکم صادر کیا تھا: ’’رسپانڈنٹان یہ ابتدائی عذر اُٹھاتے ہیں کہ کوئی اپیل نہیں ہوسکتا۔ میری رائے میں یہ عذر کامیاب ہونا چاہیے۔ رسپانڈنٹ اپکنٹ نہ فریق ڈگری یا قائممقام فریق مذکور تھا۔ وہ زیر دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی یہ دعوے کرتا تھا کہ ایک جزو جائیداد مقروقہ اُسکی ملکیت ہے، اور اسپر منصف ضلع نے اُس حکم کے رو سے جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے اس جزو جائیداد کے قرقی سے واگذار کئے جانیکا حکم دیا تھا۔ حکم مذکور قابل اپیل نہیں ہے۔ اپیل ہذا معہ خرچہ خارج کیا جاتا ہے‘‘

(۱) انڈین لاء رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۳۵۔

اس حکم کی ناراضی سے مدعی نے اپیل حال بطور ایک اپیل بار ثانی حکم اپیل مبروا سنہ ۱۹۱۰ء کو رجوع کیا ۔ …۱۹۱۰ء

سوامی ایار منجانب اپیلانٹ ۔ …لنگی ریجی

کے راما چندرا ایار منجانب رسپانڈنٹ ۔ بنام

عدالت (مسبر امنیا ایار صاحب و سپنسر صاحبان) نے تجویز ذیل صادر کی :- چناپا اودایان و

تجویز :- ہم منصف ضلع کے ساتھ اس امر میں اتفاق کرنیکے ناقابل ہیں کہ مواخذہ نان وقفہ کا سداسیوا اودایان

مکان متنازعہ پر عائد تھا وہ مسلمہ طور پر مکان واقعہ پالیور ہے جسکا کہ ذکر فہرست منسلکہ ڈگری میں

کیا گیا ہے اور کوئی اور مکان اُس تشریح کے قابل موجود نہیں ہے ۔ یہ کہنا مشکل سے ضروری ہے

کہ یہ امر واقعہ کہ ڈگری میں جائیداد بروئے پیمائش کے ظاہر نہیں کیگئی سوال متعلق پیدا کرنے مواخذہ

میں خلل انداز نہیں ہو تا اگر مواخذہ کے پیدا کرنیکی نیت صریح ہو اور جائیداد دیگر طریق پر شناخت

کیجا سکتی ہو ۔

مگر عذر یہ کیا گیا تہا کہ ڈگری مذکور کی تعبیر بطور ایک ڈگری نیلام کے کیجانی چاہئے بلکہ بطور صرف

استقراریہ ڈگری موجودگی مواخذہ کے ۔ مگر تاریخ ڈگری قبل ایکٹ انتقال جائیداد کے تہی اور ملحوظی اُن

عبارت کے جو اُسوقت عموماً ڈگریات رہن میں استعمال کیجاتی تہی ہمکو یہ قرار دینا چاہئے کہ عذر مذکور

بہتر بنا پر مبنی نہیں ہے ۔

رسپانڈنٹ بطور خریدار استحقاق مدعیہ واقعہ جائداد مذکور کے صحیح طور پر اسکا قائم مقام

تا بحد اسکو استحقاق کے حیثیت سے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی تہا (ملاحظہ ہو پر مانند اس بنام مہابیر جی

(۱)) وائیلن چند سرکار بنام بیتی مادہب سرکار (۲)) ۔

اسلئے ایک اپیل ہو سکتا تہا ۔

ہمکو عدالت ہائے ماتحت کے احکام منسوخ کرکے ہدایت کرنی چاہئے کہ درخواست اجرا کی

بابت منصف ضلع سے مطابق قانون کے کارروائی کیجائے ۔ خرچہ عدالت ہذا و عدالت اپیل

ماتحت نتیجہ مقدمہ پر منحصر اور متعقب ہوگا ۔

مدعا علیہ نمبر ۱ کے فوت ہو نیکے پہلے اسکو بسبب رسپانڈنٹ مقدمہ اپیل دوم متفرق دیوانی نمبر ۳ سنہ ۱۹۱۰ء کو تاریخ صدور ڈگری

نابالغ تہا اور جو بعد وفات اسکے باپ کے بطور مدعا علیہ نمبر ۲ کے ایزاد کیا گیا تہا اور اپیل سنہ ۱۹۰۹ء میں یہ درخواست کی تہی کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۸

(۲) لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۶۲

سنہ ۱۹۰۱ء
مناکشی اچی
بنام
چناپا اودیان و
سداسیوا اودیان

اپیل مذکور آخری سماعت کے واسطے پیش ہوا جبکہ قرار داد مذکورہ وصول ہوئی تھی جبکہ حکام موصوف نے تجویز ذیل صادر کی:-

تجویز:- کوئی عذر قرار داد مذکور کی نسبت نہیں کیا گیا ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں اور عدالتہائے ماتحت کے احکام کو منسوخ کر کے ہدایت کرتے ہیں کہ درخواست اجرا مطابق قانون کے فیصل کیجائے اپیلانٹ کو اسکا کل خرچہ ملنا چاہیئے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ڈیوس صاحب جسٹس و موراصاحب جسٹس

۲۹ و ۳۰ جولائی و ۱۳ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

وینکٹارازو و یک کس دیگر (مدعا علیہم) اپیلانٹان بنام چناراتیا (مدعی) رسپانڈنٹ*

ایکٹ انتقال جائیداد - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعات ۸۸ و ۸۹ - ڈگری نیلام زیر دفعہ ۸۸ - کسی حکم ناطق زیر دفعہ ۸۹ کا صادر نکیا جانا - درخواست منجانب ڈگریدار کے واسطے نیلام زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی - حکم حسب استدعا - کسی مزید درخواست ہائے اجرا کا زائد از عرصہ تین سال کے اندر نکیا جانا - اسکو بعد درخواست واسطے حکم ناطق کے زیر دفعہ ۸۹ کیا جانا - امتناع بروئے پہلے حکم کے - ایکٹ میعاد - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ دوم مد ۱۷۹ -

ایک ڈگری واسطے نیلام جائیداد مرہونہ کے ۳۰ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کو زیر دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جائیداد کے صادر کیگئی تھی - کوئی حکم ناطق واسطے نیلام کے زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال صادر نکیا گیا تہا اور نہ اسکی درخواست کیگئی تھی - ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء کو ڈگریدار نے عدالت میں ایک درخواست زیر دفعات ۲۰۶ و ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے ایک حکم کے دی تہا کہ جائیداد مرہونہ نیلام کیجائے اور ایک حکم اسکے مطابق صادر کیا گیا تہا - درخواست مذکور بعد میں خارج کیجانیکے سبب خارج کیگئی تھی - ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو ایک دوسری درخواست اجرا کی گئی تھی کوئی مزید کارروائی اجرا زائد از تین سال تک نکیگئی تھی یعنی ۲ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء تک جب ڈگریدار نے ایک حکم ناطق زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائیداد کی درخواست کی تھی - انہوں نے یہ عذر کیا تہا کہ چونکہ حکم ناطق کبھی صادر نکیا گیا تہا اسلئے وہ اسکی درخواست کرنیکا مستحق تہا اور چونکہ اسکی درخواست ایک درخواست اجرا نہیں تھی اسلئے وہ زیر مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زائد المیعاد نہیں تھی -

---

* اپیل دوم متفرق دیوانی نمبر ۴ سنہ ۱۹۰۱ء بنا راضی حکم جے ایچ منرو صاحب ایکٹنگ ڈسٹرکٹ جج گوداوری متعلقہ اپیل نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۰ء مشعر تنسیخ حکم پی این سدا گوپا نیدو منصف ضلع بہیما ورم متعلقہ درخواست اجرا نمبر ۱۲۱۳ سنہ ۱۸۹۹ء متعلقہ ابتدائی نمبر ۴۴ سنہ ۱۸۹۵ء -

سنہ ۱۹۰۱ء
دنیکٹاسامی
بنام
چناراماّیا

تجویز ہوئی کہ حکم متذکرہ بدرخواست مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۶ء بطور ایک حکم ناطق شعر نیلام متصور کیا جا۔ چونکہ نیز بطور ایسے حکم کے جسکو رسو مزید کارروائی اجرا کی ہدایت کیگئی تہی اسلئے ڈگری دار مجاز تہا کہ وہ اب ایک حکم زیر دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کی درخواست کرے چنانچہ اسکی درخواست حال بطور ایک خواست اجرا کے متصور کیجانی چاہئیے اور اس حیثیت سے وہ زیر دفعہ ۱۷۹، ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد زائد المیعاد ہے۔

درخواست واسطے اجرا ڈگری کے۔ وہ ڈگری جو نالش ابتدائی نمبر ۴۴۴ ۱۸۹۵ء میں بخلاف مدعاعلیہم کے ۳۰ اگست ۱۸۹۵ء کو صادر کیگئی تہی حسب ذیل تہی: "نالش واسطے دلاپانے جائداد مرہونہ میں سے مبلغ الف روپیہ کے بطور اقساط نمبر ا لغایتہ نمبر ۵ کے زر اصل معہ سود واجب الادا بروے اُس رجسٹری شدہ رہننامہ کے جو مدعاعلیہم نے بحق مدعی ۱۱ فروری ۱۸۹۰ء کو تحریر کیا تہا معہ خرچہ اور مابعد کے سود کے۔ نالش مذکور کے بغرض سماعت آخری پیش ہونے پر [مدعی وکالتاً حاضر تہا مدعاعلیہ نمبر ۱ یکطرفہ تہا اور مدعاعلیہ نمبر ۲ اصالتاً حاضر تہا] حکم یہ دیا جاتا ہے کہ مدعاعلیہم مدعی کو ۳۰ اپریل ۱۸۹۶ء پر یا اُس سے پہلے مبلغ الف روپیہ معہ خرچہ اور آئندہ سود بشرح ۶ فیصدی فی سال کے تاریخ ادائیگی تک ادا کرے اور کہ اسکی عدم ادائیگی کی صورت میں جائداد مرہونہ یا اُسکا کوئی مناسب حصہ نیلام کیا جائے اور کہ اُسکے زرثمن میں سے بعد وضع اخراجات نیلام کے جو کچھ باقی رہے وہ عدالت میں جمع کیا جائے اور مدعی کو رقم واجب الادا ادا کر کے اگر کچھ باقی رہے وہ مدعاعلیہم یا اُن اشخاص کو جو اُسکو وصول کرنیکے مستحق ہوں ادا کیا جائے اور کہ زر ڈگری یا اُسکا کوئی جزو جو غیر موصول رہے مدعاعلیہم نمبر ۱ و نمبر ۲ سے ذاتی طور پر وصول کیا جائے۔"

کوئی اپیل نکیا گیا تہا۔ ۱۵ جون ۱۸۹۶ء کو ایک خواست اجرا کیگئی تہی جو بعد میں خارج کیگئی تہی۔ مدعی نے بعد میں ڈگری ایک شخص پر اچینا راماّیا سائل حال کے نام منتقل کر دی تہی۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۶ء کو منتقل الیہ مدعی نے ایک درخواست منصف ضلع کے پاس ایک حکم بدین مضمون کے واسطے کی تہی کہ ایک اشتہار زیر دفعات ۲۸۶ و ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی جائداد مرہونہ کے نیلام کے واسطے جاری کیا جائے۔ استدعا درخواست مذکور میں حسب ذیل کیگئی تہی: "(منتقل الیہ) مدعی یہ استدعا کرتا ہے کہ عدالت اُس نقل ڈگری کا معاینہ کرے جو پہلی درخواست کے ساتھ داخل کیگئی تہی اور جو شامل مسل ہے اور نیز اُس انتقالنامہ کا جو اس درخواست کے ساتھ داخل کیا گیا ہے اور کہ ایک نوٹس بنام ابتدائی مدعی اور مدعاعلیہم کے جاری کیا جائے

سنہ ۱۹۰۱ء
وینکٹارامنا
بنام
چنار امیا

اور کہ انتقال بحال رکہا جائے - وہ یہ بہی استدعا کرتا ہے کہ ایک اشتہار مطابق احکام دفعات ۲۸۶ و ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس جائداد مرہونہ غیر منقولہ کے متعلق جاری کیا جاسکتا کہ ذکر ڈگری میں کیا گیا ہے اور جو فہرست داخل کردہ حال میں درج ہے اور کہ نیلام بعد اشتہار کر جاری کئے جانیکے عمل میں لایا جائے سکہ وہ تابع اُس رجسٹری شدہ رہن کے عمل میں لایا جائیگا جو مدعا علیہم نے بحق منتقل الیہ مدعی کو ۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو تحریر کیا تہا اور کہ زر وصول کردہ منتقل الیہ مدعی کو ادا کیا جائے ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو منصف نے یہ حکم دیا تہا کہ نوٹس جاری کیا جائے اور ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو منصف نے ذیل کا حکم صادر کیا تہا "کوئی مخالفت نہیں کیگئی - درخواست منظور کیجاتی ہے - اشتہار جاری کرانیکا بہتہ ادا کیا جائے" چونکہ بہتہ ادا نکیا گیا تہا اسلئے درخواست مذکور ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو خارج کیگئی تہی -

۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو ایک اور درخواست اجرا کیگئی تہی - مگر کوئی مزید کارروائی منتقل الیہ مدعی نے درخواست حال تک کی تہی جو ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء کو کیگئی تہی جسمیں استدعا ذیل درج تہی: "مدعی یہ استدعا کرتا ہے کہ عدالت مہربانی کرکے اس نقل ڈگری کا معاینہ کرے جو مسل اجرا میں موجود ہے اور ایک نوٹس زیر دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدعا علیہم کے نام جاری کرے - اور چونکہ مدعا علیہم میعاد مقررکردہ کے اندر زر رہن کے ادا کرنیسے قاصر رہے ہیں اسلئے نیلام (ڈگری)؟ ناطق قرار دیجانی چاہئے اور کہ اشتہار نیلام جائداد زیر دفعات ۲۸۶ و ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیاجانا چاہئے اور کہ بقایائے واجب الادا وصول اور ادا کیا جانا چاہئے اور کہ اسکی عدم ادائگی کی صورت میں جائداد نیلام کیجانی چاہئے اور زر ثمن نیلام ادائگی قرضہ ہذا میں لگایا جانا چاہئے"

عدالت ضلع اور ہائیکورٹ نے یہ خیال کیا تہا کہ یہ درخواست کی غرض ایک حکم ناطق بغرض نیلام جائداد مرہونہ زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد کے حاصل کرنیکی تہی -

منصف ضلع نے یہ بیان کیا تہا: "یہ درخواست حال واسطے اجراء بذریعہ نیلام اُس جائداد کی کیگئی ہے جسکے نیلام کئے جانیکی ہدایت ڈگری میں واسطے وصولی قرضہ کے کیگئی ہے - ڈگری ۳۰ اگست سنہ ۱۸۹۵ء کی صادرہ ہے - آخری درخواست اجرا ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کو کیگئی تہی - درخواست حال ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء کو کیگئی ہے - ڈگری میں نیلام جائداد مرہونہ کی ہدایت کیگئی ہے اگر زر ڈگری ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء کو یا اُس سے پہلے ادا نکیا جائے - مدعی حال نے مسلمہ طور پر حکم زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد مشعر ناطق قرار دینے ڈگری کے حاصل نہیں کیا

ونکٹا راز
بنام
چنا راتیا

فریق مخالف مدعا علیہم نے اس درخواست کی مخالفت اس وجہ پر کی ہے کہ وہ اس وجہ سے زایدالمیعاد ہے کہ وہ آخری درخواست یا اُس نوٹس کی تاریخ سے تین سال بعد کیگئی ہے جو درخواست مذکور پر جاری کیا گیا تھا (اُسنے اُس حجت کے متعلق کارروائی کرکے جو زیر دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد اُٹھائی گئی تھی یہ بیان کیا تھا:-) "علاوہ ازیں ڈگری ناطق قرار نہیں دیگئی - مدعی کسی حکم نیلام کا مستحق نہیں ہے نیز جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے درخواست اجراء زایدالمیعاد ہے" اُسنے درخواست کو خارج کیا تھا - مدعی نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جسنے یہ بیان کیا تھا کہ "اپنی درخواست اجراء میں اپیلانٹ نے یہ استدعا کی تھی کہ "نیلام" ناطق قرار دیا جانا چاہیئے اور جائیداد مشتہر بنیلام کیجانی چاہیئے - تاریخ درخواست مذکور تک کوئی حکم زیر دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائیداد حاصل نہیں کیا گیا تھا اور اپیلانٹ نے اپنی درخواست میں صریح طور پر ایسے ہی حکم کی استدعا کی ہے - بظاہر اُسکی یہ مراد "نیلام" کے ناطق قرار دینے سے ہے - اس امر کی تائید میں کسی سند کا حوالہ نہیں دیا گیا کہ ایک درخواست واسطے حکم زیر دفعہ ۹۰ کے درخواست نیلام کے ساتھ ہی نہیں کیجا سکتی - میں اس امر کی کوئی وجہ معلوم نہیں کر سکتا کہ کیوں ایسی درخواست اسطرح نہ کیجانی چاہیئے اور آرائے مندرجہ مقدمہ مہابیر پرشاد بنام سیتل سنگھ (۱) اس رائے کی تائید میں ہے - پس سوال فیصلہ طلب اپیل ہذا میں یہ ہے کہ آیا کوئی میعاد واسطے درخواست زیر دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائیداد کے مقرر کیگئی ہے - بہ پیروی مقدمہ تلک سنگھ بنام پرسوتین پرشاد (۲) کے میں یہ قرار دیتا ہوں کہ ایسی درخواست ہائے کے واسطے کوئی میعاد مقرر نہیں کیگئی - ڈگری صورت حال میں صرف ۱۸۹۵ء میں صادر کیگئی تھی اور حکم ناطق مشعر نیلام کی درخواست کرنیمیں کوئی نامناسب درنگ نہیں کیگئی -

اُسنے منصف کے فیصلہ کو منسوخ کیا -

اُس حکم کی ناراضی سے مدیونان ڈگری نے اپیل حال رجوع کیا ہے -

راجچندراؤ صاحب منجانب اپیلانٹان: - درخواست زایدالمیعاد ہے کیونکہ آخری درخواست مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء سے درخواست حال تک تین سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے - یہ ایک درخواست اجراء ڈگری ہی اور اسکو صاحب جج ضلع نے غلطی سے بطور ایک درخواست زیر دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائیداد کے متصور کیا ہی یہ متصور کیا جانا چاہیئے کہ ایک حکم ناطق مشعر نیلام اُسوقت صادر کیا گیا تھا جبکہ عدالت نے ۴ ستمبر ۱۸۹۶ء کی درخواست کو فیصل کیا تھا مقدمہ بھوچندر رام بنام نرسنگھ پرشاد مصر (۳) میں عدالت نے یہ قرار دیا کہ ایک حکم ناطق مشعر نیلام

(۱) انڈین لارپورٹ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۲ (۲) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۳ (۳) انڈین لارپورٹ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۳

سنہ ۱۹۰۰ء
سنکرشمی ریڈی
بنام
جانیا وو یان
سداسیو ...

مکان واقعہ شہر چھیلام قرقی سے واگذار کیا جائے اسوجہ سے کہ انہوں نے مکان مذکور میں ایک استحقاق باندگی کے حاصل کیا ہے اور وہ اسپر بطور ملکیت خود کے قابض ہے - انہوں نے یہ عذر کیا تھا کہ وہ اس ڈگری کی جوابدہی کا ذمہ وار نہیں ہے جو کہ مدعیہ نے انکے باپ اور چچوں کے برخلاف حاصل کی تھی کیونکہ وہ خود صرف بطور اپنے باپ کے قائم مقام قانونی کے شامل کیا گیا تھا انہوں نے یہ بیان کیا تھا کہ کوئی جائداد انکے باپ کے ترکہ میں سے انکے قبضہ میں نہیں آئی اور انہوں نے یہ عذر کیا تھا کہ مکان مذکور انکی اپنی ملکیت تھا اور وہ مدعیہ کے نان و نفقہ یا قرقی زیر ڈگری مدعیہ کا ذمہ وار نہ تھا - انہوں نے یہ استدعا کی تھی کہ وہ واگذار کیا جائے - مدعیہ نے اس عذر کی مخالفت بدیں بیان کی تھی کہ انکی نالش بخلاف مدعا علیہ نمبر ۲ کے باپ کے بحیثیت اعلیٰ رکن و مہتمم خاندان کے تھی - انہوں نے اس امر پر انحصار کیا تھا کہ ڈگری کے رو سے مکان مذکور انکے نان و نفقہ کا ذمہ وار بنایا گیا ہے اور انہوں نے عذر کیا تھا کہ وہ قرقی سے واگذار نہ کیا جانا چاہئے - منصف نے ذیل کا حکم دیا تھا "سائل کے وکیل نے مقدمہ [illegible] بنام ویرال (۱) کا حوالہ دیکر یہ عذر کیا ہے کہ وہ گذارہ جسکی ڈگری مدعیہ کو بخلاف متوفی پدر سائل کے دلائی گئی تھی بطور ایک مواخذہ بر جائداد مشترکہ کے متصور نہیں کیا جاسکتا اور نہ ڈگری بطور ایک ڈگری بخلاف سائل کے متصور کیجا سکتی ہے جو مدیون ڈگری کا پسر اور وارث ہے - ڈگری مذکور ایک ڈگری بخلاف اعلیٰ رکن یا قائم مقام خاندان مشترکہ کے ظاہر نہیں کیگئی - بلحاظ واقعات کے جائداد خاندانی ذمہ وار نہیں قرار دیجا سکتی - مدعیہ کی چارہ جوئی بذریعہ نمبری نالش بخلاف سائل کے ہے - درخواست منظور کیجاتی ہے - جائداد قرقی سے واگذار کیجائیگی"

مدعیہ نے صاحب جج ضلع کے پاس اپیل کیا جنہوں نے یہ قرار دیا کہ "میری رائے میں وہ حکم جسکی نارضی سے اپیل کیا گیا ہے درست ہے - یہ امر صحیح نہیں ہے کہ مکان معروضہ جسکو کہ قرقی سے واگذار کیے جانیکا حکم منصف نے دیا ہے ایسا مکان ہے جسکا کہ حوالہ ڈگری میں دیا گیا ہو - بیان یہ کیا گیا ہے کہ خاندان مذکور کی ملکیت میں اس قسم کے ایک سے زیادہ مکانات ہیں - فیصلہ مدراس ہائیکورٹ متعلقہ منصف ضلع اور مقدمہ [illegible] بنام مدی پیر ... (۲) و ... بنام ... (۳) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈگری بخلاف پدر کا اجرا بخلاف پسر اور جائداد بقبضہ لڑکے کے نہیں کیا جاسکتا"

اسنے اپیل کو خارج کیا -

اس حکم دہمی کی نارضی سے مدعیہ نے اپیل حال بطور ایک اپیل ... نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۰ء کے کیا ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳   (۲) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۵

(۳) " " جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۵

سنہ ۱۹۱۰ء
سناکشی اچی
بنام
چناپا اودایان و
سداسیوا اودایان

سواسامی ایار منجانب اپیلانٹ -

ٹی الیس کرشنا ایار منجانب رسپانڈنٹ (مدعا علیہ نمبر ۵) -

مقدمہ اولاً بغرض سماعت مسٹر اسپیا ایار صاحب وبنسن صاحب جسٹسان کے روبرو پیش ہوا تھا جنہوں نے ذیل کا حکم صادر کیا :-

حکم :- اگر وہ مکان جسکو نیلام کرانیکی استدعا کیگئی ہے ایسی جائیداد ہے جسپر کہ مواخذہ نان ونفقہ بمد ڈگری کے عاید کیا گیا ہے تو جائیداد مذکور ڈگری مذکور کے اجرا میں نیلام کیجا سکتی ہے گو رسپانڈنٹ ڈگری مذکور میں ایک فریق نہ بنایا گیا تھا کیونکہ یہ عذر نہیں کیا جا سکتا کہ قرضہ مذکور یا تو خلاف قانون یا خلاف اخلاق تھا - اور ڈگری مذکور محض ایک ذاتی ڈگری بخلاف صرف باپ کے نہیں ہے جیسے کہ مقدمہ متیا بنام دیا آل (۱) میں تھی بلکہ وہ ایک ڈگری بخلاف قائم مقامان خاندان کے ہے جسکو رو سے بلا واسطہ طور پر ایک مواخذہ پیدا کیا گیا ہے - آخری جزو فیصلہ مقدمہ متیا بنام وبرال (۱) میں یہ قرار دینے کی ایک سند ہے کہ ایسی ڈگری کا اجرا بخلاف پسران مدعا علیہم کے کیا جا سکتا ہے گو وہ واقعی طور پر فریق نہ بنائے گئے ہوں -

لیکن اگر جائیداد پر ڈگری کا مواخذہ عاید ہو تو لڑکا اسی سند کے تابع اس امر کی نسبت اعتراض کر سکتا ہے کہ اس جائیداد کے برخلاف جو اسنے بروئے استحقاق پسماندگی کے حاصل کی ہے اجرا کی کارروائی کیجائے -

صاحب جج ضلع نے درست طور پر یہ قرار نہیں دیا کہ آیا جائیداد قرق کردہ ایسی جائیداد تھی جو کہ ڈگری میں شامل کیگئی تھی اسلئے ہمکو چاہیئے کہ ایک قرارداد اس امر کے متعلق طلب کریں پیشتر از فریقین کس طرف سے لیجانی چاہیئے -

بتعمیل حکم مذکور کے صاحب جج ضلع نے قرارداد ذیل ارسال کی تھی -

قرارداد :- ڈگری کی رو سے (علاوہ دیگر جائیداد کے) "مکان واقعہ موضع تہرو چتمبلام جو خاندان مدعا علیہم کی جدی جائیداد ہے مواخذہ دار بنایا گیا ہے" ایک مکان واقعہ تہرو چتمبلام ڈگریدار (اپیلانٹ) نے اپنی ڈگری کے اجرا میں قرق کرایا تھا - اور دو گواہان اسنے طلب کیے ہیں جنہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ مکان مذکور بروقت صدور ڈگری کے موجود تھا اور کہ مدعا علیہم کے خاندان کی ملکیت میں صرف یہی مکان موضع تہرو چتمبلام میں ہے اسکے خلاف کوئی شہادت موجود نہیں ہے اور رسپانڈنٹ کے وکیل نے یہ بیان کیا ہے کہ اسنے اپنے موکل سے کوئی ہدایات حاصل نہیں کیں بیں اس شہادت پر یہ قرار دیتا ہوں کہ وہ مکان جو اپیلانٹ نے قرق کرایا تھا اور جو منصف ضلع نے قرقی سے واگذار کرایا ہے ایک ایسی جائیداد ہے جو ڈگری میں شامل ہے -

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۸۰ ... ۲۸

سنہ ۱۹۰۱ء
وینکٹا مانڈو
بنام
چنا ماتیا

زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد فی نفسہٖ ایک شرط با تقدم نیلام جائداد مرہونہ کے واسطے نہیں ہے جو باجرائے ایک ڈگری رہن کے عمل میں آئے اور کہ صرف یہ مقدمہ کافی ہو اگر ایک حکم نیلام برطبق درخواست ڈگریدار کے صادر کیا گیا ہو۔ مقدمہ بالو پتر بنام نراین پتر (۱) کا اثر یہ مقدمہ پر مشابہ ہے۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۶ء کو ڈگریدار نے نیلام کی درخواست کی تھی جو منظور کیگئی تھی۔ مقدمہ بھگوان بنام گنو (۲) میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ درخواستہائے زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد درخواستہائے اجرائے ڈگری ہیں۔ مقدمات تارا پرشاد رائے بنام بھو بودیب رائے (۳) و کدارناتھ راوٹ بنام کالی چرن رام (۴) مقدمہ پرلش ناتھ سوز مد بنام راجا دو موز مدار (۵) بیرلینچ ہیں۔ خواہ حکم صادرہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء درست ہو یا غلط وہ اب فریقین پر قابل پابندی ہے۔ ملاحظہ ہو منگل پرشاد ڈچیٹ بنام گرجا کانت لاہری چودہری (۶) [انہیں سندات ذیل کا حوالہ دیا:- نراین ریڈی بنام پاپیا (۷) چنی لال بنام ہرنا مداس (۸) رام کرپال شکل بنام سماۃ روپ کاری (۹) اور انہوں نے یہ عذر کیا کہ مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد کے روسے درخواست حال زائد المیعاد ہے]۔

وی کرشنا سوامی ایار منجانب ریسپانڈنٹ:- درخواست حال واسطے اجرائے کے نہیں ہے اسلئے وہ تابع مد ۱۷۹ کے نہیں ہے وہ ایک درخواست زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائداد واسطے ایک حکم ناطق بغرض نیلام ہے اور ایسی درخواست کے واسطے کوئی میعاد مقرر نہیں ہے۔ ایکٹ انتقال جائداد میں اسکو کہیں جانیکا حکم دیا گیا ہے اسلئے اس عذر کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے کہ وہ ایک درخواست اجرا زیر مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے جس کو کہ مد ۱۷۹ متعلق ہوتی ہے۔ ایکٹ انتقال جائداد ایک مکمل ایکٹ ہے جسکی مصلحت بذاتہٖ جدا ہے اسکی روسے ڈگری برنائے رہن نہ صرف ابتدائی ڈگری متصور کیگئی ہے اور ڈگری ناطق بطور ایک آخری ڈگری کے نیز یہ امر نمونہ

(۱) اپیل بنا راضی حکم اپیل نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۹ء (غیر رپورٹ شدہ):- ۱۴ نومبر ۱۸۹۹ء کو مدار شنٹر ڈ صاحب و بنسن صاحب جسٹسان نے حسب تجویز ذیل صادر کی تھی:- اسمیں شبہ نہیں کہ قبل صدور حکم نیلام ایک حکم ناطق بغرض نیلام موجود ہونا چاہیئے اور اگر اعتراض قبل نیلام کے عمل میں آنیکے کیا جاتا تو وہ کارگر ہوسکتا تھا اور ڈگریدار اس نقص کو رفع کرسکتا تھا مگر صورت حال میں بیندڈگری نے انتظار کیا تھا کہ نیلام کا علم تھا اور انہوں نے وقتی طور پر اسکو ملتوی رکھے جانیکی درخواست کی تھی۔ ان واقعات کی موجودگی میں ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ اسکو ایک ایسے نقص کی وجہ پر اعتراض کرنیکی اجازت دیجانی چاہیئے جسکی وجہ سے اسکو کسی نقصان کا پہونچنا ظاہر نہیں کیا گیا ہمکو سبار ڈینیٹ جج کا حکم منسوخ کرکے منصف ضلع کا حکم معہ خرچہ عدالت ابتدائی و عدالت اپیل تحت بحال کرنا چاہیئے۔

(۲) انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۴ (۳) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۰۰

(۵) ،، ،، کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۲۴ (۶) ،، ،، ،، جلد ۲ صفحہ ۱۸ و بنارس پرسا ئمین اپیلز جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۲

(۷) ،، ،، مدراس جلد ۱۸ صفحہ ۲۳ (۸) ،، ،، الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۲ (۹) ،، ،، ،، جلد ۱ صفحہ ۳ و انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۶۹-

وینکٹا ماشو بنام چھاراتیا

نمبر ۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے ظاہر ہوتا ہے۔ وجہ فیصلہ مقدمہ مساۃ تہیا پرشاد بنام بلدیو سنگھ (۱)
میں یہہ ہے کہ ہر فریق نے نیلام کی نسبت اعتراض کرسکتا تہا ایسا نکیا تہا۔ مقدمہ سبرامنیام چلاپی بنام نرائن
ایانگر (۲) میں جسمیں کہ کوئی حکم ناطق مشعر نیلام صادر نکیا گیا تہا عدالت ہائے زیر دفعہ ۲۰۸ ایکٹ انتقال
جائداد یہ قرار دیا تہا کہ ڈگری ناقابل اجرا ہے اسلئے کہ وہ مطلب کا رروائیات جسکا کہ اجراء ڈگری غرض سے کیجانا
مقصود تہا کالعدم اور غیر موثر تہیں۔ مقدمہ تاما پرشاد رائے بنام ہوبودیب رائے (۳) کی پیروی کیگئی تہی
[مسٹر صاحب جسٹس نے یہ رائے ظاہر کی تہی کہ سند مقدمہ تاما پرشاد رائے بنام ہوبودیب رائے (۳) کی بروئے فیصلہ
مقدمہ بہیو لچند رام بنام نرسنگھ پرشاد مصر (۴) اسکے بہت کم وقعت ہوگئی ہے]۔ ایک جدید تر مقدمہ میلا اپتر
بنام نرائن پتر (۵) میں عدالت نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ در اصل ایک حکم ناطق مشعر نیلام قبل نیلام کا حکم
دیئے جانے کے موجود ہونا چاہیے اور کہ اگر اعتراض منجانب مدیون ڈگری کے مناسب وقت پر کیا جائے
تو وہ کامیاب ہوسکتا ہے۔ مقدمہ راسنی بنام برہارتن (۶) میں سوال یہ تہا کہ آیا استحقاق انفکاک
جاری رہتا یا کہ نا تمامیعاد ہوگیا تہا اور ستوسامی ایار صاحب جسٹس نے انتقال جائداد کی مصلحت
کا ذکر کرکے اسکو مبنی بر قانون انگلستان سمجہا تہا۔ درخواست واسطے حکم ناطق مشعر نیلام کے ہو جبکہ مندرجہ ہے
کہ گو ڈگری میں یہ حکم ہے کہ ایک فریق کامل طور پر ممتنع ہوگا اگر وہ اس تاریخ تک انفکاک کرائے جبکہ
ڈگری میں ذکر ہو جبتک کہ عدالت خود اپنی ڈگری کے روسے یہ قرار دے کہ راہن ادائگی سے قاصر رہا
ہے اور استحقاق انفکاک قطعی طور پر زائل نہیں ہوا مثلاً میعاد ادائگی وسیع کیجاسکتی ہے یا ایک نالش
عدم واسطے انفکاک کے رجوع کیجاسکتی ہے جیسا کہ قرار دیا گیا ہے۔ وہ ڈگری جو زیر دفعہ ۸۶ صادر
کیجاتی ہے محض ایک مشروط ڈگری ہے اور وہ ناطق قرار دیجانی چاہیے [ڈیویس صاحب جسٹس نے یہ رائے
ظاہر کی تہی کہ ایسی صورتیں مشروط ڈگریات کی موجود ہیں جہاں شرط کی تعمیل سے قاصر رہنے پر موثر کیجاتی ہیں
حالانکہ کوئی حکم ناطق انکا صادر نہیں کیا جاتا]۔ وہی رائے مقدمہ کاشی پرشاد بنام شیو سہائے (۷)
میں اختیار کیگئی ہے مگر استدعا کیگئی ہے کہ بعد حکم ناطق کے کوئی اجرا نہیں ہوسکتا [ڈیویس صاحب جسٹس نے ڈگری
زیر دفعہ ۹۲ بذاتہ مکمل ہے۔ عدم ادائگی پر عدالت سے درخواست کیجاتی ہے اور ایک حکم انگو مطابق صادر کیا جاتا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۸ (س) اپیل ثانی اپیل نمبر ۱۵۸ سنہ ۱۸۹۸ء غیر رپورٹ شدہ
(۳) ,, ,, ,, جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۱ و (۴) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۸ صفحہ ۳۵ (۵) اپیل بار فیصلہ اپیل نمبر ۳۳ سنہ ۱۸۹۹ء
گذشتہ صفحہ ۷۹۹ (۶) ,, ,, مدراس جلد ۲۵ صفحہ ۳۶۷ (۷) انڈین لا رپورٹ الہ آباد
جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۶ —

سنہ ۱۹۰۱ء
وینکٹامانرد
بنام
چنا راستیا

وہ بلاشبہ طور پر ایک حکم اجرا ہے]۔ الفاظ "بہ ڈگری ناطق" مندرجہ دفعہ ۹۰ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایکٹ انتقال جائیداد میں "بہ ڈگری نائی سائی" ملحوظ رکھی گئی ہے اور فقرہ مذکور کا استعمال مدراس و کلکتہ میں بجواز پہلی ڈگری کے کیا گیا ہے مگر ایک ڈگری نائی سائی کا اجرا نہیں کیا جا سکتا اسلئے درخواست بعدالت صادر طور پر ایک درخواست اجرا نہیں کہلا سکتی۔ اگرچہ کوئی مجموعہ ضابطہ دیوانی موجود نہیں ہوتا ہم ایکٹ انتقال جائیداد میں کافی احکام ایسی درخواست ماننے کے کئے جانے کی بابت موجود ہیں۔ ابتدائی ڈگریات نالشات تقسیم میں صادر کیجاتی ہیں اور آخری ڈگریات بعد میں مثلاً ملاحظہ ہو کرشنا سامی ایانگر بنام راجگو پالا ایانگر (۱) فیصلہ مقدمہ بھولچند رام بنام نرسنگہ پرشاد سمر (۲) اس وجہ پر قابل غور ہے کہ نیلام بوجہ اسکی بیعنامہ بطلی کے منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ کوئی ایسا عرصہ میعاد مقرر نہیں کیا گیا جسکے کہ اندر ایک حکم ناطق کی درخواست کیجانی چاہیے جیسے کہ پرہیٹ کی درخواست کے واسطے میعاد مقرر نہیں۔

تجویز:۔ ڈگری بنالش ابتدائی نمبر ۴۴ سنہ ۱۸۹۵ء بعدالت منصف ضلع نرساپور صادرہ ۲۱ اگست سنہ ۱۸۹۵ء ایک ڈگری زیر دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جائیداد تھی۔ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو ایرا چنا راستیا رسپانڈنٹ حال (منتقل الیہ ابتدائی ڈگریدار (مدعی)) نے منصف ضلع کے پاس ایک درخواست واسطے وصول حکم بدین مضمون کی تھی کہ ایک اشتہار مطابق دفعات ۲۸۶ و ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جائیداد غیر منقولہ مرہونہ مذکرہ ڈگری کے متعلق جاری کیا جائے اور جائیداد مذکور نیلام کیجائے۔ ۱۶ اکتوبر کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ نوٹس جاری کیا جائے اور اُسی ماہ کی ۳۰ تاریخ کو نوٹس کا حکم جاری کیا گیا تھا۔ "کوئی مخالفت نہیں کی گئی درخواست منظور کیجاتی ہے اشتہار جاری کرنیکا بہتا داخل کیا جائے"۔ ۱۹ دسمبر کو درخواست اجرا خارج کی گئی تھی کیونکہ کوئی بہتا داخل نکیا گیا تھا۔ ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو ایک اور درخواست اجرا کی گئی تھی مگر اُس تاریخ کے بعد کوئی مزید کارروائی اجرا ۲۰ نومبر ۱۸۹۹ء تاریخ ادخال درخواست حال تک نہیں کی گئی تھی۔ گو درخواست میں یہ بیان نہیں کیا گیا تاہم اسمیں کچھ شبہ معلوم نہیں ہوتا کہ درخواست حال کے زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائیداد کئے جانے کا منشا ہے جسکے رو سے حکم ناطق بغرض نیلام جائیداد مرہونہ کی استدعا کی گئی تھی۔ منصف ضلع نے یہ قرار دیا تھا کہ درخواست حال زائد المیعاد ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۷
(۲) " " کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۷

سنہ ۱۹۰۱ء
ویکٹا راؤ
بنام
چنار امیا

کیونکہ تین سال سے زیادہ عرصہ مابین درخواست ۱۰ اکتوبر سنہ ۹۶ء اور درخواست حال کے گذر چکا ہے۔ مگر صاحب جج ضلع نے اسکو حکم کو یہ تعبیر قرار دا منسوخ کیا ہے کہ کوئی میعاد درخواستہائے زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائیداد کے واسطے مقرر نہیں ہے۔

ہماری یہ رائے ہے کہ حکم جج ضلع کا حکم بحال نہیں رکہا جا سکتا کیونکہ ہماری رائے میں ریسپانڈنٹ زیر انتقال ایکٹ گریدار مجاز نہیں ہے کہ ایک درخواست زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائیداد کرے۔ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ آیا ایسی درخواستہائے کے کیجانیکے واسطے کوئی میعاد مقرر کیگئی ہے۔ اس درخواست ۳۰ ستمبر سنہ ۹۶ء میں ریسپانڈنٹ نے نیلام جائیداد مرہونہ کی استدعا کی تہی اور ایک حکم مطابق اسکی استدعا کے صادر کیا گیا تہا ممکن ہوسکتا ہے کہ یہ حکم بضابطہ نہ ہو اور کہ منصف ضلع کو چاہیے تہا کہ ریسپانڈنٹ کو قبل مزید کارروائی کرنیکے یہ ہدایت کرتا کہ درخواست زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائیداد واسطے حصول حکم ناطق بغرض نیلام کے کرے۔ مگر اجرا کا حکم منصف ضلع نے نہیں ہے باضابطہ حکم زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائیداد کے پہلے سے صادر کئے جانیکے دیا تہا۔ ریسپانڈنٹ حکم [illegible] ایک فریق تہا اور وہ اُسپر قابل پابندی ہے اسلئے وہ اب یہ عذر کرنے سے ممتنع ہے کہ وہ صادر [illegible] تہا۔ ۱۰ اکتوبر سنہ ۹۶ء کا حکم جو بیت [illegible] درخواست پر صادر کیا گیا تہا ایک حکم ناطق [illegible] ایک حکم مشعر ہدایت مزید کارروائیات اجرا متصور کیا جانا چاہیئے۔ پس ریسپانڈنٹ مجاز نہیں ہے کہ ایک حکم زیر دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جائیداد کی درخواست کرے اسلئے اسکی موجودہ درخواست ایک عام درخواست اجرا سے زیادہ تر با وقعت نہ سمجھی جانی چاہیئے اسلئے وہ زائد المیعاد ہے کیونکہ وہ آخری مشابہ درخواست کی تاریخ سے زائد از عرصہ تین سال بعد کیگئی ہے۔
ہم صاحب جج ضلع کے حکم کو منسوخ کرکے منصف ضلع کا حکم مشعر نامنظوری درخواست حال معہ کل خرچہ کے بحال رہنے دیا۔

12 3 11 95

تمام شد

انڈین لا رپورٹس مدراس جلد ۲۴ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

باہتمام لالہ ... گفت رائے
مطبوعہ جنرل ایجنسی پریس امرتسر